جلد 6/6

بیان الامامت

ترجمہ و تشریح

نہج البلاغہ

امیر المومنین

علی ابن ابیطالب

علیہما السلام

خُطبات (221 - 242)

خطوط ، ملفوظات

تردید و تائید و تصدیق ، مکمل فہرست

الفقیہ الحکیم السید محمد احسن زیدی (مجتہد)

ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس

جلد 6/6

مکاتب البیان

(بیان الامامت)

ترجمہ و تشریح

نہج البلاغہ

امیر المومنین

علی ابن ابی طالب

علیہما السلام

خُطبات (221 - 242)

خطوط ، ملفوظات

تردیدو تائید و تصدیق ، مکمل فہرست

الفقیہ الحکیم السید محمد احسن زیدی (مجتہد)

ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس

جُملہ حقوق بحق مُصنف محفوظ

نامِ کتاب	:	بیان الامامۃ (ترجمہ و تشریح نہج البلاغۃ)
مترجم	:	الفقیہ الحکیم السید محمد احسن زیدی (مجتہد ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس
جلد	:	ششم
طبع	:	دوم
سنِ اشاعت	:	2018
تعداد	:	500
قیمت	:	

****

نمبرشمار	خطبہ نمبر: (محمداحسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفرحسین	عنوان	صفحہ نمبر
1	221	220	226	مرتضویؑ بیعت پرخوشی ومسرت کے ہنگامے۔	3595
2	222	221	227	تقویٰ کا نتیجہ۔ نیک اعمال بجالانے کے مواقع۔ موت کیسا مدمقابل ہے؟۔	3599
3	223	222	228	رسوؐل کی شان میں ''ذی قار'' نام کے ایک گاؤں کے پاس یہ خطبہ ارشادفرمایا تھا۔جب کہ آپؑ بصرہ جارہے تھے علامہ واقدی نے اپنی کتاب الجمل میں خطبہ کونقل کیا ہے۔	3604
4	224	223	229	عبداللہ ابن زَمَعہ کوطلبِ مال پرجواب دیاہے۔حق داروں کے سواکسی کوکچھ نہ دیا جائے گا۔	3607
5	225	224	230	زبان وقلب ودماغ کاتعلق۔	3608
6	226	225	231	ایک نہایت اہم حقیقت کاانکشاف۔ انسانی صورت وشکل اور سیرتوں کے اختلاف کا بنیادی سبب جس سے عدلِ خداوندی برقرار رہتا ہے۔	3610
7	227	226	232	میت کے غسل کے وقت رسوؐل سے باتیں۔ آپؐ کی وفات پرنبوت اورآسمانی خبریں منقطع ہوگئیں ۔	3612
8	228	227	183	صفاتِ خداوندی۔ رسوؐل اللہ کاذکر۔ چیونٹی کی ساخت۔ دیگرمخلوقات۔	3621
9	229	228	184	صفاتِ خداوندی اورتوحید پرایک شاہکارخطبہ ماناجاتارہاہے۔	3631
10	230	229	185	ایسے حضراتؑ جن پراپنے والدینؑ کوقربان کرنے کی تمنا کی ہے۔	3645
11	231	230	186	اللہ کےاحسانات اوررحیمانہ سلوک یاددلاکرمسلمانوں سے نیک اعمال کی اپیل کی ہے۔	3650
12	232	231	187	چیلنج!پوری کائنات میں سے جوچاہودریافت کرلو۔ زمین سے زیادہ سماوات کے حالات وتفصیلات اورراستوں سے واقف۔	3655

نمبرشمار	خطبہ نمبر: (محمداحسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفرحسین	عنوان	صفحہ نمبر
13	233	232	188	حمدوثنا کرنے کا ایک سبب۔ قریش کا محمدؐ کو ناکام کرنے پر اجماع، اتفاق واتحاد کرنا۔	3661
14	234	233	189	نظام مشاورت اور ملاؤں سے تبرا۔ مخالفین کو ہمنوا بنانے کی تاکید۔ تقویٰ پر زور اور تاکید۔	3667
15	235	234	190	شیطان کی مذمت خاص طور سے اور قریش کی مذمت عام طور پر کی گئی ہے۔	3675
16	236	236	233	(مظلوم ترین خطبہ) ظالم کون ہے؟	3712
17	237	237	234	لوگوں کو نیک بنانے کے لئے نرم نرم، پیاری پیاری باتیں۔ عمل کرنے کے مواقع اور مقاصد۔	3717
18	238	239	236	اہلؑ بیت علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔ وہ اسلام کے ستون اور سہاراا ور مسلمانوں کی جائے پناہ ہیں۔ ان کی وجہ سے حق اپنے صحیح مقام پر پلٹ آیا تھا۔ مسلمانوں نے دوبارہ باطل کو اختیار کرلیا تھا۔	3719
19	239	178	177	محمدؐ وعلیؑ فاطمہؑ اور حسنینؑ و دیگر آئمہؑ نے دیکھ بھال کر اللہ کی عبادت کی ہے	3722
20	240	-	-	حرف ''اَلف'' غائب ہے مگر خطبے کی روانی اور شان حسبِ معمول برقرار ہے۔	3726
21	241	-	-	میں کون ہوں؟	3741
22	242	-	-	میں وہ شخص ہوں کہ میرے پاس غیب کی کنجیاں ہیں	3751

☆☆☆☆☆

نمبر	خط نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	تمہید	چند باتیں بطورِ یاددھانی	3779
1	خط	مدینہ سے بصرہ جاتے ہوئے اہل کوفہ کو لکھا	3783
2	خط	بصرہ کی فتح پر اہل کوفہ کو مبارکباد	3787
3	خط	قاضی شریح کو مکان کی خرید وفروخت پر رسید و بیعنامہ لکھنے کا طریقہ سکھایا	3788
4	خط	بصرہ کے گورنر حضرت عثمان بن حنیف کے نام	3791
5	خط	آذر بائجان کے گورنر اشعث بن قیس کے نام	3793
6	خط	معاویہ کے نام	3796
7	خط	معاویہ کو جواب میں سبق آموز ریمارکس	3800
8	خط	جریر بن عبداللہ بجلی کے نام	3802
9	خط	معاویہ کے نام	3803
10	خط	معاویہ کے نام	3807
11	خط	لشکر کو ہدایات	3809
12	خط	اپنی فوج کے ایڈوانس گارڈ معقل بن قیس کو ہدایات	3811
13	خط	اپنی فوج کے دو سرداروں کے نام	3812
14	خط	صفین میں دشمن کی ملاقات سے پہلے پہلے اپنی فوج کو ہدایات	3813
15	شکوہ	دشمن کے سامنے آنے پر اللہ سے دشمن کا شکوہ	3819
16	خط	جنگ کے وقت علی علیہ السلام اپنے صحابہ سے فرمایا کرتے تھے	3820
17	خط	معاویہ کو جواب میں لکھا	3821
18	خط	عبداللہ ابن عباس کے نام جب وہ بصرہ کا گورنر تھا	3827
19	خط	آپؑ کے بعض گورنروں کے نام	3828
20	خط	زیاد ابن ابیہ کے نام جسے عبداللہ ابن عباس نے اپنا خلیفہ بنا رکھا تھا	3829
21	خط	دوبارہ اُسی کے نام	3829
22	خط	عبداللہ ابن عباس کو لکھا گیا	3841
23	وصیت	جب ابن ملجم ملعون نے آپؑ کے سر مبارک پر تلوار ماری تو آپؑ کی وصیت	3842

نمبر	خط نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
24	وصیت	آپ کے اموال پر عمل درآمد کے متعلق وصیت	3844
25	وصیت	صدقات وزکوٰۃ کے وصول کرنے والوں کے لئے	3846
26	خط	اپنے گورنروں میں سے بعض کے نام جنہیں صدقات وصول کرنے پر تعینات کیا ہوا تھا	3851
27	معاھدہ	ابوبکر کے بیٹے محمد رضی اللہ عنہ سے گورنری کا عہد لینا	3852
28	خط	معاویہ کے جواب میں لکھا گیا	3856
29	خط	بصرہ والوں کے نام	3865
30	خط	معاویہ کے نام	3866
31	وصیت	جناب حسنؑ ابن علی علیہما السلام کے لئے جو صفین سے واپس آتے ہوئے تحریر فرمائی	3868
32	خط	معاویہ کے نام	3896
33	خط	عباس کے بیٹے قثم کے نام جو کہ علی علیہ السلام کی طرف سے مکہ کا گورنر تھا	3904
34	خط	محمد بن ابی بکر کے نام	3905
35	خط	عبداللہ ابن عباس کے نام مصر میں محمد بن ابی بکر کے قتل کے بعد	3908
36	خط	اپنے بھائی عقیلؑ ابن ابی طالبؑ کے جواب میں	3914
37	خط	معاویہ کے نام	3916
38	خط	اھل مصر کے نام جب ان پر مالک اشتر کو حاکم بنایا	3919
39	خط	عمرو ابن العاص کے نام	3921
40	خط	ایک گورنر کے نام	3924
41	خط	بعض گورنر کے نام	3925
42	خط	جناب عمر ابن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ مخزومی بحرین کے گورنر کے نام	3928
43	خط	صوبہ اردشیر خرہ کے گورنر مصقلہ بن ھبیرہ شیبانی کے نام	3929
44	خط	زیاد ابن ابیہ کے نام	3930
45	خط	جناب عثمان ابن حنیف کے نام	3931
46	خط	اپنے گورنر کے نام	3940
47	وصیت	امام حسن وحسین علیہما السلام کو وصیت	3941

نمبر	خط نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
48	خط	معاویہ کے نام	3944
49	خط	معاویہ کے نام	3945
50	خط	اپنی فوج کے حکمرانوں کے نام	3946
51	خط	خراج وصول کرنے والے گورنروں کے نام	3948
52	خط	شہروں کے حکمرانوں کے نام	3950
53	عہد	مالک اشترنخعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے	3954
54	خط	عمران ابن حصین کے ہاتھ طلحہ وزبیر کے لئے	3993
55	خط	معاویہ کے نام	3994
56	خط	شریح ابن ھانی کے نام	3996
57	خط	اہل کوفہ کے نام	3997
58	خط	جنگ صفین کی تفصیلات سے مطلع کرنے کے لئے مختلف شہروں کے لوگوں کے نام	3998
59	خط	اسود بن قطبیہ حلوان کی فوج کے سردار کے نام	4000
60	خط	ان گورنروں کے نام جن کا علاقہ گذرتی ہوئی فوجوں کے راستے میں پڑتا ہو	4001
61	خط	کمیل ابن زیاد نخعی کے نام	4002
62	خط	اہل مصر کے نام	4003
63	خط	ابوموسیٰ اشعری کے نام	4008
64	خط	معاویہ کے جواب میں	4009
65	خط	معاویہ کے نام	4013
66	خط	عبداللہ ابن عباس	4016
67	خط	عباس کے بیٹے قثم کے نام	4017
68	خط	سلمان فارسی کے نام	4018
69	خط	حارث ھمدانی رضی اللہ عنہ کے نام	4019
70	خط	سہل ابن حنیف انصاری کے نام	4023
71	خط	منذر ابن جارود العبدی کے نام	4024

نمبر	خط نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
72	خط	عبداللہ ابن عباس کے نام	4026
73	خط	معاویہ کے نام	4028
74	معاھدہ	قبیلہ ربیعہ اور حل یمن کے مابین	4030
75	خط	معاویہ کے نام	4031
76	وصیت	عبداللہ ابن عباس کے نام	4032
77	وصیت	عبداللہ ابن عباس کے نام	4032
78	خط	ابوموسیٰ کے جواب میں	4033
79	خط	اپنی ظاہری خلافت کے فوجی سرداروں کے نام	4036

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	فتنہ سازوں سے تحفظ---	4038
2	ذلت اور رسوائی سے تحفظ	4038
3	کنجوسی، بزدلی، ناداری---	4038
4	سب سے اچھا ساتھی---	4039
5	رازداری، خوشروئی----	4039
6	خود بینی وخود پسندی	4039
7	چربی گوشت اور ھڈی	4039
8	دنیا کا اچھا اور بُرا سلوک	4039
9	لوگوں سے برتاؤ؟	4040
10	دشمن پر غلبہ----	4040
11	دوستوں کے معاملہ میں	4040
12	وہ مومنین جو نہ حق کے----	4040
13	ناشکری	4040
14	قریبی رشتہ داروں کا چھوٹنا	4040
15	فتنہ میں مبتلا ہر شخص----	4040
16	تقدیر	4041
17	خضاب	4041
18	تمناؤں کے پیچھے دوڑنا	4041
19	بامروّت انسان	4041
20	غلط مرعوبیت	4041
21	حق خلافت	4041
22	عملی تیز روی	4042
23	نعمتوں کی فراوانی	4042
24	گناہان کبیرہ کا کفارہ	4042
25	انسانی چہرہ	4042
26	معمولی بیماری	4042
27	پارسائی	4042
28	موت	4042
29	اللہ کی ستاری	4042
30	ایمان وکفر کی تفصیل	4043
31	نیکی وبُرائی سے بڑھ کر	4045
32	سخاوت	4045
33	سب سے اچھا بے نیاز	4045
34	ناگوار باتیں	4045
35	آرزوؤں کا طول	4045
36	بادشاہوں کی غلط تعظیم	4046
37	امام حسنؑ کو نصیحت	4046
38	فرائض میں حارج----	4047
39	زبان	4047
40	بیماری کا اجر	4047
41	خباب بن ارت کی مدح	4047
42	مومن اور منافق	4048
43	اللہ کے نزدیک----	4048
44	انسانی ہمت----	4048
45	کامیابی اور حادثہ کی جانچ	4048
46	بھوکے شریف اور----	4048
47	دلبری	4049
48	عزت	4049

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
49	سب سے زیادہ قابل تعریف	4049
50	حقیقی سخاوت	4049
51	عقل و ادب	4049
52	صبر کی متضاد قسمیں	4049
53	ایسی چیزیں جو مسافرت کو۔۔	4049
54	قناعت	4050
55	خواہشات بھڑکانے والی چیز	4050
56	نذیر، بشیر	4050
57	زبان	4050
58	بچھو	4050
59	سلام	4050
60	سفارش	4050
61	سوار	4050
62	دوستوں کا نہ ہونا	4050
63	ناکامی	4050
64	خالی ہاتھ لوٹانا	4051
65	پارسائی اور شکر	4051
66	ارادہ	4051
67	جاھل	4051
68	عقل	4051
69	زمانہ	4051
70	لوگوں کا راہنما	4051
71	سانس	4052
72	ہر قابل شمار چیز	4052
73	مشکوک	4052
74	دنیا کو تین طلاقیں	4052
75	تقدیر، جبر اور قدر	4053
76	حکمت منافق میں بھی ہوتی	4054
77	حکمت مومن کی اپنی چیز	4054
78	ہر آدمی کی قیمت	4054
79	پانچ ایسی چیزیں	4054
80	آپؐ کا مقام	4054
81	تلوار سے نیکوں کی نسل	4055
82	لاعلمی	4055
83	بڑے بوڑھوں کی رائے	4055
84	استغفار	4055
85	عذاب	4055
86	دنیا اور آخرت	4056
87	ایک دینی دانشور	4056
88	علم اپنی اثر انگیزی۔۔۔۔	4056
89	دلوں سے مسلسل۔۔۔۔	4056
90	گمراہ کن فتنوں سے پناہ	4056
91	خیر کے معنی؟	4057
92	نبیوںؑ سے قربت؟	4058
93	اھل یقین کا سونا	4058
94	روایات گھڑنے والے	4058
95	انا اللہ وانا الیہ راجعون	4058
96	اپنے سامنے مدح۔۔۔۔	4059

نمبرشمار	عنوان	صفحہ نمبر
97	حاجت روائی	4059
98	ہیجڑوں، کنیزوں اور۔۔۔	4059
99	علیؑ کا لباس	4059
100	دنیا اور آخرت	4060
101	قابل مبارک باد لوگ	4060
102	فرائض و حدود	4061
103	دینی قربانی	4061
104	عالم کی جہالت	4061
105	دل پر اثر انداز باتیں	4061
106	سہارا	4062
107	دینی حکمران	4062
108	پہاڑ جتنا کلیجہ	4062
109	اٹھارہ بہترین چیزیں	4063
110	بدظنی اور حسن ظنی	4063
111	مزاج پرسی کا جواب	4064
112	اللہ کی ٹھنڈی مار	4064
113	وہ مقام جہاں دوست۔۔۔	4064
114	افسوس و ملال کا سبب	4064
115	سانپ سے پیار	4064
116	قریشی قوم	4065
117	دو قسم کے اعمال و خمیازہ	4065
118	جنازوں پر ہنسنا	4065
119	عورتوں کا عورت سے غیرت	4066
120	اسلام کا دوسرا نام	4066

نمبرشمار	عنوان	صفحہ نمبر
121	بخیل اور منکر خداوندی	4066
122	اعمال میں کوتاہی	4067
123	سردی سے بچنے کا طریقہ؟	4067
124	خالق کی عظمت	4067
125	اہل قبرستان سے باتیں	4068
126	دنیا کی جھوٹی مذمت	4068
127	فرشتہ کا روزانہ پکارنا	4070
128	گذرگاہِ حیات	4070
129	صحیح دوست	4070
130	چار اہم چیزیں	4071
131	نماز، حج، زکوٰۃ اور جہاد	4071
132	رزق نازل کرانا	4072
133	مدضرورت کے لحاظ سے	4072
134	میانہ روی	4072
135	بچوں کا کم ہونا	4072
136	نازل ہونے والا صبر	4072
137	روزہ اور تہجد	4072
138	ایمان کی اساس	4072
139	علوم خداوندی کے حامل	4073
140	انسانوں کے عیب اور ہنر	4075
141	جو خود کو نہیں پہچانتا	4075
142	نصیحتیں	4075
143	انجام سب کے لئے	4078
144	ہر آنے والا۔۔۔	4078

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
145	صبر	4078
146	کسی گروہ کا شریک کار	4078
147	معاہدوں کی ذمہ داری	4078
148	مقدس ہستیؑ	4078
149	حواس خمسہ	4078
150	ڈانٹ ڈپٹ	4078
151	کن اشخاص کو بُرا۔۔۔	4079
152	خودرائی کی مذمت	4079
153	رازداری	4079
154	بڑی موت	4079
155	غاصب	4079
156	مخلوق کیلئے خالق کی۔۔۔	4079
157	اپنے حق میں تاخیر	4079
158	خودپسندی	4079
159	رنگ رلیاں	4079
160	روشن صبح	4079
161	گناہوں کا چھوڑنا	4080
162	ایسی چیز نہ کھاؤ	4080
163	مبلغ علم کی کمی	4080
164	رایوں میں اختلاف	4080
165	اللہ کیلئے تیغ بکف رہنا	4080
166	خدشات میں کودنا	4080
167	سینہ کو کشادہ رکھنا	4080
168	صحیح بدلہ	4080
169	اپنا سینہ صاف کرلو	4080
170	بات پر اڑ جانا	4080
171	لالچ	4080
172	کوتاہی اور پختہ ارادہ	4081
173	مفید وحکیمانہ بات	4081
174	عورتوں میں اختلاف	4081
175	حق میں شبہ	4081
176	جھوٹ سے پاک	4081
177	ظلم کی ابتدا کرنے والا	4081
178	حق کے کھلے طرفدار	4081
179	کوچ کا نقارہ	4081
180	صبر و بے قراری	4081
181	خلافت کا حق	4082
182	انسانوں کی دنیا میں گزر بسر	4082
183	ایک وقت کی خوراک	4082
184	دلوں سے کام لینے کا طریقہ	4083
185	غصہ کو ٹھنڈا کرنا	4083
186	کنجوسی	4083
187	جو مال نصیحت اور سبق دے	4083
188	دلوں کی تھکن	4083
189	حق بات کو باطل کے منصوبہ کے لئے	4083
190	بازاری لوگ	4084
191	قابل ملامت چہرے	4084
192	دو محافظ فرشتے	4084

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
193	شرکت کا عقیدہ	4084
194	اللہ اور موت سے خبردار	4085
195	کسی کی ناقدری پر نیک سلوک	4085
196	ظرف علم کبھی تنگ نہیں ہوتا	4085
197	بردباری کا اولین نتیجہ	4085
198	حقیقی بُردبار	4085
199	اپنا محاسبہ	4086
200	دنیا کا تدریجی رویہ	4086
201	تقیہ	4086
202	چندصفات اور عادات	4087
203	عقل خود پسندی کی دشمن	4087
204	خوش رہنے کی ترکیب	4087
205	ایمان کی تعریب	4087
206	نرم لکڑی والے درخت	4087
207	رائے اور مخالف	4088
208	عہدہ اور مرتبہ	4088
209	حالات کا تقاضہ	4088
210	حسد	4088
211	لالچ اور طمع	4088
212	اعتماد	4088
213	آخرت کے لئے ظلم	4088
214	چشم پوشی	4088
215	شرم وحیا کا لباس	4088
216	چندصفات حسنہ کا نتیجہ	4088
217	حسد کرنے والوں کی حماقت	4089
218	لالچ	4089
219	دنیا کی زندگی	4089
220	قناعت اور خوش اخلاقی	4089
221	پاکیزہ زندگی	4090
222	خوش نصیبی	4090
223	عدل اور احسان	4090
224	عاجز اور چھوٹے ہاتھ	4090
225	جنگ	4090
226	خصلتیں	4090
227	عقل مند کی شناخت	4091
228	دنیا مع اپنے ساز وسامان	4091
229	عبادتیں	4091
230	شر	4091
231	سستی وکاہلی اور چغل خوری	4091
232	ایک عضبی پتھر	4092
233	مظلوم کے بدلے کا دن	4092
234	تقویٰ	4092
235	جوابات کی کثرت	4092
236	ہر نعمت پر اللہ کا حق	4092
237	ناداری وحرس وہوس	4092
238	نعمتوں کو برقرار رکھنا	4092
239	جذبہ کرم	4092
240	اچھے خیالات	4092

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
241	ناگواری کے باوجود عمل	4093
242	ارادوں کا پورا نہ ہونا	4093
243	دنیا کی تلخیاں	4093
244	واجباتِ دین کا مقصد	4093
245	ظالم سے حلف لینا	4094
246	اپنی ذات کا وصی	4094
247	غصہ پاگل پن کی قسم	4094
248	صحت مند آدمی	4094
249	غداروں، جھوٹوں ۔۔۔	4094
250	مومنین کی مصیبت	4095
251	تنگ دستی سے نکلنے کا طریقہ	4095
252	مہلت	4095
253	نورِ محمدیؐ کا ظہور و غلبہ	4095
254	جناب صعصعہؓ کی مدح	4095
255	خصومت	4095
256	لڑکیوں کا رشتہ	4096
257	ایمان کا نورانی شعلہ	4096
258	مہاجنوں کے مشکوک کھاتے	4096
259	جنگی مہمات میں جنسی خواہش	4096
260	یقین کے ساتھ کامیابی	4096
261	رسولؐ اللہ مسلمانوں کی پناہ گاہ	4096
262	حضرت علیؑ، حکمران یا رعیت؟	4096
263	طلحہ و زبیر	4097
264	بادشاہ کا مصاحب	4097

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
265	دوسروں کے پس ماندگان؟	4098
266	دانشوران قوم کے فیصلے	4098
267	اپنے بیانات کو یاد رکھنا	4098
268	رزق کے تفکرات	4098
269	محبت اور عداوت	4098
270	دنیا کے لئے کام کرنے والے	4099
271	کعبہ کے زیورات	4099
272	اللہ کا مال	4100
273	پہلی خلافتوں کی جاری کردہ۔۔	4100
274	اللہ کے فیصلوں پر قائم رہنا	4100
275	علم و یقین	4101
276	طمع اور آرزوئیں	4101
277	اللہ سے پناہ؟	4102
278	حضرت قائمؑ قیامۃ	4102
279	کام پابندی کے ساتھ	4102
280	نوافل و سنتیں و فرائض	4102
281	مسافت کو یاد رکھنا	4102
282	دیکھنے کا ذریعہ؟	4102
283	نصیحت کے لئے غفلت پردہ	4103
284	عالم کہلانے والے	4103
285	علم ہو تو عذرات ختم	4103
286	نہ جلدی پسند نہ تاخیر اچھی	4103
287	سوچ سمجھ کر خیر باد	4103
288	مقدرات کے چکر	4103

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
289	پستی وعلم کا منقطع ہو جانا	4103
290	علیؑ کا بھائی	4104
291	اللہ کی نافرمانی	4105
292	تعزیت و پرسہ کا طریقہ	4105
293	رسولؐ اللہ سے خطاب	4105
294	احمق کی صحبت	4106
295	مشرق ومغرب کا فاصلہ	4106
296	دوستوں اور دشمنوں کا مقام	4106
297	اپنے سینے سے نیزہ۔۔	4106
298	نصیحتوں کی بہتات	4106
299	قاصد کا کام؟	4106
300	جھگڑا	4107
301	گناہ کے بعد عافیت طلبی	4107
302	رزق وحساب	4107
303	اللہ سے ہوشیار	4107
304	فقیر اور مسکین	4107
305	اپنی ماں سے محبت	4107
306	غیور شخص	4108
307	موت اچھا محافظ	4108
308	نیند کا مال کے ساتھ تعلق	4108
309	مودۃ	4108
310	مومنین کی زبان	4108
311	ایمان کی تصدیق	4108
312	انس بن مالک کا جزام	4108

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
313	دلوں سے کام لینا	4109
314	قرآن کی پوزیشن	4109
315	سنگ اندازی کا تدارک	4109
316	منشی کو ہدایات	4109
317	علیؑ مومنین کے حکمران	4109
318	خلافت پر اختلاف	4109
319	علیؑ کی فتح	4110
320	تنگ دستی	4110
321	سوال کا طریقہ	4110
322	امامؑ مختار ہیں	4110
323	قوم کے بزرگ	4111
324	خارجیوں کے باغی ہونے کی وجہ	4111
325	محمد بن ابی بکر کے قتل کی اطلاع	4111
326	انسانی عذرات	4112
327	شر کے ذریعہ غلبہ مغلوبیت ہے	4112
328	غربت وافلاس کے ذمہ دار	4112
329	نافرمانی پر صحیح عذرات	4112
330	گناہ سے بچنا	4112
331	دانشوروں کے لئے اطاعت	4112
332	حاکم اور سزا کا مجاز	4112
333	زمین پر اللہ کا سائبان؟	4113
334	مومن کی بہترین صفات	4113
335	زاہد و پارسا اور حقیقی غنی	4113
336	وعدہ آزادی چھین لیتا ہے	4114

نمبرشمار	عنوان	صفحہ نمبر
337	موت اوراس کا سفر	4114
338	مال میں حصہ دار	4114
339	بلاعمل دعائیں اورتسبیحات؟	4114
340	امت اوراس کے علما؟	4114
341	افلاس کی مذمت	4114
342	پارسائی اورشکرزینت ہیں	4114
343	عدل کا دن	4114
344	اہل قریش	4115
345	عمومی ہدایات	4115
346	عصمت کی ایک صورت؟	4116
347	بھیک مانگنے کا نتیجہ	4116
348	حمدوثنااورخوشامدوچاپلوسی	4116
349	سب سے بڑاوسخت گناہ	4116
350	شریفانہ وبدمعاشانہ زندگی	4116
351	ظالم کی علامتیں	4117
352	سختیوں اور بلاؤں کا زوال	4117
353	اہل وعیال سے سلوک	4117
354	سب سے بڑاعیب کیا ہے	4117
355	مبارک باد دینے کا طریقہ	4117
356	بلندعمارتیں	4118
357	راہیں بند ہوجائیں تورزق کا راستہ	4118
358	میت پرپُرسہ	4118
359	خوشحالی ونعمتوں کی فراوانی	4118
360	نفس پروری	4119
361	ہربات کا اچھا پہلو	4119
362	دعاقبول ہونے کا طریقہ	4119
363	لڑائی جھگڑے؟	4119
364	جلدی اورتاخیر؟	4119
365	انہوں اورفرضی باتیں؟	4120
366	تفکرواعتبارسے استفادہ	4120
367	علم وعمل ساتھ ساتھ	4120
368	دنیاداروں کے لئے ہدایات	4120
369	ثواب وعذاب؟	4121
370	قریش کی اسکیم	4121
371	ہرخطبہ سے پہلے تنبیہ	4122
372	اسلام وچندمتعلقہ صفات	4122
373	علم وعالم	4123
374	ظلم وجبرپرعمل	4124
375	بُرے کاموں کودیکھنا؟	4124
376	جہاد	4125
377	حق وباطل کی بات	4125
378	اس امت کے دواشخاص	4125
379	کنجوسی	4126
380	رزق کی دوقسمیں	4126
381	گزرنے والے حالات	4126
382	بولنے میں ذمہ داری	4127
383	جوکچھ جانتے ہومحفوظ رکھو	4127
384	قوت وکمزوری	4127

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
385	غلط عمل جہالت ہے	4127
386	دنیا کی حقارت پر دلیل	4127
387	عمل اور نسب	4128
388	جوئیندہ یابندہ	4128
389	اچھائی اور بُرائی کی شناخت	4128
390	فاقہ اور دیگر بلائیں	4128
391	مومن کی تین خاص ساعتیں	4128
392	دنیا میں بے رغبتی	4129
393	منہ سے نکلنے والی بات	4129
394	ہلکی پھلکی خوشبو	4129
395	فخر و کبر کو راہ سے ہٹاؤ	4129
396	دنیا میں سرسری طریق کار؟	4129
397	ایک بات جنگ کا چیلنج	4129
398	قناعت	4129
399	عزت برقرار رکھنا لازم	4130
400	باپ بیٹے کے واجب حقوق	4130
401	لوگوں سے ہم رنگ رہنا	4130
402	بیرونی اثرات انسانی حالات	4130
403	متضاد خواہشیں تدابیر کی دشمن	4131
404	چھوٹا منہ بڑی بات	4131
405	لاحول ولاقوۃ کے معنی	4131
406	دینی لباس کی آڑ میں؟	4131
407	عقل انسان کو کیوں دی؟	4132
408	فقراء کا اغنیاء کے ساتھ ملنا؟	4132

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
409	حق سے ٹکرانے والا؟	4132
410	دل بصارت کے لئے کتاب	4132
411	تقویٰ	4132
412	بردباری	4132
413	ہدایت اور زبان	4132
414	ادب اور تہذیب؟	4132
415	جواں مردوں کی طرح صبر؟	4132
416	عقل؟	4133
417	مرنے والے پر صبر؟	4133
418	دنیا والوں پر چند جملے؟	4133
419	سامان پس ماندگان کے لئے؟	4133
420	پس ماندگان کے لئے ذخیرہ؟	4134
421	استغفار کیسے کیا جائے؟	4134
422	اولادِ آدمؑ کی بے چارگی	4135
423	نظارہ حسن	4135
424	نیکی اور بھلائی کی اہمیت	4136
425	اصلاح	4136
426	حلم و عقل سے فائدہ	4136
427	نعمتوں کا سخاوت سے تعلق	4137
428	دولت اور صحت	4137
429	اپنی حاجت کا شکوہ	4137
430	عید کب اور کس کیلئے	4137
431	نافرمانی سے حاصل مال؟	4137
432	گھاٹے میں رہنے والا	4138

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
433	رزق کی قسمیں	4138
434	اولیاءاللہ کا طرزِ حیات؟	4138
435	لذتوں کا خاتمہ	4139
436	لازم وملزوم	4139
437	لطف وکرم کے حق دار؟	4139
438	عدل وسخاوت	4139
439	سب سے اچھا شہر؟	4139
440	زہد کے معنی قرآن سے	4140
441	عمل پیہم کی ستائش	4140
442	آلاتِ موسیقی؟	4140
443	دن کا سونا؟	4040
444	صفات کی تلاش وبیداری	4140
445	تجارت کے لئے فقہ لازم	4140
446	مالک اشتر کا صدمہ	4140
447	چھوٹی مصیبت	4141
448	ذاتی وقار	4141
449	حقوق کی ادائیگی	4141
450	مذاق اُڑانا	4141
451	آنے والے کو ٹھکراؤ نہیں	4141
452	زبیر کی اہل بیتؑ سے دوری	4141
453	آدمی کا سامانِ فخر؟	4141
454	سب سے بڑا شاعر کون؟	4142
455	انسانی جان کی قیمت؟	4142
456	ایمان کی تین علامتیں؟	4142
457	دو مستقبل بھوکے	4142
458	مقدار تقدیر	4142
459	بردباری اور باوقار	4142
460	نظامِ غیبت	4143
461	جنہیں مدح وثنا ہضم نہیں ہوتی	4143
462	دنیا اپنے لئے	4143
463	بنی اُمیہ کے مغلوب ہونے کی کنجی	4143
464	انصار کی مدح	4143
465	والی جس نے دین کو نافذ کیا	4143
466	کاٹ کھانے والا زمانہ	4143
467	توحید	4144
468	آنکھ پشت کا تسمہ	4144
469	حقیقی دولت مندی	4144
470	بغض ونفرت تحقیقی ہونا چاہئے	4144
471	علیؑ سے محبت ونفرت	4144
472	بارش کی دعا میں ایک جملہ	4144
473	خضاب	4145
474	خاطی عفت کی انتہا پر	4145
475	رعایا پر ظلم وزیادتی کا نتیجہ	4145
476	سب سے بُرا بھائی کون ہے	4145
477	عالم وجاہل سے عہد	4145
478	مومن کی مومن سے جدائی	4145

☆☆☆☆☆

مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر: 226

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر:220

خُطبہ ﴿221﴾

1۔ مرتضویؑ بیعت پر خوشی و مسرت کے ہنگامے۔

2۔ جوان بچیوں کا گھروں سے نکل آنا۔

3۔ ضعیفوں کا اُٹھ بیٹھ کر کسی طرح پہنچ جانا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَبَسَطْتُمْ يَدِىْ فَكَفَفْتُهَا ؛	1	بیعت کرنے کے لئے تم نے میرا ہاتھ اپنی طرف پھیلانا چاہا تو میں نے اسے کھینچ لیا۔
وَمَدَدْ تُمُوْهَا فَقَبَضْتُهَا ؛	2	تم نے اسے کھینچا تو میں نے اسے اپنے قبضے میں لے لیا۔
ثُمَّ تَدَاكَكْتُمْ عَلَىَّ تَدَاكَّ الْاِبِلِ الْهِيْمِ عَلٰى حِيَاضِهَا يَوْمَ وُرُوْدِهَا ؛	3	پھر تم نے مجھ پر اسی طرح کا ہجوم کر لیا جس طرح پیاسے اونٹ پانی پینے کے دن حوضوں پر ہجوم کیا کرتے ہیں۔
حَتّٰى انْقَطَعَتِ النَّعْلُ ؛	4	یہاں تک کہ بھیڑ اور دھکا پیل کی وجہ سے جوتیاں ٹوٹ گئیں۔
وَسَقَطَ الرِّدَآءُ ؛	5	اور چادریں پھٹ گئیں۔
وَوُطِئَ الضَّعِيْفُ ؛	6	کمزور لوگ کچلے گئے۔
وَبَلَغَ مِنْ سُرُوْرِ النَّاسِ بِبَيْعَتِهِمْ اِيَّاىَ اَنِ ابْتَهَجَ بِهَا الصَّغِيْرُ ؛	7	اور میری بیعت کرنے کی خوشی لوگوں میں اس حد تک پھیلی ہوئی تھی کہ چھوٹے بڑے بچے مسرت سے بے تاب ہو رہے تھے۔
وَهَدَجَ اِلَيْهَا الْكَبِيْرُ ؛	8	اور بوڑھے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے بیعت کے لئے پہنچے۔
وَتَحَامَلَ نَحْوَهَا الْعَلِيْلُ ؛	9	اور بیمار لوگ بھی اُٹھتے بیٹھتے پہنچ ہی گئے۔
وَحَسَرَتْ اِلَيْهَا الْكِعَابُ ؛	10	جوان لڑکیاں پردہ سے نکل کر دوڑ پڑیں"

تشریحات:

حضرت علی علیہ السلام نے قریشی خلافت کو قبول کر کے درحقیقت اتمام حجت کیا تھا۔ اُن کے مختلف بیانات سے یہ حقیقت بار بار ثابت ہوتی ہے کہ حضورؑ اس حکومت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ اسی لئے قریشی لیڈروں کے بار بار چکر لگانے اور طرح طرح کی منت سماجت و اصرار کے بعد رضامندی کا اظہار فرمایا تھا۔ اور قبول کر لینے کے بعد بھی موقعہ بموقعہ ان کو طعنہ دیتے رہے کہ تم نے اتنے اصرار و خوشامد سے مجھے یہ

حکومت سونپی اور میری تائید ونصرت سے جی چراتے رہتے ہو۔

2۔ عوام الناس اور کثرت الناس کا خوشیاں منانا ابوبکر وعمر وعثمان کے ادوار کی شرمناک توہین وبطلان ہے۔

یہ خطبہ ثابت کرتا ہے کہ عثمان کے مظلوم قتل ہونے کی پوری داستان قریش کا ساختہ وپرداختہ افسانہ ہے تاکہ عثمانی مظالم کی سنگینی کو ہلکا کیا جاسکے ساتھ عثمان کا انتقام لینے والوں سے ہمدردی اور عذرات میں اضافہ کیا جاسکے۔ ورنہ مدینہ میں کہیں سوگ ورنج وملال کے علاوہ خوشی اور مسرت کا نام نہ ملتا۔لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وفات رسوؐل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اہل مدینہ حضرت علی علیہ السلام کی حکومت کو ترستے چلے آرہے تھے اور جیسے ہی یہ اطلاع ملی کہ حضورؑ بیعت لینے پر رضامند ہوگئے ہیں مدینہ میں مسرت وشادمانی کا سیلاب آگیا۔لوگوں نے ایک دوسرے کو مبارکباد اور کامرانی کے پیغام دینا شروع کئے اور بیعت کے وقت مسرت کا جو ہنگامہ تھا وہ تو خطبے سے ظاہر ہے۔لہٰذا سابقہ خلفا کا عموماً اور عثمان کے قتل کا خصوصاً کوئی ملال پبلک میں نہیں پایا جاتا اور حضرت علی علیہ السلام کی آمد کو یوم عید کی آمد سمجھا جارہا تھا۔

3۔ صرف بیعت قبول کرنے کے اعلان ہی نے ابوبکر وعمر وعثمان کی حکومتوں کی بنیاد کو مسمار کردیا۔

آپؑ نے بیعت کے لئے جو طریقہ رکھا اُس کی رو سے نہ ابوبکر خلیفہ بنے نہ عمر کو خلافت ملی اور نہ عثمان قومی خلیفہ قرار پاسکے۔

(3۔الف) علامہ مودودی نے بھی ثلاثہ اینڈ کمپنی کو باطل کردیا:

مودودی سے سُنیے اور خود خلافت وملوکیت کی بحث میں سُنئے۔ لکھتے ہیں کہ:

''تمام معتبر روایتوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ رسوؐل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دوسرے اہل مدینہ اُن کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ ''یہ نظام کسی امیر کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا لوگوں کے لئے ایک امام کا وجود ناگزیر ہے اور آج آپ کے سوا ہم کوئی ایسا شخص نہیں پاتے جو اس منصب کے لئے آپ سے زیادہ مستحق ہو نہ سابق خدمات کے اعتبار سے اور نہ رسوؐل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب کے اعتبار سے'' اُنھوں نے انکار کیا اور لوگ اصرار کرتے رہے آخر کار اُنھوں نے کہا: ''میری بیعت گھر بیٹھے خفیہ طریقے سے نہیں ہوسکتی۔ عام مسلمانوں کی رضا کے بغیر ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔'' پھر مسجد نبوی میں اجتماع عام ہوا اور تمام مہاجرین وانصار نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کی۔''

(خلافت وملوکیت صفحہ 122۔121)

یہ بیان کافی ہے ابوبکر وعمر وعثمان کو قومی وجمہوری حکومت سے بھی خارج کرنے اور باطل قرار دینے کے لئے۔اُن تینوں کو عوام الناس کی رضا حاصل نہ تھی تینوں کی بیعت محدود پیمانہ پر اور خفیہ انداز میں ہوئی۔لہٰذا وہ تینوں اللہ ورسوؐل کے خلیفہ تو کہاں ہوتے وہ جائز طور پر پبلک کے خلیفہ نہ رہے۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے خود کو منصوص من اللہ اور پبلک کا خلیفہ ثابت کردیا۔اور ثلاثہ اینڈ کمپنی کی خلافتوں کو ساری عمر اپنے خطبات اور لکچروں میں طرح طرح باطل ثابت کرتے رہے مثلاً فرمایا کہ: فَقَدْ طَلَعَ طَالِعٌ وَلَمَعَ لَامِعٌ وَلَاحَ لَائِحٌ وَاعْتَدَلَ مَائِلٌ وَاسْتَبْدَلَ اللّٰهُ، بِقَوْمٍ قَوْمًا وَبِيَوْمٍ يَوْمًا وَانْتَظَرْنَا الْغِيَرَ انْتِظَارَ الْمُجْدِبِ الْمَطَرَ۔

مولیانہ اور ادیبانہ مولوی مظہر حسن صاحب کا ترجمہ:

''آفتاب خلافت اُفقِ ولایت سے طالع ہوا اور قمر امامت برج حق ساطع ہوا اور کوکب امارت فلک وصایت پر چمکا اور جو امور کہ باطل کی طرف مائل ہوگئے تھے راست ہوئے حق تعالیٰ نے ایک قوم کو دوسری قوم سے تبدیل کیا اور روزِ حق بجائے روزِ باطل کے دکھایا۔اور ہم کو یہ دن بلا اُس

انتظار کے نصیب ہوئے جو انتظار خشک سالی میں بارش کا کیا جاتا ہے۔" (تہذیب المتین صفحہ 15 سراج المبین صفحہ 213)

معلوم ہوا کہ وفات رسولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ سے اِس دن تک خلفائے ثلاثہ اور اُن کا سارا کاروبار باطل تھا۔ آپؑ نے اپنے خطبے میں یہ بھی فرمایا ہے کہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اِحْسَانِہٖ لَقَدْرَ جعَ الْحَقُّ اِلیٰ مَکَا نِہٖ، "تمام حمد وستائش اللہ کے لئے ہے جس کے احسان سے مکمل حق اپنے حقیقی مکان پر لوٹ آیا ہے۔"

یعنی ثلاثہ اینڈ کمپنی کا باطل پرست ہونا حضرت علی علیہ السلام کی ہر بات سے ثابت ہے۔

4۔ 18 ذی الحجہ 35 ہجری، خلافت ظاہری پر یوم عید۔

حضور علیہ السلام کا خطبہ سن کر جناب خذیمہ بن ثابت انصاری ذوالشہادتین رضی اللہ عنہ نے اُسی مجمع میں حضورؑ کے سامنے کھڑے ہوکر اظہار مسرت و اطمینان کے لئے یہ قصیدہ سنایا تھا۔

اِذَانَحْنُ بَایَعْنَا عَلِیًّا فَحَسْبُنَا ۔۔۔ اَبُو الْحسنؑ مِمَّا یُخَافُ مِنَ الْفِتَن
وَجَدْنَاہُ اَوْلَی النَّاسِ بِالنَّاسِ اَنَّہٗ ۔۔۔ اَطُبُّ قُرَیْشٍ بِالْکِتَابِ والسُّنَنْ
وَاَنَّ قُرَیْشًا لَا تشق غُبَارَہٗ ۔۔۔ اِذَا مَاجَریٰ یُوْمًا عَلٰی ضَمر الْبُدَنْ
فَفِیْہِ الَّذِیْ فِیْھِمْ مِنَ الْخَیْرِ کُلّہٖ ۔۔۔ وَمَا فِیْھِمْ بَعْضَ الّذِیْ فِیْہِ مِن الْحَسَنْ
وَصِیُّ رَسُوْلُ اللّٰہِ مِنْ دُوْنَ اَھْلِہٖ ۔۔۔ وَفَارُسُہٗ قَدْ کَانَ فِی سَالِفِ الزَّمَنْ
وَاَوَّلُ مَنْ صَلّٰی مِنَ النَّاسِ کُلّھُمْ ۔۔۔ سَوٰی خَیْرَۃَ النِّسْوَان وَاللّٰہ ذِی الْمَنَن
فَذَاکَ الَّذِیْ ثَنی الحناجرُ باسْمِہٖ ۔۔۔ اِمَامُھُمْ حَتّٰی اغِیْبَ فِی الْکَفَن

۔" جب ہم نے ابوالحسن علیؑ ابن ابی طالب کی بیعت کر لی۔ تو ہم کو اُن تمام قبیلوں اور فتنوں سے بے خوفی ہوگئی جن سے ہم ڈرا کرتے تھے۔ ہم نے ان کو مخلوق کے لئے تمام انسانوں سے بہتر پایا۔ حقیقتاً وہ کتاب خدا اور سُنت رسولؐ کے علم میں سارے قریش سے بڑھ کر ہیں یقیناً قریش ان کی گرد راہ تک بھی نہیں پہنچ سکتے خواہ علیؑ اپنے کمزور سے کمزور ناقہ پر بھی روانہ ہوجائیں۔ قریش والی تمام خوبیاں اُن میں موجود ہیں لیکن علیؑ والی ایک بھی خوبی قریش میں نہیں ہے۔ قربت رسولؐ خدا کے علاوہ وہ آنحضرتؐ کے وصی بھی ہیں اور قدیم سے اُن کے ایک بہادر شہسوار بھی رہے ہیں۔ خدائے ذوالمنن کی قسم کہ حضرت خدیجہ جو تمام عورتوں سے بہتر تھیں کے علاوہ سب سے پہلے آنحضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ چنانچہ حضرت علیؑ وہ ہستی ہیں کہ جن کی مدح وثنا ہر گلے سے نکلتی رہے گی اور کفن پہن لینے تک تمام انسانوں کے امام رہے ہیں۔"

یہ تمام حالات تقاضہ کرتے ہیں کہ ہمیں بھی 18 ذوالحجہ کو مسرت کی محافل قائم کرنا چاہئیں اور حضورؑ کے فضائل سے لوگوں کو روشناس کرتے رہنا چاہیے جو قریش اور قریشی علما نے مسلمانوں کے ذہن میں بٹھا رکھا ہے اور جس سے وہ حضرت علی علیہ السلام کو سیاست سے ناواقف قرار دیتے ہیں اور معاویہ کی معزولی کو اُن کی سب سے بڑی غلطی کہتے ہیں۔ مودودی نے لکھا ہے کہ:

5۔ معاویہ کی معزولی کا اعلان اشد سیاسی ضرورت اور تدارک تھا ۔

۔''واقعات کا جو نقشہ خود اُنہی مورخین کی لکھی ہوئی تاریخوں سے ہمارے سامنے آتا ہے اُسے دیکھ کر کوئی سیاسی بصیرت رکھنے والا آدمی یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حضرت علیؑ اگر حضرت معاویہ کی معزولی کا حکم صادر کرنے میں تاخیر کرتے تو یہ بہت بڑی غلطی ہوتی ۔ اِن کے اس اقدام سے یہ بات کھل گئی کہ حضرت معاویہ کس مقام پر کھڑے ہیں ۔ زیادہ دیر تک اُن کے موقف پر پردہ پڑا رہتا تو یہ دھوکے کا پردہ ہوتا جو زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔'' (خلافت وملوکیت صفحہ 134۔133)

یاد رہے کہ نام نہاد شیعہ علما سیاسیات اور مذہبیات دونوں سے نابلد ہیں اُن کے بیان کردہ فضائل مردہ اور بے جان ہوئے ہیں لٰہذا بے اثر و بے نتیجہ بھی۔

مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر: 227

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر: 221

خُطبہ ﴿222﴾

1۔تقویٰ کا نتیجہ۔2۔نیک اعمال بجالانے کے مواقع۔3۔موت کیسا مدمقابل ہے؟۔

4۔رشتہ داروں اور وارثوں کا احوال۔5۔گزر چکنے والے لوگوں کا حال۔6۔متقی لوگوں کا حال۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم

فَاِنَّ تَقْوَی اللّٰهِ مِفْتَاحُ سَدَادٍ وَذَخِيرَةُ مَعَادٍ ؛	1	یقیناً اللہ کا تقویٰ ہدایت کی کنجی اور آخرت میں کام آنے والا ذخیرہ ہے۔
وَعِتْقٌ مِّنْ كُلِّ مَلَكَةٍ ؛	2	اور ہر ملکیت یا غلامی سے آزادی ہے۔
نَجَاةٌ مِّنْ كُلِّ هَلَكَةٍ ؛	3	اور ہر تباہی سے نجات ہے۔
بِهَا يُنْجِحُ الطَّالِبُ وَ يَنْجُو الْهَارِبُ ؛	4	تقویٰ سے ہر طلبگار منزل مقصود پر فائز ہو جاتا ہے برائیوں سے بھاگنے والا کامیاب ہو جاتا ہے۔
وَتُنَالُ الرَّغَائِبُ ؛	5	اور پسندیدہ چیزوں تک پہنچ جاتا ہے۔
فَاعْمَلُوْا وَالْعَمَلُ يُرْفَعُ ؛	6	چنانچہ اچھے اعمال بجالاؤ اس لئے کہ ابھی اچھے اعمال بلند ہو رہے ہیں۔
وَالتَّوْبَةُ تُنْفَعُ ؛	7	اور توبہ قبول اور مفید ہے۔
وَالدُّعَاءُ يُسْمَعُ ؛	8	اور دعائیں سنی جارہی ہیں۔
وَالْحَالُ هَادِئَةٌ ؛	9	اور حالات میں سکون واطمینان ہے۔
وَالْاَقْلَامُ جَارِيَةٌ ؛	10	قلم ریکارڈ تیار کر رہے ہیں۔
وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ عُمُرًا نَاكِسًا ؛	11	اعمال بجالانے میں لگ جاؤ قبل اس کے کہ عمر ضعیفی لے آئے۔
اَوْ مَرَضًا حَابِسًا اَوْ مَوْتًا خَالِسًا ؛	12	یا بیماریاں آگھیریں۔یا موت جھپٹا مارلے۔
فَاِنَّ الْمَوْتَ هَادِمُ لِذَاتِكُمْ وَمُكَدِّرُ شَهَوَاتِكُمْ وَمُبَاعِدُ طِيَّاتِكُمْ ؛	13	یقیناً موت تمہاری لذتوں کو مسمار کرنے والی اور تمہاری خواہشات کو دھندلا کرنے والی اور تمہاری مسافت اور منزلوں کو دور تر کرنے والی ہے۔
زَائِرٌ غَيْرُ مَحْبُوْبٍ ؛	14	یہ (موت) ایسا زیارت کرنیوالا ملاقاتی ہے جس سے کوئی محبت نہیں کرتا ہے
وَقِرْنٌ غَيْرُ مَغْلُوْبٍ ؛	15	اور ایسا قریبی مدمقابل ہے جو کبھی مغلوب نہیں ہوتا ہے۔

وَ وَاتِرٌ غَيْرُ مَطْلُوْبٍ ؛	16	ایسا خون بہانے والا کہ اس سے خون کا بدلہ طلب نہیں کیا جا سکتا۔
قَدْ اَعْلَقَتْكُمْ حَبَائِلُهُ ؛	17	تم اس کے پھندوں میں الجھے ہوئے ہو۔
وَتَكَنَّفَتْكُمْ غَوَائِلُهُ ؛	18	اور تم اس کے تباہ کن حربوں میں گرفتار ہو۔
وَاَقْصَدَتْكُمْ مَعَابِلُهُ ؛	19	موت کے تیروں کے پیکان (بھالیں) تمہیں اپنا نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔
وَعَظُمَتْ فِيْكُمْ سَطْوَتُهُ ؛	20	اور تمہارے اندر موت کے غلبے کی عظمت مانی ہوئی ہے۔
وَتَتَابَعَتْ عَلَيْكُمْ عَدْوَتُهُ ؛	21	اور اس کے دشمنانہ جور و ستم تم پر یکے بعد دیگرے جاری ہیں۔
وَقَلَّتْ عَنْكُمْ نَبْوَتُهُ ؛	22	اور تم پر اس کے حربے خالی جانے کی امید کم سے کم ہے۔
فَيُوْشِكُ اَنْ تَغْشَاكُمْ دَوَاجِيْ ظُلَلِهِ وَاحْتِدَامُ عَلَلِهِ وَحَنَادِسُ غَمَرَاتِهِ وَغَوَاشِيْ سَكَرَاتِهِ وَاَلِيْمُ اِزْهَاقِهِ وَدُجُوُّ اِطْبَاقِهِ ؛ وَجُشُوْبَةُ مَذَاقِهِ ؛	23	چنانچہ بہت قریب ہے کہ تم پر موت کے سائے کا اندھیرا چھا جائے بیماریوں میں شدت پیدا ہو جائے، اور جان لیوا سختیوں کی تاریکی پھیل جائے۔ اور سانس اکھیڑنے والا غش طاری ہو جائے اور جان نکلنے کی اذیت جاری ہو جائے اور تم پر موت کے اندھیروں کی تہیں جم جائیں اور تمہارے ذائقے میں بدمزگی پیدا ہو جائے۔
فَكَاَنَّ قَدْ اَتَاكُمْ بَغْتَةً فَاَسْكَتَ نَجِيَّكُمْ ؛	24	چنانچہ اس کو اس طرح سمجھو گویا وہ اچانک حملہ آور ہو گئی ہے اور اس نے آتے ہی تمہارے رازداروں کو خاموش کر دیا اور
وَفَرَّقَ نَدِيَّكُمْ ؛	25	تمہارے ہمدردوں کی جماعت میں تفرقہ ڈال کر الگ الگ کر دیا۔
وَعَفَّى اٰثَارَكُمْ ؛	26	تمہارے آثار اور نشانات کو نابود کر دیا۔
وَعَطَّلَ دِيَارَكُمْ ؛	27	اور تمہارے گھروں اور بستیوں کو معطل اور اجاڑ کر دیا۔
وَبَعَثَ وُرَّاثَكُمْ يَقْتَسِمُوْنَ تُرَاثَكُمْ ؛	28	اور تمہارے وارثوں کو میراث کیلئے کھڑا کر دیا تاکہ تمہارے ترکہ کو تقسیم کر لیں۔
بَيْنَ حَمِيْمٍ خَاصٍّ لَمْ يَنْفَعْ وَقَرِيْبٍ مَحْزُوْنٍ لَمْ يَمْنَعْ وَآخَرَ شَامِتٍ لَمْ يَجْزَعْ ؛	29	ایسے مخصوص ہمدرد عزیزوں میں جنہوں نے کوئی نفع نہ پہنچایا تھا اور غمزدہ قریبی لوگوں میں جو موت کو روک نہ سکے اور آخری خوش ہونے والے عزیزوں میں جنہیں ذرا سا بھی دکھ نہ ہوا۔
فَعَلَيْكُمْ بِالْجِدِّ وَالْاِجْتِهَادِ ؛	30	یہ حال ہے تو تم پر لازم ہے کہ تم نقصان سے بچنے اور نفع میں رہنے کی نئی سے نئی کوشش کرو اور کوششوں کو بار بار بدل کر دیکھو۔
وَالتَّاَهُّبِ وَالْاِسْتِعْدَادِ ؛	31	اور اپنی حیثیت کے مطابق سفر کی تیاری کرو۔
وَالتَّزَوُّدِ فِيْ مَنْزِلِ الزَّادِ ؛	32	سامانِ سفر لینے والی اس منزل سے اپنے لئے زادِ سفر جمع کر لو۔

وَلا تغرَّنَّکُمُ الْحَیاةُ الدُّنیا کَما غَرَّتْ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ مِنَ الْاُمَمِ الْمَاضِیَةِ ؛	33	اور دیکھو یہ دنیا تمہیں بھی فریب میں مبتلا نہ کردے جیسے اس نے تم سے پہلے لوگوں کو اور گزر جانے والی امتوں کو دھوکا دیا تھا۔
وَالْقُرُوْنِ الْخَالِیَةِ ؛	34	اور سابقہ صدیوں میں جو لوگ تھے۔
الَّذِیْنَ احْتَلَبُوْا دِرَّتَهَا ؛	35	جنہوں نے خوب دنیا کا دودھ نکالا اور فائدہ اُٹھایا تھا۔
وَاَصَابُوْا غِرَّتَهَا ؛	36	اور آخر کار اس کے فریب میں آ گئے۔
وَاَفْنَوْا عِدَّتَهَا ؛	37	اور دنیا میں رہنے کی مدت کو فنا اور ضائع کر دیا۔
وَاَخْلَقُوْا جِدَّتَهَا ؛	38	اور دنیا کی نئی تازی چیزوں کو پرانی کر گئے۔
اَصْبَحَتْ مَسَاکِنُهُمْ اَجْدَاثًا وَّاَمْوَالُهُمْ مِیْرَاثًا ؛	39	آخر ان کے رہنے کے مکان قبروں میں بدل گئے اور ان کا مال و دولت میراث میں تقسیم ہو گیا اور
لایَعْرِفُوْنَ مَنْ اَتَاهُمْ ؛	40	انہیں یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ میراث کس کس کو ملی؟ اور یہ کہ انکے پاس کون کون آتا ہے
وَلا یَحْفِلُوْنَ مَنْ بَکَاهُمْ ؛	41	اور اپنے رونے والوں کی پرواہ نہیں کرتے اور
وَلا یُجِیْبُوْنَ مَنْ دَعَاهُمْ ؛	42	پکارنے والوں کو جواب نہیں دیتے۔
فَاحْذَرُوْا الدُّنْیَا فَاِنَّهَا غَدَّارَةٌ غَرَّارَةٌ خَدُوْعٌ ؛	43	چنانچہ اس دنیا سے بچ کر رہو وہ یقیناً غدار ہے فریب ساز ہے اور دھوکہ باز ہے۔
مُعْطِیَةٌ مَّنُوْعٌ مُلْبِسَةٌ نَزُوْعٌ ؛	44	ایسی دینے والی ہے جو محروم کر دیتی ہے لباس پہنانے والی ہے تاکہ موقع ملتے ہی ننگا کر دے۔
لَایَدُوْمُ رَخَاؤُهَا وَلا یَنْقَضِی عَنَاؤُهَا وَلا یَرْکُدُ بَلاؤُهَا ؛	45	اس کی آسائشوں کو دوام نہیں مگر اس کی تکلیفیں ختم نہیں ہوتیں اور نہ اس کی مصیبتوں کی کوئی انتہا ہے۔
کَانُوْا قَوْمًا مِّنْ اَهْلِ الدُّنْیَا وَلَیْسُوْا مِنْ اَهْلِهَا ،فَکَانُوْافِیْهَا کَمَنْ لَیْسَ مِنْهَا ؛	46	اسی دنیا میں ایک ایسی قوم بھی موجود رہی ہے جو در اصل اس دنیا والے نہ تھے۔ چنانچہ وہ اس دنیا میں اس طرح رہے جیسا کہ وہ اس دنیا سے متعلق نہیں۔
عَمِلُوْا فِیْهَا بِمَا یُبْصِرُوْنَ ؛	47	ان کا دنیا میں عمل درآمد اپنی بصیرت کے مطابق رہتا رہا۔
وَبَادَرُوْافِیْهَا مَا یَحْذَرُوْنَ ؛	48	اور جس چیز سے بچنا چاہتے تھے اس سے بچنے میں جلدی اور کوشش کرتے تھے۔
تَقَلَّبُ اَبْدَانُهُمْ بَیْنَ ظَهْرَانَیْ اَهْلِ الْاٰخِرَةِ	49	ان کے جسموں کی نقل و حرکت اور چلنا پھرنا آخرت والے لوگوں میں ہوتا تھا۔

يَرَوْنَ اَهْلَ الدُّنْيَا يُعَظِّمُوْنَ مَوْتَ اَجْسَادِهِمْ ؛	50	وہ دنیاوالوں کو دیکھتے تھے کہ وہ اپنے جسم کی موت کو ایک عظیم حادثہ سمجھتے ہیں
وَهُمْ اَشَدُّ اِعْظَامًا لِّمَوْتِ قُلُوْبِ اَحْيَائِهِمْ ؛	51	اور یہ لوگ دنیاوالوں کی اس حالت کو عظیم حادثہ سمجھتے ہیں کہ وہ خود زندہ ہوں اوران کے دل مردہ ہوں''

تشریحات:

حضرت علی علیہ السلام نے دنیا کی مذمت پر طرح طرح سے خطبات دیے ہیں۔مگر اس خطبے میں اُنھوں نے اس پہلو کو ذرا واضح انداز میں بیان کیا ہے کہ وہ دنیا کی مذمت کی آڑ میں درحقیقت دنیاوالوں کی مذمت کرتے ہیں۔اور دُنیاوالوں کی مذمت میں بھی وہ اُن چیزوں کا زیادہ خیال رکھتے ہیں جن سے خبردار رہنے کی قرآن کریم میں تاکید کی گئی ہے۔وہاں فرمایاہے کہ:۔

کون کون اللہ اور انسان کے درمیان رکاوٹ بنتے ہیں اور دنیا میں اُلجھا کر آخرت وعافیت کو تباہ کرتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ O قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ O(9/23-24)

۔''اے لوگو جو ایمان لاچکے ہوتم اپنے باپ دادوں اور بھائیوں کو اپنے اوپر اولیاء نہ بناؤ یعنی اُنھیں اپنے فیصلوں کا معیار نہ بناؤ جب کہ وہ ایمان کے مقابلے میں کفر کو ترجیح دیتے ہوں۔تم میں سے جو اُن کو اپنے فیصلوں کا معیار بنائے گا وہ سراسر ظلم پر عمل کریں گے۔اے نبیؐ اُن کو بتادو کہ اگر تمھارے باپ دادا اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں اور تمھارے باقی عزیز واقرباء اور تمھارے کمائے ہوئے مال اور تمھاری تجارت جس کے ماند پڑ جانے کا تمھیں خدشہ رہتا ہے اور تمھارے گھر جو تمھیں پسند ہیں اگر تمھیں اللہ ورسولؐ اور اُن کی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی راہنمائی نہیں کرتا۔''(9/23-24)

یہاں اللہ نے وہ تمام چیزیں جمع کر کے نام بنام واضح کردی ہیں جن کو سامنے رکھ کر ہم فیصلے کرتے ہیں اور جن کے لئے ہم دنیا میں دوڑ دھوپ اور جدوجہد کرتے ہیں۔ان ہی کی وجہ سے ملازمت وکاروبار کرتے ہیں،خیانت وحق تلفی کرتے ہیں۔بددیانتی،بے ایمانی،غداری اور فریب سازی کرتے ہیں۔یہی چیزیں ہیں جو گناہوں اور جرائم پر آمادہ کرتی ہیں اور ہمیں یقین رہتا ہے کہ مشکلات میں ہمیں سب سے زیادہ چاہنے والے ماں باپ اور بھائی کام آئیں گے اور یہی چیزیں ہیں جن کے حالات اور سلوک کو شیطان سجا کر مفید بنا کر ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ہمارے اور اُن کے تعلقات کو مضبوط کرتا ہے۔ہماری اُمیدوں اور تمناؤں کو طول اور تقویت دیتا ہے۔اور یہی وہ سب سامان ہے جس کی خطبات میں مذمت کی جاتی ہے۔اور عقل وبصیرت اور روزمرہ کے تجربات پر متوجہ کیا جاتا ہے۔اور اُن لوگوں کی مدح وثنا کی جاتی ہے جو اپنی نقد بصیرت کے مطابق رویہ اختیار کرتے ہیں(47) اور کم از کم ہر گھاٹے اور نقصان سے بچ کر نفع میں رہنے والا تعلق اختیار کرتے ہیں(30) حضرت علی علیہ السلام اُن عزیزوں

اور رشتہ داروں کا حوالہ دیتے ہیں جو بڑے گہرے دوست ہمدرد اور غمخوار تو ہوتے ہیں مگر کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے (29) اور اُن پر بھی متوجہ کرتے ہیں جو غم مناتے ہیں مگر موت کو اُن کا غم روک نہیں سکتا (29) اور اُن رشتہ داروں کو بھی نظر انداز نہیں کرتے جو ہماری تکلیفوں سے خوش ہوتے ہیں مگر تمام قسم کے رشتہ دار فائدہ اُٹھاتے اور ورثہ بانٹنے کے لئے ہر وقت تیار رہے ہیں۔ (29) لوگ اولاد کو پالنے میں یہ اُمید لگائے رکھتے ہیں کہ جوان ہو کر وہ ہمارا سہارا بنیں گے لیکن وہ اپنے بیوی بچوں میں اس طرح اُلجھتے ہیں کہ فرمانبردار بھی ماں باپ کی مدد کرنے کا نہ وقت پاتے ہیں نہ سرمایا ہوتا ہے کہ اُن کی مدد کر سکیں۔ بچوں کے پالنے اور پڑھانے سے اُن کے پاس کچھ بچتا ہی نہیں ہے۔ اگر ماں باپ نے حضرت علیؑ کی بتائی ہوئی نصیحت (30) پر عمل نہ کیا ہو تو اُن کو اپنے بڑھاپے میں بڑی دردناک صورت حال پیش آنا لازم ہے۔ لہٰذا آنکھیں کھول رکھنا لازم ہے اور اولاد ہو یا کوئی اور ہو اُن کی قربانی اور خدمت اور جذبات کو نوٹ کرنا چاہیے جو نئی نویلی دلہن کی ضرورتوں اور فرمائشوں کو ماں باپ کی خدمت پر قربان نہیں کر سکتا وہ بچوں کی بھرمار اور جائز ضرورتوں کو کیسے قربان کرے گا؟ یاد رکھو کہ انسانوں میں 99 فیصد مرد و عورت خود غرض اور اپنا مفاد سامنے رکھنے والے ہوتے ہیں اگر تم اُن کے لئے قربانیاں پیش کرتے رہو گے تو یہ حضرت علی علیہ السلام اور اللہ کی ہدایات کے خلاف ہوگا اور تمھیں پچھتانا پڑے گا۔ اب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ تم خوشحال ہو مدد کی ضرورت نہیں اور جب مدد کی ضرورت ہوگی تو وہ خوشحال نہ ہوں گے لہٰذا مدد دونوں حالتوں میں نہ کر سکیں گے اور تم خود کو ہلکان اور قربان کرتے چلے جاؤ گے اور اللہ تمھارے کوشش کر کے بدحالی کو سامنے لانے پر ناراض ہوگا اور تمھاری بدحالی میں اضافہ کرے گا اور تمھیں دکھائے گا کہ وہ لوگ تم سے رُخ بدل لیں گے جن پر تم قربان ہو رہے تھے۔ جن کی تکلیف تم کو ناگوار تھی وہ تمھاری تکلیف پر ہنسیں گے۔ وہ تمھاری خوش حالی کے دوران موقع کو غنیمت سمجھ کر اپنے مستقبل کا انتظام کرتے ہیں اپنی الگ گھڑی بناتے ہیں۔ اپنی خراب ذہنیت کی بنا پر اُنہیں یقین نہیں کہ تم ہر حال میں اُن کے لئے قربانی کرتے رہو گے۔ لہٰذا وہ اپنی بد باطنی سے بھی فائدہ اُٹھاتے ہیں اور تمھاری سیر چشمی اور فدا کارانہ ذہنیت سے نفع اندوز ہوتے ہیں۔ وہ تم پر قریب سے ناقدانہ نظر رکھتے ہیں تمھیں پُر خلوص نہیں بلکہ زمانہ ساز اور موقع شناس مان کر محتاط رویہ رکھتے ہیں۔ یاد رکھو اگر ذہنیت اچھی ہے تو تمھاری کوتاہی کا ردعمل بُرا نہ ہوگا ورنہ فوراً بُرا ردعمل ظاہر ہوگا۔ کبھی کبھی بطور آزمائش لاپرواہی کر دیکھو۔ توجہ رکھتے ہوئے بے توجہی برت کر دیکھو۔ جانچتے رہو۔ آدمی کے بہت سے چہرے ہوتے ہیں۔ پیچھے جھانک کر دیکھو۔ تم سے اُنھیں کون کون سی چیزیں زیادہ پیاری ہیں پتہ لگاؤ۔ اصول اور عقل و بصیرت کو چھوڑ دینا ہر حال میں اور ہر شخص کے لئے غلط ہے۔ جنہیں اولاد تم سے پیاری ہے۔ بیوی زیادہ عزیز ہے۔ اپنا آرام زیادہ عزیز ہے وہ غلط آدمی ہیں۔ اُن کے لئے اپنا آرام اپنی اولاد اپنا مال قربان کرنا عقل و بصیرت کے خلاف ہے۔ فدا کار کے جواب میں فدا کاری ہونا چاہیے۔ خود غرضی کے جواب میں فدا کاری غلط کاری اور حماقت ہے اور غلط کاری اور حماقت کے نتیجے میں کسی سے اچھی اُمید رکھنا دوہری حماقت و غلط کاری ہے۔ فَعَلَيْكُمْ بِالْجِدِّ وَالاِجْتِهَادِ ان حالات میں تم پر لازم ہے کہ تم نقصان سے بچنے اور نفع میں رہنے کی نئی سے نئی کوشش کرو اور کوششوں کو بار بار بدل کر دیکھو (30)۔

مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر: 228

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر: 222

خُطبہ ﴿223﴾

خَطَبَهَا بِذِیْ قَارٍ وَّ هُوَ مُتَوَجِّهٌ اِلَی الْبَصْرَةِ ذَکَرَهَا الْوَاقِدِیُّ فِیْ کِتَابِ الْجَمَلِ.

رسولؐ کی شان میں ''ذی قار'' نام کے ایک گاؤں کے پاس یہ خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ جب کہ آپؑ بصرہ جارہے تھے علامہ واقدی نے اپنی کتاب الجمل میں خطبہ کو نقل کیا ہے۔

1۔آنحضرؐت نے پیغاماتِ خداوندی باقاعدہ پہنچائے اور اللہ نے آپؐ کے ذریعہ مومنین کو شیر وشکر کرادیا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فَصَدَعَ بِمَا اُمِرَبِهٖ ؛	1	آپؐ کو جو حکم ملا تھا اسے سب کے روبرو واضح کردیا۔
وَبَلَغَ رِسَالاتِ رَبِّهٖ ؛	2	اور اللہ کے تمام پیغامات پہنچادیئے۔
فَلَمَّ اللّٰهُ بِهِ الصَّدْعَ ، وَرَتَقَ بِهِ الْفَتْقَ ؛	3	اللہ نے آپؐ کے وسیلے سے شیرازہ بندی بھی کی اور افتراق و پراگندگی کو دور کیا۔
وَاَلَّفَ بِهِ الشَّمْلَ بَيْنَ ذَوِی الْاَرْحَامِ بَعْدَ الْعَدَاوَةِ الْوَاغِرَةِ فِی الصُّدُوْرِ ؛ وَالضَّغَائِنِ الْقَادِحَةِ فِی الْقُلُوْبِ ؛	4	اور رحم سے وابستہ لوگوں کی شدید عداوت کو سینوں سے اور بھڑک اُٹھنے والے کینوں کو دلوں سے نکال کر ان کی پھوٹ کو دور کیا اور ان میں الفت ومحبت پیدا کردی''

تشریحات:

اللہ نے قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی کارکردگی کو بار بار شاکرانہ انداز سے بیان فرمایا ہے۔ آپؐ کی لوگوں سے محبت اور توجہ کا بڑے قدر دانہ انداز سے ذکر کیا ہے۔ اور آپؐ کے انہماک کی حد یہ تھی کہ اللہ نے خود آنحضرؐت کو بے توجہی اختیار کرنے کا یوں حکم دیا ہے کہ:۔

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِیْ تَقُوْلُ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًاO(4/81)

پہلے مودودی کا ترجمہ: ''وہ منہ پر کہتے ہیں کہ ہم مطیع فرمان ہیں مگر جب تمہارے پاس سے نکلتے ہیں تو اُن میں سے ایک گروہ راتوں کو جمع ہو کر تمہاری باتوں کے خلاف مشورے کرتا ہے اللہ اُن کی یہ ساری سرگوشیاں لکھ رہا ہے تم اُن کی پرواہ نہ کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو وہی بھروسے کے لئے کافی ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد اول صفحہ 376)

ہمارا ترجمہ: ''وہ کہتے ہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں مگر جب تمہارے پاس سے چلے جاتے ہیں تو اُن میں سے ایک گروہ تمہارے قول کے خلاف

راتوں کوایک مکان میں جمع ہوکر مشورے کرتا ہے اور اللہ اُن کے راتوں کے مشوروں کی پوری روئیداد لکھتا جا رہا ہے تم اُن کی طرف سے اپنی توجہ ہٹالو اور اللہ پر بھروسہ کرو اور اللہ کی وکالت کافی ہے''

مودودی نے ترجمہ بھی غلط کیا اور لیڈروں کو چھپا بھی لیا:

قارئین اس آیت کی عربی عبارت دیکھیں گے تو وہاں آخری لفظ وَكِيلًا موجود ہے مگر علامہ صاحب نے مصلحتاً یہاں نہیں چاہا کہ وہ اللہ کو محمدؐ کا وکیل مانیں۔ پھر اُنہوں نے الفاظ فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ کا ترجمہ بھی چالوٹائپ کا کیا ہے۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اعراض کے معنی بے رُخی اختیار کرنے کے ہیں۔ آیت سُنیے اور مودودی کا ترجمہ دیکھیے۔ وَاِنِ امۡرَاَةٌ خَافَتۡ مِنۡ بَعۡلِهَا نُشُوۡزًا اَوۡ اِعۡرَاضًا ۔(4/128)

مودودی ترجمہ: ''جب کسی عورت کو اپنے شوہر سے بدسلوکی یا بے رُخی کا خطرہ ہو''(تفہیم القرآن جلد اول صفحہ 402)

مودودی غلط اور مختلف اور متضاد ترجمے کرنا دین کی خدمت سمجھتے ہیں :

لہٰذا الفاظ فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ کا ترجمہ مودودی کو یہ کرنا چاہیے تھا کہ:

1۔اُن سے بے رُخی اختیار کرلو۔ یا

2۔اُن سے اپنی توجہ ہٹالو۔ مگر علامہ نے کہا کہ:

3۔اُن کی پرواہ نہ کرو'' اور اِن ہی الفاظ کے چند اور ترجمے بھی دیکھتے چلیں۔

۔''اُن سے تعرّض مت کرو''(4/63)(تفہیم القرآن اول صفحہ 368)

۔''اُن کے پاس سے ہٹ جاؤ''(6/68)(تفہیم القرآن اول صفحہ 549)

۔''اُن کے پیچھے نہ پڑو''(6/106)(تفہیم القرآن اول صفحہ 570)

۔''اُن سے نہ اُلجھو''(7/199)(تفہیم القرآن 2 صفحہ 110)

۔''اِس سے باز آجاؤ'' (11/76)(تفہیم القرآن 2 صفحہ 355)

۔''اس معاملے سے درگزر کرو''(12/29)(تفہیم القرآن 2 صفحہ 395)

۔''اُنہیں اُن کے حال پر چھوڑ دو''(32/30)(تفہیم القرآن 4 صفحہ 51)

یہ ہیں چودھویں صدی کے سب سے بزرگ مترجم ومفسر جن کو ضد ہے کہ جو اللہ کہے گا وہ پبلک کو نہ بتائیں گے۔ سوچیے کہ کیا یہ دین کی خدمت ہے؟ یا ان خبیثوں کو ننگا کرکے پبلک کے سامنے پیش کرنا دین کی خدمت ہے؟۔ بہرحال آیت زیرِ بحث میں مسلمانوں کا ایک فرمانبردار گروہ راتوں کو رسوؐل اللہ کی تعلیمات کے خلاف مشورے کرتا ہے اور مسلمان دانشوروں کے متفقہ فیصلوں سے اسلام کے خلاف منصوبے بناتا ہے مگر مودودی اس پر کوئی تشریحی نوٹ نہیں لکھتے۔ حالانکہ اُن کے پاس اپنے اُن راہنماؤں کو چھپانے کا بڑا آسان اور کارگر حربہ ہے۔ وہ کہہ سکتے تھے کہ ''یہ منافقوں کا گروہ تھا'' مگر خاموشی سے گزر جانا بتاتا ہے کہ دال میں کالا ہے۔ اُنہیں بتانا پڑتا کہ وہ گھر کہاں تھا جس میں راتوں کو مشورے ہوتے تھے یاد کریں کہ ابوبکر کا گھر محلّہ سخ میں تھا اور وہاں کوئی اور مہاجر نہ رہتا تھا۔ اُدھر عمر کا گھر محلّہ قبا میں تنہا تھا اور یہ دونوں رسوؐل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے مرکز سے دو دو میل کے فاصلے پر تھے۔ اور یہی وہ مکان تھے جہاں اسلام کے خلاف منصوبے تیار کئے جاتے تھے۔

اللہ محمدؐ اور اسلام کے خلاف منصوبہ سازی اور قریشی مشاورت جاری رہتی تھی۔

اور قریشی مشاورت برابر راتوں کو جاری رہتی تھی۔ اور اللہ کے رسولؐ برابر اُن کی طرفداری کرتے رہتے تھے اور باقی قریش بھی اُن کی وکالت کرتے تھے اللہ نے فرمایا تھا کہ:

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا O يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا O هٰاَنْتُمْ هٰؤُلَاۤءِ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا O (آیات 109 تا 4/107)

پھر مودودی ترجمہ: ''جو لوگ اپنے نفس سے خیانت کرتے ہیں تم اُن کی حمایت نہ کرو اللہ کو ایسا شخص پسند نہیں ہے جو خیانت کار اور معصیت پیشہ ہو۔ یہ لوگ انسانوں سے اپنی حرکات چھپا سکتے ہیں مگر خدا سے نہیں چھپا سکتے۔ وہ تو اُس وقت بھی اُن کے ساتھ ہوتا ہے جب یہ راتوں کو چھپ کر اُس کی مرضی کے خلاف مشورے کرتے ہیں۔ اُن کے سارے اعمال پر اللہ محیط ہے ہاں تم لوگوں نے ان مجرموں کی طرف سے دنیا کی زندگی میں تو جھگڑا کرلیا مگر قیامت کے روز ان کی طرف سے کون جھگڑا کرے گا آخر وہاں کون اُن کا وکیل ہوگا؟۔''
(تفہیم القرآن جلد اول صفحہ 395-394) (آیات 109 تا 4/107)

یہاں بھی مودودی دبے پاؤں گزر گئے اور نہ بتایا کہ راتوں کو اسلام کے خلاف مشورے کرنے والے کون لوگ تھے۔ بہرحال ہم اُن لوگوں کو پبلک کے سامنے لا چکے ہیں جو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہی میں یہ طے کر چکے تھے کہ رسولؐ کے بعد ہرگز کسی قیمت پر خلافت کو خاندان رسولؐ میں نہ رہنے دیں گے۔ یہ منصوبہ اور اس کے متعلقات کی تیاری کے لئے ابوبکر وعمرو ابوسفیان اینڈ کمپنی نے دن رات کوششیں کیں جسے علامہ شبلی نے رازِ سربستہ فرمایا ہے (الفاروق حصہ اوّل صفحہ 103) اور جو برابر عمر کے سینے میں دفن رہا یہاں تک کہ اُنہوں نے عبداللہ بن عباس سے اپنی خلافت کے دوران تفصیل سے بیان کیا اور علامہ شبلی نے الفاروق اور طبری نے اپنی تاریخ میں عمر کے حالات میں دوہرا دوہرا کر تفصیل سے لکھا۔ اُس خلافت کی منتقلی ہو نہیں سکتی تھی جب تک قرآن کے تمام کلیدی الفاظ وآیات کے معنی کو نہ بدل دیا جاتا۔ چنانچہ یہ کام بھی اُن ہی راتوں کے مشوروں میں کیا گیا اور رسولؐ اللہ نے اللہ سے شکایت کی جو قرآن ہی میں (31-30/25) ریکارڈ کر دی گئی اور قریش کو رسولؐ کے دشمن ہونے اور قدیم مجرمین میں شامل ہونے کا اعزاز ملا اور سارے قرآن کو جھٹلانے کا فتویٰ صادر کیا گیا (6/66) اس صورت حال کو واضح کرنے کے لئے ضروری تھا کہ حضرت علی علیہ السلام یہ بتاتے کہ آنحضرتؐ نے کوئی خامی نہیں چھوڑی یہ سب کچھ قریش کی کارستانی ہے کہ قرآن میں حقائق نہیں ملتے پوری کتاب اُلٹ پلٹ کر دی گئی ہے۔

مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر: 229

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر: 223

خُطبہ ﴿224﴾

عبداللہ ابن زَمعہ کو طلبِ مال پر جواب دیا ہے۔حق داروں کے سوا کسی کو کچھ نہ دیا جائے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَنَّ ھٰذَا الۡمَالُ لَیۡسَ لِیۡ وَلَا لَکَ ، وَاِنَّمَا ھُوَ فَیۡءٌ لِّلۡمُسۡلِمِیۡنَ ؛	1	بلا شبہ یہ مال نہ میرا ہے اور نہ تمہارا ہے۔ یہ تو مسلمانوں کو لوٹا دینے والا مال ہے۔
وَجَلۡبُ اَسۡیَافِھِمۡ ؛	2	اور اس بنا پر لوٹا کر دینے والا ہے، کہ یہ ان کی تلواروں کا جمع کیا ہوا سرمایہ ہے۔
فَاِنۡ شَرِکۡتَھُمۡ فِیۡ حَرۡبِھِمۡ کَانَ لَکَ مِثۡلُ حَظِّھِمۡ ؛	3	اگر تم بھی ان کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے ہوتے تو تمہارا حصہ بھی ان ہی کے حصے کی مانند ہوتا۔
وَاِلَّا فَجَنَاۃُ اَیۡدِیۡھِمۡ لَا تَکُوۡنُ لِغَیۡرِ اَفۡوَاھِھِمۡ ؛	4	اور جو شریک نہیں ہوئے ان کے کھانے میں وہ مال نہیں آ سکتا جو دوسروں کے ہاتھ کی کمائی ہو'۔

تشریحات: پچھلے خطبات میں حضرت علی علیہ السلام نے خود بھی خلفائے ثلاثہ کا عمل درآمد بیان فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ اُن لوگوں نے خلافت کو ایک مکمل فتنہ میں تبدیل کر دیا ہے اس لئے اس خلافت کو کامیابی سے چلانے کے لئے خود خلیفہ کو بھی سر سے پیر تک مجسم فتنہ ہونا چاہیے اس لئے عمر نے اپنے بعد ایسے ہی فتنہ کو خلیفہ بنایا تھا (خطبہ 220، جملے 1 تا 5) ہم نے بھی اپنی تشریحات بڑی تفصیل سے پیش کی ہیں اور وہ تمام پہلو سامنے رکھ دیے ہیں جن سے مسلمانوں کے کیریکٹر کو بگاڑا گیا۔ یہاں بھی ہم عثمان کے متعلق ایک قریشی عالم کا بیان دکھاتے ہیں سُنیئے:

''بیشک یہ بہت بڑی نیکی اور مہربانی تھی۔لیکن ساتھ ہی اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس سے لوگوں کے دلوں میں اموال عامہ کے حصول کا لالچ اور اس سے بیش از بیش انتفاع (فائدہ اُٹھانے) کی ہوس بڑھ گئی۔ کیونکہ ہر شخص اس پر قادر نہیں کہ احتیاط وعفت سے کام لے اور دسترخوان عام پر اُسی وقت کھانے کیلئے پہنچے جب اس کے سوا کوئی چارۂ کار رہی نہ ہو۔لیکن یہاں یہ حال تھا کہ بہت سے لوگوں نے بغیر کسی جھجک کے اپنے سالانہ وظائف میں وظیفہ ٔ ماہ صیام کا بھی اضافہ کرا لیا اور پھر مسافروں اور حاجتمندوں کی طرح دسترخوان عام سے بھی باقاعدہ متمتع ہوتے رہے۔ ممکن ہے حضرت عثمان کی طرف سے لوگوں کے لئے اس توسیع میں خیر کا پہلو بھی ہو۔لیکن اس میں بعض پہلو ایسے بھی تھے جو سیاسی اور اخلاقی نقطۂ نظر سے خطرناک تھے۔ نیز بعض ایسی شکلیں بھی تھیں جو کسی حد تک لوگوں کو بدظنی یا ناسزا گوئی کی دعوت دیتی تھیں۔''

(فتنۃ الکبریٰ صفحہ 164 طٰہٰ حسین)

یوں پبلک میں ایک نہیں لاکھوں عبداللہ ابن زمعہ پیدا ہو گئے تھے لیکن حضرت علی علیہ اسلام نے اُن سب کو راہ راست پر مجبور کیا۔

مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر: 230

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر: 224

خُطبه 《225》

1۔ زبان وقلب ودماغ کا تعلق۔

2۔ عہد مرتضوی کے علما منافق، جوان بدخواور بوڑھے بدکرداراور واعظ خوشامدی وچاپلوس تھے۔

3۔ اہلبیتؑ اور علم کا تعلق۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَلَا اِنَّ الـلِّسَـانَ بِـضُعَةٌ مِنَ الْاِنْسَانِ فَلَا يُسْعِدُهُ الْقَوْلُ اِذَا امْتَنَعَ ؛	1	خبردار ہوکر نوٹ کرو کہ حقیقی اور پوری زبان حقیقی اور پورے انسان کا ایک حصہ ہے۔اگر حقیقی انسان منع کردے تو گفتار زبان کا ساتھ نہیں دیا کرتی۔
وَلَا يُمْهِلُهُ النُّطْقُ اِذَا اتَّسَعَ ؛	2	اور اگر منع کے بجائے وہ وسعت دے دے تو کلام وگفتار کا ایسا ہجوم ہوتا ہے کہ زبان کودم لینے اور رکنے کی مہلت نہیں ملتی۔
وَاِنَّا لَاُمَرَآءُ الْكَلَامِ ؛	3	اور یقیناً ہم لوگ کلام پر حکمران ہیں۔
وَفِيْنَا تَنَشَّبَتْ عُرُوْقُهُ وَعَلَيْنَا تَهَدَّلَتْ غُصُوْنُهُ ؛	4	کلام کی رگیں اور ریشے ہمارے اندر اُترے ہوئے ہیں اور اس کی شاخیں ہمارے اوپر چھائی ہوئی ہیں۔
وَاعْلَمُوْا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ .اَنَّكُمْ فِيْ زَمَانٍ الْقَائِلُ فِيْهِ بِالْحَقِّ قَلِيْلٌ ؛	5	خدا تم پر رحم کرے یہ بھی جان لو کہ تم ایسے زمانہ میں ہو جب کہ حق بات کہنے والے بہت تھوڑے سے ہیں۔
وَاللِّسَانُ عَنِ الصِّدْقِ كَلِيْلٌ ؛	6	اور سچی بات کہنے میں زبانیں گونگی یا کند ہیں۔
وَاللَّازِمُ لِلْحَقِّ ذَلِيْلٌ ؛	7	اور حق کے پابند لوگ ذلیل وخوار کئے جاتے ہیں۔
اَهْلُهُ مُعْتَكِفُوْنَ عَلَى الْعِصْيَانِ مُصْطَلِحُوْنَ عَلَى الْاِدْهَانِ فَتَاهُمْ عَارِمٌ وَشَائِبُهُمْ اٰثِمٌ وَعَالِمُهُمْ مُنَافِقٌ وَقَارِؤُهُمْ مُمَاذِقٌ لَا يُعَظِّمُ صَغِيْرُهُمْ كَبِيْرَهُمْ وَلَا يَعُوْلُ غَنِيُّهُمْ فَقِيْرَهُمْ ؛	8	اور اس زمانہ کے اصلی لوگ نافرمانی اور گناہ پر پابندی سے عمل یا اعتکاف کرتے ہیں، ظاہرداری اور نفاق رکھنے والوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔انکے جوان لوگ بُری خصلت والے ہیں۔انکے سن رسیدہ لوگ بدکردار ہیں انکے علماء منافق ہیں اور انکے واعظ اور قاری خوشامدی لوگ ہیں انکے چھوٹے اپنے بڑوں کی عزت نہیں کرتے۔انکے مالدار لوگ غُربا کی مدد نہیں کرتے‘‘

تشریحات:

خطبے کی ابتدا میں اُس صورت حال کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو آپؑ پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے طاری رہتی تھی کہ واقعی زیر نظر موضوع کو بیان کرنے میں الفاظ بن سنور کر قطار در قطار چاروں طرف ہجوم کیئے رہتے تھے۔ اور زبان کو انتخاب کا وقت نہ ملتا تھا۔ اس صورت حال کا جب اہل قلم پر ورود ہوتا ہے تو وہ بوکھلا جاتے ہیں بار بار عنوانات لکھتے ہیں دس بیس سطور لکھ کر کاٹ دیتے ہیں۔ مضامین کا ہجوم اُن کے قابو میں نہیں آتا تو قلم اُٹھا کر رکھ دیتے ہیں۔ یہی لوگ ابتدائی جملوں کو کسی قدر سمجھ سکتے ہیں۔ اُن حضرات کا بادشاہانِ کلام ہونا تو ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ قرآن میں اُن کو لِسَانِ صِدۡقٍ فرمایا گیا ہے۔ (50/ 19) وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ لِسَانَ صِدۡقٍ عَلِيًّا ہم نے اُن انبیاء کے لئے علیؑ کو سچائی کی زبان بنایا۔ اُن کے لئے انبیاءؑ یہ دعا کرتے رہے کہ وَاجۡعَلۡ لِّيۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِي الۡاٰخِرِيۡنَ O (26/ 84) اور میرے لئے آخری لوگوں میں ایک سچائی کی زبان قائم کر دینا۔''

2۔ ثلاثہ اینڈ کمپنی کے ادوارِ حکومت نے کیسے مومنین تیار کیئے تھے۔

آپؑ کا آٹھواں جملہ، ابوبکر و عمر و عثمان کے طرز حکومت اور اُن کے دینی نظام کی پول کھولتا ہے جس میں علما اور حفاظ قرآن منافق اور خوشامدی ہوں تو یقیناً حکمران اور خلفاء کا تو اُن سے بڑھ کر منافق و غدار ہونا لازم ہے۔ جہاں سے حق و صداقت غائب ہوگئی ہو، وہ کیسی دنیا ہوگی؟ اور اُس دنیا کے حکمران کیسے ہوں گے؟ اُن کی نمازیں پبلک کو کیا سکھاتی ہوں گی۔ اُن کے روزے اور دیگر عبادتیں کیسی ہوں گی؟ ثلاثہ اینڈ کمپنی کے تمام افسانے فرضی ثابت ہو جاتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کا جملہ تقاضہ کرتا ہے کہ قریش کی تیار کردہ تاریخ و حدیث و تفسیر وغیرہ کی تمام تحریروں کو یک سر رد کر دیا جائے اور صرف اُن باتوں کو مانا جائے جو فطری ہوں، عقل کے معیار پر پوری اُتریں اور قریش کی طرفداری نہ کرتی ہوں اور قرآن کے خلاف نہ جاتی ہوں۔ قریش کے متعلق تاریخ و حدیث و تفسیر میں مذکور ہر برائی ہر مذمت اور ہر خرابی کو فوراً قبول کیا جائے اور اُن کی مدح و ثنا، اچھائیاں اور خوبیاں یکسر رد کر دی جائیں۔

عمر اپنے قائم کردہ نظام سرمایہ داری پر پچھتاتا رہا۔

خلفائے ثلاثہ کے قائم کردہ نظام میں جمہوریت یا مساوات کو تسلیم کرنا بدترین مغالطہ یا فریب ہے جبکہ عمر کا یہ قول موجود و مشہور ہے کہ۔'' اگر یہ بات جو مجھے اب معلوم ہوئی ہے پہلے سوجھ گئی ہوتی تو میں امیروں سے اُن کی ضرورت سے زائد دولت لے کر فقراء میں تقسیم کر دیتا۔'' (فتنۃ الکبریٰ صفحہ 33) یہ لکھ کر طہٰ حسین لکھتے ہیں کہ: '' اگر حضرت عمر کچھ مدت اور زندہ رہتے تو ممکن تھا کہ تاریخ اسلامی اُن کے ہاتھوں اس معاملے میں حیرت انگیز اقدام کا مشاہدہ کرتی۔'' (ایضاً صفحہ 33) بہر حال یہ نتیجہ کہ اُس زمانے کے سرمایہ دار اور غنی لوگ غربا و فقرا و مساکین کی پرواہ نہ کرتے تھے عمر کے نظام کا نتیجہ تھا اور عمر ہی نے غربا اور رؤساء کے دونوں طبقوں کو پیدا کیا تھا۔

مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر: 231

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر: 225

خُطبہ ﴿226﴾

1۔ ایک نہایت اہم حقیقت کا انکشاف: انسانی صورت وشکل اور سیرتوں کے اختلاف کا بنیادی سبب جس سے عدلِ خداوندی برقرار رہتا ہے۔ (خطبہ نمبر 1۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق میں تفصیل ملے گی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّمَا فَرَّقَ بَيۡنَهُمۡ مَّبَادِئُ طِيۡنِهِمۡ ؛	1	انسانوں کی صورتوں اور سیرتوں کا فرق ان کی طین کی ابتدا کرنے والے اجزاء اور عناصر کی بنا پر واقع ہوتا ہے۔
وَذٰلِکَ اَنَّهُمۡ کَانُوۡا فِلۡقَةً مِّنۡ سَبَخِ اَرۡضٍ وَّعَذۡبِهَا وَحَزۡنِ تُرۡبَةٍ وَسَهۡلِهَا ؛	2	اور یہ وہی بات ہے کہ تمام انسانوں کی تخلیق میں زمینوں کی نمکین اور شیریں اور سخت ونرم وغیرہ، قطعات کو پھاڑ کران کے جوہر کو استعمال کیا گیا تھا۔
فَهُمۡ عَلٰى حَسَبِ قُرۡبِ اَرۡضِهِمۡ يَتَقَارَبُوۡنَ ؛	3	اور ظاہر ہے کہ جو انسان جس قسم کی بنیادی چیزوں سے اپنی تخلیق میں قریب ہوگا وہ ان ہی کے ماتحت رہے گا اور ویسی ہی خُوبُو پائے گا۔
وَعَلٰى قَدۡرِ اخۡتِلَافِهَا يَتَفَاوَتُوۡنَ ؛	4	اور ان ہی بنیادوں کے اختلاف سے ان میں قربت اور دوری پیدا ہوگی۔ لہٰذا ہم شکل ہونا اجزاء کی قربت کا اور مختلف ہونا اجزاء کے تفاوت کا پتہ دے گا۔
فَتَآمُّ الرُّوَآءِ نَاقِصُ الۡعَقۡلِ ؛	5	چنانچہ ایک پورا خوبصورت آدمی عقل میں نامکمل ہوسکتا ہے۔
وَمَادُّ الۡقَامَةِ قَصِيۡرُ الۡهِمَّةِ ؛	6	اور لمبا آدمی کم ہمت پایا جاتا ہے (مشہور تو احمق ہے)
وَزَاكِي الۡعَمَلِ قَبِيۡحُ الۡمَنۡظَرِ وَقَرِيۡبُ الۡقَعۡرِ بَعِيۡدُ السَّبۡرِ ؛	7	اور نیکوکار لوگوں کو بدشکل بھی دیکھا گیا ہے اور چھوٹے قد والے لوگ عموماً دور اندیش ہوتے ہیں (مشہور تو فتنہ ہے)
وَمَعۡرُوۡفُ الضَّرِيۡبَةِ مُنۡكَرُ الۡحَلِيۡبَةِ ؛	8	نیک سرشت لوگ کوئی نہ کوئی بُری عادت ڈال لیتے ہیں۔
وَتَائِهُ الۡقَلۡبِ مُتَفَرِّقُ اللُّبِّ ؛	9	مُتلوّن المزاج و پریشان دل والے عقل بھی استوار نہیں رکھتے۔
وَطَلِيۡقُ اللِّسَانِ حَدِيۡدُ الۡجَنَانِ ؛	10	چرب زبان یا باتونی لوگ اکثر ہوشمند دل رکھتے ہیں"

تشریحات:

اس خطبے میں حضور علیہ السلام نے نہایت اختصار کے ساتھ وہ تخلیقی بنیادیں سامنے رکھی ہیں جن کی وجہ سے انسانوں کی صورتوں، شکلوں اور اعمال واخلاق وعقل وبصیرت میں اختلاف پیدا ہونا ممکن رکھا گیا ہے۔یعنی اللہ نے چونکہ نوع انسان کو اُس کی ترقی کے دائرہ میں آزاد ومختار رکھنا تھا۔اس لئے انسانی تخلیق میں بھی جبر کا پہلو داخل نہ ہونے دیا بلکہ سامان تخلیق کو اس طرح ترتیب دیا کہ انسان جیسا بننا چاہے بن سکے۔یہ کالے گورے، یہ موٹے پتلے، یہ لنگڑے لُولے، یہ اندھے کانے یہ دیدہ ور اور پاگل، یہ حسین وجمیل، یہ بدشکل اور کریہہ المنظر، یہ طویل و پستہ قد، یہ فطین وغبی سب کے سب انسانی اختیار وآزادی اور رضا مندی اور پسند سے تیار ہوئے ہیں۔اِس میں اتنا اور اضافہ کرلو کہ یہ نیک وبد، یہ خلیق وبداخلاق، یہ رحیم اور سخت مزاج وبے رحم وغیرہ بھی انسانی کوششوں اور کاوشوں اور اختیار وآزادی ہی کی پیداوار ہیں۔کہیں انسان کی تنہا وانفرادی آزادی واختیار و پسند کارفرما ہے کہیں اجتماعی آزادی واختیار و پسند کا عمل دخل ہے۔کہیں یہ نتائج سیدھے سیدھے اور سامنے کی باتیں ہیں۔کہیں پیچیدہ اور دیرینہ آزادی واختیار و پسند ہے اور اسی لئے نظر سے اوجھل اور سمجھنے میں مشکل ہے مگر ہے سب کچھ انسانی اختیار وارادے اور آزادی و پسندیدہ اعمال کا نتیجہ۔اِس میں کہیں جبر کا شائبہ تک نہیں ہے۔پہاڑی علاقوں میں بسنا آپ ہی کے اختیار وآزادی کی بات ہے مگر رفتہ رفتہ قد کا چھوٹا ہوجانا آنکھوں کا خاص صورت اختیار کرلینا وغیرہ وغیرہ نتیجہ ہے آزادی اور اختیار کا۔افریقہ کے اصلی باشندوں کے سر کے بال کہاں گئے جہاں اُنھوں نے بھیجا چلے گئے اُنھوں نے سبک سر ہوکر رہنا چاہا لہٰذا ایک انچ کی لمبائی بھی خمیدہ گھونگریالی صورت میں رہ گئے آپ نے کچے رنگ کی جگہ پکا رنگ چاہا تھا لہٰذا ایسا ایسا کالا اور چمکدار رنگ ملا کہ توا شرمائے۔یہ پورا کا پورا ملک سیاہ اور وہ پورا کا پورا ملک سفید زبردستی نہیں خوشی سے ہوا تھا۔جو کچھ انسانی تخلیق کے نسخے میں ایک جگہ جمع کیا وہ سب کچھ پوری کائنات میں بکھیر دیا اور تمھاری دسترس اور اختیار میں دے دیا۔لہٰذا لوہا کھانا ہو تو گاجر میں ہے۔بے رحمی اور سنگدلی گوشت میں ہے۔کھایئے اور قصائی بن جایئے شیر کی طرح بدبو اور بدخو ہوجایئے۔رحم سبزیوں میں ہے۔رحیم اور بزدل بننا اور بنانا آپ کے اختیار میں رہا ہے اور آج بھی ہے۔حرام وحلال۔مضر ومفید۔گرم وسرد کون سی چیز رہ گئی جو بار بار اور منّت وسماجت سے بتائی جاتی رہی ہے۔تم مختار تھے مختار ہو۔تم آزاد تھے آزاد ہو۔اپنی آزادی اور اختیار کو جہاں چاہا استعمال کیا۔کرتے رہو۔جس طرح تم آزاد ومختار ہو اُسی طرح قوانین خداوندی بھی آزاد ومختار ہیں۔تم اپنی خُو نہ بدلو گے وہ اپنی وضع کیوں بدلیں؟ تم سنگدلی اور بے رحمی دکھاؤ تو وہ تمھیں رحیم ونرم خُو کیوں بنائیں؟

تمھیں غیروں سے کب فرصت ہم اپنے غم سے کب خالی
چلو بس ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی

(مزید تفصیل کے لئے پہلے خطبے کی تشریحات پیرا نمبر 31 سے آخر تک پڑھیں)

تم تراب کے معنی بھی مٹی کرلو، طین کو بھی مٹی سمجھو اور صعید کو بھی خاک دھول بنا ڈالو تو ذمہ دار کون ہے؟ تُم یا ہم؟۔ہم نہیں تُم۔ (shut up)

مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر: 232

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر: 226

خُطبہ《227》

1۔میت کے غسل کے وقت رسوؐل سے باتیں۔2۔آپؐ کی وفات پر نبوت اور آسمانی خبریں منقطع ہوگئیں 3۔اللہ کے حضور یاد کئے جانے کی تمنا۔4۔نالہ وفریاد کرنا منع کیا گیا ہے۔5۔موت کو واپس نہیں کیا جاسکتا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بِـاَبِـیۡ اَنۡـتَ وَاُمِّـیۡ یَـا رَسُـوۡلَ اللّٰهِ لَقَدِ انۡـقَـطَـعَ بِـمَـوۡتِکَ مَالَمۡ یَنۡقَطِعۡ بِمَوۡتِ غَیۡـرِکَ مِـنَ الـنُّبُوَّةِ وَالۡاَنۡبَاءِ وَ اَخۡبَارِ السَّمَآءِ ؛	1	یارسوؐل اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ کی رحلت سے وہ سب کچھ منقطع ہوگیا جو پہلے کبھی کسی نبیؑ کی رحلت سے نہ ہوا تھا۔نبوت منقطع ہوئی رسالت ختم ہوئی غیبی خبروں کا آنا بند ہوا اور آسمانی اطلاعات بھی بند ہوگئی ہیں۔
خَـصَـصۡـتَ حَتّٰی صِـرۡتَ مُسَلِّیًا عَمَّنۡ سِوَاکَ ؛	2	آپؐ نے اپنے سوا باقی تمام صدمات کے سلسلے میں یہاں تک خصوصیت دی کہ اپنی روانگی تک برابر تسلیاں دیتے رہے اور تسلی دیتے ہوئے ہی چلے گئے۔
وَعَمَّمۡتَ حَتّٰی صَارَ النَّاسُ فِیۡکَ سَوَاءً ؛	3	اور آپؐ کی رحلت نے آپؐ کے صدمہ کو ایسی ہمہ گیر عمومیت بخش دی کہ پوری نوع انسان اس صدمہ میں برابر کی حصہ دار ہوگئی۔
وَلَوۡلَا اَنَّکَ اَمَرۡتَ بِالصَّبۡرِ وَنَهَیۡتَ عَنِ الۡـجَـزَعِ لَاَنۡـفَدۡنَا عَلَیۡکَ مَاءَ الشُّئُوۡنِ وَلَکَانَ الدَّاءُ مُمَاطِلًا ؛	4	اور اگر کہیں آپؐ نے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور ہائے واویلا کرنے کی ممانعت نہ کردی ہوتی تو ہم اس قدر روتے کہ وہ سارا پانی ختم ہوجاتا جو صدمات کو ہلکا کرنے کیلئے اللہ نے پیدا کیا ہوا ہے اور اس صدمہ نے پھر بھی نہ ختم ہونا تھا نہ ہلکا پڑنا تھا۔
وَالۡکَمَدُ مُحَالِفًا وَقَلَّالَکَ ؛	5	اور یہ دِلگداز صدمہ بہرحال تا حیات ہمارا حلیف وساتھی رہے گا اور پھر بھی آپؐ کی جدائی میں قلیل ہی ہوگا۔
وَلٰـکِـنَّـهٗ مَـالَایُمۡلَکُ رَدُّهٗ وَلَایُسۡتَطَاعُ دَفۡعُهٗ ؛	6	ولیکن موت ایسی حقیقت ہے جس کو واپس کرنا اختیار میں نہیں ہے اور اس کو دفع کردینا استطاعت اور قوت سے باہر ہے۔
بِـاَبِـیۡ اَنۡـتَ وَاُمِّـیۡ اُذۡکُـرۡنَـا عِنۡدَرَبِّکَ وَاجۡعَلۡنَا مِنۡ بَالِکَ ؛	7	میرے ماں باپ قربان جائیں آپؐ اللہ کے حضور میں ہمارا بھی ذکر کرنا اور ہمیں اپنے بال بچوں میں شمار کرتے رہیں“

تشریحات:

ہم سوچ رہے ہیں کہ تشریحات اُن آنسوؤں اور دھڑکتے ہوئے بے قابو دل کی کریں جو حضورؑ کے آخری جملے کا فطری نتیجہ ہے۔آپؑ کی اولاد ہونے کی وجہ سے آپؑ کے رنجیدہ کلام سے یہ دل و دماغ ہمیشہ بے قابو ہو جاتے ہیں اور ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ ان میں آپؑ کے جذبات اور خون گردش کرتا ہے۔اور جب آپؑ اپنی اس منزل اور مقام اور قرب کے بعد بھی رسوؐل اللہ سے یہ درخواست کرنے میں تکلف نہیں کرتے کہ اللہ کے سامنے آپؑ کا ذکر کیا جائے اور آپؑ کو اپنے بال بچوں میں شمار کیا جائے۔تو ہمیں کون سی چیز روک سکتی ہے کہ ہم آپ سے یہ درخواست اور امید نہ کریں کہ آپؑ اللہ کے سامنے ہمارا ذکر فرماتے رہیں اور ہمیں بھی اپنے بال بچوں میں شمار کرتے رہیں۔

2۔ نبوتؑ و رسالتؑ و وحی کا ختم ہونا ضروری تھا عہد امامتؑ میں وحی کی ضرورت ہی نہیں۔

وحی تو سیاسی لیڈروں کا مُنہ بند رکھنے کا ایک ذریعہ تھا تا کہ وہ اللہ سے براہ راست تعلق اور رابطہ کو آڑ بنا کر عوام کو انبیاؑ علیہم السلام سے بد ظن نہ کر سکیں۔وہ تو سلسلۂ وحی کے اعلان و اقرار کے باوجود بھی طرح طرح کے حربے استعمال کرتے اور انکار کرتے رہتے ہیں۔انھوں نے تو بشر ہونے ہی کو انکار کا بہانہ بنائے رکھا ہے۔اگر کہیں اللہ سے براہ راست تعلق اور رابطہ کا کھلا ہوا اعلان کر دیا جاتا تب تو اُنہیں قرآن کو خود ساختہ کتاب کہنے میں سہولت ہو جاتی اور براہ راست رابطہ کے اعلان ہی کو ثبوت میں پیش کر دیتے اور سادہ دل اور سادہ عقل عوام کو براہ راست رابطہ کا ثبوت دینا بہت مشکل ہو جاتا۔

3۔ سلسلۂ وحی کو مشہور صورت میں ماننے سے حقیقتاً خود اللہ مجبور و محتاج ثابت ہو جاتا ہے۔

ذرا ٹھنڈے دل سے سلسلۂ وحی پر غور کیجیے۔وحی یہی ہے نا کہ اللہ جو کچھ اپنے رسوؐل سے یا نبیؑ سے کہنا چاہتا ہے وہ سب کچھ پہلے کسی طرح ایک فرشتے سے مثلاً جبرائیل سے کہے۔پھر وہ فرشتہ چل کر یا اُڑ کر نبیؑ یا رسوؐل کے پاس آئے اور اللہ کا وہ پیغام نبیؑ یا رسوؐل کو سُنائے یا پڑھوائے چنانچہ جناب جبرئیل رسوؐل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے کہہ رہے ہیں کہ:

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۝ اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ ۝ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ۝ (5 تا 1/ 96)

مودودی کا ترجمہ: ''پڑھو (اے نبیؐ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا۔انسان کو وہ علم دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔'' (تفہیم القرآن جلد 6 صفحہ 396)

4۔ آیات کا شان نزول اور زمانۂ نزول مودودی اینڈ کمپنی متفقہ طور پر لکھتی ہے۔

''زمانۂ نزول: اس سورہ کے دو حصے ہیں پہلا حصہ اِقۡرَاۡ سے شروع ہو کر پانچویں آیت کے الفاظ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ پر ختم ہوتا ہے۔اور دوسرا حصہ کَلَّاۤ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَیَطۡغٰۤی سے شروع ہو کر آخر سورہ تک چلتا ہے۔پہلے حصے کے متعلق علمائے اُمت کی عظیم اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ یہ سب سے پہلی وحی ہے جو رسوؐل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔اس معاملہ میں حضرتِ عائشہ کی وہ حدیث جسے امام احمد، بخاری، مسلم اور دوسرے محدثین نے متعدد سندوں سے نقل کیا ہے۔صحیح ترین احادیث میں شمار ہوتی ہے۔اور اس میں حضرت عائشہ نے خود رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے سُن کر آغاز وحی کا پورا قصہ بیان کیا ہے۔اس کے علاوہ ابن عباسؓ ابو موسیٰ اشعری اور صحابہ کی ایک جماعت سے بھی یہی بات منقول ہے کہ قرآن کی سب سے پہلی آیات جو حضورؐ پر نازل ہوئیں وہ یہی تھیں۔دوسرا حصہ بعد میں اُس وقت نازل ہوا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم میں نماز پڑھنا شروع کی اور ابو جہل نے آپ کو دھمکیاں دے کر اس سے روکنے کی کوشش کی۔''(ایضاً صفحہ 392)

مسلسل دوسرا عنوان لکھ کر نزول وحی کا پورا قصہ سناتے ہیں آپ بھی سُنیے اور لطف اندوز ہوجایئے مگر عقل و ہوش کا دامن نہ چھوڑیے۔

آغاز وحی : محدثین نے آغاز وحی کا قصہ اپنی اپنی سندوں کے ساتھ امام زہری سے اور اُنھوں نے حضرت عروہ بن زبیر سے اور اُنھوں نے اپنی خالہ حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے۔وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا سچے (اور بعض روایات میں ہے اچھے) خوابوں کی شکل میں ہوئی۔آپ جو خواب بھی دیکھتے وہ ایسا ہوتا کہ جیسے آپ دن کی روشنی میں دیکھ رہے ہیں۔پھر آپ تنہائی پسند ہوگئے اور کئی کئی شب وروز غارحرا میں رہ کر عبادت کرنے لگے (حضرت عائشہ نے تَحَنُّث کا لفظ استعمال کیا ہے جس کی تشریح امام زہری نے تعبُّد سے کی ہے یہ کس طرح کی عبادت تھی جو آپ کرتے تھے کیونکہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو عبادت کا طریقہ نہیں بتایا گیا تھا) آپؐ کھانے پینے کا سامان گھر سے لے جا کر وہاں چند روز گزارتے۔پھر حضرت خدیجہؓ کے پاس آتے اور وہ مزید چند روز کے لئے سامان آپ کے لئے مہیا کر دیتی تھیں۔ایک روز جب کہ آپ غار حرا میں تھے یکا یک آپ پر وحی نازل ہوئی اور فرشتے نے آکر آپ سے کہا کہ پڑھو۔اِس کے بعد حضرت عائشہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کرتی ہیں کہ میں نے کہا۔''میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔''اس پر فرشتے نے مجھے پکڑ کر بھینچا یہاں تک کہ میری قوتِ برداشت جواب دینے لگی۔پھر اُس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو۔میں نے کہا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں'' اُس نے دوبارہ مجھے بھینچا اور میری قوت برداشت جواب دینے لگی۔پھر اُس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا، پڑھو میں نے پھر کہا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں'' اُس نے تیسری مرتبہ مجھے بھینچا یہاں تک کہ میری قوت برداشت جواب دینے لگی۔پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (پڑھو اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا) یہاں تک کہ مَالَمْ یَعْلَمْ (جسے وہ نہ جانتا تھا) تک پہنچ گیا۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانپتے لرزتے ہوئے وہاں سے پلٹے اور حضرت خدیجہ کے پاس پہنچ کر کہا کہ۔''مجھے اڑھاؤ۔'' چنانچہ آپ کو اُڑھا دیا گیا۔جب آپ پر سے خوفزدگی کی کیفیت دور ہوگئی تو آپ نے فرمایا۔''اے خدیجہؓ یہ مجھے کیا ہوگیا؟۔'' پھر سارا قصہ آپ نے اُن کو سنایا اور کہا کہ۔''مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔'' اُنھوں نے کہا ''ہرگز نہیں آپ خوش ہوجایئے خدا کی قسم آپ کو خدا کبھی رسوا نہ کرے گا۔'' آپ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں (ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ امانتیں ادا کرتے ہیں) بے سہارا لوگوں کا بار برداشت کرتے ہیں۔نادار لوگوں کو کما کر دیتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں اور نیک کاموں میں مدد کرتے ہیں۔'' پھر وہ حضور کو ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو اُن کے چچا زاد بھائی تھے۔زمانۂ جاہلیت میں عیسائی ہوگئے تھے عربی اور عبرانی میں انجیل لکھتے تھے بہت بوڑھے اور نابینا ہوگئے تھے۔حضرت خدیجہ نے اُن سے کہا بھائی جان ذرا اپنے بھتیجے کا قصہ سُنیے ورقہ نے حضور سے کہا کہ بھتیجے تم کو کیا نظر آیا؟ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا تھا وہ بیان کیا۔ورقہ نے کہا۔''یہ وہی ناموس (وحی لانے والا فرشتہ) ہے جو اللہ نے موسیٰ پر نازل کیا تھا۔کاش میں آپ کے زمانۂ نبوت میں قوی جوان ہوتا۔کاش میں اُس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو نکالے گی۔''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔''کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟'' ورقہ نے کہا۔''ہاں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی شخص وہ چیز لے کر آیا ہو جو آپ لائے ہیں اور اُس سے دشمنی نہ کی گئی ہو اگر میں نے آپ کا وہ زمانہ پایا تو میں آپ کی پُرزور مدد

کروں گا۔'' مگر زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ ورقہ کا انتقال ہوگیا۔'' (مسلسل اب خود لکھتے ہیں کہ)

یہ قصہ خود اپنے مُنہ سے بول رہا ہے کہ فرشتے کی آمد سے ایک لمحہ پہلے تک بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے خالی الذہن تھے کہ آپ نبی بنائے جانے والے ہیں۔اس چیز کا طالب یا متوقع ہونا تو درکنار آپ کے وہم وگمان میں بھی یہ نہ تھا کہ ایسا کوئی معاملہ آپ کے ساتھ پیش آئے گا وحی کا نزول اور فرشتے کا اس طرح سامنے آنا آپ کے لئے اچانک ایک حادثہ تھا جس کا پہلا تاثر آپ کے اوپر وہی ہوا جو ایک بے خبر انسان پر اتنے بڑے ایک حادثے کے بعد پیش آنے سے فطری طور پر ہوسکتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب آپ اسلام کی دعوت لے کر اُٹھے تو مکے کے لوگوں نے آپ پر ہر طرح کے اعتراضات کئے مگر اُن میں کوئی یہ کہنے والا نہ تھا کہ ہم کو تو پہلے ہی یہ خطرہ تھا کہ آپ کوئی دعوی کرنے والے ہیں کیونکہ آپ ایک مدت سے نبی بننے کی تیاریاں کررہے تھے''۔(تھوڑا اور صبر سے سن لیں)۔''اس قصے سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ نبوت سے پہلے آپ کی زندگی کیسی پاکیزہ تھی اور آپ کا کردار کتنا بلند تھا۔حضرت خدیجہؓ کوئی کم سن خاتون نہ تھیں بلکہ اس واقعہ کے وقت اُن کی عمر 55 سال تھی اور پندرہ سال سے وہ حضور کی شریک زندگی تھیں۔بیوی سے شوہر کی کوئی کمزوری چھپی نہیں رہ سکتی۔انھوں نے اس طویل ازدواجی زندگی میں آپ کو اتنا عالی مرتبہ انسان پایا تھا کہ جب حضور نے اُن کو غار حرا میں پیش آنے والا واقعہ سنایا تو بلا تامل انھوں نے یہ تسلیم کرلیا کہ فی الواقعہ اللہ کا فرشتہ ہی آپ کے پاس وحی لے کر آیا تھا۔اسی طرح ورقہ بن نوفل بھی مکے کے ایک بوڑھے باشندے تھے بچپن سے حضور کی زندگی دیکھتے چلے آرہے تھے اور پندرہ سال کی قریبی رشتہ داری کی بنا پر تو وہ آپ کے حالات سے اور بھی زیادہ گہری واقفیت رکھتے تھے۔اُنھوں نے جب یہ واقعہ سنا تو اُسے کوئی وسوسہ نہیں سمجھا بلکہ سُنتے ہی کہہ دیا کہ یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔اس کے معنی یہ ہیں کہ اُن کے نزدیک بھی آپ اتنے بلند پایہ انسان تھے کہ آپ کا نبوت کے منصب پر سرفراز ہونا کوئی قابل تعجب امر نہ تھا۔''(تفہیم القرآن جلد 6 صفحہ 392 تا 394)

یہ قصہ سن لینے کے بعد اب وہ تشریحات بھی سن لیں جو مسٹر و مولانا مودودی نے بقول اُن کے پہلی وحی کی پانچوں آیات پر لکھی ہیں۔

1۔ پہلی آیت پر مودودی کا بیان:

۔''جیسا کہ ہم نے دیباچہ میں بیان کیا ہے فرشتے نے جب حضورؐ سے کہا کہ پڑھو تو حضورؐ نے جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے نے وحی کے یہ الفاظ لکھی ہوئی صورت میں آپ کے سامنے پیش کئے تھے اور انہیں پڑھنے کے لئے کہا تھا۔کیونکہ اگر فرشتے کی بات کا مطلب یہ ہوتا کہ جس طرح میں بولتا جاؤں آپ اُسی طرح پڑھتے جائیں تو حضورؐ کو یہ کہنے کی ضرورت نہ ہوتی کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔''(تفہیم القرآن جلد 6 صفحہ 396)

2۔ چوتھی آیت کی تشریح:

'' 5 یعنی یہ اُس کا انتہائی کرم ہے کہ اس حقیر حالت سے ابتدا کرکے اُس نے انسان کو صاحب علم بنایا جو مخلوقات کی بلند ترین صفت ہے۔اور صرف صاحب علم ہی نہیں بنایا بلکہ اُس کو قلم کے استعمال سے لکھنے کا فن سکھایا جو بڑے پیمانے پر علم کی اشاعت ترقی اور نسلاً بعد نسلٍ اُس کی بقا اور تحفظ کا ذریعہ بنا۔اگر وہ الہامی طور پر انسان کو قلم اور کتابت کے فن کا یہ علم نہ دیتا تو انسان کی علمی قابلیت ٹھٹھر کر رہ جاتی اور اُسے نشو ونما پانے پھیلنے اور ایک نسل کے علوم دوسری نسل تک پہنچنے اور آگے مزید ترقی کرتے چلے جانے کا موقع ہی نہ ملتا۔''(ایضاً صفحہ 397۔396)

3۔ پانچویں آیت کی تشریح:

’’ 6؎ یعنی انسان اصل میں بالکل بے علم تھا اسے جو کچھ بھی علم حاصل ہوا اللہ کے دینے سے حاصل ہوا۔ اللہ ہی نے جس مرحلے پر انسان کے لئے جو دروازے کھولنا چاہے وہ اُس پر کھُلتے چلے گئے۔ یہی بات ہے جو آیت الکرسی میں اس طرح فرمائی گئی ہے کہ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ اور لوگ اُس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے سوائے اُس کے جو وہ خود چاہے۔‘‘ (البقرہ۔255) جن جن چیزوں کو بھی انسان اپنی علمی دریافت سمجھتا ہے درحقیقت وہ پہلے اُس کے علم میں نہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہی نے جب چاہا اُن کا علم اُسے دیا بغیر اس کے کہ انسان یہ محسوس کرتا کہ یہ علم اللہ اُسے دے رہا ہے۔‘‘ (ایضاً صفحہ 397)

5۔ وحی، پہلی وحی اور مودودی اینڈ کمپنی کی خودساختہ، متضاد و نامعقول گفتگو۔

مندرجہ بالا آیات جو کہتی ہیں اُن سے اس خودساختہ افسانے کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ وہاں نہ کسی فرشتے کا ذکر ہے اور نہ یہ کہا گیا ہے کہ یہ پہلی وحی تھی۔ نہ یہ کہ ان آیات سے وحی کا آغاز ہوا تھا بلکہ اس خودساختہ افسانے کی رو سے تو یہ ہرگز نہ آغاز وحی تھا نہ پہلی وحی تھی کہانی میں تو یہ کہا گیا ہے کہ: ’’وحی کی ابتدا سچے یا اچھے خوابوں سے ہوئی تھی‘‘۔ اس جملے کے بعد یہ قطعی احمقانہ بات ہے کہ وحی کی ابتدا ان آیات سے ہوئی تھی۔ پھر اس کہانی کا ہیرو فرشتہ قطعاً جاہل تھا کہ وہ بقول قریش اَن پڑھ آدمی سے پڑھنے کو کہتا ہے۔ پھر وہ فرشتہ یا بہرا تھا یا پاگل بھی تھا۔ وہ یہ سن کر بھی کہ متعلقہ شخص پڑھنا نہیں جانتا پڑھنے کا تقاضا کرتا ہے لہٰذا وہ احمق و پاگل اور بار بار کہنے پر بھی وہ تقاضا کرتا رہا تو یقیناً بہرا۔ اُس کی دیوانگی اس سے بھی ثابت ہے کہ وہ کسی کو پڑھنے کے قابل بنانے کا طریقہ بھینچنے کو سمجھتا ہے۔ اور ناکام رہتے ہوئے ناکامی کو محسوس نہیں کرتا۔ پھر قصہ گھڑنے والا بھی پاگل تھا وہ یہ سوچنے اور سمجھنے سے قاصر رہ گیا کہ اُس کا تراشیدہ افسانہ نامکمل ہی نہیں رہ گیا بلکہ قصے کا اصل مقصد ہی فوت ہو گیا۔ یعنی اُسے یہ بتانا تھا کہ اچھا تم پڑھ نہیں سکتے تو میں خود پڑھتا ہوں جو کچھ تم سنو اُسے مُنہ سے دہراتے جاؤ اور یہ بھی بتانا تھا کہ فرشتہ پڑھتا اور حضوؐر دہراتے گئے۔ وہاں تو نہ حضوؐر کے پڑھنے کا ذکر ہے نہ دہرانے کی بات ہے یعنی فرشتے نے اُن آیات کو خود ہی پڑھا اور لکھی ہوئی آیات لے کر واپس چلا گیا۔ یعنی فرشتے کی آمد و رفت مہمل اور بے مقصد ہو کر رہ گئی۔ پھر مودودی کو بھی اپنی پہلی تشریح میں یہ بتانا چاہیے کہ وہ لکھی ہوئی آیات کہاں گئیں فرشتہ لے گیا یا (معاذ اللہ) بدحواسی میں کہیں رسوؐل اللہ سے ضائع ہو گئیں؟ اس افسانے میں یہ بات عجیب ہے کہ دن کی روشنی میں جاگتے ہوئے حقائق خداوندی دیکھتے دیکھتے آدمی گوشہ نشین ہو جائے اور تنہائی پسند کرنے لگے جب کہ وہ جانتا ہے کہ وہ حقائق کسی اور کو نظر نہیں آتے ہیں۔ پھر تنہائی تو اپنے گھر میں بھی حاصل ہو سکتی تھی غار حرا اور پہاڑوں میں جانے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ اور اس افسانے میں یہ بھی غیر فطری ہے کہ ایک عزیز ترین اور پیارا شوہر کئی کئی روز گھر سے دور غاروں یا بیابانوں میں رہے روکھی سوکھی ٹھنڈی غذا کھائے اور بیوی کو نہ دُکھ ہو اور نہ شکایت اور واپس آتے ہی اسے دوبارہ دور رکھنے کا انتظام کرتی رہے۔ افسانے میں یہ بھی غلط ہے کہ رسوؐل اللہ کو چالیس سال کی عمر تک نماز روزے کی اطلاع نہ تھی۔ تحنث یا تحنث کے بجائے سجدے میں پڑے رہنا کافی تھا اس لئے کہ سجدہ تمام مذاہب میں عبادت مانا گیا ہے۔ کہانی کی اگر یہ بات مان لی جائے کہ رسوؐل اللہ خوفزدہ ہو گئے تھے اور ہانپتے کانپتے اور لرزتے ہوئے گھر آئے تھے۔ تو یہ بھی ماننا ہوگا کہ وہ معاذ اللہ اس بھینچنے والے شخص کو اللہ کا بھیجا ہوا فرشتہ نہیں سمجھے بلکہ کوئی آسیب یا جن سمجھے تھے۔ ورنہ انہیں نہ خوف ہوا ہوتا نہ ہراس کا موقع تھا کیونکہ اللہ کو کوئی ظالم نہیں سمجھتا۔ پھر یہ افسانہ رسوؐل اللہ کو حضرت خدیجہ علیہا السلام سے پست عقل و ہمت کا آدمی ثابت کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ انہیں چالیس سال تک جبرائیل کا نام بھی معلوم نہ ہوا تھا۔ حالانکہ تاریخی

حیثیت سے تیس سال پہلے سے بحیرہ راہب کی زبانی معلوم تھا کہ وہ اللہ کے رسوؐل ہیں اور شجر وحجر انہیں سجدہ بجالاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ قریش نے یہ افسانہ یا بکواس نبوت اور رسالت کو اپنے سانچے یا فرمے میں ڈھالنے کیلئے گھڑا تھا اور قریش ساز افسانوں اور تاریخوں کا قرآن سے کبھی ثبوت نہیں ملتا۔

6۔ سورہ علق کی آیات کو پہلی وحی بنانے کی خاطر بے معنی بنانے کی کوشش کی ہے۔

مودودی نے اپنی نامعقول تشریحات میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی پوزیشن پر پردے ڈال دیئے ہیں سب سے پہلے یہ دیکھئے کہ آنحضرؐت کو یہ بتانے کی ضرورت ہی نہ تھی کہ اللہ ساری کائنات اور موجودات کا خالق ہے یہ بات ہر با مذہب ولا مذہب اور بچہ وجوان جانتا ہے۔ اور چالیس سال کی عمر میں اور کئی بچے پیدا ہوجانے کے بعد رسوؐل اللہ کو یہ بتانے کی ضرورت نہ تھی کہ انسان کی تخلیق میں علقہ یا مضغہ کا کیا مقام ہے۔ پھر اُن کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ علم ہی نہیں بلکہ ہر چیز اور ہر نعمت اللہ نے عطا کی ہے۔ لہٰذا مودودی کی تشریحات نے سورۂ علق کی پانچوں آیات کو بے ضرورت اور بے معنی ثابت کیا ہے۔

7۔ اُن حقائق کو مودودی نے چھپا دیا جن کی تشریح کی ضرورت پکارتی رہ گئی ۔

اِن آیات (5۔1/96) میں لفظ ’’ اَلۡاِنۡسَانَ ‘‘ دو مرتبہ آیا ہے۔ یہ بتانے کی ضرورت تھی کہ انسان کے ساتھ حروف الف اور لام کیوں لگائے ہیں؟ اگر اس خصوصیت سے کل نوع انسان مقصود تھی تو ظاہر ہے کہ نہ تمام انسان علقے سے پیدا ہوئے ہیں، مثلاً حضرت آدمؑ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور نہ تمام انسان علم سے بہرہ یاب ہوئے ہیں اور افسانے کی رو سے خود رسوؐل اللہ معاذ اللہ ان پڑھ تھے۔ اور چالیس سال تک کسی سے علم کا درس نہیں لیا۔ اور الف لام لگانے سے دوسرے معنی کوئی مخصوص انسان ہوتے ہیں تو یہ بتانا تھا کہ وہ مخصوص انسان کون ہے جس کا تذکرہ اُن آیات میں کیا گیا ہے؟ پھر مودودی نے آخری آیت کا ترجمہ ہی غلط کیا ہے۔ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَالَمۡ یَعۡلَمۡ ۔ ’’ایک مخصوص انسان کو جو کچھ وہ نہ جانتا تھا سکھا دیا‘‘ یا یہ کہ ایک مخصوص انسان کو وہ سب کچھ تعلیم کر دیا جو کچھ وہ نہ جانتا تھا‘‘ یعنی اب وہ مخصوص انسان کسی چیز سے جاہل و ناواقف اور لاعلم نہیں رہا ہے۔ اور قرآن کی رو سے ایسا خاص انسان صرف محمدؐ ہیں۔ سُنیئے :

وَاَنۡزَلَ اللّٰہُ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ عَلَّمَکَ مَا لَمۡ تَکُنۡ تَعۡلَمُ وَکَانَ فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکَ عَظِیۡمًاO (4/113)

مودودی ترجمہ۔ ’’اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور تم کو وہ کچھ بتایا ہے جو تمھیں معلوم نہ تھا اور اُس کا فضل تم پر بہت ہے۔‘‘

(تفہیم القرآن، جلد اول صفحہ 396)

اس ترجمہ سے ثابت ہو گیا کہ رسوؐل کو جو کچھ معلوم نہ تھا وہ سب تعلیم کر دیا گیا تھا اور یہی فضل عظیم ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ آیات (1 تا 5/96) میں سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بیان ہوا ہے اور انہیں حکم دیا ہے کہ اِن حقائق کو پڑھ کر سنا دو کہ ایک خاص انسان کی تخلیق علقہ کی بنیاد پر کر کے بھی خالق نے اُسے بلا کسی واسطے اور وسیلے کے اپنے لوح وقلم کی تعلیم دے دی ہے اور کائنات اور تمام مخلوقات کے علم سے نواز دیا ہے۔ تا کہ وہ اللہ کے عظیم الشان فضل کو عام کرے اور انسانوں کو لامحدود علم وقدرت عطا کر سکے۔ چنانچہ فرمایا کہ:۔

کَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِیۡکُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡکُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیۡکُمۡ وَیُعَلِّمُکُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَیُعَلِّمُکُمۡ مَّا لَمۡ تَکُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَO (2/151)

مودودی ترجمہ: ''جس طرح میں نے تمھارے درمیان خودتم میں سے ایک رسوؐل بھیجا جوتمھیں میری آیات سناتا ہے تمہاری زندگیوں کو سنوارتا ہے۔ تمھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتاہے اور تمھیں وہ باتیں سکھاتا ہے(تعلیم دیتا ہے) جوتم نہ جانتے تھے۔''

(تفہیم القرآن جلداول صفحہ 125)

یہ ہے وہ انسان وہ رسوؐل جوسورہ علق میں مذکور ہوا تھااور جواس کائنات کی ہر ہر چیز ہر ہر مخلوق کامکمل علم لے کر مبعوث ہوا تھا۔

8۔نزول وحی کاعقیدہ اللہ اور محمدؐ دونوں کی توہین کرتا ہے۔

پچھلے عنوان میں وہ بنیاد ہی غلط ثابت ہوگئی جس پر نزول وحی اور آغاز وحی کا عقیدہ قائم کیا گیا تھا اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ رسوؐل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو روزِ تخلیق ہی سے ہمہ گیر علم کے عامل تھے اور لوگوں کو ہمہ گیر علم کی تعلیم دیتے رہے تھے(2/151)اور دوسرے الفاظ میں یہ کہنا درست ہے کہ محمدؐ کے علم کوتحریری شکل دے دی جائے تواسی کو ۔''القرآن۔'' کہتے ہیں اور یہ القرآن ہی درحقیقت محمدؐ ہے اور یہ محمدؐ تنہا نہ تھے بلکہ کئی ایک محمدؐ، اُن کے ساتھ موجود تھے صلّی اللہ علیہم اجمعین۔ اس بات کومزید وضاحت سے دلنشین کرنے کے لئے یہاں صرف تین آیات لکھتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ Oوَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ Oبَلْ هُوَ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ O (عنکبوت49-29/47)

۔''اور اُسی طرح ہم نے تمہاری طرف بھی کتاب نازل کی ہے چنانچہ جن کو یہ کتاب دی گئی ہے وہ اس پر ایمان رکھتے ہی اوران قریش میں سے بھی اس پرایمان لارہے ہیں۔اور ہماری آیت میں حق پوشوں کے علاوہ اور کوئی بھی ہٹ دھرمی اور کٹ حجتی کرتا ہی نہیں ہے۔اور اے رسوؐل تم اس سے پہلے نہ تو کتاب میں سے کچھ پڑھتے اور نہ ہی اپنے داہنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے اگر تم نے لکھا یا پڑھا ہوتا تو باطل پرست گروہ ایک دم اُلجھنوں میں پڑجاتا یعنی قرآن کو آپ کی اپنی ذاتی تصنیف کہنے اور سمجھنے لگتا۔حالانکہ یہ قرآن تو آیات بینات کی صورت میں ان لوگوں کے سینوں میں موجود ہے جن کوروز ازل سے ہمہ گیر ومکمل (العلم) علم دیا جاچکا ہے اور جن کو یہ قرآن دیا گیا ہے اور جو اس پر ہمیشہ سے ایمان رکھتے ہیں(47/ 29)اور ہماری آیات میں ہٹ دھرمی اور کٹ حجتی تو صرف ظالم لوگ ہی کرتے ہیں۔''

یہ تھے وہ محمدؐ جو محمدؐ کے ساتھ رہتے چلے آئے ہیں اب ان پر دودو چار چار آیات کا نازل ہونا بے معنی اور بے سود ہے جبکہ سارا قرآن سینوں میں موجود ہو۔

8(الف)۔وہ الجھنیں جونزول وحی کے عقیدے سے پیدا ہوتی ہیں؟

اگر نزول وحی کاعقیدہ مان لیا جائے تو اللہ کو محمدؐ سے کہیں بہت دور بھی ماننا ہوگا جب کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ:۔

وَ نَحنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ(16/50)۔''اور ہم تو ہر انسان سے اُس کی رگِ گردن سے بھی قریب تر ہیں''۔

نزول وحی کے عقیدے کی رو سے یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ محمدؐ سے بہت دور رہتا ہے اتنی دور کہ وہاں سے فرشتہ پرواز کرتا ہوا محمدؐ کے پاس آئے اور جو کچھ اللہ بتانا چاہتا ہو وہ محمدؐ کو بتائے۔یعنی اللہ کے پاس اپنا مافی الضمیر رسوؐلوں اور نبیوؐں کو بتانے کے لئے اور کوئی ذریعہ اور قوت نہیں ہے۔حالانکہ اللہ جس طرح فرشتے پر اپنا مافی الضمیر ظاہر کرتا ہے خود رسوؐلوں پر بھی ظاہر کرسکتا ہے۔چنانچہ فرمایا ہے کہ:

8(ب)۔اللہ کابات کرنا فرشتوں کامحتاج نہیں ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌO(42/51)

مودودی ترجمہ:۔''کسی بشر کا یہ مقام نہیں کہ اللہ اُس سے روبرو بات کرے اُس کی بات یا تو وحی (اشارے) کے طور پر ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے یا پھر وہ کوئی پیغامبر (فرشتہ) بھیجتا ہے اور وہ اُس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے وہ برتر اور حکیم ہے۔''
(تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 516)

مودودی کی تشریحات:''78 تقریر ختم کرتے ہوئے اُسی مضمون کو پھر لیا گیا ہے جو آغاز کلام میں ارشاد ہوا تھا۔'' بات کو پوری طرح سمجھنے کے لئے اس سورہ کی پہلی آیت اوراس کے حاشیہ پر دوبارہ ایک نگاہ ڈال لیجئے۔(ایضاً صفحہ 516)

علامہ نے غلط حوالہ دیا تیسری آیت کہنا چاہیے تھا پہلی آیت حٰمٓ ہے اور دوسری عسق ہے۔

بہرحال حاشیہ میں مودودی نے لکھا ہے کہ:

''1 وحی کے لغوی معنی ہیں۔''اشارۂ سریع'' اور اشارۂ خفی۔'' یعنی ایسا اشارہ جو سرعت کے ساتھ اس طرح کیا جائے کہ اشارہ کرنے والا جانے یا وہ شخص جسے اشارہ کیا گیا ہے باقی کسی اور شخص کو اُس کا پتہ نہ چلنے پائے۔اس لفظ (وحی) کو اصطلاحاً اُس ہدایت کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو بجلی کی کوند کی طرح اُس کے بندے کے دل میں ڈالی جائے۔''(تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 478)

اس بیان کو سامنے رکھتے ہوئے باقی تشریحات بھی سُنیں:

دوسری تشریح:

''79 یہاں وحی سے مراد القاء، الہام دل میں کوئی بات ڈال دینا یا خواب میں کچھ دکھا دینا''(تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 516)

تیسری تشریح:

''8 مراد یہ ہے کہ بندہ ایک آواز سنے مگر بولنے والا نظر نہ آئے''

چوتھی تشریح:

''81 یہ وحی آنے کی وہ صورت ہے جس کے ذریعے سے تمام کتب آسمانی انبیاءؑ علیہم السلام تک پہنچی ہیں۔بعض لوگوں نے اس فقرے کی غلط تاویل کرکے اس کو یہ معنی پہنائے ہیں کہ۔''اللہ کوئی رسوؐل بھیجتا ہے جو اُس کے حکم سے عام لوگوں تک اس کا پیغام پہنچاتا ہے۔'' لیکن قرآن کے الفاظ فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ (پھر وہ وحی کرتا ہے اُس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے) اُن کی اس تاویل کا غلط ہونا بالکل عیاں کردیتے ہیں۔عام انسانوں کے سامنے انبیاؑء کی تبلیغ کو''وحی کرنے۔'' سے نہ قرآن میں کہیں تعبیر کیا گیا ہے اور نہ عربی زبان میں انسان کی انسان سے اعلانیہ گفتگو''وحی۔'' کے لفظ سے تعبیر کرنے کی کوئی گنجائش ہے۔لغت میں وحی کے معنی ہی خفیہ اور سریع اشارے کے ہیں۔انبیاؑء کی تبلیغ پر اس لفظ کا اطلاق صرف وہی شخص کرسکتا ہے جو عربی زبان سے بالکل نابلد ہو۔''(تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 516)

مودودی کی آخری تشریح :

’’82 یعنی وہ اس سے بہت بالا و برتر ہے کہ کسی بشر سے رُو در رُو کلام کرے اور اُس کی حکمت اس سے عاجز نہیں ہے کہ اپنے کسی بندے تک اپنی ہدایات پہنچانے کے لئے رُو در رُو بات چیت کرنے کے سوا کوئی تدبیر نکال لے۔‘‘ (تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 516)

یہاں تک نزول وحی کا عقیدہ رکھنے والوں کا سارا سامان مودودی نے بیان کر دیا اور پھر بھی وہ ناکام رہے اس لئے کہ آیت (42/51) میں آخری طریقہ بھی یہی ہے کہ وہ پیغمبر جسے مودودی نے از خود بریکٹ میں فرشتہ لکھ دیا ہے ایک اشارہ کرے۔ نہ کہ بات چیت اور لکھا پڑھی کرے یا کلام اور گفتگو کرے یہی بات علامہ نے وحی کے معنی میں بتائی اور یہی اپنی چوتھی تشریح میں تنقید کے دوران تفصیل سے لکھی ہے۔ اور اُن لوگوں کو عربی زبان سے بالکل نابلد بتایا ہے جو وحی میں وہ سب کچھ داخل کرلیں جو نزول وحی کا عقیدہ رکھنے والے داخل کرتے ہیں یعنی کتابیں املا کرانا' باتیں کرنا نبیؐ کا اُن باتوں کو سُننا اور یاد کرنے کی کوشش کرنا تو جملہ معترضہ بول کر رسوؐل کو تنبیہ اور نصیحت کرنا کہ: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ (75/16) ۔’’اَے نبیؐ اس وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔‘‘ اور آپ نے ترجمہ کے اس کھلے اضافے یعنی۔’’اس وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے۔‘‘ کے بعد لکھا ہے کہ۔’’نبوت کے ابتدائی دور میں جبکہ حضورؐ کو وحی اخذ کرنے کی عادت اور مشق پوری طرح نہیں ہوئی تھی آپ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپؐ کو یہ اندیشہ لاحق ہو جاتا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام جو کلام الٰہی آپؐ کو سُنا رہے ہیں وہ آپ کو ٹھیک ٹھیک یاد رہ سکے گا یا نہیں۔ اس لئے آپ وحی سُننے کے ساتھ ساتھ اُسے یاد کرنے کی کوشش کرنے لگتے تھے۔ ایسی ہی صورت اُس وقت پیش آئی جب حضرت جبرائیل سورہ قیامۃ کی یہ آیات آپ کو سُنا رہے تھے۔ چنانچہ سلسلہ کلام توڑ کر آپ کو ہدایت فرمائی گئی کہ آپ وحی کے الفاظ یاد کرنے کی کوشش نہ کریں غور سے سُنتے رہیں۔‘‘ (تفہیم القرآن جلد 6 صفحہ 167-168)

بتایئے آپ کی یہ ساری بکواس کیسے وحی میں سما سکتی ہے جب کہ وحی کے معنی ایک تیز اور خفیہ اشارہ ہوں؟ یہ کلام' یہ سُننا سُنانا اور یاد کرنا' تنبیہ کرنا' منع کرنا وغیرہ ہرگز نہ وحی ہے نہ اشارہ ہے۔ یا تو لغت کے خلاف وحی کے معنی بدل لئے اور یا اس بکواس کو سمیٹ کر شیطان کی زنبیل میں جھونک دیجیے۔ پھر کیوں نہ دل میں القا کرنا مان لیجیے اور کیوں نہ یہ کہیے کہ اللہ رگ گردن اور گردن کے پردہ کے پیچھے سے جو چاہتا تھا آنحضرتؐ کو بتاتا رہتا تھا۔ اور کیوں نہ مان لیجیے کہ وہ حضرتؐ قرآن اور کلام الٰہی تھے اور یہ کہ وہ لسان اللہ تھے۔ کلام خداوندی اُن کی زبان سے جاری ہوتا تھا۔ کیوں اللہ اور رسوؐل کو جبرائیل کا محتاج بنایئے اور تم تو وحی کے معنی دلوں میں شکوک و اعتراضات کا القا کرنا بھی مانتے ہو (6/121) (تفہیم القرآن جلد اول صفحہ 577) تفصیلات ہماری تفسیر احسن التعبیر میں دیکھیں۔

مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر: 183

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر: 227

خُطبہ ﴿228﴾

1۔صفاتِ خداوندی۔2۔رسولؐ اللہ کا ذکر۔3۔چیونٹی کی ساخت۔4۔دیگر مخلوقات۔ 5۔منکرینِ خدا۔ 6۔ٹڈی کا ذکر۔7۔بادل اور بارشیں۔8۔پرندوں اور رزّاقیت کا بیان۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَاتُدۡرِکُہُ الشَّوَاھِدُ ؛	1	تمام حمد وثنا اس اللہ کے لئے ہے جسے حواسِ خمسہ اور شعور پا نہیں سکتے۔
وَلَا تَحۡوِیۡہِ الۡمَشَاھِدِ ؛	2	اور نہ جگہیں مقامات ومکانات اسے احاطہ میں لے سکتے ہیں۔
وَلَاتَرَاہُ النَّوَاظِرُ ؛	3	اور نہ ہی نظر وبصارت اسے دیکھ سکتی ہیں۔
وَلَا تَحۡجُبُہُ السَّوَاتِرُ ؛	4	اور نہ پردے اور آڑیں اسے چھپا سکتی ہیں۔
اَلدَّالُ عَلٰی قِدَمِہٖ بِحُدُوۡثِ خَلۡقِہٖ ؛	5	اس کے ہمیشہ سے موجود ہونے کی طرف مخلوقات کا عدم سے وجود میں نئے سرے سے پیدا ہونا راہنمائی کرتا ہے۔
وَبِحُدُوۡثِ خَلۡقِہٖ عَلٰی وُجُوۡدِہٖ ؛	6	اور مخلوقات کا نہ ہوتے ہوئے پیدا ہو جانا اور پیدا ہوتے رہنا اس کی قوت وقدرت کے ساتھ موجود ہونے کا بھی ثبوت ہے۔
وَبِاشۡتِبَاھِھِمۡ عَلٰی اَنۡ لَاشِبۡہَ لَہٗ ؛ اَلَّذِیۡ صَدَقَ فِیۡ مِیۡعَادِہٖ ؛	7	اور مخلوقات کا آپس میں مشابہ ہونا اور بنیاد میں ایک دوسرے سے مربوط ہونا اسکے بے مثل وبے نظیر ہونے کو ثابت کرتا ہے یہ بھی کہ وہ اپنے ہر وعدہ میں سچا ہے۔
وَارۡتَفَعَ عَنۡ ظُلۡمِ عِبَادِہٖ ؛	8	اور یہ بھی کہ وہ بندوں پر ظلم وزیادتی کرنے سے ارفع واعلیٰ ہے۔
وَقَامَ بِالۡقِسۡطِ فِیۡ خَلۡقِہٖ ؛	9	اور یہ کہ وہ مخلوقات کے اندر قسط وتدریج اور انصاف کے لئے قائم ہے۔
وَعَدَلَ عَلَیۡھِمۡ فِیۡ حُکۡمِہٖ ؛	10	اور اپنے ہر حکم سے ان میں عدل برقرار رکھتا ہے۔
مُسۡتَشۡھِدٌ بِحُدُوۡثِ الۡاَشۡیَاءِ عَلٰی اَزَلِیَّتِہٖ ؛	11	چیزوں کے وجود میں آتے رہنے کی بنا پر وہ اپنی ہمیشگی پر گواہی قائم کرتا ہے۔
وَبِمَا وَسَمَھَا بِہٖ مِنَ الۡعَجۡزِ عَلٰی قُدۡرَتِہٖ ؛	12	اور مخلوقات کی ہر معاملے میں عاجزی اور ناتوانی سے اپنے اختیارات اور قدرت کا ثبوت فراہم کر دیتا ہے۔
وَبِمَا اضۡطَرَّھَا اِلَیۡہِ مِنَ الۡفَنَآءِ عَلٰی دَوَامِہٖ	13	اور کوششوں کے باوجود مخلوقات کے فنا کی طرف بڑھتے جانے سے اپنے ہمیشہ

		باقی رہنے پر گواہ بنا تا ہے۔
وَاحِدٌ لَّا بِعَدَدٍ ؛	14	وہ ایک ہے مگر گنتی وشمار میں نہیں آتا۔
وَدائِمٌ لَّا بِاَمَدٍ ؛	15	اور وہ دائمی اور ہمیشہ سے ہے مگر مدت اور زمانہ سے تعلق نہیں رکھتا۔
وَقَائِمٌ لَّا بِعَمَدٍ ؛	16	وہ قائم ہے مگر سہاروں پر نہیں۔
تَتَلَقَّاهُ الْاَذْهَانُ لَا بِمُشَاعَرَةٍ ؛	17	قلب وذہن اللہ کی موجودگی کو قبول کرتے ہیں حالانکہ اس کی ذات ان کے شعور سے بلند ہے۔
وَتَشْهَدُ لَهُ الْمَرَآئِي لَا بِمُحَاضَرَةٍ ؛	18	اور تمام نظر آنے والی چیزیں اس کے وجود پر گواہ ہیں حالانکہ وہ اللہ کے پاس حاضر ہو کر اسے دیکھ نہیں سکی ہیں۔
لَمْ تُحِطْ بِهِ الْاَوْهَامُ ؛	19	خیالات اور وہم وگمان بھی اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔
بَلْ تَجَلَّىٰ لَهَا بِهَا ؛ وَبِهَا امْتَنَعَ مِنْهَا ؛ وَاِلَيْهَا حَاكَمَهَا ؛	20	بلکہ وہ خیالات اور وہم وگمان ہی کے وسیلے سے خیالات وہم وگمان پر آشکار رہا ہے اور خود خیالات اور وہم وگمان ہی کے ذریعہ سے خیالات اور وہم وگمان کے قابو میں آنے سے منع کر دیا ہے اور ان ہی کو اپنی پوزیشن پر فیصلہ کرنے والا بنا دیا ہے۔
لَيْسَ بِذِىْ كِبَرٍ امْتَدَّتْ بِهِ النِّهَايَاتُ فَكَبَّرَتْهُ تَجْسِيمًا وَلَا بِذِىْ عِظَمٍ تَنَاهَتْ بِهِ الْغَايَاتُ فَعَظَّمَتْهُ تَجْسِيدًا ؛	21	اللہ کی بڑائی لمبائی چوڑائی اور موٹائی پر نہیں ہے جو اسے جسمانی صورت میں بڑا کر کے دکھاتے ہوں اور نہ ہی اللہ کی عظمت اس قسم کی ہے جو اس کی حدود وانتہا کو لامحدود مگر قابل ختم قرار دے اور اسے مجسم دکھائے۔
بَلْ كَبُرَ شَانًا وَّعَظُمَ سُلْطَانًا ؛	22	بلکہ اس کی شان اور حکمرانی اس کی کبریائی اور عظمت کا سبب ہیں۔
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ الصَّفِيُّ وَاَمِيْنُهُ الرَّضِيُّ ؛ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ؛	23	اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں اور اس کے برگزیدہ اور درست کردار اور پسندیدہ رسولؐ ہیں اللہ ان پر اور ان کی آل پر درود و سلام بھیجتا رہے۔
اَرْسَلَهُ بِوُجُوْبِ الْحُجَجِ وَظُهُوْرِ الْفَلَجِ وَاِيْضَاحِ الْمَنْهَجِ ؛	24	اللہ نے انہیں واضح اور واجب ثبوت اور حجت کے ساتھ اور کھلی ہوئی کامیابیوں اور آشکار و روشن راستہ کے ساتھ بھیجا تھا۔
فَبَلَّغَ الرِّسَالَةَ صَادِعًا بِهَا ، وَحَمَلَ عَلَى الْمَحَجَّةِ دَالًّا عَلَيْهَا ؛ وَاَقَامَ اَعْلَامَ الْاِهْتِدَاءِ ؛ وَمَنَارَ الضِّيَاءِ وَجَعَلَ اَمْرَاسَ	25	چنانچہ آنحضرتؐ نے اللہ کے پیغامات کو اس طرح پہنچایا کہ حق و باطل الگ الگ ہو گئے اور لوگوں کو ہدایت کی راہ پر دلیل و برہان کے ساتھ قائم کیا اور ہدایت کرنے والے نشانات اور ثبوت قائم کئے اور ایسے مینار کھڑے کئے جو راہ

اَلْاِسْلَامِ مَتِیْنَةً وَعُرَی الْاِیْمَانِ وَثِیْقَةً ؛		راست کو روشن رکھتے ہیں اور ساتھ ہی اسلامی سلسلوں کو سنجیدگی اور متانت عطا کی تھی۔ اور ایمان کی کڑیوں اور جوڑ و بند کو مستحکم کر دیا تھا۔
وَلَوْفَکَّرُوْا فِیْ عَظِیْمِ الْقُدْرَةِ وَجَسِیْمِ النِّعْمَةِ لَرَجَعُوْا اِلَی الطَّرِیْقِ وَخَافُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ	26	اگر انسانوں نے اللہ کی عظیم الشان قدرت اور اس کی بہت موٹی سی ایک ہی نعمت پر غور و فکر سے کام لیا ہوتا تو وہ ضرور راہِ راست کی طرف پلٹ آئے ہوتے اور جلا ڈالنے والے عذاب سے ڈرے ہوتے۔
وَلٰکِنَّ الْقُلُوْبَ عَلِیْلَةٌ ؛ وَالْبَصَائِرَ مَدْخُوْلَةٌ ؛	27	لیکن بات یہ ہے کہ انکے دل بیماری میں مبتلا رہے ہیں اور ان کی بصیرت اور بصارت خود ساختہ تصورات سے متاثر رہتی چلی آئی ہے۔
اَلَایَنْظُرُوْنَ اِلٰی صَغِیْرِ مَاخَلَقَ کَیْفَ اَحْکَمَ خَلْقَهٗ ؛ وَاَتْقَنَ تَرْکِیْبَهٗ ؛	28	کیا یہ سارے انسان اللہ کی ایک چھوٹی سی مخلوق کو بھی نہیں دیکھتے ہیں کہ اللہ نے اس کو پیدا کر کے کیسا مستحکم بنایا ہے اور اسے کیسی بھروسے کی ترکیب دی ہے۔
وَفَلَقَ لَهُ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَسَوّٰی لَهُ الْعَظْمَ وَالْبَشَرَ ؟	29	اور اس کے لئے کان اور آنکھیں تیار کیں اور اس کے جوڑ و بند و اعضاء ہڈیاں اور کھال اور صورت آراستہ کی ہے۔
اُنْظُرُوْا اِلَی النَّمْلَةِ فِیْ صِغَرِ جُثَّتِهَا وَلَطَافَةِ هَیْئَتِهَا ؛	30	تم ذرا چیونٹی کی طرف اس کے چھوٹے سے جسم پر نظر ڈالو اور اس کی باریک و پتلی اور پُر لطف ہیئت پر غور کرو۔
لَا تَکَادُ تُنَالُ بِلَحْظِ الْبَصَرِ ؛	31	کنکھیوں سے دیکھے جاسکنے کے قابل ہونے سے بھی چھوٹی ہے۔
وَلَا بِمُسْتَدْرَکِ الْفِکْرِ ؛	32	اور نہ غور و فکر کی زد پر آنے کے قابل ہے۔
کَیْفَ دَبَّتْ عَلٰی اَرْضِهَا ؛	33	دیکھو کہ وہ کیسے اطمینان سے زمین پر چلتی پھرتی ہے۔
وَصُبَّتْ عَلٰی رِزْقِهَا ؛	34	اور اپنے کھانے کی چیز پر کیسے جھپٹی ہے اور کیسے
تَنْقُلُ الْحَبَّةَ اِلٰی جُحْرِهَا ؛	35	دانے کو اپنے بل (سوراخ) کی طرف منتقل کرتی ہے۔
وَتُعِدُّهَا فِیْ مُسْتَقَرِّهَا ؛	36	اور کیسے اپنا رزق اپنی قیام گاہ میں مہیا رکھتی ہے۔
تَجْمَعُ فِیْ حَرِّهَا لِبَرْدِهَا ؛	37	اور گرمی کے موسم میں سردی کے موسم کے لئے رزق جمع کرتی ہے اور
وَفِیْ وِرْدِهَا لِصَدَرِهَا ؛	38	گرمی کی آمد کے زمانہ میں گرمی کی شدت کے زمانہ کے لئے رزق جمع کرتی رہتی ہے۔
مَکْفُوْلَةٌ بِرِزْقِهَا ؛	39	اللہ اس کے رزق کا ضامن اور کفیل ہو گیا ہے۔

مَرْزُوْقَةٌ بِوَفْقِهَا ؛	40	اوراس کی حالت کی مناسبت سے اس کے لئے رزق کی راہیں کھولی ہیں۔
لَايُغْفِلُهَا الْمَنَّانُ ؛	41	احسان کرنے والا اللہ اس سے غافل نہیں۔
وَلَا يَحْرِمُهَا الدَّيَّانُ ؛	42	جزا اور رزق دینے والے نے اسے محروم نہیں رکھا ہے۔
وَلَوْفِي الصَّفَا الْيَابِسِ وَالْحَجَرِ الْجَامِسِ ؛	43	خواہ چیونٹیاں اپنے بِل خشک چٹانوں اور پتھروں ہی کے اندر کیوں نہ بنالیں۔
وَفَكَّرْتَ فِيْ مَجَارِيْ اَكْلِهَا وَفِيْ عُلُوِهَا وَسُفْلِهَا ؛	44	اگر تم اس کی خوراک کی نالیوں اور نظام پر اور اس کے بلند و پست حصّوں میں غور وفکر کرتے۔
وَمَا فِي الْجَوْفِ مِنْ شَرَاسِيْفِ بَطْنِهَا ؛	45	اور یہ سوچتے کہ اس کے اندر والے حصے میں اور اس کے پیٹ اور پسلیوں میں کیا کیا اور کیسا انتظام ہے۔
وَمَافِي الرَّاسِ مِنْ عَيْنِهَا وَاُذُنِهَا لَقَضَيْتَ مِنْ خَلْقِهَا عَجَبًا وَلَقِيْتَ مِنْ وَصْفِهَاتَعَبًا ؛	46	اور اس کے سر میں اور آنکھوں اور کانوں میں کیسے تعلق پیدا کیا گیا ہے تو تم اس کے لئے ایک عجیب مخلوق ہونے کا فیصلہ کر لیتے اور تمہیں اس کی حالت اور صفات وخصوصیات بیان کرنے میں سخت محنت وتکلیف کا سامنا کرنا پڑتا۔
فَتَعَالَى الَّذِىْ اَقَامَهَا عَلَى الْقَوَائِمِهَا وَبَنَاهَا عَلٰى دَعَائِمِهَا ؛	47	لہٰذا مانو کہ اس کو پیدا کرنے والی بلند و بالا ہستی نے بڑی کاریگری کے ساتھ اسے اس کے پیروں پر قائم کیا ہے اور اس کی تخلیق میں اسے مناسب ستونوں پر مستحکم کیا ہے۔
لَمْ يَشْرَكْهُ فِيْ فِطْرَتِهَا فَاطِرٌ وَلَمْ يُعِنْهُ عَلٰى خَلْقِهَا قَادِرٌ ؛	48	پھر اللہ کے لئے یہ بھی مانو کہ چیونٹی کے بنانے میں کوئی اس کا شریک نہیں ہوا ہے اور نہ کسی اور قدرت رکھنے والے نے اس کی تخلیق میں مدد کی بلکہ اس نے خود اس کو بنایا اور فطرت وخصوصیات عطا کی ہیں۔
وَلَوْ ضَرَبْتَ فِيْ مَذَاهِبِ فِكْرِكَ لِتَبْلُغَ غَايَاتِهِ مَادَلَّتْكَ الدَّلَالَةُ اِلَّا عَلٰى اَنْ فَاطِرَ النَّمْلَةِ هُوَفَاطِرُ النَّخْلَةِ ؛	49	اور اگر تم چیونٹی کی تخلیق کی حقیقت اور انتہائی مقاصد کا پتہ لگانے کے لئے اپنی ان راہوں پر چلو جو تمہارے فکر میں اللہ نے ودیعت کی ہوئی ہیں تو تمہارے فکر کی ساری راہیں اس کے سوا اور کوئی دلیل نہ دیں گی کہ چیونٹی کا خالق بھی وہی ہے جو کھجور کا پیدا کرنے والا ہے۔
لِدَقِيْقِ تَفْصِيْلِ كُلِّ شَيْءٍ وَغَامِضِ اخْتِلَافِ كُلِّ حَيٍّ ؛	50	کیونکہ ہر چیز کی تفصیل نہایت گہری باریکیوں سے تعلق رکھتی ہے اور ہر زندہ چیز کے اعضاء اور بناوٹ میں بڑا غیر محسوس سا فرق واختلاف ہے۔
وَمَا الْجَلِيْلُ وَاللَّطِيْفُ وَالثَّقِيْلُ	51	اور اللہ کی مخلوقات میں خواہ وہ جلیل القدر واضح اور بڑی چیزیں ہوں یا بہت

وَالْخَفِيْفُ وَالْقَوِيُّ وَالضَّعِيْفُ فِيْ خَلْقِهِ اِلَّاسَوَاءٌ ؛		باریک غیر محسوس مخلوق ہو، خواہ وہ قوی ہوں یا ضعیف ہوں یا سخت ہوں یا نرم ہوں وہ سب یکساں تخلیقی قانون کے ماتحت ہیں۔
وَكَذٰلِكَ السَّمَاءُ وَالْهَوَاءُ وَالرِّيَاحُ وَالْمَاءُ ؛	52	اسی قانون کے ماتحت آسمان آتے ہیں، ہوائیں آتی ہیں پانی اور فضا سب یکساں طور پر شامل ہوتے ہیں۔
فَانْظُرْ اِلَى الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالنَّبَاتِ وَالشَّجَرِ وَالْمَاءِ وَالْحَجَرِ ؛	53	تم سورج اور چاند پر نظر ڈالو اور نباتات اور درختوں کو دیکھو اور پانی اور پتھروں پر غور کرو۔
وَاخْتِلَافِ هٰذَا اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؛	54	ان راتوں کے اور دنوں کے اختلاف پر، گھٹنے بڑھنے اور موسمیں بدلنے کو دیکھو۔
وَتَفَجُّرِ هٰذِهِ الْبِحَارِ وَكَثْرَةِ هٰذِهِ الْجِبَالِ وَطُوْلِ هٰذِهِ الْقِلَالِ وَتَفَرُّقِ هٰذِهِ اللُّغَاتِ وَ الْاَلْسُنِ الْمُخْتَلِفَاتِ ؛	55	ان سمندروں کے اجرا پر اور ان پہاڑوں کی کثرت پر نگاہ ڈالیں اور پہاڑوں کی چوٹیوں کی بلندی کو دیکھیں اور زبانوں کے فرق پر اور بولیوں کے اختلاف پر غور کریں۔ ان سب میں ایک ہی ہمہ گیر قانون نظر آئے گا۔
فَالْوَيْلُ لِمَنْ اَنْكَرَ الْمُقَدِّرَ وَجَحَدَ الْمُدَبِّرَ ؛	56	چنانچہ افسوس ہے ان پر جو اللہ کے مقرر کئے ہوئے مقدر کو نہیں مانتے اور مدبر کائنات کے معاملے میں ہٹ دھرمی اور جھگڑا کرتے ہیں۔
زَعَمُوْا اَنَّهُمْ كَالنَّبَاتِ مَالَهُمْ زَارِعٌ وَلَا لِاخْتِلَافِ صُوَرِهِمْ صَانِعٌ ؛	57	ان کا دعویٰ ہے کہ وہ تو نباتات کی طرح ہیں ان کا بونے والا کوئی نہیں ہے اور نہ وہ اپنی صورتوں وغیرہ کے اختلاف کا کسی کو بنانے والا مانتے ہیں۔
وَلَمْ يَلْجَأُوْا اِلٰى حُجَّةٍ فِيْمَا ادَّعَوْا ؛	58	انہوں نے اپنے دعویٰ کو کسی دلیل وحجت پر قائم نہیں کیا ہے۔
وَلَا تَحْقِيْقٍ لِّمَا اَوْعَوْا ؛	59	اور نہ سنی سنائی غپ شپ کی تحقیق ہی کر کے سمجھا ہے۔
وَهَلْ يَكُوْنُ بِنَاءٌ مِنْ غَيْرِ بَانٍ ؟ اَوْجِنَايَةٌ مِنْ غَيْرِ جَانٍ؟	60	کیا کوئی عمارت بغیر معمار کے بنتی ہے یا کوئی جرم بلا مجرم کے سرزد ہوجایا کرتا ہے؟
وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ فِي الْجَرَادَةِ اِذْخَلَقَ لَهَا عَيْنَيْنِ حَمْرَاوَيْنِ ؛	61	اگر تم چاہو تو ٹڈی کے لئے بھی کچھ بات کروں کہ اللہ نے اس کو بھی دو سرخ رنگ کی آنکھیں دی ہیں۔
وَاَسْرَجَ لَهَا حَدَقَتَيْنِ قَمْرَاوَيْنِ ؛	62	اور ان آنکھوں کے چاندوں سے دو چراغ روشن کردئے ہیں۔

وَجَعَلَ لَهَا السَّمْعَ الْخَفِيَّ وَفَتَحَ لَهَا الْفَمَ السَّوِيَّ ؛	63	اور اسکے دو چھوٹے چھوٹے کان بھی بنائے ہیں اور نہایت موزوں منہ بنایا ہے۔ اور بڑی تیز اور طاقت ور محسوس کرنے کی قوت بھی دی ہے۔ اور اس کے دو
وَجَعَلَ لَهَا الْحِسَّ الْقَوِيَّ وَنَابَيْنِ بِهِمَا تَقْرِضُ وَمِنْجَلَيْنِ بِهِمَا تَقْبِضُ ؛	64	دانت بنائے ہیں جن سے وہ پتیوں کو کاٹتی ہے اور درانتی کی طرح کے دو پیر بھی دیئے ہیں جن سے وہ پکڑنے کا کام لیتی ہے۔
يَرْهَبُهَا الزُّرَّاعُ فِي زَرْعِهِمْ ؛	65	کاشتکار اپنی کھیتیوں کے سلسلے میں اس سے ڈرتے ہیں۔
وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ذَبَّهَا وَلَوْ اَجْلَبُوْا بِجَمْعِهِمْ حَتّٰى تَرِدَ الْحَرْثَ فِي نَزَوَاتِهَا ؛ وَتَقْضِيَ مِنْهُ شَهَوَاتِهَا ؛	66	اگر کاشتکار سب مل کر چاہیں کہ ٹڈی دل کو ہانک دیں تب بھی وہ کامیاب نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ ٹڈی دل اُچھلتا کودتا کھیتی پر چھا جاتا ہے اور اپنی خواہش پوری کرلیتا ہے۔
وَخَلْقُهَا كُلُّهُ لَا يَكُونُ اِصْبَعًا مُسْتَدِقَّةً ؛	67	اور اس کی کل قدّ و قامت ایک باریک اور چھوٹی انگلی کے برابر بھی نہیں ہوتی۔
فَتَبَارَكَ الَّذِي يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا ؛	68	بہت بابرکت ہے وہ ذات جسے تمام آسمانوں اور زمینوں کی مخلوقات خوشی اور ناگواری دونوں طرح سجدہ بجالاتی ہے۔
وَيُعَفِّرُ لَهُ خَدًّا وَّوَجْهًا ؛	69	اور اس کے حضور میں چہرہ اور گالوں کو خاک میں ملتے ہیں۔
وَيُلْقِي بِالطَّاعَةِ اِلَيْهِ سِلْمًا وَّضَعْفًا ؛	70	عاجزی اور سپردگی اور کمزوری کے عالم میں اس کے سامنے سر اطاعت خم کئے ہوئے ہیں۔
وَيُعْطِي لَهُ الْقِيَادَ رَهْبَةً وَّخَوْفًا ؛	71	اور اس کو خوف اور پارسائی کی صورت میں اپنی باگ ڈور سونپے ہوئے ہیں۔
فَالطَّيْرُ مُسَخَّرَةٌ لِاَمْرِهِ ؛	72	اور تمام پرندے اور پرواز کرنے والے اس کے حکم کے مطیع اور مسخر ہیں۔
اَحْصٰى عَدَدَ الرِّيْشِ مِنْهَا وَالنَّفَسِ ؛	73	اس نے ان کے پروں اور سانسوں کی گنتی تک کو احاطہ کیا ہوا ہے۔
وَاَرْسٰى قَوَائِمَهَا عَلَى النَّدٰى وَالْيَبَسِ ؛	74	اور ان کو خشکی اور تری میں قائم رہنے کی قوت دے رکھی ہے۔
وَقَدَّرَ اَقْوَاتَهَا ؛	75	اور ان سب کے لئے ان کی خوراک اور غذا مقدر کر رکھی ہے۔
وَاَحْصٰى اَجْنَاسَهَا ؛	76	اور ان کی جنسوں اور قسموں پر شماری احاطہ رکھتا ہے
فَهٰذَا غُرَابٌ وَّهٰذَا عُقَابٌ وَّهٰذَا حَمَامٌ وَهٰذَا نَعَامٌ ؛	77	اور سمجھتا ہے کہ یہ کوّا ہے اور یہ باز یا شاہین ہے اور یہ کہ یہ کبوتر ہے اور یہ کہ یہ شتر مرغ ہے۔
دَعَا كُلَّ طَائِرٍ بِاسْمِهِ وَكَفَلَ لَهُ بِرِزْقِهِ ؛	78	اس نے ہر پرندہ کو نام لے کر دعوت دی اور سب کیلئے رزق فراہم کرنے کا ذمہ لیا
وَاَنْشَاَ السَّحَابَ الثِّقَالَ فَاَهْطَلَ دِيَمَهَا ؛	79	پھر بھاری بوجھل بادل پیدا کئے تا کہ موسلا دھار بارش برسے۔

وَعَدَّدَ قِسْمَهَا ؛	80	اورانہیں بھی ضرورت کے مطابق تقسیم کردیا۔
فَبَلَّ الْاَرْضَ بَعْدَ جُفُوْفِهَا ؛	81	زمین کوخشکی کے بعد تر بتر کردیا۔
وَاَخْرَجَ نَبْتَهَا بَعْدَ جُدُوْبِهَا ؛	82	اور بنجر ہو جانے کے بعد اس میں لہلہاتا ہوا سبزہ اور نباتات پیدا کردیں‘‘

تشریحات:

اللہ تعالیٰ کے وجود‘ قدامت اور قدرت پر نہایت سادہ الفاظ میں بہت تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے جس سے نہایت سادہ سوجھ بوجھ رکھنے والے قطعی ان پڑھ مرد وعورت بھی اپنے الفاظ سے اللہ کی صحیح پوزیشن بیان کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔اور یہ حضور علیہ السلام کا ایسا کمال ہے کہ جس کو ٹھیک سے بیان کردینا بھی کمال ہوگا۔

2۔رسوؔل اللہ کی کامیاب کارکردگی اور مقبولیت اور ساتھ ہی قلبی مریضوں کا تبلیغ کو قبول نہ کرنا۔

اس عنوان میں جو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے تین جملوں (27 تا25) میں بیان کیا ہے۔ایک ایسی بحث اور صورت حال نکلتی ہے جس میں قریش اور قریشی علما بھی اور اُن کے مخالف نام نہاد شیعہ علما بھی فریب دیتے ہیں۔ہم چاہتے ہیں کہ ایسی صورت کو واضح کردیں۔قرآن کریم اور حضرت علی علیہ السلام کے بیانات کو یکجائی طور پر اور اجتماعی حیثیت سے سامنے رکھا جائے تو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ کی کارکردگی نہایت کامیاب ثابت ہوتی ہے اور یہی حضرت علی علیہ السلام بھی فرماتے ہیں (25) اب ہوتا یہ ہے کہ قریش اس کامیابی کو اپنی کامیابی کہہ کر ساری دنیا کو دھوکہ دیتے ہیں یعنی وہ رسوؔل اللہ کی کامیاب تبلیغ اور محنت کا نتیجہ ہیں اور جو کچھ رسوؔل اللہ چاہتے تھے وہی کچھ قریش کی صورت میں سامنے آیا ہے۔یعنی رسوؔل اللہ ایسی ہی خلافت وحکومت چاہتے تھے جیسی خلافت وحکومت قریش نے قائم کی تھی اور رسوؔل اللہ اسلام کا ایسا ہی نظام چاہتے تھے جیسا نظام قریش نے قائم کیا اور جو بعد رسوؔل آگے بڑھا۔چونکہ قریش کی یہ پوزیشن قرآن سے ثابت نہیں ہوتی اس لئے قریش کے مخالفین اس کا انکار کردیتے ہیں جو صحیح انکار ہے۔مگر اس انکار سے قریشی علما اپنے مخالفوں کا مُنہ بند کرنے کے لئے اُن پر یہ الزام لگا دیتے ہیں کہ تم رسوؔل کو ناکام اور ناقابل ثابت کرتے ہو جو قرآن کے خلاف ہے۔اتنا عظیم الشان رسوؔل کیسے ناکام ہوسکتا ہے جس کی ایک نظر سے انسان سر سے پیر تک بدل جاتے تھے۔ پھر وہ رسوؔل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی عظمت وکامیابی زور وشور سے پیش کرتے ہیں لہٰذا عوام الناس یہ ماننے کو تیار نہیں ہوتے کہ رسوؔل اللہ ناکام رہے۔لہٰذا رسوؔل اللہ کی کامیابی سے عوام قریش کی کامیابی۔اُن کی خلافت اور اُن کے نظام کو برحق سمجھتے چلے آرہے ہیں۔حالانکہ رسوؔل اللہ کی کامیابی سے قریش کے برحق ہونے کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔یہ فریب اس لئے کامیاب ہو جاتا ہے اور ہونا چاہیے کہ عوام کو یہ تاثر دیا گیا ہے کہ رسوؔل کے مخاطب صرف قریش تھے۔اس تاثر کے پیدا کرنے میں شیعہ علما اور قریش دونوں برابر کے شریک ہیں اور جب یہ مان لیا جائے کہ رسوؔل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے مخاطب صرف یہی قریش مکہ میں اور قریش اور انصار مدینہ میں مخاطب تھے تو لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر رسوؔل اللہ کامیاب ہوئے تو مہاجرینِ قریش اور انصار کو برحق اور صحیح مسلمان ماننا پڑے گا۔اور وہ صحیح اور برحق مسلمان بن گئے تھے تو اُن کی خلافت وحکومت اور اُن کا اسلامی نظام کیوں صحیح اور برحق نہ مانا جائے گا؟ نام نہاد شیعہ علما کو یہ مغالطہ اس لئے ہوا کہ اُنہوں نے قرآن کو راہنما بنانے کے بجائے قریش ساز تاریخ و حدیث وتفسیر کی کتابوں کو اپنا راہنما بنایا اور یہ مانتے چلے آئے کہ واقعی رسوؔل کے مخاطب وہی لوگ تھے جو تاریخوں‘ حدیثوں اور تفاسیر میں لکھے ہیں۔

پھر اُنہوں نے تاریخ وحدیث وروایات سے خلفائے ثلاثہ اور قریشی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ثبوت دے کر انہیں باطل ثابت کیا اور ٹھیک کیا مگر اس طرح رسوؐل کی ناکامی ثابت ہوتی تھی لہٰذا کسی نے اُن کی بحث اور محنت کا اثر نہ لیا۔ حالانکہ وہ ٹھیک کہتے تھے کہ قریش سر سے پیر تک باطل پرست ہیں۔ مگر مقابلہ میں رسوؐل کی پوزیشن آجاتی ہے کہ اگر سارے قریش اور تمام انصار باطل پر رہے تو آنحضرؐت صلی اللہ علیہ وآلہ نے ساری زندگی کی محنت میں کیا کمایا؟ نام نہاد شیعہ علما نے بڑی محنت کی اور ثابت کر دیا کہ چند اشخاص کے علاوہ سب باطل پر عمل پیرا رہے مگر اُن کی یہ ساری محنت پلٹ کر رسوؐل کی ناکامی ثابت کرتی رہی اور نام نہاد شیعہ علما کی محنت' بحثیں اور مناظرے اور تصنیفات ناکام و بے نتیجہ ہو کر رہ گئیں اور مسلمانوں کی کثرت ثلاثہ اینڈ کمپنی کے مذہب پر برقرار رہتی چلی آئی۔ یہ صرف اس لئے کہ قریش نے شیعہ علما کے سامنے رسوؐل کو کھڑا کر دیا اور اُن کی ہر ضرب رسوؐل سے ٹکرا کر خود اُن پر پڑتی رہی اور وہ خود پٹتے اور ناکام ہوتے رہے۔ لہٰذا جیسا کہ ہم نے شروع ہی میں کہا ہے کہ رسوؐل کی کامیابی کا قریش سے کوئی تعلق نہیں ہے رسوؐل کی کامیابی ایک الگ بات ہے اور قریش کی حالت اور پوزیشن ایک الگ اور دوسری مختلف بات ہے۔ اور وہ یوں کہ آنحضرؐت صلی اللہ علیہ وآلہ کا قریش سے کوئی تعلق نہیں ہے 1۔ وہ نہ قریش میں سے تھے۔ 2۔ نہ قریش میں مبعوث ہوئے اور 3۔ نہ قریش کو اپنا اولین مخاطب بنایا۔ 4۔ نہ ہی صرف قریش اور انصار حضوؐر کے مخاطب تھے۔ 5۔ نہ رسوؐل کی کامیابی کا اُن قریش اور انصار سے کوئی تعلق ہے۔ ان پانچ باتوں کو ہم نے طرح طرح اور تفصیل کے ساتھ قرآن سے بھی اور قریش ساز تاریخ وحدیث وتفسیر سے بھی ثابت کر دیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بظاہر رسوؐل کے اولین مخاطب اہل مکہ تھے۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے کہ مکے میں صرف قریش بستے تھے۔ وہاں کئی اور قبیلے بھی آباد تھے۔ عیسائی بھی تھے یہودی بھی تھے۔ ایسی حالت میں صرف قریش کو رسوؐل کا مخاطب قرار دینا ایک دھوکہ ہے۔ پھر رسوؐل کی بعثت تو مومنین میں ہوئی تھی (3/164) اور وہ مومنین ہی میں کے ایک فرد تھے (3/164) کافروں' مشرکوں اور بے دینوں سے رسوؐل کا کوئی تعلق کوئی رشتہ اور سروکار نہ تھا (41/39) اُنہوںؐ نے اُمۃ مسلمہ کو پہلا مخاطب بنایا اُن میں قرآن کی تلاوت اور تعلیم شروع کی (129-2/128) اور اپنی تبلیغ کو اپنے نبطی قبیلوں اوس وخزرج کے اندر مدینہ میں جاری کیا جو حضوؐر کے قریب ترین اور خون کے رشتے دار تھے اور جن پر آپ نے اپنی تبلیغ کو مکمل کیا اور جنہیں معنوی حیثیت سے انصار کا لقب دیا گیا جو حضوؐر کو مدینہ لے کر آئے اور اہل قریش سے آپؐ کی جان بچائی۔ ورنہ وہاں قتل کے سامان کر لئے گئے تھے۔ قریش تو آنحضرؐت صلی اللہ علیہ وآلہ کی دعوت اور تبلیغ میں سر راہ آگئے تھے۔ آگئے تھے اس لئے اُن کو بھی مخاطب کیا گیا اس لئے کہ پوری نوع انسان کو مخاطب کرنا آپ کی ذمہ داری تھی۔ مکہ میں چونکہ اُن کی کثرت تھی اس لئے اُن کو رسوؐل کی مخاطب قوم کہا گیا ہے۔ بالکل اُسی طرح جیسے سدوم کی باشندہ ایک مردود وملعون قوم کو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کہا گیا ہے جن سے حضرت لوط اور ابراہیم کا کوئی تعلق اور رشتہ نہ تھا۔ (تفہیم القرآن جلد 2 صفحہ 51 حاشیہ نمبر 63) یہاں تک کہ وہ دونوںؑ اُس قوم کے علاقہ کے باشندے بھی نہ تھے۔ بہر حال قریش نے اپنے دلوں میں حکومت رسوؐل پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنا لیا تھا جس کے لئے قرآن نے جگہ جگہ دلوں کی بیماری کا ذکر کیا ہے اور حضرت علی علیہ السلام نے بھی اَلْقُلُوْبُ الْعَلِیلَۃَ اور اَلْبَصَائِرُ الْمَدْخُوْلَۃُ بیمار دل اور بصیرۃ خود ساختہ تصورات سے متاثر لکھا۔ لہٰذا اُن پر رسوؐل کی تبلیغ کا اثر کیسے ہوتا؟ یعنی رسوؐل اللہ تو سو فیصد کامیاب ہوئے اُن کی کامیابی کو قریش کی ترازو میں تولنا غلط اور دھوکہ ہے۔ قریش نے اپنے منصوبے پر عمل کیا تھا۔ نہ کہ اسلام پر۔ اور منصوبہ یہی تھا کہ رسوؐل کی مقرر کردہ معصوم حکومت کی جگہ قومی اور مشاورتی حکومت قائم ہو جائے۔ قرآن کو مہجور کر کے بیانات کا رخ قومی حکومت کی طرف موڑ لیا جائے اور قومی حالات اور واقعات کو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ سازش چھپ کر رہ جائے۔ چنانچہ عہد رسوؐل سے لے کر چوتھی صدی ہجری تک اپنی حکومت کی قوت سے یہ منصوبہ مکمل کر لیا

گیا۔ اور یوں پبلک کے سامنے مہجور قرآن رکھا‘ خود ساختہ روایات وافسانے تاریخ کی صورت میں پیش کئے اور اس سب کی تائید کرنے والی احادیث وتفاسیر ولغات رکھیں۔ اور یہ سب کچھ بڑے اطمینان وتدبر اور حُسن تدریج سے کیا کہ تیرہ سو سال تک یعنی ہم سے پہلے تک کسی کو اس سازش وفراڈ پر شبہ تک نہ ہوا۔ قریش کو یہ ڈھیل اور سہولت قانون مشیت کے مطابق دی گئی تھی۔ پھر ہمیں یہ موقع اور ہدایات دی گئیں اور ہم نے قریش کی پوری سازش کو کھول کر رکھ دیا۔ اور اب صرف ہماری تصنیفات کے عام ہونے کی دیر ہے جس کے لئے نظام کو کوئی عجلت اور بے چینی نہیں ہے۔

3۔ چیونٹی کی تخلیق اور کردار قرآن اور صاحبؑ قرآن کی نظر میں:

حضورؑ علیہ السلام نے مناسب مقام پر اللہ کی شان اور قدرت کو سمٹی ہوئی صورت میں دکھانے کیلئے چیونٹی کی طرف متوجہ فرمایا ہے (جملے 28 تا 30) اور بڑی تفصیل ووضاحت سے اُس کی ساخت اور صفات وکردار کو بیان فرمایا ہے اور آنے والے زمانے کے محققین کے لئے حیوانات وحشرات الارض کے حالات لکھنے کا راستہ کھول دیا تھا۔ چنانچہ اس سلسلے میں بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی لشکر کشی کے سلسلے میں فرمایا گیا ہے کہ:

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ O حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ O فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ O (19 تا 17/27)

۔’’اور سلیمانؑ کے لئے جنّات اور انسانوں اور پرندوں کی فوجیں جمع کی گئیں تھیں جنہیں ایک باقاعدہ نظام کے ماتحت رکھا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ سلیمانؑ اپنی اُن افواج کے ساتھ سفر کرتا ہوا چیونٹیوں کی وادی سے گزر رہا تھا کہ ایک چیونٹی نے لشکروں کو آتے دیکھ کر پکارا اور چیونٹیوں سے کہا کہ۔ ’’اے چیونٹیو تم جلدی سے اپنے اپنے رہنے کے مسکنوں میں داخل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور اُس کی فوجیں تمھیں کچل ڈالیں اور اُنہیں خبر بھی نہ ہو کہ اُن کے پیروں میں چیونٹیاں کُچلی گئی ہیں۔‘‘ چیونٹی کی یہ بات سُن کر سلیمانؑ مسکرائے اور ہنسے اور کہا کہ۔ ’’اے میرے پروردگار مجھے ایسے انتظام میں رکھنا کہ میں تیرے اُن تمام احسانات کا شکر ادا کرتا رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں اور ایسے صالح اعمال بجالاتا رہوں جو تجھے پسند آئیں اور اپنی رحمتؐ سے مجھے اپنے مخصوص صالح بندوں میں داخل کر دینا۔‘‘

4۔ چیونٹی کی سوجھ بوجھ اور حضرت سلیمانؑ کی قدرت وفہم اور محمدؐ وآل محمدؐ میں شمار کی تمنا۔

اِن آیات سے چیونٹی کی نظر اور احساسات کی وسعت واضح ہوتی ہے وہ لشکر کے ایڈوانس گارڈ کے دستے کو دیکھ کر سمجھ جاتی ہے کہ ایسے دستے کے پیچھے ایک عظیم الشان فوج ضرور ہونا چاہیے اور دستے کی شان اور اہتمام سے یہ یقین کر لیتی ہے کہ وہ عظیم الشان فوج حضرت سلیمانؑ کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی اسی لئے اُن کا نام لے کر وادی میں پھیلی ہوئی بے شمار چیونٹیوں کو خبردار کرتی ہے اور اُس کی آواز کا تمام چیونٹیوں تک پہنچنا اور سب کا محفوظ مسکنوں تک پہنچنا ظاہر ہے۔ اور یہ سب اللہ کے کمالات کا ثبوت ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کا چیونٹی کی آواز کو سُن لینا انبیاء علیہم السلام کو عطا شدہ قدرت کا پتہ دیتا ہے۔ اُدھر چیونٹی کا یہ احساس فطری ہے کہ افواج کو چیونٹیوں کے کچل جانے کا پتہ بھی نہ چلے گا۔ یعنی چیونٹی کو اپنی جسامت اور قد وقامت اور گھوڑوں کی قد وقامت کا فرق معلوم تھا اور اسی بات پر حضرت سلیمانؑ نے خندہ فرمایا تھا اور گویا یہ بتایا تھا کہ انبیاءؑ کا

شعوراُس سے زیادہ ہوتا ہے جو چیونٹی سمجھتی تھی۔ پھر یہ نوٹ کیجیے کہ انبیاء علیہم السلام کی مائیں اُن کے باپوں کے برابر ہوتی ہیں۔اور یہاں بھی اللہ کی رحمتؐ وہی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور تمام انبیاء ورسل آلِ محمدؐ میں داخلے کی تمنا کرتے ہیں۔ایسے صالح بندے جن میں تمام انبیاء اوررسلؑ داخل ہونے کی دعائیں مانگیں اور تمنائیں کریں وہ عام صالحین نہیں ہوسکتے وہ صرف محمدؐ اور علیؑ وفاطمہؑ اور آئمہ معصومین ہی ہوسکتے ہیں۔

5۔ٹڈی دَل سے محفوظ رہنے کی کوششیں عالم گیر ہوچکی ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے ٹڈی کے متعلق بیان دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ:۔

وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ذَبَّهَا وَلَوْ اَجْلَبُوْا بِجَمْعِهِمْ ؛ حَتّٰى تَرِدَ الْحَرْثَ فِيْ نَزَوَاتِهَا ؛ وَتَقْضِيَ مِنْهُ شَهَوَاتِهَا ؛(جملہ 66)

اگر کاشتکار سب مل کر چاہیں کہ ٹڈی دَل کو ہانک دیں تب بھی وہ کامیاب نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ ٹڈی دَل اُچھلتا کودتا کھیتی پر چھا جاتا ہے اوراپنی خواہش پوری کرلیتا ہے۔''

یہی اطلاع تھی جس کے بعد ٹڈی دَل کو ہانکنے کی اجتماعی کوششیں شروع ہوئیں اور آج تو ہوائی جہازوں سے دوائیں چھڑک کر ٹڈیوں کو مارنے کا کام بھی حکومتوں کی سطح پر ہورہا ہے اور طرح طرح کی کوششیں جاری ہیں۔سائنس کا ایک محکمہ بھی اس پر کام کر رہا ہے مختلف دوائیں ایجاد کی جارہی ہیں اور کوششیں ہورہی ہیں کہ ٹڈیوں کو فنا کردیا جائے اور کھیتوں کو اُن سے بچایا جائے لیکن ابھی تک مکمل کامیابی اوراطمینان حاصل نہیں ہوا ہے۔ بہرحال انسان اِدھر متوجہ ہیں۔

مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر: 184

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر: 228

خُطبہ ﴿229﴾

1 ۔ صفاتِ خداوندی اور توحید پر ایک شاہکار خطبہ مانا جاتا رہا ہے۔

2۔ اس میں صرف اللہ اور اس کے طرز عمل کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مَاوَحَّدَهُ مَنۡ كَيَّفَهُ ؛	1	جس نے اللہ کو کیفیتوں اور حالتوں کے ماتحت رکھا اس نے اللہ کو یکتا نہیں رہنے دیا۔
وَلَاحَقِيۡقَتَهُ اَصَابَ مَنۡ مَثَّلَهُ ؛	2	جس نے اللہ کو مثالوں سے سمجھایا بیان کیا وہ اللہ کی حقیقت تک نہیں پہنچا۔
وَلَا اِيَّاهُ عَنٰى مَنۡ شَبَّهَهُ ؛	3	جس نے اللہ کو کسی چیز سے تشبیہ دی اس نے اللہ کی صفات بیان کرنے کا ارادہ ہی نہیں کیا (یعنی کچھ اور بیان کرتا رہا)
وَلَا صَمَدَهُ مَنۡ اَشَارَ اِلَيۡهِ وَتَوَهَّمَهُ ؛	4	جس نے اللہ کو قابلِ اشارہ سمجھا اور اس کے متعلق وہم کیا اس نے اللہ کو بے نیاز نہیں رہنے دیا (یعنی محتاج قرار دیا)
كُلُّ مَعۡرُوۡفٍ بِنَفۡسِهِ مَصۡنُوۡعٌ ؛	5	وہ تمام چیزیں جو اپنی ذات سے پہچانی جاتی ہیں وہ کسی کاریگر کی بنائی ہوئی یا مخلوق ہوا کرتی ہیں۔
وَكُلُّ قَائِمٍ فِيۡ سِوَاهُ مَعۡلُوۡلٌ ؛	6	اور تمام وہ چیزیں جو کسی دوسری چیز میں ہوں یا دوسرے کے سہارے پر قائم ہوں وہ کسی سبب یا علت کی محتاج ہوا کرتی ہیں۔
فَاعِلٌ لَابِاضۡطِرَابِ اٰلَةٍ ؛	7	وہ فاعل ہے مگر اوزاروں اور آلات کو استعمال کئے بغیر کام کرتا ہے۔
مُقَدِّرٌ لَابِجَوۡلِ فِكۡرَةٍ ؛	8	وہ ہر چیز کا مقدر طے کرتا ہے مگر عقل وفکر کے سہارے اور مدد کے بغیر۔
غَنِيٌّ لَابِاسۡتِفَادَةٍ ؛	9	وہ کسی سے فائدہ اُٹھائے بغیر غنی اور بے نیاز ہے۔
لَاتَصۡحَبُهُ الۡاَوۡقَاتُ ؛	10	اوقات اور زمانہ اس کے ہم صحبت اور ہم نشین نہیں۔
وَلَاتَرۡفِدُهُ الۡاَدَوَاتُ ؛	11	آلات واوزار اور اعضاء اس کے مددگار نہیں۔
سَبَقَ الۡاَوۡقَاتَ كَوۡنُهُ ؛	12	وہ اوقات اور زمانہ سے پہلے بھی تھا۔
وَالۡعَدَمَ وُجُوۡدُهُ ؛	13	اور اس کی موجودگی عدم سے پہلے سے ہے۔

وَ الْاِبْتِدَاءَ اَزَلُهٗ ؛	14	اس کی ہمیشگی ہر ابتدا کے پہلے سے ہے۔
بِتَشْعِيْرِهِ الْمَشَاعِرَ عُرِفَ اَنْ لَّامَشْعَرَلَهٗ ؛	15	اس نے جو احساس اور شعور کی قوتیں پیدا کی ہیں ان ہی سے معلوم ہوا کہ وہ شعور اور احساس کا محتاج نہیں ہے اور اسے شعور و احساس سے سمجھا نہیں جا سکتا۔
وَبِمُضَادَّتِهِ بَيْنَ الْاُمُوْرِ عُرِفَ اَنْ لَاضِدَّلَهٗ ؛	16	اور اس نے جو چیزوں میں ایک دوسرے کی ضد رکھی ہے اسی ضد نے بتایا ہے کہ اس کی کوئی ضد نہیں ہے۔
وَبِمَقَارَنَتِهِ بَيْنَ الْاَشْيَاءِ عُرِفَ اَنْ لَا قَرِيْنَ لَهٗ ؛	17	اور اس نے جو چیزوں کو ایک دوسری کے قریب رکھا اور مربوط کیا ہے اسی سے معلوم ہوا کہ اس کا نہ کوئی ساتھی ہے نہ وہ کسی چیز سے مربوط ہے۔
ضَادَّنُوْرَ بِالظُّلْمَةِ ؛	18	اللہ نے نور کو ظلمت یا اندھیرے کی ضد بنایا ہے۔
وَالْوُضُوْحَ بِالْبُهْمَةِ ؛	19	اور واضح چیزوں کی ضد مبہم اور گنجلک چیزوں کو بنایا۔
وَالْجُمُوْدَ بِالْبَلَلِ ؛	20	اور جامد اور ٹھوس چیزوں کی ضد نرم اور کھوکھلی چیزوں کو بنایا ہے۔
وَالْحَرُوْرَ بِالصَّرْدِ؛	21	گرمی کی ضد سردی کو قرار دیا ہے۔
مُؤَلِّفٌ بَيْنَ مُتَعَادِيَاتِهَا ؛	22	اللہ ایک دوسرے کی دشمن چیزوں میں الفت اور میل پیدا کرنے والا ہے۔
مُقَارِنٌ بَيْنَ مُتَبَايِنَاتِهَا ؛	23	متضاد چیزوں میں ربط پیدا کرنے والا ہے۔
مُقَرِّبٌ بَيْنَ مُتَبَاعِدَاتِهَا ؛	24	دور دور رہنے والوں میں قربت پیدا کرنے والا ہے۔
مُفَرِّقٌ بَيْنَ مُتَدَانِيَاتِهَا ؛	25	آپس میں ہم آہنگ اور ملی ہوئی چیزوں کو الگ الگ کرنے والا ہے۔
لَايُشْمَلُ بِحَدٍّ ؛	26	نہ وہ کسی حد میں شامل اور محدود ہے۔
وَلَايُحْسَبُ بِعَدٍّ ؛	27	اور نہ حساب اور گنتی میں آتا ہے۔
وَاِنَّمَا تَحُدُّالْاَدَوَاتُ اَنْفُسَهَا ؛	28	اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اسباب اور اوزار ایک دوسرے کو محدود کرتے ہیں۔
وَتُشِيْرُالْاٰ لَاتُ اِلٰى نَظَائِرِهَا؛	29	اور آلات اپنے ہم مثل کی ہی طرف اشارہ کرتے ہیں۔
مَنَعَتْهَا مُنْذُالْقِدْمَةَ ؛	30	لفظ مُنْذُ مخلوق کو قدیم ہونے سے روکتا ہے۔
وَحَمَتْهَا قَدُالْاَزَلِيَّةَ ؛	31	اور لفظ قَدْ نے بھی انہیں ہمیشگی اور ازلیت سے محروم کر دیا ہے۔
وَجَنَّبَتْهَا لَوْلَا التَّكْمِلَةَ ؛	32	اور لفظ لَوْلَا نے مخلوقات کو سو فیصد مکمل ہونے سے روک دیا ہے۔
بِهَاتَجَلّٰى صَانِعُهَا لِلْعُقُوْلِ ؛	33	ان ہی چیزوں نے اپنے خالق کو عقلوں پر روشن کیا ہے۔
وَبِهَا امْتَنَعَ عَنْ نَّظَرِ الْعُيُوْنِ ؛	34	اور ان ہی چیزوں کے دباؤ نے اللہ کو آنکھوں کی نظر کی قوت سے نکال دیا ہے۔

لَایَجْرِیْ عَلَیْهِ السُّکُوْنُ وَالْحَرَکَةُ ؛	35	اللہ پر حرکت کرنا یا ٹھہرا رہنا دونوں اثر انداز نہیں ہو سکتے (جو ہر جگہ ہو وہ حرکت کیوں کرے)
وَکَیْفَ یَجْرِیْ عَلَیْهِ مَا هُوَاَجْرَاهُ ؟ وَیَعُوْدُ فِیْهِ مَاهُوَ اَبْدَاهُ ؛ وَ یَحْدُثُ فِیْهِ مَاهُوَ اَحْدَثَهُ ؟	36	اور اس پر وہ چیزیں کیسے اثر انداز ہو سکتی ہیں جنہیں اس نے پیدا کیا ہو۔اور جس چیز کی ابتدا ہی اس نے کی ہو وہ اس پر کیسے عائد ہو سکتی ہے؟اور جن چیزوں کو اس نے پیدا کیا وہ اسی کے اندر کیسے ہو سکتی ہے؟
اِذًا لَّتَفَاوَتَ ذَاتُهُ ؛	37	اگر یہ غلط باتیں مان لی جائیں تو اللہ کی حقیقت میں تبدیلی اور تفاوت بھی ماننا پڑے گا۔
وَلَتَجَزَّأَ کُنْهُهُ ؛	38	اور یہ بھی ماننا ہوگا کہ اللہ کے بہت سے اجزا ہیں اور وہ قابل تجزیہ ہے۔
وَلَامْتَنَعَ مِنَ الْاَزَلِ مَعْنَاهُ ؛	39	اور یہ سب کچھ ماننا اللہ کی ہمیشگی اور دوام بے معنی ہو جائے گا۔
وَلَکَانَ لَهُ وَرَآءٌ اِذْ وُجِدَلَهُ اَمَامٌ ؛	40	اور اگر اللہ کے لئے پیچھے اور دور کے الفاظ بولے جائیں تو اس کے لئے لفظ آگے اور دہنے بائیں بھی بولنا ہوگا۔
وَلَالْتَمَسَ التَّمَامَ اِذْلَزِمَهُ النُّقْصَانُ ؛	41	اور جب نقصان میں کمی لازم آئے تو نقصان پورا کرنے اور تکمیل کے لئے التماس کرنا بھی لازم ہو جائے گا۔
وَاِذًا لَّقَامَتْ اٰیَةُ الْمَصْنُوْعِ فِیْهِ ؛	42	ایسا مانتے ہی اس میں وہ تمام نقائص ماننا لازم ہو جائے گا جو مخلوقات میں موجود ہیں۔
وَلَتَحَوَّلَ دَلِیْلًا بَعْدَ اَنْ کَانَ مَدْلُوْلًا عَلَیْهِ ؛	43	اور اس طرح کسی اور خالق کے وجود پر دلیل قائم ہو جائے گی حالانکہ تمام مخلوقات کا وجود اللہ کے خالق ہونے کا ثبوت اور دلیل تھی۔
وَخَرَجَ بِسُلْطَانِ الْاِمْتِنَاعِ مِنْ اَنْ یُّؤَثِّرُ فِیْ غَیْرِهٖ ؛	44	حقیقی صورت حال یہ ہے کہ اللہ پر ان چیزوں کا اثر نہیں ہوتا ہے جو مخلوقات پر اثر انداز ہوتی ہیں یہ حقیقت بھی ان غلط تصورات سے بدل جاتی ہے۔
اَلَّذِیْ لَایَحُوْلُ وَلَایَزُوْلُ وَلَا یَجُوْزُ عَلَیْهِ الْاُفُوْلُ؛	45	اللہ وہ ہستی ہے جس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی اور نہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے۔نہ وہ چھپ سکتا ہے۔
لَمْ یَلِدْ فَیَکُوْنَ مَوْلُوْدًا ؛	46	اس نے کوئی اولاد پیدا نہیں کی ورنہ وہ خود کسی کی اولاد ثابت ہو جاتا۔
وَلَمْ یُوْلَدْ فَیَصِیْرُ مَحْدُوْدًا ؛	47	نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، ورنہ وہ محدود ہو کر رہ جاتا۔
جَلَّ عَنِ اتِّخَاذِ الْاَبْنَاءِ ؛	48	وہ اس سے برتر و بالاتر ہے کہ اولاد اختیار کرے۔

وَطَهُرَ عَنْ مُّلَامَسَةِ النِّسَآءِ ؛	49	اوراس سے کہیں زیادہ پاک اور بے نیاز ہے کہ وہ عورتوں کو چھوئے۔
لَاتَنَالُهُ الْاَوْهَامُ فَتُقَدِّرَهُ ؛	50	اس تک اوھام کی رسائی نہیں ہے اور نہ اس کے متعلق اندازے اور صورتیں طے کی جاسکتی ہیں۔
وَلَاتَتَوَهَّمُهُ الْفِطَنُ فَتُصَوِّرَهُ ؛	51	اورفہم ودانش اس کا وہم تک نہیں کرسکتی اور نہ اس کا تصور کرسکتی ہے۔
وَلَا تُدْرِكُهُ الْحَوَاسُ فَتَحُسَّهُ ؛	52	حواس کی اس تک پہنچ نہیں ہے تاکہ اسے محسوساتی وجود سمجھا جاسکے۔
وَلَا تَلْمِسُهُ الْاَيْدِیْ فَتَمَسَّهُ ؛	53	اوراسے ہاتھ چھو نہیں سکتے کہ اس کو دسترس کے اندر سمجھا جاسکے۔
وَلَا يَتَغَيَّرُ بِحَالٍ ؛	54	اوراپنی حالت میں بدلتا نہیں ہیں۔
وَلَايَتَبَدَّلُ فِی الْاَحْوَالِ ؛	55	اورنہ وہ ایک حال سے دوسرے حالات میں تبدیل ہوتا ہے۔
وَلَاتُبْلِيْهِ اللَّيَالِیْ وَالْاَيَّامُ ؛	56	اور یہ دن رات کی آمدورفت اس پر اثر انداز نہیں ہوتی ہے نہ پرانا کرتی ہے۔
وَلَا يُغَيِّرُهُ الضِّيَاءُ وَالظَّلَامُ ؛	57	اورنہ روشنی اور اندھیرا اسے متاثر کرتے ہیں نہ اس میں تبدیلی کرتے ہیں۔
وَلَا يُوْصَفُ بِشَیْءٍ مِنَ الْاَجْزَاءِ ؛ وَلَا بِالْجَوَارِحِ وَالْاَعْضَآءِ ؛ وَلَا بِعَرَضٍ مِنَ الْاَعْرَاضِ وَلَا بِالْغَيْرِيَّةِ وَالْاَبْعَاضِ ؛	58	اس کی کوئی ایسی صفت بیان نہیں کی جاسکتی ہے جس میں اجزاء سے تعلق ہو اور نہ جوڑ وبند اور اعضاء (ہاتھ پیر آنکھیں وغیرہ) سے نسبت ہو اور نہ سہارا لینے والی چیزوں میں سے کسی چیز کی بات ہو اور نہ ایسی صفت ہو جو اس کی ذات کے علاوہ غیر ہو یا اس کے حصے کرڈالے۔
وَلَايُقَالُ لَهُ حَدٌّوَّلَا نِهَايَةٌ ؛ وَلَا انْقِطَاعٌ وَلَا غَايَةٌ ؛	59	نہ اس کے لئے حد بندی کی جائے اور نہ اس کے لئے ابتدا اور انتہا کی بات ہو اور نہ اس کے خاتمہ کا اور کسی مقصد کے ماتحت ہونے کا تصور ہو۔
وَلَا اَنَّ الْاَشْيَاءَ تَحْوِيْهِ فَتُقِلَّهُ اَوْتُهْوِيْهِ ؛ اَوْ اَنَّ شَيْئًا يَّحْمِلُهُ فَيُمِيْلَهُ اَوْيَعْدِلَهُ ؛	60	اورنہ یہ کہ چیزوں کو اس پر حاوی قرار دیا جائے کہ وہ اسے بلند کریں یا چاہیں تو پستی میں اتار دیں یا یہ کہ کچھ چیزیں اسے سنبھالے ہوئے یا اُٹھائے ہوئے ہیں وہ چاہیں تو اسے کسی طرف موڑ دیں یا درست رکھیں۔
وَلَيْسَ فِی الْاَشْيَاءِ بِوَالِجٍ وَلَا عَنْهَا بِخَارِجٍ ؛	61	اورنہ اللہ چیزوں کے اندر ہے کہ ان کا جز بنا ہوا ہو اور نہ وہ چیزوں سے خارج ہے کہ دوری ہوجائے۔
يُخْبِرُ لَابِلِسَانٍ وَّلَهَوَاتٍ ؛	62	وہ خبریں دیتا ہے مگر زبان اور لب ولہجہ اور حلق اور متعلقات کے وسیلے سے نہیں
وَيَسْمَعُ لَابِخُرُوْقٍ وَّاَدَوَاتٍ ؛	63	وہ ہر بات ہر آہٹ سنتا ہے مگر شگافوں اور سوراخوں اور آلات اور اوزاروں (کانوں وغیرہ) کے وسیلے سے نہیں سنتا ہے۔

يَقُولُ وَلا يَلْفِظُ وَيَحْفَظُ وَلا يَتَحَفَّظُ ؛ وَيُرِيدُ وَلا يُضْمِرُ يُحِبُّ وَيَرْضَىٰ مِنْ غَيْرِ رِقَّةٍ وَيُبْغِضُ وَ يَغْضَبُ مِنْ غَيْرِ مُشَقَّةٍ ؛	64	وہ کہتا ہے مگر الفاظ استعمال نہیں کرتا ہے یاد رکھتا ہے مگر حافظہ کے ذریعے سے نہیں وہ ارادہ کرتا ہے مگر سوچ بچار کے بعد نہیں وہ محبت بھی کرتا ہے اور راضی بھی ہوتا ہے مگر دل کی نرمی کی وجہ سے نہیں اور وہ دشمنی بھی رکھتا ہے غصہ بھی کرتا ہے مگر بلا کسی مشقت و تکلیف اٹھائے ہوئے۔
يَقُولُ لِمَنْ اَرَادَ كَوْنَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ لَابِصَوْتٍ يَقْرَعُ وَلَابِنِدَاءٍ يُسْمَعُ ؛	65	جس چیز کو کسی شکل میں بنانے کا ارادہ کرتا ہے اس کو کہتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً اسی شکل میں بن جاتی ہے مگر یہ کہنا نہ آواز بلند کر کے ہے نہ ایسی ندا سے ہوتا ہے جو سننے میں آ جائے۔
وَاِنَّمَا كَلَامُهُ سُبْحَانَهُ فِعْلٌ مِّنْهُ اَنْشَأَهُ ؛	66	اور اس کے علاوہ اور کوئی مطلب نہیں کہ ذاتِ پاک کا کلام ایک فعل ہوتا ہے جسے اس نے خود ایجاد کیا ہے۔
وَمِثْلُهُ لَمْ يَكُنْ مِنْ قَبْلِ ذٰلِكَ كَائِنًا ؛	67	اور اس کلام یا فعل کی مانند اس کی ایجاد سے پہلے ویسا کلام یا فعل موجود نہ تھا۔
وَلَوْ كَانَ قَدِيْمًا لَكَانَ اِلٰهًا ثَانِيًا ؛	68	اگر وہ کلام یا فعل قدیم سے ہوتا تو وہ دوسرا معبود ہوتا۔
لَايُقَالُ كَانَ بَعْدَ اَنْ لَمْ يَكُنْ فَتَجْرِيَ عَلَيْهِ الصِّفَاتُ الْمُحْدَثَاتُ ؛ وَلَايَكُوْنُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ فَصْلٌ ؛ وَلَا لَهُ عَلَيْهَا فَضْلٌ فَيَسْتَوِيَ الصَّانِعُ وَالْمَصْنُوْعُ ؛ وَيَتَكَافَأَ الْمُبْتَدِعُ وَالْبَدِيْعُ ؛	69	اللہ کے لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ نہ ہونے کے بعد ہوا ہے۔ ورنہ اس پر وہ تمام صفات جاری ہوں گی جو عدم سے وجود میں آنے والی مخلوقات پر جاری ہوتی ہیں اور پھر مخلوقات میں اور اللہ میں یا نئی پیدا ہونے والی مخلوق میں اور قدیم و واجب الوجود میں کوئی فرق نہ رہے گا۔ اور اللہ کو مخلوقات پر بزرگی اور برتری ہی نہ رہے گی چنانچہ بنانے والا اور بننے والا برابر ہو جائیں گے اور ایجاد کرنے والا موجد اور ایجاد یکساں ہو جائیں گے۔
خَلَقَ الْخَلَائِقَ عَلٰى غَيْرِ مِثَالٍ خَلَامِنْ غَيْرِهٖ ؛	70	اللہ نے مخلوقات کو کسی مثال یا ایسے نمونہ کے بغیر وجود بخشا جو اللہ کے علاوہ کسی اور نے تیار کیا ہوتا۔
وَلَمْ يَسْتَعِنْ عَلٰى خَلْقِهَا بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ ؛	71	اور مخلوقات میں سے کسی ایک سے بھی تخلیق میں مدد حاصل نہیں کی تھی۔
وَاَنْشَأَ الْاَرْضَ فَاَمْسَكَهَا مِنْ غَيْرِ اشْتِغَالٍ ؛	72	اور اللہ نے زمین کو ایجاد کیا اور بلا مشغول و مصروف ہوئے زمین کو تھامے رکھا ہے۔

وَارۡسَاهَا عَلٰی غَیۡرِ قَرَارٍ وَاَقَامَهَا بِغَیۡرِ قَوَائِمَ وَ رَفَعَهَا بِغَیۡرِ دَعَائِمَ ؛	73	اور بغیر کوئی سہارا دیئے ہوئے مستحکم کر دیا اور بلا پائے اور ٹانگوں کے اسے قائم کر دیا اور بغیر ستونوں کے اسے بلند کر دیا۔
وَحَصَّنَهَا مِنَ الۡاَوَدِ وَالۡاِعۡوِجَاجِ ؛ وَمَنَعَهَا مِنَ التَّهَافُتِ وَالۡاِنۡفِرَاجِ ؛	74	ٹیڑھا ترچھا ہو جانے سے اسے محفوظ کر دیا اور پھٹنے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر جانے سے منع کر دیا۔
اَرۡسٰی اَوۡتَادَهَا وَضَرَبَ اَسۡدَادَهَا ؛	75	اس کے لئے اس کی میخوں کو استحکام بخشا اور روک تھام کرنے والے سامان کو ٹھیک طور پر نصب کیا (یعنی پہاڑوں اور چٹانوں کو قائم کیا)
وَاسۡتَفَاضَ عُیُوۡنَهَا وَخَدَّاَوۡدِیَتَهَا ؛	76	اور اس کے چشموں کو جاری کر کے پانی کی نالیوں، نالوں اور راج باہوں کے راستے بنائے۔
فَلَمۡ یَهِنۡ مَابَنَاهُ وَ لَاضَعُفَ مَاقَوَّاهُ ؛	77	چنانچہ جو کچھ اللہ نے بنایا اس میں ڈھیلا پن نہ آیا اور جس کو قوی بنایا اس میں کمزوری نہ آئی۔
هُوَالظَّاهِرُ عَلَیۡهَا بِسُلۡطَانِهٖ وَعَظَمَتِهٖ ؛	78	وہ اپنی حکمرانی اور عظمت کی وجہ سے زمین پر غالب اور مسلط ہے۔
وَهُوَالۡبَاطِنُ لَهَا بِعِلۡمِهٖ وَمَعۡرِفَتِهٖ ؛	79	اور وہ اپنے علم اور دانائی کی وجہ سے زمین کے باطن اور پوشیدہ کیفیات پر مطلع ہے
وَالۡعَالِیُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ مِنۡهَا بِجَلَالِهٖ وَعِزَّتِهٖ ؛	80	اور اپنے جلال و عزت کے سبب سے زمین اور اس کی ہر چیز پر برتری و بلندی رکھتا ہے۔
لَایُعۡجِزُهُ شَیۡءٌ مِنۡهَا طَلَبَهُ وَلَایَمۡتَنِعُ عَلَیۡهِ فَیَغۡلِبَهُ ؛	81	زمین اور زمین کے اندر کی کوئی چیز اللہ کی پسند اور طلب سے باہر نہیں نکل سکتی اور نہ تعمیل کو منع کر کے اس پر غالب آسکتی ہے۔
وَلَا یَفُوۡتُهُ السَّرِیۡعُ مِنۡهَا فَیَسۡبِقَهُ ؛	82	اور زمین کی کوئی تیز رو اور سریع الرفتار چیز اللہ کے قابو سے باہر نہیں نکل سکتی تا کہ اللہ پر سبقت لے جاسکے۔
وَلَایَحۡتَاجُ اِلٰی ذِیۡ مَالٍ فَیَرۡزُقَهُ ؛	83	اور وہ دنیا کے کسی مالدار کا محتاج نہیں ہے کہ کوئی اسے رزق دیا کرے۔
خَضَعَتِ الۡاَشۡیَاءُ لَهٗ ؛	84	تمام چیزیں اللہ کے سامنے عاجز اور بے بس ہیں۔
وَذَلَّتۡ مُسۡتَکِیۡنَةً لِعَظَمَتِهٖ ؛	85	اور اللہ کی عظمت کے سامنے ہر چیز بے دست و پا اور ذلت کی حالت میں ہے۔
لَاتَسۡتَطِیۡعُ الۡهَرَبَ مِنۡ سُلۡطَانِهٖ اِلٰی غَیۡرِهٖ فَتَمۡتَنِعَ مِنۡ نَّفۡعِهٖ وَضَرِّهٖ ؛	86	کوئی چیز یہ قدرت نہیں رکھتی کہ اس کی سلطنت اور حکمرانی سے بھاگ کر کسی اور کی طرف نکل جائے اور اس طرح وہ اللہ کی نفع رسانی اور ضرر رسانی کو منع کر کے بے نیاز ہو جائے۔

وَلَا كُفُوءَ لَهُ فَيُكَافِئَهُ ؛	87	اور نہ اللہ کا ہم سر وہم پلہ کوئی ہے جو برابری کر سکے۔
وَلَا نَظِيرَ لَهُ فَيُسَاوِيَهُ ؛	88	اور نہ ہی کوئی اس کا مثل ونظیر ہے جو اس کے مساوی ہو جائے۔
هُوَ الْمُفْنِي لَهَا بَعْدَ وُجُودِهَا ؛	89	وہی اس دنیا کو اور تمام چیزوں کو وجود عطا کرنے کے بعد فنا کرنے والا ہے۔
حَتّٰى يَصِيرَ مَوْجُودُهَا كَمَفْقُودِهَا ؛	90	یہاں تک کہ دنیا کی موجودہ چیزیں ان چیزوں کی طرح ہو جائیں جو مٹ کر غائب ہو چکی ہیں۔
وَلَيْسَ فَنَاءُ الدُّنْيَا بَعْدَ ابْتِدَاعِهَا بِأَعْجَبَ مِنْ إِنْشَائِهَا وَاخْتِرَاعِهَا ؛	91	اور دنیا کو ایجاد اور پیدا کرنے کے بعد فنا کر دینا اتنا تعجب خیز نہیں ہو سکتا جتنا کہ اسے نیا نیا پیدا کرنا اور ایجاد کرنا تعجب خیز تھا۔
وَكَيْفَ وَلَوِ اجْتَمَعَ جَمِيعُ حَيَوَانِهَا مِنْ طَيْرِهَا وَبَهَائِمِهَا ؛ وَمَا كَانَ مِنْ مُرَاحِهَا وَسَائِمِهَا ؛ وَأَصْنَافِ أَسْنَاخِهَا وَأَجْنَاسِهَا ؛ وَمُتَبَلِّدَةِ أُمَمِهَا وَأَكْيَاسِهَا عَلٰى إِحْدَاثِ بَعُوضَةٍ مَّا قَدَرَتْ عَلٰى إِحْدَاثِهَا ؛	92	اور یہ کیسے تعجب خیز تھا؟ اس کو یوں سمجھو کہ اگر تمام حیوان جمع ہو جائیں پرندے بھی اور وحشی جانور بھی اور رات کو گھروں میں آرام کے لئے آنے والے بھی جمع ہو جائیں خواہ چراگاہوں میں چرنے والے جانور ہوں اور دوسری تمام قسموں اور جنسوں کے تمام ہی جانور جمع ہو جائیں اور تمام امتوں کے عقلمند اور موٹی عقل کے لوگ بھی جمع ہو جائیں اور سب مل کر اگر ایک مچھر پیدا کرنا چاہیں تو وہ سب ایک مچھر پیدا کرنے پر بھی قادر نہ ہو سکیں گے۔
وَلَا عَرَفَتْ كَيْفَ السَّبِيلُ إِلٰى إِيجَادِهَا ؛	93	اور نہ یہ پتہ چل سکے گا کہ مچھر کو ایجاد کرنے کی کونسی راہ یا طریقہ ہو سکتا ہے؟
وَلَتَحَيَّرَتْ عُقُولُهَا فِي عِلْمِ ذٰلِكَ وَتَاهَتْ ؛	94	اور مچھر کی تخلیق وایجاد کے علم کے سلسلے میں ان کی عقلیں حیران وسرگردان ہو کر رہ جائیں گی۔
وَعَجَزَتْ قُوَاهَا وَتَنَاهَتْ وَرَجَعَتْ خَاسِئَةً حَسِيرَةً ؛	95	اور ان کی عقلی وفکری قوتیں عاجز اور ناکارہ ہو کر رہ جائیں گی اور ناکامی و نامرادی اور زبوں حالی کے ساتھ واپس پلٹ آئیں گی۔
عَارِفَةً بِأَنَّهَا مَقْهُورَةٌ مُقِرَّةً بِالْعَجْزِ عَنْ إِنْشَائِهَا مُذْعِنَةً بِالضَّعْفِ عَنْ إِفْنَائِهَا ؛	96	یہ جانتے ہوئے کہ وہ مغلوب ہیں اور یہ اقرار کرتے ہوئے پلٹیں گی کہ وہ مچھر کی ایجاد سے بھی عاجز ہیں اور وہ تو مچھر کو فنا کرنے کی قوت بھی نہیں رکھتے ہیں۔
وَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَعُودُ بَعْدَ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَحْدَهُ لَا شَيْءَ مَعَهُ كَمَا كَانَ قَبْلَ ابْتِدَائِهَا كَذٰلِكَ يَكُونُ بَعْدَ فَنَائِهَا بِلَا وَقْتٍ وَّمَكَانٍ وَّلَا حِينٍ وَّلَا زَمَانٍ ؛	97	اور یقیناً اللہ پاک دنیا کو فنا کرنے کے بعد تنہا اکیلا ہوگا کوئی چیز اس کے ساتھ موجود نہ ہوگی جیسا کہ وہ دنیا کی ابتدا کرنے سے پہلے تنہا تھا۔ اسی طرح دنیا کو فنا کرنے کے بعد بھی اکیلا ہوگا نہ اس کے ساتھ وقت ہوگا نہ کوئی مکان وجگہ ہوگی اور نہ کوئی گھڑی ہوگی نہ زمانہ ہوگا چنانچہ:

عُدِمَتْ عِنْدَ ذٰلِکَ الْاٰجَالُ وَ الْاَوْقَاتُ وَزَالَتِ السِّنُوْنُ وَالسَّاعَاتُ ؛	98	اس وقت مدتیں ،اوقات مٹ چکیں گے ۔ یہ سن و سال اور صدیاں اور لمحات و ساعات زائل ہو جائیں گے۔
فَلَاشَیْءٍ اِلَّا اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ الَّذِیْ اِلَیْہِ مَصِیْرُ جَمِیْعِ الْاُمُوْرِ ؛	99	بہرحال ہر چیز پر مسلط رہنے والا اللہ تنہا رہ جائے گا اور وہی وہ ہستی ہے جس کی طرف تمام معاملات وحالات ومخلوقات نے جانا تھا۔ چنانچہ
بِلَا قُدْرَةٍ مِنْھَا کَانَ ابْتِدَاءُ خَلْقِھَا ؛ وَبِغَیْرِ امْتِنَاعٍ مِنْھَا کَانَ فَنَاؤُھَا ؛	100	ان کی تخلیق اور ایجاد کی قدرت ان کے پاس پیدا ہونے سے پہلے بھی نہ تھی اسی طرح دنیا کا اور ان کا فنا کیا جانا بھی ان کے اختیار میں نہیں اور ان کی ممانعت اور ناگواری کے باوجود فنا لازم ہوگی۔
وَلَوْ قَدَرَتْ عَلَی الْاِمْتِنَاعِ لَدَامَ بَقَاؤُھَا ؛	101	اگر ان کو فنا کئے جانے سے روکنے کی قدرت حاصل ہوتی تو ان کا باقی رہنا دائمی ہو جاتا۔
لَمْ یَتَکَاءَدْهُ صُنْعُ شَیْءٍ مِنْھَا اِذْ صَنَعَهُ وَلَمْ یَؤُدْهُ مِنْھَا خَلْقُ مَابَرَاَهُ وَخَلَقَهُ ؛	102	جب اللہ نے کسی چیز کا بنانا چاہا تو اسے اس کے بنانے میں کوئی دقت نہیں ہوئی اور جن جن چیزوں کو اس نے بنایا اور وجود بخشا تو ان کے بنانے میں اسے تھکن محسوس نہیں ہوئی۔
وَلَمْ یُکَوِّنْھَا لِتَشْدِیْدِ سُلْطَانٍ وَلَا لِخَوْفٍ مِّنْ زَوَالٍ وَنُقْصَانٍ ؛ وَلَا لِلْاِسْتِعَانَةِ بِھَا عَلٰی مُّکَاثِرٍ ؛ وَلَا لِلْاِحْتِرَازِ بِھَامِنْ ضِدٍّ مُّثَاوِرٍ وَلَا لِلْاِزْدِیَادِبِھَا فِیْ مُلْکِهٖ وَلَا لِمُکَاثَرَةِ شَرِیْکٍ فِیْ شِرْکِهٖ وَلَا لِوَحْشَةٍ کَانَتْ مِنْهُ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَاْنِسَ اِلَیْھَا ؛	103	اللہ نے اس کائنات کو اور کائناتی مخلوق کو اس لئے پیدا نہیں کیا تھا کہ وہ اپنی سلطنت کو بڑھائے اور مضبوط کرے نہ اس لئے کہ اپنی حکومت کے زوال اور نقصان سے ڈرتا تھا۔ اور نہ اس لئے کہ اسے کسی مدّ مقابل کے خلاف مدد حاصل کرنا تھی نہ اس لئے کہ اسے کسی حملہ آور دشمن سے محفوظ رہنا تھا اور قوت فراہم کرنا تھی اور نہ اس لئے کہ اسے اپنے ملک ومملکت کی حدود کو بڑھانا اور وسعت دینا مطلوب تھا۔ اور نہ اس لئے کہ اسے اپنے کسی شریک حکومت کے مقابلہ میں اپنی کثرت کا مظاہرہ کرنا تھا۔ اور نہ اس لئے کہ وہ اپنی تنہائی سے گھبرا گیا تھا اور اپنی دلچسپی کے لئے دنیا کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اس سے اپنا دل بہلاتا رہے۔
ثُمَّ هُوَ یُفْنِیْھَا بَعْدَ تَکْوِیْنِھَا لَالِسَاَمٍ دَخَلَ عَلَیْهِ فِیْ تَصْرِیْفِھَا وَتَدْبِیْرِھَا وَلَا لِرَاحَةٍ وَّاصِلَةٍ اِلَیْهِ وَلَا لِثِقْلِ شَیْءٍ مِنْھَا عَلَیْهِ ؛	104	پھر وہ کائنات کو بنانے کے بعد اسے فنا کریگا۔ فنا بھی اسلئے نہ کریگا کہ اللہ کو کائنات کی دیکھ بھال کرنے اور اس میں تبدیلیاں کرنے اور اس کی تدبیریں کرنے میں دقت اور دل تنگی ہو رہی ہوگی اور نہ اسلئے کہ فنا کرکے اسے آرام وراحت ملے گی اور نہ اس لئے کہ دنیا کی چیزیں اس پر ناگوار گزرنے والا بوجھ بن گئی تھیں۔

لَایُمِلُّہٗ طُوْلُ بَقَائِھَا فَیَدْعُوْہُ اِلٰی سُرْعَۃِ اِفْنَائِھَا ؛	105	اللہ کو کائنات کی موجودگی اور بقا دل تنگ نہیں کرسکتی ہے کہ وہ دل بھر جانے کی وجہ سے اس کو فنا کرنے کے حکم میں جلدی کرے۔
لٰکِنَّہٗ سُبْحَانَہٗ دَبَّرَھَا بِلُطْفِہٖ ؛ وَاَمْسَکَھَا بِاَمْرِہٖ وَاَتْقَنَھَا بِقُدْرَتِہٖ ؛	106	لیکن بات یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے لطف وکرم اور مہربانیوں سے کائنات کا بندوبست کیا ہے اور اپنے حکم سے اس کی دیکھ بھال اور روک تھام کررکھی ہے۔ اور اپنی قدرت سے اسے مستحکم بنایا ہے۔
ثُمَّ یُعِیْدُھَا بَعْدَ الْفَنَاءِ مِنْ غَیْرِ حَاجَۃٍ مِنْہُ اِلَیْھَا ؛ وَلَا اسْتِعَانَ بِشَیْءٍ مِّنْھَا عَلَیْھَا ؛ وَلَا لِانْصِرَافٍ مِنْ حَالِ وَحْشَۃٍ اِلٰی حَالِ اسْتِئْنَاسٍ وَلَامِنْ حَالِ جَھْلٍ وَّعَمًی اِلٰی حَالِ عِلْمٍ وَّالْتِمَاسٍ وَلَامِنْ فَقْرٍ وَّحَاجَۃٍ اِلٰی غِنًی وَّکَثْرَۃٍ وَلَامِنْ ذُلٍّ وَّضَعَۃٍ اِلٰی عِزٍّ وَّقُدْرَۃٍ ؛	107	چنانچہ اسے فنا کردینے کے بعد دوبارہ وجود دے کر پلٹائے گا اس لئے نہیں کہ اسے کائنات کی محتاجگی ہوگی اور نہ اس لئے کہ وہ کائنات کی کسی چیز سے مدد لینا چاہے گا اور نہ اسلئے کہ وہ وحشت کی حالت کو دلچسپی سے بدلنا چاہے گا۔ اور نہ اسلئے کہ وہ جہالت اور بے بصیرتی کی حالت سے نکل کر علم وبصیرت اور تجربات کا ماحول اختیار کرنا چاہے گا اور نہ اسلئے کہ اس پر ناداری اور محتاجی چھا جائیگی اور وہ دولت وفراوانی حاصل کرنا چاہے گا۔ اور نہ اسلئے کہ وہ ذلت اور پستی میں مبتلا ہوگا اور پھر وہ عزت اور توانائی حاصل کرنے کیلئے کائنات کو دوبارہ پلٹائے گا۔

تشریحات:

اس خطبے کے متعلق مترجمین اور شارحین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ:

1۔ ”یہ خطبہ توحید کے متعلق ہے اور علم ومعرفت کی اتنی بنیادی باتوں پر مشتمل ہے کہ جن پر کوئی دوسرا خطبہ حاوی نہیں ہے“
(مفتی جعفرحسین جلد2 صفحہ 168)

2۔ ”اس خطبہ عجیبہ وبدیعہ میں امیرؑ المومنین نے خداشناسی کی تعلیم دی ہے، وہ خداشناسی، جو بصیرت اور فہم پر مبنی ہو علم اور ایمان پر مبنی ہو۔ صرف ظن وتخمین کا نتیجہ نہ ہو“ (رئیس احمد جعفری صفحہ 1314)

یہ ریمارکس ذاتی تجربہ پر منحصر نہیں ہیں بلکہ علامہ رضی صاحب رضی اللہ عنہ نے اس خطبے کے شروع میں لکھا ہے کہ:

”فِی التَّوْحِیْدِ وَتَجْمَعُ ھٰذِہِ الْخُطْبَۃُ مِنْ اُصُوْلِ الْعِلْمِ مَالَا تَجْمَعُہٗ خُطْبَۃٌ غَیْرُھَا“

ترجمہ: ”یہ خطبہ توحید پر ہے اور یہ خطبہ علم کے اصول کو اس طرح جمع کرتا ہے کہ دوسرے کسی خطبے نے ان کو جمع نہیں کیا ہے“

ہم اِن میں سے کسی سے بھی متفق نہیں ہیں اس لئے کہ توحید اور صفاتِ خداوندی پر حضرت علی علیہ السلام کا ہر خطبہ اپنے اپنے مقام پر اور اپنے اپنے عنوانات پر مکمل اور شاہکار ہے۔ جہاں جس پہلو کو ملحوظ رکھا ہے اسے مکمل کردیا ہے اور بس۔ رہ گیا رضی صاحب کا لفظ ”اصول علم“ ایک ایسی بات ہے جو غالباً وہ خود بھی نہ سمجھتے تھے۔ اور نہ اس کا ان خطبات سے تعلق ہے۔ یہاں تو ہر خطبہ اصول علم کی بنیاد رکھتا چلا گیا ہے دراصل وہ جو کچھ کہنا چاہتے

تھے کہہ نہ سکے۔وہ ہم عرض کرتے ہیں کہ اس خطبہ (نمبر 229) میں حضوؐر نے ان قیاسات کو واضح فرمایا ہے جو علمانے کائنات کی تخلیق اور فنا پر قائم کئے تھے یا جوان کے قلب و ذہن میں گزرے تھے یا آئندہ گزریں۔یعنی ''شاید اس لئے پیدا کی تھی'' یا شاید اس لئے فنا کرے گا'' ان شایدوں اور احتمالات سے جو خرابیاں ذات باری تعالیٰ پر اثر انداز ہوتی تھیں ان سب کا تفصیلی جواب اس خطبے میں دیا گیا ہے۔اور بس۔

علاوہ ازیں گول قسم کے ریمارکس قارئین کے علم میں اضافہ نہیں کرتے بلکہ اُنہیں تذبذب میں ڈال دیتے ہیں ہونا یہ چاہئے کہ ریمارکس دینے والا شخص کسی ایک یا چند پہلوؤں کو لکھے اور ان پر اپنے ریمارکس ترتیب دے تاکہ حضوؐر کے جملوں اور ریمارکس میں ربط و تعلق دیکھ کر قاری کسی نتیجے پر پہنچ سکے۔''علمی اصول یا اصولِ علم جمع کر دیئے'' یعنی چہ؟ اُن اصولوں کو یا ان میں کسی ایک کو قارئین کے سامنے رکھوانہیں سمجھاؤ تو وہ خود ہی خطبے سے باقی اصول نکال کر دیکھ لیں گے۔گول گول باتیں کر کے اپنے علم کی دھونس بٹھانا غلط ہے۔

2۔اللہ الفاظ استعمال نہیں کرتا تو جبرائیل الفاظ کہاں سے لائے اور قرآن میں الفاظ کس کے ہیں۔

بتانا یہ چاہئے تھا کہ حضوؐر کے اس جملے کا کیا مطلب ہے کہ'' یَقُوْلُ وَلا یَلْفِظ '''' وہ کہتا ہے مگر الفاظ میں نہیں کہتا ہے'' (64) اس پر رضی صاحب کو کچھ کہنا چاہئے تھا۔نہج البلاغہ کی مدح و ثنا کرنے والوں کو کچھ بولنا چاہئے تھا۔نہج البلاغہ پر اعتراضات کی ڈھول اُڑانے والوں کو کچھ روشنی ڈالنا چاہئے تھی۔مگر چونکہ سب قریشی عقاید و تصورات کے بچاری تھے خاموشی سے گزر گئے۔ہم کہتے ہیں کہ وہ بات بات نہیں کہلا سکتی جس میں الفاظ نہ ہوں؟ وہ کہنا کیسے کہنا کہلائے گا جس میں ایک بھی لفظ نہ ہو؟ وہ کلام کلام ہو ہی نہیں سکتا جس میں الفاظ نہ آئیں؟ پھر یہ اتنا بڑا کلام کیسے کلام اللہ کہلا سکتا ہے جسے قرآن کہتے ہیں اور جس میں 267052 سے زیادہ الفاظ موجود ہیں؟ اور پھر حضور علیہ السلام نے ایک جملہ چھوڑ کر فرمایا ہے کہ '' وَاِنَّمَا کَلَامُہُ سُبْحَانَہُ فِعْلٌ '''' اُس ذات پاک کا کلام تو صرف اور صرف فعل ہوتا ہے'' لہٰذا یقیناً یہ الفاظ والا قرآن اللہ کا کلام ہرگز نہیں ہے۔اللہ کے کلام یا قرآن کو ایک عظیم الشان فعل کی صورت میں ہونا چاہئے اور اس فعل کو بھی ایسا فعل ہونا چاہئے کہ تمام افعال سمٹ کر اس ایک فعل کے ماتحت آجائیں اور اس ایک فعل سے صادر ہونے والے افعال بن جائیں۔اور کوئی فعل اور کسی کا فعل اس سے باہر نہ نکل سکے۔اور اللہ کا ایسا فعل وہ اولین اور بنیادی فعل ہے جسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی تخلیق فرمایا گیا'' اول ما خلق اللّٰہ نوری ''اور سنو۔مانو یا نہ مانو۔محمدؐ ہی لوح و قلم ہیں وہی عرش و کرسی ہیں۔اور وہی یہ پوری کائنات ہیں۔محمدؐ ہی قرآن العظیم ہیں۔محمدؐ ہی علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ اور آئمہؑ معصومین ہیں۔

تُو علیؑ را زتاریکی دیدہ اِی زان سبب غیران بر اُو بُگزیدۂِ اِیٔ (مولانا رُوم)

آنکھوں پر پٹیاں باندھ باندھ کر اور اندھیرا پھیلا پھیلا کر علیؑ کو دیکھنے والے جو کچھ دیکھتے رہے وہ حضرت علی علیہ السلام نہ تھے۔ایک جھلک نظر آجانا خوش قسمتی کہلا سکتی ہے مگر حضوؐر کو دیکھ لینا نہیں کہلا سکتا۔اور جنہوں نے جھلک بھی نہ دیکھی ہو ان کا بدقسمت ہونا کچھ اور نہیں کہلا سکتا۔لہٰذا ایسے لوگوں کے ریمارکس کسی توجہ کے مستحق نہیں کہلا سکتے۔

3۔زمین کو آسمان کے مقام سے سیاروں اور ستاروں کی طرح اس کی حقیقی پوزیشن میں رکھا ہے۔

تحقیقات جدیدہ کی روشنی میں ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ زمین ہمارے نظام شمسی کا ایک کُرہ ہے جو نظام کے باقی ستاروں کی مانند ایک ستارہ ہے اور باقی ستاروں کی طرح سورج کے چاروں طرف گھومتا ہے جس کی وجہ سے ماہ و سال وجود میں آتے ہیں اور ساتھ ہی خود اپنی محوری (Axial) گردش بھی کرتا ہے جس سے یہ دن اور رات پیدا ہوتے ہیں۔یعنی جس طرح مریخ و مشتری وغیرہ ستارے فضا میں سورج کے چاروں

طرف گھومتے ہیں زمین بھی بعینہ ان ہی ستاروں کی طرح فضا میں متحرک ہے۔اس صورت حال کو ذہن نشین کرانے کے لئے فرمایا ہے کہ:۔
’’اور اللہ نے زمین کو ایجاد کیا اور بلا مشغول و مصروف ہوئے زمین کو تھام کر قابو میں رکھا ہے (72)‘‘ مطلب یہ ہے کہ زمین کو ایجاد کرنے اور سنبھالنے میں اللہ کا نہ وقت لگا نہ محنت کرنا پڑی۔اور زمین کے لئے نہ سہارے پیدا کئے نہ اس کے لئے ٹانگیں اور پائے بنائے بلکہ ان کے بغیر ہی اسے مضبوطی سے قائم رہنے کے قابل بنا دیا اور اسے اس کی بلندی پر پہنچانے کے لئے ستونوں کی ضرورت نہیں ہوئی بلا کسی مدد کے اُسے فضاؤں میں بلند مقام دیا (73) لہٰذا زمین کو بالکل آسمانوں اور ستاروں اور سیاروں کی طرح سمجھنا چاہئے۔

4۔ کائنات کو فنا کرنے کی تمام منفی صورتوں کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے لیکن مثبت پہلو کو چھوڑ دیا ہے۔

پورے خطبے کو پوری توجہ اور غور وفکر سے پڑھنے کے بعد یہ سوال کھڑا رہ جاتا ہے کہ آخر کائنات کو فنا کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ کیوں اسے اس کے حال پر چھوڑے رکھنا پسند نہ کیا؟ وہ لوگ جو یہ کہتے، لکھتے اور سمجھتے رہے کہ:۔
’’یہ خطبہ توحید پر ہے‘‘ انہیں یہ بھی کہنا چاہئے تھا کہ:۔
’’یہ خطبہ کائنات کے فانی ہونے پر ہے‘‘ پھر جہاں یہ کہا تھا کہ:۔
’’اس خطبے میں اصول علم کو جمع کر دیا ہے‘‘ وہیں یہ بھی کہنا چاہئے تھا کہ:۔
’’اس خطبے میں کائنات کو فنا کرنے کی غرض وغایت کو چھوڑ دیا ہے‘‘
قارئین اپنی آنکھوں سے خود دیکھیں کہ خود علامہ رضی رضی اللہ عنہ یہ تو نوٹ کر لیتے ہیں کہ یہ خطبہ توحید پر تمام علمی اصول کو جمع کر لیتا ہے لیکن وہ یہ نوٹ نہیں کرتے کہ توحید کی غرض وغایت کیا ہے؟ اور جس کے بغیر توحید کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اور اصول علم کو جمع کرنا بے معنی اور بے ضرورت ہو کر رہ جاتا ہے۔آیئے ہم آپ کو کائنات کے فنا کرنے کی غرض وغایت کی طرف متوجہ کریں اور اس سلسلے میں مودودی جیسے شخص کو آگے رکھ لیں۔

4۔الف) ثلاثہ پرست مودودی بھی حقیقی خلافت الٰہیہ کا تصور رکھتا ہے مگر مجبور ہے، کہ حق سے دور اور باطل سے قریب رہے۔

مودودی اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں جب حضرت آدم علیہ السلام کا پورا قصہ سورہ طٰہ کی آیات (20/115-125) سے لکھ چکے تو آیت (20/124) پر ایک تشریحی حاشیہ لکھا ہے جسے ہم یہاں لکھتے ہیں تاکہ آپ حقیقی خلافت الٰہیہ کو سمجھنے میں اپنی بصیرت سے کام لیں۔جس آیت پر وضاحتی حاشیہ لکھا ہے اس میں اللہ نے فرمایا ہے کہ:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى O (20/124)

مودودی ترجمہ: ’’جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لئے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اُسے اندھا اُٹھائیں گے‘‘
(تفہیم القرآن جلد 3 صفحہ 134)

اس آیت پر تشریح سنئے:۔

4۔ب) مودودی کا حقیقی خلافت پر بیان۔

’’102۔ اس جگہ آدم علیہ السلام کا قصہ ختم ہو جاتا ہے۔یہ قصہ جس طریقہ سے یہاں اور قرآن کے دوسرے مقامات پر بیان ہوا ہے اس پر غور کرنے سے میں یہ سمجھا ہوں (واللہ اعلم بالصواب) کہ زمین کی اصل خلافت وہی تھی جو آدم علیہ السلام کو ابتداً جنت میں دی گئی تھی۔وہ جنت

ممکن ہے کہ آسمانوں میں ہو اور ممکن ہے کہ اسی زمین پر بنائی گئی ہو۔ بہرحال وہاں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اس شان سے رکھا گیا تھا کہ اس کے کھانے پینے اور لباس و مکان کا سارا انتظام سرکار کے ذمہ تھا اور خدمت گار فرشتے اس کے حکم کے تابع تھے۔ اس کو اپنی ذاتی ضروریات کے لئے قطعاً کوئی فکر نہ کرنی پڑتی تھی تا کہ وہ خلافت کے بزرگ تر اور بلند تر وظائف ادا کرنے کے لئے مستعد ہو سکے۔ مگر اس عہدے پر مستقل تقرر ہونے سے پہلے امتحان لینا ضروری سمجھا گیا تا کہ امیدوار کی صلاحیتوں کا حال کُھل جائے۔ اور یہ ظاہر ہو جائے کہ اس کی کمزوریاں کیا ہیں اور خوبیاں کیا؟ چنانچہ امتحان لیا گیا اور جو بات کُھلی وہ یہ تھی کہ یہ امیدوار تحریص و اطماع کے اثر میں آکر پھسل جاتا ہے۔ اطاعت کے عزم پر مضبوطی سے قائم نہیں رہتا اور اس کے علم پر نسیان غالب آجاتا ہے۔ اس امتحان کے بعد آدمؑ اور ان کی اولاد کو مستقل خلافت پر مامور کرنے کے بجائے آزمائشی خلافت دی گئی۔ اور آزمائش کے لئے ایک مدت (اَجل مسمّٰی جس کا اختتام قیامت پر ہوگا) مقرر کر دی گئی اس آزمائش کے دَور میں امیدواروں کے لئے معیشت کا سرکاری انتظام ختم کر دیا گیا۔ اب معاش کا انتظام انہیں خود کرنا ہے۔ البتہ زمین اور اس کی مخلوقات پر ان کے اختیارات برقرار ہیں۔ آزمائش اس بات کی ہے کہ اختیار رکھنے کے باوجود یہ اطاعت کرتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر بھول لاحق ہوتی ہے یا تحریص و اطماع کے اثر میں آکر پھسلتے ہیں تو تنبیہہ، تذکیر اور تعلیم کا اثر قبول کر کے سنبھلتے بھی ہیں یا نہیں؟ اور ان کا آخری فیصلہ کیا ہوتا ہے اطاعت یا معصیت کا؟ اس آزمائشی خلافت کے دوران ہر ایک کے طرزِ عمل کا ریکارڈ محفوظ رہے گا۔ اور یوم الحساب میں جو لوگ کامیاب نکلیں گے ان ہی کو پھر مستقل خلافت، اُس دائمی زندگی اور لازوال سلطنت کے ساتھ جس کا لالچ دے کر شیطان نے حکم کی خلاف ورزی کرائی تھی عطا کی جائے گی۔ اس وقت یہ پوری زمین جنت بنا دی جائے گی اور اس کے وارث خدا کے وہ صالح بندے ہوں گے۔ جنہوں نے آزمائشی خلافت کے دوران طاعت پر قائم رہ کر، یا بھول لاحق ہونے کے بعد بالآخر طاعت کی طرف پلٹ کر اپنی اہلیت ثابت کر دی ہوگی۔ جنت کی اس زندگی کو جو لوگ محض کھانے پینے اور اینڈنے کی زندگی سمجھتے ہیں ان کا خیال صحیح نہیں ہے۔ وہاں پیہم ترقی ہوگی بغیر اس کے کہ اس کے لئے کسی تنزل کا خطرہ ہو۔ اور وہاں خلافت الٰہی کے عظیم الشان کام انسان انجام دے گا۔ بغیر اس کے کہ اسے پھر کسی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے۔ مگر ان ترقیات اور ان خدمات کا تصور کرنا ہمارے لئے اتنا ہی مشکل ہے جتنا ایک بچہ کے لئے یہ تصور کرنا مشکل ہوتا ہے کہ بڑا ہو کر جب وہ شادی کرے گا تو ازدواجی زندگی کی کیفیات کیا ہوں گی؟ اسی لئے قرآن میں جنت کی زندگی کے صرف انہی لذائذ کا ذکر کیا گیا ہے جن کا ہم اس دنیا کی لذتوں پر قیاس کر کے کچھ اندازہ کر سکتے ہیں'' (تفہیم القرآن جلد 3 صفحہ 135-134)

4۔ج) مودودی کے باطل تصورات کی نفی کے بعد حقیقی خلافتِ الٰہیہ بالکل سامنے آکھڑی ہوتی ہے۔

مودودی کے منفی پہلوؤں کو واضح کرنے کی ضرورت نہیں وہ خود بخود گر جائیں گے۔ آپ یہ نوٹ کیجئے کہ حضرت علی علیہ السلام اپنے کئی ایک خطبات میں مطلوبہ غرض وغایت بیان فرماتے رہے لہٰذا آپ حضوؐر کے اٹھائیسویں خطبے کے یہ تین جملے پڑھئے:

اَلا وَاِنَّ الْیَوْمَ الْمِضْمَارُ ، وَغَدًا السِّبَاقُ ؛وَالسَّبْقَةُ الْجَنَّةُ وَالْغَايَةُ النَّارُ ؛(خطبہ 28 ،جملہ نمبر 3تا5)

''خبردار ہو کر نوٹ کرو کہ آج کا دن کل کے لئے تیاری کا دن ہے اور کل کا دن مقابلے اور سبقت لے جانے کا دن ہوگا۔ سبقت لے جانا ہے جنت کے لئے ورنہ آخرکار جہنم ہی ٹھکانہ ہے''

اب قارئین یہ نوٹ کریں کہ ہم نے اس خطبے (28) کی تشریحات میں مسئلہ رجعت کی تفصیل اور دلائل کے ساتھ وضاحت کی ہے اس

لئے چاہئے کہ بیان الامامۃ میں یہ تشریحات دوبارہ پڑھی جائیں تو واضح ہوگا کہ مندرجہ بالا تینوں جملوں میں اس موجودہ زندگی کو ''آج کا دن'' فرمایا ہے اس لئے کہ یہ زندگی یوم الحساب میں کامیابی کے لئے دی گئی ہے تاکہ دوسری زندگی کے لئے تیاری کی جائے تاکہ جب وہ زندگی ملے تو بلا شرمندگی کامیابی ملنے میں کمی نہ رہے۔اور ''کل کا دن'' دوسری زندگی کو فرمایا گیا ہے اور یہ زندگی قیامت کے بعد کی زندگی نہیں ہے۔اس لئے کہ قیامت کے بعد کی زندگی کے لئے قرآن نے کسی مقابلے اور سبقت لے جانے کا ذکر نہیں کیا ہے۔لہٰذا یہ دوسری زندگی اور کل کا دن درحقیقت رجعت کا دن ہے۔اس لئے کہ قائم قیامت حضرت حجتؑ امام آخر الزمان جناب محمدؑ ابن حسنِ عسکری علیہما السلام ظہور فرماتے ہی دوہرا نظام شروع فرمائیں گے یعنی محروم الجزا لوگوں کو جزا دینے کا پروگرام جسے رجعت فرمایا گیا ہے۔اور دوسرا پروگرام اس زمانے کے لوگوں کو صحیح اسلام پر فائز کرنے اور اسلام کی مفقود شدہ غرض وغایت تک پہنچانے کا پروگرام یعنی انسانوں کو لامحدود قدرتیں اور لامحدود حیات دینے کا پروگرام۔لہٰذا یہ وہ زمانہ ہوگا یا وہ مذکورہ کل کا دن ہوگا جس میں مذکورہ مقابلہ اور سبقت لے جانے میں کوشش کی جائے گی اور اسی دنیا کے فنا ہونے سے پہلے پہلے اس مقابلے اور سبقت لے جانے میں جنت کی زندگی حاصل کر لی جائے گی تاکہ قیامت کے بعد بقول مودودی حقیقی خلافت میں ترقی کرتے چلے جانے کا استحقاق حاصل ہو جائے۔فرق یہ ہے کہ ہم حقیقی خلافت وامامت بارہویں امام علیہ السلام کے زمانے کو مانتے ہیں جو اسی زمین پر اسی دنیا میں اسلام کو اس کی حقیقی صورت اور وسعت کے ساتھ برسر کار لائیں گے۔تمام تصادم کرنے والی قوتیں تعاون میں لگ جائیں گی۔اور انسان مقابلہ کر کے انتہائی ترقی اور دائمی حیات حاصل کر سکیں گے یعنی جو قیامت کے صور سے بھی نہ مریں گے اور قیامت میں حقوق اللہ کے محاسبے سے فارغ ہو کر بھی حسب معمول ترقی میں آگے آگے رہیں گے اور ان کے ساتھ وہ لوگ بھی شامل ہو جائیں گے جنہیں رجعت کے بعد جنت میں داخلے کا حق حاصل ہوگا۔یا رجعت سے پہلے ہی اپنے صحیح عقائد اور اعمال کی بنا پر جنت ملے گی۔لہٰذا جنت کی زندگی ہی وہ زندگی ہوگی جس میں امام آخر الزمان اور قائم قیامت علیہ السلام کے ماتحت ہمیشہ ترقی کرتے چلے جائیں گے۔یہ ہے دنیا کو فنا کرنے کی غرض وغایت۔

یا یہ کہئے کہ فنائے دنیا کئے بغیر نوع انسان کی ہمہ گیر ترقی اور اجتماعی جدوجہد کا اور مجموعی مقابلے اور بازی لے جانے کا وہ دن نہیں آسکتا جس کے آجانے کی اطلاع حضرت علی علیہ السلام دے چکے ہیں (خطبہ 28، جملہ 3 تا 5) یہاں یہ بھی نوٹ کر لیں کہ فنائے کائنات سے مراد وہ تمام علاقے جہاں جہاں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد بستی ہوگی اور جہاں جہاں جنات رہتے ہوں گے اور اسے ٹیکنیکل زبان میں یہ کہہ لیجئے کہ ہمارا یہ شمسی نظام سارا کا سارا فنا کی لپیٹ میں آنے والا ہے باقی نظام، کہکشائیں، سدیمیں وغیرہ کے فنا کرنے کی نہ ضرورت ہوگی اور نہ فنا کی جائیں گی۔ اللہ کے سوا اللہ کی ساری مخلوقات فانی ہیں، ملائکہ مخلوقات ہیں، روحیں مخلوقات ہیں اور سب فانی ہیں اور جب ضرورت ہوگی فنا کر دی جائیں گی۔ جب تک وہ محمد وآل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم کے تخلیقی پروگرام میں مُمد ومعاون ہیں باقی رکھی جائیں گی۔یاد رکھیں کہ اللہ نے یہ چاہا تھا کہ وہ اپنی تمام قدرتوں اور صفات کے ساتھ ظاہر ہو جائے اس لئے اللہ نے محمدؐ کو پیدا کیا تھا اور فرمادیا تھا کہ: میں ایک مخفی خزانہ تھا (کُنتُ کَنزًا مَخفِیًّا) میں نے پسند کیا کہ ظاہر ہو جاؤں اس لئے میں نے تجھے پیدا کیا۔(فَخَلَقْتُکَ یَامحمدؐ) اور یہ بھی فرمایا تھا کہ لَوْ لَاکَ مَاخَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ اگر تجھے پیدا نہ کیا ہوتا تو میں یہ افلاک پیدا نہ کرتا۔معلوم ہوا کہ تخلیق کائنات کی غرض وغایت یہ ہے کہ محمدؐ اور اجزائے نورِ محمدؐ صلوٰۃ اللہ علیہم اپنے پروگرام کے مطابق اللہ کا تعارف مکمل کریں۔لہٰذا جہاں جس چیز کی ضرورت نہ ہوگی اسے فنا کرنے کی درخواست پر فنا کر دیا جائے گا اور جہاں جس کی ضرورت ہوگی اُسے پیدا کر دیا جائے گا۔مثلاً زمین کو نئی زمین سے بدل دیا جائے گا۔فرمایا گیا کہ:

يَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَيۡرَ الۡاَرۡضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوۡا لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِO(14/48)

''اُس روز اللہ زمین کو دوسری زمین سے اور آسمانوں کو دوسرے آسمانوں سے بدل دے گا اور سب کے سب آدمی قہار کے سامنے ہوں گے''

قیامت کا آخری محاسبہ تبدیل شدہ زمین پر ہوگا مودودی زمانہ بتاتے ہیں۔

''57 اس آیت سے اور قرآن کے دوسرے اشارات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت میں زمین و آسمان نیست و نابود نہیں ہو جائیں گے بلکہ صرف موجودہ نظامِ طبیعی کو درہم برہم کر ڈالا جائے گا اس کے بعد نفخ صور اول اور نفخ صور آخر کے درمیان ایک خاص مدت میں جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے زمین اور آسمانوں کی موجودہ ھیئت بدل دی جائے گی اور ایک دوسرا نظامِ طبیعت دوسرے قوانین فطرت کے ساتھ بنا دیا جائے گا۔ وہی عالم آخرت ہوگا۔ پھر نفخ صور آخر کے ساتھ تمام وہ انسان جو تخلیقِ آدمؑ سے لے کر قیامت تک پیدا ہوئے تھے از سر نو زندہ کئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے۔ اسی کا نام قرآن کی زبان میں حشر ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ 493)

یہاں سوچیے کہ اس بعد جنت وجہنم ہی باقی ہیں۔ اس بدلی ہوئی زمین پر نہ سابقہ دفینے ہیں نہ وہ سامان جو حقوق العباد کے مجرموں کو سزا دینے کے لئے درکار رہوگا۔ لہٰذا سب امرت دھارا کی طرح جنت یا جہنم کی جزا اور سزا ملنے کا موقع ہے۔ لہٰذا ثابت ہے کہ قیامت سے پہلے رجعت لازم ہے تاکہ قرار واقعی جزا و سزا دی جاسکے۔

مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر: 185

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر: 229

خُطبہ ﴿230﴾

1۔ ایسے حضراتؑ جن پر اپنے والدینؑ کو قربان کرنے کی تمنا کی ہے۔

2۔ وہ حضراتؑ ایسے ہیں، جن کو اہل آسمان جانتے پہچانتے ہیں مگر زمین والے انکے مقام سے ناواقف ہیں۔

3۔ مسلمانوں کو ناکامیوں کی اطلاع دی ہے ان کی بدکرداری بیان فرمائی ہے۔

4۔ فتنہ کی آگ جل رہی تھی اس میں کودنے سے منع فرمایا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلَا بِـاَبِـیۡ وَاُمِّیۡ هُمۡ مِّنۡ عِدَّةٍ اَسۡمَاؤُهُمۡ فِی السَّمَآءِ مَعۡرُوۡفَةٌ ؛	1	خبردار کہ وہ گنتی کے صرف چند لوگ ہیں جن پر میرے ماں باپ فدا ہوں ان کے بلند و بزرگ مقام کی بنا پر ان کے نام آسمانوں میں جانے پہچانے ہیں۔
وَفِی الۡاَرۡضِ مَجۡهُوۡلَةٌ ؛	2	اور زمینی باشندوں میں جہالت سے غیر معروف ہیں۔
اَلَا فَتَـوَقَّـعُوۡا مَـا یَکُوۡنُ مِنۡ اِدۡبَارِ اُمُوۡرِکُمۡ وَانۡقِطَاعِ وُصَلِکُمۡ وَاسۡتِعۡمَالِ صِغَارِکُمۡ ؛	3	خبردار کہ ان کو غیر معروف رکھنے کی وجہ سے تمہیں منتظر رہنا چاہئے اور امیدوار رہنا چاہئے کہ تمہیں مسلسل ناکامیاں پیش آنا ہیں اور تمہارے تمام تعلقات اور رابطے منقطع ہوجانا ہیں اور تم پر تمہارے گھٹیا لوگوں کا تسلط ہوجانا ہے۔
ذَاکَ حَیۡثُ تَکُوۡنُ ضَرۡبَةُ السَّیۡفِ عَلَی الۡمُؤۡمِنِ اَهۡوَنَ مِنَ الدِّرۡهَمِ مِنۡ حِلِّهٖ ؛	4	یہ صورت حال جب پیدا ہوگی جب ایک مومن کے لئے ایک درھم حاصل کرنے سے تلوار کا زخم کھانا آسان ہوجائے گا۔
ذَاکَ حَیۡثُ یَکُوۡنُ الۡمُعۡطٰی اَعۡظَمَ اَجۡرًا مِنَ الۡمُعۡطِیۡ ؛	5	اور اس صورتِ حال کے پیدا ہوجانے کے بعد ایک عطا کرنے والے سے زیادہ اجر اُسے ملے گا جو عطیہ قبول کرے گا۔
ذَاکَ حَیۡثُ تَسۡکَرُوۡنَ مِنۡ غَیۡرِ شَرَابٍ ‘ بَلۡ مِنَ النِّعۡمَةِ وَنَعِیۡمٍ ؛	6	اور اس صورت حال میں تم بلا پئے نشے میں دھت ہو جاؤ گے اور وہ نشہ اور مدہوشی نعمتوں اور مال و دولت کی فراوانی کا ہوگا۔
وَتَحۡلِفُوۡنَ مِنۡ غَیۡرِ اضۡطِرَارٍ ؛	7	اور تم بلا کسی مجبوری کے حلف اٹھایا کرو گے۔
وَتَکۡذِبُوۡنَ مِنۡ غَیۡرِ اِحۡرَاجٍ ؛	8	اور بغیر کسی حرج اور نقصان کے خطرے کے جھوٹ بولا کرو گے۔

ذٰلِکَ اِذَا عَضَّکُمُ الْبَلَاءُ کَمَا یَعَضُّ الْقَتَبُ غَارِبَ الْبَعِیْرِ مَا اَطْوَلُ هٰذَا الْعَنَاءَ وَاَبْعَدَ الرَّجَاءَ؟	9	وہ اس وقت ہوگا جب تکلیفیں اور مصیبتیں تمہیں اسی طرح کاٹیں گی جس طرح اونٹ کی کوہان کو کاٹھی اور پالان کاٹتا ہے۔کتنا طویل زمانہ ہوگا مصیبتیں جھیلنے کا اوراس سے چھٹکارہ پانے کی امیدیں کتنی دور ہوں گی؟
اَیُّهَا النَّاسُ اَلْقُوْا هٰذِهِ الْاَزِمَّةَ الَّتِیْ تَحْمِلُ ظُهُوْرُهَا الْاَثْقَالَ مِنْ اَیْدِیْکُمْ وَلَا تَصَدَّعُوْا عَلٰی سُلْطَانِکُمْ فَتَذُمُّوْا غِبَّ فِعَالِکُمْ وَلَا تَقْتَحِمُوْا مَا اسْتَقْبَلْتُمْ مِنْ فَوْرِ نَارِ الْفِتْنَةِ ؛	10	اے لوگو ان سواریوں کی باگیں اور چارجامہ اتار پھینکو کہ جن کی کمروں نے تمہارے ہاتھوں سے گناہوں کے کتنے بوجھ اُٹھائے ہیں اورتم لوگ اپنے حاکم کو چھوڑ کر دستکش نہ ہوجاؤ۔ورنہ تم اپنی بدکاری کے انجام میں خود کو بُرا بھلا کہہ کر مذمت کروگے اورفتنہ کی جو آگ تمہارے سامنے جل رہی ہے اس میں بلا سوچے سمجھے فوراً چھلانگ نہ لگادیا کرو۔
وَامِیْطُوْا عَنْ سَنَنِهَا وَخَلُّوْا قَصْدَ السَّبِیْلِ لَهَا ؛	11	اورفتنہ کی راہ سے مُڑ کر چلا کرو اور راستہ کا درمیانی حصہ اس کے لئے خالی چھوڑ دیا کرو۔
فَقَدْ لَعَمْرِیْ یَهْلِکُ فِیْ لَهَبِهَا الْمُؤْمِنُ وَیَسْلَمُ فِیْهَا غَیْرُ الْمُسْلِمِ ؛	12	اپنی جان کی قسم کہ فتنہ کی یہ ایسی آگ ہے جس میں مومن اس کے شعلوں سے جھلس کر ہلاک ہوجائے گا اور غیر مسلم اس میں صحیح وسلامت رہے گا۔
اِنَّمَا مَثَلِیْ بَیْنَکُمْ مَثَلُ السِّرَاجِ فِی الظُّلْمَةِ لِیَسْتَضِیْءَ بِهٖ مَنْ وَلَجَهَا ؛	13	اصلی بات یہ ہے کہ تمہارے اندر میری مثال تاریکی میں ایک ایسے چراغ کی سی ہے جو خود کو سپرد کردینے والے کو روشنی دیتا ہے۔
فَاسْمَعُوْا اَیُّهَا النَّاسُ وَعُوْا ؛ وَاَحْضِرُوْا اٰذَانَ قُلُوْبِکُمْ تَفْهَمُوْا ؛	14	اے لوگو سنو اور حافظے میں محفوظ کرلو اور اپنے دلوں کے کان کھول کر میرے سامنے حاضر رہو اور بات کو ٹھیک سے سمجھو‘‘

تشریحات:

اس خطبے کے اولین تین جملوں (3تا1) کو ٹھیک سے سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہماری کتاب۔’’کلمہ اور نماز‘‘ کا مطالعہ کیا جائے۔ آپ کی فوری ضرورت کے لئے اس قدر عرض کیا جاتا ہے کہ جس طرح والدین اپنے پیارے اور ہونہار بچوں پر اور اپنے پالنے والے بزرگوں پر قربان ہوجانے کو تیار رہتے ہیں اُسی طرح حضرت علی علیہ اسلام جن پر اپنے والدین کو قربان کرنے کی تمنا کر رہے ہیں اور جن سے جاہل رہنے پر مسلمانوں کو ناکامی ونامرادی کی اطلاع دے رہے ہیں وہ حضرات بھی حضرت علی علیہ السلام کے اپنے ہی بچے اور بزرگ ؑ ہیں (صلوٰۃ اللہ علیہم)۔

2۔ وہ حضراتؑ جو آسمانوں میں لاکھوں سال سے معروف ومعزز ومحترم لوگ ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کی اطاعت اور سجدہ کے لئے اللہ نے تمام ملائکہ اور عزازیل وغیرہ آسمانی مخلوق کو حاضر کررکھا تھا تو وہاں وہ حضرات علیہم السلام بھی موجود تھے جن سے حضرت آدمؑ نے بحکم خداوندی ملائکہ کو متعارف کرایا تھا (2/33) اور جب

اللہ نے عزازیل سے، جوسجدہ نہ کرنے کی بنا پر ابلیس ہو گیا تھا، سجدہ نہ کرنے کا سبب دریافت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

قَالَ یٰٓاِبۡلِیۡسُ مَا مَنَعَکَ اَنۡ تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ بِیَدَیَّ اَسۡتَکۡبَرۡتَ اَمۡ کُنۡتَ مِنَ الۡعَالِیۡنَO(38/75)

مودودی ترجمہ: ''فرمایا اَے ابلیس تجھے کیا چیز اُس کو سجدہ کرنے سے مانع ہوئی، جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔ تُو بڑا بن رہا ہے یا تُو ہے ہی کچھ اُونچے درجے کی ہستیوں میں سے؟۔'' (تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 348)

یہ تھیں وہ اونچے درجے والی ہستیاں جن سے حضرت آدم علیہ السلام نے ملائکہ سے تعارف کرایا تھا (2/33) اور جن پر آدمؑ کو سجدہ کرنا واجب نہ تھا۔ قرآن میں اُن حضرات علیہم السلام کے نام آپ کو نہ ملیں گے اس لئے کہ حروف مقطعات کا نہ علما نے ترجمہ کیا اور نہ اُن کو ظاہر کرنا چاہا۔ اس لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم یہاں ایک حدیث لکھیں۔ سُنیے:

قال اللّٰہ مَنۡ خَلَفۡتَ فِیۡ اُمَّتِکَ؟ قُلۡتُ خَیۡرُ ھَا۔ قال: علی بن ابیطالبؑ؟ قُلۡتُ نَعَمۡ یَا رَبِّ۔ قال یا محمدؐ اِنّی اَطلعتُ اِلَی الارض اطلاعۃ فَاَخۡتَرۡتُکَ مِنۡھَا فشققت لک اِسمًا مِنۡ اسمائ فلا اذکر فی موضع الا ذکرت معی فَانَا المحمود وانت محمد۔ ثُمَّ اطلعتُ الثانیۃ فَاَخۡتَرۡتُ مِنۡھا عَلِیًّا وشققت لَہٗ اسۡمًا من اسمائی فَانَا الۡاَعۡلٰی وھو عَلِیٌّ یا محمدؐ انّی خلقتک وَخَلَقۡتُ عَلِیًّاؑ وَ فاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ والآئمۃ مِنۡ وُلدہ مِنۡ نوری وَعَرَضۡتُ ولایتکم عَلٰی اھل السماوات والارض فَمَنۡ قبلھا کان عندی من المؤمنین وَمَنۡ جحدھا کان عندی مِنَ الکافرین۔

یامحمدؐ لَوۡاَنَّ عَبۡدًا مِنۡ عبیدی عبدنی حتّٰی ینقطع اَوۡ یصیر کا لشن البالی ثُمَّ جَاءَ نِی جَاحدًا لولایتکم مَاغفرت لہ حتّٰی یقرّبو لایتکم ۔یا محمدؐ تَحِبُّ اَنۡ تراھم؟ قَالَ قُلۡتُ نَعَمۡ یَا رَبِّ ۔فقال التفت عَن یمین العرش فَالۡتَفتُّ فَاذابِعَلِیّؑ وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ وعلیؑ بن الحسینؑ ومحمدؑ بن علیؑ و جعفرؑبن محمدؑ و موسیٰؑ بن جعفرؑوعلیؑ بن موسیٰؑ ومحمدؑ بن علیؑ و علیؑ بن محمدؑ والحسنؑ بن علیؑ والمھدی علیہ السلام فی مصباح مِن نُور قیام یصلون وھو فی وسطھم کانہ کوکب دری و قال یا محمدؐ ھٰؤُلآء الحجج وھوالثمار من عترتک وعزّتی و جلالی انہ الحُجّۃ الواجبۃ لاولیائی والمنتقم من اعدای۔ (جواہر الاعتقادیہ صفحہ 258-257)

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معراج میں سب سے پہلے جس مسئلہ پر اللہ نے بات کی تھی اور آنحضرتؐ کے بعد قیامت تک جو انتظام فرمایا تھا وہ ولایت محمدیہ گا تقرر و تعین تھا۔ چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ اُس مقام قرب پر پہنچے جو کبھی انسانی عقل میں نہ سما سکے گا۔ وہاں اللہ نے دریافت فرمایا کہ اَے محمدؐ تم نے اپنے پیچھے اپنی اُمت پر کس کو اپنا خلیفہ بنا کر چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جو اُمت میں سب سے زیادہ خیر پر ہے۔ اللہ نے کہا کہ علیؑ ابن ابی طاؑلب کو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میرے پروردگار۔ فرمایا کہ میں نے زمین پر مخصوص اطلاع کی بنا پر تمام اہل دنیا میں سے تجھے اختیار کیا اور اپنے خاص ناموں میں سے میں نے تیرے لئے ایسا نام الگ کیا جس سے میرا ذکر جہاں بھی ہوا کرے وہیں اُس میں تیرا ذکر بھی شامل رہا کرے چنانچہ میرا نام محمود ہے اور تم محمدؐ ہو۔ پھر دوسری دفعہ اہل زمین پر مخصوص اطلاع کے ماتحت میں نے تمام مخلوق میں سے علیؑ کو اختیار کیا اور اُس کے لئے بھی اپنے ناموں میں سے ایک نام اُسی مقصد کے لئے تجویز کیا تا کہ جہاں بھی ذکر ہو ہم دونوں کا ساتھ ساتھ ذکر ہوا کرے چنانچہ میں اعلیٰ ہوں تو وہ علیؑ ہے۔ اَے محمدؐ یقیناً میں نے تمھیں اور

علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور حسینؑ کی اولاد کے اماموںؑ کو اپنے نور میں سے پیدا کیا اور پھر میں نے تم سب کی ولایت (حکومت) کو ساری مخلوقات کے روبرو پیش کیا۔ پھر جس جس نے تمھاری حکومت کو قبول کیا وہ میرے حضور میں مومنین میں داخل ہوا اور جس جس نے بے اعتنائی کی وہ میرے سامنے کافروں میں شمار ہوا۔ اَے محمدؐ اگر میرے بندوں میں سے کوئی بندہ ساری عمر میری عبادت کرتا ہوا مر جائے یا عبادت کرتا ہوا چمڑے کی مشک کی طرح سوکھ جائے اور میرے پاس ایسی حالت میں آئے کہ وہ تم سب کی ولایت کا منکر تھا تو میں اُسے ہرگز نہ بخشوں گا۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ تمہاری ولایت کا اقرار کرتا ہوا آئے۔ اَے محمدؐ کیا تمہیں اپنے اُن تمام آئمہؑ اور متعلقین کو یہاں دیکھنا محبوب ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور محبوب ہے میں یہی چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ اَے محمدؐ عرش کے دھنی طرف توجہ سے دیکھو۔ میں نے جیسے ہی توجہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ و علیؑ بن الحسینؑ و محمدؑ بن علیؑ اور جعفرؑ بن محمدؑ و موسیٰؑ بن جعفرؑ و علیؑ بن موسیٰؑ و محمدؑ بن علیؑ و علیؑ بن محمدؑ و حسنؑ بن علیؑ والمھدی علیہم السلام ایک نورانی چراغ کی صورت میں نماز کے لئے کھڑے ہیں۔ اور مہدی علیہ السلام اُن کے درمیان اس طرح ہیں جیسے ایک نور کی بارش کرنے والا ستارہ ہوتا ہے۔ پھر اللہ نے فرمایا کہ اَے محمدؐ یہ ہستیاں تیری عترت کی بزرگ ترین ہستیاںؑ ہیں اور میری تمام مخلوق پر میری حجت ہیں۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ مہدیؑ میرے تمام اولیاؑ کے لئے عظیم الشان سلطان اور بزرگ ترین حجت ہے اور میرے تمام دشمنوں سے انتقام لینے والا ہے۔''

(علامہ شیخ مفید علیہ الرحمۃ کی کتاب جواہر الاعتقادیہ، صفحہ 258 اور 257)

قارئین کرام نوٹ فرمائیں کہ اس حدیث شریف کی آخری سطریں اور آخری الفاظ آپ کی خصوصی توجہ چاہتے ہیں۔ وہ اس لئے کہ آپ اُن ہی حضور علیہ السلام کے عہد و زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی ذمہ داریاں بھی تمام زمانوں کے لوگوں سے زیادہ اور سنگین ہیں۔ اگر حضور علیہ السلام باقی آئمہ علیہ السلام کی طرح اپنے ظاہری جسم کے ساتھ کسی ایک مرکزی مقام پر رہنے کے پابند ہوتے تو ہمیں اُن کی زیارت اور ملاقات کے لئے اُس مرکزی مقام تک جانا پڑتا۔ لیکن آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام ہی مادی قیود و حجابات سے آزاد و مختار رکھا ہے۔ اس لئے ہمیں، جہاں بھی ہم ہوں ہر وقت اور ہر لحہ سرکار علیہ السلام کو اپنے آس پاس یقین کرنا چاہیے۔ اور ہمارے قلب و ذہن پر یہ احساس طاری رہنا چاہیے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں یا جو کچھ منہ سے کہہ رہے ہیں یا جو کچھ دل میں سوچ رہے ہیں وہ سب کچھ اُن حضرتؑ کے سامنے ہے۔ اور نہ معلوم کب اور کس شکل میں وہؑ ہمارے سامنے آکھڑے ہوں۔ لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ ہم مُنہ سے کوئی ایسا لفظ نہ نکالیں اور ہاتھ سے کوئی ایسا کام نہ کریں اور دل میں ایسے خیالات کو جگہ نہ دیں جو اُن کے شایان شان نہ ہو۔ اگر ہم یہ طرز فکر و عمل اختیار کرلیں تو یقین کیجئے کہ جو کچھ میں لکھ رہا ہوں وہ سب کچھ بار بار آپ کے تجربے میں آئے گا۔ آپ کی اس سلسلے کی تمام مشکلات اور دقتیں سامنے سے ہٹتی چلی جائیں گی۔ آپ اپنی زندگی میں ایک انقلاب دیکھیں گے جو اندر اور باہر دونوں طرف سے آئے گا۔ انشاءاللہ و امام علیہ السلام۔

یہ تھے وہ حضرات علیہ السلام جن سے تمام اہل آسمان خوب اچھی طرح شناسا ہیں اور اُن ہی پر حضرت علی علیہ السلام اپنے ماں باپ کو قربان کرنے کی تمنا کرتے ہیں اور اُن ہی کو اختیار نہ کرنے سے مسلمان نام کے تمام لوگ ناکام و نامراد رہتے چلے آئے ہیں اور اب تو انہیں ساری اقوام عالم سے ذلیل ترین لوگ خود مسلمان مانتے ہیں اور وہ تمام اقوام اور مذاہب اور ممالک کے سامنے ہر عمدہ چیز کے بھکاری بن چکے ہیں

3۔ باقی خطبہ ظہور حضرت حجۃ علیہ السلام تک پیش آنے والے فتنوں پر ہے۔

خطبہ کا باقی حصہ اُن حالات اور فتنوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو ظہور حضرت قائم قیامت محمدؑ بن حسن عسکری علیہ السلام کے ظہور تک پیش آنے والے ہیں اور اُن سے محفوظ رہنے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ اور اُن لوگوں کو تنبیہہ کی گئی ہے جو حضوؐر کی اطاعت میں فروگزاشت سے کام لیتے تھے۔ اُن ہی کو آنے والے فتنوں سے ڈرایا گیا ہے۔ اور یہ اطاعت میں فروگزاشت کرنے والے وہی لوگ تھے جو قریش تھے یا قریشی مسلک رکھتے تھے یا قریش کے جاسوس اور تنخواہ دار تھے۔

مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر: 186

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر: 230

خُطبہ ﴿231﴾

1۔ اللہ کے احسانات اور رحیمانہ سلوک یاد دلا کر مسلمانوں سے نیک اعمال کی اپیل کی ہے۔

2۔ موت اور حال گزشتگان سنا کر محتاط رہنے کی نصیحت کی ہے۔

3۔ دنیا کی بے وفائی سے خبردار کیا ہے۔

4۔ وقت کی تیز رفتاری سے چوکنا کیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اُوصِیُکُمۡ ۔اَیُّهَاالنَّاسُ بِتَقۡوَی اللّٰهِ وَکَثۡرَةِ حَمۡدِهٖ عَلٰی اٰلائِهٖ اِلَیۡکُمۡ وَنَعۡمَائِهٖ عَلَیۡکُمۡ وَبَلَا ئِهٖ لَدَیۡکُمۡ ؛	1	اے لوگو میں تمہیں اللہ کے تقوے کی وصیت کرتا ہوں اور اس کی ان نعمتوں پر جو اس نے تم پر ارزاں کیں اور ان انعامات پر جو تمہیں عطا کئے اور ان توجہات والتفات پر جو تمہارے سامنے ہیں بہت زیادہ حمد وثنا کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔
فَکَمۡ خَصَّکُمۡ بِنِعۡمَةٍ ؛	2	اس نے تمہیں کتنا زیادہ اپنی نعمتوں کے لئے مخصوص رکھا اور
وَتَدَارَکَکُمۡ بِرَحۡمَةٍ ؛	3	اپنی رحمت سے تمہارا تدارک کرتا رہا اور
اَعۡوَرۡتُمۡ لَهٗ فَسَتَرَکُمۡ ؛	4	تم نے کھل کر اس کی نافرمانیاں کیں اور اسے قدرت اور طاقت سے تہی دست اور ننگا ثابت کیا لیکن اس نے تمہارا پردہ رکھا۔
وَتَعَرَّضۡتُمۡ لِاَخۡذِهٖ فَاَمۡهَلَکُمۡ ؛	5	تم نے سزا دینے کے قابل جرائم کئے مگر اس نے تمہیں مہلت پر مہلت دی۔
وَاُوۡصِیۡکُمۡ بِذِکۡرِ الۡمَوۡتِ وَاِقۡلَالِ الۡغَفۡلَةِ عَنۡهُ ؛	6	اور میں تمہیں موت کو یاد رکھنے اور موت کے متعلق اپنی لاپرواہی کو کم کرنے کی بھی وصیت کرتا ہوں۔
وَکَیۡفَ غَفۡلَتُکُمۡ عَمَّالَیۡسَ یُغۡفِلُکُمۡ ؛	7	اور ذرا سوچو کہ تم ایسی چیز سے کیسے غفلت کر کے مطمئن رہ سکتے ہو جو تمہاری تاک میں ہے اور کبھی تم سے غافل نہ رہتی ہو۔
وَطَمَعُکُمۡ فِیۡمَنۡ لَیۡسَ یُمۡهِلُکُمۡ ؟	8	اور تم ایسی چیز سے رعایت کی طمع رکھتے ہو جو تمہیں مہلت نہ دے گی۔
فَکَفٰی وَاعِظًا بِمَوۡتٰی عَایَنۡتُمُوۡهُمۡ	9	تمہاری نصیحت کے لئے تو وہی واعظ کافی ہیں جو تمہارے سامنے مرے اور تم نے ان

حُمِلُوْا اِلٰى قُبُوْرِهِمْ غَيْرَ رَاكِبِيْنَ وَاُنْزِلُوْا فِيْهَا غَيْرَ نَازِلِيْنَ ؛		کی مدد کی کہ انہیں اُٹھا کر ان کی قبروں تک لے گئے حالانکہ ان میں سوار ہونے کی طاقت بھی نہ تھی اور تم نے انہیں قبروں میں اُتارا جب کہ وہ خود اترنے کے قابل بھی نہ تھے۔
فَكَاَنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا لِلدُّنْيَا عُمَّارًا وَكَاَنَّ الْاٰخِرَةَ لَمْ تَزَلْ لَهُمْ دَارًا ؛	10	یہ تو ایسا ہی ہوا گویا انہوں نے کبھی اس دنیا میں عمریں نہ گزاری تھیں اور گویا آخرت ان کا ہمیشہ سے ٹھکانا مقرر تھا۔
اَوْحَشُوْا مَا كَانُوْا يُوْطِنُوْنَ وَاَوْطَنُوْا مَا كَانُوْا يُوْحِشُوْنَ ؛	11	جسے انہوں نے وطن بنایا تھا اسے وہ لوگ سنسان اور وحشتناک بنا گئے اور جس سے وحشت کرتے اور گھبراتے تھے اسے اب اپنا وطن بنا لیا ہے۔
وَاشْتَغَلُوْا بِمَا فَارَقُوْا وَاَضَاعُوْا مَا اِلَيْهِ انْتَقَلُوْا ؛	12	جسے چھوڑ کر جانا تھا ہر وقت اس کی دیکھ بھال اور انتظام میں مشغول رہے اور اُسے ضائع کرتے چلے گئے جہاں منتقل ہونا پڑا ہے۔
لَا عَنْ قَبِيْحٍ يَسْتَطِيْعُوْنَ انْتِقَالًا ؛ وَلَا فِيْ حَسَنٍ يَسْتَطِيْعُوْنَ ازْدِيَادًا ؛	13	اور اب نہ تو ان کو اس کی قدرت ہے کہ وہ اپنی برائیوں سے نکل جائیں اور نہ یہ قدرت ہے کہ اپنے لئے اب اچھائیوں میں اضافہ کر سکیں۔
اَنِسُوْا بِالدُّنْيَا فَغَرَّتْهُمْ ؛	14	ان لوگوں نے دنیا سے محبت کی اور دنیا نے انہیں دھوکہ دیا اور انہوں نے دنیا پر اعتبار کیا اور دنیا نے انہیں پٹخ دیا۔
وَوَثِقُوْا بِهَا فَصَرَعَتْهُمْ فَسَابِقُوْا ؛ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ. اِلٰى مَنَازِلِكُمُ الَّتِيْ اُمِرْتُمْ اَنْ تَعْمُرُوْهَا وَالَّتِيْ رُغِّبْتُمْ فِيْهَا ؛	15	اللہ تم پر رحم کرے تم ان منزلوں کی طرف جلدی سے سبقت کرو جن کے آباد کرنے کا تمہیں حکم دیا جا چکا ہے اور جن کی تمہیں رغبت اور شوق دلایا گیا ہے۔
وَدُعِيْتُمْ اِلَيْهَا ؛	16	اور جن کی طرف تمہیں دعوت دی گئی ہے۔
وَاسْتَتِمُّوْا نِعَمَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ عَلٰى طَاعَتِهِ وَالْمُجَانَبَةِ لِمَعْصِيَتِهِ ؛	17	اللہ کی جم کر اطاعت کر کے اور نافرمانیوں سے باز رہ کر اس کی ان نعمتوں کو پوری کرالو جو تمہیں ملی ہیں۔
فَاِنَّ غَدًا مِنَ الْيَوْمِ قَرِيْبٌ مَا اَسْرَعَ السَّاعَاتِ فِي الْيَوْمِ وَاَسْرَعَ الْاَيَّامَ فِي الشَّهْرِ وَاَسْرَعَ الشُّهُوْرَ فِي السَّنَةِ وَاَسْرَعَ السِّنِيْنَ فِي الْعُمُرِ ؛	18	چنانچہ آنے والا کل آج کے دن کے بالکل قریب ہے کیا ہی تیزی سے گزرتے ہیں دن کے یہ گھنٹے اور کتنی جلدی سے نکل جاتے ہیں مہینے کے یہ دن، اور کتنے تیز رفتار ہیں سال کے یہ مہینے اور اس عمر کے سالوں کے جلدی سے گزر جانے کی حقیقت تو سب کو معلوم ہی ہو جاتی ہے''

تشریحات:

ہم سمجھتے ہیں کہ مسلسل خطبات پڑھنے والے قارئین حضرت علی علیہ السلام کی پے در پے نصیحتیں پڑھتے پڑھتے تھک جاتے ہوں گے۔ دل اُکتانے لگتا ہوگا۔ مگر حضرت علی علیہ السلام نہ تھکتے ہیں نہ اُکتاتے ہیں اور نہ مایوس ہوتے ہیں۔ برابر ایک سے بڑھ کر دوسری نصیحت کرتے چلے جاتے ہیں، نئے نئے انداز اختیار فرماتے ہیں۔ اثر انگیزی کا ہر پہلو سامنے رکھتے ہیں اور ہر اجتماع کو اس طرح مخاطب فرماتے ہیں کہ گویا وہ لوگ پہلی مرتبہ سامنے آئے ہیں اور گویا اُنہیں پہلے کوئی نصیحت نہیں کی گئی۔ یہ وہ فکر و تردد ہے جو محمدؐ و علیؐ اور تمام آئمہ علیہم السلام کے قلوب میں بیٹھا ہوا ہے جو اُن حضرات کو اُمت کے جہنم میں جانے کے تصور سے ہوتا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ نوع انسان کو عذاب و تکلیف سے بچا لیا جائے اور یہی وہ حالت ہے جس پر اللہ نے فرمایا تھا کہ:

اَفَمَنۡ زُیِّنَ لَهٗ سُوۡٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ فَلَا تَذۡهَبۡ نَفۡسُکَ عَلَیۡهِمۡ حَسَرٰتٍ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ O (35/8)

2۔ کیا تم ان لوگوں کو بخشوانے کی فکر میں اپنی صحت کو ضائع کر دو گے؟۔

مودودی ترجمہ: ''بھلا کچھ ٹھکانا ہے اُس شخص کی گمراہی کا جس کے لئے اُس کا بُرا عمل خوشنما بنا دیا گیا ہے اور وہ اُسے اچھا بھی سمجھ رہا ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں ڈال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے راہ راست دکھا دیتا ہے۔ پس اَے نبیؐ خواہ مخواہ تمھاری جان اِن لوگوں کی خاطر غم و افسوس میں نہ گُھلے۔ جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اُس کو خوب جانتا ہے''۔ (تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 222)

مودودی کی تشریح قریشی لیڈروں کا حال:

''15۔ اُوپر کے دو پیراگراف عوام الناس کو خطاب کر کے ارشاد ہوئے تھے۔ اب اس پیراگراف میں اُن علمبردارانِ ضلالت کا ذکر ہو رہا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو نیچا دکھانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔'' (مسلسل دوسری تشریح) (ایضًا جلد 4 صفحہ 221)

دوسری تشریح جس میں آپ کو قریشی لیڈروں کا لیڈر اپنے تصورات کے ساتھ نظر آئے گا:۔

''16۔ یعنی ایک بگڑا ہوا آدمی تو وہ ہوتا ہے جو بُرا کام تو کرتا ہے مگر یہ جانتا اور مانتا ہے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے بُرا کر رہا ہے۔ ایسا شخص سمجھانے سے بھی درست ہو سکتا ہے اور کبھی خود اُس کا اپنا ضمیر بھی ملامت کر کے اُسے راہ راست پر لا سکتا ہے۔ کیونکہ اُس کی صرف عادتیں ہی بگڑی ہیں ذہن نہیں بگڑا ہے لیکن ایک دوسرا شخص ایسا ہوتا ہے جس کا ذہن بگڑ چکا ہوتا ہے جس میں بُرے اور بھلے کی تمیز باقی نہیں رہتی۔ جس کے لئے گناہ کی زندگی ایک مرغوب اور تابناک زندگی ہوتی ہے جو نیکی سے گھن کھاتا ہے اور بدی کو عین تہذیب و ثقافت سمجھتا ہے جو صلاح و تقویٰ کو دقیانوسیت اور فسق و فجور کو ترقی پسندی خیال کرتا ہے۔ جس کی نگاہ میں ہدایت گمراہی اور گمراہی سراسر ہدایت بن جاتی ہے۔ ایسے شخص پر کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔ وہ نہ خود اپنی حماقتوں پر متنبہ ہوتا ہے اور نہ کسی سمجھانے والے کی بات سُن کر دیتا ہے۔ ایسے آدمی کے پیچھے پڑنا لاحاصل ہے۔ اُسے ہدایت دینے کی فکر میں اپنی جان گھلانے کے بجائے داعی حق کو اُن لوگوں کی طرف توجہ کرنی چاہیے جن کے ضمیر میں ابھی زندگی باقی ہو اور جنھوں نے اپنے دل کے دروازے حق کی آواز کے لئے بند نہ کر لئے ہوں۔'' (تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 221-222)

یہ ہے وہ صورت حال جو عمر بن الخطاب پر حاوی تھی۔ ابھی مودودی کی تشریحات باقی ہیں جنہیں پڑھنا ضروری ہے۔ سُنیئے :۔

تیسری تشریح ''اللہ کا طریق کار'': ''17۔ پہلے فقرے اور اس فقرے کے درمیان یہ ارشاد کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں ڈال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے راہ راست دکھا دیتا ہے'' صاف طور پر یہ معنی دے رہا ہے کہ جو لوگ اس حد تک اپنے ذہن کو بگاڑ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو ہدایت کی توفیق سے محروم کر دیتا ہے اور اُن ہی راہوں پر بھٹکنے کے لئے انہیں چھوڑ دیتا ہے جن میں بھٹکتے رہنے پر وہ خود مصر ہوتے ہیں۔ یہ حقیقت سمجھا کر اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کو راہ راست پر لے آنا تمہارے بس میں نہیں ہے لہٰذا اُن کے معاملے میں صبر کر لو اور جس طرح اللہ کو اُن کی پروا نہیں رہی ہے تم بھی اُن کے حال پر غم کھانا چھوڑ دو۔''

اسی تشریح میں قریشی لیڈروں اور سرداروں کا کمینہ پن بیان کرتے ہیں۔

''اس مقام پر دو باتیں اچھی طرح سمجھ لینی چاہئیں، ایک یہ کہ یہاں جن لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے وہ عامۃ الناس نہیں تھے بلکہ مکہ معظمہ کے وہ سردار تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو نا کام کرنے کے لئے ہر جھوٹ، ہر فریب اور ہر مکر سے کام لے رہے تھے۔ یہ لوگ درحقیقت حضورؐ کے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ تھے۔ خوب جانتے تھے کہ آپؐ کس چیز کی طرف بلا رہے ہیں اور آپؐ کے مقابلے میں وہ خود کن جہالتوں اور اخلاقی خرابیوں کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں ہیں۔ یہ سب کچھ جاننے اور سمجھ لینے کے بعد ٹھنڈے دل سے اُن کا فیصلہ یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نہیں چلنے دینا ہے۔ اور اس غرض کے لئے اُنہیں کوئی اوچھے سے اوچھا ہتھیار اور کوئی ذلیل سے ذلیل ہتھکنڈا استعمال کرنے میں باک نہ تھا۔ اب یہ ظاہر بات ہے کہ جو لوگ جان بوجھ کر اور آپس میں مشورے کر کر کے آئے دن ایک نیا جھوٹ تصنیف کریں اور اُسے کسی شخص کے خلاف پھیلائیں وہ دُنیا بھر کو دھوکا دے سکتے ہیں مگر خود اپنے آپ کو تو وہ جھوٹا جانتے ہیں اور خود اُن سے تو یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہوتی کہ جس شخص پر اُنہوں نے ایک الزام لگایا ہے وہ اُس سے بَری ہے۔ پھر اگر وہ شخص جس کے خلاف یہ جھوٹے ہتھیار استعمال کئے جا رہے ہیں اُن کے جواب میں کبھی صداقت اور راست بازی سے ہٹ کر کوئی بات نہ کرے تو اُن ظالموں سے یہ بات بھی کبھی چھپی نہیں رہ سکتی کہ اُن کا مدمقابل ایک سچا اور کھرا انسان ہے۔ اس پر بھی جن لوگوں کو اپنے کرتوتوں پر ذرا شرم نہ آئے اور وہ سچائی کا مقابلہ مسلسل جھوٹ سے کرتے ہی چلے جائیں اُن کی یہ روش خود ہی اس بات پر شہادت دیتی ہے کہ اللہ کی پھٹکار اُن پر پڑ چکی ہے اور اُن میں بُرے بھلے کی کوئی تمیز باقی نہیں رہی ہے۔ دوسری بات جسے اس موقع پر سمجھ لینا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیش نظر محض اپنے رسوؐل پاک کو اُن کے معاملے کی اصل حقیقت سمجھانا ہوتا تو وہ خفیہ طور پر صرف آپؐ ہی کو سمجھا سکتا تھا۔ اس غرض کے لئے وحی جلی میں علی الاعلان اس کے ذکر کی حاجت نہ تھی۔ قرآن مجید میں اُسے بیان کرنے اور دنیا بھر کو سنانے کا مقصود دراصل عوام الناس کو متنبہ کرنا تھا کہ ''جن لیڈروں اور پیشواؤں کے پیچھے تم آنکھیں بند کئے چلے جا رہے ہو وہ کیسے بگڑے ہوئے ذہن کے لوگ ہیں اور اُن کی بیہودہ حرکات کس طرح مُنہ سے پکار پکار کر بتا رہی ہیں کہ اُن پر اللہ کی پھٹکار پڑی ہوئی ہے۔'' (ایضاً صفحہ 222۔223)

چوتھی تشریح مودودی کے حساب سے قریش پر دنیا میں مواخذہ ہونا اور بدعملی کی سزا ملنا ضروری تھا۔

''18۔ اس فقرے میں آپ سے آپ یہ دھمکی پوشیدہ ہے کہ ''ایک وقت آئے گا جب اللہ تعالیٰ اُنہیں اُن کی کرتوتوں کی سزا دے گا۔'' کسی حاکم کا کسی مجرم کے متعلق یہ کہنا کہ میں اُس کی حرکتوں سے خوب واقف ہوں، صرف یہی معنی نہیں دیتا کہ حاکم کو اُس کی حرکتوں کا علم ہے

بلکہ اُس میں یہ تنبیہہ لازمًا مضمر ہوتی ہے کہ ”میں اُس کی خبر لے کر رہوں گا۔“ (تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 221 تا 223)

قارئین نے نوٹ کیا ہے کہ ان لمبی چوڑی تشریحات میں کہیں بھول کر بھی مودودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی اُس ہمدردی کا تذکرہ نہیں کیا جو حضوؐر کو نوعِ انسان کے ساتھ تھی۔ بلکہ حضوؐر کی مدح وثنا کے خلاف اُن پر دبی زبان میں یہ اعتراض عائد کیا ہے کہ وہ قابلِ توجہ اور ہمدردی لوگوں کے بجائے ناکارہ لوگوں پر توجہ اور ہمدردی رکھتے تھے۔ پھر مودودی نے اپنی تشریحات میں جو الزامات قریشی لیڈروں پر عاید کئے ہیں۔ ان کا تذکرہ اس آیت (35/8) میں نہیں ہے۔ یعنی مودودی نے پرانے یا کافر قریش پر اس لئے تہمتیں لگائی ہیں کہ نئے یا مسلمان قریش کو اُن سے اچھا اور مختلف کر کے دکھایا جائے۔ حالانکہ جو کچھ مودودی نے بیان کیا وہ کفار پر صادق آنے کے بجائے سو فیصد مسلمان قریش پر صادق آتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں وہ سب کچھ ابوسفیان اور ابوجہل وابولہب پر صادق آنے کے بجائے عمر وعثمان اینڈ کمپنی پر صادق آتا ہے۔ انہوں نے ہر اوچھے سے اوچھا اور کمینے سے کمینہ حربہ اور مکر وفریب استعمال کیا اِن ہی کے لئے تو فرمایا گیا ہے کہ:۔

یَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوۡا وَلَقَدۡ قَالُوۡا کَلِمَۃَ الۡکُفۡرِ وَ کَفَرُوۡا بَعۡدَ اِسۡلَامِھِمۡ وَھَمُّوۡا بِمَا لَمۡ یَنَالُوۡا وَمَا نَقَمُوۡۤا اِلَّاۤ اَنۡ اَغۡنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ مِنۡ فَضۡلِہٖ فَاِنۡ یَّتُوۡبُوۡا یَکُ خَیۡرًا لَّھُمۡ وَاِنۡ یَّتَوَلَّوۡا یُعَذِّبۡھُمُ اللّٰہُ عَذَابًا اَلِیۡمًا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَمَا لَھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیۡرٍO (توبہ 9/74)

”یہ صحابہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے وہ بات نہیں کہی تھی حالانکہ اُنہوں نے یقیناً وہ کافرانہ بات کہی ہے۔ وہ صحابہ اسلام لانے کے بعد حق پوشی کے مرتکب ہوئے ہیں اور اُنہوں نے وہ کچھ کر گزرنے کی ہمت کی تھی جس میں ناکام رہے۔ یہ وہ صحابہ ہیں جو صرف اس بات کا انتقام لے رہے ہیں کہ اللہ اور اُس کے رسوؐل نے اپنے اپنے فضل سے اُن کو غنی کر دیا ہے۔ اگر یہ صحابہ توبہ کر لیں اُن کے لئے اسی میں خیر ہے اور اگر اُنہوں نے ولایت سازی جاری رکھی تو اللہ اُن صحابہ کو دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔ دُنیا میں بھی دردناک عذاب اور آخرت میں بھی دردناک عذاب دے گا اور زمین پر کوئی اُن کا حکمران اور مددگار نہ ہوگا۔“

قارئین نوٹ کریں کہ اس آیت میں مذکور مسلمان صحابہ محسن کُش بھی ہیں اور احسان فراموش بھی ہیں اور اللہ ورسولؐ کے خلاف ہر سازش اور قاتلانہ حملہ کرنے کے لئے آمادہ رہنے والے مومنین ہیں۔ اُنہوں نے جنگ تبوک کے سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کو قتل کرنے کی سازش کی تھی اور عین وقت پر بھاگ گئے تھے۔ (دیکھو تفہیم القرآن جلد 2 صفحہ 216 حاشیہ 84) اور تمام اہلِ علم جانتے ہیں کہ عائشہ اینڈ کمپنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کو دوا کے بہانے زہرِ قاتل پلایا تھا (بخاری)

بہرحال بات یہ شروع ہوئی تھی کہ آنحضرتؐ اور آئمہ اہلبیتؑ نہ چاہتے تھے کہ کوئی جہنم میں جائے اس لئے دن رات لوگوں کو نصیحت میں گزارتے ہیں۔ نہ کبھی تھکتے تھے نہ بور ہوتے تھے۔ تبلیغ کے ساتھ ساتھ نصیحت اور وعظ بھی کرتے جاتے تھے۔ ہر قسم کی مدد کرتے تھے۔ خود اور اپنے بچوں کو بھوکا رکھ کر لوگوں کا پیٹ بھرتے تھے۔ خود تنگدست رہتے تھے اور دوسروں کو غنی بنا دیتے تھے اور غنی پارٹی ہی نے آخر دغا کی، فراڈ کیا، دھوکا دیا، اِنہوں نے صبر کیا۔

مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر: 187

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر: 231

خُطبہ 《232》

1۔ چیلنج ! پوری کائنات میں سے جو چاہو دریافت کرلو۔2۔ زمین سے زیادہ سماوات کے حالات وتفصیلات اور راستوں سے واقف۔3۔ عقائد واعمال کی مذمت کرنے کیلئے مذموم آدمی کو موت تک کا موقع دو۔4۔ مہاجر صرف وہ مومن ہے جو حجتِ خدا کی معرفت رکھتا اور اقرار کرتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فَمِنَ الۡاِيۡمَانِ مَايَكُوۡنُ ثَابِتًا مُسۡتَقِرًّا فِي الۡقُلُوۡب ؛	1	چنانچہ ایمان کی قسموں میں سے ایک ایمان وہ ہے جو دلوں میں مستقلاً برابر قائم اور برقرار رہو۔
وَمِنۡهُ مَايَكُوۡنُ عَوَارِيَ بَيۡنَ قُلُوۡبِ وَالصُّدُوۡرِ اِلٰى اَجَلٍ مَّعۡلُوۡمٍ ؛	2	اور ایک ایمان وہ ہوتا ہے جو دل اور سینے کے اندر ایک عارضی اور معلوم مدت تک مانگی ہوئی چیز کی طرح رہتا ہے۔(نساء 4/136)
فَاِذَا كَانَتۡ لَكُمۡ بَرَائَةٌ مِنۡ اَحَدٍ فَقِفُوۡهُ حَتّٰى يَحۡضُرَهُ الۡمُوۡتُ ؛	3	چنانچہ جب تمہیں کسی مسلمان سے اس دوسرے ایمان کی وجہ سے تبرا اختیار کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو تبرا میں اس وقت تک توقف کرو جب تک وہ مرنہ جائے۔یا موت اس پر طاری نہ ہوجائے۔
فَعِنۡدَ ذٰلِكَ يَقَعُ حَدُّ الۡبَرَائَةِ ؛	4	اس وقت تبرا کرنے کی حد صحیح مقام پر آجائے گی۔اور تبرا جائز ہوگا۔
وَالۡهِجۡرَةُ قَائِمَةٌ عَلٰى حَدِّهَا الۡاَوَّلِ ؛	5	اور راہِ خدا میں ہجرت کرنا اسی پہلے قاعدے اور شرط کے مطابق ہے اور رہے گا۔
مَاكَانَ لِلّٰهِ فِيۡ اَهۡلِ الۡاَرۡضِ حَاجَةٌ مِّنۡ مُّسۡتَسِرِّ الۡاِمَّةِ وَمُعۡلِنِهَا ؛ لَايَقَعُ اسۡمُ الۡهِجۡرَةِ عَلٰى اَحَدٍ اِلَّا بِمَعۡرِفَةِ الۡحُجَّةِ فِي الۡاَرۡضِ ؛	6	یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ کو ساری دنیا کے لوگوں سے اس کی محتاجگی نہیں ہے کہ وہ اعلانیہ اسلام میں داخل ہوں یا پوشیدہ طور پر یا نہ ہوں بہرحال ہجرت کا نام اس وقت تک نہ دیا جائے گا جب تک کوئی شخص اللہ کی مقرر کی ہوئی حجت اللہ فی الارض کی معرفت حاصل نہ کرلے اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے وطن نہ چھوڑے۔

فَمَنْ عَرَفَهَا وَاَقَرَّبِهَا فَهُوَ مُهَاجِرٌ وَلَايَقَعُ اسْمُ الْاِسْتِضْعَافِ عَلٰى مَنْ بَلَغَتْهُ الْحُجَّةُ فَسَمِعَتْهَا اُذُنُهُ وَوَعَا قَلْبُهُ ؛	7	چنانچہ جو کوئی حجتؑ اللہ کی معرفت حاصل کرلے اور اس کا اقرار کرتا ہو صرف وہی مہاجر ہے اور جسے حجتِؑ خداوندی پہنچ جائے اور وہ اپنے کانوں سے حجتؑ اللہ کی بات سن کر اسے محفوظ کرلے اس پر ضعیف اور معذور و مُستضعف کے نام کا اطلاق نہیں ہوسکتا ہے۔
اِنَّ اَمْرَنَا صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ لَايَحْمِلُهُ الَّاعَبْدٌ مُؤْمِنٌ امْتَحَنَ اللّٰهُ قَلْبَهُ لِلْاِيْمَانِ وَلَا يَعِيْ حَدِيْثَنَا الَّاصُدُوْرٌ اَمِيْنَةٌ وَاَحْلَامٌ رَزِيْنَةٌ ؛	8	یقیناً ہمارا معاملہ اور حکومت ایک ایسا دشوار اور مشکل مسئلہ ہے کہ اسے صرف وہی مومن بندہ برداشت کرسکتا ہے جس کے دل کا اللہ نے ایمان کے معاملہ میں امتحان لے لیا ہو اور ہماری باتوں کو امانتدار سینے اور پختہ عقلیں ہی محفوظ رکھ سکتی ہیں''
اَيُّهَا النَّاسُ سَلُوْنِيْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِيْ فَلَاَنَا بِطُرُقِ السَّمَآءِ اَعْلَمُ مِنِّيْ بِطُرُقِ الْاَرْضِ قَبْلَ اَنْ تَشْغَرَ بِرِجْلِهَا فِتْنَةٌ تَطَأُ فِيْ خِطَامِهَا وَتَذْهَبُ بِاَحْلَامِ قَوْمِهَا ؛	9	اے نوع انسان مجھے اپنے ہاتھوں سے کھودینے سے پہلے پہلے جو چاہو مجھ سے دریافت کرلو چنانچہ میں بلا شبہ اور بالضرور آسمانی حالات اور آسمانی راہوں سے اپنے زمینی علم کے مقابلے میں زیادہ جانتا ہوں اور اس سے پہلے پہلے تو ضرور پوچھ لو کہ وہ فتنہ اپنے پیروں پر قائم ہوجائے اور خود اپنی لگام کو اپنے پیروں سے روندنے لگے اور قوم قریش کی عقلوں کو چھین کر ساتھ لے جائے۔

تشریحات:

پہلی بات تو یہ نوٹ کریں کہ حضرت علی علیہ السلام پہلے دو جملوں میں ایمان کی دو قسمیں تو بتاتے ہیں مگر لفظ منافق نہیں بولتے دونوں قسموں کے مؤمنین کو مسلمان فرماتے ہیں۔ اس سے قرآن کریم کا ایک بڑا مسئلہ حل ہوجاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے لفظ ''مُنَافِقٌ'' یا ''مُنَافِقِيْنَ'' کو سیاسی یا قریشی قسم کے مسلمانوں کے لئے بطور پردہ استعمال کیا ہے۔ یعنی قریشی مسلمان یا مومنین جمے رہیں اُکھڑنے نہ پائیں اور قرآن میں اپنے جرائم کا بیان ہوتے وقت یہ سوچ لیں کہ ہمیں متعین نہیں کیا گیا ہے لہٰذا حقیقی مسلمان یہ سوچ کر خاموش ہوجائیں گے کہ نہ معلوم کون کون شخص یا اشخاص مراد ہیں اور ہم بھی کہہ سکیں گے بُرے مسلمانوں میں سے کوئی ہوگا یا ہوں گے اور جب اللہ نے پردہ رکھا ہے اور متعین نہیں کیا ہے تو ہمیں بھی اور تمہیں بھی پردہ رکھنا چاہیے اور خود اپنی سوجھ بوجھ اور تجربے سے کسی کو متعین نہیں کرنا چاہیے چنانچہ اللہ نے قرآن کریم میں یہاں سے وہاں تک یہ پردہ برابر ڈالے رکھا اور کسی کا نام نہیں لیا۔ کہیں فلاں کہہ کر (29 تا 27/25) پردہ رکھا۔ کہیں اُن کی صفات اور کارکردگی بیان کرکے پردہ رکھا۔ (176-7/175)

2 ۔ تبرا و مذمت اور اعلان حقیقت کو مشروط اور محدود کرنے کا حکم دیا۔

پھر حضرت علی علیہ السلام نے بھی اس پردہ کو منافق کی زندگی کی آخری سانس تک پھیلا دیا اور توقف کرنے کا حکم دیا (3) اور نباہ کرنے اور تعاون کی راہیں نکالنے اور صبر وضبط و ہدایت کاری کی رغبت دلائی۔ تاکہ مرنے سے پہلے پہلے اُس قسم کا مومن اپنی اصلاح کرسکے۔ رسوؐل اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ ہرگز حذیفہ رضی اللہ عنہ کو منافقین کے نام نہ بتاتے مگر اُنہوں نے بجلی چمکنے کی وجہ سے خود اُنہیں پہچان لیا تھا۔ بہر حال آپؐ نے بھی تاکید فرمائی تھی کہ زندگی میں اُن کے ناموں کا اعلان نہ کیا جائے۔ البتہ معاملہ چونکہ خود رسوؐل پر حملے کا تھا اس لئے یہ بتا دیا گیا تھا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کو وہ نام بتا دیے گئے ہیں۔ اِس سے یہ فائدہ ہوا کہ لوگ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کرنے لگے اور یوں کئی ایک منافق پہچان لئے گئے۔ بعض نے تنگ آ کر اور بات کو پُرانی سمجھ کر خود ہی اقبال کر لیا کہ بخدا اے حذیفہ میں اُن منافقین میں سے ایک ہوں۔ اس صبر وضبط و احتیاط نے رفتہ رفتہ پورے قریش کا حال واضح کر دیا اور مزید تجربے اور تحقیق و تفتیش نے ثابت کر دیا کہ قریش کے کسی فرد نے بھی اپنی قوم کا ساتھ نہ چھوڑا تھا اور وہ سب قومی قسم کے مسلمان و مومن رہے یعنی سب نے قومی پالیسی کے ماتحت اسلام اختیار کیا تھا اور خود قرآن نے پوری قوم کو حقیقی مسلمانوں سے واضح الفاظ میں الگ کر دیا (31-30/25)(6/66)

3۔ لفظ ہجرت اور مہاجرین بھی ایک پردہ رہتا رہا ہے۔

مکہ سے مدینہ میں رفتہ رفتہ سارے قریش آ گئے اور سب مہاجرین کہلائے اور سب نے ہجرت کی چادر اوڑھے رکھی۔ وہ لوگ جو مکہ کے علاوہ دوسری آبادیوں سے آئے اُن کا ذکر قریشی تاریخ نہیں کرتی لہٰذا وہ بھی قریش کے جمگھٹے میں چھپ کر رہ گئے۔ یہاں حضور علیہ السلام نے یہ فیصلہ کر دیا کہ جو شخص حضرت علی علیہ السلام کی معرفت رکھتا تھا یعنی یہ جانتا تھا کہ رسوؐل اللہ نے دعوت ذوی العشیرہ میں حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ اور وزیر اور وصی اور بھائی بنایا تھا اور جو اس وزارت وخلافت ووصایت کو برقرار رکھنے کی غرض سے وطن چھوڑ کر رسوؐل اللہ کے ناصر کی حیثیت سے مدینہ میں آیا تھا صرف وہی مہاجر ہے۔ باقی دیگر اغراض کے ماتحت آنے والے لوگ مہاجر نہیں ہیں۔

4۔ ابوبکر مہاجر نہیں تو کوئی اور قریشی کیسے مہاجر ہو سکتا ہے۔

اور نوٹ کیجئے کہ نہ رسوؐل اللہ کو اللہ نے اپنی حجت فرمایا نہ اُنہوں نے خود کو حُجۃ اللہ قرار دیا اور نہ اُن کے زمانے کے مسلمانوں نے اُن پر حجۃ اللہ کی حیثیت سے ایمان رکھا اور نہ اُن میں سے کسی نے رسوؐل کو اس لقب سے پکارا۔ لہٰذا رسوؐل کو جاننا اور اُن کے لئے یا اُن کے نام پر ہجرت کرنا اُس شرط کو پورا نہیں کرتا جو حضرت علی علیہ السلام نے قائم کی ہے (7-6) رہ گیا حضرت علی علیہ السلام کا حجۃ اللہ ہونا، وہ یوں ثابت ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ۔''ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اُن کی قوم کے مقابلہ میں حُجَّۃ دی تھی'' (تِلْکَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰھَآ اِبْرٰھِیْمَ عَلٰی قَوْمِہٖ (6/83) اور رسوؐل کو جو حجت دی گئی تھی اُس کے لئے فرمایا تھا کہ قُلْ فَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ الْبَالِغَۃُ فَلَوْ شَآءَ لَھَدٰکُمْ اَجْمَعِیْنَ O (6/149) ان قریش سے کہہ دو کہ اللہ کے پاس ایک خاص حجۃ ہے جو پہنچنے والی ہے اور اگر اللہ نے چاہا تو تم سب کو ہدایت کر دے گا۔'' اور یہ حجۃ اللہ، حضرت علی علیہ السلام تھے اور لفظ ۔'' اَلْبَالِغَہ '' اس لئے فرمایا کہ یہ حجۃ جس طرح خلافت ووزارت وغیرہ کے لئے ایک حکم کے ماتحت سامنے لائی گئی تھی۔ (وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ)(26/214) اس معاملے سے قربت رکھنے والے تمام سرگروہوں کو ڈرا دو) اُسی طرح ایک خاص حکم کے ماتحت پہنچنے والی تھی (یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ (5/67) اے رسوؐل پہنچا دو) اس لئے حضرت علی علیہ السلام کو پہنچنے والی حجت (اَلْحُجَّۃُ الْبَالِغَۃُ) فرمایا گیا ہے۔

5۔ ابوبکر نہ اللہ پر ایمان رکھتا تھا نہ حجۃ اللہ کو مانتا تھا نہ وہ مہاجر کہلایا، نہ وہ ناصر رسوؐل تھا ۔

ابوبکر مہاجر نہ تھا، پہلی دلیل تو وہی ہے کہ وہ حجت اللہ پر ایمان نہ رکھتا تھا۔ دوسری دلیل وہ آیت ہے جس کی وجہ سے اُسے یارِ غار اور پکا اور پہلا مہاجر کہا جاتا ہے آیت سُنیے اور قرآن میں دیکھئے اور قرآنی ماحول دیکھ کر ایمان داری سے فیصلہ کیجئے فرمایا گیا کہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِیْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ○ اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَیْــًٔا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ○ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ○ (40 تا 38/9)

مودودی کا ترجمہ: ’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب بھی تم سے اللہ کی راہ میں جہاد کی خاطر نکلنے کے لئے کہا گیا تو تم زمین سے چمٹ کر رہ گئے؟ کیا تم نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے؟ ایسا ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ دنیوی زندگی کا یہ سب سروسامان آخرت میں بہت تھوڑا نکلے گا۔ تم نہ اُٹھو گے تو خدا تمھیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو بدل لے گا اور تم خدا کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ (یعنی تمہیں دوسری قوم سے بدلنے پر بھی قادر ہے) تم نے اگر نبی کی مدد نہ کی تو کچھ پرواہ نہیں اللہ اُس کی مدد تو اُس وقت بھی کر چکا ہے جب کہ کافروں نے اُسے نکال دیا تھا اور جب وہ دو میں کا دوسرا تھا جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ ’’غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔‘‘ اُس وقت اللہ نے اُس پر اپنا سکینہ نازل کیا اور اُس کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تم کو نظر نہ آتے تھے۔ اور کافروں کا بول نیچا کر دیا۔ اور اللہ کا بول تو اُونچا ہی ہے۔ اللہ زبردست اور دانا وبینا ہے۔‘‘ (تفہیم القرآن جلد 2 صفحہ 195۔196)

یہ ترجمہ نظروں میں رکھیئے اور اختصار اور بحث میں اُلجھے بغیر ہماری تفسیر احسن التعبیر سے چند عنوانات پڑھیئے:

’’(8ب) رسوؐل کی قوم کے مومنین رسوؐل اللہ اور اسلام کی طرفداری میں جنگ کرنے کے مخالف تھے۔ عذاب الیم اور خروج کی دھمکی:

’’آیات (39۔38/ 9) میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ وہ مومنین جو محض دنیا کمانے کے لئے ایمان لائے تھے رسوؐل اللہ اور اسلام کی نصرت کیلئے کبھی بھی دل سے جنگ و جہاد کے لئے نہیں نکلتے تھے اور اعلان جہاد ہوتے ہی زمین گیر ہو جایا کرتے تھے۔ چنانچہ اُن مومنین کو جہنم کے عذاب الیم کی اور اسلام سے خارج کر دیے جانے کی دھمکی دی گئی ہے اور واضح کر دیا گیا کہ ایسے مومنین دو چار نہیں تھے۔ دس بیس نہیں تھے بلکہ ایک پوری قوم تھی۔ اسی لئے اُن سے بدلنے اور اُن کے بدلے میں ایک پوری قوم لانے کا اعلان کیا گیا ہے اور یہ رسوؐل کی وہی نام نہاد قوم تھی جو قرآن کو مہجور کرنے کا بیڑا اُٹھائے ہوئے تھی (30/25) اُسے محض دنیا کا اقتدار و حکومت درکار تھی (154 تا 152/3 اور 205۔204/ 2) اور آخرت کی اُسے بالکل پرواہ نہ تھی (38/ 9) یہی غرض اُن کے سب سے بڑے لیڈر کی اسکیم میں تفصیل سے مذکور ہے اور اُسے دُنیا میں حکومت اور بالادستی کی ضرورت ہے (205۔204/ 2) علامہ مودودی ان دونوں آیات (39۔38/ 9) کے متعلق دبے پاؤں گزر گئے۔ جنگ کیلئے نہ نکلنے والوں کی نہ مذمت کی نہ انہیں نفاق کی آڑ میں چھپایا یعنی مان لیا کہ ان دونوں آیات میں منافقین نہیں بلکہ مومنین مخاطب ہیں اور ہم یہی ثابت کر رہے ہیں کہ عہد رسوؐل کے مومنین کی کثرت اللہ و رسوؐل کی مخالف تھی (7 تا 5/ 8) جس نے اللہ و رسوؐل کے خلاف ایک ملکی و قومی اسلام تیار کیا تھا (151-150/ 4) اور دو بڑے لیڈر یاروں نے اپنی پوری قوم کو رسوؐل کے خلاف راستہ پر کاربند کیا تھا (29 تا 27/ 25) اس قوم کو اللہ نے قرآن میں کئی بار دوسری مومن قوم سے بدلنے کی دھمکی دی ہے (89/ 6، 54/ 5، 39/ 9، 38/ 47) وغیرہ۔

9۔ اللہ نے رسولؐ کی اس وقت بھی مدد کی تھی جب رسولؐ کا تم میں سے ایک شخص بھی مددگار نہ تھا:

آیت (9/40) میں اللہ نے نصرت پر فخر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہم نے رسولؐ کی اُس وقت بھی مدد کی تھی جب اُسے کافروں نے شہر بدر کر دیا تھا اور وہ بے یار و مددگار دو میں کا دوسرا ایک غار میں تھا اور اپنے ساتھی کو یہ کہہ کر دلاسہ دے رہا تھا کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ غور طلب یہ ہے کہ اللہ نے ابوبکر کو ناصر کی حیثیت نہیں دی بلکہ اُسے ایسا ساتھی قرار دیا جو خود رسولؐ پر ایک بوجھ تھا اور اُسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ یہاں بھی اللہ موجود ہے اور نہ یہ یقین تھا کہ اللہ یہاں بھی اپنے رسولؐ کی مدد کرے گا۔ اس آیت (9/40) میں دوسرے شخص کی گھبراہٹ ظاہر کرنے کے سوا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ اور نہ اس کو شمار کرنے کی کوئی ضرورت مذکور ہے اور نہ ابوبکر کو مدد اور تائید میں شریک کیا۔ یعنی یہ بھی نہ کہا کہ ہم نے اُن دونوں پر سکینہ نازل کیا تھا۔ اور نہ یہ کہا کہ ہم نے اُن دونوں کی تائید یا مدد کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر کسی خطرے میں نہ تھا یعنی وہ دشمنوں کا آدمی تھا اُسے نہ نصرت کی ضرورت تھی نہ سکینہ درکار تھا اور نہ تائید چاہئے تھی۔ یہ بھی نوٹ کریں کہ اللہ نے مکہ سے تنہا رسولؐ کے نکالے جانے (اَخرَجَهُ) کا ذکر فرمایا ہے حالانکہ ابوبکر بھی نکلا تھا۔ اگر ابوبکر کی ہجرت تسلیم کی جاتی تو اللہ اُن دونوں کے نکالے جانے کیلئے اَخرَجَهُمَا فرماتا۔ لہٰذا ابوبکر ہجرت سے بھی خارج کر دئے گئے۔ اس آیت (9/40) کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابوبکر:

1۔ رسولؐ کے ساتھ مکہ سے نکلنے اور ہجرت سے محروم رہا۔ (اَخرَجَهُ)
2۔ وہ دشمن کا آدمی تھا اس لئے نصرت سے محروم رہا۔ (نَصَرَهُ اللّٰه)
3۔ وہ دشمن کا آدمی تھا سکینہ سے محروم رکھا گیا۔ (اَنزَلَ سَکِینَةَ عَلَیهِ)
4۔ وہ دشمن کا آدمی تھا تائید ملائکہ میں شامل نہیں (اَیَّدَهُ)
5۔ وہ دشمن کو رسولؐ کی نشاندہی کر رہا تھا۔ (لا تَحزَنَ)

یعنی غم کے بہانے شور کر کے دشمن کو بلانا چاہتا تھا۔۔ یہ ہے ابوبکر کی فضیلت۔''

یہ تھا ہماری تفسیر احسن التعبیر میں آیات (40 تا 9/38) میں قریشی مومنین اور ابوبکر کا حال۔ لہٰذا واضح ہو گیا کہ ابوبکر و عمر و عثمان و عائشہ وغیرھم پوری قوم قریش کی ہجرت قبول نہیں اس لئے کہ انہوں نے حجۃ اللہ علیہ السلام کے لئے ہجرت نہیں کی تھی اُن کے اپنے ذاتی اور قومی مقاصد تھے جن کی وجہ سے وہ مدینہ میں آئے تھے (7 تا 232/5)۔

6۔ محمدؐ و آل محمدؐ کی ولایت وحکومت پر ایمان رکھنے والے قلوب اللہ کے آزمائے ہوئے ہوتے ہیں ایرا غیرا نہیں۔

حضورؐ کا جملہ نمبر (8) یہ سبب بتاتا ہے کہ یہ نام نہاد شیعہ علما و عوام کیوں محمدؐ و آل محمدؐ صلوٰۃ اللہ سے غداری کرتے ہیں؟

اور کیوں ناپسندیدہ اعمال وعقائد پر عمل کرتے ہیں؟ یہ سب اس لئے دشمنان محمدؐ و آل محمدؐ سے ملتے جلتے یا اُن سے بھی بدتر ہوتے ہیں کہ وہ سب کے سب کاروباری شیعوں کی اولادیں ہیں۔ پیدائشی طور پر برائے نام شیعہ ہیں وہ اللہ کے امتحان سے دور دور رہتے ہوئے زندگی بسر کرتے ہیں اور حقیقی شیعہ مذہب کے پاس نہیں پھٹکتے اور اپنی نمازوں اور روزوں کی آڑ میں چھپے رہتے ہیں اور رسوم عزاداری کو رسمی طور پر منا کر سال بھر پلٹ کر مقاصد محمدؐ و آل محمدؐ کی طرف نہیں دیکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حقیقی شیعہ اور حضرت حجۃ علیہ السلام نے اُن کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔

7۔ حضرت علیؑ نے اپنے خبیر ہونے کا ثبوت چیلنج کے ساتھ دیا ہے (25/59)۔

قرآنِ کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا تھا کہ۔''تم اُس زندہ ہستی پر توکل کرو جو زندہ اور زندگی کا خالق جو ہرگز نہ مرے گا اس لئے کہ موت کا بھی خالق ہے اور تم اُسی کی حمد وتسبیح کیا کرو اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کے لئے کافی ہے۔ وہ وہی ہستی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے اور اُسی نے وہ سب کچھ پیدا کیا ہے جو آسمانوں اور زمینوں کے درمیان کہیں بھی موجود ہے۔ اور یہ سب کچھ اُس نے اپنے چھ دنوں کے اندر مکمل کر دیا تھا۔ اور پھر عرش کی طرف متوجہ ہوا تھا اور وہی رحمان ہے اُس سلسلے کی جو چیز جاننا چاہو وہ خبیر سے پوچھ لیا کرو۔ (فرقان 59۔58/25) اِن آیات سے دوسوال خود بخود پیدا ہو گئے تھے اول یہ کہ عہد رسولؐ میں رسولؐ سے زیادہ جاننے والا شخص موجود تھا۔ دوم یہ کہ وہ کون تھا؟ جو رسوؐل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو ساری کائنات کے حالات اور خبریں دے سکتا تھا۔ چنانچہ اس خطبہ 232 کا آخری جملہ (9) اُس خبیر علیہ السلام کا تعین وتشخص کر دیتا ہے اور واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام وہ خبیر ہیں جو اس پوری کائنات سے اور کائنات میں وقوع پذیر ہونے والے حالات وواقعات سے' یہاں کی تمام تخلیقات سے تمام حادثات سے' تمام تغیرات سے تمام تجدیدات سے واقف رکھے جاتے ہیں اور یہ ساری کائنات اُن کے سامنے اسی طرح حاضر اور مستحضر ہے جس طرح کسی کے سامنے اُس کی ہتھیلی حاضر ہوتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ وہ اپنی ہتھیلی کی صرف سطح کو دیکھتا ہے۔ اُسے نہ ہتھیلی کی پشت نظر آتی ہے نہ وہ ہتھیلی کے اندر کے گوشت پوست رگوں اور ہڈیوں کو دیکھ سکتا ہے۔ نہ اُسے دوران خون نظر آتا ہے نہ وہ محسوسات کے نظام کو دیکھتا ہے۔ مگر علیؑ سے کچھ پوشیدہ نہیں۔

مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر: 188

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر: 232

خُطبہ ﴿233﴾

1۔حمد وثنا کرنے کا ایک سبب۔2۔قریش کا محمدؐ کو ناکام کرنے پر اجماع، اتفاق واتحاد کرنا۔3۔موت اور قیامت کے لوازمات۔4۔جہنم کی چند باتیں۔5۔کھولتی ہوئی دیگوں کا وجود۔6۔اہل جنت اور جنت کی باتیں۔ 7۔حاضرین کو دنیا میں رہنے کا طریقہ بتایا ہے۔8۔بستر پر مرنے والا شہید ہے مگر کیسے؟

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَحۡمَدُهُ شُكۡرًا لِاِنۡعَامِهٖ ؛	1	میں اللہ کے انعام کے شکریہ میں اس کی حمد وثنا بجالاتا ہوں۔
وَاسۡتَعِيۡنُهٗ عَلٰى ؛	2	اسی کی مدد چاہتا ہوں،
وَظَائِفِ حُقُوۡقِهٖ ؛	3	اس کے واجب کیۓ ہوۓ حقوق کو ادا کرنے میں۔
عَزِيۡزُ الۡجُنۡدِ عَظِيۡمُ الۡمَجۡدِ ؛	4	وہ غالب رہنے والی فوجوں والا ہے اور عظیم الشان عزت والا ہے۔
وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ ؛	5	میں شہادت دیتا ہوں کہ بلاشبہ محمدؐ اس کے بندے اور رسولؐ ہیں۔
دَعَا اِلٰى طَاعَتِهٖ وَقَاهَرَ اَعۡدَائَهٗ جِهَادًا عَنۡ دِيۡنِهٖ ؛	6	انہوں نے لوگوں کو اللہ کی اطاعت کرنے کی دعوت دی تھی اور دین کے لئے جہاد کرکے اللہ کے دشمنوں پر غلبہ حاصل کیا تھا۔
لَا يَثۡنِيۡهِ عَنۡ ذٰلِكَ اجۡتِمَاعٌ عَلٰى تَكۡذِيۡبِهٖ ؛	7	قریش وغیرہ کا آنحضرتؐ کو جھٹلانے پر اجماع واتفاق کرلینا اور۔
وَالۡتِمَاسٌ لِاِطۡفَاءِ نُوۡرِهٖ ؛	8	ان کے نور کو بجھا دینے میں طرح طرح کی کوششیں اور اسکیمیں بنانا۔ان کو ان کے مشن میں ناکام نہ کرسکا۔
فَاعۡتَصِمُوۡا بِتَقۡوَى اللّٰهِ فَاِنَّ لَهَا حَبۡلًا وَّثِيۡقًا عُرۡوَتُهٗ وَمَعۡقِلًا مَنِيۡعًا ذِرۡوَتُهٗ ؛	9	تمہیں چاہیۓ کہ تم اللہ کے تقویٰ سے وابستہ رہو اس لئے کہ تقویٰ کے سلسلے (رسیاں) کے تمام حلقے مضبوط ہیں اور اس کی پناہ گاہ بھی بلند ومحفوظ ہے۔
وَبَادِرُوا الۡمَوۡتَ وَغَمَرَاتِهٖ وَامۡهَدُوۡا لَهٗ قَبۡلَ حُلُوۡلِهٖ ؛	10	تم لوگ جسم میں موت کے حلول کرنے اور اس کی سختیاں شروع ہونے سے پہلے پہلے آمادہ اور تیار ہوجاؤ اور ضروری سامان فراہم کرلو۔
وَاَعِدُّوۡا لَهٗ قَبۡلَ نُزُوۡلِهٖ ؛	11	اور موت کے نازل ہونے سے پہلے پہلے اس کے لئے تیار ہوجاؤ۔
فَاِنَّ الۡغَايَةَ الۡقِيَامَةُ ؛	12	چنانچہ یقینی اور آخری مقصد قیامت کی منزل ہے۔

وَكَفٰى بِذٰلِكَ وَاعِظًا لِمَنْ عَقَلَ وَمُعْتَبَرًا لِمَنْ جَهِلَ ؛	13	اور عقل سے کام لینے والوں کیلئے بھی اور جہالت سے دوچار لوگوں کیلئے بھی قیامت بہت کافی واعظ اور نصیحت کرنے والا ہے اور جاہلوں کو سبق دینے والا ہے۔
وَقَبْلَ بُلُوْغِ الْغَايَةِ مَاتَعْلَمُوْنَ مِنْ ضِيْقِ الْاَرْمَاسِ ، وَشِدَّةِ الْاِبْلَاسِ وَهَوْلِ الْمُطَّلَعِ وَرَوْعَاتِ الْفَزَعِ ، وَاخْتِلَافِ الْاَضْلَاعِ وَاسْتِكَاكِ الْاَسْمَاعِ وَظُلْمَةِ اللَّحْدِ وَخِيْفَةِ الْوَعْدِ ؛ وَغَمِّ الضَّرِيْحِ وَرَدْمِ الصَّفِيْحِ ؛	14	اور قیامت کے پہنچنے سے پہلے کس کس چیز کا سامنا کرنا پڑے گا وہ تمہیں معلوم ہے (مثلاً) قبر کی تنگی، غم واندوہ کی فراوانی اور مایوسی کی شدت۔ اور اس مقام کا خوف و خطرہ جس میں پہنچنے کی تمہیں اطلاع دی جانا ہے مسلسل اور پے در پے خوف اور پریشانی دب دب کر پسلیوں کا ادھر سے اُدھر ہو جانا، کانوں کا بہرا ہو جانا، لحد وقبر کا اندھیرا، عذاب کے ان وعدوں کا خوف جو اللہ نے کیئے تھے۔ قبر کا ڈھک دیا جانا اور پتھر کی سلوں سے منہ بند کر دیا جانا۔
فَاللّٰهَ اللّٰهَ عِبَادَ اللّٰهِ فَاِنَّ الدُّنْيَا مَاضِيَةٌ بِكُمْ عَلٰى سَنَنٍ ؛	15	چنانچہ اے بندگانِ خدا اللہ سے ڈرو اور ڈرتے رہو اس لئے کہ یہ دنیا تمہیں لئے ہوئے ایک ہی طریقے پر چلی جارہی ہے۔
وَاَنْتُمْ وَالسَّاعَةُ فِيْ قَرَنٍ ؛	16	اور تم اور قیامت کی گھڑی ایک ہی رسی میں جوڑی دار بنا دیئے گئے ہو۔
وَكَاَنَّهَا قَدْجَاءَتْ بِاَشْرَاطِهَا ؛	17	صورتِ حال یہ ہے گویا قیامت اپنی شرطوں سمیت آچکی ہے۔
وَاَزِفَتْ بِاَفْرَاطِهَا ؛	18	اور اس نے اپنے پرچم قریب گاڑ دیئے ہیں۔
وَوَقَفَتْ بِكُمْ عَلٰى صِرَاطِهَا ؛	19	اور تمہیں اپنی راہ میں روک کر تم پر نگرانی کر رہی ہے۔
وَكَاَنَّهَا قَدْ اَشْرَفَتْ بِزَلَازِلِهَا ؛	20	اور گویا وہ اپنی مصیبتوں سمیت تمہارے سر پر کھڑی ہے۔
وَاَنَاخَتْ بِكَلَاكِلِهَا ؛	21	اور مطمئن ہو کر اپنا سینہ ٹکا دیا ہے۔
وَانْصَرَمَتِ الدُّنْيَا بِاَهْلِهَا ؛	22	اور یہ کہ دنیا اپنے باشندوں سے کنارہ کش ہو کر فارغ ہو چکی ہے۔
وَاَخْرَجَتْهُمْ مِنْ حِضْنِهَا ؛	23	اور انہیں اپنی آغوش سے الگ کر چکی ہے۔
فَكَانَتْ كَيَوْمٍ مَضٰى اَوْشَهْرٍ انْقَضٰى ؛	24	یعنی ہم آغوشی ایک دن کیلئے تھی اور وہ دن گزر گیا ہے یا ایک مہینہ جو بسر ہو چکا ہے
وَصَارَ جَدِيْدُهَا رَثًّا وَسَمِيْنُهَا غَثًّا ؛	25	اور اب جتنی چیزیں نئی تھیں پرانی ہو چکی ہیں اور جو موٹے تازے تھے وہ دبلے اور لاغر ہو چکے ہیں۔
فِيْ مَوْقِفٍ ضَنْكِ الْمَقَامِ وَاُمُوْرٍ مُشْتَبِهَةٍ عِظَامٍ ؛	26	کیونکہ وہ ایسے مقام پر آ گئے ہیں جو بہت تنگ ہے اور ایسے معاملات سے دوچار ہو کر جو نہایت با عظمت مگر غیر یقینی ہیں۔

وَنَارٍ شَدِيْدٍ كَلَبُهَا عَالٍ لَجَبُهَا سَاطِعٍ لَهَبُهَا مُتَغَيِّظٍ زَفِيْرُهَا ؛ مُتَاَجِّجٍ سَعِيْرُهَا بَعِيْدٍ خُمُوْدُهَا ذَاكٍ وَّقُوْدُهَا ؛ مُخِيْفٍ وَعِيْدُهَا غَمٍّ قَرَارُهَا مُظْلِمَةٍ اَقْطَارُهَا حَامِيَةٍ قُدُوْرُهَا فَظِيْعَةٍ اُمُوْرُهَا ؛	27	اور ایسی آگ ہے جس کی تکلیف بہت سخت ہے آوازیں بہت بلند ہیں۔ شعلے بھڑکے ہوئے ہیں۔ بھڑکنے کی صدائیں غضبناک ہیں۔ اس کی لپٹیں اور دھکنا خوفناک ہے بجھایا جانا بہت مشکل ہے۔ اس کا ایندھن جلنے اور بھڑکنے والا ہے۔ اس کی دھمکیاں بہت ڈراونی ہیں۔ اس کی گہرائی ناپید ہے اس کے ارد گرد اور اطراف تاریکی میں غرق ہیں اور اس کی دیگیں بہت گرم اور کھولتی ہوئی ہیں اور سارے حالات اور معاملات کے نتائج رسوا کرنے والے ہیں۔
وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا (زمر 39/73) قَدْ اُمِنَ الْعَذَابُ وَانْقَطَعَ الْعِتَابُ وَزُحْزِحُوْا عَنِ النَّارِ وَاطْمَأَنَّتْ بِهِمُ الدَّارُ وَرَضُوا الْمَثْوٰى وَالْقَرَارَ ؛	28	اور جو لوگ اپنے پروردگار کے تقوے اور پرہیزگاری پر کاربند رہے انہیں گروہوں کی صورت میں جنت کی طرف ہانکا جائے گا (39/73) وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ اور ڈانٹ ڈپٹ کئے جانے والوں سے الگ رہیں گے آگ کی سزا سے دور ہٹائے ہوئے۔ ان کی آمد سے بہشت مطمئن اور خوش ہوگی۔ اور وہ خود بھی اپنے قیام وقرار کی جگہ جنت سے راضی اور شاد ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے اعمال دنیا میں پاکبازانہ تھے اور ان کی آنکھیں رنج وغم وخوف کا اثر لے کر روتی رہتی تھیں۔
اَلَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا زَاكِيَةً وَاَعْيُنُهُمْ بَاكِيَةً ؛	29	دنیا میں ان کی راتیں دنوں میں تبدیل رہیں وہ رات بھر عاجزی سے مغفرت طلب کرنے میں گزارتے رہے تھے۔
وَكَانَ لَيْلُهُمْ فِىْ دُنْيَاهُمْ نَهَارًا تَخَشُّعًا وَّاسْتِغْفَارًا ؛	30	اور ان کے دن راتوں میں تبدیل رہے اور وہ رات کی طرح دن میں باطل پرستوں سے الگ اور گھبرائے رہتے تھے۔ چنانچہ اللہ نے ان کے لئے جنت کو
وَكَانَ نَهَارُهُمْ لَيْلًا تَوَحُّشًا وَّ انْقِطَاعًا فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُمُ الْجَنَّةَ مَاٰبًا ؛ وَالْجَزَاءَ ثَوَابًا وَ كَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا فِىْ مُلْكٍ دَائِمٍ ؛ وَنَعِيْمٍ قَائِمٍ ؛	31	ان کی واپسی کی منزل قرار دے دیا اور جنت کی نعمتوں اور آسائشوں کو ان کے کردار کی جزا بنا دیا اور یہ لوگ اور ان سے متعلق اہل وعیال اس جزا کے بڑھ کر حقدار تھے کہ ہمیشہ برقرار رہنے والے ملک میں رہیں اور قائم رہنے والی نعمتوں سے استفادہ کرتے رہیں۔
فَارْعَوْا ـ عِبَادَ اللّٰهِ ـ مَا بِرِعَايَتِهِ يَفُوْزُ فَائِزُكُمْ ؛	32	چنانچہ اے بندگان خدا تم ان چیزوں کی رعایت اور پابندی کرو جن کی پابندی کرنے سے تم میں سے فائز ہونے والے فیضیاب ہوئے اور ان سے بچو۔
وَبِاِضَاعَتِهِ يَخْسَرُ مُبْطِلُكُمْ ؛	33	اور جن کو ضائع کرنے والے غلط کار اور نقصان اٹھانے والے ثابت ہوئے۔

وَبَادِرُوْا اٰجَالَكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ ؛	34	تم لوگ اپنی عمروں اور زندگی کو غنیمت سمجھ کر اعمال کا ذخیرہ جمع کرلو۔
فَاِنَّكُمْ مُّرْتَهَنُوْنَ بِمَا اَسْلَفْتُمْ وَمَدِيْنُوْنَ بِمَا قَدَّمْتُمْ ؛	35	یہ ایک حقیقت ہے کہ جو کچھ تم نے پہلے بھیجا ہے تم اس کے لئے ذمہ دار اور رہن پڑے ہو اور جو کچھ آئندہ بھیجو گے ان کی جزا پاؤ گے۔
وَكَانَ قَدْنَزَلَ بِكُمُ الْمَخُوْفُ فَلَارَجْعَةً تَنَالُوْنَ وَلَا عَثْرَةً تُقَالُوْنَ ؛	36	اور وہ تو مجسم خوف کی صورت میں تم پر نازل شدہ ہے اور تم تک پہنچ چکنے والی موت کے لئے واپسی نہیں ہے اور نہ گناہوں اور لغزشوں سے اس کے بعد رہائی کی کوئی صورت ہے
اِسْتَعْمَلَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ بِطَاعَتِهٖ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهٖ وَعَفَا عَنَّا وَعَنْكُمْ لِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ ؛	37	خدا سے درخواست ہے کہ وہ ہمیں اور تمہیں اپنی اور اپنے رسوؐل کی اطاعت کا موقع دے اور ہماری اور تمہاری لغزشوں کو اپنے فضل اور رحمت کی وجہ سے نظر انداز کردے۔
اَلْزَمُوا الْاَرْضَ وَاصْبِرُوْا عَلَى الْبَلَاءِ ؛ وَلَاتُحَرِّكُوْا بِاَيْدِيْكُمْ وَسُيُوْفِكُمْ فِيْ هَوٰى اَلْسِنَتِكُمْ ؛	38	زمین کو اپنے اوپر لازم کرلو یعنی برے لوگوں سے میل جول نہ رکھو۔اور آزمائشوں میں صبر سے کام لو۔اور اپنی زبانوں اور خواہشوں سے متاثر ہوکر اپنے ہاتھوں کو اور اپنی تلواروں کو حرکت میں نہ لاؤ۔
وَلَاتَسْتَعْجِلُوْا بِمَالَمْ يُعَجِّلْهُ اللّٰهُ لَكُمْ ؛	39	اور جن معاملات میں اللہ نے تمہیں جلدی کرنے کا حکم نہیں دیا اور خود بھی جلدی نہیں کی ہے تم بھی ان میں عجلت سے کام نہ لو۔
فَاِنَّهٗ مَنْ مَّاتَ مِنْكُمْ عَلٰى فِرَاشِهٖ وَهُوَعَلٰى مَعْرِفَةِ حَقِّ رَبِّهٖ وَحَقِّ رَسُوْلِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ مَاتَ شَهِيْدًا وَوَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَاسْتَوْجَبَ ثَوَابَ مَانَوٰى مِنْ صَالِحِ عَمَلِهٖ وَقَامَتِ النِّيَّةُ مَقَامَ اِصْلَاتِهٖ لِسَيْفِهٖ ؛	40	لہٰذا یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو شخص تم میں سے اپنے بستر پر مرے گا او وہ اپنے پروردگار کے اور اللہ کے رسوؐل کے اور رسوؐل کے اہلبیتؑ کے حقوق کی معرفت رکھتا ہوگا وہ شہید مرے گا اور اس کا اپنا حق اللہ پر لازم ہوجائے گا۔اور جس نیک عمل کی اس نے نیت کر رکھی ہوگی اس کا ثواب اسے دیا جانا بھی واجب ہوجاتا ہے۔اور اس کی یہ نیت تلوار سے جہاد کرنے کے قائم مقام ہوجاتی ہے۔
فَاِنَّ لِكُلِّ شَیْءٍ مُّدَّةً وَّاَجَلًا ؛	41	البتہ ہر چیز اور ہر بات کے لئے ایک مدت اور وقت مقرر کیا ہوا ہے۔

تشریحات:

سب سے پہلے تو یہی نوٹ کرنے کی بات ہے کہ رسوؐل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے خلاف اللہ کے دشمنوں نے پورے اتفاق اور اتحاد کے ساتھ ایک اجتماعی محاذ بنایا تھا۔اور خود قریشی تاریخ‘ محاذ بنانے والوں کو قریش مانتی اور کہتی ہے اور محاذ بنانے والوں کے نام بھی بتاتی ہے۔اور اُن کے سرگروہ اور سردار کا نام ابوسفیان معلوم ومشہور ہے اور ابوسفیان اور اس کے ماتحت سرداروں نے کیا کچھ کیا اور کب ہتھیار ڈالے اُس کا ذکر بھی

تاریخ نے کیا ہے۔مگراس ذکر میں ابوبکر وعمر وعثمان اور معاویہ نے اپنا دامن سمیٹ کراور بچا کر رکھا ہے اور اُن کے بعد اُن کی جانشین حکومتوں بنی اُمیہ اور بنی عباس نے بھی خود کو بچا بچا کر تاریخ کو لکھوایا مگر ہم نے نئے پُرانے دونوں قسم کے قریش کو ننگا کر کے اُن کی ہر خفیہ سازش کو تفصیل سے بیان الامامت میں بیان کر دیا ہے۔اور ثابت کر دیا ہے ابوسفیان کے ساتھ وہ تمام قریش بھی شامل تھے جو اسلام کا نقاب پہن کر ہجرت کی آڑ میں مدینے میں رسولؐ اللہ کے صحابہ کہلا رہے تھے۔

2۔ابوبکر وعمر ہی نہیں بلکہ اُن کی بیٹیاں عائشہ اور حفصہ بھی رسولؐ کے خلاف قائم شدہ اجتماعی محاذ میں شریک تھیں۔

یہاں مسلمان قریشیوں کی شمولیت پر عموماً اور ابوبکر وعمر وعثمان کے دشمنِ رسولؐ ہونے پر خصوصاً قرآن سے ثبوت ملاحظہ ہو فرمایا گیا ہے کہ:

اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَی اللّٰہِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُکُمَا وَاِنۡ تَظٰھَرَا عَلَیۡہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوۡلٰہُ وَجِبۡرِیۡلُ وَصَالِحُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ بَعۡدَ ذٰلِکَ ظَھِیۡرٌ O(66/4)

مودودی کا جھکا ہوا ترجمہ: ''اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو تو (تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے) کیونکہ تمھارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں اور اگر نبیؐ کے مقابلے میں تم نے باہم جتھہ بندی کی تو جان رکھو کہ اللہ اُس کا مولیٰ ہے اور اُس کے بعد جبریل اور تمام صالح اہل ایمان اور سب ملائکہ اُس کے ساتھی اور مددگار ہیں۔'' (تفہیم القرآن جلد 6 ص 26 تا 22)

قارئین یہ آیت اور مودودی کا یہ ترجمہ کئی بار سامنے لایا جاتا رہا ہے اور اس پر تنقید کر کے مودودی کی شرمناک طرفداری بھی ثابت ہوتی رہی ہے۔ بہرحال اب تو صرف اتنا دیکھ لیں کہ رسولؐ کی دو ازواج عائشہ اور حفصہ خاص طور پر نبیؐ کے خلاف قائم شدہ قریشی محاذ میں شامل تھیں اور یہ مدینہ تک برابر شامل رہیں۔مودودی اُن ازواج رسولؐ کے نام بھی بتاتے ہیں۔

2(الف) مودودی رسولؐ کے خلاف محاذ میں شریک ازواج کے نام بھی بتاتے ہیں؟؟

''10۔ اس سے معلوم ہوا کہ قصور صرف حضرت عائشہ اور حفصہ ہی کا نہ تھا بلکہ دوسری ازواج مطہرات بھی کچھ نہ کچھ قصوروار تھیں اسی لئے اُن دونوں کے بعد اس آیت میں باقی سب ازواج کو بھی تنبیہ فرمائی گئی۔'' (تفہیم القرآن جلد 6 صفحہ 26)

بات واضح اور ثابت ہوگئی کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں قریشی صحابہ کے ساتھ ساتھ اُن کی عورتیں بھی محاذ میں شریک تھیں اور حضور علیہ السلام کے ساتویں اور آٹھویں جملے کی رُو سے یہ سب قریش رسولؐ اللہ کو جھٹلانے اور اُن کے نور کو بجھانے میں کوشاں تھے (8-7) اور یہ کوشش سورہ تحریم کے مودودی شان نزول کے حساب سے آٹھویں سال ہجرت تک ثابت ہے (تفہیم القرآن جلد 6 صفحہ 10)۔

معلوم ہوا کہ ابوسفیان نے جو محاذ اعلان رسالت کے وقت قائم کیا تھا وہ برابر قرآن سے اکیس سال تک ثابت ہے۔لہٰذا قوم قریش کا ہر مرد، ہر عورت، اور ہر بچہ رسالتؐ وامامت کا دشمن تھا۔جن کو آنحضرتؐ نے مغلوب کر دیا تھا (7-6) یہی سبب ہے کہ ہم قریشی قوم کے کسی فرد کو حقیقی مسلمان نہیں سمجھتے۔

3۔حضرت علیؑ کی دعا حقیقی مومنین کے حق میں اللہ نے قبول فرما کر قرآن کریم ہی میں سند دے دی تھی۔

حضور علیہ السلام نے حقیقی مومنین کی خطائیں اور لغزشیں نظر انداز کر دینے کی اللہ سے دعا فرمائی تھی (37) اور اُس کے جواب میں اللہ نے وعدہ فرمایا تھا کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ O(8/29)

''اے وہ لوگو جو ایمان لے آئے ہو اگر تم نے پرہیز گاری اختیار کر لی تو تمہارے لئے حق اور باطل میں فرق کرنے والے کو متعین کر دیا جائے گا اور تمہاری لغزشیں خطائیں اور بُرائیاں چھپا دی جائیں گی اور تمہیں بخش دیا جائے گا اور اللہ تو عظیم الشان فضل والا ہے۔''

ایسے وعدے قرآن کریم میں اور بھی کئی مقامات پر کئے گئے ہیں مگر یہ یاد رکھیں کہ وہ وعدے صرف اُن لوگوں کے لئے ہیں جن کو حضرت علی علیہ السلام پسند فرماتے ہوں یہ نہ نام نہاد شیعوں کے لئے ہیں اور نہ نام نہاد مسلمانوں کے لئے ہیں۔ یہ وعدے اُن ہی مومنین کے لئے ہیں جن کو بستر پر مرنے کے بعد بھی شہید فرمایا ہے (جملہ 40) اور شرط یہ لگائی ہے کہ وہ مومنین جو اللہ، رسوؐل اور اہلبیت علیہم السلام کے حقوق کی معرفت رکھتے ہوں گے بستری موت سے بھی شہید مریں گے یعنی مرتے ہی زندۂ جاوید ہو جائیں گے اور امام زمانہ حضرت حجۃ علیہ السلام کے نظام میں داخل ہو جائیں گے اور اللہ کی تمام کھانے پینے اور پہننے والی نعمتوں سے مالا مال رہیں گے۔ یہاں یہ سن لیں کہ وہ لوگ جو صرف اللہ کو مانتے ہیں اور اہل بیت رسوؐل کی نفی کرتے ہیں اُن کے عقائد و اعمال صفر سے ضرب کھا کر یہیں اسی دنیا میں صفر ہو جاتے ہیں اور آخرت میں وہ دشمنانِ خدا کی حیثیت میں محشور ہوں گے اور ابد الآباد جہنم میں جلنا پٹخنا اُن کے حصے میں آئے گا۔ شائد وہ بیان الامامت پڑھ کر باز آجائیں اور توبہ کر لیں اور اہلبیت علیہم السلام سے وابستہ ہو جائیں۔ آمین۔

مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر: 189

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر: 233

خُطبہ ﴿234﴾

1۔نظام مشاورت اور ملاؤں سے تبرا۔2۔مخالفین کو ہمنوا بنانے کی تاکید۔3۔تقویٰ پر زور اور تاکید۔4۔بناوٹی بڑوں کو بڑا نہ گردانو۔5۔دنیا کی مذمت۔6۔اپنے ہاتھ چبانے والوں کا حال اور قسمیں (فرقان 29-25/27)۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الۡفَاشِیۡ ؛	1	تمام حمد وستائش اللہ کے لئے ہے۔جس کی حمد ہمہ گیر ہے۔
وَالۡغَالِبِ جُنۡدُہٗ ؛	2	اور جس کی فوج غالب ہے۔
وَالۡمُتَعَالِیۡ جَدُّہٗ ؛	3	اور جس کی عزت وشان بلند ہے۔
اَحۡمَدُہٗ عَلٰی نِعَمِہِ التُّؤۡمِ وَ اٰلاۡئِہِ الۡعِظَامِ ؛	4	میں اس کی مسلسل نعمتوں پر اور عظیم الشان عطیات پر اس کی حمد وثنا کرتا ہوں۔
اَلَّذِیۡ عَظُمَ حِلۡمُہٗ فَعَفَا وَعَدَلَ فِیۡ کُلِّ مَاقَضٰی وَعَلِمَ بِمَا یَمۡضِیۡ وَمَامَضٰی ؛	5	وہی ہستی ہے جس کی بردباری عظیم ہے۔اور اس نے درگزر کرنا اختیار کیا ہوا ہے۔اور اس نے جتنے فیصلے کئے ہیں سب عدل پر مبنی ہیں۔وہ تمام گزری ہوئی اور گزرنے والی چیزوں کا علم رکھتا ہے۔
مُبۡتَدِعِ الۡخَلَائِقِ بِعِلۡمِہٖ وَمُنۡشِئِہِمۡ بِحُکۡمِہٖ بِلَا اقۡتِدَاءٍ وَّتَعۡلِیۡمٍ ؛	6	اس نے اپنے علم سے مخلوقات کی ابتدا اور ایجاد کی ہے اور اپنے حکم کی قوت سے ان کا انشاء اور نشو ونما کیا ہے۔اس تخلیق میں نہ کسی کی پیروی کی نہ کسی سے تعلیم حاصل کی۔
وَلَا احۡتِذَاءٍ لِّمِثَالِ صَانِعٍ حَکِیۡمٍ ؛	7	اور نہ کسی کاریگر سے نمونہ اور مثال حاصل کی۔
وَلَا اِصَابَۃِ خَطَاءٍ ؛	8	اور نہ کوئی غلطی سرزد ہوئی۔
وَلَاحَضۡرَۃِ مَلَاءٍ ؛	9	اور نہ ملاؤں اور مشورہ دینے والوں کو حاضر رکھا۔
وَاَشۡہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ ابۡتَعَثَہٗ وَالنَّاسُ یَضۡرِبُوۡنَ فِیۡ غَمۡرَۃٍ وَیَمُوۡجُوۡنَ فِیۡ حَیۡرَۃٍ	10	اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسوؐل ہیں۔جن کو اس وقت مبعوث کیا گیا تھا جب لوگ لاعلمی اور جہالت میں سرگرداں تھے اور حیرت میں غوطے کھارہے تھے۔
قَدۡ قَادَتۡہُمۡ اَزِمَّۃُ الۡحَیۡنِ وَاسۡتَغۡلَقَتۡ عَلٰی اَفۡئِدَتِہِمۡ اَقۡفَالُ الرَّیۡنِ ؛	11	بدبختی اور تباہی کی لگامیں ان کی قیادت کرتے ہوئے انہیں کھینچے لئے جارہی تھیں اور ان کے دلوں پر زنگ اور کدورت کے تالے پڑے ہوئے تھے۔

اُوصِیکُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَی اللّٰهِ فَاِنَّهَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَ الْمُوْجِبَةُ عَلَی اللّٰهِ حَقَّکُمْ	12	اے بندگان خدا میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں یقیناً تم پر تقویٰ کرنا اللہ کا حق ہے ۔۲۔اور تقویٰ تمہارے حقوق کو اللہ پر واجب الادا کرنے کا ذریعہ ہے۔
وَاَنْ تَسْتَعِیْنُوْا عَلَیْهَا بِاللّٰهِ وَتَسْتَعِیْنُوْا بِهَاعَلَی اللّٰهِ ؛	13	اور یہ کہ متقی بننے کے لئے اللہ سے مدد واعانت مانگو اور اللہ کی قربت حاصل کرنے کے لئے تقویٰ سے مدد مانگو۔
فَاِنَّ التَّقْوٰی فِی الْیَوْمِ الْحِرْزُ وَالْجُنَّةُ ؛	14	چنانچہ تقویٰ آج دنیا میں محافظ اور سپر یا ڈھال ہے۔
وَفِیْ غَدٍالطَّرِیْقُ اِلَی الْجَنَّةِ ؛	15	اور کل آخرت میں جنت کی طرف لے جانے والا راستہ یا طریقہ ہے۔
مَسْلَکُهَا وَاضِحٌ ؛ وَسَالِکُهَا رَابِحٌ وَمُسْتَوْدَعُهَا حَافِظٌ ؛	16	تقویٰ کا مسلک و مذہب واضح ہے ۔2۔اور اس پر چلنے والا نفع میں ہے ۔ 3۔اور تقویٰ جس کی امانت ہے وہ (خدا) متقی کا محافظ ہے۔
لَمْ تَبْرَحْ عَارِضَةً نَفْسَهَا عَلَی الْاُمَمِ الْمَاضِیْنَ وَالْغَابِرِیْنَ لِحَاجَتِهِمْ اِلَیْهَا غَدًا اِذَا اَعَادَاللّٰهُ مَا اَبْدَیٰ وَاَخَذَمَا اَعْطٰی وَسَاَلَ عَمَّا اَسْدَیٰ ؛	17	تقویٰ نے خود کو گزر چکنے والی امتوں پر بھی پیش کیا تھا اور پیچھے رہ جانے والی امتوں پر بھی پیش کیا تھا اس لئے کہ ان سب کو تقویٰ کی مدد کی اس وقت ضرورت پیش آنا ہے جب کل یعنی قیامت میں اللہ اپنی مخلوقات کو پلٹائے گا اور جو کچھ انہیں دے رکھا تھا واپس لے گا اور اپنی بخشی ہوئی چیزوں کے بارے میں مواخذہ کرے گا۔
فَمَا اَقَلَّ مَنْ قَبِلَهَا وَحَمَلَهَا حَقَّ حَمْلِهَا ؛	18	کتنے کم ہیں تعداد میں وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ کو قبول کیا اور صحیح طریقے سے تقویٰ پر عمل کرنے کا حق ادا کیا؟
اُولٰئِکَ الْاَقَلُّوْنَ عَدَدَ ؛ وَهُمْ اَهْلُ صِفَةِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ اِذْیَقُوْلُ :	19	وہ متقی گنتی اور شمار کے حساب سے بہت ہی کم ہیں اور اللہ نے ان کے سلسلے میں فرمایا بھی یہی تھا کہ:
" وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ"	20	"میرے بندوں میں شکر گزار بندے بہت کم ہیں (34/13،سورہ سبا)
فَاَهْطِعُوْا بِاَسْمَاعِکُمْ اِلَیْهَا وَوَاکِظُوْابِجِدِّکُمْ عَلَیْهَا ؛	21	لہٰذا تم لوگ تقویٰ کی پکار پر کان لگانے میں جلدی کرو اور اپنی تمام کوشش اور توجہ اس پر عمل کرنے میں صرف کردو۔
وَاعْتَاضُوْهَا مِنْ کُلِّ سَلَفٍ خَلَفًا وَمِنْ کُلِّ مُخَالِفٍ مُّوَافِقًا ؛	22	اور اسے ماضی میں گزری ہوئی کوتاہیوں کے بدلے میں استعمال کرو اور ہر مخالفت کرنیوالے کے مقابلے میں تقویٰ کو لاکر مخالف کو اپنا موافق اور ہمنوا بنالو
اَیْقِظُوْا بِهَانَوْمَکُمْ وَاقْطَعُوْابِهَا یَوْمَکُمْ ؛	23	اور تقویٰ کے ذریعہ سے اپنی نیند کو بیداری میں تبدیل کرلو اور اس کے ذریعہ

		سے اپنے دن گزارا کرو۔
وَاَشعِرُوهَا قُلُوبَكُم ؛	24	اور اسے اپنے دلوں کا شعور اور شعار بنالو۔
وَارحَضُوا بِهَا ذُنُوبَكُم ؛	25	اور اپنے گناہوں کو اس سے دھوڈالو اور
وَدَاوُوا بِهَا الاَسقَامَ ؛	26	تقویٰ ہی سے اپنے نقائص کا معالجہ کرو۔
وَبَادِرُوا بِهَا الحِمَامَ ؛	27	اور موت کی تاریکی سے بچنے کے لئے تقویٰ میں سبقت کرو۔
وَعتَبِرُوا بِمَن اَضَاعَهَا ؛	28	اور تقویٰ کو ضائع کرنے والوں سے سبق لینا چاہئے۔
وَلَايَعتَبِرَنَّ بِكُم مَّن اَطَاعَهَا ؛	29	ایسا نہ ہو کہ تم بھی تقویٰ کو ضائع کرو اور لوگ تم سے عبرت حاصل کریں۔
اَلَا فَصُونُوهَا وَتَصَوَّنُوا بِهَا ؛ وَكُونُوا عَنِ الدُّنيَا نُزَّاهًا ؛ وَاِلَى الاٰخِرَةِ وُلَّاهًا ؛	30	خبردار تمھیں تقویٰ کی حفاظت کرنا چاہئے تاکہ تم تقویٰ سے خود ہی اپنی حفاظت کر اسکو دنیا سے بچ کر رہو اور آخرت سے والہانہ طور پر وابستگی اختیار کرو۔
وَلَا تَضَعُوا مَن رَّفَعَتهُ التَّقوىٰ ؛	31	اور جسے تقویٰ نے بلند کیا ہوا سے ضائع نہ کرو۔(حقیر نہ سمجھو)
وَلَا تَرفَعُوا مَن رَّفَعَتهُ الدُّنيَا ؛	32	اور جسے دنیا نے بلندی دی ہے اسے کبھی بلند نہ کرو۔(اسے حقیر و ادنیٰ سمجھو)
وَلَا تَشِيمُوا بَارِقَهَا وَلَا تَسمَعُوا نَاطِقَهَا وَلَاتُجِيبُوا نَاعِقَهَا ؛	33	اور دنیا کے بجلیاں چمکانے والے بادلوں سے سیرابی کی آس نہ لگانا۔اور اس کی باتوں کا اثر نہ لینا۔اور نہ دنیا کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کرنا۔
وَلَاتَستَضِيئُوا بِاَشرَاقِهَا وَلَا تُفتَنُوا بِاَعلَاقِهَا ؛	34	اور نہ دنیا کی جگمگاہٹ سے روشنی حاصل کرو۔اور نہ اس کے سامان کی عمدگی پر فریفتہ ہو جاؤ۔اور یہ اس لئے کہ:
فَاِنَّ بَرقَهَا خَالِبٌ وَنُطقَهَا كَاذِبٌ وَاَموَالَهَا مَحرُوبَةٌ وَاَعلَاقَهَا مَسلُوبَةٌ ؛	35	اس کی بجلیاں صرف دکھاوے کی ہیں۔اسکی تمام باتیں جھوٹی ہیں۔اس کا مال و دولت غارت ہونے والا ہے۔اور اس کا عمدہ سامان چھن جانے والا ہے۔
اَلَا وَهِيَ المُتَصَدِّيَةُ العَنُونُ وَالجَامِحَةُ الحَرُونَ ؛ وَالمَائِنَةُ الخَؤُونُ ؛	36	خبردار رہو کہ یہ دنیا بدمعاش عورت کی طرح لبھا کر منہ موڑ لینے والی ہے۔اور سرکش گھوڑے کی طرح اڑیل ہے۔اور بڑی جھوٹی اور خیانت کار ہے۔
وَالجَحُودُ الكَنُودُ وَالعَنُودُ الصَّدُودُ وَالحَيُودُ المَيُودُ ؛	37	جان بوجھ کر ہٹ دھرمی کرنے اور جھگڑنے والی ہے۔اور عناد و کینہ رکھنے والی اور ناشکر گزار ہے۔اور سیدھے راستے پر نہ چلنے والی کجرو اور انتقام کے لئے تیاریاں کرنے والی ہے۔
حَالُهَا انتِقَالٌ وَطَاتُهَا زَلزَالٌ ؛ وَعِزُّهَا ذُلٌّ وَجِدُّهَا هَزلٌ وَعُلُوُهَا سُفلٌ دَارُهَا حَربٍ	38	اس کا حال ہی یہ ہے کہ ایک کو لبھانا اور دوسرے کے پاس منتقل ہو جانا اور اس کا ہر قدم زلزلہ انگیز ہے۔اس کی فراہم کردہ عزت دراصل ذلت ہے۔اس کی سعی

وسَلْبٍ وَنَهْبٍ وَّعَطَبٍ ؛		اور کوشش بازیگری اور مذاق ہے۔اور اس کی عطا کردہ بلندی پستی ہے۔اس کا علاقہ اور گھر جنگ ولوٹ مار کی جگہ ہے اور تاراجی وتباہی کی جگہ ہے"۔
اَهْلُهَا عَلٰى سَاقٍ وَّسِيَاقٍ ؛ وَّلِحَاقٍ وَّفِرَاقٍ ؛	39	اس کے باشندے سامان باندھے سفر کے انتظار میں پابہ رکاب کھڑے ہیں۔ ملاقاتوں اور جدائی میں الجھے ہوئے ہیں۔
قَدْتَحَيَّرَتْ مَذَاهِبُهَا ، وَاَعْجَزَتْ مَهَارِبُهَا ؛ وَخَابَتْ مَطَالِبُهَا ؛	40	اس کے مذاہب حیرت خیز ہیں۔اور ان مذاہب سے بھاگنے والے عاجز ہو چکے ہیں۔اور منصوبے اور مقاصد اور مطالبات نامرادونا کام ہیں۔
فَاسْلَمَتْهُمُ الْمَعَاقِلُ وَلَفَظَتْهُمُ الْمَنَازِلُ وَاَعْيَتْهُمُ الْمَحَاوِلُ ؛	41	دنیا کی پناہ گاہوں اور گھاٹیوں نے پناہ لینے والوں کو بے یار و مددگار چھوڑا ہوا ہے۔اور ان کے گھروں اور منزلوں نے انہیں لفظوں کی طرح (منہ سے) نکال دیا ہے۔ان کی دانشوری نے انہیں ناکام ونا کارہ کر دیا ہے۔
فَمِنْ نَاجٍ مَعْقُوْرٍ وَلَحْمٍ مَجْزُوْرٍ وَشِلْوٍ مَذْبُوْحٍ وَدَمٍ مَّسْفُوْحٍ ؛	42	اور جو بچے ہوئے باقی لوگ ہیں ان کے ٹخنے کٹے ہوئے۔گوشت کے لوتھڑے ہیں۔کھالیں اتری ہوئی کٹے ہوئے جسم اور بہتے ہوئے خون ہیں۔
وَعَاضٍّ عَلٰى يَدَيْهِ وَصَافِقٍ بِكَفَّيْهِ وَمُرْتَفِقٍ بِخَدَّيْهِ وَزَارٍ عَلٰى رَأْيِهٖ ؛ وَرَاجِعٍ عَنْ عَزْمِهٖ وَ قَدْاَدْبَرَتِ الْحِيْلَةُ ؛ وَاَقْبَلَتِ الْغِيْلَةُ ؛ وَلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ؛	43	کچھ اپنے ہاتھ چبانے والے (فرقان 25/27)۔کچھ افسوس سے ہاتھ ملنے والے ہیں۔کچھ رنج سے کہنیوں پر گال ٹکائے ہوئے ہیں۔کچھ اپنی رائے، اجتہاد اور فیصلوں پر نالاں ہیں۔کچھ اپنے ارادوں سے باز آرہے ہیں۔اب مکر اور حیلے بے کار ہو چکے اور ناچار پلٹ رہے ہیں۔اور مصیبت ناک نتائج سامنے آکھڑے ہوئے ہیں۔اور اب بھاگ نکلنے کا موقعہ نہیں رہا ہے۔
هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ قَدْ فَاتَ مَافَاتَ وَذَهَبَ مَاذَهَبَ ؛ وَمَضَتِ الدُّنْيَا لِحَالِ بَالِهَا ؛	44	افسوس ہزار افسوس جو ہاتھ سے جاتا رہا وہ تو جاتا ہی رہا ہے اور جو مواقع ہاتھ سے نکل گئے وہ تو نکل چکے ہیں اور دنیا اپنی پسندیدہ روش کیساتھ گزری چلی گئی ہے۔
" فَمَابَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ (دخان 44/29)	45	چنانچہ دنیا پرستوں کی ہلاکت پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین نے اپنے باشندوں کی تباہی پر گریہ کیا۔

تشریحات:

حضرت علی علیہ السلام نے تخلیق کائنات کو تقریباً تمام ہی خطبات میں کم وزیادہ بیان فرمایا ہے اور اس حقیقت پر بہت زور دیا ہے کہ اللہ نے تخلیق کائنات میں نہ کسی سے مدد لی نہ کسی نمونے اور مثال کی نقل کی نہ اللہ کو ایسا کرنے کی احتیاج وضرورت تھی۔اور اس حقیقت کو تمام اہل مذاہب بھی اپنے طریقے سے اور اپنے اپنے الفاظ میں مانتے ہیں۔اگر نہ مانیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ سے یا خالق کائنات سے عقل وقدرت و

اختیار میں کوئی اور ہستی بڑھ کر ہے اور یہ مانتے ہی اللہ کی ذات میں سینکڑوں عیب اور کمزوریاں ماننا پڑیں گی جس کے لئے اہل مذاہب تیار نہیں ہیں۔ سوال یہ ہوگا کہ ہم نے اس پہلو کو پہلے کیوں بیان نہیں کیا؟ جواب یہ ہے کہ اللہ کی یہ پوزیشن مسلم ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اس خطبے میں حضرت علی علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہو: وَلَا اِصَابَۃَ خَطَاءٍ وَّ لَا حَضْرَۃَ مَلَاءٍ (9-8)

" کارِ تخلیق میں نہ اللہ سے کوئی خطا سرزد ہوئی اور نہ اُس نے مُلّاؤں، مشیروں اور سرداروں کو حاضر رکھا تھا۔"

یہ آٹھواں اور نواں جملہ تھا جن کی وجہ سے ہمیں یہاں خیال آیا کہ یہاں یہ عنوان قائم کیا جائے کہ:

2۔ اللہ کے جانشینوںؑ، انبیاءؑ و رسلؑ، خلفاؑ اور آئمہؑ کو اللہ کی موجودگی میں کسی مخلوق سے راہنمائی درکار نہیں۔

اللہ کی ہدایت کاری وراہنمائی اور تعلیم وتربیت کے باوجود اور ہر لمحہ اللہ سے رابطہ کے ہوتے ہوئے یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ یہ حضرات کسی مخلوق سے مشورہ کرنے یا ہدایت حاصل کرنے کے محتاج ہوں۔ لہٰذا کسی نبیؑ یا رسوؐل یا خلیفۂ خداوندی یا امامؑ کو انسانوں سے راہنمائی حاصل کرنے کا محتاج ماننا ویسا ہی ہے جیسے اللہ کو کسی نمونے یا مثال کی اقتداء کرنے کا محتاج ماننا ہے اور جس طرح ایسا ماننے والا کافر اور منکر خداوندی ہے اُسی طرح انبیاؑ کو لوگوں کے مشوروں کا محتاج ماننا' ماننے والوں کی بے دینی اور کفر کا ثبوت ہے۔ اور ہم نے اس دلیل کو اب تک استعمال نہ کیا تھا لہٰذا یہ عنوان قائم کرنا اور اس پہلو کو سامنے لانا ضروری ہوگیا تھا۔ لہٰذا حضوؐر علیہ السلام کا یہ جملہ بھی تائید کے لئے دوبارہ پڑھیے کہ:

مُبْتَدِعِ الْخَلَائِقِ بِعِلْمِہٖ، وَمُنْشِئِھِمْ بِحُکْمِہٖ، بِلَا اقْتِدَاءٍ وَّ تَعْلِیْمٍ (6)

۔"اُس نے اپنے علم سے مخلوقات کی ابتدا اور ایجاد کی تھی اور اپنے حکم کی قوت سے اُن کا انشا اور نشو ونما کیا تھا۔ اس تخلیق میں نہ کسی کی پیروی کی اور نہ ہی کسی سے تعلیم حاصل کی۔"(6)

لہٰذا جن حضرات علیہم السلام کو اللہ نے خود براہ راست تعلیم دی ہو۔ انہیں اللہ کے سوا نہ کسی سے تعلیم کی احتیاج ہوسکتی ہے نہ ہدایت کی اور نہ وہ کسی کے پیرو اور مقتدی ہوسکتے ہیں۔ اُن کے زمانے کے تمام انسان اور جنّات اُن کے محتاج اور پیرو ہوتے ہیں۔ لہٰذا قارئین یہ نوٹ کریں کہ یہ عقیدہ اور تصور باطل ہے خودساختہ ہے اور قرآن کا مخالف کہ نبیؐ اللہ کے سوا کسی اور سے بھی تعلیم وہدایات حاصل کرتا ہے یا کرسکتا ہے۔ وہ صرف اُن ہی سے تعلیم وہدایات حاصل کرے گا جن کی تعلیم وہدایات اللہ کی تعلیم وہدایات ہوگی اور وہ بھی اللہ کے حکم سے حاصل کرے گا۔

3۔ انبیاؑ کی تعلیم وتربیت براہ راست اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ اُن کا ہر کام اور ہر بات اللہ کی نگرانی میں رہتی ہے۔

بہر حال قرآن کریم سے ثابت ہے کہ انبیاؑ کی تعلیم وتربیت اللہ کی ذاتی ذمہ داری ہے اس پر چند مقامات دیکھیں۔

(1) کشتی بنانا سکھایا:

حضرت نوح علیہ السلام سے کشتی بنوائی تو فرمایا کہ :فَاَوْحَیْنَآ اِلَیْہِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا(23/27)(11/37)

مودودی:۔"ہم نے اُس پر وحی کی کہ ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی کے مطابق کشتی تیار کر۔" (تفہیم القرآن جلد 3 صفحہ 275، جلد 2 صفحہ 337)

2۔ انبیاؑ کی پرورش: "وَ اَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مُحَبَّۃً مِّنِّیْ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ (طٰہٰ 20/39)

مودودی۔"میں نے اپنی طرف سے تجھ پر محبت طاری کردی اور ایسا انتظام کیا کہ تو (موسیٰؑ) میری نگرانی میں پالا جائے۔"

(تفہیم القرآن جلد 3 صفحہ 94-93)

3۔ تعلیم وتربیت۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوراةَ وَ الْاِنْجِيْلَ (3/48)

مودودی۔ ''اور اللہ اسے (عیسیٰ) کتاب کی تعلیم دے گا توریت اور انجیل کا علم سکھائے گا۔'' اور بنی اسرائیل کی طرف اپنا رسولؑ مقرر کرے گا۔'' (تفہیم القرآن جلد اول صفحہ 252)

4۔ انبیاؑ کو اپنی ذات کے لئے بنایا جاتا ہے۔ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ (20/41)

مودودی۔ ''اے موسیٰؑ میں نے تجھ کو اپنے کام کا بنایا ہے۔(تفہیم القرآن جلد 3 صفحہ 94)

یہ ترجمہ غلط ہے صحیح یوں ہے کہ۔''اے موسیٰؑ میں نے تجھے اپنی ذات کے لئے ایجاد کیا ہے''

5۔ محمدؐ ہر لحہ اللہ کی آنکھوں کے سامنے یا نگرانی میں رہے۔ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا ۔الخ (52/48)

مودودی۔ ''اے نبیؐ اپنے رب کا فیصلہ آنے تک صبر کرو تم ہماری نگاہ میں ہو۔'' (تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 184)

یہ ترجمہ غلط ہے۔اوپر مذکور آیات میں لفظ بِاَعْيُنِنَا کا ترجمہ ''ہماری نگرانی میں۔'' کیا ہے۔ یہ خبیث مولوی جہاں تک ممکن ہو غلط ترجمہ کرنے کا عادی ہے اسی لئے اس نے ترجمہ کا طریقہ چھوڑ کر تفہیم کا طریقہ نکالا ہے تاکہ جہاں جو تصور چاہے قرآن میں اضافہ یا کمی کر دے۔ بہرحال یہ پانچ مقامات یہ فیصلہ کر دیتے ہیں کہ انبیا علیہم السلام کی پیدائش، پرورش، تربیت اور تعلیم اور کام کاج سب اللہ کرتا ہے انہیں اپنے لئے ایجاد کرتا ہے اور انہیں ہر لحہ اپنی نگرانی میں رکھتا ہے۔ لہٰذا انہیں کسی غیر خدا سے کوئی راہنمائی حاصل کرنے کی نہ احتیاج ہوتی ہے نہ فرصت ہوتی ہے اور یہ منشاو مقصد تھا مذکورہ پہلو کو اور اللہ کی صفات کو سامنے لانے کا۔

4۔ تقویٰ بھی بار بار خطبات میں آیا ہے مگر اب تقویٰ سے ماضی کی اصلاح مقصود ہے۔

شائد ہی کوئی ایسا خطبہ گزرا ہو جس میں تقویٰ کا بالکل بھی ذکر نہ فرمایا ہو۔ بلکہ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ پورے پورے خطبات تقویٰ کی ماہیت وعظمت واثر انگیزی اور تاکید پر گزرتے رہے ہیں۔مگر اس خطبے میں تقویٰ کو پالیسی اور اسلامی مقاصد کو محفوظ رکھنے کے لئے بطور مددگار بیان فرمایا ہے اور جس سے تقویٰ اور تقیہ کا رشتہ اور تعلق واضح ہو جاتا ہے اور ہماری خصوصی توجہ چاہتا ہے تاکہ عوام الناس بھی اس اہم ترین پہلو پر عمل کر سکیں اور حق وصداقت کو باطل پرستوں سے بچا کر منزل مقصود تک پہنچ سکیں اور اُن کی کھڑی کی ہوئی تمام رکاوٹوں کو غیر محسوس طریقوں سے ہٹاتے چلے جائیں گے اور تصادم کے بغیر غالب آجائیں۔

5۔ اسلامی پالیسی اور مقصد کو مخالفوں سے محفوظ رکھنے کے متعلق خطبے کے جملے۔

یہاں حضورؐ کے وہ جملے دوبارہ پڑھیے جن سے دشمنانِ دین کو مخالفت میں ناکام و نامراد کیا جائے گا۔فرمایا ہے کہ:

وَاعْتَاضُوْهَا مِنْ كُلِّ سَلَفٍ خَلَفاً وَّ مِنْ كُلِّ مُخَالِفٍ مُوَافِقاً .

۔''اور تقویٰ کو ماضی میں گزری ہوئی کوتاہیوں کے بدلے میں استعمال کرو اور ہر مخالفت کرنے والے کے مقابلے میں تقویٰ کو لا کر مخالف کو اپنا ہمنوا اور طرف دار بنالو۔'' (22)

پالیسی میٹر (Policy Matter) سے متعلق اور بھی چند جملے سامنے لائے جائیں گے پہلے اس پہلے جملے کو واضح کر لیجیے۔اس جملے

میں جملے کا جوہر یہ ہے کہ مخالف کوئی ہو' کسی قسم کا ہو' اُسے اپنا طرفدار اور ہمنوا بنا کر چھوڑنا ہے۔ اور اپنی تمام سابقہ کوتاہیوں کو مستعد اعمال میں تبدیل کر دینا ہے اور اِن دونوں مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے تقویٰ کی مدد حاصل کرنا ہے۔ یہاں یہ سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ۔ ''تقویٰ کیا ہے؟''۔ اور جواب بھی خود بخود دیا ہے کہ ۔ ''ہر وہ بات اور ہر وہ عمل تقویٰ ہے جس سے یہ مقاصد حاصل ہو جائیں۔''

اب یہ دیکھنا ہے اور سمجھنا باقی رہ جاتا ہے کہ ہمارا مخالف کون ہے؟ اور ہم سے مخالفت کیوں اور کس معاملے میں ہے؟ ان دونوں سوالات کا جواب اس بات کو سمجھنے سے مل جائے گا کہ ہمیں ہدایات دینے والے حضرت علی علیہ السلام ہیں اور مخالف کو ہمنوا بنا کے وہ بھی حضرت علی علیہ السلام کا ویسا ہی طرفدار بن جائے گا جیسے طرفدار ہم ہیں۔ یعنی ہم سے مخالفت حضرت علی علیہ السلام کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ لہٰذا مخالفت یہ ہے کہ ہم حضرت علیؑ کے طرفدار ہیں اور حضرت علیؑ کے مشن کی کامیابی چاہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اُن لوگوں کے مخالف ہیں جنہوں نے حضرت علی علیہ السلام کو خلیفہ، حکمران اور جانشین رسولؐ بنانے کے بجائے اپنی قومی حکومت بنالی تھی۔ یعنی ہم ابوبکر، عمر اور عثمان اور قریش اور قریشی پالیسیوں کے مخالف ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مخالفت دین کے تصورات اور عقائد کی بنا پر ہے اور مخالف کو اپنا ہمنوا اور طرفدار بنانے کا کھلا مطلب و مقصد یہ ہے کہ ہم ابوبکر و عمر وغیرہ کے طرفداروں کو حضرت علی علیہ السلام کا طرفدار اور اپنی معصوم پالیسی کا ہمنوا بنالیں۔ لہٰذا حضرت علی علیہ السلام ہمیں اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پوری چھوٹ دے رہے ہیں اور اس سلسلے کی تمام باتوں، کوششوں اور اقدامات کو تقویٰ فرماتے ہیں اور ہمیں آزادی دیتے ہیں کہ ہم اِس مقدس مقصد کے لئے جو چاہیں کریں۔ وہ سب کچھ تقویٰ ہوگا یعنی ہم آزاد و مختار ہیں کہ اس مقصد کے لئے ہر وہ بات کریں اور ہر وہ قدم اُٹھائیں جو بظاہر عام احکامات کے خلاف ہو اور یہی تقیہ ہے۔ ہمارے لئے ضروری نہیں ہے کہ ہم باطل پرستوں اور جھوٹوں سے ہر حال میں سچ بولیں، ایفائے عہد کریں۔ لہٰذا ہمارے لئے جائز ہے کہ جھوٹوں سے جھوٹ بول دیں۔ غداروں سے غداری کر گزریں۔ دھوکا اور فریب کے طرفداروں کے ساتھ دھوکے اور فریب کا سلوک کریں۔ لُٹیروں کے طرفداروں کو ضرورت پڑنے اور مناسب موقع ملنے پر لوٹ لیں اور خاندانِ رسولؐ کا قتل عام کرنے اور کرانے والوں کے طرفداروں کو قتل یا قتل عام کردیں اور ہمارے یہ تمام اعمال تقویٰ میں شمار ہیں۔

6۔ ابوبکر و عمر یا قریش کے طرفداروں کا سچ اور نیکی وفا اور خلوص نماز، روزہ اور عبادت دھوکہ اور فریب کی تائید میں جھوٹ اور فریب ہیں۔

قریش اور قریش کے طرفداروں نے سارے قرآن کو جھٹلایا (66/6) لہٰذا اُن کا اور اُن میں سے کسی کا سچ بولنا سچ شمار نہیں اس لئے کہ وہ سچ بول کر باطل کی حمایت و پیروی کرانا چاہتے ہیں۔ قریش نے قرآن کو مہجور کر کے ساری امت کو فریب دیا اور اللہ کے یہاں دشمنانِ رسولؐ میں شمار ہوئے لہٰذا اُن کا یا اُن میں سے کسی کا دھوکہ اور فریب نہ دینا بھی دھوکہ اور فریب ہی ہے۔ اور اُس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ قریش نے اور اُن کے ہم مسلک و ہم مذہب لوگوں نے اسلام کو بطور فریب اختیار کیا تھا یعنی لوگوں کو اسلام کے نام پر دھوکہ دیا جائے اور وہ تمام فوائد حاصل کئے جائیں جو مسلمان بن کر حاصل کئے جانا ممکن ہوں۔ لہٰذا وہ سچ اس لئے بولتے ہیں' نماز اس لئے پڑھتے ہیں کہ بھولے بھالے مومنین انہیں مسلمان سمجھیں حالانکہ وہ سب کچھ ہو سکتے ہیں مسلمان نہیں ہو سکتے وہ تو اللہ' رسولؐ اور علیؑ کے دشمن ہیں اور کامیاب دشمنی کے لئے مسلمان بنتے ہیں تاکہ اللہ و رسولؐ اور علیؑ کے حقوق پر قبضہ جمائے رکھیں۔ لہٰذا اُن کے سچے بھی جھوٹے ہیں اُن کے نمازی بھی بے دین ہیں۔ ہم ہر غیر مسلم کو غیر مسلم تو سمجھتے ہیں دشمنانِ خدا اور سولؐ نہیں سمجھتے۔ غیر مسلموں کے ساتھ بہت پیارا سلوک کرنا ہم پر واجب ہے لیکن قریشی مسلمانوں کے ساتھ ہر وہ بدترین سلوک جائز سمجھتے ہیں جو اُنہوں نے قرآن اور حدیث اور خود اپنی تیار کردہ تاریخ کی رُو سے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ اور اُن کی اولاد اور پیرووٴں کے ساتھ

صدیوں تک جاری رکھا تھا۔ اور تقویٰ کے صحیح معنی یہی ہیں۔

7۔ خطبے کے آخر میں (43) قریش کے سب سے بڑے ظلم اور ظالم کی یاد دلائی گئی ہے تاکہ ہمارا خون گرم رہے۔

حضور علیہ السلام نے اپنے قارئین و سامعین کی توجہ سورہ فرقان (29 تا 27/25) کی طرف موڑ دی ہے (43) تاکہ ہم ابوبکر کا وہ بیان پڑھیں جو اُس نے باز پُرس کے روز اللہ اور ربّ الارض علیہ السلام کو دینا ہے وہ قرآن کی زبان میں الظَّالِمُ ہے یعنی قیامت تک اسلام کے خلاف جتنے مظالم ہوئے اُن سب کا بانی مبانی اور ابتدا کرنے والا ابوبکر ہے۔ وہ پیشی کے وقت اپنے ہاتھ چباتا ہوا آئے گا یہ وہی ہاتھ ہیں جن سے اُس نے بیعت لی تھی اور حضرت علی علیہ السلام کی جگہ خلیفہ بنا تھا۔ وہ بتائے گا کہ اُس کے یار نے اُسے رسوؑل کے راستے سے ہٹایا اور اپنی راہ پر چلایا تھا۔ کاش وہ اُس کو یار نہ بناتا اور کاش وہ رسوؑل کے راستے پر برقرار رہتا۔ یہیں وہ اُس یار یعنی عمر کو شیطان قرار دیتا ہے۔ (29 تا 27/25) اگلی آیات میں رسوؑل اللہ نے اللہ سے شکایت کی ہے کہ اَے میرے پروردگار بلاشبہ میری قوم نے قرآن کو مہجور کر کے قابو میں کر لیا ہے۔ اللہ نے بتایا ہے کہ تیری قوم بھی سابقہ لوگوں کی طرح تیری دشمن ہے مجرم ہے اور اُس قوم کے مقابلے میں میں تمہاری نصرت اور راہنمائی کے لئے کافی ہوں (30۔31/25) یہاں پھر معلوم ہوا کہ رسوؑل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کے سوا کسی کی راہنمائی اور مشوروں کی احتیاج نہ تھی لہٰذا شاورھم والی آیت (159/3) میں بھی قریشی لیڈروں کے جرائم کو نظر انداز کرنے کی بات ہے نہ کہ مجرموں سے راہنمائی لینے کی۔ یہ بھی قریش کا فریب ہے۔

مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر:190

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر: 234

خُطبہ《235》

اس خطبہ کا نام **قَاصِعَہ** لکھا ہوا چلا آ رہا ہے اور کسی کو یہ علم نہیں کہ یہ نام کس نے رکھا تھا چنانچہ یہ جملہ سنئے کہ :

”وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُسَمِّى هٰذِهِ الْخُطْبَةَ بِالْقَاصِعَةِ“

لوگوں میں سے کسی نے اس خطبے کا نام قَاصِعَہ رکھ دیا تھا“

1۔شیطان کی مذمت خاص طور سے اور قریش کی مذمت عام طور پر کی گئی ہے۔2۔اسے سرکشوں کا اور تعصب برتنے والوں کا سرغنہ فرمایا۔3۔اس کی مومنیت اور عبادت کی مدت چھ ہزار(6000)سال بتائی ہے۔4۔شیطان سے ہوشیار رہنے کی وجوہات اور طریقے بتائے۔ 5۔مسلمانوں میں سے سرکش اور منہ زور لوگ شیطان کے فرمانبردار بن گئے تھے،مسلمانوں پر پورا پورا تسلط قائم کر لیا تھا،مسلمانوں کو اپنے سیدوں اور بزرگوں کی پیروی سے روکا تھا۔ 6۔اسلام کے جھوٹے دعویدار موجود رہے ہیں شیطان ان کی زبان سے بولتا تھا تاکہ قوم کی عقلیں چھین لے۔7۔موسیٰؑ اور ہارونؑ کا لباس فرعون کے دربار میں۔ 8۔پھٹے حال میں رکھنے کا سبب؟غلبہ اور تسلط دینے کا نقصان ؟۔ 9۔پتھروں (کعبہ)سے آزمائش۔ 10۔ابراہیمؑ واسماعیلؑ واسحاقؑ کی اولاد کی باتیں۔ 11۔عربوں کے وجود میں آنے کا قصہ۔ 12۔رسولؐ نے کیا کچھ عطا کیا؟۔13۔اسلام کو خیرباد کہہ دیا گیا تھا۔14 ۔کفر کے غلبہ کی پیشگوئی۔15۔بچپن میں عربوں کے سینگ توڑنے کی بات۔16۔رسولؐ نے علیؑ کو کیا مقام دیا۔17۔عظیم فرشتہ بچپن سے ہمراہ تھا۔18۔درخت کا چل کر آنا،کلمہ پڑھنا اور قریش کا جادوگر کہہ کر چل دینا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ الَّذِیۡ لَبِسَ الۡعِزَّ وَ الۡکِبۡرِیَاءَ ؛	1	تمام حمد وثنا اس اللہ کے شایان شان ہے جو عزت اور کبریائی غلبہ اور بڑائی کا لباس پہنے ہوئے ہے۔
وَ اخۡتَارَہُمَا لِنَفۡسِہٖ دُوۡنَ خَلۡقِہٖ ؛	2	اور جس نے عزت اور کبریائی کو مخلوق کے خلاف اپنی ذات کیلئے مخصوص کرلیا ہے۔
وَ جَعَلَہُمَا حِمًی وَّ حَرَمًا عَلٰی غَیۡرِہٖ ؛	3	اور اپنے سوا باقی سب کے لئے ممنوع اور حرام کر رکھا ہے۔
وَ اصۡطَفَا ہُمَا لِجَلَالِہٖ ؛	4	اور ان دونوں کو اپنی شان اور مرتبہ کے لئے مصطفٰی بنایا ہوا ہے۔
وَ جَعَلَ اللَّعۡنَۃَ عَلٰی مَنۡ نَازَعَہٗ فِیۡہِمَا مِنۡ عِبَادِہٖ ؛	5	اور ان سب کے لئے لعنت اور محرومی قرار دی ہے جو اس کے بندوں میں سے ان دونوں صفات میں تنازع کھڑا کرے۔
ثُمَّ اخۡتَبَرَ بِذٰلِکَ مَلَائِکَتَہُ الۡمُقَرَّبِیۡنَ ؛	6	پھر اللہ نے ان ہی دونوں چیزوں کے ذریعہ سے اپنی ذات سے قربت رکھنے والے فرشتوں کا امتحان لیا تھا۔
لِیُمَیِّزَ الۡمُتَوَاضِعِیۡنَ مِنۡہُمۡ مِنَ الۡمُسۡتَکۡبِرِیۡنَ ؛	7	تاکہ ان میں عاجزی اور انکساری کرنے والوں کو تکبر کرنے اور بڑائی چاہنے والوں سے الگ کردے۔
فَقَالَ سُبۡحَانَہٗ وَ ہُوَ الۡعَالِمُ بِمُضۡمِرَاتِ الۡقُلُوۡبِ وَ الۡمَحۡجُوۡبَاتِ الۡغُیُوۡبِ: اِنِّیۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ طِیۡنٍ فَاِذَا سَوَّیۡتُہٗ وَ نَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَہٗ سَاجِدِیۡنَ فَسَجَدَ الۡمَلَائِکَۃُ کُلُّہُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ. (سورہ صٓ 38/71تا74)	8	چنانچہ اس ذات پاک نے فرمایا تھا، حالانکہ وہ دل میں چھپی ہوئی باتوں سے اور غیب کے پردوں میں لپٹی ہوئی حقیقتوں سے واقف اور ان کا عالم ہے کہ، بلاشبہ میں ایک بشر کو طین سے پیدا کرنے والا ہوں۔ چنانچہ جیسے ہی میں اسے تیار کرکے سنوار کر موزوں صورت دے دوں اور اس میں اپنی روح میں سے کچھ داخل کردوں تو تم اس کی عظمت کے لئے سجدے میں گرے ہوئے ملنا۔ چنانچہ تمام ملائکہ نے بیک وقت اجتماعی حیثیت سے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا تھا۔ (سورہ صٓ 38/71تا74)
اِعۡتَرَضَتۡہُ الۡحَمِیَّۃُ فَافۡتَخَرَ عَلٰی آدَمَ بِخَلۡقِہٖ ؛	9	اسے اپنی خود فہمیدہ بڑائی کی بنا پر آدمؑ کو سجدہ کرنے میں عار اور غیرت آئی اور اس نے اپنے تخلیقی مادہ (آگ) کی وجہ سے آدمؑ پر اپنی بڑائی جتائی اور فخر کیا۔
وَ تَعَصَّبَ عَلَیۡہِ لِاَصۡلِہٖ ؛	10	اور اپنی ناری اصلیت کی بنا پر اس نے تعصب سے کام لیا اور سجدہ نہ کیا (یعنی اللہ کے حکم کو بھی ٹھکرا دیا)

فَعَدُوُّ اللّٰہِ اِمَامُ الْمُتَعَصِّبِیْنَ وَسَلَفُ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ ؛	11	چنانچہ یہ دشمنِ خدا متعصب لوگوں کا امام بن گیا اور تکبر کرنے والوں کو پیش رو لیڈر ہوگیا۔
الَّذِیْ وَضَعَ اَسَاسَ الْعَصَبِیَّۃِ ؛	12	یہ وہی ہستی ہے جس نے تعصب کی بنیاد رکھی۔
وَنَازَعَ اللّٰہَ رِدَاءَ الْجَبْرِیَّۃِ ؛	13	اور اللہ سے اُس کی جبّاریت میں تنازع کیا تھا۔
وَادَّرَعَ لِبَاسَ التَّعَزُّزِ ؛	14	اور خود ہی عزت وسربلندی کا لباس پہن لیا تھا۔
وَخَلَعَ قِنَاعَ التَّذَلُّلِ ؛	15	اور بندہ ہونے کا لباسِ ذلت وخواری اتار پھینکا تھا۔
اَلَاتَرَوْنَ کَیْفَ صَغَّرَہُ اللّٰہُ بِتَکَبُّرِہٖ ؛ وَضَعَہُ اللّٰہُ بِتَرَفُّعِہٖ ؟ ؛	16	کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح اسے تکبر کرنے کی بنا پر چھوٹا اور کم رتبہ بنایا اور۔ رفعت وبلندی کی جگہ اسے پست وبے عزت کیا؟
فَجَعَلَہُ فِی الدُّنْیَا مَدْحُوْرًا ؛	17	چنانچہ دنیا میں راندہ درگاہ قرار دیا۔
وَاَعَدَّلَہُ فِی الْاٰخِرَۃِ سَعِیْرًا ؛	18	اور آخرت میں اس کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کی ہے۔
وَلَوْ اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَخْلُقَ اٰدَمَ مِنْ ؛ نُوْرٍ یَّخْطَفُ الْاَبْصَارَ ؛ضِیَاؤُہٗ ؛ وَیَبْھَرُ الْعُقُوْلَ رُوَاؤُہٗ ؛وَطِیْبٍ یَاْخُذُ الْاَنْفَاسَ عَرْفُہٗ لَفَعَلَ ؛	19	اور اگر اللہ نے یہ ارادہ کیا ہوتا کہ وہ آدمؑ کو ایسا بنا دے کہ ابلیس اس پر فخر نہ کر سکے تو اس نے آدمؑ کو ایسے نور سے پیدا کیا ہوتا کہ جس کی تابناکی سے ابلیس سمیت سب کی آنکھیں چندھیا جاتیں اور آدمؑ کی خوبصورتی عقلوں پر چھا جاتی اور ایسی خوشبو پھیلتی جو سانسوں کو قابو میں کر لیتی اور بلاشبہ اللہ آدمؑ کو ایسا ہی پیدا کر سکتا تھا۔
وَلَوْفَعَلَ لَظَلَّتْ لَہُ الْاَعْنَاقُ خَاضِعَۃً ؛	20	اگر اللہ نے آدمؑ کو اس اہتمام سے پیدا کیا ہوتا تو آدمؑ کے سامنے سب کی گردنیں جھک جاتیں۔
وَلَخَفَّتِ الْبَلْوٰی فِیْہِ عَلَی الْمَلَائِکَۃِ ؛	21	اور ایسا کرنے سے ملائکہ کی آزمائش بہت ہلکی پڑ جاتی اور وہ آدمؑ کو سجدہ کرنے میں رغبت محسوس کرتے۔
وَلٰکِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ یَبْتَلِیْ خَلْقَہٗ بِبَعْضِ مَایَجْھَلُوْنَ اَصْلَہٗ تَمْیِیْزًا بِالْاِخْتِبَارِ لَھُمْ ؛	22	ولیکن اللہ پاک نے مخلوقات کی آزمائش ان چیزوں سے کی ہے جن کی بنیاد و حقیقت سے وہ ناواقف ہوتے ہیں تا کہ اس آزمائش سے ان میں تمیز قائم ہو سکے
وَنَفْیًا لِّلْاِسْتِکْبَارِ ، عَنْھُمْ وَاِبْعَادًا لِّلْخُیَلَاءِ مِنْھُمْ ؛	23	اور اس طرح ان سے غرور وتکبر کی نفی کی جا سکے (یعنی انہوں نے بلاچون وچرا اللہ کا حکم مانا ہے) اور اس طرح یہ طے ہو جائے کہ وہ خود پسندی اور باطل حمیت سے بہت دور ہیں۔

فَاعْتَبِرُوْا بِمَا كَانَ مِنْ فِعْلِ اللّٰهِ بِاِبْلِيْسَ ؛	24	تم پر لازم ہے کہ تم اللہ کے اس سلوک سے سبق حاصل کرو جو اس نے ابلیس کے ساتھ کیا تھا۔
اِذْ اَحْبَطَ عَمَلَهُ الطَّوِيْلَ ؛ وَجَهْدَهُ الْجَهِيْدَ ؛	25	جب اللہ نے اس کی طویل اور بھرپور کوششوں اور عبادتوں کو ضبط و ضائع کر دیا تھا۔
وَكَانَ قَدْ عَبَدَ اللّٰهَ سِتَّةَ اٰلَافِ سَنَةٍ ، لَا يُدْرٰى اَمِنْ سِنِى الدُّنْيَا اَمْ مِنْ سِنِى الْاٰخِرَةِ عَنْ كِبْرِ سَاعَةٍ وَّاحِدَةٍ ؛	26	اور اس نے یقیناً چھ ہزار سال اللہ کی عبادت کی تھی اور مادی دلیل و درایت سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ چھ ہزار سال ہماری اس دنیا والے سال تھے یا کہ وہ سال آخرت والے تھے۔ یہ ساری اطاعت اور عبادت ایک گھڑی کی بڑائی نے تباہ کر کے رکھ دی تھی۔
فَمَنْ ذَا بَعْدَ اِبْلِيْسَ يَسْلَمُ عَلَى اللّٰهِ بِمِثْلِ مَعْصِيَتِهٖ ؟	27	چنانچہ ابلیس کے بعد کون ایسا شخص ممکن ہے جو ابلیس جیسی نافرمانی کرے اور اللہ کے عذاب اور گرفت سے محفوظ بھی رہ جائے؟
كَلَّا مَا كَانَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ. لِيُدْخِلَ الْجَنَّةَ بَشَرًا بِاَمْرٍ اَخْرَجَ بِهٖ مِنْهَا مَلَكًا ؛	28	ہرگز کوئی ایسا شخص ممکن نہیں ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ پاک جس خطا کی سزا میں ایک بادشاہِ جنات کو جنت سے نکال باہر کرے اسی خطا پر ایک آدمی کو جنت میں داخل کر دے
اِنَّ حُكْمَهٗ فِىْ اَهْلِ السَّمَآءِ وَاَهْلِ الْاَرْضِ لَوَاحِدٌ ؛	29	<u>یقیناً اللہ کا حکم آسمانوں کے رہنے والوں کے لئے اور زمین کے باشندوں کے لئے ایک ہی ہے۔</u>
وَمَا بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ هَوَادَةٌ فِىْ اِبَاحَةِ حِمًى حَرَّمَهٗ عَلَى الْعَالَمِيْنَ ؛	30	اور اللہ کے اور اس کی مخلوقات میں سے کسی ایک کے درمیان ایسی گاڑھی محبت کا رشتہ نہیں ہے کہ جس کے لئے کسی ایسے ممنوعہ فعل کی اباحت یا جواز ہو جسے تمام کائنات کی مخلوقات کے لئے اس نے حرام کر رکھا ہو۔
فَاحْذَرُوْا ـ عِبَادَ اللّٰهِ ـ عَدُوَّ اللّٰهِ اَنْ يُّعْدِيَكُمْ، بِدَآئِهٖ ؛ وَاَنْ يَّسْتَفِزَّكُمْ بِنِدَآئِهٖ ؛ وَاَنْ يُّجْلِبَ عَلَيْكُمْ بِخَيْلِهٖ وَرَجِلِهٖ ؛	31	چنانچہ اے اللہ کے بندو تم اللہ کے دشمن سے بچ کر رہا کرو ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں اپنی ایجاد کی ہوئی کوئی بیماری لگا دے اور یہ کہ وہ تمہیں کہیں اپنی دلکش ندا سے بہکا نہ دے۔ اور یہ کہ وہ تم پر اپنے سواروں اور پیدل فوج سے حملہ نہ کرا دے۔
فَلَعَمْرِىْ لَقَدْ فَوَّقَ لَكُمْ سَهْمَ الْوَعِيْدِ ؛	32	چنانچہ میں اپنی زندگی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابلیس نے اپنی شرانگیزی کے تیر کو اپنی کمان میں جوڑ رکھا ہے۔

وَاغْـرَقَ لَكُمْ بِالنَّزْعِ الشَّدِيْدِ ؛ وَرَمَاكُمْ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ؛	33	اور اسے تمہاری طرف بڑے زور سے کھینچا ہوا ہے اور بہت نزدیک آ کر تمہارے اوپر چھوڑنے والا ہے۔
وَقَالَ:". رَبِّ بِمَا اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (حجر 15/39)	34	اور شیطان نے کہا کہ ''اے میرے پروردگار چونکہ تو نے مجھے اغوا کیا ہے اب میں بھی زمین میں اولاد آدمؑ کے لئے اغوا کو زینت سے سجا کر پیش کروں گا اور ضرور ان سب کو اغوا کر کے چھوڑوں گا (15/39)
قَذْفًابِغَيْبٍ بَعِيْدٍ وَّرَجْمًابِظَنٍّ غَيْرِ مُصِيْبٍ	35	شیطان نے یہ دعویٰ علم غیب نہ ہوتے ہوئے بطور تہمت کیا تھا اور گمان کا نہ پہنچنے والا تیر مارا تھا۔
صَدَّقَهُ بِهِ اَبْنَاءُ ، الْحَمِيَّةِ ؛ وَاِخْوَانُ ، الْعَصَبِيَّةِ وَفُرْسَانُ الْكِبْرِ وَالْجَاهِلِيَّةِ ؛	36	مگر ابلیس کے اس دعویٰ کو ناحق کے غیرت مندوں نے سچا ثابت کر دکھایا اور ضد اور تعصب کے بھائیوں نے اور ایام جاہلیت کی بڑائی کے شہہ سواروں نے اس کا ساتھ دیا۔
حَتّٰى اِذَا انْقَادَتْ لَهُ الْجَامِحَةُ مِنْكُمْ ؛ وَاسْتَحْكَمَتِ الطَّمَاعِيَةُ مِنْهُ فِيْكُمْ ؛	37	یہاں تک کہ اس کی تصدیق کی کہ تم میں سے تمام سرکش لوگ اس کے پیرو ہو گئے اور یوں ابلیس کا تمہیں گمراہ اور بدراہ کرنے کا لالچ اور امید مستحکم ہو گئے۔
فَنَجَمَتِ الْحَالُ مِنَ السِّرِّ الْخَفِيِّ اِلَى الْاَمْرِ الْجَلِيِّ ؛	38	چنانچہ اصلی صورت حال پوشیدہ راز سے باہر نکل کر کھلی کھلی سامنے آ گئی اور اس کی اسکیم نمایاں ہو گئی۔
اِسْتَفْحَلَ سُلْطَانُهُ ؛ عَلَيْكُمْ وَدَلَفَ بِجُنُوْدِهِ نَحْوَكُمْ ؛	39	اور قریش پر اس کا پورا تسلط قائم ہے۔ اور وہ اپنی فوجوں کو لے کر تمہارے پاس آ گیا ہے۔
فَاَقْحَمُوْكُمْ وَلَجَاتِ الذُّلِّ ؛	40	اور اس کی فوجوں نے تمہیں ذلت کے غاروں میں ڈھکیل دیا ہے۔
وَاَحَلُّوْكُمْ وَرَطَاتِ ، الْقَتْلِ وَاَوْطَأُوْكُمْ اِثْخَانَ الْجِرَاحَةِ :	41	اور تمہیں انہوں نے قتل و غارت کے بھنوروں میں پھنسا دیا ہے۔ اور پے در پے زخم لگا کر تمہیں زخموں سے مغلوب کر لیا ہے۔
طَعْنًا فِيْ عُيُوْنِكُمْ ؛ وَحَزًّا فِيْ حُلُوْقِكُمْ ؛ وَدَقًّا لِمَنَاخِرِكُمْ ؛ وَقَصْدًالِّمَقَاتِلِكُمْ ؛ وَسَوْقًا بِخَزَائِمِ الْقَهْرِ اِلَى النَّارِ الْمُعَدَّةِ لَكُمْ ؛	42	تمہاری آنکھوں میں نیزے گاڑ کر تمہارے گلے کاٹ کر۔ اور تمہارے ناک اور نتھنوں کو چیر کر اور تمہیں تمہاری قتل گاہ میں ڈالنے کے ارادے کے ساتھ تمہارے جوڑ و بند توڑ کر اور تمہاری ناک میں قہر و غضب کی نکیل ڈال کر تمہیں اس آگ کی طرف کھینچے لئے جا رہا ہے جو تمہارے ہی لئے تیار کی گئی ہے۔

فَاَصْبَحَ اَعْظَمَ فِیْ دِیْنِکُمْ جَرْحًا ؛ وَ اَوْرٰی فِیْ دُنْیَاکُمْ ، قَدْحًا ؛ مِنَ الَّذِیْنَ اَصْبَحْتُمْ لَهُمْ ؛ مُنَاصِبِیْنَ وَعَلَیْهِمْ مُتَاَلِّبِیْنَ ؛	43	لہٰذا تمہارے دین کو زخمی کرنے کے لئے شیطان اعظم شخص ہے اور تمہاری دنیا میں فتنہ اور فساد کی آگ بھڑکانے میں سب سے زیادہ آتش انگیز ہے۔ وہ تمہارے ان دشمنوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے جن سے تم ٹکر لیتے رہتے ہو۔ اور ان کے خلاف دوسروں سے مدد طلب کرتے ہو۔
فَاجْعَلُوْا عَلَیْهِ حَدَّکُمْ ، وَلَهٗ جَدَّکُمْ	44	لہٰذا تمہیں چاہیئے کہ تم اپنا سارا زور اور تمام قطع تعلق کی کوشش اسی کے خلاف مجتمع کر کے صرف کردو۔ وہ تمہارا اس لئے بھی دشمن ہے کہ۔
فَلَعَمْرُ اللّٰهِ لَقَدْ فَخَرَ عَلٰی اَصْلِکُمْ ،وَوَقَعَ فِیْ حَسَبِکُمْ ، وَدَفَعَ فِیْ نَسَبِکُمْ	45	خدا کی قسم ابلیس نے تمہاری بنیاد آدمؑ پر فخر کیا اور انہیں حقیر سمجھا۔ اور تمہارے مقام ومنزلت پر اس نے زبان درازی کی تھی۔ اور تمہارے نسب کو گھٹیا اور پست قرار دیا تھا۔
وَاَجْلَبَ بِخَیْلِهٖ ، عَلَیْکُمْ ؛ وَقَصَدَ بِرَجِلِهٖ سَبِیْلَکُمْ ؛	46	اور اپنے سواروں کے ساتھ تم پر حملہ آور ہوا۔ اور اپنی پیادہ فوج کے ساتھ تمہارا راستہ روکنے کا قصد کیا۔
یَقْتَنِصُوْنَکُمْ بِکُلِّ ، مَکَانٍ ؛ وَیَضْرِبُوْنَ مِنْکُمْ کُلَّ بَنَانٍ ؛	47	شیطان اور اس کی افواج ہر کہیں سے تمہیں شکار کرتی ہیں اور تمہارے تمام جوڑوں پر ضرب لگاتے ہیں۔
لَاتَمْتَنِعُوْنَ بِحِیْلَةٍ ؛	48	تم کسی حیلے اور ترکیب سے انہیں منع نہیں کرسکتے۔
وَلَاتَدْفَعُوْنَ بِعَزِیْمَةٍ فِیْ حَوْمَةِ ذُلٍّ ؛ وَحَلْقَةِ ضِیْقٍ ؛ وَّ عَرْصَةِ مَوْتٍ ؛ وَجَوْلَةِ بَلَاءٍ ؛	49	تم پکا ارادہ کر کے بھی ان سے بچاؤ کا انتظام نہیں کرسکتے ہو حالانکہ تم ذلت کے چکروں میں ہو تم ایک تنگ دائرہ میں گھیر دئے گئے ہو۔ موت کا میدان اور بلاؤں کا انبوہ تم پر چھایا ہوا ہے۔
فَاَطْفِئُوْا مَاکَمَنَ فِیْ قُلُوْبِکُمْ مِنْ نِیْرَانِ ؛ الْعَصَبِیَّةِ وَاَحْقَادِ الْجَاهِلِیَّةِ ؛	50	تمہیں چاہیئے کہ تم اپنے دلوں کے اندر جلتی ہوئی عصبیت کی آگ کو اور جاہلیت کے کینوں کو ٹھنڈا کردو۔
فَاِنَّمَاتِلْکَ الْحَمِیَّةُ تَکُوْنُ فِی الْمُسْلِمِ مِنْ خَطَرَاتِ الشَّیْطَانِ وَنَخَوَاتِهٖ وَنَزَعَاتِهٖ وَنَفَثَاتِهٖ ؛	51	حقیقت یہ ہے کہ مسلمان کے اندر یہ حمیت اور خود پسندی شیطان کے پیدا کئے ہوئے خطرات میں سے ہوتے ہیں۔ یہ اسی کی طرف سے خود پسندی اور تنازعات اور ٹونے اور ٹوٹکے ہوا کرتے ہیں۔
وَاعْتَمِدُوْا وَضْعَ التَّذَلُّلِ عَلٰی رُؤُسِکُمْ ؛	52	تم لوگ پختہ ارادہ کرلو کہ تم عاجزی اور انکساری کو اپنے سر کا تاج بناؤ گے۔
وَاِلْقَاءَ التَّعَزُّزِتَحْتَ اَقْدَامِکُمْ ؛	53	اور خود ساختہ عزت کو اپنے پیروں سے مسل دو گے۔

وَخَلْعَ التَّكَبُّرِ مِنْ اَعْنَاقِكُمْ ؛	54	اور بڑائی اور مصنوعی کبریائی کا طوق اپنی گردنوں سے اتار کر پھینک دو گے۔
وَاتَّخِذُوْا التَّوَاضُعَ مُسْلَحَةً بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّكُمْ اِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهٖ فَاِنَّ ؛	55	اور یہ کہ تم اپنے اور اپنے دشمن ابلیس اور ابلیسی افواج کے درمیان ایک تواضع اور عاجزی اور انکسار کا محاذِ جنگ قائم کرو گے۔
لَهٗ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ جُنُوْدًا، وَّاَعْوَانًا ؛ وَّرَجِلًا وَّفُرْسَانًا	56	حقیقت یہ ہے کہ ابلیس کی مدد کرنے کے لئے ہر امت میں اس کی فوجیں اور مددگار رہتے چلے آئے ہیں۔ اور پیدل اور سوار فوجیں بھی موجود رہی ہیں۔
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالْمُتَكَبِّرِ عَلَى ابْنِ اُمِّهٖ مِنْ غَيْرِ مَافَضْلٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ فِيْهِ سِوَى مَا اَلْحَقَتِ الْعَظَمَةُ بِنَفْسِهٖ مِنْ عَدَاوَةِ الْحَسَدِ ؛	57	اور تمہیں چاہیئے کہ تم اس مغرور اور متکبر شخص کی طرح نہ ہو جانا جس نے اپنے ماں جائے بھائی کے مقابلے میں تکبر کیا تھا۔ حالانکہ اللہ نے اس کو کوئی بزرگی اور بڑائی نہ دی تھی۔
وَقَدَحَتِ الْحَمِيَّةُ فِيْ قَلْبِهٖ مِنْ نَّارِ الْغَضَبِ ؛	58	صرف دشمنی اور حسد کی وجہ سے اسکی ذہنیت میں بڑائی کا احساس پیدا ہوا تھا اور صرف خود پسندی اور ذاتی حمیّت نے اسکے دل میں غیظ وغضب کی آگ بھڑکا دی تھی۔
وَنَفَخَ الشَّيْطَانُ فِيْ اَنْفِهٖ مِنْ رِيْحِ الْكِبْرِ الَّذِيْ اَعْقَبَهُ اللّٰهُ بِهِ النَّدَامَةَ، وَاَلْزَمَهٗ اٰثَامَ الْقَاتِلِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ؛	59	اور شیطان نے اس کی ناک میں تکبر اور بزرگی کی ہوا پھونک دی تھی اور اسی وجہ سے اللہ نے ندامت کو اس کے تعاقب میں لگا دیا تھا۔ اور اللہ نے قیامت تک قاتلوں کے قتل میں اسے بھی مجرم قرار دے دیا۔
اَلَا وَقَدْ اَمْعَنْتُمْ فِي الْبَغْيِ ؛	60	آگاہ ہو جاؤ کہ تم نے بغاوت اور ستمگری میں اپنی کوششوں اور کاوشوں کی حد کر دی ہے
وَاَفْسَدْتُمْ فِي الْاَرْضِ ؛	61	اور تم نے ساری زمین میں فساد برپا کر دیا ہے۔
مُصَارَحَةً لِّلّٰهِ بِالْمُنَاصَبَةِ	62	اور یہ اس طرح کہ تم نے اللہ سے کھلی دشمنی کر کے دکھائی۔
وَمُبَارَزَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ ، بِالْمُحَارَبَةِ ! فَاللّٰهَ اللّٰهَ ، فِيْ كِبْرِ الْحَمِيَّةِ وَفَخْرِ الْجَاهِلِيَّةِ ؛	63	اور مومنین کے ساتھ چیلنج دے کر جنگ جاری رکھی ہے۔ چنانچہ اللہ سے ڈرو اور ڈرتے رہو۔ خود پسندی اور خود بینی کے تکبر سے ڈرو، ایام جاہلیت کے فخر سے ڈرو۔
فَاِنَّهٗ مَلَاقِحُ الشَّنَانِ ؛ وَمَنَافِخُ الشَّيْطَانِ ؛ الَّتِيْ خَدَعَ بِهَا الْاُمَمَ ، الْمَاضِيَةَ وَالْقُرُوْنَ الْخَالِيَةَ	64	اس لئے کہ یہ چیزیں ہی دشمنی اور بغاوت کی بنیاد بنتی ہیں۔ یہی شیطان کے پھونک بھرنے کا سامان ہیں یہی وہ چیزیں ہیں جن سے شیطان نے گزشتہ امتوں کو فریب دیا تھا اور ان ہی سے ان امتوں کو ورغلایا تھا جو نبیوں سے خالی صدیوں میں گزرتی رہی ہیں۔

حَتّٰى اَعْنَقُوْا فِىْ حَنَادِسِ ، جَهَالَتِهٖ وَمَهَاوِىْ ضَلَالَتِهٖ ذُلُلًا عَنْ ، سِيَاقِهٖ سُلُسًا فِىْ قِيَادِهٖ ؛	65	یہاں تک کہ وہ امتیں جہالت کی تاریکیوں اور گمراہی کے جال میں بڑی تیزی سے جا پھنسیں حالانکہ شیطان کا ہانکنا اور ڈھکیلنا جبر یہ نہ تھا ان کی رضامندی سے تھا۔
اَمْرًا تَشَابَهَتِ الْقُلُوْبُ ، فِيْهِ وَتَتَابَعَتِ الْقُرُوْنُ عَلَيْهِ وَكِبْرًا تَضَايَقَتِ الصُّدُوْرُ بِهٖ ؛	66	بہرحال شیطان کی قیادت اور پیروی اختیار کر لینے کا یہ معاملہ ایسا رہا ہے جس میں گمراہ ہونے والوں کے دل آپس میں ہم رنگ رہے ہیں۔اور سابقہ امتوں کے لوگ ایک دوسرے کی پیروی کرتے چلے آئے ہیں اور ایسی خود پسندی اور سربلندی میں الجھے رہے ہیں جن سے دلوں میں تنگی قائم رہی ہے۔
اَلَا فَالْحَذَرَ الْحَذَرَ مِنْ طَاعَةِ سَادَاتِكُمْ وَكُبَرَائِكُمُ الَّذِيْنَ تَكَبَّرُوْا عَنْ حَسَبِهِمْ ؛ وَتَرَفَّعُوْا فَوْقَ نَسَبِهِمْ ؛ وَاَلْقُوا الْهَجِيْنَةَ عَلٰى رَبِّهِمْ ؛	67	خبردار تم اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کی اطاعت سے باز آجاؤ کہ جو لوگ اپنے حسب اور دولت پر تکبر کرتے رہے اور اپنے نسب کو بلند کرتے رہے اور ہر بری اور ناپسندیدہ بات کو اپنے پروردگار سے منسوب کرتے رہے۔
وَجَاحَدُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا ، صَنَعَ بِهِمْ مُكَابَرَةً، لِقَضَائِهٖ وَمُغَالَبَةً لِاٰلَائِهٖ ؛	68	اور ہر اس احسان کا ہٹ دھرمی سے انکار کرتے رہے جو اللہ نے ان پر کیا تھا تاکہ وہ اللہ کے فیصلوں اور مقدرات کے خلاف تکبر اور بحث و مباحثہ کریں اور اس کی نعمتوں پر غلبہ حاصل کر لیں۔
فَاِنَّهُمْ قَوَاعِدُ اَسَاسِ ، الْعَصَبِيَّةِ ؛ وَدَوَائِمُ اَرْكَانِ الْفِتْنَةِ ؛ وَسُيُوْفُ اعْتِزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ ؛	69	بلاشبہ وہی تمہارے سردار اور بڑے لوگ تعصب اور خود پسندی کی بنیاد و بانی ہیں اور وہی فتنہ و فساد کی عمارت کے ستون اور سہارا ہیں۔وہی لوگ ہیں جو ایام جاہلیت کے اعزاز اور سرفرازی کو قائم رکھنے والی تلواریں ہیں۔
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تَكُوْنُوْا لِنِعَمِهٖ عَلَيْكُمْ اَضْدَادًا ؛	70	لہٰذا تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کی عطا کردہ نعمتوں کے خلاف ایسے متضاد عمل نہ کرو کہ نعمتیں بند کر دی جائیں۔
وَلَا لِفَضْلِهٖ عِنْدَكُمْ حُسَّادًا ؛	71	اور جو فضل و کرم تم پر کیا جا چکا ہے اس سے حسد نہ کرو۔
وَلَا تُطِيْعُوا الْاَدْعِيَاءَ الَّذِيْنَ شَرِبْتُمْ بِصَفْوِكُمْ كَدَرَهُمْ ؛	72	اور ان دعویداران دین کی اطاعت نہ کرو جن کو نیک اور برحق سمجھ کر تم اپنے صاف و پاک ہدایت خیز پانی کے ساتھ ان کا گدلا اور گمراہ کن پانی پیتے رہتے ہو۔

وَخَلَطْتُمْ بِصِحَّتِكُمْ ، مَرَضَهُمْ وَ اَدْخَلْتُمْ فِيْ حَقِّكُمْ بَاطِلَهُمْ	73	اورتم لوگ اپنے تندرستی عطا کرنے والے اعمال میں ان کے بیمار کرنے والے اعمال کو ملاتے رہتے ہو۔اوراپنے برحق دین میں ان کے باطل دین کو داخل کرتے رہتے ہو۔
وَهُمْ اَسَاسُ الْفُسُوْقِ ، وَاَحْلَاسُ الْعُقُوْقِ اتَّخَذَهُمْ اِبْلِيْسُ مَطَايَا ، ضَلَالٍ ؛	74	اور حالانکہ وہی تمہارے بزرگ وسردار لوگ لاقانونیت کی بنیاد ہیں۔اور وہی دین سے نکل جانے والی نافرمانیوں سے وابستہ رہے ہیں۔
وَجُنْدًابِهِمْ يَصُوْلُ عَلَى النَّاسِ ؛ وَتَرَاجِمَةً يَنْطِقُ عَلٰى اَلْسِنَتِهِمْ ؛	75	اور جنہیں ابلیس نے گمراہی سے لادنے اور پھیلانے کی سواری بنا رکھا ہے۔ اورتمہارے سرداروں کو اپنا ایسا لشکر بنا رکھا ہے جس سے لوگوں پر حملہ کرتا ہے اورانہیں اپنے ایسے مترجم اور مبلغ بنایا ہوا ہے کہ جن کی زبان سے خود بولتا ہے۔
اِسْتِرَا قًالِعُقُوْلِكُمْ ؛ وَدُخُوْلًا فِيْ عُيُوْنِكُمْ ، وَنَفْثًا فِيْ اَسْمَائِكُمْ	76	تاکہ تمہاری عقل پر قابو حاصل کرلے۔اورتمہاری آنکھوں میں داخل ہوکر تمہاری نظروں سے کام لے۔اورتمہارے کانوں میں اپنی آواز پہنچاتا رہے۔
فَجَعَلَكُمْ مَرْمَى نَبْلِهٖ ، وَمَوْطِئَ قَدَمِهٖ وَ ، مَاخَذَيَدِهٖ	77	اس طرح اس نے تمہیں اپنے تیروں کا نشانہ بنا لیا ہے اور اپنے قدم بقدم چلانے کا آلہ اور اپنے ہاتھوں کٹھ پتلی بنالیا ہے۔
فَاعْتَبِرُوْا بِمَا اَصَابَ الْاُمَمَ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنْ بَاسِ اللّٰهِ وَصَوْلَاتِهٖ وَقَائِعِهٖ وَمَثُلَاتِهٖ	78	چنانچہ تم لوگوں کو چاہئے کہ تم اپنے سے پہلے گزرنے والی سرکش اور کبریائی جتانے والی امتوں پر آنے والے اللہ کے عذاب اور انتقام اور حملوں سے سبق حاصل کرو اور ان واقعات اور تباہیوں سے بچو۔
وَتَعِظُوْا بِمَثَاوِيْ ، خُدُوْدِهِمْ وَمَصَارِعِ جُنُوْبِهِمْ ؛	79	اور ان کے گالوں کے بل زمین پر لٹائے جانے سے اور پہلوؤں کے بل گرائے جانے سے نصیحت حاصل کرکے باز رہو۔
وَاسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ لَوَاقِحِ الْكِبْرِ ؛	80	اور مغرور وسرکش بنانے والی چیزوں سے بچنے کے لئے اللہ کی اسی طرح پناہ چاہو۔
كَمَا تَسْتَعِيْذُوْنَهٗ مِنْ طَوَارِقِ الدَّهْرِ	81	جس طرح دنیا کی اور آفات اور مصیبتوں سے پناہ مانگتے رہتے ہو۔
فَلَوْ رَخَّصَ اللّٰهُ فِى الْكِبْرِ لِاَحَدٍ مِّنْ عِبَادِهٖ لَرَخَّصَ فِيْهِ لِخَاصَّةِ اَنْبِيَائِهٖ وَاَوْلِيَائِهٖ وَالٰكِنَّهُ، سُبْحَانَهُ كَرَّهَ اِلَيْهِمُ التَّكَابُرَ وَرَضِيَ لَهُمُ التَّوٰضُعَ	82	اگر اللہ نے اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو بھی غرور وتکبر کرنے کی چھوٹ دی ہوتی تو وہ اپنے مخصوص نبیوں کو اور اولیا کو ضرور اجازت دیتا۔ولیکن اس ذات پاک نے ان کے لئے تکبر کو ناپسند فرمایا۔اور ان کے لئے انکساری کو پسند کیا۔

فَالْصَقُوْا بِالْاَرْضِ ،خُدُوْدَهُمْ.وَعَفَّرُوْا فِی التُّرابِ وُجُوْهَهُمْ ؛ وَخَفَضُوْا اَجْنِحَتَهُمْ ، لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَكَانُوْا اَقْوَامًا مُّسْتَضْعَفِیْنَ	83	چنانچہ انہوں نے اللہ کے حضور اپنے گالوں کو زمین پر ٹکایا اور اپنے چہروں کو مٹی سے آلودہ رکھا اور اپنے دست و بازو کو مومنین کو گلے لگانے کے لئے پھیلائے رکھتے تھے۔ اور ہمیشہ ایک ضعیف و ناتوان قوم کی طرح رہتے تھے۔
قَدِاخْتَبَرَهُمُ اللّٰهُ بِالْمَخْمَصَةِ وَ ابْتَلَاهُمْ بِالْمَجْهَدَةِ وَامْتَحَنَهُمْ بِالْمَخَاوِفِ وَ مَخَضَهُمْ بِالْمَكَارِهِ ؛	84	یقیناً اللہ نے اپنے انبیاؑءاواولیاءؑ کوالجھنوں میں ڈال کر آزمایا اور محنت اور جفا کشی میں مبتلا کیا۔اور خوف وہراس سے ان کا امتحان لیا اور ناگواریوں میں انہیں مبتلا کیا۔
فَلَا تَعْتَبِرُوْ الرِّضَاوَ السَّخَطَ بِالْمَالِ وَالْوَلَدِ ؛	85	لہٰذا تم لوگ اللہ کی خوشنودیوں اور ناراضگیوں کا معیار اپنی اولاد اور اموال کو نہ سمجھو۔
جَهْلًا بِمَوَاقِعِ الْفِتْنَةِ ؛ وَالْاِخْتِبَارِ فِی مَوَاضِعِ الْغِنٰی وَالْاِقْتِدَارِ ؛	86	کیونکہ تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ کس طرح فتنہ کے مواقع پیدا کر کے اور دولت واقتدار دے کر آزمائش کے موضوع سامنے لاتا ہے۔
فَقَدْ قَالَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی "اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرَاتِ بَلْ لَّایَشْعُرُوْنَ" (سورہ مومنوں 23/55-56)	87	چنانچہ اس سلسلے میں بھی اللہ پاک بلند و برتر نے فرمایا ہے کہ "کیا یہ لوگ یہ حساب لگاتے ہیں کہ ہمارا ان کو مال اور اولاد سے مدد دینا ان کے ساتھ کوئی اچھا سلوک ہے؟ ایسا نہیں ہے بات یہ ہے کہ وہ حقیقت حال کا شعور نہیں رکھتے ہیں" (23/55-56)
فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ یَخْتَبِرُعِبَادَهُ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ فِیْ اَنْفُسِهِمْ بِاَوْلِیَائِهِ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ فِیْ اَعْیُنِهِمْ.	88	حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے مغرور اور سرکش بندوں کا انکی اندرونی حالت سے امتحان لیا ہے اور انکی آزمائش کیلئے اپنے اولیاءؑ سے ان کو وابستہ کر دیتا ہے جو کہ ان کی نظروں میں ناتوان وضعیف لگتے ہیں۔
وَلَقَدْ دَخَلَ مُوْسَی ابْنُ عِمْرَانَ وَمَعَهُ اَخُوْهُ هَارُوْنُؑ .صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِمَا .عَلٰی فِرْعَوْنَ وَعَلَیْهِمَا مَدَارِعُ الصُّوْفِ دبِاَیْدِیْهِمَا الْعِصِیُّ ؛	89	اور بلا شبہ موسیٰؑ ابن عمرانؑ اور ان کے بھائی ہارونؑ اللہ ان پر درود بھیجے فرعون کے دربار میں داخل ہوئے تھے جب کہ ان دونوں کے جسم پر اون کے بنے ہوئے صوفی کرتے تھے اور ان کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں۔
فَشَرَطَالَهُ اِنْ اَسْلَمَ بَقَاءَ مُلْكِهٖ وَدَوَامَ عِزِّهٖ ؛	90	اور ان دونوں نے فرعون کے سامنے یہ شرط پیش کی تھی کہ اگر وہ اسلام لے آئے تو اس کا ملک و بادشاہت اور اس کی عزت ہمیشہ برقرار رہے گی۔(ورنہ تباہ ہو جائے گی)

فَقَالَ: اَلَاتَعُجَبُوُنَ مِنُ هٰذَيُنِ يَشُرُطَانِ لِيُ دَوَامَ الُعِزِّوَبَقَاءَ الُمُلُکِ وَهُمَا بِمَا تَرَوُنَ مِنُ حَالِ الُفَقُرِوَالذُّلِّ ؛ فَهَلَّا اُلُقِيَ عَلَيُهِمَا اَسَاوِرُ مِنُ ذَهَبٍ؟	91	چنانچہ فرعون نے اپنے اہل دربار سے کہا تھا کہ کیا تم ان دونوں آدمیوں پر تعجب نہیں کررہے ہو جو میرے سامنے یہ شرط رکھتے ہیں کہ تیری حکومت اور تیرا ملک اور تیری عزت ہمیشہ برقرار رہے گی ،اور جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ یہ دونوں کیسی فقیرانہ اور ذلیل حالت میں ہیں۔ یہ کیا بات ہے کہ حکومت وملک وعزت برقرار رکھنے کی طاقت ہوتے ہوئے سونے کے دوکنگن بھی پہنے ہوئے نہیں ہیں۔
اِعُظَامًا لِلذَّهَبِ وَجَمُعِهٖ وَاحُتِقَارًا لِلصُّوُفِ وَلُبُسِهٖ ؛	92	فرعون نے یہ اسلئے کہا کہ اسکے نزدیک سونا اور سونے کی جمع آوری بڑی عظمت رکھتی تھی اور صوف اور صوفی کپڑے پہننا بڑی حقارت اور ذلت کی بات تھی۔
وَلَوُ اَرَادَاللّٰهُ .سُبُحَانَهٗ لِاَنُبِيَائِهٖ حَيُثُ بَعَثَهُمُ اَنُ يَّفُتَحَ لَهُمُ كُنُوُزَ الذُّهُبَانِ ؛ وَمَعَادِنَ الُعِقُيَانِ، وَمَغَارِسَ الُجِنَانِ، وَاَنُ يَّحُشُرَ مَعَهُمُ طُيُوُرَ السَّمَآءِ وَ وُحُوُشَ الُاَرُضِ لَفَعَلَ ؛	93	اور اگر اللہ نے یہ ارادہ کیا ہوتا کہ اپنے انبیاءؑ کو مبعوث کرنے کے وقت انکے لئے سونے کے خزانوں اور خالص سونے کی کانوں کے منہ کھول کر ان کے قبضے میں دے دیتا اور ان کیلئے باغات فراہم کرتا اور یہ کہ ان کے ساتھ آسمانی پرندوں اور زمین کے وحشی جانوروں کو ان کے ساتھ ساتھ رکھتا تو اللہ یہ سب کچھ کرسکتا تھا۔
وَلَوُ فَعَلَ لَسَقَطَ ، الُبَلَاءُ وَبَطَلَ ، الُجَزَآءُ وَاضُمَحَلَّتِ الُاَنُبَآءُ ؛	94	اگر اللہ نے نبیوں کیلئے یہ سب اہتمام کردیا ہوتا تو انسانوں کی آزمائش ختم ہوجاتی اور نیک عملی کی جزادیا جانا باطل ہوجاتا۔ اور آسمانی غیبی خبریں کمزور ہوجاتیں۔
وَلَمَا وَجَبَ لِلُقَابِلِيُنَ اُجُوُرُ الُمُبُتَلِيُنَ ؛ وَلَا اسُتَحَقَّ الُمُؤُمِنُوُنَ ثَوَابَ الُمُحُسِنِيُنَ ؛	95	اور آزمائے جانے اور کامیاب ہونے والوں کا اجر واجب نہ رہتا۔ اور نہ اس صورت میں ایمان لانے والے نیک کردار لوگ جزا کے مستحق رہتے۔
وَلَا لَزِمَتِ الُاَسُمَآءُ مَعَانِيُهَا ؛	96	اور نہ الفاظ ہی اپنے معنی کا ساتھ دیتے۔
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سُبُحَانَهٗ جَعَلَ رُسُلَهٗ اُولِيُ قُوَّةٍ فِيُ عَزَائِمِهِمُ ؛ وَضَعَفَةً فِيُمَا تَرَى الُاَعُيُنُ مِنُ حَالَاتِهِمُ ؛	97	ولیکن اللہ پاک نے اپنے رسولوں کو اور ان کے ارادوں کو قوی بنایا ہے اور آنکھوں سے دکھائی دینے والے ظاہری حالات میں انہیں کمزور وناتوان بنایا ہے۔
مَعَ قَنَاعَةٍ تَمُلَاءُ الُقُلُوُبَ وَالُعُيُوُنَ غِنًى ؛	98	ساتھ ہی انہیں ایسی قناعت بخشتا ہے جو دیکھنے اور سننے والوں کے دلوں کو بھی بے نیازی سے بھر کر انہیں بھی غنی کردیتی ہے۔
وَخَصَاصَةٍ تَمُلَاءُ الُاَبُصَارَ وَالُاَسُمَاعَ اَذًى ؛	99	اور انہیں تنگدستی سے ایسا مخصوص ومانوس کردیتا ہے کہ جسے دیکھنے اور سننے والوں کو اذیت اور دکھ ہوتا ہے۔

وَلَوْ كَانَتِ الْاَنْبِيَآءُ اَهْلَ قُوَّةٍ لَّاتُرَامُ ؛وَعِزَّةٍ لَّاتُضَامُ ؛ وَمُلْكٍ تَمْتَدُّ نَحْوَهُ اَعْنَاقُ الرِّجَالِ؛ وَ تُشَدُّ اِلَيْهِ عَقَدُ الرِّحَالُ ؛	100	اور اگر انبیاء ایسی قوت و طاقت رکھتے ہوتے جسے دبانے کا کوئی بھی ارادہ نہ کرتا اور ایسی عزت اور غلبہ رکھتے ہوتے کہ جس کے خلاف اُٹھنا ہی ممکن نہ ہوتا۔اور ایسا ملک و بادشاہت ان کے پاس ہوتی کہ اس کے سامنے لوگوں کی گردنیں جھکتیں۔اور اس کی طرف جانے کے لئے لوگ سواریوں پر زینیں کستے ،
لَكَانَ ذٰلِكَ اَهْوَنَ عَلَى الْخَلْقِ فِي الْإِعْتِبَارِ وَاَبْعَدَ لَهُمْ مِنَ الْإِسْتِكْبَارِ ؛ وَلَا مَنُوْا عَنْ رَّهْبَةٍ قَاهِرَةٍ لَهُمْ،اَوْرَغْبَةٍ مَّائِلَةٍ ، بِهِمْ فَكَانَتِ النِّيَّاتُ مُشْتَرَكَةً ، وَالْحَسَنَاتُ مُقْتَسَمَةً	101	تو ایسی صورتِ حال واقتدار مخلوق کیلئے ان کی بات کا اعتبار کرنے کیلئے بہت آسان ہوتی اور اس کا انکار کرنا لوگوں کیلئے بہت مشکل اور بعید ہو جاتا اور تکبر وغرور کرنا کسی کیلئے ممکن نہ رہتا۔اور لوگ خوف چھا جانے اور جبری دباؤ سے ایمان لے آتے۔یا ان کی طرف مائل ہو کر رغبت سے ایمان لے آتے۔اور اس صورت میں سب کی ایک جیسی نیت ہوتی اور ان کی نیکیاں بھی آپس میں تقسیم ہو جاتیں۔
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ اَرَادَ اَنْ يَّكُونَ الْاِتِّبَاعُ لِرُسُلِهِ ؛ وَالتَّصْدِيْقُ بِكُتُبِهٖ ؛ وَالْخُشُوْعُ لِوَجْهِهِ، وَالْاِسْتِكَانَةُ لِاَمْرِهٖ ، وَالْاِسْتِسْلَامُ لِطَاعَتِهٖ اُمُوْرًالَهُ خَاصَّةً لَّاتَشُوْبُهَا مِنْ غَيْرِهَا شَائِبَةٌ ؛	102	لیکن اللہ پاک نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اس کے رسُولوں کی پیروی میں اور اس کی کتابوں کی تصدیق میں اور اس کے سامنے عاجزی کرنے میں اور اس کے حکم کی اطاعت کرنے میں اور اس کی اطاعت کو قبول کرنے میں سب کچھ اللہ کے لئے قطعی خاص اور خالص ہو اور اللہ کے سوا ان چیزوں میں کسی اور کے اثر کا شبہ اور شائبہ تک نہ ہو۔
وَكُلَّمَا كَانَتِ الْبَلْوٰى وَالْاِخْتِبَارُ اَعْظَمَ كَانَتِ الْمَثُوْبَةُ وَالْجَزَاءُ اَجْزَلَ ؛	103	اور جس قدر امتحان و آزمائش عظیم ہوگی اتنا ہی اجر و ثواب اور جزا بڑھ کر ہوگی (یعنی حقیقت اور مادّی دھشت و لالچ کے بغیر ایمان و عمل قبول ہے ورنہ نہیں۔)
اَلَا تَرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ اخْتَبَرَ الْاَوَّلِيْنَ مِنْ لَدُنْ آدَمَ .صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِلَى الْاٰخِرِيْنَ مِنْ هٰذَا الْعَالَمِ بِاَحْجَارٍ لَّاتَضُرُّوَلَا تَنْفَعُ ؛ وَلَا تُبْصِرُوَلَاتَسْمَعُ	104	کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ پاک نے اولین زمانہ سے آدمؑ صلوٰۃ اللہ علیہ سے لے کر آخری زمانہ تک اس جہان کی مخلوقات کو ایسے پتھروں سے آزمایا ہے جو نہ نقصان پہنچا سکتے تھے اور نہ کسی کو نفع دے سکتے تھے۔اور نہ دیکھ سکتے تھے نہ سن سکتے تھے۔

فَجَعَلَهَا بَيْتَهُ الْحَرَامَ الَّذِىْ جَعَلَهُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ قِيَامًا ؛	105	چنانچہ اللہ نے پتھروں ہی کو اپنا قابل احترام گھر بنایا اور جسے لوگوں کے لئے قیام کرنے کا مقام بنادیا ہے۔
ثُمَّ وَضَعَهُ بِاَوْعَرِ بِقَاعِ الْاَرْضِ حَجَرًا ؛	106	پھر یہ کہ اللہ نے اس گھر کو زمین کے علاقوں میں سے ایک سنگستانی علاقہ میں قائم کیا۔
وَاَقَلِّ نَتَائِقِ الدُّنْيَا (الْاَرْضِ) مَدَرًا ؛	107	اور کم مٹی والے اور کم بلندی والے دنیا کے پتھروں والے مقام پر بنایا
وَاَضْيَقِ بُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ قُطْرًا ؛	108	اور دنیا کی تنگ وادیوں میں سے زمین کے ایک طرف والی تنگ وادی
بَيْنَ جِبَالٍ خَشِنَةٍ وَّرِمَالٍ دَمِثَةٍ وَّعُيُوْنٍ وَّشِلَةٍ وَّقُرًى مُنْقَطِعَةٍ لَايَزْكُوْبِهَا خُفٌّ وَلَا حَافِرٌ وَّلَاظِلْفٌ ؛	109	میں تجویز کیا جو کہ کھردرے بے ڈھنگے پہاڑوں کے سلسلے کے اندر، باریک اور پیر دھنسانے والی ریت میں بے آب چشموں کے پاس، دور سے دور دیہات اور ایک دوسرے سے غیر متعلق جہاں نہ اونٹ فربہ ہوسکتے تھے نہ گھوڑے نہ بھیڑ بکریاں اور گائیں موٹی ہوسکتی تھیں۔
ثُمَّ اَمَرَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَوَلَدَهُ اَنْ يَّثْنُوْا اَعْطَافَهُمْ نَحْوَهُ ؛	110	پھر اللہ نے آدم علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ سب اپنی توجہات کو اس گھر کی طرف منعطف (جمائے) رکھیں۔
فَصَارَ مَثَابَةً لِّمُنْتَجَعِ اَسْفَارِهِمْ ؛	111	چنانچہ بیت الحرام ان کے سفروں کو مسلسل جاری رکھنے اور انہیں مفید بنانے کا ذریعہ بن گیا۔
وَغَايَةً لِّمُلْقٰى رِحَالِهِمْ ؛	112	اور ان کے لاد کر لانے والے سامان کا مقصد و منتہا قرار پا گیا کہ
تَهْوِىْ اِلَيْهِ ثِمَارُ الْاَفْئِدَةِ مِنْ مَفَاوِزِ قِفَارٍ سَحِيْقَةٍ وَمَهَاوِىْ فِجَاجٍ عَمِيْقَةٍ ؛ وَجَزَائِرِ بِحَارٍ مُنْقَطِعَةٍ ؛ حَتّٰى يَهُزُّوْا مَنَاكِبَهُمْ ذُلُلًا ؛	113	دور دور تک پھیلے ہوئے بلا پانی اور بے گھاس کے بیابانوں سے گزرتے ہوئے دور دراز گھاٹیوں کے اونچے نیچے راستوں کو پار کرکے اور زمین سے منقطع جزیروں سے انسان اللہ کے گھر کی طرف آتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے اپنے کاندھوں کو نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ حرکت دیتے (اور حضرت ہاجرہؑ کی نقل کرتے) ہوئے چلتے ہیں۔
يُهَلِّلُوْنَ لِلّٰهِ حَوْلَهُ	114	خانہ کعبہ کے چاروں طرف اور اس کے ماحول میں لا الہ الا اللہ کی
وَيَرْمُلُوْنَ عَلٰى اَقْدَامِهِمْ شُعْثًا غُبْرًا لَّهُ	115	صدائیں بلند کرتے ہوئے تیز تیز قدموں سے چلتے ہیں اس حال میں کہ بال بکھرے ہوئے اور دھول میں اٹے ہوئے لبیک اللھم لبیک کہتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے ہیں۔

قَدْ نَبَذُاالسَّرَابِيْلَ وَرَاءَ ظُهُوْرِهِمْ ؛وَشَوَّهُوْا بِاِعْفَاءِ الشُّعُوْرِ مَحَاسِنَ خَلْقِهِمْ ؛ اِبْتِلَاءٍ عَظِيْمٌ وَامْتِحَانًا شَدِيْدًا وَاخْتِبَارًا مُبِيْنًا وَتَمْحِيْصًا بَلِيْغًا ؛	116	وہ لوگ معمول کے کپڑے اپنے پیچھے چھوڑ آتے ہیں۔اور بالوں کو کٹوا کر اپنی جسمانی خوبصورتی کے بگڑنے کی پرواہ نہیں کرتے۔یہ ایک عظیم الشان آزمائش ہے۔اور بڑا سخت امتحان ہے۔اور بڑی کھلی جانچ ہے۔ اور اندر تک پہنچنے والی پرکھ ہے۔
جَعَلَ اللّٰهُ سَبَبًا ، لِرَحْمَتِهٖ وَوُصْلَةً اِلٰى جَنَّتِهٖ ؛	117	ان چیزوں کو اللہ نے اپنی رحمت کا سبب بنا دیا ہے اور اپنی جنت میں پہنچنے کا ذریعہ بنایا ہے۔
وَلَوْ اَرَادَ سُبْحَانَهٗ اَنْ يَضَعَ بَيْتَهُ الْحَرَامَ وَمَشَاعِرَهُ الْعِظَامَ بَيْنَ جَنَّاتٍ وَّ اَنْهَارٍ ؛ وَّسَهْلٍ وَّقَرَارٍ ؛ جَمِّ الْاَشْجَارِ دَانِى الثِّمَارِ مُلْتَفَّ الْبُنَا ، مُتَّصِلِ الْقُرٰى بَيْنَ ،بُرَّةٍ سَمْرَآءَ وَ رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ وَاَرْيَافٍ مُحْدِقَةٍ ؛ وَعِرَاصٍ مُغْدِقَةٍ ؛ وَزُرُوْعٍ نَاضِرَةٍ ؛ وَطُرُقٍ عَامِرَةٍ ؛	118	اور اگر اللہ نے یہ ارادہ کیا ہوتا کہ وہ اپنے محترم گھر کو اور عظیم الشان محسوس علامات کو اُجاڑ و بیابان کے بجائے باغات اور نہروں کے درمیان بناتا اور جہاں کی زمین نرم وہموار ہوتی ،درختوں کے جھنڈ ہوتے ، جھکے ہوئے پھلوں کے خوشے ہوتے۔مسلسل عمارتیں موجود ہوتیں۔آبادیاں قریب ہوتیں۔گیہوں کے گلاب گوں پودے ہوتے سرسبز و شاداب چمن ہوتے۔سبزے اور گھاس سے لہلہاتی چراگاہیں ہوتیں۔پانی میں ڈوبے ہوئے میدان ہوتے۔سرسبز وشاداب کھیتیاں ہوتیں۔راستے آباد اور مسافر رواں دواں ہوتے۔
لَكَانَ قَدْصَغَّرَ قَدْرَ الْجَزَاءِ عَلٰى حَسْبِ ضَعْفِ الْبَلَاءِ ؛	119	اگر ایسا کیا ہوتا تو لوگوں کی جزا بھی اسی تناسب سے کم ہوجاتی جس تناسب سے لوگوں کی تکلیف وآزمائش میں کمی ہوتی۔
وَلَوْكَانَ الْاِسَاسُ الْمَحْمُوْلُ عَلَيْهَا وَالْاَحْجَارُ الْمَرْفُوْعُ بِهَابَيْنَ زُمُرُّدَةٍ خَضْرَاءَ ؛	120	اور اگر وہ بنیادیں جن پر اس مکان (بیت اللہ) کی تعمیر اُٹھائی گئی ہے اور وہ پتھر جن سے اسے بنایا گیا ہے پوری بلندی تک سبز زمرد کے ہوتے۔
وَيَاقُوْتَةٍ حَمْرَاءَ وَنُوْرٍ وَّضِيَآءٍ ؛	121	اور اس کے ساتھ ساتھ سرخ یاقوت بھی استعمال کیا جاتا اور روشنی اور جگمگاہٹ کا انتظام بھی ہوتا۔
لَخَفَّ ذٰلِكَ مُصَارَعَةَ الشَّكِّ فِى الصُّدُوْرِ ؛	122	تو ضروری تھا کہ وہ اس تعمیر سے دلوں کے اندر شکوک وشبہات کی الٹ پلٹ کو کم کر دیتی۔
وَلَوَضَعَ مُجَاهَدَةَ اِبْلِيْسَ عَنِ الْقُلُوْبِ ؛	123	اور ابلیسی کوششوں کا دلوں سے اثر مٹا ڈالتی۔
وَلَنَفٰى مُعْتَلِجَ الرَّيْبِ مِنَ النَّاسِ ؛	124	اور لوگوں کے اندر سے ابھرنے والے الجھاؤ اور ادھیڑ بن کی نفی کر دیتی۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَخْتَبِرُ عِبَادَهُ بِاَنْوَاعِ الشَّدَائِدِ وَ يَتَعَبَّدُهُمْ بِاَنْوَاعِ الْمَجَاهِدِ؛ وَ يَبْتَلِيهِمْ بِضُرُوْبِ الْمَكَارِهِ اِخْرَاجًا لِلتَّكَبُّرِ مِنْ قُلُوْبِهِمْ ، وَاِسْكَانًا لِلتَّذَلُّلِ فِيْ نُفُوْسِهِمْ وَ لِيَجْعَلَ ذٰلِكَ اَبْوَابًا فُتُحًا اِلٰى فَضْلِهِ ؛ وَاَسْبَابًا ذُلُلًا لِعَفْوِهِ	125	لیکن بنیادی اور اصولی بات پھر وہی ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو طرح طرح کی سخت آزمائشوں میں سے گزار کر آزماتا ہے۔ اور ان سے ایسی عبادت چاہتا ہے جو طرح طرح کی محنت اور کوشش سے بجا لائی گئی ہو۔ اور انہیں طرح طرح کی ناگوار صورت حال سے آزماتا ہے۔ تاکہ ان کے دلوں سے احساس بڑائی اور تکبر کو خارج کر دے۔ اور ان کے اندر اپنے مقابلے میں احساسِ ذلت بٹھا دینا چاہتا ہے۔ تاکہ آزمائش کے ان سب طریقوں کو اپنے فضل کے کھلے ہوئے دروازے بنا دے۔ اور اسی کو معافی کا وسیلہ بھی بنا دے۔
فَاللّٰهَ اللّٰهَ فِيْ عَاجِلِ الْبَغْيِ ؛	126	چنانچہ تم سب اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرتے رہو دنیا میں بغاوت اور سرکشی کے نتیجے سے بھی ڈرو۔
وَاٰجِلِ وَخَامَةِ الظُّلْمِ ؛	127	اور آخرت میں بھی ظلم وستم کے عذاب سے خوف کھاؤ۔
وَسُوْءِ عَاقِبَةِ الْكِبْرِ	128	اور غرور وتکبر کے بُرے نتائج و پاداش سے بھی ڈرتے رہو۔
فَاِنَّهَا مَصِيْدَةُ اِبْلِيْسَ الْعُظْمٰى ؛	129	اس لئے کہ سرکشی، ظلم وستم اور غرور وتکبر ابلیس کا بہت بڑا اور کامیاب جال ہے۔
وَمَكِيْدَتُهُ الْكُبْرٰى الَّتِيْ تُسَاوِرُ قُلُوْبَ الرِّجَالِ مُسَاوَرَةَ السُّمُوْمِ الْقَاتِلَةِ ؛ فَمَا تُكْدِيْ اَبَدًا ،وَلَا تُشْوِيْ اَحَدًا ؛ لَا عَالِمًا لِعِلْمِهِ ؛ وَلَا مُقِلًّا فِيْ طِمْرِهِ	130	اور وہ ابلیس کے بڑے بڑے مکروں میں سے ایک زہریلی چال ہے جو لوگوں کے دلوں میں زہر پھیلا دیتی ہے اور قاتل ثابت ہوتی ہے۔ اس کا زہریلا اثر کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اسکے وار سے کوئی بچنے پاتا ہے۔ نہ وہ زہریلا وار عالم کو اسکے علم کی وجہ سے چھوڑتا ہے۔ اور نہ پھٹے پُرانے کپڑے پہنے والا زاہد اس سے بچتا ہے۔
وَعَنْ ذٰلِكَ مَاحَرَسَ اللّٰهُ عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالصَّلَوٰتِ وَالزَّكَوٰتِ وَمُجَاهَدَةِ الصِّيَامِ فِي الْاَيَّامِ الْمَفْرُوْضَاتِ ؛	131	ابلیس کے اس زہریلے وار سے اللہ ہی ان مومنین کی حفاظت کرتا ہے جو نماز اور روزے کو اور زکاۃ اور روزوں کی محنت کو انکے فرض کئے ہوئے ایام میں اپنی حفاظت کا ذریعہ بناتے ہیں۔ چنانچہ
تَسْكِيْنًا لِاَطْرَافِهِمْ وَتَخْشِيْعًا لِاَبْصَارِهِمْ وَتَذْلِيْلًا لِنُفُوْسِهِمْ وَتَخْفِيْضًا لِقُلُوْبِهِمْ وَاِذْهَابًا لِلْخُيَلَاءِ عَنْهُمْ ؛	132	اللہ ان کے ہاتھوں پیروں اور دیگر اعضاء کو سکون عطا کرتا ہے اور ان کی آنکھوں کو عاجزی کی طرف مائل رکھتا ہے۔ اور ان کے نفوس کو ذلت کی طرف متوجہ کرتا ہے اور دلوں کو جھکنے کی عادت ڈالتا ہے۔ اور ان سے خود پسندی کو دور کرتا ہے۔

لِمَافِیْ ذٰلِکَ مِنْ تَعْفِیْرِ عِتَاقِ الْوُجُوْہِ بِالتُّرَابِ تَوَاضُعًا ؛ وَالْتِصَاقِ كَرَائِمِ الْجَوَارِحِ بِالْاَرْضِ تَصَاغُرًا ؛ وَلُحُوْقِ الْبُطُوْنِ بِالْمُتُوْنِ مِنَ الصِّيَامِ تَذَلُّلًا ؛ مَعَ مَافِی الزَّكَاةِ مِنْ صَرْفِ ثَمَرَاتِ الْاَرْضِ وَغَيْرَ ذٰلِکَ اِلٰی اَهْلِ الْمَسْكَنَةِ وَالْفَقْرِ ؛	133	ان تمام عبادتوں میں سے نماز میں چہروں کو زمین پر ملا جاتا ہے۔ یہ فعل سرکشی اور غرور کو خاک میں ملا دیتا ہے اور عاجزی پیدا کرتا ہے۔اور تمام وہ اعضاء جو عزت کے اظہار کے لئے ہیں انہیں زمین پر بچھا دیا جاتا ہے اس سے بڑائی اور بزرگی کی ذہنیت کو پچھاڑ دیا جاتا ہے۔روزوں کی بھوک اور پیاس پیٹ کو کمر سے ملا دیتی ہے اور نقاہت اور کمزوری غالب آجاتی ہے یوں نفس کی سرکشی ذلیل ہوجاتی ہے۔زکوٰۃ ادا کرنے سے تمام غرباء اور محتاجوں کو موقع ملتا ہے کہ وہ اپنی ضرورت کی تمام چیزیں خریدیں، غلہ اور پھل جمع کریں لہٰذا زکوٰۃ غرباء اور مساکین کو پہنچائی جاتی ہے۔
اُنْظُرُوْا اِلٰی مَافِیْ هٰذِهِ الْاَفْعَالِ مِنْ قَمْعِ نَوَاجِمِ الْفَخْرِ وَقَدْعِ طَوَالِعِ الْكِبْرِ ؛	134	ان اعمال وافعال اور عبادات پر غور کریں ان میں فخر کے ابھرے ہوئے جذبات کو دبانے اور مٹانے کے لئے اور تکبر و تمکنت کو اُکھاڑ پھینکنے کے لئے کیسا مسلسل و مستحکم انتظام جاری کیا گیا ہے۔
وَلَقَدْ نَظَرْتُ فَمَا وَجَدْتُ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ يَتَعَصَّبُ لِشَيْءٍ مِنَ الْاَشْيَآءِ اِلَّاعَنْ عِلَّةٍ تَحْتَمِلُ تَمْوِيْهَ الْجُهَلَآءِ ؛	135	میں نے بھی اس پہلو پر نظر ڈالی ہے مگر مجھے تو پوری کائنات میں کوئی ایک بھی ایسا نہ ملا جو کسی چیز سے تعصب تو کرتا ہے مگر اس کے پاس تعصب پاسداری کرنے کی کوئی نہ کوئی وجہ اور دلیل نہ ہو۔لہٰذا جاہلوں کے لئے وہ دلیل یا وجہ شبہ کا سبب بن جاتی ہے (اور وہ بھی تعصب کرنے لگتے ہیں)
اَوْحُجَّةٍ تَلِيْطُ بِعُقُوْلِ السُّفَهَآءِ غَيْرَكُمْ فَاِنَّكُمْ تَتَعَصَّبُوْنَ لِاَمْرٍ لَايُعْرَفُ لَهٗ سَبَبٌ وَّلَا عِلَّةٌ ؛	136	یا کوئی اور حجت و دلیل ایسی ہوتی ہے جو بے وقوفوں کی عقل سے چپک جاتی ہے مگر تمہارا یہ حال ہے کہ تم جس سے تعصب کرتے ہو یا جس کی جنبہ داری یا پاسداری کرتے ہو تمہارے پاس اُس کے لئے کوئی قابل فہم دلیل و حجت اور سبب نہیں ہوتا لہٰذا تم بلا علت فخر و ناز کرتے ہو۔
اَمَّا اِبْلِيْسُ فَتَعَصَّبَ عَلٰی آدَمَ لِاَصْلِهٖ وَطَعَنَ عَلَيْهِ فِیْ خِلْقَتِهٖ ؛	137	تم ابلیس کو دیکھو کہ اس نے آدمؑ سے تعصب برتا تھا تو اس نے آدمؑ کی بنیاد اور اصلیت کو دلیل بنایا تھا۔اور اپنے تخلیقی اعتراض میں کہا تھا کہ
فَقَالَ: اَنَا نَارِیٌّ وَّاَنْتَ طِيْنِیٌّ ؛	138	میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں اور ناری ہوں اور تمہیں مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور تم طینی ہو۔
وَاَمَّا الْاَغْنِيَاءُ مِنْ مُتْرَفَةِ الْاُمَمِ ؛	139	اور ادھر تم سرمایہ داروں کو دیکھو جو ساری امتوں میں خوش حال لوگ تھے۔

فَتَعَصَّبُوْا لِاٰثَارِ مَوَاقِعِ النِّعَمِ ؛	140	انہوں نے نعمتوں کی بہتات اور نعمتیں حاصل کرنے کے مواقع اور وسائل کو دلیل بنا کر تعصب کیا تھا اور کہا تھا کہ
فَقَالُوْا: نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ (سبا 34/35)	141	ہم اموال واولاد میں سب سے زیادہ ہیں اور نعمتوں کی فراوانی ہی کی بنا پر ہمیں عذاب بھی نہ ہوگا (34/35)(مطلب یہ کہ اگر ہم غلط کار لوگ ہوتے تو ہمیں نعمتیں نہ دی جاتیں لہٰذا ہم صالح اور نجات یافتہ لوگ ہوئے)
فَاِنْ كَانَ لَابُدَّ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ فَلْيَكُنْ ؛ تَعَصُّبُكُمْ لِمَكَارِمِ الْخِصَالِ وَمَحَامِدِ ، الْاَفْعَالِ وَمَحَاسِنِ، الْاُمُوْرِ الَّتِىْ تَفَاضَلَتْ، فِيْهَا الْمُجَدَآءُ وَالنُّجَدَآءُ مِنْ بُيُوْتَاتِ الْعَرَبِ وَيَعَاسِيْبِ، الْقَبَائِلِ بِالْاَخْلَاقِ، الرَّغِيْبَةِ وَالْاَحْلَامِ، الْعَظِيْمَةِ وَالْاَخْطَارِ ،الْجَلِيْلَةِ وَالْاٰثَارِ ، الْمَحْمُوْدَةِ فَتَعَصَّبُوْا لِخِلَالِ الْحَمْدِ مِنَ الْحِفْظِ لِلْجِوَارِ،	142	چنانچہ اگر تمہارے لئے تعصب پر عمل کرنا لازم ہی ہو جائے تو تمہیں چاہئے کہ تم بزرگانہ منافع بخش خصلتوں اور عادتوں پر اور قابل حمد وثنا اعمال وافعال پر اور سیرت کی بلندی پر فخر وتعصب کرو جن پر عرب کے خاندانوں کے عظیم ترین اور دلیر و بہادر لوگ اور قبیلوں کے سردار اپنی فضیلت اور برتری ثابت کیا کرتے تھے۔ وہ مرغوب وپسندیدہ اخلاق پیش کرتے تھے۔ وہ اپنی عقل و دانش اور عمدہ فیصلوں کا مظاہرہ کرتے تھے۔ اپنے بلند مقام اور مرتبوں کو سامنے لاتے تھے اور ماضی میں گزرے ہوئے کارناموں کی یاد دلاتے تھے تم بھی انکے قدم بقدم چلنے میں تعصب سے کام لو انکی طرفداری کرو۔ پڑوسیوں کے حقوق کی حفاظت کرنا
وَالْوَفَآءِ بِالذِّمَامِ	143	اور عہد و پیمان کو وفا کرنا۔
وَالطَّاعَةِ لِلْبِرِّ ؛	144	اور نیک لوگوں کی اطاعت کرنا۔
وَالْمَعْصِيَةِ لِلْكِبْرِ ؛	145	اور سرکش اور متکبر لوگوں کی نافرمانی کرنا۔
وَالْاَخْذِ بِالْفَضْلِ ؛	146	اچھے سلوک اور فضل وکرم کو عام کرنا۔
وَالْكَفِّ عَنِ الْبَغْىِ ؛	147	بغاوت اور ظلم وستم سے باز رہنا۔
وَالْاِعْظَامِ لِلْقَتْلِ ؛	148	قتل وغارت کو روکنے کے لئے اہمیت دینا۔
وَالْاِنْصَافِ لِلْخَلْقِ ؛	149	مخلوقات کے اندر عدل وانصاف قائم رکھنا۔
وَالْكَظْمِ لِلْغَيْظِ ؛	150	غصہ کو پی جانا۔ اور
وَاجْتِنَابِ الْفَسَادِ فِى الْاَرْضِ ؛	151	اور فتنہ وفساد سے خود بچ کر رہنا۔ اور ساری دنیا میں فساد پھیلنے سے روکنا۔

وَاحْذَرُوا مَانَزَلَ بِالْاُمَمِ قَبْلَكُمْ مِنَ الْمَثُلَاتِ بِسُوْءِ، الْاَفْعَالِ وَذَمِيْمِ الْاَعْمَالِ ؛	152	ان عذابوں اور سختیوں اور آفات سے بچتے رہنے کی کوشش کرنا جو تم سے پہلے والی امتوں پر ان کی بدکاریوں اور مذموم اعمال کی وجہ سے نازل ہوتے رہے۔
فَتَذَكَّرُوا فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ اَحْوَالَهُمْ ؛	153	اوران کے اچھے اور برے اعمال وحالات کو یاد کیا کرو اوران پر اپنے اعمال کو جانچتے رہو۔
وَاحْذَرُوا اَنْ تَكُوْنُوا اَمْثَالَهُمْ ؛	154	اوران کے مانند ہو جانے سے ڈرتے رہو۔
فَاِذَاتَفَكَّرْتُمْ فِيْ تَفَاوُتِ حَالَيْهِمْ فَالْزَمُوْا كُلَّ اَمْرٍ لَزِمَتِ الْعِزَّةُ بِهِ شَاْنَهُمْ ؛	155	چنانچہ جب تم نے ان کے اچھے اور برے حالات پر غور وفکر کرلیا اور دونوں قسم کے حالات کا فرق دیکھ لیا تو اب تم صرف ان حالات پر کاربند ہو جاؤ جن کے نتیجے میں انہیں عزت اور برتری حاصل ہوئی تھی۔
وَزَاحَتِ الْاَعْدَآءُ لَهُ عَنْهُمْ	156	اور جن کی وجہ سے ان کے دشمن ان سے دور اور ناکام رہے تھے۔
وَمُدَّتِ الْعَافِيَةُ فِيْهِ عَلَيْهِمْ ؛	157	اور جن کی وجہ سے ان میں خیر وعافیت اور تندرستی وتوانائی قائم رہتی رہی۔
وَانْقَادَتِ النِّعْمَةُ لَهُ مَعَهُمْ ؛	158	اور نعمتیں اور مسرتیں ان کے ساتھ فراوانی سے ہم سفر ہیں۔
وَوَصَلَتِ الْكَرَامَةُ عَلَيْهِ حَبْلَهُمْ :	159	اور بزرگی وسرفرازی نے اپنے رشتے ان سے استوار کر لئے۔
مِنَ الْاِجْتِنَابِ لِلْفُرْقَةِ ؛	160	ان اعمال وافعال میں سے یہ بھی تھے کہ: انہوں نے پھوٹ ڈالنے اور تفرقہ اندازی سے اجتناب کیا۔
وَاللُّزُوْمِ لِلْاُلْفَةِ ؛	161	اورانہوں نے آپس میں الفت اور وابستگی کو اپنے اوپر لازم کرلیا۔
وَالتَّحَاضِّ عَلَيْهَا ؛	162	اوراسی پر ایک دوسرے کو ابھارا اور قائم رکھتے تھے۔
وَتَوَاصِيْ بِهَا ؛	163	اور الفت ووابستگی ہی کی وصیت کرتے تھے۔
وَاجْتَنِبُوْا كُلَّ اَمْرٍ كَسَرَ فِقْرَتَهُمْ وَ اَوْهَنَ مُنَّتَهُمْ ؛	164	اس کے ساتھ ہی تم ان تمام کاموں سے بچتے رہو جنہوں نے ان کی کمر کی ہڈی کو توڑا۔اوران کی طاقت کو ضعیفی میں بدل دیا تھا۔
مِنْ تَضَاغُنِ الْقُلُوْبِ وَتَشَاحُنِ الصُّدُوْرِ وَ تَدَابُرِ النُّفُوْسِ وَ تَخَاذُلِ الْاَيْدِيْ	165	اس لئے کہ انہوں نے دلوں میں کینہ رکھا۔اور سینوں میں بغض کو جگہ دی تھی۔آپس میں تعاون اور مدد سے روگردانی کر لی تھی اوراپنے ہاتھوں سے ایک دوسرے کی پشت پناہی بند کردی تھی۔

وَتَدَبَّرُوْا اَحْوَالَ الْمَاضِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَبْلَكُمْ كَيْفَ كَانُوْا فِيْ حَالِ التَّمْحِيْصِ وَالْبَلَاءِ ؟	166	ساتھ ہی ماضی میں گزرے ہوئے اپنے پہلے کے مومنین کے حالات و واقعات واعمال پر غور وفکر کرو۔ کہ وہ کون کون سی اور کیسی کیسی بلاؤں اور آزمائشوں میں مبتلا رہتے چلے گئے؟
اَلَمْ يَكُوْنُوْا اَثْقَلَ الْخَلَائِقِ اَعْبَاءً ؛ وَاَجْهَدَ الْعِبَادِ بَلَاءً ؟ وَاَضْيَقَ اَهْلِ الدُّنْيَا حَالًا ؟	167	کیا وہ مومنین باقی لوگوں سے زیادہ بوجھ میں دبے ہوئے اور بے بس نہ تھے؟ اور تمام بندوں سے زیادہ جفاکشی اور بلاؤں میں مبتلا نہ تھے؟ اور تمام دنیا والے لوگوں سے تنگی اور مصیبت کے حال میں نہ تھے ؟۔
اِتَّخَذَتْهُمُ الْفَرَاعِنَةُ عَبِيْدًا ؛ فَسَامُوْهُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ وَ جَرَّعُوْهُمُ الْمُرَارَ ؛	168	چنانچہ اس زمانہ کے فرعونوں نے انہیں اپنا غلام بنالیا تھا۔ اس لئے انہیں بدترین عذاب میں مبتلا رکھا جاتا تھا۔ اور انہیں مصیبت کے کڑوے گھونٹ پلاتے تھے۔
فَلَمْ تَبْرَحِ الْحَالُ بِهِمْ فِيْ ذُلِّ الْهَلَكَةِ ؛ وَقَهْرِ الْغَلَبَةِ :	169	چنانچہ وہ مسلسل تباہی اور ہلاکت کی ذلتوں سے گھرتے اور غلبہ وتسلط کی رسوائیوں میں مبتلا رہتے چلے گئے۔
لَا يَجِدُوْنَ حِيْلَةً فِيْ ، امْتِنَاعٍ وَلَا سَبِيْلًا اِلٰى دِفَاعٍ ؛	170	اوران تکلیفوں کو دوررکھنے کی کوئی چال ان کے قابو میں نہ تھی۔ اور وہ ان حالات سے دفاع اور بچاؤ کا کوئی راستہ نہ پاتے تھے۔
حَتّٰى اِذَا رَأَى اللّٰهُ سُبْحَانَهُ جِدَّ الصَّبْرِ مِنْهُمْ عَلَى الْاَذٰى فِيْ مُحَبَّتِهِ ؛ وَالْاِحْتِمَالَ لِلْمَكْرُوْهِ مِنْ خَوْفِهِ ؛	171	یہاں تک کہ جب اللہ نے یہ دیکھ لیا کہ وہ مومنین اللہ کی محبت کی خاطر اذیت اور تکالیف پر پوری کوشش اور محنت سے صبر کئے جارہے ہیں اور اس کے خوف سے مصیبتوں کو برداشت کررہے ہیں۔
جَعَلَ لَهُمْ مِنْ مَّضَايِقِ الْبَلَاءِ فَرَجًا ، فَاَبْدَلَهُمُ الْعِزَّ مَكَانَ الذُّلِّ وَالْاَمْنَ مَكَانَ الْخَوْفِ	172	تو اللہ نے مصیبتوں اور بلاؤں کی بھرمار کو ختم کرکے ان کے لئے سہولت کی راہیں کھول دیں اور ذلت کی جگہ ان کے لئے عزت کو بدل دیا۔ اور خوف وہراس کی جگہ امن وچین عطا کردیا۔
فَصَارُوْا مُلُوْكًا حُكَّامًا ؛ وَاَئِمَّةً اَعْلَامًا ؛	173	پھر کیا تھا وہ تو بادشاہ اور حکمران بن گئے اور وہ مشہور ومعروف امام و راہنما بن کر اُبھرے۔
وَقَدْ بَلَغَتِ الْكَرَامَةُ مِنَ اللّٰهِ لَهُمْ ؛ مَالَمْ تَذْهَبِ الْاٰمَالُ اِلَيْهِ بِهِمْ ؛	174	اورعزت وسرفرازی وسربلندی اللہ کی طرف سے ان تک پہنچ گئی۔ جیسی عزت وسربلندی کی انہیں امید بھی نہ تھی۔

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانُوْا حَيْثُ كَانَتِ الْاَمْلَاءُ ، مُجْتَمِعَةً ؛ وَالْاَهْوَاءُ ، مُؤْتَلِفَةً وَالْقُلُوْبُ ، مُعْتَدِلَةً؛ وَالْاَيْدِیْ ، مُتَرَادِفَةً ؛ وَالسُّيُوْفُ ، مُتَنَاصِرَةً وَالْبَصَائِرُ ، نَافِذَةً وَالْعَزَائِمُ وَاحِدَةً ؟	175	غور کرو کہ اس زمانہ میں ان کا کیا حال تھا جب ان کی جماعتیں متحد تھیں۔ اوران کی خواہشیں ہم آہنگ تھیں۔ اوران کے دل اعتدال پر تھے۔ ان کے ہاتھ تعاون کرتے تھے۔ ان کی تلواریں ایک دوسرے کی نصرت کرتی تھیں اور ان کی بصیرتیں برسرکار تھیں۔ اور ارادے ایک سے تھے؟
اَلَمْ يَكُوْنُوْا اَرْبَابًا فِیْ اَقْطَارِ الْاَرَضِيْنَ وَمُلُوْكًا عَلٰی رِقَابِ الْعَالَمِيْنَ ؟؟	176	کیا اس حالت میں وہ لوگ ساری دنیا کے علاقوں کے پالنے والے رب نہ تھے؟ اور پوری کائنات کی گردنوں پر سوار بادشاہ نہ تھے؟۔
فَانْظُرُوْا اِلٰی مَاصَارُوْا اِلَيْهِ فِیْ اٰخِرِ اُمُوْرِهِمْ حِيْنَ وَقَعَتِ الْفُرْقَةُ وَتَشَتَّتِ الْاُلْفَةُ ؛ وَاخْتَلَفَتِ الْكَلِمَةُ وَالْاَفْئِدَةُ ؛ وَتَشَعَّبُوْا مُخْتَلِفِيْنَ ؛ تَفَرَّقُوْا مُتَحَارِبِيْنَ ؛	177	چنانچہ غور کرو کہ آخر میں جا کر انکا کیا حال ہوگیا تھا جب ان میں پھوٹ پڑ گئی فرقہ بندی ہوگئی اور الفت بکھر گئی اور کلمہ میں اختلاف پیدا ہوگیا؟ اور دلوں میں نفرت پیدا ہوگئی۔ اختلاف میں بہت سے شعبے بنا لئے اور مختلف پارٹیوں میں ایک دوسرے سے جنگ کرنے لگے تو
قَدْ خَلَعَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لِبَاسَ كَرَامَتِهٖ وَسَلَبَهُمْ غَضَارَةَ نِعْمَتِهٖ	178	آخر اللہ نے ان کی عزت اور بزرگی کا لباس چھین لیا۔ اور نعمتوں کے وسائل اور ذخیرہ کو واپس لے لیا۔
وَبَقِیَ قَصَصُ اَخْبَارِهِمْ فِيْكُمْ عِبْرَةً لِلْمُعْتَبِرِيْنَ مِنْكُمْ ؛	179	اور اب تمہارے اندر ان کی عبرت انگیز کہانیاں سبق حاصل کرنیوالوں کے لئے سامانِ عبرت بن کر رہ گئیں۔
فَاعْتَبِرُوْا بِحَالِ وَلَدِ اِسْمَاعِيْلَ وَبَنِیْ اِسْحَاقَ وَبَنِیْ اِسْرَائِيْلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ؛	180	اسی سلسلے میں تم اسماعیلؑ کی اولاد اور اسحٰقؑ کی اولاد اور بنی اسرائیل (یعقوبؑ کے بیٹوں) پر نظر ڈالو (ان پر سلام ہو)
فَمَا اَشَدَّ اعْتِدَالَ الْاَحْوَالِ ؛	181	ان کے حالات بھی کس شدت سے ملتے جلتے ہوئے ہیں؟
وَاَقْرَبَ اشْتِبَاهَ الْاَمْثَالِ ؛	182	اور ان کی مثالیں کتنی ایک دوسری سے مشابہ اور قریب ہیں۔
تَاَمَّلُوْا اَمْرَهُمْ فِیْ حَالِ تَشَتُّتِهِمْ وَتَفَرُّقِهِمْ ؛	183	لہٰذا تمہیں جن حالات پر توجہ دینا غور کرنا اور سبق لینا ہے وہ وہ حالات ہیں جو ان میں تفرقہ اور پھوٹ پڑ جانے کے بعد پیدا ہوئے تھے۔
لَيَالِیَ كَانَتِ الْاَكَاسِرَةُ وَالْقَيَاصِرَةُ اَرْبَابًا لَهُمْ ؛	184	تم ان راتوں پر نظر ڈالو جب ایران کے کسریٰ اور روم کے قیصران پر رب بنے ہوئے تھے۔

يَحْتَازُوْنَهُمْ عَنْ رَّدِيْفِ الْاٰفَاقِ وَبَحْرِ الْعِرَاقِ وَخُضْرَةِ الدُّنْيَا اِلٰى مَنَابِتِ الشِّيْحِ وَمَهَافِى الرِّيْحِ وَنَكَدِ الْمَعَاشِ	185	وہ بادشاہ انہیں دنیا کے سبزہ زاروں سے ،عراق کے دریاؤں اور سمندروں سے اور آباد و شاداب علاقوں سے نکال کر خار دار جھاڑیوں میں طوفانی ہواؤں اور بے روک آندھیوں والے بیابانوں میں اور خوراک نہ مل سکنے والے ریگستانوں میں ڈھکیلتے اور ہانکتے رہتے تھے۔
فَتَرَكُوْهُمْ عَالَةً مَسَاكِيْنَ اِخْوَانَ دَبَرٍ وَّوَبَرٍ اَذَلَّ الْاُمَمِ دَارًا وَاَجْدَبَهُمْ قَرَارًا لَا يَاْوُوْنَ اِلٰى جَنَاحِ دَعْوَةٍ يَعْتَصِمُوْنَ بِهَا ؛	186	چنانچہ انہیں فقیر و مسکین اور نادار و قلاش اور زخمی اور بیکار اونٹوں کا چرواہا اور بالوں کی جھونپڑیوں کا باشندہ بنا کر چھوڑے دیتے تھے۔ان کا علاقہ ساری امتوں سے ذلیل تر تھا اور ان کے ٹھہرنے کے مقامات خشک سالیوں سے تباہ حال تھے کوئی ایسا صاحب اثر نہ تھا جو انہیں اس حال سے نکالنے کی دعوت دیتا اور وہ اس کے بازوؤں میں پناہ لے سکتے۔
وَلَا اِلٰى ظِلِّ اُلْفَةٍ يَعْتَمِدُوْنَ عَلٰى عِزِّهَا ؛	187	اور نہ کسی صاحب عزت اور غلبہ والے شخص کی الفت و محبت کا سایہ موجود تھا جس پر یہ لوگ بھروسہ کر لیتے۔
فَالْاَحْوَالُ مُضْطَرِبَةٌ ؛ وَالْاَيْدِىْ مُخْتَلِفَةٌ ؛ وَالْكَثْرَةُ مُتَفَرِّقَةٌ ؛ فِىْ بَلَاءِ اَزْلٍ وَاَطْبَاقِ جَهْلٍ مِنْ بَنَاتٍ مَوْؤُدَةٍ ؛ وَاَصْنَامٍ مَّعْبُوْدَةٍ ؛ وَاَرْحَامٍ مَّقْطُوْعَةٍ وَغَارَاتٍ مَشْنُوْنَةٍ ؛	188	چنانچہ ان کے حالات بے چینی سے لبریز اور نا قابل اطمینان تھے۔اور ان کے ہاتھ الگ الگ اور بے سکت تھے۔اور ان کی کثرت میں پھوٹ پڑی ہوئی تھی ۔وہ ازلی بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا تھے۔اور ان پر جہالت کی تہیں جمی ہوئی تھیں ان کے یہاں بیٹیاں سخت اذیت میں مبتلا تھیں۔اور ان میں ہر طاقتور معبود واجب الاطاعت تھا۔اور وہاں ماؤں اور رحموں کا احترام ختم کر دیا گیا تھا۔اور لوٹ مار و قزاقی پھیلی ہوئی تھی۔
فَانْظُرُوْا اِلٰى مَوَاقِعِ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ حِيْنَ بَعَثَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلًا ؛	189	اب تم ان کی اس حالت کو سامنے لاؤ جب اللہ نے انہیں نعمتوں کے مواقع دئے تھے اور اس وقت کی حالت پر غور کرو جب اللہ نے ان میں اپنا رسوؐل مبعوث کیا تھا۔
فَعَقَدَ بِمِلَّةٍ طَاعَتَهُمْ	190	اور انہیں آنحضرتؐ کی ملت کا فرمان بردار بنایا۔
وَجَمَعَ عَلٰى دَعْوَتِهِ اُلْفَتَهُمْ ؛	191	اور انہیں انؐ کی دعوت پر مجتمع کیا ان میں باہم الفت و وابستگی پیدا کی۔
كَيْفَ نَشَرَتِ النِّعْمَةُ عَلَيْهِمْ جَنَاحَ كَرَامَتِهَا ؛	192	اور پھر کس طرح نعمتوں نے ان پر عزت و کرامت کے بازو پھیلا دئے۔
وَاَسَالَتْ لَهُمْ جَدَاوِلَ نَعِيْمِهَا ؛	193	اور ان کے اوپر خوشحالی کی نہریں بہا دیں۔

وَالْتَفَّتِ الْمِلَّةُ بِهِمْ فِيْ عَوَائِدِ بَرَكَتِهَا ؛	194	اورآنحضرتؐ کی شریعت نے انہیں اپنی برکت سے استفادہ کیلئے ہر طرف سے گھیرلیا۔
فَاَصْبَحُوْا فِيْ نِعْمَتِهَا غَرِقِيْنَ ؛	195	چنانچہ شریعت کی نعمتوں میں ڈوبے ہوئے صبح کرتے تھے۔
وَفِيْ خُضْرَةِ عَيْشِهَا فَكِهِيْنَ ؛	196	اوران کی زندگی کے دوران خوش حالیوں اورعیاشیوں میں مگن رہتے رہے۔
قَدْ تَـرَبَّـعَـتِ الْاُمُـوْرُ بِهِمْ فِـيْ ظِلِّ سُلْطَانٍ قَاهِرٍ ؛	197	یقیناً ایک زبردست وغالب سلطانؑ کے زیر سایہ ان کے تمام کام اور کاروبار مستحکم ہوگئے۔
وَآوَتْهُمُ الْحَالُ اِلٰى كَنَفِ عِزٍّ غَالِبٍ ؛	198	اورانکے حالات کی درستی نے انہیں غالب رہنے والی عزت کی پناہ میں دے دیا
وَتَـعَـطَّـفَـتِ الْاُمُـوْرُ عَـلَـيْـهِمْ فِيْ ذُرٰى مُلْكٍ ثَابِتٍ؛	199	اور ایک مستحکم بادشاہت کے ماتحت ان کے تمام کام اور معاملات سہولت سے انجام پانے لگے۔
فَهُمْ حُكَّامٌ عَلَى العالَمِيْنَ ؛ وَمُلُوْكٌ فِيْ اَطْرَافِ الْاَرَضِيْنَ ؛	200	چنانچہ وہ لوگ سارے عالمین پر حکمران بن گئے ۔اور زمین کے تمام اطراف اور علاقوں میں انہیں بادشاہ مانا جانے لگا۔
يَـمْـلِـكُـوْنَ الْاُمُـوْرَ عَـلٰـى مَنْ كَـانَ يَمْلِكُهَا عَلَيْهِمْ ؛	201	اب وہ ان لوگوں کے کاموں کے مالک بن گئے جوکل تک ان کے مالک تھے۔
وَيُـمْـضُـوْنَ الْاَحْـكَـامَ فِـيْـمَـنْ كَـانَ يُمْضِيْهَا فِيْهِم ؛	202	اوراب ان پراحکام نافذ کرنے لگے جوکل تک ان پرحکم چلاتے تھے۔
لَاتُغْمَزُ لَهُمْ قَنَاةٌ وَّ لَاتُقْرَعُ لَهُمْ صَفَاةٌ!	203	اب نہ ان پر نیزہ چلایا جاسکتا ہے اورنہ ان پر پتھر پھینکا جاسکتا ہے۔
اَلَاوَاِنَّكُمْ قَدْ نَفَضْتُمْ اَيْدِيَكُمْ مِّنْ حَبْلِ الطَّاعَةِ ؛	204	خبردار ہوجاؤ کہ تم نے اپنے ہاتھوں کوسلسلہء اطاعت سے چھڑالیا ہے۔
وَثَـلَـمْـتُـمْ حِـصْـنَ الـلّٰـهِ الْمَضْرُوْبَ عَلَيْكُمْ بِاَحْكَامِ الْجَاهِلِيَّةِ ؛	205	اورتم نے اس قلعہ میں سرنگ لگالی ہے جواللہ نے زمانہ جاہلیت کے احکام سے حفاظت کے لئے تمہارے گرد بنایا تھا۔
وَاِنَّ الـلّٰـهَ.سُبْـحَـانَـهُ.قَدِامْتَنَّ عَلٰى جَمَاعَةِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِيْمَا عَقَدَبَيْنَهُمْ مِنْ حَبْلِ هٰذِهِ الْاُلْفَةِ ؛	206	اور یقیناً اللہ پاک نے اس امت کی ایک جماعت پرمنتی احسان کیا تھا جن کے درمیان رشتہ محبت والفت کی اسی رسیؑ کا معاہدہ اور بندھن باندھا تھا۔
الَّتِيْ يَـنْـتَـقِـلُوْنَ فِيْ ظِلِّهَا وَيَاْوُوْنَ اِلٰى كَنَفِهَا ؛	207	یہ الفت کی وہی رسیؑ اور معاہدہ ہے جس کے سایہ میں لوگ منتقل ہوتے ہیں اوراس کے پہلو میں پناہ لیتے ہیں۔

بِنِعۡمَةٍ لَّایُعۡرَفُ اَحَدٌ مِّنَ الۡمَخۡلُوۡقِیۡنَ لَهَا قِیۡمَةً ؛	208	یہ وہ نعمت ہے کہ جس کی قیمت کو ساری مخلوقات میں سے کوئی ایک بھی نہیں پہچانتا ہے۔
لِاَنَّهَا اَرۡجَحُ مِنۡ كُلِّ ثَمَنٍ ، وَاَجَلُّ مِنۡ كُلِّ خَطَرٍ	209	اور یہ اس لئے کہ وہ ہر قسم کی قیمتوں سے بڑھ کر اور سب سے اہم ہے اور ہر قسم کی بزرگی سے بزرگ تر ہے۔
وَاعۡلَمُوۡا اَنَّكُمۡ صِرۡتُمۡ بَعۡدَا الۡهِجۡرَةِ اَعۡرَابًا ؛	210	اور یہ جان لو کہ تم لوگ ایمان لانے اور ہجرت کر لینے کے بعد پھر ہجرت و ایمان سے خارج ہو کر جاہلیت کے حکم میں داخل ہو گئے ہو۔
وَبَعۡدَ الۡمُوَالَاةِ اَحۡزَابًا ؛	211	اور اسلامی ولایت میں داخلہ کے بعد مخالف گروہ بن گئے ہو۔
مَاتَتَعَلَّقُوۡنَ مِنَ الۡاِسۡلَامِ اِلَّا بِاسۡمِهٖ ؛	212	تم صرف اسلام کے نام سے تعلق رکھنے والے مسلمان ہو۔
وَلَا تَعۡرِفُوۡنَ مِنَ الۡاِیۡمَانِ اِلَّا رَسۡمَهٗ ؛	213	اور تم اسلام کو نہیں پہچانتے سوائے اسکے کہ ایک رسمی صورت اختیار کر رکھی ہے۔
تَقُوۡلُوۡنَ : اَلنَّارَ وَلَا الۡعَارَ ؛	214	تمہارا قول یہ ہے کہ آگ میں کود پڑیں گے مگر عار کو برداشت نہ کریں گے۔
كَاَنَّكُمۡ تُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تُكۡفِئُوۡا الۡاِسۡلَامَ عَلٰی وَجۡهِهٖ انۡتِهَاكًا لِّحَرِیۡمِهٖ ؛	215	اس قول کی پشت پر تمہاری اسکیم یہ ہے کہ تم اسلام کی توہین کر کے اور اس کا عہد توڑ کر اسے منہ کے بل اوندھا کر ڈالو۔
وَنَقۡضًا لِّمِیۡثَاقِهِ الَّذِیۡ وَضَعَهُ اللّٰهُ لَكُمۡ حَرَمًا فِیۡ اَرۡضِهٖ؛	216	تم وہ عہد توڑنا چاہتے ہو جسے اللہ نے زمین پر تمہارے لئے محترم بنایا تھا۔
وَاَمۡنًا بَیۡنَ خَلۡقِهٖ ؛	217	اور مخلوقات کے درمیان اسے امن قرار دیا تھا۔
وَاَنَّكُمۡ اِنۡ لَّجَاۡتُمۡ اِلٰی غَیۡرِهٖ حَارَبَكُمۡ اَهۡلُ الۡكُفۡرِ ؛	218	اور خبردار رہو کہ تم نے اگر اسلام کے سوا کسی اور سے پناہ چاہی تو پھر تم سے اہل کفر جنگ کریں گے۔
ثُمَّ لَاجَبۡرَائِیۡلُ وَلَامِیۡكَائِیۡلُ وَلَا مُهَاجِرُوۡنَ وَلَا اَنۡصَارٌ یَنۡصُرُوۡنَكُمۡ ؛	219	پھر اس صورت میں نہ تو جبرائیل اور میکائیل ہوں گے اور نہ مہاجرین اور انصار ہی ہوں گے کہ تمہاری نصرت کر سکیں۔
اِلَّاالۡمُقَارَعَةَ بِالسَّیۡفِ حَتّٰی یَحۡكُمَ اللّٰهُ بَیۡنَكُمۡ ؛	220	سوائے تلواروں کو کھڑکانے کے اور کوئی چارہ کار نہ رہے گا یہاں تک کہ اللہ ہی تمہارے درمیان اپنا حکم جاری کرے۔
وَاِنَّ عِنۡدَكُمُ الۡاَمۡثَالَ مِنۡ بَاسِ اللّٰهِ وَقَوَارِعِهٖ ؛	221	اور یقیناً ایسی صورتوں کے لئے تمہارے پاس اللہ کے عذاب کی بلاؤں اور سختیوں کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔
وَاَیَّامِهٖ وَوَقَائِعِهٖ ؛	222	اور اس کے تباہ کر ڈالنے والے دن اور واقعات بھی تمہارے سامنے ہیں۔

فَلاَ تَسْتَبْطِئُوا وَعِيْدَهُ جَهْلًا بِاَخْذِهِ وَتَهَاوُنًا بِبَطْشِهِ وَيَاسًا مِّنْ بَاسِهِ ؛	223	لہٰذا تم لوگ اللہ کی گرفت سے انجان بن کر اور اس کے عذاب کو آسان سمجھ کر اور اس کے قہر سے مایوس ہو کر اللہ کے عذاب کو دور نہ سمجھ لینا۔
فَاِنَّ اللّٰهَ ـ سُبْحَانَهُ ـ لَمْ يَلْعَنِ الْقَرْنَ الْمَاضِىَ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ اِلَّا لِتَرْكِهِمِ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْىَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؛	224	چنانچہ اللہ پاک نے تم سے پہلے گزری ہوئی اقوام پر کبھی لعنت نہیں کی سوائے اس کے کہ جب انہوں نے عالمی اچھائیوں کا حکم دینا چھوڑا اور عالمی ناپسندیدہ کاموں سے روکنا بند کر دیا (یعنی اپنی رحمت وسلوک سے انہیں جب ہی محروم کیا جب انہوں نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ترک کر دیا)
فَلَعَنَ اللّٰهُ السُّفَهَآءَ لِرُكُوْبِ الْمَعَاصِىْ ؛ وَالْحُلَمَآءَ لِتَرْكِ التَّنَاهِىْ ؛	225	چنانچہ اللہ نے بے وقوفوں پر اس لئے لعنت کی کہ ان لوگوں نے نافرمانی اور گناہ پر عمل کیا۔ اور عقلمندوں پر اس لئے لعنت کی کہ انہوں نے گناہوں سے روکنا بند کر رکھا تھا۔
اَلَاوَقَدْ قَطَعْتُمْ قَيْدَ ، الْاِسْلَامِ وَعَطَّلْتُمْ ؛ حُدُوْدَهُ ؛ وَاَمَتُّمْ اَحْكَامَهُ ؛	226	خبردار رہو کہ تم نے اسلام کی تمام ہی پابندیاں توڑ ڈالی ہیں اور اسکی حدود کو التواء میں ڈال دیا ہے۔ اور اسکے احکام کو موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے۔
اَلَاوَقَدْ اَمَرَنِىَ اللّٰهُ بِقِتَالِ اَهْلِ الْبَغْىِ وَالنَّكْثِ وَالْفَسَادِ فِى الْاَرْضِ ؛:	227	خبردار رہو کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ باغیوں سے، عہد شکنوں سے اور زمین میں فساد پھیلانے والوں سے جنگ کروں۔
فَاَمَّا النَّاكِثُوْنَ فَقَدْ قَاتَلْتُ ؛ وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَقَدْ جَاهَدْتُ وَاَمَّا الْمَارِقَةُ فَقَدْ دَوَّخْتُ ؛ وَاَمَّا الشَّيْطَانُ الرَّدْهَةِ فَقَدْ كُفِيْتُهُ بِصَعْقَةٍ سُمِعَتْ لَهَا وَجْبَةُ قَلْبِهِ وَرَجَّةُ صَدْرِهِ ؛	228	چنانچہ میں عہد شکنوں، ناکثین کے ساتھ جنگ کر چکا ہوں اور نافرمانوں، قاسطین کے ساتھ میں نے جہاد کر لیا ہے۔ اور بے دینوں، مارقین کو بھی خوب ذلیل وخوار کر چکا ہوں اور گڑھے میں گر کر مرنے والا شیطان تو میرے لئے اس کی مہم پوری ہوگئی۔ اور وہ بجلی سے مارا گیا اور اس کی دل سے نکلنے والی چیخ اور سینے کی تھرتھری سب طرف سنی گئی تھی۔
وَبَقِيَتْ بَقِيَّةٌ مِنْ اَهْلِ الْبَغْىِ ؛	229	اور جو کچھ باقی رہ جانے والے باغی لوگ ہیں ان کے متعلق یہ ہے کہ
وَلَئِنْ اَذِنَ اللّٰهُ فِى الْكَرَّةِ عَلَيْهِمْ لَاُدِيْلَنَّ مِنْهُمْ اِلَّا مَايَتَشَذَّرُ فِىْ اَطْرَافِ الْبِلَادِ تَشَذُّرًا ؛	230	اگر اللہ نے مجھے دوبارہ حملہ کرنے کی اجازت دے دی تو میں ان پر ضرور حملہ کروں گا اور اس دفعہ کے حملے میں میں اُن کا ستیاناس کر کے رکھ دوں گا اور سلطنت کا رخ موڑ دوں گا وہی لوگ بچ سکیں گے جو دور دراز کے شہروں کی حدود میں منتشر ہو جائیں گے۔
اَنَا وَضَعْتُ فِى الصِّغَرِ بِكَلَاكِلِ الْعَرَبِ ؛	231	میں نے تو کم سنی ہی میں عربوں کا سینہ پیوندِ زمین کر دیا تھا۔

وَكَسَرْتُ نَوَاجِمَ قُرُوْنِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ ؛	232	اور قبیلہ ربیعہ اور مضر کے نخروں والے سینگ توڑ کر رکھ دئے تھے۔
وَقَدْ عَلِمْتُمْ مَوْضِعِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ بِالْقَرَابَةِ ؛ الْقَرِيْبَةِ ؛ وَالْمَنْزِلَةِ ،الْخَصِيْصَةِ وَضَعَنِيْ فِيْ حَجْرِهٖ وَاَنَا وَلِيْدٌ ؛ يَضُمُّنِيْ اِلٰى صَدْرِهٖ ؛ وَيَكْنُفُنِيْ فِيْ فِرَاشِهٖ ؛ وَيُمِسُّنِيْ جَسَدَهُ وَيُشِمُّنِيْ عَرْفَهُ ؛ وَكَانَ يَمْضَغُ الشَّيْءَ ثُمَّ يُلْقِمُنِيْهِ ؛	233	اور یقیناً تمہیں علم ہے کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ میرا کیا مقام رہا ہے۔ ہماری قریب ترین قرابت اور خصوصی منزلت کا بھی تمہیں علم ہے میں چھوٹا سا بچہ ہی تھا جب انہوں نے مجھے گود میں رکھنا شروع کیا تھا۔ مجھے اپنے سینے سے چمٹائے رکھتے تھے۔ بستر میں اپنے ساتھ سلاتے تھے۔ اپنے جسم کو میرے ساتھ ملا کرتے تھے اور وہ مجھے اپنی خوشبو سنگھایا کرتے تھے۔ اور پہلے وہ کسی چیز کو چبا کر نرم کرلیا کرتے پھر مجھے لقمے بنا بنا کر کھلایا کرتے تھے۔
وَمَا وَجَدَ لِيْ كِذْبَةً ، فِيْ قَوْلٍ ؛ وَلَا خَطْلَةً فِيْ فِعْلٍ ؛	234	نہ حضورؐ نے میری کسی بات میں جھوٹ پایا نہ میرے کسی کام میں خطا اور شبہ پایا۔
وَلَقَدْ قَرَنَ اللّٰهُ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ مِنْ لَدُنْ اَنْ كَانَ فَطِيْمًا اَعْظَمَ مَلَكٍ مِّنْ مَّلَائِكَتِهٖ	235	اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک عظیم المرتبہ فرشتے کو اس وقت تعینات کر رکھا تھا جب آپؐ دودھ بڑھائی کی عمر کو پہنچنے والے تھے
يَسْلُكُ بِهٖ طَرِيْقَ ، الْمَكَارِمِ وَمَحَاسِنَ اَخْلَاقِ الْعَالَمِ لَيْلَهُ وَنَهَارَهُ ؛	236	وہ فرشتہ دن رات حضورؐ کے ساتھ رہتا تھا اور انہیںؐ شب و روز کرمفرمائی کے طریقوں اور سارے جہاں کے اچھے اخلاق سے منسلک رکھتا تھا۔
وَلَقَدْ كُنْتُ اَتَّبِعُهُ اتِّبَاعَ الْفَصِيْلِ اَثَرَ اُمِّهٖ ؛	237	اور یقیناً میں آنحضرتؐ کے ساتھ ساتھ پیروی کرتا ہوا چلا کرتا تھا اسی طرح کی پیروی جیسے ایک اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے مل کر چلا کرتا ہے۔
يَرْفَعُ لِيْ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِّنْ اَخْلَاقِهٖ عَلَمًا ؛	238	آپؐ میرے لئے ہر روز اپنے اخلاق کا ایک نیا پرچم بلند کرتے تھے۔
وَيَاْمُرُنِيْ بِالْاِقْتِدَاءِ بِهٖ	239	اور مجھے ان پرچموں کی یعنی اپنی اخلاق کی پیروی کا حکم دیتے تھے۔
وَلَقَدْ كَانَ يُجَاوِرُ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ بِحِرَاءَ ؛	240	اور ہر سال غارحرا میں قیام فرمایا کرتے تھے۔
فَاَرَاهُ وَلَا يَرَاهُ غَيْرِيْ ؛	241	میں آپؐ کو غارحرا میں دیکھتا تھا اور میرے سوا انہیں وہاں کوئی نہ دیکھتا تھا
وَلَمْ يَجْمَعْ بَيْتٌ وَاحِدٌ يَوْمَئِذٍ فِي الْاِسْلَامِ غَيْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ. وَخَدِيْجَةَ وَاَنَا ثَالِثُهُمَا ؛	242	وہ وہ وقت تھا کہ اسلام کسی گھر میں نہ آیا تھا سوائے آنحضرتؐ اور خدیجہؑ کے گھر کے اور میں ان کا تیسرا ہوا کرتا تھا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
اَرَى نُوْرَ الْوَحْيِ وَالرِّسَالَةِ ؛	243	میں رسالت اور وحی کے نور کو دیکھا کرتا تھا۔

وَاَشُمُّ رِيحَ النُّبُوَّةِ ؛	244	اور میں نبوت کی خوشبو سونگھا کرتا تھا۔
وَلَقَدْ سَمِعْتُ رَنَّةَ الشَّيْطَانِ حِينَ نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ	245	اور جب وحی نازل ہوئی تو میں نے شیطان کی چیخیں سن کر رسوؐل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ
فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ مَاهٰذِهِ الرَّنَّةُ ؟	246	حضور شیطان نے چیخیں کیوں ماری ہیں؟
فَقَالَ هٰذَا الشَّيْطَانُ قَدْ اَيِسَ مِنْ عِبَادَتِهِ ؛	247	حضوؐر نے فرمایا یہ شیطان ہے جو آئندہ اپنی عبادت کئے جانے سے مایوس ہو گیا ہے۔
اِنَّكَ تَسْمَعُ مَا اَسْمَعُ وَتَرَىٰ مَا اَرَىٰ ؛	248	اور یہ بھی فرمایا کہ تم بھی وہ سب کچھ سنتے ہو جو میں سنتا ہوں۔اور جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم بھی وہ سب کچھ دیکھتے ہو۔
اِلَّا اَنَّكَ لَسْتَ نَبِيٍّ ؛ وَلٰكِنَّكَ لَوَزِيرٍ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خَيْرٍ ؛	249	فرق یہ ہے کہ تم نبی نہیں ہو بلکہ ایک اہم وزیر ہو اور تمہارے لئے وزیر ہونا ہی بہتر ہے۔
وَلَقَدْ كُنْتُ مَعَهُ .صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَمَّا اَتَاهُ الْمَلَاُ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالُوا لَهُ :	250	اور میں اس وقت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ تھا جب قریش کے مُلّا رسوؐل اللہ کے پاس آئے اور حضوؐر سے کہا کہ:
يَامُحَمَّدُ اِنَّكَ قَدِ ادَّعَيْتَ عَظِيمًا لَّمْ يَدَّعِهِ اٰبَاؤُكَ وَلَا اَحَدٌ مِّنْ بَيْتِكَ ؛	251	یا محمدؐ آپ نے ایک ایسا عظیم ترین دعویٰ کیا ہے جیسا دعویٰ نہ تو آپؐ کے آباؤ اجداد نے کیا تھا اور نہ ہی آپ کے گھر والوں نے ایسا دعویٰ کیا تھا۔
وَنَحْنُ نَسْئَلُكَ اَمْرًا اِنْ اَنْتَ اَجَبْتَنَا اِلَيْهِ وَاَرَيْتَنَاهُ عَلِمْنَا اَنَّكَ نَبِيٌّ وَّرَسُولٌ ؛	252	اور ہم اس دعویٰ کی تحقیق کے لئے آپؐ سے ایک مطالبہ کرتے ہیں اگر آپؐ نے اس کو پورا کر دیا تو ہم مان لیں گے کہ آپؐ نبی بھی ہیں اور رسوؐل بھی ہیں۔
وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ عَلِمْنَا اَنَّكَ سَاحِرٌ كَذَّابٌ	253	اور اگر تم اسے پورا کر کے نہ دکھا سکے تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ آپ نہ نبی ہیں نہ رسول بلکہ ایک جھوٹے جادوگر ہیں۔
فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَمَا تَسْأَلُونَ ؟	254	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ تم اپنا سوال بیان کرو۔
قَالُوا تَدْعُولَنَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ حَتّٰى تَنْقَلِعَ بِعُرُوقِهَا وَتَقِفَ بَيْنَ يَدَيْكَ ؛	255	مُلّاؤں نے کہا کہ آپؐ ہمارے لئے اس درخت کو یہاں بلائیں تاکہ وہ اپنی جڑوں سمیت چل کر یہاں آئے اور آکر آپؐ کے سامنے کھڑا ہو جائے۔
فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، فَاِنْ فَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ ذٰلِكَ اَتُؤْمِنُونَ وَتَشْهَدُونَ بِالْحَقِّ ؟	256	اس پر رسوؐل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ چنانچہ اگر اللہ نے تمہارے لئے یہ مطالبہ پورا کر دیا تو کیا تم سب ایمان لے آؤ گے اور حق پر گواہی دو گے؟ انہوں نے یہ شرط مان لی۔حضوؐر نے فرمایا

قَالُوْانَعَمْ : قَالَ: فَاِنِّیْ سَاُرِیْکُمْ ، مَاتَطْلُبُوْنَ وَاِنِّیْ لَاَعْلَمُ اَنَّکُمْ لَاتَفِیْئُوْنَ اِلٰی خَیْرٍ ؛ وَاِنَّ فِیْکُمْ مَنْ یُّطْرَحُ فِی الْقَلِیْبِ ؛ وَمَنْ یُّحَزِّبُ الْاَحْزَابَ ، ثُمَّ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ یَا اَیَّتُھَا الشَّجَرَۃُ اِنْ کُنْتِ تُؤْمِنِیْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِوَتَعْلَمِیْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَانْقَلِعِیْ بِعُرُوْقِکِ حَتّٰی تَقِفِیْ بَیْنَ یَدَیَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ ، وَالَّذِیْ بَعَثَہٗ بِالْحَقِّ لَانْقَلَعَتْ بِعُرُوْقِھَا وَجَائَتْ وَلَھَادَوِیٌّ ، شَدِیْدٌ وَقَصْفٌ کَقَصْفِ اَجْنِحَۃِ ، الطَّیْرِ حَتّٰی وَقَفَتْ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ؛ مُرَفْرِفَۃً وَاَلْقَتْ بِغُصْنِھَا الْاَعْلٰی عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَبِبَعْضِ اَغْصَانِھَا عَلٰی مَنْکِبِیْ وَکُنْتُ عَنْ یَمِیْنِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ ؛		کہ اچھا میں تمہارا مطالبہ پورا کر کے تمہیں دکھائے دیتا ہوں۔اور ساتھ ہی میں یہ بھی علم رکھتا ہوں کہ تم خیر کی طرف پلٹنے والے نہیں ہو۔اور تم ہی میں سے کچھ لوگ تو وہ ہوں گے جو بدر کے کنویں میں پھینکے جانے والے ہیں۔ اور کچھ وہ لوگ ہیں جو جنگ احزاب میں گروہ درگروہ جنگ کرنے کے لئے آئیں گے۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اے درخت اگر تو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ میں اللہ کا رسوؐل ہوں تو فوراً اپنی جڑوں سمیت اُکھڑ کر یہاں آجا اور میرے سامنے رک کر کھڑا ہوجا یہ اللہ کا حکم ہے۔اور قسم ہے اس کی جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کر کے بھیجا کہ وہ درخت اپنی جڑوں سمیت اُکھڑ کر زمین کو پھاڑتا ہوا آیا اور اس کے ساتھ ساتھ سخت گڑگڑاہٹ اور پرندوں کے اُڑنے کی آوازیں آرہی تھیں یہاں تک کہ درخت حضوؐر کے پاس آپہنچا اور حضوؐر کے سامنے کھڑا ہوگیا،صلی اللہ علیہ وآلہ اور اس نے تعظیماً اپنی سب سے اوپر والی بلند شاخیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ پر بکھیر دیں اور بعض شاخیں میرے کاندھوں پر بھی جھکی ہوئی تھیں کیونکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ کے دہنی طرف کھڑا تھا۔
فَلَمَّا نَظَرَ الْقَوْمُ اِلٰی ذٰلِکَ قَالُوْا عُلُوًّا وَاسْتِکْبَارًا : فَمُرْھَا فَلْیَاْتِکَ نِصْفُھَا وَیَبْقٰی نِصْفُھَا	257	جب قریش کے ملاؤں نے یہ سب کچھ دیکھ لیا تو نہایت نخرے اور غرور سے کہنے لگے کہ اسے حکم دیں کہ آدھا آپ کے پاس آئے اور آدھا اپنی جگہ موجود رہے۔
فَاَمَرَھَا بِذٰلِکَ فَاَقْبَلَ اِلَیْہِ نِصْفُھَا کَاَعْجَبِ اِقْبَالٍ وَّاَشَدِّہٖ دَوِیًّا ؛	258	چنانچہ آپ نے درخت کو یہی حکم دے دیا تو درخت کا آدھا حصہ آپؐ کی طرف چلا آیا اور اس مرتبہ کا آنا نہایت ہی عجیب طریقہ پر اور شدید ترین گڑگڑاہٹ کے ساتھ تھا۔
فَکَادَتْ تَلْتَفُّ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ فَقَالُوْا کُفْرًا وَّعُتُوًّا : فَمُرْ ھٰذَا النِّصْفَ فَلْیَرْجِعْ اِلٰی نِصْفِہٖ کَمَاکَانَ ؛	259	چنانچہ وہ اس تیزی کے ساتھ پہنچا تھا کہ معلوم ہورہا تھا کہ اس دفعہ وہ رسوؐل اللہ سے لپٹ ہی جائے گا۔یہ حالت دیکھ کر انہوں نے بڑھتے ہوئے کفر اور سرکشی کے ساتھ کہا کہ اس آدھے حصے کو حکم دیں کہ یہ پلٹ جائے اور

		جیسا پہلے تھا ویسا ہو جائے۔
فَامَرَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَرَجَعَ ؛	260	حضورؐ نے حکم دیا تو وہ پلٹ گیا۔
فَقُلْتُ اَنَا :لَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ ، اِنِّیْ اَوَّلُ مُؤْمِنٍ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ اَوَّلُ مَنْ اَقَرَّ بِاَنَّ الشَّجَرَةَ فَعَلَتْ مَافَعَلَتْ بِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی تَصْدِیْقًا بِنُبُوَّتِکَ وَاِجْلَالًا لِکَلِمَتِکَ ؛	261	میں نے عرض کیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں آپ پر ایمان میں اول ہوں اور اول ہی اقرار کرنے والا ہوں کہ جو کچھ اس درخت نے کیا ہے وہ مرے روبرو واقع ہوا ہے اور درخت نے ثابت کر دیا کہ درخت نے اللہ کے حکم سے آپؐ کی نبوت کی تصدیق کی ہے۔ اور آپؐ کے کلام کی عظمت اور برتری ثابت کی ہے اور،
فَقَالَ الْقَوْمُ کُلُّهُمْ بَلْ سَاحِرٌ کَذَّابٌ عَجِیْبُ السِّحْرِ خَفِیْفٌ فِیْهِ وَهَلْ یُصَدِّقُکَ فِیْ اَمْرِکَ اِلَّامِثْلِ هٰذَا؟ (یَعْنُوْنَنِیْ)	262	قریشی قوم نے کہا کہ ایسا نہیں بلکہ یہ ایک زبردست اور عجیب جادوگر ہے اور اس کو جادو میں بہت صفائی حاصل ہے۔ اور اس معاملے میں آپ کی تصدیق کرنے والا بھی آپ کی ہی مثل ہونا چاہیے (قوم کا اشارہ میری طرف تھا) حالانکہ
وَاِنِّیْ لِمِنْ قَوْمٍ لَّاتَاخُذُ هُمْ فِی اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ ؛	263	میں تو اس جماعت میں سے ہوں کہ جن پر اللہ کے معاملے میں کوئی ملامت اثر نہیں کر سکتی۔
سِیْمَاهُمْ سِیْمَا الصِّدِّیْقِیْنَ وَکَلَامُهُمْ کَلَامُ الْاَبْرَارِ عُمَّارُ اللَّیْلِ وَمَنَارُ النَّهَارِ؛ مُتَمَسِّکُوْنَ بِحَبْلِ ؛ الْقُرْاٰنِ یُحْیُوْنَ سُنَنَ اللّٰهِ وَسُنَنَ رَسُوْلِهٖ ، لَایَسْتَکْبِرُوْنَ وَلَا یَعْلُوْنَ وَلَایَغُلُّوْنَ وَلَایُفْسِدُوْنَ : قُلُوْبُهُمْ فِی الْجِنَانِ وَاَجْسَادُهُمْ فِی الْعَمَلِ ؛	264	وہ جماعت اپنے چہروں سے سچی ثابت ہوتی ہے اور اس کا کلام بھی نیکوں کا کلام ہوتا ہے وہ راتوں کو جاگ کر آباد رکھنے والے اور دن میں راہنمائی کرنے والے مینار ہیں۔ قرآن کے رشتے سے وابستہ رہنے والے ہیں اللہ کے قوانین کو زندہ رکھنے والے اور رسولؐ کی سنت کو اختیار کرنے والے ہیں۔ کبھی بڑائی نہیں مارتے۔ تکبر نہیں کرتے اور نہ عالی شان بنتے ہیں اور نہ خیانت کرتے ہیں۔ کبھی فساد نہیں پھیلاتے ہیں۔ ان کے دل جنت میں رہتے ہیں اور بدن نیک عمل میں مصروف ملتے ہیں۔“

تشریحات:

یہ خطبہ نہج البلاغہ کے تمام خطبوں سے طویل ترین خطبہ ہے اور اس خطبے میں جن حقائق پر حضور علیہ السلام نے زیادہ توجہ دی ہے وہ اللہ کی عزت اور کبریائی ہیں۔ یہ پورا خطبہ اور خطبے کے مختلف اجزا اللہ کی اسی عزت و کبریائی کو مختلف حیثیتوں سے بیان کرتے ہیں۔ یہ ایک فطری حقیقت ہے کہ اس کائنات اور کائناتی موجودات مخلوقات کا خالق و مالک و مربی ہی عزت و کبریائی کا بھی خالق و مالک ہے اور مخلوقات کی شکل وصورت اور

قدّ وقامت اور صفات وخصوصیات سب کچھ عطیہ خداوندی ہے۔جس کو جو کچھ مِلا وہ اُن کے خالق و مالک اللہ سے ملا۔اللہ نے دیا۔کسی مخلوق کو نہ اپنے پیدا ہونے پر اختیار تھا۔نہ علم تھا نہ قدرت تھی اور نہ اپنی وضع وقطع اور صفات پر اختیار وعلم وقدرت تھی۔لہٰذا اگر کسی مخلوق میں اللہ نے تخلیقی حیثیت سے عزت اور کبریائی کا کچھ حصہ رکھا ہے تو وہ بھی عطیہ خداوندی ہے اس مخلوق کا ذاتی نہیں ہے۔اس خطبے میں حضرت علی علیہ السلام اُس مخلوق سے تعارف کراتے ہیں جس نے مندرجہ بالا تخلیقی حقائق۔''عِزّت و کِبریائی۔'' میں اپنی عقل وبصیرت و تجربے اور کوشش اور جدوجہد (اجتہاد) کو مداخلت اور فیصلے کا حق دیا حالانکہ وہ خود اور اُس کی عقل وبصیرت اور قوت جدوجہد بھی مخلوق تھی اور خالق کے حکم اور فیصلے کے خلاف فیصلہ کرنے کی مجاز نہ تھی۔اُس ہستی کا نام قرآن کریم میں ابلیس اور شیطان آتا ہے۔وہ اللہ کی عزت وکبریائی میں مداخلت کے وقت اپنی نوع یعنی جنات کا بادشاہ (28) تھا۔امام رضا علیہ السلام کے بیان کے مطابق اُس کا پیدائشی نام حادِث تھا۔اور اُس کا ایک قدیم نام ساری اُمتوں میں عزازیل بھی مشہور چلا آرہا ہے۔ہم نہیں جانتے کہ یہ نام کس نے اور کب رکھا تھا بہرحال فارسی زبان کا ایک پُرانا شعر یہ ہے کہ:

تکبر عزازیل را خوار کرد بزندانِ لعنت گرفتار کرد

عزازیل کو تکبر نے ذلیل وخوار کر دیا اور لعنت کی قید میں گرفتار رکھا ہے۔یہی مناسب جگہ ہے کہ جہاں یہ بتا دیا جائے کہ ابلیس نے چھ ہزار سال اطاعت وعبادتِ خداوندی میں گزارے اور ترقی کے بہت سے درجات طے کر کے اللہ کا پسندیدہ مقام حاصل کر لیا تھا اور سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے راندۂ درگاہِ خداوندی یعنی رجیم ہو گیا اور لعنتی قرار پایا۔کافر کہلایا،ابلیس اور شیطان کا لقب حاصل کیا۔

2۔شیطان کے ہم مذہب لوگ ہمیشہ اونچے درجے کے مومنین ہوتے ہیں خود شیطان ہوتے ہوئے شیطان پر لعنت کرتے ہیں مگر سجدہ راز کھول دیتا ہے۔

ہمارے چاروں طرف مسلمان ہی مسلمان اور تمام فرقوں کے مسلمان ہیں اُن کی کثرت تو سیدھے سادے اور بہکائے ہوئے مقلّد مسلمانوں کی ہے۔مگر ہر فرقے میں کچھ اونچے درجے کے مسلمان بھی ملتے ہیں جو اپنے اپنے مذہب پر فخر کرتے ہوئے ملیں گے۔پابند نماز ہوں گے۔حاجی ہوں گے۔حافظانِ قرآن ہوں گے۔مولوی اور علامہ ہوں گے پابندِ شرع یعنی داڑھی رکھے ہوئے اُونچے پائچوں کی شلوار یا پیجامہ پہنے ہوئے بات بات میں اسلام اسلام کہتے ہوئے مگر یہ سو فیصد ابلیسی گروہ کے مومن ہوں گے اُن کو جانچنے کے لئے سجدہ کی بات کریں اور کہیں کہ ہر نبیؐ سجدے کا حقدار ہوتا ہے۔بس یہ بات سُنتے ہی اُن کے چہرے کا رنگ بدل جائے گا ناگواری کے آثار ظاہر ہو جائیں گے۔زبان سے وہ کیا کیا کہیں گے ہمیں معلوم نہیں۔ہوسکتا ہے کوئی لاحول بھی پڑھے،ہوسکتا ہے کوئی تبلیغ شروع کر دے۔ہوسکتا ہے کوئی شرک کا فتویٰ لگا دے۔آدم علیہ السلام کی بات درمیان میں آجائے تو کہہ دے کہ وہ سجدہ نہ تھا۔صرف جھکنا تھا اور باریکیاں اور بہانے اور بکواس کرنے لگے۔مگر امتحان تو چہرے پر ناگواری کے آتے ہی مکمل ہو گیا۔وہ ابلیس کا ہم مذہب اور شیطان کا جہنمی مومن ثابت ہو گیا اور اگر کوئی خوش ہو کر اور تمہیں حقیقی مومن سمجھ کر اور تمہارا لب ولہجہ پہچان کر مان لے تو وہ حقیقی مومنین میں شمار کرنے کے قابل ہوگا۔جو ایسا نکلے تو پھر علی علیہ السلام کا ذکر شروع کر دیں۔اب بھی رنگ بحال رہے بلکہ خوشی میں اضافہ نظر آئے تو کھل کر بتا دیں کہ آپ کون ہیں۔وہ گلے سے لگا لے یا از سر نو ہاتھ ملائے تو سمجھ لینے کے لئے کافی ہے کہ وہ قریش کا مخالف اور محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وعلیہم کا دوستدار ہے۔اس سلسلے میں سجدہ کے جواز پر قرآن کریم سے تفصیلی گفتگو ہوتی رہتی ہے۔سابقہ خطبوں سے مدد لیں اور مخالف کا مُنہ قرآن کی آیات سے بند کر دیں اور بتا دیں کہ ہمارے یہاں اللہ کا کوئی حکم یا شریعت منسوخ نہیں ہوتی سب پر

عمل ہوتا ہے اور منسوخ کی معنوی حیثیت سے تو شریعت محمدؐ یہ اور خود قرآن بھی سارا کا سارا منسوخ یعنی لکھا ہوا ہے۔ ہمارے سامنے نہ فریب سازی چلتی ہے نہ فریب کارانہ جملے اور خود ساختہ اصطلاحات چلتی ہیں۔ لہٰذا یہاں تک یہ نوٹ کرلیں کہ عزت و بزرگی اور کبریائی اللہ کی ذات سے مخصوص ہے جو اس خصوصیت میں رخنہ اندازی کرتا ہے وہ شیطان ہے اور جس جس کو اللہ نے عزت و بزرگی و کبریائی عطا کی ہے اُس کا انکار کرنے والا بھی شیطان ہے اور شیطان لعنتی اور جہنمی ہے۔ اور بس۔

3۔ اللہ نے آزمائش و امتحان کو پہلا نمبر دیا ہے اور اس کے لئے انبیاءؑ اور رسُلؑ کو بدلی ہوئی صورت میں پیدا کیا ہے۔

اس عنوان کے ماتحت سب سے پہلے یہ یاد دلائیں کہ کائنات کی ساری مخلوقات میں سے صرف انسان اور جنات صاحبانِ عقل و ارادہ و اختیار و ضمیر و وجدان پیدا کئے گئے ہیں۔ ان ہی دونوں کو وہم ہوسکتا ہے۔ یہی گمان کرسکتے ہیں یہی ظن و تخمین کرسکتے ہیں۔ اُن ہی کو شبہات و وسوسے گھیر سکتے ہیں۔ ان ہی کو دھوکہ اور غلط فہمی ہوسکتی ہے یہی مبالغہ اور غرور و تکبر کرسکتے ہیں۔ اِن ہی کے لئے الفاظ گناہ، غلطی اور غلط کاری، بھول چوک، سرکشی، نافرمانی، کوتاہی، لغزش، بہکنا، اغوا، ظلم و ستم و جبر و استبداد وغیرہ استعمال ہوسکتے ہیں اور مشہور ہے اور بہت حد تک صحیح مشہور ہے کہ آزمائش اور امتحان بھی اُن دونوں مخلوقات کا ہوتا ہے۔

اس خطبے کی رو سے امتحان و آزمائش ہر مخلوق کی ہوسکتی ہے مثال میں فرشتوں کی آزمائش اور امتحان مذکور ہے (7۔6) لہٰذا یہ سمجھ لینا چاہیے کہ باقی مخلوقات کی آزمائش اُن کی تخلیقی حیثیت کے اندر محدود رہتی ہے اور انسانوں اور جنات کی آزمائش اُن کی وسعت تخلیق کی رو سے وسیع تر اور دور رس ہوتی ہے۔ اور آٹھویں جملے میں اُس اعتراض کا جواب دیا ہے جو اہل عقل کرتے ہیں کہ جب اللہ کو علم غیب اور ہر صورت حال معلوم ہے تو آزمائش کی ضرورت ہی نہیں لہٰذا آزمائش تو وہ کرے گا جو حقیقت حال سے جاہل ہو۔ تاکہ آزمانے اور امتحان لینے کے بعد وہ حقیقت حال پر مطلع ہوسکے۔ یہ اعتراض ہے تو صحیح مگر اللہ کی آزمائش خود علم حاصل کرنا نہیں بلکہ حقیقت سے ناواقفوں کو مطلع کرنا ہوتا ہے اور چونکہ اللہ علم غیب کی بنا پر علم غیب کی وجہ سے جزا و سزا نہ خود دیتا ہے نہ کسی اور کو اپنے ذاتی علم کی بنا پر سزا یا جزا دینے کا اختیار دیتا ہے بلکہ جزا یا سزا کے لئے مادی ثبوت چاہتا ہے تاکہ شخصِ متعلق کوئی بہانہ یا اعتراض نہ کرسکے اور یہیں یہ بات صاف ہو جانا چاہیے کہ اکثر علما و عوام یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت میں مواخذہ بھی صرف انسانوں اور جنات ہی سے ہوگا اور جزا و سزا بھی صرف انسانوں اور جنات ہی کو دی جائے گی۔ لہٰذا حشر و محشر بھی انسانوں اور جنات کا ہی ہوگا۔ اس سلسلے میں ہمیں وہ کچھ کہنا چاہیے جو قرآن اور صاحبان قرآن علیھم السلام نے فرمایا ہو۔ اپنی طرف سے کوئی بات بطور کُلیہ نہیں کہنا چاہیے ورنہ پٹائی ہونا لازم ہے۔

3۔ الف) قرآن میں کسی بات کی کمی نہیں چھوڑی گئی ہے۔ چرند و پرند و حیوانات قریش کی مثل امتیں ہیں اور ان سب کا حشر ہونے والا ہے۔

بہرحال یہ آیت ملاحظہ فرمائیں۔

وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُم مَّا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِن شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ O(6/38)

۔ ''زمین پر چلنے والا کوئی جانور ہو یا ہوا میں پروں سے اُڑنے والا کوئی پرندہ ہو یہ سب تمہاری مثل کی اُمتیں ہیں اور ہم نے مکمل کتاب میں کسی چیز کی کسر نہیں چھوڑی ہے پھر یہ تمام اُمتیں اپنے رب کے سامنے محشور ہوں گی۔''

اِس سے واضح بیان اور کیا ہوگا جو تمام چرند و پرند وغیرہ کے حشر کا ثبوت بنے۔اور کتابِ خداوندی کی تکمیل پر دلیل ہو اور وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو اپنے جیسا بشر کہہ کر اُن کی شان میں کمی کرتے ہیں آپ اُن کو گدھوں اور کتوں اور سؤروں کی مثل کہہ کر اُن کی پوزیشن واضح کر دیں۔اور سابقہ عنوان میں یہی بات دکھانا ہے کہ اُمتوں میں شیطانی مومنین بھی ہوتے تھے اور گدھوں اور کتوں کی مثل لوگ بھی ہوتے تھے۔اس لئے انبیاء اور رُسل علیھم السلام کو اُن کی حقیقی صورت میں نہیں بھیجا گیا۔مثلاً روشنی سے چمگادڑ کی مثل والے آدمی اندھے ہو جاتے اور اُن کو نبیؐ نظر ہی نہ آتا۔نوری اور شفاف صورت ہوتی تب بھی لوگوں کی نظریں اُن میں سے ہو کر پار نکل جاتیں اور نبیؐ کو نہ دیکھتے اور چلتے ہوئے نبیؐ سے ٹکراتے رہتے اس لئے کہ شفافیت کی وجہ سے نظریں پار نکلتی رہتیں۔جیسے شفاف شیشے پر نظر نہ ٹھہرنے اور کھڑکی کھلا سمجھنے اور سگرٹ پھینکنے اور واپس اندر ہی آکر گرنے کا تجربہ مجھے بار بار ہوا ہے۔اور اُن کی خوشبو سے سونگھنے کی قوت معطل ہو جاتی اور حواس خمسہ کے بجائے صرف چار حواس کام کرتے اور عقلی فیصلوں میں نقص اور خامی پیدا ہو جاتی اور جب یہ دیکھتے کہ ہر کام اُن کے اشاروں سے ہوتا چلا جاتا ہے تو اُن کی آزمائش کا راستہ بند ہو جاتا پھر کیسے کہتے کہ اُس درخت کو یہاں بُلاؤ؟ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے اس خطبے میں نبیّوں کی پوزیشن کو کئی طرح واضح کر دیا ہے۔

4۔حضرت آدمؑ کی حقیقی تخلیق اور واقعی صورت حال کو پوشیدہ رکھا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے رعب سے گردنیں جھکانا نہ چاہا(20) اور ملائکہ کے امتحان کو ٹائٹ کرنے کے لئے آدمؑ کے رغبت اور شوق کو کم کرنے کے لئے (21) آخر آدمؑ کی نوری پوزیشن کو چھپانے کے لئے مٹی اور طینی صورت کو آگے بڑھا دیا تاکہ ابلیس اور ملائکہ کی نظریں نہ چندھیائیں اور ابلیس فخر کر سکے اور آدمؑ کی خوبصورتی کو سادہ صورت کی آڑ میں کر دیا اور آدمؑ کی خوشبو کو اُن کی ناک میں پہنچنے سے روک دیا تاکہ آزمائش پوری ہو سکے(19) ورنہ درحقیقت حضرت آدم علیہ السلام نور وضیا و خوشبوؤں سے بنی ہوئی مخلوق تھے(20-19) اُن کی اس عظیم الشان پوزیشن کو چھپانے کے لئے وہ سب کچھ کیا جو بعد کے جملوں میں ہے(23 تا 21)۔اور ہم نے چوبیسویں جملے سے یہی سبق لیا جو حقیقی پوزیشن کا واضح کرنے کے لئے لکھا ہے(19 تا 24) اور طے کر لیا ہے کہ لفظ آزمائش ,طریقِ آزمائش اور مقاصد آزمائش سامنے رکھ کر انبیاؑء و رُسل علیھم السلام کی حقیقی پوزیشن پر ایمان و یقین رکھا کریں گے اور بَشَرٌ مِثْلُکُمْ (تمھارے مثل بشر ہے) جیسے الفاظ اور بیانات سے اُلجھن میں نہ پڑیں گے بلکہ ان الفاظ اور بیانات کو خبیث اور ابلیسی ذہنیت والے آدمیوں کیلئے سمجھا کریں گے اور ایسی نافرمانی اور سرکشی ہرگز اختیار نہ کریں گے جو بیان کی گئی ہے۔(27 تا 30) اور حضرت علی علیہ السلام کی نصیحت (31) کے مطابق ابلیس ہی سے نہیں بلکہ اُس کے متعلق اللہ کے ہر طریق کار سے اور ہر بیان سے زیادہ سے زیادہ بچ کر رہا کریں گے اور اس عملدرآمد کو اختیار کر لینے سے ابلیس نہ ہمیں اپنی دلکش آواز ہی سُنائے گا بلکہ نہ ہم ایسے پختہ کار مومنین پر سواروں اور پیادوں سے حملہ آور ہونے کی ہمت کرے گا(31) نہ وہ اس تیر کو ہم پر پھینک سکے گا جو مذکور ہوا ہے(33)(32) اور ہمیں ہمارا ایمان حمیت کے بیٹوں اور عصبیت کے بھائیوں اور تکبر کے سواروں سے دور رکھے گا اور ہم ہرگز ابلیس کی اقتدا کرنے والے پیرو نہ بنائے جا سکیں گے(34 تا 37) جیسا کہ قریش کے معاملے میں پوشیدہ راز کھل گیا اور اُن کا پیروانِ ابلیس ہونا ثابت ہو گیا(39-38) اس کے بعد حضور علیہ السلام نے شیطان اور قریش کا وہ گٹھ جوڑ بیان فرمایا ہے جو عہد رسولؐ اور عہدِ مرتضویؑ میں جاری رہا تھا(40 تا43)۔اور ہم اپنی پوری قوت اور ساری ایمانی بصیرت ابلیس اور ابلیس کے پیروؤں اور ابلیس کے مشن کے خلاف استعمال کرتے رہیں گے(44) انشاء اللہ وامام علیہ السلام۔اللہ اور امام علیہ السلام کے فضل و مدد سے ہم نے اپنے دلوں سے عصبیت کی آگ اور کینوں کو بجھا دیا ہے(50) اور ہم نے پہلے ہی سے عاجزی اور انکساری

کواپنے سر کا تاج بنا رکھا ہے اور خودساختہ عزت ہی نہیں بلکہ خودساختہ مذہب کو بھی پیروں سے مسل دیا ہے (52 تا 54) اور اپنے امام و مالک علیہ السلام کے دشمنوں اور اُن کے ناپسندیدہ لوگوں کے مقابلے میں ہر طرح کا محاذ قائم کیا ہوا ہے (55) نہ صرف عاجزی اور انکساری کا محاذ اور نہ صرف بدکاری، لالچ اور طمع کے خلاف محاذ قائم کیا ہوا ہے بلکہ اُن کے مصنوعی دین مصنوعی عبادتوں اور عبادت کے مصنوعی اور مقبول طریقوں کے خلاف بھی محاذ قائم کیا ہوا ہے۔ ہم پر اُن کی قرآن خوانی دینی تقریریں نماز واذان تک اثر انداز نہیں ہوتیں ہم اُن سے اور اُن کے تمام اچھے اور بُرے اعمال واقوال سے متنفر ہیں۔ اور یقین کامل رکھتے ہیں کہ ہم نے واشگاف طریقہ پر وہ تمام راہیں بند کردی ہیں جن سے شیطان اور شیطان کے پیچھے آج کے یا سابقہ اُمتوں کے افراد کو پھانسا کرتے تھے (64-65) ہم محمدؐ و آل محمدؐ اور آئمہ اہلبیت علیہم السلام کو عموماً اور امام زمانہ قائم قیامت علیہ السلام کو خصوصاً اپنا مالک وراہنما اور سید وسردار سمجھتے ہیں اور اُن کے علاوہ ہم نے ہر سچے یا جھوٹے سردار کو اپنے دل و دماغ سے خارج کردیا ہے۔ دین کے معاملے میں صرف حضرت حجۃ علیہ السلام ہی دل و دماغ میں مقیم ہیں (67) ہم آج اپنے نظام کے علاوہ کسی کو دین دار نہیں سمجھتے۔ ہم اُن سب کو باطل کے ڈنڈے سے ہانکتے ہیں (72 تا 75) لہٰذا باطل اور باطل پرست ہم تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔

5۔ اللہ کی سادہ اور سنجیدہ تعلیم وہدایات اور وعدوں پر یقین واعتماد رکھنا ہر قسم کی آزمائش میں کامیاب کرتا ہے۔

اللہ کی سنجیدہ ہدایات اور وعدوں کی مثالیں:

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ O اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُوْرُوْنَ O وَاِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ O (173 تا 171/37)

''یقیناً ہم اپنے بھیجے ہوئے رسؐولوں سے پہلے ہی وعدہ کرچکے ہیں کہ بلاشبہ وہی منصور وظفریاب ہونگے اور ہمارا ہی لشکر غالب ہو کر رہے گا''

<u>دوسری مثال:</u>

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ O وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ O

''یہ تمام انسانوں کے لئے ایک بیان حقیقت ہے اور متقی لوگوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔ دل شکستہ نہ ہو غم نہ کرو تم ہی غالب رہوگے اگر تم مومن ہو۔'' (139-138/3)

یہ اور ایسی بہت سی آیات قرآن میں موجود ہیں جن سے یہ یقین ہوجانا چاہیے کہ اللہ کے رسؐول اور اللہ اور رسؐولوں پر ایمان رکھنے والوں کے لئے کامیابیاں اور فتح ونصرت طے شدہ ہے تو لازم تھا کہ رسؐول اور مومن کسی حال میں ہوں ناکامی اُن کے لئے ہے ہی نہیں لہٰذا نہ رسؐولوں کو آزمائش میں ہراساں ہونا چاہیے اور نہ مومنین کو فکر کرنا چاہیے۔ اور ان دونوں فریقوں کو ہر آزمائش اور امتحان کو خوشی خوشی لبیک کہنا چاہیے لہٰذا حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''یقیناً اللہ نے اپنے انبیاؑء اور اولیاؑء کو اُلجھنوں میں ڈال کر آزمایا اور محنت اور جفاکشی اور خودکُشی میں مبتلا رکھا اور خوف وہراس سے اُن کا امتحان لیا اور اُنھیں ناگواریوں سے دوچار کیا۔'' (84)

لہٰذا انبیا علیہم السلام کا ہر امتحان سے گزرجانا اس بات کا ثبوت ہے کہ اُن حضرات کو آیات خداوندی پر مکمل یقین واعتماد رہتا رہا ہے اور اس کے خلاف باقی انسانوں کا آزمائشوں میں ناکام ہوتے رہنا اس بات کا ثبوت ہے کہ عوام الناس کی کثرت نے کبھی آیات خداوندی پر یقین واعتماد نہ کیا تھا۔ اور اسی لئے قرآن کریم میں جگہ جگہ اور بار بار آزمائشی اور امتحانی حالات کا ناپسندیدہ ذکر ہوتا رہا ہے۔

6۔ صوفیانہ لباس، دربارِ فرعون اور موسیٰؑ و ہارونؑ عالمِ فقر و غربت میں، فرعون کو تحفظ کا وعدہ دینا:

انبیاؑ علیہم السلام کو اپنی حقیقی تخلیق اور قدرت پر کس قدر اطمینان حاصل تھا وہ اُن کی استقامت اور حیران کن حالات میں اللہ کے مقام سے بیباکانہ اقوال واعمال سے واضح ہوتا ہے چنانچہ حضرت علی علیہ السلام حضرات موسیٰ وہارون علیہما السلام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''اور بلاشبہ موسیٰ ابن عمران اور اُن کے ساتھ اُن کے بھائی ہارونؑ، اللہ اُن دونوں پر درود بھیجتا رہے فرعون کے دربار میں داخل ہوئے جبکہ اُن دونوں کے جسم پر اُون سے بنے ہوئے صوفی کُرتے تھے اور دونوں کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں (89) اور اُن دونوں نے فرعون کے سامنے یہ شرط پیش کی تھی کہ اگر وہ اسلام لے آئے تو اُس کا مُلک اور بادشاہت اور اُس کی عزت ہمیشہ برقرار رہے گی۔'' (89-90)

یہ صورت حال خود بتاتی ہے کہ اُن دونوں بھائیوں پر اُن کے لباس اور حالات نے ذرہ برابر بُرا اور مادی اثر نہ ڈالا تھا بلکہ وہ فرعون کے لباس اور اہل دربار کی شان و شوکت اور فرعون کے دبدبے اور ہیبت سے ذرہ برابر متاثر نہ ہوئے تھے بلکہ خود کو عظیم الشان انسان سمجھ رہے تھے۔ یعنی جس طرح فرعون خود کو وہی سمجھ رہا تھا جو کچھ وہ تھا اُسی طرح یہ حضرات بھی مع اپنے صوفیانہ لباس اور لاٹھیوں کے خود کو وہی کچھ سمجھ رہے تھے جو کچھ وہ درحقیقت تھے۔ یعنی وہ اللہ کے نائب اور خود اللہ کی حیثیت میں وہاں موجود تھے اور اُن سے کائنات میں نہ قدرت میں زیادہ تھا نہ کسی کو اُن سے زیادہ اختیارات حاصل تھے اور فرعون اور فرعون کا دربار و حکومت اُن کے ایک اشارے سے بھاپ بن کر ہوا میں منتشر ہوسکتی تھی اور اسی بنا پر وہ ذمہ داری لے رہے تھے فرعون کی عزت اور حکومت اور ملک کے محفوظ رہنے کی۔ اور خود فرعون نے حیران ہوکر کہا تھا کہ:

''چنانچہ فرعون نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ کیا تم اِن دونوں آدمیوں پر تعجب نہیں کر رہے ہو کہ جو میرے سامنے یہ شرط رکھتے ہیں کہ تیری حکومت اور تیری عزت ہمیشہ برقرار رہے گی؟ اور جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ یہ دونوں کیسی فقیرانہ اور ذلیل حالت میں ہیں یہ کیا بات ہے کہ حکومت اور ملک اور عزت برقرار رکھنے کی طاقت ہوتے ہوئے سونے کے دو کنگن بھی پہنے ہوئے نہیں ہیں۔'' (91)

7۔ فرعون ہی نہیں بلکہ انبیاؑء کے مقابلہ میں تمام بادشاہ، اقوام و عوام بچگانہ غلطیاں کرتے رہے۔

یہ بات تو سمجھ آتی ہے کہ فرعون نے اُن کے لباس اور فقیرانہ حالت سے اُنھیں کمزور اور غریب سمجھا مگر اُن کی شرط اور اُن کے دعویٰ کے بعد بھی اُنھیں غریب وفقیر و ناتواں سمجھا۔ یہ کیوں نہ سوچا کہ غریب وفقیر و ناتواں لوگ ایسا عظیم الشان دعویٰ نہیں کیا کرتے اور پھر وہ ایک جابر و قاہر بادشاہ کے سامنے ایسا دعویٰ کر رہے ہیں جہاں ایک اشارے پر اُن کے سر، زمین پر لُڑھکتے نظر آسکتے ہیں۔ پھر یہ کہ اُنھوں نے سوچ سمجھ کر یہ دعویٰ کیا ہوگا اور ہر آزمائش و امتحان اور ہر نتیجہ کے لئے تیار ہوکر یہاں آئے ہوں گے۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو پال کر جوان کیا تھا وہ انھیں ایک نہایت عقلمند انسان سمجھتا تھا اور اُسے معلوم تھا کہ وہ ملکی قانون کی رو سے قتل کے مجرم اور پھانسی کے حقدار ہیں۔ اس کے باوجود وہ کس بنا پر درّانہ دربار میں چلے آئے اور ایسا دعویٰ کر دیا جو کسی بھی انسان کی قدرت میں نہیں ہے۔ اور جس کے معنی یہ ہیں کہ نہ انھیں گرفتار کیا جاسکتا ہے نہ پھانسی پر لٹکایا جاسکتا ہے۔ آخر اُن کے ساتھ وہ کون سی طاقت ہے جو اُنہیں بے خوف اور مطمئن رکھے ہوئے ہے۔؟ یہ وہ باتیں ہیں جو سمجھ میں نہیں آتیں۔ یہ وہ غلطیاں ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے مقابلے میں سب ہی کرتے رہے۔ اُن کی ظاہری حالت کیسی بھی ہوتی، اُن کے دعاوی سے یہ سمجھنا پہلے درجے کی بات تھی کہ اُن کی پشت پر خدائی طاقت موجود ہے۔ دانشور اور جاہل اُن کی ظاہری حالت سے دھوکہ کھاتے رہے اور اپنی خداداد عقل و بصیرت کو کام میں نہ لائے۔ مگر مومنین کو تو انبیاؑء و آئمہ علیہم السلام کی ظاہری حالت سے فریب نہ کھانا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ اللہ کی تمام نعمتیں، تمام قدرتیں اور تمام

اختیارات، سارا علم وحکمت اور سارے خزانے اُن کے اشارے کے منتظر رہتے ہیں۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:

''اگر اللہ نے یہ ارادہ کیا ہوتا کہ اپنے انبیّا کو مبعوث کرنے کے وقت اُن کے لئے سونے کے خزانوں اور خالص سونے کی کانوں کے مُنہ کھول کر اُن کے قبضے میں دے دیتا اور اُن کے لئے باغات فراہم کرتا اور یہ کہ اُن کے ساتھ آسمانی پرندوں کو اور زمین کے وحشی جانوروں کو بھی اُن کے ہمراہ کر دیتا تو یقیناً کر سکتا تھا۔ اگر اللہ نے اپنے نبیوّں کے لئے یہ سب اہتمام کر دیا ہوتا تو انسانوں کی آزمائش ختم ہو جاتی اور نیک عملی کی جزا دیا جانا باطل ہو جاتا اور آسمانی غیبی خبریں کمزور ہو جاتیں۔ اور آزمائے جانے اور کامیاب ہونے والوں کا اجر واجب نہ رہتا۔ اور نہ اس صورت میں ایمان لانے والوں اور نیک کردار لوگوں کو جزا کا استحقاق رہتا۔ اور نہ الفاظ اور اسماء اپنے معنی کا ساتھ دیتے۔ ولیکن اللہ پاک نے اپنے رسولوں کو اُن کے ارادوں میں قوی بنایا اور آنکھوں سے نظر آنے والے حالات میں اُنھیں کمزور دکھایا ہے۔'' (97 تا 93)

یہاں یہ بھی سمجھ لیں کہ سونے کے خزانوں اور کانوں کا انبیّاء کو دیا جانا اس لئے بھی ضروری نہ تھا کہ اُنہیں اُن کی مادی حفاظت اور دیکھ بھال میں اُلجھنا پڑتا پہرے دار بٹھانا پڑتے' حساب کتاب رکھنا پڑتا اور یوں وہ پورا وقت (full time) خدائی مشن پر نہ لگا سکتے اور معذور و بے قصور ہوتے۔ لہٰذا اللہ نے انبیّاء علیہم السلام میں یہ یقین پیدا کر دیا کہ جس چیز کی ہمیں ضرورت ہوگی وہ ضرورت کے پیدا ہونے سے پہلے ہی ہمارے سامنے حاضر ہو گی۔ اس لئے بھی انبیّاء علیہم السلام کے ساتھ کسی قسم کا اُلجھاؤ نہیں رکھا گیا۔ ساری کائنات اور کائنات کی تمام موجودات اُن کے سامنے مسخر کر دی گئیں لہٰذا انھیں متعلقہ سامان کو اُٹھائے پھرنے سے بچا کر رکھا گیا اور وہی حالت بہترین اور مفید ترین حالت تھی جس میں اللہ نے انبیّاء و آئمہ علیہم السلام کو رکھا ہے۔

8۔ عربوں کی کثرت جرائم پیشہ لوگوں سے وجود میں آئی تھی حضرت ابراہیمؑ بدکاروں اور بدمعاشوں میں بھیجے گئے تھے۔

آگے چل کر حضرت علی علیہ السلام اقوام عالم کے عروج و زوال کو بیان فرماتے ہیں۔ عروج و زوال کے اسباب اور حالات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اُن سے سبق حاصل کرنے کی تاکید فرماتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ اُن حالات کو بیان فرماتے ہیں جن سے گزر گزر کر لوگ عرب کے ریگستانوں تک پہنچے اور عرب میں آبادی شروع ہوئی اور کس طرح یہ ویران و سنسان بیابان آباد ہوا؟ اور اُن جلاوطن ہو کر آنے والوں نے قومی و تمدنی صورت اختیار کی۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام اُن اقوام کے زوال کا تذکرہ فرماتے ہیں جو ایک زمانہ میں حکمرانی کر رہی تھیں (174۔173) جو پوری زمین کو پالنے والی قوم تھی ساری کائنات کی گردنوں پر حکومت کرتے تھے (176) اور جب اُن پر زوال آیا تو ایران و روم کے بادشاہوں نے اُن کو غلام بنا لیا اور اُن کے رب بن گئے (184) اور سرکشی، بدمعاشی اور جرائم کے عادی لوگوں کو عرب کے ریگستانوں میں دھکیل کر چھوڑ آتے تھے۔ جہاں خوراک ملنا مشکل تھا۔ اور اُن ریگستانوں کے خطرناک مقامات تک پہنچانے میں جو اونٹ لنگڑے یا زخمی اور بیمار ہو جاتے تھے فوجی دستے اُنہیں بھی اُن جلاء وطن کئے جانے والے مجرموں ہی کے ساتھ چھوڑ آتے تھے۔ (185) ان بیابانوں اور ریگستانوں میں، جن کو مہذب اقوام ''عربہ'' کہتی تھیں اور جو صدیاں گزرنے کے بعد عربہ سے عرب کہلانے لگا، زندگی بڑی دشوار تھی (186)۔ حضرت علی علیہ السلام اس علاقہ کو ساری دنیا سے ذلیل ترین علاقہ فرماتے ہیں (186) جہاں دھکیلے ہوئے یہ مجرمین فقیر و ناچار و محتاج اور بے یار و مددگار تھے (186) کوئی اُن سے ہمدردی کرنے والا نہ تھا (186) پناہ دینے والے بازو نہ تھے اور سایہ الفت و محبت نہ تھا (187)۔ بے چینی و بے قراری اور مصائب و آلام سے دبے ہوئے جہالت سے معمور، ماؤں بہنوں اور عورتوں کی حالت نہایت شرمناک، تعداد کی کمی کی بنا پر ماں بہن اور بیٹی کے رشتے ختم کر دئے جاتے

تھے(188)اِن ہی لوگوں کی اولاد تھی جس سے آگے چل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کا سابقہ پڑا تھا۔اس حرام درحرام چلے آنے والی نسل ہی کو کہنا پڑا تھا کہ:

مودودی: ۔''جن عورتوں سے تمھارے باپ نکاح کر چکے ہوں اُن سے ہرگز نکاح نہ کرو مگر جو پہلے آج تک ہو چکا سو ہو چکا۔درحقیقت یہ ایک بے حیائی کا فعل تھا۔ناپسندیدہ اور بُرا طریقہ تھا۔تم پر تمھاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں اور تمھاری وہ مائیں جنھوں نے تمھیں دودھ پلایا ہو۔اور تمھاری دودھ شریک بہنیں،اور تمھاری بیویوں کی مائیں،اور تمھاری بیویوں کی لڑکیاں جنھوں نے تمھاری گودوں میں پرورش پائی ہو۔اُن بیویوں کی لڑکیاں جن سے تمھارا تعلق زن وشوہر ہو چکا ہو وغیرہ وغیرہ تم پر حرام ہیں۔''

یہ تھے وہ لوگ جو عرب کہلاتے تھے قریش کہلاتے تھے جو حرام درحرام جنسی تعلق کے ماتحت صدیوں سے پیدا ہوتے اور بڑھتے چلے آنے والی نسل کے لوگ تھے جن کو حرام سے ہر حرام رشتے کا نام لے لے کر روکا گیا تھا۔جنہیں مسلمان اور نمازی وحاجی وتہجد گزار ہو جانے کے بعد بھی خبیث مومنین کہا گیا سُنیے: مَاکَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَالْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَالْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ....(3/179)۔''اللہ کے لئے یہ بات شایانِ شان نہیں ہے کہ مومنین اس حالت میں گڈ مڈ چھوڑ دیے جائیں جس میں تم آج کل ہو۔یہاں تک کہ وہ پاکیزہ مومنین کو خبیث مومنین سے تمیز کرا کے الگ الگ نہ کردے۔''

یہ نوٹ کرلیں کہ 9 ہجری تک خبیث وطیب مومنین گڈ مڈ تھے اور اُن کو الگ الگ کرنے کی کوئی آیت قرآن میں نہیں ہے یعنی وفات رسولؐ تک خبیث مومنین کی کثرت پاکیزہ مومنین میں ملی جُلی رہی اور حرام سے منع کرنے اور پابندی کرانے کے بعد جو چند لوگ حلال رشتوں سے پیدا ہوئے ہوں گے' اُن کو شمار کرنا بیکار ہے کہ یزید کی افواج کے تین شب وروز اہل مدینہ کے صحابہ کی بہنوں' بیٹیوں اور ازواج سے مسلسل زنا کیا یہ 12 ہزار فوج تھی اور اس کے بعد حرام سے پیدا ہونے والوں کی پھر کثرت ہوگئی تھی یعنی خبیث مردوں اور عورتوں مومنین ومومنات کا وہی حال ہوگیا جو بعثت رسولؐ کے وقت تھا۔

9۔بعثت رسولؐ کے بعد وفات رسولؐ تک رسولؐ کی مخاطب قوم کا حال بیان کیا گیا ہے۔

جملہ نمبر 188 تک عربوں کا شرمناک اور دردانگیز حال بیان کرتے ہوئے اُن کی قزاقانہ زندگی پر بات ختم کردی تھی پھر بعثت رسولؐ اور نعمتوں کی بھرمار کا ذکر (189 تا 203) فرمایا ہے۔اِن چودہ جملوں کی روانی اور بیانات کا تسلسل اور ہیبت اس طرح قاری پر چھا جاتی ہے کہ وہ یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے قریش کی غاصبانہ حکومت کو بھی اُن کے فضائل میں شریک اور جائز قرار دے دیا ہے اور بیانات کا دبدبہ یہ ہوش لینے نہیں دیتا کہ حضور علیہ السلام دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی حکومت کو بیان فرما رہے ہیں نہ کہ مخاطبین کی حکمرانی کو۔

10۔قریشی حکومت کی بات نہیں بلکہ رحمۃٌ للعالمین ،نذیرٌ للعالمین کی عالمینی حکمرانی کی بات ہوتی رہی ہے۔

لہٰذا یہاں رُک کر حضورؐ کے چند جملوں پر دوبارہ نظر ڈالئے اور غور کیجیے تو مغالطہ رفع ہو جائے گا چنانچہ یہ بھی تو اُن ہی جملوں میں ہے کہ:

قَدْ تَرَبَّعَتِ الْاُمُوْرُ بِهِمْ فِيْ ظِلِّ سُلْطَانٍ قَاهِرٍ؛ وَ آوَتْهُمُ الْحَالُ اِلٰى كَنَفِ عِزٍّ غَالِبٍ؛ وَتَعَطَّفَتِ الْاُمُوْرُ عَلَيْهِمْ فِيْ ذُرَى مُلْكٍ ثَابِتٍ؛ فَهُمْ حُكَّامٌ عَلَى العَالَمِيْنَ ؛وَمُلُوْكٌ فِيْ اَطْرَافِ الْاَرَضِيْنَ ؛

''یقیناً ایک زبردست اور غالب سُلطان کے زیرسایہ اُن کے تمام کام اور کاروبار مستحکم ہوگئے اور اُن کے حالات کی درستی نے انہیں غالب رہنے والی

عزت کی پناہ میں دے دیا۔ اور ایک مستحکم بادشاہت کے ماتحت اُن کے تمام کام اور معاملات سہولت سے انجام پانے لگے۔ چنانچہ یوں وہ لوگ سارے عالمین میں حکمران بن گئے اور زمین کے تمام اطراف اور علاقوں میں اُنھیں بادشاہ مانا جانے لگا۔'' (197 تا 200، خطبہ 235)

یہاں صاف الفاظ میں وہ لوگ ایک زبردست اور غالب سلطان کی رعایا ہیں۔ پھر وہ ایک غالب رہنے والی عزت کی پناہ میں ہیں اور بدستور وہ ایک مستحکم بادشاہ کی رعایا ہے لہٰذا ایسی عظیم الشان حکومت اور حکمران کی رعایا ہونے کی بناپر اب اُنہیں بھی تمام ممالک اپنا حکمران سمجھتے ہیں اور گویا جہاں تک اُس زبردست اور غالب سلطان کی غالب رہنے والی عزت اور بادشاہت ہے اس کی رعایا بھی وہاں تک حکمران ہیں۔ ورنہ قریشی حکومت تو اپنی پوری جدّو جہد کے بعد بھی چند ملکوں پر حکمران بن سکے تھے۔ عالمین اور ساری دنیا اور زمین کے تمام علاقوں کی بات بھی قریشی حکومت سے لاکھوں کروڑوں اور اربوں گنا زیادہ ہے۔ قریشی حکومت تو حضرت علی علیہ السلام کے زمانے تک صرف عرب کے گرد و نواح تک محدود تھی۔ بہر حال یہ بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی حکومت کا ہے جو سارے عالمین اور پوری دنیا پر محیط تھی اور وہ بھی مادی نہیں بلکہ روحانی حیثیت رکھتی تھی یعنی سابقہ کتب اور قرآن میں مذکور پیشنگوییوں کی رو کے مطابق تھی۔ نہ کہ اسلام کا مادی طور پر پھیل جانا اور احکام کا نافذ ہو جانا؟

11۔ عہدِ مرتضوؑی سے بہت پہلے قریش اسلام اور تعلیمات اسلام سے دستکش ہو چکے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام ہی نے قریش کی اسلامی نقاب اُتارنے کے لئے فرمایا ہے کہ۔ قریش اللہ کی اطاعت سے نکل گئے تھے۔

''خبردار ہو جاؤ کہ تم نے اپنے ہاتھوں کو سلسلۂ اطاعتِ خدا سے چھڑا لیا ہے۔'' (جملہ نمبر 204) اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے کہ:

۔''یہ جان لو کہ تم لوگ ایمان لانے اور ہجرت کر لینے کے بعد پھر ایمان اور ہجرت سے خارج ہو کر اور ایام جاہلیت کے حکم میں داخل ہو کر سچے اور صحیح اور کورے عرب بن چکے ہو۔ اور اسلامی ولایت میں داخلے کے بعد اسلام کے مخالف گروہ بن گئے ہو۔'' (211-210) یہ حالات عہد مرتضوؑی تک وقوع میں آچکے تھے تو قریش کی حکومت کو ساری کائنات کی حکومت سمجھ لینا محض مغالطہ ہے یا فریب خوردگی ہے یا فریب دینے کی کوشش ہے۔

12۔ قرآن اور حضرت علیؑ کے بیانات سے قریش کا بدستور اپنے سابقہ ایام جاہلیت کے مذہب سے وابستہ رہنا۔

حضرت علی علیہ السلام نے قریش کو کبھی بھی حقیقی مسلمان یا مومن تسلیم نہیں کیا ہے وہ قریش کا راز اس طرح کھولتے ہیں کہ:

''اور تم نے اُس قلعے میں اس طرح نقب اور سُرنگ لگالی ہے جو اللہ نے تمھیں زمانۂ جاہلیت کے احکام سے محفوظ رکھنے کیلئے تمہارے گرد بنایا تھا۔''

(جملہ نمبر 205) یعنی چوری چوری اپنے سابقہ مذہب اور مرکز سے تعلق برقرار رکھا اور برائے نام مسلمان بن گئے تھے۔ یعنی:۔

مَـا تَتَـعَـلَّـقُوْنَ مِنَ الْسَّلَامِ اِلَّا بِاِسْمِهٖ (212)۔'' نام کے سوا تمھارا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے'' اور یہ کہ ''تم ایمان میں سے کچھ بھی نہیں پہچانتے سوائے اس کے کہ ایک رسمی صورت اختیار کر رکھی ہے (213)۔

قریشی فیصلہ اور پالیسی:۔

''تمہارا قول یہ ہے کہ اَلنَّـارُ وَ لَا الْعَارُ۔ آگ میں کود پڑیں گے مگر اسلام اختیار کرنے کی بے عزتی قبول نہ کریں گے (214)۔ پھر فرماتے ہیں کہ'' تمہارے اس قول کی پشت پر تمھاری یہ پالیسی ہے کہ تم اسلام کی توہین کر کے اور اس کا عہد توڑ کر اسلام کو مُنہ کے بل گرا دو گے'' (215)۔ یہ تھے اہل عرب عموماً اور قریش خصوصاً اور یہ تھا اُن کا اسلام۔ اسکے بعد اپنا اور رسوؐل کا مادی تعلق بیان فرمایا ہے اور درخت کے اُکھڑ کر آنے کا چشم دید واقعہ بیان فرمایا ہے۔

13۔جنگ جمل، صفین اور نہروان اللہ کے حکم سے وقوع میں آئیں اور آخری وفیصلہ کُن جنگ کی اجازت کے منتظر تھے قریش کا خاتمہ؟

یہ بھی نوٹ فرمالیں کہ احکام خداوندی برابر جاری رہے ہیں۔یعنی جنگ جمل وصفین اور جنگ نہروان کے لئے فرمایا ہے کہ:۔

خبردار ہوجاؤ کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں باغیوں سے اور عہد شکنوں سے اور زمین میں فساد پھیلانے والوں سے جنگ و جہاد کروں۔‘‘(227)

اور آگے چل کر فرمایا ہے کہ:

’’اگر اللہ نے مجھے اُن پر دوبارہ حملہ کرنے کی اجازت دے دی تو میں اُن کا ستیاناس کر کے رکھ دوں گا اور سلطنت کا رُخ ہی موڑ دوں گا۔وہی لوگ بچ سکیں گے جو دور دراز شہروں کی حدود میں منتشر ہوجائیں گے‘‘(230)۔

معلوم ہوا کہ دورامامت میں وحی کے بغیر براہ راست اللہ سے رابطہ قائم رہا ہے اور یہ کہ اللہ نے نہ چاہا کہ قریش کو ختم کرا دیا جائے ورنہ اُن کا نام ونشان تک نہ رہتا۔اُن کے مزید ظلم وستم اور کارکردگی کو مسلمانوں میں ریکارڈ کرانا منظور تھا۔تاکہ رجعت میں بھرپور جزا دی جاسکے اور اُن کی دینی مخالفت اور بے دینی کی پوری وسعتیں سامنے لائی جاسکیں۔اُن کے خودساختہ اسلام کی سینکڑوں فرقوں کی صورت میں دھجیاں بکھرتی ہوئی دیکھی جاسکیں۔تولا اور تبرا سامنے آسکے۔ابوبکر وعمر کے احکامات بار بار رد کئے جاسکیں۔فدک کی جائیداد بار بار واپس ملے اور غلط کاری ودشمنی ثابت ہوجائے۔

مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر: 233

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر: 236

خُطبہ《236》

(مظلوم ترین خطبہ) ظالم کون ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَجَعَلْتُ اَتْبَعُ مَاْخَذَرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ ؛	1	چنانچہ میں نے وہی راہ اختیار کی جو رسوؐل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے اختیار کی تھی
فَاَطَاُذِكْرُهٗ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلَى الْعَرَجِ ؛	2	اور اپنا ہر قدم اُن کی یاد پر رکھتا اور ان کی اتباع کرتا ہوا مقامِ عرج تک پہنچا تھا۔

تشریحات:

ہم نے یہاں اس خطبہ کو مظلوم لکھا ہے جس کا سبب ہمارا ہر قاری خود سمجھ جائے گا۔یعنی دو جملوں کو علامہ رضی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی شخص خطبہ نہ کہے گا۔ پہلا ظلم یہی ہے کہ خطبے کو پورا لکھنے کے بجائے صرف دو جملے لکھے اور اپنے کئی جملے خطبے کے بعد لکھ مارے جن سے ضائع کردہ خطبہ پر کوئی اطلاع نہیں ملتی۔اور اطلاع ملتی ہے تو یہ کہ علامہ رضی نے حضرت علی علیہ السلام کے طویل کلام کو جان بوجھ کر ضائع کیا ہے۔رضی صاحب کے جملے سُنیے جو کہ خطبے کے ساتھ ہی لکھے ہوئے چلے آرہے ہیں، لکھتے ہیں کہ:

قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ " فَاَطَأُ ذِكْرَهٗ" مِنَ الْكَلَامِ الَّذِىْ رُمِىَ بِهٖ اِلٰى غَايَتَىِ الْاِيْجَازِ وَالْفَصَاحَةِ اَرَادَ اِنِّى كُنْتُ اُعْطٰى خَبَرَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ مِنْ بَدْءِ خَرُوْجِى اِلٰى اَنِ انْتَهَيْتُ اِلٰى هٰذَا الْمَوْضِعِ فَكَنّٰى عَنْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْكِنَايَةِ الْعَجِيْبَةِ "

مفتی جعفرکاترجمہ۔"سیدرضی کہتے ہیں کہ یہ ٹکڑا ایک طویل کلام کا جز ہے اور (فَاَطَأُ ذِكْرَهٗ) ایسا کلام ہے جس میں منتہا درجہ کا اختصار اور فصاحت ملحوظ رکھی گئی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ابتدائے سفر سے لے کر یہاں تک کہ میں اس مقام عرج تک پہنچا برابر آپؐ کی اطلاعات مجھے پہنچ رہی تھیں۔آپؐ نے اس مطلب کو عجیب وغریب کنایہ میں ادا کیا ہے۔" (خطبہ 236 سے ملحقہ مضمون) (مفتی جعفر کا خطبہ نمبر 233 کا ملحقہ)

توجہ کرلیں۔رضی صاحب کے یہ جملے اور مفتی کا یہ ترجمہ آپ کے سامنے ہیں۔ہم تو صرف اتنا سمجھتے ہیں کہ ان جملوں سے قارئین کو خطبے کے متعلق کوئی مدد نہیں ملتی یعنی اگر یہ جملے نہ بھی لکھے جاتے تب بھی کوئی نقصان نہ ہوا ہوتا۔گویا رضی صاحب نے اپنا اور قارئین کا وقت ضائع کیا ہے اور اپنی فریب خوردہ فصاحت وبلاغت کا ڈھنڈورا پیٹا ہے اور بس۔

2۔مقام عرج کیا ہے؟ خطبہ کا لب لباب یا نچوڑ:

حضرت علی علیہ السلام کے ان دو 2 جملوں کی مفید تشریح یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی ہجرت کے بعد اور اپنی روانگی کے دوران دیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ سمجھنا چاہیے کہ آپ مکہ سے روانگی اور سفر کے حالات امت کے لئے ریکارڈ کرنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہمیں وہ تمام تفصیلات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی روانگی کے بعد وقوع میں آئیں، بتادیں۔ لہٰذا تاریخ واحادیث کی کتابیں اور صورت حال سے جو کچھ واضح ہے وہ یہ ہے کہ رسوؐل نے حضرت علی علیہ السلام کو تاکید فرمائی تھی کہ وہؑ تمام امانتیں متعلقہ لوگوں کو واپس کریں اور جب تک مدینہ سے اُنھیں بُلانے کا خط نہ پہنچے مکہ میں موجود رہیں اور سامان سفر تیار کریں۔ خط ملتے ہی مدینہ کے لئے روانہ ہو جائیں اور تیزی کے ساتھ پہنچیں۔ مقام عرج ایک گاؤں کا نام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان آباد تھا اور وہیں حضور علیہ السلام نے یہ خطبہ دیا تھا تاکہ وہاں اور گردونواح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی مکہ سے روانگی اور قریشی کدّوکاوش اور اہل مدینہ کی نصرت کی تفصیلات پھیلتی چلی جائیں۔

3۔ مکہ سے روانگی مدینہ کا سفر اور متعلقین کے ساتھ مدینہ پہنچنا:

اس سلسلے میں ہم کتاب۔ ''نفسِ رسوؐل'' کا بیان لفظ بلفظ لکھے دیتے ہیں اُس کے بعد ہم اپنا تحقیقی بیان لکھیں گے۔ یہ کتاب۔ ''نفس رسوؐل'' ایک بہت بڑے شیعہ عالم علی حیدر ابن علی اظہر کی ہے جو مطبع اصلاح کھجوا صوبہ بہار نے شائع کی تھی وہ لکھتے ہیں کہ:

''پیغمبرؐ کی روانگی کے بعد تین دن تک حضرت علیؑ نے مکہ میں رہ کر پیغمبرؐ کے احکام کی تعمیل کی۔ امانتیں لوگوں کو واپس کیں، سفر کی تیاری کی چوتھے دن اپنی مادر گرامی فاطمہؑ بنت اسدؑ، فاطمہؑ بنت پیغمبرؐ اور اپنی پھوپھی فاطمہؑ بنت عبدالمطلبؑ اور فاطمہؑ بنت حضرت حمزہ (علیہم السلام) کو لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ پیغمبرؐ کے غلام ایمن بن اُمّ ایمن اور ابو واقد لیثی جس کے ہاتھ پیغمبرؐ نے مدینہ سے خط لکھ کر روانہ کیا تھا ساتھ ہو گئے۔ راہ میں ابو واقد لیثی نے سواریوں کو تیزی سے ہنکانا شروع کیا۔ آپؑ نے کہا کہ ابو واقد آہستہ چلو۔ کمزور عورتیں ہمراہ ہیں اُن سے اتنی تکان برداشت نہ ہو سکے گی۔ ابو واقد نے عذر کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو پیچھا کرنے والے ہمیں پالیں۔ آپؑ نے کہا کہ اس کی پرواہ نہ کرو پیغمبرؐ مجھ سے فرما چکے ہیں کہ مشرکین تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ پھر آپؑ نے خود سواری کی باگ ہاتھ میں لی اور آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ جب مقام ضجنان (جہاں عمر اونٹ چرایا کرتا تھا۔ احسنؔ) پر پہنچے تو آپؑ کا پیچھا کرنے والے آ پہنچے۔ گھوڑوں پر سوار ڈھاٹے باندھے ہوئے آٹھ آدمی تھے۔ اُن کے ساتھ حرب بنی اُمیہ کا غلام بھی تھا۔ قریش کے حلقے سے جب پیغمبرؐ بخیر وعافیت بچ نکلے اور اُن کی سازش ناکام ہو کر رہ گئی اور کوئی قابو آنحضرتؐ پر نہ چل سکا تو انگاروں پر لوٹتے تھے۔ اب جو اُنھوں نے دیکھا کہ علیؑ عورتوں کو لے کر اُن کی آنکھوں کے سامنے کھلم کھلا ہمارے سب سے بڑے دشمن محمدؐ کے پاس جا رہے ہیں اور وہ ایک اکیلے ہیں اور ہم لوگوں کی جماعت کی جماعت ہے۔ تو غیظ وغضب سے بھڑک اُٹھے کہنے لگے کہ ہماری آنکھوں کے سامنے ایک بے یار ومددگار نوجوان شخص عورتوں کو بے جھجک لے کر نکل جائے اور ہم دیکھتے رہیں اُسے روک نہ سکیں اور نہ اُسے مجبور کر کے واپس لاسکیں۔ یہ تو بڑی ذلت ورسوائی کی بات ہے ہم لوگ شرم سے بھی سر نہ اُٹھا سکیں گے۔ یہ سوچ کر اُنھوں نے اپنی جماعت سے آٹھ شہسواروں کو منتخب کر کے آپؑ کے پیچھے روانہ کیا کہ جہاں مل جائیں زبردستی اُنھیں مکہ واپس لایا جائے۔ آپؑ نے ایمن اور ابو واقد سے کہا کہ اونٹوں کو بٹھا کر اُن کے پیر باندھ دو۔ خود آگے بڑھ کر عورتوں کو اُترنے میں مدد دی۔ اتنے میں پیچھا کرنے والے سر پر آ پہنچے۔ آپ تلوار نیام سے کھینچ کر اُن کے سامنے کھڑے ہو گئے (خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اُس وقت خواتین کے خوف وہراس کا کیا عالم ہوگا

جب اُنھوں نے اپنے کو دشمنوں کے نرغے میں پایا ہوگا؟ کتنی سراسیمہ ہوئی ہوں گی؟ دل میں کبھی خیال آتا ہوگا کہ ایک اکیلے علیؑ ہیں وہ بھی پیادہ پا اور مقابلہ ہے آٹھ سواروں سے۔نجات پانا مشکل ہی ہے۔خدا رحم کرے اور علیؑ کو دشمنوں پر فتح یاب کرے۔کبھی دل کو یہ ڈھارس ہوتی کہ شجاعت و جوانمردی علیؑ کے چہرے سے آشکار ہے اگر وہ دشمنوں سے اکیلے نمٹ لینے کا یقین نہ رکھتے تو یوں علی الاعلان ہمیں ساتھ لے کر روانہ نہ ہوتے) اُن سواروں نے آگے بڑھ کر کہا کہ اے غدار تم اس گھمنڈ میں تھے کہ عورتوں کو لے کر نکل جاؤ گے۔؟ فوراً پلٹ چلو۔آٹھ آزمودہ کار سوار مدمقابل ایک پاپیادہ شخص، مقابلہ کرنا جس کے لئے خودکشی کے مترادف تھا۔ظاہر ہے اسی لب ولہجہ میں اُنہیں بات کرنا چاہیے بھی تھا۔علیؑ نے ایک لاپرواہ نڈر انسان کی طرح جیسے اُنھیں خاطر ہی میں نہ لاتے ہوں، انتہائی سکون اور اطمینان سے جواب دیا۔اگر میں واپس نہ جاؤں؟ اُنھوں نے کہا جاؤ گے کیسے نہیں ہم زبردستی واپس لے چلیں گے۔ جیتے جی نہ جاؤ گے تو لاش تمھاری جائے گی۔ یہ کہہ کر وہ سواریوں کی طرف بڑھے کہ اُنہیں بھڑکا دیں۔علیؑ بیچ میں آ گئے۔ جناح نے تلوار چلادی آپؑ نے وار خالی دے کر بھر پور ہاتھ تلوار کا جناح کے کاندھے پر مارا۔تلوار اُسے دو حصّے کرتی ہوئی گھوڑے کے کاندھے تک اُتر آئی (علیؑ پاپیادہ تھے جناح گھوڑے پر سوار تھا اور سوار شخص پیادہ پر جھک کر ہی تلوار چلاسکتا تھا تاکہ پیادہ پر وار پورا پڑے۔جب حملہ کرنے کے لئے جناح جھکا تو آپؑ نے جھکائی دے کر قبل اس کے کہ وہ سیدھا ہو کر دوسرا وار کرے انتہائی پھرتی سے وار کر دیا) اِس کے بعد آپؑ اس کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے مجمع پراگندہ ہو گیا دشمن کہنے لگے علیؑ اپنے کو روکو ہماری جان بخشی کرو۔آپؑ نے فرمایا میں پیغمبرؐ کی خدمت میں جا رہا ہوں جسے اپنی جان پیاری نہ ہو وہ آ کر ہمیں روک لے۔ جناح کے قتل ہونے اور اُس کے ہمراہیوں کے فرار کے بعد آپؑ نے ایمن اور ابو واقد سے کہا اب سواریوں کو کھول دو۔ وہاں سے بے خوف وخطر روانہ ہو کر مقام ضجنان میں پہنچے۔دن اور رات بھر وہاں ٹھیر کر اُن ضعیف الحال مومنین کا انتظار کرتے رہے جنہیں آپؑ نے راستے میں ملنے کی ہدایت کی تھی۔اُنہی میں اُم ایمن پیغمبرؐ کی کنیز بھی تھیں۔وہ رات آپؑ نے اور خواتین نے عبادت وذکر الٰہی میں بسر کی۔صبح ہوئی نماز صبح پڑھی نماز سے فارغ ہو کر مدینہ کی طرف بڑھے۔تنہا سفر، دشمنوں سے اندیشہ، رات میں چلتے دن کو کسی محفوظ مقام پر اس خیال سے پوشیدہ ہو جاتے کہ کہیں دشمن گرفتار نہ کر لیں۔شوقِ دل رہبر تھا۔جذب محبتِ پیغمبر سے سرشار تھے۔ پیادہ پائی اور منزلوں کے طے کرنے کا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔راہ دشوار گزار تھی اور قدم قدم پر کانٹے تھے جن کی وجہ سے پائے مبارک زخمی ہو گئے تھے۔اور چھالے پڑ گئے تھے۔اس حال میں بھی چلنے سے باز نہ رہے۔سترہ یا اٹھارہ ربیع الاول کو آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے۔اُس وقت آنحضرتؐ موضع قبا میں جو مدینہ سے دو میل ہے کلثوم بن ھدم کے مکان میں مقیم تھے۔آنحضرتؐ جناب امیرؑ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔پاؤں کے زخم دیکھ کر تاسف فرمایا اور بکمال شفقت زخموں پر ہاتھ پھرایا جس کی برکت سے اُسی وقت زخم اچھے ہو گئے اور کسی قسم کا درد یا تکلیف یا تکانِ سفر باقی نہ رہا۔آنحضرتؐ کے دست مبارک کی برکت سے پھر کسی قسم کا درد ہی نہ ہوا اور زخم سے تکلیف ہی نہ پہنچی۔'' (نفس رسول جلد چہارم صفحہ 148 تا 150)

خدا خدا کر کے یہ اقتباس ختم ہوا۔لکھنے کے دوران اِن عالم صاحب کی بدذوقی اور بدعقیدگی سے بور ہوتے اور صبر کرتے رہے۔بدذوقی یہ کہ اس شخص کو نہ لفظ رسوؐل اللہ پسند ہے نہ حبیبؐ اللہ پسند ہے بلکہ بار بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ کو لفظ پیغمبر سے ذکر کرتے چلے گئے بھول کی غلطی بھی نہیں کی۔ پھر یہ مانتا ہے کہ رسوؐل اللہ معاذ اللہ غلام اور کنیزوں سے دل چسپی رکھتے تھے۔اگر حضوؐر کنیزیں رکھتے ہوتے اور غلامی و کنیزی کو جائز سمجھتے تو حضرت فاطمہ علیہا السلام کو کیوں نہ دیتے اور تسبیح کیوں سکھاتے؟ جب کہ اُنھوں نے ہاتھوں کے چھالے دکھا کر مدد کے لئے کنیز مانگی بھی تھی۔؟ پھر یہ شخص

حضرت علی علیہ السلام کو دشمن کے خطرے کی وجہ سے دن کو چھپنے اور رات کو سفر کرنے کی بات بھی لکھتا ہے اور یہ بھی مانتا ہے کہ رسولؐ اللہ بتا چکے تھے کہ مشرکین ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ یہ لکھتا ہے کہ رسولؐ نے روانگی سے پہلے سفر کی تیاری کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور مانتا ہے کہ اونٹ اور سواریاں ساتھ تھیں لیکن بلاکسی تنگی اور تنگدستی کا ذکر کئے حضرت علی علیہ السلام کو پیدل اور ننگے پیر دکھایا ہے۔ اور ریگستانی علاقہ میں قدم قدم پر کانٹوں کا پھیلے ہوئے ہونا بتایا ہے۔ بلا خار دار جھاڑیوں یا درختوں کانٹوں کا وجود احمقانہ بات ہے۔ اس کو معلوم ہونا چاہیے تھا کہ مکہ سے مدینہ کا فاصلہ ڈیڑھ سومیل کے قریب ہے۔ صرف تین دن کے اندر اندر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ کا مدینہ پہنچنا، خط لکھنا اور خط کا واپس پہنچنا ممکن نہ تھا۔ مگر یہ شخص خط ملنے کے بعد روانگی دکھاتا ہے۔ یعنی تین دن کے اندر اندر سب کچھ ہوگیا اور چوتھے روز روانہ ہوگئے۔

4۔ رسولؐ کی ہدایات عملی اور فطری حالات کے تقاضوں کے ماتحت مرتضویؑ اقدامات ۔

یہ قدرتی بات تھی کہ صبح یا روشنی ہوتے ہی قریشی محاصرین کو یہ معلوم کر کے سخت غصہ ندامت اور مایوسی سے دوچار ہونا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ اُن کی آنکھوں میں دھول ڈال کر چلے گئے۔ ناکامی کا غیظ و غضب حضرت علی علیہ السلام پر ٹوٹنا تھا۔ قریشی محاصرین نے اور اُن کے سرداروں اور دوسرے بہادروں نے کیا کیا؟ معلوم نہیں۔ مگر یہ معلوم ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے مکہ کی گلی گلی اور کوچوں میں پھر کر امانتیں واپس کیں اُن کی اس ذمہ داری میں کوئی مخل نہیں ہوا۔ وہ ہفتہ بھر کے قریب مکہ میں رہے۔ اُن کا گھر سب کو معلوم تھا۔ راتیں بھی آتی رہیں، اندھیرا بھی پھیلتا رہا۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا محاصرہ کرنے والے بہادر بھی موجود تھے، حضرت علی علیہ السلام کو تنہا گلیوں میں چلتے پھرتے بھی دیکھتے تھے۔ مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ بات کرتا یا ٹوکتا۔ یہ بھی نوٹ کرنا اور یاد رکھنا چاہیے کہ وہ خبیث لوگ سب ہی مکہ میں موجود ہیں جن کو قریشی حکومت خاندان رسولؐ کے افراد بنائے گی کوئی چچا بن جائیں گے، چچا زاد بھائی بنیں گے۔ یہ اچھا موقع ہے یہ سمجھنے کا کہ خانوادۂ رسولؐ میں صرف وہ چار فاطمہؑ نام کی خواتین ہیں اور مردوں میں اُس وقت مکہ میں موجود صرف ایک حضرتؑ علی علیہ السلام ہیں اور کوئی نہیں ہے۔ ورنہ اُن کو بھی ساتھ لیا جاتا۔ اور اگر وہ موجود ہوتے تو حضرتؑ علی کے مددگاروں میں ہوتے یعنی جب حضرت علی علیہ السلام مکہ سے روانہ ہو جائیں گے تو خاندانِ رسولؐ کا کوئی فرد مکہ میں باقی نہ رہے گا۔ لہٰذا وہ ساری کہانیاں اور افسانے خود ساختہ (self made) ہیں جن میں دکھایا گیا ہے کہ فلاں فلاں اشخاص رسولؐ کے اعزا میں سے قریشی افواج کے ساتھ آئے تھے۔ یہاں اُبھرنے یا اُبھارنے والے سوالات کا جواب یہ ہے کہ رسولؐ اللہ کی ہجرت سے پہلے بہت سے مسلمان مدینہ آچکے تھے اور عمر بن الخطاب تو چھ سال پہلے سے مدینہ کے محلّہ قبا میں موجود تھا اور یہودی درسگاہ میں زیر تعلیم تھا۔ لہٰذا اگر آپ کو حضرات حمزہ و عقیل علیہما السلام کا پتہ نہ چلے تو تعجب کی بات نہیں، اُن کا تو سارا خاندان صدیوں سے مدینہ میں اوس و خزرج کے نام سے آباد ہے۔ اُن کا یہاں آتے جاتے رہنا فطری چیز ہے۔ حضرت عبداللہ علیہ السلام کا انتقال یہیں اپنے خاندان میں ہوا تھا۔ تمھیں معلوم نہ ہونا قابل تعجب ہے (دیکھو ہماری کتاب مرکز انسانیت وغیرہ) یہاں صرف یہ نوٹ کریں کہ تنہا حضرت علیؑ پورے مکہ پر ایک بلا کی طرح مسلّط ہیں۔ اور کسی بھی چھیڑ چھاڑ کا بہانہ ڈھونڈ رہے ہیں کہ بہانہ ملے تو مکہ کو چین کی نیند سُلا دیں۔ ابوسفیان۔ ابولہب ایسے ملاعین حضورؐ سے آنکھ بچا کر گزرتے ہیں گلیاں خالی ہوتی چلی جاتی ہیں۔ آپ منڈی سے سامان سفر خرید کر گھر میں لاتے ہیں۔ اونٹ اور گھوڑا خریدتے ہیں جورات کو گھر سے باہر بندھے رہتے ہیں۔ کسی کی مجال نہیں کہ کوئی اُدھر سے ہو کر گزرے جب تک آپ مکہ سے روانہ نہیں ہو گئے اہل مکہ خود کو خطرے میں سمجھتے رہے۔ جوان خون، بلا کا خطرناک بہادر اور سر پر کوئی بڑا بوڑھا بزرگ نہیں جس کا خوف ہو۔ نہ معلوم کب مکہ کی گلیوں میں خون بہنے لگے۔ جو لوگ جوان تھے وہ ہی علیؑ کے

مقابلے کی جرأت کر سکتے تھے مگروہ بچپن سے حضرت علیؑ کو قریش کا دیا ہو لقب قطیم جانتے تھے۔یعنی دانت توڑ کر مُنہ بند کر دینے والا۔بہر حال جب آپؑ نے اپنی پھوپھیؑ اپنی والدہؑ اپنی چچازاد بہنوںؑ سلام اللہ علیھن کو محملوں میں سوار کرایا تو دور دور تک کوئی شخص موجود نہ تھا لہٰذا کسی کو معلوم نہ تھا کہ چاروں فاطماؑؤں میں سے کونسی فاطمہ کس محمل میں سوار کی گئی ہیں۔جناب ابو واقد اور ایمن رضی اللہ عنہما دُور گلی کے موڑ سے آگے اپنی اپنی سواریوں کے ساتھ منتظر تھے۔جب آپؑ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے تو اُنہیں آواز دی تو وہ لوگ آئے اور اونٹوں کو اُٹھایا اور آپؑ کے پیچھے پیچھے خانۂ کعبہ تک آئے۔آپؑ نے اُتر کر طواف کیا دعا مانگی اور سوار ہو کر سفر شروع کر دیا۔سرداران قریش حرم سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔مگر خاموش بیٹھے تھے۔اور غالباً انتظار کر رہے ہوں گے کہ علیؑ مستورات کو لے کر کسی ویرانے میں پہنچیں تو ایسی حالت میں حملہ کا انتظام کریں کہ علیؑ مستورات کے تحفظ کی وجہ سے مجبور ہو جائیں اور یکسوئی سے حملہ آوروں سے نہ نمٹ سکیں اور یہی وجہ تھی کہ بیس پچیس میل وادی ضُجنَان پہنچ گئے تو پہلا حملہ آور دستہ پہنچا تھا لیکن ذلیل وخوار ہو کر بھاگا تھا۔اس کے بعد اہل مکہ نے یا کسی اور نے مزاحمت نہ کی تھی۔آپؑ بزرگ خواتین کی دیکھ بھال اور خدمت بنفس نفیس کرتے تھے اس میں آپؑ کو پیدل بھی چلنا پڑتا تھا۔کئی غریب خاندان بھی آپؑ کے ساتھ آپؑ کی پناہ میں سفر کر رہے تھے۔اُن کے ضعیفوں کو اپنی سواری پر بٹھا دیتے تھے اس لئے بھی پیدل چلنا پڑتا تھا۔آپؑ کے ساتھ پانی کا کافی سٹاک تھا خیمے تھے۔کھانے پکانے کا انتظام تھا۔ہمراہی خواتین کھانا تیار کرتی تھیں۔تمام ہمسفر لوگوں کو نہایت آرام سے سفر کرا کر مدینہ پہنچے تھے۔سارے قافلے کی دیکھ بھال بھی آپؑ کی ذمہ داری،سوتے برائے نام تھے۔یہ صحیح ہے کہ آپؑ کے پیروں پر ورم آ گیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہاتھ پھرانے سے ورم و تھکن سب غائب ہو گئی تھی۔خواتین کے لئے مکان اور آرام دہ پلنگ اور بستر موجود تھے۔حضرت علی علیہ السلام کے انتظار میں آپ محلّہ قبا ہی میں مقیم رہے۔انصار نے زیارت کے لئے باری باری وہیں آنا شروع کر دیا اور پورا مدینہ حضرت علیؑ اور فاطماؑؤں کا منتظر تھا۔اس لئے کہ اُن کے پہنچنے سے پہلے رسوؐل اللہ مدینہ میں داخل نہ ہوں گے۔یہی فیصلہ تھا جس سے کبیدہ خاطر ہو کر ابوبکر پہلے روز محلّہ سُنح میں مہمان ہو گئے تھے جو محلّہ قبا کی طرح مدینہ سے باہر مخالف سمت میں دو تین میل اُدھر تھا۔ابوبکر وفات رسوؐل کے بعد اسی محلّہ میں مقیم رہے۔اُدھر عمر بن الخطاب بھی عہد ابوبکر تک محلّہ قبا میں آباد رہے۔اِن دونوں کے مکانات رسوؐل کے مخالف مرکز کے ہیڈ کوارٹر تھے(قرآن)(4/81-82)(4/108)۔

مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر: 234

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر: 237

خُطبہ ﴿237﴾

1۔لوگوں کونیک بنانے کے لئے نرم نرم، پیاری پیاری باتیں۔ 2۔عمل کرنے کے مواقع اور مقاصد۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فَاعۡمَلُوۡا وَاَنۡتُمۡ فِیۡ نَفَسِ الۡبَقَآءِ ؛	1	جب تک تمہیں زندگی کی سہولتیں حاصل ہیں برابر مفید عمل جاری رکھو۔
وَالصُّحُفُ مَنۡشُوۡرَةٌ ؛	2	اور جب تک تمہارے اعمال ریکارڈ کئے جارہے ہیں اچھاریکارڈ تیار کرالو۔
وَالتَّوۡبَةُ مَبۡسُوۡطَةٌ؛	3	اورتوبہ کے مواقع حاصل ہیں۔
وَالۡمُدۡبِرُ يُدۡعٰى ؛	4	ابھی واپس جانے والوں کوتوبہ کے لئے بلایااور موقع دیاجارہاہے۔
وَالۡمُسِیۡءُ يُرۡجٰى ؛	5	اور بدکاروں کوبخشش کی امیددلائی جارہی ہے۔
قَبۡلَ اَنۡ يَّخۡمُدَ الۡعَمَلَ ؛	6	مواقع سے فائدہ اُٹھالوقبل اس کے کہ اعمال اپنی روشنی کھودیں اور
وَيَنۡقَطِعَ الۡمَهَلُ ؛	7	مہلت اور مواقع ہاتھ سے نکل جائیں۔
وَيَنۡقَضِیَ الۡاَجَلُ ؛	8	اور مدت ہاتھ سے نکل جائے۔
وَيُسَدَّ بَابُ التَّوۡبَةِ ؛	9	اورتوبہ سنی جانے والا دروازہ بند ہوجائے۔
وَتَصۡعَدَ الۡمَلَآئِكَةُ ؛	10	اور ریکارڈ اور ملائکہ تم سے بلند ہوجائیں۔
فَاَخَذَ امۡرُؤٌ مِّنۡ نَفۡسِهٖ ، لِنَفۡسِهٖ ؛ وَاَخَذَمِنۡ ، حَیٍّ لِّمَيِّتٍ ؛ وَمِنۡ فَانٍ لِبَاقٍ ؛ وَمِنۡ ذَاهِبٍ لِدَآئِمٍ ؛	11	چنانچہ انسان کوچاہئے کہ وہ اپنی ذات سے اپنے لئے اور زندہ لوگوں سے مردوں کے لئے اور مٹ جانے والی زندگی سے باقی رہنے والی زندگی کے لئے اور ہاتھ سے نکلی جانے والی صورت سے ہمیشہ برقرار رہنے والی صورت کے لئے جوکچھ استفادہ کرسکتا ہوکرتارہے۔
اَمۡرُؤٌ خَافَ اللّٰهَ وَهُوَ مُعَمَّرٌ اِلٰى اَجَلِهٖ ؛	12	ہراس شخص کواللہ سے ڈرکرکام کرتے رہنا چاہئے جسے ایک مدت تک جینے کی عمردی گئی ہے۔
وَمَنۡظُوۡرٌ اِلٰى عَمَلِهٖ ؛	13	اور اعمال بجالانے کی مہلت دی گئی ہے۔
اَمۡرُؤٌ لَّجَمَ نَفۡسَهٗ بِلِجَامِهَا ؛	14	اچھا آدمی وہ ہے جواپنے آپ کولگام دے کرپابند کرے اور،

وَزَمَّهَا بِزَمَامِهَا ؛	15	لگام کو ٹھیک سے استعمال کرے۔
فَاَمْسَكَهَا بِلِجَامِهَا عَنْ مَعَاصِى اللّٰهِ	16	لگام کو اس طرح قابو میں رکھے کہ اللہ کی نافرمانیاں ظہور میں نہ آئیں۔
وَقَادَهَا بِزَمَامِهَا اِلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ	17	اور لگام سے ایسی قیادت کرے کہ اللہ کی اطاعت جاری رہے۔

تشریحات:

یہ خطبہ نہایت سادہ، سہل اور عام فہم ہے اور کوئی ایسی بات معلوم نہیں ہوتی جو کہ تشریح کا تقاضہ کرتی ہو سوائے اس کے کہ حضورؑ علیہ السلام نے استفادہ کے چار مقام بتائے ہیں۔ اُن میں سے تین تو ترجمہ میں واضح ہوگئے ہیں، یعنی دُنیا سے استفادہ کرنا۔ ہاتھ سے نکل جانے والی چیزوں سے استفادہ کرنا۔ زندہ لوگوں سے استفادہ کرنا اور خود اپنی ذات سے استفادہ کرنا۔ اپنی ذات سے استفادہ یہی ہے کہ اپنے جسم سے زیادہ سے زیادہ مفید کام لیا جائے۔ خود بھی فائدہ اُٹھایا جائے اور دوسروں کو بھی مستفید کیا جائے۔ ایک بات جو نظر سے اوجھل رہتی ہے وہ یہ ہے کہ زندہ لوگوں سے مردہ لوگوں کے لئے استفادہ کیا جائے۔ اس کی سادہ اور رسمی صورت یہ بھی ہے کہ زندہ لوگوں سے کہا جائے کہ اپنے اپنے مردوں کو ایصال ثواب کرو۔ اُن کے لئے فاتحہ خوانی کراؤ۔ نمازیں پڑھواؤ۔ حج کراؤ۔ قربانیاں کرو۔ لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ یہ اعمال خود اُن زندہ لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچا رہے ہیں یعنی نمازی، روزہ دار، قرآن پڑھنے والے حاجی اور قربانیاں کرنے والے مسلمان دنیا میں ذلیل ترین حالت میں ہیں۔ ساری دُنیا کی اقوام کے سامنے براہ راست یا بالواسطہ کاسۂ گدائی لئے بھیک مانگ رہے ہیں تو اُن کا ایصال ثواب مُردوں کو کس طرح اور کیوں مستفید کرے گا؟ سب سے پہلے تو یہ حتمی یقین ہونا چاہیے کہ اُن مذہبی اعمال سے زندوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا تو استفادہ سے محروم زندہ لوگ مُردوں کو کیسے استفادہ کرا سکیں گے؟ اور یہی وہ کلیدی نکتہ ہے جو اِس خطبے میں رکھ دیا گیا ہے۔ اور باقی تمام ہدایات اُسی کے ماتحت آتی ہیں۔ یعنی اصل حقیقت اس مردہ اسلام کو زندہ لوگوں سے استفادہ کرانا اور جس طرح بھی ہو سکے پہلے اسلام اور اُس کے ارکان کو زندہ کرنا تاکہ مذکورہ اعمال سے استفادہ شروع کیا جا سکے۔ مُردہ نمازوں سے استفادہ ناممکن ہے۔ یعنی زندہ لوگوں کو زندہ اسلام سے وابستہ کرنا اور نام نہاد زندہ لوگوں کو سچ مچ زندہ کرنا۔ اس طرح جو لوگ جاہلیت کی موت مرگئے اُن کے لئے استفادہ کی بند راہوں کو کھولنا اور حقیقی اور موجود اور زندہ سربراہ اسلام سے وابستگی کا انتظام کرنا اور اُن کی توجہ مبذول ہوتے ہی تمام زندوں اور مردوں کو استفادہ ہونے لگے گا۔ دوسری کوئی صورت نہیں ہے کہ اسلامی اعمال مسلمانوں کو فائدہ پہنچائیں۔ یہ نام نہاد اسلام ایک مردہ لاش ہے جسے مسلمان اُٹھائے پھر رہے ہیں۔ یہ اسلام پر عمل نہیں، یہ مردہ پرستی ہے اور مُردہ ہو یا زندہ پرستش صرف اللہ کی ہونا چاہیے اور اللہ کی پرستش کے لئے حقیقی اسلام کی بتائی ہوئی عبادتیں ہیں جو آج نام نہاد اسلام کے کسی بھی فرقے میں موجود نہیں لہٰذا ہر فرقہ کی عبادت مُردہ پرستی ہے۔ جس کا نتیجہ سامنے ہے۔ یہ اصلاحات جو لیڈر صاحبان کرتے چلے آرہے ہیں یہ مسلمانوں کو حقیقی اسلام سے دُور تر اور گمراہ تر کرتی چلی جاتی ہیں۔

مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر: 236

علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر: 239

خُطبہ ﴿238﴾

1۔اہلؑ بیت علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔2۔وہ اسلام کے ستون اور سہارا اور مسلمانوں کی جائے پناہ ہیں۔3۔ان کی وجہ سے حق اپنے صحیح مقام پر پلٹ آیا تھا۔4۔مسلمانوں نے دوبارہ باطل کو اختیار کر لیا تھا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

هُمۡ عَيۡشُ الۡعِلۡمِ ؛	1	وہ علم کی زندگی ہیں۔
وَمَوۡتُ الۡجَهۡلِ ؛	2	اور جہالت کی موت ہیں۔
يُخۡبِرُكُمۡ حِلۡمُهُمۡ عَنۡ عِلۡمِهِمۡ وَظَاهِرُهُمۡ عَنۡ بَاطِنِهِمۡ وَصَمۡتُهُمۡ عَنۡ حِكَمِ مَنۡطِقِهِمۡ ؛	3	ان کی برداشت اور بردباری ان کے علم کی اور ان کا ظاہری حال ان کے باطنی حال کی اور ان کی خاموشی ان کے بولنے کی حکمتوں کی خبر دیتے ہیں۔
لَايُخَالِفُوۡنَ الۡحَقَّ وَلَايَخۡتَلِفُوۡنَ فِيۡهِ ؛	4	نہ وہ حق کی مخالفت کرتے ہیں اور نہ حق میں اختلاف ہی کرتے ہیں۔
هُمۡ دَعَائِمُ الۡاِسۡلَامِ ؛	5	وہؑ اسلام کے ستون وسہارے ہیں۔
وَوَلَائِجُ الۡاِعۡتِصَامِ ؛	6	اور وہؑ پناہ گاہ اور مقام حفاظت ہیں۔
بِهِمۡ عَادَالۡحَقُّ فِىۡ نِصَابِهٖ ؛	7	ان ہی کی وجہ سے حق اپنے نصاب اور دستور پر واپس پلٹا ہے۔
وَانۡزَاحَ الۡبَاطِلُ عَنۡ مَّقَامِهٖ ؛	8	اور باطل کو حق کی جگہ سے ہٹنا پڑا ہے۔
وَانۡقَطَعَ لِسَانُهٗ عَنۡ مَنۡبَتِهٖ ؛	9	اور باطل کی زبان جڑ سے کٹ گئی ہے۔
عَقَلُوا الدِّيۡنَ عَقۡلَ وِعَايَةٍ وَرِعَايَةٍ ؛	10	انہوںؑ نے دین کو دین کے مخزن کی عقل کے ماتحت رکھ کر اسی کے لحاظ سے اختیار کیا تھا۔
لَاعَقۡلَ سَمَاعٍ وَّرِوَايَةٍ ؛	11	نہ کہ سنی سنائی اور روایتی عقل سے۔
فَاِنَّ رُوَاةَ الۡعِلۡمِ كَثِيۡرٌ	12	یہ ایک عالمی حقیقت ہے کہ روایتی اور افسانوی علم بیان کرنے والے کثرت سے موجود رہتے آئے ہیں۔
وَرُعَاتَهٗ قَلِيۡلٌ ؛	13	اور علم کی حفاظت کرنے والے قلت میں رہے ہیں۔

(نوٹ) جناب رضی صاحب رضی اللہ عنہ کی مرتب کردہ نہج البلاغہ کا ترجمہ مکمل ہوا۔

تشریحات:

محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ اور باقی آئمہ اہلبیت علیہم السلام کا نورِ خداوندی ہونا ہی اس کی دلیل ہے کہ یہ حضرات علم کی زندگی ہیں اور نور کے سامنے جس طرح اندھیریا ظلمت نہیں ٹھہرتی اسی طرح نور اور علم کے سامنے جہل یا جہالت مرجاتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرات علیہم السلام پوری کائنات کی زندگی ہیں۔اُن ہی سے یہ کائنات پیدا ہوئی اور اُن ہی کے لئے پیدا ہوئی ہے وہی وہ نورانی پانی ہیں جن سے ہر زندہ چیز پیدا کی گئی تھی۔(وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ)(21/30) یا مُردوں کو زندگی عطا کی گئی۔''

2۔ اہلِ بیتؑ قرآن ہیں اور قرآن کی طرح اختلاف سے پاک ومنزّہ ہیں۔

اُن حضرات صلوٰۃ اللہ علیہم کی پوزیشن کو سمجھنے کے لئے قرآن کریم کی یہ آیت دیکھیں:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا O(4/82)

مودودی:۔''کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت کچھ اختلاف بیانی پائی جاتی۔''

مودودی کی تشریح:''منافق اور ضعیف الایمان لوگوں کی جس روش پر اُوپر کی آیتوں میں تنبیہہ کی گئی ہے اِس کی بڑی اور اصل وجہ یہ تھی کہ اُنہیں قرآن کے منجانب اللہ ہونے میں شک تھا۔انہیں یقین نہ آتا تھا کہ رسوؐل اللہ پر واقعی وحی اُترتی ہے اور یہ جو کچھ ہدایات آرہی ہیں براہ راست خدا ہی کے پاس سے آرہی ہیں۔اسی لئے اُن کی منافقانہ روش پر ملامت کرنے کے بعداب فرمایا جارہا ہے کہ یہ لوگ قرآن پر غور ہی نہیں کرتے ورنہ یہ کلام تو خود شہادت دے رہا ہے کہ یہ خدا کے سوا کسی دوسرے کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔کوئی انسان اس بات پر قادر نہیں ہے کہ سالہا سال تک وہ مختلف حالات میں مختلف مواقع پر مختلف مضامین پر تقریریں کرتا رہے اور اول سے آخر تک اُس کی ساری تقریریں ایسا ہموار،یک رنگ،متناسب مجموعہ بن جائیں جس کا کوئی جز دوسرے جز سے متصادم نہ ہو،جس میں تبدیلی رائے کا کہیں نشان تک نہ ملے جس میں متکلم کے نفس کی مختلف کیفیات اپنے مختلف رنگ نہ دکھائیں اور جس پر کبھی نظرِ ثانی تک کی ضرورت نہ پیش آئے۔''(تفہیم القرآن جلد اول صفحہ 377۔376)

آپ نے یہ آیت اور مودودی کا ترجمہ اور تشریح پڑھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں کو قرآن کے کلام اللہ ہونے پر یقین نہ تھا۔انہیں بتایا گیا تھا کہ اگر وہ لوگ قرآن میں تدبر اور غور کریں اور اُس میں کسی طرح کا اختلاف نہ پائیں تو سمجھ لیں کہ قرآن کلام اللہ ہے اس لئے کہ یہ انسان کی قدرت سے باہر ہے کہ ایسا کلام کرے جس میں اختلاف نہ ہو۔قرآن کے اس جواب کو اہل بیت علیہم السلام کی پوزیشن کو سمجھنے کے لئے راہنما بنانا چاہیے اور یقین کر لینا چاہیے کہ اہلبیتؑ تمام انسانوں سے بلند اور خدائی مقام کے حامل ہیں اس لئے کہ اُن کے کلام میں کہیں اور کسی طرح کا اختلاف نہیں ہے اور اسی معیار کی تصدیق کیلئے اللہ نے پورے قرآن کو رسوؐل کریم کا ایک قول فرمایا ہے۔اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ O(40/69،19/81) یقیناً یہ پورا قرآن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کی ایک بات ہے۔'' آپ دیکھتے ہیں کہ اللہ نے قرآن میں دو مقامات پر پورے قرآن کو رسوؐل کریم کی صرف ایک بات فرمایا ہے اور یہ ایک بات کتنی بڑی بات ہے؟ قرآن میں اس کی وسعت یہ ہے کہ۔''یہ قرآن کائنات کی تمام کائناتی موجودات ومخلوقات کی تفصیلات اپنے اندر رکھتا ہے۔ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَتَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَO(12/111)

لہٰذا اہلبیت علیہم السلام بھی مومنین کے لئے قرآن سے کہیں زیادہ بلند وبالا مقام رکھتے ہیں اور وہ بلندی کم از کم اُسی قدر بلند ہے جس

قدر اللہ قرآن سے بلند و برتر ہے۔ جن حضرات کی صرف ایک بات قرآن کی تمام تفصیلات کو اپنے اندر رکھتی ہو اُن کی زندگیوں کی تمام باتیں کیا مقام رکھتی ہوں گی؟ اس کا جواب عقل انسانی کے دائرے میں سمانے والا نہیں ہوسکتا۔ یہ ہے حضرت علی علیہ السلام کے ایک جملے (4) کا مختصر سا مطلب۔ رہ گیا اہلؑ بیت کا اسلام کے ستون اور سہارے ہونا (5) اور اسلام کی پوری کائنات کے لئے پناہ اور پناہ گاہیں ہونا (6) یہ اُن کی معمولی اور فطری پوزیشن ہے۔ قریش نے اسلام اور حق کو جس اہتمام سے بدل ڈالنے اور اُلٹ دینے کا نظام جاری کیا تھا اُس کے بعد بھی اسلام پورا کا پورا اپنے قوانین اور دستور اور تفصیلات کے ساتھ واپس آ جانا ممکن نہ ہوتا (8-7) اور حق و باطل میں تمیز نہ رہتی اگر حضرت علی علیہ السلام پانچ سال تک سربراہ اُمت نہ بنا لئے جاتے۔ یہ ابوبکر و عمر و عثمان اور قریش کے منصوبے کا ناکام ہو جانا ہی تھا جس کا انتقام قریشی حکومتوں نے کربلا کی صورت میں لیا اور آج تک وہ انتقام جاری ہے۔ بار بار اُسی انتقام کی آگ طرفدارانِ قریش کے دلوں میں بھڑک اُٹھتی ہے تو وہ اِن نام نہاد شیعوں کا صفایا اور قتل عام کر ڈالنے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور نہ بچوں کی رعایت کرتے ہیں نہ بڈھوں اور ضعیفوں کی پرواہ کرتے ہیں نہ عورتوں کی بے بسی کا لحاظ رکھتے ہیں۔ اپنے روزمرہ کے کاموں اور پروگراموں میں اُسی انتقام کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ دُوررَس اسکیمیں بناتے ہیں اور حالات کو بتدریج قتل عام کی طرف جھکاتے اور بڑھاتے چلے جاتے ہیں اور یہ برائے نام شیعہ کبھی نہ اُن کی اسکیموں پر توجہ دیتے ہیں نہ اپنے مستقل تحفظ کا انتظام کرتے ہیں اور نہ دشمن کے استیصال کا کوئی منصوبہ بناتے ہیں بلکہ اُن سے اتحاد کے لئے اپنے اہم ترین عقائد کو خیر باد کہتے چلے جاتے ہیں۔ وہ بلافصل خلافت سے دست بردار ہو رہے ہیں۔ پورا ملک ایران اور ایران کی نام نہاد شیعہ حکومت اور حکمران خمینی ملعون اُن سے دوستی کی پینگیں بڑھا رہا ہے اور خود پاکستانی شیعوں کو ماتم اور عزائے حسینؑ کے خلاف تیار کر رہا ہے۔ علماء کو کاریں عورتوں کو چادریں مردوں کو پوسٹروں کے ذریعے اغوا کر رہا ہے۔ علما مخالفین کی گود میں جا بیٹھے ہیں لاکھوں روپے ماہوار کی تنخواہیں اور وظائف لے رہے ہیں خلفائے ثلاثہ کے برحق ہونے کا اعلان شائع کر چکے ہیں۔ وزیر و مشیر بن گئے ہیں۔ مگر ایک دن آنے والا ہے کہ یہ سب مذکورہ انتقام کے شکار ہوں گے اور اہلبیتؑ سے غداری کی سزا پائیں گے آیئے انتظار کریں۔

مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر: 177

علی نقی طہرانی : خطبہ نمبر: 178

خُطبہ ﴿239﴾

محمدؐ وعلیؑ فاطمہؑ اور حسنینؑ ودیگر آئمہؑ نے دیکھ بھال کر اللہ کی عبادت کی ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَقَدسَالَهُ ذِعۡلِبُ الۡيَمَانِیُ فَقَالَ : هَلۡ رَايۡتَ رَبَّکَ يَا اَمِيۡرَالۡمُوۡمِنِيۡنَ ؟	1	ذعلب یمانی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ اے امیرالمومنینؑ کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟
فَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ :	2	چنانچہ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ
اَفَاَعۡبُدُمَا لَااَرٰی ؟	3	کیا میں ایسی ہستی کی عبادت کرتا ہوں جسے میں نے دیکھا بھی نہ ہو؟
فَقَالَ: کَيۡفَ تَرَاهُ؟	4	ذعلبؒ نے پوچھا کہ آپ نے اسے کیسے دیکھا؟
قَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ ؛	5	علی علیہ السلام نے فرمایا کہ:
لَاتُدۡرِکُهُ الۡعُيُوۡنُ بِمُشَاهِدَةِ الۡعَيَانِ	6	اسے آنکھیں کھلے طور پر مشاہد کی گرفت میں نہیں لاسکتیں۔
وَلٰکِنۡ تُدۡرِکُهُ الۡقُلُوۡبُ بِحَقَائِقِ الۡاِيۡمَانِ	7	ولیکن دل ہیں جو ایمان کی حقیقتوں کی راہ سے رسائی حاصل کرسکتے ہیں۔
قَرِيۡبٌ مِنَ الۡاَشۡيَا غَيۡرُ مُلَامِسٍ	8	وہ تمام چیزوں سے اتنا قریب ہیں کہ چھوا نہ جاسکے۔
بَعِيۡدٌ مِنۡهَا غَيۡرُ مُبَايِنٍ	9	اور ان سے اتنا دور ہے کہ جدا نہ ہوسکے۔
مُتَکَلِّمٌ لَّابِرَوِيَّةٍ	10	وہ باتیں کرتا ہے مگر سوچ بچار کا محتاج نہیں۔
مُرِيۡدٌ لَّابِهِمَّةٍ	11	وہ ہر کام اپنے ارادے سے کرتا ہے۔ مگر ارادہ کرنے میں ارادہ نہیں کرتا۔
صَانِعٌ لَّابِجَارِحَةٍ	12	وہ مخلوقات کی ایجاد کرتا ہے مگر ایجاد کرنے میں پلاننگ منصوبہ سازی کا محتاج نہیں ہے۔
لَطِيۡفٌ لَّايُوۡصَفُ بِالۡخَفَاءِ	13	محسوس ہوسکنے سے بالاتر ہے مگر اسے پردہ میں پوشیدہ نہیں کیا جاسکتا۔
کَبِيۡرٌ لَّايُوۡصَفُ بِالۡجَفَاءِ	14	وہ بڑائی کا مالک ہے مگر زبردستی اور دخل اندازی سے دور ہے۔
بَصِيۡرٌ لَّايُوۡصَفُ بِالۡحَاسَّةِ	15	وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے مگر حواس خمسہ کا محتاج نہیں ہے۔
رَحِيۡمٌ لَّايُوۡصَفُ بِالرِّقَّةِ	16	وہ رحیم ہے مگر تکلیف سے متاثر ہو کر رحم نہیں کرتا ہے۔
تَعۡنُوا لُوۡجُوۡهُ لِعَظَمَتِهٖ	17	اس کے چہرہ کے سامنے ہر چہرہ اس کی عظمت کو مانتا ہے۔

وَتَجِبُ الْقُلُوْبُ مِنْ مَّخَافَتِهِ	18	ہر دل اس کے خوف سے لرز اُٹھتا ہے۔

تشریحات:

یہاں ہم پہلی گزارش یہ کرتے ہیں کہ ہمارے قارئین کو پلٹ کر خطبہ 4 کی تشریحات عنوان نمبر (چہارم) سے پڑھتے ہوئے، عنوان نمبر (ششم کا 8) پر ذعلب یمانی رضی اللہ عنہ کا یہ سوال پڑھیں اور اس صفحہ کے بعد ہماری یہ تشریح دیکھنے والوں کے لئے بات سہل ہو جائے گی۔ وہ اس لئے کہ ذعلب یمانی رضی اللہ عنہ ہوں یا کوئی اور صحابی ہو، اُن کی دینی معلومات اُن معلومات کے مقابلے میں بہت کم اور سطحی تھیں جو ہمارے قارئین کے سامنے آچکی ہیں۔ نہ وہ قرآن کو آپ کے برابر جانتے تھے؛ نہ اُن کے روبرو اتنی احادیث آئی ہیں اور نہ اُنھوں نے حضرت علی علیہ السلام کے سارے خطبات سُنے تھے۔ یوں بھی اس زمانے کے لوگوں کا علم نہایت سرسری ومحدود تھا۔ پھر وہ زمانہ مشرکین اور دشمنانِ محمدؐ وعلیؑ سے لبریز تھا۔ اُن کے سیاسی ہتھکنڈوں اور اعتراضات کو بے اثر کرنے کے لئے اللہ ورسولؐ دونوں دفاعی بیانات دیتے تھے۔ وہ لوگ عوام کو فریب دے کر اسلام سے دُور لے جانے کی فکر میں رہتے تھے۔ لہٰذا کوشش یہ رہتی تھی کہ تمام تعلیمات وہدایات عوام کی عقلی سطح سے اوپر نہ اُٹھیں اور اعتراض کی گنجائش نہ نکلے اور یوں دشمنوں کا مُنہ بند رکھا جائے۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے ذعلب کو سطحی اور دفاعی جواب دے کر ٹال دیا ہے۔ مگر یہ جواب بھی ایسا ہے کہ ذعلب اور حاضرینِ جلسہ تو الگ آج ہم اور آپ بھی اُس جواب کو جواب کے الفاظ کی حد تک نہیں سمجھ سکتے ورنہ بتایئے کہ۔'' حقائق ایمانی۔'' کیا ہوتے ہیں اور حقائق ایمانی سے اللہ کو کیسے دیکھا جاسکتا ہے؟ لہٰذا بات یہ ہوئی کہ حضور علیہ السلام کے اس جواب کو نہ تو اُس وقت کوئی سمجھا نہ آج سمجھتا ہے اور نہ کبھی سمجھ سکے گا۔ مگر اُن کی سمجھ میں یہ آ گیا کہ حضرت علی علیہ السلام نے بھی اللہ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا تھا، مگر یہ اُن کی جاہلانہ اور منفی سمجھ تھی۔ یا خود فرض کردہ نفی تھی۔ جس سے وہ خاموش اور بے بس ہوکر رہ گئے۔ حالانکہ نہ حضرت علی علیہ السلام نے یہ جواب دیا کہ۔''میں نے اللہ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔'' اگر آپؑ نے اِن الفاظ میں جواب دیا ہوتا تو آنکھوں سے دیکھنے کی نفی ہو جاتی اور یہ کہنا اور سمجھنا صحیح ہوتا کہ۔''حضرت علیؑ نے بھی اللہ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا۔'' لہٰذا جب تک حضرت علی علیہ السلام کا ایسا انکاریہ جملہ یا جواب نہ دکھایا جائے اُس وقت تک حضرت علیؑ کے ساتھ آنکھوں سے دیکھنے کی نفی منسوب کرنا نہ صرف غلط ہوگا بلکہ ایک جھوٹ اور تہمت بھی ہوگی۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے اپنے جواب میں یہ بھی نہیں فرمایا کہ:۔''میں نے اللہ کو دل کی آنکھوں سے یا حقائق ایمانی سے دیکھا ہے۔'' اگر یہ جواب دیا ہوتا تب بھی کھینچ تان کر آنکھوں سے دیکھنے کی نفی ہوسکتی تھی مگر حضرت علی علیہ السلام نے ایسی کوئی بھی ڈھیلی بات نہیں فرمائی ہے۔ وہ برابر اپنے اُس اعلان پر قائم رہے ہیں کہ۔''کیا میں کسی ایسی ہستی کی عبادت کرتا ہوں جسے میں نے دیکھا بھی نہ ہو؟ اور اُس کے معنی صرف یہ ہیں کہ:۔''میں جس اللہ کی عبادت کرتا ہوں میں نے اُسے دیکھا ہے۔'' یعنی میری عبادت دیکھی بھالی سوچی سمجھی اور حدیقین تک پہنچی ہوئی عبادت ہے۔ میں فرضی اللہ کی عبادت نہیں کرتا ہوں۔ یہ ہے اس خطبہ 239 میں حضرت علی علیہ السلام کی حقیقی پوزیشن۔

اس کے خلاف خود اپنے وہم وگمان وقیاس واجتہاد سے یہ طے کر لینا کہ حضرت علی علیہ السلام نے بھی اللہ کو نہیں دیکھا تھا، باطل ہے بلادلیل ہے اور اس خطبے کے کسی جملے سے حضرت علی علیہ السلام کے اللہ کو دیکھنے کی نفی نہیں ہوتی ہے البتہ نفی ہوتی ہے عام انسانوں کے اللہ کو دیکھنے کی۔ لہٰذا خطبے میں اور جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ اسی لئے بیان کیا ہے کہ تمام حاضرین اللہ کو دیکھ سکنے سے مایوس ہو جائیں اور آئندہ اللہ کے لئے لفظ کَیۡفَ استعمال نہ کریں اور اپنی تخلیقی حدود کے اندر رہا کریں۔

2۔اللہ کی آنکھیں ہر لحہ اللہ کو دیکھتی رہتی ہیں۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ عہد رسولؐ اور عہد مرتضویؑ کے مومنین بھی اُس تفصیل سے محمدؐ علیؑ و آئمہ صلوٰۃ اللہ علیہم پر ایمان نہ لائے تھے جس تفصیل سے ہمارے قارئین ایمان لائے ہیں اور اُس کا سبب وہی تھا کہ وہ دفاعی زمانہ تھا۔ بیان سب کچھ کر دیا گیا تھا مگر دشمنوں اور سیاسی لیڈروں کا مُنہ بند رکھنے کا خیال بھی رکھا گیا تھا۔قرآن میں اللہ نے اور احادیث میں معصومینؑ نے برابر اس کا خیال رکھا ہے اور آج اُسی احتیاط اور انداز بیان کو آڑ بنا کر محمدؐ وآل محمد علیہم السلام کے قرآنی فضائل کو چھپایا جاتا ہے مگر قرآن نے جتنا کچھ بیان کر دیا ہے وہی دشمنان محمدؐ وآلِ محمدؐ کا مُنہ بند کرنے کے لئے کافی ہے اور ہمارے بیانات وفضائل پڑھنے والے جانتے ہیں کہ ہم نے قرآن کریم سے محمدؐ وآل محمد علیہم السلام کے تمام مطلوبہ فضائل اور قریش اینڈ کمپنی کی تمام مذمتیں واشگاف انداز میں پیش کردی ہیں اور کسی قریشی عالم کی مجال نہیں کہ اُن فضائل اور اُن مذمتوں کا انکار کر سکے۔قرآن وحدیث کا انداز بیان ہی ایسا ہے کہ مجرمین کو اس سے فائدہ نہیں پہنچتا اور جہاں ضرورت ہو اور جس معاملے میں ضرورت ہو مجرموں کو ننگا کرنے کا انتظام موجود ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ کچھ لوگوں کو قرآن کے اُس انتظام سے واقفیت ہی نہ ہو۔ہم تمام قریشی علما کو چیلنج کرتے چلے آئے ہیں کہ آؤ اپنے مذہب کو قرآن سے ثابت کرو۔ ہمارے سامنے جو بھی آیا وہ ایک یا دو نشستوں میں محمدؐ وآل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم پر ایمان لا کر اُٹھا اور دشمنان محمدؐ وآل محمدؐ پر لعنت بھیجتا ہوا گیا۔اس کا یہی سبب ہے کہ ہم قرآن وحدیث کے انتظام پر مطلع ہیں۔قریشی فریب کاریاں ہمارے سامنے دوقدم بھی نہیں چل سکتی ہیں اور ہمارے بیانات چونکہ قرآنی بیانات ہوتے ہیں یا معصومین علیہم السلام کے جملے ہوتے ہیں اس لئے اُن کو رد نہیں کیا جا سکتا جب تک وہ اپنے ایمان واسلام کو رد نہ کر دیں۔آیئے ایک حدیث سُنیے ارشاد ہے کہ''حضرت اسود بن سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس تھا کہ حضورؑ نے بلا کسی سوال کے کلام کی ابتدا یوں کی کہ:

عَنْ اَسْوَدُ بنُ سعید قال: كُنْتُ عِنْدَ اَبِی جعفر علیه السلام فانشاء ابتداء مِنْهُ مِنْ غَیْرِ اَسَالَهُ نَحْنُ حُجَّة اللّٰهِ وَنَحْنُ بَابُ اللّٰهِ وَنَحْنُ لِسَانُ اللّٰهِ وَنَحْنُ وَجْهُ اللّٰه وَنَحْنُ عَیْنُ اللّٰهِ فِی خَلْقِهٖ وَنَحْنُ وَلَاةُ اَمْرُاللّٰهِ فِی عِبَادِهٖ۔(کافی کتاب التوحید)

''ہم اللہ کی حجت ہیں اور ہم اللہ کے دروازے ہیں اور ہم اللہ کی زبان ہیں اور ہم اللہ کا چہرہ ہیں اور ہم اللہ کی مخلوقات میں اللہ کی آنکھیں ہیں اور ہم ہی اللہ کے بندوں میں اللہ کا حکم نافذ کرنے والے ہیں۔''

اب سوچئے کہ کیا اللہ خود اپنی آنکھوں سے بھی غائب رہ سکتا ہے؟ دیکھنا یہ ہے کہ صرف حضرت علیؑ ہی نہیں بلکہ وہاں تو چودہ معصومین علیہم السلام اللہ کی آنکھیں ہیں اور اللہ ہر وقت اُن کے سامنے رہتا تھا۔وہ اپنے دیکھے ہوئے اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ذعلب یمانی رضی اللہ عنہ ابھی ایمان کی اُس حقیقت تک نہ پہنچے تھے کہ اپنے سوال کا صحیح جواب سمجھ کر ہضم کر سکتے۔ پھر وہاں تنہا ذعلب یمانی رضی اللہ عنہ ہی نہ تھے نہ معلوم مجمع میں کون کون ہوگا؟ ورنہ اُس کو یہ حدیث سُنا دیتے جو ہاشم بن ابی عمارہ کو سُنائی تھی کہ: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ:

اَنَا عَیْنُ اللّٰهِ وَ اَنَا یَدُاللّٰهِ وَ اَنَا جَنْبُ اللّٰهِ وَاَنَا بَابُ اللّٰه (کافی کتاب التوحید کی اگلی حدیث نمبر 8)

میں اللہ کی آنکھ ہوں میں اللہ کا ہاتھ ہوں اور میں اللہ کا پہلو یا پہلو نشین ہوں اور میں اللہ کا دروازہ ہوں۔''

3۔جَنْبُ اللّٰہ کی شان میں کمی کرنے والے قرآن میں جہنمی ہیں:

نویں حدیث میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جو قرآن میں جہنمی ہیں۔آیت سُنیے (59۔56/39)۔

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَافَرَّطْتُّ فِیْ جَنْبِ اللّٰہِ وَاِنْ کُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَO....(39/56-59)

’’کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی شخص یہ کہے کہ۔’’افسوس میری اُس تقصیر پر جو میں جنب اللہ کے سلسلے میں کرتا رہا بلکہ میں تو اُلٹا اُن کو مسخر کرنے اور بے دست و پا کرنے میں مصروف رہا۔یا یہ کہے کہ’’ کاش اللہ نے مجھے ہدایت بخشی ہوتی تو میں بھی متقیوں میں سے ہوتا۔‘‘ یا یہ کہے کہ کاش مجھے ایک موقع اور مل جاتا اور میں بھی نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاتا۔‘‘ اور اُسے یہ جواب ملے گا کہ کیوں نہیں میری آیات تیرے پاس آچکی تھیں پھر تُو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تُو حق چھپانے والوں میں سے تھا۔‘‘(59۔56/39)

یہ ہیں جنبؑ اللہ اور یہ ہیں ابوبکر وعمر وعثمان اینڈ کمپنی کے لیڈر حضرات۔آیات کو قرآن میں خود پڑھیں۔

خُطبہ ﴿240﴾

حرف ''اَلِف'' غائب ہے مگر خطبے کی روانی اور شان حسبِ معمول برقرار ہے۔

1۔اللہ ورسولؐ کی صفات اور مدح بیان فرمائی ہے۔2۔دنیا میں رہنے پر نصیحتیں فرمائی ہیں اور تنبیہات کی ہیں۔3 ۔موت اور مردے کا حال بیان فرمایا ہے۔4۔قیامت،مواخذہ, دوزخ اور جنت کا مختصر حال بیان فرمایا ہے **(مطالب المسئول فی مناقب رسوؐل محمد بن طلحه اهلسنت شافعی صفحه176-173)**

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حَـمِـدْتُ مَـنْ عَظُمَتْ مِنَّتُهُ ؛ وَسَبَغَتْ نِـعْـمَتُـهُ ؛ وَسَبَقَتْ غَضَبَـهُ رَحْمَتُـهُ ؛ وَتَـمَّـتْ كَـلِـمَتُـهُ ؛ وَنَفَذَتْ مَشِيَّتُـهُ ؛ وَبَلَغَتْ حُجَّتُهُ وَعَدَلَتْ قَضِيَّتُهُ ؛	1	میں اس کی حمد وثنا کرتا ہوں جس کا منتی احسان عظیم الشان ہے اس کی نعمت ہر طرف پھیلی ہوئی ہے جس کی رحمت اس کے غضب پر مقدم ہے اس کا کلمہ مکمل ہو چکا ہے اور ساری کائنات میں اس کی مشیت وقانون برسرکار ہے اور اس کی حجتیں کائنات کے ہر گوشہ میں پہنچی ہوئی ہیں اور اس کے فیصلے عدل پر مبنی ہیں۔
حَمِدْتُّهُ حَمْدَ مُقِرٍّ بِرُبُوْبِيَّتِهِ ؛	2	میں اللہ کی ایسی حمد وثنا بجالاتا ہوں جیسی ایک ربوبیتِ خداوندی کا اقرار کرنے والا بجالاتا ہے اور
مُتَخَضِّعٍ لِّعُبُوْدِيَّتِهِ	3	اس کی بندگی میں عاجز رہنے والا۔
مُتَنَصِّلٍ مِنْ خَطِيْئَتِهِ	4	اس کی نافرمانی نہ کرنے والا۔
مُعْتَرِفٍ بِتَوْحِيْدِهِ	5	اس کی وحدانیت اور یکتائی ماننے والا۔
مُسْتَعِيْذٍ مِّنْ وَعِيْدِهِ	6	اور اس کے عذاب سے پناہ طلب کرنے والا حمد وثنا کرتا ہے۔
مُـؤَمِّلٌ مِّنْ رَبِّهِ مَغْفِرَةٌ تُنْجِيْهِ يَوْمَ يُشْغَلُ كُلٌّ عَنْ فَصِيْلَتِهِ وَبَنِيْهِ ؛	7	میں اللہ کی حمد اسی بے قراری سے کرتا ہوں جس بے قراری سے قیامت کے روز مغفرت اور نجات چاہنے والا حمد وثنا کرے گا۔جس دن ہر شخص اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں سے بے پرواہ ہوکر اپنی ہی فکر میں مبتلا ہوجائے گا۔
نَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَرْشِدُهُ وَنَسْتَهْدِيْهِ ؛	8	ہم اللہ ہی سے مدد کے طلب گار ہیں۔اسی سے راست روی اور ہدایت طلب کرتے ہیں۔
وَنُؤْمِنُ بِهِ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ؛	9	اور اسی پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

وَشَهِدْتُ لَهُ شُهُوْدَ عَبْدٍ مُّخْلِصٍ مُوْقِنٍ	10	اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک مخلص بندے والی گواہی جسے پورا یقین حاصل ہے
وَفَرَّدْتُهُ تَفْرِيْدَ مُؤْمِنٍ مُتَيَقِّنٍ ؛	11	اور میں اس کے لئے فردیت اور اکیلے پن کا اعلان کرتا ہوں اسی طرح کی فردیت جو ایک پریقین مومن مانتا ہے۔
وَوَحَّدْتُهُ تَوْحِيْدَ عَبْدٍ مُذْعِنٍ ؛	12	اور میں اس کے لئے ایک مطیع وفرماں بردار مومن والی توحید ویکتائی مانتا ہوں۔
لَيْسَ لَهُ شَرِيْكٌ فِيْ مُلْكِهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ سَهِيْمٌ فِيْ صُنْعِهِ ؛	13	اس کی مملکت اور حکمرانی میں کوئی شریک نہیں اور نہ ہی اس کی تخلیق میں کوئی حصہ دار رہا ہے۔
جَلَّ عَنْ مُّشِيْرٍ وَّوَزِيْرٍ وَّعَنْ عَوْنٍ وَّمُعِيْنٍ وَّنَصِيْرٍ وَّنَظِيْرٍ ؛	14	وہ اس سے بہت ارفع واعلیٰ اور پاک ہے کہ کوئی اس کو مشورہ دینے والا ہو یا کوئی اس کا وزیر ہو یا کوئی اس کا معین ومددگار اور ناصر ہو یا کوئی اس کا مثل ومانند ہو۔
عَلِمَ فَسَتَرَ ؛ وَبَطَنَ فَخَبَرَ وَمَلَكَ فَقَهَرَ وَعُصِيَ فَغَفَرَ وَحَكَمَ فَعَدَلَ وَتَكَرَّمَ وَتَفَضَّلَ لَمْ يَزَلْ وَلَنْ يَزُوْلَ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ؛	15	وہ سب علم رکھتا ہے مگر پردہ پوشی کر دیتا ہے باطن کے حالات پر مطلع اور خبر رکھتا ہے اس نے حکومت کی تو سب پر غالب ہے اُس کی نافرمانی کی گئی تو اس نے بخش دیا اور احکام نافذ کئے تو عدل برقرار رکھا اور وہ فضل وکرم برابر جاری رکھتا ہے ہمیشہ سے ہے اور کبھی اپنی جگہ سے نہ ہٹے گا کوئی چیز اس کی مثل ومانند نہیں ہے۔
وَهُوَ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَبَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ ؛	16	اور وہی ہر چیز سے پہلے سے ہے اور ہر چیز کے بعد بھی رہے گا۔
رَبٌّ مُتَفَرِّدٌ بِعِزَّتِهِ وَمُتَمَكِّنٌ بِقُوَّتِهِ ؛	17	وہ ایسا پروردگار ہے جو اپنی عزت اور غلبے کی وجہ سے منفرد ویگانہ ہے اور قوت کے سبب ہر چیز پر مسلّط ہے۔
مُتَقَدِّسٌ بِعُلُوِّهِ مُتَكَبِّرٌ بِسُمُوِّهِ ؛	18	اپنی اعلیٰ شان کی وجہ سے مقدس اور پاک ہے اور اپنی بلندی کی بنا پر بالا دست ہے
لَيْسَ يُدْرِكُهُ بَصَرٌ وَلَمْ يُحِطْ بِهِ نَظَرٌ ؛	19	اسے بصارت پا نہیں سکتی اور نظر اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔
قَوِيٌّ مَنِيْعٌ بَصِيْرٌ سَمِيْعٌ رَؤُفٌ رَحِيْمٌ ؛	20	وہ قوت کا خالق ہے برتری اسی کے لئے ہے وہ بصارت کا خالق ہے سماعت کا خالق ہے نرمی اور رحم کا مالک ہے۔
عَجَزَ عَنْ وَصْفِهِ مَنْ وَصَفَهُ (يَصِفُهُ)	21	جس نے بھی اللہ کے صفات بیان کئے وہ اپنے بیان میں ناکام وعاجز رہا۔
وَضَلَّ عَنْ نَعْتِهِ مَنْ عَرَفَهُ ؛	22	اور جس کسی نے اللہ کی ذات کو پہچاننے کا دعویٰ کیا وہ اللہ کی تعریف میں گم ہو کر رہ گیا
قَرُبَ فَبَعُدَ وَبَعُدَ فَقَرُبَ ؛	23	جس نے خود قریب ہونے کی کوشش کی وہ اور دور ہو گیا اور جس نے دور ہونا چاہا وہ قریب ہو گیا۔

يُجِيبُ دَعْوَةَ مَنْ يَدْعُوهُ وَيَرْزُقُهُ وَيَحْبُوهُ ؛	24	جو کوئی دعا کرتا ہے وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے اور بلا کسی بدل اور عوض کے بے حساب بخششیں کرتا رہتا ہے۔
ذُو لُطْفٍ خَفِيٍّ وَ بَطْشٍ قَوِيٍّ وَرَحْمَةٍ ، مُوسِعَةٍ وَعُقُوبَةٍ ، مُوجِعَةٍ ؛	25	وہ پوشیدہ لطف و کرم کرتا ہے۔اس کی گرفت بڑی سخت ہے۔اور رحمت بڑی کشادہ ہے۔اور اس کی سزا بڑی دردناک ہے۔
رَحْمَتُهُ جَنَّةٌ عَرِيضَةٌ مُونِقَةٌ وَعُقُوبَتُهُ جَحِيمٌ مَمْدُودَةٌ مُوبِقَةٌ	26	اس کی رحمت جنت ہے جو بہت لمبی چوڑی اور دلوں کو اطمینان بخشنے والی ہے اور اس کی سزا اور عذاب جہنم ہے۔ جو تباہ کن اور پھیلا ہوا ہے۔
وَشَهِدْتُ بِبَعْثِ مُحَمَّدٍ رَسُولِهِ وَعَبْدِهِ وَصَفِيِّهِ وَنَجِيِّهِ وَحَبِيبِهِ وَخَلِيلِهِ	27	اور میں رسولؐ اللہ کی بعثت پر بھی گواہی دیتا ہوں کہ وہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور اس کے بندے ہیں اور مصطفیٰ و برگزیدہ ہیں اس کے رازدار دوست اور محبوب ہیں۔
بَعَثَهُ فِي خَيْرِ عَصْرٍ وَحِينَ فَتْرَةٍ وَّكُفْرٍ ، رَحْمَةً لِّعَبِيدِهِ وَمِنَّةً لِّمَزِيدِهِ خَتَمَ بِهِ نُبُوَّتَهُ وَشَيَّدَ بِهِ حُجَّتَهُ ؛	28	اللہ نے انہیں زمانہ کے بہترین و مناسب ترین وقت پر مبعوث کیا تھا۔ اور اس وقت کفر کا دور دورہ تھا نبوت کا سلسلہ ٹوٹا ہوا تھا۔آپؐ کو اپنے بندوں پر رحمت بنا کر بھیجا اور منتی احسان بھی کیا اور حضورؐ کے اوپر اپنے سلسلہء نبوت کو ختم و مکمل کر دیا اور آپؐ کے ذریعہ سے اپنی حجت کو پختہ کر دیا۔
فَوَعَظَ وَنَصَحَ وَبَلَّغَ وَكَدَحَ ؛	29	چنانچہ حضورؐ نے وعظ اور تقریریں کیں نصیحتیں کیں اللہ کے پیغامات پہنچائے اور پوری پوری کوشش سے کار نبوت انجام دیا۔
رَؤُوفٌ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ رَحِيمٌ سَخِيٌّ وَلِيٌّ ، زَكِيٌّ عَلَيْهِ رَحْمَةٌ وَّتَسْلِيمٌ وَّبَرَكَةٌ وَّتَعْظِيمٌ وَّتَكْرِيمٌ مِّنْ رَبٍّ غَفُورٍ رَّحِيمٍ قَرِيبٍ مُّجِيبٍ حَلِيمٍ ؛	30	آپؐ تمام مومنین پر نرمی فرماتے تھے رحیم تھے سخی تھے سب پر ہمدرد حاکم تھے جسمانی اور روحانی طور پر پاک تھے۔ان پر غفور و رحیم پروردگار کی طرف سے رحمت نازل ہو، سلام اور برکتیں اور تعظیم اور کرامتیں نازل ہوں، اللہ تمام مخلوقات سے قریب، بردبار اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔
وَصَّيْتُكُمْ مَعْشَرَ مَنْ حَضَرَنِي بِوَصِيَّةِ رَبِّكُمْ وَذَكَّرْتُكُمْ بِسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ ؛	31	اے گروہ حاضرین میں تمہیں تمہارے پروردگار کا حکم سناتے ہوئے وصیت کرتا ہوں اور تمہارے نبیؐ کی سنت تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں۔
فَعَلَيْكُمْ بِرَهْبَةٍ تُسَكِّنُ قُلُوبَكُمْ وَ خَشْيَةٍ تُذْرِي دُمُوعَكُمْ ؛ وَتَقِيَّةٍ تُنْجِيكُمْ قَبْلَ يَوْمٍ يُبْلِيكُمْ وَتَذْهَلُكُمْ	32	چنانچہ تم پر لازم ہے کہ تم پارسائی اختیار کرو جو تمہارے دلوں کو سکون و اطمینان عطا کرے گی۔اور ایسا عاجزانہ خوف اختیار کرو کہ تمہارے آنسو بہنے لگیں۔اور ایسی ذمہ داری اور پرہیزگاری اختیار کرو جو تمہیں آزمائش کا

		دن آنے اور غفلت طاری ہو جانے سے پہلے ہی نجات دلوا دے۔
يَوْمَ يَفُوزُ فِيهِ مَنْ ثَقَلَ وَزْنَ حَسَنَتِهِ وَخَفَّ وَزْنَ سَيِّئَتِهِ ؛	33	اس دن وہی کامیاب ہوگا جس کی نیکیوں کا پلّہ بھاری ہوگا اور برائیوں کا پلہ ہلکا ہوگا۔
وَلْتَكُنْ مَسْئَلَتَكُمْ وَتَمَلُّقُكُمْ مَسْئَلَةَ ذُلٍّ وَخُضُوْعٍ وَشُكْرٍ وَخُشُوْعٍ بِتَوْبَةٍ وَّنُزُوْعٍ وَّنَدَمٍ وَّرُجُوْعٍ ؛	34	اور تمہیں چاہیئے کہ جب اللہ سے کوئی سوال اور دعا کرو تو تمہارے سوال میں خوشامد اور عاجزی ہونا چاہیئے احساسِ شکر اور عبدیت کی ذلت اور پوری توجہ ہونا چاہیئے۔توبہ والی عاجزی ندامت اور نیکی کی طرف رجوع ہونے کا جذبہ ہونا چاہیئے۔
وَلْيَغْتَنِمَ كُلُّ مُغْتَنِمٍ مِّنْكُمْ صِحَّتَهُ قَبْلَ سَقَمِهِ وَشَبِيْبَتَهُ قَبْلَ هَرَمِهِ وَسَعَتَهُ قَبْلَ فَقْرِهِ وَفَرْغَتَهُ قَبْلَ شُغْلِهِ وَحَضَرَهُ قَبْلَ سَفَرِهِ وَتَهَوَّنَهُ قَبْلَ تَكَبُّرٍ وَّتَهَرُّمٍ وَّتَمَرُّضٍ وَّتَسَقُّمٍ يَمَلُّهُ طَبِيْبُهُ وَيُعْرِضُ عَنْهُ حَبِيْبُهُ وَيَنْقَطِعُ عُمْرُهُ وَيَتَغَيَّرُ عَقْلُهُ؛	35	تم میں ہر تندرست آدمی کو بیماری سے پہلے صحت کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ بڑھاپے سے پہلے جوانی کو اور تنگ حالی سے پہلے خوشحالی کو اور ناپسندیدہ الجھاؤ اور مصروفیت سے پہلے فراغت کو۔اور سفر سے پہلے گھر پر موجودگی کو۔اور مغروری کے زمانہ سے پہلے عاجزانہ اور منکسرانہ زندگی کو غنیمت سمجھو اور بڑھاپے اور امراض اور جسمانی خرابیوں میں مبتلا ہونے سے بچے رہو ورنہ تمہیں طبیب ملول کریگا۔ اور تمہارے حالات سے تنگ آکر تمہارے دوست تم سے بے رخی کرنے لگیں گے۔اور عمر منقطع ہو جائے گی اور عقل بدل کر حماقت بن جائے گی۔
ثُمَّ قِيْلَ مَوْعُوْكٌ وَجِسْمُهُ مَنْهُوْكٌ ثُمَّ جُدَّ فِيْ نَزْعٍ ، شَدِيْدٍ وَّحَضَرَهُ كُلُّ قَرِيْبٍ وَّبَعِيْدٍ فَشَخَّصَ بَصَرُهُ وَ طَمَحَ نَظَرُهُ وَرَشَحَ ، جَبِيْنُهُ وَعَطَفَ ، عَرِيْنُهُ وَسَكَنَ ، جَنِيْنُهُ وَجَذَبَ ، نَفْسُهُ وَبَكَتْهُ ،عِرْسُهُ وَحُفِرَ ، رَمْسُهُ وَيَتِمَ ، وَلَدُهُ	36	پھر کوئی کہے گا کہ تکلیف کی وجہ سے حالت خراب ہوگئی اور جسم لاغر ہو گیا ہے پھر جان نکلنے کی سختی شروع ہوتی ہے اور نزدیک و دور کے لوگ عیادت کو آتے ہیں۔اسکی آنکھیں بے نور کھلی رہ جاتی ہیں۔اور پتلیاں پھر جاتی ہیں پیشانی پر موت کے پسینے آتے ہیں۔ناک کا بانسہ ترچھا ہو جاتا ہے۔آواز بند ہو جاتی ہے۔روح نکال لی جاتی ہے۔اسکی زوجہ رونے لگتی ہے۔غسل دینے کیلئے گڑھا کھودا جاتا ہے۔اور اس کے بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔
وَتَفَرَّقَ عَنْهُ عَدَدَهُ	37	اور اس سے اس کے جتھے والے جدا ہو جاتے ہیں اور اس
وَفُصِمَ جَمْعُهُ ؛	38	کے تمام جوڑ و بند رشتہ توڑ دیتے ہیں۔
وَذَهَبَ بَصَرُهُ وَسَمْعُهُ ؛	39	اور اس کی بصارت وسماعت بالکل رخصت ہو جاتے ہیں۔

مُـدِّدَ وَجُـرِّدَ وَعُـرِّیَ وَغُسِّـلَ وَنُشِّفَ وَسُجِّیَ وَبَسطَ لَـهُ وَهُیِّئَ وَنُشرَ عَلَیهِ كَـفَنُهُ وَشَدَّمِنهُ ذَقَنُهُ وَقُمِّصَ وَعُمِّمَ وَدِّعَ وَسُلِّـمَ وَحُـمِّلَ فَوقَ سَرِیرٍ وَصُلِّیَ عَلَیهِ بِتَكبِیرٍ بِغَیرِ سُجُودٍ وَتَعفِیرٍ ؛	40	پھر اسے لمبا اور سیدھا لٹا دیتے ہیں لباس اتار کر ننگا کر دیا جاتا ہے۔ غسل دیا جاتا ہے ایک کپڑے سے جسم پونچھا جاتا ہے۔ اور خشک کر کے اس پر ایک چادر ڈالی جاتی ہے۔ ایک چادر نیچے بچھائی جاتی ہے اس پر کفن پھیلایا جاتا ہے۔ اس کی ٹھڈی باندھی جاتی ہے قمیص پہنائی جاتی ہے۔ عمامہ لپیٹا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد رخصت کر دیا جاتا ہے اور جنازہ اُٹھانے والوں کو سونپ دیا جاتا ہے جو اسے اُٹھا کر پلنگ پر رکھ لیتے ہیں۔ پھر رکوع اور سجدوں کے بغیر تکبیروں سے اس کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔
وَنُقِلَ مِن دُورٍ مُزَخرَفَةٍ وَّقُصُورٍ مُشَیَّدَةٍ وَّحُـجَرٍ مُـنَـجَّدَةٍ وَجُعِلَ فِیْ ضَرِیحٍ مَـلحُـودٍ وَّضِیقٍ مَرصُودٍ بِلَبَنٍ مَنضُودٍ ؛ وَمُسَـقَّفٌ بِـجُلـمُـودٍ وَهِیلَ عَلَیهِ عُفَرُهُ وَحُثِیَ عَلَیهِ مَدَرُهُ وَتَحَقَّقَ حَذَرُهُ وَنَسِیَ خَبَـرُهُ وَرَجَـعَ عَـنهُ وَلِیُّهُ وَصَفِیُّهُ وَنَدِیمُهُ وَنَسِیبُهُ وَحَمِیمُهُ وَتَبَدَّلَ بِهِ قَرِینُهُ وَحَبِیبُهُ فَهُـوَ حَشـوُ قَبـرٍ وَرَهِـینُ قَـفـرٍ یَسعٰی بِـجِسـمِهٖ دُودُ قَبرِهٖ وَیَسِیلُ صَدِیدُهُ عَن مِـنخَـرِهٖ تُسحِـقُ تُـربَتُهُ لَحمَهُ وَیَنشِفُ دَمَهُ بِجَنبِهٖ وَیَرُمُّ عَظمُهُ حَتّٰی یَومَ حَشرِهٖ فَیُنشَرُ مِن قَبرِهٖ ؛	41	اور اسے آراستہ محلوں اور نقش و نگار اور فرش و مسندوں والے کمروں سے لا کر لحد والی ضریح میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اس کی قبر کو اینٹوں کی تہوں کے ساتھ چنا جاتا ہے اور اسے اندر لٹا کر اوپر پتھر رکھ کر قبر بند کر دی جاتی ہے اور مٹی اور ڈھیلوں سے پُر کر دی جاتی ہے۔ اور اس کو چھوڑ کر چلے آنے کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کی خبر سار تک بھلا دی جاتی ہے پھر اس کا ولی اور پسندیدہ لوگ اور اس کے ساتھی اور حصہ دار اور دوست واحباب سب پلٹ جاتے ہیں اور وہ قبر میں تنہا پڑا رہ جاتا ہے۔ اور اس کے تمام جوڑی دار اور دوست اب قبر سے بدل جاتے ہیں۔ وہ قبر میں پڑا پڑا مٹی میں ملنے لگتا ہے اس کے بدن پر کیڑے دوڑتے پھرتے ہیں اس کی ناک سے پیپ بہتی ہے اور اس کا گوشت خاک میں مل جاتا ہے اس کا خون دونوں پہلوؤں میں جم کر سوکھ جاتا ہے اور اس کی ہڈیاں گل سڑ کر مٹی ہو جاتی ہیں۔ اور قیامت کے دن تک اسی حالت میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ اسے دوبارہ زندہ کر کے قبر سے اُٹھائے۔
حِیـنَ یَـنـفَـخُ فِـی الـصُّـورِ وَیُـرعٰی بِـحَشـرٍ وَنَشُـورٍ فَثَـمَّ بُـعثِـرَتْ قُبُـورٌ وَّحُصِّلَتْ سَرِیرَةُ صُدُورٍ وَ	42	جب صور پھونکا جائے گا اور وہ قبر سے اُٹھے گا اور اس وقت تمام قبروں والے زندہ ہوں گے اور قبروں سے نکالے جائیں گے۔ اور ان کے سینوں کے راز کھولے جائیں گے۔
جِیءَ بِـكُلِّ نَبِیٍّ وَصِدِّیقٍ وَّشَهِیدٍ فَوَحَّدَ لِلفَصلِ قَدِیرٌ بِعَبدِهٖ خَبِیرٌ بَصِیرٌ ؛	43	اور تمام نبیؑ اور صدیقؑ اور شہیدؑ حاضر کئے جائیں گے اور فیصلے کیلئے قادر مطلق سب کو الگ الگ اور اکیلا اکیلا کھڑا کریگا اور وہ دیکھنے والا اور خبر رکھنے والا ہے

فَكَمُ مِنُ زَفُرَةٍ تُعُنِيُهِ وَ حَسُرَةٍ تُضُنِيُهِ فِيُ مَوُقِفٍ مُهِيُلٍ وَمَشُهَدٍ جَلِيُلٍ بَيُنَ يَدَىُ مَلِكٍ عَظِيُمٍ وَبِكُلِّ صَغِيُرٍوَّ كَبِيُرٍ عَلِيُمٌ وَحِيُنَئِذٍ يُلُجِمُهُ عَرَقُهُ وَيَحُضُرُهُ قَلَقُهُ عِبُرَتُهُ غَيُرَ مَرُحُوُمَةٍ	44	اور بہت سی صدائیں جی اٹھنے والے مردوں کو پریشانی میں ڈال دیں گی اور وہ خوف وہراس کے عالم میں دبلے ہوجائینگے اورخوفزدہ حالت میں اس عظیم الشان مقام حساب پراس عظیم بادشاہ کے حضور میں حاضر ہونگے جو ہر چھوٹے بڑے گناہ کو جانتا ہے اس وقت گنہگاروں کو اس قدر پسینہ آئیگا کہ منہ تک پہنچ جائیگا ۔اس وقت اس کی ساری بے چینیاں ، پچھتاوے موجود ہوں گے مگر رحم نہ کیا جائے گا،
وَصَرُخَتُهُ غَيُرَ مَسُمُوُعَةٍ وَحُجَّتُهُ غَيُرَ مَقُبُوُلَةٍ ؛	45	اوراس کی چیخ وپکارنا قابل سماعت رہے گی اوراس کے عذرات اوردلیل و حجت نا قابل قبول ٹھہرے گی۔
وَتَبَلَّغَتُ جَرِيُرَتُهُ وَنُشِرَ صَحِيُفَتُهُ ؛	46	اوراس کی تمام بدکاریاں سامنے پہنچادی جائیں گی اوراسکا نامہ اعمال پھیلا دیا جائے گا۔
فَنَظَرَ فِيُ سُوُءِ عَمَلِهٖ ؛	47	چنانچہ اس کی بداعمالیوں کا ملاحظہ کیا جائے گا۔
وَشَهِدَتُ عَلَيُهِ؛ عَيُنُهُ بِنَظَرِهٖ وَ يَدُهُ بِبَطُشِهٖ وَ رِجُلُهُ بِخُطُوِهٖ وَ فَرُجُهُ بِمَسِّهٖ وَجِلُدُهُ بِلَمُسِهٖ ؛ فَسُلُسِلَ جِيُدُهُ وَغُلَّتُ يَدُهُ ؛	48	اوراس کی آنکھیں اس کی غلط نگاہی پرشہادت دیں گی اس کے ہاتھ اس کی دست درازی پراوراس کے پیر غلط رفتار پراوراس کی شرمگاہ غلط استعمال پر،اوراس کی کھال غلط سپردگی پرشہادت دیں گی۔
وَسِيُقَ وَسُحِبَ وَحُدَهُ فَوَرَدَ جَهَنَّمَ بِكَرُبٍ	49	پھر اسکی گردن میں طوق ڈالا جائیگا اور ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنائی جائیگی۔
وَّشِدَّةٍ فَظَلَّ يُعَذَّبُ فِيُ جَحِيُمٍ ؛ وَيُسُقَى شُرُبَةً مِّنُ حَمِيُمٍ ؛ وَتُشُوَى وَجُهُهُ ؛	50	اور ہانک کراور گھسیٹ کر تنہا تنہا جہنم پر وارد کیا جائے گا۔ بڑے دکھ اور سختیوں کے ساتھ جہنم میں جھونک دیا جائے گا اور وہاں اسے آگ کے ڈھیر میں عذاب دیا جائے گا۔
وَتَسُلَخُ جِلُدُهُ ؛ وَتَضُرِبُهُ زَبُنِيَتُهُ بِمَقُمَعٍ مِّنُ	51	اور وہاں اسے کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا اوراس کا منہ جھلس کررہ جائے گا۔
حَدِيُدٍ ؛ وَيَعُوُدُ جِلُدُهُ بَعُدَ كَجِلُدٍ جَدِيُدٍ ؛	52	اوراس کی کھال اتاری جائے گی اورمہیب اور وحشی صورت والے اسے لوہے کے گرزوں سے ماریں گے۔
يَسُتَغِيُثُ فَتُعُرِضُ عَنُهُ خَزَنَةُ جَهَنَّمَ	53	اوراس کی کھال باربار جلتی اورنئی کھال کی طرح واپس آتی رہے گی۔
وَيَسُتَصُرِخُ فَيَلُبَثُ حُقُبَةً يَنُدِمُ ؛	54	وہ فریاد کرتا رہیگا مگر جہنم کے نگران لوگ منہ پھرائے رکھیں گے وہ چیختا چلاتا ندامت کا اظہار کرتا ہوا وہاں مدتوں پر مدتیں اورزمانوں پرزمانے

		گزارتا چلا جائے گا۔
نَعُوْذُ بِرَبٍّ قَدِيْرٍ مِّنْ شَرِّ كُلِّ مَصِيْرٍ وَّ نَسْئَلُهُ عَفْوَمَنْ رَّضِیَ عَنْهُ وَمَغْفِرَةَ مَنْ قَبِلَهُ ؛	55	ہم اپنے قادر مطلق پروردگار سے جہنم میں ٹھکانا بنانے والے ہر شخص کے شر اور برائی سے پناہ طلب کرتے ہیں اور اللہ سے ایسی معافی چاہتے ہیں جیسی معافی اس نے کسی سے خوش ہو کر اسے دی ہو اور اس سے ایسی معرفت چاہتا ہوں جو اس نے پہلے ہی سے دے دی ہو۔
وَهُوَ وَلِیُّ مَسْئَلَتِیْ وَمُنْجِحُ طَلِبَتِیْ ؛	56	اور وہ میرے سوالات اور ضرورتوں کو پورا کرنے والا ولی اور حاکم ہے اور وہی میرے مطالبات کو پروان چڑھانے والا ہے۔
فَمَنْ زُحْزِحَ عَنْ تَعْذِيْبِ رَبِّهٖ جُعِلَ فِیْ جَنَّتِهٖ بِعِزَّتِهٖ وَخُلِّدَ فِیْ قُصُوْرٍ مُّشَيَّدَةٍ وَمَلَكَ بِحُوْرٍعِيْنٍ وَّحَفَدَةٍ ؛	57	چنانچہ جو شخص اپنے پروردگار کے عذاب سے بچا لیا گیا وہی اس کی جنت میں عزت کے ساتھ شان دار اور مضبوط محلوں میں رہے گا۔ اور حوریں اور خادم اس کی ملکیت میں ہوں گے۔
وَطِيْفَ عَلَيْهِ بِكُئُوْسٍ وَسُكِّنَ حَظِيْرَةِ قُدْسٍ ؛	58	اور ساغر و مینا لئے ہوئے اس کے چاروں طرف طواف میں رہیں گے۔ اور وہ مقدس احاطہ میں آباد کئے جائیں گے۔
وَتَقَلَّبَ فِیْ نَعِيْمٍ وَّسُقِیَ مِنْ تَسْنِيْمٍ وَّشُرِبَ مِنْ عَيْنٍ سَلْسَبِيْلٍ وَّمُزِجَ لَهٗ بِزَنْجَبِيْلٍ مُخَتَّمٍ بِمِسْكٍ عَبِيْرٍ ؛	59	اور ان کا چلنا پھرنا اُٹھنا بیٹھنا اور نقل و حرکت نعمتوں کے اندر ہوگی تسنیم سے انہیں پلایا جائے گا سلسبیل سے ان کا مشروب فراہم کیا جائے گا جس میں سونٹھ کی ملاوٹ ہوگی اور مشک اور بہت سی خوشبوؤں کے مُرکب کی مہریں لگی ہوئی ہوں گی۔
مُسْتَدِيْمٍ لِلْمُلْكِ مُسْتَشْعِرُ لِلسُّرُوْرِ ؛	60	وہ جنتی لوگ دائمی طور پر اس حکومت کے لئے ہیں اور لذت و سرور کے لئے عقل و شعور طلب کرنے والے ہیں۔
يَشْرِبُ مِنْ خُمُوْرٍ فِیْ رَوْضٍ مُغْدَقٍ ؛	61	وہ سرسبز اور سیراب گلزاروں میں شراب پئیں گے۔
لَيْسَ يَصْدَعُ مِنْ شُرْبِهٖ وَلَيْسَ يُنْزَفُ لُبُّهٗ ؛	62	جس کے پینے سے نہ سر بھاری ہوگا نہ سر درد رہے گا نہ ان کی عقل اور سوجھ بوجھ و شعور متاثر ہوں گے۔
هٰذِهٖ مَنْزِلَةُ مَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ وَحَذَّرَ نَفْسَهٗ مَعْصِيَتَهٗ ؛	63	یہ ان لوگوں کی منزل اور قیام گاہ ہوگی جو اپنے پالنے والے کے روبرو محتاط زندگی گزارتے اور خود پر قابو رکھتے اور نافرمانیوں سے بچتے رہے ہوں گے۔

وَتِلْکَ عُقُوبَۃُ مَنْ جَحَدَ مَشِیَّتَہُ وَسَوَّلَتْ لَہُ نَفْسُہُ مَعْصِیَتَہُ ؛	64	اور وہ سزائیں جو پہلے مذکور ہوئی ہیں ان لوگوں کے لئے ہوں گی جنہوں نے مشیتِ خداوندی کے خلاف محاذ جاری رکھا ہوگا اور اپنے آپ کو بہلا پھسلا کرنا فرمانیوں میں لگائے رکھا ہوگا۔
فَھُوَ قَوْلٌ فَصْلٌ ؛	65	یہ دونوں نتائج آخری اور حتمی ہیں۔
وَحُکْمٌ عَدْلٌ ؛	66	اور عدل سے معمور اللہ کا حکم ہے۔
وَخَیْرُ قَصَصٍ قُصَّ وَوَعْظٌ بِہٖ نُصَّ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ ؛	67	اور تمام قصوں سے بہتر قصہ ہے جو سنایا گیا ہے اور وہ وعظ ہے جسے اللہ حکیم وحمید نے بہترین طریقے پر نازل کر کے مستحکم اور واضح کیا ہے۔
نَزَلَ بِہٖ رُوْحُ قُدُسٍ مُبِیْنٍ عَلٰی قَلْبِ نَبِیٍّ مُھْتَدٍ رَشِیْدٍ صَلَّتْ عَلَیْہِ رُسُلٌ سَفَرَۃٌ مُّکَرَّمُوْنَ بَرَرَۃٌ ؛	68	جس کے ساتھ ہی منہ سے بولنے والی مقدس روح نازل ہوئی تھی اس نبیؐ کے دل پر جو اللہ کا پسندیدہ اور ہدایت فراہم کرنے والا تھا۔ جس پر سارے رسوؑل اور اللہ کے سارے معزز اور مقدس سفیر درود بھیجتے رہے۔
عُذْتُ بِرَبٍّ عَلِیْمٍ رَحِیْمٍ کَرِیْمٍ مِّنْ شَرِّ کُلِّ رَجِیْمٍ فَلْیَتَضَرَّعْ مُتَضَرِّعٌ وَلْیَبْتَھِلْ مُبْتَھِلُکُمْ وَلْیَسْتَغْفِرْ کُلُّ مَرْبُوْبٍ مِنْکُمْ بِیْ وَلَکُمْ وَحَسْبِیْ رَبِّیْ وَحْدَہٗ؛	69	میں تمام راندہ درگاہِ خداوندی لوگوں کے شر کے مقابلے میں پناہ چاہتا ہوں اپنے علیم و رحیم اور کریم پروردگار سے چنانچہ اللہ کے حضور عاجزی کرنیوالوں اور گڑگڑا کر دعائیں کرنیوالوں کو چاہئے کہ عاجزی اور دعا کریں اور تم میں سے ہر وہ شخص جو پالا جارہا ہے مغفرت طلب کرے میری خاطر اور اپنی خاطر اور میرے لئے تو تنہا میرا پروردگار ہی موزوں ہے''

تشریحات:

اس خطبے میں جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے، حضرت علی علیہ السلام نے حرفِ الف استعمال نہیں فرمایا۔ یہ خطبہ محمد بن طلحہ شافعی کی کتاب مطالب المسئول فی مناقب آلِ رسوؑل صفحہ 172 تا173 پر آج تک بھی موجود ہے۔ ہم نے ابتدائیہ میں بھی اور بعد میں بھی بار بار عرض کیا ہے کہ علامہ رضی رضی اللہ عنہ مجتہدین کے نرغے میں گھرے رہے۔ اُن کے والد بھی مجتہد تھے، بڑا بھائی بھی مجتہد تھا اور اُن کے اُستاد شیخ مفید بھی مجتہد تھے اور تینوں اُن کی وفات کے بعد تک موجود رہے۔ اُنہیں زہر خورانی سے مار دیا گیا تھا۔ مرحوم رضی اللہ عنہ نے نہج البلاغہ میں جو کچھ جمع کیا وہ اس خیال سے جمع کیا تھا کہ مجتہدین نہ کسی خطبے کا انکار کرسکیں اور نہ اختلاف کی راہ نکال سکیں۔ اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے اُنہوں نے سینکڑوں خطبات و خطوط کتابوں میں موجود ہوتے ہوئے نہج البلاغہ میں نقل نہیں کئے تھے۔ اس سے درحقیقت کوئی نقصان نہیں ہوا اس لئے کہ حضور علیہ السلام کا پورا کلام مختلف کتابوں میں محفوظ ہے۔ اور خصوصاً ذمہ دار لائبریریوں میں اس کا مستحکم انتظام کردیا ہے۔ بس یہ سہولت حاصل نہیں ہے کہ سارا کلام ایک ہی کتاب میں مِل جائے۔

2۔ خطبہ کے مطالب کونہایت قدرت اور تسلطِ قطعی کے ساتھ بڑے جامع اور بھرپور معنی والے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

عربی داں حضرات برابر حضرت علی علیہ السلام کے کمال کی داد دیتے چلے آئے ہیں۔ ہمارے اُردو داں قارئین ہمارے ترجمے کی بے کسی اور بے بضاعتی سے اتنا تو ضرور سمجھ سکتے ہیں کہ حضوؑر کے بیان کردہ الفاظ کے معنی سمیٹنے میں برابر قاصر رہتے چلے آئے ہیں اور ہر جملے کا ترجمہ ہماری مقرر کردہ جگہ سے زیادہ لیتا چلا آیا ہے۔ اور ہمیں برابر یہ احساس رہا ہے کہ ہم اُن کی منشا اور مطالب کو قابو میں نہیں رکھ سکے ہیں اور یہاں عربی داں حضرات سے اُمید کرتے ہیں کہ وہ ہماری ترجمانی کی خامیوں پر صَرفِ نظر کر کے ہماری بے بضاعتی پر ہمیں معاف فرمادیں گے۔

3۔ رحمت کا وجود تمام مخلوقات سے بھی قبل ثابت ہو چکا ہے مگر رحمت کب سے موجود ہے۔

اِس خطبے کا پہلا جملہ بتاتا ہے کہ اللہ کی رحمت اُس کے غضب پر سبقت رکھتی ہے یعنی اللہ کی رحمت اُس کے غضب سے پہلے تھی۔ یعنی غضب بعد کی بات ہے۔ ہم یہ معلوم کر چکے ہیں کہ رحم اور غضب دو متضاد حالات کا نام ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ پر متضاد و متخالف حالات طاری نہیں ہو سکتے اِس لئے کہ وہ فانی نہیں ہے۔ یہ دونوں صفات رحم اور غضب فانی یعنی مخلوق کی صفات ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اللہ کے بعض کاموں پر رحم کا اطلاق ہوتا ہے اور بعض پر غضب کا۔ مگر اللہ وہ کام رحم اور غضب کی صفات کے ماتحت نہیں کرتا بلکہ وہ اُس کے کرنے کے کام ہوتے ہیں اس لئے کرتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ اول الذکر کاموں کی بنا پر اللہ کو رحیم کہا جاتا ہے اور دوسری قسم کے کاموں پر جبار و قہار وغیرہ کہا جاتا ہے۔ اور خود اللہ نے بھی قرآن کریم میں رحیم و کریم وغیرہ الفاظ استعمال فرمائے ہیں جن کی وضاحت اور تشریحات حضرت علی علیہ السلام کے خطبات سے واضح ہو چکی ہیں اور ہر ایسی صفت کی نفی کر دی گئی ہے جس سے ذاتِ خدا میں عیب و نقص و احتیاج کی گنجائش یا امکان محسوس ہوتا ہو۔ قریشی عقیدہ کے علما نے اس پر بہت سی بحثیں نکالی ہیں اور اپنے باطل عقائد کا اُن ہی پر دارو مدار قائم کیا ہے اور اللہ کی پوزیشن کو مشکوک کرنے کی انتہائی کوشش کی ہے اور حضرت علی علیہ السلام کے خطبوں نے قریشی عقائد کو باطل ثابت کر دیا ہے۔ اور ہم نے بڑی اور کھلی تفصیل سے بیان الامامت میں اُن عقائد کی رگِ حیات کاٹ کر رکھ دی ہے۔ بہر حال قریش نے اُن عقائد کو اس زور سے پھیلایا اور مغالطے شائع کئے کہ آج بھی اُمت کے تمام فرقوں میں بہت سے غلط عقائد پھیلے ہوئے ہیں مثلاً مسئلہ تقدیر پر بہت سی غلط باتیں عورتوں اور مردوں میں دن رات کی جاتی ہیں اور کوئی محسوس تک نہیں کرتا کہ وہ سراسر اللہ پر الزام اور تہمت لگاتے رہتے ہیں۔ اور تو اور خود شیعہ علماء نے قریش کے باطل عقائد کا اثر لیا ہے اور اپنے یہاں کئی غلط باتیں پھیلا دی ہیں۔

4۔ اللہ کا رحم و غضب و غصہ اور افسوس اور انتقام ہماری طرح کا رحم و غضب وغیرہ نہیں ہوتا، محمدؐ و آلِ محمدؐ کو نسبت دی ہے۔

بہر حال ہم اس سلسلے میں وضاحت کے لئے معصوؑم فیصلہ سامنے لاتے ہیں جس سے اُدھر لوگوں میں پھیلے ہوئے غلط عقائد و سوالات واضح ہو جائیں گے اور اِدھر اللہ کی پوزیشن سامنے آجائے گی۔ حدیث سُنیے:

حمزہ بن بزیعِ عَنْ ابی عبداللہ علیہ السلام فی قول اللّٰہ عزّوجلّ "فَلَمَّا اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَامِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ " (سورہ زخرف 43/55) فقال اِنَّ اللّٰہ عزّوجلّ لاَ یَاسَفُ کَاَسَفِنا ولکنہ خلَقَ اَوْلِیَاءَ لِنفسہٖ یاسفون و یرضون وھم مخلوقون مربوبون فَجَعَلَ رِضَاھم رضا نَفْسِہٖ وَسخطھم سخِط نفسہ لانّہ جعلھم الدعاۃ الیہ و الادلّاء عَلَیہ فلذٰلک صاروا کذٰلک وَلَیْسَ انّ ذٰلک یصل الی اللّٰہ وقال کما یصل الٰی خلقہ لکن ھٰذا معنی ما قال من ذٰلک و قد قال "مَنْ اَھَانَ لِی وَلِیًّا فقد بارزنی بالمحاربۃ وَدَعَانِیْ اِلَیْھَا "وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ

(4/80)وَقَالَ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَایُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ (48/10)فکل هٰذا و شبهه علٰی ماذکرت لَکَ و هٰکذا الرضا و الغضب وَغیر هما مِن الاشیاء مِمَّا یشاکل ذٰلک ولو کان یصل اللّٰه الاسف و الفجر و هو الذی خلقهما و انشاهما لجاز لقائل هٰذا اَنْ یقول انّ الخالق یبید یومًاما، لانَّه اذا دخله الغضب و الفجر دخله التغییر و اذا دخله التغییر لم یؤمن علیه الابادة ثُمَّ لم یعرف المکوِّن من المکوَّن و القادر من المقدور علیه و لا الخالق من المخلوق تعالی اللّٰه عن هٰذا القول علوّا کبیرًا بل هُوَ الخالق الاشیاء لا لحاجة فَاِذا کان لالحاجة استحال الحدّ و الکیف فیه .(کافی کتاب التوحید باب النوادر حدیث نمبر 6)

ترجمہ۔''حضرت حمزہ بن بزیعؒ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت (43/55) کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا کہ اللہ نے کہا ہے کہ آخر کار اُنہوں نے ہمیں جب افسوس میں مبتلا کر دیا تو ہم نے اُن سے انتقام لیا اور اُن کو اکٹھا غرق کر دیا۔'' امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہماری طرح سے اور ہماری طرح کا افسوس نہیں کرتا ہے۔ بلکہ اُس نے اپنے لئے ایسے اولیاء پیدا کئے ہیں جو افسوس بھی کرتے ہیں اور خوش بھی ہوتے ہیں اور چونکہ وہ اولیاء اُس کی پیدا کردہ مخلوق ہیں اور اُسی کے پروردہ ہیں لہٰذا اُن کی رضامندی اور خوشی کو اپنی رضامندی اور خوشی قرار دیا ہے اور اُن کے غصہ کو خود سے منسوب کر کے اپنا غصہ فرمایا ہے اور یہ سب کچھ اس لئے کہ اُن کو اپنی طرف دعوت دینے اور بُلانے والے اور اپنی طرف راہنمائی کرنے والے مقرر فرمایا ہے۔ اس لئے اُن کو یہ مقام دیا ہے اور یہ اس لئے نہیں کہ انسانوں کی نافرمانی سے خدا کا کوئی نقصان ہوتا ہے بلکہ اللہ نے خود فرمایا ہے کہ جو کوئی میرے کسی ولی کی توہین کرتا ہے تو مجھے جنگ کا چیلنج کر کے مجھے لڑنے کے لئے للکارتا اور بلاتا ہے۔ اور اولیاء کے لئے یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ یقیناً جو لوگ تیری بیعت کر رہے تھے وہ اللہ کی بیعت کر رہے تھے اور اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر تھا۔'' یہ بیان کردہ فرمانات ِ خداوندی اور اسی کی قسم کے اِن سے مشابہ احکامات خداوندی وہی پوزیشن ثابت کرتے ہیں جو میں نے تم سے بیان کی ہے کہ غصہ اور رضامندی اور دیگر جذبات کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اللہ کے اولیاء کی بات ہوا کرتی ہے۔ اور اگر یہ جائز مان لیا جائے کہ افسوس اور تنگ دلی خدا پر وارد ہوتی ہے حالانکہ اُن کو خود خدا نے پیدا کیا ہے تو ایک کہنے والے کے لئے جائز ہو جائے گا کہ وہ کہے کہ: ''ایک روز ایسا آئے گا کہ اللہ فنا ہو جائے گا۔'' اس لئے کہ جب افسوس اور تنگ دلی اللہ پر اثر انداز ہوتے ہیں تو لازم ہے کہ اللہ میں تغیر و تبدل واقع ہو اور متغیر ہونے والی تمام موجودات فانی ہیں۔ وہ تباہی اور فنا سے محفوظ نہیں رہ سکتیں اور اس صورت میں خالق اور مخلوق میں' اور قادر اور مقدور میں فرق کیا رہے گا۔ حالانکہ اللہ ایسے قول اور ایسے حالات سے منزہ اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ وہ ایسا خالق ہے جو مخلوقات کا محتاج نہیں ہے اُس پر حد بندی اور کیفیات عاید نہیں ہوتیں۔''

مختصر الفاظ میں یہ کہیے کہ جن کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور جن کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے اور جن کی اتباع اللہ کا محبوب بناتی ہے (3/31) اُن کا خوش ہونا اللہ کی خوشی ہے اُن کا افسوس اللہ کا افسوس ہے۔ اُن کا غیظ وغضب اور غصہ اللہ کا غیظ وغضب اور غصہ ہے۔ یعنی اُن کے جذبات تمام اللہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اُن کا ہر کام و اقدامات اللہ کے کام اور اقدامات ہوتے ہیں۔

5۔ مودودی قریشی عقائد کی تائید میں اللہ پر اعتراض کی طرف سے مطمئن رہتے ہیں:

یہاں تک قارئین کی سمجھ میں یہ بات یقیناً آ چکی ہوگی کہ ذات خداوندی میں تغیرات اور تبدیلیاں ہرگز نہیں ہونا چاہئیں اور نہیں ہوتیں اور نہ ہوسکتی ہیں ورنہ اللہ کو فانی ماننا ہوگا اور اللہ کو فانی مان کر دین و مذہب کے تمام ہی عقائد وتصورات باطل ہوجاتے ہیں۔اس خطرناک عقیدہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے اُسی آیت (43/55) کو مودودی کی تفسیر سے سامنے لایئے اور دیکھیے کہ مودودی اللہ کی پوزیشن پر کیا کہتے ہیں؟ اور آیا وہ اللہ سے تغیرات کی نفی کرتے ہیں یا نہیں؟ آیت پھر سُنیے فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَO (43/55)

مودودی ترجمہ: ''آخر کار جب اُنہوں نے ہمیں غضب ناک کر دیا تو ہم نے اُن سے انتقام لیا اور اُن کو اکٹھا غرق کر دیا۔''
(تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 546۔545)

یہ ترجمہ کرنے کے بعد مودودی صاحب خاموشی سے گزر گئے نہ کوئی نوٹ لکھا نہ تشریح کی اور اپنے قاریوں کو بتا دیا کہ اللہ پر غیظ وغضب اثر انداز ہوتا رہا یہاں تک ناقابل برداشت ہوگیا تو آخر کار اللہ پر وہ حالت طاری ہوگئی جو غیظ وغضب کی انتہا ہوتی ہے اور اس حالت میں اللہ نے اُن سے یہ انتقام لیا کہ سب کو ڈبو کر دل ہلکا کر لیا۔ کھلے الفاظ میں ثابت کر دیا کہ اللہ کی ذات میں تغیر ہوتا رہتا ہے اور وہ مختلف اور پسندیدہ اور ناپسندیدہ حالات سے گزرتا رہتا ہے لہٰذا اُس کا فانی ہونا مانتے چلے گئے ہیں۔

5 (الف)۔تمام باطل عقائد کے لئے قرآن کے ترجموں اور تفسیروں میں گنجائش رکھی ہے۔

جن حضرات نے قریشی عقائد کے علماء کے تراجم اور تفاسیر دیکھی ہیں وہ ہماری تصدیق کریں گے۔قریشی علما نے کھل کر اپنی تفاسیر میں اللہ کے متعلق باطل عقائد لکھے ہیں یا کم از کم باطل عقائد پر لوگوں کی ہمت افزائی کی ہے۔اس سلسلے میں مودودی کو پھر دیکھیں کہ قرآن میں ایک ہی آیت دو سورتوں میں آئی ہے اور دونوں جگہ مودودی صرف ترجمہ کر کے گزر گئے اور اللہ پر قائم ہونے والے اعتراضات کا دفاع نہیں کیا لہٰذا وہ آیت اور اُس کے دونوں ترجمے دیکھیے۔ وَمَاظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَO (2/57)

مودودی ترجمے:

1۔''مگر تمہارے اسلاف نے جو کچھ کیا وہ ہم پر ظلم نہ تھا بلکہ اُنھوں نے اپنے آپ ہی پر ظلم کیا''(2/57 تفہیم القرآن جلد اول صفحہ 77۔78)

2۔''مگر اس کے بعد اُنھوں نے جو کچھ کیا تو ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ آپ اپنے ہی اوپر ظلم کرتے رہے۔''(7/160 تفہیم القرآن جلد 2 صفحہ 88)

یہاں بھی علامہ مودودی ترجمہ کر کے گزر گئے اور کوئی تشریحی نوٹ نہیں لکھا جس سے اللہ پر ظلم کئے جاسکنے کی نفی نہیں ہوتی بلکہ ظلم کا اِمکان پیدا کرنے والوں کے لئے گنجائش چھوڑ گئے۔اس بات کو معصومؑ حدیث سے سُنیے:

5۔(ب) محمدؐ وآل محمدؐ پر مظالم کو اللہ نے اپنے اوپر ظلم کرنا قرار دیا ہے وہ ظلم سے منزّہ ہے۔

عَنْ زرارہ عن ابی جعفر علیه السلام سالته عن قول اللّٰه عزّوجلّ وَمَاظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ''قَالَ: اِنَّ اللّٰه تعالٰى اَعْظَمُ وَاَعزُّوَاَجلُّ وَاَمْنَعُ اَنْ يظلم وَلكنّه خلطَنا بنفسِهٖ فَجَعَلَ ظُلمَنا ظُلْمَهٗ و ولايتنا ولايته حيث يقول: اِنَّمَاوَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ يعنى الْاَئمَة مِنَّاثُمَّ قَالَ فِى موضع آخر ''وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ مثلهٗ ،(سوره اعراف 7/160)

''حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اسی آیت (2/57)(7/160) کی تفسیر پوچھی جس میں فرمایا ہے کہ:
''اُنھوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنے اوپر ہی ظلم کرتے رہے۔'' امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ''حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اس سے بزرگ تر ہے اور غالب تر ہے اور جلیل تر ہے اور بہت روکنے والا ہے کہ اس پر ظلم کیا جا سکے مگر اللہ نے ہمارے نفوس کو اپنے نفس سے وابستہ کر رکھا ہے لہٰذا ہمارے اوپر ظلم کو اپنے اوپر ظلم قرار دیتا ہے اور ہماری ولایت اور حکومت کو اپنی ولایت اور حکومت فرماتا ہے جیسا کہ قرآن میں (5/55) فرمایا ہے کہ ''تم تمام اہلِ ایمان کا ولی اللہ ہے اور وہ مومنین تمہارے ولی ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور ایسی حالت میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں جبکہ وہ قلاش و نادار رہتے ہیں۔'' اور خدا پر ظلم کرنے والی آیت دوسرے مقام (7/160) پر بھی موجود ہے۔''

اِس حدیث نے وہ امکان ختم کر دیا جو مودودی اینڈ کمپنی نے برقرار رکھا تھا اور واضح کر دیا کہ تمام انبیاء وُرسلؑ اور آئمہ علیہم السلام کے اعمال و احساسات ہوتے ہیں اور قرآن میں جو ایسی صفات بیان ہوئی ہیں جن سے اللہ کی ذات میں تغیر اور احتیاج و نقص واقع ہوتا ہے وہ تمام صفات انبیاء وُرسل و آئمہ علیہم السلام کی نمایندگی کرتی ہیں۔ لہٰذا حضرت علی علیہ السلام کا اپنے پہلے جملے میں یہ کہنا کہ ''اللہ کی رحمت اللہ کے غضب پر سبقت رکھتی ہے۔'' یہی کہنا ہے کہ ''محمدؐ مصطفیٰ رحمۃ للعالمین ساری مخلوقات پر سبقت رکھتے ہیں۔'' اور قرآن میں مذکور اللہ کی تمام ممکن اور مخلوق صفات پر مقدم اور حاوی ہیں۔ یہیں اسی پہلے جملے سے یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ محمدؐ و آئمہ علیہم السلام ہی سے اللہ کا کلمہ مکمل ہوتا ہے اور وہی حضراتؑ اللہ کی مشیت و ارادہ ہیں اور اُسے نافذ کرنے والے ہیں اور وہی اللہ کی حجت کے طور پر ساری کائنات میں عادلانہ فیصلوں کی حیثیت سے موجود ہیں۔ ہماری اسی وضاحت کے ذیل میں آپ جملہ (20) میں مذکور صفات کو دیکھئے وہاں ہم اللہ کی مذکورہ صفات کو اللہ کی مخلوق کہہ کر ترجمہ میں لائے ہیں مثلاً اللہ کو قَوِیٌّ کہنے کی بجائے قوت کا خالق لکھا ہے سَمِیعٌ کی جگہ سماعت کا خالق کہا ہے۔ بَصِیرٌ نہیں بصارت کا خالق ہے۔ رَؤُف و رَحِیم نہیں ہے بلکہ نرمی اور رحم کا خالق ہے۔ یعنی ایسی تمام صفات محمدؐ و آلِ محمدؐ کی صفات ہیں۔

6۔ وہ تقیہ جو آزمائشوں اور باز پُرس اور یوم حساب سے پہلے ہی نجات دلا دے؟

آپؑ نے ایسا تقیہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے جو ہر قسم کی آزمائشوں اور باز پُرس و جواب دہی سے پہلے پہلے فارغ کر کے نجات یافتہ بنا دے۔ ہم عرض کرتے رہے ہیں کہ تقویٰ اور تقیہ ایک ہی مادّے سے بنتے ہیں اور وہ مادہ ''و۔ق۔ی۔'' ہے۔ اس کا بنیادی مصدر وِقَایَةٌ ہے اور اس کے بنیادی معنی ہیں ہر نقصان یا ضرر پہنچانے والی چیز سے بچنا اور بچانا۔'' اسی مادّے اور مصدر سے لفظ تَقْوٰی اور تَقِیَّہ ہیں۔ لفظ تقویٰ سیدھے سیدھے اور سادہ حالت میں سیدھے سیدھے اور سادہ طریقہ پر بچنے اور بچانے پر استعمال ہوتا ہے مگر لفظ تَقِیہ ایسے تقویٰ یا ایسے بچنے اور بچانے کو کہتے ہیں جو پیچیدہ حالات میں اختیار کیا جائے۔ یعنی دوسرے الفاظ میں یہ کہہ لیجئے کہ تقویٰ پر ہر سیدھا سادہ مسلمان عمل کر سکتا ہے لیکن تقیہ پر عمل کرنے کے لئے نہایت ہوشمندی اور دانشور مومن درکار ہے۔ سیدھے سادے مومنین کو تقیہ پر عمل کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ہے لہٰذا:

7۔ تقیہ کو مودودی کے بیانات سے یہاں پر روشنی میں لانا ضروری ہے تا کہ سہولت ہو جائے:

اس سلسلے میں ہم قرآن کریم اور مودودی کو آگے بڑھاتے ہیں اور اُن کے بیانات کے بعد اپنی تشریح پیش کریں گے چنانچہ سُنیے اللہ فرماتا ہے کہ:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ O قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَيَعْلَمُ مَا فِيْ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌO(آل عمران 29-3/28)

مودودی ترجمہ: ''مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق اور دوست ہر گز نہ بنائیں۔ جو ایسا کرے گا اُس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں یہ معاف ہے کہ تم اُن کے ظلم سے بچنے کے لئے بظاہر ایسا طرزِ عمل اختیار کر جاؤ۔ مگر اللہ تمھیں اپنے سے ڈراتا ہے اور تمھیں اُسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ اَے نبیؐ لوگوں کو خبردار کر دو کہ تمھارے دلوں میں جو کچھ ہے اُسے خواہ تم چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ بہر حال اُسے جانتا ہے زمین و آسمان کی کوئی چیز اُس کے علم سے باہر نہیں ہے اور اُس کا اقتدار ہر چیز پر حاوی ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد اول صفحہ 243۔244)

اس ترجمہ پر مودودی نے دو عدد تشریحات لکھی ہیں اُن کو پڑھنا ضروری ہے۔

تشریح نمبر1۔

''25 یعنی اگر کوئی مومن کسی دشمنِ اسلام جماعت کے چنگل میں پھنس گیا ہو اور اُسے اُن کے ظلم و ستم کا خوف ہو تو اُس کو اجازت ہے کہ اپنے ایمان کو چھپائے رکھے اور کفار کے ساتھ بظاہر اس طرح رہے کہ گویا اُن ہی میں کا ایک آدمی ہے۔ یا اگر اُس کا مسلمان ہونا ظاہر ہو گیا ہو تو اپنی جان بچانے کے لئے وہ کفار کے ساتھ دوستانہ روّیہ کا اظہار کر سکتا ہے حتیٰ کہ شدید خوف کی حالت میں جو شخص برداشت کی طاقت نہ رکھتا ہو اُس کو کلمۂ کفر تک کہہ جانے کی اجازت ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد اول صفحہ 244)

تشریح نمبر2۔

''26 یعنی کہیں انسانوں کا خوف تم پر اتنا نہ چھا جائے کہ خدا کا خوف دل سے نکل جائے۔ انسان حد سے حد تمھاری دُنیا بگاڑ سکتے ہیں مگر خدا تمھیں ہیشگی کا عذاب دے سکتا ہے لہٰذا اپنے بچاؤ کے لئے اگر بدرجۂ مجبوری کبھی کفار کے ساتھ تقیّہ کرنا پڑے تو وہ بس اس حد تک ہونا چاہیے کہ اسلام کے مشن اور اسلامی جماعت کے مفاد اور کسی مسلمان کی جان و مال کو نقصان پہنچائے بغیر تم اپنی جان و مال کا تحفظ کر لو۔ لیکن خبردار کفر اور کفار کی کوئی ایسی خدمت تمہارے ذریعے انجام نہ ہونے پائے جس سے اسلام کے مقابلے میں کفر کو فروغ حاصل ہونے اور مسلمانوں پر کفار کے غالب آ جانے کا امکان ہو۔ خوب سمجھ لو کہ اگر اپنے آپ کو بچانے کے لئے تم نے اللہ کے دین کو یا اہل ایمان کی جماعت کو یا کسی ایک فرد مومن کو بھی نقصان پہنچایا یا خدا کے باغیوں کی کوئی حقیقی خدمت انجام دی تو اللہ کے محاسبے سے ہر گز نہ بچ سکو گے۔ جانا تم کو بہر حال اُسی کے پاس ہے'' (تفہیم القرآن جلد اول صفحہ 244)

یہاں قارئین یہ نوٹ کر رکھیں کہ علامہ کا یہ ترجمہ اور تشریحات ہمارے مقصد میں مُمِد و معاون ہیں لیکن ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ علامہ کا لکھا ہوا تمام سامان قرآن کی اجازت کے ماتحت نہیں سماتا۔ اول اس لئے کہ آیات میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا ترجمہ ''ظلم سے بچنا'' کیا جا سکے یا چُنگل میں پھنس جانا ہو'' نہ وہاں کہیں جان بچانے کی بات ہے اور نہ ہی برداشت اور نا قابل برداشت کی شرط ہے۔ بہر حال اُن کے تمام مطالب کو ذہن میں رکھیے اور ایک دوسرا بیان سُنیے جو مومن آل فرعون کے سلسلے میں ہے۔

مودودی کی تشریح مومنِ آل فرعون کے متعلق:

''46 یہاں یہ بات نگاہ میں رہنی چاہیے کہ مومنِ آل فرعون نے گفتگو کے آغاز میں کھل کر یہ ظاہر نہیں کیا تھا کہ وہ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لے آیا ہے بلکہ ابتداءً وہ اسی طرح کلام کرتا رہا کہ وہ بھی فرعون کے گروہ کا ایک آدمی ہے اور محض اپنی قوم کی بھلائی کے لئے بات کر رہا ہے مگر جب فرعون اور اُس

کے درباری کسی طرح راہ راست پر آتے نظر نہ آئے تو آخر میں اُس نے اپنے ایمان کا راز فاش کر دیا جیسا کہ پانچویں رکوع (سورہ مومن) میں اُس کی تقریر سے ظاہر ہوتا ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 407)

مودودی کا تیسرا بیان ایک بہت مشہور اور قرآنی واقعہ سے متعلق ہے اور واقعہ کا نچوڑ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے غلہ ناپنے کا پیمانہ اپنے بھائی کی خرجی میں چھپا دیا تھا اور تلاشی میں برآمد کر لیا اور اُس کی سزا میں بھائی کو اپنے پاس روک لیا تھا اس پیمانے کے سلسلے میں مودودی بیان دیتے ہیں:

7۔(الف) مودودی تقیہ اور توریہ کے جواز میں بیان دیتے ہیں؟

''63 احتیاط ملاحظہ ہو کہ ''چور'' نہیں کہتے بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ ''جس کے پاس ہم نے اپنا مال پایا ہے'' اسی کو اصطلاح شرع میں ''توریہ'' کہتے ہیں یعنی ''حقیقت پر پردہ ڈالنا'' یا ''امر واقعہ کو چھپانا'' جب کسی مظلوم کو ظالم سے بچانے یا کسی بڑے مظلمہ کو دفع کرنے کی کوئی صورت اس کے سوا نہ ہو کہ کچھ خلاف واقعہ بات کہی جائے یا کوئی خلاف حقیقت حیلہ کیا جائے تو ایسی صورت میں ایک پرہیز گار آدمی صریح جھوٹ بولنے سے احتراز کرتے ہوئے ایسی بات کہنے یا تدبیر کرنے کی کوشش کرے گا جس سے حقیقت کو چھپا کر بدی کو دفع کیا جا سکے ایسا کرنا شرع اور اخلاق میں جائز ہے بشرطیکہ محض کام نکالنے کے لئے ایسا نہ کیا جائے بلکہ کسی بڑی بُرائی کو دور کرنا ہو۔ اب دیکھئے کہ ساری معاملے میں حضرت یوسفؑ نے کس طرح جائز توریہ کی شرائط پوری کی ہیں۔ بھائی کی رضامندی سے اس کے سامان میں پیالہ رکھ دیا۔ مگر ملازموں سے یہ نہیں کہا کہ اس پر چوری کا الزام لگاؤ۔ پھر جب سرکاری ملازم چوری کے الزام میں اُن لوگوں کو پکڑ لائے تو خاموشی کے ساتھ اُٹھ کر تلاشی لے لی۔ پھر اب جو اُن بھائیوں نے کہا بن یمین کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجئے۔ تو اس کے جواب میں بس اُن ہی کی بات اُن پر اُلٹ دی کہ تمہارا اپنا فتویٰ یہ تھا کہ جس کے سامان میں سے تمہارا مال نکلے وہ ہی رکھ لیا جائے تو اب تمہارے سامنے بن یمین کے سامان میں سے ہمارا مال نکلا ہے اور اسی کو ہم رکھ لیتے ہیں۔ دوسرے کو اُس کی جگہ کیسے رکھ سکتے ہیں۔ اس قسم کے توریہ کی مثالیں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں بھی ملتی ہیں اور کسی دلیل سے بھی اس کو اخلاقاً معیوب نہیں کہا جا سکتا۔'' (تفہیم القرآن جلد 2۔ صفحہ 425 تا 426)

7۔(ب) اللہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے اقدامات کی تائید فرمائی تقیہ میں مدد دی۔

یہاں تک تقیہ اور توریہ پر مودودی کے بیانات ختم ہو گئے اس کی تائید میں آیت بھی سُن لیں فرمایا گیا ہے کہ:

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌO (12/76)

<u>مودودی ترجمہ:</u> ۔''تب یوسفؑ نے اپنے بھائی سے پہلے اُن کی خرجیوں کی تلاشی لینی شروع کی پھر اپنے بھائی کی خرجی سے گم شدہ چیز نکال لی اُس طرح ہم نے یوسفؑ کی تائید اپنی تدبیر سے کی۔ اُس کا یہ کام نہ تھا کہ بادشاہ کے دین (یعنی مصر کے شاہی قانون) میں اپنے بھائی کو پکڑتا اِلا یہ کہ اللہ ہی ایسا چاہے۔ ہم جس کے درجے چاہتے ہیں بلند کر دیتے ہیں اور ایک علم رکھنے والا ایسا ہے جو ہر صاحبِ علم سے بالاتر ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد 2 صفحہ 420 تا 421)

7۔(ج) تقیہ اُن تمام اقدامات وتدابیر ومکر وحیلوں کا نام ہے جن سے دین و دینی مقاصد کو محفوظ و کامیاب رکھا جائے۔

اِن تمام آیات (29-28/3، 28/40، 35/40، 54/3، 46/14) اور بہت سی دوسری آیات ہمیں تحفظ دینِ خداوندی

کیلئے آزاد چھوڑ دیتی ہیں۔ جھوٹوں کے ساتھ ایسا جھوٹ بولنا جائز ہے جو اُن کے نزدیک جھوٹ نہ ہو۔ اس کا نام توریہ رکھ لیجیے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ دین خداوندی کو ناکام کرنے کے لئے جو جو کچھ کرتے ہیں وہی کچھ یا اُس سے بھی سنگین تر اقدامات ہم دین کو کامیاب کرنے کے لئے کر سکتے ہیں۔ دشمنان دین کو ناکام کرنے کے لئے انہیں فریب دینا جائز ہے۔ اُن کو بہکانا' اغوا کرنا جائز ہے اُن کی راہ میں ہر رکاوٹ پیدا کرنا واجب ہے۔ کھڈا کھودنا اور اُنہیں اُس میں دھکیل دینا جائز ہے۔ اُن کا وہ مال ومتاع اور سامان و وسائل لوٹ لینا اور تباہ کر دینا جائز وضروری ہے جو وہ اسلام کے خلاف استعمال کرنے کے لئے جمع کر رہے ہوں۔ اُن کی افواج پر شب خون مارنا جائز ہے الغرض ہر وہ فعل تقیہ ہے جو محاسبہ اور باز پُرس سے محفوظ رکھتے ہوئے دین کی حفاظت کرے۔

خُطبہ ﴿241﴾

میں کون ہوں؟

سندات:(1) ابن ابی الحدید.(2)سید شہاب الدین،توضیح الدلائل(3)سلطان مرزا،البلاغ المبین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَنَا النُّوۡنُ وَالۡقَلَمُ ؛(قلم 68/1)	1	میں ہی ''النون و القلم و مایسطرون'' ہوں(68/1)
وَاَنَا النُّوۡرُ وَمِصۡبَاحُ الظُّلَمِ ؛	2	میں ہی وہ خاص نور ہوں (اعراف 7/157)اور میں تاریکیوں کو روشن رکھنے والا چراغ ہوں(نور 24/35)
اَنَا الطَّرِیۡقُ الۡاَقۡوَمِ ؛	3	میں ہی سب سے زیادہ قائم رہنے والا طریقہ اور راستہ ہوں۔
اَنَا فَارُوۡقُ الۡاَعۡظَمِ ؛	4	میں ہی سب سے بڑا حق و باطل کو جدا کرنے والا ہوں۔
اَنَا عِیۡبَۃُ الۡعِلۡمِ ؛	5	میں علم کا ذخیرہ ہوں۔
اَنَا وَبۡنَۃُ الۡحِلۡمِ ؛	6	میں بردباری کی کان ہیں۔
اَنَا النَّبَآءُ الۡعَظِیۡمِ ؛(النباء، 78/1/2)	7	میں ہی عظیم الشان خبر ہوں (سورہ النباء،2-78/1)
اَنَا الصِّرَاطُ الۡمُسۡتَقِیۡمِ ؛	8	میں ہی صراط مستقیم ہوں(1/5)
اَنَا وَارِثُ الۡعُلُوۡمِ ؛	9	میں ہی علوم خداوندی کا وارث ہوں۔
اَنَا ھَیُوۡلَی النُّجُوۡمِ ؛	10	میں ہی وہ جوھر و مادہ ہوں جس سے ستارے بنائے گئے ہیں۔
اَنَا عُمُوۡدُ الۡاِسۡلَامِ ؛		میں ہی اسلام کا ستون ہوں۔
اَنَا مُکَسِّرُ الۡاَصۡنَامِ ؛	11	میں ہی بتوں اور جتھوں کا توڑنے والا ہوں۔
اَنَا لَیۡثُ الزَّحَامِ ؛	12	میں شیر نیستان ہوں۔
اَنَا اَنِیۡسُ الۡھَوَامِ ؛	13	میں غمگینوں اور دکھیا لوگوں کو سہارا دینے والا ہوں۔
اَنَا فَخَّارُ الۡاَفۡخَرُ ؛	14	میں تمام فخر کرنے والوں سے زیادہ فخر کا حقدار ہوں۔
اَنَا الصِّدِّیۡقُ الۡاَکۡبَرُ ؛	15	میں سب سے بڑا دین کی تصدیق کرنے والا ہوں۔

اَنَا اِمَامُ الْمَحْشَرِ ؛	16	میں قیامت میں حشر نشر کا راہنما ہوں۔
اَنَا سَاقِیُ الْکَوْثَرِ ؛	17	میں حوض کوثر پر لوگوں کو کوثر پلانے والا ہوں۔
اَنَا صَاحِبُ الرَّایَاتِ ؛	18	میں ہی تمام پرچموں کا مالک ہوں۔
اَنَا سَرِیْرَةُ الْخَفِیَّاتِ ؛	19	اور میں تمام مخفی باتوں اور رازوں کا مرکز ہوں۔
اَنَا جَامِعُ الْاٰیَاتِ ؛	20	میں ہی تمام آیات خداوندی کو ایک جگہ جمع کرنے والا ہوں۔
اَنَا مُؤَلِّفُ الشَّتَّاةِ ؛	21	میں ہی بکھری اور متفرق چیزوں کو وابستہ کرنے والا ہوں۔
اَنَا مُفَرِجُ الْکَرَبَاتِ ؛	22	میں تکلیفوں کو راحت میں بدلنے والا ہوں۔
اَنَا دَافِعُ الشِّقَاةِ ؛	23	میں تباہی وانتشار کو دور کرنے والا ہوں۔
اَنَا حَافِظُ الْکَلِمَاتِ ؛	24	میں کلماتِ خداوندی کا محافظ ہوں۔
اَنَا مُخَاطِبُ الْاَمْوَاتِ؛	25	میں تمام مُردوں کا مخاطب ہوں۔
اَنَا حَلَّالُ الْمُشْکِلَاتِ ؛	26	میں مشکلوں کو حل کرنے والا ہوں۔
اَنَا مَزِیْلُ الشُّبُھَاتِ ؛	27	میں شبہات کو دور کرنے والا ہوں۔
اَنَا صَنِیْعَةُ الْغَزَوَاتِ	28	میں جنگوں کو فتح کرنے والا ہوں۔
اَنَاصَاحِبُ الْمُعْجِزَاتِ	29	میں معجزات پر اختیار رکھتا ہوں۔
اَنَا الزَّمَامُ الْاَطْوَلُ	30	میں بہت طویل باگ ڈور ہوں۔
اَنَا مُحْکِمُ الْمُفَضِّلِ	31	میں مستحکم کر کے فضیلت دینے والا ہوں۔
اَنَا حَافِظُ الْقُرْاٰنِ ؛	32	میں قرآن کی حفاظت کرنے والا ہوں۔
اَنَا تِبْیَانُ الْاِیْمَانِ ؛	33	میں ایمان کی وضاحت کرنے والا ہوں۔
اَنَا قَسِیْمُ الْجِنَانِ ؛	34	میں جنتوں کو بانٹنے والے ہوں۔
اَنَاشَاطِرُ الْمِیْزَانِ ؛	35	میں ناپ تول اور میزان میں ماہر ہوں۔
اَنَامُکَلِمُ الثُّعْبَانِ ؛	36	میں سانپوں سے باتیں کرنے والا ہوں۔
اَنَا حَاطِمُ الْاَوْثَانِ ؛	37	میں بتوں کو چورا کرنے والا ہوں۔
اَنَاحَقِیْقَةُ الْاَدْیَانِ ؛	38	میں تمام دینوں کی حقیقت ہوں۔
اَنَا عَیْنَ الْاَعْیَانِ ؛	39	میں تمام چشموں کا مصدر ہوں۔

اَنَا قَرَنُ الْاَقْرَانِ ؛	40	میں تمام سرداروں کا سردار ہوں۔
اَنَامُذِلُّ الشَّجْعَانِ ؛	41	میں بہادری کا دعویٰ کرنے والوں کو ذلیل کر ڈالنے والا ہوں۔
اَنَا فَارِسُ الْفُرْسَانِ ؛	42	میں شہسواروں کا شہسوار ہوں۔
اَنَا سُؤَالُ الْمَتٰی ؛	43	میں المتیٰ کا سوال ہوں۔
اَنَا لَمَمْدُوْحُ هَلْ اَتٰی ؛	44	میں ھل اتیٰ کے ماتحت سراہا گیا ہوں۔
اَنَا شَدِیْدُ الْقُوٰی ؛	45	میں ہی شدید القویٰ ہوں۔
اَنَاحَامِلُ اللِّوٰی ؛	46	میں قیامت میں محمدؐی لوا (پرچم) کا اٹھانے والا ہوں۔
اَنَاكَاشِفُ الرَّدٰی ؛	47	میں تکلیفوں کو دور کرنے والا ہوں۔
اَنَا بَعِیْدُ الْمَدٰی	48	میں ہر موجود چیز کی انتہا ہوں۔
اَنَا عِصْمَةُ الْوَرٰی ؛	49	میں ساری موجودات کی پناہ ہوں۔
اَنَاذَكِیُّ الْوِغیٰ ؛	50	میں جنگ کی آگ تیز کرنے والا ہوں۔
اَنَا قَاتِلُ مَنْ بَغٰی ؛	51	میں باغیوں کا قاتل ہوں۔
اَنَا مَوْهُوْبُ الشَّذَا ؛	52	مجھے علم لدّنی دیا گیا ہے۔
اَنَا اَعْذَی الْقَذٰی ؛	53	میں گرد وغبار اور ناگواریوں سے پاک ہوں۔
اَنَاصِفْوَةُ الصَّفَا ؛	54	میں منتخب لوگوں میں سے منتخب کیا گیا ہوں۔
اَنَا كُفْوُ الْوَفَا ؛	55	میں مجسم وفا کا ہم پلہ وہم سر ہوں۔
اَنَا مَوْضِحُ الْقَضَایَا ؛	56	میں فیصلوں کو واضح کرنے والا ہوں۔
اَنَا مُسْتَوْدَعُ الْوَصَایَا ؛	57	میں وصیتوں کی امانت گاہ ہوں۔
اَنَا مَعْدِنُ الْاِنْصَافِ ؛	58	میں انصاف کی کان ہوں۔
اَنَا مَحْضُ الْعِفَافِ ؛	59	میں مجسم ومکمل پارسائی ہوں۔
اَنَا صَوَابُ الْخِلَافِ ؛	60	میں ہر مخالف اور غلط چیز کے مقابلے میں راستی اور حق ہوں۔
اَنَا رِجَالُ الْاَعْرَافِ ؛	61	میں ان مردوں میں سے ہوں جو اعراف پر ساری نوع انسان کو پہچانیں گے(7/46-48)
اَنَاسُوْرُ الْمَعَارِفِ ؛	62	میں حقائق اور معرفت کی شہر پناہ ہوں۔
اَنَامَعَارِفُ الْعَوَارِفِ ؛	63	میں تمام عارفوں کے لئے سامان معرفت ہوں۔

اَنَا صَاحِبُ الْاِذْنِ ؛	64	میں وہ ہوں جس کو اجازت دی گئی ہے (طہٰ 20/109، سبا 34/23)
اَنَا قَاتِلُ الْجِنِّ ؛ اَنَا یَعْسُوْبُ الدِّیْنِ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ ؛	65 66	میں جنوں کا قاتل ہوں ۔ میں دین کے شہد بنانے والے مکھیوں کا سردار ہوں، تمام مومنین سے صالح ہوں ۔ (تحریم 66/4) اور تمام متقین کا امام ہوں ۔
اَنَا اَوَّلُ الصِّدِّیْقِیْنَ ؛	67	میں تمام صدیقوں میں پہلا صدیق ہوں ۔
اَنَا الْحَبْلُ الْمَتِیْنَ ؛	68	میں اللہ کا وہ سنجیدہ سلسلہ ہوں جس سے سب کو وابستہ رہنا لازم ہے (عمران 3/103)
اَنَا دِعَامَةُ الدِّیْنِ ؛	69	میں دین کا سہارا ستون ہوں ۔
اَنَاصَحِیْفَةُ الْمُؤْمِنُ ؛	70	میں مومن کے لئے ضابطہ حیات ہوں ۔
اَنَا ذَخِیْرَةُ الْمُهَیْمِنِ ؛	71	میں اللہ کی طرف سے اس کی نگہبانی کا ذخیرہ ہوں ۔
اَنَا الْاِمَامُ الْاَمِیْنِ ؛	72	میں ایک صاحبِ امانت امام ہوں ۔
اَنَا الدَّرْعُ الْحَصِیْنِ ؛	73	میں ایک مضبوط اور احاطہ کرنے والی زرہ ہوں ۔
اَنَا ضَارِبُ بِالسَّیْفَیْنِ ؛	74	میں دو تلواریں بیک وقت چلانے والا مجاہد ہوں ۔
اَنَا طَاعِنٌ بِالرُّمْحَیْنِ ؛	75	میں دو دو نیزوں سے جنگ کرنے والا ہوں ۔
اَنَا صَاحِبُ بَدْرٍ وَحُنَیْنِ	76	میں جنگ بدر و حنین کا فاتح ہوں ۔
اَنَا شَقِیْقُ الرَّسُوْلِؐ	77	میں رسوؐل کے ساتھ دو تن ایک جان ہوں ۔
اَنَا بَعْلُ الْبَتُوْلِ ؛	78	میں بتوؑل کا شوہر ہوں ۔
اَنَا سَیْفُ اللّٰهِ الْمَسْلُوْلِ ؛	79	میں اللہ کی کھینچی ہوئی تلوار ہوں ۔
اَنَا اَدَامُ الْغَلِیْلِ ؛	80	میں بغض و کینہ کی سوزش دور کرنے والا ہوں ۔
اَنَا شِفَاءُ الْعَلِیْلِ ؛	81	میں بیماروں کے لئے شفا ہوں ۔
اَنَا سُؤَالُ الْمَسَائِلُ ؛	82	میں مسائل پیش کرنے کا سوال کرتا ہوں ۔
اَنَا نَجْحَةُ الْوَسَائِلِ ؛	83	میں وسائل میں کامیابی عطا کرنے والا ہوں ۔
اَنَا قَالِعُ الْبَابِ ؛	84	میں خیبر کے دروازہ کا اکھیڑنے والا ہوں ۔
اَنَا مَغْرَقُ الْاَحْزَابِ ؛	85	میں حملہ آور گروہوں کو منتشر کرنے والا ہوں ۔
اَنَا سَیِّدُ الْعَرَبِ ؛	86	اور ملک عرب کا سید و سردار ہوں ۔

اَنَا كَاشِفُ الْكُرَبِ ؛	87	میں بے چینیوں کو ہٹانے والا ہوں۔
اَنَا سَاقِيُ الْعِطَاشِ ؛	88	میں پیاسوں کو پلانے والا ہوں۔
اَنَا النَّائِمُ عَلَى الْفِرَاشِ ؛	89	میں رسولؐ کے بستر پر سونے والا ہوں۔
اَنَا الْجَوْهَرَةُ السَّمِيْنَةُ ؛	90	میں بہت اہم اور ہمہ گیر جوہر ہوں۔
اَنَا بَابُ الْمَدِيْنَةِ	91	میں علم رسولؐ کا دروازہ ہوں۔
اَنَا كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ؛	92	میں حکمت پر حاوی کلمہ ہوں۔
اَنَا وَاضِحُ الشَّرِيْعَةِ ؛	93	میں اسلامی شریعت کو واضح کرنے والا ہوں۔
اَنَا حَافِظُ الطَّرِيْقَةِ؛	94	میں اسلامی طریقوں کا نگہبان ہوں۔
اَنَا مَوْضِحُ الْحَقِيْقَةِ ؛	95	میں حقیقت کو واضح کرنے والا ہوں۔
اَنَا مُطِيْعَةُ الْوَدِيْعَةِ ؛	96	میں تمام سپرد شدہ امانتوں کا پیش کرنے والا ہوں۔
اَنَا مُبِيْدَ الْكُفْرَةِ ؛	97	میں کفر اور کافروں کو مٹانے والا ہوں۔
اَنَا اَبُو الْاَئِمَّةِ ؛	98	میں آئمہؑ کا باپ ہوں۔
اَنَا دَوْحَةُ الْاَصْلِيَّةِ ؛	99	میں ہر حقیقت واصلیت وشرافت کا عظیم الشان درخت ہوں۔
اَنَا مِفْضَالُ الْفَضِيْلَةِ ؛	100	میں فضل و بزرگی عطا کرنے والا ہوں۔
اَنَا خَلِيْفَةُ الرِّسَالَةِ	101	میں پوری رسالت کا جانشین ہوں۔
اَنَا سَمِيْدَعُ الْبَسَالَةِ ؛	102	میں شجاعت میں پیش قدمی کا مخزن ہوں۔
اَنَا وَارِثُ الْمُخْتَارِ ؛	103	میں رسولؐ مختار کا وارث ہوں۔
اَنَا طَهِيْرُ الْاَطْهَارِ؛	104	میں تمام طاہرین کا طاہر ہوں۔
اَنَا عِقَابُ الْكُفُوْرِ ؛	105	میں تمام حق پوش لوگوں کے لئے عذاب ہوں۔
اَنَا مِشْكوٰةُ النُّوْرِ ؛	106	میں نوری چراغ رکھنے کی جگہ ہوں۔
اَنَا جُمْلَةُ الْاُمُوْرِ ؛	107	میں کائنات کے تمام امور واحکام کا خلاصہ ہوں۔
اَنَا زُهْرَةُ النُّوْرِ ؛	108	میں مکمل نور کا مرکز ہوں۔
اَنَا بَصِيْرَةُ الْبَصَائِرِ ؛	109	میں تمام بصیرتوں اور دانش کا مخزن ہوں۔
اَنَا ذَخِيْرَةُ الذَّخَائِرِ ؛	110	میں تمام ذخیروں کا ذخیرہ ہوں۔

اَنَابِشَارَۃُ الْبَشَرِ ؛	111	میں نوعِ بشر کے لئے خوش خبری ہوں۔
اَنَا الشَّفِیْعُ الْمُشَفَّعُ فِی الْمَحْشَرِ؛	112	میں قیامت میں حشر نشر میں تمام شفاعت کرنیوالوں کی سفارش قبول کرنیوالا ہوں۔
اَنَا ابْنُ عَمِّ الْبَشِّیْرِ النَّذِیْرِ ؛	113	میں بشر و نذیر رسولؐ کا چچازاد بھائی ہوں۔
اَنَا طُوْدُ الْاَطْوَادِ ؛	114	میں تمام پہاڑوں سے اونچا پہاڑ ہوں۔
اَنَا جُوْدُ الْاَجْوَادِ ؛	115	میں تمام سخیوں سے بڑا سخی ہوں۔
اَنَا حِلْیَۃُ الْخُلْدِ ؛	116	میں بہشت کا زیور اور پوشاک دینے والا ہوں۔
اَنَا بَیْضَۃُ الْبَلَدِ ؛	117	میں بستیوں کے لئے چاندنی رات ہوں۔
اَنَا صَمْصَامُ الْجِهَادِ	118	میں جہاد کے لئے ثابت قدم رہنے والی تلوار ہوں۔
اَنَا حِلْیَۃُ الْاَسَادِوَ	119	میں سرداروں کا زیور وشان ہوں۔
اَنَا الشَّاهِدُ الْمَشْهُوْدُ	120	میں ہی دیکھ رہا ہوں اور خود ہی دیکھا جا رہا ہوں میں ہی گواہ ہوں اور میں ہی گواہی ہوں،
اَنَ الْعَهْدُ الْمَعْهُوْدُ ؛	121	میں ہی معاہدہ ہوں اور میرا ہی عہد لیا گیا ہے۔
اَنَا مَنْحُ الْمَنَائِحِ	122	میں ہی تمام بخشش وعطا ہوں۔
اَنَا صَلَاحُ الْمَصَالِحِ ؛	123	میں ہی مصلحتوں کی بہتری ہوں۔
اَنَا غَمْضُ الْغَوَامِضِ	124	میں ہی تمام رازوں کا راز اور اشاروں کا اشارہ ہوں۔
اَنَا لَحْظَۃُ اللَّوَاحِظِ ؛	125	میں تمام قابل لحاظ چیزوں کو پیش نظر رکھنے والا ہوں۔
اَنَا اَعْذُوْبَۃُ اللَّفْظِ ؛	126	میں سب سے میٹھا اور شیریں لفظ ہوں۔
اَنَا اَعْجُوْبَۃُ الْحِفْظِ ؛	127	میں حفظ اور حفاظت کا عجیب ترین ریکارڈ ہوں۔
اَنَا نَفِیْسُ النَّفَائِسِ ؛	128	میں تمام عمدہ چیزوں کا نتیجہ ہوں۔
اَنَا غَیَاثُ الضَّنکِ ؛	129	میں تنگی اور ناداری میں مددگار ہوں۔
اَنَا سَرِیْعُ الْفَتکِ ؛	130	میں شجاعت دکھانے میں جلد باز ہوں۔
اَنَا رَحِیْبُ الْبَاعِ ؛	131	میں پھیلاؤ میں بہت کشادہ ہوں۔
اَنَاوَقْرُالْاَسْمَاعِ ؛	132	میں ہی وہ ڈاٹ ہوں جو کانوں میں لگائی جاتی ہے۔
اَنَااِرْثُ الْوَارِثِ ؛	133	میں تمام وارثوں کا اثاثہ ہوں۔
اَنَا نَفْثَۃُ النَّافِثِ ؛	134	میں تمام چپکے چپکے چھپ کر بات کرنے والوں کی باتیں ہوں۔

اَنَا جَنبُ اللّٰہِ ؛	135	میں اللہ کا پہلونشین ہوں۔
اَنَاوَجھُ اللّٰہِ ؛	136	میں اللہ کا چہرہ ہوں۔

تشریحات:

اِس خطبے کے متعلق پہلی بات یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے قرآن وحدیث میں مذکوراپنی لاتعدادصفات میں سے تھوڑی سی صفات اس خطبے میں بلارُ کے سامنے رکھ دی ہیں۔اُن صفات کے دباؤ سے دشمنانِ مرتضوٰی اکثر چراغ پا ہوئے ہیں اور دشمنان مرتضوٰی میں سُنی اور شیعہ کی شرط نہیں ہے۔اس لئے کہ چراغ پا ہونے والوں کی کثرت شیعہ مجتہدین میں ہے۔اوراُن کی دشمنی کی وجہ سے حقیقی شیعہ اُن پر لعنت کرتے آئے ہیں۔ رہ گئے اہل سُنت یعنی سُنت رسوؐل پر زور دینے والے علماء۔اُنہوں نے تو فضائل مرتضوٰی بیان کرنے میں کبھی کمی نہیں کی ہے اِس کے ثبوت میں علامہ سید محمد صالح کشفی الترمذی سُنی الحنفی کی کتاب کوکب دُرّی دیکھنا کافی ہوگا۔اس کتاب پر بھی ڈھکّو جیسے شیعہ مجتہد اعتراضات کرتے رہے ہیں۔

2۔ قوانین ومشیت پرعمل کرنے سے حقیقت واقعی تبدیل نہیں ہوجاتی۔

بہرحال دشمنان خدااور رسوؐل کے اعتراضات فریب سازی اور دھوکہ دہی سے زیادہ کوئی وزن نہیں رکھتے ہیں۔آپ جانتے ہیں کہ کثرت الناس اللہ کی اطاعت نہیں کرتی۔یہی نہیں بلکہ انسانوں کی کثرت سرکشی اور نافرمانی کرتی چلی جارہی ہے۔یہ سرکشی اور نافرمانی روزازل سے جاری ہے یعنی ابلیس نے اللہ کی اطاعت نہ کی' اطاعت کا انکار کیا اور تاقیامت اطاعت نہ کرنے کا اعلان بھی کردیا تھا۔تو کیا اب اس صورت میں اللہ خودکو غالب وقادر،عزیز وجبار کہنا چھوڑ دے؟ کیا کسی کے اطاعت نہ کرنے سے اللہ کو مجبورو بےبس مان لیا جائے؟ ہرگز نہیں۔اِس لئے کہ اللہ نے طے کر دیا ہے کہ کسی سے زبردستی اطاعت نہیں کرائی جائے گی لہٰذا اللہ اپنی قدرت وقوت اور غلبہ کو استعمال کرکے اطاعت نہیں کراتا۔یعنی قوانین خداوندی کی پابندی خود اللہ کو بھی کرنی پڑتی ہے۔اسی طرح اگر لوگ علی ومحمد علیہما السلام کے مقابلے میں اُٹھ کھڑے ہوں اوراُن کے خلاف اپنی تمام خداداد قدرت وقوت ووسائل کو استعمال کرنے لگیں اور وُہ اُن کے مقابلے میں قانونی سلوک کریں تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ یہ حضرات علیہم السلام مشکل کُشا یا حاجت روا نہیں رہے ہیں اس قسم کے اعتراضات بچگانہ یا ابلہ فریبی ہوتے ہیں۔لہٰذا خطبات مرتضوٰی میں جو صفات مذکور ہیں وہ سب خداداد ہیں۔ان کا استعمال کرنا بہرحال قوانین خداوندی کے ماتحت رہتا ہے۔جس طرح اللہ ہرحال میں غالب ہے اُسی طرح حضرت علیؑ ہرحال میں مشکل کُشا ہیں۔خواہ اس قدرت کو استعمال کریں یا نہ کریں۔

3۔ نٓ وَالْقَلَمِ سے خطبہ کا افتتاح فرمایا گیا ہے؟

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے پہلے جملے میں سورۃ القلم کی پہلی آیت سے اپنی پوزیشن یا صفات کی ابتدا فرمائی ہے۔پوری آیت یوں ہے۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَایَسْطُرُوْنَ (68/1)

مودودی ترجمہ: ''ن۔قسم ہے قلم کی اور اُس چیز کی جسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں۔'' (تفہیم القرآن جلد 6 صفحہ 58)

مودودی تشریح :۔''1 امام تفسیر مجاہد کہتے ہیں کہ قلم سے مراد وہ قلم ہے جس سے ذِکر یعنی قرآن لکھا جارہا تھا۔اس سے خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ چیز جو لکھی جارہی تھی اُس سے مراد قرآن مجید ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد 6 صفحہ 58)

قارئین نوٹ کریں کہ مودودی صاحب اور اُن کے تفسیر کے امام صاحب دونوں بلاکسی دلیل وثبوت کے قرآن کو مراد لیتے ہیں اور آیت کا ترجمہ بھی غلط کرتے ہیں۔ بہرحال آیت کو سمجھنے اور مودودی اینڈ کمپنی کی غلطیاں دیکھنے کے لئے آپ ہماری تفسیر احسن التعبیر کا بیان پڑھیں۔

پہلی آیت کا ترجمہ اور مفہوم:۔ ''ن کی اور قلموں کی اور اُن سطروں کی قسم جو وہ قلم لکھ رہے ہیں اور لکھتے رہیں گے'' آیت میں پہلی یہی بات ہے کہ قلم واحد نہیں ہے بہت سے قلم کار تحریر میں مصروف ہیں اور یہ بات لفظ مَا یَسْطُرُوْنَ جو وہ لکھتے ہیں'' سے واضح ہوجاتی ہے اگر قلم تنہا یا واحد ہوتا تو مَا یَسْطُرُوْنَ کی جگہ مَا یَسْطُرُ لایا جاتا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ کسی ایک قلم کی قسم نہیں کھائی گئی ہے بلکہ بہت سے قلم ہیں جن سے لکھا جارہا ہے۔ یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ قلم ایک لکھنے کا آلہ ہے جو خود نہیں لکھ سکتا۔ لہٰذا جتنے قلم قابل قسم ہیں اُتنے ہی اہل قلم یا منشی بھی موجود ہیں جو قلموں سے لکھنے میں مصروف ہیں۔ ظاہر ہے کہ قلموں سے اہل قلم کا مرتبہ زیادہ ہوتا ہے۔ لکھے جانے والے سامان کے مقدس ہونے کی بنا پر قلموں کو معزز اور قابل قسم قرار دیا گیا ہے تو اہل قلم کا مرتبہ بے حد وحساب بلند ہونا لازم ہے۔

4۔ بیتُ النبوّۃ وامامتؑ میں تمام کتبہائے خداوندی اور قدیم وجدید ریکارڈ اور احادیث کی تدوین وتالیف جاری تھی۔

یہ نوٹ کرنا چاہیے کہ بیت النبوّۃ وامامتؑ میں ہر لحہ کتُبہائے خداوندی کی حفاظت کے سلسلے کا کارِ تحریر جاری رہتا تھا۔ پُرانی اور شکستہ ہو جانے سے پہلے ہی نقلیں تیار کرتے رہنا ضروری ہوتا تھا۔ مشکل مقامات کی تشریحات تیار کرنا اور اُمت کے ذمہ دار افراد کو ایسا ریکارڈ تیار کر کے دینا جس کے ضائع ہوجانے یا ضائع کردیے جانے کا یقین ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر جناب ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر تیار کیا گیا تھا کہ وہ قریشی حکومت کے آدمی سمجھے جاتے رہیں لیکن ساتھ ہی نبوّت اور امامتؑ کے علمی ریکارڈ کو مطلوبہ لوگوں تک پہنچائیں چنانچہ صحیح بخاری کی تالیف سے پہلے منصوبہ سو فیصد رازدارانہ انداز میں جاری رہا لیکن بخاری سے یہ راز کھل گیا چنانچہ وہاں ابوھریرہؓ سے ایک روایت نقل کی گئی ہے جس میں ابوھریرہؓ نے کہا ہے کہ:۔ **حفظت من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعائین فاما احدھما فبثثتہ واما الاخر فلو بثثتہ قطع ھذاالبلعوم** (بخاری جلد اول ص23 جز اول باب حفظ العلم)

۔''میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم کی دو بوریوں (خرجیوں یا شلیتوں) کی حفاظت کی ہے۔ ایک بوری کا علم تو یہی ہے جو میں پھیلاتا چلا آرہا ہوں۔ رہ گئی علم کی دوسری بوری اگر میں اس میں سے علم پھیلانا شروع کردوں تو میرا نرخرا کاٹ دیا جائے گا''۔

یہاں صرف یہ دیکھئے کہ ابوھریرہؓ کو محفوظ رکھنے کے لئے علمی ریکارڈ کی دو ''وِعَائین'' دی گئی تھیں۔ یہ لفظ ''وِعَاءِ'' قرآن میں استعمال ہوا ہے (سورہ یوسفؑ 12/76) یہ وہی غلہ سے بھری ہوئی خرجی یا شلیتا تھا جس میں سے غلہ ناپنے کا پیمانہ نکلا تھا۔ علم سے بھری ہوئی خرجی یا شلیتا ظاہر ہے کہ لکھے ہوئے لٹریچر کا پتہ دیتا ہے۔ دو بوریوں یا خرجیوں میں لکھا ہوا کتنے من آسکتا ہے اور اُس میں کتنے صفحات اور سطریں ہونا چاہئیں؟ بہرحال یہ ماننا پڑے گا کہ بیت النبوّۃ وامامتؑ میں دن رات اسلامی لٹریچر لکھا اور تقسیم کیا جارہا تھا۔

5۔ بیت النبوّۃ وامامتؑ میں اہل قلم علیھم السلام کا تذکرہ اور مقام طرح طرح بیان ہوا ہے۔

یہاں یہ نوٹ کر کے آگے بڑھیں کہ ایک لاکھ سے زیادہ انبیاء اور رُسل علیھم السلام پر نازل شدہ (2/213 حدید 57/25) تمام سامان خانوادۂ رسُول میں حضرت ابو طالب علیہ السلام تک سارا کا سارا محفوظ رہتا چلا آیا تھا اور وہ سب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مع تبرکات سونپا گیا تھا۔ اب قرآن پڑھیے۔

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ○فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ○فِىْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ○مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ○بِاَيْدِىْ سَفَرَةٍ ○كِرَامٍ بَرَرَةٍ ○قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ○(80/11-17)

''وہ سب کچھ (جو کہ آیات 10 تا 1/80) میں بیان ہوا ہے) وہ کچھ ہرگز نہیں ہے جو سمجھ لیا گیا ہے۔ وہ تو وہی مخصوص تذکرہ ہے۔ چنانچہ جو کوئی حقیقت کو سمجھنا اور مطابقت کرنا چاہے اُسے چاہیے کہ وہ تذکرہ اُن مکرم اور معظم اور بلند مرتبہ اور پاکیزہ صحیفوں میں دیکھے جو کہ معزز و پارسا کاتبوں (سفیروں) کے ہاتھوں میں موجود ہیں اور اللہ نے اُس مخصوص انسان کو قتل کر ڈالنا اور لعنتی قرار دینا طے کر رکھا ہے جس کی حق پوشی اُن صحیفوں اور اُن آیات (10 تا 1/ 80) میں مذکور ہوئی ہے۔'' (17 تا 11/80)

اُن آیات میں جہاں یہ ثابت ہے کہ بیت النبوۃ و امامۃؑ میں تمام صحفِ خداوندی موجود تھے وہیں اُن کے مقدس کاتبوں کی منزلت و مرتبہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی یہاں قریش کے ایک زبردست قومی لیڈر کا ذکر ہوا ہے جسے قتل ہونا ہے اور جو لعنتی ہے۔ یہ سب کچھ دیکھ لینے کے بعد یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حرف نون اور قلم کو اپنی ذاتِ پاک سے کیوں منسوب کیا ہے؟ بات واضح ہے کہ حضورؐ پہلے امام ہیں یعنی دورِ نبوّت کے دوران جو تعلیمات دی گئیں اور جو کتبہائے خداوندی نازل ہوئیں وہ سب تعلیمات و کتب و ہدایات و تبرکات حضوؐر کی تحویل میں آئے اور آپؐ کے تیار کردہ اور آپؐ کی اولاد کے آئمہ علیہم السلام نے قیامت تک اُن تمام کتب و ہدایات اور تعلیمات پر عمل کرنا ہے لہٰذا اَنَا النُّوْن وَ الْقَلَم فرما کر آپؐ نے پورے دین اور دینی تعلیمات اور ذمہ داریوں کو اپنی ذات سے وابستہ ہونے کی اطلاع دی ہے۔ اور اُسی کو پورے خطبے میں طرح طرح سے واضح فرمایا ہے۔ جو کچھ قرآن میں بیان ہوا ہے وہ درحقیقت حضرت علی علیہ السلام کو سامنے رکھ کر بیان ہوا ہے۔ لہٰذا اس خطبے کی صحیح اور پوری پوری تشریحات کے معنی سارے قرآن کو قارئین کے سامنے رکھنا ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر آپؐ نے اپنے دوسرے جملے میں خود کو ''اَلنُّوْر'' اور مِصْبَاحُ الظُّلَمِ'' فرمایا ہے لہٰذا سورۂ اعراف میں آیت (7/157) کا ترجمہ سُنیے:۔

اَلنُّوْر ۔ مخصوص نور کی تشریح:

''جو لوگ کہ اس رسوؐل، مکے کے باشندے نبیؐ کی پیروی کریں جن کو اپنے پاس سابقہ کتابوں توریت اور انجیل میں اس مکّی نبیؐ اور رسوؐل کی تفصیلات لکھی ہوئی ملتی ہیں اور جو نبیؐ اور رسوؐل انہیں عالمی طور پر پسندیدہ چیزوں پر عمل کا حکم دیتا ہے اور مسلمہ ناپسندیدہ باتوں سے منع کرتا ہے اور اُن کے لئے وہ تمام پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے جو اُن کے ملّاؤں نے اپنے اجتہاد سے حرام کر دی تھیں اور وہ تمام گندی چیزیں حرام کرتا ہے جو مجتہدین نے حلال کر دی تھیں اور اُن کے اوپر سے وہ سارا بوجھ اُتار کر الگ کرنا چاہتا ہے جو اُن کے مجتہدین نے لاد دیا تھا اور اُن کے گلے سے پابندیوں کا وہ طوق اُتارنا چاہتا ہے جو اُن کے علماء نے تقلید کے لئے پہنایا تھا۔ چنانچہ جو لوگ رسوؐل پر ایمان لائے اور اُن کی عزت کی اور اُن کی نصرت کی اور اُن کی اور اس نور کی پیروی کی جو محمدؐ کے ساتھ اُترا تھا۔ وہی مومنین وہی انصار فلاح پانے والے ہیں۔''

مِصْبَاحُ الظُّلَم : اِس کی تشریح کے لئے سورۂ نور کی 36,35 آیات کا ترجمہ سُنیے۔

''اللہ ہی تو آسمانوں اور زمینوں کو نورؐ عطا کرنے والا ہے یعنی ساری کائنات اللہ کی قوت و قدرت سے موجود اور واضح ہے۔ اللہ کے نوؐر کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک طاق میں چراؔغ رکھا ہوا اور وہ چراؔغ ایک فانوس (گلوب) میں ہو اور فانوس بھی ایسا ہو جیسے موتی کی طرح ضیا پاشی کرنے والا ستارہ۔ اور وہ چراؔغ زیتون کے ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہو اور وہ درخت مشرق و مغرب کی نسبتوں سے مبرا

ہو۔جس کا تیل بلا آگ کی مدد کے خود بخود دھڑک اُٹھتا ہو۔یعنی وہ اللہ کے اُس نوؑر میں نوؑر ہی نوؑر کا اضافہ کرتا چلا جائے۔اللہ اپنے اُس نوؑر اور نورؑ پُر نوؑر کی طرف جسے چاہتا ہے راہنمائی کر دیتا ہے اور اللہ اُس کی راہنمائی ہی کے لئے یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے اور اللہ ہر شے کا کماحقہ عالم ہے۔

6۔(36۔35/24) کی تشریح تعبیر القرآن سے ملاحظہ کریں۔

۔''اِن آیات (36،35/24) میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت بیان ہوئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اُن حضرؑات کا تذکرہ ہوا ہے جن کی سپردگی میں وہ نور دیا گیا تھا۔جنھوں نے اُس نور کو اپنے انوار واجسام وابدان میں محفوظ رکھا اور اُسے روز افزوں جلاء دی اور اُس نور کو وہ جسم وبدن فراہم کیا جس سے اُس کو ہمارا آنکھوں سے دیکھ سکنا اور قلوب کو نورانی کرنا ممکن ہوگیا اور اُس کی نورانیت کو روزافزوں کرتے ہوئے قیامت تک اُس کے قرب وتعارف کا انتظام کیا اور نورؑ بالائے نوؑر بناتے چلے جانے کا انتظام وانصرام کیا اور خود کو وہ شجرہ طیبہ ثابت کیا جو جغرافیائی نسبتوں اور حدود کی قید سے ارفع واعلیٰ ہے اور اُس نور کو وہ تمام سامان فراہم کیا جو کسی اور مادی ذریعہ سے حاصل نہ ہوسکتا تھا اور آگ اور آگ کی مخلوق ابلیس وغیرہ سے قطعاً مخلوط نہ ہونے دیا اور اُس پر نازل کردہ تعلیمات خداوندی کو چاردانگ عالم میں پھیلا دیا۔اُس کے دین کو اپنے اور اپنے اعزہ واقربا اور چاہنے والوں کے خون سے روشن وتابناک ورنگین بنا دیا جو اُس کے چاروں طرف روز ازل سے اور قیامت تک اُسی طرح محافظ رہے جس طرح فانوس چراغ کا تحفظ کرتا ہے جو اتنے ہی شفاف فانوس اور رکھوالے تھے جتنا کہ وہ نور خود تھا۔ورنہ اس نور کی تابنا کی اور شعلہ فشانی ماند پڑ جاتی۔اُنھوں نے اُس نور کی پرورش وتربیت میں جو سامان فراہم کیا وہ بھی نورانی اور نور پُر نور کا اضافہ کرنے والا تھا (35/24) اس لئے کہ وہ خود نور ہی نور تھے اُن میں حقیقی مادے اور ظلمانی سامان کا ایک ذرہ بھی نہ تھا۔جن لوگوں نے اس آیت سے اللہ کو نور سمجھا ہے اُنھوں نے گویا اللہ کو مخلوق بنا دیا ہے۔اللہ تو ساری کائنات کا اور نور وظلمات کا خالق ہے (6/1) اس لئے ہم نے اپنے ترجمہ میں اللہ کو نور نہیں بنایا ہے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور لکھا ہے۔اور اللہ نے بھی حضوؑر کو نوؑر ہی فرمایا ہے۔اور ساری اُمت کا بچہ بچہ تک جانتا اور مانتا ہے کہ حضوؑر اللہ کے نُوراور اولین مخلوق تھے۔پوری کائنات کے ہادی،راہنما اور رحمت تھے۔اور جب تک کائنات موجود ہے وہ اس کائنات کے سرپرست رہیں گے اور یہ ایک چیختی ہوئی حقیقت ہے کہ محمدؑ کے سرپرستوں کی سرپرستی کو اللہ نے اپنی سرپرستی اور پناہ فرمایا ہے (8تا6/93) اُن کا احترام اور اطاعتِ مطلقہ حضوؑر پر بھی فرض وواجب کی ہے (24۔23/17) ہر اُس شخص پر سرپرستانِ محمدؑ وآلِ محمدؑ کا احترام واکرام واجب ہے جو امت محمدیہ میں شمار چاہتا ہو۔جسے شفاعت محمدؑی کی ضرورت ہو۔رہ گئے شیاطین تو اُن کے لئے نہ شفاعت ہے نہ جنت ہے وہ ملاعین اور مردود ہیں اور بس۔''

قارئین اندازہ فرمائیں کہ سارے خطبے کی اس طرح تشریح کرنے کے لئے کتنا وقت درکار ہوگا؟ لہٰذا ہم اپنے قارئین سے التجا کرتے ہیں کہ ہمارے ترجمہ ہی سے استفادہ فرمائیں اور ہمیں آگے بڑھنے کی اجازت دیں۔ہمیں معلوم ہے کہ حقیقی مومنین فضائل میں کمی یا تقصیر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے تو ہم کمی اور تقصیر نہیں کررہے ہیں۔ہم نے نو ہزار صفحات محمد وآلِ محمد صلوٰۃ اللہ علیہم کے فضائل ہی پر لکھے ہیں اور جب تک ہمارے قلم کو قائم قیامت حضرتِ حجۃ صاحب عصر والزمان کی اجازت ہے وہ فضائل ہی فضائل لکھتا چلا جائے گا۔

خُطبه ﴿242﴾

یہ خطبہ بھی تمام مستند کتابوں میں لکھا ہوا چلا آرہا ہے۔مگر ہم اسے علامہ سید محمد صالح کشفی الترمذی کی کتاب ''کوکب دُرّی فی فضائلِ علیؑ '' سے نقل کررہے ہیں۔اور اُن ہی کے ترجمہ کو پیش کررہے ہیں۔فرق یہ رہے گا کہ اُنھوں نے ہر جملے کوالگ الگ مَنقبت کا نمبر دے کر لکھا ہے۔مگر ہم سابقہ خطبات کی طرح نمبر اور جملے لکھیں گے۔وہ ہر جملے کے ساتھ۔''**قَالَ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ** ۔''وغیرہ لکھتے گئے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَنَا الَّذِیْ عِنْدِیْ مَفَاتِیْحُ الْغَیْبِ لَایَعْلَمُھَا بَعْدَ مُحَمَّدٍ غَیْرِیْ ؛	1	میں وہ شخص ہوں کہ میرے پاس غیب کی کنجیاں ہیں کہ اُن کنجیوں کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میرے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔
اَنَا بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ؛	2	میں ہر چیز کی حقیقت سے خبردار اور آگاہ ہوں۔
اَنَا الَّذِیْ قَالَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا ؛	3	میں وہ شخص ہوں جس کی شان میں رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس شہر علم کا دروازہ ہیں''
اَنَا ذُوالْقَرْنَیْنِ الْمَذْکُوْرُ فِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ؛	4	''میں ذوالقرنین ہوں جس کا ذکر کتب سماوی میں مذکور ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔
اَنَا الْحَجَرُ الْمُکَرَّمُ الَّذِیْ تَفْجَرُ مِنْہُ اثْنَتَا عَشَرَۃَ عَیْنًا ؛	5	میں ہوں حجر مکرم (بزرگ پتھر) جس سے بارہ چشمے جاری ہوئے یعنی دوازدہ امامؑ کی امامت۔
اَنَا الَّذِیْ عِنْدِیْ خَاتِمُ سُلَیْمَانَ ؛	6	میں ہوں وہ شخص جس کے پاس سلیمانؑ کی انگوٹھی موجود ہے یعنی میں تمام مخلوقات جن وانس وغیرہ میں متصرف اور حاکم ہوں۔
اَنَا الَّذِیْ اَتَوَلّٰی حِسَابَ الْخَلَائِقِ ؛	7	میں ہوں وہ شخص جو خلائق کے حساب کا متکفل اور ذمہ دار ہوں۔
اَنَا اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ ؛	8	میں لوح محفوظ ہوں کہ میرے ضمیر مہر تنویر میں تمام حقائق کونی والٰہی کی صورتیں ثابت اور قائم ہیں۔
اَنَا مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ اِنَّ اِلَیْنَا اِیَابَھُمْ	9	میں لوگوں کے دلوں اور ظاہر وباطن کی آنکھوں کو خیر وشر کی طرف پھیرنے

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ؛		والا ہوں ۔اوران کا مرجع اور باز گشت ہماری طرف ہے اوران کا حساب ہم پر اور ہمارے ذمہ ہے۔
اَنَا الَّذِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَاعَلِیُّ الصِّرَاطُ صِرَاطُکَ وَالْمَوْقِفُ مَوْقِفُکَ ؛	10	میں ہوں وہ شخص جس سے رسوؐل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ صراط مستقیم تیرا ہی راستہ ہے اور موقف تیرا ہی موقف ہے یعنی جس چیز پر تو ثابت اور راسخ ہے اسی پر راسخ اور ثابت ہونا چاہئے یا کہ پل صراط تیرا صراط ہے اور تو اس کا صاحب ہے تو جس کو چاہے برق خاطف چمکنے والی بجلی کی طرح گزار دے جنّاتِ نعیم میں اس کو پہنچا دے اور جس کو چاہے اوندھے منہ درکات جہنم میں بھیجے۔اور بعض عبور و مرور کی سختیوں اور رنج والام میں گرفتار کرے اس اخلاص اور مراتب اعتقاد کے تفاوت کے موافق جو تجھ سے رکھتے ہیں۔اوراسی طرح قیامت کے موقف تیرے موقف ہیں اور تجھ سے متعلق ہیں جس کو چاہے اپنی حمایت کے سایہ میں لے کر وہاں کی سختی اور محنت اس پر آسان کر دے اور بعض کو ایام حساب کے (پچاس ہزار سال) گزارنے کے انتظار کی عقوبت اور عذاب میں مبتلا کرے''
اَنَا الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ عَلٰى مَاكَانَ وَمَايَكُوْنُ	11	میں ہوں وہ شخص جس کے پاس گزشتہ اور آئندہ کے موافق کتاب خدا کا علم ہے۔
اَنَا آدَمُ الْاَوَّلُ اَنَا نُوْحُ الْاَوَّلُ اَنَا اِبْرَاهِيْمُ الْخَلِيْلُ حِيْنَ اُلْقِیَ فِی النَّارِ اَنَامُوْنِسُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؛	12	میں ہوں آدمؑ اوّل ۔میں ہوں نوحؑ اوّل۔میں ہوں ابراہیم خلیل اللہ جبکہ آگ میں ڈالا گیا میں ہوں مومنوں کا مونس اور غم گسار۔

(بارھویں جملے کی وضاحت) مولف نے واضح کیا ہے کہ:

''مولف عرض کرتا ہے کہ کتاب ''مراۃ الطالبین'' میں مرقوم ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے بہشت اور دوزخ کے بعد چھ لاکھ سال کے عرصہ میں آدمؑ صفی کی پیدائش سے پہلے دس ہزار آدمؑ پیدا کئے اور ہر ایک آدمؑ کو دس ہزار سال کی عمر عنایت ہوئی اور پھر اس کو موت دی اور ان کے بعد پھر ان کی طرح دس ہزار آدمؑ پیدا کئے اور ہر آدمؑ کو بدستور سابق دس ہزار سال کی عمر عطا فرمائی اور مرتبہ اوّل و دوم آدموں کے بعد آدمؑ صفی کو خلق فرمایا۔اس بنا پر ہر آدمؑ کے زمانہ میں ایک نوحؑ ہوا پس نوحؑ اول اس معنی میں صادق آتا ہے۔ملا جامی قدس سرّہ السامی فرماتے ہیں کہ۔

عالم لطفی و عین جود از روئے یقین — ذات تو مقصود ایجاد دو عالم آمدہ

بود برآدمؑ مقدم معینت اندر ازل — نام سبقت کردہ بر حوا و آدمؑ آمدہ

آدمؑ اول توئی گر راست می پُرسی زمن — گرچہ آدمؑ از رہ صورت مقدم آمدہ

صدقِ دعویٰ را دریں معنی خطاب بوترابؑ — شاہد است اتّا زہراعیاں مبہم آمدہ

اَنَا فَتَّاحُ الْاَسْبَابِ ؛	13	میں ہوں سببوں کا کھولنے والا اور سبب بنانے والا۔
اَنَا مُنْشِئُ السَّحَابِ ؛	14	میں ہوں بادلوں کا پیدا کرنے والا ۔
اَنَا مُوَرِّقُ الْاَشْجَارِ ؛	15	میں ہوں درختوں کو پتے دینے والا ہوں اوران کو سرسبز کرنے والا ۔
اَنَا مُفَجِّرُ الْعُيُوْنِ اَنَا مُطَّرِوَ الْاَنْهَارِ ؛	16	میں ہوں چشمے نکالنے والا اور نہروں اور ندیوں کو جاری کرنے والا۔
اَنَادَاحِیُ الْاَرَضِيْنَ اَنَاسَمَّاکُ لِسَّمٰوٰتِ ؛	17	میں ہوں زمینوں کو بچھانے والا اور آسمانوں کو بلند کرنیوالا۔
عِنْدِیْ فَصْلُ الْخِطَابِ اَنَا قَسِيْمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ؛	18	میں ہوں وہ شخص کہ میرے پاس فصل خطاب (یعنی وہ خطاب جوحق و باطل کو جدا جدا کردے اور درست وغلط میں تمیز کردے۔ یا ایسا کلام جو حقائق کو کھولنے اور معارف کو سمجھنے اور سمجھانے میں نہایت واضح اور ظاہر ہو) میں ہوں اہل بہشت پر بہشت کے درجات اور اہل جہنم پر جہنم کے درکات تقسیم کرنے والا۔
اَنَا تَرْجَمَانُ وَحْيِ اللّٰهِ اَنَا مَعْصُوْمٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؛	19	میں ہوں وحی خدا کی تفسیر و بیان میں صغائر و کبائر اور خطرات وشکوک سے عمداً و سہواً معصوم ہوں جس کی عصمت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔
اَنَا حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَفَوْقَ الْاَرَضِيْنَ ؛	20	میں ان لوگوں پر جو ملائکہ اور نفوس قدسی کی جنس سے آسمانوں میں ہیں اور طبقات زمین کے رہنے والے انس و جن اور ملائکہ ارضی وغیرہ پر خدا کی وحدانیت اور کمال قدرت کی حجت قاطع اور برہان ساطع ہوں۔
اَنَا خَازِنُ عِلْمِ اللّٰهِ اَنَا قَائِمٌ بِالْقِسْطِ ؛	21	میں ہوں علم الٰہی کا خزانچی میں ہوں عدل وعدالت سے موصوف اور قائم۔
اَنَا دَابَّةُ الْاَرْضِ ؛	22	میں ہوں دابۃ الارض جو قیامت کے علامات اور نشانات میں سے ہے۔
اَنَا الرَّاجِفَةُ اَنَا الرَّادِفَةُ ؛	23	میں ہوں وہ نفخہ اولیٰ جو زمین کو زور سے ہلانے والا اور جنبش میں لانے والا ہے اور میں رادفہ یعنی نفخہ دوم اور رادف اس لئے نام رکھا گیا کہ پہلے کے بعد آنے والا ہے جو ردف سے لیا گیا اور راجفہ رجف سے بنا ہے جس کے معنی شدت تحریک ہیں“

اَنَا الصَّیحَۃُ بِالْحَقِّ یَوْمُ الْخُرُوْجِ الَّذِیْ لَایُکْتَمُ عَنْہُ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؛	24	میں ہوں صیحہ (چیخ) برحق جو کہ خلقت کے باہر نکلنے اور مشہود ہونے کے دن ہوگا وہ دن جس سے آسمان وزمین کی مخلوقات پوشیدہ نہیں ہے۔
اَنَا عَلِیٌّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٌ صَوْتُہٗ فِی الْحُرُوْبِ کَاَصْوَاتِ الرَّعْدِ ؛	25	میں ہوں علیؑ ابن ابی طالبؑ جس کی آواز جنگوں میں بجلی کی آوازوں کی طرح ہے۔
اَنَا اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ حُجَّتَہٗ وَکَتَبَ عَلٰی حَوَاشِیْہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ و وَصِیُّہٗ ؛ثُمَّ خَلَقَ الْعَرْشَ وَ کَتَبَ عَلٰی اَرْکانہ اَرْبَعَۃِ لا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ علیٌ وَلِیُّ اللّٰہ وَوَصِیہ،وَقَالَ ثُمَّ خَلَقَ الْاَرْضِیْنَ فَکَتَبَ عَلٰی اَطْرَافِھَا.وَقَالَ ثُمَّ خَلَقَ اللَّوْحَ فَکَتَبَ عَلٰی حُدُوْدِہٖ لا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ علیٌ وَلِیُّ اللّٰہ وَوَصِیُّہٗ،	26	میں وہ پہلا شخص ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے اوّل اپنی حجت پیدا کیا اور اس کے اطراف پرلکھا لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ و وَصِیُّہ ،اور فرمایا،یعنی پھر عرش کو پیدا کیا اور اس کے چاروں ارکان پر کلمات مذکورہ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ و وَصِیُّہ لکھا۔نیز فرمایا آنحضرت کرم اللہ وجہہ نے پھر خدا نے طبقات زمین کو پیدا کیا اور اس کے اطراف و جوانب پر کلمات مذکورہ بالا تحریر فرمائے۔نیز آنحضرت کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اس کے بعد لوح کو پیدا کیا اور اسکے کناروں پر کلمات مذکورہ بالاقلم قدرت سے تحریر فرمائے۔
اَنَا السَّاعَۃُ الَّتِیْ لِمَنْ کَذَّبَ بِھَا عَذَّبَ سَعِیْرًا ؛	27	میں وہ ساعت ہوں کہ جو شخص اس کو جھٹلائے اور اس کا منکر ہو اس کے لئے دوزخ واجب ہے اور اس ساعت سے مراد روز قیامت ہے۔
اَنَا ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْہِ ؛	28	میں وہ کتاب ہوں جس میں کسی قسم کا شک و ریب نہیں جس سے مراد قرآن مجید ہے۔
اَنَا الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی الَّتِیْ اَمَرَ اللّٰہُ اَنْ یُّدْعٰی بِہٖ ؛	29	میں وہ خدا کے اسماء حسنٰی ہوں جن کے بارے میں خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کو ان اسماء سے پکارا جائے۔

مولوی معنوی فرماتے ہیں کہ:

اے مرغ خوش الحان بخواں اللہ مولا ناعلیؑ — تسبیح خود کن برزبان اللہ مولا ناعلیؑ

اسمش عظیم واعظم است غفار فرد عالم است — مولا حق آدم است اللہ مولا ناعلیؑ

خواہی کہ یابی زونشان جان دردہ او برفشان — کو جانِ دہ است او جاں ستاں اللہ مولا ناعلیؑ

اَنَا النُّوْرُ الَّذِیْ اِقْتَبَسَ مِنْهُ مُوْسٰیؑ فَهُدٰی ؛	30	میں وہ نور ہوں جس سے موسیٰؑ نے روشنی طلب کی تو ہدایت پائی۔
اَنَا هَادِمُ الْقُصُوْرِ ؛	31	میں دنیا کے محلوں اور عالم کی عمارتوں کو منہدم کرنے والا ہوں۔
اَنَا مُخْرِجُ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنَ الْقُبُوْرِ ؛	32	میں مومنوں کو ان کی قبروں سے نکالنے والا ہوں۔
اَنَا الَّذِیْ عِنْدِیْ اَلْفُ کِتَابٍ مِنْ کُتُبِ الْاَنْبِیَآءِ ؛	33	میں وہ شخص ہوں جس کے پاس انبیاء علیھم السلام کی کتابوں میں سے ہزار کتابیں موجود ہیں۔
اَنَا الْمُتَکَلِّمُ بِکُلِّ لُغَتٍ فِی الدُّنْیَا ؛	34	میں ہوں وہ شخص جو دنیا کی ہر لغت وزبان میں کلام کرتا ہے۔
اَنَاصَاحِبُ نُوْحٍ وَمُنْجِیْهِ اَنَاصَاحِبُ اَیُّوْبَ الْمُبْتَلٰی وَمُنْجِیْهِ وَشَافِیْهِ اَنَاصَاحِبُ یُوْنُسَ وَمُنْجِیْهِ ؛	35	میں ہوں نوحؑ کا صاحب ورفیق اور اس کا نجات دینے والا اور میں ہوں ایوبؑ کا صاحب جو انواع واقسام کے رنج وبلا میں مبتلا تھا اور اس کو ان بلاؤں سے نجات دینے والا اور اس کو شفاء عطا کرنے والا اور میں ہوں یونسؑ کا صاحب اور نجات دہندہ۔
اَنَا اَقَمْتُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ بِنُوْرِیْ وَالْقُدْرَةِ الْکَامِلَةِ ؛	36	''میں ہوں جس نے ساتوں آسمانوں کو اپنے نور اور خدا کی قدرت سے قائم کیا ہے۔
اَنَا الَّذِیْ بِیْ اَسْلَمَ اِبْرَاهِیْمُ الْخَلِیْلُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَاَقَرَّ بِفَضْلِهٖ ؛	37	میں وہ شخص ہوں کہ میرے سبب سے ابراہیمؑ خلیل پروردگار عالمین پر اسلام لائے اور اس کی بزرگی اور فضل کا اقرار کیا''
اَنَا عَصَاءُ الْکَلِیْمِ وَبِهٖ اٰخِذٌ بِنَاصِیَةِ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ ؛	38	موسیٰ کلیم اللہ کا عصاء میں ہوں اور میں اس کے ذریعے سے تمام مخلوق کی پیشانیوں کے بالوں کو پکڑنے والا ہوں اور ان پر قابض اور متصرف ہوں۔
اَنَا الَّذِیْ نَظَرْتُ فِیْ عَالَمِ الْمَلَکُوْتِ فَلَمْ اَجِدْ غَیْرِیْ وَقَدْغَابَ ؛	39	میں وہ شخص ہوں کہ میں نے عالم ملکوت میں نظر کی پس اپنے سوا اور کوئی چیز نہ پائی اور وہ غیر بے شک غائب تھا''
اَنَا الَّذِیْ اُحْصِیْ هٰذَا الْخَلْقَ وَاِنْ کَثُرُوْا حَتّٰی اٰءَ دِّیْتُهُمْ اِلَی اللّٰهِ ؛	40	میں وہ شخص ہوں کے خلقت کے اعداد اور گنتی کو شمار کرتا اور معلوم کرتا ہوں اگرچہ وہ بہت ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ان کو پہنچاؤں۔
اَنَا الَّذِیْ لَایَتَبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِیْدِ ؛	41	میں وہ شخص ہوں کہ قول وکلام میرے پاس متغیر اور متبدل نہیں ہوتا اور میں بندگان خدا پر ظلم کرنیوالا نہیں ہوں۔
اَنَا وَلِیُّ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ وَالْمُفَوَّضُ اِلَیْهِ اَمْرُهٗ وَاَحْکُمُ فِیْ عِبَادِهٖ ؛	42	میں زمین میں خدا کا ولی ہوں اور امر خدا میرے سپرد کیا گیا ہے۔اور میں اس کے بندوں پر حکم کرتا ہوں جیسا کہ فرمایا ہے یا جیسا میں چاہتا ہوں۔

اَنَا الَّذِیْ دَعَوْتُ السَّمٰوٰاتِ السَّبْعَ فَاَجَابُوْنِیْ فَاَمَرْتُهَا فَیَنْصِبُوْنَ ؛	43	میں وہ شخص ہوں کہ میں نے ساتوں آسمانوں کو بلایا انہوں نے میرے حکم کو قبول کیا پس میں نے ان کو حکم دیا اور وہ قائم ہو گئے۔
اَنَا الَّذِیْ بَعَثْتُ النَّبِیّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ ؛	44	میں وہ شخص ہوں کہ میں نے نبیوںؑ اور رسولوں کو مبعوث کیا ہے۔
اَنَاالَّذِیْ دَعَوْتُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ فَاَجَابَانِیْ ؛	45	میں وہ شخص ہوں کہ میں نے سورج اور چاند کو بلایا اور ان سے اطاعت طلب کی پس انہوں نے میرا کہنا قبول کیا۔

<u>مولوی معنوی ارشاد فرماتے ہیں:</u>

خواجۂ خیرالبشر بابِ شبیرؑ و شبرؑ — راجع شمس و قمر شاہ سلام علیک

حیدر لشکرشکن بابِ حسینؑ وحسنؑ — شیرِ خدا بوالحسنؑ شاہ سلام علیک

اَنَافَطَرْتُ الْعٰلَمِیْنَ ؛	46	میں نے جملہ عوالم کو پیدا کیا ہے۔
اَنَادَاحِی الْاَرَضِیْنَ وَعَالِمٌ بِالْاَقَالِیْمِ ؛	47	میں زمینوں کو بچھانے والا اور تمام ولایتوں کے حالات سے خبردار ہوں۔
اَنَا اَمْرُ اللّٰهِ وَالرُّوْحُ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِرَبِّیْ ؛	48	میں ہوں امر خدا اور اس کی روح چنانچہ ارشاد فرمایا ہے کہ کہہ دوائے محمدؐ کہ روح میرے پروردگار کے امر سے ہے۔
اَنَا الَّذِیْ قَالَ اللّٰهُ لِاَعْدَائِهٖ اَلْقِیَافِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍعَنِیْدٍ ؛	49	میں وہ شخص ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس کے دشمنوں کے لئے فرمایا ہے کہ ”تم دونوں ہر کافر گردن کش کو دوزخ میں ڈالو۔
اَنَا الَّذِیْ لَرَسَیْتُ الْجِبَالَ وَبَسَطْتُ الْاَرَضِیْنَ اَنَا مُخْرِجُ الْعُیُوْنِ وَمُنْبِتُ الزُّرُوْعِ وَمُشْرِفُ الْاَشْجَارِ وَمُخْرِجُ الثِّمَارِ ؛	50	میں وہ شخص ہوں کہ میں نے پہاڑوں کو زمین کی حفاظت کے لئے لنگر کیا ہے اور مخلوقات کی سکونت کے لئے میں نے زمینوں کو بچھایا ہے اور میں چشموں کو نکالنے والا ہوں اور کھیتوں کو اگانے والا اور درختوں کو بلند کرنے والا اور میووں کو نکالنے والا ہوں۔
اَنَا الَّذِیْ اُقَدِّرُ اَقْوَاتَهَا وَمُنْزِلُ الْمَطَرِ وَمُسْمِعُ الرَّعْدِ وَالْبَرْقِ ؛	51	میں وہ شخص ہوں جو لوگوں کے کھانوں کا اندازہ کرتا ہوں اور میں بارش برساتا ہوں اور میں رعد اور برق کی آوازیں سنواتا ہوں۔
اَنَا مُضِیُّ الشَّمْسِ وَمُطْلِعُ الْفَجْرِ وَمُنْشِیُٔ النُّجُوْمِ وَمُنْشِیُٔ الْفُلْكِ فِی الْبُحُوْرِ ؛	52	میں ہوں سورج کو روشن کرنے والا اور صبح نکالنے والا اور ستاروں کو پیدا کرنے والا اور کشتیوں کو سمندر میں چلانے والا۔
اَنَا الَّذِیْ اُقَوِّمُ السَّاعَةَ اَنَا الَّذِیْ اِنْ اَمُتْ فَلَمْ اَمُتْ وَاِنْ قُتِلْتُ فَلَمْ اُقْتَلْ ؛	53	میں ہوں وہ شخص جو قیامت کو برپا کرے گا۔ اور میں وہ شخص ہوں کہ اگر مجھے موت دی جائے تو نہ مروں گا اور اگر میں قتل کیا جاؤں تو میں قتل نہ ہوں گا (اور درحقیقت)

اَنَـا الَّـذِیْ اَعْـلَمُ یُحْدِثُ اَنَا بَعْدَ اٰنٍ وَسَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ اَنَـا الَّـذِیْ اَعْـلَمُ خَطَرَاتِ الْقُلُوْبِ وَلَمْحِ الْعُیُوْنِ وَمَا یُخْفِی الصُّدُوْرُ ؛	54	میں وہ شخص ہوں کہ ہر ساعت اور آن میں جو چیز پیدا ہوتی ہے اس کو جانتا ہوں اور میں وہ شخص ہوں کہ ان چیزوں کو جو دلوں میں گزرتی ہیں جانتا ہوں اور آنکھوں کے جھپکنے کا حال مجھے معلوم ہے اور جو کچھ سینوں میں پوشیدہ ہے اس کا مجھے علم ہے۔
اَنَا صَلوٰةُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَزَکوٰتُهُمْ وَحَجُّهُمْ وَجِهَادُهُمْ ؛	55	میں مومنوں کی نماز اور انکی زکوٰۃ اور ان کا حج اور ان کا جہاد ہوں۔

مولوی معنوی فرماتے ہیں:

سبحان حی لاینام پیدا از وہر صبح وشام حج ونماز است وصیام اللہ مولانا علیؑ

اَنَا النَّاقُوْرُ الَّذِیْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَاِذَ انُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ اَنَا صَاحِبُ النَّشْرِ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ اَنَا اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَاَنَاوَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَاحِدٍ ؛	56	میں وہ ناقور ہوں جس کا ذکر حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے وہ جب صور پھونکا جائیگا اور نشر اول یعنی اول قبر سے اُٹھانے اور برانگیختہ کرنے کا حساب میں ہوں اور یہ زندہ کرنے سے کنایہ ہے اور اسی طرح نشر آخر یعنی عرصات کی طرف زمین کے اٹھانے کا صاحب میں ہوں اور میں وہ پہلا شخص ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا ''اور میںؐ اور علیؑ ایک نور سے ہیں''۔
اَنَا صَاحِبُ الْکَوَاکِبِ وَمُزِیْلُ الدَّوْلَةِ اَنَا صَاحِبُ الزَّلْزَالِ وَالرَّاجِفَةُ وَاَنَا صَاحِبُ الْبَلَایَا وَفَصْلُ الْخِطَابِ ؛	57	میں ہوں صاحب کواکب اور دولت کا دور کرنے والا میں ہوں صاحب زلزلہ اور راجفہ اور میں ہوں صاحب مقاصد ومطالب اور صاحب بلایا اور وہ کلام جو حق وباطل میں فرق کردیتا ہے۔
اَنَاصَاحِبُ اِرَمَ ذَاتَ الْعِمَادِ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ وَاَنَا نَازِلُهَا وَاَنَا مُنْفِقُ الْبَازِلُ بِمَا فِیْهَا ؛	58	میں اس ارم کا صاحب ہوں اور مالک ہوں جو بڑے عمودوں اور ستونوں والا ہوں ایسا ارم کہ جس کی مثل کسی شہر میں پیدا نہیں ہوا اور میں اسکے اتارنے والا ہوں جو نفیس جواہرات وغیرہ اس ارم میں ہیں۔ ان کو بذل اور خرچ کرنیوالا میں ہوں۔
اَنَا اَهْلَکْتُ الْجَبَابِرَةَ الْمُتَقَدِّمِیْنَ بِسَعْیِ ذِی الْفِقَارِ ؛	59	میں وہ شخص ہوں کہ میں نے ذوالفقار کی سعی اور کوشش سے پہلے سرکشوں اور جباروں کو ہلاک کیا ہے۔

مولوی معنوی فرماتے ہیں:

سر دفتر ہرانجمن علامہ مصر و یمن آں پردل دشمن شکن اللہ مولانا علیؑ

اے بندہ شیریں زباں از دیوگر یابی اماں ہر دم بگواز صدق جاں اللہ مولانا علیؑ

گر عاشقی وراہ بیں فرہ مشوخودرامبیں وآنگہ جان ودل گزیں اللہ مولانا علیؑ

اے شمس دیں جاں باز جان دُرِمعانی برفشاں تا ایدت در گوش جاں اللہ مولانا علیؑ

اَنَا الَّذِیْ حَمَلْتُ النُّوْحَ فِی السَّفِیْنَةِ اَنَا الَّذِیْ اَنْجَیْتُ اِبْرَاهِیْمَ وَ مُوْنِسُهٗ وَاَنَا مُوْنِسُ یُوْسُفَ فِی الْجُبِّ وَمُخْرِجُهٗ اَنَاصَاحِبِ مُوْسیٰ وَالْخِضْرِ وَمُعَلِّمُهُمَا ؛	60	میں وہ شخص ہوں کہ میں نے نوحؑ کو کشتی میں سوار کیا جو اس نے تیار کی تھی میں وہ شخص ہوں کہ جس نے ابراہیمؑ کو آگ سے نجات دی تھی اور عالمِ غربت میں اس کا مونس رہا۔ میں ہوں جو کنویں میں یوسفؑ کا مونس رہا اور اس کو کنویں سے نکالا تھا موسیٰؑ اور خضرؑ کا صاحب اور ان کو تعلیم دینے والا ہوں جس نے اسرار الہٰی کے غوامض اور حکمتوں کی ان کو تعلیم دی تھی۔
اَنَا مَنْشَاءُ الْمَلَکُوْتِ وَالْکَوْنِ ؛	61	ملکوت اور عالم کون کے پیدا کرنے کا باعث اور سبب میں ہوں یا ان دونوں کا پیدا کرنے والا میں ہوں۔
اَنَا الْبَارِیُٔ اَنَا الْمُصَوِّرُ فِی الْاَرْحَامِ ؛	62	میں نقصانوں سے مبرہ و منزہ ہوں میں رحموں میں بچوں کو صورت دینے والا ہوں۔
اَنَاالَّذِیْ اُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَاَدْفَعُ الْاَبْرَصَ وَاَعْلَمُ مَافِی الضَّمَائِرُ اُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاکُلُوْنَ وَمَاتَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ ؛	63	میں وہ شخص ہوں کہ مادر زاد اندھوں کو بینا کرتا ہوں اور برص کے مرض کو دور کرتا ہوں اور جو کچھ دلوں میں ہے اس سے واقف ہوں اور میں وہ شخص ہوں کہ تم کو اس چیز سے آگاہ و خبردار کرتا ہوں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔
اَنَا الْبَعُوْضَةُ الَّتِیْ ضَرَبَ اللّٰهُ بِهَا مَثَلاً اِنَّ اللّٰهَ لَایَسْتَحِیْ اِنْ یَضْرِبَ مَثَلاً مَّابَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؛	64	میں وہ بعوضہ ہوں جس کی مثال اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی ہے کہ خدا حیا نہیں کرتا اس بات سے کہ وہ مثل بیان کرے مچھر کی یا اُس سے بڑی چیز کی۔ یعنی میں اللہ کی قدرت کی ایک آیت ہوں۔
اَنَا الَّذِیْ اَطَاعَنِیَ اللّٰهُ فِی الظُّلْمَةِ ؛	65	میں وہ شخص ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ظلمت اور تاریکی میں میری اطاعت اور فرمانبرداری کی یعنی اس وقت میں میری درخواست اور التماس کو قبول کیا۔
اَنَا الَّذِیْ اَقَامَنِیَ اللّٰهُ وَالْخَلْقُ فِی الظُّلْمَةِ وَدَعٰی اِلٰی طَاعَتِیْ فَلَمَّا ظَهَرْتُ اَنْکَرُوْهُ قَالَ جَلَّ وَعَلَا فَلَمَّا جَائَهُمْ مَّاعَرَفُوْا کَفَرُوْابِهٖ ؛	66	میں ہوں وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ نے میری حقیقت کو قائم کیا اور مہیا کیا جبکہ تمام مخلوقات ظلمت اور نیستی کے بھنور میں گرفتار تھی اور اس مخلوق کو میری اطاعت کی طرف دعوت دی پس جب وہ ظلمت روشن اور ظاہر ہوگئی اور وہ مخلوق عالم وجود میں آگئی انہوں نے میری اطاعت اور فرمانبرداری سے انکار کر دیا چنانچہ حق تعالیٰ خود اپنے کلام پاک میں اس طرف اشارہ فرماتا ہے کہ جس وقت وہ ان کے پاس آیا انہوں نے اس کی قدر و منزلت نہ پہچانی اور اس کے منکر و کافر ہوگئے۔

اَنَا الَّذِیْ کَسَوْتُ الْعِظَامَ لَحْمًا ؛	67	میں وہ شخص ہوں کہ میں نے ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا۔
اَنَا الَّذِیْ ھُوَ حَامِلُ عَرْشِ اللّٰہِ مَعَ الْاِبْرَارِ مِنْ وُّلْدِیْ وَحَامِلُ الْعَلَمِ اَنَا الَّذِیْ اَعْلَمُ تَاوِیْلَ الْقُرْاٰنِ وَالْکُتُبِ السَّالِفَةِ اَنَا لُمَرْسُوْخُ فِی الْعِلْمِ ؛	68	میں وہ شخص ہوں جو اپنی اولاد کے نیکو کاروں کیساتھ عرش خدا کا اٹھانے والا ہوں اور میں وہ شخص ہوں جو علم لوائے حمد کا اٹھانے والا ہوں میں وہ شخص ہوں جو معانی قرآن اور کتب گزشتہ کی تاویل سے خوب واقف ہے میں علم میں راسخ کیا گیا ہوں۔
اَنَا وَجْهُ اللّٰہِ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اَنَاصَاحِبُ الْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ؛	69	میں آسمانوں اور زمینوں میں وجہ اللہ ہوں جس کے سوا ہر چیز ہلاک اور فنا ہونے والی ہے میں ہوں جبت اور طاغوت کا صاحب اور ان کو ہلاک کرنے والا جو مشرکوں کے بت اور معبود ہیں۔
اَنَابَابُ اللّٰہِ الَّذِیْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَسْتَکْبَرُوْا عَنْھَا لَاتُفَتَّحُ لَھُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَ لَایَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ	70	میں وہ باب اللہ خدا کا دروازہ ہوں جس کا ذکر قرآن میں یوں ہے کہ جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور ان سے سرکشی کی اور تکبر اختیار کیا ان کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور وہ بہشت میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہوجائے اور یہ بات محال عادی ہے پس ان کا بہشت میں داخل ہونا بھی محال ہے۔ ہم مجرموں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔
اَنَا الَّذِیْ خَدَمَنِیْ جِبْرَئِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ اَنَا الَّذِیْ رُدَّلِی الشَّمْسَ مَرَّتَیْنِ اَنَا الَّذِیْ خَصَّ اللّٰہُ جِبْرَئِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ بِالطَّاعَةِ لِیْ ؛	71	میں وہ شخص ہوں کہ جبرئیلؑ اور میکائیلؑ نے میری خدمت کی ہے میں وہ شخص ہوں کہ میرے لئے آفتاب کو دو دفعہ لوٹایا گیا یعنی واپس لایا گیا۔ میں وہ شخص ہوں کہ اللہ نے جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کو میری اطاعت کے لئے خاص کیا ہے۔
اَنَاصَاحِبُ الطُّوْرِ وَاَنَاصَاحِبُ الْکِتٰبِ الْمَسْطُوْرِ اَنَا بَیْتُ اللّٰہِ الْمَعْمُوْرِ اَنَا الْحَرْثُ وَالنَّسْلُ اَنَا الَّذِیْ فَرَضَ اللّٰہُ طَاعَتِیْ عَلٰی کُلِّ ذِیْ رُوْحٍ مُّتَنَفِّسٍ مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ ؛	72	میں ہوں صاحب طور اور وہ ایک مشہور پہاڑ ہے جو مدائن میں واقع ہے اور میں ہوں کتاب مسطور یعنی قرآن یا لوح محفوظ کا صاحب اور میں ہوں بیت معمور اور وہ ایک مکان ہے آسمان میں کعبہ کے مقابل واقع ہے اور اس کی عمارتیں اس کے زیارت اور طواف کرنے والوں کی تعداد کے موافق ہیں اور اخبار میں وارد ہوا ہے کہ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے طواف کے واسطے داخل ہوتے ہیں اور ان کو طواف کی نوبت نہیں آتی یا بیت المعمور سے خانہ کعبہ مراد ہے جو

		حاجیوں اور زائرین سے بھرا ہوا ہے جیسا کہ مدارک میں مرقوم ہے۔ میں ہی وہ حرث ونسل ہوں جس کو تباہ و برباد کیا گیا اور میں وہ شخص ہوں کہ خدا تعالیٰ نے میری اطاعت اپنی مخلوق میں سے ہر ذی روح اور ہر متنفس پر فرض کی ہے۔
اَنَا الَّذِیْ اَنْشَرُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اَنَا قَاتِلُ الْاَشْقِیَاءِ بِسَعْیِ ذِی الْفَقَارِ وَمُحْرِقُھُمْ بِالنَّارِ ؛	73	میں وہ شخص ہوں جو اولین اور آخرین مخلوق کو نشر اور برانگیختہ کرے گا میں ذوالفقار کی کوششوں سے بدبختوں اور بدکاروں کو قتل کرنے والا ہوں اور ان کے خرمن حیات کو آتش غضب سے جلانیوالا ہوں۔

مولوی معنوی فرماتے ہیں:

آں ساعد دین حق وینبوع معالی — کز یمن دے آدمؑ شد مسعود علیؑ بود

آں شہہ کہ بشمشیر دے از آئینہ دیں — زنگِ ستم وبدعت بزدود علیؑ بود

آں فاتح دولت ومفتاح سعادت — کو قفلِ درِ مصطبہ بکشود علیؑ بود

اَنَا الَّذِیْ اَظْھَرَنِیَ اللّٰہُ عَلَی الدِّیْنِ اَنَا الْمُنْتَقِمُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ اَنَا الَّذِیْ اِلَیَّ دَعْوَۃُ الْاُمَمِ اَنَا الَّذِیْ لَرُدُّ الْمُنَافِقِیْنَ مِنْ حَوْضِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ؛	74	میں وہ شخص ہوں کہ مجھ کو حق تعالیٰ نے دین پر غالب کیا ہے اور میں ظالموں سے بدلا لینے والا ہوں میں ہی وہ شخص ہوں کہ جس کی طرف تمام امتوں کو دعوت دی گئی ہے اور میں وہ شخص ہوں کہ منافقوں کو رسولؐ اللہ کے حوض سے رد کروں گا۔
اَنَابَابُ فَتَحَ اللّٰہُ مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ آمِنًا اَنَا الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَفَاتِیْحُ الْجِنَانِ وَمَقَالِیْدُ النِّیْرَانِ ؛	75	میں وہ دروازہ ہوں جس کو خدا نے کھولا ہے جوکوئی اس دروازہ میں داخل ہوگا دونوں جہانوں کی ہر قسم کی مکروھات سے محفوظ اور امن میں رہے گا میں وہ شخص ہوں کہ بہشت اور دوزخ کی کنجیاں جس کے ہاتھ میں ہیں۔
اَنَا الَّذِیْ جَھَدَ الْجَبَابِرَۃُ بِاطْفَاءِ نُوْرِ اللّٰہِ وَاِدْحَاضِ حُجَّتِہٖ فَیَابَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یُتِمَّ نُوْرَہٗ وَ وَلَایَتَہٗ اَعْطَی اللّٰہُ نَبِیَّہٗ نَھْرَ الْکَوْثَرَ وَاعْطَانِیْ نَھْرَ الْحَیٰوۃِ اَنَامَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ فَعَرَّفَنِی اللّٰہُ مَنْ یَشَاءُ وَیَمْنَعُنِیْ مَنْ یَشَاءُ ؛	76	میں وہ شخص ہوں کہ جباروں نے نور خدا کو بجھانے اور اس کی حجت کو باطل کرنے کی کوشش کی پس اللہ تعالیٰ نے انکار کیا مگر یہ کہ اس کی ولایت اور اس کا نور کامل ہو خدا نے اپنے پیغمبرؐ کو دریائے کوثر دیا اور مجھ کو دریائے حیات عطا کیا۔ میں زمین میں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ ہوں پس جس کو نہ چاہا میرا آشنا سا اور عارف نہ بنایا۔
اَنَا قَائِمٌ فِیْ خُضْرٍ حَیْثُ الْاَرْوَاحُ تَتَحَرَّکُ وَلَانَفْسٌ یَتَنَفَّسُ غَیْرِیْ ؛	77	میں وہ شخص ہوں کہ ملکوت کی سبزی میں کھڑا ہوں روحیں تو حرکت کرتی ہیں مگر وہاں میرے سوا کوئی سانس لینے والا نہیں ہے۔

اَنَا عَالِمٌ صَامِتٌ وَّمُحَمَّدٌ عَلِمٌ نَاطِقٌ ؛	78	میں خاموش عالم ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بولنے والے عالم ہیں۔
اَنَا صَاحِبُ الْقَرْنِ الْاُوْلٰی اَنَا حَاوَرْتُ مُوْسٰی الْکَلِیْمُ وَاَغْرَقْتُ الْفِرْعَوْنَ اَنَا عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ ؛	79	میں ہوں قرن اولیٰ کا صاحب کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ''خیر القران قرنی'' سب قرنوں سے بہتر میرا قرن ہے۔ میں نے ہی موسیٰ سے مکالمہ اور باتیں کی ہیں اور میں نے فرعون کو غرق کیا ہے اور یوم ظلہ کا عذاب میں ہوں جو بنی اسرائیل پر بھیجا گیا تھا۔
اَنَا آیَاتُ اللّٰهِ وَاَمِیْنُ اللّٰهِ اَنَا اُحْیِ وَاُمِیْتُ اَنَا اَخْلُقُ وَاَرْزَقُ اَنَا لسَّمِیْعُ اَنَا الْعَلِیْمُ اَنَا الْبَصِیْرُ اَنَا الَّذِیْ اَجُوْزُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرْضِیْنَ السَّبْعَ فِیْ طُرْفَةِ عَیْنٍ اَنَا الْاَوَّلُ اَنَا الثَّانِیُ ؛	80	میں ہوں رحمت خدا کی آیات اور خدا کا رازدار اور میں زندہ کرتا ہوں اور میں مارتا ہوں میں پیدا کرتا ہوں اور رزق دیتا ہوں میں ہوں سننے والا میں ہوں دانا میں ہوں بینا ظاہر اور باطن اشیاء کا میں ہوں وہ شخص جو ساتوں آسمانوں اور زمین کے ساتوں طبقوں کی ایک چشم زدن میں سیر کرتا ہوں اور میں ہوں اول یعنی نفخہ اولیٰ اور میں ہوں ثانی یعنی نفخہ ثانیہ۔
اَنَا ذُوالْقَرْنَیْنِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ؛	81	میں اس امت کا ذوالقرنین ہوں۔
اَنَا الَّذِیْ اَنْفُخُ فِی النَّاقُوْرِ یَوْمٌ عَسِیْرٌ عَلَی الْکَافِرِیْنَ غَیْرَ یَسِیْرٍ ؛	82	میں وہ شخص ہوں کہ صور پھونکوں گا اس روز جو کہ کافروں پر بہت سخت ہے اور جس میں بالکل آسانی کا احتمال نہیں ہے۔
اَنَا الْاِسْمُ الْاَعْظَمُ وَهُوَ کٓهٰیٰعٓصٓ ؛	83	میں ہوں اسم اعظم کہ وہ کھیعص ہے۔
اَنَا الْمُتَکَلِّمُ فِیْ لِسَانِ صَبَاءِ عِیْسٰیؑ اَنَا یُوْسُفُ الصِّدِّیْقُ اَنَا الَّذِیْ تَابَ اللّٰهُ لِیْ اَنَا الَّذِیْ یُصَلِّیْ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ عِیْسٰی فِیْ خَلْفِیْ اَنَا الْمُنْقَلِبُ فِی الصُّوَرِ ؛	84	میں ہوں وہ شخص کہ عیسیٰؑ کی بچپن کی زبان میں گویا ہوا اور میں ہوں یوسفؑ صدیق۔ وہ شخص جس کی توبہ اللہ نے میرے لئے قبول کی میں وہ شخص ہوں کہ آخری زمانہ میں عیسیٰؑ میرے پیچھے نماز پڑھیں گے میں مختلف صورتوں میں پلٹنے والا ہوں۔

مولوی معنوی ارشاد فرماتے ہیں:

آں نکتہ تحقیق حقائق بہ حقیقت — کز روئے یقین مظہر حق بود علیؑ بود
آن نکتہ توحید خدا کز وم احمدؐ — جز او نفس وحدت نشود علیؑ بود
آں بود وجود دو جہاں کز رہ مغنی — بے او نہ شدے عالم موجود علیؑ بود
آں نور مجرد کہ بُد او در ہمہ حالت — با یوسفؑ و با عیسیٰؑ و با ھودؑ علیؑ بود
با ملک سلیمانی و با عصمت یحییٰ — با منزلت آدمؑ و داوٗدؑ علیؑ بود

آں روحِ مصطفیٰ کہ خداوند بہ قرآن — بنواخت بچند آیہ وبستود علیؑ بود
ہم صابر وہم صادق ہم قانت متفق — ہم ہاای وہم شاھد ومشہود علیؑ بود
ہم اول وہم آخر وہم ظاہر و باطن — ہم وعدہ وہم موعدو موعود علیؑ بود
ایں سر بشنو باز زشمس الحق تبریز — کز نقدِ وجود دوجہاں سود علیؑ بود

اَنَا الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰی اَنَا اُبْدِءُ وَاُعِیْدُ اَنَا فَرْعٌ مِنْ فُرُوْعِ زَیْتُوْن وَقِنْدِیْلٌ مِنْ قَنَادِیْلِ النُّبُوَّةِ ؛	85	میں ہوں آخرت اور اولیٰ یعنی دنیا وآخرت ۔ میں ہوں چیزوں کا پیدا کرنیوالا اور ان کو ظاہر کرنیوالا میں ہوں ان کا اعادہ کرنے والا ۔ اوران کا حشر کرنے والا ۔ میں زیتوں کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہوں جس کی قسم خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں کھائی ہے والتین والزیتون اور میں نبوت کی قندیلوں میں سے ایک قندیل ہوں کہ شمع رسالت کو آفات وہواؤں سے محفوظ رکھتا ہوں ۔
اَنَا مُظْهِرُ الْاَشْیَاءِ کَیْفَ اَشَاءُ ؛	86	میں ہوں چیزوں کا ظاہر کرنیوالا اور موجودات کا پیدا کرنیوالا جسطرح چاہوں ۔
اَنَا الَّذِیْ اَرٰی اَعْمَالَ الْعِبَادِ لَایَعْزُبُ عَنِّیْ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ ؛	87	میں ہوں وہ شخص کہ بندوں کے اعمال کو دیکھتا ہوں مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین نہ آسمانوں میں ۔
اَنَا مِصْبَاحُ الْهِدَایَةِ اَنَا مِشْکٰوةٌ فِیْهَا نُوْرُ الْمُصْطَفٰی اَنَا الَّذِیْ لَیْسَ شَیْءٍ مِنْ عَمَلِ عَامِلٍ اِلَّا بِمَعْرِفَتِیْ ؛	88	میں ہوں چراغ ہدایت میں ہوں وہ مشکٰوۃ (چراغ دان) جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا نور ہے ۔ میں وہ شخص ہوں کہ کسی عمل کرنے والے کا عمل میری معرفت کے بغیر معتبر نہیں اور پایۂ اعتبار سے ساقط ہے ۔
اَنَا خَازِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنَا قَایِمٌ بِالْقِسْطِ اَنَا عَالِمٌ بِتَغَیُّرِ الزَّمَانِ وَحَدْثَانِهٖ اَنَا الَّذِیْ اَعْلَمُ عَدَدَ النَّمْلِ وَوَزْنَهَا وَمِقْدَارَ الْجِبَالِ وَوَزْنَهَا وَعَدَدَ قَطَرَاتِ الْاَمْطَارِ ؛	89	میں ہوں آسمانوں اور زمین کا خزانچی کہ سب میری قدرت کے تصرف میں ہے ۔ میں ہوں عدل کا قائم کرنے والا میں زمانے کے ایک حال سے دوسرے حال میں تبدیل ہونے اور اس کے حوادث سے خبردار اور آگاہ ہوں میں ہوں وہ شخص کہ چیونٹیوں کی تعداد اور ان کے وزن سے اور پہاڑوں کی مقدار اور ان کے وزن سے اور بارش کے قطروں کی تعداد سے واقف ہوں ۔
اَنَا آیَاتُ اللّٰهِ الْکُبْرٰی الَّتِیْ اَرٰهَا اللّٰهُ فِرْعَوْنَ وَعَصٰی ؛	90	میں اللہ تعالیٰ کی وہ بڑی آیات ہوں جو اس نے فرعون کو دکھائی تھیں اور فرعون نے عصیان اور نافرمانی کی تھی ۔
اَنَا الَّذِیْ اَقْبَلَ اِلَی الْقِبْلَتَیْنِ وَاُحْیٰ مَرَّتَیْنِ وَاُظْهِرُ الْاَشْیَاءَ کَیْفَ اَشَاءُ ؛	91	میں ہوں وہ شخص جس نے دوقبلوں کی طرف منہ کیا یعنی کعبہ اور بیت المقدس اور میں دو دفعہ زندہ کرتا ہوں اور میں وہ شخص ہوں کہ چیزوں کو جس طرح چاہتا ہوں ظاہر کرتا ہوں

اَنَا الَّذِیْ رَمَیْتُ وَجهَ الْکُفَّارِ کَفَّ تُرَابٍ فَرَجَعُوْا وَهَلَکُوْا اَنَا الَّذِیْ جَحَدَ وَلَایَتِیْ اَلْفُ اُمَّةٍ فَمَسَخَهُمْ ؛	92	میں وہ شخص ہوں کہ میں نے کفار کے منہ پر خاک کی مٹھی ڈالی پس وہ واپس ہوئے اور ہلاک ہوگئے اور میں ہوں وہ شخص کہ پہلی امتوں میں سے ایک ہزار امتوں نے میری ولایت کا انکار کیا پس اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کر دیا۔
اَنَا الَّذِیْ سَالِفُ الزَّمَانِ وَخَارِجٌ وَظَاهِرٌ فِی آخِرِ الزَّمَانِ ؛	93	میں وہ شخص ہوں کہ زمانے کے پہلے سے ہے اور خروج کرنے والا ہوں اور آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا ہوں۔
اَنَا قَاصِمُ فَرَاعِنَةِ الْاَوَّلِیْنَ وَمُخْرِجُهُمْ مُعَذِّبُهُمْ فِی الْاٰخِرِیْنَ اَنَا مُعَذِّبُ الْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ مُخْرِجُهُمْ مُعَذِّبُ یَغُوْثُ وَیَعُوْقُ وَنَسْرًا وَقَدْ اَضَلُّوْا کَثِیْرًا ؛	94	میں پہلے مشرکوں (فراعنہ) کی گردنیں توڑنے والا اور ان کی سلطنت سے ان کو نکالنے والا اور قیامت صغریٰ میں عذاب دینے والا ہوں جبت اور طاغوت کو سزا دینے والا اور ان کو خانہ کعبہ سے نکالنے والا اور میں یغوث۔ یعوق اور نسر کو جو مشرکوں کے بت ہیں عذاب دینے والا ہوں۔
اَنَا مُتَکَلِّمٌ بِسَبْعِیْنَ لِسَانًا وَمُفْتِیْ کُلِّ شَیْءٍ عَلٰی سَبْعِیْنَ وَجْهًا اَنَا الَّذِیْ اَعْلَمُ مَایَحْدُثُ فِی اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ اَمْرًا بَعْدَ اَمْرٍ وَّشَیْاءً بَعْدَ شَیْءٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ ؛	95	میں ہوں ستر زبانوں میں بولنے والا اور ہر چیز کا ستر طریقوں سے فتویٰ دینے والا۔ میں ہوں وہ شخص کہ جانتا ہوں ہر چیز کو جو رات میں اور دن میں ایک چیز کے بعد پیدا ہوتی اور ظاہر ہوتی ہے اور یہ تمام امور سے کنایہ ہے یعنی میں ہر ایک امر کو جو قیامت تک واقع ہوگا جانتا ہوں۔

مولوی معنوی فرماتے ہیں:

قیومی وہم اکرمی سلطانی واہم اعظمی — برجملہ عالم اعلیٰ اللہ مولانا علیؑ
ہم انبیاء گویا زتو ہم اولیا داناز تو — ہم عارفان شیدازتو اللہ مولانا علیؑ
احسان زتوارکان زتو برہان زتو ابدان زتو — ہم روح وہم ریحاں تو اللہ مولانا علیؑ

اَنَا الَّذِیْ اَرٰی اَعْمَالَ الْخَلَا ئِقَ فِی مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِهَا وَلَا یَخْفٰی عَلَیَّ شَیْءٌ مِنْهُمْ	96	میں وہ شخص ہوں کہ مشرقوں اور مغربوں میں مخلوقات کے عملوں کو دیکھتا ہوں اور ان کی کوئی چیز مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے“

مولوی معنوی فرماتے ہیں:

اے رہنمائے موموناں اللہ مولانا علیؑ — اے ستر پوش غیب داں اللہ مولانا علیؑ
دانندۂ راز ہمہ انجام وآغاز ہمہ اللہ مولانا علیؑ — اے قدر و اعزاز ہمہ اللہ مولانا علیؑ

اَنَا الَّذِیۡ عِنۡدِیۡ اِثۡنَانِ وَسَبۡعُوۡنَ اِسۡمًامِنَ الۡعِظَامِ ؛	97	میں وہ شخص ہوں کہ میرے پاس اسمائے اعظم الٰہی سے بہتر اسم ہیں
اَنَا الۡكَعۡبَةُ الۡحَرامُ وَالۡبَيۡتُ الۡحَرَامُ وَالۡبَيۡتُ الۡعَتِيۡقُ اَنَا الَّذِیۡ يُمَلِّكُنِیَ اللّٰهُ شَرۡقَ الۡاَرۡضِ وَغَرۡبَهَا مِنۡ طَرۡفَةِ عَيۡنٍ وَلَمۡحِ الۡبَصَرِ ؛	98	میں ہوں کعبۃ الحرام اور بیت الحرام اور بیت العتیق کہ تینوں نام کعبہ شریف کے ہیں اور میں وہ شخص ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ایک چشم زدن میں مشرق ومغرب یعنی تمام روئے زمین کا مالک کر دے گا۔
اَنَا مُحَمَّدُ الۡمُصۡطَفٰی اَنَا عَلِیُّ الۡمُرۡتَضٰی كَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلِیٌّ ظَهَرَ مِنِّیۡ اَنَا الۡمَمۡدُوۡحُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ اَنَا الۡمَعۡنِیُّ الَّذِیۡ لَايَقَعُ عَلَیَّ اِثۡمٌ وَّشُبۡهٌ ؛	99	میں ہوں محمدؐ مصطفیٰ میں ہوں علیؑ المرتضیٰ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علیؑ مجھ سے ظاہر ہوا میں وہ شخص ہوں کہ روح القدس سے میری مدح کی گئی ہے میں وہ ہوں کہ صاحب فراست کا کوئی گناہ اور اشتباہ مجھ پر واقع نہیں ہوا ہے۔
اَنَا اُظۡهِرُ الۡاَشۡيَاءَ الۡوُجُوۡدِيَّةِ كَيۡفَ اَشَاءُ فِيۡهَا ؛	100	میں وہ شخص ہوں کہ اشیائے وجودیہ کو جس طرح چاہتا ہوں ظاہر کرتا ہوں۔

تشریحات:

قارئین کرام نے خُطۡبَةُ الۡبَیَان کے ایک سو منتخب جملے ملاحظہ فرمائے۔ یہ انتخاب حضرت علامہ سید محمد صالح کشفی نے کیا ہے جو کہ اباً وَ جدًّا ایک حقیقی اور پسندیدہ صوفی تھے اور ہمارے یہاں کسی کو صوفی اور پسندیدہ صوفی کہنا اور لکھنا ایک بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ چنانچہ ہم تشریحات کا آغاز کرنے سے پہلے اُن کی کتاب کوکب دُرّی کے چھٹے باب سے سولھویں منقبت تک لکھتے ہیں تا کہ آپ موصوف سے اور موصوف کے والد ماجد علیہ الرحمہ سے متعارف ہو جائیں۔ لکھا ہے کہ:

۔ ’’مصابیح القلوب میں مذکور ہے کہ ایک روز امیر المومنین رحبہ میں بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے کہ۔ ’’میں ہوں عبداللہ برادر رسولِ خدا اور میرے سوا رسولؐ خدا کا بھائی ہونے کا کوئی شخص دعویٰ نہیں کر سکتا مگر جو کذّاب ہو۔ ایک شخص نے اُٹھ کر کہا میں اس بات کا دعویٰ کرتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ مدعی کا گلا ایسا پکڑا گیا کہ اُسی وقت اُس کی روح جہنم کو سدھاری۔

مولف عرض کرتا ہے کہ نقل مذکور سے کسی قدر ملتا جلتا ایک واقعہ جو امیر المومنین کے خارقِ عادت اور کرامت پر مشتمل ہے اس فقیر کے سامنے ظہور میں آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک روز میرے والد کے پاس آ کر ایک شخص نے کہا۔ ’’یا حضرت! معاویہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم صوفی ہیں اور مقولہ مشہور ہے کہ اَلصُّوۡفِیُّ لَامَذۡهَبَ لَهٗ‘ (صوفی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا) کے مواقف ہمارا مشرب صلح کُل ہے۔ سائل نے کہا۔ اگر چہ آپ کا احوال خجستہ مآل بالکل آپ کے قول کے مطابق ہے لیکن بحکم آیہ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَر (سائل کو محروم نہ رکھو اور اُس سے سخت آواز سے پیش نہ آؤ) طالبوں کی مشکلات کا حل کرنا کمال کی علامت ہے۔ مسکرا کر فرمایا کہ ’’ظاہراً اُس سے بڑی تقصیر صادر ہوئی کہ کوئی مومن اپنے بیٹے کو معاویہ کے نام سے نامزد نہیں کرتا۔‘‘

حاضرین مجلس میں سے ایک شخص عبداللہ نام نے اپنے باپ حاجی صالح نام سے جا کر کہا۔ ’’مجھ کو آج معلوم ہوا کہ میر عبداللہ مشکین قلم تشیّع کا پہلو

رکھتے ہیں اور مجلس کا واقعہ من وعن بیان کیا۔ اُس کے باپ نے کہا۔ ''اِسی وقت میری طرف سے جا کر کہنا کہ حاجی صالح کہتا ہے کہ اگر میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا تو میں اُس کا نام معاویہ رکھوں گا۔'' جو کچھ اُس کے باپ نے کہا تھا اُس نے میرے والد ماجد سے جبکہ وہ کتابت میں مشغول تھے آ کر بیان کیا۔ چونکہ بہت متحمل مزاج اور حوصلے والے شخص تھے۔ اُس سے عُذر خواہی کر کے از روئے شفقت و مرحمت، جو اُن کا جبلی خاصہ تھا فرمایا۔ ''اے عبداللہ یہ طریقہ لائق آدمیوں کا نہیں کہ ایک شخص کے حالات دوسرے شخص سے جا کر بیان کئے جائیں۔ اَب یہ ہے کہ آئندہ یہ طریقہ چھوڑ دو۔ الغرض اس کو نصیحت کرتے اور وعظ فرماتے ہوئے اُن کے حال میں تغیر اور جذبے کے آثار ظاہر ہونے لگے اور یہ نوبت پہنچی کہ مستی کے عالم نے اہل مجلس میں اس قدر اثر کیا کہ حاضرین پر سخت رقت طاری ہوئی۔ بعد ازاں قلم ہاتھ سے رکھ کر اہل مجلس سے دریافت کیا کہ بچہ کتنے مہینے میں پیدا ہوتا ہے؟ جواب دیا کہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دس مہینے اور کم از کم چھ ماہ ہے۔ فرمایا: ''اپنے باپ سے جا کر کہہ دے کہ اگر تو چھ مہینے دنیا میں زندہ رہا تو ہم فقر کی ٹوپی سر پر نہ رکھیں گے اور امیرؑ برحق اور امامؑ مطلق کی حقیقی محبت کا دم نہ بھریں گے'' خدا کی قسم چار مہینے میں وہ متعصب اِس دنیائے فانی سے رخصت ہو کر عالمِ باقی میں اپنے مقامِ مقررہ میں جا رہا۔ میرے والد اُس کے مرنے کی خبر سُن کر اس قدر متاسف ہوئے کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اُس وقت فرمایا کہ یہ فقیری اور درویشی کا طریقہ نہ تھا جو مجھ سے ظاہر ہوا۔ مجھ کو لازم تھا کہ اس کے حق میں نیک دعا کرتا تا کہ آئمہ معصومینؑ کے دوستوں میں سے ہوتا۔ لیکن تقدیر تبدیل نہیں ہوسکتی۔'' (صفحہ 362۔363)

اِس بیان سے پہلا سبق یہ ملتا ہے کہ صوفی حضرات امت میں پھیلے ہوئے تفرقوں کو مٹانے اور محمد وآل محمد سلام اللہ علیہم سے پبلک کو وابستہ کرنے کا مشن چلاتے رہے ہیں اور اپنے طرز کلام و بیانات سے نفرت اور تعصب کو کم کرنے میں کوشاں رہے ہیں لہٰذا اُن کے بیانات میں اگر کہیں ثلاثہ اینڈ کمپنی کے حق میں نرم الفاظ یا ہلکی سی مدح و ثنا ملے تو وہ تبلیغی مصلحت کے ماتحت ظاہری صورت ہوتی ہے۔ اُن کے دلوں میں کہیں غیر محمدؐ وآل محمدؐ کی جگہ اور گنجائش نہیں ہوتی۔ اُن کے قلوب محبت و عقیدتِ علیؑ اور نبیؐ اور اُن کی اولاد علیہم السلام سے لبریز ہوتے ہیں۔ اُن کے علاوہ کسی اور کا ذکر وہ از راہ مجبوری و مصلحت کرتے ہیں۔ اور سب کے سب علماءِ شیعہ سے بہر حال بدر جہا بہتر عقائد رکھتے ہیں۔ کوکب دُرّی کے مصنف نے مذکورہ جملوں کے دوران اشعار لکھتے ہوئے جن علامہ کو مولوی معنوی لکھا ہے وہ دراصل مولوی جلال الدین رومی رحمۃ اللہ ہیں۔ علامہ شمس الدین معروف بہ شمس تبریز کے قصیدے کے چند اشعار سے صوفی عقائد کی تصدیق سُن لیں۔

تا صورتِ پیوند جہاں بود علیؑ بود — تا نقش زمیں بود و زماں بود علیؑ بود
ہم اول وہم آخر وہم ظاہر و باطن — ہم عابد وہم مَعبد و معبود علیؑ بود
ہم آدمؑ ہم شیثؑ وہم ادریسؑ وہم ایوبؑ — ہم یوسفؑ وہم یونسؑ ہم ھودؑ علیؑ بود
ہارونؑ ولایت کہ پس از موسیٰؑ عمران — واللہ کہ علیؑ بود علیؑ بود وعلیؑ بود
ایں کفر نہ باشد سخنِ کفر نہ ایں است — تا ھست علیؑ باشد و تا بود علیؑ بود
عیسیٰؑ بوجود آمد و فی الحال سخن گفت — آں نطق و فصاحت کہ بدُ و بود علیؑ بود
موسیٰؑ و عصا و یدِ بیضا و نبوت — در مصر بفرعون کہ بنمود علیؑ بود
جبرئیل کہ آمد ز برِ خالق بے چوں — در پیش محمدؐ شد و مقصود علیؑ بود

آں لحمک لحمی بشنو تا کہ بدانی | آں یار کہ اُو نفس نبیؐ بود علیؑ بود
آں شاہِ سرفراز کہ اندر شب معراج | با احمدؐ مختار یکے بود علیؑ بود
چندآنکہ نظر کردم و دیدم بحقیقت | از ہر دو جہاں مقصد و مقصود علیؑ بود
آں قلعہ کشائے کہ در قلعۂ خیبر | بر کند بیک حملہ وبکشود علیؑ بود
آں مرد سرافراز کہ اندر رہِ اسلام | تا کار نہ شد راست نیاسود علیؑ بود
آں شیرِ دلاور کہ برائے طمع نفس | برخوانِ جہاں پنجہ نیالود علیؑ بود
دو ہر دو جہاں جملہ زپیدا وز پنہاں | شمس الحق تبریز کہ بنمود علیؑ بود

یہاں یہ سن لیجیے کہ اگر کم از کم ایک مومن کے عقائد ایسے نہ ہوں تو زیرِ تشریح خطبہ قلب و ذہن کی برداشت سے باہر ہے۔ جگہ جگہ سوالیہ جملے گھیر لیں گے۔ مگر یاد رکھیں کہ اگر آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو ہٹا کر اُن کی جگہ اللہ کو رکھا تو وہاں اللہ اللہ نہ رہے گا۔ لہٰذا جہاں ایسا شبہ واقع ہو وہاں اللہ کو علیؑ کی جگہ لے آیئے اور خالص عقلی دلیل سے اللہ کو باقی رکھیے ہم داد دیں گے۔

2۔ محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنینؑ و دیگر آئمہؑ کا مسلمہ مقام ہر وقت ذہن میں رہنا ضروری ہے۔

اگر آپ یہ جانتے اور مانتے ہیں کہ چہاردہ معصومین علیہ السلام اولین مخلوق ہیں اور لامحدود زمانہ تک خالص قُربِ خداوندی میں رکھے گئے ہیں اور تربیت کئے گئے ہیں اور جن حالات اور صورتوں میں اربوں سال اللہ سے متصل رہے ہیں وہ بھی عقل و فہم کی حدود میں آنے والے حالات اور صورتیں نہیں ہیں وہی حالات اور صورتیں تھیں جن کی بنا پر دیکھے ہوئے اللہ کی عبادت کرنے کا دعویٰ برحق ثابت ہوتا ہے۔ بہر حال پھر اللہ کا بتدریج اور تعارفی ضرورت محمدیہؐ کے مطابق کائنات کو وجود بخشنا اور ساری کائنات کو نور محمدیؐ سے پیدا کرنا' نور محمدی کی پسندیدہ صورت دینا اور نور محمدیؐ سے پیدا کرنا یعنی چہاردہ معصومینؑ کو علت مادی اور علت فاعلی اور علت صوری اور علت نمائی بنا کر کائنات اور کائناتی موجودات کو زیورِ تخلیق سے آراستہ کرنا اور ہدایت یافتہ بنانا سب پر اطاعت کو واجب کرنا پوری مخلوق کی ذمہ داریاں سپرد کرنا۔ الغرض اگر حدیث معصومین علیہم السلام کے مسلمہ عقائد سامنے ہوں تو خطبہ کے سمجھنے اور دل نشین کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آسکتی۔ ورنہ قدم قدم پر قدم اُکھڑتے نظر آئیں گے۔ ہم مانتے ہیں کہ یہ خطبہ سادہ اور سطحی عقائد رکھنے والوں کے لئے نہیں ہے یہ تو اُن مومنین کے لئے ہے جو اسلام اور خدا و رسولؐ کے بلند ترین عقائد پر مطلع ہوں۔ جو یہ جانتے ہوں کہ قرآن میں مذکور صفات خداوندی محض افہام و تفہیم اور وسیلۂ کلام بنانے کے لئے مذکور ہوئی ہیں تاکہ آپ اللہ کے متعلق بلند ترین عقائد و تصورات قائم کر سکیں اور اللہ کو مادیت سے باہر نکال کر سمجھ سکیں۔

3۔ تمام مخلوقات سامنے' ساری مخلوقات کی ذمہ داریاں سامنے۔

خطبہ میں آنے والی بہت سی حیرانیاں ایک حدیث سے دور ہو جائیں گی۔ سُنیے فرمایا کہ:

عن محمد بن سنان قال کنتُ عند ابی جعفر الثانی علیہ السلام فاجریت اختلاف الشیعۃ فقال: یا محمد اِنَّ اللّٰہ تبارک تعالیٰ لم یزل متفردًا بوحدانیۃ ثم خلق محمدً او علیًّا و فاطمۃ فمکثوا الف دھرٍ ثم خلق جمیع الاشیاء فاَشھد ھم خلقھاوَاَجری طاعتھم عَلیھا و فوّض امورھا اِلیھم فھم یحلّون ما یشاؤون ویحرّمون ما یشاؤون ولن

يشاؤ وا الا ان يشاء الله .ثم قال يا محمد هٰذه الديانة التى ...الخ (کتاب الحجۃ کافی نمبر 5 ابواب التاریخ)

محمد بن سنان نے کہا کہ میں جناب امام تقی علیہ السلام کے پاس تھا میں نے اُن سے شیعوں کے اختلاف کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اے محمد اللہ برابر اپنی واحدانیت اور یگانگت کے ساتھ موجود چلا آ رہا تھا کہ اُس نے محمدؐ وعلیؑ اور فاطمہؑ کو پیدا کر دیا اور وہ ایک ہزار زمانوں تک موجود رہتے چلے گئے۔ پھر اللہ نے تمام چیزوں کو پیدا کیا اور ہر ہر چیز کی تخلیق پر اُن کو حاضر رکھا اور گواہ بنایا اور اُن تمام چیزوں پر اُن کی اطاعت واجب کی اور تمام مخلوقات کے تمام کام اور معاملات اُن حضراتؑ کو سونپ دیے چنانچہ وہ حضراتؑ تمام مخلوقات کے لئے جو کچھ چاہتے ہیں حلال کرتے ہیں اور جو کچھ چاہتے ہیں حرام کرتے ہیں اور وہ کچھ نہیں چاہتے جب تک اللہ نہ چاہے۔ اے محمد یہ ہے حقیقی دین ودیانت۔ جو اس سے ذرا بھی اِدھر اُدھر ہوا ہلاک وتباہ وجہنمی ہو گیا اور جو حرف بہ حرف اس سے وابستہ رہا وہ کامیاب ہوا لہٰذا تم اے محمد اس سے وابستہ رہو۔''

(کافی کتاب الحجۃ، جلد اول، ابواب التاریخ، مولد النبیؐ، حدیث نمبر 5)

4۔ حدیث کو مانو تو سب ہی ماننا پڑے گا؟

اول یہ کہ تخلیق محمد وعلی وفاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہم باقی کائنات سے ایسے ہزار زمانے پہلے ہوئی جب زمانہ متعین کرنے والا سامان چاند وسورج نہ تھے یعنی کروڑوں اربوں سال سے زیادہ عرصہ تک یہ تینوں حضراتؑ خالص اللہ کے قرب وتوجہات سے وابستہ رہے اور اُنہیں ایسا بنا لیا گیا کہ ساری کائنات اور موجودات اور تمام چیزوں کی تخلیق پر وہ موجود وشاہد ومشہود رہیں اور تخلیق کے ہر پہلو اور تفصیل کو دیکھیں۔ چنانچہ ہر چیز اُن کے سامنے بنی اور جہاں جہاں بنی وہاں وہاں وہ بیک وقت موجود رہے۔ جو چیز بنتی گئی اُس سے اُن حضراتؑ کا تعارف کرایا گیا اور اُن کی اطاعت ہر چیز پر واجب کی گئی اور ہر ہر چیز کی متعلقہ ذمہ داریاں اُن حضرات علیہم السلام کو سپرد کر دی گئیں اور وہ اُن ذمہ داریوں کو حسب منشائے خداوندی پورا کر رہے ہیں۔ یہاں یہ بات اور نوٹ کرلیں کہ حلال کرنے اور حل کرنے کے معنی کھولنے اور جائز کرنے کے ہیں اور حرام کرنے کے معنی بند کرنے اور روکنے اور ناجائز کرنے کے ہیں۔ اور مخلوقات کے کُل امور میں اُن کو سامان بقا وسامان ترقی فراہم کرتے رہنا بھی داخل ہے۔ اُن کی موت وزیست بھی شامل ہے۔ اُن کی آسودگی اور تنگی بھی داخل ہے اور یہ سب کچھ وہ حضرات علیہم السلام معیار خداوندی ومشیت الٰہی کے مطابق انجام دیتے ہیں۔ اُن کو سند دی گئی ہے کہ وَمَا تَشَآءُ وْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (دھر 76/30 اور 29/81) اُن کی مشیت وہی ہے جو اللہ کی مشیت ہے۔

5۔ خطبے کے جملوں پر نظر ڈالتے جائیں اور محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ اور دیگر آئمہؑ کے مقام سے مقابلہ کرتے چلیں۔

خطبہ کا پہلا جملہ غیب کی کنجیوں کا حضرت علی علیہ السلام کے پاس ہونا بتاتا ہے۔ اور یہ بات عام عقل کے آدمی کو قرآن کریم کے خلاف معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ وہاں اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ O (6/59)

اُسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بحر وبر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے۔ درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اُسے علم نہ ہو۔ زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو۔ خشک وتر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد اول صفحہ 546)

فی الحال ایک اور آیت پڑھ لیں تا کہ مودودی صاحب کا عادی مجرم ہونا ثابت ہوجائے فرمایا گیا کہ:۔

وَمَامِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ مَافَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ O(6/38)

مودودی : ''زمین میں چلنے والے کسی جانور اور ہوا میں پروں سے اُڑنے والے کسی پرندے کو دیکھ لو وہ سب تمھاری ہی طرح کی انواع ہیں ہم نے اُن کی تقدیر کے نوشتے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد اول صفحہ 537)

6۔ قریش اور قریشی علمانے عہد رسولؐ ہی میں قرآن کو تبدیل کر دیا تھا اور دشمن رسولؐ کا لقب پایا تھا۔

یہ بار بار ثابت کیا گیا ہے کہ عہد رسولؐ ہی میں قریشی قوم نے قرآن کو معنوی حیثیت سے تبدیل کر دیا تھا اور انہیں اللہ نے مجرم اور دشمن رسولؐ قرار دے کر (فرقان 31۔30/ 25) صحیح قرآن پیش کئے جانے کی ذمہ داری لے لی تھی۔مودودی بھی قریشی مذہب کے عالم ہیں لہٰذا وہ بھی قرآن کے غلط معنی کرتے ہیں۔لہٰذا دوسری آیت (6/38) میں لفظ اُمَمٌ یعنی اُمتیں موجود ہے مگر مودودی اُمتیں ترجمہ نہیں بلکہ ''انواع'' لکھتے ہیں۔پھر دونوں آیتوں میں لفظ کتاب آیا ہے مودودی (6/37) میں اپنی جیب سے اُسے تقدیر کا نوشتہ بنا دیتے ہیں اور (6/59) میں کِتَابٍ مُبِیْن یعنی قرآن کی جگہ کوئی اپنی پسند کی کھلی کتاب بنا ڈالتے ہیں۔حالانکہ دونوں آیتوں میں اللہ نے یہ بتایا ہے کہ قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان موجود ہے اور اُس میں کوئی کمی یا خامی یا کسر نہیں چھوڑی گئی ہے اور اسی بات کو آگے چل کر یوں فرمایا ہے کہ:

مَا کَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَO(12/111)

پھر مودودی:۔''یہ جو کچھ قرآن میں بیان کیا جا رہا ہے یہ بناوٹی باتیں نہیں ہیں۔بلکہ جو کتابیں اس سے پہلے آئی ہوئی ہیں انہی کی تصدیق ہے اور ہر چیز کی تفصیل اور ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے''۔(تفہیم القرآن جلد 2 صفحہ 438)

اس آیت میں بھی مودودی صاحب نے آیت میں آئے ہوئے لفظ ''قوم'' کو غائب کر لیا ہے۔معلوم ہوا کہ مودودی لفظ امت اور قوم کو اپنی قوم کے سامنے لانے میں خطرہ محسوس کرتے ہیں۔بہر حال یہ تازہ آیت (12/111) بات واضح کر دیتی ہے کہ اللہ نے قرآن میں ہر ہر شے کی تفصیل بیان فرما دی ہے اور ایسا کرنے میں کسی طرح کی کمی یا کسر نہیں چھوڑی ہے (6/38) اور غیب اور مفاتح الغیب اور بحر و بر اور ہر گرنے والے پتے اور اندھیرے میں ڈالے جانے والے دانے اور تمام ہی خشک وتر کا حال کتاب مبین یا قرآن میں بیان کر دیا ہے (6/59) اور یوں علامہ مودودی کی فریب کاری واضح ہو جاتی ہے کہ وہ ''الکتاب'' اور ''کتاب مبین'' کو قرآن کے بجائے کچھ اور بنا دینا چاہتے ہیں تا کہ قرآن کریم کی تعلیم دینے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو علم غیب سے ناواقف اور کائنات کی تفصیلات سے بے بہرہ دکھا سکیں لیکن قرآن میں اللہ نے واضح کر دیا ہے کہ:۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍO ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ Oمُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ Oوَمَا صَاحِبُکُمْ بِمَجْنُوْنٍ Oوَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ Oوَمَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍO(81/19-24)

''بلا شبہ یہ پورا قرآن اور اس میں مذکور تمام تفصیلات رسولؐ کریم کی ایک بات کے برابر ہے۔اور اس ہستی کے نزدیک وہ رسولؐ کریم قوت والا ہے جو عرش پر مکان رکھتی ہے۔یا عرش کی مکین ہے۔ساری کائنات اس رسولؐ کریم کی اطاعت کرتی ہے جو کہ امانت دار ہے۔اور تمہارا مالک پاگل نہیں اس نے تو اس کو بیان کرنے والے افق پر دیکھا ہے۔اور وہ رسولؐ کریم غیب کی پوری جنس کے معاملے میں کنجوس و بخیل و تنگ دل نہیں ہیں''۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقداروں کو علم غیب عطا کرنے میں سخی ہیں بخیل نہیں۔ چنانچہ علم غیب ہی نہیں بلکہ حقدار حضرات کو رسولؐ کریم نے وہ بھی سب کچھ تعلیم کر دیا تھا جو وہ جانتے نہ تھے یعنی اُن سے جہالت و نادانی کی نفی کر دی تھی:

.... وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَO(2/151)

یہاں یہ بھی نوٹ کرلیں کہ لفظ ''يُعَلِّمُكُمْ ''مضارع کا صیغہ ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں کہ: ''وہ تمہیں تعلیم دیتا ہے اور دیتا رہے گا''۔

لہٰذا علم غیب ہو یا کوئی اور علم ہو رسوؐل اللہ فراخدلی کے ساتھ تعلیم جاری رکھیں گے۔ البتہ علوم خداوندی کی کنجیاں وہ خود ہیں یا خود اُن کی تحویل میں ہیں۔ اب بتائیے کہ حضرت علی علیہ السلام نے کون سی ایسی بات فرمادی ہے جو کسی طرح اور کسی حیثیت سے بھی قابل اعتراض ہو؟ یا ناممکن العمل ہو؟ یا اُن کی قدرت سے باہر ہو؟ یا اللہ کے خلاف ہو؟

سُنو اور یاد رکھو کہ علم غیب ہو یا کوئی اور علم ہو کسی کو از خود نہ معلوم ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ تمام ضروری سامان کی طرح علوم بھی اللہ دیتا ہے۔ اور اُس نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ میں کسی کو علم غیب نہ دوں گا یا میں علم غیب نہیں دے سکتا یا میں علم غیب دینا چاہوں تب بھی نہیں دے سکتا۔ پھر یہ سوچئے کہ مندرجہ بالا حدیث کی تفصیلات کے بعد اور قرآن کی مذکورہ تفصیلات کے بعد کون سی ایسی چیز باقی رہ جاتی ہے جس کے علم کو علم غیب کہا جاسکے۔؟ جنھوں نے ایک ایک چیز کی ایک ایک مخلوق کی تخلیق کی پوری ترتیب، تدبیر اور تنظیم اور سامان تخلیق وصفات وخصوصیات خود دیکھی ہوں اُن سے کائنات کی کون سی چیز چھپی رہ سکتی ہے؟ ذرا سوچ کر ایک چیز کا نام بتایئے؟

اور ہم یہ بتائے دیتے ہیں کہ ساری دنیا کے موجودہ اور آئندہ آنے والے انسان کوئی ایسی بات بتا سکیں گے جو مذکورہ آیات اور حدیث کی تفصیلات سے باہر رہ گئی ہو۔ لہٰذا صاحب قرآن حضرت علی علیہ السلام ہی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ حضرات علم غیب کی کنجیاں رکھنے اور ہر ہر چیز کی تفصیلات کے علیم ہونے کا اعلان فرمائیں (2-1)۔

7۔ بچوں، عورتوں، جاہلوں، نادانوں اور دیہاتیوں کی عقلی حدود تک کہی ہوئی باتوں کو محدود کرنا غلط ہے۔

یہ کہنا کہ ''میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ علم کے شہر کا دروازہ ہے۔'' صاف بتاتا ہے کہ یہ بات ایسے لوگوں سے کہی گئی ہے جو ساری دنیا کا تصور اپنے سر میں نہ رکھتے ہوں۔ لیکن ساری دنیا کی بار بار سیر کر چکنے والوں کے لئے یہ بات بہت چھوٹی اور محدود بات ہے۔ لہٰذا علم کا شہر ہونا درحقیقت رسوؐل کے شایان شان نہیں ہے اور علم کے شہر کا دروازہ ہونا حضرت علیؑ کیلئے ایک گھٹیا اور توہین انگیز بات ہے۔ لیکن بات چونکہ بہت گھٹیا اور ذلیل لوگوں سے ہو رہی ہے یعنی عرب مخاطب ہیں اس لئے یہ توہین برداشت کر لی گئی تھی (3) مگر جو لوگ علیؑ اور محمدؐ کے علم کو یہیں تک محدود رکھنا چاہتے ہیں وہ یا تو فریب ساز ہیں یا ترقی کے دروازے بند رکھنا چاہتے ہیں بہرحال وہ جو کچھ بھی ہوں محمدؐ و علیؑ اُن کے پیمانوں میں نہیں سماتے۔ سمندر آپ کے برتنوں کو دیکھ کر سُکڑ نہیں سکتا۔ عرب کو دیکھ کر عالمین سمٹ نہیں سکتا اور جن حضرات علیہم السلام کے لئے لفظ عالمین طرح طرح اور بار بار بولا گیا ہو اُن حضرات کو جاہلوں کی زبان میں جاہلوں کے لئے عربی، مکی یا مدنی کہا جاسکتا ہے اور کہا گیا ہے۔ لیکن وہ نہ عرب میں سما سکتے ہیں نہ مکہ اور مدینہ میں سمٹ سکتے ہیں۔ وہ لامحدود ہستیاں ہیں اُن جاہلوں کے لئے تو بڑے سے بڑا لفظ عالمین تھا جو اُن حضرات علیہا السلام کے لئے ایک چھوٹا لفظ ہے۔ وہ اس عالمین میں اُسی طرح محدود نہیں کئے جاسکتے جس طرح ربُ العالمین کو عالمین میں سمویا نہیں جاسکتا۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ ربُ العالمین ہے تو وہ نذیرٌ للعالمین اور رحمۃٌ للعالمین ہیں اُن کے لئے تو کم از کم یہ کہنا چاہیے ''میں علم کا عالمین ہوں اور علم کے عالمین کی شاہراہ علیؑ ہے''۔

8۔ محمدؐ وعلیؑ اور اللہ کی لامحدودیت:

یہاں پہلے آپ علامہ مودودی کا ایک جملہ پڑھ لیں تو ہم اُس کا مطلب سُنائیں گے:

مودودی اور کائنات:

''رہے بعید ترین اجرام فلکی جو ہمارے موجودہ آلات سے نظر آتے ہیں اُن کی روشنی تو زمین تک پہنچنے میں دس کروڑ سال لگ جاتے ہیں'' اس پر یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ انسان نے ساری کائنات دیکھ لی ہے۔ یہ خدا کی خدائی کا بہت تھوڑا سا حصہ ہے جو اب تک انسانی مشاہدے میں آیا ہے آگے نہیں کہا جاسکتا کہ مزید ذرائع مشاہدہ فراہم ہونے پر اور کتنی وسعتیں انسان پر منکشف ہوں گی۔'' (تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 261)

مودودی کے جملے سے واضح ہو گیا کہ انسان نے ابھی ساری کائنات یا عالمین نہیں دیکھے ہیں نہ معلوم عالمین یا کائنات کی اور کتنی وسعتیں ابھی دیکھنا باقی ہیں۔ یہ جملہ یہ بھی بتاتا ہے کہ موجودہ آلات سے جو بعید ترین اجرام فلکی نظر آتے ہیں اُن کی روشنی اس زمین تک دس کروڑ سال میں پہنچتی ہے۔ ذرا حساب لگائیے کہ روشنی ایک سیکنڈ میں 186000 (ایک لاکھ چھیاسی ہزار) میل کا سفر طے کرتی ہے تو دس کروڑ سال میں کتنی مسافت طے کرے گی۔

ایک سیکنڈ =186000 میل

ایک منٹ 60 x 186000=

ایک گھنٹہ 60 x 60 x 186000=

ایک دن 24 x 60 x 60x 186000 =

ایک مہینہ 30 x 24 x 60x 60x 186000 =

ایک سال 12 x 30 x 24 x 60 60 x 186,000=

دس کروڑ سال 100,000,000 x 31674240 =

یعنی 3167424000000000 میل

یعنی سادہ اور روزمرہ والے سالوں کے حساب سے کائنات کا موجودہ بعید ترین ستارہ تین سنکھ سولہ پدم چوہتّر کھرب چوبیس ارب میل ہے (غلطی ہو تو صحیح کرلیں) کم از کم اس وسعت کے اندر کوئی چیز ایسی نہیں ہوسکتی جس پر محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ اور دیگر آئمہ معصومین کا علم حاوی اور محیط نہ ہوں۔ بتایئے اس وسعت کے سامنے علم کا شہر کہنا کتنا حقیر اور کیسے حقیر لوگوں کے لئے ہوسکتا ہے؟

بہرحال یہاں ہمیں یہ کہنے دیں کہ درحقیقت شیعہ وسُنی عوام اور شیعہ مجتہدین اور قریشی علما اپنے ہاتھوں اور پیروں کے علاوہ اور کسی چیز پر ایمان نہیں رکھتے مگر ہم بھی فرض کیے لیتے ہیں کہ وہ اللہ کو ربُّ العالمین مانتے ہیں تو اُن کو بھی یہ ماننا ہوگا کہ عالمین یا کائنات کی مذکورہ وسعتوں میں نہ کوئی ایسی جگہ ہونا چاہیے نہ کوئی ایسی چیز ہونا چاہیے جو اللہ کو معلوم نہ ہو یا جہاں تک اللہ کی ربوبیت نہ پہنچتی ہو۔ اسی طرح اُن کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ جہاں جہاں تک اللہ کا علم وربوبیت پہنچتے ہیں وہاں وہاں تک رحمۃٌ للعالمین اور نذیرٌ للعالمین کی رحمت وتنذیر پہنچتی ہے اور اللہ کی طرح اُنہیں تمام مخلوقات کے حالات وضروریات کا علم حاصل رہتا ہے۔ لہٰذا جس طرح اللہ پوری کائنات پر حاوی اور محیط ہے اُسی طرح اُس نے محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ اور

حسنینؑ اور دیگر آئمہؑ کو حاوی ومحیط رکھا ہے۔ اور اُن کا شمار عام لوگوں کے ساتھ نہیں بلکہ اللہ کے ماتحت شمار ہونا چاہیے۔

9۔ جیسا کہ بہت سی صفات خداوندی اللہ کی حقیقی صفات نہیں ہیں اُسی طرح حساب کتاب باز پُرس کرنا' جزا سزا اُسے محدود کرتا ہے۔

ہم نے عرض کیا ہے کہ ہر وہ صفت یا کام اللہ کی حقیقی صفت اور کام نہیں ہوسکتا جس سے اللہ کی ذات میں کوئی نقص واحتیاج ثابت ہو اور اس کی مثالیں بھی دی جا چکی ہیں اور بتا دیا گیا ہے کہ محمدؐ وعلیؑ اور دیگر آئمہ علیہم السلام وہ اولیائے خداوندی یا حکمران ہیں جو اللہ کیلئے اللہ کی جگہ ذمہ داریاں پوری کرتے ہیں اور اِس طرح اُن کے احساسات واقوال اور اعمال اللہ سے منسوب کئے جاتے ہیں جیسے غصہ، غضب، محبت، رحم، افسوس وغیرہ ایسی تمام صفات اللہ کی صفات نہیں ہوسکتیں جن سے اللہ کی ذات میں تغیر پیدا ہونے کا امکان ہو چونکہ متغیر ہونے والی تمام چیزیں فانی ہیں۔ ایسی صفات کو اللہ سے اسلئے منسوب کیا گیا ہے کہ وہ صفات محمدؐ وعلیؑ اور آئمہؑ میں موجود ہیں اور یہ اللہ کے نمائندے ہیں اور اُن کے اقوال واعمال اللہ سے منسوب ہیں۔ اِسی طرح وہ تمام صفات جن میں اللہ کو ہر بندے کے سامنے آنے کا تقاضہ ہو۔ اُسے باتیں اور سوال وجواب کرنا لازم ہو چلنا پھرنا کھڑا ہونا، بیٹھنا پڑتا ہو اللہ کی صفات نہیں ہوسکتیں۔ لہٰذا حساب کتاب حشر ونشر، جزا وسزا بھی اُس نے اپنے نمائندوں کو سونپ دیا ہے اور خود سے حسب قاعدہ منسوب کرلیا ہے۔ آیئے اس سلسلے میں نمونہ اور مثال کے طور پر قرآن کریم کی بہت سی آیات میں سے چند ملاحظہ ہوں۔

10۔ قیامت وحشر ونشر وغیرہ کا انتظام نمائندگان سے:

اللہ نے فرمایا کہ: یَوۡمَ یُنۡفَخُ فِی الصُّوۡرِ وَنَحۡشُرُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ یَوۡمَئِذٍ زُرۡقًاO (20/107،106،105،104،103،102) یَوۡمَئِذٍ یَّتَّبِعُوۡنَ الدَّاعِیَ لَاعِوَجَ لَهٗ وَخَشَعَتِ الۡاَصۡوَاتُ لِلرَّحۡمٰنِ فَلَا تَسۡمَعُ اِلَّا هَمۡسًاOیَوۡمَئِذٍ لَّا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَهُ الرَّحۡمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوۡلًاO(20/108-109)

مودودی، آٹھ آیتوں کا ترجمہ:

''اُس دن جب صور پھونکا جائے گا اور ہم مجرموں کو اس حال میں گھیر لائیں گے کہ اُن کی آنکھیں دہشت کے مارے پتھرائی ہوئی ہوں گی۔ آپس میں چپکے چپکے کہیں گے کہ دنیا میں مشکل ہی سے تم نے کوئی دس دِن گزارے ہوں گے۔ ہمیں خوب معلوم ہے کہ وہ کیا باتیں کر رہے ہوں گے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اُس وقت اُن میں سے جو زیادہ سے زیادہ محتاط اندازہ لگانے والا ہوگا وہ کہے گا کہ نہیں تمھاری دنیا کی زندگی بس ایک دن کی زندگی تھی۔ یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر اُس دن یہ پہاڑ کہاں چلے جائیں گے؟ کہو کہ میرا رب اُن کو دھواں بنا کر اُڑا دے گا۔ اور زمین کو ایسا ہموار اور چٹیل بنا دے گا کہ اُس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔ اُس روز سب لوگ منادی (اَلدَّاعِی) کی پکار پر سیدھے چلے آئیں گے۔ کوئی ذرا اکڑ نہ دکھا سکے گا اور آوازیں رحمان کے آگے دب جائیں گی ایک سرسراہٹ کے سوا تم کچھ نہ سُن سکو گے۔ اُس روز شفاعت کارگر نہ ہوگی اِلا یہ کہ کسی کو رحمان اس کی اجازت دے دے۔ اور اُس کی بات سننا پسند کرے۔''

(ترجمہ ختم ہوا، تفہیم القرآن جلد 3 صفحہ 122 تا 126)

10 (الف)۔ مودودی کا ترجمہ کیا کچھ بتاتا ہے؟

پہلی بات یہ کہ قیامت میں حشر ونشر اور لوگوں کے حاضر ہونے کی بات ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ کہ حشر ونشر کے لئے صور پھونکا یا بجایا گیا مگر صور کس نے پھونکا یا بجایا مذکور نہیں ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ حشر کے لئے بلانے والا اللہ کے سوا کوئی اور ہے جسے اَلدَّاعِی کوئی مخصوص دعوت

دینے یا بلانے والا کہا گیا ہے اور اس الداعی کو مودودی نے اپنے الفاظ میں منادی لکھا ہے یعنی ندا دینے والا۔ اس کی آواز ہر جگہ پہنچی اور سُنی گئی۔ لوگ زندہ ہو کر بے چون و چرا اس کی اتباع و تعمیل کے لئے چلے آ رہے ہیں چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ یہاں تنہا نہیں ہے بلکہ الفاظ نَحنُ اور نَحشُرُ بتاتے ہیں کہ اس حشر و نشر کے کم از کم تین حضرات انچارج ہیں جن میں سے ایک خود اللہ ہے اور دوسرا وہ مخصوص اَلدَّاعِی یا بقول مودودی منادی کرنے والا ہے اور تیسرے کا ان آیات میں ذکر نہیں ہے تا کہ نَحنُ اور نَحشُرُ جمع کے صیغوں کی تعداد پوری کی جا سکے۔ بہر حال یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ تنہا اللہ کچھ نہیں کر رہا ہے۔ تیسرا وہ شخص ہو سکتا ہے جس نے صور پھونکا یا بجایا تھا۔ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ:

10 (ب)۔ حشر و نشر کئے جانے کی دوسری مثال میں بھی تنہا اللہ نہیں ہے۔

وَاستَمِع یَومَ یُنَادِ المُنَادِ مِن مَّکَانٍ قَرِیبٍO یَّومَ یَسمَعُونَ الصَّیحَۃَ بِالحَقِّ ذٰلِکَ یَومُ الخُرُوجِ O اِنَّا نَحنُ نُحیٖ وَنُمِیتُ وَاِلَینَا المَصِیرُ O یَومَ تَشَقَّقُ الاَرضُ عَنھُم سِرَاعًا ذٰلِکَ حَشرٌ عَلَینَا یَسِیرٌ O نَحنُ اَعلَمُ بِمَا یَقُولُونَ وَمَآ اَنتَ عَلَیھِم بِجَبَّارٍ فَذَکِّر بِالقُراٰنِ مَن یَّخَافُ وَعِیدِO (45 تا 41/50)

مودودی ترجمہ: ''اور سُنو جس دن منادی کرنے والا ہر شخص کے قریب ہی سے پکارے گا۔ جس دن لوگ آوازۂ حشر کو ٹھیک ٹھیک سُن رہے ہوں گے وہ زمین سے مُردوں کے نکلنے کا دن ہوگا۔ ہم ہی زندگی بخشتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور ہماری ہی طرف اُس دن سب کو پلٹنا ہے۔ جب زمین پھٹے گی اور لوگ اُس کے اندر سے نکل کر تیز تیز بھاگے جا رہے ہوں گے۔ یہ حشر ہمارے لئے بہت آسان ہے۔ اَے نبیؐ جو باتیں یہ لوگ بنا رہے ہیں اُنہیں ہم خوب جانتے ہیں اور تمھارا کام اُن سے جبراً بات منوانا نہیں ہے بس تم اس قرآن کے ذریعہ سے ہر اُس شخص کو نصیحت کر دو جو میری تنبیہہ سے ڈرے۔'' (تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 125 تا 128)

اس ترجمہ کا نچوڑ سامنے لانے سے پہلے اِن آیات پر کی ہوئی مودودی کی تشریحات بھی سُن لیں تب آیات کا پورا مطلب واضح ہو سکے گا۔

10۔ (ج) مودودی کی وضاحت و تشریحات:

''52۔ یعنی جو شخص جہاں مرا پڑا ہوگا یا جہاں بھی دنیا میں اُس کی موت واقع ہوئی تھی، وہیں خدا کے منادی کی آواز اُس کو پہنچے گی کہ اُٹھو اور چلو اپنے رب کی طرف اپنا حساب دینے کے لئے۔ یہ آواز کچھ اس طرح کی ہوگی کی روئے زمین کے چپے چپے پر جو شخص بھی زندہ ہو کر اُٹھے گا وہ محسوس کرے گا کہ پکارنے والے نے کہیں قریب ہی سے اُس کو پکارا ہے۔ ایک ہی وقت میں پورے کرۂ ارض پر ہر جگہ یہ آواز یکساں سُنائی دے گی۔ اس سے بھی کچھ اندازہ ہو سکتا ہے کہ عالم آخرت میں زمان و مکاں کے اعتبارات ہماری موجودہ دنیا کی بہ نسبت کس قدر بدلے ہوئے ہوں گے اور کیسی قوتیں کس طرح کے قوانین کے مطابق وہاں کارفرما ہوں گی۔'' (تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 127)

دوسری تشریح: ''53۔ اصل الفاظ ہیں یَسمَعُونَ الصَّیحَۃَ بِالحَقِّ دوسرے معنی کے لحاظ سے مطلب یہ ہے کہ وہ یقینی طور پر یہ آوازۂ حشر سُنیں گے۔ انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ کوئی وہم نہیں ہے بلکہ واقعی یہ آوازۂ حشر ہی ہے۔ کوئی شبہ انہیں امر میں نہ رہے گا کہ جس حشر کی انہیں خبر دی گئی تھی وہ آ گیا ہے اور یہ اُسی کی پکار بلند ہو رہی ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 127)

10۔ (د) حشر اور قیامت اور باز پرس اور جزا و سزا اللہ تعالیٰ اور نمایندگانِ خدا محمدؐ و علیؑ و غیرھمؑ پروگرام کے مطابق انجام دیں گے

آپ نے قرآن کی آیات، مودودی کا ترجمہ اور تشریحات دیکھی ہیں جس سے دوبارہ ثابت ہوا کہ قیامت کا پروگرام اور عملدرآمد تنہا اللہ

انجام نہ دے گا۔اور جمع کے صیغے بول کر اللہ نے واضح کر دیا کہ قیامت کی کارروائی کئی ہستیاں انجام دیں گی اور اُن سب کے سامنے پیشی اور حساب کو اللہ کے سامنے پیشی اور اللہ کا حساب لینا فرمایا گیا ہے۔اور اسی کو ثابت کرنے کیلئے اللہ نے فرمایا ہے کہ وَ اِلَیۡنَا الۡمَصِیۡرُ اور یہ کہ ذٰلِکَ حَشۡرٌ عَلَیۡنَا یَسِیۡر اور یہ تمام پیشیاں ہمارے سامنے ہوں گی اور وہ حشر ونشر ہمارے لئے آسان ہے۔اور قارئین دیکھ رہے ہیں کہ یہاں بھی پہلی مثال کے مانند ایک ایسا بُلانے والا، ایک ایسا پکارنے والا منادی اور داعی موجود ہے جو ایک آواز سے تمام جنوں اور انسانوں وغیرہ کے مُردوں کو زندگی اور ہوش وحواس دے کر حاضر کر لے گا۔یہ نوٹ کریں اس کام کو اللہ کے سوا کوئی اور ہستی انجام دے رہی ہے اور قیامت کے کاموں میں اس سے بڑا اور کوئی بھی کام نہیں ہے۔اور حشر ونشر برپا کرنے والی یہ ہستی بقول مودودی روئے زمین کے چپے چپے پر ہر جگہ ہر مُردے کے پاس موجود ہے اور یہ ہستی بقول مودودی بھی زمان ومکان وطبیعی قوانین کی گرفت سے بلند وبالا اور ارفع واعلیٰ ہے اور یہ وہی ہستی ہے جس نے فرمایا ہے کہ:

اَنَا الَّذِیۡ اَتَوَلّٰی حِسَابَ الۡخَلَائِقِ ؛''میں وہی ہستی ہوں جو تمام مخلوقات سے بازپُرس پر حکمران اور ذمہ دار ومتکفل ہوں''(7)

اَنَا مُقَلِّبُ الۡقُلُوۡبِ وَ الۡاَبۡصَارِ اِنَّ اِلَیۡنَا اِیَابَھُمۡ

''اُن کا مرجع اور بازگشت ہماری طرف ہونا ہے اور پھر ہمارے ہی ذمہ اُن کا حساب لینا ہے(9)

اَنَا قَسِیۡمُ الۡجَنَّۃِ وَ النَّارِ ؛اور میں اُن میں جنت وجہنم کو تقسیم کرنے والا ہوں۔''(18)

اَنَا الصَّیۡحَۃُ بِالۡحَقِّ یَوۡمُ الۡخُرُوۡجِ ''میں ہی حشر ونشر برپا کرنے والا آوازۂ برحق ہوں'' 24(42/50)

اَنَا مُخۡرِجُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنَ الۡقُبُوۡرِ ؛'' میں ہی مومنین کو قبروں سے نکالنے والا ہوں''(32)

اَنَا الَّذِیۡ قَالَ اللّٰہُ لِاَعۡدَائِہِ اَلۡقِیَافِیۡ جَھَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیۡدٍ ؛ ''میں ہی وہ شخص ہوں جس سے اللہ کہے گا کہ تم دونوں (محمدؐ وعلیؑ) اُن تمام لوگوں کو جہنم میں ڈال دو جو میرے دشمن اور حق پوش اور عناد رکھتے تھے۔''(49)

''اور میں وہی شخص ہوں جو پہلے اور آخری حشر ونشر کا انچارج ومالک ہوں۔''(56)

''میں ہی وہ ہستی ہوں جو تمام اولین اور آخرین کا حشر ونشر کرنے والا ہوں''۔(73)

''میں وہ شخص ہوں جو صور پھونکے یا بجائے گا''(82)

''میں ہی وہ ہستی ہوں جو حقیقی ناقور یعنی صور ہے اور صور بجانے والا ہے چنانچہ اللہ نے فرمایا ہے کہ:۔

فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوۡرِO فَذٰلِکَ یَوۡمَئِذٍ یَّوۡمٌ عَسِیۡرٌO عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ غَیۡرُ یَسِیۡرٍO (10 تا8/ 74)

۔''پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا جس دن ذرا سی بھی آسانی نہ ہوگی۔''(جملہ 56)

خطبہ زیر تشریح میں یہ تمام جملے(7,9,18, 24, 32, 49, 56, 73, 82) حشر ونشر اور حساب وجزا وسزا کے متعلق فرمائے گئے ہیں۔اور

یہاں تک ثابت ہوجاتا ہے کہ حشر ونشر وحساب وجزاوسزا کی تکمیل اللہ محمدؐ علیؑ فاطمہؑ اور باقی آئمہ اہلبیت علیہم السلام کریں گے۔

11۔ الکتاب کا سارا علم رکھنے والا خطیبؑ وہ قدرتیں بیان کر رہا ہے جو الکتاب کے سارے علم سے حاصل ہوئی تھیں۔

اِس خطبے پر ایمان نہ لانے والوں کے لئے ہم اس کے سوا اور کیا کہیں کہ وہ لوگ نہ قرآن سے واقف ہیں نہ حدیثوں پر مطلع ہیں نہ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں نہ رسولؐ کو سمجھے ہیں نہ اُنؐ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ان ہی وجوہات سے وہ اللہ کو بھی نہیں سمجھے اور نہیں سمجھے تو اللہ پر بھی اُن کا ایمان نہیں ہے اور یہ ساری نفیاں اللہ نے صرف ایک آیت میں سمودی ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا O (4/136)

ترجمہ مودودی: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر اور اُس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسولؐ پر نازل کی ہے اور ہر اُس کتاب پر جو اُس سے پہلے وہ نازل کر چکا ہے۔ جس نے اللہ اور اُس کے ملائکہ اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں اور روز آخرت سے کفر کیا وہ گمراہی میں بھٹک کر بہت دور نکل گیا۔'' (تفہیم جلد اول صفحہ 406-407)

قارئین غور کریں کہ عہد رسولؐ اور عہد مرتضویؑ میں ایسے مومنین تھے جو نہ اللہ پر ایمان لائے تھے نہ رسولؐ اللہ پر ایمان ویقین رکھتے تھے اور نہ ہی وہ قرآن اور سابقہ کتابوں کو مانتے تھے۔ ایسے مومنین کی برابر چودہ سو سال سے کثرت چلی آرہی ہے۔ اسی قسم کے مومنین میں حضرت علی علیہ السلام خطبے دیتے رہے اور ایسے ہی مومنین کے سامنے ہم اُن خطبات کی تشریحات پیش کرتے جارہے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ وہ کم از کم اُن آیات اور احادیث کو پڑھ کر تو دیکھ ہی لیں گے جو ہم اِن تشریحات میں لکھتے چلے آئے ہیں اور شاید وہ مضامین کو دیکھ کر مان لیں کہ حضرت علی علیہ السلام وہی کچھ فرمارہے ہیں جو قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور جن پر ایمان لانا اُن کے لئے ضروری تھا۔

11۔ (ب) الکتاب کا ذرا سا علم ملکہ کے تخت کو ڈیڑھ ہزار میل سے پلک جھپکنے میں لے آیا تھا:

بہر حال اِن مومنین کو آیت سنایئے:۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ.. ۔(نمل 27/40)

مودودی ترجمہ: ''جس شخص کے پاس کتاب کا ایک علم تھا وہ بولا'' میں آپؑ کی پلک جھپکنے سے پہلے اُسے لائے دیتا ہوں۔'' جوں ہی کہ سلیمانؑ نے وہ تخت اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا وہ پکار اُٹھا۔'' یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا رہوں یا کافر نعمت بن جاتا ہوں اور جو کوئی شکر کرتا ہے اُس کا شکر اُس کے اپنے ہی لئے مفید ہے ورنہ کوئی ناشکری کرے تو میرا رب بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ بزرگ ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد 3 صفحہ 576-577)

اس آیت (27/40) کی پہلی تشریح (47) سے ثابت ہے کہ مودودی نہیں جانتے کہ۔ ''الکتاب۔'' کون سی کتاب ہے اور ثابت کرتے ہیں کہ قریشی مذہب کے تمام مفسرین کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ الکتاب کون سی کتاب ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ سارا قرآن پڑھ لینے سے بھی اُن تمام مفسرین اور مودودی کو یہ یقین نہ آیا کہ ''۔الکتاب۔'' قرآن کریم ہے۔ اس لئے اللہ نے قریشی مومنین کو دوبارہ ایمان لانے کے لئے کہا تھا (4/136)

حالانکہ قرآن میں سورۂ بقرہ سے لے کر آخر تک بار بار بتایا گیا ہے کہ قرآن ہی الکتاب ہے اور خاص طور پر جہاں اللہ نے رسولؐ کی رسالت پر اپنے برابر کا گواہ (شہید) متعین کیا ہے۔

11۔(ج) پوری الکتاب کا علم رکھنے والا ہی رسالتِ محمدیہؐ پر اللہ کے برابر کا حاضر وناظر گواہ ہوسکتا ہے۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِO (الرعد 13/43)

اور فرمایا ہے کہ: ''اے رسولؐ اِن سے کہہ دو کہ میرے اللہ کے بھیجے ہوئے رسولؐ ہونے پر میرے اور تمھارے درمیان حاضر وناظر گواہ اللہ کافی ہے اور وہ شخص حاضر وناظر گواہ ہے جس کے پاس مکمل کتاب یا قرآن کا پورا علم ہے''

سوچئے کہ عہدِ رسولؐ میں ''الکتاب'' قرآن کے سوا اور کون سی کتاب کو الکتاب یعنی مکمل کتاب کہا جاسکتا تھا۔؟ مگر جیسا کہ اللہ نے فیصلہ کر دیا کہ قریش قرآن وزبور وتورات وانجیل پر ایمان نہ رکھتے تھے (4/136) بہر حال اِس آیت میں آپ اِن دونوں جملوں کو برابر برابر رکھ کر دیکھیں

عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ (27/40) 1۔مکمل کتاب میں سے کچھ علم (27/40) اور

عِلْمُ الْكِتٰبِ (13/43) یعنی 2۔مکمل کتاب کا مکمل علم (13/43)

اب وہ نتیجہ دیکھئے جسے مودودی بھی مانتا اور لکھتا ہے۔

11۔(د) مودودی صاحب کی تشریح علم کا معجزہ۔

''48۔ اُس شخص کا دعویٰ صرف دعویٰ ہی نہ رہا بلکہ فی الواقعہ جس وقت اس نے دعویٰ کیا اُسی وقت ایک ہی لحظہ میں وہ تخت حضرت سلیمانؑ کے سامنے رکھا نظر آیا۔۔۔اب رہی یہ بات کہ ڈیڑھ ہزار میل سے ایک تختِ شاہی پلک جھپکتے ہی کس طرح اُٹھ کر آ گیا؟ تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ

11۔(ہ) مقام مرتضویٰ کا اندازہ لگایئے؟۔

''زمان ومکان اور مادہ وحرکت کے جو تصورات ہم نے اپنے تجربات ومشاہدات کی بنا پر قائم کئے ہیں اُن کے جملہ حدود صرف ہم ہی پر منطبق ہوتے ہیں۔خدا کے لئے نہ یہ تصورات صحیح ہیں اور نہ وہ اُن کی حدود سے محدود ہے۔اُس کی قدرت ایک معمولی تخت تو درکنار، سورج اور اُس سے بھی زیادہ بڑے سیاروں کو آن کی آن میں لاکھوں میل کا فاصلہ طے کرا سکتی ہے۔جس خدا کے صرف ایک حکم سے یہ عظیم کائنات وجود میں آ گئی ہے۔اُس کا ایک ایک ادنیٰ اشارہ ملکۂ سبا کے تخت کو روشنی کی رفتار سے چلا دینے کے لئے کافی تھا۔'' (تفہیم القرآن جلد 3 صفحہ 577۔578)

قارئین نوٹ کریں کہ حضرت علی علیہ السلام وہی محشر برپا کرنے والے داعی ہیں' منادی ہیں جو رُوئے زمین کے چپے چپے پر موجود ہوں گے جن کی آواز پوری کائنات میں قریب سے سُنی جائے گی اور جن کے لئے پہلے بھی مودودی نے زمان ومکان کی بلندی کا انکار کیا تھا اور جو علم الکتاب کے عالم تھے (11)۔اور جو تمام علوم خداوندی کے خزینہ دار ہیں (21) اور اللہ کی قدرت وقوانین آپ کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔

12۔پوری کائنات اور تمام اجرام فلکی کو اپنے ظہور وتعارف کے واسطے اپنے نمایندگان کے لئے مسخر ومطیع کیا ہے تا کہ نمایندگی مشیت کے مطابق ہوتی رہے۔

لہٰذا پوری کائنات کا اُن کے اشاروں پر چلنا عین منشاء خداوندی ہے جو لوگ انبیاء علیہم السلام کے فرائض کو ترسیل احکام تک محدود کرتے ہیں اُن کو سوچنا چاہیے کہ اگر انبیاءؑ ورُسُل علیہم السلام کا فریضہ ترسیل وتعمیلِ احکام ہی تک محدود ہوتا تو محمدؐ وعلیؑ وفاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہم کو کروڑوں اربوں

سال پہلے پیدا کرنے کی کوئی سمجھ میں آنے والی وجہ نہیں ہوسکتی۔لہٰذا محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ علیہم السلام کو باقی انبیّاء ورُسُل کی طرح پیدا ہونے دیا ہوتا۔نہ انہیں ساری کائنات کے لئے رحمت بنانے کی ضرورت تھی نہ نذیر للعالمین بنانے کی احتیاج تھی۔نہ اُن کو ذکر اور رسوؐل بنا کر نازل کرنے کی کوئی وجہ تھی (65/10-11) نہ اُنہیں نازل ہونے والا نور بنانے کی وجہ تھی۔(64/8)(7/157)(5/15)(5/16)(33 تا 9/32) (وغیرہ کافی اول ص 374 تا 376) مطلب یہ ہے کہ صرف احکام وہدایات کیلئے انہیں ساری کائنات اور کائنات کی تمام موجودات پر حاکم بنانے اور تمام اجرامِ فلکی کو اُن کا مطیع و مسخر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔اگر مسلمانوں نے استنجاء اور اُٹھک بیٹھک اور پتھروں کا طواف ہی کرنا تھا تو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ:۔

وَسَخَّرَلَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ O وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ O(34-33/14)

''۔تمہارے لئے سورج اور چاند کو تمہارا مطیع و مسخر بنا دیا گیا جو برابر تمہارا گشت لگائے چلے جارہے ہیں۔تمہارے لئے رات اور دن کو فرماں بردار بنایا گیا ہے جو مسلسل آجارہے ہیں۔تمھیں وہ سب کچھ دیدیا گیا ہے جو جو کچھ تم نے مانگا ہے۔اگر تم اپنی مانگی ہوئی اور ہماری دی ہوئی نعمتوں کا شمار واحاطہ کرنا چاہو تو نہ کرسکو گے۔بلاشبہ پوری نوع انسان بڑی بے انصاف اور ناشکری ہے۔''

12۔(الف) محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ کے علاوہ اللہ سے مانگنے والے کون تھے؟ جو لاتعداد چیزوں کو پہلے سے جانتے تھے؟ اور جن کا سوال رد نہ کیا جاسکتا تھا؟

ہم علما کو تنگ بندی نہیں کرنے دیتے۔اِس آیت کے مخاطب صرف وہ لوگ ہیں جن کی ہر مانگ، ہر سوال اور ہر دُعا اور ہر ضرورت پوری کرنا اللہ پر واجب ہے۔اور اللہ پر کوئی چیز واجب ہو نہیں سکتی جب تک کہ وہ خود اپنے اوپر واجب نہ کرلے۔لہٰذا وہ لوگ ایسی ہستیاں ہیں کہ اُن کی ہر مانگ اور ہر سوال اور ہر دعا اور ہر ضرورت پوری کرنا اللہ نے خود اپنے اوپر واجب کررکھا ہے جیسا کہ فرمایا تھا کہ:

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (6/54)''تمھارے پروردگار نے اپنی ذات پر اُس مجسمۂ رحمت، رحمتِ کُل یا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ کو واجب کرلیا ہے(6/54) لہٰذا معلوم ہوا کہ وہ حضرات علیہم السلام محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ اور آئمۂ معصومین علیہم السلام تھے جنھوں نے جو کچھ مانگا اللہ نے وہ سب کچھ دے دیا۔اب سوال یہ ہے کہ اُن حضراؑت نے جو کچھ مانگا تھا وہ سب کچھ اُنھیں مانگنے سے پہلے معلوم ہونا چاہیے۔اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ان بے حد وشمار مانگے جانے والی چیزوں کی صفات وفوائد کیا ہیں؟ لہٰذا یہ وہی حضراتؑ ہیں جن کو کائنات کی تخلیق پر حاضر وناظر رکھا گیا۔تعارف کرایا گیا۔اُن پر اطاعت واجب کی گئی۔اُن کے تمام کام اور کاروبار کی ذمہ داری دی گئی تھی۔وہی حضراتؑ ایسے مانگنے والے ہو سکتے ہیں جو ہر مانگی جانے والی اور ہر ملنے والی نعمت کو منشاء ومشیتِ خداوندی کے مطابق استعمال کرسکیں اور نوع انسان کو ترقی کی راہوں پر چلا کر انتہا تک پہنچاسکیں۔لہٰذا محمد وآلِ محمد علیہم السلام کو ترسیل وتنفیذ احکام تک محدود کرلینا قریشی سازش ہے۔تاکہ وہ دین سے استنجاء کرنے میں وقت گزارتے رہیں۔یہی ہیں وہ لوگ جن کو بے انصاف اور ناشکرے فرمایا گیا ہے(34/ 14)

13۔دو طویل حدیثوں میں سے چند جملوں کو بطور نصیحت سامنے رکھیے اور مطمئن ہوجایئے۔

ہم اپنی تشریحات کو مختصر کرنے کے لئے حدیث کی معتبر ترین کتاب کافی سے چند جملے بطور ریمارکس اور نصیحت یہاں لکھتے ہیں تاکہ

قارئین محمدؐ وآلِ محمد علیہم السلام کے حیران کُن مقام میں اُلجھنے کے بجائے اپنی عقل کے لئے اطمینان کی راہیں نکال سکیں۔ یہ یادرہنا چاہیے کہ مندرجہ ذیل جملے امام رضا علیہ السلام کے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ۔

''افسوس ہی افسوس ہے کہ ان لوگوں کی عقلیں گمراہ ہوگئیں اور فہم وادراک نے جواب دے دیا ہے۔ سوچنے سمجھنے کا ذخیرہ حیران وپریشان ہوکر رہ گیا ہے، آنکھیں مایوس ہوگئی ہیں، آگے بڑھنے میں ناکام ہوچکی ہیں۔ عظیم المرتبہ لوگ چھوٹے چھوٹے نظر آنے لگے ہیں۔ صاحبانِ حکمت حیران ہوکر رہ گئے ہیں، صاحبانِ شعور بے بس ہوچکے ہیں، خطیب لوگ حسرت میں مبتلا ہیں، عقل مندوں کی عقل پر جہالت چھاگئی ہے، شعرا تھک گئے ہیں، صاحبانِ ادبیت عاجز ہوگئے ہیں، فصاحت وبلاغت کے دعویدار گونگے ہوگئے ہیں۔ یہ سب امامت کی اسی ایک صفت اور شان کو بھی بیان نہ کرسکے اور اس کی تعریف اور تعین سے قاصر ہوگئے اور اپنی عاجزی اور بے بضاعتی کا اقرار کرلیا ہے اور اپنی کوتاہی مان لی ہے''۔ چنانچہ جب امامؑ کی ایک صفت کو سمجھنے اور بیان کرنے میں یہ حال ہے تو تمام صفات کے بیان کی کس میں طاقت ہوسکتی ہے اور امامؑ کی پوزیشن کی حقیقتوں تک کیسے پہنچ سکتے ہیں؟ جب کہ امامؑ کا مقام تو ستاروں سے بھی بلند تر ہے پکڑنے والے کا ہاتھ وہاں تک پہنچتا ہی نہیں ہے۔ وہؑ قدس وطہارت کی کان ہوتا ہے وہؑ سراسر علم ہوتا ہے، علم کو ترقی دینے والا ہوتا ہے۔ وہؑ سیاست الٰہیہ کا عالم ہوتا ہے۔ امر خدا کا قائم کرنے والا ہوتا ہے۔ دین خدا کا نگہبان ہوتا ہے۔'' (کافی جلد اول کتاب الحجۃ باب 15)

''وَتَستَهِل بنورهم البلاد و ينموا ببركتهم التلاد جَعَلَهُمُ اللّٰه حَيَاةٌ لِلْاَنام ومصابيح للظلام و مفاتيح للكلام و دعائم للاسلام جَرَتْ بِذٰلِکَ فِيهِمْ مَقَادِيْرَ اللّٰهِ علٰى مَحتومها'' (کافی جلد اول نادر جامع فی فضل الامام والصفاتہ حدیث 2)

''اور اُنؑ کے نور سے شہر آباد ہوتے ہیں۔ اُن کی برکت سے اولادیں نشو ونما پاتی ہیں۔ اُنؑ کو اللہ نے مخلوقات کے لئے زندگی کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ وہ اندھیروں کے لئے چراغ ہیں۔ کلام کی کنجیاں ہیں اسلام کے ستون اور سہارے ہیں اور اُن ہی مقاصد کے لئے اللہ کی مستحکم تقدیریں اُن کے اندر سے ہوکر گزرتی ہیں۔'' (کافی ایضاً حدیث 2)

یہ جملے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے تھے۔ ہمیں صرف اتنا اور عرض کرنا ہے کہ قرآن کریم کو اور حدیث شریف کو اُن کے ظاہری اور مصدری معنوں میں پڑھ لینے والوں کے لئے کوئی خطبہ ناقابل فہم اور اعتراض کے قابل نہیں ہے۔

14۔ عابد۔ عبادت اور معبود اہل علم وفہم کی نظر میں؟

اللہ کی ایک آیت اور مودودی کی تشریح آپ کو مدد دے گی فرمایا گیا ہے کہ: لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ ۔الخ (22/67)

مودودی ترجمہ: ''ہر امت کے لئے ہم نے ایک طریق عبادت مقرر کیا ہے جس کی وہ پیروی کرتے ہیں۔''

مودودی تشریح: ''116 یہاں مَنسَک کا لفظ قربانی کے معنی میں نہیں ہے بلکہ پورے نظام عبادت کے معنی میں ہے۔ اس سے پہلے اُسی لفظ کا ترجمہ ''قربانی کا قاعدہ'' کیا گیا تھا کیونکہ وہاں بعد کا فقرہ ''تاکہ لوگ اُن جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اُس نے اُن کو بخشے ہیں'' اس کے وسیع معانی میں سے صرف قربانی مراد ہونے کی تصریح کررہا تھا۔ لیکن یہاں (22/67) اُسے محض ''قربانی'' کے معنی میں لینے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ بلکہ عبادت کو بھی اگر ''پرستش'' کے بجائے ''بندگی'' کے وسیع تر مفہوم میں لیا جائے تو مدعا قریب تر ہوگا۔ اس طرح منسک (طریق بندگی) کے وہی معنی ہوجائیں گے جو شریعت اور منہاج کے معنی ہیں'' (تفہیم القرآن جلد 3 صفحہ 249)

دوسری تشریح بے چون وچرا اطاعت کرنا ہی عبادت ہے۔

''30۔ اس لئے کہ ایسی بے چون وچرا اطاعت ہی اُس کے معبود بن جانے کے لئے کافی ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 589)

بات صاف ہوگئی کہ عبادت کے معنی بندگی یا بندہ بن جانا یا بے چون وچرا اطاعت کرنا ہیں۔ لہٰذا جس کی بے چون وچرا اطاعت کا حکم دیا جائے اُسے معبود کہنا درست ہے اور یہ بات محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ اور تمام آئمہ علیہم السلام کے حق میں صحیح ہے اس لئے کہ اُن کی اطاعت اللہ کی طرح سب پر واجب ہے لہٰذا وہ سب معبود ہیں اور مخلوق اُن کے بندے ہیں۔ علاوہ ازیں علیؑ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے اور ظاہر ہے کہ نظر کرنے والا عبادت گزار عابد ہے اور علیؑ معبود ہیں، لہٰذا جناب شمس تبریز علیہ الرحمۃ کا یہ کہنا بجا و درست ہے کہ:

ھم اوّل ھم آخر و ھم ظاھر و باطن

ھم عابد و ھم معبد و معبود علیؑ بود

(بقلم احسنؔ عفی عنہ)

بيان الامامة

(حصه دوم)

﴿ترجمه وتشريحاتِ خطوط﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

بیان الامامۃ (حصہ دوم)

(''خطوط وتشریحات'')

تمہید:۔ بیا ن الامامۃ کا ابتدائیہ لکھا جاچکا ہے۔ یہاں چند باتیں بطور یاد دھانی سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔

اوّل یہ کہ حضرت علی علیہ السلام کے خطوط پڑھتے ہوئے خطبات کی بنیادی باتوں کو فراموش نہ فرمائیں کہ حکومت وخلافت اللہ، رسولؐ اور قرآن کی رُو سے حضرت علی علیہ السلام کا حق تھا۔اور قریش قومی طاقت سے حکمران بن گئے تھے اور حضرت علی علیہ السلام نے اَمن وامان برقرار رکھنے کی خاطر اُن سے جنگ نہ کی تھی۔اور جب قدرتی دباؤ نے اُنہیں خلیفہ منوالیا تو فرمادیا تھا کہ:۔

''اَ لْاٰنَ اِذۡرَجَعَ الۡحَقُّ اِلٰی اَھۡلِہٖ وَنُقِلَ اِلٰی مُنۡتَقَلِہٖ''(77-2/76 نہج البلاغہ)

اس سلسلے کی ضروری تفاصیل الفاروق وطبری سے لکھی جا چکی ہیں یہاں ڈاکٹر طٰہٰ حسین کا ایک جملہ سُنتے چلیں لکھا ہے کہ:۔

1۔ قریش نے خلافت وحکومتِ رسوؐل کا رُخ اپنی طرف پھیرلیا

۔''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قریش نے خلافت کا رُخ بنی ھاشم کی طرف سے اس لئے پھیر دیا تھا کہ نبوت اور خلافت قریش کے اس خاندان میں جمع کرنا اَمن وعافیت کے خلاف ہے۔''(کتاب علیؑ صفحہ 21)

چند صفحات کے بعد طٰہٰ حسین حکومت وخلافت کو حضرت علی علیہ السلام کا حق مانتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

2۔ خلافت وحکومتِ رسولؐ حضرت علیؑ کا حق تھا

۔''مسلمانوں کی خاطر اپنی طبیعت کو اس بات پر راضی کرلیا کہ اپنے حق سے چشم پوشی کرلیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ کا اندازہ تھا کہ حضرت ابوبکر کے بعد خلافت اُن ہی کو ملے گی اور مسلمان اِس بوڑھے کو خلیفہ بنادینے میں معذور تھے۔''(علیؑ صفحہ 30)

قارئین یہ سمجھ کر کہ قریش اور اُنکے لیڈر اللہ ورسولؐ اور قرآن کے حکم کے خلاف تھے، دوسری بات یہ یاد رکھیں کہ:۔

3۔ قرآن کو مہجور کرنے والی بھی یہی قوم تھی

رسولؐ اللہ کی یہ نام نہاد قوم قرآن کی رُو سے دُشمن خدا اور رسوؐل بھی تھی (فرقان 31-25/30)(الانعام 6/66) اور یہ کہ قریش نہ اللہ پر ایمان رکھتے تھے نہ رسوؐل پر اُن کا ایمان تھا نہ وہ سابقہ کتبہائے خداوندی اور قرآن پر حقیقی ایمان رکھتے تھے (نساء

4/136) لہذا جیسا کہ قریش کو اللہ نے ظاہری اور برائے نام مومن کہہ کر پکارا ہے (4/136) حضرت علی علیہ السلام نے بھی قرآن کی پیروی میں اُن کو ظاہری مسلمان و مومن شمار کیا ہے اور بس۔

تیسری بات یہ ذہن میں رہنا چاہیئے کہ دوسرے خلیفہ حضرت عمر کے زمانے میں اللہ، رسولؐ اور قرآن کے خلاف بیس پچیس (20-25) لاکھ تنخواہ دار فوج (Standing Army) سے سینکڑوں چھاؤنیاں عرب میں بھری ہوئی تھیں جو حضرت عثمان کے زمانہ میں برقرار تھیں۔

4۔ پانچ سال تک بلا تنخواہ دار افواج کے، قریش کو شکستوں سے دوچار رکھتے رہے

علی علیہ السلام نے زمام حکومت ہاتھ میں لیتے ہی تنخواہ دار افواج کو چھٹی دے دی۔ خزانے پبلک میں تقسیم کر دیئے اور اللہ و رسوؐل کے طریقے پر حکومت قائم رکھی۔ پانچ سال قریش نے حکومت چھیننے کے لئے جنگیں جاری رکھیں۔ مگر علی علیہ السلام نے تنخواہ دار فوج سے کام نہ لیا۔ چند جملے طٰہٰ حسین سے سن لیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

5۔ رضا کار مجاھدین نے قریش کو ہمیشہ ھزیمت دی

۔''پس حضرت علیؑ جانتے تھے کہ گنجائش کی آخری حدود تک لوگوں کو آزادی کا حق ہے اور اسی لئے وہ لوگوں کو اُن کی مرضی کے خلاف مجبور نہیں کرتے تھے۔ اور نہ ہر اطاعت کے لئے اُن پر جبر فرماتے تھے۔'' (علیؑ صفحہ 303) مسلسل لکھا ہے کہ:۔

۔''دوسری بات جس پر حضرت علیؑ کسی کو مجبور نہ کرتے تھے وہ لڑائی ہے۔ آپؑ کا خیال ہے کہ غدّاروں، گمراہوں اور دین سے خارج ہو جانے والوں سے جنگ کرنا آپؑ کا اور مسلمانوں کا اُسی طرح فرض ہے جس طرح اھل کتاب اور مشرک دشمنوں سے جہاد کرنا <u>لیکن یہ فرض آپؑ نے لوگوں پر جبراً لادا نہیں اور نہ اقتدار سے کام لے کر اس پر زبردستی کی</u> بلکہ آپؑ نے اس کی دعوت دی جس نے اُس دعوت پر لبیک کہا اُس سے خوش ہوئے اور اُس کی تعریف کی اور جو بیٹھ رہا اُس کو نصیحت کی، آمادہ کیا۔ آمادہ کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ جنگ جمل اور صفین کے معرکوں کے لئے آپؑ نے کسی کو مجبور نہیں کیا اور نہ خوارج کے ساتھ معرکوں کے لئے کسی پر زبردستی کی۔ ان تمام لڑائیوں میں <u>آپؑ کے ساتھی وہی لوگ تھے جو اپنی بصیرت سے آپؑ کو جان کر آپؑ کا حق پہچان کر آپؑ کے ساتھی بنے اور رضا کارانہ خدمت پیش کی۔ اگر آپ چاہتے تو فوجی بھرتی کر سکتے تھے۔ لیکن فوجی خدمت کا یہ طریقہ جو لوگوں کو اس فرض پر مجبور کرے اب تک جاری نہ ہو سکا تھا۔ اگر آپ چاہتے تو مال دے کر لوگوں کو اس طرف متوجہ کر سکتے تھے جب کہ لوگ لڑائی سے گریز</u>

کرتے تھے۔لیکن آپؑ نے ایسا بھی نہیں کیا۔آپ کو گوارا نہ تھا کہ اپنے ساتھیوں کا خلوص اور خیر خواہی دام دے کر خرید یں۔آپؑ تو یہ چاہتے تھے کہ دوست اور ساتھی ایمان اور بصیرت کی روشنی میں آپ کا ساتھ دیں۔ بلکہ آپؑ نے تو اس سے بھی زیادہ کیا۔اِنہیں لڑائیوں میں اِنہیں ساتھیوں کے ساتھ گُھس پڑے اور اُن کو مال غنیمت بھی نہیں لینے دیا۔جس پر آپؑ کے ساتھی کبیدہ خاطر ہوئے اور کہا کہ اُن کا خون تو ہمارے لئے مباح کر دیا لیکن مال مباح نہیں کیا۔''(علیؑ صفحہ۔ 304-303)

یعنی حضرت علیؑ کے مقابلے پر تنخواہ دار فوجوں کا ٹڈی دل برابر پانچ سال برسرِ جنگ رہا جس کو مال غنیمت لوٹنے کی کُھلی چھوٹ ملی ہوئی تھی۔مگر مقدر میں شکست وھزیمت و ذلت وندامت و نا کامی تھی۔

چوتھے نمبر پر یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ قریش نے خودمنت سماجت کر کے حضورؑ کو خلافت وحکومت سونپی تھی۔لہٰذا آپؑ نے اپنے احتجاجات اور بحثوں میں قریش پر قریش ہی کے قائم کردہ اور مسلّمہ اصول بطورِ حجت پیش کئے ہیں اُن کو حضرت علی علیہ السلام کے خلاف یا شیعہ مسلّمات کے خلاف استعمال کرنا غلط ہوگا۔چونکہ حکومت واپس دینے میں قریش نے اللہ ورسولؑ اور قرآن و علیؑ کے مسلّمات کی اطاعت کا نہ وعدہ کیا تھا نہ وہ اپنے مسلّمہ مذھب کی رُو سے اللہ، رسولؐ اور قرآن کی اطاعت کر سکتے تھے۔

6۔حضرت علیؑ نے نہ حکومت طلب کی نہ اُن کو ضرورت تھی۔اُن کی مرضی کے خلاف منت وسماجت سے دی گئی

بہر حال علامہ مودودی کا اپنا بیان یہ ہے کہ:۔

''۔اُس وقت اُن چھ میں سے چار اصحاب موجود تھے جن کو حضرت عمر نے اپنی وفات کے وقت اُمت کے مقدم ترین اصحاب قرار دیا تھا۔ایک حضرت علیؑ دوسرے حضرت طلحہ تیسرے حضرت زبیر چوتھے حضرت سعد بن ابی وقاص ان میں سے حضرت علیؑ ہر لحاظ سے پہلے نمبر پر تھے۔شوریٰ کے موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اُمت کی عام رائے معلوم کرنے کے بعد یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ حضرت عثمان کے بعد دوسرے شخص جن کو اُمت کا زیادہ سے زیادہ اعتماد حاصل ہے حضرت علیؑ ہی ہیں۔اس لئے یہ بالکل فطری امر تھا کہ لوگ خلافت کے لئے اُن ہی کی طرف رجوع کرتے۔صرف مدینے ہی میں نہیں پوری دُنیائے اسلام میں دوسرا کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی طرف اس غرض کے لئے مسلمانوں کی نگاہیں اُٹھتیں۔حتیٰ کہ اگر آج کے رائج طریقوں کے مطابق بھی کوئی انتخاب کرایا جاتا تو لازماً اکثریت کے ووٹ اُنہی کو حاصل ہوتے۔چنانچہ تمام معتبر روایتوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دوسرے اھل مدینہ اُن کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ:''یہ نظام کسی امیر کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔لوگوں کے لئے ایک

امام کا وجود ناگریز ہے۔اور آج آپؑ کے سوا ہم کوئی ایسا شخص نہیں پاتے جو اس منصب کے لئے آپ سے زیادہ مستحق ہو۔نہ سابق خدمات کے اعتبار سے اور نہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب کے اعتبار سے۔'' اُنہوں نے انکار کیا اور لوگ اصرار کرتے رہے۔آخر کار اُنہوں نے کہا کہ۔''میری بیعت گھر بیٹھے خفیہ طریقے سے نہیں ہوسکتی۔عام مسلمانوں کی رضا کے بغیر ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔'' پھر مسجد نبوی میں اجتماع عام ہوا اور تمام مہاجرین وانصار نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کی۔''

اگلی سطر میں لکھتے ہیں کہ:۔

''۔اِس روداد سے امر میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ حضرت علیؑ کی خلافت قطعی طور پر ٹھیک ٹھیک اُن ہی اصولوں کے مطابق منعقد ہوئی تھی جن پر خلافت راشدہ کا انعقاد ہوسکتا تھا۔وہ زبردستی اقتدار پر قابض نہیں ہوئے۔اُنہوں نے خلافت حاصل کرنے کے لئے برائے نام بھی کوئی کوشش نہیں کی لوگوں نے خود آزادانہ مشاورت سے اُن کو خلیفہ منتخب کیا۔صحابہ کی عظیم اکثریت نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کی اور بعد میں شام کے سوا تمام بلاد اسلامیہ نے اُن کو خلیفہ تسلیم کیا۔'' (خلافت وملوکیت صفحہ 122۔121)

علامہ مودودی کا یہ بیان چیخ چیخ کر بتاتا ہے کہ قریش نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے قائم کردہ نظامِ حکومت کے مطابق اپنے مسلّمہ قواعد وضوابط اور اصولوں کے مطابق اپنا خلیفہ بنایا تھا اور اُن سے وہی کچھ چاہا تھا جو سابقہ قریشی حکمرانوں سے چاہتے تھے۔لہٰذا قریش پر اُن ہی کے اُن کے مسلّمہ قواعد وضوابط اور اصولوں کے مطابق حجت قائم کرنا ضروری تھا۔لہٰذا ہماری چوتھی بات کو فراموش نہ کریں۔اور پانچویں بات تو ایسی ہے کہ اُسے نہ بھلایا جاسکتا ہے نہ سامنے سے ہٹایا جاسکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ:۔

خلافت سونپنے کے روز ہی سے قریش نے خلافت وحکومت واقتدار کو واپس لینے کی کوشش شروع کی اور اُس وقت تک چین سے نہ بیٹھے جب تک حضرت علی علیہ السلام کو شہید نہ کردیا۔دن رات غدّاریاں کیں، ہر ممکن سازش اور مکروفریب کئے، جنگیں کیں دل بھر کر اللہ ورسولؐ اور قرآن کی خلاف ورزیاں کیں۔مختصر یہ کہ وہ سب کوششیں اور کام کئے جو بدترین دشمن بھی نہیں کرتے۔اور خطبات کی طرح اِن کمینہ اقدامات کا ذکر بھی آنے والے خطوط میں کہیں کہیں آپ کو ملے گا۔اور اپنی تشریحات میں ہم بھی کہیں کہیں آپ کو متوجہ کریں گے۔آپ دیکھیں گے کہ ناموں کے سوا حضرت علی علیہ السلام کے مخالفوں میں اسلام وقرآن کا کہیں پتہ نہ چلے گا۔

اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ o

خط (نمبر1)

اِلٰی اَھْلِ الْکُوْفَۃِ عِنْدَ مَسِیْرِہٖ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلَی الْبَصْرَۃِ (مدینہ سے بصرہ جاتے ہوئے اہل کوفہ کو لکھا گیا تھا)

1۔عثمان کے قتل میں عائشہ،طلحہ اور زبیر کا ہاتھ،2۔مدینہ میں فتنہ کی چکّی چل رہی تھی۔

3۔اہل کوفہ کو عائشہ،طلحہ اور زبیر کے خلاف جہاد کی دعوت دی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

مِنْ عَبْدِاللّٰہِ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی اَھْلِ الْکُوْفَۃِ جَبْھَۃِالْاَنْصَارِ وَسَنَامِ الْعَرَبِ،	1	اللہ کے بندے اور مومنین کے حاکم علیؑ کی طرف سے اہل کوفہ کے نام جو میرے انصار میں سب سے بڑھ کر اور عرب میں بلند مرتبہ لوگ ہیں۔
اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّی اُخْبِرُکُمْ عَنْ اَمْرِعُثْمَانَ حَتّٰی یَکُوْنَ سَمْعُہٗ کَعِیَانِہٖ،	2	بعد از حمدِ خدا و صلوٰۃ واضح ہو کہ میں تمہیں عثمان کے متعلق اِس انداز سے خبردار کرتا ہوں کہ دیکھنے اور سننے میں کوئی فرق نہ رہے۔
اِنَّ النَّاسَ طَعَنُوْاعَلَیْہِ فَکُنْتُ رَجُلاً مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ اَکْثِرُاسْتِعْبَابَہٗ،وَاُقِلُّ عِتَابَہٗ،	3	حقیقتِ حال یہ گذری ہے کہ تمام مسلمانوں نے عثمان کو برابر طعنے دیئے مگر مہاجرین میں سے میں اکیلا ایک شخص ایسا تھا جس کی کوشش تھی کہ زیادہ سے زیادہ لوگ عثمان کے خلاف نہ بھڑکیں اور جس نے عثمان پر کم سے کم غصہ اور عتاب کیا۔
وَکَانَ طَلْحَۃُوَالزُّبَیْرُاَھْوَنُ سَیْرِھِمَافِیْہِ الْوَجِیْفُ،	4	اور وہ طلحہ اور زبیر تھے جن کی ہلکی سے ہلکی کاروائیاں بھی عثمان کے خلاف مہلک و خطرناک اور بے چینی پھیلانے والی تھیں۔
وَاَرْفَقُ حِدَائِھِمَاالْعَنِیْفُ،	5	اور نرم سے نرم رویہ بھی انتہائی طور پر ملامت انگیز اور اشتعال پھیلانے والا تھا۔
وَکَانَ مِنْ عَائِشَۃَفِیْہِ فَلْتَۃُ غَضَبٍ،	6	اور عائشہ نے تو عثمان کے خلاف اپنے غیظ وغضب اور اشتعال کی انتہا کردی تھی۔
فَاُتِیْحَ لَہٗ قَوْمٌ فَقَتَلُوْہُ	7	چنانچہ ان تینوں کی اشتعالی کاروائیوں سے ایک قوم اُٹھی اور عثمان کو قتل کر ڈالا۔
وَبَایَعَنِی النَّاسُ غَیْرَ مُسْتَکْرَھِیْنَ،وَلَامُجْبَرِیْنَ، بَلْ طَائِعِیْنَ مُخَیَّرِیْنَ.	8	اور اس کے بعد سوچ سمجھ کر آپس میں مشورے کرکے،بلا جبر و اکراہ،آزادانہ رغبت و اطاعت کے ساتھ مجھے اپنا حاکم بنانے کی بیعت کرلی۔
وَاعْلَمُوْا اَنَّ دَارَالْھِجْرَۃِ قَدْ قَلَعَتْ بِاَھْلِھَا وَقَلَعُوْابِھَا،	9	اور یہ بھی سمجھ لو کہ عہدِ رسولؐ میں ہجرت کیلئے مناسب پناہ گاہ رہنے والا شہر مدینہ اپنے حقیقی اہل کو جڑ سے اکھیڑ چکا ہے اور وہ حقیقی باشندے بھی مدینہ کو جڑ سے اکھیڑ چکے ہیں۔
وَجَاشَتْ جَیْشَ الْمِرْجَلِ،	10	اور مدینہ ایک دیگ کی طرح پورے جوش وخروش سے اُبل رہا ہے۔
وَقَامَتِ الْفِتْنَۃُ عَلَی الْقُطْبِ،	11	اور وہاں ایک خاص فتنہ جم کر کھڑا ہوگیا ہے اور اپنی چکّی میں لوگوں کو پیس رہا ہے۔
فَاَسْرِعُوْا اِلٰی اَمِیْرِکُمْ	12	چنانچہ تم لوگ جلدی سے اپنے حاکم کے پاس پہنچو۔
وَبَادِرُوْاجِھَادَعَدُوِّکُمْ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ.	13	اور اپنے واپنے حاکم کے اور حکومت و اسلام کے دشمن سے جہاد میں کوشش کرو انشاء اللہ“

تشریح: یہ بات سب سے پہلے نوٹ کرنے کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام مدینہ کو ہمیشہ کیلئے چھوڑ کر جا رہے ہیں اور اپنی زندگی میں مدینہ واپس نہ آئیں گے۔ اُنکے ساتھ اسلام کا مرکز بھی مدینہ سے ایسا گیا کہ پھر نہ سچا مرکز مدینہ میں کبھی قائم ہوا اور نہ جھوٹے مراکز یا دارالخلافے مدینہ آئے۔ علاوہ ازیں اھلِ بیت علیھم السلام بھی اسکے بعد مدینہ میں خوش ہو کر اور چین سے نہ رہے۔ یہی تفصیل ہے حضورؐ کے نویں جملے کی اور اِس میں حضور علیہ السلام نے مدینہ کو مجرم قرار دیا ہے۔ اور یہی روانگی کا دن تھا جس دن سے مدینہ کی عزت و حرمت دوست داران محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ واجمعین کے دلوں سے نکل گئی تھی۔ اور امام حسین علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں کے نکلنے سے تو مدینہ بالکل ذلیل ہو کر رہ گیا تھا۔ اور قدرت نے اھلِ مدینہ سے ایسا انتقام لیا تھا کہ ویسا انتقام کسی بستی کے باشندوں سے نہیں لیا گیا۔ اسکے برعکس چونکہ حضرت علی علیہ السلام اور مرکزِ اسلام کوفہ میں منتقل ہو رہا تھا اسلئے اس شہر کی عزت کو چار چاند لگتے چلے گئے۔ یہیں کے باشندوں نے تحریکِ تشیّع کی بنیاد رکھی۔ یہیں کے رہنے والوں نے اللہ و رسولؐ اور قرآن و علیؑ کے دشمنوں کی حکومت کو بیخ و بُن سے اکھیڑا۔ اُن کی اینٹ سے اینٹ بجائی۔ یہیں سے مادی و روحانی ترقی نے آگے قدم بڑھایا۔ یہیں کے باشندوں نے یورپ اور بیرونی دُنیا میں محمد و آلِ محمد صلوٰۃ اللہ علیھم کا تعارف کرایا۔ کیمیا اور دیگر علوم کو دُنیا میں پھیلنے کی راہیں کھولیں۔ یہیں کے رہنے والوں نے الکوفی لَا یُوفِی کا لقب حاصل کیا اور ثابت کر دیا کہ وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ اور اُن کے مشن کے علاوہ کسی کے وفادار نہیں ہوتے۔ یہیں کے رہنے والے وہ مجاہد اور شہدا تھے جو کربلا میں سب سے زیادہ حسینؑ اور خاندانِ حسینؑ پر نثار ہوئے۔ یہاں بھی نہ کوئی مدنی شہید ہوا نہ کوئی مکی شہدا میں نظر آتا ہے۔ یعنی مکہ و مدینہ کے مقابلے میں کوفہ عزت و شرافت والی بستی ثابت ہوتا رہا ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مدینہ کی عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وجہ سے اب تک برقرار ہے انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ آنحضرتؐ مدینہ کی قبر میں قید نہیں ہیں۔ وہ شہید ہیں (بخاری) اور معہ جسم پوری کائنات میں جہاں پسند فرماتے ہیں وہاں رہتے ہیں۔ اور حضرت حجت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرکز میں باقی شہدائے کربلا اور آئمہ علیھم السلام کے ساتھ مقیم رہتے ہیں۔ رہ گیا مکہ! اُس کی عظمت بھی رسولؐ اور آئمہ علیھم السلام کی وجہ سے تھی وہ حضرات وہاں نہیں تو کعبہ کے پتھروں اور دیواروں کی اپنی کوئی ذاتی عظمت نہیں ہوا کرتی۔ مکان کی عزت و عظمت مکین کی وجہ سے ہوتی ہے مکین نہیں تو مکان کی عظمت و عزت بے معنی اور بت پرستی سے زیادہ کچھ نہیں چنانچہ اب مکہ و مدینہ صرف آثارِ قدیمہ ہیں اور کچھ نہیں ہیں۔

2۔ عائشہ، طلحہ اور زبیر نہ صرف عثمان کے دشمن تھے بلکہ حضرت علیؑ کے بھی دشمن تھے

خطبات کی تشریحات میں قتلِ عثمان اور کردارِ عثمان کے متعلق تفصیلات گذر چکی ہیں۔ یہاں اس خط کے جملے (7-1/4) کی خانہ پری کے لئے عائشہ و طلحہ و زبیر کے لئے چند باتیں لکھی جاتی ہیں تاکہ اُن کی اور عثمان کی دشمنی سامنے آجائے اور حضرت علی علیہ السلام کے مقابلے میں برسرِ جنگ ہونے کا مقصد سمجھ میں آجائے۔

3۔ عثمان کا قتل کیا جانا یا سمندر میں ڈبویا جانا عائشہ کے نزدیک ضروری تھا

علامہ ابن سعد نے لکھا ہے کہ ''۔ جب عثمان محاصرے میں گھرے ہوئے تھے تو مروان اُن کی حمایت میں پوری کوشش کر رہا تھا۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ عائشہ مدینہ کے حالات کو نظرانداز کر کے حج کے ارادے سے مکہ کو روانہ ہو رہی ہیں تو اُنہیں روکنے اور سمجھانے کی غرض سے زید بن ثابت اور عبدالرحمٰن بن عتاب کو لے کر عائشہ کے پاس آیا اور کہا کہ اَے اُم المومنین کیا اچھا ہوتا کہ آپ حج کا ارادہ ترک کر دیتیں۔ خلیفہ وقت اپنے گھر میں

محصور ہیں آپ کی موجودگی اُن کی حفاظت کا سبب بن سکتی ہے۔ عائشہ نے کہا کہ ہمارا سامان سفر باندھا جا چکا ہے اب میرا رُکنا ممکن نہیں ہے۔ اُن لوگوں نے دوبارہ روکنے کی کوشش کی مگر عائشہ نے پہلے کی طرح منع کر دیا تو مروان نے یہ شعر پڑھا کہ:۔

قیس نے میرے خلاف شہروں میں آگ لگا دی　　　اور جب آگ بھڑک اُٹھی تو خود بھاگ کھڑا ہوا

مطلب یہ تھا کہ تم ہی نے عثمان کے خلاف یہ خطرناک حالات پیدا کئے ہیں اور اب نتیجہ برآمد ہونے سے پہلے فرار کر جانا چاہتی ہو۔ عائشہ نے کہا کہ سُنو! خدا کی قسم میرا دل تو یہ چاہتا ہے کہ تمہارے اور عثمان دونوں کے پیروں میں ایک ایک چکی بندھی ہوتی اور تم دونوں کو سمندر میں ڈال دیا جاتا'' یہ کہہ کر مکہ کو روانہ ہو گئی۔

علامہ بلاذری یہ لکھتے ہیں کہ:۔

''۔ جب عثمان کا معاملہ بہت نازک ہو گیا تو اُنہوں نے مروان بن حکم اور عبدالرحمٰن بن عتاب ابن اُسید کو حکم دیا کہ تم عائشہ کے پاس جاؤ وہ حج کو جا رہی ہیں اور اُن کو رُکنے کے لئے کہو شاید اُن کی موجودگی میں میری مصیبت ٹل جائے۔ عائشہ نے جواب دیا کہ میں رخت سفر باندھ چکی ہوں اپنے اوپر حج واجب کر لیا ہے میں نہیں رُک سکتی۔ مروان نے مذکورہ بالا شعر پڑھا تو عائشہ نے کہا کہ آئے مروان جی تو یہ چاہتا ہے کہ عثمان میرے ان تھیلوں میں سے کسی ایک تھیلے میں ہوتا اور میں خود اُٹھا کر لے جاتی اور سمندر میں ڈال دیتی۔''

تمام قریشی تواریخ کی رُو سے حضرت عائشہ کا فتویٰ یہ تھا کہ وہ :۔

''اُقۡتُلُوۡ انَعۡثِلاً قَتَلَ اللّٰهُ نَعۡثِلاً اِنَّهٗ فَقَدۡ کَفَرَ'' اِس نعثل کو قتل کر ڈالو، اللہ اس نعثل کو قتل کرے یہ یقیناً کافر ہو گیا ہے۔

نعثل ایک لمبی داڑھی والے یہودی کا نام تھا۔ عثمان کے دُشمن عثمان کو اُسی سے نسبت دیا کرتے تھے۔

4۔ طلحہ نے عثمان کے ساتھ محسن کُشی کی اُس کے قتل میں مددگار و معاون رہے

تواریخ اور ابن ابی الحدید کی شرح میں ہے کہ:۔

(1)''عثمان کا شدید ترین دُشمن طلحہ تھا اور زبیر بھی اُن ہی کے لگ بھگ تھا۔ عثمان کہا کرتے تھے کہ میں نے طلحہ کو بہت سا سونا دیا تھا اور اب وہ میرے خون کا پیاسا ہے۔ خداوندا اُسے اس دولت سے فائدہ اُٹھانے کا موقعہ نہ دے اور اُسے بغاوت کے نتیجہ سے دوچار کرنا۔ عثمان کی محصوری کے حالات میں لکھا گیا ہے کہ جس روز عثمان قتل ہوا اس دن طلحہ نقاب ڈالے ہوئے حملہ آوروں میں شامل تھا اور تیر چلا رہا تھا۔ اور اُسی نے عثمان کے گھر میں داخل ہو کر حملہ کرنے کی راہ ایک انصاری کے گھر میں سے لوگوں کو بتائی تھی۔ (ابن ابی الحدید جلد 2 صفحہ 404)

(2) عثمان کے محاصرین نے بہت سخت رویہ اختیار کیا کھانا اور پانی تک اندر جانے سے روک دیا یہاں تک کہ حضرت علیؑ نے پانی اندر بھجوایا۔ (کتاب الانساب جلد 5 صفحہ 71)

(3) کتاب الامامت و السیاسۃ جلد 1 صفحہ 24 پر ہے کہ کوفہ اور مصر والے رات دن عثمان کے دروازے کو گھیرے رہتے تھے اور طلحہ اِن دونوں جماعتوں کو بھڑکاتے رہتے تھے۔ طلحہ نے کہا کہ جب تک کھانا اور پانی عثمان تک پہنچ رہا ہے اُسے تمہارے محاصرے کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے لہٰذا پانی اندر نہ جانے دو۔''

(4) بلاذری نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ اصحاب پیغمبرؐ میں طلحہ سے بڑھ کر عثمان کے خون کا کوئی پیاسا نہ تھا۔''
(کتاب الانساب جلد5 صفحہ 81 عقد الفرید جلد3 صفحہ 269)

5۔ زبیر بھی عثمان کے قتل میں طلحہ کی طرح برابر مدد و معاون رہے

(1) مسعودی نے روایت کی ہے کہ بروز جنگ جمل مروان نے کہا۔''لو زبیر بھی چلائے۔اب کہیں یہ دوسرا قاتل بھی نہ کھسک جائے یہ کہہ کر اُسنے کہا کہ کچھ پرواہ نہیں یہاں پڑے یا وہاں پڑے اور تیر نکال کر طلحہ کی رگ ھفت اندام پر مارا اور قتل کر دیا۔(مروج الذھب جلد2 صفحہ 11)

(2) ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ طلحہ عثمان کے خلاف برانگیختہ کیا کرتے تھے زبیر کا بھی یہی حال تھا زبیر نے کہا تھا کہ اُقْتُلُوْہُ فَقَدْ بَدَّلَ دِیْنَکُمْ عثمان کو قتل کر ڈالو اُس نے یقیناً تمہارے دین کو بدل دیا ہے۔لوگوں نے کہا کہ آپ کا بیٹا تو عثمان کی حمایت میں جنگ کر رہا ہے اور آپ ایسا کہتے ہیں؟ زبیر نے کہا کہ مجھے عثمان کا قتل کیا جانا ایسی صورت میں بھی پسند ہے جب کہ میرا بیٹا بھی اُس کے ساتھ قتل ہو جائے۔''(شرح نہج البلاغہ جلد 2 صفحہ 404)

(3) معاویہ نے حابس بن سعد سے کہا کہ مجھے عثمان کی سرگزشت سناؤ۔اُس نے کہا کہ قتل عثمان کے کرتا دھرتا محمد بن ابی بکر اور عمار بن یاسر تھے۔اور عثمان کے معاملے میں دو شخصوں نے بڑی آگ لگائی ایک طلحہ اور دوسرے زبیر اور سب سے زیادہ حسن سلوک اگر کسی نے عثمان کے ساتھ کیا تو وہ علیؑ ہیں۔عثمان کے قتل ہونے کے بعد لوگ علیؑ پر اس طرح ٹوٹے جیسے شمع پر پروانے ٹوٹتے ہیں۔یہاں تک کہ آپؑ کی نعلین گم ہو گئی اور ردا بدن سے گر گئی۔''
(الامامۃ و السیاسۃ جلد1 صفحہ 74، کتاب صفین صفحہ 72، شرح ابن ابی الحدید جلد 1 صفحہ 259)

6۔ مدینہ میں فتنہ کا جم کر کھڑا ہونا اور دیگ کی طرح سے اُبال کھانا

اِس خط کے دسویں اور گیارھویں جملوں سے قریشی لیڈروں کی اُس بے چینی اور گھبراہٹ کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو حضرت علی علیہ السلام کو عوام کے دباؤ سے خلیفہ مان لینے کے بعد پیدا ہوئی تھی۔اور اب وہ سوچ رہے ہیں کہ علیؑ کی بیعت کر کے ہاتھ کٹ جانے کے بعد بیعت کو کیسے توڑیں۔بیعت نہ توڑیں تو علیؑ سے دشمنی اور مخالفت کیسے کریں۔؟ اور مخالفت نہ کریں تو حضرت علی علیہ السلام کے پورے موقف کو اختیار کیسے کریں؟ دن رات اسکیمیں بنائی اور بگاڑی جا رہی تھیں۔لہٰذا ایک فریق ایسا تیار کیا گیا جو روزِ اوّل سے حضرت علیؑ کی بیعت نہ کرے گا جیسا کہ خود حضرت علی علیہ السلام نے ابوبکر وغیرہم کی بیعت نہ کی تھی۔تاکہ وقت آنے پر وہ لوگ یہ کہہ سکیں کہ ہم نے تو علیؑ کو خلیفہ و حکمران تسلیم ہی نہیں کیا۔جس طرح علیؑ نے قریشی خلافت کو تسلیم نہیں کیا تھا۔بیعت کر لینے والوں میں سے ایک پارٹی وہ بنائی گئی جو حضرت علیؑ سے تعاون نہ کرے گی۔اور آخری جماعت وہ ہوگی جو ہر ممکن تصادم برپا رکھے گی۔اِن تینوں جماعتوں میں وہ لوگ شامل ہوئے جو عوام کے نزدیک مقدس لوگ تھے۔جیسے عائشہ، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عباس وغیرہ۔الغرض مدینہ میں حضرت علی علیہ السلام کی حکومت کو پلٹنے کی کھچڑی پک رہی تھی اور حضرت علی علیہ السلام کوفہ کے انصار کو مطلع کر رہے تھے۔اور قریشی عوام و خواص اور لیڈروں کو بلا تکلف اپنا اور اپنے انصار کا عدو (دشمن) لکھ رہے تھے اور یہ بتا رہے تھے کہ اُن دشمنوں پر جہاد کے لئے فوج کشی دینی فریضہ ہے اور یہ کہ تمام مسلمانوں کو اس جہاد میں شریک ہو کر دشمنانِ اسلام کو ھزیمت دینا لازم ہے۔لہٰذا حضور علیہ السلام نے پہلے ہی خط میں قریشی قوم کی پوری اسکیم کا کچا چٹھا پبلک کے سامنے رکھ دیا ہے جو پانچ سال تک پیش آنے والے واقعات اور منصوبوں کا جوہر ہے۔

خط نمبر2)

اِلَیْھِمْ بَعْدَ فَتْحِ الْبَصْرَۃِ

بصرہ کی فتح پر اہلِ کوفہ کو مبارک باد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

وَجَزَاکُمُ اللّٰہُ مِنْ اَھْلِ مِصْرٍ عَنْ اَھْلِ بَیْتِ نَبِیِّکُمْ اَحْسَنَ مَا یَجْزِیْ الْعَامِلِیْنَ بِطَاعَتِہٖ،	1	اور اے کوفہ شہر کے باشندو تمہیں تمہارے نبیؐ کے اہلؑ بیت کی جانب سے بصرہ کو فتح کرنے کے صلے میں اللہ وہ بہترین جزا دے جو وہ اپنی اطاعت میں اعمال بجالانے والوں کو دیا کرتا ہے۔
وَالشَّاکِرِیْنَ لِنِعْمَتِہٖ،	2	اور جو جزا وہ اپنی نعمتوں کا شکرادا کرنے والوں کو دیا کرتا ہے۔
فَقَدْ سَمِعْتُمْ وَاَطَعْتُمْ،	3	یقیناً تم نے میرا حکم سنا اور اس کی اطاعت کی۔
وَدُعِیْتُمْ فَاَجَبْتُمْ .	4	اور تمہیں جہاد پر بلایا گیا تو تم نے دعوت قبول کی۔''

تشریح: 1۔ یہاں بھی پہلی بات جو اُبھر کر سامنے آتی ہے وہ وہی ہے کہ اھلِ کوفہ تنخواہ دار لوگ نہ تھے ورنہ مبارکباد اور دُعا کا حق ہی پیدا نہ ہوا ہوتا۔ اُن کو رضا کارانہ جہاد کے لئے بلایا گیا وہ اپنے اسلحہ اور خورد ونوش کا سامان لے کر حاضر ہوئے۔ دُشمنانِ اسلام سے راہِ خدا میں جہاد کیا اور فتح حاصل کی اور مبارکباد و شکریئے کے حقدار ہوئے۔ پھر یہ دیکھئے کہ حضرت علی علیہ السلام امام زمانہ اور حکمران ہیں لیکن مبارکباد، شکریہ اور جزا کی دُعا تمام اھل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے دی جارہی ہے۔ یعنی اھل کوفہ نے فتح حاصل کر کے دین اسلام اور رسولؐ وآلِ رسولؐ کا تحفظ کیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں دشمنوں سے خطرہ اللہ و رسولؐ اور اسلام وآلؑ رسوؐل کو ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا شکریہ ادا کرنا مبارکباد دینا امام زمانہ اور آل رسول علیھم السلام کا کام ہے اور بہترین جزا دینا اللہ کا کام ہے۔ اور اُس نے جہاد کرنے والوں کے لئے فرمادیا ہے کہ:۔

2۔ راہ خدا میں جہاد وہی لوگ کرتے ہیں جو دُنیاوی زندگی کو آخرت کے بدلے میں فروخت کردیتے ہیں

۔''اللہ کی راہ میں اُن لوگوں کو جنگ کرنا چاہئے جو آخرت کی زندگی کے بدلے میں دُنیا کی زندگی کو فروخت کردیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جو اللہ کی راہ میں جنگ کرے گا اور مارا جائے گا یا غالب رہے گا اُسے ہم ضرور عظیم الشان اجر دیں گے۔''	فَلْیُقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یَشْرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ وَمَنْ یُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیُقْتَلْ اَوْ یَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًاo (النسآء 4/74)

یہی اجر ہے جو امام زمانہ علیہ السلام نے اھلِ کوفہ کو دے دیا ہے۔

خط (نمبر3)

كَتَبَهُ لِشُرَيْحِ ابْنِ الْحَارِثِ قَاضِيهِ۔ شریح ابن حارث کو لکھا گیا جو عہد ثلاثہ سے قاضی تھا

1-مکان کی خریداری پر قاضی سے باز پرس 2-مکان کی دستاویز کی پہلی اور آخری اور عجیب صورت۔

رُوِیَ اَنَّ شُرَيْحَ ابْنَ الْحَارِثِ قَاضِیَ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اشْتَرٰی عَلٰی عَهْدِهٖ دَارًا بِثَمَانِينَ دِينَارًا،فَبَلَغَهٗ ذٰلِکَ فَاسْتَدْعَاهُ وَقَالَ لَهٗ:

روایت کی گئی ہے کہ شریح ابن حارث نے امیرالمومنین علی علیہ السلام کے دورِ خلافت میں ایک مکان اَسّی دینار میں خریدا تھا۔ جب یہ خبر حضرت علیؑ کو معلوم ہوئی تو اُسے اپنا قاضی ہونے کی بنا پر باز پُرس کے لئے بُلا بھیجا۔ جب وہ حاضر ہوا تو اس سے فرمایا کہ:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

بَلَغَنِیْ اَنَّکَ ابْتَعْتَ دَارًا بِثَمَانِيْنَ دِيْنَارًا وَ كَتَبْتَ لَهَا كِتَابًا، وَاَشْهَدْتَ فِيْهِ شُهُوْدًا؟	1	’’مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم نے ایک مکان اَسّی دینار میں خریدا ہے اور خریداری کی دستاویز بھی لکھی ہے اور اُس دستاویز میں گواہوں کی شہادتیں بھی لکھوائی ہیں؟
فَقَالَ لَهٗ شُرَيْحٌ:		قاضی شریح نے آپ سے عرض کیا کہ:۔
قَدْ كَانَ ذٰلِکَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ،		یا امیرالمومنینؑ وہ خبر اور تمام تفصیلات یقیناً صحیح ہیں۔
قَالَ فَنَظَرَ اِلَيْهِ نَظَرَ مُغْضَبٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ :		راوی کہتا ہے کہ علیؑ نے قاضی کی طرف غضبناک نظر سے دیکھا اور اس سے کہا کہ:۔
يَا شُرَيْحُ اَمَا اِنَّهٗ سَيَاْتِيْکَ مَنْ لَّا يَنْظُرُ فِیْ كِتَابِکَ،	2	اے شریح یقیناً بہت جلد تیرے پاس ایک ایسا شخص آنے والا ہے جو تیری لکھی ہوئی دستاویز پر نظر نہ ڈالے گا۔
وَلَا يَسْاَلُکَ عَنْ بَيِّنَتِکَ،حَتّٰی يُخْرِجُکَ مِنْهَا شَاخِصًا،	3	اور نہ ہی تجھ سے تیرے گواہوں اور ثبوت کے متعلق کچھ پوچھے گا بلکہ تجھے حیران و پریشان اس گھر سے باہر نکال لے جائے گا۔
وَيُسَلِّمُکَ اِلٰی قَبْرِکَ خَالِصًا،	4	اور تجھے تیری ہر چیز سے جدا کر کے تیری قبر کے سپرد کر دے گا۔
فَانْظُرْ يَا شُرَيْحُ لَا تَكُوْنُ ابْتَعْتَ هٰذِهِ الدَّارَ مِنْ غَيْرِ مَالِکَ،	5	اے شریح اس پر غور کرلو کہ کہیں تم نے یہ گھر کسی دوسرے کے مال کے بدلے میں تو نہیں خریدا ہے؟
اَوْ نَقَدْتَ الثَّمَنَ مِنْ غَيْرِ حَلَالِکَ،	6	یا کہیں ایسے مال سے اس کی قیمت ادا کی ہو جو تمہارے لئے حلال نہ تھا؟
فَاِذَا اَنْتَ قَدْ خَسِرْتَ دَارَ الدُّنْيَا وَدَارَ الْاٰخِرَةِ،	7	اگر ایسا ہوا ہے تو سمجھ لو کہ تمہاری دنیا بھی اور تمہاری آخرت بھی گھاٹے میں رہی ہے۔
اَمَا اِنَّکَ لَوْ كُنْتَ اَتَيْتَنِیْ عِنْدَ شِرَائِکَ مَا اشْتَرَيْتَ لَكَتَبْتُ لَکَ كِتَابًا عَلٰی هٰذِهِ النُّسْخَةِ، فَلَمْ تَرْغَبْ فِیْ شِرَاءِ هٰذِهِ الدَّارِ بِدِرْهَمٍ فَمَا فَوْقُ.	8	اور اگر کہیں تم اس مکان کی خریداری کے وقت میرے پاس آئے ہوتے تو میں تمہارے لئے ایک ایسی تحریر لکھ کر دیتا کہ اسے دیکھنے کے بعد تم اس مکان کو ایک درھم میں بلکہ اس سے بھی کم میں خریدنے کو تیار نہ ہوتے۔‘‘

وَالنُسخَةُ هٰذِهِ		اور وہ دستاویز یہ ہے
هٰذَامَااشتَرىٰ عَبدٌ ذَلِيلٌ،	1	یہ ایک حقیر و ذلیل بندے کی خرید ہے۔
مِن مَيِّتٍ قَد اُذعِجَ لِلرَّحِيلِ،	2	جو اس نے ایک ایسے مرنے والے سے خریدی ہے جو دنیا سے سفر کیلئے تیار ہے۔
اشتَرىٰ مِنهُ دَارًا مِّن دَارِالغُرُورِ مِن جَانِبِ الفَانِينَ،وَخِطَّةِالهَالِكِينَ،	3	یہ ایک گھر ہے جو خود فریبی کے علاقہ میں،فنا ہونے والوں کے پاس اور ہلاک ہونے والوں کے رقبے میں بنا ہوا ہے۔
وَتَجمَعُ هٰذِهِ الدَّارَ حُدُودٌاَربَعَةٌ:	4	اور اس مکان کی چاروں حدیں یوں ہیں کہ:
اَلحَدُّالاَوَّلُ يَنتَهِىٰ اِلىٰ دَوَاعِى الاٰفَاتِ،	5	اُس کی پہلی حد آفتوں کے سامان سے ملی ہوئی ہے۔
وَالحَدُّالثَّانِى يَنتَهِىٰ اِلىٰ دَوَاعِى المُصِيبَاتِ،	6	دوسری حد مصیبتوں سے جا کر مل جاتی ہے۔
وَالحَدُّالثَّالِثُ يَنتَهِىٰ اِلَى الهَوَى المُردِىٰ،	7	اور تیسری حد تباہ کر ڈالنے والی نفسانی خواہشات پر تمام ہوتی ہے۔
وَالحَدُّالرَّابِعُ يَنتَهِىٰ اِلَى الشَّيطَانِ المُغوِىٰ،	8	اور اس کی چوتھی حد اغوا کرنے والے شیطان کے علاقہ میں ہے۔
وَفِيهِ يُشرَعُ بَابُ هٰذِهِ الدَّار ،	9	اور یہ ہی وہ سمت ہے جہاں میرے خریدے ہوئے اس مکان کا دروازہ کھلتا ہے۔
اشتَرىٰ هٰذَاالمُغتَرُّبِالاَمَلِ،	10	اُمیدوں اور آرزوؤں کے فریب میں مبتلا اِس شخص نے اِس گھر کو اُس شخص سے خریدا ہے
مِن هٰذَاالمُزعَجِ بِالاَجَلِ،	11	جو مرنے کے لئے باہر نکالا جا چکا ہے۔
هٰذِهِ الدَّارَبِالخُرُوجِ مِن عِزِّالقَنَاعَةِ،	12	یہ مکان اس قیمت پر خریدا گیا ہے کہ خریدنے والا قناعت و صبر کی عزت سے خارج ہو جائے گا۔
وَالدُّخُولِ فِى ذُلِّ الطَّلَبِ وَالضَّرَاعَةِ،	13	اور بھیک مانگنے اور ہاتھ پھیلانے کی ذلت میں داخل ہو جائے گا۔
فَمَااَدرَكَ هٰذَاالمُشتَرِىٰ فِيمَااشتَرىٰ مِنهُ مِن دَرَكٍ فَعَلىٰ مُبَلبِلِ اَجسَامِ المُلُوكِ،	14	چنانچہ اب اگر مکان کے خریدار کو مکان خریدنے میں کوئی نقصان پہنچے گا تو پھر بادشاہوں کے جسموں کو تہہ و بالا کرنے والے کی ذمہ داری ہے۔
وَسَالِبِ نُفُوسِ الجَبَابِرَةِ،	15	اور جابروں و ظالموں کی زندگی چھین لینے والے کی ذمہ داری ہے۔
وَمُزِيلِ مُلكِ الفَرَاعِنَةِ،	16	اور اس کی ذمہ داری ہے جو فرعونوں کی اور،
مِثلِ كِسرىٰ وَقَيصَرَوَتُبَّعٍ وَّحِميَرَ،	17	مثلاً قیصر اور کسرٰی کی اور تُبَّع اور حِمیَر کی سلطنتوں کو برباد کرنے والا ہے۔
وَمَن جَمَعَ المَالَ عَلَى المَالِ فَاَكثَرَ،	18	اور جو مال پر مال جمع کر کے بڑھانے والوں سے۔
وَمَن بَنىٰ وَشَيَّدَ،	19	اور تعمیرات کر کے سجانے والوں سے۔
وَزَخرَفَ وَنَجَّدَوَادَّخَرَوَاعتَقَدَوَنَظَرَ بِزَعمِهٖ لِلوَلَدِ،	20	اور اولاد کے لئے زر و جواہر کے ذخیرے جمع کر کے مستحکم کرنے والوں سے سب کچھ چھین لے گا اس کی ذمہ داری ہے کہ:۔
اَشخَاصُهُم جَمِيعًااِلىٰ مَوقِفِ العَرضِ وَالحِسَابِ	21	وہ ان تمام مذکورہ اشخاص کو اُس جگہ جمع کرے گا جہاں اُن سے پورا پورا حساب لیا

وَمَوْضِعِ الثَّوَابِ وَالْعِقَابِ،		جائے اور جہاں انہیں عذاب اور ثواب دیا جائے گا
اِذْوَقَعَ الْاَمْرُبِفَصْلِ الْقَضَاءِ ، وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ،(40/78)	22	اُسی وقت ہی معاملات کے صحیح فیصلے ہوں گے۔اور اُسی وقت تمام باطل پرست گھاٹے میں رہیں گے(40/78)
شَهِدَ عَلٰی ذٰلِكَ الْعَقْلُ اِذَاخَرَجَ مِنْ اَسْرِالْهَوٰی وَسَلِمَ مِنْ عَلَائِقِ الدُّنْيَا.	23	اس دستاویز پر عقل نے ایسی حالت میں گواہی دی ہے جب کہ وہ خواہشات میں گرفتار نہیں تھی اور دُنیا کے تمام تعلقات سے دستکش تھی۔“

تشریح:۔ حضرت علی علیہ السلام کی لکھی ہوئی یہ دستاویز دُنیا میں اپنی مثل آپ ہے نہ یہ طریقہ پہلے کسی اور کو سوجھا نہ بعد میں اس کو اختیار کیا گیا۔ یہاں مکانات کا بنانا اور خرید وفروخت بھی انسانوں کی اپنی پسند کے ماتحت نہیں چھوڑی گئی ہے۔اِس لئے کہ اس آزادی سے سینکڑوں جرائم جنم لیتے ہیں اور نوع انسان کی آزادی اور ترقی میں رکاوٹ بنتے ہیں۔اور اُدھر اللہ پر توکل اور قناعت میں مخل ہوتے ہیں۔آزادانہ مکانات بنانے اور سجانے سے جوخرابیاں سامنے آتی ہیں وہ بیان فرمادی گئی ہیں۔اگر آپ اُس نظام میں شامل رہنا چاہتے ہیں جہاں مال حرام کو داخلہ نہ ملے۔ جہاں آخرت ہر وقت سامنے رہے اور دُنیا اور سامانِ دُنیا عارضی اور حقیر معلوم ہوتا رہے۔جہاں انسان ہمہ قسمی ذلت سے محفوظ رہے۔ جہاں خودفریبی' فنا اور ہلاکت کا گذر نہ ہو سکے۔آفات ومصائب ونفسانی وپست خیالیاں دُور سے دُور رہیں۔ جہاں غلط آرزوئیں اور غلط اُمیدیں پاس نہ پھٹکیں۔ جہاں عزت واستغنا کبھی مجروح نہ ہو اور کسی حال اور کسی صورت میں نقصان سے سابقہ نہ پڑے تو آپ کا فریضہ ہے کہ خود کو نظام معصومین علیہم السلام کے سپرد کرکے بے اختیار ہو جائیں یا دوسرے الفاظ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے بندے بن جائیں اور کہہ دیں کہ:۔

سپردم بتو مایۂ خویش را

تو دانی حسابِ کم وبیش را

2۔مذکورہ بادشاہوں سے مزید تعارف

فرعون۔ بادشاہانِ مصر کا لقب تھا۔یہ نہایت شاندار عظیم بادشاہ گذرے ہیں اِن میں سے بعض اپنے ظلم وجور کی وجہ سے ایسے بدنام ہوئے کہ یہ لقب ہی ظالموں اور سرکشوں کے لئے مخصوص ہوگیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پالنے والا فرعون ہماری تفسیر میں منفرد انسان کی حیثیت سے سامنے آتا ہے۔

حِمْیَر۔ یمن کے بادشاہوں کا لقب رہا ہے۔یہ بادشاہ سلطنتِ انباط کے مخالف رہے ہیں اور ایران کے جانبدار تھے۔یہ لوگ یمن کے ساتھ ساتھ حضرموت، حبشہ اور حجاز پر بھی حکمرانی کرتے ہیں۔اِن کے دوسرے دَور کے بادشاہوں کو تُبّع کہا جاتا تھا۔

کِسْریٰ۔ ایران کے بادشاہوں کو کہتے تھے فارسی زبان کا لفظ خُسرَو ہے،عربی میں کسریٰ خُسرو سے بنالیا گیا ہے۔

قیصر۔ شاھان روم کا لقب رہا ہے۔یہ عیسائی مذہب کی حکومت اور حکومتِ انباط کی دوست تھی۔یہی حکومت تھی جو مسلسل ہمارے بزرگوں کی قدرو منزلت قائم کرنے میں کوشاں رہی اور آج بھی عیسائی اور یہودی حکومتیں محمد وآل محمد علیہم السلام کی حامی ومددگار رہیں۔اور ہمیشہ مددگار رہیں گی۔

انشاءاللہ والامام علیہ السلام۔

خط (نمبر 4)

بصرہ کے گورنر حضرت عثمانؓ بن حنیف کے نام

1۔بغاوت چھوڑنے والوں کو معافی دینا 2۔باغیوں سے جنگ ضروری ہے۔
3۔نیم دلی یا بد دلی سے شاملِ جنگ ہونیوالوں کو ساتھ نہ لینا بہتر ہوتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

فَاِنۡ عَادُوۡا اِلٰی ظِلِّ الطَّاعَةِ فَذٰلِکَ الَّذِیۡ نُحِبُّ	1	اگر طلحہ، زبیر و عائشہ بغاوت چھوڑ کر اطاعت کے سایہ میں پلٹ آئیں تو وہی ہمیں محبوب ہے۔
وَاِنۡ تَوَافَتِ الۡاُمُوۡرِ بِالۡقَوۡمِ اِلَی الشِّقَاقِ وَالۡعِصۡیَانِ فَانۡهَدۡ بِمَنۡ اَطَاعَکَ اِلٰی مَنۡ عَصَاکَ،	2	اور اگر اُنکے مقاصد انہیں قومی دشمنی اور تفرقہ پردازی اور نافرمانی کیطرف گھسیٹیں تو تمہیں چاہیئے کہ تم انکے خلاف اٹھو اور ان لوگوں کو ساتھ لیکر اپنے مخالفوں کا مقابلہ کرو جو تمہاری اطاعت کریں۔
وَاسۡتَغۡنِ بِمَنۡ انۡقَادَ مَعَکَ عَمَّنۡ تَقَاعَسَ عَنۡکَ	3	اور جو تمہاری قیادت میں آگے بڑھیں اُن کو کافی سمجھو اور اُن لوگوں کی بالکل پرواہ نہ کرو جو تم سے جی چراتے ہوں۔
فَاِنَّ الۡمُتَکَارِهَ مُغِیۡبُهٗ خَیۡرٌ مِّنۡ مَشۡهَدِهٖ،	4	دراصل ناگواری سے ساتھ دینے والوں کا موجود نہ ہونا اُنکے موجود رہنے سے بہتر ہوا کرتا ہے
وَقُعُوۡدُهٗ اَغۡنٰی مِنۡ نُهُوۡضِهٖ ؛	5	اور اُن کا جنگ سے الگ ہو کر بیٹھ رہنا اُن کے جنگ کے لئے اُٹھنے سے مفید ہوتا ہے۔

تشریح: یہ ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بصرہ کی طرف کوچ کرتے ہوئے اھلِ کوفہ کو جہاد کے لئے پہنچنے کا خط لکھا تھا۔ مدینہ سے یہ روانگی اسی لئے ہوئی تھی کہ عائشہ، طلحہ و زبیر اپنی فوج لے کر بصرہ کو روانہ ہو گئے تھے اور حضور علیہ السلام بصرہ ہی میں اِن تینوں سے جنگ کرنا چاہتے تھے۔ آپؑ نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب میں یہ خط لکھا ہے اور باغی مسلمانوں سے جنگ کو لازمی قرار دیا ہے۔ یعنی امام وقت علیہ السلام سے باغی کی نہ نماز کا خیال کیا جائے گا نہ مسلمان و مومن کہلانے کی پرواہ کی جائے گی انہیں بے دریغ جہنم واصل کیا جائے گا۔

2۔امام زمانہ علیہ السلام سے بغاوت پر علامہ مودودی اور دیگر علماء کا فتویٰ سُنیں

مودودی نے لکھا ہے کہ:۔اس مسئلہ میں صحیح شرعی پوزیشن قاضی ابوبکر ابن العربی نے احکام القرآن میں اس طرح بیان کی ہے کہ:۔

۔''لوگوں کو بلا امام چھوڑ دینا ممکن نہ تھا چنانچہ امامت اُن باقی صحابہ کے سامنے پیش کی گئی جن کا ذکر حضرت عمر نے شوریٰ میں کیا ہے اور انہوں نے اسے رد کر دیا تھا۔ اور حضرت علیؑ نے جو امامت کے سب سے زیادہ حقدار اور اھل تھے اُسے قبول کر لیا تھا۔ تا کہ اُمت کو خونریزی اور آپس کی پھوٹ سے بچایا جا سکے۔ جس سے دین و ملت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ جانے کا خطرہ تھا۔ پھر جب اُن سے بیعت کر لی گئی تو شام کے لوگوں نے اُن کی بیعت قبول کرنے کے لئے یہ شرط لگائی کہ پہلے حضرت عثمان کے قاتلوں کو گرفتار کر کے اُن سے قصاص لیا جائے۔ حضرت علیؑ نے اُن سے کہا کہ پہلے بیعت میں داخل ہو جاؤ پھر حق کا مطالبہ کرو اور وہ تمہیں مل جائے گا۔ مگر انہوں نے کہا کہ آپ بیعت کے مستحق ہی نہیں ہیں۔ جبکہ ہم قاتلین عثمان کو صبح شام آپ کے ساتھ دیکھ رہے ہیں۔ اس معاملے میں حضرت علیؑ کی رائے زیادہ صحیح تھی۔ اور اُن کا قول زیادہ درست تھا۔ کیونکہ اگر وہ اس وقت قاتلین عثمان سے بدلہ لینے کی کوشش کرتے تو قبائل اُن کی حمایت پر اُٹھ کھڑے ہوتے اور لڑائی کا ایک تیسرا محاذ کھل جاتا۔ اس لئے وہ انتظار کر رہے تھے کہ حکومت مضبوط ہو جائے اور تمام مملکت میں اُن کی بیعت منعقد ہو لے۔ اس کے بعد باقاعدہ عدالت میں اولیاء مقتول کی طرف سے دعویٰ پیش ہو اور حق کے مطابق فیصلہ

کر دیا جائے۔ علمائے اُمت کے درمیان اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ امام کے لئے قصاص کو مؤخر کرنا ایسی حالت میں جائز ہے جبکہ اُس سے فتنہ بھڑک اُٹھنے اور تفرقہ برپا ہونے کا خطرہ ہو۔'' ایسا ہی معاملہ حضرات طلحہ اور زبیر کا تھا ان دونوں حضرات نے نہ تو حضرت علیؑ کو خلافت سے بے دخل کیا تھا نہ اُن کے دین پر معترض تھے۔ البتہ اُن کا خیال یہ تھا کہ پہلے حضرت عثمان کے قاتلوں سے ابتداء کی جائے مگر حضرت علیؑ اپنی رائے پر قائم رہے اور رائے انُہی کی صحیح تھی۔''

آگے چل کر قاضی صاحب آیت۔'' فَقَاتِلُوْا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ''(الحجرات 9) کی تفسیر میں کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

۔''حضرت علیؑ نے ان حالات میں اسی آیت کے مطابق عمل کیا تھا۔ اُنہوں نے اُن باغیوں کے خلاف جنگ کی تھی جو امام پر اپنی رائے مسلط کرنا چاہتے تھے۔ اور ایسا مطالبہ کر رہے تھے جس کا انہیں حق نہ تھا۔ اُن کے لئے صحیح طریقہ یہ تھا کہ وہ حضرت علیؑ کی بات مان لیتے اور اپنا مطالبہ قصاص عدالت میں پیش کر کے قاتلین پر مقدمہ ثابت کرتے۔ اگر ان لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوتا اور پھر حضرت علیؑ مجرموں سے بدلہ نہ لیتے تو انہیں کش مکش کرنے کی بھی ضرورت نہ ہوتی عامۂ مسلمین خود ہی حضرت علیؑ کو معزول کر دیتے۔''

(احکام القرآن جلد 4 صفحہ 1707۔1706، طبع مصر 1958ء) خلافت وملوکیت صفحہ 127۔126)

پھر علامہ مودودی صفحہ 137 پر لکھتے ہیں کہ:۔

۔''ابوبکر جصاص احکام القرآن میں لکھتے ہیں:۔''۔علیؑ بن ابی طالبؑ رضی اللہ عنہ نے باغی گروہ کے خلاف تلوار سے جنگ کی اور اُن کے ساتھ وہ اکابر صحابہ اور اھل بدر تھے جن کا مرتبہ سب جانتے ہیں۔ اس جنگ میں وہ حق پر تھے اور اس میں اُس باغی گروہ کے سوا جو اُن سے برسر جنگ تھا اور کوئی بھی اُن سے اختلاف نہ رکھتا تھا۔ مزید برآں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار سے فرمادیا تھا کہ تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ یہ ایک ایسی خبر ہے جو تواتر کے ساتھ منقول ہوئی ہے اور عام طور صحیح مانی گئی ہے۔''(احکام القرآن للجصاص جلد 3 صفحہ 492) خلافت وملوکیت صفحہ 137)

لہٰذا حضرت علی علیہ السلام کے مخالف اور بغاوت کرنیوالے سب کے سب جنت کے حقدار نہ رہے خواہ تلوار سے قتل ہوئے ہوں یا اپنی موت مرے ہوں۔

3۔ حضرت علیؑ رضاکارانہ خوشی خوشی جہاد کرنے والوں کو اجازت دیا کرتے تھے

یہ خط بتاتا ہے کہ حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہرگز اپنی تعداد بڑھانے کی فکر نہ کرتے تھے۔ اُنہیں اپنی کامیابی اور فتوحات کا یقین تھا۔ وہ اللہ کی طرح بندوں سے مستغنی تھے۔ اور وہ تنہا شخص ہیں جن کو میدان جنگ میں کبھی شکست کا منہ نہ دیکھنا پڑا اور اللہ کے تمام وعدے اُن کے حق میں صحیح نکلے۔ بدتر سے بدتر فوج بھی ہمیشہ کامیاب اور مظفر ومنصور پلٹتی رہی۔

ہم نے بھی لکھا ہے اور تمام تواریخ مانتی ہیں کہ عائشہ اور طلحہ وزبیر نے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے معاہدہ کر کے دھوکا دیا۔ یعنی رات کو اُن پر حملہ کر دیا تھا۔ اور دھوکا دینا غدّاری کرنا معاہدہ شکنی کرنا قریشی قوم اور قریشی لیڈروں کی آبائی سنت ہے۔ اُن سے صرف مکر وفریب ودغا کی اُمید رکھنا چاہیئے۔

(نمبر5) خط

اِلَی الْاَشْعَثِ بنِ قَیْسٍ عَامِلِ آذَرْبِیْجَانَ: آذربائجان کے گورنر اشعث بن قیس کے نام

1۔عہدہ اور حکمرانی کا مطلب ''کھاؤ پیو اور مزے اڑاؤ نہیں'' وہ گردن میں امانت کا پھندا ہے

2۔بلا اجازت اور بلا دلیل کوئی بڑا کام کرنے کی ممانعت۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

وَاِنَّ عَمَلَکَ لَیۡسَ لَکَ بِطُعۡمَۃٍ،	1	اور تجھے ملی ہوئی حکومت کھانے پینے اور موج اُڑانے کا سامان نہیں ہے۔
وَلٰکِنَّہٗ فِیۡ عُنُقِکَ اَمَانَۃٌ وَّاَنۡتَ مُسۡتَرۡعًی لِّمَنۡ فَوۡقَکَ،	2	ولیکن وہ تو تمہاری گردن میں لٹکی ہوئی ایک امانت ہے اور تم اپنے اوپر حکمران کی طرف سے اس امانت کے محافظ ہو۔
لَیۡسَ لَکَ اَنۡ تَفۡتَاتَ فِیۡ رَعِیَّۃٍ،	3	تمہیں یہ اختیار نہیں ہے کہ تم رعایا کے ساتھ جو بھی چاہو کرتے رہو۔
وَلَا تُخَاطِرَ اِلَّا بِوَثِیۡقَۃٍ،	4	اور نہ یہ اختیار ہے کہ بلا کسی مضبوط وجہ کے کسی بڑے مسئلہ میں اُلجھو۔
وَفِیۡ یَدَیۡکَ مَالٌ مِّنۡ مَّالِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ،	5	اور تیرے ہاتھ میں اللہ کے مال میں سے کچھ مال رہتا ہے۔
وَاَنۡتَ مِنۡ خُزَّانِہٖ حَتّٰی تُسَلِّمَہٗ اِلَیَّ،	6	اور تم اُس مال خدا کے اُسوقت تک خزانچی ہو جب تک اُس مال کو میرے سپرد نہ کردو۔
وَلَعَلِّیۡ اَنۡ لَّآ اَکُوۡنَ شَرَّ وُلَاتِکَ لَکَ. وَالسَّلَامُ،	7	اور اُمید ہے کہ مجھے تمہارے لئے ایک بُرا حکمران نہ بننا پڑے گا۔ والسلام۔

تشریح: قریشی حکمرانوں کا فریضہ تھا کہ وہ بتدریج خلافت الہیّہ کو شاہانِ عجم کی راہ پر ڈال دیں چنانچہ حضرات ابوبکر وعمر وعثمان ،حکومت نبوؐیہ کو آہستہ آہستہ اور بڑی حکمت عملی سے تبدیل کررہے تھے اور پرانے لوگ کہیں کہیں چونک پڑتے تھے۔علامہ مودودی سے ایک مثال سُن لیں لکھتے ہیں کہ:۔

۔''مثال کے طور پر جب ولید بن عقبہ کوفہ کی گورنری کا پروانہ لے کر حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ:۔''معلوم نہیں ہمارے بعد تُو زیادہ دانا ہو گیا یا ہم تیرے بعد احمق ہو گئے ؟'' اُس نے جواب دیا۔''ابواسحاق براَفروختہ نہ ہو یہ تو بادشاہی ہے۔صبح کوئی اس کے مزے لوٹتا ہے تو شام کوئی اور۔'' حضرت سعد نے کہا۔''میں سمجھتا ہوں واقعی تم لوگ اِسے بادشاہی بنا کر چھوڑو گے۔''(خلافت وحکومت صفحہ 108)

کہنا یہ ہے کہ حضرات ابوبکر وعمر وعثمان نے لوگوں کو بادشاہی یا ملوکیت کی راہ پر ڈالا تھا۔لہٰذا پورے ملک میں لوگ بادشاہی کے انداز پر سوچتے تھے اور حکومت کو مزے لوٹنے کی چیز سمجھتے تھے۔اس خط میں حضرت علی علیہ السلام نے پہلی بات ہی یہ فرمائی ہے کہ:۔

۔''تمہاری عملداری وحکومت تمہاری مزے اڑانے اور کھانے پینے کی چیز نہیں ہے۔بلکہ تمہاری گردن میں لٹکنے والی ایک امانت اور ذمہ داری ہے جس کے لئے تم اپنے اوپر حکمران کے سامنے جوابدہ اور ذمہ دار ہو۔تمہیں یہ اختیارات حاصل نہیں ہیں کہ رعایا کے ساتھ جو دل چاہے وہ کرلیا کرو۔بلکہ تمہیں قوانین خداوندی کے اندر رہتے ہوئے کام کرنا ہیں۔(4۔5/1) اِن چاروں جملوں سے یہ بات طے ہوجاتی ہے کہ تمام ماتحت حکمرانوں اور گورنروں کو ہر معاملے میں قانون خدا ورسولؐ یعنی قرآن اور سُنت پر کار بند رہنا ہوگا اور امام کی دی ہوئی ہدایات سے تجاوز کا اختیار نہیں ہوگا اور اپنے ہر اقدام کی پشت پر ایک مضبوط دلیل پیش کرنا ہوگی۔سابقہ خلفاء کے اختیار کردہ قرآن وسنتِ نبویؐ کے خلاف رسوم ورواج اور دستور پر عمل نہیں کیا جائے گا۔وہ تو سابقہ کافروں کے قدم بقدم اس لئے چلے کہ رفتہ رفتہ اسلامی حکومت کو ایرانیوں اور رومیوں اور یونانیوں اور حمیریوں اور حبشیوں کے طرز حکومت میں

بدل دیں۔اور قرآنی قوانین کی جگہ کافروں کے قوانین کا مرکب و مکسچر جاری کر دیں۔ چونکہ وہ خلفاء نہ قرآن پر عبور رکھتے تھے نہ اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی تمام احادیث سُنی تھیں نہ تمام فیصلوں کے وقت وہ موجود رہے تھے اس لئے انہوں نے اس کو بہتر اور آسان سمجھا کہ جو ملک فتح کریں اُس ملک میں وہی طریقہ اور رواج اور قانون بحال رکھتے چلے جائیں جو وہاں رائج چلا آ رہا تھا۔اس لئے اُنہوں نے وہاں پر ہر جگہ وہیں کی زبان بحال رکھی۔ وہی دفاتر قائم رکھے وہی اسٹاف وہی عملہ برقرار رکھا۔یعنی صرف حکم چلانے والے بدل گئے اور کچھ نہ بدلا اور چین سے حکومت چلتی رہی۔اس سلسلے میں علامہ شبلی کی چند بنیادی باتیں سنتے چلیں لکھا ہے کہ:۔

۔''حضرت عمر کی سیاست کا ایک بڑا اصول یہ تھا کہ وہ قدیم سلطنتوں اور حکمرانوں کے قواعد اور انتظامات سے واقفیت پیدا کرتے تھے اور اُن میں جو چیزیں پسند کے قابل ہوتی تھیں اُن کو اختیار کرتے تھے۔خراج۔عشور۔دفتر۔رسد۔کاغذاتِ حساب۔اِن تمام انتظامات میں اُنہوں نے ایران وشام کے قدیم قواعد پر عمل کیا۔البتہ جہاں کوئی نقص پایا اس کی اصلاح کر دی۔عراق کے بندوبست کا جب ارادہ کیا تو حذیفہ اور عثمان بن حنیف کے نام حکم بھیجا کہ عراق کے دو بڑے زمینداروں کو میرے پاس بھیج دو۔چنانچہ یہ زمیندار مع مترجم کے اُن کے پاس آئے اور انہوں نے اُن سے دریافت کیا کہ سلاطین عجم کے یہاں مالگذاری کی تشخیص کا کیا طریقہ تھا؟۔جزیہ حالانکہ بظاہر مذہبی لگاؤ رکھتا تھا تاہم اس کی تشخیص میں وہی اصول ملحوظ رکھے جو نوشیروان نے اپنی حکومت میں قائم کئے تھے۔علامہ ابوجعفر محمد بن جریر طبری نے جہاں نوشیرواں کے انتظامات و بالخصوص جزیہ کا ذکر کیا ہے لکھا ہے:۔

۔''هِیَ الْوَدَا ع الَّتِی اِقْتَدٰی بِهَا عمر بن الخطاب حِیْنَ افتح بلا دالفرس ۔ یعنی یہ وہی قاعدے ہیں کہ حضرت عمر نے جب فارس کا ملک فتح کیا تو اُن کی اقتدا کی۔''اِس سے زیادہ صاف اور مصرّح علامہ ابن مسکویہ نے اس مضمون کو لکھا ہے۔علامہ مذکور نے جو حکیم اور فلسفی اور شیخ ابو علی سینا کا معاصر وہم پایہ تھا تاریخ میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام تجارب الأمم ہے۔اس میں جہاں حضرت عمر کے انتظامات ملکی کا ذکر کیا ہے لکھا ہے کہ:۔

۔''وَکَانَ عُمَر یلکثر الحلوة بقوم من الفرس یقرؤن علیه سیات الملوک و لا سیّما ملوک العجم لفضلاء و سیما انو شیر وان فانه کان معجبابها کثر الاقتدء بِهَا۔''''یعنی عمر فاروق فارس کے چند آدمیوں کو صحبت خاص میں رکھتے تھے یہ لوگ اُن بادشاہوں کے آئینِ حکومت پڑھ کر سُنایا کرتے تھے خصوصاً شاہانِ عجم کے اور اُن میں سے بھی خاص کر نوشیرواں کے، اس لئے کہ اُن کو نوشیرواں کے آئین بہت پسند تھے اور اُن کی بہت پیروی کرتے تھے۔''

علامہ موصوف کے بیان کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ عموماً مورخوں نے لکھا ہے کہ جب فارس کا رئیس ہرمزان اسلام لایا تو حضرت عمر نے اُس کو اپنے خاص درباریوں میں داخل کیا اور انتظامات ملکی کے متعلق اُس سے اکثر مشورہ لیتے تھے (الفاروق حصہ دوم صفحہ 89۔88)

علامہ شبلی کے اس بیان سے تصدیق ہوگئی کہ حضرت عمر نے اپنا کاروبارِ حکومت چلانے کیلئے کفار کے دانشوروں اور سیاست دانوں میں سے ماہرین کو انتخاب کر کے اپنے چاروں طرف بطور مشیر رکھا ہوا تھا اور سابقہ حکومتوں و کفار حکمرانوں کے آئین و قوانین و دَساتیر جمع کر رکھے تھے اور حسب ضرورت وہ ماہرین کفار کے جدید و قدیم قوانین و قواعد پڑھ کر سناتے اور بہترین مشورے دیتے رہتے تھے اور حضرت عمر اُن قوانین اور مشوروں کے مطابق اُنکی اقتداء اور پیروی کرتے اور اُنہیں اپنی سلطنت میں بطور قوانین جاری و نافذ کرتے رہتے تھے یہاں یہ بھی سنتے چلیں کہ حضرت عمر کی پیروی میں عثمان، معاویہ بھی حتیٰ کہ عباسیوں کے خلفا نے بھی ہمیشہ مذکورہ بالا ماہرین کی ایک جماعت برقرار رکھی اور بدستور اُنکی صوابدید سے کاروبارِ حکومت چلایا۔

اب یہ سوچنے کی بات ہے کہ قریشی حکمرانوں نے بجائے کافرانہ قوانین و آئین کی پیروی کے قرآن وحدیث کو اپنا راہنما کیوں نہ بنایا؟ یہاں

یہ ماننا پڑے گا کہ یا تو قرآن وحدیث اُن قوانین سے خالی تھے یا یہ لوگ قرآن وحدیث کے قوانین کو نافذ کرنے کے مخالف تھے۔ اس کا صحیح فیصلہ بھی قبل از وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کر گئے تھے لہٰذا حدیث کی مسلمہ صحیح و مستند کتاب بخاری میں علامہ محمد اسماعیل بخاری نے لکھا ہے کہ:۔

بَابُ قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ. حَدَّثَنَا احمد بن یونس قال حَدَّثَنَا ابن ابی ذئب عَنِ الْمقبری عن ابی ھریرۃؓ عَنْ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لَاتَقُوْمُ السَّاعَۃَ حَتّٰی تَاخُذَ اُمَّتِیْ بِاَخذ القرون قَبْلَھَا شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذَرْعًا بِذَرَاعٍ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَفَارِسَ وَالرُّوْمِ ؟ قَالَ وَمَنِ النَّاسُ اِلَّااُولٰئِکَ .

2۔ حَدَّثَنَا محمد بن عبدالعزیز قَالَ حَدَّثَنَا ابو عُمَر الصَّنْعَانِیْ مِنَ الیَمَن عَنْ زیدبن اسلم عَنْ عَطَابن یَسَار عَنْ ابی سعید الخدری عَن النَّبِی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلِکُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَذَرْعًا ذَرَاعًا حَتّٰی لو دَخَلُو احجر ضبّ تَبِعْتُمُوھُمْ .قُلْنَا یا رسولؐ اللّٰہ اَلْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی قَالَ فمن ؟ (بخاری جلد 2 پارہ 29 صفحہ 1088 کتاب الاعتصام)

۔''وہ باب جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بیان کیا جائے گا جس میں حضورؐ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم لوگ اپنے سے پہلی قوموں کے قوانین اور سُنتوں کی پیروی کرو گے چنانچہ اس سلسلے میں احمد بن یونس نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ مجھ سے ابن ابی ذئب مقبری نے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سُنا اور اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ فرماتے تھے کہ قیامت قائم ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ میری اُمت اپنے سے پہلی اُمتوں اور اقوام کی سرکشانہ بالشت بالشت اور ہاتھ سے ناپ ناپ کر پیروی نہ کر چکے۔ اُن سے کہا گیا کہ کیا ایرانیوں اور رومیوں کی پیروی بھی کرے گی؟ فرمایا کہ اُن کے علاوہ لوگ اور کون ہوسکتے ہیں۔ مطلب یہ کہ ایرانیوں اور رومیوں کی پیروی ہی تو تمہیں پسند آئے گی۔ دوسری حدیث محمد بن عبدالعزیز نے ابوعمر صنعانی سے اور انہوں نے زید بن اسلم سے اور انہوں عطا بن یسار سے اور انہوں نے سعید الخدری سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ فرماتے تھے کہ تم لوگ اپنے سے پہلے کے لوگوں کی بالشت بالشت اور ہاتھوں ہاتھ ناپ ناپ کر سرکشانہ پیروی کرو گے یہاں تک کہ اگر اُن میں کوئی بجّو کے سوراخ میں گُھسا ہوگا تو تم بھی گُھسو گے۔ ہم نے عرض کیا کہ یارسولؐ اللہ کیا ہم یہودیوں اور نصرانیوں کی اقتداء و پیروی بھی کریں گے؟ فرمایا کہ اور کس کی پیروی؟ مطلب یہ کہ تم یہود و نصارٰی کی اور ایرانیوں اور رومیوں کی پیروی ضرور کرو گے۔''

معلوم ہوا کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے سے جانتے تھے کہ قریشی حکمران قرآن کو اختیار نہ کریں گے بلکہ دنیا بھر کے کافروں اور مشرکوں اور بے دینوں کے قدم بقدم چلیں گے۔ یہ تھا وہ راستہ جس پر ان حکمرانوں نے ایک چوتھائی صدی تک جادہ پیمائی کی تھی اور حضرت علی علیہ السلام اس راستے کو مٹا کر قرآن وحدیث کے راستے پر اُمت کو چلانا چاہتے تھے اور ذرا سی لاپرواہی اور غفلت برداشت نہ کرتے تھے۔ چنانچہ اشعث بن قیس کو صاف اور واضح زبان میں خط لکھا اور حکومت کی ذمہ داریاں یاد دلائیں اور نہایت مہذبانہ انداز میں انتہائی اقدامات کی دھمکی بھی دی اور بتا دیا کہ میں بارہ مہینے اور چوبیس گھنٹے پسندیدہ اور نرم رَو حکمران نہیں رہ سکتا۔ بُرے لوگوں اور بُرے عملدار آمد کے جواب میں بُرا اقدام کرنے پر تیار رہتا ہوں۔ ایسے حالات پیدا نہ کرنا کہ میں تمہارے لئے ایک بُرا حکمران بن جاؤں اور رحم و کرم و نوازشات کو بالائے طاق رکھ کر تمہاری پٹائی اور ذلت کے احکام جاری کردوں۔ مطلب یہ کہ مجھ سے صرف نرم روی اور برداشت ہی کی اُمید نہ رکھنا۔ میں سب طرح کے حالات سے نمٹنا جانتا ہوں لہٰذا شریفانہ اور ذمہ دارانہ رویہ اختیار کرنے ہی میں خیریت ہے۔ مجھے سابقہ حکمرانوں کی طرح غلط روی کا عادی نہیں بنایا جاسکتا۔ نہ مجھے سرکشی سے ڈرایا جاسکتا ہے۔ نہ مجھے ابوبکر و عمر و عثمان اور اُن کے گورنروں کے رویہ کی مثال دے کر موڑا جاسکتا ہے۔ ساری دُنیا اِدھر سے اُدھر ہوجائے۔ میں قرآن سے ذرہ برابر نہ ہٹونگا۔ اور غلط کاروں کو ذمہ دار بنانے کے تمام ضروری اقدامات کروں گا۔ ساری دُنیا کو قرآن پر عمل کرنے کیلئے مجبور کروں گا۔

(نمبر6) خط

اِلٰی مُعَاوِیَۃَ: معاویہ کے نام

1۔ معاویہ کو قریشی لیڈروں کے خودساختہ اصول انعقادِ خلافت پر متوجہ کر کے اپنے برحق خلیفہ ہونے پر لاجواب گفتگو کی ہے۔ 2۔ عثمان کے خلاف سازش سے اپنی بریت کا اعلان کیا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

اِنَّـہٗ بَـایَـعَـنِیۡ الۡقَوۡمُ الَّذِیۡنَ بَـایَعُوۡا اَبَابَکۡرٍوَّعُمَرَوَعُثۡمَانَ عَلٰی مَابَایَعُوۡ عَلَیۡہِ،	1	بلاشبہ مجھے اسی پوری قوم نے خوشی سے بیعت کر کے اپنا خلیفہ بنایا تھا جس قوم نے جس اصول پر ابوبکر وعمر اور عثمان کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔
فَلَمۡ یَکُنۡ لِلشَّاھِدِاَنۡ یَّخۡتَارَ،وَلاَ لِلۡغَائِبِ اَنۡ یَّرُدَّ،	2	قریشی قوم کے اس عمل درآمد کے بعد کسی بھی موجود شخص کو یہ اختیار نہیں رہتا کہ وہ اس عمل کے خلاف کسی اور کو خلیفہ بنالے اور نہ اُس وقت کے غائب شخص کو اُنکے فیصلے کو رد کرنے کا اختیار رہتا ہے۔
وَاِنَّمَا الشُّوۡرٰی لِلۡمُھَاجِرِیۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ،	3	قریشی وانصاری عقیدے اور عمل کے ماتحت خلافت کے لئے مشورہ کر کے فیصلہ کرنے کا اختیار صرف مہاجرین اور انصار ہی کو حاصل ہے۔
فَاِنِ اجۡتَمَعُوۡاعَلٰی رَجُلٍ وَسَمُّوۡہُ اِمَامًا کَانَ ذٰلِکَ لِلّٰہِ رَضیً،	4	چنانچہ اگر مہاجرین اور انصار کسی شخص کو خلیفہ بنانے کا اجتماعی فیصلہ کر کے اسے خلیفہ وامام نامزد کر دیں تو اسی فیصلے میں اللہ کی رضامندی ہوگی۔
فَاِنۡ خَرَجَ عَنۡ اَمۡرِھِمۡ خَارِجٌ بِطَعۡنٍ اَوۡبِدۡعَۃٍ رَدُّوۡہُ اِلٰی مَا خَرَجَ مِنۡہُ،	5	اس نامزدگی کے بعد جو کوئی اس قریشی فیصلے کی اطاعت سے خارج ہوگا، خواہ طعن وطنز کر کے یا کوئی نئی بدعت گھڑ کر اسے سارے مسلمان مل کر اپنی خلافت کے ماتحت جبراً لائیں گے۔ اور مطیع بنائیں گے۔
فَاِنۡ اَبٰی قَاتَلُوۡہُ عَلٰی اتِّبَاعِہٖ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ،	6	اب اگر وہ شخص نہ مانے گا تو اُس سے جنگ کریں گے اس لئے کہ اُس نے مومنین قریش کے خلاف راہ اختیار کی ہے۔
وَوَلاَّہُ اللّٰہُ مَاتَوَلّٰی،	7	اور اللہ بھی اُسے اُسی ولایت سے وابستہ رکھے گا جو اُس نے اختیار کی تھی۔
وَلَعَمۡرِیۡ.یَامُعَاوِیَۃُ.لَئِنۡ نَظَرۡتَ بِعَقۡلِکَ دُوۡنَ ھَوَاکَ لَتَجِدَنِّیۡ اَبۡرَأَالنَّاسِ مِنۡ دَمِ عُثۡمَانَ،وَلَتَعۡلَمَنَّ اَنِّیۡ کُنۡتُ فِیۡ عُزۡلَۃٍ عَنۡہُ اِلاَّ اَنۡ تَتَجَنّٰی،فَتَجَنَّ مَا بَدَالَکَ،وَالسَّلاَمُ،	8	اور اے معاویہ مجھے اپنی جان کی قسم اگر تو ذاتی خواہشات اور اپنی مصلحتوں سے ہٹ کر اپنی عقل سے کام لو تو یقیناً مجھے عثمان کے قتل میں تمام انسانوں سے زیادہ بری و بے قصور پائے گا اور تجھے ضرور یہ علم ہو جائے گا کہ میں اس سے ہٹ کر خانہ نشین رہا ہوں۔ سوائے اس کے کہ تم اپنے مقاصد کے لئے مجھ پر تہمت عائد کرو۔ والسلام

تشریح: اِس خط میں حضور علیہ السلام نے وہی دلیل بیان فرمائی جو مودودی اور قاضی ابوبکر نے خلافت وملوکیت میں اور احکام القرآن (تشریحات خط 4) مین بیان کی ہے اور حضرت علی علیہ السلام کے تمام اقدامات کو برحق وقرآن کے مطابق لکھا ہے اور ہم شروع ہی میں بیان کر چکے ہیں۔ اور قریش

کے تمام علماء نے حضرت علیؑ کو حق پر مانا ہے۔اور حضرت عائشہ،طلحہ، زبیر اور معاویہ کو باغی اور باطل گروہ قرار دیا ہے۔فرق یہ ہے کہ قرآن کی رُو سے ہم عائشہ،طلحہ، زبیر اور معاویہ اور اُن کے تمام طرفداروں کو نہ صرف باطل اور باغی گروہ کہتے ہیں بلکہ قرآن کریم میں اُن کے لئے کوئی رعایت نہیں پاتے ہیں اور جس طرح قریشی حکومتوں اور علماء نے اس معاملے کو قرآن کے سر چپکایا ہے اُسے غلط قرار دیتے ہیں۔چنانچہ وہ آیت علامہ مودودی کی تفہیم القرآن سے مع ترجمہ ملاحظہ فرمالیں۔اللہ کا ارشاد ہے کہ:۔

قرآن اور باغی گروہ اور قریشی علماء پر نظر؟

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْ ا فَاَصْلِحُوْ ا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰ هُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوْاالَّتِىْ تَبْغِىْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَ تْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَo (حجرات 49/9)

مودودی ترجمہ۔''اور اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ جائیں تو اُن کے درمیان صلح کراؤ۔پھر اگر اُن میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ سے بغاوت (زیادتی) کرے تو بغاوت (زیادتی) کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔پھر اگر وہ پلٹ آئے تو اُن کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف کرو کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 76 تا 78)

مودودی کی تشریحات اوّل سے آخر تک تمام صورت حال کے لئے

پہلی تشریح ''یہ نہیں فرمایا کہ۔''جب اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑیں۔'' بلکہ فرمایا یہ ہے کہ۔''اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ جائیں۔'' اِن الفاظ سے یہ بات خود بخود نکلتی ہے کہ آپس میں لڑنا مسلمانوں کا معمول نہیں ہے۔اور نہیں ہونا چاہئے۔اور نہ اُن سے یہ امر متوقع ہے کہ وہ مومن ہوتے ہوئے آپس میں لڑا کریں گے۔البتہ اگر کبھی ایسا ہو جائے تو اس صورت میں وہ طریق کار اختیار کرنا چاہئے جو آگے بیان کیا جارہا ہے۔علاوہ بریں گروہ کے لئے بھی ''فرقہ'' کے بجائے ''طائفہ'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے عربی زبان میں ''فرقہ'' بڑے گروہ کے لئے اور طائفہ چھوٹے گروہ کے لئے بولا جاتا ہے۔اس سے بھی یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں یہ ایک انتہائی ناپسندیدہ حالت ہے۔جس میں مسلمانوں کی بڑی بڑی جماعتوں کا مبتلا ہو جانا متوقع نہیں ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 76)

دوسری تشریح ''13 اس حکم کے مخاطب وہ تمام مسلمان ہیں جو ان دونوں گروہوں میں شامل نہ ہوں۔اور جن کے لئے اُن کے درمیان صلح کی کوشش کرنا ممکن ہو۔دوسرے الفاظ میں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمانوں کا یہ کام نہیں کہ اُن کی اپنی ملت کے دو گروہ آپس میں لڑ رہے ہوں اور وہ بیٹھے اُن کی لڑائی کا تماشہ دیکھتے رہیں۔بلکہ یہ افسوس ناک صورتِ حال جب بھی پیدا ہو، تمام اہل ایمان کو اس پر بے چین ہو جانا چاہئے اور اُن کے باہمی معاملات کی اصلاح کے لئے جس کے بس میں جو کچھ بھی ہو وہ کوشش اُسے صرف کرڈالنی چاہئے۔فریقین کو لڑائی سے باز رہنے کی تلقین کی جائے۔انہیں خدا سے ڈرایا جائے۔با اثر لوگ فریقین کے ذمہ دار آدمیوں سے جا کر ملیں۔نزاع کے اسباب معلوم کریں اور اپنی حد تک ہر وہ کوشش کریں جس سے اُن کے درمیان مصالحت ہو سکتی ہو۔'' (تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 76)

تیسری تشریح ''14 یعنی مسلمانوں کا یہ کام بھی نہیں کہ وہ زیادتی کرنے والے کو زیادتی کرنے دیں۔اور جس پر زیادتی کی جارہی ہو اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں، یا اُلٹا زیادتی کرنے والے کا ساتھ دیں بلکہ اُن کا فرض یہ ہے کہ اگر لڑنے والے فریقین میں صلح کرانے کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں تو پھر یہ دیکھیں کہ حق پر کون ہے اور زیادتی کرنے والا کون ہے؟ جو حق پر ہو اس کا ساتھ دیں اور جو زیادتی کرنے والا ہو اس سے لڑیں۔اس لڑائی

کا چونکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس لئے یہ واجب ہے اور جہاد کے حکم میں ہے۔ اس کا شمار اس فتنے میں نہیں ہے جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْقَائِمُ فِیْھَا خَیْرٌ مِنَ لُمَاشِیْ و القاعد فیھَا خَیْرٌ مِنَ الْقَائِم۔ (اس میں کھڑا رہنے والا چلنے والے سے، اور بیٹھ جانے والا کھڑا رہنے والے سے بہتر ہے۔) کیونکہ اس فتنے سے مراد تو مسلمانوں کی وہ باہمی لڑائی ہے جس میں فریقین عصبیت اور حمیت جاھلیہ اور طلب دنیا کے لئے لڑ رہے ہوں۔ اور دونوں میں سے کوئی بھی حق پر نہ ہو۔ رہی یہ لڑائی جو زیادتی کرنے والے گروہ کے مقابلے میں برسرِحق گروہ کی حمایت کے لئے لڑی جائے، تو یہ فتنہ میں حصہ لینا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے۔ تمام فقہا کا اس کے وجوب پر اتفاق ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں اس کے واجب ہونے پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (احکام القرآن للجصاص) بلکہ بعض فقہا نے تو اسے جہاد سے بھی افضل قرار دیا ہے۔ اور ان کا استدلال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا پورا زمانہ خلافت کفار سے جہاد کرنے کے بجائے باغیوں سے لڑنے میں صرف کر دیا۔ (روح المعانی) اس کے واجب نہ ہونے پر اگر کوئی اس بات سے استدلال کرے کہ حضرت علیؓ کی ان لڑائیوں میں حضرت عبداللہ بن عمر اور بعض دوسرے صحابہ نے حصہ نہیں لیا تھا وہ غلطی پر ہے۔ ابن عمر خود فرماتے ہیں کہ ماوجدت فی نفسی من شیءٍ ما وَجدتُ مِن ھٰذہ الا یۃ اَنّی لم اقاتل ھٰذہ الفئۃ الباغیہ کماامرنی اللّٰہ تعالٰی۔ (المستدرك للحاکم، کتاب المعرفۃ الصحابہ، باب الدفع عمن قعد واعن بیعۃ علیؓ) مجھے اپنے دل میں کسی بات پر اتنی زیادہ کھٹک محسوس نہیں ہوئی جتنی اس آیت کی وجہ سے ہوئی کہ میں نے اللہ کے حکم کے مطابق اُس باغی گروہ سے جنگ نہیں کی۔" زیادتی کرنے والے گروہ سے "قتال" کرنے کا حکم لازماً یہی معنی نہیں رکھتا کہ اس کے خلاف ہتھیاروں سے جنگ کی جائے۔ اور ضرور اُس کو قتل ہی کیا جائے۔ بلکہ اس سے مراد اُس کے خلاف طاقت کا استعمال ہے اور اصل مقصود اُس کی زیادتی کا ازالہ ہے۔ اس مقصد کے لئے جس طاقت کا استعمال ناگزیر ہو اُسے استعمال کرنا چاہئے۔ اور جتنی طاقت کا استعمال کافی ہو، نہ اس سے کم استعمال کرنا چاہئے نہ اُس سے زیادہ۔ اس حکم کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو طاقت استعمال کر کے زیادتی کا ازالہ کرنے پر قادر ہوں۔

چوتھی تشریح حقیقی معنی کا اقرار

"15۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ لڑائی باغی (زیادتی کرنے والے گروہ) کو بغاوت (زیادتی) کی سزا دینے کے لئے نہیں ہے بلکہ اُسے اللہ کے حکم کی طرف پلٹنے پر مجبور کرنے کے لئے ہے۔ اللہ کے حکم سے مراد یہ ہے کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی رُو سے جو بات حق ہو اُسے یہ باغی گروہ قبول کر لینے پر آمادہ ہو جائے اور جو طرزِ عمل اس میزانِ حق کی رُو سے زیادتی قرار پاتا ہے اُس کو چھوڑ دے۔ جوں ہی کہ کوئی باغی گروہ اس حکم کی پیروی پر راضی ہو جائے اس کے خلاف طاقت کا استعمال بند ہو جانا چاہئے کیونکہ یہی حق کا مقصود اور اُس کی آخری حد ہے۔" (تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 78۔77)

آخری تشریح اور فقہاء کے بیانات اور مرتضویؑ پوزیشن

"17۔ اس قانون کی کوئی تشریح رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں نہیں ملتی کیونکہ حضورؐ کے زمانے میں مسلمانوں کے درمیان جنگ کی کبھی نوبت ہی نہیں آئی کہ آپؐ کے عمل سے یا قول سے اس کے احکامات کی تفصیلات معلوم ہوتیں۔ بعد میں اس قانون کی مستند تشریح اس وقت ہوئی جب حضرت علیؑ کے عہدِ خلافت میں خود مسلمانوں کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔ اُس وقت چونکہ بکثرت صحابہ کرام موجود تھے۔ اس لئے اُن کے عمل اور اُن کے بیان کردہ احکام سے اسلامی قانون کے اس شعبے کا مفصل ضابطہ مرتب ہوا۔ خصوصیت کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اُسوہ اس معاملے میں تمام فقہا کا اصل مرجع ہے۔ ذیل میں ہم اس ضابطہ کا ایک ضروری خلاصہ درج کرتے ہیں۔" (تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 78)

اسکے بعد مودودی نے بڑی تفصیل سے قریشی فقہا اور محدثین و مورخین کے قلم سے پانچ صفحات میں بغاوت یا خروج کی مختلف قسموں پر مسائل لکھے ہیں اور تمام مسائل میں فقہا اور علماء نے کوشش کی ہے یزید و معاویہ کی قسم کے حکمرانوں کی رعایت کی جائے۔ ہم حضرت علی علیہ السلام کے بیان فرمودہ مسائل کے علاوہ باقی تمام مسائل کو بکواس قرار دیتے ہیں اسلئے کہ وہ خطا کاروں کے اجتہادات ہیں اور ہم اجتہاد کے صحیح مسائل کو بھی حرام قرار دیتے ہیں۔

حضرت علیؑ کے اُسوۂ حسنہ اور مودودی کے بیانات

مودودی کا حضرت علی علیہ السلام کے متعلق بیان:۔ ''اس ضابط کا دوسرا ماخذ جس پر تمام فقہائے اسلام نے اعتماد کیا ہے حضرت علیؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اور عمل ہے۔ آپؑ نے جنگ جمل میں فتحیاب ہونے کے بعد اعلان کیا کہ بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرو۔ زخمی پر حملہ نہ کرو۔ گرفتار ہو جانے والوں کو قتل نہ کرو۔ جو ہتھیار ڈالدے اس کو امان دو۔ لوگوں کے گھروں میں نہ گھسو۔ عورتوں پر دست درازی نہ کرو خواہ وہ تمہیں گالیاں ہی کیوں نہ دے رہی ہوں۔ آپؑ کی فوج کے بعض لوگوں نے مطالبہ کیا کہ مخالفین کو اور اُن کے بال بچوں کو غلام بنا کر تقسیم کر دیا جائے۔ اس پر غضبناک ہو کر آپؑ نے فرمایا کہ تم میں سے کون ام المومنین عائشہ کو اپنے حصے میں لینا چاہتا ہے۔ باغیوں کے اموال کا حکم جو حضرت علیؑ کے اُسوۂ حسنہ سے ماخوذ ہے وہ یہ ہے کہ اُن کا کوئی مال خواہ اُن کے لشکر میں ملا ہو یا اُن کے پیچھے اُن کے گھروں پر ہو اور خواہ وہ زندہ ہوں یا مارے گئے ہوں بہرحال اُسے نہ مال غنیمت قرار دیا جائے گا اور نہ فوج میں تقسیم کیا جائے گا البتہ جس مال کا نقصان ہو چکا ہو اس کا کوئی ضمان (ضمانت) لازم نہیں آتا۔ جنگ ختم ہونے اور بغاوت کا زور ٹوٹ جانے کے بعد اُن کے مال اُن ہی کو واپس دے دیئے جائیں گے۔ اُن کے اسلحہ اور سواریوں کو جو جنگ کے دوران ہاتھ آجائیں تو اُنہیں اُن کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔ مگر فاتحین کی ملکیت بنا کر مال غنیمت کے طور پر تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر اُن سے بغاوت کا اندیشہ نہ ہو تو اُن کی یہ چیزیں بھی واپس دے دی جائیں گی۔ (تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 82-81)

یہاں مودودی کی تشریحات و بیانات ختم ہو گئے۔ سب سے پہلے ہمیں قارئین کو یہ بتانا ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام جہاد کے دوران یا جہاد میں فتح کے بعد دشمن کا مال لُوٹنے یا مال غنیمت حاصل کرنے میں قرآن کے حقیقی حکم (8/68) پر عمل کرتے تھے اور کبھی مال غنیمت نہ لیتے تھے۔ تواریخ میں دُشمن کی تلوار اُس حالت میں لیتے تھے جب کہ اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالتے تھے۔ مثال میں عمر بن عَبدوَد جنگ خندق میں اور مرحب جنگ خیبر میں مشہور شجاعان کفار ہیں۔ اُن کے بدن سے زرہ و جواہر کی پیٹیاں اور زیور نہ لیا تھا اور رونے والی بہنوں وغیرہ نے رونا بند کر دیا تھا کہ ہمارے وارث کو کسی بہادر اور غیور نے قتل کیا ہے۔ اُنہوں نے عہد رسولؐ میں کبھی بھی قرآن کے رعایتی حکم (8/69) پر عمل نہیں کیا جو مشروط تھا اور اُس کی رُو سے مال غنیمت کو دوگنا کر کے واپس دینا قرآن میں مذکور ہے (انفال 8/70) لہٰذا یہ سمجھنا غلط ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا مسلمان باغیوں سے مال غنیمت نہ لینا باغیوں کے مسلمان ہونے کی وجہ سے تھا۔ مسلمان تو وہ تھے ہی نہیں۔ دوسری بات یہ نوٹ کرنے کی ہے کہ اگر حضرت ابوبکر و عمر نے مال غنیمت کے متعلق قرآن کے حقیقی احکام (68 تا 8/70) کو مان کر عربوں کو مال غنیمت لوٹنے سے منع کر دیا ہوتا تو وہ نہ عربوں کی بغاوت پر قابو پا سکتے اور نہ بیرونی ممالک میں فتوحات حاصل کر سکتے تھے اور چند ہی روز میں خلافت حضرت علی علیہ السلام کو واپس دینے پر مجبور ہو جاتے لیکن قریش قلبی حیثیت سے اسلام نہ لائے تھے اس لئے اُنہوں نے اپنے مخالف مسلمانوں کو لوٹنا اور لونڈی غلام بنانا جاری رکھا تھا۔

علامہ مودودی نے قرآن کے الفاظ بدل کر حضرت علیؑ کے قریشی مخالفوں کی طرفداری کی

قارئین نے دیکھا ہے کہ مودودی نے پہلی، دوسری اور تیسری تشریح میں قرآن کے الفاظ۔ ''بَغَتْ اور تَبْغِی۔'' کے معنی بغاوت اور باغی کے

بجائے۔''زیادتی کرنے والے۔'' کرتے چلے گئے اور چوتھی تشریح میں اس خیانت اور بے ایمانی کو قبول کرلیا ہے یعنی جمل وصفین والوں کو اللہ و رسولؐ اور علیؑ کا باغی لکھ دیا ہے۔لہٰذا قرآن کی ترجمانی میں عمداً ردّ و بدل کرنے اور باغیوں کی طرفداری کرنے کی بنا پر مودودی خود باغی و بے دین ہو گئے ہیں اور آخری بیان میں مودودی نے کُھل کر اللہ و قرآن کے خلاف لکھا ہے کہ:۔

''بغاوت کرنے والے گروہ سے ''قتال'' کرنے کا حکم لازماً یہی معنی نہیں رکھتا کہ اُس کے خلاف ہتھیاروں سے جنگ کی جائے اور ضرور اُس کو قتل ہی کیا جائے۔'' (تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 77)

مودودی کی یہ بکواس محض قریشی باغیوں کی طرفداری میں قرآن کے ظاہر الفاظ۔''فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ۔'' (49/9) (چنانچہ باغیوں سے جنگ کرو) کو بدل دیا ہے اور اپنی وضاحت میں قرآن کی ہر ممکن مخالفت کی ہے۔بہرحال یہ خط بھی معاویہ اور قریش اور علمائے قریش کا مُنہ بند کرنے کے لئے کافی ہے۔مگر ہمارے مجتہد نام کے علماء اور اُن کے مقلدین یا پیروی کرنے والے شیعوں نے کبھی بھی حضرت علی علیہ السلام کے خطوط و خطبات کو اور اُن کے حقیقی مطالب کو پیش نہ کیا ورنہ قریشی مذہب کب کا مر چکا ہوتا۔

(نمبر 7) خط معاویہ کے نام۔ایضاً

1۔معاویہ کے خط پر سبق آموز ریمارکس۔2۔قریشی عقیدے کی رو سے بیعت کی پوزیشن اور منحرف اور غور و خوض کرنے والوں کی حالت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ اَتَتۡنِیۡ مِنۡکَ مَوۡعِظَۃٌ مُّوَصَّلَۃٌ وَرِسَالَۃٌ مُّحَبَّرَۃٌ،	1	بعد از حمد و ثنا و درود واضح ہو کہ تمہارا ایک نصیحتوں سے لبریز اور نمائشی اور خود ساختہ اور بے سرو پا خط مجھے مل گیا ہے؛
نَمَّقۡتَهَا بِضَلَالِکَ ،	2	جسے تم نے اپنی گمراہی کی بنا پر لکھا ہے؛
وَاَمۡضَیۡتَهَا بِسُوۡءِ رَاۡیِکَ،	3	اور اپنی رائے کی خرابی کے سہارے بھیجا ہے؛
وَکِتَابُ امۡرِیٍٔ لَیۡسَ لَهٗ بَصَرٌ یَّهۡدِیۡهِ،	4	اور یہ ایک ایسے شخص کی تحریر معلوم ہو رہی ہے جس کو بصیرت حاصل نہیں ہے تاکہ وہ اس سے راہنمائی حاصل کر سکے؛
وَلَا قَائِدٌ یُّرۡشِدُهٗ،	5	اور نہ اُسے کوئی قائد یا راہنما ملا جو اُسے راستی کا سبق دیتا؛
قَدۡ دَعَاهُ الۡهَوٰی فَاَجَابَهٗ،	6	ہوا یہ کہ اُسے اس کے غلط مقاصد نے دعوت دی اور اُس نے قبول کر لیا۔
وَقَادَهُ الضَّلَالُ فَاتَّبَعَهٗ،	7	اور گمراہی نے اُس کی قیادت کی اور اُس نے اُس کی پیروی کر لی۔
فَهَجَرَ لَاغِطًا وَّضَلَّ خَابِطًا،	8	چنانچہ اُس نے عقل و فہم سے ہجرت کر لی اور شبہات کے دباؤ سے گمراہ ہو گیا۔
لِاَنَّهَا بَیۡعَۃٌ وَّاحِدَۃٌ لَّا یُثَنّٰی فِیۡهَا النَّظَرُ ،	9	سبب یہ ہے کہ خلافت کی بیعت صرف ایک دفعہ ہوتی ہے۔نہ اس میں دوبارہ غور و خوض کی گنجائش ہے۔
وَلَا یُسۡتَانَفُ فِیۡهَا الۡخِیَارُ،	10	اور نہ ہی یہ بیعت ہو چکنے کے بعد کسی اپیل اور اعادہ کی گنجائش و اختیار ہے۔
اَلۡخَارِجُ مِنۡهَا طَاعِنٌ ،	11	اس سے خارج ہونے والا اسلام پر اعتراض کرنے والا ہے۔

وَالْمُرَوِّیْ فِیْهَا مُدَاهِنٌ ۔	12	اور اس میں غور کا قائل منافق ہے۔

تشریح:۔ خط کے پہلے آٹھ جملے کسی بد باطن معترض کو جواب دینے میں منہ توڑ جواب دینا سکھاتے ہیں اور اپنے مخاطب کا منہ بند کرنے اور اُس کی عقلی پوزیشن کو مسمار کرنے کے لئے ایک شاہکار ہیں۔لہٰذا یہ الفاظ اور الفاظ کی ترتیب اور بندش ہر اہل قلم کو نوٹ کر کے رکھنا چاہئے اور قریشی قسم کے لوگوں پر استعمال کرنا چاہیئے۔ساتھ یہ نوٹ کرنا چاہئے کہ جس شخص کو اہل عرب عموماً اور قریشی لیڈر خصوصاً دُھاۃ العرب یعنی عرب کے سب سے بڑے دانشور اور عظیم سیاستدان کہتے چلے آئے ہیں اس کا حال اور پوزیشن حضرت علی علیہ السلام کی نظر میں کتنی گھٹیا اور بے وزن رہی ہے؟ علامہ شبلی سے سنئے:۔

معاویہ کی پوزیشن حضرت عمر اور علامہ شبلی کے نزدیک

۔''عمر کی طبیعت شروع سے جوہر شناس تھی یعنی جس شخص میں جس قسم کی قابلیت ہوتی تھی وہ اس کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے اُس کے ساتھ ہی اُنہوں نے ملک کے تمام قابل آدمیوں سے واقفیت بہم پہنچائی تھی۔یہی بات تھی کہ اُنہوں نے جس شخص کو جو کام دیا اس کے انجام دینے کے لئے اُس سے بڑھ کر آدمی نہیں مل سکتا تھا۔عرب میں چار شخص تھے جن کو ''دُھَاۃُ الْعَرَب'' کہا جاتا ہے یعنی جو فنِ سیاست وتدبیر میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے امیر معاویہ۔عمرو بن العاص۔مغیرہ بن شعبہ اور زیاد بن سمیہ۔حضرت عمر نے زیاد کے سواتینوں کو بڑے بڑے ملکی عہدے دئے اور چونکہ یہ لوگ صاحب ادّعا بھی تھے اس لئے اس طرح اُن پر قابو رکھا کہ کبھی کسی قسم کی خودسری نہ کرنے پائے۔زیاد اُن کے زمانے میں شانزدہ (16) سالہ نوجوان تھا۔اس لئے اُس کو کوئی بڑا عہدہ نہیں دیا لیکن اُس کی قابلیت اور استعداد کی بنا پر ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ کاروبار حکومت میں اُس کو مشیر کار بنائیں۔''

(الفاروق حصہ دوم صفحہ 12۔11 رحمانی پریس دہلی)

شبلی کا یہ بیان خود حضرت عمر کی قابلیت کا بھی سدرہ المنتہی ہے۔مگر حضرت علی علیہ السلام کے خط کے یہ آٹھ جملے حضرت عمر کی قابلیت کو بھی تحت الثریٰ میں پہنچا دیتے ہیں۔دراصل جس چیز کو حضرت عمر اور قریشی علماء قابلیت کے نام سے پکارتے ہیں وہ دراصل دھوکا،فریب،غداری،بدنہادی کا دوسرا نام ہے اور ظاہر ہے کہ جن لوگوں کو وہ پسند کریں گے وہ اُن ہی کی ترازو میں تولے ہوئے لوگ ہونا ضروری ہیں۔اُن میں وہ تمام صفات ہونا لازم ہیں جو اُن آٹھ جملوں میں ہیں۔حضور علیہ السلام نے خلافت اور خلافت کی بیعت کے متعلق جو کچھ بھی لکھا ہے وہ سراسر قریشی لیڈروں کے مسلّمات اور خانہ ساز قوانین وقواعد ہیں جن کے سامنے نہ معاویہ کی مجال تھی کہ وہ چُون چرا کرسکتا،نہ اُس وقت سے آج تک کے قریشی علماء حضرت علی علیہ السلام کے خلاف زبان کھول سکتے ہیں اس لئے کہ وہاں خلاف ورزی کی سزا صرف قتل طے شدہ ہے۔

خلافت الٰہیّہ کے لئے کسی خرید وفروخت یعنی بیعت کی ضرورت نہیں وہ تو ایمان میں شامل ہے

مگر خلافت الٰہیّہ سے اُن قوانین وقواعد کا کوئی تعلق نہیں ہے۔وہاں تو مسلمان ہونے اور کلمہ پڑھنے ہی کے وقت سے خلافت وخلیفہ یا مملکت وامام کا اقرار واعلان کیا جاتا ہے۔یعنی اللہ پر ایمان رسولؐ اللہ پر ایمان اور خلیفۃ اللہ پر ایمان یعنی اَشْھَدُاَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وَاَشْھَدُاَنَّ محمدٌ رسولُ اللّٰہ وَاَشْھَدُاَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہ ۔یہ تینوں اجزا مستقل ہیں اور تا قیامت اِن میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔لہٰذا نہ رسولؐ کا تعین انسانوں کے ہاتھ میں ہے نہ خلیفہ یا ولی کو لوگ مقرر ومعزول کریں گے۔نہ غور وخوص کی ضرورت ہے۔خلافت الٰہیہ میں جبر نہیں کیا جائے گا۔جس کا دل چاہے اللہ ورسولؐ اور ولیؐ پر ایمان لائے،دل نہ چاہے ایمان نہ لائے۔حکومت الٰہیّہ میں نظام وانتظام ایسا ہوگا کہ اُسے اختیار کئے بغیر محرومی ونامرادی سے دست وگریباں رہنا لازم ہے۔لوگ نامرادیوں سے تنگ آکر خود بخود بلا جبر وکراہ ولایت میں داخل ہوں گے۔داخل ہوں گے تو فلاح اور سربلندی ملے گی۔

خط (نمبر 8) اِلٰی جَرِیْرِابْنِ عَبْدِاللّٰہِ الْبَجَلِیِّ لَمَّااَرْسَلَہٗ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ

(جریر بن عبداللہ بَجَلّی کے نام جب اُسے معاویہ کے پاس بھیجا ہوا تھا (اور اسے وہاں دیر ہوگئی تھی)

1۔معاویہ نے جریر کو بیوقوف بنا کر جواب دینے میں تاخیر کی تو اُسے فوراً لوٹنے کا حکم بھیجا۔

2۔معاویہ کو جنگ یا صلح میں سے ایک کو قبول کرنے کا رُسوا کُن تقاضہ فرمایا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

اَمَّا بَعْدُ فَاِذَااَتَاکَ کِتَابِیْ فَاحْمِلْ مُعَاوِیَۃَعَلَی الْفَصْلِ،	1	حمد وثنا اور درود کے بعد معلوم ہو کہ جیسے ہی تمہیں میرا یہ خط ملے تو معاویہ کو ایک آخری فیصلے پر مجبور کردو۔
وَخُذْہُ بِالْاَمْرِالْجَزْمِ،	2	اور اسے ایک مستحکم بات ماننے کا تقاضہ کرو۔
ثُمَّ خَیِّرْہُ بَیْنَ حَرْبٍ مُّجْلِیَۃٍ اَوْسِلْمٍ مُّخْزِیَۃٍ،	3	پھر اُسے اختیار دو کہ وہ یا تو ایک بے گھر کر دینے والی جنگ کو اختیار کرلے یا ایک رُسوا کن صلح کو مانے۔
فَاِنِ اخْتَارَالْحَرْبَ فَانْبِذْاِلَیْہِ،	4	چنانچہ اگر وہ جنگ کو اختیار کرے تو اُسے چھوڑ کر چلے آؤ۔
وَاِنِ اخْتَارَالسِّلْمَ فَخُذْ بَیْعَتَہٗ،وَالسَّلَامُ.	5	اور اگر وہ صلح پر رضا مند ہو تو اُس سے بیعت لے کر واپس پہنچو۔ والسلام

تشریح:۔ جب حضرت علی علیہ السلام جنگ جَمل کے سلسلے میں بصرہ تشریف لے گئے تھے۔اُس زمانہ میں جریر بن عبداللہ بجلی عثمان کی جانب سے ھمدان کے گورنر تھے اور اشعث بن قیس صوبہ آذر بائجان کے گورنر تھے۔جب حضرت علیؑ جنگ فتح کر کے کوفہ کو واپس جانے لگے تو اِن دونوں کو لکھا کہ تم وہاں کے لوگوں سے بیعت لے کر میرے پاس پہنچو۔چنانچہ اُن دونوں نے تعمیل کی اور حضورؑ کے پاس آگئے۔جب حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ سے بیعت لینے کے لئے قاصد بھیجنے کا ارادہ کیا تو جریر بن عبداللہ نے عرض کیا کہ آپ مجھے قاصد کی حیثیت سے معاویہ کے پاس بھیجیں۔میری اس سے دوستی ہے میں اُسے آپ کی اطاعت پر رضا مند کرلوں گا۔مالک اشتر نے منع کیا کہ جریر کو نہ بھیجیں میرے خیال میں یہ دل سے معاویہ کے ساتھ ہے۔حضورؑ نے فرمایا کہ جانے دو دیکھتے ہیں یہ کیا کچھ کر کے آتا ہے۔آپؑ نے اُسے معاویہ کے نام ایک خط بھی دیا اور دمشق روانہ کردیا۔جب جریر نے معاویہ کو حضرت علی علیہ السلام کا خط اور پیغام دیا تو معاویہ نے خط کو پڑھا مگر جریر کو جواب کچھ نہ دیا اور کہا کہ یہ جلدی کرنے کا معاملہ نہیں ہے۔مجھے اس پر بہت غور وخوض کرنا ہوگا،رؤساء شام اور اھل دربار سے مشورے کرنے ہوں گے۔چنانچہ تم اطمینان سے قیام کرو اور خود بھی یہاں کے حالات پر نظر ڈالو اور صورت حال پر غور وتامل کرو۔چنانچہ جریر ٹھہر گئے اور دربار کے حالات اور شام کے رئیسوں اور سرداروں کے حالات دیکھنے لگے۔معاویہ نے اسی دوران عمرو بن العاص کو اُن کے گھر قرقیسیا سے بلا بھیجا اور حضرت علیؑ پر فتح یاب ہونے کی صورت میں عمرو بن العاص کو مصر کی حکومت دینے کا معاہدہ کرلیا اور اُس کی عقل و ہمدردی خرید لی۔عمرو بن العاص نے بھی یہی مشورہ دیا کہ قتل عثمان کا پوا الزام حضرت علیؑ پر لگایا جائے اور جلد سے جلد اُن پر فوج کشی کردی جائے۔جریر دیکھ رہے تھے کہ رؤسائے شام اور سرداران افواج بڑے جوش وغضب سے معاویہ پر فوج کشی کا تقاضہ کر رہے ہیں۔معاویہ کوشش کرکے جریر کو ایسے نظارے دکھا رہا تھا جن میں جریر مرعوب ہو جائیں اور یقین کرلیں کہ جنگ ناگزیر ہے اور جنگ بڑی شدت کے ساتھ ہوگی۔جب کبھی جریر جواب کے لئے کہتا

معاویہ خوبصورت عذرات میں اُلجھا کر جریر کو بے وقوف بناتا رہا۔اُدھر کوفہ میں لوگ جریر کو سازشی اور سازش میں اُلجھا ہوا سمجھنے اور اُسے واپس بلانے کا تقاضہ کرنے لگے یوں یہ خط جریر کو لکھا گیا اور معاویہ نے جریر کونا کام واپس کر دیا۔وہ کوفہ میں پہنچا،شام اور معاویہ اور عمروعاص کے حالات سنائے،وہاں مالک اشتر نے اُنہیں ایسا تنگ پکڑا کہ جریر چوکڑی بھول گئے۔اورامیرالمومنین علیہ السلام کو چھوڑ کر اپنے بال بچوں میں چلے گئے اور بقول طبری معاویہ کو خط لکھا کہ جلد سے جلد علیؑ پر حملہ کر دو۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ جریر معاویہ کے پاس چلا گیا اور برابر اُس کے ساتھ رہا۔

یہاں شام پر حملے کے لئے افواج تیار تھیں معاویہ کے جواب کا انتظار ہو رہا تھا لہٰذا جریر کے آنے کے بعد افواج نے ھدایات کے مطابق روانگی شروع کر دی۔اِس روانگی کی اطلاعات معاویہ کو فراہم ہو رہی تھیں اور اُس پر خوف و ہراس چھایا ہوا تھا۔بہرحال اُس نے بھی مقام صفین پر مورچے سنبھالنے کے احکامات دے دئے۔

خط (نمبر9) معاویہ کو لکھا

1۔قریش نے رسولؐ اللہ کو قتل کرنے کا انتظام کیا۔2۔خاندان رسولؐ پر زندگی ناممکن بنائے رکھی۔

3۔ہم نے برابر رسولؐ اللہ اور اسلام کی حفاظت جاری رکھی۔

4۔علیؑ کے ساتھ ایسے قریش کا نام بھی نہ لینا چاہئے جو اسلامی تحفظ میں پیچھے رہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

فَاَرَادَ قَوۡمُنَا قَتۡلَ نَبِيِّنَا،	1	چنانچہ ہماری کہلانے والی قوم نے ہمارے نبیؐ کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے؛
وَ اجۡتِيَاحَ اَصۡلِنَا،	2	اور ہماری نسل کو منقطع کرنے اور جڑیں کھود ڈالنے کا بندوبست جاری رکھا؛
وَهَمُّوۡا بِنَا الۡهُمُوۡمَ،	3	اور ہمارے لئے غم والم فراہم رکھنے کو اہمیت دی؛
وَفَعَلُوۡا بِنَا الۡاَفَاعِيۡلَ،	4	اور ہمارے ساتھ ہر برا سلوک جاری رکھا؛
وَمَنَعُوۡنَا الۡعَذۡبَ،	5	اور راحت وسکون کو ہم تک پہنچنے سے روک دیا؛
وَاَحۡلَسُوۡنَا الۡخَوۡفَ،	6	اور ہمیں مستقلاً خوف و ہراس سے دوچار رکھنے کا انتظام کرتے رہے؛
وَاضۡطَرُّوۡنَا اِلٰى جَبَلٍ وَعۡرٍ،	7	اور ہمارے خاندان کو ایک خشک پتھریلے پہاڑ میں پناہ لینے پر مجبور کھا؛
وَاَوۡقَدُوۡا لَنَا نَارَ الۡحَرۡبِ،	8	اور ہمارے لئے جنگ کی آگ بھڑکا کر ہمیں ختم کر ڈالنے میں لگے رہے؛
فَعَزَمَ اللّٰهُ لَنَا عَلَى الذَّبِّ عَنۡ حَوۡزَتِهٖ، وَالرَّمۡىِ مِنۡ وَّرَاءِ حُرۡمَتِهٖ،	9	مگر اللہ نے ہمیں رسولؐ کے دین کی حفاظت اور ان کی عزت وحرمت کو محفوظ رکھنے کی ہمت اور مستقل ارادہ عطا کیا۔
وَمُؤۡمِنُنَا يَبۡغِىۡ بِذٰلِكَ الۡاَجۡرَ، وَكَافِرُنَا يُحَامِىۡ عَنِ الۡاَصۡلِ،	10	ہمارا مومن قریشی مظالم کو اجروثواب کی خاطر برداشت کرتا تھا۔اور ہمارا کافر قرابت کی وجہ سے حمایت کرتا تھا؛
وَمَنۡ اَسۡلَمَ مِنۡ قُرَيۡشٍ خِلۡوٌ مِمَّا نَحۡنُ فِيۡهِ	11	اور قریش میں سے جو لوگ اسلام اختیار کر چکے تھے وہ ہم پر آنیوالی مصیبتوں اور مظالم سے اس

بِحلْفٍ يَمْنَعُهُ ، اَوْعَشِيْرَةٍ تَقُوْمُ دُوْنَهُ،		لئے محفوظ تھے کہ انہوں نے اپنے خاندانوں اور چودھریوں سے حلفیہ معاہدے لے رکھے تھے اور خود اُنکے رشتے دار انکی مدد کیلئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے؛
فَهُوَ مِنَ الْقَتْلِ بِمَكَانِ اَمْنٍ،	12	یوں وہ امن وچین سے رہتے تھے۔
وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ،صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ، اِذَا اَحْمَرَّ الْبَاسُ وَاَحْجَمَ النَّاسُ قَدَّمَ اَهْلَ بَيْتِهٖ فَوَقٰى بِهِمْ اَصْحَابَهُ حَرَّ السُّيُوْفِ وَالْاَسِنَّةِ،	13	اور رسوؐل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا اپنا طریقہ بھی یہی تھا کہ جب جنگ اور خطرات کی شدت ہوتی تھی تو وہ اپنے صحابہ کو پیچھے رکھا کرتے تھے اور اپنے اہلبیتؑ کو آگے بڑھا دیا کرتے تھے۔ یوں صحابہ کو برچھیوں اور تلواروں کی مار سے بچاتے رہتے تھے؛
فَقُتِلَ عُبَيْدَةُ ابْنُ الْحَارِثِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَقُتِلَ حَمْزَةُ يَوْمَ اُحُدٍ، وَقُتِلَ جَعْفَرٌ يَوْمَ مُؤْتَةَ،	14	چنانچہ عبیدہ بن حارثؓ جنگ بدر میں قتل ہوئے۔ اور حمزؓہ جنگ احد میں قتل ہوگئے اور جعفرؓ جنگ موتہ میں قتل ہوگئے۔
وَاَرَادَ مَنْ لَّوْشِئْتُ ذَكَرْتُ اسْمَهُ مِثْلَ الَّذِىْ اَرَادُوْا مِنَ الشَّهَادَةِ، وَلٰكِنْ اٰجَالُهُمْ عُجِّلَتْ،وَمَنِيَّتُهُ اُخِّرَتْ،	15	اور اگر میں چاہوں تو ایک اور شخص کے نام کا تذکرہ بھی کرسکتا ہوں جس نے اُن شہدائے اہلبیتؑ ہی کی طرح شہید ہوجانے کا ارادہ کررکھا تھا۔ مگر ہوا یہ کہ ان حضرؑات کی عمروں نے ختم ہونے میں جلدی کی مگر اسکی تمنا کے پورا ہونے میں تاخیر کردی گئی؛
فَيَا عَجَبًا لِلدَّهْرِ اِذْ صِرْتُ يُقْرَنُ بِىْ مَنْ لَمْ يَسْعَ بِقَدَمِىْ، وَلَمْ تَكُنْ لَهُ كَسَابِقَتِىْ، الَّتِىْ لَايُدْلِىْ اَحَدٌ بِمِثْلِهَا اِلَّااَنْ يَّدَّعِىَ مُدَّعٍ مَالَا اَعْرِفُهُ، وَلَا اَظُنُّ اللّٰهَ يَعْرِفُهُ، وَالْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ،	16	اب تو زمانہ کی حالت قابل تعجب ہے کہ وہ چلتے چلتے یہاں تک بڑھ آیا کہ اب میرے ساتھ ایسے لوگوں کا ذکر کیا جانے لگا ہے جنہوں نے اسلام کیلئے جدوجہد میں میرے ایسے کارنامے انجام نہیں دئے اور نہ انکے حصے میں میرے ایسے دیرینہ اسلامی خدمات آئے، سوائے اسکے کہ کوئی کسی ایسی خدمت کا دعویٰ کربیٹھے جسے میں نہیں جانتا اور نہ میرے خیال میں اللہ ہی اسکے کردار کا نگران اور عارف ہے۔ اور ہر حال میں اللہ کی حمد وثناء بجالانا چاہئے۔
وَاَمَّا مَا سَئَلْتَ مِنْ دَفْعِ قَتَلَةِ عُثْمَانَ اِلَيْكَ فَاِنِّىْ نَظَرْتُ فِىْ هٰذَا الْاَمْرِ فَلَمْ اَرَهُ يَسَعُنِىْ دَفْعُهُمْ اِلَيْكَ وَلَا اِلٰى غَيْرِكَ،	17	اور رہ گیا تمہارا یہ سوال کہ میں عثمان کے قاتلوں کو تمہارے حوالے کردوں؟ میں نے اس مطالبے پر بھی غور کیا ہے اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ عثمان کے قاتلوں کو تمہارے یا کسی اور کے حوالے کردینا میرے اختیار و وسعت سے باہر ہے۔
وَلَعَمْرِىْ لَئِنْ لَّمْ تَنْزِعْ عَنْ غَيِّكَ وَشِقَاقِكَ لَتَعْرِفَنَّهُمْ عَنْ قَلِيْلٍ يَّطْلُبُوْنَكَ،	18	اور اپنی جان کی قسم اگر تو نے اپنی گمراہی اور تفرقہ انگیزی کو خیر باد نہ کہا تو سمجھ لے کہ تو بہت جلد اُنہیں پہچان لیگا اور جلد ہی وہ لوگ خود تجھے تلاش کرتے ہوئے آئیں گے۔
لَايُكَلِّفُوْنَكَ طَلَبَهُمْ فِىْ بَرٍّ وَّلَا بَحْرٍ وَّلَا جَبَلٍ وَّلَا سَهْلٍ اِلَّا اَنَّهُ طَلَبٌ يَسُوْءُكَ وِجْدَانُهُ، وَزَوْدٌلَا يَسُرُّكَ لُقْيَانُهُ وَالسَّلَامُ لِاَهْلِهٖ.	19	اور تجھے یہ تکلیف نہ ہونے دینگے کہ تو انہیں خشکی میں یا سمندروں میں یا پہاڑوں اور میدانوں میں ڈھونڈتا پھرے اور تمہارا یہ مطالبہ ایک ایسا مطالبہ بن جائیگا جو کہ تمہیں پسند نہ آئیگا اور ان سے ملاقات تمہیں خوش نہ کرے گی۔ سلامتی کے اہل پر سلام ہو۔

تشریح:۔ 1۔خط میں پہلے معاویہ کو وہ سلوک یاد دلایا ہے جو اعلان نبوت کے بعد معاویہ کے باپ ابوسفیان اور قریش کے دوسرے لیڈروں اور سرداروں نے رسولؐ اور خاندانِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیہم کے ساتھ کیا تھا اور جو کچھ وہ قوم آج تک کرتی چلی آ رہی ہے۔ یہاں قارئین اس فریب میں مبتلا نہ رہیں کہ مسلمان ہو جانے والے قریشیوں نے رسولؐ و خاندانِ رسولؐ پر مظالم کرنا بند کر دیئے تھے یا بند کر دیئے ہوں گے۔ لَاوَاللّٰہ مظالم کسی وقت بند نہیں کئے گئے۔ پہلے مظالم کی غرض یہ تھی کہ ابوسفیان اور قریش، محمدؐ اور نبوتِ محمدؐ یہ کو اپنی قومی پالیسی اور مصلحتوں کے ماتحت لانے میں کوشاں ہوئے تھے۔ جب اس سلسلے میں قریش کے مشرک اور مومن دونوں محاذ ناکام ہو گئے اور رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے قریش کو اپنی جانشینی اور خلافت و وزارت بھی لینے پر آمادہ نہ پایا تو قریش ہی کے سامنے مجمع عام میں اپنی جانشینی' خلافت و وزارت و بھائی چارہ حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام کو سونپ کر قریش کی دینی محرومی پر مُہر ثبت کر دی۔اب ظلم وستم کی پہلی غرض بدل گئی۔اب مقصد یہ تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو علیؑ علیہ السلام کو درمیان سے ہٹایا جائے اور رسولؐ کی جانشینی، خلافت و وزارت قوم کی جمہوری اور شورائی حکومت کو سونپی جائے۔قرآن کی ایسی معنوی تشریح اور تفسیر کی جائے کہ علیؑ اور علیؑ کی وحدانی خلافت الٰہیہ کا تصور تک دلوں سے نکل جائے۔ (فرقان 27 تا 25/31 اور 6/66)

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کو قتل کرنے اور خاندانِ رسوؐل کی نسل کشی کی اسکیم بہر حال صورت بدل بدل کر جاری رکھی گئی۔رسولؐ پر بار بار حملے ہوئے اور آخر کار نہایت سہولت سے دوا کے بہانے زہر ہلاہل سے قتل کر دیا گیا (بخاری) رسولؐ کی نسل کشی (2/205) کے لئے کربلا تک کے واقعات وحالات ساری دُنیا کے سامنے خود اُن ہی کی تیار کی ہوئی تاریخوں میں موجود ہیں۔اِدھر حضرت علیؑ سے لے کر گیارہویں امام علیہم السلام تک تلوار اور زہر برابر استعمال ہوتا چلا گیا۔اس خط میں جو کچھ حضرت علی علیہ االسلام نے لکھا ہے وہ تمام قرآن وحدیث وتواریخ سے ہم دکھا چکے ہیں۔چنانچہ ہماری تفسیر احسن التعبیر اور ہماری تشریحات بیان الامامۃ میں پندرہ سولہ ہزار صفحات دُنیا کا سب سے بڑا ریکارڈ ہے جو قریش کو برہنہ و بےنقاب پیش کرتا ہے۔ اور اُن کے تاریخی فراڈ کو کھول کر رکھ دیتا ہے۔

2۔خط کا دوسرا پہلو معاویہ کی عثمان کے قاتلوں کی طلبی سے تعلق رکھتا ہے اس مطالبہ پر علامہ مودودی

جنگ جمل وصفین میں حضرت علی علیہ السلام کے رَویّہ اور عملدرآمد پر مودودی اور دیگر علماء کے بیانات لکھے جا چکے ہیں۔علمائے قریش نہ مانیں مگر اُن بیانات سے حضرت علی علیہ السلام کے خلاف ان جنگوں میں شامل تمام لوگ علیؑ کے مخالف ثابت ہو چکے ہیں اب قاتلان عثمان کے مطالبے پر مودودی کا بیان پھر سُن لیں وہ لکھتے ہیں کہ:۔

۔''تیسرے حضرت عثمان کے خون کا مطالبہ جسے لے کر دوطرف سے دو فریق اُٹھ کھڑے ہوئے ایک طرف حضرت عائشہ اور طلحہ وزبیر اور دوسری طرف معاویہ۔ یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ دونوں کی پوزیشن آئینی حیثیت سے کسی طرح درست نہیں مانی جاسکتی ہے **ظاہر ہے کہ یہ جاہلیت کے دور کا قبائلی نظام تو نہ تھا** کہ کسی مقتول کے خون کا مطالبہ لے کر جو چاہے اور جس طرح چاہے اُٹھ کھڑا ہو۔اور جو طریقہ چاہے اُسے پورا کرانے کے لئے استعمال کر لے۔**یہ ایک باقاعدہ حکومت تھی جس میں ہر دعوے کے لئے ایک ضابطہ اور قانون موجود تھا**۔خون کا مطالبہ لے کر اُٹھنے کا حق مقتول کے وارثوں کو تھا۔ جو زندہ تھے اور وہیں موجود تھے۔حکومت اگر مجرموں کو پکڑنے اور اُن پر مقدمہ چلانے میں واقعی دانستہ ہی تساھل کر رہی تھی تو بلاشبہ دوسرے لوگ اُس سے انصاف کا مطالبہ کر سکتے تھے۔لیکن کسی حکومت سے انصاف کے مطالبے کا یہ کون سا طریقہ ہے،اور شریعت میں کہاں اِس کی نشان دہی کی جاسکتی ہے کہ آپ سرے سے اس حکومت کو جائز حکومت ہی اس وقت تک نہ مانیں جب تک وہ آپ کے اس مطالبہ کے مطابق عمل درآمد نہ کر دے۔حضرت علیؑ اگر

جائز خلیفہ تھے ہی نہیں تو پھر اُن سے اس مطالبے کے آخر کیا معنی ہیں؟ کہ وہ مجرموں کو پکڑیں اور سزا دیں؟ **کیا وہ کوئی قبائلی سردار تھے جو کسی قانونی اختیار کے بغیر جسے چاہیں پکڑ لیں اور سزا دے ڈالیں؟** اس سے بھی زیادہ غیر آئینی طریق کار یہ تھا کہ پہلے فریق نے بجائے اس کے کہ وہ مدینے جا کر اپنا مطالبہ پیش کرتا، جہاں خلیفہ اور مجرمین اور مقتول کے ورثاء سب موجود تھے اور عدالتی کارروائی کی جا سکتی تھی؛ بصرے کا رخ کیا اور فوج جمع کر کے خون عثمان کا بدلہ لینے کی کوشش کی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا تھا کہ ایک خون کے بجائے دس ہزار مزید خون ہوں۔ اور مملکت کا نظام الگ دَرہم بَرہم ہو جائے۔ شریعت الٰہی تو درکنار دنیا کے کسی آئین و قانون کی رُو سے بھی اسے ایک جائز کارروائی نہیں مانا جا سکتا۔ اِس سے بدر جہا زیادہ غیر آئینی طرز عمل دوسرے فریق یعنی معاویہ کا تھا۔ جو معاویہ بن ابوسفیان کی حیثیت سے نہیں بلکہ شام کے گورنر کی حیثیت سے خون عثمان کا بدلہ لینے کے لئے اُٹھے، مرکزی حکومت کی اطاعت سے انکار کیا گورنری کی طاقت اپنے اس مقصد کے لئے استعمال کی۔ اور مطالبہ یہ نہیں کیا کہ حضرت علیؑ قاتلین عثمان پر مقدمہ چلا کر اُنہیں سزا دیں بلکہ مطالبہ یہ کیا کہ وہ قاتلین عثمان کو اُن کے حوالے کر دیں تا کہ وہ خود اُنہیں قتل کریں۔ یہ سب کچھ دَور اسلام کی نظامی حکومت کے بجائے زمانہ قبل از اسلام کی قبائلی بدنظمی سے اشبہ ہے۔ خون عثمان کے مطالبے کا حق اوّل تو معاویہ کے بجائے عثمان کے شرعی وارثوں کو پہنچتا تھا۔ تاھم اگر رشتہ داری کی بنا پر معاویہ اس مطالبے کے مجاز ہو بھی سکتے تھے تو اپنی ذاتی حیثیت میں ہو سکتے تھے نہ کہ شام کے گورنر کی حیثیت میں۔ عثمان کا رشتہ جو کچھ بھی تھا۔ معاویہ بن ابی سفیان سے تھا۔ شام کی گورنری اُن کی رشتہ دار نہ تھی۔ اپنی ذاتی حیثیت میں وہ خلیفہ کے پاس مستغیث بن کر جا سکتے تھے۔ اور مجرمین کو گرفتار کرنے اور اُن پر مقدمہ چلانے کا مطالبہ کر سکتے تھے۔ گورنر کی حیثیت سے انہیں کوئی حق نہ تھا کہ جس خلیفہ کے ہاتھ پر باقاعدہ آئینی حیثیت سے بیعت ہو چکی تھی، جس خلافت کو اُن کے زیر انتظام صوبے کے سوا باقی پوری مملکت تسلیم کر چکی تھی اُس کی اطاعت سے انکار کر دیتے۔ اور اپنے زیر انتظام علاقے کی فوجی طاقت کو مرکزی حکومت کے مقابلے میں استعمال کرتے اور **ٹھیٹھ جاہلیت قدیمہ کے طریقے پر یہ مطالبہ کرتے کہ قتل کے ملزموں کو عدالتی کارروائی کے بجائے مدعی قصاص کے حوالے کر دیا جائے تا کہ وہ خود اُن سے بدلہ لے۔**'' (خلافت و ملوکیت صفحہ 124 تا 126)

اِسکے بعد علامہ مودودی نے قاضی ابوبکر ابن العربی کی کتاب احکام القرآن سے اِن دونوں فریق حضرت عایشہؓ طلحہ، زبیر اور معاویہ کو اللہ و رسولؐ اور برحق خلیفہ کا باغی ثابت کیا ہے اور قرآن کی رُو سے حضرت علی علیہ السلام کی جنگ کو جائز قرار دیا ہے (صفحہ 126 تا 127) ہم پہلے خط میں لکھ بھی چکے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ کے جواب میں یہ بحث لکھنے کے بجائے اسے گمراہ اور تفرقہ پرداز لکھا ہے اور بتایا ہے کہ جنہیں تو عثمان کا قاتل سمجھ رہا ہے وہ خود آ کر تجھ سے ملاقات کریں گے اور یہ ملاقات تجھے بہت بھاری اور ناگواری گذرے گی اس لئے کہ وہ تجھے تیری تہمت طرازی اور سازش کی سزا دیں گے اور اپنی بریت ثابت کریں گے۔ ہم دکھا چکے ہیں کہ قتل عثمان کا فتویٰ دینے والے عائشہ اور زبیر تھے اور فوج کشی اور حملہ کرنے والے طلحہ اور زبیر تھے۔ جنہوں نے معاملے کو مشکوک کرنے ہی کے لئے تو علی علیہ السلام کے خلاف تلوار اُٹھائی تھی۔

(نمبر10) خط ''معاویہ کے نام''

1۔معاویہ نے دعوتِ جنگ دی تھی تو جواب میں پہلے اسے نصیحتیں کیں اور راست روی کی تاکید کی اور پھر ڈانٹ کر تنبیہ کی۔

2۔بنی امیہ کی سابقہ پوزیشن یاد دلائی ۔

3۔اپنی جنگی قوت اور اس کے نانا، ماموں اور بھائی کے قتل کی یاد دلائی ہے۔

4۔کتاب اللہ کی دھائی دے کر جان بچانے کی پیش گوئی فرمائی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

کَیۡفَ اَنۡتَ صَانِعٌ اِذَا تَکَشَّفَتۡ عَنۡکَ جَلَابِیۡبُ مَا اَنۡتَ فِیۡہِ مِنۡ دُنۡیَا قَدۡ تَبَھَّجَتۡ بِزِیۡنَتِھَا،	1	تمہارا اُس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارے اوپر سے یہ سازش کی چادر اُتار لی جائیگی جس میں تم لپٹے ہوئے ہو اور جسکی آڑ میں تم دُنیا میں خود کو سجا کر اور سنوار کر پیش کر رہے ہو اور اُس دُنیا نے تمہیں لبھالیا ہے اور اپنی سجاوٹ سے تمہیں گرویدہ کر رکھا ہے۔
وَخَدَعَتۡ بِلَذَّتِھَا،	2	اور اپنی لذّتوں سے تمہیں دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے۔
دَعَتۡکَ فَاَجَبۡتَھَا،وَقَادَتۡکَ فَاتَّبَعۡتَھَا،وَاَمَرَتۡکَ فَاَطَعۡتَھَا.	3	دُنیا نے تمہیں دعوت دی اور تم نے اُس کی دعوت قبول کر لی۔اُس نے تمہاری قیادت وراہنمائی کی اور تم نے اُس کی پیروی اختیار کر لی۔اُس نے حکم دیا تو تم نے اُس کی اطاعت اختیار کر لی۔
وَاِنَّـہُ یُوۡشِکُ اَنۡ یَقِفَکَ وَاقِفٌ عَلٰی مَالَا یُنۡجِیۡکَ مِنۡہُ مُنۡجٍ.(مِجَنٌّ)	4	بہت قریب ہے وہ وقت کہ جب تجھے ایک روکنے والا روک کر اُن چیزوں سے مطلع کرے گا جن سے تمہیں کوئی نجات دلانے والا بھی نجات نہ دلا سکے گا۔
فَاقۡعَسۡ عَنۡ ھٰذَاالۡاَمۡرِ،	5	چنانچہ تم اس معاملے سے ہاتھ اُٹھالو۔
وَخُذۡ اُھۡبَۃَالۡحِسَابِ،	6	اور باز پرسی اور حساب کے لئے تیار ہو جاؤ۔
وَشَمِّرۡ لِمَا قَدۡ نَزَلَ بِکَ،	7	اور اپنے اوپر نازل ہونے والی کے لئے دامن لپیٹ کر تیار ہو جاؤ۔
وَلَا تُمَکِّنُ الۡغُوَاۃَ مِنۡ سَمۡعِکَ،	8	اور اغوا کرنے والوں کی باتوں پر کان نہ لگاؤ۔
وَاِلَّا تَفۡعَلۡ اُعۡلِمۡکَ مَا اَغۡفَلۡتَ مِنۡ نَفۡسِکَ،	9	اگر تم نے اس نصیحت پر عمل نہ کیا تو میں تمہیں تمہاری تمام غفلتوں سے متنبہ کروں گا۔
فَاِنَّکَ مُتۡرَفٌ قَدۡ اَخَذَالشَّیۡطَانُ مِنۡکَ مَاۡخَذَہٗ،	10	تم سہولت اور عیش پروری کی زندگی میں اُلجھے ہوئے ہو یقیناً ابلیس نے تمہارے اندر اپنے منصوبہ کے لئے تمام بنیادی سامان جمع کر دیا ہے۔
وَبَلَغَ فِیۡکَ اَمَلَہٗ،	11	اور اُس نے اپنی تمام آرزوؤں اور اُمیدوں کو تمہارے اندر پہنچا دیا ہے۔
وَجَرٰی مِنۡکَ مَجۡرَی الرُّوۡحِ وَالدَّمِ،	12	اور وہ تیرے اندر اسی طرح گھلا ملا ہوا ہے جیسے جسم میں روح اور خون گھلا ملا ہوتا ہے۔

وَمَتٰى كُنْتُمْ يَامُعَاوِيَةُ سَاسَةَ الرَّعِيَّةِ؟ وَوُلَاةَ اَمْرِ الْاُمَّةِ،	13	اور اے معاویہ یہ تو سوچو کہ تم بنی امیہ رعایا کی سیاست سے اور اُمت پر حکمرانی کرنے کی اور راہنمائی کی اہلیت سے کب شناسا تھے؟
بِغَيْرِ قَدَمٍ سَابِقٍ ، وَلَا شَرَفٍ بَاسِقٍ،	14	بلا کسی اسلامی پیش قدمی کے اور بلا اسلامی عزت اور بزرگی حاصل کیئے ہوئے ہی۔
وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ لُزُوْمِ سَوَابِقِ الشِّقَآءِ ،	15	اس قسم کا دعویٰ کرنا ازلی بدبختی کا ثبوت ہے۔اور ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔
وَاُحَذِّرُكَ اَنْ تَكُوْنَ مُتَمَادِيًا فِيْ غِرَّةِ الْاُمْنِيَّةِ ، مُخْتَلِفَ الْعَلَانِيَةِ وَالسَّرِيْرَةِ،	16	اور میں تمہیں خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ تم ہمیشہ آرزوؤں کے فریب میں مبتلا رہتے چلے آرہے ہو اور تمہارے اعلانات تمہاری باطنی حالت سے مختلف رہتے آئے ہیں۔
وَقَدْ دَعَوْتَ اِلَى الْحَرْبِ فَدَعِ النَّاسَ جَانِبًا وَاخْرُجْ اِلَيَّ ،وَاعْفِ الْفَرِيْقَيْنِ مِنَ الْقِتَالِ لِيُعْلَمَ اَيُّنَا الْمَرِيْنُ عَلٰى قَلْبِهٖ وَالْمُغَطّٰى عَلٰى بَصَرِهٖ،	17	اور تم نے مجھے جنگ کی دعوت دی ہے چنانچہ لوگوں کو الگ ہٹا دو اور میرے تنہا کے مقابلے میں تنہا نکلو اور دونوں فریقوں کو جنگ سے معاف رکھو تاکہ سب کو یہ علم ہو جائے کہ کس کے دل پر زنگ جما ہوا ہے اور کون آنکھوں پر پردے ڈالے ہوئے ہے۔
فَاَنَا اَبُوْحَسَنٍ قَاتِلُ جَدِّكَ وَ خَالِكَ وَ اَخِيْكَ شَدْخًا يَوْمَ بَدْرٍ،وَذٰلِكَ السَّيْفُ مَعِيْ ، وَبِذٰلِكَ الْقَلْبِ اَلْقٰى عَدُوِّيْ،	18	چنانچہ میں وہی حسنؑ کا والد ہوں اور تیرے دادا کا اور تیرے ماموں کا اور تیرے بھائی کا بدر میں تباہ کرکے مارنے والا قاتل ہوں۔اور وہی تلوار میرے پاس ہے اور میں اب بھی اسی قلب کے ساتھ اپنے دشمن سے ملاقات کو تیار ہوں۔
مَااسْتَبْدَلْتُ دِيْنًا، وَلَااسْتَحْدَثْتُ نَبِيًّا،	19	اور تمہاری طرح نہ تو میں نے اپنا دین بدلا ہے۔
وَاِنِّيْ لَعَلَى الْمِنْهَاجِ الَّذِيْ تَرَكْتُمُوْهُ طَائِعِيْنَ،	20	اور نہ نبیؐ کی قسمیں کرکے اُسے خود گھڑا ہے۔
وَدَخَلْتُمْ فِيْهِ مُكْرِهِيْنَ،	21	اور یقیناً میں اُسی اسلامی راستے پر برقرار ہوں جسے تم نے خوشی سے چھوڑ رکھا ہے۔ اور تم لوگ اس دین میں داخل بھی ناگواری سے ہوئے تھے۔
وَزَعَمْتَ اَنَّكَ جِئْتَ ثَائِرًا بِعُثْمَانَ،	22	اور تم یہ بھی جھوٹا دعویٰ کررہے ہو کہ تم عثمان کے خون کا بدلہ لینے کے لئے اُٹھے ہو۔
وَلَقَدْ عَلِمْتَ حَيْثُ وَقَعَ دَمُ عُثْمَانَ فَاطْلُبْهُ مِنْ هُنَاكَ اِنْ كُنْتَ طَالِبًا،	23	حالانکہ تمہیں یقیناً معلوم ہے کہ عثمان کہاں قتل ہوا تھا؟ چنانچہ اس کے خون کا مطالبہ وہیں جاکر کرو جہاں قتل ہوا تھا اگر تم واقعی خون کا بدلہ چاہتے ہو تو طریقہ یہ ہے۔
فَكَاَنِّيْ قَدْ رَاَيْتُكَ تَضِجُّ مِنَ الْحَرْبِ اِذَا عَضَّتْكَ ضَجِيْجَ الْجِمَالِ بِالْاَثْقَالِ،وَكَاَنِّيْ بِجَمَاعَتِكَ تَدْعُوْنِيْ جَزَعًا مِنَ الضَّرْبِ الْمُتَتَابِعِ وَالْقَضَاءِ الْوَاقِعِ،	24	میں تو اب وہ نظارہ دیکھ رہا ہوں کہ گویا جنگ تمہیں دانتوں سے کاٹ رہی ہے اور تم اس طرح بلبلا رہے ہو جس طرح بھاری بوجھ سے لدے ہوئے اونٹ بلبلایا کرتے ہیں۔ اور گویا تمہاری جماعت تلواروں کے پے در پے واروں سے اور سروں پر منڈلانے والی موت سے اور مقتولوں کے انبار لگ جانے سے گھبرا گھبرا کر مجھے پکار رہی ہے۔
وَمَصَارِعَ بَعْدَ الْمَصَارِعِ.اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَهِيَ كَافِرَةٌ جَاحِدَةٌ اَوْمُبَايِعَةٌ حَائِدَةٌ.	25	اور قرآن کی دوہائی دے رہی ہے۔حالانکہ تمہاری جماعت کافر ہے حق کی منکر ہے اور بیعت کرنے کے بعد اسے توڑنے والی ہے۔

تشریح:۔ 1۔یہاں آخری بات کو پہلا نمبر دینا پڑتا ہے یعنی حضرت علی علیہ السلام کی آنکھیں وہ نظارہ دیکھ رہی تھیں جو آج سے کئی ماہ بعد

جنگ صفین میں پیش آنے والا تھا۔ اور جسے حضور علیہ السلام نے لفظ بلفظ اُسی طرح معاویہ کو لکھ کر بھیج دیا تھا جس طرح اُن پر یہ مصیبت واقع ہونا تھی۔ جو ذاتِ پاک زمین پر رہتے ہوئے معراج کی تمام تفصیلات ملاحظہ کرتی رہی ہو اُس کا ایسی پیشین گوئی کرنا کوئی قابل تعجب چیز نہیں تھی۔ جس کے سامنے کائنات کی تمام تفصیلات حاضر رہتی ہوں اُس ہستیؑ کی ایسی پیشگوئی پر فخر کرنا گھٹیا سی بات ہے۔ عین اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں رہ سکتی یہ دوسری بات ہے کہ ظاہری مسلمانوں کو مسلمان رکھنے کی خاطر بعض باتیں انہیں نہ بتائی جائیں۔ ورنہ بدن میں رَچا بَسا کفر اُن پر غالب آجانا ممکن ہو جائے گا اور مجتہد قسم کے جاہلوں کو بدہضمی ہو جانے کا اندیشہ ہوگا۔ اُن کا اپنا گھڑا ہوا اللہ بکھر کر پاش پاش ہو جائے گا۔

2۔ معاویہ اور قریش نے مجبوراً اسلام اختیار کر کے اُسے تبدیل کر دیا تھا

چنانچہ حضورؑ نے یہ حقیقت واضح فرما دی ہے کہ معاویہ اور اُس کے بزرگ قریش نے مجبور ہو کر بڑی ناگواری سے اسلام کو اختیار کیا تھا اور رفتہ رفتہ اُسے تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔ (10/19) اور یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرآنی پوزیشن کو بھی نئے نئے پہلو نکال کر اپنے اجتہاد سے کچھ سے کچھ بنا لیا تھا۔ (یونس 10/19)

3۔ حضرت علیؑ کا یہی چیلنج قریش اور قریشی علماء کے لئے مافوق الفطرت ہے تمام عرب پر بالادستی

معاویہ ہی کو حضورؑ نے چیلنج نہیں کیا ہے وہ تو پورے عرب کو زندگی بھر چیلنج کرتے رہے ہیں۔ اور جو سورما سامنے آیا اُسے جہنم واصل کرتے رہے ہیں۔ وہ تو تنہا شام پر حملے کے لئے روانہ ہو گئے تھے اپنی فوج سے کہہ دیا تھا کہ میں تمہارا محتاج نہیں ہوں۔ میں تنہا ملک شام کو فتح کر سکتا ہوں۔ مجاہدین نے منت سماجت کر کے بڑی مشکل سے ساتھ چلنے کی اجازت لی تھی۔ ورنہ وہ تو تنِ تنہا کئی میل جا چکے تھے۔ جو شخص سارے عرب سے فرداً فرداً بھی طاقتور ہو اور اُن کی اجتماعی طاقت سے بھی کہیں زیادہ ہو اُسے قریشی نام نہاد سورماؤں یعنی لنگڑے لولے اور بزدلوں کے برابر قرار دینا بڑی بے بصیرتی کی بات ہے۔ یہ تو اُنکا مشیت خداوندی اور ارادۃ اللہ ہونا تھا جس سے یہ دشمنانِ دین محفوظ رہ گئے ورنہ اُنہیں مسل کر رکھ دیا جاتا۔ یہ کتنی بے شرمی و بے حیائی کی بات ہے کہ معاویہ ایسا شخص حضرت علی علیہ السلام کو جنگ کی دعوت دیتا ہے؟؟

4۔ قریش نے اپنی خود ساختہ تاریخ میں حضرت علیؑ کے مخالفوں کو دُھات العرب اور دانشور بنا رکھا ہے

قارئین پر حضور علیہ السلام کے ہر خط سے یہ واضح ہو جائے گا کہ اُن کے رُوبرو سارے عرب میں نہ ہی کوئی عاقل و دانا اور بابصیرت تھا نہ ہی کوئی اسلامی حکومت کے نظم و نسق و آئین کو سمجھنے والا تھا (10/13)۔ یہ سب ابلیس کے فریب میں مبتلا تھے۔ (10/10-12)

(نمبر 11) خط (لشکر کو ھدایات)

1۔ فوج کا پڑاؤ کیسے مقام پر ہونا چاہئے؟ 2۔ ہراول دستہ اور خبر رسانی؟ 3۔ رات میں حفاظت کا انتظام؟ 4۔ سونے کی مقدار و مقصد؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

فَاِذَا نَزَلۡتُمۡ بِعَدُوٍّ اَوۡ نَزَلَ بِكُمۡ فَلۡيَكُنۡ مَعَسۡكَرُكُمۡ فِيۡ قُبُلِ الۡاَشۡرَافِ،	1	جب تم دشمن کے مقابلے میں پڑاؤ ڈالو یا دشمن تمہارے مقابلے میں قیام کرے تو تمہاری لشکر گاہ ٹیلوں کے آگے ہونی چاہئے۔
اَوۡ سِفَاحِ الۡجِبَالِ، اَوۡ اَثۡنَاءِ الۡاَنۡهَارِ،	2	یا پہاڑوں کے آگے ہونا چاہئے۔ یا نہروں کو پشت پر رکھ کر پڑاؤ ڈالنا چاہئے۔

كَيْمَا يَكُوْنُ لَكُمْ رِدءً ا،	3	تا کہ ٹیلے اور پہاڑ اور نہریں تمہاری پشت کی حفاظت کریں۔
وَدُوْنَكُمْ مَرَدًّا،	4	اور دشمن کو تم سے دور رکھنے میں مددگار بن جائیں۔
وَلْتَكُنْ مُقَاتَلَتُكُمْ مِنْ وَجْهٍ وَّاحِدٍ اَوِ اثْنَيْنِ،	5	اور اس طرح تمہیں صرف ایک طرف سے یا دو طرف سے دشمن سے جنگ کرنا پڑے۔ (اور تم چاروں طرف سے نہ گھیرے جا سکو۔)
وَاجْعَلُوْا لَكُمْ رُقَبَاءَ فِيْ صَيَاصِي الْجِبَالِ، وَمَنَاكِبِ الْهِضَابِ،	6	اور پڑاؤ ڈالتے ہی پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور ٹیلوں کی بلندیوں پر دشمنوں کی نقل و حرکت دیکھنے والے نگران مقرر کر دیا کرو۔
لِئَلَّا يَاْتِيَكُمُ الْعَدُوُّ مِنْ مَّكَانِ مَخَافَةٍ اَوْ اَمْنٍ،	7	تا کہ دشمن کا کوئی دستہ کسی خفیہ اور خوفناک جگہ سے یا کسی کھلی اور اطمینان کی جگہ سے تم پر اچانک حملہ نہ کر سکے۔
وَاعْلَمُوْا اَنَّ مُقَدِّمَةَ الْقَوْمِ عُيُوْنُهُمْ، وَعُيُوْنَ الْمُقَدِّمَةِ طَلَائِعُهُمْ،	8	اور یہ بھی جان لو کہ فوج کے آگے چلنے والا ہراول دستہ فوج کی آنکھوں کا کام دیتا ہے۔ اور ہراول دستے کی آنکھیں اُنکے آگے چلنے والے نگران لوگ (پٹرول) ہوتے ہیں۔
وَاِيَّاكُمْ وَالتَّفَرُّقَ، فَاِذَا نَزَلْتُمْ فَانْزِلُوْا جَمِيْعًا وَاِذَا ارْتَحَلْتُمْ فَارْتَحِلُوْا جَمِيْعًا،	9	اور خبردار بکھرنے سے باز رہنا چنانچہ جب تم کہیں پڑاؤ ڈالو تو سب ایک ساتھ اُترا کرو اور جب تم روانہ ہو تو سب مل کر ایک ہی ساتھ سفر کیا کرو۔
وَاِذَا غَشِيَكُمُ اللَّيْلُ فَاجْعَلُوا الرِّمَاحَ كِفَّةً،	10	اور جب رات تم پر تاریکی پھیلا دے تو تم اپنے چاروں طرف نیزوں کو گاڑ کر ایک باڑ بنا لیا کرو۔
وَلَا تَذُوْقُوا النَّوْمَ اِلَّا غِرَارًا اَوْ مَضْمَضَةً.	11	اور رات کو نیند میں غرق نہ ہو جاؤ بلکہ نیند کا مزا صرف اس قدر لو جیسے غرارہ کرنے یا کلی کرنے سے پانی کا مزا۔

تشریح:۔ 1۔اس خطبے میں پہلی بات تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ آپؑ کی افواج تنخواہ دار فوجیں نہ تھیں ورنہ اس خط میں مذکور ہدایات اُن کو ٹریننگ کے زمانہ میں ملی ہوئی ہوتیں اور اُنہیں سفر و قیام کی عملی تعلیم اُن کے کمانڈر نے دے دی ہوتی۔ یہ بالکل نئے لوگ تھے جنہیں ہر ہر بات لڑائی سے پہلے یا لڑائی کے دوران بتانی پڑتی تھی۔ دوسری بات یہ کہ پوری مملکت میں قوانین و ہدایات پہنچانے کے لئے خطوط ہی کو ذریعہ بنایا جاتا تھا۔

2۔<u>فوج کے اجزا</u> سفر کے دوران فوج کا بڑا اور بھاری ہتھیاروں والا حصہ مین باڈی کہلاتا ہے۔ ہسپتال، راشن، باورچی خانہ وغیرہ مین باڈی میں رہتے ہیں۔ سردار یا سپہ سالار لشکر بھی اسی میں ہوتا ہے۔ روانگی سے کافی دیر پہلے ایک کافی بڑا دستہ آگے روانہ کیا جاتا ہے جو مقدمہ یا مین گارڈ کہلاتا ہے اور جو اتنا بڑا اور طاقتور ہونا چاہئے کہ دشمن کو اتنی دیر تک روکے رکھے کہ مین باڈی لڑنے کی ضروری پوزیشن اختیار کر لے۔ مین باڈی اور مین گارڈ یا ایڈوانس گارڈ میں رابطہ جاری رہتا ہے۔ اسی طرح ایڈوانس گارڈ کی طرح سے دو دستے مین باڈی کے داہنی طرف اور بائیں طرف مناسب فاصلے پر چلتے ہیں تا کہ داہنی اور بائیں طرف سے آنے والے خطروں کو روک سکیں ان کو فلینک (flank) گارڈ کہتے ہیں۔ اسی طرح مین باڈی کے پیچھے کی حفاظت کے لئے ریئر گارڈ (Rear) تعینات ہوتا ہے۔ یہ چاروں گارڈ اپنے اپنے گارڈوں کی حفاظت اور رابطہ کا بندوبست کرتے ہیں یہ چھوٹے چھوٹے دستے ہوتے ہیں اور انہیں پٹرول (Petrol) کہا جاتا ہے۔ سفر کے دوران فوج کا خاکہ دیکھئے:۔

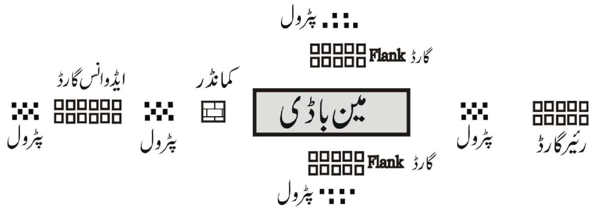

یہ خاکہ بتاتا ہے کہ فوج میں رابطہ اور تحفظ اور خبر رسانی کا کیسا منظّم بندوبست رہتا ہے کہ آگے پیچھے داہنے بائیں دشمن کی نقل وحرکت ہر آن کمانڈر کو معلوم رہتی ہے اور حملے کی صورت میں دشمن کو چاروں طرف سے نرغے میں لیا جاسکتا ہے۔ یہ تمام ہدایات وتعلیم اور مہارت تنخواہ دار افواج کو چھاؤنیوں میں مکمل کرادی جاتی ہے۔ اُن کو عادی بنادیا جاتا ہے۔ قواعد اور پیریڈ ہی اُن کی ترقی اور پروموشن کا ذریعہ ہوتی ہے۔ یہاں فوج تو فوج ہے خود حضرت علی علیہ السلام کو یہ تعلیم وٹریننگ کبھی کسی نے نہیں دی تھی۔ بہرحال وہ دُنیا کی بہترین افواج کی تعلیم وہدایات سے کماحقہ واقف تھے۔ اور ہر فوج کو ایسے ہزاروں طریقے سکھا سکتے تھے جو دشمن کو ہزیمت دینے میں مفید ہوتے۔ اور حضورؐ سے تعلیم یافتہ فوج کہیں کسی سے شکست نہ کھاسکتی تھی پھر علی علیہ السلام نے اپنی فوج کو شب بیداری کی تعلیم بھی دے دی ہے جس سے اللہ خود ایسی فوج کا محافظ ہوجایا کرتا ہے۔

خط (نمبر12) لِمَعْقِلِ ابْنِ قَيْسِ الرِّيَاحِيِّ حِينَ أَنْفَذَهُ إِلَى الشَّامِ فِي ثَلَاثَةِ آلَافٍ مُقَدِّمَةً لَهُ

مَعْقِل بن قیس کو زبانی ھدایات جب کہ اُسے تین ہزار فوجیوں کے ہراول دستے کا انچارج بنا کر شام کی طرف بھیجا

1۔ سفر کا طریقہ، شب وروز کی احتیاطیں، آرام وقیام 2۔ تصادم کی صورت میں اقدامات 3۔ اللہ کا خیال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

اِتَّقِ اللّٰهَ الَّذِيْ لَابُدَّ لَكَ مِنْ لِقَائِهِ، وَلَا مُنْتَهٰى لَكَ دُوْنَهُ،	1	تم اس اللہ کے سامنے ذمہ دار رہنا جس کے روبرو جانا ضروری ہے اور اس کے علاوہ تمہارا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوگا؛
وَلَا تُقَاتِلَنَّ اِلَّا مَنْ قَاتَلَكَ،	2	جو تم سے جنگ کرے اس کے علاوہ کسی اور سے جنگ نہ کرنا؛
وَسِرِ الْبَرْدَيْنِ، وَغَوِّرْ بِالنَّاسِ، وَرَفِّهْ فِي السَّيْرِ،	3	صبح شام کے ٹھنڈے اوقات میں سفر کرنا دوپہر کے اوقات میں لوگوں کو آرام کرنے دو یا آہستہ چلو؛
وَلَا تَسِرْ اَوَّلَ اللَّيْلِ، فَاِنَّ اللّٰهَ جَعَلَهُ سَكَنًا، وَقَدَّرَهُ مَقَامًا لَّا ظَعْنًا،	4	اور شروع رات میں سفر نہ کراؤ اس لئے کہ رات کو اللہ نے سکون وچین کے لئے بنایا ہے اور قیام کرنے کا وقت رکھا ہے نہ کہ سفر کیلئے اور جدائی کے لئے ،
فَاَرِحْ فِيْهِ بَدَنَكَ، وَرَوِّحْ ظَهْرَكَ،	5	اسلئے رات میں اپنے بدن کو راحت پہنچاؤ اور سواریوں اور جانوروں کو بھی آرام کرنے دو؛
فَاِذَا وَقَفْتَ حِيْنَ يَنْبَطِحُ السَّحَرُ، اَوْ حِيْنَ يَنْفَجِرُ الْفَجْرُ، فَسِرْ عَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ،	6	اور جب یہ معلوم ہوجائے کہ صبح نمودار ہونے لگی اور روشنی جھلکنے لگی ہے تو اللہ کی برکت رسانی کے بھروسہ پر سفر شروع کردینا چاہیئے؛
فَاِذَا لَقِيْتَ الْعَدُوَّ فَقِفْ مِنْ اَصْحَابِكَ وَسَطًا،	7	جب تم دشمن کو دیکھ لو تو اپنے مخصوص ساتھیوں کے درمیان میں قیام کرو۔
وَلَا تَدْنُ مِنَ الْقَوْمِ دُنُوَّ مَنْ يُرِيْدُ اَنْ يُنْشِبَ الْحَرْبَ،	8	اور نہ تم دشمن کے اتنا قریب ٹھہرو جتنا کوئی جلدی سے جنگ چھیڑنے والا ٹھہرا کرتا ہے؛

وَلَا تَبَاعَدْ عَنْهُمْ تَبَاعُدَ مَنْ يَّهَابُ الْبَاْسَ حَتّٰى يَاتِيَكَ اَمْرِىْ،	9	اور نہ اتنی دور قیام کرو جیسے کوئی جنگ سے ڈرنے والا ہٹ کر قیام کیا کرتا ہے۔ یہ سب کچھ میرا حکم پہنچنے تک بجالاتے رہنا؛
وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ شَنَاٰنُهُمْ عَلٰى قِتَالِهِمْ قَبْلَ دُعَائِهِمْ وَالْاِعْذَارِ اِلَيْهِمْ،	10	اور ایسا نہ ہونے پائے کہ تم اُن کی دشمنی یا دشمنانہ رویہ کی بنا پر جنگ چھیڑ دو اس سے پہلے کہ اُن کو دعوت دین دی جائے اور اتمام حجت پوری کی جائے۔

تشریح:۔ اِن ہدایات میں حضرت علی علیہ السلام کے اطمینان قلب پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ جن حالات میں یہ افواج روانہ کی جارہی ہیں اُن سے سارا عرب عموماً ملک شام و معاویہ خصوصاً لرزہ براندام ہیں۔ اُن کے حالات پڑھنے سے خود پڑھنے والا گھبرا اُٹھتا ہے۔ وہاں اپنے سرداروں اور کرتا دھرتا لوگوں کو ہر مکر و فریب کر گذرنے کی تدبیریں بتائی جاتی ہیں۔ اور حضرت علی علیہ السلام ایسے اطمینان سے ہدایات دیتے ہیں کہ نہ کوئی جلدی معلوم ہوتی ہے نہ دشمن کی غداری و مکر کا خیال و خوف ہے، تقویٰ اور ذمہ داری ملحوظ ہے۔ غلط شخص اور غلط موقع پر جنگ کی ممانعت کی جارہی ہے۔ خاص اصحاب کے درمیان رہنے کی تاکید اس لئے کہ ہر ایک کے چہرہ پر نظر رہے۔ کوئی چپکے سے جنگ چھیڑنے کا اشارہ نہ کر سکے۔ بلا اتمام حجت اور عذرات کو سُنے بغیر جنگ کی دوہری دوہری ممانعت کی گئی ہے۔ سفر میں جانوروں تک کے آرام اور فطرت کا خیال رکھا گیا ہے۔ اللہ کے احکام سامنے رہتے ہیں۔ دشمنوں کی زیادتیوں اور دشمنی کو بھلا دینے کی تاکید فرمائی ہے۔ یعنی قرآن پر لفظ بلفظ عمل کرانے کا پختہ ارادہ کئے ہوئے ہیں۔ اللہ نے فرمایا ہے: وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا... (5/2،8) کسی قوم سے دُشمنی تمہیں عدل کے خلاف عمل کرنے پر نہ اُبھارے ہر حال میں عدل و انصاف کرتے رہو۔

(نمبر 13) خط اِلٰى اَمِيْرَيْنِ مِنْ اُمَرَاءِ جَيْشِهٖ، اپنی فوج کے دوسرداروں کے نام

فرمان کا پس منظر! جنگ صفین کے سلسلے میں علیؑ نے اپنی روانگی سے پہلے جناب زیادؓ ابن نضر اور شریحؒ ابن ھانی کو بارہ ہزار فوج کے سردار بنا کر بطور ہراول دستہ روانہ کیا تھا۔ دورانِ سفر اُن کی مڈبھیڑ معاویہ کے ہراول دستہ سے ہوئی جو ابوالاعور سلمٰی کی قیادت میں مقام سورالروم پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ انہوں نے اسے اور اس کی فوج کو حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت کی دعوت دی۔ انہوں نے قبول کرنے سے انکار کیا تو انہوں نے علیؑ کو خط لکھ کر اطلاع دی اور آئندہ اقدامات کی اجازت طلب کی۔ علیؑ نے مالک اشتر رضی اللہ عنہ کو ہدایات دے کر زیرِ قلم خط کے ساتھ اُن کے پاس بھیجا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

وَقَدْ اَمَّرْتُ عَلَيْكُمَا وَعَلٰى مَنْ فِىْ حَيِّزِ كُمَا مَالِكَ ابْنَ الْحَارِثِ الْاَشْتَرِ فَاسْمَعَا لَهٗ وَاَطِيْعَا،	1	میں نے تم دونوں پر بھی اور جو لوگ تمہارے اختیار میں ہیں اُن پر بھی مالک ابن حارث اشتر کو امیر مقرر کیا ہے تم دونوں اُسکے احکام کو سننا اور اُس کی اطاعت کرنا؛
وَاجْعَلَاهُ دِرْعًا وَّمِجَنًّا،	2	اور تم دونوں انہیں اپنے لئے اور اپنے ماتحت لوگوں کیلئے زرہ اور ڈھال بنا کر رکھنا؛
فَاِنَّهٗ مِمَّنْ لَّا يُخَافُ وَهْنُهٗ وَلَا سَقْطَتُهٗ، وَلَا بُطْوُهٗ عَمَّا الْاِسْرَاعُ اِلَيْهِ اَحْزَمُ، وَلَا اِسْرَاعُهٗ اِلٰى مَا الْبُطْءُ عَنْهُ اَمْثَلُ،	3	وہ یقیناً اُن لوگوں میں سے ہیں جن سے نہ کمزوری اور لغزش کا اندیشہ ہوتا ہے اور نہ جلدی کی جگہ سستی کا اور نہ ڈھیل دینے کی جگہ جلد بازی کا خطرہ ہوتا ہے۔ (یعنی وہ ایسے حاکم ہیں جن کی موجودگی میں خطرات نہیں ہوتے)

تشریح: 1۔ پچھلے خط میں جو ہدایات لکھی جا چکی تھیں وہ کام آئیں اور حضور علیہ السلام کے ایڈوانس گارڈ کو معاویہ کے ایڈوانس گارڈ سے کوئی خطرہ پیش

نہیں آیا۔اُنہوں نے پہلے سے پڑاوڈالے ہوئے اپنے دشمن کے مقابلے میں پڑاوڈالا۔اُسے تبلیغ کی اور حضرت علی علیہ السلام کو حالات سے مطلع کیا۔اور تاحکم ثانی تمام حالات کے لئے تیار و منتظر رہے۔

2۔مالک اشترؒ کی مدح وثنا اور ذمہ داری پر یہ خط سند ہے

اس خط میں مالک اشترؒ کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور کسی صحابی کو یہ عزت حاصل نہیں ہوئی ہے۔حضرت مالکؓ اشتر علیؑ وخاندانِ علی علیہ السلام کے تحفظ کے لئے دھکتی ہوئی آگ میں کود جانے کو تیار رہتے تھے اُن سے زیادہ کوئی اور فداکار نہ تھا۔

خط (نمبر14) وَصِيَّةٌ لِعَسْكَرِهٖ قَبْلَ لِقَآءِ الْعَدُوِّ بِصِفِّيْنَ

صفین میں دشمن کی ملاقات سے پہلے پہلے اپنی فوج کو ہدایات فرمائی ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ O

لَا تُقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى يَبْدَؤُكُمْ،فَاِنَّكُمْ بِحَمْدِاللّٰهِ.عَلٰى حُجَّةٍ وَتَرْكُكُمْ اِيَّاهُمْ حَتّٰى يَبْدَؤُكُمْ حُجَّةٌ اُخْرٰى لَكُمْ عَلَيْهِمْ،	1	جب تک وہ جنگ میں پہل نہ کریں تم ان سے جنگ نہ کرنا،اس لئے کہ تم بفضل خدا دلیل وحجت کے ماتحت ہو اور تمہارا پہل نہ کرنا اور انہیں آزاد چھوڑ دینا کہ جنگ کی ابتدا بھی وہی کریں یہ ان پر دوسری دلیل وحجت ہے؛
فَـاِذَاكَـانَـتِ الْهَـزِيْـمَةُ بِـاِذْنِ اللّٰهِ فَلَا تَقْتُلُوْا مُدْبِرًا،وَّلَا تُصِيْبُوْامُعْوِرًا،	2	اور جب انہیں اللہ کے حکم سے شکست ہو جائیگی تو کسی بھاگنے والے کو قتل نہ کرنا،کسی بےکس اور خالی ہاتھ پر حملہ نہ کرنا؛
وَلَا تُـجْـهِـزُوْاعَـلٰـى جَرِيْحٍ،وَلَا تَهِيْجُوْاالنِّسَآءَ بِاَذًى،وَاِنْ شَتَمْنَ اَعْرَاضَكُمْ وَسَبَبْنَ اُمَرَاءَ كُمْ،	3	اور نہ ہی کسی زخمی کی جان لینا اور نہ عورتوں کو اذیت دیکر پریشان کرنا۔چاہے وہ گالیاں دیکر تمہاری بےعزتی ہی کیوں نہ کریں اور تمہارے حاکموں کو بھی گالیاں دیتی رہیں۔
فَاِنَّهُنَّ ضَعِيْفَاتُ الْقُوٰى وَالْاَنْفُسِ وَالْعُقُوْلِ،	4	اس لئے کہ وہ تخلیقی طور پر جسمانی اور روحانی اور عقلی طور پر کمزور ہوتی ہیں؛
اِنْ كُنَّا لَنُؤْمَرُ بِالْكَفِّ عَنْهُنَّ وَاِنَّهُنَّ لَمُشْرِكَاتٌ،	5	ہمیں عہد رسولؐ میں حکم دیا گیا تھا کہ ان سے نہ الجھا کریں حالانکہ وہ مشرک ہوتی تھیں
وَاِنْ كَـانَ الـرَّجُـلُ لَيَتَنَاوَلُ الْمَرْاَةَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ بِالْفِهْرِاَوِالْهِرَاوَةِ فَيُعَيَّرُ بِهَا عَقِبُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ.	6	اور اگر زمانہ جاہلیت میں بھی کوئی مرد کسی عورت کو پتھر یا لاٹھی سے مارتا تھا تو اُس کو اور اُس کے بعد کی نسلوں کو برا کہا جاتا رہتا تھا۔''

تشریح:۔ یہاں بھی حق پر ہونے کی دلیل سے اپنی فوج کو بطور اپیل اسلامی قوانین کو ملحوظ رکھنے کی تاکید فرمائی ہے اور اُس زمانے سے آج تک تمام قریشی علماء علی علیہ السلام کی ایسی تاکیدوں اور احکامات کی مدح وثنا اور تعریفیں کرتے اور اپنی اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آئے ہیں۔چنانچہ علامہ مودودی خلیفہ راشد اور دُنیادار بادشاہوں کا فرق یوں دکھاتے ہیں کہ:۔

حضرت علیؑ خلیفہ خداوندی تھے بادشاہ اور خلیفہ راشد کا فرق،مودودی

۔''حضرت علیؑ نے جنگ کے سلسلے میں جو طرزِ عمل اختیار کیا وہ ایک خلیفہ راشد اور ایک بادشاہ کے فرق کو پوری طرح نمایاں کردیتا ہے۔اُنہوں نے اپنی فوج میں پہلے ہی یہ اعلان کردیا کہ بھاگنے والے کا پیچھا نہ کرنا۔کسی زخمی پر حملہ نہ کرنا اور فتحیاب ہو کر مخالفین کے گھروں میں نہ گھسنا۔فتح کے بعد

اُنہوں نے دونوں طرف کے شہدا پر نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں احترام کے ساتھ دفن کرایا۔ تمام مال جو لشکر مخالف سے ملا تھا۔ اُسے مال غنیمت قرار دینے سے قطعی انکار کر دیا۔ اور بصرے کی جامع مسجد میں اس کو جمع کر کے اعلان فرما دیا کہ جو اپنا مال پہچان لے وہ لے جائے۔ لوگوں نے خبر اڑائی کہ علیؑ یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ بصرے کے مردوں کو قتل اور عورتوں کو لونڈیاں بنالیں۔ حضرت علیؑ نے فوراً اس کی تردید کی اور فرمایا۔ ''مجھ جیسے آدمی سے یہ اندیشہ نہ ہونا چاہئے یہ سلوک تو کافروں کے ساتھ کرنے کا ہے مسلمانوں کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا جاسکتا۔'' بصرے میں داخل ہوئے تو ہر گھر سے عورتوں نے گالیاں اور کوسنوں کی بوچھاڑ کر دی۔ حضرت علیؑ نے اپنی فوج میں اعلان کیا کہ۔ ''خبردار کسی کی بے پردگی نہ کرنا کسی گھر میں نہ گھسنا۔ کسی عورت سے تعرض نہ کرنا خواہ وہ تمہیں اور تمہارے امراء اور صلحاء کو گالیاں ہی کیوں نہ دیں۔ ہم کو تو اُن پر دست درازی کرنے سے اُس وقت بھی روکا گیا تھا جب یہ مشرک تھیں اب ہم اُن پر ہاتھ کیسے ڈال سکتے ہیں۔'' حضرت عائشہ کے ساتھ جو شکست خوردہ فریق کی اصل قائد تھیں انتہائی احترام کا برتاؤ کیا اور پوری حفاظت کے ساتھ انہیں مدینہ بھیج دیا۔'' (خلافت وملوکیت صفحہ 131) پھر لکھا ہے کہ:۔

۔'' آغاز ہی میں حضرت علیؑ نے اپنی فوج میں یہ اعلان کر دیا کہ۔ ''خبردار لڑائی کی ابتدا اپنی طرف سے نہ کرنا۔ جب تک حملہ نہ کریں۔ پھر جب تم انہیں شکست دیدو تو کسی بھاگنے والے کو قتل نہ کرنا۔ کسی زخمی پر ہاتھ نہ ڈالنا۔ کسی کو برہنہ نہ کرنا۔ کسی مقتول کی لاش کا مُثلہ نہ کرنا۔ کسی گھر میں نہ گھسنا۔ اُن کے مال نہ لوٹنا۔ اور عورتیں خواہ تمہیں گالیاں ہی کیوں نہ دیں اُن پر دست درازی نہ کرنا۔'' (خلافت وملوکیت صفحہ 136)

مودودی نے پہلا بیان جنگ جمل کے متعلق دیا تھا اور یہ بیان جنگ صفین کے متعلق دیا ہے اور ابوبکر کی خلافت کے متعلق بھی ایک جھلک دیکھ لیں تو بہتر ہوگا کہ وہ بادشاہ تھے یا خلیفہ تھے؟ یہ ایک تاریخی مسلّمہ حقیقت ہے کہ سارے عرب نے حضرت ابوبکر کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا اس لئے کہ وہ ان کو رسولؐ کا مقرر کردہ خلیفہ نہ مانتے تھے۔ اور یہ بھی تاریخی مسلّمہ حقیقت ہے کہ نہ رسول اللہؐ نے ان کو اپنا خلیفہ بنایا تھا اور نہ ہی مسلمانان عرب میں یہ اعلان کیا تھا کہ ان کو مال زکوٰۃ دیا جائے۔ لہٰذا تمام عرب مسلمان تھا۔ دین کے تمام احکام وارکان پر عمل پیرا تھا۔ مگر تنہا انہوں نے زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جنگ کو جائز سمجھا اور تمام صحابہ کی رائے اور فتوئے کے خلاف جائز سمجھا اور مسلمانوں پر فوج کشی شروع کر دی۔

حضرت ابوبکر، اُس کے احکام اور نیز اس کے فوجی سردار اور مسلمان

1۔ خالد بن ولید کا طرز عمل:۔ ''میں امیر ہوں اور جب تک مجھے اُن کا کوئی صریح حکم اس کے خلاف نہ ملے اور میں دشمن کے زیر کرنے کا کوئی موقع پاؤں تو کیا میں اُس کے لئے اُن کو اطلاع دے کر حکم حاصل کروں اور اس طرح وہ موقع ہاتھ سے جاتا رہے؟ میں تو یہ ہرگز ایسا نہ کروں گا بلکہ جو موقع ہمدست ہوگا اُس سے فائدہ اُٹھاؤں گا۔ اسی طرح اگر ہم کسی مصیبت میں پھنس جائیں جس کے متعلق اُنہوں نے اپنے فرمان تقرر میں کوئی تصریح نہیں کی ہو تو اُس موقع پر ہم کیا کریں گے؟ ہم جو بہتر صورت دیکھیں اس پر فوراً عمل کریں گے۔

2۔ مالک بن نویرہ پر فوج کشی:۔ مالک بن نویرہ ہمارے قریب موجود ہے میں تو بہر حال خود اپنے ہمراہی مہاجرین اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مالک بن نویرہ کے مقابلے پر بڑھتا ہوں اور تم کو ساتھ آنے پر مجبور کرتا ہوں۔'' (ترجمہ طبری خلافت ابوبکر صفحہ 95-94)

یہ حضرت ابوبکر کا سب سردارانِ لشکر سے زیادہ پسندیدہ سپہ سالار تھا جو ہر کام، ہر نقل وحرکت اور ہر اقدام کے لئے خلیفہ کے حکم کا منتظر نہیں رہ سکتا بلکہ موقع پرستی کو ان کے احکام سے زیادہ اہم سمجھتا تھا اور موقع کا ہاتھ سے نکل جانا غلط سمجھتا تھا۔

3۔ مخالفوں کو بلا نوٹس بے دریغ قتل کر دینے اور جلا ڈالنے کو جائز سمجھنا:۔ ''ابوبکر نے اُن کو حکم دیا تھا کہ جب وہ کسی مقام پر پہنچیں تو اذان دیں اور

اقامت کہیں اگر اس مقام کے باشندے بھی اذان اور اقامت کہیں تو اُن سے کوئی تعرض نہ کریں اور اگر وہ لوگ ایسا نہ کریں تو اُن پر فوراً حملہ کر کے سب کو جس طرح چاہیں بے دریغ قتل کر ڈالیں۔ جلا دیں اور جو چاہیں کریں۔ اور اگر وہ شعار اسلامی کا جواب دے دیں تو پھر اُن سے زکوٰۃ کا اقرار لیا جائے اگر وہ مان لیں تو بہتر ہے ورنہ بغیر تنبیہ کے اچانک اُن پر حملہ کر کے اُن کو غارت کر دیا جائے۔" (ایضاً ترجمہ طبری صفحہ 96)

سوچئے بلا اطلاع اچانک قتل و غارت اور آگ میں جلانا قرآن وسنت میں کہاں ہے؟

4۔ عبداللہ بن عمر اور ابوقتادہ نے مالک بن نویرہ اور اُن کی قوم کے نمازی اور مسلم ہونے کی گواہی دی

لکھا ہے کہ "اس دستے کے لوگوں میں جن میں ابوقتادہ بھی تھے ان اسیروں، مالک بن نویرہ، عاصم، عبید، حرین اور جعفر کے بارے میں اختلاف ہو گیا ابوقتادہ وغیرہ نے اس بات کی شہادت دی کہ انہوں نے اذان دی اقامت کہی اور نماز پڑھی۔ شہادت کے اختلاف کی وجہ سے خالد نے اُن کو قید کر دیا۔

5۔ مسلمان نمازیوں کو قتل کرنے کیلئے ایک بے معنی بہانہ وفراڈ بھی:۔ اُس رات اس قدر سردی اور ہوا تھی کہ کوئی شے اسکی تاب نہ لاتی تھی۔ جب سردی اور بڑھنے لگی خالد نے منادی کو حکم دیا اُس نے بلند آواز سے چلا کر کہا کہ **اَوفئوا اسراکم** (اپنے قیدیوں کو گرم کرو) بنی کنانہ کے محاورے میں اس لفظ کے معنی قتل کرنے کے تھے۔ دوسرں کے محاورے میں جب اَدفہ کہیں تو قتل کے معنی سمجھے جاتے تھے۔ سپاہیوں نے اس لفظ کا مفہوم مقامی محاورے کے اعتبار سے یہ سمجھ لیا کہ ان قیدیوں کے قتل کا حکم دیا گیا ہے۔ انہوں نے اُن سب کو قتل کر ڈالا۔ ضرار بن ازور نے مالک بن نویرہ کو قتل کیا۔ خالد کو جو شور وغل سنائی دیا وہ اپنے خیمے سے برآمد ہوئے مگر اس وقت تک سپاہی اُن سب کا کام تمام کر چکے تھے۔ اب کیا ہو سکتا تھا۔ خالد نے کہا کہ اللہ جس کام کو کرنا چاہتا ہے وہ بہرحال ہوتا ہے۔ اس سے پہلے بھی لوگوں کا اِنکے بارے میں اختلاف تھا۔ ابوقتادہ نے کہا کہ یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے۔ خالد نے ابوقتادہ کو ڈانٹ دیا وہ ناراض ہو کر ابوبکر کے پاس مدینے آگئے۔ ابوبکر اُن پر برہم ہوئے کہ امیر کی اجازت کے بغیر کیوں آئے؟ عمر نے اُنکی سفارش کی مگر ابوبکر نے کہا کہ جب تک یہ پھر اپنے امیر کے پاس واپس نہ جائیں میں معاف نہیں کرونگا۔ ابوقتادہ خالد کے پاس چلے آئے اور پھر خالد کے ساتھ مدینے آئے۔" (ایضاً صفحہ)

قارئین غور فرمائیں کہ اذان، اقامت اور نماز جیسی چیزوں میں اختلاف کیسے ہو سکتا تھا؟ مگر یہ تینوں چیزیں لوٹ مار اور غارتگری میں رکاوٹ بن جاتیں۔ لہٰذا ابوقتادہ اور عبداللہ بن عمر صحابہ نے گواہی دی جس پر خالد کیوں یقین کرتا وہ تو خود قتل و غارت اور لوٹ مار کے لئے آئے تھے۔ اور یہ محاورے والا بہانہ تو سراسر بکواس ہے۔ لیکن ذرا دیر میں ثابت ہوا جاتا ہے کہ خالد بن ولید نے ضرار بن ازور کو بار بار مالک بن نویرہ کے قتل کا حکم دیا تب اس نے قتل کیا تھا اور یہ ساری عبارت سازی طبری کو نقل کرائی گئی تھی اور ایک چھوٹی کہانی ہے۔ آگے چل کر لکھا ہے کہ:۔

6۔ حضرت ابوبکر خالد کو زنا اور قتل کی سزا نہیں دیتے حضرت عمر اور صحابہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئے:۔

" حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ خالد ایک مسلمان کے خون کے ذمہ دار ہیں اور اگر یہ بات ثابت نہ ہو سکے تب بھی اس قدر تو ثابت ہے کہ اُن کو قید کر دیا جائے۔ اس معاملے میں عمر نے بہت اصرار کیا۔ ابوبکر نے عمر سے کہا کہ اَے عمر اب اس معاملے میں خاموشی اختیار کرو خالد سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے۔ تم اُنکے بارے میں اب ہرگز کچھ مت کہو۔" (صفحہ 97-96)

چونکہ خالد حضرت عمر کے خلاف حضرت ابوبکر کے مشن کی تائید میں دن رات دوڑ بھاگ کر رہا تھا اور حضرت عمر آرام سے گھر میں رہتے تھے۔ اسلئے حضرت ابوبکر کا حضرت عمر کو خاموش رکھنا اور خالد کی تائید و مدد کرنا ضروری تھا۔ یہاں یہ بھی دیکھ لیں کہ اجتہادی غلطی اور اجتہاد کیا ہوتے ہیں اور مجتہد کی کیا شان ہوتی ہے اور اُنکے ظلم و زنا اور قتل معاف ہوتے ہیں اور نظام اجتہاد کی اسی قدیم ترازو میں آپ ابلیس و مجتہد کو بھی تول لیں۔ وہ بفضل شیطان ان سے

کئی ہاتھ لمبے نکلیں گے۔

7۔مالک بن نویرہ وغیرھم کے قتل کی کہانی کا دوسرا انداز طبری ہی میں:۔ اجتہاد کا ایک اور فراڈی رخ یہ ہے کہ:۔''عروہ کے باپ سے مروی ہے کہ اس موقع پر مہم میں بعض لوگوں نے تو شہادت دی کہ جب ہم نے اذان دی، اقامت کہی اور نماز پڑھی ان لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا مگر دوسروں نے کہا نہیں ایسا کچھ نہیں ہوا۔اس وجہ سے وہ سب قتل کردیئے گئے۔مالک بن نویرہ کا بھائی متمم بن نویرہ حضرت ابوبکر کے پاس اپنے بھائی کا قصاص لینے آیا اور اُس نے درخواست کی کہ ہمارے قیدی رہا کردیئے جائیں۔ابوبکر نے قیدیوں کی رہائی کیلئے اس کی درخواست قبول کرلی اور حکم لکھ دیا۔عمر نے خالد کے متعلق ابوبکر سے سخت اصرار کیا کہ ان کو برطرف کردیا جائے۔اور کہا کہ اُن کی تلوار میں بے گناہ مسلمان کا خون ہے۔ابوبکر نے کہا کہ عمر یہ نہیں ہوسکتا کہ میں اس تلوار کو جسے اللہ نے کفار کیلئے نیام سے برآمد کیا ہے پھر نیام میں نہ رکھوں گا۔''(صفحہ 97)

سوچیں کہ صدیق مالک بن نویرہ کو کفار کہتا ہے اور فاروق اُن کو مسلمان قرار دیتا ہے۔ان دونوں میں سچا کون ہے؟

8۔سارے قریش جھوٹے اور منافق تھے(اَلْمُنٰفِقُوْنَ 63/1)یہ ساری قریشی تاریخ سرتاپا جھوٹی ہے

اور سُنئے طبری پھر لکھتا ہے کہ۔''حارث بن ربعی نے مالک بن نویرہؓ کے مسلمان ہونے کی شہادت دی تھی اور اُنکے قتل کے بعد انہوں نے عہد کیا تھا کہ وہ آئندہ کبھی خالد کے ہمراہ کسی جنگ میں شریک نہ ہوں گے۔اور وہ بیان کرتے تھے کہ جب خالد کی فوج نے مالک بن نویرہ کے قبیلے پر یورش کی تو رات کی وجہ سے وہ حملہ آوروں سے خائف تھے اور انہوں نے اسلحہ سنبھالے۔ہم نے اُن سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں انہوں نے کہا کہ ہم بھی مسلمان ہیں ہم نے پوچھا کہ پھر ان ہتھیاروں کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا اور تمہارے ہتھیاروں کا کیا مطلب ہے؟ ہم نے کہا کہ اچھا اگر جیسا تم کہتے ہو یہ ہی ہے تو ہتھیار رکھدو۔انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے۔ہم نے نماز پڑھی انہوں نے نماز پڑھی۔خالد مالک بن نویرہ کے قتل کے متعلق یہ عذر پیش کرتے تھے کہ اس نے باربار یہ بات کہی۔''میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے صاحب نے یہ اور یہ کہا ہوگا۔'' خالد نے کہا کہ کیا تم اُن کو اپنا صاحب نہیں سمجھتے؟'' اور پھر آگے بڑھ کر اُن کی اور اُن کے ساتھیوں کی گردن ماردی۔عمر کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی انہوں نے ابوبکر سے اُن کی شکایت کی اور پیہم اصرار سے کہا کہ دیکھئے دشمن خدا خالد نے ایک مسلمان کو قتل کردیا اور پھر اس کی بیوی پر کود پڑا۔ خالد اُس مہم سے پلٹ کر مدینے آئے وہ ایک زنگ آلودہ قبا پہنے تھے اور عمامہ باندھے تھے جس میں متعدد تیر چبھے ہوئے تھے۔جب مسجد میں آئے عمر نے بڑھ کر تیروں کو اُن کے سر سے کھینچ کر توڑ ڈالا۔اور کہا کہ محض دکھانے کے لئے اس ھیئت سے آئے ہو۔تم نے ایک مسلمان کو قتل کیا اور پھر اس کی بیوی پر قبضہ کرلیا۔بخدا میں تم کو سنگسار کروں گا۔خالد نے اُس وقت ایک لفظ زبان سے نہ کہا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ابوبکر کا بھی یہی خیال ہوگا۔وہ ابوبکر کے پاس سیدھے چلے آئے۔اور سارا واقعہ کہہ سُنایا اور معذرت چاہی۔اس اعتراف پر ابوبکر نے اُن کو معاف کردیا۔اُن کی خوشنودی حاصل کر کے وہ اُٹھ آئے۔عمر مسجد میں بیٹھے تھے۔خالد نے کہا۔''اے اُمّ شملہ کے بیٹے اب آؤ کیا کہتے ہو عمر تاڑ گئے کہ ابوبکر اُن سے راضی ہوگئے ہیں۔وہ چپکے سے اُٹھ کر اپنے گھر چلے گئے اور خالد کو کوئی جواب نہ دیا۔''(ترجمہ طبری صفحہ 98-97)

قارئین دیکھیں کہ قریشی حکمرانوں کی تیار کرائی ہوئی تاریخ میں کس بے تکلفی سے فریب و فراڈ کیا جاتا رہا ہے مگر مالک بن نویرہ اور اُس کے قبیلے کا نمازی اور مسلمان ہونا بہرحال ثابت ہوگیا ساتھ ہی حضرت ابوبکر کے چہیتے سپہ سالار کا زانی ہونا بھی سامنے آگیا۔اب بتایئے کہ بقول مودودی ایسے ہی خلیفہ راشد ہوتے ہیں یا جابر و ظالم بادشاہ ہوتے ہیں؟

9۔خالد بن ولید وغیرہ کا کردار دوسری تواریخ سے بھی دیکھیں:۔ بہرحال حق و باطل کو واضح کرنے کے لئے ہم یوں جلدی سے اِن ظالموں اور

جابروں کوچھوڑنے والے نہیں۔ایس جعفر حسین ذاکر کی مرتب کردہ تاریخ سے چند حوالے پڑھتے چلیں حضرت ابوبکر کے حالات میں لکھا ہے کہ:۔

۔''صاحب حبیب السیئر لکھتے ہیں کہ۔'' جب خالد بن ولید محاربہ طلیحہ سے فارغ ہوا تو سپاہ اسلام کولیکر بطاح علاقہ بنی تمیم کی طرف گیا اور سریئے (فوجی دستے) اطراف وجوانب میں بھیجے۔انہیں میں سے ایک دستہ بنی یربوع پر بھیجا گیا۔جنہوں نے ابوبکر کوزکوٰۃ دینے سے انکار کردیا تھا۔اور جن کا سردار مالک بن نویرہ تھا۔اس دستے میں عبداللہ بن عمر بن خطاب اور ابوقتادہ بھی تھے۔ابوالفداء اور ائیرونگ لکھتے ہیں کہ بنی یربوع نے ابوبکر کوزکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا۔اس قبیلے کا سردار مالک بن نویرہ تھا۔یہ شخص بڑا شہسوار، بہادر، نامی شاعر، خاندانی اور نہایت ہردل عزیز تھا۔اُس میں سب ہی صفتیں موجود تھیں جوعرب میں باعث شہرت وافتخار ہوتی ہیں۔اسکی زوجہ اُمّ تمیم یا ام متمم عرب کی تمام عورتوں میں سب سے زیادہ حسین تھی۔اور صاحب فوات الوفیات کے مطابق خالد بن ولید زمانہ جاہلیت سے اس پر عاشق تھا۔یہ شخص پیغمبرؐ خدا کے پاس آخر مسلمان ہوا تھا۔حضرتؐ نے حکم دیا تھا کہ تمہاری قوم جوزکوٰۃ دیا کرے وہ تم جمع کر کے بھیج دیا کرو کیونکہ تم اُنکے سردار ہو۔بروایت اصابہ جب اُس نے حضرت ابوبکر کوزکوٰۃ نہ دی اور اپنے ہی لوگوں میں تقسیم کردی تو خالد بن ولید کو مالک بن نویرہ سے زکوٰۃ وصول کرنے کو بھیجا ایرونگ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر بھی اس باغی سردار کے چال وچلن اور خصلت کی بابت اعلیٰ خیال رکھتے تھے۔اور اس پر نرمی سے کامیابی حاصل کرنا چاہتے تھے اسلئے خالد کو ہدایت کی تھی کہ اگر مالک تمہارے قابو میں آجائے تو اُس سے نہایت ادب وتعظیم سے پیش آنا۔ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جب خالد کی فوج رات کے وقت مالک اور اُسکے ساتھیوں کے پاس پہنچی تو بنی یربوع نے ہتھیار سنبھال لئے ان لوگوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں۔اصحاب مالک نے کہا کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔اصحاب خالد نے کہا تو ہتھیار رکھدو انہوں نے ہتھیار رکھدیئے۔اصحاب خالد نے نماز پڑھی اُنہوں نے بھی نماز پڑھی اسکے بعد اصحاب خالد نے اُن لوگوں کو گرفتار کرلیا۔وہ سردی اور بارش کی رات تھی قیدی رات بھر سردی اور بارش میں کھلے آسمان کے نیچے بندھے کھڑے رہے اور پھر خالد کے حکم سے قتل کردیئے گئے۔ابوالفداء نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمر اور ابوقتادہ نے بہت سمجھایا مگر خالد کب مانتا تھا۔اگرچہ آخر میں مالک نے یہ بھی کہا کہ مجھے ابوبکر کے پاس لے چل وہ جوحکم کریگا میں اُسے بجالاؤں گا۔ خالد نے کہا یہ نہیں ہوسکتا۔میں تجھے قتل ہی کرونگا۔اور ضرار بن ازور کو حکم دیا کہ تلوار مار۔اس وقت مالک بن نویرہ نے اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ اس عورت نے مجھے قتل کرایا ہے۔خالد نے جواب دیا کہ نہیں خدا نے تجھے قتل کروایا ہے۔کیونکہ تو اسلام سے پھر گیا۔مالک نے کہا کہ ہرگز نہیں میں اس وقت اسلام پر قائم ہوں۔بلکہ بقول ایرونگ کلمہ شہادت بھی پڑھا۔خالد نے کہا اے ضرار گردن مار ضرار نے زور سے ایک تلوار ماری کہ سر گردن سے الگ ہوگیا۔بقول ایرونگ خالد کے حکم سے اُنکا ملک پامال کردیا گیا۔ریوڑ اور گلّے لوٹ لئے گئے۔اور بال بچے قید کرلئے گئے۔تاریخ الخمیس' ابوالفداء، انسان العیون وغیرہ میں لکھا ہے کہ مالک کے سر پر بال بہت زیادہ تھے۔دو پتھروں کا چولھا بنا کر اسکے سر کو بجائے ایندھن جلایا گیا اور گوشت ہنڈیا میں پکا کر کھایا گیا۔اسکے مرتے ہی خالد نے مالک کی بیوی کو پکڑ کر اپنا دل ٹھنڈا کیا۔صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ خالد نے اُسی رات کو مالک بن نویرہ کی زوجہ سے مجامعت کی۔بعد میں نکاح کی ٹھہری۔خالد نے عبداللہ ابن عمر اور ابوقتادہ سے محفل نکاح میں شریک ہونے کو کہا اُن دونوں نے انکار کردیا۔بروایت کنز الاعمال خالد نے زنا کیا تھا۔اُسکو سنگسار کرنے کا عمر نے تقاضہ کیا خالد کو بلایا گیا مدینہ آکر اُس نے بروایت روضۃ الصفا وحبیب السیئر ابوبکر کے دربان کو دوعدد دینار سرخ بھیجے تا کہ وہ خالد کو ایسے وقت پیش کرے جب عمر وہاں نہ ہو دربان نے وہ دینار لے لئے اور خالد کو تنہا پیش کیا تھا۔علامہ شہرستانی نے کتاب مِلل ونِحل میں لکھا ہے کہ عمر نے اپنے عہد خلافت میں مالک بن نویرہ کی قوم کے قیدی اور مال اُنکے وارثوں کو واپس دلوائے تھے''۔

(تاریخ الاسلام حصہ دوم صفحہ 33 تا 63)

10۔ چند آخری باتیں۔ مالک اوراس کی قوم نمازی ومسلمان تھے مالک صحابی رسوؐل بھی تھا

یہ حقیقت طرح طرح سے ثابت ہوگئی کہ وہ تمام مسلمان جن کو مرتد کہہ کراُن کا قتل عام اورلوٹ مار جائز رکھی گئی عموماًاور مالک بن نویرہ اوراُنکا قبیلہ خصوصاً مسلمان اورنمازی لوگ تھے۔اس پرعبداللہ ابن عمر،ابوقتادہ اوردوسرے صحابہ گواہ تھےاورحضرت ابوبکر نے مالک بن نویرہ کا خون بہاادا کر کے بھی اس کامسلمان ہونا ثابت کیااورساتھ ہی مالک بن نویرہ کے صحابی رسولؐ ہونے پرزندہ اورتحریری شہادت بھی موجود ہےاور یہ تحریری ریکارڈ بھی ایک مقدس سُنّی عالم نے تیارکیا ہےوہ تھے محدثین میں علامہ ابن حجرعسقلانی جنہوں نے صحیح بخاری کی مفصل شرح فتح الباری لکھی ہے۔انہوں نے صحابہ رسولؐ کے حالات میں بھی ایک ضخیم کتاب ''اصابہ'' کے نام سے کئی جلدوں میں لکھی ہے۔اس کتاب میں مالک بن نویرہ کے حالات درج کئے ہیں جواس حقیقت پردلیل قطعی ہے کہ مالک نہ صرف مسلمان تھا بلکہ صحابی رسوؐل بھی تھا۔اور یہ بھی سُنتے چلیں کہ ابوبکر کی خلافت کاانکارکرنے والے تمام صحابی رسولؐ ہی تھے۔علامہ ابن حجر نے اصابہ میں لکھا ہے:۔**کَانَ النَّبِیُّ اسْتَعْمَلَہٗ عَلٰی صَدَقَاتِ قَوْمِہ فَلَمَّا بلغتۃٗ وفاۃ النبیؐ اَمْسَکَ الصدقات وفَرَّقھافی قومۃ وقال فی ذٰلِکَ** ۔ حضرت رسول خداصلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن نویرہ کے ذمہ کردیا تھا کہ اپنی قوم کی زکوٰۃ وغیرہ کی رقومات وہی وصول کیا کرےاورمرکز میں بھیجا کرے۔مگر جب اُس کوحضورؐ کی وفات کی اطلاع ہوئی تو اُن رقومات کوروک کراپنی قوم میں تقسیم کردیااس سلسلے میں دوشعر بھی کہے:

فَقُلْتُ خذوا اموالکم غیرخالف | ولانا ظرفی مایَجئی من الفد

فان قام بالدین المحوق قائم | اَطَعْنا وَقُلْنَا الدین دین محمدؐ

''یہ خبرسُنتے ہی میں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بےخوف ہوکراپنا اپنامال واپس لےلواور جوبات کل پیش آئے گی اس کی فکر نہ کرو۔اگراس دین کا جس کا سرداراُٹھ گیا ہے کوئی محافظ یعنی جواُٹھنے والے سردار کا جانشین قائم ہوگا تو ہم اُس کی بھی اطاعت کریں گےاورکہیں گے کہ صحیح مذہب محمدؐ کا ہی دین ہے۔''(اصابہ جلد6 صفحہ 36)

یہ تحریر بھی ثابت کرتی ہے کہ نہ مالک بن نویرہ مرتد ہوا تھا نہ زکوٰۃ دینے سے اس نے انکار کیا تھا۔بلکہ اس انتظار میں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کاحقیقی جانشین اُن کی جگہ پربیٹھے تواس کی اطاعت کریں اورمال زکوٰۃ اس کے پاس بھیجے۔مگر چونکہ اُس نے ابوبکر کوآنحضرت کا جانشین تسلیم نہ کیا تھااس لئے ابوبکر نے اس پربھی فوج کشی کردی تھی۔اورسُنئے:۔**فَلَمَّا قُتِلَ اَمَرَ خَالِدٌ براسہ فَنَصَبَ اثفیۃ لقدر ان خالد ارای امراۃ مالک وکانت فائقۃ فی الجمال فقال مالک بعد ذٰلِکَ لامراتہ فقتلنی یعنی اقتل مِن اَجْلِکِ۔**

۔''جب مالک بن نویرہ قتل کیا جاچکا تو خالد نے حکم دیا کہ اُس کا سرچولھا بنایا جائے اوراس پردیگچی چڑھا کرکھانا پکایا جائے۔جب خالد مالک کے پاس پہنچا تھا تو خالد کی نظر مالک کی بیوی پرپڑگئی تھی جوحسن وجمال میں اپنی مثال خود ہی تھی اس وجہ سے فوراًمالک نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ تو نے مجھےقتل کردیا ہے یعنی تیرے ہی عشق کی وجہ سے خالد مجھے قتل کرے گا(تاکہ میرے بعد تجھ پرقبضہ کرسکے) (اصابہ جلد6 صفحہ 37) علامہ دیاربکری نے لکھاہے کہ۔وقتل مالك بن نويرة فتزوج امراته ام متمم من ليلة كانت جميلة جب مالک بن نویرہ قتل کردیا گیا تو جس دن وہ قتل ہوااُسی رات کوخالد نے اس کی بیوی متمم سے ہم بستری کرلی کیونکہ وہ بہت خوبصورت تھی۔''

11۔ حضرت ابوبکرکاایک خط بنی حنیفہ کاقتل عام:۔ تاریخ طبری میں خط بھی موجود ہے:۔''اسی زمانے میں حضرت ابوبکر نے مسلمہ بن سلامہ بن وقس کے ہاتھ ایک خط خالد کوبھیجا تھا جس میں ان کوحکم دیا تھا کہ اگراللہ تم کوفتح دے توبنی حنیفہ کے ان تمام مردوں کوجن کی داڑھی نکل آئی ہےقتل کردو۔

مگر جب مسلمہ خط لے کر خالد کے پاس پہنچے تو اس سے پہلے ہی خالد بنی حنیفہ سے صلح کر چکے تھے۔" (ترجمہ طبری صفحہ 120۔119)

علامہ مودودی نے اِن کے تمام حالات پڑھے تھے مگر اس کے باوجود اِن کو راشد خلیفہ سمجھتے رہے اور کہیں ان کو بادشاہ نہ لکھا۔ حالانکہ اِن کے لئے صرف ظالم و جابر و سنگدل بادشاہ ہی کے الفاظ زیب دیتے ہیں۔

(نمبر15) شکوہ اِذَا لَقِیَ الْعَدُوَّ مُحَارِبًا:

دُشمن سے جنگ کے لئے سامنے آتے تو اللہ سے یوں شکایت کیا کرتے تھے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ O

اَللّٰھُمَّ اِلَیۡکَ اَفۡضَتِ الۡقُلُوۡبُ،وَمُدَّتِ الۡاَعۡنَاقُ، وَشَخَصَتِ الۡاَبۡصَارُ،وَنُقِلَتِ الۡاَقۡدَامُ،وَاُنۡضِیَتِ الۡاَبۡدَانُ،	1	اَے اللہ دل تیری طرف کھنچ رہے ہیں۔اور گردنیں تیری جانب اُٹھ رہی ہیں۔اور آنکھیں تیری طرف لگی ہوئی ہیں۔اور قدم پر قدم تیری سمت بڑھ رہے ہیں۔اور جسم کمزور ہو چکے ہیں؛
اَللّٰھُمَّ قَدۡ صَرَّحَ مَکۡنُوۡنُ الشَّنَانُ،	2	اے اللہ چھپی ہوئی دشمنی کھل کر سامنے آ چکی ہے؛
وَجَاشَتۡ مَرَاجِلُ الۡاَضۡغَانِ،	3	اور کینے اور بغض کی دیگیں جوش کھا کر ابلنے لگی ہیں؛
اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَشۡکُوۡ اِلَیۡکَ غَیۡبَةَ نَبِیِّنَا،وَکَثۡرَةَ عَدُوِّنَا،وَتَشَتُّتَ اَھۡوَائِنَا،	4	اَے اللہ ہم تجھ سے اپنے نبیؐ کے زمانۂ غیبت کا اور اپنے دشمنوں کی کثرت کا اور خواہشوں میں انتشار پھیل جانے کا شکوہ کرتے ہیں؛
رَبَّنَا افۡتَحۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡفَاتِحِیۡنَ.	5	اے ہمارے پروردگار تو ہمارے اور ہماری اس نام نہاد قوم کے درمیان ایک حقیقی فیصلہ کر ڈال اور تو ہی سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔"

تشریح:۔ یہ ہے وہ درد جو اُس وقت بڑھ جاتا تھا جب دشمنوں کی افواج مرنے کے لئے سامنے آ کھڑے ہوتی تھیں۔یعنی عرصہ دراز سے یہ ثابت ہوتا چلا آ رہا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کے مقابلے پر آنے والوں کے لئے اللہ نے موت مقدر کی ہوئی ہے اور مرنے والوں کے بچے یتیم ہونے والے ہیں۔ بیویاں بیوہ ہونے کے لئے تیار ہوگئی ہیں اور ماں باپ اور دیگر عزیز و اقارب داغ جدائی کا صدمہ برداشت کرنے والے ہیں۔ یہ نظارہ ٹھنڈے دل سے دیکھنے کا نہیں ہوتا ہے۔حضورؑ کا دل تڑپ اُٹھتا تھا اور آپؑ کے ہاتھ دُعا کے لئے اُٹھ جاتے تھے نہ معلوم کتنی عورتیں رنڈ سالہ پہنے ہوئے اور کتنے بچے یتیمی کی چادر میں لپٹے ہوئے سامنے آ کھڑے ہوتے ہوں گے۔اور درد والم سے بچنے کے لئے آپ اللہ سے ایک ایسا فیصلہ چاہتے تھے جو آخری و حتمی ہو۔

دُشمنی کو چھپانا ضروری، عہدِ مرتضویؑ میں ضروری نہ رہا

اس شکوے میں یہ واضح ہو گیا کہ حضرت علی علیہ السلام کے مدِّ مقابل لوگ خاندانِ رسولؐ و علیؑ کے دشمن تھے اور یہ دشمن لوگ اب اپنی قدیم دشمنی کو چھپانا بھی ضروری نہ سمجھتے تھے یا یہ کہ دُشمنی اب چھپنے کے قابل نہ رہی تھی۔اور چونکہ اُن پوشیدہ دشمنوں کو اپنی قوم بھی فرما دیا تھا لہٰذا دُشمنی کی عمر یا ابتدا عہدِ رسولؐ تک پہنچ جاتی ہے۔یعنی قریش عہدِ رسولؐ سے برابر دُشمنی کو طرح طرح پوشیدہ رکھنے میں کوشاں رہتے چلے آئے تھے یعنی دوستی کے پردے میں دشمنی کرتے تھے۔یعنی بظاہر دوست اور اپنے بنے رہتے تھے اور بباطن دشمن تھے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس منافقانہ دُشمنی کا پردہ فاش نہیں کیا بلکہ خود

دُشمنوں سے اب دُشمنی چھپائی نہیں جاسکتی۔ اِس دشمنی کا بڑا حملہ قرآن کو مہجور کرنے میں ظاہر ہوا تھا جب اللہ نے اپنے رسول کو بتایا تھا کہ **وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا** o (25/30-31)۔'' اور اُسی طرح ہم نے ہر نبیؑ کے لئے برابر جرائم پیشہ لوگوں میں سے دشمن برقرار رکھے ہیں اور تمہارے لئے تمہارا پروردگار ہدایت اور نصرت کے لئے کافی ہے۔'' یعنی قریش دوست بنے رہنے میں کوشاں رہے اور اللہ اُن کی دشمنی کو ظاہر کرنے اور سامنے لانے کا انتظام کرتا رہا۔ بہرحال اب لاکھ چھپائیں پھر بھی اُن کی دُشمنی نہیں چھپتی۔ اور چھوٹا بڑا بھائی کہنے سے بھی عداوت پر پردہ نہیں ڈالا جاسکتا۔ مجتہدین کا یہ ڈھونگ بھی اُن کو نہیں چھپاسکتا کہ ہم میں کوئی اختلاف نہیں ہے یا یہ کہ ہمارا اللہ ایک ہے، رسولؐ ایک ہے، قرآن ایک ہے، دین ایک ہے اور ہم سب ایک ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کا یہ شکوہ راز کھولتا ہے۔

(نمبر16) خط كَانَ يَقُوْلُ لِاَصْحَابِهٖ عِنْدَ الْحَرْبِ:

جنگ کے وقت علی علیہ السلام اپنے صحابہ سے فرمایا کرتے تھے

1۔ جنگ پر اُبھارنے، حملہ کرنے، گھات لگانے کا طریقہ 2۔ قریشی قوم نے مسلسل کفر کو دلوں میں رکھا موقع ملتے ہی اعلان کردیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

لَا تَشْتَدَنَّ عَلَيْكُمْ فَرَّةٌ بَعْدَهَا كَرَّةٌ،	1	وہ بھاگنا جس کے بعد جم کر لڑنے کا موقع ملے،
وَلَا جَوْلَةٌ بَعْدَهَا حَمْلَةٌ،	2	اور لڑتے لڑتے جگہ کا اسلئے چھوڑ دینا کہ کامیاب حملہ یقینی ہو تمہیں ناگوار اور غلط معلوم نہ ہونا چاہیے
وَاَعْطُوا السُّيُوْفَ حُقُوْقَهَا،	3	اور تلواروں کو تیغ آزمائی کر کے اُن کے حقوق ادا کردو؛
وَوَطِّنُوْا لِلْجُنُوْبِ مَصَارِعَهَا،	4	اور پہلو کے بل گرانے کے لئے دشمنوں کے واسطے جگہ تیار رکھو؛
وَاذْمُرُوْا اَنْفُسَكُمْ عَلَى الطَّعْنِ الدَّعْسِيِّ،	5	اور خود کو سختی سے نیزہ مارنے اور
وَالضَّرْبِ الطِّلَحْفِيِّ،	6	تلوار کا بھرپور ہاتھ ڈالنے کے لئے تیار رکھا کرو؛
وَاَمِيْتُوا الْاَصْوَاتَ فَاِنَّهٗ اَطْرَدُ لِلْفَشَلِ،	7	مُنہ سے کسی قسم کی آواز باہر نکلنے سے روک دو اس سے بزدلی کا مظاہرہ رک جاتا ہے؛
فَوَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَاَ النَّسَمَةَ، مَا اَسْلَمُوْا وَلٰكِنِ اسْتَسْلَمُوْا، وَاَسَرُّوا الْكُفْرَ فَلَمَّا وَجَدُوْا اَعْوَانًا عَلَيْهِ اَظْهَرُوْهُ.	8	اُس ذات پاک کی قسم جو دانے کو اگانے کیلئے پھاڑتا ہے۔ اور جانداروں کو پیدا کرتا ہے کہ یہ لوگ شروع ہی سے اسلام نہیں لائے تھے۔ بلکہ کفر کو دل میں چھپا کر اطاعت کرلی تھی اور جب انہیں کفر کی مدد کرنے والے مل گئے تھے انہوں نے اپنے کفر کو ظاہر کردیا تھا۔''

تشریح:۔ جو لوگ باقاعدہ جنگی تعلیمات حاصل نہیں کرتے وہ خاندانی روایات اور سُنے سُنائے حالات و واقعات اور ہر حال میں جم کر لڑنے کو قابل فخر جنگ سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو بتایا ہے کہ ایسی حالت میں جم کر لڑنا غلط ہے جب کہ خود ہی خطرے میں پھنس جانے کا اندیشہ ہو۔ مثلاً حملہ دو یا زیادہ طرف سے ہو جائے یعنی داہنے بائیں اور سامنے بھی حملہ آور ہوں ایسی صورت میں ضروری ہے کہ بچ کر دوڑ و اور حملہ آوروں کو سامنے کرلو یعنی گھیرے سے نکل جاؤ اور ضرورت ہو تو ہلکے ہلکے دوڑتے رہو جب فاصلہ تلوار بھر رہ جائے پلٹو اور دو ہاتھ میں دشمن کو گراؤ اور بھیڑ ہونے اور گھیرے میں آجانے سے پہلے ہی پھر ہلکے ہلکے دوڑنا شروع کردو اور رُک رُک کر باری باری آگے آنے والوں کو گراتے جائیں۔ تیز دوڑنے والے اور جوشیلے لوگ جلدی تم تک پہنچیں گے۔

رُکتے جاؤ پلٹ کر ہاتھ مارو اور چل دو یُوں ایک بہادر اور جری شخص سینکڑوں حملہ آوروں کو موت کے گھاٹ اُتار سکتا ہے۔ لہٰذا جگہ چھوڑنا اور عمدہ موقع نکالنا بُزدلی نہیں فنونِ جنگ میں سے ایک فن ہے اور کئی آدمی بزدل سمجھ کر جلدی جلدی حملہ کریں گے اور مَلکُ الموت سے جا ملیں گے۔ بہرحال قرآن میں حملہ کو کامیاب بنانے کے لئے غلط جگہ چھوڑ کر موزوں جگہ لینا اور صف بدلنا یا موزوں دستہ میں شامل ہونے کی اجازت بھی دی گئی اور اس طرح کی نقل وحرکت کو جنگ سے بھاگنے یا پیٹھ پھیرانے میں شمار نہیں کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ:۔ وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُo (انفال 8/16)

مودودی ترجمہ:۔ ''جس نے ایسے موقع پر پیٹھ پھیری........ اِلَّا یہ کہ جنگی چال کے طور پر ایسا کرے یا کسی دوسری فوج سے جا ملنے کے لئے.....تو وہ اللہ کے غضب میں گھر جائے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بہت بری جائے بازگشت ہے۔(تفہیم القرآن جلد 2 صفحہ 135-134)

بہرحال دشمنوں سے جنگ کامیاب بنانے کے لئے تمام فنونِ جنگ جائز ہیں بشرطیکہ وہ کمینہ حرکات، غداری اور فریب کاری نہ ہوں۔ نیزہ ہو یا تلوار ہو ڈھیلے ہاتھ سے پکڑنا غلط ہے۔

قریش اور قریش کے طرفدار لوگوں کے اسلام وایمان وغیرہ کی نفی فرمائی ہے اُن میں سے کوئی کسی زمانہ میں حقیقی مسلمان نہ تھا

یہی بات اللہ نے قرآن میں طرح طرح سے اور مختلف انداز میں فرمائی ہے۔(نساء 4/136) اور ہم نے بڑی تفصیل سے دکھایا ہے کہ قریشی قوم ایسا ایمان لائی تھی کہ اس کو مسلمان یا مومن کہہ کر پکارا جاسکے۔ اُن کا ہدف یا مقصد دُنیا کمانا اور اقتدار جمانا تھا۔ وہ اس میں روز اوّل سے کامیاب رہے۔ مگر رفتہ رفتہ دُنیا نے بھی اُن کا ساتھ چھوڑ دیا اور رفتہ رفتہ بتدریج اُنہیں بھکاری اور اسلام کا گداگر بنا کے رکھ دیا۔ آج وہ ایک بے مغز محتاج قوم ہیں جن سے ہر قوم نفرت کرتی ہے۔

(نمبر 17) خط ''اِلٰی مُعَاوِیَةَ جَوَابًا'' معاویہ کو اس کے جواب میں لکھا گیا

1۔ ملک شام کے مطالبہ کا جواب 2۔ فنِ جنگ اور افرادی قوت میں برابر ہونے کا جواب

3۔ ایک خاندان سے ہونے کی اپیل اور خاندانی تقابل 4۔ جنگ میں قتل ہونے والوں کا حشر؟

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

وَاَمَّا طَلَبُکَ اِلَیَّ الشَّامَ، فَاِنِّی لَمْ اَکُنْ لِّاُعْطِیَکَ الْیَوْمَ مَا مَنَعْتُکَ اَمْسِ،	1	اور رہ گیا تمہارا یہ مطالبہ کہ میں تمہیں ملک شام سپرد کردوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو چیز میں نے تمہارے مطالبہ پر کل تمہیں نہ دی تھی اُسے منع کر چکنے کے بعد آج وہی چیز تمہیں کیسے دے سکتا ہوں؟
وَاَمَّا قَوْلُکَ: ''اِنَّ الْحَرْبَ قَدْ اَکَلَتِ الْعَرَبَ اِلَّا حُشَاشَاتِ اَنْفُسٍ بَقِیَتْ''	2	اور رہ گیا تمہارا یہ قول کہ: ''ملک عرب کو جنگ کھا چکی ہے اور چند آخری سانسوں کے علاوہ اُس میں کچھ نہیں رہا ہے۔''
اَلَا وَمَنْ اَکَلَهُ الْحَقُّ فَاِلَی الْجَنَّةِ، وَمَنْ اَکَلَهُ الْبَاطِلُ فَاِلَی النَّارِ،	3	خبردار ہو کر سنو کہ عرب کے جن لوگوں کو حق نے کھایا ہے وہ سیدھے جنت میں گئے۔ اور جن لوگوں کو باطل نے کھایا وہ سیدھے جہنم میں پہنچے۔

وَاَمَّااسْتِوَاؤُنَا فِی الْحَرْبِ وَالرِّجَالِ فَلَسْتَ بِاَمْضٰی عَلَی الشَّکِّ مِنِّیْ عَلَی الْیَقِیْنِ،	4	اور یہ کہنا کہ ہم اور تم جنگی معاملات میں اور افرادی قوت میں برابر کے ہیں۔سنو کہ تم شک میں بھی اتنے بڑھے ہوئے نہیں ہو جتنا میں یقین میں بڑھا ہوا ہوں۔
وَلَیْسَ اَهْلُ الشَّامِ بِاَحْرَصَ عَلَی الدُّنْیَا مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ عَلَی الْاٰخِرَةِ،	5	اور اہل شام دُنیا اور حیاتِ دُنیا کی بھی اتنی حرص نہیں رکھتے جتنی حرص اہل عراق کو آخرت کی ہے؛
وَاَمَّاقَوْلُکَ: "اِنَّا بَنُوْ عَبْدِ مَنَافٍ"فَکَذٰلِکَ نَحْنُ،	6	اور رہ گیا تیرا یہ کہنا کہ:۔ ''ہم عبدؑمناف کی اولاد ہیں اور تم بھی اُن ہی کی اولاد میں سے ہو۔''
وَلٰکِنْ لَیْسَ اُمَیَّةُ کَهَاشِمٍ،وَلَاحَرْبٌ کَعَبْدِالْمُطَّلِبِ،وَلَااَبُوْسُفْیَانَ کَاَبِیْ طَالِبٍ،	7	ولیکن نہ اُمیہ ھاشمؑ کی مانند تھا اور نہ حرب ہی عبدالمطلبؑ کی طرح تھا اور نہ ابوسفیان ابوطالبؑ کی طرح کا تھا؛
وَلَاالْمُهَاجِرُکَالطَّلِیْقِ، وَلَاالصَّرِیْحُ کَاللَّصِیْقِ،	8	اور نہ مہاجر طلاق زدہ غلام کی طرح ہوا کرتا ہے؛ اور نہ ہی چالاکی سے چپکایا ہوا روشن اور پاکیزہ نسب والے کی مانند ہوا کرتا ہے؛
وَلَاالْمُحِقُّ کَالْمُبْطِلِ،	9	اور غلط کار و باطل پرست حق پرست کا ہم پلہ نہیں ہوسکتا؛
وَلَاالْمُؤْمِنُ کَالْمُدْغِلِ،	10	اور نہ مومن دغاباز کے برابر ہوتا ہے؛
وَلَبِئْسَ الْخَلَفُ خَلَفٌ یَّتْبَعُ سَلَفًا هَوٰی فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ.	11	کتنی بُری نسل وہ نسل ہے جو برابر جہنمی آباؤ اجداد کی پیروی کرتی چلی آ رہی ہو۔
وَفِیْ اَیْدِیْنَا بَعْدُ فَضْلُ النُّبُوَّةِ الَّتِیْ اَذْلَلْنَا بِهَاالْعَزِیْزَ وَنَعَشْنَا بِهَاالذَّلِیْلَ،	12	اور اس سب کے بعد ہمارے ہاتھ میں اُس نبوّت کی فضیلت بھی تو ہے جس کے ذریعہ سے ہم نے طاقتوروں کو کمزور کر دیا اور پست درجہ میں دھکیلے ہوئے لوگوں کو بلند مرتبہ کر دیا ہے؛
وَلَمَّااَدْخَلَ اللّٰهُ الْعَرَبَ فِیْ دِیْنِهٖ اَفْوَاجًا،	13	اور جب اللہ نے ملک عرب کے لوگوں کو اپنے دین میں فوج در فوج داخل کیا تھا،
وَاَسْلَمَتْ لَهٗ هٰذِهِ الْاُمَّةُ طَوْعًاوَّ کَرْهًا کُنْتُمْ مِمَّنْ دَخَلَ فِی الدِّیْنِ اِمَّارَغْبَةً وَّاِمَّارَهْبَةً عَلٰی حِیْنَ فَازَاَهْلُ السَّبْقِ بِسَبْقِهِمْ،	14	اور یہ اُمت خوشی خوشی یا ناگواری سے اسلام لے آئی تو تم وہ لوگ تھے جو کسی لالچ یا خوف سے مسلمان ہو کر دین میں داخل ہوگئے تھے۔اور وہ وہ وقت تھا کہ جب سبقت کرنے والے سبقت حاصل کر چکے؛
وَذَهَبَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ بِفَضْلِهِمْ،	15	اور پہلے درجے کے ہجرت کرنے والے فضیلت لے جا چکے تھے۔
فَلَا تَجْعَلَنَّ لِلشَّیْطَانِ فِیْکَ نَصِیْبًا،وَلَا عَلٰی نَفْسِکَ سَبِیْلًا،وَالسَّلَامُ.	16	چنانچہ اے معاویہ اپنے معاملات میں شیطان کا حصہ مقرر کر کے اس سے مدد حاصل نہ کر اور نہ ہی اسے اپنے اوپر مسلط کر۔والسلام۔

تشریح:۔ معاویہ نے چاہا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام سے ملک شام بطورِ رشوت لیکر آنے والے خدشات و خطرات کو دُور کردے۔ساتھ ہی وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ حضور علیہ السلام جنگ کا ارادہ بھی چھوڑ دیں۔اس سلسلے میں اُس نے پہلے تو جنگی برابری کا ذکر کر کے ڈرایا اور پھر خاندان کے ایک ہونے کی اپیل

کی۔مطلب یہ کہ ہم دونوں ایک خاندان کے افراد ہیں۔آپس میں لڑنا خاندانی تفرقہ اور بے عزتی کا سبب ہوگا۔حضرت علی علیہ السلام نے خط کے جواب میں معاویہ کو اُسکے مقاصد اور اسکیم میں ناکام وشرمسار کردیا ہے۔ملک شام کے مطالبہ پر فرمایا ہے کہ پہلے بھی تو نے یہ مطالبہ کیا تھا اور میں نے انکار کردیا تھا۔وہ سوچ سمجھ کرغور وخوض کے بعد کیا گیا تھا۔لہٰذا اگر اب ملک شام تمہیں دے دوں تو ثابت ہوجائیگا کہ پہلا انکار ایک احمقانہ اور ناعاقبت اندیشانہ فعل تھا۔لہٰذا یقین کرلو کہ وہ انکار ہی مفید ترین اور عاقلانہ انکار تھا۔تم میری بات اور فیصلے میں تضاد واختلاف وحماقت ثابت کرنے میں محروم رہے۔

پھر یہ فیصلہ کردیا کہ میری مخالفت کرنیوالے یا میرے خلاف جنگ کرنیوالے خواہ طلحہ وزبیر ہوں یا خواہ معاویہ ودیگر صحابہ ہوں وہ سب کے سب جہنمی ہیں۔اور میرے طرفدار وانصار سب کے سب جنتی ہیں۔جنگی اور افرادی طاقت اسلئے قابل توجہ نہیں کہ ایک طرف خالص حق ویقین وآخرت ہے اور دوسری طرف خالص باطل ودُنیا پرستی ہے۔خاندانی رشتہ داری کی اپیل پر افرادی تقابل تو اسلئے کیا ہے کہ ملک شام کے رؤساء کی نظر میں معاویہ اپنا صحیح مقام حاصل کرلے اور معاویہ کولصیق کہہ کر یہ بتایا ہے کہ تیرا اور تیرے خاندان کا میرے خاندان کے ساتھ کوئی تعلق ورشتہ نہیں ہے۔یہ ایک فریب ہے جسے قریش نے پال پوس کرجوان کیا ہے۔یعنی قریش کی خانہ ساز وخانہ زاد سازشوں میں قریش کا،خاندانِ رسولؐ ونسلِ رسولؐ سے ہونا بھی ایک سازش ہے۔

حضور علیہ السلام کا معاویہ کو۔"<u>لَصِیْق</u>۔" کہنا سادہ اور مہذب الفاظ میں۔"<u>چپکایا ہوا</u>۔"(To be glued with) کہنا ہے۔اس سے جہاں معلوم ہوتا ہے کہ۔"اُس باپ کا بیٹا نہیں یا اُس نسل کا فرد نہیں جس کا مشہور ہے۔" بہرحال یہاں سے معاملہ تحقیق وتفتیش میں پڑ جاتا ہے۔

<u>بنی اُمیہ نسلِ اسماعیل علیہ السلام سے تھے یا نہیں؟ علمائے قدیم کے بیانات پر ایک نظر</u>

علامہ محمد باقر مجلسی کے نام سے منسوب کتاب بحارالانوار جلد 8 صفحہ 383 میں کامل بہائی سے نقل کیا گیا ہے کہ:۔

<u>اِنَّ اُمَیَّۃَ کَانَ غُلَامًا رُوْمِیًا لِعَبْدِ الشَّمْسِ فلما الفاہ کیسا لطنا اعتقہ و تبناہ فقیل اُمیۃ ابن عبدالشمس کَمَا کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ قَبْلَ نزول الایۃ زید ابن محمدؐ.</u>"

۔"اُمیہ عبدالشمس کا ایک رُومی غلام تھا۔جب اُس نے اُس کو ہوشیار اور بافہم وفراست دیکھا تو اُسے آزاد کردیا اور اپنا بیٹا بنالیا جس کی وجہ سے اُسے امیہ بن عبدالشمس کہنے لگے جیسا کہ آیت اُترنے سے پہلے لوگ زید کو زید ابن محمدؐ کہا کرتے تھے۔"

اس بیان میں بہرحال عبدالشمس کو حضرت عبد مناف کا بیٹا مان لیا گیا جو سراسر غلط ہے۔لہٰذا نہ امیہ نسلِ حضرت اسماعیلؑ سے ہے نہ عبدالشمس خاندانِ رسولؐ سے ہے۔<u>یوں سارے بنی اُمیہ نسلِ ابراہیم واسماعیل علیہما السلام سے خارج ہوتے ہیں اور خاندانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریشی گندگی سے پاک ہوتا ہے۔</u>

قریش کو ہمیشہ اپنی خاندانی سازش کے کُھل جانے کا اندیشہ رہتا تھا معاویہ کی فکروکاوش

اب آپ قریشی سازش کا حال علامہ ابوالحدید معتزلی اور ابولفرج اصفہانی سے سُنئے :۔اِنَّ مُعَاوِیَۃَ قَالَ لِدَعبل انَّسابة اَرَأَیتَ عَبدالمطلبؑ قال نعم قال کَیْفَ رَاَیْتَہٗ قال رأیتُہٗ رجلا نبیلاً جمیلًا وضیاء کان عَلٰی وجھه نورالنُبوّۃ .قالَ اَفَرَاَیْتَ اُمیّۃ ابن عبدالشمس قال نعم قال کَیْفَ رَأَیْتَہٗ فال رَاَیْتُہٗ رَجُلًا ضَئِیْلًا منحنیا اعمیٰ یقوده عَبْدُہٗ ذکوان فقال معاویۃ ذلک ابنه ابو عمرو قال انتم تقولون ذلک فَامَّا قریش فلم تکن تعرف اِلَّااَنَّہٗ عبده ۔“(شرح ابن ابی الحدید جلد 3 صفحہ 466)

۔”معاویہ نے ماہرانساب دعبل سے پوچھا کہ کیا تم نے عبدالمطلبؑ کو بھی دیکھا تھا؟ دعبل نے کہا کہ ہاں میں نے عبدالمطلبؑ کو دیکھا تھا۔ معاویہ نے پوچھا کہ تم نے عبدالمطلبؑ کو کیسا پایا؟ دعبل نے کہا کہ وہ ایک باوقار اور خوبرو اور روشن جبین شخص تھے اور اُن کے چہرے پر نبوتؐ کا نور چمکتا تھا۔معاویہ نے پوچھا کہ کیا تم نے اُمیہ کو بھی دیکھا ہے؟ دعبل نے کہا ہاں میں نے اسے بھی دیکھا ہے پوچھا کہ تم نے اُسے کیسا پایا؟ جواب دیا کہ ایک کمزور جسم کا خمیدہ قامت اور اندھا شخص تھا اس کے آگے آگے اس کا غلام ذکوان ہوتا تھا جو اس کو لئے لئے چلا پھرا کرتا تھا۔معاویہ نے کہا کہ وہ تو اس کا بیٹا ابوعمرو (حرب) تھا۔دعبل نے کہا کہ تم لوگ تو یہی کہتے ہو مگر قریش تو اس سے غلام کی حیثیت میں واقف ہیں۔“ یہ بیان بتاتا ہے کہ معاویہ کو اپنے خاندان کے غلط الحاق کا پتہ لگ چکا تھا اور وہ طویل العمر نسّابوں سے اس کی تحقیق واصلاح میں لگا رہتا تھا۔

معاویہ کا حسب ونسب،ابوسفیان معاویہ کا باپ بھی اسی طرح نہ تھا،جیسے وہ زیاد کا باپ نہ تھا(بروایت ابی الحدید)

معاویہ بھی ابوسفیان کا بیٹا اُسی قاعدے اور اصول کے ماتحت تھا جس اصول اور قاعدے کی رُو سے معاویہ نے زیاد بن سمیہ کو ابوسفیان کا بیٹا اور اپنا بھائی بنالیا تھا۔چنانچہ ابی الحدید جلد 1 صفحہ 63 پر لکھتے ہیں کہ:۔ ”وَکَانَتْ ھند تذکر فی مکة بفجور وعھر وقال الزمخشری فی کتاب ربیع الابرار کان معاویہ یعزی اِلٰی اربعة الی مسافر ابن ابی عمرو اِلٰی عمارة بن الولید ابن المغیرة واِلی العباس والی الصباح۔“

”۔معاویہ کی ماں ہند مکہ میں فسق وفجور کی بدنام زندگی گذارتی تھی اور زمخشری نے ربیع الابرار میں لکھا ہے کہ معاویہ کو چار آدمیوں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ایک مسافر ابن ابی عمرو اور ایک عمارہ ابن ولید ابن مغیرۃ اور ایک عباس بن عبدالمطلب اور ایک صباح۔“

یہ تھا مختصر سا حال حضورؐ کے بولے ہوئے ایک لفظ ”لصیق۔“ کی شان میں۔لہٰذا اس خط نمبر 17 نے معاویہ کی دُنیا بھی ڈبودی آخرت تو تھی ہی نہیں ہم نے دکھایا ہے کہ عربوں کے یہاں نابغہ پیدا کرنے کے لئے کراس بریڈنگ بہت ضروری تھی۔حلال زادہ دُھات العرب ہو ہی نہیں سکتا۔

حضرت عدنان علیہ السلام کے نیچے سازش سے پاک شجرہ

(22) حضرت عدنان علیہ السلام

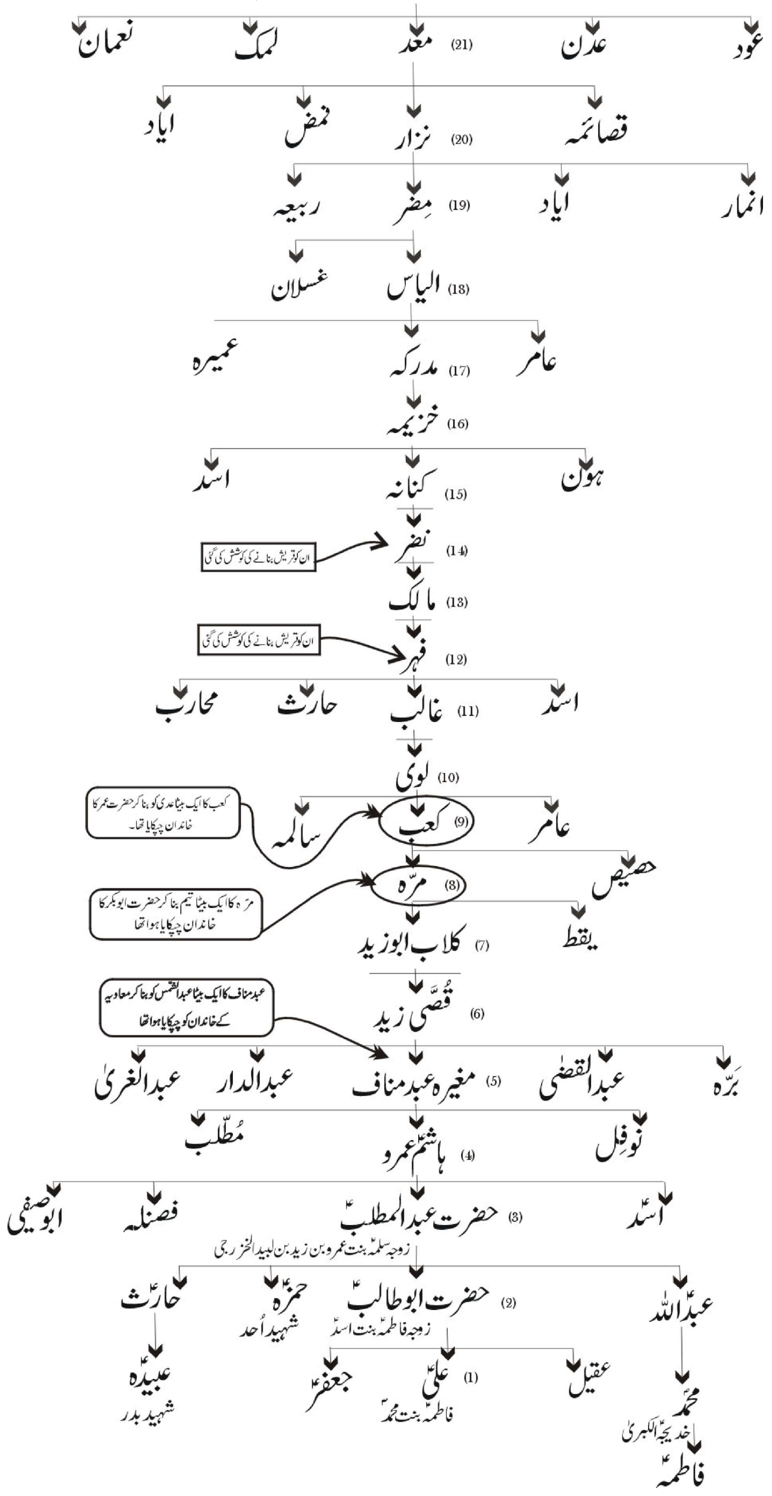

اِس شجرہ کو اب شجرۂ طیبہ کہا جا سکتا ہے۔اس لئے کہ اب اِس میں سے وہ جڑیں اُکھیڑ دی گئی ہیں جو قریش کے خاندانوں کی بنیاد بنتی تھیں۔اور جن کی وجہ سے اس شجرہ طیبہ میں شجرہ خبیثہ شامل تھا۔(ابراہیم 26۔14/24)

"کَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ o تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ o وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَالَهَا مِنْ قَرَارٍ o (سورہ ابراھیمؑ 26۔14/24)

مودودی ترجمہ:۔کلمہ طیّبہ کی کس چیز سے مثال دی ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک اچھی ذات کا درخت جس کی جڑ زمین میں گہری جمی ہوئی ہے اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ ہر آن وہ اپنے رب کے حکم سے اپنے پھل دے رہا ہے۔ یہ مثالیں اللہ اِسلئے دیتا ہے کہ لوگ اِن سے سبق لیں۔**اور کلمہ خبیثہ کی مثال ایک بدذات درخت کی سی ہے جو زمین کی سطح سے اکھاڑ پھینکا جاتا ہے اُس کیلئے کوئی استحکام نہیں ہے۔**"

(تفہیم القرآن جلد2 صفحہ 484/485)

شجرہ طیبہ اور شجرہ خبیثہ پاک اور ناپاک رسولؐ و قریش کے نسبوں کی مثالیں ہیں نہ کہ درختوں کی تفصیل

اگر آپ آیات میں آئے ہوئے صرف الفاظ پر نظر رکھیں اور صرف الفاظ سے اللہ کا منشا سمجھنا چاہیں تو پہلی بات قطعی صاف ہے یعنی اللہ "**کلمۂ طیبہ**" کو مثالوں سے سمجھانا چاہتا ہے۔یعنی وہ ایسی مثالیں دے گا جو کلمہ طیبہ کو واضح کریں گی۔لہٰذا اللہ نے کلمہ طیبہ کو شجرہ طیبہ کی مانند فرما کر شجرہ طیبہ کی صفات بیان کی ہیں۔اور ہم سے چاہا ہے کہ ہم کلمہ طیبہ کو شجرہ طیبہ کے مانند اُن ہی صفات کا حامل سمجھیں جو شجرہ طیبہ کی بیان کی گئی ہیں۔اِن آیات کی ذیل میں قریش نے کئی ایک روایات گھڑی ہیں۔جن میں کھجور کے درخت کو شجرہ طیبہ بتایا گیا ہے جو آیات کے خلاف ہے۔وہ **ہر آن کھانے کا سامان نہیں دیتا**۔ آیت میں پھلوں کا ذکر نہیں ہے اور کھجور کا درخت پھل دیتا ہے اور سال بھر میں ایک بار ایک موسم میں دیتا ہے اور کھجور کے درخت میں شاخیں ہوتی ہی نہیں ہیں۔آسمانوں تک پہنچنا تو ایک الگ بات ہے۔پھر کھجور کی جڑ زمین میں ہوتی ہے۔شجرہ طیبہ کی جڑ کو زمین میں نہیں بتایا گیا ہے اُس کی جڑ' بنیاد یا اصل کو ثابت فرمایا گیا ہے۔"**ثابت**" کے معنی ہمیشہ برقرار رہنے والی فرمایا ہے۔نہ کہ زمین میں گہری اُتری ہوئی۔لہٰذا دُنیا کا کوئی درخت ایسا نہیں جس کی جڑ ہمیشہ برقرار رہے اور جس کی شاخیں آسمانوں میں ہوں اور جو کھانے پینے کا سامان ہر آن (کُلَّ حِیۡن) دیتا ہو۔لہٰذا یہ سچ مچ کا کوئی درخت نہیں ہے بلکہ ایک مثالی درخت ہے۔یعنی **کَلِمَةً طَيِّبَةً** درحقیقت **اُس شجرۂ پاکیزہ کی مانند ہے** جو ہمیشہ برقرار رہنے والا ہے اور تمام انسانوں اور حیوانوں کیلئے ہر آن رزق فراہم کر رہا ہے۔اگر وہ پاک و پاکیزہ نسب موجود نہ ہوتا تو کوئی ذی حیات زندہ نہ رہ سکتا تھا کیونکہ رزق یا سامانِ حیات نہ ملنے سے ذی حیات کیسے باقی رہ سکتے تھے؟ **لہٰذا پاک و پاکیزہ شجرۂ نسب ہی باعثِ حیات کائنات ہے۔پاکیزہ شجرہ ہی وجہِ تخلیقِ کائنات ہے اور کلمہ طیّبہ محمدؐ و علیؑ کی ذوات مقدسہ ہیں** جو ساری کائنات پر چھائی ہوئی ہیں اور رحمۃ للعالمین ہیں ہر ضرورت مند اُن ہی کی طرف ہاتھ اُٹھا کر مانگتا ہے۔اُنکے مقابلے میں جو کلمہ آتا ہے وہ کلمۂ خبیثہ ہے اور جو نسب مخالفت کرے وہی شجرۂ خبیثہ ہے۔یہ سب کچھ قرآن کریم کے الفاظ سے ثابت ہے نہ کسی تاویل کی احتیاج ہے نہ کسی روایت کی ضرورت ہے۔اور قرآن کے اس مطلب پر معصومین علیہم السلام کی بہت سی معصوم احادیث تائید کرتی ہیں۔چنانچہ کافی کی کتاب الحجۃ باب فیہ نکت ونتف من التنزیل فی الولایت میں شجرہ طیّبہ کی جڑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور شجرہ طیّبہ کا تنا حضرت علی علیہ السلام ہیں اور شاخیں آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں اور علوم آئمہ علیہم السلام اسکے پھل ہیں۔اور مومنین اس درخت کے پتے ہیں (امام جعفر صادق علیہ السلام حدیث 80)۔شجرۂ طیّبہ پر تفصیل ہماری کتاب۔"مرکز انسانیت۔" میں ملاحظہ فرمائیں وہاں حضرت آدم علیہ السلام سے امام حسین علیہ السلام تک صحیح شجرہ ملے گا۔والسلام۔

خط (نمبر18) اِلٰی عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّھُوَ عَامِلُہٗ عَلَی الْبَصْرَۃِ:۔

عبداللہ ابن عباس کے نام جب کہ وہ بصرہ کا گورنر تھا

1۔ بنی تمیم کی مدح وثنا کے ساتھ ساتھ اپنی رشتہ داری جتائی اور سخت سلوک کرنے سے منع کیا۔

2۔ عبداللہ ابن عباس کا باطن کُھلنا چاہتا ہے مگر اُسے چوکنا کر دیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

وَاعْلَمْ اَنَّ الْبَصْرَۃَ مَھْبِطُ اِبْلِیْسَ وَ مَغْرِسُ الْفِتَنِ،	1	اور یہ سمجھ لو کہ بصرہ ابلیس کے اُترنے اور قیام کرنے کا مقام ہے۔ اور فتنوں کی کھیتی کی جگہ ہے۔
فَحَادِثْ اَھْلَھَا بِالْاِحْسَانِ اِلَیْھِمْ، وَاحْلُلْ عُقْدَۃَ الْخَوْفِ عَنْ قُلُوْبِھِمْ،	2	لہٰذا وہاں کے باشندوں کو احسان اور اچھے سلوک سے اطاعت شعار بناؤ اور اُن کے دلوں سے جنگ جمل کا جما ہوا خوف اکھیڑ پھینکو؛
وَقَدْ بَلَغَنِیْ تَنَمُّرُکَ لِبَنِیْ تَمِیْمٍ، وَغِلْظَتُکَ عَلَیْھِمْ،	3	اور مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ تم بنی تمیم کے ساتھ دشمنی کا رویہ رکھتے ہو اور اُن سے سختی سے پیش آنا جائز سمجھتے ہو؛
وَاِنَّ بَنِیْ تَمِیْمٍ لَمْ یَغِبْ لَھُمْ نَجْمٌ اِلَّا طَلَعَ لَھُمْ اٰخَرُ،	4	اور حقیقت یہ ہے کہ بنی تمیم کا کوئی ستارہ (بہادر) غائب نہیں ہونے پاتا کہ دوسرا ستارہ اُس کی جگہ طلوع ہوتا رہا ہے؛
وَاِنَّھُمْ لَمْ یُسْبَقُوْا بِوَغْمٍ فِیْ جَاھِلِیَّۃٍ وَّلَا اِسْلَامٍ، وَاِنَّ لَھُمْ بِنَا رَحِمًا مَّاسَّۃً وَّقَرَابَۃً خَاصَّۃً،	5	اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جنگ جوئی اور بہادری میں نہ تو جاہلیت کے زمانہ میں کوئی اُن سے بازی لے گیا اور نہ اسلام لانے کے بعد کوئی اُن سے بڑھ سکا۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انہیں ہم سے رحمی تعلق اور مخصوص قرابت داری بھی حاصل ہے؛
نَحْنُ مَاجُوْرُوْنَ عَلٰی صِلَتِھَا، وَمَاْزُوْرُوْنَ عَلٰی قَطِیْعَتِھَا،	6	اور ہم اُس رشتے کا خیال رکھیں گے تو ہمیں اُس کے صلے میں اجر ملے گا اور اس رشتے کو منقطع کرنے سے گناہگار ہوں گے؛
فَارْبَعْ اَبَا الْعَبَّاسِ. رَحِمَکَ اللّٰہُ. فِیْمَا جَرٰی عَلٰی یَدِکَ وَلِسَانِکَ مِنْ خَیْرٍ وَّشَرٍّ، فَاِنَّا شَرِیْکَانِ فِیْ ذٰلِکَ،	7	چنانچہ اے عباس کے بیٹے نرمی اختیار کرو۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ تمہارے ہاتھوں یا تمہاری زبان سے جو اچھائی یا برائی سرزد ہونے والی ہو اُس میں جلدی نہ کیا کرو اِس لئے کہ اُس میں ہم دونوں شریک مانے جائیں گے۔
وَکُنْ عِنْدَ صَالِحِ ظَنِّیْ بِکَ،	8	تمہیں تو میرے اندازے میں اچھی پوزیشن کا آدمی نکلنا چاہئے۔
وَلَا یَفِیْلَنَّ رَاْیِیْ فِیْکَ. وَالسَّلَامُ.	9	اور تمہارے متعلق میری رائے غلط نہ نکلنا چاہئے۔ والسلام

تشریح:۔ اس خط کی غرض وغایت تو یہ ہے کہ سابقہ دشمنی اور بُرے رویہ کو دورانِ حکومت سامنے رکھنا اور بُرا سلوک کرنا ایک غلط بات ہے اور خط سے ظاہر ہے کہ عبداللہ ابن عباس بنی تمیم کے ساتھ سخت سلوک کرتے تھے اور بنی تمیم کی اس سرکشی کو یاد رکھتے تھے جو انہوں نے طلحہ وزبیر وحضرت عائشہ کی طرفداری

میں جنگ جمل میں دکھائی تھی۔اُن کو اچھے اور احسان کے رویہ کی تاکید فرمائی ہے اور سخت و درشت سلوک سے منع فرمایا ہے۔اور یہ بتایا ہے کہ بنی تمیم حضرت الیاسؑ پر جا کر شجرہ رسولؐ میں مل جاتے ہیں یعنی سولھویں دادا کی اولاد ہیں۔یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ بصرہ شیطان کی قیامگاہ اور فتنوں کے پیدا ہونے کا مقام ہے۔لہٰذا پورے شہر کے ساتھ عدل و احسان کا سلوک ضروری ہے تاکہ فتنے اور ابلیس احسان کے بوجھ سے دبے رہیں۔اور پبلک میں تفرقہ و انتشار پھیلانے کا کام نہ کر سکیں۔اور آخر میں عبداللہ کو مہذب الفاظ میں دھمکی دی ہے کہ میں تم سے عمدہ اور بصیرت افروز رویہ کی رائے اور اُمید رکھتا ہوں اس اُمید اور رائے کو برقرار رکھو۔عبداللہ سمجھتا تھا کہ حضورؑ کی رائے بدل گئی تو گورنری بھی بدل جائے گی۔مطلب یہ ہے کہ عدل و انصاف و احسان مستقل چیزیں ہیں حکومت کو اُن پر قائم رہنا چاہیے۔

(نمبر 19) خط (اِلٰی بَعۡضِ عُمَّالِهٖ) آپؑ کے بعض گورنروں کے نام

1۔نرمی مصلحت آمیز رویہ اختیار کرنے کی تاکید 2۔مشرکوں کو نہ دُور پھینکا جائے گا نہ تقرب دیا جائے گا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ O

اَمَّا بَعۡدُ،فَاِنَّ دَهَاقِيۡنَ اَهۡلِ بَلَدِکَ شَكَوۡا مِنۡکَ غِلۡظَةً وَّقَسۡوَةً،وَّاحۡتِقَارًا وَّجَفۡوَةً،	1	بعد از حمد و ثنا اور درود کے معلوم ہو کہ تمہاری بستی کے کاشتکاروں نے تمہارے سخت مزاج ہونے اور بے رحمی اور حقارت آمیز و جفا کارانہ رویہ کی شکایت کی ہے؛
وَنَظَرۡتُ فَلَمۡ اَرَهُمۡ اَهۡلًا لِاَنۡ يُدۡنَوۡا لِشِرۡكِهِمۡ،وَلَا اَنۡ يُقۡصَوۡا وَيُجۡفَوۡا لِعَهۡدِهِمۡ،	2	اور میں غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اُنہیں مشرک ہونے کی وجہ سے مقرب بھی نہیں بنایا جا سکتا اور اُن سے تحفظ کا معاہدہ ہے اُس کی وجہ سے اُنہیں بہت دور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے؛
فَالۡبَسۡ لَهُمۡ جِلۡبَابًا مِّنَ اللِّيۡنِ تَشُوۡبُهٗ بِطَرَفٍ مِّنَ الشِّدَّةِ،	3	لہٰذا تم اُن کے لئے نرمی اور سختی ملا ہوا لباس پہنو جس میں دونوں مناسب اور موزوں مقدار رکھتے ہوں؛
وَدَاوِلۡ لَهُمۡ بَيۡنَ الۡقَسۡوَةِ وَالرَّافَةِ،وَامۡزُجۡ لَهُمۡ بَيۡنَ التَّقۡرِيۡبِ وَالۡاِدۡنَاءِ،وَالۡاِبۡعَادِ وَالۡاِقۡصَاءِ،اِنۡشَآءَ اللّٰهُ.	4	اور اُن کے معاملے میں سخت دلی اور نرم دلی کے درمیان رَویّہ اختیار کرو۔اور اُن کے لئے تقرب اور توجہ اور الگ رکھنے اور رد کر دینے میں ایک اعتدال کی مِلی جُلی راہ تیار کر لو۔انشاءاللہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

تشریح:۔ کیونکہ یہ لوگ مجوسی یعنی آتش پرست تھے اسلئے اپنے گورنر کے اُس فرق کو نوٹ کر لیا جو اُنکے ساتھ سلوک میں اور مسلمانوں کے ساتھ سلوک میں روا رکھا جاتا تھا۔حالانکہ ایسا واضح فرق رکھنا غلط تھا۔رعایا کے ہر مسلک و ملت کے افراد کے ساتھ یکساں سلوک لازم ہے۔وہ کسی بھی عقیدے اور مذہب کے لوگ ہوں بہرحال وہ سب رعایا ہوتے ہیں اور رعیت ہونے کی بنا پر برابر کے سلوک کے حقدار ہوتے ہیں۔کسی کے مذہب یا نسل کی بنا پر سلوک میں تبدیلی اسلامی فراخدلی اور رویہ کے خلاف ہے۔اور زیرِ نظر گورنر یقیناً یہ فراخدلی برسرکار نہیں رکھتا تھا۔یعنی شکایت جائز تھی اسلئے اُسے اپنے رویّے میں تبدیلی کی تاکید فرمائی ہے۔اور مذہبی تعصب کو دُور رکھنے پر متوجہ کیا۔اور غیر مسلموں سے جو معاہدہ کیا جاتا ہے وہ یاد دلایا ہے۔حقارت،درشتی،بے رحمی اور جبر سے قطعاً منع فرمایا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ علی علیہ السلام کے گورنروں کی کثرت قریشی ڈھنگ پر تربیت یافتہ تھی یہ ایک مجبوری تھی۔

(نمبر20) خط اِلٰی زِیَادِابْنِ اَبِیْہِ،وَھُوَ خَلِیْفَۃُ عَامِلِہٖ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَی الْبَصْرَۃِ،وَعَبْدُاللّٰہِ عَامِلُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامِ یَوْمَئِذٍ عَلَیْھَا وَعَلٰی کُوَرِالْاَھْوَازِ وَ فَارِسَ وَ کِرْمَانَ.

زیاد ابن ابیہ کے نام جب کہ عبداللہ ابن عباس نے اسے اپنا خلیفہ بنا رکھا تھا۔اور عبداللہ ابن عباس بصرہ کا اور اھواز کے علاقہ کا اور ایران و کرمان کا گورنر تھا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

وَاِنِّیْ اُقْسِمُ بِاللّٰہِ قَسَمًا صَادِقًا،لَئِنْ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ خُنْتَ مِنْ فَیْءِ الْمُسْلِمِیْنَ شَیْئًا صَغِیْرًا اَوْ کَبِیْرًا اَلَاشُدَّنَّ عَلَیْکَ شَدَّۃً تَدَعُکَ قَلِیْلَ الْوَفْرِ،ثَقِیْلَ الظَّھْرِ،ضَئِیْلَ الْاَمْرِ.وَالسَّلَامِ.	1	اور میں اللہ کی سچی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ اگر مجھے یہ خبر ملی کہ تم نے مسلمانوں کے مال فئی میں سے کسی بھی چھوٹی یا بڑی چیز کی خیانت کی ہے تو یقین کر لو کہ میں تمہیں ایسی سخت مار ماروں گا جو تمہیں قلاش کر دیگی اور تمہاری کمر مڑی کی مڑی رہ جائیگی اور تمہارا حال لوگوں کے اندر گھنونا اور بے آبرو ہو کر رہ جائیگا۔والسلام

(نمبر21) خط اِلَیْہِ اَیْضًا: دوبارہ اُسی (زیاد) کے نام

1۔فضول خرچی اور تکبّر سے باز رہنے کی تاکید کی ہے 2 ۔بیکسوں اور بیواؤں کی پرورش کا تقاضہ فرمایا ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

فَدَعِ الْاِسْرَافَ مُقْتَصِدًا،	1	میانہ روی کو سامنے رکھتے ہوئے فضول خرچی سے دور ہٹ جاؤ۔
وَاذْکُرْفِی الْیَوْمِ غَدًا،	2	ہر روز آنے والے کل کو بھی مدنظر رکھو۔
وَاَمْسِکْ مِنَ الْمَالِ بِقَدْرِ ضَرُوْرَتِکَ،وَقَدِّمِ الْفَضْلَ لِیَوْمِ حَاجَتِکَ.	3	ضرورت بھر مال کو رکھ کر اپنی ضرورت سے زیادہ کو یوم حساب کے لئے آگے بھیج دیا کرو۔
اَتَرْجُوْاَنْ یُّعْطِیَکَ اللّٰہُ اَجْرَالْمُتَوَاضِعِیْنَ وَاَنْتَ عِنْدَہٗ مِنَ الْمُتَکَبِّرِیْنَ؟	4	کیا تم یہ اُمید رکھتے ہو کہ اللہ تمہیں عاجزانہ زندگی بسر کرنیوالوں اور لوگوں پر صَرف کرنیوالوں کا اجر عطا کر دے گا؟ اور حالانکہ تو اللہ کے نزدیک مغرور لوگوں میں شمار ہے۔
وَتَطْمَعُ۔وَاَنْتَ مُتَمَرِّغٌ فِی النَّعِیْمِ تَمْنَعُہُ الضَّعِیْفَ وَالْاَرْمَلَۃَ ۔اَنْ یُّوْجِبَ لَکَ ثَوَابَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ؟وَاِنَّمَاالْمَرْءُ مَجْزِیٌّ بِمَا اَسْلَفَ وَقَادِمٌ عَلٰی مَاقَدَّمَ.وَالسَّلَامُ.	5	اور طمع یہ رکھتے ہو کہ اللہ تمہارے لئے صدقات و خیرات کرنیوالوں کا ثواب واجب کر دے گا؟ باوجودیکہ تم نعمتوں کے مزے لوٹ رہے ہو اور ضعیفوں اور بیوہ عورتوں کو اُن کے حقوق سے محروم رکھتے ہو اور اس کے سوا کی اُمید نہ رکھو کہ انسان صرف اپنے اعمال کی جزا پاتا ہے اور وہی کچھ اُسے ملے گا جو اُس نے خود آگے بھیجا ہے۔والسلام۔

تشریحات(خطوط نمبر 21-20):۔ خط نمبر 20 کا عنوان بتاتا ہے کہ مصر کے گورنر عبداللہ ابن عباس نے اس زیاد کو اپنا خلیفہ بنا رکھا تھا۔لہٰذا زیاد کو جو کچھ لکھا گیا۔اور زیاد نے جو کچھ کیا اُس کا عبداللہ ابن عباس ذمہ دار ہے آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے چاروں نابغاؤں یا دُھات العرب کے ذکر میں علامہ شبلی کے قلم سے عمر بن الخطاب کا یہ جملہ لکھا تھا کہ۔''**زیاد اُن کے زمانہ میں سولہ سالہ نوجوان تھا اس لئے اس کو کوئی بڑا عہدہ نہ دیا لیکن اس کی قابلیت**

اور استعداد کی بناپر ابوموسیٰ اشعری کولکھا کہ کاروبارِ حکومت میں زیاد کو مشیر کار بنائیں۔'' (الفاروق حصہ 2 صفحہ 12)

چونکہ عبداللہ بن عباس بھی عمر بن خطاب' معاویہ' عمرو بن عاص' مغیرہ بن شعبہ کی قابلیتوں اور استعداد کو دل کی گہرائی میں جگہ دیئے ہوئے تھا اور اِن پانچوں' عمر بن الخطاب' عمرو بن عاص' مغیرہ بن شعبہ' معاویہ بن ابوسفیان اور زیاد بن سمیہ کو کامیاب لیڈر مانتا تھا اور اُن کے نقش قدم پر چلنا کامیابی کی دلیل سمجھتا تھا۔اس لئے عبداللہ بن عباس نے زیاد کو بلا کر اپنا خلیفہ بنالیا تھا تاکہ باقی چاروں کی پالیسیاں اور سیاسی نکات حاصل کرسکے۔اور قریشی مفاد کے لئے کام کرسکے۔اور ممکن ہو تو حضرت علی علیہ السلام کو مغالطہ میں رکھ سکے۔

زیاد بن سمیہّ یا زیاد بن ابیہ اِسی کا بیٹا کربلا کا فیلڈ مارشل ابن زیاد تھا

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ یہ زیاد پہلے عمر بن الخطاب کی زیر سرپرستی و تربیت رہا اور پھر حضرت عمر کے تیار کردہ قریشی لیڈروں کے ساتھ رہا اور آج کل عبداللہ ابن عباس کے ساتھ ہے۔اور حال اس کا وہی ہے جو حضرت علی علیہ السلام نے ان دونوں خطوط (21-20) میں لکھ دیا ہے۔اور یہ خطوط اس لئے لکھے گئے ہیں تاکہ زیاد کو یہ معلوم ہوجائے کہ حضرت علی علیہ السلام براہ راست اسی کو ماخوذ کریں گے۔یہ نہ دیکھیں گے کہ عبداللہ ابن عباس نے اُسے خلیفہ بنا رکھا ہے۔اور لکھ دیا ہے کہ اُسے براہِ راست سخت سے سخت سزا دیں گے۔کمر توڑ کر رکھ دیں گے۔دوسرے خط (21) میں اُسے مغرور لکھا ہے اور ضعیفوں اور بیواؤں کا مال کھا جانیوالوں میں شمار کیا ہے اور عبداللہ ابن عباس نے خلیفہ بنایا ہی اسلئے تھا کہ مال حرام کھانے اور بٹورنے میں اُس کی مدد کرے اور بازپُرس پر علی علیہ السلام کو اپنے ہتھکنڈوں سے لاجواب و مطمئن کرسکے اور پبلک کو بھی اپنی فریب کاری اور سیاسی عذرات سے چپ رکھ سکے۔

عبداللہ ابن عباس؛ قریشی اسکیم کا مُہرہ۔حضرت عمر کا پروردہ؛ علیؑ کا نام نہاد چچازاد بھائی؛ نقاب اُتار کر خم ٹھونک کر سامنے

1۔ خط نمبر 17 میں ہم نے قریش کو شجرۂ طیبہ سے الگ کردیا ہے۔چنانچہ بنی عدی اور عدی نیز بنی تیم اور تیم بھی الگ کردیئے گئے اور عباس وابولھب وغیرہ کو حضرت عبدالمطلب علیہ السلام کی اولاد سے خارج کردیا گیا۔یعنی اُس حقیقی شجرہ کا آخری حصہ تفصیل سے لکھدیا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام تک حضرت علیؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیھما سے پہنچتا ہے اور ہماری کتاب مرکز انسانیت میں لکھا چلا آرہا ہے۔بنی تیم سے ابوبکر اور بنی عدی سے عمر کے مظالم وحالات سے اور بنی امیہ کے کردار سے تو ساری دنیا واقف ہوچکی ہے۔اب ہم مختصر عبداللہ ابن عباس سے تعارف کراتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ شیعہ علماء اور عوام میں یہ شخص حضرت علی علیہ السلام کا چچازاد بھائی۔حضرت علی علیہ السلام کا شاگرد رشید۔پہلا مفسر اور پسندیدہ صحابی مشہور ہے۔اور ہم اُسے قریشی لیڈروں سے بھی بڑا دشمنِ علیؑ واولادِ علی علیہم السلام مانتے ہیں۔

2۔عبداللہ ابن عباس بعد رسولؐ، شب قدر کا منکر تھا اِس انکار پر فرشتے نے پَر مار کر اُسے اندھا کردیا تھا

صرف اِسی ایک بات سے ثابت ہوجائے گا کہ عبداللہ ابن عباس بھی قریشی لیڈروں والا ایمان رکھتا تھا۔اُس کا حضرت علی علیہ السلام کی ولایت وامامت سے کوئی تعلق نہ تھا۔لہٰذا علمائے شیعہ اور شیعہ عوام کا عبداللہ ابن عباس سے عقیدت واحترام محض قریشی روایات سے پیدا کردہ مغالطہ ہے۔یہاں ہم عوام الناس کی سہولت کے لئے علامہ ظفر صاحب جلد اوّل کافی صفحہ 280 سے ترجمہ یوں شروع کرتے ہیں کہ:۔

(2۔الف) علامہ ظفر کی مترجمہ کافی کی جلد اوّل اُردو زبان میں حوالہ تاکہ زیادہ لوگ تصدیق کرسکیں

۔''اللہ کا وہ حکم جو شب قدر میں (ہم پر) نازل ہوا اگر تم نے رسولؐ اللہ سے سننے کے بعد انکار کیا تو اللہ تم کو واصل جہنم کرے گا۔اُسی طرح جس

طرح تم کوفضیلت علیؑ کے انکار پراندھا بنادیا۔ اُنہوں (عبداللہ ابن عباس) نے کہا کیا اِس پر میری بینائی گئی ہے۔؟ فرمایا تمہیں اس کا علم ہے۔ واللہ یہ اندھا نہیں ہوا مگر فرشتے کے پَر مارنے سے۔ فرمایا میں اُس کی بات پر ہنسا اور میں نے اُس کی کمزوری عقل پر نظر رکھ کر اُس روز چھوڑ دیا۔ دوسرے روز پھر میں اُس سے مِلا۔ میں نے کہا تم نے کل سے زیادہ سچا کلام پہلے نہیں کیا۔ تم سے پہلے علی بن ابی طالب علیہما السلام نے کہا کہ ہر سال شب قدر آتی ہے۔ اُس میں ملائکہ تمام سال کے معاملات لے کر آتے ہیں بے شک اِس امر کے لئے بعدِ رسولؐ اللہ کچھ والیانِ امر ہونے ضروری ہیں۔ تم نے پوچھا تھا وہ کون ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا تھا۔ میں اور میرے صلب سے گیارہ امام جو محدث ہیں۔ تم نے کہا سوائے رسولؐ اللہ کے زمانہ کے شب قدر کو نہیں دیکھا۔ پس وہ فرشتہ تم پر ظاہر ہوا جو اُن سے باتیں کرتا تھا اور اُس نے کہا اَئے عبداللہ تم نے جھوٹ بولا میری آنکھوں نے دیکھا ہے اس چیز کو جو تجھ سے علیؑ نے بیان کی تیری آنکھوں نے اُس کو نہیں دیکھا۔ لیکن اس کے دل میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی اور وہ کانوں سے سُن چکا تھا۔ پس فرشتے نے اپنا بازو تجھ پر مارا جس سے تُو اندھا ہو گیا۔ ابن عباس نے کہا کہ اگر ہم کسی چیز میں اختلاف کرتے ہیں تو یہ اختلاف اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ تو اللہ کا حکم بھی اُس شخص کا سا حکم ہوتا ہے جو مختلف دو امروں کا حکم دیتا ہے؟ عبداللہ نے کہا کہ ایسا اللہ کا حکم نہیں ہوتا۔ میں نے کہا کہ اپنے غلط رویہ سے تم بھی ہلاک ہوئے اور دوسرے کو بھی ہلاک کیا۔'' (کافی کتاب الحجۃ باب 40 جلد اوّل صفحہ 281-280 طبع اوّل)

(2-ب) ڈاکٹر طٰہٰ حسین شیعہ علماء کی چوری پکڑتے ہیں عبداللہ کی اپنے امامؑ سے بغاوت مسلمانوں کا مال لُوٹ کر مکہ میں

یہاں سے ہم عبداللہ ابن عباس کا دشمنانہ سلوک لکھتے ہیں جو جناب طٰہٰ حسین کے قلم سے اُنکی کتاب۔ ''علی'' میں لکھا ہوا ہے اور جس کتاب کو علامہ پرویز کے ادارہ طلوع اسلام نے ترجمہ کر کے شائع کرایا تھا۔ ہم ڈاکٹر صاحب کے وہ تمام الفاظ و بیانات لکھیں گے جو مسلمان علماء میں مشہور اور صحیح ہیں اور ہم بہرحال عبداللہ اور اُسکے والد اور اولاد کو دشمن خاندانِ رسوؐل سمجھتے ہیں۔ بہرحال ہم لفظ بلفظ نقل کرنے اور قارئین کو پُورا پُورا اثر لینے کی چُھٹی دیتے ہیں سنئے:۔ ''علیؓ اور ابن عباسؓ۔''

1۔ ''اُنہیں دنوں حضرت علیؑ کے مصائب میں ایک اور مصیبت کا اضافہ اُس شخص کے ہاتھوں ہوا جو آپؑ کا سب سے زیادہ قریبی اور آپؑ کی نگاہ میں سب سے زیادہ پسندیدہ تھا۔ یعنی آپؑ کے طرف دار آپؑ کے چچازاد بھائی۔ آپؑ کی طرف سے بصرہ کے حاکم عبداللہ بن عباس۔ یہ آپؑ کے حالات اور معاملات کے سب سے زیادہ واقف اور آپؑ کی مدد اور مشورے پر سب سے زیادہ قادر تھے۔ اور اس کے اہل تھے کہ جب ساری دُنیا حضرت علیؑ سے آنکھیں پھیر لے دُشمن اُنؑ کے ساتھ مکر و فریب کرے۔ دوست دشواریوں کا باعث بن جائے تو یہ اُنؑ کے ساتھ اخلاص برتیں اور اُنؑ کے کام آئیں۔

2۔ حضرت علیؑ نے اپنے بھائی کے لئے کوئی کمی نہیں کی۔ اُس سے کوئی بات چھپائی نہیں۔ کوئی راز اُس سے مخفی نہیں رکھا اُس کو اپنا تصور کیا۔ خود کوفہ میں رہے اور اپنے وزیر کو بصرہ کا حاکم بنایا جو آپؑ کی حکومت کا سب سے بڑا اور اہم شہر تھا۔ حضرت علیؑ کو سب لوگوں سے اپنے لئے مصیبت کا اندیشہ تھا۔ اگر نہیں تھا تو اسی بھائی اور دونوں لڑکوں سے۔

3۔ ابن عباس دینی اور دنیاوی معاملات پر جو عبور رکھتے تھے بنی ہاشم میں خصوصیت کے ساتھ اور قریش اور تمام مسلمانوں میں عموماً جو امتیازی شان حاصل تھی اس کا تقاضہ تھا کہ وہ بڑی سے بڑی اور کٹھن سے کٹھن مصیبت ٹوٹ پڑنے پر بھی بھائی سے انحراف نہ کرتے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ صفین کے معرکے سے بہت شکستہ خاطر ہو کر آئے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ امیر معاویہ مکر کی چالوں اور اہل شام کی وفا شعاریوں سے اُبھرتے اور غالب ہوتے جا رہے ہیں اور حضرت علیؑ کے ساتھی خود اپنے امام سے الگ ہو کر بہت سے تو خفیہ جنگ کی سرگرمیوں سے وابستہ ہو گئے ہیں۔ اور بہت سے کُھلم کُھلا مقابلے میں

شریک ہیں۔ پھر وہ ثالثوں کی مجلس میں پہنچے وہاں بھی عراقیوں کی پھوٹ اور شامیوں کے اتحاد کا نقشہ دیکھا واپس آئے تو اس یقین کے ساتھ کہ دنیا بھائی سے مُنہ پھیر چکی ہے زمانہ اُن کے خلاف ہو گیا ہے اور معاملات امیر معاویہ کے حق میں ٹھیک ہونا چاہتے ہیں۔ پھر بھائی کو دیکھا کہ ان حالات کے باوجود اپنی اُسی سیدھی راہ پر چلے جارہے ہیں۔ نہ خود کجرو ہیں نہ کسی کی کجروی کو گوارا کرتے ہیں۔ نرمی اور چشم پوشی کی سیاست چلا رہے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ رحم و ہمدردی والی پالیسی پر عامل ہیں۔ اور فاروق اعظم کی طرح لوگوں کے ساتھ شدت اور سختی کا برتاؤ نہیں کرتے۔ بلکہ اپنا مقابلہ کرنے والوں سے شدت کے ساتھ لڑتے ہیں اور صلح کرنے والے سے بے احتیاطی کے ساتھ صلح کر لیتے ہیں۔ مکر و فریب پر گرفت اور بدگمانی پر مواخذہ نہیں کرتے۔ جب تک لوگ شرارت کی ابتدا نہ کریں وہ اقدام نہیں کرتے۔

4۔ پھر ہم نے دیکھا کہ شام جانے کیلئے ابن عباس حضرت علیؑ کے پاس نہیں آئے اور نہ نہرواں میں اُنؑ کے ساتھ رہے۔ بلکہ خود بصرہ ہی میں ٹھہرے رہے اور حضرت علیؑ کے پاس فوج روانہ کر دی گویا وہ اِس بے سود جنگ سے اُکتا گئے تھے۔ اسلئے بیٹھ رہے اور انجام کا انتظار کرتے رہے۔ چنانچہ بہت جلد انہوں نے دیکھ لیا کہ اس لڑائی کا انجام خرابی، پھوٹ اور بیزاری کی صورت میں نکلا۔ حضرت علیؑ نے خوارج کا مقابلہ کیا۔ لیکن اس سے زیادہ کچھ نہ ہو سکا کہ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کا خاتمہ کر دیا۔ اور ملک شام پھر بھی نہ جا سکے بلکہ کوفہ واپس آنا پڑا اور پھر نکلنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ ابن عباس نے دیکھا کہ بھائی کا ستارہ گردش میں ہے اور امیر معاویہ کی قسمت جاگ رہی ہے تو بصرہ میں ٹھہر کر بھائی اور بھائی پر آنے والی مصیبتوں سے زیادہ خود اپنے معاملہ پر غور کرنے لگے۔ اسی موقع پر شاید بیت المال سے اپنی ذات کیلئے انہوں نے کچھ رقم لے لی۔ ابن عباس کا یہ عمل اُن کی اور حضرت علیؑ کی اس روش سے کسی طرح میل نہیں کھاتا جسکے اپنے اقبال کے دنوں میں دونوں پابند تھے۔ اسکے بعد یہ دیکھ کر کہ بیت المال کے افسر ابوالاسودؒ وَلی اس پر معترض ہیں۔ ابن عباس نے اُن کو ایک دن نہایت سختی کا جواب دیا۔ جس سے ابوالاسود کو بڑی کوفت ہوئی اور اُنہوں نے حضرت علیؑ کو لکھا کہ:۔

5۔ عبداللہ ابن عباس کی خیانت اور تشدد کی اطلاع دی گئی

''امابعد۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذمہ دار نگراں اور امانتدار والی بنایا ہے ہم نے آپکی آزمائش کی اور آپکو زبردست امین اور رعایا کا خیرخواہ پایا۔ رعایا کو آپ بہت کچھ دیتے ہیں اور خود اُنکی دنیا سے اپنا ہاتھ روکتے ہیں۔ چنانچہ آپ نہ اُنکا مال کھاتے ہیں اور نہ اُنکے معاملات میں رشوت سے آپ کا کوئی تعلق ہے۔ آپؐ کے بھائی اور آپؐ کے گورنر آپؐ کے علم و اطلاع کے بغیر وہ رقم کھا گئے جو اُنکے ہاتھ میں تھی اور میں یہ بات آپ سے مخفی نہیں رکھ سکتا۔ خدا کا فضل آپ کے شامل حال رہے۔ اِدھر توجہ فرمائیے اور مجھے اپنی رائے لکھئے والسلام۔ بلاشبہ اس خط نے حضرت علیؑ کو سخت متوحش کر دیا اور اُن کی غیر معمولی مصیبتوں میں ایک بڑی مصیبت' ایک تیز چبھنے والی خلش کا اضافہ کر دیا۔ لیکن عادت کے مطابق آپؐ نے اس مصیبت پر صبر کیا اور ابوالاسود کو لکھا کہ:۔

6۔ ابوالاسود کو جوابی خط :۔ ''امابعد۔ میں نے تمہارے خط کا مطلب سمجھا، تم جیسا آدمی اُمت اور امام دونوں کیلئے مجسّم خیرخواہی ہے تم نے حق کی حمایت کی اور ناحق سے رُوگردانی کی ہے۔ میں نے تمہارے صاحب کو اس بارے میں لکھا ہے اور تمہارے خط کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ تمہاری موجودگی میں ایسی باتیں ہوں جن پر غور کرنے میں اُمت کی فلاح ہو تو مجھے ضرور مطلع کرنا۔ تمہیں یہ کرنا چاہئے اور یہی تمہارا فرض ہے۔ والسلام۔ اور اسی وقت ابن عباس کو لکھا کہ:۔

7۔ ابن عباس سے حساب طلبی کا خط جاتا ہے:۔ ''امابعد۔ مجھے تمہارے بارے میں ایک بات کا پتہ چلا ہے۔ اگر وہ سچ ہے تو تم نے اپنے رب کو خفا کیا۔ اپنی امانت برباد کی۔ اور اپنے امام کی نافرمانی کی اور مسلمانوں کے خائن بنے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے زمین کو بنجر کر دیا اور جو رقم تمہارے قبضے میں تھی وہ کھا گئے۔ پس میرے سامنے حساب پیش کرو اور جان لو کہ اللہ کا حساب لوگوں کے حساب سے زیادہ سخت ہے۔''

8۔ اِس پر تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ حضرت علیؑ ابوالاسود کی حوصلہ افزائی کررہے ہیں۔ اسکی حاضری میں ہونیوالے معاملات کی اطلاع چاہتے ہیں۔ اور ابن عباس کے بارے جو کچھ لکھا اُسکو منظور کرتے ہیں۔ اسلئے کہ حضرت علیؑ مال اور عمّال کے بارے میں بڑے محتاط اور بڑے سخت تھے۔ اس معاملے میں اُنکی شان حضرت عمر کی سی تھی۔ وہ حد درجہ اسکے خواہاں رہا کرتے تھے کہ گورنروں کے بارے میں کوئی بات اُن سے پوشیدہ نہ رہے۔ جیسا کہ تم آئندہ صفحات میں پڑھوگے۔ اور اس پر بھی تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ ابن عباس کو اسطرح کیسے لکھ دیا؟ اسلئے کہ مالیات کے بارے میں نرمی اور مسلمانوں کے کسی معاملے میں مداھنت (سستی اور بے پرواہی) آپؑ کی عادت نہ تھی۔ تعجب تو اس پر ہے کہ حضرت علیؑ کا خط ملنے پر ابن عباس نے صرف اتنا لکھا کہ:

9۔ عبداللہ ابن عباس نے خط میں جھوٹ لکھا اور علیؑ پر بدگمانی کا الزام لگایا

''امابعد۔ آپ کو جو اطلاع ملی وہ غلط ہے اور میں اپنے زیرِ تصرف رقم کا اوروں سے زیادہ منتظم و محافظ ہوں۔
خدا آپ پر مہربان ہو آپ بدگمانی کی باتوں میں نہ آئیں۔ والسلام۔''

ایسا جواب جو نہ پڑھنے والے کو مطمئن بنا سکے نہ لکھنے والے کو الزام سے بچا سکے۔ البتہ اُس سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ کاتب اپنے آپ پر غیر معمولی اعتماد رکھتا ہے اور دوسروں کو کوئی وقعت نہیں دیتا۔ حالانکہ ابن عباس حضرت عمر کی صحبت میں رہ چکے ہیں اور اُن کی سیرت سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ گورنروں سے حساب لینے میں وہ کس قدر سخت تھے۔ ابن عباس اپنے بھائی حضرت علیؑ کی صحبت میں بھی رہ چکے ہیں اور جانتے ہیں کہ مالیات کے بارے میں وہ نرم نہیں ہوتے یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؑ اس جواب سے مطمئن نہیں ہوئے جس سے کاتب و مکتوب الیہ دونوں تشنہ رہتے ہیں۔ پس آپؑ نے سختی کے ساتھ تفصیلی حساب پیش کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے ابن عباس کو لکھا کہ:۔

10۔ عبداللہ بن عباس کو حساب پیش کرنے کا دوسرا خط لکھا گیا

''امابعد۔ میں تم سے اس وقت تک درگزر نہیں کرسکتا جب تک تم مجھ کو یہ نہ بتادو کہ تم نے جزیہ کی کتنی رقم لی؟ کہاں سے لی؟ اور کس مد میں اُس کو خرچ کیا؟ اگر تم کو امانت سونپی گئی ہے تو اللہ سے ڈرو، میں نے تم سے اس کی حفاظت چاہی تھی۔ یہ دولت جس کا بڑا حصہ تم نے سمیٹ لیا ہے حقیر ہے لیکن اس کی ذمہ داری بڑی سخت ہے۔ والسلام۔''

حیرت ہے کہ ابن عباس یہ خط لیتے ہیں اور پڑھتے ہی آپے سے باہر ہوجاتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے مال کی حفاظت اور انتظام کے ایک ذمہ دار گورنر کی طرح حساب و کتاب لے کر امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضری نہیں دیتے۔ نہ ایک چچازاد بھائی کی طرح قرابت واخوت کی رعایت کا حق ادا کرتے ہیں جو امام کو اس کا حقدار خیال کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے مال اور مفاد کی سپردکردہ امانت کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرلے اور اس سلسلے میں والی کو اگر امداد کی ضرورت ہے تو پیش کرے۔ اور اگر کچھ بھول گیا ہے تو یاد دلائے۔ اگر کچھ کوتاہی ہوگئی ہے تو نصیحت کرے۔

11۔ ابن عباس نے ایسی کوئی بات تو کی نہیں البتہ اپنے آپ کو امام کا مدّ مقابل اور خلیفہ کا ہم سر بنالیا اور خیال کرنے لگے کہ وہ خلیفہ کی باز پُرس اور اُس کے احتساب سے بلند و بالا ہیں۔ الزام لگانے یا بدگمانی کی بات تو الگ رہی۔ حالانکہ ابن عباس اور لوگوں سے اس حقیقت سے باخبر تھے کہ شیخین ہر مسلمان کو اس کا حقدار جانتے تھے کہ وہ خلیفہ سے باز پُرس کرے اور سوال کرے کہ وہ کیا کرتا ہے اور کیا نہیں کرتا۔ اسی طرح امام بھی حق دار ہے۔ بلکہ اس کا فرض ہے کہ والیوں اور حاکمون سے اُن کے کاموں کا حساب لیتا رہے اور اس سلسلے میں شدت سے کام لے تاکہ وہ کوتاہی اور غفلت نہ کریں۔ اور رعایا کی بدگمانیوں سے محفوظ بھی رہیں۔ پھر وہ بے بس اور کمزور لوگ جو حاکموں کے ظلم و زیادتی سے بچے رہنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ خلیفہ کی سخت نگرانی نہ رہنے

کی حالت میں اپنے حاکموں کے بارے میں بہت غلط خیال قائم کریں گے۔

12۔ ابن عباس حضرت عمر کا معمول اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ وہ رعایا سے اُن کے حاکموں کے بارے میں الزامات اور شکایات خود حاکموں کی موجودگی میں یا غیر حاضری میں سنتے تھے۔ پھر جو کچھ بھی پیش کیا جاتا اس کی تحقیق کرتے تھے۔ تاکہ عدل وانصاف کیا جاسکے۔ اور جو ذمہ داری اپنے سر لی ہے اللہ کے سامنے اور لوگوں کے سامنے اُس سے عہدہ برآ ہوں۔ **ابن عباس یہ بھی جانتے تھے کہ بارہا حضرت عمر نے گورنروں کو معزول کرنے کے بعد اُن کی دولت تقسیم کی ہے** اور یہ کہ حاکموں کے تقرر سے پہلے وہ اُن کی دولت کا حساب کرتے تھے اور معزول کرنے کے بعد جانچتے تھے۔ اور اُن کی یہ بات گورنر منظور کرتے تھے۔ نہ انکار کرتے تھے نہ ناگواری محسوس کرتے تھے۔ اور نہ اپنے آپ کو اُس سے اُونچا خیال کرتے تھے۔ اور یہ حاکم کون لوگ تھے؟ نبیؐ کے پسندیدہ متعدد صحابہ۔ ابن عباس کو اس کا بھی علم تھا کہ بہت سے مسلمان اور غالباً وہ خود بھی حضرت عثمان سے ناراض ہوئے کہ وہ مسلمانوں کے مالی حدود سے کچھ تجاوز کرتے تھے۔ اُن کے حاکموں سے لوگ ناراض ہوئے کہ اُنہوں نے خود غرضی سے کام لیا۔ اور مسلمانوں کے مال کے بارے میں غیر معقول رویہ اختیار کر کے معاملات کو پیچیدہ کیا۔ خود حضرت عثمان کا قتل اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اور اُن کے چچازاد بھائی اسی لئے میدان میں آئے کہ نبیؐ اور شیخین کی سُنت زندہ کریں گے۔ پس حضرت علیؑ نے اپنے ایک ایک گورنر سے چاہے وہ ابن عباس ہی کیوں نہ ہوں اگر یہ مطالبہ کیا کہ وہ مسلمانوں کے اُس مال کا حساب پیش کریں جو اُن کے پاس ہے تو یہ کوئی حد سے بڑھی ہوئی بات نہ تھی۔ اور ان تمام باتوں کے بعد ابن عباس اپنے بھائی کو تمام لوگوں سے زیادہ جانتے تھے۔ اور ایک ایسا جواب لکھ سکتے تھے جس سے وہ رضامند ہو سکتے۔ جس سے اُن کو نہ تکلیف ہوتی نہ خلش۔ اور نہ گراں باری۔ وہ نرم لب ولہجہ میں یہ لکھ سکتے تھے کہ جزیہ میں انہوں نے کوئی رقم اپنی ذات کے لئے نہیں لی۔ اور یہ کہ کوئی رقم کسی غلط مد میں صرف نہیں ہوئی۔ اور یہ بھی ہوسکتا تھا کہ وہ کوفہ میں جا کر اُن سے مل لیتے اور صاف صاف اپنی باتیں اُن کو بتا دیتے۔ لیکن اُنہوں نے ان باتوں سے گریز کیا اور نہیں چاہا کہ حضرت علیؑ اپنے دوسرے گورنروں کی طرح اُن سے برتاؤ کریں۔ پس اپنا کام چھوڑ دیا نہ امام کو استعفیٰ دیا اور نہ منظوری کا انتظار کیا۔ خود ہی کام چھوڑ کر ترک مستقر کر دیا۔ اور وہ اس طرح کہ پھر کوفہ نہیں آئے۔ نہ عراق میں قیام کیا اور نہ کسی ایسی جگہ ٹھہرے کہ امام حسابات کی پیشی کا مواخذہ یا معزولی سے پہلے کچھ باز پرس کر سکے۔ بلکہ مستقر چھوڑ کر سیدھے مکہ چلے گئے جہاں امام کا اقتدار اپنا کام نہیں کر سکتا۔ (جہاں عموماً مجرم پناہ لیا کرتے ہیں) جہاں امام اُن کو اگر وہ سزا کے مستحق ہیں سزا نہیں دے سکتا۔ اور حرم میں جا کر مقیم ہوگئے۔ اپنے امام کی گرفت سے بھی آزاد اور اپنے حریف امیر معاویہ کے خطرے سے بھی بے خوف۔

13۔ ابن عباس نے اِسی غلطی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے بھائی کے حق میں ایسے الفاظ کہے جن سے اُن کو حددرجہ تکلیف پہنچی۔ جو اُن کے دل میں چبھنے والا غم اور بے چین رکھنے والا درد بن کر رہ گیا۔ ابن عباس لکھتے ہیں کہ۔ **''اللہ سے ایسی حالت میں ملنا کہ مسلمانوں کے کچھ مال کی ذمہ داری میرے سر ہو مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ جَمل، صفین اور نہرواں کے معرکے میں بہے ہوئے خونوں کی ذمہ داری مجھ پر ہو''** گویا ابن عباس خیال کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے جو جنگ کی وہ اللہ کی راہ میں نہ تھی۔ اور اس سلسلے میں انہوں نے مسلمانوں کا جتنا خون بہایا وہ سب کا سب ملک گیری کے لئے تھا۔ حضرت علیؑ کے لئے یہ بات کس قدر جگر خراش اور دلدوز ہے؟

14۔ بھائی کے لئے یہ سب باتیں تو لکھیں لیکن ایک بہت چھوٹی اور بہت اہم بات لکھنا بھول گئے۔ اور وہ یہ کہ اُن خونریزیوں میں وہ خود بھی بھائی کے شریک رہے۔ چنانچہ جنگ جمل وصفین میں موجود تھے۔ اور ان دونوں معرکوں میں بھائی کی فوجوں کے سپہ سالار تھے۔ پس وہ اللہ سے ایسی حالت میں نہیں ملیں گے کہ اُن کے ذمہ صرف مسلمانوں کا کچھ مال ہے بلکہ اس ملاقات میں اُن کے دامن پر اُس خون کے داغ بھی ہوں گے جو اپنے بھائی علیؑ کی

جماعت میں شریک رہ کر بہائے ہیں۔اور علیؑ میں اوران میں ایک فرق بھی ہوگا۔علیؑ نے تواس ایمان اورعقیدے کے ساتھ یہ خونریزی کی ہے کہ وہ حق کی راہ میں لڑرہے ہیں۔اوراِن کی یہ ساری خونیریزی ملک گیری اوراقتدار کی ہوس میں نہیں ہوئی ہے۔

15۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت علیؑ نے اپنے بھائی کا یہ خط پڑھا تو ایک جملے سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکے۔جو دوست دشمن سبھی سے نہایت تلخ مایوسی کی ایک تصویر ہے۔فرمایا۔''گویا ابن عباس اِن خونریزیوں میں ہمارے شریک نہ تھے۔''

16۔ ابن عباس کا خط پڑھیئے اور اندازہ لگایئے کہ اس میں کتنی سختی اور کیسی سنگدلی ہے۔خلافت سے قبل ابن عباس کو حضرت علیؑ سے جو اخوت تھی۔ اور خلافت کے بعد جو خلوص اور خیر خواہی تھی خط پڑھ کر دیکھئے کہ اَب اُس سے کس درجہ انکار ہے۔لکھتے ہیں کہ:۔

اَمَّا بعد۔ مال میں سے کچھ لینے کی اطلاع آپ تک پہنچائی گئی ہے۔میں سمجھ رہا ہوں کہ آپ اُس کو بہت بڑھا چڑھا رہے ہیں۔بڑی اہمیت دے رہے ہیں۔خدا کی قسم زمین کے اندر جو کچھ چاندی سونا ہے اوراسکے اوپر جس قدر مال و دولت ہے سب کی ذمہ داری لیکر خدا کے پاس جانا مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ میں امارت اوراقتدار کے لئے امت کا خون بہانے کی ذمہ داری لیکر جاؤں۔جس کو آپ چاہیں اپنا حاکم بنا کر بھیج دیجئے۔''

17۔ ایک خلیفہ اوراُس کے گورنر کے درمیان اس قسم کی غیض وغضب کی بات، پھرایک شخص اوراُسکے چچازاد بھائی کے درمیان ایسی سخت کلامی نہ ہوتی اگرابن عباس شیخین کی اور حضرت علیؑ کی سیرت پیشِ نظر رکھتے اوراپنے آپ کو نظرانداز کردیتے۔لیکن انہوں نے اپنی ذات کو ذرا بھی نظرانداز نہ کیا اوراس کا خیال نہیں کیا کہ وہ مسلمانوں کے ایک شہر پر حضرت علیؑ کی طرف سے والی ہیں۔اور یہ کہ اُنہوں نے حضرت علیؑ کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی ہے کہ کتاب وسنت پرعمل کریں گے۔اور رعایا میں انصاف کریں گے۔

18۔ ابوالاسود رعایا کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اس کا حق رکھتے ہیں کہ وہ امام کے سامنے اپنے حاکم سے جھگڑا کریں۔پھر یہ کہ وہ بصرہ کے بیت المال پرامام کی طرف سے امین ہیں۔اُن کے فرائض میں سے ہے کہ حکمران کے تصرفات میں جو بات اُن کی نگاہ میں مشکوک ہواس کی اطلاع امام کو دیں۔لیکن ابن عباس نے نہ صرف غصے میں طیش کی باتیں کیں اور حیرت انگیز بے جا تصرف کیا بلکہ اِس سے بھی بُری ایک حرکت کی جس نے نہ صرف امام کو خفا کیا بلکہ اُس سے تمام رعایا اور خصوصاً بصرے کے لوگ سخت ناراض ہوئے۔واقع یہ ہوا کہ ابن عباس مکہ روانہ ہوگئے لیکن اُس طرح خالی ہاتھ نہیں جیسا تقرر کے وقت بصرہ آئے تھے۔بلکہ بیت المال سے جتنا مال منتقل کیا جاسکتا ہے وہ سب ساتھ لے کر، حالانکہ وہ خوب جانتے تھے کہ اس مال میں اُن کا جتنا حق ہے اتنا ہی تمام بصرے والوں کا بھی ہے۔

19۔ ابن عباس کا اندازہ تھا کہ بصرے کے لوگ اس مال کے لے جانے میں کسی طرح حارج نہیں ہوں گے۔جس کا اندازہ مؤرخوں نے ساٹھ (60) ہزار درہم لگایا ہے۔اس لئے اُنہوں نے اپنے ماموؤں میں سے بنی ھلال کو بلوایا اور کہا کہ اجرت لے کر اُس کو محفوظ جگہ پہنچادیں۔چنانچہ انہوں نے ایسا کردیا۔اب وہ بصرے سے نکلے۔اُن کے پاس مسلمانوں کا مال تھا۔جس کی حفاظت اُن کے ماموں کررہے تھے یہ دیکھ کر بصرے کے لوگوں میں ہیجانی کیفیت پیدا ہوئی اوراُنہوں نے چاہا کہ جو کچھ وہ لے کر جارہے ہیں اُن سے واپس لے لیں۔اور قریب تھا کہ بنی ھلال کے آدمیوں میں اور بصرے کے دوسرے عربوں میں آویزش ہوجائے۔بنی ھلال اپنے بھانجے کی حمایت میں غصے میں بھرے ہوئے تھے۔اور قدیم عرب عصبیت تازہ کرکے پوری قوت سے آمادہ ہوگئے تھے۔کہ اپنے عزیز کی مدد ضرور کریں گے چاہے وہ ظالم ہو چاہے مظلوم۔بصرہ کے باقی عرب طیش میں تھے کہ اُن کا مال اُن کی موجودگی میں غصب کیا جارہا ہے۔لیکن بنی ازد کے کچھ سنجیدہ لوگوں نے موقع کی نزاکت کا احساس کیا اوراپنے پڑوسی بنو ھلال کو گھروں میں کردیا۔اِسی

طرح بنی ربیعہ کے کچھ حلیم الطبع لوگ اور احنف بن قیس اور اُس کے ساتھی تمیمیوں نے بھی ازدیوں کا ساتھ دیا۔لیکن بنی تمیم کے باقی آدمیوں نے طے کرلیا کہ لڑیں گے اور یہ مال واپس لے کر رہیں گے۔ چنانچہ اُن کے اور بنی ھلال کے درمیان جھڑپ شروع ہوگئی اور فریقین میں خونریزی ہونے ہی والی تھی کہ بصرہ کے کچھ عقلمند لوگ بنی تمیم کے پاس پہنچ گئے اور اُن کو جھگڑے کی جگہ سے واپس لا کر ہی اُن سے علیحدہ ہوئے۔اس کے بعد ابن عباس اطمینان کے ساتھ ماموؤں کی حفاظت میں سارا مال لے کر بیت الحرام کے سایۂ اَمن میں پہنچ گئے۔اور پہنچتے ہی خوشحالی اور عیش کی زندگی جینے لگے۔مورخوں نے لکھا ہے کہ تین ہزار دینار میں تین حوروش لونڈیاں خریدیں حضرت علیؑ کو جب اس کی خبر پہنچی تو آپ نے لکھا کہ:۔

20۔ عبداللہ ابن عباس اللہ کے لوٹے ہوئے مال سے دن رات عیاشی کررہے ہیں

''اَمّا بعد۔ میں نے تم کو اپنی امانت میں شریک کیا تھا۔میرے گھر والوں میں تم سے زیادہ بھروسے کے لائق کوئی آدمی نہ تھا۔جو میری ہمدردی کرتا۔میری تائید کرتا۔اور امانت مجھے واپس کرتا۔ لیکن تم نے دیکھا کہ اب بھائی کے وہ دن نہیں رہے دُشمن حملہ آور ہے۔لوگوں کی دیانت خراب اور اُمت فتنوں سے دوچار ہوچکی ہے تو تم نے بھی آنکھیں پھیر لیں۔چھوڑنے والوں کے ساتھ تم نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا۔اور بُری طرح اُس کو بے یارومددگار کردیا غدّاروں کے ساتھ تم نے بھی اس سے بیوفائی کی۔نہ ہمدردی کی۔نہ امانت واپس کی۔ گویا جہاد میں تمہارے پیش نظر اللہ نہ تھا۔تم کو اپنے خدا کی طرف سے کوئی راہنمائی نہ تھی۔یا پھر تم محمدؐ کی اُمت کے ساتھ اُن کی دنیا حاصل کرنے کی چال چل رہے تھے۔گویا تم جزیہ کے مال سے لوگوں کی غفلت کے منتظر تھے اور جیسے ہی موقع ملا دوڑ پڑے۔جست لگائی اور جس قدر دولت لوٹ سکے۔ایک لاغر بکری کو خون خون کردینے والے بھیڑیے کی طرح جھپٹ لیا۔سبحان اللہ کیا قیامت پر تمہارا ایمان نہیں ہے؟اور کیا بعد میں بُری طرح حساب نہیں ہوگا۔اور کیا تم جانتے نہیں کہ حرام کھاتے ہو اور حرام پیتے ہو۔کیا تم پر گران نہیں کہ تم لونڈیوں کی قیمت لگانے پر اور عورتوں سے نکاح پر یتیموں' بیواؤں اور اُن مجاہدین کا مال خرچ کرتے ہو جن پر اللہ کے شہروں سے مال غنیمت بھیجا ہے اللہ سے ڈرو۔قوم کا مال واپس کردو۔اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو بخدا اگر مجھے موقع ملا تو میں تمہارا انصاف کروں گا۔اور حق حقدار تک پہنچاؤں گا۔ظالم کو ماروں گا اور مظلوم کا انصاف کروں گا۔''

21۔ مذکورہ بالا الفاظ میں حضرت علیؑ نے چبھنے والے اور چٹکیاں لینے والے غم والَم کا جسطرح بیان کیا ہے،لوگوں سے انتہائی مایوسی' اُن کی وفاداری، اُن کے پاس عہد اور اَدائے امانت میں شک کی جو تصویر کھینچی ہے۔حرص وہوس کی اتباع اور صحیح مسلک پر باقی نہ رہنے کا جو نقشہ پیش کیا ہے اور ان حالات میں بھی اللہ کے حق اور مسلمانوں کے مال کے لئے جس طرح غیظ وغضب کا اظہار کیا ہے میں نہیں جانتا کہ اس سے بڑھ کر بلیغ و موثر تعبیر کسی اور نے کی ہے۔لیکن اس تلخ مکتوب کا جواب ابن عباس جن الفاظ میں دیتے ہیں اُن سے اِسکے سوا کچھ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ اُن کو صرف اپنی ذات پر اعتماد ہے دوسروں کی رائے اُن کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتی چنانچہ لکھتے۔

22۔ ''امابعد۔ مجھے آپ کا خط ملا۔میں نے بصرہ کے مال سے جو کچھ لے لیا ہے آپ اس کو میرے لئے بڑی اہمیت کی بات بتارہے ہیں۔بخدا میں نے جو کچھ لیا ہے بیت المال میں میرا حق اس سے کہیں زیادہ ہے۔'' والسلام

اس حیرت انگیز جواب پر مجھے زیادہ وقت دینے کی ضرورت نہیں جس سے نہ کوئی حق ثابت ہوتا ہے نہ ذمہ داری ساقط ہوتی ہے (اور جرم ثابت ہے) اور اس دردانگیز خط وکتابت کو حضرت علیؑ کے جواب پر ختم کرتا ہوں۔

23۔ ''امابعد۔ آپ کی خوش فہمی حیرت انگیز ہے کہ مسلمانوں کے بیت المال میں سے آپ کو ایک عام مسلمان سے زیادہ حق ہے۔آپ کامیاب

تھے اگر یہ باطل تمنا اور بے جا دعویٰ آپ کو گناہ سے بچا سکتا۔ خدا آپ کو سلامت رکھے اس حیثیت سے آپ کی منزل کوسوں دُور ہے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے مکہ کو اپنا وطن بنالیا ہے اور وہیں ڈیرا ڈنڈا ڈال دیا ہے۔ اور مدینہ اور طائف کی جوان لونڈیاں اپنی نگاہوں سے پسند کر کے خریدی ہیں اور دوسروں کا مال دے کر اُن کی قیمت ادا کی ہے۔ بخدا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ جو کچھ آپ نے مسلمانوں کے مال سے لیا ہے وہ میرے لئے حلال ہو اور اُسے ترکہ میں چھوڑ دوں۔ پس مجھے کیوں حیرت نہ ہو کہ آپ اس حرام کو خوشی خوشی کھا رہے ہیں۔ تھوڑے دن لطف اٹھا لیجئے اور اپنی جگہ رُکے رہیے۔ آپ کے لئے وہ منزل آگئی جہاں سے فریب خوردہ حسرت کو پکارتا ہے۔ اپنی حد سے بڑھا ہوا توبہ کی تمنا کرتا ہے۔ اور ظالم کے دل میں باز آجانے کی آرزو پیدا ہوتی ہے۔ لیکن وہ وقت پکارنے اور تمنا کرنے کا نہ ہوگا۔ والسلام

24۔ <u>عمر بن الخطاب نے عبداللہ بن عباس کو لارے دے کر اپنے زیرِ اثر رکھا اور اُس کی بددیانتی ظاہر کرتے رہے عہدہ نہ دیا</u>

بعض راویوں کا خیال ہے کہ حضرت عمر نے ابن عباس کو بعض مقامات کی حکومت سپرد کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر اپنے لئے اور ابن عباس کے لئے خطرہ سمجھ کر باز آ گئے۔ اپنے لئے یہ خطرہ کہ غنیمت سے کچھ کھا لینے کی تاویل کریں گے۔ اُن کے لئے یہ خطرہ کہ حکمرانی اُن کو گناہ سے آلودہ کر دے گی۔ اُن ہی راویوں کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت علیؑ نے جب ابن عباس کو بصرہ کا حاکم بنایا تو جو کچھ اُنہوں نے اپنی ذات کے لئے مباح کر لیا تھا اس کے لئے ذیل کی آیت کی تاویل کی۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ۔ ”جان لو کہ جو کچھ تم کو مال غنیمت ملا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ کل کا پانچواں حصہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کا اور ایک حصہ آپ کے قرابت داروں کا اور ایک حصہ یتیموں کا اور ایک حصہ مسکینوں کا اور ایک حصہ مسافروں کا ہے۔“ (8/41)

<u>ابن عباس رسولؐ اللہ کے قریبی رشتہ دار ہیں</u> اسلئے اُن کا خمس میں کچھ حصے کا حق ہے جو اللہ نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے، قرابتداروں، یتیموں مسکینوں اور ابن السبیل کیلئے مقرر کیا ہے۔ لیکن ابن عباس میری نظر میں اپنے دین اپنے علم عقل اور اپنی رائے کی صحت کے لئے اس تاویل سے بلند و بالا ہیں۔ بلاشبہ وہ جانتے تھے۔ کہ اُن کا حق اس خمس میں دوسرے قرابت داروں، یتیموں مسکینوں اور مسافروں سے بڑھ کر نہیں ہے۔ ساتھ ہی وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اُن کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اس خمس میں سے خود ہی اپنا حق لے لیں۔ انہیں اپنا یہ حق بھی اُسی امام سے لینا چاہئے جو اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ مسلمانوں میں اُن کا مال تقسیم کرے اور اُن کے مصالح عامہ میں خرچ کرے اور اسی خمس میں سے رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں میں تقسیم کرنا ہے۔ ابن عباس کے علاوہ اگر کوئی دوسرا مسلمان یہ جانتا کہ بیت المال میں اس کا حق ہے اور وہ خود لے لیتا تو چاہے وہ اپنے حصے میں کچھ کمی بیشی نہ کرتا لیکن حدود سے تجاوز کرنے والا ہوتا اور امام کا حق ہوتا کہ اسے واجبی سزا دے۔ علاوہ ازیں ابن عباس جانتے تھے کہ اُن کے بھائی خلافت اور رشتہ داری کی بنا پر خمس کے مستحقوں میں تقسیم کے معاملے میں رسولؐ اللہ کے نقش قدم پر چلنے کے سب سے زیادہ اہل ہیں۔ تعجب ہے کہ بہت سے محدثین نے احتیاط کے پیش نظر <u>اس واقعہ کا تذکرہ نہیں کیا اُن کی نگاہ میں ابن عباس کا نبیؐ سے جو تعلق ہے اور دین میں تفقہ کا جو درجہ اُنہیں حاصل ہے اس میں اس قسم کی زیادتی اور خلیفہ کی مخالفت کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن دوسرے راویوں نے اس واقعہ کے بیان میں غلو سے کام لیا ہے اُن کا خیال ہے کہ ابن عباس نے حضرت علیؑ کے آخری خط کے جواب میں لکھا تھا کہ اگر اپنی تحریروں سے مجھے معاف نہیں رکھیں گے تو یہ مال میں امیر معاویہ تک پہنچا دوں گا جسے وہ آپ کے مقابلے پر خرچ کریں گے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ابن عباس اس حد تک نہیں پہنچے تھے۔ اور اپنے بھائی کے خلاف انہوں نے ایسی کھلی مخالفت نہیں کی تھی۔ لیکن اس واقعہ کے نتائج حضرت علیؑ کے اقتدار اور آپ کے ساتھیوں کے حق میں براہ راست بڑی مصیبت ثابت ہوئے۔</u> (علیؑ۔ صفحہ 257-239)

(2۔ج) بہت سی خیانتوں کے باوجود ڈاکٹر طٰہٰ حسین قابل مدح وثنا ہیں

ہم ڈاکٹر طٰہٰ حسین مرحوم کواس لئے قابل داد وتعریف سمجھتے ہیں کہ وہ سو فیصد قریشی مذہب کے عالم ہوتے ہوئے بھی اپنی رائے آزاد رکھنے میں کامیابی سے گذرتے ہیں اوراسی لئے حق سے بہت دُور نہیں نکلتے اور جب یہ بھی مان لیا جائے کہ قریش کی تیار کردہ تاریخ ہی اُن کی راہنما ہوتی ہے تو اُن کے تحسین وآفرین میں مزید اضافہ کرنا لازم ہے۔عبداللہ ابن عباس کواپنے دل کی گہرائی سے وہ حضرت علی علیہ السلام کا چچازاد بھائی مانتے ہیں اور وہ تمام مدارج ومقامات اُس کو دیتے ہیں جو قریش ساختہ تاریخ وروایات میں دیئے گئے ہیں۔اس کے باوجود ڈاکٹر صاحب نے عبداللہ کی ایسی مذمت کی ہے جو کسی قریشی عالم یا شیعہ عالم سے دیکھنے کو نہیں ملی ہے۔اس لئے ڈاکٹر صاحب ہمارے لئے اور بھی زیادہ قابل احترام ہیں۔

تکلف برطرف مجھ کو ملے اذنِ غزل خوانی

آپ قریشی اسکیم،سازش اور پروپیگنڈے کو شیطان کے حوالے کر کے یہ سمجھ لیں کہ نہ قریش نسل اسماعیل علیہ السلام سے ہیں نہ عبداللہ ابن عباس حضرت علی علیہ السلام سے کوئی رشتۂ قرابت اور عقیدت رکھتے ہیں۔نہ عبداللہ ابن عباس خلافت الہٰیّہ کو مانتے ہیں نہ حضرت علیؑ کو خلیفہ بلافصل مانتے ہیں وہ ایک سو بیس فیصد قریشی ہیں۔خلفائے ثلاثہ کے دشمنوں اور مخالفوں کو اپنا دشمن اور مخالف یقین کرتے ہیں۔وہ اُن ہی مومنین میں اللہ کے مخاطب ہیں (4/136) جو اللہ ورسوؐل پر اور قرآن،توریت،زبور وانجیل پر اللہ کی پسند ومعیار کا ایمان نہ رکھتے تھے۔جن کو بار بار حقیقی ایمان لانے کو کہا گیا لیکن وہ اپنے خود ساختہ اللہ ورسول اور کتب خداوندی پر ایمان رکھتے رہے۔اور اللہ ورسوؐل اور قرآن کی ہر بات اور ہر حکم اور ہر مسئلہ کو اپنی قومی یا قریشی مصلحت کا ہم نوا بنا کر اختیار کرنا ان کی سنت رہی ہے۔اللہ کے متعلق اُن کا عقیدہ یہ رہتا چلا آیا ہے کہ (معاذ اللہ) ہر کام اللہ کے حکم سے ہوتا ہے خواہ قتل ہو زنا ہو یا چوری ہو اللہ کی مدد اور تائید حاصل نہ ہو تو نہ کوئی قاتل کسی کو قتل کر سکتا ہے نہ زانی زنا کر سکتا ہے نہ ڈاکو ڈاکہ ڈال سکتا ہے۔اسی اصول کی روشنی میں اُن کے علماء یزید پر لعنت سے منع کرتے اور لکھتے آئے ہیں اور اُس کے لئے دُعائے مغفرت کی تاکید کرتے ہیں۔لہٰذا یہ وہ اللہ نہیں جس کا نازل کردہ یہ رسوؐل اور قرآن ہے اسی غلط عقیدے کی وجہ سے اللہ پر دوبارہ ایمان لانے کا حکم ہوا (4/136) رسوؐل کے متعلق اُن کا یہ عقیدہ ہے (معاذ اللہ) کہ بالکل اُن ہی ایسا انسان تھا غلطیاں بھی کرتا تھا لوگوں سے مشورے لے کر احکام دیتا تھا۔عمدہ رائے کے مقابلے میں اپنا حکم یا فیصلہ بدل دیا کرتا تھا۔قرآن کے متعلق اُن کا عقیدہ یہ ہے کہ اس میں قیامت تک آنے والے انسانوں کی تمام ضروریات کے مسائل نہیں ہیں (31-25/27) اور (6/66) اس لئے حکم ہوا تھا کہ قرآن اور رسوؐل پر ایمان لاؤ (4/136)۔توریت،زبور اور انجیل کو وہ منسوخ بمعنی متروک یعنی ناقابل عمل سمجھتے تھے اس لئے انہیں حکم دیا گیا تھا کہ قرآن سے پہلی تمام کتابوں پر ایمان لاؤ (4/136) چونکہ اُن ہی مومنین نے دورانِ حیاتِ رسوؐل قتلِ رسوؐل کی عملی کوششیں کیں (انفال 8/30) (توبہ 9/74) (تفہیم القرآن جلد 2 حاشیہ 84) اور آخر کار بیماری کے دوران دوا کی جگہ زہر پلا کر قتل کر دیا (بخاری) تا کہ وہ رسوؐل کی جگہ اپنی قومی حکومت بنا سکیں اور اللہ اور قرآن کی تنفیذ اپنے مصالح کے ماتحت کرلیں۔چنانچہ اُس قوم قریش (25/30) کا پہلا حکمران حضرت ابوبکر تھا دوسرا قوم کا سب سے بڑا اور کامیاب لیڈر حضرت عمر تھا اور تیسرا اُن دونوں کے قدم بقدم چل کر مارے جانے والا حکمران حضرت عثمان تھا۔اسی قومی خلافت کے دوران چوتھے <u>قریشی خلیفہ</u> معاویہ بن ابوسفیان نے تاریخ سازی اور روایت وحدیث نوازی وغیرہ کی ابتدا کی اور اُن ہی کے ادوارِ حکومت میں یہ ریکارڈ تیار کرایا گیا جس میں قریش رسوؐل اللہ کے ہم قوم وہم نسب اور بزرگ بنا دئے گئے اور عبداللہ بن عباس جیسے غدّار محسن کُش اور لٹیرے حضرت علی علیہ السلام کے چچازاد بھائی بنائے گئے اور حضرات ابوبکر عمر وعثمان اور دیگر لیڈروں کو رسوؐل کے داماد وخسر اور مختلف رشتے دار بنا کر مختلف مدارج اور القاب سے سجایا گیا۔یہ خلافت نہ

بنی ہوتی تو قریش کا نام ونشان تک کہیں نہ ملتا اور اگر کچھ ملتا تو یہ کہ:۔''**قریش نہ کسی مُربی یعنی پالنے والے کا نام ہے نہ کسی مُربیہ کو کہا جاتا ہے نہ کسی قوم کا نام ہے نہ کسی فرد کا نام ہے نہ یہ کوئی ماں ہے نہ باپ ہے یہ تو نسب کا دیوان ہے**۔(طبری جلد اول صفحہ 46)

سات آٹھ صدیوں کے اِس دورِ حکومت نے جہاں اسلام اور اسلامی تصورات کو گہن لگا دیا وہیں اپنی قوم کو چار چاند لگا دئے اور آج جو کچھ اسلامی ریکارڈ کہہ کر پیش کیا جاتا ہے وہ سب کچھ قریش ساز کہانیاں اور افسانے ہیں۔

جس نے حکومت بنائی وہ خلیفہ دوم تھے اور جس نے علیؑ کے ہاتھوں سے حکومت چھنوائی اور باقی رہی وہ عبداللہ بن عباس تھے۔

حضرت عمر کا قومی حکومت بنانا مسلمات میں سے ہے قومی حکومت بنا کر اُسے ایسی متمدن، باوقار و مالدار و فاتح بنانا یہ ان کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔حضرت عثمان تک حکومت کو پہنچایا اور معاویہ کو تیار رکھنا کہ وہ حضرت علیؑ سے حکومت لے یہ حضرت عمر کی دانشوری اور لیڈرشپ کا نتیجہ تھا۔حضرت علیؑ کے ہاتھوں طلحہ وزبیر اور معاویہ کو ناکام رکھا بار بار شکست دی۔مگر معاویہ تک حکومت پہنچانے کا خفیہ انتظام بھی کر گئے اور عبداللہ ابن عباس کو تیار کر گئے کہ وہ مناسب اوقات وایام میں کیا کیا رول ادا کرے؟ یہ تمام پارٹ ادا کرنے میں عبداللہ ابن عباس نے ثابت کر دیا کہ حضرت عمر کی ساری سوجھ بوجھ وبصیرت اور منصوبے کا شاہکار عبداللہ بن عباس تھا۔اور حضرت عمر نے اِس کی تربیت وتعلیم وتہذیب میں اپنا سارا کمال صرف کر دیا تھا۔علامہ شبلی سے عبداللہ ابن عباس اور عمر بن الخطاب کا رشتہ تعلق اور قربت سنئے:۔

علم الفقہ کا مرجع، مرکز۔ مُعلّم اور درس گاہ اور طالبانِ علم

۔''فقہ کے جس قدر سلسلے آج اسلام میں قائم ہیں سب کا مرجع حضرت عمر کی ذات بابرکات ہے۔بلاد اسلام میں جو مقامات فقہ کے مرکز مانے جاتے ہیں وہ یہ ہیں **مکہ معظّمہ۔مدینہ منورہ۔بصرہ۔کوفہ۔شام**۔اس انتساب کی وجہ یہ ہے کہ فقہ کے بڑے بڑے شیوخ اور بانیٔ فن اِن ہی مقامات کے رہنے والے تھے۔مثلاً مکہ معظّمہ کے شیخ **عبداللہ بن عباس** تھے۔مدینہ منورہ کے **زید بن ثابت وعبداللہ بن عمر**۔کوفہ کے **حضرت علیؑ عبداللہ بن مسعود ابو موسیٰ اشعری**۔شام کے **ابو درداء ومعاذ بن جبل**۔اِن میں (حضرت علیؑ کے سوا) اکثر بزرگ حضرت عمر ہی کی صحبت سے مستفید ہوئے تھے۔اور خاص کر **عبداللہ بن عباس۔عبداللہ بن عمر عبداللہ بن مسعود تو ان کے ساختہ پرداختہ تھے**۔عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ عمر کے ساتھ ایک ساعت کا بیٹھنا میں سال بھر کی عبادت سے بہتر سمجھتا ہوں۔**عبداللہ بن عباس کو گویا حضرت عمر نے اپنے دامن تربیت میں پالا تھا۔یہاں تک کہ لوگوں کو اس پر رشک ہوتا تھا۔صحیح بخاری میں خود عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر مجھ کو شیوخ بدر کے ساتھ بٹھایا کرتے تھے اس پر بعض بزرگوں نے کہا کہ آپ اس نوعمر کو ہمارے ساتھ کیوں شریک کرتے ہیں اور ہمارے لڑکوں کو جوان کے ہمسر ہیں کیوں یہ موقع نہیں دیتے۔حضرت عمر نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جس کی قابلیت تم کو معلوم نہیں۔محدث عبدالبر نے استعاب میں لکھا ہے۔** كَانَ عمر يحب ابن عباس ويقربه یعنی حضرت عمر ابن عباس کو محبوب رکھتے تھے اور اُن کو تقرب دیتے تھے۔اکثر ایسا ہوتا کہ حضرت عمر کی مجلس میں کوئی مسئلہ پیش ہوتا۔عبداللہ ابن عباس اُس کا جواب دینا چاہتے لیکن کمسنی کی وجہ سے جھجکتے۔حضرت عمر اُن کی ہمت بندھاتے اور فرماتے کہ علم سِن کی کمی اور زیادتی پر موقوف نہیں۔کوئی شخص اگر عبداللہ ابن عباس کے مجتہدات کو حضرت عمر کے مسائل سے ملائے تو صاف نظر آئے گا کہ دونوں میں استاد اور شاگرد کا تناسب ہے۔''(الفاروق حصہ 2 صفحہ 108)

عبداللہ ابن عباس کو ایک نہ بھولنے والا عملی سبق جو کام آیا اور دوسروں نے بھی اسے نہ بھلایا

دوسرے مقام پر شبلی نے لکھا ہے کہ:۔''حمص کا عامل جب مر گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس کو مقرر کرنا چاہا لیکن چونکہ اُن کی طرف سے مطمئن نہ تھے اس

لئے بلا کر اُن سے کہا **فی نفسی منک شی ء** یعنی میرے دل میں تمہاری طرف سے ذرا کھٹکا ہے۔ اُنہوں نے پوچھا کیوں؟ فرمایا **انّی خَشِیْتُ عَلَیْکَ اَنْ تاتی عَلَی الفیٔ هُوَ آت** یعنی مجھکو ڈر ہے کہ تم محاصل مُلکی پر تصرف نہ کرو۔'' یہ صرف سوءِ ظن نہ تھا بلکہ وقوع میں بھی آیا حضرت علیؑ نے اپنے عہد خلافت میں جب حضرت عبداللہ کو عامل مقرر کیا تو اُنہوں نے بیت المال میں سے بہت سی رقم لے لی اور جب حضرت علیؑ نے باز پُرس کی تو لکھ بھیجا ابھی میں نے اپنا پورا حق نہیں لیا ہے۔ (الفاروق حصہ دوم 91-90)

عبداللہ ابن عباس تاریخی حیثیت سے بھی عمر بن الخطاب اور قریش کے حامی تھے

قارئین نے دیکھا ہے کہ ڈاکٹر طٰہٰ حسین جیسے بے باک عالم نے اپنے آخری پیراگراف میں عبداللہ ابن عباس جیسے ملعون کی طرفداری کا رُخ اختیار کرلیا اور لکھ دیا کہ وہ عداوت وسرکشی وبغاوت کی اُس حد تک نہ گیا ہوگا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ جس زمانے میں عبداللہ بن عباس نے دشمنی کو چھپائے رکھا وہ اُس زمانے میں بھی قریش اور قریشی مقاصد کا پُرخلوص حامی تھا اور اس خلوص وحمایت کا ہر قریشی لیڈر کو یقین تھا۔ حضرت علیؑ تو اللہ ورسوؐل کی طرح ظاہری حالت اور ظاہری بیانات کے مطابق عمل کرتے تھے۔ دوست بننے والوں سے دوستی کی نظر وسلوک کرتے تھے مومنین بننے والوں کو مومن سمجھ کر حقوق دیتے تھے۔ لہٰذا عبداللہ کو چچازاد بھائی کی حیثیت دے رکھی تھی اور اس حالت پر عمر گزار دی۔ باطن پر نہ اللہ کوئی فیصلہ کرتا ہے نہ رسوؐل کرتے تھے۔ لیکن وہ اللہ ہے، وہ رسوؐل ہیں اور وہ امام برحق علی علیہ السلام ہیں۔ مگر ہم نہ اللہ ہیں، نہ رسوؐل ہیں، نہ ہم امامؑ ہیں۔ لہٰذا ہمارے فیصلے واقعات کی تحقیقات اور چھان بین کے بعد ہوں گے۔ اُن میں ظاہر و باطن رکاوٹ نہ بنیں گے۔ عبداللہ بن عباس روزِ اوّل سے وہی ذہنیت رکھتے تھے، وہی خمیر رکھتے تھے، وہی عصبیت رکھتے تھے جو قریش میں تھی۔ وہ باقی قریش کی طرح اپنی قوم، لیڈرانِ قوم اور مقاصد ومصالح قومی کے پرستار تھے۔ اُن کے متعلق یہ مان لینا کہ وہ اپنی قوم کے خلاف علیؑ ومحمدؐ کے طرفدار ہوسکتے ہیں یا ہوگئے ہیں اُمید کے خلاف مان لینا ہے۔ ہم نے اپنے بیانات اور تحریروں میں اور اللہ نے اپنی آیات میں یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ قریش میں سے کوئی شخص نہ حقیقی مومن ہوسکتا ہے نہ محمد وعلی علیہما السلام کا دوست ہوسکتا ہے۔

قریش نے قرآن سے، حدیث سے فراڈ کیا اور قریشی علماء نے اس میں مدد جاری رکھی ہے

قریش کا قرآن اور رسوؐل سے فراڈ کرنا جگہ جگہ قرآن سے ثابت ہے (31-25/30) تو اور کونسی ایسی چیز ہوسکتی ہے جس کے ساتھ وہ فراڈ نہ کریں؟ لہٰذا اُن کے اصول پروپیگنڈا کے ماتحت کئی ہزار جگہ یہ لکھا گیا اور برابر لکھا جارہا ہے کہ قریشی قوم عموماً اور بنی عدی وبنی تیم وبنی امیہ خصوصاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ لوگوں نے مان لیا اور خود بھی لکھنے، ماننے اور کہنے لگے۔ کسی نے تحقیق کی ضرورت محسوس نہ کی۔ نسل رسوؐل کو اُنہوں نے قیداری قرار دیا۔ بعض نے تحقیق کی تو وہ قیداری کے بجائے نبطی ثابت ہوئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے خود کو نبطی اور کوثی فرمایا پھر بھی اُن کو قیداری لکھا جاتا رہا اور خود سید کہلانے والے علماء تک نے قیداری مان لیا۔ ہم نے قریشی مسلمات اور خودساختہ مفروضات کی پول کھول دی اور ہر چیز کو سیدھا کر دیا۔ لہٰذا قارئین قریشی پروپیگنڈے اور اصرار وتکرار کو نظر انداز کر دیں اور سمجھ لیں کہ قریش قرآن، رسوؐل اور علیؑ کی آڑ لے کر غلط چیزوں کو صحیح بنانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں گے۔ حضرت علیؑ نے بغاوت نہ کی، تلوار نہ اُٹھائی تو اُنہوں نے اسی بنیاد پر خلافت کو برحق اور خلفائے ثلاثہ کو برحق خلفا قرار دیا۔ لیکن حضرت علی علیہ السلام نے جن صحابہ وزوجہ رسوؐل کے خلاف تلوار اُٹھائی قریشی علماء نے تو اُنہیں بھی برحق اور جنتی قرار دیا ہے۔ حالانکہ وہ برحق امام کے باغی مان لئے گئے۔ برحق امام کا باغی جہنمی مانا جانا چاہئے تھا۔ مگر قریشی علماء قریش کو جہنمی نہ کہیں گے، بہانے تلاش کریں گے، فراڈ کریں گے، انہیں جنتی بنا کر چھوڑیں گے۔ حضرت علیؑ نے جنگ جمل میں قتل ہونے والوں پر نماز جنازہ پڑھی تھی یہ کہانی اس لئے بنائی گئی کہ حضرت علی علیہ السلام کے نماز پڑھنے سے

پہلے اُن باغیانِ (اللہ ورسوؐل اور) خلیفہ برحق، کو مسلمان بنائیں پھر شہادت کا درجہ دے کر جنتی بنا دیں لیکن یوُں تو انہوں نے اپنا مذہب ترک کر دیا۔ ارے دوستو! تمہارے یہاں تو حضرت علی علیہ السلام معصوم نہیں لہٰذا ایک خطا کار نے اگر باغیوں کی نماز جنازہ پڑھ دی تو ایک خطا کی ہے وہ خطا بہت سے بہت خطائے اجتہادی ہو سکتی ہے مگر ایسی خطا تو نہیں ہو سکتی کہ جو کور باغیوں کو مسلمان اور شہدا اور جنتی بنا دے۔ تم وہی تو ہو جو عبداللہ بن اُبی کو جنتی نہیں مانتے حالانکہ رسوؐل اللہ نے اُس کے جنازے پر نماز پڑھی تھی اور کہتے ہو کہ وہ منافقوں کا سردار تھا۔ بتاؤ جب رسوؐل کی نماز سے ایک منافق نہ مسلمان بنا نہ جنتی بنا تو تم حضرت علیؑ کی نماز سے باغیانِ اسلام اور اللہ ورسوؐل سے جنگ کرنے والوں کو مسلمان' شہید اور جنتی بنائے دے رہے ہو۔ یہ کون سا مذہب ہے؟ علیؑ نے تلوار نہیں اُٹھائی لہٰذا غاصبانِ خلافت مسلمان بھی رہے صحابہ بھی رہے۔ علیؑ نے نماز پڑھ دی تو باغیانِ خدا اور رسوؐل شہداء اور جنتی ہو گئے۔ علیؑ نے غاصب وغادر وخائن قرار دیا تو کچھ نہ ہوا؟ کہو یہ کون سا دھرم ہے؟ قارئین یاد رکھیں قریش کی ساری تاریخ فریب سے بھری پڑی ہے۔ اُن کی تفاسیر اور لُغات میں بھی اہل علم کے ساتھ انتہا کی فریب سازی کی گئی ہے۔

(نمبر22) خط اِلٰی عَبۡدِاللّٰہِ ابۡنِ عَبَّاسٍ: عبداللہ ابن عباس کو لکھا گیا تھا

وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: مَا انْتَفَعْتُ بِكَلَامٍ بَعْدَ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ كَانْتِفَاعِیْ بِهٰذَا الْكَلَامِ.

اور عبداللہ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ جتنا فائدہ مجھے حضرت علیؑ کے اس کلام نے پہنچایا ہے اتنا فائدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے کلام کے علاوہ مجھے اور کسی کے کلام نے نہیں پہنچایا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

اَمَّا بَعۡدُ فَاِنَّ الۡمَرۡءَ قَدۡیَسُرُّهٗ دَرۡکُ مَالَمۡ یَکُنۡ لِیَفُوۡتَهٗ وَیَسُوۡءُهٗ فَوۡتُ مَالَمۡ یَکُنۡ لِیُدۡرِکَهٗ،	1	بعد از حمد وثنا اور درود کے سنو کہ کبھی آدمی کو ایسی چیز کا حاصل کر لینا مطمئن اور خوش کر دیتا ہے جو اُس کے ھاتھوں سے نکل جانے والی ہوا کرتی ہے۔ اور کبھی اُسے ایسی چیز کا ھاتھ سے نکل جانا دکھ دیتا ہے جو اُسے ملنے والی ہوتی ہی نہیں ہے۔
فَلۡیَکُنۡ سُرُوۡرُکَ بِمَا نِلۡتَ مِنۡ اٰخِرَتِکَ، وَلۡیَکُنۡ اَسَفُکَ عَلٰی مَا فَاتَکَ مِنۡهَا،	2	چنانچہ تمہاری مسرت کی بنیاد ان چیزوں پر ہونا چاہئے جو آخرت میں برقرار ہیں۔ اور تمہارا غمگین ہونا بھی اُن ہی چیزوں پر منحصر رہنا چاہئے جو آخرت والی چیزوں میں سے ضائع ہو جائیں۔
وَمَانِلۡتَ مِنۡ دُنۡیَاکَ فَلَا تُکۡثِرۡ بِهٖ فَرَحًا، وَمَافَاتَکَ مِنۡهَافَلَا تَأۡسَ عَلَیۡهِ جَزَعًا،	3	اور جو چیزیں تمہیں تمہاری دُنیا تک محدود ملیں اُن پر مسرت میں کثرت نہ کیا کرو اور دُنیا والی چیزوں میں سے جو چیز ضائع ہو جائے اُس پر مایوسی اور واویلا نہ کیا کرو۔
وَّلۡیَکُنۡ هَمُّکَ فِیۡمَا بَعۡدَالۡمَوۡتِ.	4	بلکہ تمہاری تمام کوشش اور ہمت اُن چیزوں کے متعلق ہونا چاہئے، جو موت کے بعد تمہارے کام آئیں۔

تشریح:۔ حضور علیہ السلام کے یہ چاروں جملے واقعی اسی وزن کے ہیں جو کتاب میں عبداللہ بن عباس سے منسوب کر کے لکھا گیا ہے۔ قارئین نے چونکہ عبداللہ بن عباس کا حال تفصیل سے پڑھا ہے اور اُنہیں یقین ہو گیا ہوگا کہ اس منافق کو حضرت علی علیہ السلام کا کوئی کلام نفع نہ پہنچا سکتا تھا۔ اس لئے ہمیں تو حضوؑر کی اس نصیحت سے یہ سمجھنا چاہئے کہ حضور عبداللہ ابن عباس کو قوم قریش کا ایک پختہ کار اور دُنیا دار عیاش فرد سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ اُس کی مسرت و

ملال کا معیار بڑا تھرڈ کلاس ہے۔اس لئے اُس کا راستہ روکنے کی خاطر یہ نصیحت کی ہے۔اور فرض ادا فرمایا ہے۔اور بس۔

(نمبر23)وصیت قَالَهُ قُبَيْلَ مَوْتِهِ عَلٰى سَبِيْلِ الْوَصِيَّةِ لَمَّا ضَرَبَهُ ابْنُ مُلْجَمٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ

جب ابن ملجم ملعون نے آپؑ کے سر مبارک پر تلوار ماردی تو انتقال سے کچھ پہلے آپ نے بطور وصیت ارشاد فرمایا:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ O

وَصِيَّتِىْ لَكُمْ اَنْ لَاتُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ،فَلَا تُضَيِّعُوْا سُنَّتَهٗ،	1	تم سے میری وصیت یہ ہے کہ تم لوگ کسی کو بھی اللہ کا شریک نہ بنانا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی سنت کو ضائع نہ کرنا۔
اَقِيْمُوْا هٰذَيْنِ الْعَمُوْدَيْنِ وَاَوْقِدُوْا هٰذَيْنِ الْمِصْبَاحَيْنِ وَخَلَاكُمْ ذَمٌّ.	2	اِن دونوں ستونوں کو قائم رکھنا اور ان دونوں چراغوں کو روشن کیئے رکھنا،اگر تم نے ایسا کیا تو مذمت اور برائی تم سے رخصت ہو گئی۔
اَنَا بِالْاَمْسِ صَاحِبُكُمْ وَالْيَوْمَ عِبْرَةٌ لَكُمْ، وَغَدًا مُفَارِقُكُمْ،	3	میں کل تک تمہارا مالک اور ساتھی اور ہم صحبت تھا اور آج تمہارے لئے درسِ عبرت ہوں اور کل تم سے جدا ہو جاؤں گا۔
اِنْ اَبْقَ فَاَنَا وَلِىُّ دَمِىْ، وَاِنْ اَفْنَ فَالْفَنَاۤءُ مِيْعَادِىْ،	4	اگر میں زندہ رہ گیا تو میں خود ہی اپنے خون اور انتقام کا حاکم اور ولی ہوں گا۔اور اگر مر گیا تو میری موت ہی میری وعدہ گاہ ہے۔
وَاِنْ اَعْفُ فَالْعَفْوُلِىْ قُرْبَةٌ،وَهُوَلَكُمْ حَسَنَةٌ،فَاعْفُوْا،اَلَاتُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ؟	5	اور اگر میں معاف کردوں تو معاف کرنا میرے لئے قربتِ الٰہی کا سبب بنے گا۔اور وہ تمہارے لئے بھی نیکی ہوگی۔چنانچہ تم بھی معاف کر دینا۔کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے؟
وَاللّٰهِ مَا فَجَاَنِىْ مِنَ الْمَوْتِ وَارِدٌ كَرِهْتُهٗ،	6	اللہ کی قسم مجھ پر موت کا وارد ہونا ایسا نہیں ہے کہ مجھے اُس کا آنا ناگوار گذر رہا ہو،
وَلَاطَالِعٌ اَنْكَرْتُهٗ،	7	اور نہ ہی یہ ایسا حادثہ ہے کہ مجھے اس سے برا محسوس ہوا ہو۔
وَمَاكُنْتُ اِلَّا كَقَارِبٍ وَّرَدَ،وَطَالِبٍ وَّجَدَ،	8	اور میں اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک پانی کا تلاش کرنے والا تھا جسے پانی مل گیا۔اور طلبگار تھا جس نے پالیا۔
وَمَاعِنْدَاللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ.	9	اور اللہ کے پاس تو نیک لوگوں کے لئے بھلائی کے سوا اور کچھ ہے ہی نہیں۔"

تشریح:۔ ہم نے بار بار اور طرح طرح سے محمدؐ اور آئمہ معصومین صلی اللہ علیہم اجمعین کے متعلق پڑھا ہے اور ہر بیان ودلیل پر یقین آتا رہا ہے کہ یہ حضرات علیہم السلام ہم لوگوں کی طرح نہیں مرتے بلکہ اُن کا مرنا درحقیقت انتقال ہوتا ہے۔یعنی ایک حالت کو بدل کر دوسری حالت میں نکل جانا۔یعنی مادیات کے اُلجھاوٴ سے نکل کر ابدی حیات کی ہمہ گیری آزادی سے سرفراز ہو جانا۔وہ حضرات علیہم السلام تو حقیقتوں کی بنیاد ہیں۔ہم تو لوگوں کو یہ یقین دلا دیتے ہیں کہ اگر وہ سرکار رجعت علیہ السلام سے مربوط ہو جائیں تو یہیں اسی زندگی میں حیات وابدی اختیارات حاصل کرلیں گے اور چند گھنٹوں میں اس موت اور موت کے حالات سے پار نکل جائینگے۔اس یقین واطمینان کے باوجود ہمیں اُن حضرات کی موت اور موت کا عنوان دیکھ کر دلدوز تکلیف

وُدُکھ ہوتا ہے۔دل بیٹھنے لگتا ہے،آنسورُوکے نہیں رُکتے،آواز بیٹھ جاتی ہے، بالکل وہی حالت طاری ہوتی ہے جیسے ماں یاباپ یا بیٹا آنکھوں کے سامنے دم توڑ رہے ہوں۔ ہماری یہ حالت ہی حقیقی انسانیت ہے۔یعنی یہ ثبوت ہے اس حقیقت کا کہ ہم کواُن ہی حضراتؑ کے سامان سے بنایا اور پیدا کیا گیا تھا۔بس یہ سامان جوش میں آجاتا ہے اور ہمیں زور لگا کراُنکی طرف کھینچتا رہتا ہے۔ بہرحال یہاں حضرت علی علیہ السلام بہتر (72) گھنٹے سے سرشگافتہ حالت میں سہارا لئے بیٹھے ہیں۔سب سے زیادہ چاہنے والی اور سب سے زیادہ کمزور ہستی یعنی حضرت فاطمہ زہراعلیہا السلام یہ غم دیکھنے سے پہلے ہی اُٹھالی گئی ہیں۔ جن سے ملاقات موجودہ صدمہ کوحضرت علی علیہ السلام کے دل سے کم کررہی ہے۔ مادرگرامی کی عدم موجودگی حسنینؑ وزینبؑ وام کلثوم علیھم السلام کے محزون چہروں پر موجود ہے اور حضور علیہ السلام اس سے غافل نہیں ہیں۔سارا کنبہ وصیۃ کی لفظ سن کر موجود وگوش برآواز ہے۔سرکار علیہ السلام ٹوٹی ہوئی اُمیدوں کو جوڑنے والے الفاظ ''اگر زندہ رہا'' فرما کر چہروں کو دیکھتے جارہے ہیں۔فطری طور مستورات اور بچوں پر اطمینان کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔ لیکن حسنین وعباس علیھم السلام ذمہ دارانہ سنجیدگی سے وصیت کا ہر ہر لفظ سن رہے ہیں۔حضورؑ اُنہیں اس ماحول سے بلند کرنے اور اللہ کی طرف متوجہ کرنے کیلئے مغفرت کا سہارا دیتے ہیں۔اپنی ذاتی مغفرت الگ وہ تو ساری نوع انسان کی مغفرت کا ذمہ دار کنبہ ہے۔لہٰذا معافی کی سفارش نہ بھی کی ہوتی تو یہاں سے معافی کے سوا کچھ نہ ملتا۔حضرت علیؑ قربت الٰہی کی فکر میں ہیں تو اُن کے یہ بچے یہ بچیاں یہ بیٹے یہ بیٹیاں یہ پوتے یہ نواسیاں سب ہی توذریعۂ قرابت خداوندی ہیں۔البتہ انہیں موت کا آنا ناگوار ضرور گزر رہا ہے اور گزرے گا۔یہ اُسی قسم کی ناگواری ہوگی جو آپؑ کو اپنے والد اور والدہ گرامی اور آنحضرتؐ سے ایسی ہی جدائی میں گزری تھی۔جس طرح آپؑ کامیاب گزر گئے تھے یہ بھی سب کے سب کامیاب گزر جائیں گے۔ان پر وہ زمانہ آنے والا ہے جب آپؑ، حضرت فاطمہؑ اور آنحضرت علیھم السلام بے چین ہوکر اُن کی غمگساری کے لئے آئینگے۔ساری کائنات لرزرہی ہوگی۔ ہر طرف صدائے واویلا بلند ہوگی مگر یہ حاضرینِ وصیت چمکتے چہروں کے ساتھ مطمئن ہوں گے۔

صرف دوستون اور دو(2) چراغوں کی حفاظت؟

اس وصیت کوضابطۂ حیات بنانے کیلئے پہلا جملہ فرمایا گیا ہے۔اِس پر قارئین کو بھی عمل کرنا ہوگا۔لہٰذا غورفرمائیں کہ راہنمائے کائنات نے کائناتی راہنماؤں سے کیا تاکید فرمائی ہے؟ یہ ساری کائنات اور تمام کائناتی موجودات ومخلوقات اور کارخانہ ہست وبودصرف دوستونوں پر قائم ہے اورصرف دو چراغوں سے روشن ہے اور وہ ہیں۔**1**۔ہمہ گیر توحید خداوندی اور **2**۔ہمہ گیر سُنتِ محمدیؐ؟؟ یعنی ان دو(2)چیزوں میں سارا دین، دین کی تمام عبادات واحکامات اور رسومات وقواعد وضوابط، شریعت وحقیقت، تصوف وسلوک ریاضت سب داخل ہیں۔اوراسی بنیاد پر فرمایا گیا ہے کہ:۔

نہ ذکر خفی ونہ جلی رادَانم۔نہ شیخ ومشائخ نہ وَلی رادَانم۔مولائے خودو پیر خودومرشدِ خود۔اللہ ومحمدؐ وعلیؑ رَادانم۔(5/55) نہ عبادت کے خفیہ طور طریقوں کو جانتا ہوں نہ اعلانیہ سے واقف، نہ شیخوں کو نہ شیخ ساز ولیوں کو نظروں میں سماتا ہوں میں تو اپنا پیرومرشد اور مولا صرف اللہ ومحمدؐ وعلیؑ کو مانتا اور جانتا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ میری نماز وعبادات میں اللہ ومحمدؐ وعلیؑ ایک جگہ اور ہر جگہ موجود رہتے ہیں۔ان میں تفرقہ ڈالنے والی خواہ نماز ہو یا کوئی اور عبادت ہو وہ شرک ہے۔سنتِ رسولؐ کے خلاف ہے اور اس کا نتیجہ وہی ہے جو صدیوں سے سامنے کھڑا مسکرارہا ہے۔

(نمبر24) وصیت

بِمَا يُعْمَلُ فِيْ اَمْوَالِهِ كَتَبَهَا بَعْدَ مُنْصَرِفِهِ مِنْ صِفِّيْنَ

آپؑ کی وصیت اپنے اموال میں عمل درآمد کے متعلق، جسے آپؑ نے صفین سے واپسی پر تحریر فرمایا تھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

هٰذَا مَا اَمَرَبِهٖ عَبْدُاللّٰهِ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ مَالِهٖ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ لِيُوْلِجَهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَيُعْطِيَهُ بِهِ الْاَمَنَةَ،	1	یہ وہ وصیت ہے جسکا حکم اللہ کے بندے امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کیطرف سے جاری ہوا ہے جسکی رو سے میرے مال میں ایسا عمل درآمد اختیار کیا جائیگا جس سے اللہ کی رضامندیاں مطلوب ہیں تاکہ اللہ مجھے جنت میں داخلہ عطا کر کے امن و آسائش سے نوازے۔
وَاِنَّهٗ يَقُوْمُ بِذٰلِكَ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ: يَاْكُلُ مِنْهُ بِالْمَعْرُوْفِ،وَيُنْفِقُ مِنْهُ فِي الْمَعْرُوْفِ،	2	اس وصیت پر عمل کرنے کی ذمہ داری حسنؑ بن علیؑ کی ہے۔ وہ اس مال میں سے عالمی پسندیدگی کے مطابق اپنا آزوقہ لیتے رہیں گے اور اس مال کو بھی عالمی پسند کے ماتحت صرف کیا کرینگے۔
فَاِنْ حَدَثَ بِحَسَنٍ حَدَثٌ وَّحُسَيْنٌ حَيٌّ قَامَ بِالْاَمْرِ بَعْدَهٗ،وَاَصْدَرَهٗ مَصْدَرَهٗ،	3	اگر حسنؑ کو ایسا حادثہ پیش آجائے جس سے وہ یہ ذمہ داری پوری کرنے کے قابل نہ رہیں اور حسینؑ زندہ ہوں تو وہ اُنکے قائم مقام ہونگے اور اس ذمہ داری کو حسب تحریر ادا کرتے رہیں گے
وَاِنَّ لِبَنِيْ فَاطِمَةَ مِنْ صَدَقَةِ عَلِيٍّ مِثْلَ الَّذِيْ لِبَنِيْ عَلِيٍّ،	4	اور یقیناً اس مال میں سے جتنا حصہ واختیار اولاد فاطمہؑ کا ہے اُتنا ہی اور اُسی کے مانند اولاد علیؑ کا بھی حصہ واختیار ہے۔
وَاِنِّيْ اِنَّمَا جَعَلْتُ الْقِيَامَ بِذٰلِكَ اِلَى ابْنَيْ فَاطِمَةَ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَقُرْبَةً اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ،وَتَكْرِيْمًا لِحُرْمَتِهٖ،وَتَشْرِيْفًا لِوُصْلَتِهٖ.	5	اور یقیناً میں نے جان بوجھ کر اپنے اموال کا انتظام فاطمہؑ کی اولاد کو سپرد کیا ہے اللہ کی رضامندیوں کیلئے، رسولؐ کی قربت وخوشنودی کی خاطر اور آنحضرتؐ کی عزت وحرمت اور تکریم کی خاطر اور اُن سے قرابتداری کے شرف کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔
وَيَشْتَرِطُ عَلَى الَّذِيْ يَجْعَلُهُ اِلَيْهِ اَنْ يَّتْرُكَ الْمَالَ عَلٰى اُصُوْلِهٖ،	6	اور اِس مال کے منتظم پر لازمی شرط یہ رہے گی کہ وہ اُسے اُسکی اصلی حالت پر قائم رکھے گا۔
وَيُنْفِقَ مِنْ ثَمَرِهٖ حَيْثُ اُمِرَبِهٖ وَهُدِيَ لَهٗ،	7	اور صرف اسکے پھلوں سے مندرجہ بالا مصارف پورے کریگا۔
وَاَنْ لَّا يَبِيْعَ مِنْ اَوْلَادِ نَخِيْلِ هٰذِهِ الْقُرٰى وَدِيَّةً حَتّٰى تُشْكِلَ اَرْضُهَا غِرَاسًا.	8	اور یہ بھی کہ وہ اس بستی کے نخلستان کی نئی پود کو فروخت نہ کرے گا یہاں تک کہ نئے درختوں کے پروان چڑھ جانے سے کاشت کی فراوانی ہو جائے۔
وَمَنْ كَانَ مِنْ اِمَائِيَ اللَّاتِيْ اَطُوْفُ عَلَيْهِنَّ لَهَا وَلَدٌ اَوْهِيَ حَامِلٌ فَتُمْسَكُ عَلٰى وَلَدِهَا وَهِيَ مِنْ حَظِّهٖ،	9	اور وہ کنیزیں جو میری زوجیت کے ماتحت ہیں اُن میں سے جسکے اولاد ہے یا جو حاملہ ہے تو اُسے بچے کیلئے روک لیا جائے گا اور اُسکے اخراجات بچہ کے حصہ میں سے ادا ہوں گے۔
فَاِنْ مَّاتَ وَلَدُهَا وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ	10	اگر اس کا بچہ مرجائے اور وہ خود زندہ ہو تو وہ بھی آزاد و مختار ہوگی۔ یقیناً اس کے اوپر

عَتِیقَۃٌ قَدْاُفْرِجَ عَنْھَاالرِّقُّ،وَحَرَّرَھَاالْعِتْقُ.		سے تمام پابندیاں ختم ہوگئیں اور اُسے ہر طرح کی آزادی واختیار حاصل ہوگیا۔"

تشریح:۔ یہ وصیت چاہتی ہے کہ ہم حضرت علی علیہ السلام کا ایک ایسا عملدرآمد پیش کریں جس میں وہ وَحْدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ اور جسے قریش ساز کہانیوں اور تاریخ کی بنا پر ہمارے سوا تمام علمائے شیعہ نے قبول کرکے مان لیا اور اپنی تمام کتابوں میں لکھدیا کہ حضرت علی علیہ السلام (معاذ اللہ) مزدوری کرکے گذر بسر کیا کرتے تھے۔مطلب یہ تھا کہ جس طرح حضرات ابوبکر عمر اور عثمان کئی کئی ہفتوں کے بعد خدمت رسولؐ میں آتے تھے ورنہ اپنے کاروبار میں مصروف رہتے تھے۔اور ہزارہا مسائل سے ناواقف تھے۔اُسی طرح حضرت علی علیہ السلام کو بھی مزدوری کے بہانے صحبت رسولؐ سے دور رکھنے کی راہ نکالی جائے۔لیکن اِن خانہ ساز روایات اور کہانیوں کے باوجود حضرت علی علیہ السلام کا دن رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ ساتھ رہنا ثابت ہوگیا ہے اور اُدھر حضرت علی علیہ السلام کے دعَاوِی سے ثابت ہے کہ آپ تبلیغی اوقات میں ہمیشہ آنحضرتؐ کے داہنے بائیں آگے پیچھے ساتھ ساتھ پائے جاتے تھے۔چنانچہ اُن کا یہ دعویٰ کہ میں بتا سکتا ہوں کہ کون سی آیت دن میں نازل ہوئی اور کون سی رات میں اُتری اور کون سی میدان میں اُتری اور کون سی پہاڑ پر نازل ہوئی وغیرہ وغیرہ۔یہ دعویٰ اُسی صورت میں کیا جاسکتا ہے جب کہ حضرت علی علیہ السلام نزول آیات کے تمام مواقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ ساتھ رہے ہوں۔گو ہم آیات کے نزول کا مطلب اُن کی تلاوت کو لیتے ہیں یعنی لوگوں نے آیات کی تلاوت کے وقت کو اُن کے نزول کا وقت مشہور کیا ہے۔بہر حال ہمارے بیانات اور تحریریں قریشی معیار پر بھی پوری اُترتی ہیں۔لہٰذا یہ ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام تبلیغی اور دوسرے اوقات ہی میں نہیں بلکہ زیادہ تر شب کو بھی حضورؐ کے ساتھ رہتے تھے۔اور مناسب وموزوں موقع نکال کر سامان حیات فراہم کرنے کیلئے نکلتے تھے۔رہ گیا قریشی کہانیوں اور تاریخی بیانات سے حضورؐ کا مزدوری کرنا یہ واقعات وحالات کی رُو سے سراسر غلط ہے۔اوّل اسلئے کہ مزدوری میں مزدور یہ طے کرتا ہے کہ فلاں کام اتنی دیر میں کرنے کی اُجرت یہ لوں گا۔لہٰذا قریش ساختہ تاریخ سے کوئی ایسا واقعہ اور شخص مذکور نہیں جہاں مزدوری کا طے کرنا پایا جائے۔یا کسی کام کے ٹھیکے پر لینے کا قصہ بھی موجود نہیں ہے۔البتہ یہ ملے گا کہ حضرت علی علیہ السلام کسی کے کھیت میں پانی دے رہے تھے یا گڈائی کر رہے تھے۔مگر کہیں یہ نہ ملے گا کہ فلاں شخص اُن کو مزدوری پر لے گیا تھا۔آپؑ نے نہ کسی سے مزدوری اور اُجرت لی،نہ کسی نے آپ کو مزدوری یا اُجرت دی۔

روزگار یا آمدنی کے سلسلے میں حضرت علیؑ وحدہ لاشریک لہ ہونا کیسے؟

حقیقت اور مستقل طریقہ یہ تھا کہ حضور علیہ السلام اپنا کھدائی،گڈائی اور سینچائی کا سامان لے کر کھیتوں اور باغوں اور نخلستانوں میں چلے جاتے اور جس کھیت یا باغ یا نخلستان میں جس چیز کی ضرورت کو ملاحظہ فرماتے وہ کام شروع کر دیتے۔اور تھک جانے یا اپنا پروگرام پورا ہوجانے کے بعد گھر چلے آتے۔کھیت،باغ یا نخلستان کے مالک سے نہ پوچھا تھا نہ اُسے بتایا تھا اور یہ معلوم ہی تھا کہ باغ ونخلستان یا کھیت کا مالک کون ہے اور نہ اس کی ضرورت تھی۔آپؑ برابر اسی طرح ضرورت کے مطابق گڈائی،کھدائی یا سینچائی کرتے اور چلے آتے۔مالک جب دیکھتا لوگوں سے پوچھتا پھرتا تھا اور پتہ لگ جانے پر آکر ملتا۔پیسوں کے متعلق دریافت کرتا اور جواب ملتا کہ میں نے کھیت کو ضرورت مند دیکھا اُس کی ضرورت پوری کردی اور چلا آیا۔یوں بلا مالک سے بات کئے بلا مزدوری طے کئے کون کام کرسکتا تھا؟ لہٰذا مدینہ اور گردونواح میں یہ کیریکٹر مشہور ہوگیا اور یوں لوگ محنت کے برابر یا محنت سے زیادہ رقم بھیجنے لگے۔آپؑ نے طے کردیا کہ ہمیں اناج لینا زیادہ پسند ہے کہ گھر پیس کر آٹا استعمال کریں۔یوں آمدنی کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا اور جاری رہا۔کہیں سے پیسے آجاتے کہیں سے اناج،کہیں سے کھجوریں آجاتیں۔یہ ہے وہ کیریکٹر جو اللہ کے توکل اور لوگوں کی شرافت پر منحصر تھا۔جسے خبیثوں نے مزدوری بنا دیا ہے۔اس عملدرآمد میں آپ یہ بھی کرتے تھے کہ افتادہ اور بنجر زمین انتخاب فرماتے،کھدائی اور تردد جاری رکھتے،درخت لگاتے،کہیں موزوں جگہ کنواں

کھودتے۔ چشمہ معلوم کرتے اور اللہ آپ کی مدد کرتا، چشمے تو گویا حضورؑ کا انتظار کرتے تھے کہ وہ آئیں توجہ دیں تو ہم باہر نکل کر بہنے لگیں۔ آپؑ اپنے فارغ اوقات میں برابر زمین کو قابل کاشت بناتے رہتے۔ نخلستان لگاتے رہے، بڑے قیمتی درخت پیدا کئے، نئے نئے قلم لگائے۔ اسی لئے تقاضہ فرمایا ہے کہ نئی پود کو فروخت نہ کیا جائے۔ رحلت رسولؐ کے بعد آپ نے مدینہ سے باہر بھی باغات لگائے تھے۔ مدینے کے تمام باشندے تقریباً کاشتکار تھے اور سب ہی رشتہ دار تھے۔ اوس وخزرج اور نبطی ہم نسب لوگ تھے اور کھیتی باڑی میں ہر طرح تعاون کرتے تھے۔ درختوں کی عمدہ سے عمدہ نسل فراہم کرتے تھے۔ آپؑ نے اپنی محنت سے نہایت ذرخیز زمین تیار کی، نخلستان و باغات لگائے اور کنبہ کو اقتصادی طور پر مضبوط کر کے چھوڑا۔ جنہیں حکومتِ وقت کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ اسی زمین ونخلستانوں سے غربا پروری کی مہم جاری تھی۔ اسی سے مساکین وتیامی اور قیدیوں کی فارغ البالی کا انتظام کیا جاتا تھا۔ (76/8.10) اس محنت کی اور محنت کے نتائج کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ علامہ ابن ابی الحدید نے اپنی شرح میں لکھا ہے کہ:۔

<u>حضورؑ کی زمینیں، نخلستان چشموں اور باغات ومقامات:۔</u>

<u>قَدْ عَلِمَ کُل اَحِدَانَّ عَلِیًّا علیه السلام استخرج عُیُوْنًا کَثِیْرَۃً بکد لمینه بالمدینة وینبع و سویعه و اَحْیَابِها موا تا کثیرًا ثُمَّ اَخْرَجَهَا عَنْ مِلْکِهٖ وَتَصَدَّقِ بِهَا عَلَی المسلمین وَلَمْ یمت و شیء منها فی مِلْکِهٖ.</u> (جلد3۔صفحہ 433)

حضرت علی علیہ السلام نے مدینہ اور ینبع اور سویعہ میں بہت سے چشمے زمین کھود کر نکالے اور بہت سی مردہ زمینوں کو آباد کیا قابل کاشت بنایا اور پھر انہیں اپنی ملکیت میں نہیں رکھا بلکہ مسلمانوں پر وقف کر دیا اور وہ اس حالت میں دُنیا سے رخصت ہوئے کہ کوئی چیز آپ کی ملکیت میں نہ تھی۔"

<u>حضورؑ کی وصیت کے اغراض ومقاصد وشرائط:۔</u> پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ وصیت مرنے سے کافی پہلے ہوش وحواس کی درستی کی حالت میں کرنا اور لکھنا چاہیئے۔ اور وصیت میں آخرت ونجات کو مدِنظر رکھنا ضروری ہے۔ پھر اس وصیت میں یہ دیکھئے کہ حضور علیہ السلام کے سامنے رسولؐ اللہ اور حضرت فاطمہؑ کا ایک خاص اور اپنے سے بلند تر مقام رکھا گیا ہے۔ حضورؑ نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کی اولاد کو الگ رکھا ہے اور انہیں اپنی اولاد نہیں فرمایا ہے بلکہ اپنی اولاد کو دوسرا نمبر دیا ہے اور اولاد فاطمہؑ کے ماتحت رکھا ہے۔ اور ایسا کرنے میں اللہ کی رضا مندیوں اور اللہ کے رسولؐ کی قربت اور خوشنودی کو اپنا مقصد قرار دیا ہے۔ اور اس طرح رسولؐ اللہ کی عزت وحرمت کو سامنے رکھا ہے۔ باغات ونخلستانوں اور زمین کو فروخت کرنے سے منع فرما کر اُنہیں اصلی حالت اور فراوانی کے ساتھ آگے بڑھانے کی تاکید فرمائی ہے۔ اور واضح کر دیا ہے کہ زمین سے حاصل ہونے والی فصلیں اور باغات اور نخلستانوں سے حاصل ہونے والے پھل ہی تمام قسم کے اخراجات کے لئے کافی ہوا کریں گے۔ اپنی ازواج واولاد کے حقوق اور آزادی کو واضح فرما دیا ہے۔

(نمبر 25) وصیت

<u>کَانَ یَکْتُبُهَا لِمَنْ یَّسْتَعْمِلُهُ عَلَی الصَّدَقَاتِ:</u>

<u>جن لوگوں کو آپؑ صدقات وزکوٰۃ کی وصولی پر تعینات فرماتے تھے اُن کیلئے تحریر فرماتے تھے</u>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اَنْطَلِقْ عَلٰی تَقْوَی اللّٰهِ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ،	1	اللہ کا تقویٰ سامنے رکھتے ہوئے اور اسے تنہا ویگانہ سمجھتے ہوئے اور کسی کو اس کا شریک کار نہ مانتے ہوئے روانہ ہو جاؤ۔
وَلَا تُرَوِّ عَنَّ مُسْلِمًا،	2	اور کسی مسلمان پر رعب ڈال کر خوفزدہ نہ کرنا۔

وَلَا تَجْتَازَنَّ عَلَيْهِ كَارِهًا،	3	اور گراں گذرنے والے طریقہ سے بچنا چاہیئے
وَلَا تَأْخُذَنَّ مِنْهُ اَكْثَرَ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْ مَالِهٖ،	4	اور جتنا اللہ کا حق نکلتا ہو اس سے زیادہ کسی سے وصول نہ کرنا۔
فَاِذَا قَدِمْتَ عَلَى الْحَيِّ فَانْزِلْ بِمَائِهِمْ، مِنْ غَيْرِ اَنْ تُخَالِطَ اَبْيَاتَهُمْ، ثُمَّ امْضِ اِلَيْهِمْ بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ حَتّٰى تَقُوْمَ بَيْنَهُمْ فَتُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ وَلَا تُخْدِجْ بِالتَّحِيَّةِ لَهُمْ،	5	اور جب کسی کھلی آبادی (رڑھان) وغیرہ پر پہنچو تو انکے گھروں میں دخل اندازی کرنے کی بجائے انکے کنویں پر جانا اور انکی طرف سکون اور وقار سے بڑھنا۔ انکے درمیان ٹھہر کر ان سب کو سلام کرنا اور دیکھو سلام وآداب اور پیاری توجہ دینے سے کسی طرح کی کسر نہ چھوڑنا۔ پھر اُنسے اسطرح بات شروع کرنا کہ اے بندگان خدا مجھے تمہارے پاس اللہ کے ولیؑ اور
ثُمَّ تَقُوْلُ: عِبَادَ اللّٰهِ، اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكُمْ وَلِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهٗ لِاٰخُذَ مِنْكُمْ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ اَمْوَالِكُمْ، فَهَلْ لِلّٰهِ فِيْ اَمْوَالِكُمْ مِنْ حَقٍّ فَتُؤَدُّوْهُ اِلٰى وَلِيِّهٖ؟	6	اسکے خلیفہؑ نے اسلئے بھیجا ہے کہ تمہارے اموال میں جو اللہ کا حق ہو تم سے لے لوں چنانچہ اگر تمہارے اموال میں تمہارے ہی علم کے مطابق اللہ کا کچھ حق ہو تو اسے اللہ کے ولیؑ کو ادا کردو۔
فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ لَا. فَلَا تُرَاجِعْهُ،	7	اور اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ میرے ذمہ اللہ کا اس وقت کوئی حق نہیں ہے تو اس سے دوبارہ کوئی سوال جواب نہ کرنا۔
وَاِنْ اَنْعَمَ لَكَ مُنْعِمٌ فَانْطَلِقْ مَعَهٗ مِنْ غَيْرِ اَنْ تُخِيْفَهٗ اَوْ تُوْعِدَهٗ اَوْ تَعْسِفَهٗ اَوْ تُرْهِقَهٗ،	8	اور اگر کوئی اللہ کی نعمت پانے والا تم پر بھی انعام کرنا چاہے تو تم اس کے ساتھ اس طرح جاؤ کہ نہ اسے ڈراؤ نہ تنبیہ نہ دھمکی دو اور نہ اس پر سختی ہونے پائے نہ اسے تکلیف پہنچے۔
فَخُذْ مَا اَعْطَاكَ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ،	9	چنانچہ سونا چاندی اور جو بھی اور جتنا بھی وہ دے لے لینا
فَاِنْ كَانَ لَهٗ مَاشِيَةٌ اَوْ اِبِلٌ فَلَا تَدْخُلْهَا اِلَّا بِاِذْنِهٖ، فَاِنَّ اَكْثَرَهَا لَهٗ، فَاِذَا اَتَيْتَهَا فَلَا تَدْخُلْ عَلَيْهَا دُخُوْلَ مُتَسَلِّطٍ عَلَيْهِ، وَلَا عَنِيْفٍ بِهٖ، وَلَا تُنَفِّرَنَّ بَهِيْمَةً وَلَا تُفْزِعَنَّهَا،	10	پھر اگر اس کے پاس گائیں یا بکریاں یا اونٹ ہوں تو ان میں سے ان کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہو جانا۔ کیونکہ ان کا بڑا حصہ تو اسی کا ہے۔ اور جب اجازت کے بعد ان کے غول میں داخل ہونا تو تمہارا داخلہ ایسا نہ ہو گویا تم اس پر مسلط ہو۔ اور نہ یہ کہ تمہیں ان پر تشدد کرنے کا حق حاصل ہے اور نہ جانوروں کو بھڑکانا اور نہ ڈرانا۔
وَلَا تَسُوْئَنَّ صَاحِبَهَا فِيْهَا، وَاصْدَعِ الْمَالَ صَدْعَيْنِ،	11	اور نہ اپنے سخت رویہ سے مالک کو دکھ پہنچانا اور جتنا مال ہو اس کے دو حصے کر دینا۔
ثُمَّ خَيِّرْهُ: فَاِذَا اخْتَارَ فَلَا تَعَرَّضَنَّ لِمَا اخْتَارَهٗ،	12	اور مالک کو مختار بنا دینا کہ وہ دونوں میں سے جو حصہ بہتر خیال کرے لے لے۔
	13	اور جب وہ کوئی حصہ انتخاب کرلے تو اس کے انتخاب پر اعتراض نہ کرنا۔
ثُمَّ اصْدَعِ الْبَاقِيَ صَدْعَيْنِ ثُمَّ خَيِّرْهُ،	14	پھر بقیہ حصے کے دو حصہ کر دینا اور پھر مالک کو مختار بنا دینا کہ وہ جو حصہ بہتر سمجھے وہ لے لے۔
فَاِذَا اخْتَارَ فَلَا تَعَرَّضَنَّ لِمَا اخْتَارَهٗ،	15	چنانچہ جب وہ پھر کوئی سا حصہ چن لے تو تم کوئی اعتراض نہ کرنا۔
فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَبْقٰى مَا فِيْهِ وَفَاءٌ لِحَقِّ اللّٰهِ فِيْ مَالِهٖ،	16	لہذا تم اسی طرح اپنے حصہ میں آنیوالے حصہ کو دو حصے کرتے جاؤ اور اسکا پسند کردہ حصہ بلا اعتراض چھوڑتے جاؤ یہاں تک کہ وہ آخری حصہ رہ جائے جو اللہ کے حق کو پورا کرتا ہے

فَاقْبِضْ حَقَّ اللّٰهِ مِنْهُ،	17	چنانچہ اس میں سے اللہ کا حق تم قبضہ میں لے لو۔
فَاِنِ اسْتَقَالَکَ فَاَقِلْهُ،	18	اور اگر مالک اب تک کی ساری تقسیم کو ناپسند کردے تو تم بھی اسے رد کردو اور
ثُمَّ اخْلِطْهُمَا،	19	تمام مال کو دوبارہ ملا جلا دو۔
ثُمَّ اصْنَعْ مِثْلَ الَّذِیْ صَنَعْتَ اَوَّلًا حَتّٰی تَاْخُذَ حَقَّ اللّٰهِ فِیْ مَالِهٖ.	20	پھر حسب سابق تقسیم کا عملدرآمد شروع کرکے آخر تک آؤ۔ اور اللہ والا حصہ نکال لو۔
وَلَا تَاْخُذَنَّ عَوْدًا وَ لَا هَرِمَةً وَ لَا مَكْسُوْرَةً وَ لَا مَهْلُوْسَةً، وَ لَا ذَاتَ عَوَارٍ،	21	اور اگر تمہارے حصے میں کوئی بہت بوڑھا جانور یا ٹوٹی ہوئی کمر اور ٹانگ والا جانور یا بیمار یا عیب دار جانور آجائے تو اسے ہماری طرف روانہ نہ کرنا بلکہ وہیں امانت چھوڑ دینا۔
وَ لَاتَاْمَنَنَّ عَلَیْهَا اِلَّا مَنْ تَثِقُ بِدِیْنِهٖ رَافِقًا بِمَالِ الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی یُوَصِّلَهٗ اِلٰی وَلِیِّهِمْ فَیَقْسِمَهٗ بَیْنَهُمْ،	22	اور امانت بھی صرف ایسے شخص کے پاس چھوڑنا جس کی دینداری پر تمہیں بھروسہ ہو جو مسلمانوں کے مال سے اس وقت تک برابر ہمدردی سے پیش آئے جب تک وہ ان کے ولی تک نہ پہنچ جائے اور وہ مسلمانوں میں اس مال کو تقسیم نہ کردے۔
وَ لَا تُوَكِّلْ بِهَا اِلَّا نَاصِحًا شَفِیْقًا وَاَمِیْنًا حَفِیْظًا غَیْرَ مُعَنِّفٍ وَ لَا مُجْحِفٍ وَمُلْغِبٍ وَّ لَامُتْعِبٍ،	23	اور اس مال کو ایسے شخص کی تحویل میں دینا جو دوسروں کو بھی نصیحت کرنے اور شفقت کرنیوالا اور امانتدار اور حفاظت کرنیوالا ہو۔ نہ کہ سخت مزاج اور نہ جانوروں کو دوڑانے بھگانے والا اور نہ تھکا کر بے دم کردینے والا اور نہ مشقت میں مبتلا کرنے والا ہو۔
ثُمَّ احْدُرْ اِلَیْنَا مَااجْتَمَعَ عِنْدَكَ،	24	پھر جو مال تمہارے پاس جمع ہوتا جائے اسے ہماری طرف روانہ کرتے جاؤ۔
نُصَیِّرْهُ حَیْثُ اَمَرَ اللّٰهُ،	25	تاکہ ہم اسے اللہ کے احکام کے مطابق بھیجتے اور سونپتے رہیں۔
فَاِذَا اَخَذَهَا اَمِیْنُكَ فَاَوْعِزْ اِلَیْهِ اَنْ لَّا یَحُوْلَ بَیْنَ نَاقَةٍ وَّبَیْنَ فَصِیْلِهَا،وَ لَایُمَصِّرَ لَبَنَهَا فَیَضُرَّ ذٰلِكَ بِوَلَدِهَا،	26	پھر جب تمہارا تعینات کیا ہوا امین مال کو لے کر چلے تو تم اسے ہدایت کرو کہ وہ اونٹنی کے دودھ پیتے بچے کو ماں سے الگ نہ رکھے اور نہ ہی سارے کا سارا دودھ نکال لے وہ اس کے بچے کے لئے نقصان دے گا۔
وَلَا یَجْهَدَنَّهَا رُكُوْبًا،	27	اور نہ اس پر سواری کرکے اسے ستاتا رہے۔
وَلْیَعْدِلْ بَیْنَ صَوَاحِبَاتِهَا فِیْ ذٰلِكَ وَبَیْنَهَا،	28	اور سواری کے معاملے میں باقی اونٹوں کے ساتھ عدل کرے اور اسے انکے برابر رکھے.
وَلْیُرَفِّهْ عَلَی اللَّاغِبِ، وَلْیَسْتَاْنِ بِالنَّقِبِ وَالظَّالِعِ ،وَلْیُوْرِدْهَا مَاتَمُرُّ بِهٖ مِنَ الْغُدُرِ،	29	تھکے ہوئے جانوروں کو راحت و آرام دیتا چلے اور جسکے کُھر گھسے ہوئے ہوں یا پیر میں تکلیف ہو انہیں آہستہ چلائے اور پانی کے جوہڑ اور تالاب راہ میں پڑیں تو پانی پر ٹھہرائے.
وَلَایَعْدِلْ بِهَا عَنْ نَبْتِ الْاَرْضِ اِلٰی جَوَادِّ الطُّرُقِ،	30	اور انہیں سرسبز علاقوں سے موڑ کر خشک راہوں سے لے کر نہ چلے۔
وَلْیُرَوِّحْهَا فِی السَّاعَاتِ،	31	اور موقع بموقع انہیں آرام و راحت دیتا چلے۔
وَلْیُمْهِلْهَا عِنْدَالنِّطَافِ وَالْاَعْشَابِ حَتّٰی	32	اور جہاں کہیں سبزہ اور گھاس ملے وہاں انہیں چرنے کی مہلت دیتا ہوا ہم تک پہنچے تاکہ بحکم

تَاتِیْنَا بِاِذْنِ اللّٰہِ. بُدَّنًا مُنْقِیَاتٍ، غَیْرَ مُتْعَبَاتٍ وَلاَمَجْھُوْدَاتٍ لِنَقْسِمَھَا عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَسُنَّۃِ نَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ،		خدا وہ سب تندرست وتوانا ہوں اوران کی ہڈیوں کا گودابڑھا ہوا ہو۔اور وہ تھکے ہارے اور برے حال میں نہ ہوں تاکہ ہم اللہ کی کتاب کے اور رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی سنت کے مطابق تقسیم کرسکیں۔
فَاِنَّ ذٰلِکَ اَعْظَمُ لِاَجْرِکَ وَاَقْرَبُ لِرُشْدِکَ، اِنْشَاءَ اللّٰہ.	33	ان تمام ہدایات پرعمل کرنا تمہارے لئے عظیم الشان اجر کا باعث ہوگا اور ہدایت کے بہت قریب لے جائے گا۔انشاءاللہ

تشریح:۔ بدقسمتی اورمشکل یہ ہے کہ ہم خلیفہ‘ خلافت اور انتظامات خلافت کوقرآن اورسنت اورحقوق العباد کی ترازو میں تولنا چاہتے ہیں اور حضرات ابوبکر وعمر وعثمان ومعاویہ قرآن کی بجائے صرف مصالحِ قومی‘ تقاضائے وقت اور قریشی مفاد کی ترازو میں تولتے ہیں۔اور ساتھ ہی وہ حضرات ابوبکر وعمر وعثمان اور علیؑ میں مقابلہ کرکے کامیابی اور ناکامی کا پیمانہ بھی مقرر کرنا چاہتے ہیں۔لہٰذا یہ دومتضاد عنوانات ہیں ان میں تقابل ممکن ہی نہیں ہے۔ایک حق ہے تو دوسرا باطل،ایک اسلام ہے تو دوسرا کفر،ایک نور ہے تو دوسرا گھپ اندھیرا یاظلمت،ایک دن ہے تو دوسرا رات ہے،اُن میں مقابلے کیلئے کوئی قدر مشترک نہیں ہے۔

ہمارے سامنے مسئلہ زکوٰۃ اور زکوٰۃ کی وصولی ہے

اس سلسلے میں قریش کی اپنی تیار کی ہوئی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ حضرت ابوبکر نے اپنے سپاہ سالار کوزکوٰۃ کی وصولی کیلئے مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہانے اور قتل وغارت ولوٹ مار اور عزتیں لوٹنے کی چھوٹ دے رکھی۔غلاموں اور کنیزوں سے مارکیٹیں لبریز کردیں۔حضرت عمر نے رسولؐ اللہ کے خلاف سواری کے گھوڑوں وغیرہ پربھی زکوٰۃ وصول کرنا شروع کردی تھی (الفاروق) اور ٹیکس وصول کرنے والے دو دومرتبہ گھوڑوں پر ٹیکس وصول کرلیتے تھے۔یہاں تک کہ خلیفہ سے شکایت کی جاتی تو وہ ایک سال میں دوبار ٹیکس کی ممانعت کا حکمنامہ جاری کرتے (الفاروق) یعنی باقاعدہ قوانین وہدایات ملک میں جاری نہ تھے۔رہ گئے حضرت عثمان تو ان کے حالات اور لاش کی بےحرمتی تاریخ میں موجود ہے (فتنہ الکبریٰ)۔سوچئے کہ حضرت علی علیہ السلام کا اِن لوگوں سے مقابلہ کیسے کیا جائے۔اور کہاں سے کیا جائے؟

کسی کی بےایمانی اور بددیانتی کی طرف سے پرواکئے بغیر اللہ ورسولؐ کے احکام کی پابندی کئے جانا

بہرحال حضرت علی علیہ السلام کی وصیت نمبر (25) میں ساری دُنیا کو معلوم ہوگیا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام بےایمانی‘ خیانت اور مکروفریب کا توڑ کرنے کیلئے بھی کسی مسلمان پرشک وشبہ نہ کریں گے اور زیادہ سے زیادہ یا پوری زکوٰۃ وصول کرنے لئے بھی کوئی سیاسی یا مکارانہ حربہ کام میں نہ لائیں گے۔خواہ مالی کمی کی بناپر حکومت ہی ہاتھ سے کیوں نہ نکل جائے۔مکروفریب و دغا اور بےایمانی اور خیانت سے اور دوسروں پرشک وشبہ سے حضرت علیؑ کے سوا اور کوئی دُور نہ رہ سکتا تھا۔آپ نے دیکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے زکوٰۃ وصول کرنے والوں کی زبان اور ہاتھ پیر باندھ کر رکھ دیئے ہیں۔انہیں سچی بات تو سچی بات ہے اُف تک کرنے کی اجازت نہیں ہے اور تمام اختیارات اور آزادی پبلک کوسونپ دی ہے۔اُن کی ’’ہاں‘‘ کوہاں‘ ماننا اور’’ناں‘‘ کو ناں‘‘سمجھنا لازم ہے۔خواہ گورنر یاعامل کوشک وشبہ اور یقین ہی کیوں نہ ہورہا ہو۔اُسے مسکراہٹوں میں قبول کرنا اور ماننا لازم ہے۔یہ رعایت حضرات ابوبکر وعمر وعثمان وغیرہ تو کہاں، دُنیا کے کسی حکومتی نظام میں نہ ملے گی۔اور پھر قرآن ورسولؐ اور ایمان ویقین میں نپی تلی اس قلیل آمدنی سے جباروں اور

لٹیروں اور اربوں پتی حکومتوں کے مقابلہ میں پانچ سال رعب و دبدبہ اور فتح اور غلبہ کے ساتھ حکومت کرنا صرف اللہ ہی کا کام ہوسکتا تھا۔ انسان کا نہیں یہ بے مثل و بے نظیر حکومت ہے۔

کیا کبھی حضرات ابوبکر و عمر و عثمان نے خود کو علیؑ کی طرح اللہ کا ولی اور اللہ کا خلیفہ کہا ہے؟

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام خلفائے ثلاثہ کے جانشین بنائے گئے تھے اور یہ کہ چاروں خلافتیں ایک ہی سلسلے کی حکومتیں تھیں وہ بہت غلط سمجھتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام خلفائے ثلاثہ سے کسی معنی میں کوئی نسبت نہ رکھتے تھے۔ وہ قرآن کے مطابق اللہ و محمدؐ کے برابر ولی تھے۔ (5/55) سارے انسانوں پر اللہ ورسوؐل کی طرح حاکم تھے اور خلیفۂ خداوندی تھے اور اللہ کے حکم سے مسلمانوں پر رسوؐل کے قائم کردہ خلیفہ، وزیر اور جانشین اور رسوؐل کے بھائی تھے (شعرا 217 تا 26/214)۔ اور اسی بناء پر علی علیہ السلام نے حضرات ابوبکر و عمر کے طریقے پر حکومت کرنے کی شرط کو ٹھکرا دیا تھا اور نہ حضرت عثمان کو خلافت کی ہوا بھی نہ لگتی۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم اذان اور اقامت اور تشہد میں اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا حُجَّۃُ اللّٰہِ و خَلِیْفَتُہٗ بِلَافَصْل کا اعلان کرتے ہیں۔ اگر معاذ اللہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرات ابوبکر و عمر کی پیروی کرنے کی شرط پر حکومت حاصل کی ہوتی تو ہم یہ اعلان کرنے کا حق نہ رکھتے۔ لہٰذا ہمارے اس اعلان سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں اوّل یہ کہ دعوت ذوی العشیر کے دن سے آپؑ خلیفہ خدا اور رسوؐل ہیں اور دوم یہ کہ آپؑ کے مقابل بننے والی حکومتیں سازش کے ماتحت بنائی گئی تھیں۔ حضرت علیؑ نے اُن کی پیروی کو اور اُن کے حکومت عطا کرنے کو ٹھکرا دیا۔ لہٰذا وہ خلیفہ بلافصل برابر قائم چلے آرہے ہیں۔

حضرات ابوبکر و عمر کی طرز حکومت کی پیروی کی بجائے حضرت علیؑ نے قرآن وسنت کو قائم کیا

قارئین کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارے قریش کے متعلق پیشن گوئی فرمادی تھی (بخاری) کہ تم یہود و نصاریٰ اور عجمیوں کی بالشت بالشت اور ہاتھوں سے ناپ ناپ کر پیروی کرو گے۔ اور حضرت عمر کے متعلق بڑے فخر سے مانا گیا ہے کہ اُس نے عجمیوں کے قدم بقدم اپنی حکومت چلائی تھی (الفاروق حصہ 2 صفحہ 88) (وغیرہ)

تفصیلات بار بار لکھی جاتی رہی ہیں۔ یہاں پھر عجمی حکمرانوں کی پیروی کا ایک رُخ دیکھتے چلیں۔ علامہ شبلی لکھتے ہیں۔ ''جہاں تک ہم کو معلوم ہے عراق کے سوا حضرت عمر نے اور کسی صوبے کی پیمائش نہیں کرائی بلکہ جہاں جس کا بندوبست تھا اور بندوبست کے جو کاغذات پہلے سے تیار تھے اُن کو اُسی طرح قائم رکھا۔ یہاں تک کہ دفتر کی زبان تک نہیں بدلی یعنی جس طرح اسلام سے پہلے عراق و ایران کا دفتر فارسی میں تھا، شام کا رومی زبان میں تھا مصر کا قبطی زبان میں تھا۔ حضرت عمر کے عہد میں بھی اُسی طرح رہا خراج کے محکمے میں جس طرح قدیم سے پارسی یونانی اور قبطی ملازم تھے بدستور بحال رہے۔ مصر میں فرعون کے زمانے میں جو بندوبست ہوا تھا وہی قائم رکھا۔ اور رومن امپائر میں بھی وہی جاری رہا'' (الفاروق حصہ 2 صفحہ 20.21)

یعنی حضرت عمر کے نزدیک قرآن وحدیث اِن انتظامات سے خالی تھے یا عجمی حکمرانوں کے بنائے قوانین قرآن وحدیث سے بہر حال بہتر اور سہل تر اور مفید تر تھے۔ بتایئے حضرت علی علیہ السلام کیسے ان تارکین ومخالفین قرآن وسنت لوگوں کی پیروی کر سکتے تھے؟ اُنہوں نے کتاب وسنت کو قائم کیا تھا۔

(نمبر26) وصیت

اِلٰی بَعْضِ عُمَّالِہٖ وَقَدْ بَعَثَہٗ عَلَی الصَّدَقَۃِ

ایک گورنر کے نام جسے صدقات وصول کرنے پر تعینات کیا ہوا تھا

1۔ پبلک سے اموال وصول کرنے والوں کو ہدایات 2۔ امانتداری اور عبادت میں خلوص کی ایک صورت
3۔ قیامت میں سب سے زیادہ دشمن کس کے ہوں گے 4۔ غرباء اور مساکین کا خیال رکھنا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

آمُرُہٗ بِتَقْوَی اللّٰہِ فِیْ سَرَائِرِ اَمْرِہٖ وَخَفِیَّاتِ عَمَلِہٖ، حَیْثُ لَاشَاہِدَ غَیْرُہٗ وَلَا وَکِیْلَ دُوْنَہٗ.	1	میں اُنہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنے تمام رازوں میں اور خفیہ کاموں میں اللہ کے سامنے ذمہ دار رہیں جہاں نہ اللہ کے علاوہ کوئی اور گواہ ہوگا۔ اور نہ کوئی وکالت کرنے والا ہوگا۔
وَآمُرُوْہٗ اَنْ لَّایَعْمَلَ بِشَیْءٍ مِنْ طَاعَۃِ اللّٰہِ فِیْمَا ظَہَرَ فَیُخَالِفَ اِلٰی غَیْرِہٖ فِیْمَا اَسَرَّ،	2	اور میں اُنہیں یہ حکم بھی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کی اطاعت کے سلسلے میں نہ کوئی ایسی بات کہیں اور نہ کوئی ایسا کام کریں جو صرف لوگوں پر ظاہر کرنے اور دکھانے کے لئے ہو۔ مگر دل میں اُس کے خلاف کرنے کا ارادہ چھپا ہوا ہو۔
وَمَنْ لَمْ یَخْتَلِفْ سِرُّہٗ وَعَلَانِیَتُہٗ وَفِعْلُہٗ وَمَقَالَتُہٗ فَقَدْ اَدَّی الْاَمَانَۃَ ؛ وَاَخْلَصَ الْعِبَادَۃَ.	3	اور یہ کہ جو شخص اپنے ظاہر اور باطن کو اپنے اعمال واقوال کی ظاہری اور باطنی صورتوں کو یکساں رکھے اُس نے یقیناً اللہ کی امانتوں کو ادا کر دیا اور اسکی عبادت میں خلوص برقرار رکھا؛
وَآمُرُوْہٗ اَنْ لَّایَجْبَہَہُمْ وَلَا یَعْضَہَہُمْ وَلَا یَرْغَبَ عَنْہُمْ تَفَضُّلاً بِالْاِمَارَۃِ عَلَیْہِمْ،	4	اور اُنہیں یہ حکم بھی دیتا ہوں کہ وہ اپنے ماتحت رعایا کو رنجیدہ اور غمگین نہ رکھیں نہ اُن کی باتوں پر سخن چینی کریں نہ تہمت لگائیں۔ اور اپنے عہدہ کی برتری کی بنا پر اکڑ کر نہ رہا کریں؛
فَاِنَّہُمُ الْاِخْوَانُ فِی الدِّیْنِ، وَالْاَعْوَانُ عَلٰی اسْتِخْرَاجِ الْحُقُوْقِ،	5	یہ اس لئے کہ وہ ان کے دینی بھائی ہیں اور وہ اللہ کے قائم کئے ہوئے حقوق ادا کرنے میں اُن کے مددگار بھی ہیں؛
وَاِنَّ لَکَ فِیْ ہٰذِہِ الصَّدَقَۃِ نَصِیْبًا مَفْرُوْضًا وَحَقًّا مَعْلُوْمًا،	6	اور یہ صحیح ہے کہ صدقات کے اِن اموال میں تمہارا ایک فرض شدہ حصہ اور معلوم حق ہے؛
وَشُرَکَآءَ اَہْلَ مَسْکَنَۃٍ وَضُعَفَآءَ ذَوِیْ فَاقَۃٍ،	7	اور اِن اموال میں بے سہارا مسکین اور کمزور فاقہ کش لوگ بھی شریک ہیں؛
وَاِنَّامُوَفُّوْکَ حَقَّکَ، فَوَفِّہِمْ حُقُوْقَہُمْ،	8	اور ہم بلاشبہ تمہارا حق وحصہ ادا کرتے ہیں چنانچہ تم بھی اُن لوگوں کے حقوق ادا کرو؛
وَاِلَّا فَاِنَّکَ مِنْ اَکْثَرِ النَّاسِ خُصُوْمًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ،	9	اور اگر تم نے مساکین اور فاقہ زدہ لوگوں کے حقوق ادا نہ کئے تو سمجھ لو کہ قیامت میں انسانوں کی اکثریت تمہارے خلاف دعویدار اور دشمن ہوگی؛
وَبُؤْسًا لِّمَنْ خَصْمُہٗ عِنْدَاللّٰہِ الْفُقَرَآءُ وَالْمَسَاکِیْنُ وَالسَّائِلُوْنَ وَالْمَدْفُوْعُوْنَ وَالْغَارِمُ وَابْنُ السَّبِیْلِ،	10	اور بڑا بدبخت ہے وہ شخص جسکے خلاف اللہ کے سامنے دعویدار دشمن فقیر اور مساکین اور ضرورت مند اور قرضدار اور مسافر اور دھتکارے ہوئے لوگ ہونگے

وَمَنِ اسْتَهَانَ بِالْاَمَانَةِ وَرَتَعَ فِي الْخِيَانَةِ، وَلَمْ يُنَزِّهُ نَفْسَهُ وَ دِيْنَهُ عَنْهَا ، فَقَدْ اَحَلَّ بِنَفْسِهِ فِي الدُّنْيَا الذُّلَّ وَالْخِزْيَ، وَهُوَفِي الْاٰخِرَةِ اَذَلُّ وَاَخْزٰى،	11	یہ نوٹ کرلو کہ جو کوئی امانت اور دیانت کو حقیر سمجھے اور خیانت پر منہ مارتا اور چرتا پھرے اور خود کو اور اپنے دین کو اس سے پاک نہ رکھے۔ تو بلا شبہ اُس نے اپنے آپ کو دنیا میں ذلت وخواری کے لئے آزاد چھوڑ دیا اور وہ آخرت میں سب سے بڑھ کر ذلیل اور سب سے زیادہ خواری کے عالم میں ہوگا۔
وَاِنَّ اَعْظَمَ الْخِيَانَةِ خِيَانَةُ الْاُمَّةِ، وَاَفْظَعَ الْغِشِّ غِشُّ الْاَئِمَّةِ. والسلام.	12	اور یقیناً سب سے عظیم ترین خیانت امت سے خیانت کرنا ہے اور سب سے بڑی دھوکہ بازی اپنے اماموںؑ سے دھوکہ بازی ہوتی ہے۔ والسلام۔

تشریح:۔ اِن بارہ جملوں میں حضور علیہ السلام نے جو احکامات دیئے ہیں وہ صرف گورنروں اور صدقات وزکوٰۃ وصول کرنے والوں ہی سے مخصوص نہیں ہیں ہر مومن کا ظاہر وباطن ایک ہونا چاہیئے۔ ہر مومن کو دوسرے مومنین کے ساتھ بھائیوں ایسا سلوک رکھنا چاہیئے اُن کے حقوق خود بھی ادا کرنا چاہیئے اور دوسروں سے بھی ان کے حقوق دلوانا چاہیئے۔ اور زکوٰۃ وصدقات کا جہاں تک تعلق ہے اُن میں گورنروں اور متعین شدہ لوگوں کی خصوصیت ہے۔ اس تمام تاکید اور تمام ہدایات سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام مومنین پر اُسی طرح کا یقین اور بھروسہ رکھیں گے جیسا کہ سابقہ وصیت میں واضح کیا گیا ہے۔ رہ گیا کاروباری حیثیت کا نظام وانتظام اس میں کوئی شخص ایک پائی بھی ادھر سے اُدھر نہیں کرسکتا۔ اگر ہر آدمی کی چوروں کی طرح نگرانی اور دیکھ بھال کی جائے اور آجکل کا انتظام (Management) جاری رکھا جائے تو ایمانداری اور بے ایمانی کی گنجائش ہی نہ رہے گی۔ ہر قدم پر حساب لیا جائے رسیدوں پر دستخط کرائے جائیں جیسا نظام جبر واستبداد کا تقاضہ ہے تو معصومؑ کی ضرورت نہیں۔ یہ ضرورت تو اس صورت میں لازم ہوتی ہے جب لوگوں کو عصمت کی طرف بڑھانا ہو۔ بھول چوک غلط کاری اور غلط فکری کو انسانوں سے دور کیا جانا مقصود ہو۔

(نمبر27) معاهده اِلٰى مُحَمَّدِ ابْنِ اَبِىْ بَكْرٍ حِيْنَ قَلَّدَهُ مِصْرَ

ابوبکر کے بیٹے محمدؓ سے عہد لیا گیا جب انہیں ملک مصر کا گورنر بنایا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

فَاخْفِضْ لَهُمْ جَنَاحَكَ،	1	پبلک کے لئے اپنی آغوش کھلی رکھنا؛
وَاَلِنْ لَهُمْ جَانِبَكَ،	2	اور اپنے پہلوؤں کو اُن کے لئے نرم اور ہموار رکھو؛
وَابْسُطْ لَهُمْ وَجْهَكَ،	3	اور اُن کے ساتھ ہنس مکھ رہا کرو؛
وَآسِ بَيْنَهُمْ فِي اللَّحْظَةِ وَالنَّظْرَةِ، حَتّٰى لَا يَطْمَعَ الْعُظَمَآءُ فِيْ حَيْفِكَ لَهُمْ، وَلَا يَيْأَسَ الضُّعَفَآءُ مِنْ عَدْلِكَ عَلَيْهِمْ،	4	اور اُن سے ایسا سلوک کرنا کہ بڑے لوگ تم سے اپنی ناحق طرفداری کی آس نہ لگائیں اور چھوٹے لوگ بڑے لوگوں کے مقابلے میں تمہارے عدل وانصاف سے مایوس نہ ہوجائیں۔
فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُسَائِلُكُمْ مَعْشَرَ عِبَادِهِ عَنِ الصَّغِيْرَةِ مِنْ اَعْمَالِكُمْ وَالْكَبِيْرَةِ ، وَالظَّاهِرَةِ وَالْمَسْتُوْرَةِ،	5	چنانچہ اے بندگانِ خدا یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام چھوٹے اور بڑے اعمال پر اور تمام ظاہری اور پوشیدہ کردار پر جواب طلب کرے گا؛

فَإِنْ يُعَذِّبْ فَأَنْتُمْ أَظْلَمُ وَإِنْ يَّعْفُ فَهُوَ أَكْرَمُ.	6	اس لئے اگر وہ تمہیں عذاب دے تو تمہارے ظلم اور قصور کی بنا پر دے گا۔ اور اگر معاف کرے تو معافی اس کے اپنے کرم کی بنا پر ہوگی؛
وَاعْلَمُوْا. عِبَادَاللّٰهِ. اَنَّ الْمُتَّقِيْنَ ذَهَبُوْا بِعَاجِلِ الدُّنْيَا وَاٰجِلِ الْاٰخِرَةِ، فَشَارَكُوْا اَهْلَ الدُّنْيَا فِيْ دُنْيَاهُمْ وَلَمْ يُشَارِكْهُمْ اَهْلُ الدُّنيا فِيْ آخِرَتِهِمْ،	7	اور اے خدا کے بندو یہ بھی سمجھ لو کہ متقین نے ایسی رفتار اختیار کی تھی کہ جس سے اُنہوں نے جانے والی دنیا سے بھی فائدے حاصل کئے اور آنے والی آخرت سے بھی نفع اندوزی کی وہ دنیا میں دنیا والوں کے ساتھ شریک رہے مگر دُنیا پرست اُن کی آخرت میں شریک نہ ہوسکے؛
سَكَنُوا الدُّنْيَا بِاَفْضَلِ مَاسُكِنَتْ وَاَكَلُوْهَا بِاَفْضَلِ مَا اُكِلَتْ	8	وہ دنیا میں اس طرح رہے کہ کھانے کی چیزوں میں سے بہترین چیزیں کھائیں اور
فَحَظُوْا مِنَ الدُّنْيَا بِمَا حَظِيَ بِهِ الْمُتْرَفُوْنَ ؛	9	اسطرح انہوں نے دنیا کی ان تمام ہی چیزوں سے استفادہ کیا جو یہاں عیش پرستوں کو حاصل تھیں؛
وَاَخَذُوْا مِنْهَامَااَخَذَهُ الْجَبَابِرَةُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ ؛	10	اور دنیا سے وہ سب کچھ حاصل کیا جو سرکش اور مغرور اور جابر لوگوں کو حاصل تھا؛
ثُمَّ انْقَلَبُوْاعَنْهَا بِالزَّادِ الْمُبَلِّغِ ؛وَالْمَتْجَرِ الرَّابِحِ :	11	پھر اُنہوں نے دنیا سے اس طرح واپسی اختیار کی کہ اُن کے پاس منزل تک پہنچانے والے اور نفع میں رکھنے والے سامان کا ذخیرہ بھی تھا؛
اَصَابُوْ لَذَّةَ زُهْدِ الدُّنْيَا فِيْ دُنْيَاهُمْ ؛	12	دُنیا میں رہتے ہوئے اُنہوں نے اسی دنیا میں ترکِ دنیا کی لذت بھی حاصل کر لی؛
وَتَيَقَّنُوْا اَنَّهُمْ جِيْرَانُ اللّٰهِ غَدًا فِيْ آخِرَتِهِمْ لَاتُرَدُّلَهُمْ دَعْوَةٌ ؛وَلَايُنْقَصُ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِنْ لَذَّةٍ ؛	13	اور یہ بھی یقین رکھا کہ کل آخرت میں وہ بلا شبہ اللہ کے پڑوسی ہوں گے۔ اور وہاں نہ انکی کوئی بات رد کی جائیگی اور نہ ہی انکی عیش و عشرت اور لذت میں کمی واقع ہوگی؛
فَاحْذَرُوْاعِبَادَ اللّٰهِ الْمَوْتَ وَقُرْبَهُ وَاَعِدُّوْا لَهُ عُدَّتَهُ	14	چنانچہ خدا کے بندو موت سے اور اس کی قربت سے بچنے میں کوشاں رہو اور اس کے لئے پسندیدہ سامان سے تیاری کرو؛
فَاِنَّهُ يَاْتِيْ بِاَمْرٍعَظِيْمٍ وَخَطْبٍ جَلِيْلٍ :	15	یقیناً موت آئیگی اور ایک عظیم صورت حال اور جلیل الشان پیغام کیساتھ آئے گی؛
بِخَيْرٍ لَايَكُوْنُ مَعَهُ شَرٌّ اَبَدًا ؛اَوْشَرٍّ لَايَكُوْنُ مَعَهُ خَيْرًا اَبَدًا ؛	16	خیر اور اچھائی لائے گی تو اُس کے ساتھ ہرگز شر اور برائی نہ ہوگی۔ اور شر اور برائی لائے گی تو اُس شر کے ساتھ ہرگز خیر و بھلائی نہ ہوگی؛
فَمَنْ اَقْرَبُ اِلَى الْجَنَّةِ مِنْ عَامِلِهَا وَمَنْ اَقْرَبُ اِلَى النَّارِ مِنْ عَامِلِهَا ؟	17	چنانچہ کون ہے جو جنت کے اعمال بجالانیوالے کی بہ نسبت جنت سے قریب ہو؟ اور وہ کون ہوسکتا ہے جو دوزخ کیلئے کام کرنے والے سے دوزخ سے قریب ہو؟
وَاَنْتُمْ طُرَدَاءُ الْمَوْتِ اِنْ اَقَمْتُمْ لَهُ اَخَذَكُمْ وَاِنْ فَرَرْتُمْ مِنْهُ اَدْرَكَكُمْ ؛وَهُوَاَلْزَمُ لَكُمْ مِنْ ظِلِّكُمْ، اَلْمَوْتُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِيْكُمْ ؛	18	اور موت تو تمہارا پیچھا کرتی ہوئی آرہی ہے اگر تم اُس کے لئے ٹھہرو گے تو وہ تمہیں پکڑ لے گی اور اگر تم اس سے بھاگو گے تو تب بھی وہ تم تک پہنچ جائے گی۔ اور وہ تمہارے ساتھ اسی طرح لازم ہے جیسے تمہارا سایہ تمہارے ساتھ رہتا ہے۔ اور موت کو تمہاری پیشانیوں کے ساتھ باندھا ہوا ہے؛

وَالدُّنْیَاتُطْوٰی مِنْ خَلْفِکُمْ ؛	19	اور دنیا کو تمہارے پیچھے پیچھے بستر کی طرح لپیٹا جا رہا ہے؛
فَاحْذَرُوْا نَارًا قَعْرُهَا بَعِیْدٌ وَحَرُّهَا شَدِیْدٌ ،وَعَذَابُهَا جَدِیْدٌ:	20	چنانچہ تم اُس آگ سے خبردار ہو جاؤ جس کی گہرائی بہت ہی زیادہ ہے اور اُس کی آنچ بہت ہی سخت ہے اور اُس کا عذاب ہمیشہ نیا اور تازہ رہتا ہے؛
دَارٌ لَیْسَ فِیْهَا رَحْمَةٌ ؛	21	وہ ایسا مقام ہے جس میں رحم اور رحمت نہیں ہے؛
وَلَا تُسْمَعُ فِیْهَا دَعْوَةٌ ؛	22	جس میں فریاد کی شنوائی نہیں ہے؛
وَ لَا تُفَرَّجُ فِیْهَا کُرْبَةٌ ؛	23	جہاں تکلیف میں فرحت رسانی نہیں ہوتی ہے؛
وَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ یَّشْتَدَّ خَوْفُکُمْ مِنَ اللّٰهِ وَاَنْ یُّحْسِنَ ظَنَّکُمْ بِهٖ فَاجْمَعُوْا بَیْنَهُمَا ؛	24	اور اگر تم یہ کر لو کہ اللہ کا زیادہ سے زیادہ خوف بھی رکھو اور اُس سے اچھی امیدیں بھی وابستہ رکھو تو خوف اور حسنِ ظن کو اپنے اندر جمع کر لو؛
فَاِنَّ الْعَبْدَ اِنَّمَا یَکُوْنُ حُسْنُ ظَنِّهٖ بِرَبِّهٖ عَلٰی قَدْرِ خَوْفِهٖ مِنْ رَّبِّهٖ؛	25	چنانچہ ایک سمجھ دار بندے کو اللہ سے اتنی ہی اچھی امیدیں بھی ہونا چاہئیں جتنا کہ وہ اس سے ڈر کر برائیوں سے باز رہے؛
وَاِنَّ اَحْسَنَ النَّاسِ ظَنًّا بِاللّٰهِ اَشَدُّهُمْ خَوْفًالِلّٰهِ ؛	26	اور حقیقت یہ ہے کہ سارے لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہی سب سے زیادہ اللہ سے بھلائیوں کا امیدوار ہوا کرتا ہے؛
وَاعْلَمْ یَامُحَمَّدَ ابْنَ اَبِیْ بَکْرٍ اَنِّیْ قَدْ وَلَّیْتُکَ اَعْظَمَ اَجْنَادِیْ فِیْ نَفْسِیْ اَهْلَ مِصْرٍ ؛	27	اور اے ابوبکر کے بیٹے محمد میں نے تمہیں اھل مصر پر ولی وحکمران بنایا ہے جو میری سب سے بڑی فوج ہیں۔لہٰذا تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ،
فَاَنْتَ مَحْقُوْقٌ اَنْ تُخَالِفَ عَلٰی نَفْسِکَ ؛	28	چنانچہ تم پر میں یہ حق قائم کرتا ہوں کہ تم اپنی اُن خواہشات کی برابر مخالفت کرتے رہو گے جو تمہارے فرائض کے خلاف ہوں گے؛
وَاَنْ تُنَافِحَ عَنْ دِیْنِکَ وَلَوْلَمْ یَکُنْ لَکَ اِلَّاسَاعَةً مِنَ الدَّهْرِ	29	اور یہ کہ تم ہر حال میں اپنے دین کے لئے سینہ سپر رہنا خواہ تمہارے پاس اس دنیا میں زندہ رہنے کے لئے ایک ہی گھڑی رہ گئی ہو؛
وَ لَا تُسْخِطَ اللّٰهَ بِرِضَا اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ ؛	30	اور مخلوقات میں سے کسی کے خوش کرنے کی خاطر اللہ کو ناراض نہ کرنا؛
فَاِنَّ فِی اللّٰهِ خَلَفًا مِّنْ غَیْرِهٖ وَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ خَلَفٌ فِیْ غَیْرِهٖ.	31	اس لئے کہ اللہ سے وہ سب کچھ مل سکتا ہے جو ساری مخلوقات سے ملے مگر مخلوقات سے وہ سب کچھ نہیں مل سکتا جو اللہ دے سکتا ہے؛
صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا الْمُوَقَّتِ لَهَا ؛وَلَا تُعَجِّلْ وَقْتَهَا لِفَرَاغٍ ؛ وَ لَا تُؤَخِّرْهَا عَنْ وَقْتِهَالِاشْتِغَالٍ ؛	32	اور یہ کہ تم نماز کو اسکے مقررہ وقت پر ادا کرنا۔جان چھڑانے کیلئے وقت سے پہلے ادا نہ کرنا اور دوسرے کاموں میں اُلجھ کر اس کے وقت میں دیر نہ کرنا؛
وَاعْلَمْ اَنَّ کُلَّ شَیْءٍ مِنْ عَمَلِکَ تَبَعٌ لِّصَلَاتِکَ ؛	33	یہ سختی سے نوٹ کر لو کہ تمہارے اعمال میں سے ہر عمل تمہاری نماز کے لئے اور نماز کی پیروی میں ہونا چاہئے؛
فَاِنَّهٗ لَاسَوَآءٌ اِمَامُ الْهُدٰی وَاِمَامُ الرَّدٰی ؛وَوَلِیُّ نَبِیٍّ وَعَدُوُّ النَّبِیِّ ؛	34	چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ ھدایت کا امام اور ہلاکت وگمراہی کا امام برابر نہیں ہو سکتے اور نہ ہی نبی کا ولی اور نبی کا دشمن یکساں ہوسکتا ہے؛

وَلَقَدْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ: "اِنِّیْ لَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ مُؤْمِنًا وَلَا مُشْرِكًا: اَمَّا الْمُؤْمِنُ فَیَمْنَعُهُ اللّٰهُ بِاِیْمَانِهٖ ؛ وَاَمَّا الْمُشْرِكُ فَیَقْمَعُهُ اللّٰهُ بِشِرْكِهٖ ؛	35	اور بلا شبہ مجھ سے رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ:۔"مجھے اپنی امت کے سلسلے میں نہ مومن سے خطرہ ہے اور نہ مشرک سے خوف ہے۔اسلئے کہ مومن کے ایمان کیوجہ سے اللہ اسکی حفاظت کریگا۔اور مشرک کو اسکے شرک کی بنا پر ذلیل وخوار کریگا۔
وَلٰكِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْكُمْ كُلَّ مُنَافِقِ الْجَنَانِ عَالِمِ اللِّسَانِ؛ یَقُوْلُ مَاتَعْرِفُوْنَ وَیَفْعَلُ مَاتُنْكِرُوْنَ .	36	ولیکن مجھے اُمت کے جن لوگوں سے خوف وخطرہ ہے وہ، وہ منافق لوگ ہیں جو دل سے منافق ہیں اور زبان سے عالم ہیں، وہ باتیں تو ایسی کرتے ہیں جن سے تم واقف اور مطمئن ہو اور اعمال ایسے کرتا ہے اور کرانا چاہتا ہے جنکے تم دراصل منکر ہو۔

تشریح:۔ یہ معاہدہ نمونہ ہے اس حلفِ وفاداری کا جو کسی کو گورنری یا کوئی اور عہدہ سپرد کرنے پر لی جاتی تھی۔اس میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی ذمہ داریوں سے تعلق رکھنے والی خاص خاص ہدایات میں سے پہلی اور بنیادی ہدایت یہ ہے کہ ایک گورنر کی نظر میں ساری رعایا یہاں سے وہاں تک ہم سر وہم پلہ سمجھی جائے کسی کو یہ محسوس نہ ہونے پائے کہ گورنر فلاں شخص پر زیادہ مہربان ومتوجہ رہتا ہے۔ایسا تصور پیدا کرنیوالا رویہ اصول حکومت کو مسمار کرتا ہے اور اس سے پبلک میں طبقہ واریت اور مختلف جماعتیں پیدا ہوتی ہیں۔اور سازشوں اور شورشوں کا آغاز ہو جاتا ہے۔لہٰذا سب سے پہلے محمد بن ابی بکر کو اسی طرف متوجہ کیا گیا ہے تاکہ مالداروں اور غریبوں کو یقین ہو جائے کہ نہ کسی کی ناجائز طرفداری اور رعایت کی جائے گی نہ کسی کا کوئی حق روکا جائیگا۔

نماز کا مقام دین کے پورے نظام کا مقام ہے نماز ہی دین ہے

حضرت علی علیہ السلام کے نزدیک نماز کو قائم کرنا پورے دین کو قائم کرنا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ:۔

اِقَامَ الصَّلٰوۃِ اِنَّھَا الْمِلَّۃُ "نماز کو قائم کرنا ہی پوری ملت کو قائم کرنا ہے۔"

یعنی نماز کو دین کا ستون کہنا یا نماز کو دین کا ایک رکن قرار دینا قریشی پالیسی کی باتیں اور مقولے ہیں۔محمد بن ابوبکر سے فرمایا ہے کہ تیرے تمام اعمال نماز کی اتباع یا پیروی میں ہونا چاہیں۔یہاں یہ جملہ اور ساتھ میں شامل کرلیں تمہارے تمام اقوال بھی نماز کی پیروی میں ہونا چاہیئں۔یعنی ہم بات بھی وہی کریں جو نماز کے تقاضے کو پورا کرتی ہو اور کام بھی وہی کریں جو نماز کے پروگرام میں آتا ہو۔یعنی نماز ایسی ہونی چاہئے جو ہمیں ہمہ گیر پروگرام دے ہم بات ہی وہی کریں جو نماز کرنے کو کہے اور کام بھی وہی کریں جو نماز کا حکم ہو۔جیسا کہ حضرت شعیب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ:۔

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَایَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْۤ اَمْوَالِنَا مَانَشٰٓؤُا اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُo (11/87)

"انہوں نے پوچھا کہ اے شعیب کیا تمہاری نماز یہ حکم بھی دیتی ہے کہ ہم اُن تمام کو چھوڑ دیں جن کی اطاعت وعبادت ہمارے اباواجداد کرتے تھے؟ اور یہ کہ ہمیں اپنے اموال میں اپنی منشا کے مطابق تصرف کرنے کا حق نہیں ہے؟ اگر ایسی ہی ہے تو یقیناً تم تو بڑے استاد اور راست باز نکلے۔"

قومی لیڈروں نے حضرت شعیب علیہ السلام پر تین چار ہزار سال پہلے یہ طنز کیا تھا۔لیکن اس طنز میں یہ ثابت ہے کہ نماز اُس ہمہ گیر نظام کا نام ہے جو انسانیت کی بے راہ روی کو روکتا ہے اور عبادت واطاعت سے لے کر مالی تصرفات اور زندگی کے پورے نظام کو قوانین کا پابند کرتا ہے۔یہاں اُس نماز کا ذکر نہیں ہے جو ہر بدمعاش، ہرزانی اور ہرڈاکو اور ہر خلیفہ پڑھتا ہے اور امید کرتا ہے کہ تمام گناہ بخشے گئے اور نئے گناہوں کی چھوٹ مل گئی ہے۔یعنی نماز ہر برا کام کرنے کا سرٹیفکیٹ ہے۔چنانچہ دنیا میں سب سے زیادہ سنگین وشرمناک گناہ کرنے والی وہ قوم ہے جو پنج وقتہ نماز پڑھتی ہے اور خود کو اللہ کا پیارا سمجھتی ہے۔لہٰذا دنیا کی ساری اقوام میں سب سے زیادہ جرائم اور گناہ مسلمانوں میں کئے جاتے ہیں۔اور اسی لئے آج ساری دنیا کے اقوام سے

جاہل اور سب کی بھکاری قوم بھی مسلمان ہیں۔ جو ہندوؤں یہودیوں نصاریٰ اور کمیونسٹوں تک سے بھیک مانگ رہے ہیں اور نحمّدُہ و نصلّی پڑھ کر اللہ و محمدؐ کے نام پر بھیک مانگتے ہیں۔ زندگی کی تمام سہولتوں اور آسائش فراہم کرنے والی چیزوں کے لئے بے دینوں اور یہود و نصاریٰ کے محتاج ہیں۔ مگر دن رات نمازیں پڑھتے ہیں۔ نمازوں کا سودا کرتے ہیں۔ انہوں نے تو عہدِ رسولؐ میں وہ نماز نہیں پڑھی نہ وہ دین اختیار کیا جو اللہ نے بھیجا تھا نہ اللہ کو رسولؐ کو حقیقی معنی میں قبول کیا نہ قرآن اور سابقہ کتابوں پر سچا ایمان لائے (4/136) یہ تو عہدِ رسولؐ میں اللہ و رسولؐ سے خیانت کرنے والے لوگ ہیں (8/27) ان ہی مومنین سے رسولؐ اللہ کو خوف تھا جو اہلِ زبان اور زبان کے عالم تھے۔ باتیں بڑی لچھے دار کرتے تھے لیکن سر سے پیر تک اللہ و رسولؐ کی مخالفت اور دشمنی میں کام کرتے تھے۔ (معاہدہ 34 تا 36) اور بالواسطہ ابوبکر کے بیٹے کو بھی اُن سے ہوشیار رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اور یہاں یہ نوٹ کرلیں کہ آج دنیا میں مسلمانوں کے سوا اور کہیں مشرک نہ پایا جائے گا اور شرک اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اللہ و رسولؐ کی حکومت میں ان لوگوں کو شریک و شامل مانا جائے جن کے لئے نہ قرآن میں اجازت آئی اور نہ خود انہوں نے مانا کہ خلفائے ثلاثہ کو رسولؐ نے خلیفہ اور امت کا سربراہ بنایا تھا۔ بس حقیقی شرک یہی ہے اور آج تو ماشاء اللہ شیعہ کہلانے والوں کے علماء و دانشور اس شرک میں فخریہ شریک ہیں اور اس شرکت کی تنخواہ اور وظائف لے رہیں۔ یا خود ہی امامِ امت بنے ہوئے ہیں اور اللہ کے جانشین کی حیثیت سے احکام نافذ کر رہے ہیں۔

(نمبر 28) خط اِلیٰ مُعَاوِیَۃَ جَوَابًا وَھُوَ مِنْ مُحَاسِنِ الْکُتُبِ

معاویہ کے جواب میں لکھا گیا اور یہ آپؑ کے اچھے خطوط میں سے ایک خط ہے

1۔ ایک سیاسی حربہ کا جواب 2۔ ستر تکبیروں والی نماز جنازہ 3۔ نسلی و دینی تقابل 4۔ استقرار خلافت کا بطلان
5۔ عثمان کے قتل کا حال 6۔ شیخین کو ہدایت کرنا جرم نہیں 7۔ دعوت جنگ کا جواب 8۔ کفن پہننے والی فوج ہمراہ ہوگی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ O

اَمَّابَعْدُ فَقَدْ اَتَانِیْ کِتَابُکَ تَذْکُرُ فِیْہِ اصْطِفَاءَ اللّٰہِ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ لِدِیْنِہٖ وَتَائِیْدِہٖ اِیَّاہُ بِمَنْ اَیَّدَہُ مِنْ اَصْحَابِہٖ۔	1	اللہ و نبیؐ کی مدح و ثنا کے بعد معلوم ہو کہ مجھے تمہارا خط مل چکا ہے اُس میں تم نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو اپنے دین کے لئے مصطفیٰ بنایا تھا اور اُن کی تائید کرنے والے صحابہ عطا کئے تھے۔
فَلَقَدْ خَبَأَ لَنَا الدَّھْرُ مِنْکَ عَجَبًا اِذْ طَفِقْتَ تُخْبِرُنَا بِبَلَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی عِنْدَنَا وَ نِعْمَتِہٖ عَلَیْنَا فِیْ نَبِیِّنَا؛	2	یقیناً زمانہ نے تمہارے تعجب انگیز حالات کو ہم سے چھپائے ہی رکھا جواب معلوم ہو رہے ہیں۔ یعنی تم ہمیں اُن احسانات کی اطلاع دے رہے ہو جو اللہ نے خود ہم پر کئے ہیں اور ہمیں ان نعمتوں کی خبر دے رہے ہو جو رسولؐ کے ذریعہ ہم پر نازل ہوئی ہیں۔
فَکُنْتَ فِیْ ذٰلِکَ کَنَاقِلِ التَّمَرِ اِلٰی ھَجَرَ اَوْ دَاعِیْ مُسَدِّدِہٖ اِلَی النِّضَالِ؛	3	تمہارا حال اس معاملہ میں ویسا ہی ہے جیسے کوئی کھجوریں لاد کر ھجر (بحرین کے پاس ایک شہر جو کھجور کی بہتات میں مشہور تھا) لے جائے (یعنی الٹے بانس بریلی) کو یا کوئی اپنے استاد کو تیراندازی کے مقابلے کی دعوت دے۔

وَ زَعَمْتَ اَنَّ اَفْضَلَ النَّاسِ فِی الْاِسْلَامِ فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَذَكَرْتَ اَمْرًا اِنْ تَمَّ اعْتَزَلَكَ كُلُّهُ	4	تم نے یہ جھوٹا دعویٰ بھی کیا ہے کہ اسلام میں سارے انسانوں سے زیادہ افضل فلاں اورفلاں تھے اگر یہ سچ بھی ہوتو تمہیں اس ساری صورتحال سے معزول رکھا گیا ہے۔
وَاِنْ نَقَصَ لَمْ يَلْحَقْكَ ثَلْمَتُهُ ؛	5	اور اگر یہ غلط اور نامکمل بات ہے تو بھی اس کا نقصان تم تک نہیں پہنچتا۔
وَمَا اَنْتَ وَالْفَاضِلَ وَ الْمَفْضُوْلَ وَالسَّائِسَ وَالْمَسُوْسَ ؛	6	اور یہ تو سوچو کہ کہاں تم اور کہاں فاضل اور مفضول کی بحث اور کہاں بنیاد رکھنے والے اور تعمیر ہونے والے اور حاکم ومحکوم کی پوزیشن؟
وَمَالِلطُّلَقَآءِ وَاَبْنَآءِ الطُّلَقَاءِ وَ التَّمْيِيْزَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ وَتَرْتِيْبَ دَرَجَاتِهِمْ وَالتَّعْرِيْفَ طَبَقَاتِهِمْ ؛	7	اور جان کی امان دے کر آزاد کئے ہوئے غلاموں اور غلاموں کے بیٹوں سے اس کا کیا تعلق کہ وہ سب سے پہلے درجہ کے مہاجرین اور دوسرے درجہ کے مہاجروں میں تمیز کرنے بیٹھ جائیں۔اور اُن کے درجات کو ترتیب دینے لگیں اور اُن کے طبقات کی تعریف وشناخت تجویز کرنے لگیں۔
هَيْهَاتَ لَقَدْ حَنَّ قِدْحٌ لَيْسَ مِنْهَا وَطَفِقَ يَحْكُمُ فِيْهَا مَنْ عَلَيْهِ الْحُكْمُ لَهَا ؛	8	افسوس کہ جوئے کے تیروں میں نقلی تیر آواز دینے لگے اور وہ شخص احکام اور فیصلہ صادر کرنے لگے جس کے خلاف حکم اور فیصلہ صادر ہونا ہے؛
اَلَا تَرْبَعُ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ عَلٰى ظَلْعِكَ ؟ وَتَعْرِفُ قُصُوْرَ ذَرْعِكَ وَتَتَاءَ خَّرُحَيْثُ اَخَّرَكَ الْقَدْرُ ؛	9	اے بے وقوف انسان تو لنگڑا ہوتے ہوئے اپنی رفتار پر کیوں قائم نہیں ہوتا۔اور کیوں اپنے بازو کی کوتاہی کو نہیں پہچانتا اور کیوں تو پیچھے ہٹ کر وہاں نہیں ٹھہرتا جہاں تجھے اللہ کی تقدیر نے ہٹایا ہے؛
فَمَا عَلَيْكَ غَلَبَةُ الْمَغْلُوْبِ وَلَا لَكَ ظَفَرُ الظَّافِرِ ؛	10	بھلا تجھے کسی کے مغلوب ہونے اور شکست کھانے سے اور کسی کے غالب آنے اور فتح پانے سے کیا تعلق ہے؟
وَاِنَّكَ لَذَهَّابٌ فِی التِّيْهِ رَوَّا غٌ عَنِ الْقَصْدِ ؛	11	اور تم تو گمراہی کے بیابان میں بھٹک رہے ہو اور راہ راست سے بہت دور نکل چکے ہو؛
اَلَا تَرٰى غَيْرَ مُخْبِرٍ لَّكَ ؛	12	کیا تم یہ نہیں سمجھتے کہ میں خبر دینے کے لئے تم سے یہ باتیں نہیں کررہا ہوں؛
وَلٰكِنْ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ اُحَدِّثُ. اَنَّ قَوْمًا ن اسْتُشْهِدُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنَ الْمُهَا جِرِيْنَ وَالْاَ نْصَارِ وَلِكُلٍّ فَضْلٌ ؛	13	بلکہ اللہ کی نعمتوں کو بیان کررہا ہوں۔کہ بلا شبہ مہاجروں اور انصار میں سے ایک قوم اللہ کی راہ میں شہید ہوئی تھی اور انہیں بزرگی کا ایک درجہ دیا گیا تھا۔
حَتّٰى اِذَا اسْتُشْهِدَ شَهِيْدُنَا قِيْلَ :سَيِّدُالشُّهَدَاءِ وَخَصَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ بِسَبْعِيْنَ تَكْبِيْرَةً عِنْدَ صَلَاتِهٖ عَلَيْهِ ؟	14	مگر جب وہ وقت آیا کہ ہم میں سے شہید ہونے والا شہید ہوا تو اُسے سید الشھداء (شہیدوں کا سردار) کہا گیا تھا۔اور اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے یہ خصوصیت دی تھی کہ اُن کی نماز جنازہ پڑھنے میں ستر تکبیریں پڑھی تھیں؛
اَوَ لَاتَرٰى اَنَّ قَوْمًا قُطِّعَتْ اَيْدِيْهِمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِكُلٍّ فَضْلٌ ؛	15	اور کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ کی راہ میں ایک قوم کے ھاتھ کٹتے رہے اور اُن سب کو ایک درجہ کی فضیلت ملی تھی؛
حَتّٰى اِذَا فُعِلَ بِوَاحِدِنَا مَافُعِلَ بِوَاحِدِهِمْ قِيْلَ	16	یہاں تک کہ جب ہمارے آدمیؑ کے ساتھ وہی کچھ ہوا تو اُنہیں جعفر طیار، جنت میں

الطَّيَّارُ فِي الْجَنَّةِ وَذُو الْجَنَاحَيْنِ ؟		پرواز کرنے والا اور دو پروں والے کا لقب دیا گیا تھا؛
وَلَوْلَا مَانَهَى اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ تَزْكِيَةِ الْمَرْءِ نَفْسَهُ لَذَكَرَ ذَاكِرٌ فَضَائِلَ جَمَّةً ؛	17	اور اگر اللہ نے خود اپنی بڑائی اور مدح وثنا کرنے سے منع نہ کیا ہوا ہوتا تو بیان کرنے والا اپنے بھی وہ سب فضائل اور بزرگیاں بیان کر دیتا؛
تَعْرِفُهَا قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا تَمُجُّهَا اٰذَانُ السَّامِعِيْنَ ؛	18	جن کا اعتراف مومنوں کے دل کرتے ہیں اور سننے والوں کے کان انہیں اپنے سے دور نہیں جاتے؛
فَدَعْ عَنْكَ مَنْ مَّالَتْ بِهِ الرَّمِيَّةُ ؛	19	چنانچہ ایسوں کے تذکرے کو دفع کرو جن کے تیر نشانوں سے چوکتے رہے ہوں؛
فَاِنَّا صَنَائِعُ رَبِّنَا وَالنَّاسُ بَعْدُ صَنَائِعُ لَنَا (صَنَائِعُنَا)؛	20	لہٰذا ہم اللہ کی خاص صنعت ہیں اور اس صنعت کے بعد باقی تمام انسان ہماری (یا ہمارے لئے) صنعت ہیں؛
لَمْ يَمْنَعْنَا قَدِيْمُ عِزِّنَا وَلَا عَادِيُّ طَوْلِنَا عَلٰى قَوْمِكَ اَنْ خَلَطْنَاكُمْ بِاَنْفُسِنَا فَنَكَحْنَا وَاَنْكَحْنَا فِعْلَ الْاَكْفَآءِ وَلَسْتُمْ هُنَاكَ ؛ وَاَنّٰى يَكُوْنُ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ ؛	21	ہمیں ہماری قدیم عزت نے اور ہماری نسلی برتری نے تمہاری قوم کے ساتھ ملنے جلنے سے منع نہیں کیا اور تمہیں ہم پلہ (کفو) بنا لیا اور ہم نے تمہاری قوم میں نکاح بھی کئے اور نکاح قبول بھی کئے۔ حالانکہ تم ہمارے کفو اور ہم پلہ قوم نہ تھے اور ہو بھی کیسے سکتے تھے جبکہ،
وَمِنَّا النَّبِيُّ وَمِنْكُمُ الْمُكَذِّبُ ؟ وَمِنَّا اَسَدُ اللّٰهِ وَمِنْكُمْ اَسَدُ الْاَحْلَافِ وَمِنَّا سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمِنْكُمْ صِبْيَةُ النَّارِ وَمِنَّا خَيْرُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ وَمِنْكُمْ حَمَّالَةُ الْحَطَبِ ؟ فِيْ كَثِيْرٍ مِمَّالَنَا وَعَلَيْكُمْ ؛	22	ہمارے اندر نبیؐ ہے اور تمہارے اندر جھٹلانے والے ہیں۔ ہم میں اللہ کا شیر ہے اور تمہارے اندر جھوٹے حلف اور قسمیں اٹھانے والوں کا شیر ہے۔ اور ہم میں جنت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں اور تم میں جہنمی لڑکے ہیں۔ اور ہم میں تمام عالمین کی عورتوں سے بہتر عورتؑ ہے اور تم میں حمّالۃ الحطب (111/4,5) ہے۔ اور ایسی ہی اور بہت سی قرآنی حقیقتیں ہیں جو ہماری بزرگی اور تمہاری پستی کی دلیل ہیں۔
فَاِسْلَامُنَا مَا قَدْ سُمِعَ وَجَاهِلِيَّتُنَا لَاتُدْفَعُ وَكِتَابُ اللّٰهِ يَجْمَعُ لَنَا مَا شَذَّ عَنَّا وَهُوَ قَوْلُهُ سُبْحَانَهُ :	23	چنانچہ ہمارا اسلام تو وہ ہے جسکی دھوم سنی جا چکی ہے اور زمانہ جاہلیت میں ہماری نسل کی بزرگی سے انکار کی مجال نہیں اور ہمارے جو حالات مختلف زمانوں کے ہیں انہیں اللہ کی کتاب نے اپنے اندر جمع کر رکھا ہے مثلاً اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ:
" وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ (انفال 8/75، الاحزاب 33/6) وَقَوْلُهُ تَعَالٰى :	24	قرآن میں مذکور ارحام والے کتاب اللہ کے اندر حاکم ہیں بعض دوسرے ارحام والوں پر (8/75، 33/6) اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:
اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (آل عمران 3/68)	25	یقیناً ابراہیمؑ سے ولایت میں تمام انسانوں سے قریب ترین وہ لوگ ہیں جو ابراہیمؑ کی اتباع کرتے چلے گئے اور اب صاحبان ولایت یہ نبیؐ ہے اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے ہیں اور اللہ ان مومنین کا ولی وحاکم ہے (3/28) لہٰذا، کبھی
فَنَحْنُ مَرَّةً اَوْلٰى بِالْقَرَابَةِ وَتَارَةً اَوْلٰى بِالطَّاعَةِ	26	ہم قرابت کی بنا پر ولی ہوتے ہیں اور کبھی اطاعت کو ہماری ولایت کا سبب بتایا جاتا ہے؛

وَلَمَّا احْتَجَّ الْمُهَاجِرُوْنَ عَلَى الْاَنْصَارِ يَوْمَ السَّقِيْفَةِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ فَلَجُوْ عَلَيْهِمْ ؛	27	اور جب سقیفہ کے دن مہاجروں نے انصار پر رسولؐ کی قرابت کو اپنی حکومت کی حجت میں پیش کیا تو انصار کے مقابلہ میں حکومت لے لی تھی،
فَاِنْ يَّكُنِ الْفَلَجُ بِهٖ فَالْحَقُّ لَنَا دُوْنَكُمْ ؛	28	لہٰذا اگر قرابت کیوجہ سے حکومت لی تھی تو خلافت وحکومت ہمارا حق ہے نہ کہ مہاجروں کا۔
وَاِنْ يَّكُنْ بِغَيْرِهٖ فَالْاَنْصَارُ عَلٰى دَعْوَاهُمْ ؛	29	اور اگر حکومت وخلافت کا کوئی معیار تھا تو انصار کا دعویٰ برابر قائم ہے۔
وَزَعَمْتَ اَنِّيْ لِكُلِّ الْخُلَفَاءِ حَسَدْتُ وَعَلٰى كُلِّهِمْ بَغَيْتُ ؛	30	اور تو نے یہ جھوٹا دعویٰ بھی کیا ہے کہ میں نے تمام خلفاء سے حسد کیا اور ان کے خلاف بغاوتیں پیدا کی تھیں؛
فَاِنْ يَّكُنْ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ فَلَيْسَ الْجِنَايَةُ عَلَيْكَ فَيَكُوْنَ الْعُذْرُ اِلَيْكَ وَتِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا ؛	31	اگر تمہارا یہ دعویٰ بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ تم نے لکھا ہے تو بھی میں نے تمہیں تو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جو تم سے عذر ومعذرت کروں۔ اور اگر یہ کوئی قابل شکایت عمل تھا بھی تو اِس کی برائی تم پر عائد نہیں ہوتی ہے؛
وَقُلْتَ اِنِّيْ كُنْتُ اُقَادُ كَمَا يُقَادُ الْجَمَلُ الْمَخْشُوْشُ حَتّٰى اُبَايِعَ ؛	32	اور تم نے یہ بھی لکھا ہے کہ مجھے اسطرح کھینچ کر لایا گیا تھا جیسے اُس اونٹ کو کھنچا جاتا ہے جسکی ناک میں نکیل پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اور یوں مجھے بیعت پر مجبور کیا گیا تھا؛
وَلَعَمْرُ اللّٰهِ لَقَدْ اَرَدْتَ اَنْ تَذُمَّ فَمَدَحْتَ ؛ وَاَنْ تَفْضَحَ فَافْتَضَحْتَ وَمَا عَلَى الْمُسْلِمِ مِنْ غَضَاضَةٍ فِيْ اَنْ يَّكُوْنَ مَظْلُوْمًا مَالَمْ يَكُنْ شَاكًّا فِيْ دِيْنِهٖ ؛ وَلَا مُرْتَابًا ؛ بِيَقِيْنِهٖ ؛	33	اور خدا کی قسم تم نے یہ سب کچھ اس ارادے سے کہا ہے کہ تم میری مذمت کرو لیکن تو نے تو میری مدح وثنا کردی ہے اور مجھے رسوا کرتے کرتے خود رسوا ہو کر رہ گئے ہو۔ اور ایک مسلمان شخص کے لئے اس میں کوئی توھین کی بات نہیں ہے کہ وہ مظلوم ہو اور ایسے حال میں ظلم برداشت کرے کہ نہ اُسے اپنے دین میں شک وشبہ ہو نہ اس کا یقین ڈگمگایا ہو؟
وَهٰذِهٖ حُجَّتِيْ اِلٰى غَيْرِكَ قَصْدُهَا ؛ وَلٰكِنِّيْ اَطْلَقْتُ لَكَ مِنْهَا بِقَدْرِ مَا سَنَحَ مِنْ ذِكْرِهَا ؛	34	اور میری اس دلیل وحجت کی زد تیرے علاوہ دوسرے لوگوں پر پڑتی ہے پھر بھی میں نے تیرے جواب میں جتنا ضروری تھا تذکرہ کردیا ہے؛
ثُمَّ ذَكَرْتَ مَا كَانَ مِنْ اَمْرِيْ وَاَمْرِ عُثْمٰانَ ؛	35	پھر تم نے میرے اور عثمان کے مابین گذرنے والے واقعات کا تذکرہ بھی کیا ہے؛
فَلَكَ اَنْ تُجَابَ عَنْ هٰذِهٖ لِرَحِمِكَ مِنْهُ ؛	36	چونکہ تمہاری عثمان سے رشتہ داری ہے اسلیئے ضروری ہے کہ تمہیں اسکا باقاعدہ جواب دیا جائے
فَاَيُّنَا كَانَ اَعْدٰى لَهٗ وَاَهْدٰى اِلٰى مَقَاتِلِهٖ ؛	37	اب سمجھنا یہ ہے کہ ہم دونوں میں سے کون ہے جس نے عثمان کے ساتھ زیادہ دشمنی کا سلوک کیا ہو اور اُس کے قتل کرانے میں زیادہ مددگار رہا ہو؟
اَمَّنْ بَذَلَ لَهٗ نُصْرَتَهٗ فَاسْتَقْعَدَهٗ وَاسْتَكَفَّهٗ ؟ اَمَّنِ اسْتَنْصَرَهٗ فَتَرَاخٰى عَنْهُ وَبَثَّ الْمَنُوْنَ اِلَيْهِ حَتّٰى اَتٰى قَدَرُهٗ عَلَيْهِ؟	38	کیا وہ شخص جس نے اُس سے مدد کرنے کا وعدہ کیا ہو اور عثمان نے مدد لینے سے انکار کر کے اسے روک کر بٹھا دیا ہو؟ یا وہ شخص جس سے عثمان نے بار بار مدد طلب کی ہو اور اُسنے وعدوں کے بعد بھی ٹال دیا ہو اور اس کیلیئے موت کے اسباب فراہم کرتا رہا ہو یہاں تک کہ اُس

		کے مقدر کی موت اُس پر ٹوٹ پڑی؛
كَلَّا وَاللّٰهِ " قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِيْنَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاسَ اِلَّا قَلِيْلًا " (احزاب 33/18)	39	''تیری بات ہرگز صحیح نہیں ہے۔ یقیناً اللہ نے معلوم کر لیا تھا تم لوگوں میں سے اُن لوگوں کو جو جہاد سے روکنے والے تھے اور اپنے مسلمان بھائیوں سے کہتے تھے کہ تم ہمارے پاس آجاؤ اور وہ جنگ میں شرکت نہیں کرتے مگر تھوڑے سے۔'' (33/18)
وَمَا كُنْتُ لِاَعْتَذِرَ مِنْ اَنِّيْ كُنْتُ اَنْقِمُ عَلَيْهِ اَحْدَاثًا فَاِنْ كَانَ الذَّنْبُ اِلَيْهِ اِرْشَادِيْ وَهِدَايَتِيْ لَهٗ فَرُبَّ مَلُوْمٍ لَّا ذَنْبَ لَهٗ ؛	40	اور میں اس بات پر کوئی معذرت کرنے کو تیار نہیں ہوں کہ میں اُنکی دینی ایجادات پر ناراض رہتا تھا۔ چنانچہ اگر میرا قصور یہ ہے کہ میں اسکو ٹوکتا اور صحیح راہ دکھاتا تھا اور ہدایت کرتا رہتا تھا۔ تو اکثر ہدایت کاروں کو بے گناہ ہی ملامت کا نشانہ بنالیا جاتا ہے؛
وَقَدْ يَسْتَفِيْدُ الظِّنَّةَ الْمُتَنَصِّحُ " وَمَا اَرَدْتُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ " (ھود 11/88)	41	اور ناصح کو بدگمانی کا شکار ہونا پڑتا ہے اور میرا تو یہ ارادہ تھا کہ میں اپنی وسعتوں کے اندر اصلاح حال کروں اور میری توفیق میرے بجائے میرے اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ لہٰذا میں اُسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اور اُسی کی نیابت میں کام کرتا ہوں؛
وَذَكَرْتَ اَنَّهٗ لَيْسَ لِيْ وَلِاَصْحَابِيْ عِنْدَكَ اِلَّا السَّيْفُ ؛	42	اور تو نے یہ بھی لکھا ہے کہ تیرے پاس میرے لئے اور میرے ساتھیوں کے لئے تلوار کے سوا کچھ نہیں ہے؛
فَلَقَدْ اَضْحَكْتَ بَعْدَ اسْتِعْبَارٍ ؛	43	یقیناً یہ لکھ کر تو نے مجھے عبرت حاصل کرنے کے دوران ہنسادیا ہے؛
مَتٰى اَلْفَيْتَ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنِ الْاَعْدَاءِ نَاكِلِيْنَ؟ وَبِالسُّيُوْفِ مُخَوَّفِيْنَ ؟	44	اے معاویہ تو نے عبدالمطلبؑ کی اولاد کو دشمن سے منہ پھیرتے ہوئے کبھی دیکھا ہے؟ اور کبھی اُنہیں تلواروں کے خوف میں مبتلا پایا ہے؟
لَبِّثْ قَلِيْلًا يَّلْحَقِ الْهَيْجَا حَمَلْ ؛ فَسَيَطْلُبُكَ مَنْ تَطْلُبُ وَيَقْرُبُ مِنْكَ مَا تَسْتَبْعِدُ وَاَنَا مُرْقِلٌ نَحْوَكَ فِيْ جَحْفَلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ ؛	45	(بقول شاعر) تھوڑی دیر ٹھہرو کہ حَمل ابن بدر میدان جنگ میں پہنچ جائے۔ جسے تم طلب کر رہے ہو وہ ڈھونڈتا ہوا آئیگا۔ اور جسے تم دور سمجھ رہے وہ سر پر سوار ملے گا اور میں بہت جلد تیزی کیساتھ تمہارے سر پر اس طرح پہنچ رہا ہوں کہ میرے ساتھ مہاجرین اور انصار کا اور انکے نقش قدم پر چلنے والے خوش رفتار تابعین کا لشکر جرار ہوگا؛
شَدِيْدٍ زِحَامُهُمْ سَاطِعٍ قَتَامُهُمْ مُتَسَرْبِلِيْنَ سِرْبَالَ الْمَوْتِ ؛	46	یہ ایک ایسا لشکر ہوگا جس میں بے پناہ ہجوم ہوگا۔ جس کے چلنے سے فضا میں گردوغبار پھیل جاتا ہے اور وہ مرنے کے لئے کفن سے آراستہ ہوگا؛
اَحَبُّ اللِّقَآءِ اِلَيْهِمْ لِقَآءُ رَبِّهِمْ ؛	47	انہیں اپنے پروردگار کی زیارت سے زیادہ کسی کا ملنا محبوب نہیں ہے۔
قَدْ صَحِبَتْهُمْ ذُرِّيَّةٌ بَدْرِيَّةٌ وَسُيُوْفٌ هَاشِمِيَّةٌ ؛	48	ان کے ساتھ شہدائے بدر کی اولادیں اور ہاشمی تلواریں بھی ہوں گی؛
قَدْ عَرَفْتَ مَوَاقِعَ نِصَالِهَا فِيْ اَخِيْكَ وَخَالِكَ وَجَدِّكَ وَاَهْلِكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ	49	جن کی تیز دھاروں کی کاٹ تم اپنے بھائی اور خالو اور دادا اور اہل خاندان پر دیکھ چکے ہو وہ ظالموں سے اب بھی دور نہیں ہیں۔'' (11/83)

تشریح:۔ قارئین کے سامنے یہ حقیقت آگئی ہوگی کہ معاویہ اپنے خطوط کے ذریعہ حضور علیہ السلام کو اشتعال دلا کر ان کے قلم سے ایسے الفاظ نکلوانا چاہتا

رہا ہے جن کو وہ بطور سیاسی حربے کے استعمال کر سکے۔لیکن حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے جانے والا ہر خط اُسے مایوس کرتا ہے اور ایسا ہوتا ہی نہیں ہے جسے وہ مجمع عام میں بلند آواز سے پڑھ کر حاضرین کو سنا سکے۔یہی وجہ ہے کہ وہ بار بار خطوط لکھتا ہے اور ہر دفعہ یہ امید کرتا ہے کہ اس دفعہ اُس کو اس کی منشاء کے مطابق جواب مل جائے گا۔اِسی قسم کی امید پر یہ خط لکھا گیا ہے یہ خط یقیناً معاویہ نے اپنے درباریوں کو سنا کر بھیجا ہوگا اس میں وہ شامیوں کو یہ تاثر دے رہا ہے کہ وہ خود بھی اُن لوگوں میں شامل رہا ہے جن کے سامنے اللہ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ پر اپنی نعمتیں نازل کی تھیں اور مصطفیٰ بنایا تھا اور یہ کہ وہ بھی رسوؐل کی تائید کرنے والے صحابہ میں شامل رہا ہوگا۔اس جملے کے جواب میں حضورؑ نے یہ نہیں لکھا کہ تو اور تیرا باپ اور سارا خاندان دشمنانِ خدا اور رسوؐل میں شامل تھے،تمہیں مصطفائی اور اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے شرم آنا چاہیئے۔یہ صرف اس لئے کہ حضورؑ جانتے ہیں کہ اُن کے خطوط پڑھنے کے بعد اٹھا کر رکھ دیئے جاتے ہیں لہٰذا کیوں اپنا وقت ضائع کیا جائے مختصر اور جامع جواب لکھ دیا جائے۔گو آگے چل کر بتا دیا ہے کہ تیرا کنبہ رسوؐل کا دشمن تھا اور وہ میری تلوار سے قتل ہوئے تھے۔البتہ اُسے یہ بتا دیا ہے کہ تیرا ہمیں ان چیزوں کی اطلاع دینا نہایت مضحکہ خیز ہے۔یہیں پر حضورؑ نے اُس تاجر کی مثال دی ہے جو کھجوروں کو فروخت کرنے کے لئے ''ھجر'' لے جائے اور نقصان اٹھائے۔جس پر ہم نے اپنے یہاں کی ضرب المثل ''اُلٹے بانس بریلی کو'' لکھی ہے۔یعنی بریلی میں بانس بہت زیادہ پیدا ہوتے ہیں اور ہر قسم کے بانس وہاں سے باہر بھیجے جاتے ہیں ظاہر ہے کہ باہر کہیں سے بانس لے کر بریلی جانا اور منافع کی امید کرنا معاویہ والی حماقت ہوگی۔بحرین سے قریب ایک شہر ھجر نام کا ہوا کرتا تھا جہاں پورے ملک سے زیادہ کھجوریں پیدا ہوتی اور بارہ مہینے ارزاں بکتی رہتی تھیں۔چنانچہ کوئی تاجر بصرہ میں اپنا مال فروخت کر چکا تو کوئی عمدہ اور مفید سامان خریدنے کی فکر میں بازار کا گشت لگایا اُس نے بصرہ میں بہت عمدہ کھجوریں اور سستے داموں بکتے دیکھیں لہٰذا بہت سی کھجوریں خرید کر اپنے اونٹوں پر لادیں اور ھجر میں قیام کیا۔وہاں کھجوریں اس کی خرید سے بھی سستی بک رہی تھیں۔سوچا کہ چند روز ٹھہروں اور بھاؤ چڑھنے پر مارکیٹ میں مال لاؤں۔مگر نہ بھاؤ چڑھنا تھا اور نہ چڑھا۔اُس کی کھجوریں گلنا سڑنا شروع ہوگئیں بہرحال تنگ آکر اونے پونے مال بیچا اور پچھتاتا ہوا چلا گیا۔یہ بڑا سنجیدہ مذاق تھا جس سے معاویہ کو حد بھر خفت ہوئی ہوگی۔مگر وہ تو نہ صرف قریشی لیڈر تھا بلکہ حد بھر بے شرم و بے حیا بھی تھا۔حضورؑ نے اپنے چوتھے جملے میں معاویہ کو جھوٹا قرار دیا ہے اور یقیناً وہ سب علماوعوام فریب زدہ ہیں جو قریشی لیڈروں اور ان کے پیروکاروں کو سارے انسانوں سے افضل کہتے اور لکھتے ہیں۔اس لئے کہ قریشی حکومتوں کی اپنی گھڑی اور لکھی ہوئی کتابوں میں بھی ایسی کوئی بات نہیں لکھی گئی کہ اُن کا افضل ہونا ثابت ہوجائے۔البتہ اُن کی مذمت پر ڈھیروں سامان موجود ہے اور اگر قرآن اور حدیث پر چھوڑ دیا جائے تو اُن کا اور اُن کی پوری قوم کا مومن ہونا ثابت نہیں ہوتا (4/136)(25/30.31)۔

بہرحال معاویہ نے چاہا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام وہ سب کچھ لکھ دیں جو وہ حضرات ابوبکر وعمر وعثمان کے متعلق سمجھتے تھے اور یہی اس کیلئے مفید ہوتا مگر حضورؑ نے اُن کا نام تک بھی نہ لکھا بلکہ فلاں کہہ کر بات پلٹا دی اور کہہ دیا کہ یہ نامکمل بات ہے اگر مکمل بھی ہوجائے تو تیرا اس سے بہرحال تعلق نہیں ہے۔یہ معاملہ نہ تجھے فائدہ پہنچاتا ہے نہ تیرا نقصان کرتا ہے مطلب یہ کہ تو فضولیات میں اپنا وقت ضائع کرتا ہے۔پھر اُسے اُس کی اور اُس کی قوم کا حال بتایا ہے کہ تم جان کی امان پانے والے غلام اور طلاق زدہ لوگ ہو کر مہاجر وانصار کی باتیں کرتے ہو جو تمہیں زیب نہیں دیتیں۔تم خود کو اپنی حد تک محدود رکھو۔تمہیں اس سے کیا تعلق کہ کون افضل ہے کون مفضول ہے کون فاتح ہے اور کون مفتوح ہے۔تمہیں اُس ذلیل حالت پر قائم رہنا چاہیئے جس پر اللہ نے تمہیں رکھا ہے۔پھر نہایت خوبصورتی سے یہ بتایا ہے کہ فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے اور شہید ہونے والے بھی برابر نہیں ہوتے۔ہماری بنیاد ہی اونچی ہے لہٰذا ہمارا شہید تمام شہیدوں کا سردار ہوتا ہے۔ہم جنت میں بھی سارے جنتیوں کے سردار ہیں۔یہیں خاندانی افراد کو آمنے سامنے رکھ دیا ہے تاکہ

معاویہ خودکو اور اپنی قوم کو ایک ساتھ دیکھے۔اور اپنی حقیقت کو سامنے رکھے اور اگر کسی کو خط سنادے تو عمر بھر منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔

لیڈرانِ قریش کا نسل ابراہیمؑ سے سازشاً الحاق کرنا اور بنی ہاشم کی مہربانیاں

یہاں وہ لوگ غور کریں جو ابولھب اور عباس کو رسوؐل اللہ کے چچا کہا کرتے ہیں۔اُن کو سوچنا چاہئے کہ اگر ابولھب سے کسی قسم کی بھی رشتہ داری ہوتی تو حضرت علی علیہ السلام یہاں حضرت فاطمہ علیھا السلام کے مقابلے میں حَمَّالَةَ الْحَطَب کا ذکر نہ کرتے۔اس لئے کہ وہ بہر حال معاذ اللہ چچی ہوتی۔ لیکن یہاں واضح کر دیا ہے کہ وہ اور تمام مذکورہ لوگ معاویہ کے آدمی ہیں یعنی قریش کہلانے والی قوم اور نسل سے ہیں۔لہٰذا یہ جملے بار بار پڑھیں کہ:۔

''ہم میں سے نبیؐ ہے۔یعنی نبیؐ ہماری نسل سے ہے اور مکذب تمہاری نسل سے ہے۔اور اسد اللہ ہماری نسل سے ہے اور جھوٹی حلف اٹھانے والا شیر تمہاری نسل سے ہے اور جنت کے جوانوں کے دونو سرؔدار ہماری نسل سے ہیں۔اور جہنمی لڑکے تمہاری نسل سے ہیں۔اور تمام عالمین کی عورتوں سے بہتر عورتؑ ہماری نسل سے ہے۔اور لکڑیوں کا گٹھا اُٹھائے اُٹھائے پھرنے والی عورت تمہاری نسل سے ہے۔''

یہاں صرف قوم و قبیلے کی بات نہیں ہو رہی ہے بلکہ نسل ابراہیم و اسماعیل علیھما لسلام کی بات پیش نظر ہے۔یہاں اُن کا بھی ذکر ہے جو نسل اسماعیل علیہ السلام سے اسلام لائے اور اُن کا بھی ذکر ہے جو اعلان نبوت سے پہلے کے یعنی ایام جاھلیت کے لوگ تھے۔چنانچہ فرمایا ہے کہ: فَاِسْلَامُنَا مَا قَدْ سُمِعَ وَجَا هِلِيَّتُنَا لَا تُدْ فَعُ یعنی ہماری نسل کے اسلام کی دھوم سنائی دے رہی ہے۔اور زمانہ جاہلیت میں ہماری نسل کی بزرگی سے انکار کی مجال نہیں ہے(28/23)اور یہیں اپنی پوری نسل کو حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کی اتباع کرنے والے اور پہلے درجے میں وابستہ قرار دیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کو پیش کیا ہے اور اُن مومنین کو نبیؐ کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے جو نبیؐ کے ساتھ ایمان لائے تھے۔اور جو قرآن کی رو سے سو فیصد جنتی حضرات ہیں آیت سنئے اور مومنین میں سے اُن لوگوں کو نوٹ کیجئے جو صاحبان مقتدرت تھے فرمایا گیا کہ:۔

قریشی مسلمانوں میں سے صاحبان مقدرت نے ہر دفعہ جہاد فی سبیل اللہ سے رخصت چاہی ساتھ ایمان لانے والے جنتی

سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ o رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ o لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (9/86-89)

مودودی ترجمہ:''جب کبھی کوئی سورت اس مضمون کی نازل ہوئی کہ اللہ کو مانو اور اس کے رسوؐل کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو تم نے دیکھا کہ جو لوگ ان میں سے صاحبِ مقدرت تھے وہی تم سے درخواست کرنے لگے کہ انہیں جہاد کی شرکت سے معاف رکھا جائے اور انہوں نے کہا کہ ہمیں چھوڑ دیجئے کہ ہم بیٹھنے والوں کے ساتھ رہیں۔اُن لوگوں نے گھر بیٹھنے والیوں میں شامل ہونا پسند کیا اور اُن کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیا گیا۔اس لئے اُن کی سمجھ میں اب کچھ نہیں آتا۔ بخلاف اس کے رسوؐل نے اور اُن لوگوں نے جو رسوؐل کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی جان و مال سے جہاد کیا اور اب ساری بھلائیاں اُن ہی کیلئے ہیں اور وھی فلاح پانے والے ہیں۔اللہ نے اُنکے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔یہ ہے عظیم الشان کامیابی''(تفہیم القرآن جلد2 صفحہ 221.222)مودودی جو ایمان لائے اور جو نبیؐ کے ساتھ ایمان لائے دونوں کا فرق سنئے لکھتے ہیں کہ:۔

آمَنُوْا مَعَهٗ کی تشریح مودودی والے مسلمانوں کی بات سُنیں

''یعنی اگرچہ یہ بڑی شرم کے قابل بات ہے کہ اچھے خاصے ھٹے کٹے تندرست،صاحب مقدرت لوگ ایمان کا دعویٰ رکھنے کے باوجود کام کا

وقت آنے پر میدان میں نکلنے کے بجائے گھروں میں گھس بیٹھیں اورعورتوں میں جا شامل ہوں لیکن چونکہ ان لوگوں نے خود جان بوجھ کر اپنے لئے یہی رویہّ پسند کیا تھا اس لئے قانونِ فطرت کے مطابق ان سے وہ پاکیزہ احساسات چھین لئے گئے جن کی بدولت آدمی ایسے ذلیل اطوار اختیار کرنے میں شرم محسوس کیا کرتا ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد2 صفحہ 222-221)

قریشی علماء ''**آمَنُوْا مَعَہٗ**'' (جو نبیؐ کے ساتھ ایمان لائے) کا مطلب یہ بیان کیا کرتے ہیں کہ ''**جو نبیؐ پر ایمان لائے**'' یعنی وہ تمام مسلمانوں کو آمَنُوْا مَعَہٗ میں شامل کر دیا کرتے ہیں۔ مودودی کی یہ تشریح عام مومنوں کو اُن مومنین سے الگ کر دیتی ہے جو مندرجہ بالا آیات (9/86-89) میں بیان ہوئے ہیں۔ آمَنُوْا مَعَہٗ کہتے ہی خالص جنتیوں کی بات ہوتی ہے نہ کہ مشکوک مومنوں کی بات۔ یہی لوگؑ اور نبیؐ حضرت ابرہیمؑ سے وابستہ ہیں۔ اِن جملوں (28/22-25) میں آپ نے خاندان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وابستہ دکھایا اور اُن ہی کی نسل سے ہونا قرآن سے ثابت کیا ہے۔

قریش نام کی قوم کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی رعایت دی گئی تھی، نہ وہ کفو تھے نہ ہم نسب تھے

اور قریش کو افرادی مقابلے سے پہلے آپؑ نے اکیسویں جملے میں واضح فرمادیا ہے کہ اعلان اسلام کی بنا پر قریش کہلانے والے لوگوں میں نکاح کرنے اور اُن کے نکاح قبول کر لینے کی رعایت دی گئی تھی ورنہ حقیقتاً وہ اس قابل نہ تھے (وَلَسْتُمْ ھُنَاکَ) لہٰذا اس ملنے جلنے یعنی خلط ملط ہونے کو اور حضرت عائشہ وحفصہ اور دیگر عورتوں سے نکاح کر لینے کو دلیل بنا کر قریش کا نسل ابراہیم علیہ السلام سے ہونا ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ دوران حکومت گھڑی جانے والی کہانیاں ایک مجہول نسل کو نسل ابراہیمؑ میں مدغم نہیں کر سکتیں۔ لہٰذا یہ جملہ (21) قریش کو مکھی کی طرح نکال پھینکتا ہے۔

محمدؐ وعلیؑ اور اُن کی نسل اللہ کی عجیب ترین وعظیم ایجادو کاریگری ہیں اور انسان اُن حضرات کی کاریگری ہیں

اور یہ جملہ بتاتا ہے کہ ہم تو اللہ کی عجیب ترین وعظیم ترین ایجاد ہیں اس ایجاد کی عظمت کا بھی یہی تقاضہ ہے کہ قریش اس نسل ونسب سے دور رکھے جائیں (28/20) چنانچہ نسل کی بات یہ فرمانے کے بعد شروع کی ہے کہ ''<u>ہم سب اپنے پروردگار کی کاریگری اور ایجاد ہیں اور باقی نوع انسان ہماری کاریگری اور ایجاد ہے</u>'' (28/20) یا مجتہدین والے ترجمہ کی رو سے ''<u>نوع انسان ہمارے لئے بنائی اور ایجاد کی گئی ہے</u>۔'' ان دونوں میں سے کوئی معنی بھی اختیار کر لیں حقیقت میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ نوع انسان ہی نہیں پوری کائنات اور کائنات کی تمام مخلوقات وموجودات محمدؐ وآل محمد علیھم السلام کے لئے پیدا کی گئی ہے اسی پر شہادت ہے حدیث قدسی ''<u>لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ</u>'' اے محمدؐ اگر تو نہ ہوتا تو میں یہ افلاک وغیرہ کچھ پیدا نہ کرتا۔ اُسی جملے (20) کی تشریح میں علامہ ابی الحدید نے لکھا کہ <u>یقول لَیْسَ من البشر علینا نعمۃ بَل اللّٰہ تعالٰی ھُوَالَّذِی انعم عَلَیْنَا فلیس بیننا و بینہ واسطۃ و الناس باسرھم صنا ئعنا فنحن الواسطۃ بینھم و بین اللّٰہ تعالٰی وھذا مقام جلیل ظاھرہ ماسمعتَ و باطنہ اَنَّھُمْ عَبِیْدُاللّٰہ وَاِنَّ النَّاسَ عَبِیْدَھُمْ</u> (شرح جلد3۔ صفحہ 451)

حضرتؑ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ ہم پر کسی بشر کا احسان نہیں بلکہ خداوند عالم نے ہمیں تمام نعمتیں براہ راست دی ہیں اور ہمارے اور اللہ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے اور <u>تمام لوگ ہمارے احسان پروردہ اور ساختہ پرداختہ ہیں اور ہم اللہ اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔ یہ ایک عظیم منزلت اور جلیل مقام ہے ان الفاظ کا ظاہری مفہوم وہی ہے جو تمہارے گوش گذار ہو چکا ہے لیکن اِن کے باطنی معنی یہ ہیں کہ ہم اللہ کے بندے ہیں اور تمام لوگ ہمارے بندے ہیں</u>۔'' یہی کچھ حدیث میں آیا ہے۔ احادیث سے ناواقف لوگوں کو بہت سی حقیقتیں ھضم نہیں ہوتیں۔ <u>ہم تو اِن حضرات علیھم السلام کو علّتِ مادی وعلت صوری اور علت فاعلی وعلت غائی یقین کرتے ہیں</u>۔ انسانی صورت میں آئے اور اسلامی قوانین کی پابندیاں پوری کرنے آئے تھے لوگوں

سے معاشرت اور میل جول اُنہیں اُن کی صحیح پوزیشن سے نہیں گراتا۔

علیؑ و محمدؐ کی قریش کے مقابلے میں برتری اور قرآن میں اس نسل کے ہر زمانہ کے حالات

جملہ نمبر 23 میں حضرت علی علیہ السلام یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ:

''اللہ کی کتاب نے ہمارے وہ تمام حالات اپنے اندر جمع کر لئے ہیں جو چھوٹ جانے والے تھے''(28/23)

یہاں پہلے تو یہ سوچیئے کہ علمائے شیعہ نے محمد و آلِ محمد صلی اللہ علیہم اجمعین کے حالات قرآن سے لکھنا تو الگ رہا انہوں نے تو یہ بھی کہیں نہ کہا کہ اُن حضراتؑ کے حالات قرآن کریم میں محفوظ ہیں۔ بہر حال اس جملے میں آپؑ نے قرآن کریم کی آیات (33/6) اور (8/75) کا یہ ٹکڑا لکھا ہے کہ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ ..... (8/75),(33/6)

یعنی حضرت علی علیہ السلام اپنی نسلی وخاندانی وذاتی برتری پر ان آیات کو دلیل قرار دیتے ہیں۔ مگر شیعہ سُنی ترجموں اور تفسیروں میں آیات کے الفاظ اور معنی کا ستیاناس کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ اور کیوں نہ ہو جب کہ عہدِ رسولؐ ہی سے قریش نے قرآن کو مہجور کرنا' معنوی ردوبدل کرنا' غلط مفاہیم کو قرآن سے وابستہ کرنے کا کام شروع کر دیا تھا (25/30.31/6/66) اور آج انہیں غلط تفاہیم اور معنوی ردوبدل کرتے ہوئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور اپنے اس عمل کو درجہ کمال تک پہنچا دیا ہے۔ بہر حال حضورؐ کی بیان کردہ آیت میں اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ ''محمدؐ نبیؐ مومنین کے ہر ہر معاملے میں تمام مومنین کے مقابلے میں اُن کی سوجھ بوجھ و عقل سے بڑھ کر اُن کی اپنی جان سے بھی زیادہ مختار و حکمران ہیں اور نبیؐ کی بیویاں تمام مومنین کی مائیں ہیں اور نبیؐ کے رحمی رشتہ داروں میں سے بعض لوگ اپنے رشتہ داروں سے بھی اور باقی تمام اہل ایمان سے بھی اور تمام مہاجرین سے بھی کتاب اللہ کی رو سے رسولؐ کی مانند اُن کی سوجھ بوجھ و عقل اور جان سے بھی زیادہ مختار و حکمران ہیں اُن کے بعد تمہیں یہ اختیار ہے کہ تم اپنے دوسرے اولیاء (حکمرانوں) کے ساتھ وہ پسندیدہ سلوک کر سکو جو کتاب اللہ کی سطروں میں لکھا ہوا ہے۔''

یہ آیات عام مومنین سے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پوری اُمت میں ایسی درجہ بندی کر دیتی ہیں کہ کسی کو اُن مدارج سے اِدھر اُدھر ہونے کا اختیار نہیں رہتا۔ پوری تفصیل ہماری تفسیر احسن التعبیر میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں تو یہ دیکھیں کہ اللہ کی طرف سے اور قرآن کی رو سے اللہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ تمام انسانوں پر حکمراں (اَوْلٰی) ہیں اُن کے سامنے کسی کو اپنی سوجھ بوجھ و بصیرت و عقل سے یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ رسولؐ کی رضامندی کے خلاف کوئی بات کہہ سکیں یا کوئی حرکت یا عمل کر سکیں بلکہ اُن کی سوچ کو بھی رسولؐ کی سوچ و اجازت کے ماتحت رہنا ہوگا۔ اسی کا عملی صورت میں یہ بیان ہوا ہے کہ:۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ(33/36) (وہی سورت)

مودودی ترجمہ:۔ ''کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اُس کا رسولؐ کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اُس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسولؐ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔'' (تفہیم جلد 4 صفحہ 98۔97)

اس آیت پر علامہ مودودی کی تشریح:''یہ آیت اگر چہ ایک خاص موقع پر نازل ہوئی ہے مگر جو حکم اس میں بیان ہوا ہے وہ اسلامی آئین کا اصل الاصول ہے اور اس کا اطلاق پورے اسلامی نظامِ زندگی پر ہوتا ہے۔ اس کی رُو سے کسی مسلمان فرد یا قوم یا ادارے یا عدالت یا پارلیمنٹ یا ریاست کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جس معاملے میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے کوئی حکم ثابت ہو اُس میں وہ خود اپنی آزادیٔ رائے استعمال کرے۔ مسلمان ہونے کے معنی ہی خدا

اور رسوؐل کے آگے اپنے آزادانہ اختیار سے دست بردار ہو جانے کے ہیں۔ کسی شخص یا قوم کا مسلمان بھی ہونا اور اپنے لئے اس اختیار کو محفوظ بھی رکھنا، دونوں ایک دوسرے کی نفی کرتے ہیں۔ کوئی ذی عقل انسان ان دونوں رویوں کو جمع کرنے کا تصور نہیں کر سکتا۔ جسے مسلمان رہنا ہو اس کو لازماً حکم خدا اور رسوؐل کے آگے جھک جانا ہوگا۔ اور جسے نہ جھکنا ہو اس کو سیدھی طرح ماننا پڑے گا کہ وہ مسلمان نہیں ہے۔ نہ مانے گا تو چاہے اپنے مسلمان ہونے کا وہ کتنا ہی ڈھول پیٹے، خدا اور خلق دونوں کی نگاہ میں وہ منافق ہی قرار پائے گا۔'' (تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 99-98)

یہ عملی صورت لیڈرانِ قریش اور اُن کے پیروکاروں کے مذہب و عقائد اور تصورات اور فیصلوں کو باطل ثابت کرتی ہے۔ بہر حال تمام ہی مومنین اور مومنات کا اپنے معاملات میں رسوؐل کے سامنے بے اختیار ہونا اصولی حیثیت سے آیت (33/6) میں بیان ہو گیا ہے اور جو الفاظ نبیؐ کو تمام مومنین اور مومنات پر کلی اختیارات دیتے ہیں وہ الفاظ یہ ہیں کہ ''اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی'' ''یہ خاص نبیؐ اولیٰ ہے'' مولیٰ ہے۔ مختار کل ہے۔ حکمران ہے۔'' یہی الفاظ آئے ہیں رسوؐل کے رحمی رشتہ داروں کے لئے کہ:

''بَعۡضُهُمۡ اَوۡلٰی بِبَعۡضٍ فِیۡ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُهٰجِرِیۡنَ ۔'' (33/6)

رحمی رشتہ دار بعض رحمی رشتہ داروں سے بھی اور تمام مومنین اور مہاجرین سے بھی اَولیٰ ہیں۔ مولیٰ ہیں۔ مختارِ کل ہیں۔ حکمران ہیں۔

مختصر بات یہ ہوئی کہ اللہ۔ رسوؐل۔ رحمی رشتہ دار تمام ایمان لانے والوں پر اَولیٰ بالتصرف اور مختار ہیں۔ اُن کے احکام اور فیصلے ہر کسی کو بلا چون و چرا ماننا لازم ہیں۔ ورنہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس آیت کا حوالہ دے کر حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ اینڈ کمپنی کے تمام راستے بند کر دیے ہیں۔ اُس کی فضیلت وغیرہ کی بحثیں بکواس بن کر رہ گئیں اور ساتھ ہی نسلی برتری ثابت ہوگئی۔ جن کی بیویاں سارے مومنین و مہاجرین و انصار کی مائیں ہوں ظاہر ہے کہ وہ ساری اُمت کے لئے بمنزلہ باپ ہوں گے اور باپ کے روبرو اور ماں کے سامنے اُفّ تک کرنے کا اختیار نہیں رہتا۔ چہ جائیکہ کوئی اور اختیار (24-17/23)۔ تفسیر احسن التعبیر سے (7-33/6) ضرور دیکھ لیں معلومات میں اضافہ ہوگا۔

(نمبر 29) خط اِلٰی اَهۡلِ الۡبَصۡرَةِ: بصرہ کے باشندوں کے نام

1۔ بصرہ والوں کے کچھ ناپسندیدہ اطوار کی بنا پر انہیں تنبیہ فرمائی ہے۔ 2۔ اپنے حیران کن اور لاثانی سلوک کا تذکرہ فرما کر ایک روح فرسا دھمکی تحریراً ارسال کردی ہے۔ جس سے اہل بصرہ کی نیند اڑ جائے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

وَقَدۡ كَانَ مِنۡ اِنۡتِشَارِ حَبۡلِكُمۡ وَشِقَاقِكُمۡ مَالَمۡ تَغۡبُوۡاعَنۡهُ فَعَفَوۡتُ عَنۡ مُّجۡرِمِكُمۡ ؛	1	اور تمہاری قومی پھوٹ، انتشار اور فرقہ واریت جس مقام پر بھی ہے اُسے تم خود بھی سمجھتے ہو؛
وَرَفَعۡتُ السَّيۡفَ عَنۡ مُدۡبِرِكُمۡ وَقَبِلۡتُ مِنۡ مُّقۡبِلِكُمۡ ؛	2	مگر میں نے تمہارے مجرموں کو اصلاح کا موقع دینے کے لئے نظر انداز کر دیا تھا؛
فَاِنۡ خَطَتۡ بِكُمُ الۡاُمُوۡرُ الۡمُرۡدِيَةُ ؛ وَسَفَهُ الۡاٰرَاءِ الۡجَائِرَةِ	3	اور تمہارے پیٹھ پھرا کر جنگ سے بھاگنے والوں کو تہہ تیغ نہ کیا تھا۔ اور تعاون کے لئے بڑھ کر آنے والوں کو قبول کر لیا تھا؛
اِلٰی مُنَابَذَتِیۡ وَخِلَافِیۡ فَهَا اَنَا ذَا قَدۡ قَرَّبۡتُ	4	چنانچہ اس سلوک کے بعد بھی اگر تمہیں تمہارے تباہ کن معاملات اور مصلحتیں اور

جِیَادِیْ ؛ وَرَحَلْتُ رِکَابِیْ ؛		اقدامات غلط سمت میں لے جائیں اور تم اپنی احمقانہ رائے اور ظالمانہ طرز فکر سے میری مخالفت اور عہد شکنی پر قائم ہوگئے ہو تو سن لو کہ میں نے اپنے گھوڑوں کو قریب تیار رکھا ہوا ہے۔اور زین ورکاب سے آراستہ کیا ہوا ہے۔
وَلَئِنْ اَلْجَأْتُمُوْنِیْ اِلَی الْمَسِیْرِ اِلَیْکُمْ لَاُوْقِعَنَّ بِکُمْ وَقْعَةً لَایَکُوْنُ یَوْمُ الْجَمَلِ اِلَیْهَا اِلَّا کَلَعْقَةِ لَاعِقٍ ؛	5	اور اگر تم نے مجھے اپنی طرف فوج کشی اور روانگی کے لئے مجبور کیا تو میں تمہارے ساتھ ایسی جنگی صورت پیدا کردوں گا کہ تمہارے اندر واقعہ روز جمل کا حال ایسا رہ جائے گا جیسے کوئی کسی چیز کو محض زبان سے چاٹ لے؛
مَعَ اَنِّیْ عَارِفٌ لِّذِی الطَّاعَةِ مِنْکُمْ فَضْلَهٗ ؛	6	اسکے ساتھ ہی میں تمہارے اندر ان لوگوں کو جانتا ہوں جو اطاعت کی فضیلت رکھتے ہیں
وَلِذِی النَّصِیْحَةِ حَقَّهٗ ؛	7	اور جو خیر خواہ ہیں میں ان کا حق پہچانتا ہوں؛
غَیْرَ مُتَجَاوِزٍ مُتَّهَمًا اِلٰی بَرِیْءٍ وَلَا نَاکِثًا اِلٰی وَفِیٍّ .	8	اور میں مجرموں کیساتھ بے گناہوں کو اور وفاداروں کیساتھ عہد شکنوں کو نہ لپیٹوں گا۔''

تشریح:۔ قارئین نے دیکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام میدان جنگ سے بھاگنے والے دشمنوں کو نہ گرفتار کراتے تھے اور نہ انہیں قتل کرنے دیتے تھے نہ کسی زخمی کو قتل کرنے کی اجازت دیتے تھے۔نہ لوٹ مار کرنے دیتے تھے۔بلکہ چھوڑ جانے والے سامان کو بھی دشمنوں کو واپس دے دیتے تھے۔اگر آپؑ نے حضرات ابوبکر وعمر والا رویہ اختیار کیا ہوتا تو بصرہ میں ایک کھلا قتل عام ہونا چاہئے تھا۔اور اھل بصرہ یہی امید رکھتے تھے کہ قتل عام کیا جائے گا سارے شہر کو لوٹا جائے گا مردوں کو غلام اور عورتوں کو کنیزیں بنایا جائے گا۔لیکن آپ نے اعلان کرادیا تھا کہ مجھ جیسے انسان سے یہ امید نہ کرنا چاہئے۔اس حسن سلوک کے بعد بھی بصرہ میں معاویہ اور قریشی لیڈر وافتراق وانتشار پھیلاتے رہتے تھے۔اسے روکنے کے لئے یہ خط لکھا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اگر مجھے فوج کشی پر مجبور کیا گیا تو جنگ جمل والے سلوک کی اب امید نہ رکھنا۔اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ رحیمانہ سلوک ہر حال میں اور ہر مجرم کے ساتھ کرنا غلط ہے۔ یہ تو حضرت علی علیہ السلام کا اپنا رحیمانہ طریقہ ہے۔قرآن کریم (مائدہ 5/33) تو ان لوگوں کو بڑی بے رحمانہ سزا دینے کا حکم دیتا ہے۔لہٰذا رحم وکرم کے بعد بھی اگر لوگ نہ مانیں اور دین سے اور امام عصر علیہ السلام سے بغاوت جاری رکھیں تو یقیناً ایسے لوگوں کو دنیا سے مٹا دینا جائز ہوجائے گا وہ جنگی قیدی ہی تو ہوں گے جن کے ہاتھ اور پیر الٹی طرف سے کاٹنے کا حکم ہے۔سولیاں دینا جہاں ضروری ہے دنیا سے نفی کرنا لازم ہے (5/33)۔

(نمبر 30) خط اِلٰی مُعَاوِیَه: معاویہ کے نام، گمراہی اور کفر کی طرف بڑھنے سے روکنے کیلئے ہدایات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

فَاتَّقِ اللّٰهَ فِیْمَا لَدَیْکَ وَانْظُرْ فِیْ حَقِّهٖ عَلَیْکَ ؛	1	اللہ کی عائد کردہ ذمہ داریاں اختیار کرو اور اُن حقوق کو ادا کرو جو اُس نے قائم کئے ہیں؛
وَارْجِعْ اِلٰی مَعْرِفَةِ مَا لَاتُعْذَرُ بِجَهَالَتِهٖ ؛	2	اور اُن چیزوں کی معرفت حاصل کرنے کیلئے پلٹو جن سے لاعلمی کا عذر قابل قبول نہیں ہوگا
فَاِنَّ لِلطَّاعَةِ اَعْلَامًا وَاضِحَةً وَّسُبُلًا نَیِّرَةً ؛ وَمَحَجَّةً نَّهْجَةً وَغَایَةً مَطْلُوْبَةً ؛	3	اس لئے کہ اطاعتِ خداوندی کے واسطے واضح نشانات اور روشن راہیں سامنے ہیں۔اور دلیل وحجت سے ثابت شدہ طریقے اور سب کی پسندیدہ اور مطلوبہ منزل موجود ہے؛ اور

یَرِدُھَا الْاَ کْیَاسُ ، وَیُخَالِفُھَا الْاَنْکَاسُ ؛	4	دانشورلوگ تو اس منزل کی طرف بڑھنے میں کوشاں رہتے ہیں اور گھٹیا لوگ اس منزل کے خلاف راستے اختیار کرتے ہیں؛
مَنْ نَّکَبَ عَنْھَا جَارًا عَنِ الْحَقِّ وَخَبَطَ فِی التِّیْہِ ؛	5	بہرحال جو کوئی اس منزل سے ہٹتا ہے وہ حق سے ہٹ جاتا ہے؛ اور گمراہی میں اُلجھ کر رہ جاتا ہے؛
وَغَیَّرَ اللّٰہُ نِعْمَتَہُ وَاَحَلَّ بِہٖ نَقْمَتَہُ ؛	6	اور اللہ اُس سے اپنی نعمتیں چھین لیتا ہے اور اُسے اپنے عذاب کے حوالے کر دیتا ہے؛
فَنَفْسَکَ نَفْسَکَ ؛	7	لہٰذا اپنی جان بچاؤ اور خود کو ہلاکت سے باہر نکالو؛
فَقَدْ بَیَّنَ اللّٰہُ لَکَ سَبِیْلَکَ ؛	8	یقیناً اللہ نے تیرے لئے تیرا راستہ اور راہ عمل واضح کر دیئے ہیں؛
وَحَیْثُ تَنَاھَتْ بِکَ اُمُوْرُکَ ؛	9	اور وہ مقام بتا دیا ہے جہاں تمہیں تمہارے کام اور معاملات لے جائیں گے؛
فَقَدْ اَجْرَیْتَ اِلٰی غَایَۃِ خُسْرٍ ؛ وَمَحَلَّۃِ کُفْرٍ ؛	10	اور تمہارا حال یہ ہے کہ تم تو انتہائی گھاٹے اور کفر کے مقام کی طرف دوڑے جا رہے ہو؛
وَاِنَّ نَفْسَکَ قَدْ اَوْلَجَتْکَ شَرًّا ؛ وَاَقْحَمَتْکَ غَیًّا ؛ وَاَوْرَدَتْکَ الْمَھَالِکَ وَ اَوْعَرَتْ عَلَیْکَ الْمَسَالِکَ .	11	تمہارے نفس نے تمہیں برائیوں میں دھکیل دیا ہے اور باغیانہ روش میں گمراہی کے اندر جھونک دیا ہے اور ہلاکتوں میں لا کر چھوڑ دیا ہے اور تمہارے لئے راستی کی راہوں کو دشوار بنا دیا ہے۔''

تشریح:۔ اس خط سے حضرت علی علیہ السلام نے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ کا عمل درآمد معاویہ کے ساتھ دشمنانہ نہ تھا بلکہ قانونی عمل درآمد تھا۔ قانون خداوندی کے تقاضوں کو پورا کرنا آپ کی ذمہ داری تھی۔قرآن کریم نے حکم دیا ہے کہ:۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○(5/8)

''اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور شہادت کو قسطوں پر برقرار رکھنے والے بنو۔کسی قوم سے دشمنی تمہیں اس پر آمادہ نہ کر دے کہ تم دشمن سے عدل وانصاف نہ کرو۔ برابر عدل کو قائم رکھو عدل کرتے رہنا تقویٰ سے بہت قربت رکھتا ہے۔اللہ کے سامنے ذمہ دار رہو۔تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح خبردار رہتا ہے(مائدہ 5/8)۔

اس آیت کا بھی تقاضہ ہے کہ دشمن کو اچھی اچھی باتیں بتائی جائیں نصیحت کی جائے اور اُسے آخرت میں عذاب سے بچنے کا مشورہ دیا جائے۔ اس کے سامنے اس کی صحیح تصویر پیش کی جائے اور وہ تمام طریقے بتائے جائیں جن پر عمل کرنے سے اس کی نجات ممکن ہو سکے۔ ماننا نہ ماننا۔عمل کرنا نہ کرنا بہرحال اُس کا اپنا کام ہے۔لہٰذا حضرت علی علیہ السلام نے اپنا کام کرنے میں کمی نہیں کی اور دشمنی کو رکاوٹ نہیں بننے دیا ہے۔

(نمبر31) وصیت لِلْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ كَتَبَهَا إِلَيْهِ بِحَاضِرِيْنَ مُنْصَرِفًا مِنْ صِفِّيْنَ

حسنؑ بن علیؑ (دونوں پر سلام ہو) کے لئے وصیت جسے صفین سے واپس آتے ہوئے ایک گاؤں بنام حاضرین کے پاس تحریر فرمایا تھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

مِنَ الْوَالِدِ الْفَانِ ؛	1	یہ ایک فنا ہو جانے والے باپ کی طرف سے وصیت ہے؛
الْمُقِرِّ لِلزَّمَانِ ؛ الْمُدْبِرِ الْعُمُرِ ، الْمُسْتَسْلِمِ لِلدَّهْرِ الذَّامِّ لِلدُّنْيَا ؛	2	جس نے زمانہ کے فانی ہونے کا بھی اقرار کر لیا ہے جسکی عمر پیٹھ پھرائے واپس جارہی ہے جس نے دنیا میں رہنے کے قوانین کو مان کر خود کو سپرد کر دیا ہے جو دنیا سے دور ہٹنے میں مصروف ہے؛
السَّاكِنِ مَسَاكِنَ الْمَوْتٰى الظَّاعِنِ عَنْهَا غَدًا	3	جو مرتے رہنے والوں کے ٹھکانوں میں سکونت رکھتا ہے اور کل یہاں سے کوچ کرنیوالا ہے
إِلَى الْمَوْلُوْدِ الْمُؤَمِّلِ مَالَا يُدْرِكُ السَّالِكِ سَبِيْلَ مَنْ قَدْ هَلَكَ ؛	4	وصیت اُس بیٹے کیلئے ہے جو نہ ملنے والی چیزوں کی بھی اُمید رکھتا ہے اور اُسی راہ پر چلا جارہا ہے جس راہ نے ہلاک ہو جانا ہے؛
غَرَضِ الْأَسْقَامِ ؛	5	جو نقائص اور خامیوں کی زد پر ہے؛
وَ رَهِيْنَةِ الْأَيَّامِ ؛	الف	اور یہاں کے شب و روز گذارنے میں رہن و پابند ہے؛
وَ رَمِيَّةِ الْمَصَائِبِ ؛	ب	اور مصائب کی تیراندازی کا نشانہ ہے،
وَ عَبْدِ الدُّنْيَا ؛ وَتَاجِرِ الْغُرُوْرِ ؛	ج	اور اس دنیا کے قواعد کا مطیع ہے، اور دنیا کے دھوکوں کا تاجر ہے،
وَغَرِيْمِ الْمَنَايَا ؛	د	اور اموات کا مقروض ہے؛
وَاَسِيْرِ الْمَوْتِ ؛	ہ	اور اسی لئے موت کا قیدی ہے،
وَ حَلِيْفِ الْهُمُوْمِ ؛	و	اور غموں اور رنج و ملال کے ساتھ عہد کئے ہوئے ہے؛
وَ قَرِيْنِ الْأَحْزَانِ ؛	ز	اور حزن کی تمام قسموں کا ساتھی ہے؛
وَ نُصُبِ الْاٰفَاتِ ؛	ح	اور آفتوں کا منظورِ نظر ہے؛
وَصَرِيْعِ الشَّهَوَاتِ ؛	ط	اور خواہشوں کا مقتول ہے؛
وَخَلِيْفَةِ الْأَمْوَاتِ ؛	ی	اور مرنے والوں کا جانشین ہے؛
أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ فِيْمَا تَبَيَّنْتُ مِنْ إِدْبَارِ الدُّنْيَا عَنِّيْ ، وَجُمُوْحِ الدَّهْرِ عَلَيَّ ؛ وَإِقْبَالِ الْاٰخِرَةِ إِلَيَّ ، مَا يَزَعُنِيْ عَنْ ذِكْرِ مَنْ سِوَايَ وَ الْإِهْتِمَامِ بِمَا وَرَائِيْ غَيْرَ أَنِّيْ حَيْثُ تَفَرَّدَ بِيْ دُوْنَ هُمُوْمِ النَّاسِ هَمُّ نَفْسِيْ ؛	6	بعد از حمد و ثنائے خدا اور رسولؐ واضح ہو کہ میں نے دُنیا کے خود سے منہ موڑنے اور اپنے اوپر زمانہ کی زیادتیوں کو دیکھ لینے اور آخرت کے اپنی طرف بڑھتے آنے سے جو کچھ سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ مجھے دوسروں کی (غیروں کی) یاد سے اور خود اُن کاموں سے جو میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں روکتا ہے۔ اور اپنے معاملات کے اہتمام میں لگاتا ہے اسلئے کہ دوسروں کے فکر و اندوہ سے ہٹ کر خود میرا فکر و اندوہ میری اپنی تنہا ذات پر منحصر ہے۔ لہٰذا مجھے اپنی عاقبت کی فکر میں لگ جانا چاہئے؛

فَصَدَّقَنِیْ رَأْیِیْ وَصَرَفَنِیْ عَنْ هَوَایَ ؛	7	چنانچہ میری رائے نے مجھے درست ثابت کر کے میری تصدیق کر دی اور مجھے میری خواہش سے ہٹا دیا ہے؛
وَصَرَّحَ لِیْ مَحْضُ اَمْرِیْ ؛	8	اور میرے لئے میرے کاموں کی حقیقت واضح کر دی ہے؛
فَافْضیٰ بِیْ اِلٰی جِدٍّ لَّایَکُوْنُ فِیْهِ لَعِبٌ وَصِدْقٍ لَایَشُوْبُهُ کذبٌ .	9	چنانچہ مجھے اصلاح حال کی ایسی کوشش میں مصروف کر دیا ہے جس میں تضیع اوقات نہ ہو سکے اور ایسی سچائی کو ثابت کرنے پر مامور کر دیا جس میں جھوٹ کا میل نہ ہونے پائے؛
وَجَدْتُکَ بَعْضِیْ بَلْ وَجَدْتُکَ کُلِّیْ ؛	10	**میں نے تمہیں اپنا ایک جز پایا بلکہ تمہیں وہی کچھ پایا جو کچھ کہ میں کُل ہوں**؛
حَتّٰی کَاَنَّ شَیْئًا لَوْ اَصَابَکَ اَصَابَنِیْ وَکَاَنَّ الْمَوْتَ لَوْاَتَاکَ اَتَانِیْ ؛	11	یہاں تک کہ تم میں ایسی یگانگت و یکسانیت پاتا ہوں کہ جو کچھ تم پر گذرتا ہے **وہی کچھ مجھ پر واقع ہوتا ہے**۔ یہاں تک گویا اگر تمہیں موت آئے تو مجھے بھی موت آ جائے گی؛
فَعَنَانِیْ مِنْ اَمْرِکَ مَایَعْنِیْنِی مِنْ اَمْرِ نَفْسِیْ	12	چنانچہ اس ہم آہنگی کی بنا پر مجھے تمہارا اتنا ہی انتظام کرنا ہے جتنا میں خود اپنی ذات کا کرتا؛
فَکَتَبْتُ اِلَیْکَ کِتَابِیْ مُسْتَظْهِرًا بِهٖ اِنْ اَنَا بَقِیْتُ لَکَ اَوْ فَنِیْتُ .	13	اس لئے میں نے تمہارے لئے اپنی یہ وصیت لکھ دی ہے تا کہ یہ تمہاری پشت پناہی کا کام دے خواہ میں تمہارے لئے زندہ باقی رہوں یا فنا ہو جاؤں۔
فَاِنِّیْ اُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰهِ . اَیْ بُنَیَّ . وَلُزُوْمِ اَمْرِهٖ ؛	14	چنانچہ پہلی چیز یہ کہ تم اللہ کے سامنے ہمیشہ اور ہر حال میں ذمہ دار رہنا اے میرے ننھے بیٹے، اور اس کے احکامات پر لازمی عمل کرنا؛
وَعِمَارَةِ قَلْبِکَ بِذِکْرِهٖ وَالْاِعْتِصَامِ بِحَبْلِهٖ.	15	اور اللہ کے ذکر سے اپنے دل کی تعمیر کرتے رہنا۔ اور اس کی رسی (سلسلے) کو پکڑے رہنا؛
وَاَیُّ سَبَبٍ اَوْثَقُ مِنْ سَبَبٍ بَیْنَکَ وَبَیْنَ اللّٰهِ اِنْ اَنْتَ اَخَذْتَ بِهٖ ؟	16	اور کونسا سبب اور رشتہ اس سبب اور رشتے سے مضبوط اور پر یقین ہو سکتا ہے جو تمہارے اور اللہ کے درمیان ہے؟ شرط یہ ہے کہ تم اُس سے وابستہ رہتے چلے جاؤ۔
اَحْیِ قَلْبَکَ بِالْمَوْعِظَةِ ؛ وَاَمِتْهُ بِالزَّهَادَةِ ؛	17	اپنے دل کو وعظ و تقریر سے زندگی دیتے رہنا اور دُنیا سے بے رخی برت کر دنیاوی جذبات کو مارنا؛
وَقَوِّهٖ بِالْیَقِیْنِ ، وَنَوِّرْهُ بِالْحِکْمَةِ وَذَلِّلْهُ بِذِکْرِ الْمَوْتِ ؛	18	اور یقین کے ذریعہ دل کو قوت دینا اور حکمت سے اُسے منور کرنا اور موت کے تذکروں سے اُس کی انسانی خواہشوں کو ذلیل کرتے رہنا؛
وَقَرِّرْهُ بِالْفَنَاءِ وَبَصِّرْهُ فَجَائِعَ الدُّنْیَا ؛	19	اور اس سے فنا کا اقرار کرانا، دنیاوی حادثات پر متوجہ رکھ کر اس کی بصیرت میں اضافہ کرتے رہنا؛
وَحَذِّرْهُ صَوْلَةَ الدَّهْرِ ؛	20	زمانہ کی بالا دستی سے اُسے بچا کر خبر دار رکھنا؛
وَفَحِّشْ تَقَلُّبَ اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامِ ؛	21	اور دن رات کے انقلاب کی خرابیوں اور نقصانات کو واضح کرتے رہنا؛
وَاعْرِضْ عَلَیْهِ اَخْبَارَ الْمَاضِیْنَ ؛	22	اور دل کو دُنیا سے گذر جانے والوں کے حالات و واقعات کی خبریں دیتے رہنا؛
وَذَکِّرْهُ بِمَا اَصَابَ مَنْ کَانَ قَبْلَکَ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ ؛	23	تم سے پہلے کے اوّلین زمانہ کے لوگوں پر جو کچھ گذرا اُس کا تذکرہ جاری رکھنا اور بار بار یاد دلاتے رہنا؛

وَسِرْفِیْ دِیَارِهِمْ وَاٰثَارِهِمْ ؛	24	اور اُن کے شہروں بستیوں اور چھوڑے ہوئے آثارِ قدیمہ کی سیر کرنا؛
فَانْظُرْ فِیْمَا فَعَلُوْا ؛ وَعَمَّا انْتَقَلُوْا ؛ وَاَیْنَ حَلُّوْا وَنَزَلُوْا ؛	25	اور اس پر غور کرنا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا تھا۔ اور کہاں سے کوچ کیا کدھر کو گئے اور کہاں اُترے اور قیام کیا؟ اور کتنا ٹھہرے؟
فَاِنَّکَ تَجِدُهُمْ قَدِ انْتَقَلُوْا عَنِ الْاَحِبَّةِ وَحَلُّوْا دَارَا الْغُرْبَةِ ؛	26	تمہیں پتہ چلے گا کہ وہ لوگ اپنے پیاروں سے جدا ہو کر کوچ کر گئے اور غربت اور تنہائی کے گھر میں جا اُترے؛
وَکَاَنَّکَ عَنْ قَلِیْلٍ قَدْ صِرْتَ کَاَحَدِهِمْ ؛	27	اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد تمہارا شمار بھی اُن ہی لوگوں میں سے ایک کی طرح ہونے لگے گا؛
فَاَصْلِحْ مَثْوَاکَ ، وَلَا تَبِعْ آخِرَتَکَ بِدُنْیَاکَ ؛	28	چنانچہ اپنے آخری ٹھکانے کی اصلاح کرو اور اپنی آخرت کو اپنی دُنیا کے بدلے فروخت نہ کرنا؛
وَدَعِ الْقَوْلَ فِیْمَا لَاتَعْرِفُ ؛ وَالْخِطَابَ فِیْمَا لَمْ تُکَلَّفْ ؛	29	اور ہر اُس بات کو نظر انداز کر دو جس سے تمہارا تعارف نہیں ہے اور جو چیز تمہاری ذمہ داری سے باہر ہے اس پر بات ہی نہ کرو؛
وَاَمْسِکْ عَنْ طَرِیْقٍ اِذَا خِفْتَ ضَلَالَتَهٗ ؛	30	اُس طریقہ اور راستے سے جدا رہو جس میں گمراہی کا خوف محسوس ہو؛
فَاِنَّ الْکَفَّ عِنْدَ حَیْرَةِ الضَّلَالِ خَیْرٌ مِنْ رُکُوْبِ الْاَهْوَالِ ؛	31	ایسے طریقوں اور راستوں سے رکے رہنا اس سے بہتر ہے کہ آدمی گمراہی کے خطرات پر سوار ہو کر تباہی میں جا گرے؛
وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ تَکُنْ مِنْ اَهْلِهٖ ؛	32	اور تم عالمی پسندیدگی پر عمل کرنے کا حکم دیتے رہو تا کہ تم عالمی پسندیدگی کے ذمہ داروں میں سے ہو جاؤ؛
وَاَنْکِرِ الْمُنْکَرَ بِیَدِکَ وَلِسَانِکَ ؛	33	اور تم اپنی زبان اور ہاتھوں سے کہہ کر اور عملاً ان تمام چیزوں کا انکار کر دو جو ساری دنیا میں ناپسند کی جاتی ہیں؛
وَبَایِنْ مَّنْ فَعَلَهٗ بِجُهْدِکَ ؛	34	اور جو بھی عالمی ناپسندیدگی کے کام کرے کوشش کر کے اس سے جدا اور مخالف رہو؛
وَجَاهِدْ فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؛	35	اور اللہ کی راہ میں ایسا جہاد کرتے رہو جیسا کہ جہاد کا حق ہے؛
وَلَا تَاْخُذْکَ فِی اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ ؛	36	اور اس طرح اللہ کی راہ میں کام کرنے پر کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرو؛
وَخُضِ الْغَمَرَاتِ لِلْحَقِّ حَیْثُ کَانَ ؛	37	حق کہیں بھی ہو اُسکو حاصل کرنے اور پھیلانے کیلئے ہر سختی اور مشکل برداشت کرتے رہو
وَتَفَقَّهْ فِی الدِّیْنِ .	38	اور دینی سوجھ بوجھ پیدا کرنے کے لئے بھی ہر تکلیف اٹھاؤ۔
وَعَوِّدْ نَفْسَکَ التَّصَبُّرَ عَلَی الْمَکْرُوْهِ وَنِعْمَ الْخُلُقُ التَّصَبُّرُ فِی الْحَقِّ ؛	39	دین کی خاطر ہر مکروہ اور تکلیف دہ صورت حال پر صبر کرنے کی خود کو عادت ڈالو۔ اور حق کے سلسلے میں صبر کرنا بہترین اخلاق ہے؛

وَ الْجِئْ نَفْسَکَ فِی الْاُمُوْرِ کُلِّهَا اِلٰی اِلٰهِکَ فَاِنَّکَ تُلْجِئُهَا اِلٰی کَهْفٍ حَرِیْزٍ ، وَمَانِعٍ عَزِیْزٍ،	40	اور ہر قسم کے معاملات اور اُن کے نتائج کو اللہ کے سپرد کیا کرو اِس طرح تم خود کو ایک محفوظ پناہ کی جگہ میں اور ایک غالب رہنے والے محافظ کے سپرد کرو گے جہاں خطرہ کی رسائی نہیں ہے؛
وَ اَخْلِصْ فِی الْمَسْاَلَةِ لِرَبِّکَ فَاِنَّ بِیَدِهِ الْعَطَآءَ وَالْحِرْمَانَ ؛	41	اور ہر سوال اور ہر حاجت خالصتاً اپنے پروردگار کے سامنے پیش کرو اس لئے کہ ہر چیز کا عطا کرنا اور محروم رکھنا اُسی کے ہاتھ میں ہے؛
وَ اَکْثِرِ الْاِسْتِخَارَةَ . وَتَفَهَّمْ وَصِیَّتِیْ ؛ وَلَاتَذْهَبَنَّ عَنْهَا صَفْحًا ؛	42	اور کثرت سے بھلائی اور اختیارات طلب کرتے رہو اور میری اس وصیت کی تفہیم جاری رکھو اور اس میں مذکور ہدایات سے ذرہ برابر نہ ہٹنا؛
فَاِنَّ خَیْرَ الْقَوْلِ مَانَفَعَ ؛	43	یقیناً اچھی بات وہی ہے جو نفع پہنچائے؛
وَ اعْلَمْ اَنَّهُ لَاخَیْرَ فِیْ عِلْمٍ لَایَنْفَعُ وَلَا یُنْتَفَعُ بِعِلْمٍ لَا یَحِقُّ تَعَلُّمُهُ .	44	اور یہ جان لو کہ اُس علم میں کوئی بھلائی نہیں جو فائدہ نہ پہنچائے اور نہ ہی اس علم سے فائدہ پہنچ سکتا ہے جس کا پڑھنا اور پڑھانا موزوں نہ ہو۔
اَیْ بُنَیَّ اِنِّیْ لَمَّارَاَیْتُنِیْ قَدْ بَلَغْتُ سِنًّا ،وَ رَاَیْتُنِیْ اَزْدَادُ وَهْنًا، بَادَرْتُ بِوَصِیَّتِیْ اِلَیْکَ؛	45	اَے ننھے بیٹے جب میں نے یہ دیکھ لیا کہ میں مناسب عمر تک پہنچ چکا ہوں اور یہ بھی دیکھا کہ کمزوری بڑھتی جا رہی ہے تو میں نے تمہارے لئے اپنی وصیت لکھنے میں اقدام کیا؛
وَاَوْرَدْتُ خِصَالًامِنْهَا قَبْلَ اَنْ یَّعْجَلَ بِیْ اَجَلِیْ دُوْنَ اَنْ اُفْضِیَ اِلَیْکَ بِمَا فِیْ نَفْسِیْ ؛	46	اور وصیت میں اپنی موت کے جلد آ جانے کا خیال رکھ کر پہلے ہی سے چند ایسی خصلتوں کا بیان ضروری سمجھا جو میرے دل میں تھیں اور جو موت سے پہلے تم پر واضح کرنا تھیں؛
اَوْ اَنْ اُنْقَصَ فِیْ رَاْیِیْ کَمَا نُقِصْتُ فِیْ جِسْمِیْ ؛	47	اور یہ سوچا کہ جس طرح میرا جسم ناقص ہوتا جا رہا ہے اسی طرح وصیت لکھنے سے پہلے میری رائے ناقص نہ ہو جائے۔
اَوْ یَسْبِقَنِیْ اِلَیْکَ بَعْضُ غَلَبَاتِ الْهَوٰی ؛ وَفِتَنِ الدُّنْیَا فَتَکُوْنَ کَا لصَّعْبِ النَّفُوْرِ؛	48	یا وصیت سے پہلے ہی تم پر بعض خواہشات غالب نہ آ جائیں یا دنیا کے فتنے تمہیں ایسا کر دیں کہ تمہارا علیحدگی کا فیصلہ بدلنا دشوار ہو جائے؛
وَاِنَّمَا قَلْبُ الْحَدَثِ کَالْاَرْضِ الْخَالِیَةِ :	49	اور یہ ایک فطری حقیقت ہے کہ کمسنوں اور نوجوانوں کا دل اُس خالی زمین کی طرح ہوتا ہے
مَااُلْقِیَ فِیْهَا مِنْ شَیْءٍ قَبِلَتْهُ ؛	50	کہ جس میں جو بیج ڈالا جائے اسے قبول کر لیتی ہے؛
فَبَادَرْتُکَ بِالْاَدَبِ قَبْلَ اَنْ یَّقْسُوَ قَلْبُکَ ؛	51	چنانچہ میں نے تمہارے دل کے پختہ اور سخت ہو جانے سے پہلے پہلے تمہاری تربیت میں جلدی کی ہے؛
وَیَشْتَغِلَ لُبُّکَ لِتَسْتَقْبِلَ بِجِدِّ رَاْیِکَ مِنَ الْاَمْرِ مَا قَدْکَفَاکَ اَهْلُ التَّجَارُبِ بُغْیَتَهُ وَتَجْرِبَتَهُ ؛	52	اور تمہارے ذہن کے مشغول ہو جانے سے پہلے وصیت تیار کی ہے۔ تا کہ تم اپنی فطری رائے اور کوشش سے اُن باتوں کو قبول کر سکو جن کو خود تجربے کی ٹھوکریں کھانے کے بعد قبول کرتے۔ لہٰذا تمہیں تجربات اور تلاش کی زحمت سے بچانے کے لئے تجربہ کاروں نے اپنے تجربات وصیت میں سامنے رکھ دئے ہیں؛

فَتَكُوْنَ قَدْ كُفِيتَ مَؤُوْنَةَ الطَّلَبِ ؛ وَعُوْفِيتَ مِنْ عِلاَجِ التَّجْرِبَةِ ؛ فَاَتَاكَ مِنْ ذٰلِكَ مَاقَدْ كُنَّانَاْتِيهِ وَاسْتَبَانَ لَكَ مَارُبَّمَا اَظْلَمَ عَلَيْنَا مِنْهُ .	53	چنانچہ علم وتجربہ کی وہ باتیں جو ہم پر آشکار ہوئی ہیں تمہارے پاس بلامحنت ومشقت پہنچ رہی ہیں اور وہ چیزیں بھی اجاگر ہورہی ہیں اور تمہارے سامنے آرہی ہیں جو ہمارے سامنے آئی تھیں اور بعض ایسی چیزیں بھی ہوسکتی ہیں جن میں سے بعض سے ہم تاریکی میں رہے ہوں؛
اَیْ بُنَیَّ ، اِنِّیْ . وَاِنْ لَمْ اَكُنْ عُمِّرْتُ عُمُرَ مَنْ كَانَ قَبْلِيْ ؛	54	اے ننھے بیٹے، اگر چہ میں نے اتنی عمر نہیں گذاری ہے جتنی مجھ سے پہلے لوگ گذار کر وصیت کیا کرتے تھے؛
فَقَدْ نَظَرْتُ فِيْ اَعْمَالِهِمْ وَفَكَّرْتُ فِيْ اَخْبَارِهِمْ وَسِرْتُ فِيْ آثَارِهِمْ حَتّٰى عُدْتُ كَاَحَدِهِمْ	55	اس کے باوجود میں نے اُن کے عمل درآمد اور کردار پر نظر ڈالی اور اُن کے حالات اور اخبار میں غور وفکر کیا اور ان کے چھوڑے ہوئے آثار ونشانات کی سیر اس طرح کی ہے گویا میں بھی ان ہی میں کا ایک فرد تھا،
بَلْ كَاَنِّيْ بِمَا نُتَهٰى اِلَيَّ مِنْ اُمُوْرِهِمْ قَدْ عُمِّرْتُ مَعَ اَوَّلِهِمْ اِلٰى آخِرِهِمْ ، فَعَرَفْتُ صَفْوَ ذٰلِكَ مِنْ كَدَرِهٖ وَنَفْعَهٗ مِنْ ضَرِّهٖ ؛	56	بلکہ اُن سب کے حالات وآثار پر اس طرح عبور حاصل کیا ہے گویا میں نے اُن سب کے ساتھ ساتھ اُن کے اوّل سے آخر تک زندگی گذاری ہے۔لہٰذا میں نے صاف اور واضح کو گنجلک سے اور نقصان کو نفع سے الگ کر کے معرفت حاصل کی ہے؛
فَاسْتَخْلَصْتُ لَكَ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ نَخِيْلَهٗ ؛ وَتَوَخَّيْتُ لَكَ جَمِيْلَهٗ ؛ وَصَرَفْتُ عَنْكَ مَجْهُوْلَهٗ ؛	57	اور یوں میں نے اب اپنی تمام معلومات اور تجربات کا عطر تمہارے لئے فراہم کردیا ہے اور میں نے تمام خوبیوں کو چھانٹ چھانٹ کر تمہارے لئے جمع کردیا ہے اور گنجلکوں اور الجھنوں کو تم سے دور رکھا ہے؛
وَرَاَيْتُ . حَيْثُ عَنَانِيْ مِنْ اَمْرِكَ مَايَعْنِي الْوَالِدَ الشَّفِيْقَ؛ وَاَجْمَعْتُ عَلَيْهِ مِنْ اَدَبِكَ ؛	58	اور اس معاملے میں مجھے تمہارے سامنے آنے والی ہر دقت کو ہٹانے کا اتنا ہی فکر رہا ہے جتنا ایک مہربان باپ کو ہونا چاہئے۔لہٰذا میں نے تمہاری تعلیم وتربیت کے لئے وہ تمام سامان جمع کردیا ہے جس سے کہ تمہاری تربیت میں تمہاری،
اَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ وَاَنْتَ مُقْبِلُ الْعُمْرِ وَمُقْتَبَلُ الدَّهْرِ	الف	نوعمری اور دنیا میں نووارد ہونے کا خیال رہے اور ضروریات پوری ہوجائیں؛
ذُوْنِيَّةٍ سَلِيْمَةٍ وَنَفْسٍ صَافِيَةٍ ؛	59	چونکہ تمہاری نیت میں سلامت روی اور تمہاری فطرت اور ذہنیت پاک وصاف ہے؛
وَاَنْ اَبْتَدِئَكَ بِتَعْلِيْمِ كِتَابِ اللّٰهِ وَتَاْوِيْلِهٖ ؛ وَشَرَائِعِ الْاِسْلَامِ وَاَحْكَامِهٖ؛ وَحَلَالِهٖ وَحَرَامِهٖ ؛	60	اسلئے میں نے چاہا تھا کہ پہلے تمہیں کتاب اللہ کی تعلیم دوں اور اُسکی عملی صورت سکھاؤں اور اسلام کی تمام شریعتوں اور انکے احکام پر مطلع کروں اور حلال وحرام کی صورتیں واضح کردوں؛
وَلَا اُجَاوِزَ ذٰلِكَ بِكَ اِلٰى غَيْرِهٖ ؛	61	اور اُن کے دائرہ سے تجاوز کرکے اور کوئی تعلیم نہ دوں۔
ثُمَّ اَشْفَقْتُ اَنْ يَّلْتَبِسَ عَلَيْكَ مَا اخْتَلَفَ النَّاسُ فِيْهِ مِنْ اَهْوَائِهِمْ وَ آرَائِهِمْ مِثْلَ الَّذِيْ الْتَبَسَ عَلَيْهِمْ ؛	62	پھر غور وخوض کے بعد مجھے زیادہ شفقت پر متوجہ ہونا پڑا اور یہ اندیشہ سامنے آگیا کہ جن چیزوں اور اغراض کی وجہ سے لوگوں کے اسلامی عقائد اور نظام میں اختلاف پیدا ہوا ہے اور ان کی خواہشوں اور رائے میں فریب وشبہات وقوع میں آئے ہیں۔وہ کہیں تم پر بھی اثر انداز نہ ہوجائیں۔

فَکَانَ اَحْکَامُ ذٰلِکَ عَلٰی مَا کَرِهْتُ مِنْ تَنْبِیْهِکَ لَهُ اَحَبَّ اِلَیَّ اِسْلَامِکَ اِلٰی اَمْرٍ لَا اٰمَنُ عَلَیْکَ بِهِ الْهَلَکَةَ ؛	63	حالانکہ ان غلط عقائد اور اختلافات کا اور ان کے باطل احکامات کا تم سے ذکر کرنا بھی مجھے ناپسند تھا۔ لیکن مجھے یہ زیادہ محبوب ہے کہ میں تمہارے اسلامی عقائد کو مستحکم کردوں اور تمہیں ایسی حالت میں نہ چھوڑوں جس میں مجھے تمہاری ہلاکت وتباہی کا اندیشہ ہو؛
وَرَجَوْتُ اَنْ یُّوَفِّقَکَ اللّٰهُ فِیْهِ لِرُشْدِکَ وَاَنْ یَّهْدِیَکَ لِقَصْدِکَ ؛	64	اور امید کرتا ہوں کہ اللہ تمہیں تمہاری راست روی میں مدد اور توفیق دے گا اور یہ کہ تمہیں مقاصد اسلامی میں کامیاب کرنے کی ہدایات جاری رکھے گا؛
فَعَهِدْتُ اِلَیْکَ وَصِیَّتِیْ هٰذِهِ .	65	چنانچہ ان مذکورہ مقاصد کیلئے تمہیں اپنی یہ وصیت اور عہدنامہ لکھ رہا ہوں۔
وَاعْلَمْ یَابُنَیَّ اَنَّ اَحَبَّ مَا اَنْتَ آخِذٌ بِهِ اِلَیَّ مِنْ وَصِیَّتِیْ تَقْوَی اللّٰهِ .	66	اور اے میرے ننھے سے بیٹے یہ جان لو کہ مجھے اپنی اس وصیت میں جو چیز سب سے زیادہ محبوب ہے اور جس کی تمہیں ہر حال میں پابندی کرنا ہے وہ اللہ کا تقویٰ اور ذمہ داری ہے،
وَالْاِقْتِصَادُ عَلٰی مَا فَرَضَهُ اللّٰهُ عَلَیْکَ ؛	67	اور جو فرائض اللہ نے تم پر عائد کئے ہیں اُن میں میانہ روی اور درجہ بندی سے عمل کرنا ہے،
وَالْاَخْذُ بِمَا مَضٰی عَلَیْهِ الْاَوَّلُوْنَ مِنْ اٰبَائِکَ وَالصَّالِحُوْنَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِکَ ؛	68	اور اس کردار پر قدم بقدم چلتے رہنا جس پر تمہارے اوّلین باپ ؑ دادا ؑ اور تمہارے اہل بیت ؑ کے صالح افراد چلتے رہے تھے؛
فَاِنَّهُمْ لَمْ یَدَعُوْا اَنْ نَّظَرُوْا لِاَنْفُسِهِمْ کَمَا اَنْتَ نَاظِرٌ ؛	69	اس لئے کہ ان بزرگوں ؑ نے اپنے اعمال وکردار کے لئے یہ دینی نظریہ کبھی نہ چھوڑا تھا جس نظریہ پر آج تم قائم ہو؛
وَفَکَّرُوْا کَمَا اَنْتَ مُفَکِّرٌ ؛	70	اور اپنے عمل درآمد کو اسی غور وفکر کے ماتحت رکھتے تھے۔ جس فکر کے ماتحت تم اعمال بجالاتے ہو؛
ثُمَّ رَدَّهُمْ آخِرُ ذٰلِکَ اِلَی الْاَخْذِ بِمَا عَرَفُوْا ؛	71	اُن بزرگوں ؑ کو اُن کے فکر ونظر اور عمل درآمد نے آخرکار اس نتیجہ پر پہنچادیا تھا کہ وہ جتنا علم اور تعارف رکھتے ہیں صرف اتنے ہی پر عمل کرتے رہیں؛
وَالْاِمْسَاکِ عَمَّا لَمْ یُکَلَّفُوْا ؛	72	اور ہر اُس عمل اور کام سے باز رہتے تھے جو اُن پر واجب نہ کیا گیا تھا؛
فَاِنْ اَبَتْ نَفْسُکَ اَنْ تَقْبَلَ ذٰلِکَ دُوْنَ اَنْ تَعْلَمَ کَمَا عَلِمُوْا فَلْیَکُنْ طَلَبُکَ ذٰلِکَ بِتَفَهُّمٍ وَتَعَلُّمٍ لَا بِتَوَرُّطِ الشُّبُهَاتِ وَغُلُوِّ الْخُصُوْمَاتِ ؛	73	بہرحال اگر تم ذاتی علم وتحقیق کے بغیر اُن کے نقش قدم پر نہ چلنا چاہو اور اُسی طرح علم حاصل کرنے کے بعد عمل کرنا پسند ہو جس طرح انہوں نے علم حاصل کیا تھا تو تم پر لازم ہے کہ تم صرف علم وعقل پر تحقیق کی بنیاد رکھو نہ یہ کہ تم شبہات میں اُلجھ کر بحث ومناظرے میں حد سے گذر جاؤ؛

وَابۡدَاۡ .قَبۡلَ نَظرِکَ فِیۡ ذٰلِکَ بِالۡاِسۡتِعَانَۃِ بِـاِلٰھِکَ . وَالـرَّغۡبَۃِ اِلَیۡـہِ فِـیۡ تَوۡفِیۡقِکَ وَتَـرۡکِ کُـلِّ شَـائِبَۃٍ اَوۡلَـجَتۡکَ فِـیۡ شُبۡھَۃٍ اَوۡاَسۡلَمَتۡکَ اِلٰی ضَلَالَۃٍ ؛	74	اور اُس تحقیق پر غور وفکر ونظر شروع کرنے سے پہلے اپنے معبود سے مدد کی درخواست کرو اور بڑی رغبت اور تمنا کے ساتھ اپنی توفیقات اور تائید کے لئے دعا کرو اور وہم کے ہر اُس شائبہ سے بچ کر تحقیق شروع کرو جو تمہیں شبہات میں اُلجھا لے یا تمہیں گمراہی کے حوالے کر دے،
فَاِذَا اَیۡقَنۡتَ اَنۡ قَدۡ صَفَاقَلۡبُکَ فَخَشَعَ وَتَمَّ رَاۡیُکَ فَاجۡتَمَعَ وَکَانَ ھَمُّکَ فِیۡ ذٰلِکَ ھَمًّا وَاحِدًا ؛	75	چنانچہ جب تمہیں یہ یقین ہو جائے کہ تمہارا دل خارجی تصورات اور وہم سے پاک و صاف ہو گیا ہے اور دل میں حق کیلئے جاذبیت پیدا ہو چکی ہے۔اور دماغ پوری یکسوئی کے ساتھ آمادہ ہے اور تمہاری ہمت تحقیق کے سلسلے میں ایک نقطہ پر مرکوز ہو چکی ہے لہٰذا،
فَانۡظُرۡ فِیۡمَا فَسَّرۡتُ لَکَ ؛	76	اب تم ان حقائق پر نظر ڈالو جن کی تفسیر میں نے تمہارے لئے کی ہے؛
وَاِنۡ اَنۡتَ لَمۡ یَجۡتَمِعۡ لَکَ مَاتُحِبُّ نَفۡسُکَ وَفَرَاغِ نَظۡرِکَ وَفِکۡرِکَ ؛	77	اور اگر تمہاری اپنی پسندیدہ معیار کی یک سوئی اور فکر ونظر کا اجتماع واطمینان تمہیں حاصل نہیں ہوا ہے،
فَاعۡلَمۡ اَنَّکَ اِنَّمَا تَخۡبِطُ الۡعَشۡوَآءَ ؛ وَتَتَوَرَّطُ الظُّلۡمَآءَ ؛	78	تو یہ جان لو کہ تم ابھی رات میں کم دیکھنے والی اونٹنی کی طرح بھٹکتے پھر رہے ہو اور اندھیرے میں گھوم رہے ہو؛
وَلَیۡسَ طَالِبُ الدِّیۡنِ مَنۡ خَبَطَ اَوۡخَلَطَ ! وَالۡاِمۡسَاکُ عَنۡ ذٰلِکَ اَمۡثَلُ .	79	اور وہ شخص دین کا طالب ہو ہی نہیں سکتا جو خبط میں مبتلا ہو یا مطالب کو گڈ مڈ کرتا ہو اور ایسی حالت میں تحقیق دین سے رکا رہنا ہی بہتر ہوتا ہے؛
فَتَفَھَّمۡ ، یَا بُنَیَّ ، وَصِیَّتِیۡ وَاعۡلَمۡ اَنَّ مَالِکُ الۡمَوۡتِ ھُوَ مَالِکُ الۡحَیَاۃِ ؛	80	چنانچہ اے مُنّے سے بیٹے اب تم میری وصیت کو سمجھنے میں لگ جاؤ۔اور جان لو کہ جو موت کا مالک ہے وہی حیات وزندگی کا مالک ہے،
وَاَنَّ الۡخَالِقَ ھُوَ الۡمُمِیۡتُ ؛	81	اور یہ کہ مارنے والا بھی وہی ہے جو پیدا کرنے والا ہے؛
وَاَنَّ الۡمُفۡنِیَ ھُوَ الۡمُعِیۡدُ ؛	82	اور جو فنا کرنے والا ہے وہی دوبارہ زندہ کر کے پلٹانے والا بھی ہے؛
وَاَنَّ الۡمُبۡتَلِیَ ھُوَ الۡمُعَافِیۡ ؛	83	اور جو آزمائشوں میں ڈالنے والا ہے وہی نظر انداز کرنے والا بھی ہے۔
وَاَنَّ الدُّنۡیَا لَمۡ تَکُنۡ لِتَسۡتَقِرَّ اِلَّا عَلٰی مَا جَعَلَھَا اللّٰہُ عَلَیۡہِ مِنَ النَّعۡمَآءِ وَالۡاِبۡتِلَاءِ وَالۡجَزَاءِ فِی الۡمَعَادِ ؛	84	اور یہ کہ دُنیا اپنی مرضی سے کسی بھی حالت پر قائم نہیں رہ سکتی سوائے اُن حالات کے جو اللہ نے دُنیا کے لئے مقرر فرما دئے ہیں۔نعمتیں فراہم کرنا، آزمائشوں میں ڈالنا اور آخرت کے لئے جزا فراہم کرنا؛
وَمَاشَآءَ مِمَّالَانَعۡلَمُ ؛	85	اور اس کے علاوہ اللہ نے دُنیا کے ذمہ کیا کیا کچھ لگایا ہے۔اسے ہم نہیں جانتے ہیں؛
فَاِنۡ اَشۡکَلَ عَلَیۡکَ شَیۡءٌ مِنۡ ذٰلِکَ فَاحۡمِلۡہُ عَلٰی جَھَالَتِکَ بِہٖ ؛	86	چنانچہ اگر کبھی تمہیں دنیا میں کی کسی چیز کے سمجھنے میں مشکل پیش آئے تو اُسے اپنی لاعلمی و جہالت سمجھ لینا؛
فَاِنَّکَ اَوَّلَ مَاخُلِقۡتَ جَاھِلًا ثُمَّ عُلِّمۡتَ ؛	87	چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ تمہیں اوّل درجہ میں جاہل پیدا کیا گیا تھا پھر تمہیں علم دیا تھا؛

وَمَااَكْثَرَ مَاتَجْهَلُ مِنَ الْاَمْرِ ؛ وَيَتَحَيَّرُ فِيْهِ رَاْيُكَ . وَيَضِلُّ فِيْهِ بَصَرُكَ ؛ ثُمَّ تُبْصِرُهُ بَعْدَذٰلِكَ ؛	88	اوراس سلسلے کی بہت کثیر تعداد ایسی چیزوں کی ہے جن سے تم جاہل ہو اور اُنہیں دیکھ کر تمہاری رائے حیران ہوکر رہ جاتی ہے۔اور بصیرت و بصارت گمراہ ہو جاتی ہے۔ پھر تم اس حیرانی کے بعد اُن کی بصیرت حاصل کر لیتے ہو؛
فَاعْتَصِمْ بِالَّذِیْ خَلَقَكَ وَرَزَقَكَ وَسَوّٰكَ	89	لہٰذا تمہیں اُس سے وابستہ رہنا چاہئے جس نے تمہیں پیدا کیا۔جس نے تمہیں سامانِ حیات دیا اور جس نے تمہیں سنوارا؛
فَلْيَكُنْ لَهُ تَعَبُّدَاكَ وَاِلَيْهِ رَغْبَتُكَ ؛ وَمِنْهُ شَفَقَتُكَ .	90	چنانچہ تجھے چاہئے کہ تو اُسی کی عبادت کرے اور اُسی کی طرف رغبت کرے اور اُسی کے زیرِ شفقت رہے۔
وَاعْلَمْ يَابُنَيَّ ؛ اَنْ اَحَدًالَّمْ يُنْبِئْ عَنِ اللّٰهِ كَمَا اَنْبَأَ عَنْهُ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ ؛	91	اور اے میرے ننھے بیٹے یہ بھی جان لو کہ کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں جو اللہ کی طرف سے ایسی غیبی خبریں دے جیسی رسوؐل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے دی ہیں؛
فَارْضَ بِهٖ رَائِدًا ؛ وَّاِلَى النَّجَاةِ قَائِدًا ؛	92	چنانچہ خوشی خوشی انہیں اپنا راہبر مانو اور نجات کی طرف لے جانے والا قائد تسلیم کرو؛
فَاِنِّیْ لَمْ اٰلُكَ نَصِيْحَةً ؛ وَاِنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ فِی النَّظَرِ لِنَفْسِكَ . وَاِنِ اجْتَهَدْتَ مَبْلَغَ نَظَرِیْ لَكَ .	93	بہر حال میں نے تمہیں نصیحت کرنے میں کوئی کمی نہیں کی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تم اپنے طور پر ذاتی کوشش سے اپنے نفع اور نقصان کے لئے اتنا کچھ نہ دیکھ سکتے تھے جتنا میں تمہاری بہبودی کے لئے دیکھ سکتا ہوں۔
وَاعْلَمْ ، يَابُنَيَّ اَنَّهُ لَوْكَانَ لِرَبِّكَ شَرِيْكٌ لَّاَتَتْكَ رُسُلُهُ ؛	94	اے میرے ننھے بیٹے یہ بھی جان لو کہ اگر تیرے پروردگار کے ساتھ کوئی شریک ہوتا تو اُس کی طرف سے بھی رسول آئے ہوتے ،
وَلَرَاَيْتَ اٰثَارَ مُلْكِهٖ وَسُلْطَانِهٖ ؛	95	اور یقیناً تم اُس شریک کے قائم کردہ نظام مملکت کو بھی دیکھتے اور اُس کی حکمرانی کے آثار ونشانات بھی یہاں پاتے ؛
وَلَعَرَفْتَ اَفْعَالَهُ وَصِفَاتِهٖ ؛	96	اور ضروری تھا کہ تمہیں اُسکے کاموں کا بھی تعارف ہوتا اور تم اسکی صفات بھی جان لیتے ؛
وَلٰكِنَّهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؛ كَمَاوَصَفَ نَفْسَهُ ؛ لَايُضَادُّهُ فِیْ مُلْكِهٖ اَحَدٌ ؛	97	ولیکن وہ تو تنہا و یگانہ معبود ہے۔جیسا کہ خود اُسی نے بتایا اور بیان کیا ہے۔اور اللہ کی مملکت اور حکمرانی میں کوئی بھی اُس کی مخالفت کرتا ہوا نہیں پایا جاتا؛
وَ لَا يَزُوْلُ اَبَدًا ؛ وَلَمْ يَزَلْ ؛	98	اور تا ابد کبھی اُسے زوال نہ ہوگا،اور نہ ہی اُسے کبھی زوال ہوا ہے۔ (یعنی ہمیشہ سے قائم ہے اور قائم رہے گا)
اَوَّلُ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ بِلَا اَوَّلِيَّةٍ ؛ وَآخِرٌ بَعْدَ الْاَشْيَاءِ بِلَانِهَايَةٍ ؛	99	اور وہ تمام چیزوں سے ایسا اوّل اور پہلا ہے کہ اُس سے پہلے کوئی پہل اور اوّلیت کی لفظ بھی نہ تھی۔اور تمام چیزوں کے بعد بھی وہ ایسا آخری ہے کہ اُسکے بعد کوئی حد و انتہا نہیں؛
عَظُمَ عَنْ اَنْ تَثْبُتَ رُبُوْبِيَّتُهُ بِاِحَاطَةِ قَلْبٍ اَوْبَصَرٍ ؛	100	وہ ایسا عظیم الشان ہے کہ اُس کی ربوبیت اسکی محتاج نہیں کہ وہ قلب ونظر کی کوششوں سے ثابت کیا جائے تو رب ثابت ہو ورنہ نہ ہو؛

فَاِذَا عَرَفْتَ ذٰلِکَ فَافْعَلْ کَمَا يَنْبَغِيْ لِمِثْلِکَ اَنْ يَّفْعَلَهٗ فِيْ صِغَرِ خَطَرِهٖ ؛ وَقِلَّةِ مَقْدُرَتِهٖ ، وَكَثْرَةِ عَجْزِهٖ ؛ وَعَظِيْمِ حَاجَتِهٖ اِلٰى رَبِّهٖ ؛ فِيْ طَلَبِ طَاعَتِهٖ ؛ وَالْخَشْيَةِ مِنْ عُقُوْبَتِهٖ وَالشَّفَقَةِ مِنْ سُخْطِهٖ ؛	101	اب جب کہ تم یہ سمجھ گئے کہ وہ ایسی بلند و بالا ذاتِ پاک ہے تو تمہیں چاہئے کہ تم ویسا ہی عمل کرو جیسا عمل تم ایسی ہستی کو کرنا چاہئے جو کہ نہایت چھوٹی پوزیشن رکھتی ہے؛ کم قوت وقدرت رکھتی ہے اور محتاجی اور عاجزی سے دوچار ہے اور اللہ کے سامنے بہت سی ضرورتیں اور حاجتیں رکھتی ہے؛ اللہ کی اطاعت کرنے کی تلاش کی ضرورت اور اللہ کے عذاب سے اور باز پرس سے ڈرنے اور عاجز رہنے کی ضرورت اور اسکی ناراضگی سے شفقت کی ضرورت ہے (ان تمام ضرورتوں کوملحوظ رکھ کر عمل کرنا لازم ہے)؛
فَاِنَّهٗ لَمْ يَاْمُرْكَ اِلَّا بِحَسَنٍ ، وَلَمْ يَنْهَكَ اِلَّا عَنْ قَبِيْحٍ .	102	چنانچہ اللہ نے اسی لئے تمہیں کرنے کے کاموں میں صرف نیکی کرنیکا حکم دیا ہے اور برائی سے منع کرنے کے علاوہ اور کسی چیز سے منع نہیں کیا ہے۔
يَا بُنَيَّ اِنِّيْ قَدْ اَنْبَاْتُکَ عَنِ الدُّنْيَا وَحَالِهَا ؛	103	اَے ننھے بیٹے میں نے یقیناً تمہیں دنیا کے متعلق غیبی خبریں دے دی ہیں،
وَزَوَالِهَا وَانْتِقَالِهَا ؛	104	اور اسکے زوال کے متعلق بھی اور اسکی تبدیلی اور ناپائیداری کے متعلق بھی بتا دیا ہے؛
وَاَنْبَاْتُکَ عَنِ الْاٰخِرَةِ وَمَا اُعِدَّ لِاَهْلِهَا فِيْهَا ؛	105	اور تمہیں آخرت کی غیبی اطلاع بھی دے دی ہے۔اور یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ آخرت میں لوگوں کے لئے کیا کچھ تیار کیا گیا ہے؛
وَضَرَبْتُ لَکَ فِيْهِمَا الْاَمْثَالَ لِتَعْتَبِرَ بِهَا ؛ وَتَحْذُوَ عَلَيْهَا ؛	106	اور تمہارے لئے میں نے دنیا اور آخرت دونوں کی مثالیں بھی دے دی ہیں تاکہ تم خبردار ہو جاؤ اور عبرت وسبق حاصل کرسکو اور دونوں میں کامیابی کا طریقہ اختیار کرلو؛
اِنَّمَا مَثَلُ مَنْ خَبَرَ الدُّنْيَا كَمَثَلِ قَوْمٍ سَفْرٍ نَبَا بِهِمْ مَنْزِلٌ جَدِيْبٌ فَاَمُّوْا مَنْزِلًا خَصِيْبًا ؛ وَجَنَابًا مَرِيْعًا ؛	107	جن لوگوں کو دنیا سے واقفیت حاصل ہوگئی اُن کی مثال اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ ایک ایسی مسافر قوم کی طرح ہیں جنہیں ایک سرسبز وشاداب منزل کی خبر ملی ہے اور اُنہوں نے اپنی بنجر و بے آب اور خشک زمین کو چھوڑ کر اُسی تروتازہ سبز وشاداب منزل کا سفر اختیار کرلیا ہے؛
فَاحْتَمَلُوْا وَعْثَآءَ الطَّرِيْقِ وَفِرَاقَ الصَّدِيْقِ ، وَخُشُوْنَةَ السَّفَرِ وَجُشُوْبَةَ الْمَطْعَمِ ؛	108	اُنہوں نے راستے کی دشواریوں کو برداشت کرنا طے کرلیا ہے۔دوستوں اور ہمدردوں کی جدائی اور فراق منظور کرلیا ہے۔سفر کی ناگواریاں اور سختیاں سہنے کیلئے آمادہ ہوگئے اور روکھی سوکھی بدمزہ خوراک پر صبر کرلیا ہے؛
لِيَاْتُوْا سَعَةَ دَارِهِمْ ؛ وَمَنْزِلَ قَرَارِهِمْ ؛	109	تاکہ وہ یہ تکلیفیں سہہ کر ایک دن اپنی مستقل منزل کی وسعتوں، سہولتوں اور آسائشوں میں جا پہنچیں؛

فَلَيْسَ يَجِدُوْنَ لِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ اَلَمًا ؛ وَلَايَرَوْنَ نَفَقَةً فِيْهِ مَغْرَمًا ؛	110	چنانچہ اُنہیں اس دشوار گذار اور تکلیف دینے والے راستے کی کسی بھی چیز سے دکھ محسوس نہ ہوا اور نہ ہی انہیں اس راہ سے خرچ کرنا جرمانہ یا تاوان محسوس ہوا؛
وَلَا شَيْءَ اَحَبُّ اِلَيْهِمْ مِمَّا قَرَّبَهُمْ مِّنْ مَّنْزِلِهِمْ ؛ وَاَدْنَاهُمْ مِّنْ مَّحَلَّتِهِمْ ؛	111	اور اُنہیں اس چیز سے زیادہ کوئی اور چیز پسند ہی نہیں ہے جو اُنہیں جلد سے جلد اُنکی منزل کے قریب لیجائے اور انہیں اُنکے رہنے کے مستقل ٹھکانے کے نزدیک کردے
وَمَثَلُ مَنِ اغْتَرَّبِهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ كَانُوْا بِمَنْزِلٍ خَصِيْبٍ فَنَبَابِهِمْ اِلٰى مَنْزِلٍ جَدِيْبٍ، فَلَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَهَ اِلَيْهِمْ وَلَا اَفْظَعَ عِنْدَهُمْ مِنْ مُفَارَقَةِ مَاكَانُوْا فِيْهِ اِلٰى مَايَهْجُمُوْنَ عَلَيْهِ وَيَصِيْرُوْنَ اِلَيْهِ .	112	اور جو لوگ دنیا کے فریب میں آ گئے اُن کی مثال اُس قوم جیسی ہے جو ایک سرسبز و شاداب اور نعمتوں سے بھری ہوئی جگہ میں رہتے تھے۔ انہیں ایک ایسے مقام پر جانا لازم ہو گیا جو خشک سالی اور بدحالی سے تباہ رہتی تھی۔ اُن کے نزدیک نعمتوں سے لبریز مقام کو چھوڑنے اور بنجر و خشک سالی کے مقام پر آ کر رہنے سے زیادہ کوئی المیہ اور حادثہ نہیں ہو سکتا مگر اُن کو وہیں جانا پڑے گا اور ہمیشہ وہیں رہنا ہوگا۔
يَابُنَيَّ ؛ اجْعَلْ نَفْسَكَ مِيْزَانًا فِيْمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ غَيْرِكَ ؛	113	اے میرے چھوٹے سے بچے تم اپنے اور باقی لوگوں کے درمیان خود اپنی ذات کو معیار اور ترازو بنالو؛
فَاَحْبِبْ لِغَيْرِكَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَاكْرَهْ لَهٗ مَاتَكْرَهُ لَهَا ؛	114	چنانچہ دوسروں کے ساتھ وہی سلوک پسند کرو جو تم اپنے سے پسند کرتے ہو اور وہ سلوک نہ کیا کرو جو تمہیں اپنے ساتھ کیا جانا ناپسند ہوتا ہے؛
وَلَا تَظْلِمْ كَمَا لَا تُحِبُّ اَنْ تُظْلَمَ ؛	115	اور دوسروں پر ظلم و زیادتی نہ کرو جیسا کہ تمہیں اپنے ساتھ ظلم و زیادتی ناپسند ہے؛
وَاَحْسِنْ كَمَاتُحِبُّ اَنْ يُّحْسَنَ اِلَيْكَ ؛	116	اور دوسروں کیساتھ اچھا سلوک کرو جیسا کہ تمہیں اپنے ساتھ اچھا سلوک پسند ہے؛
وَاسْتَقْبِحْ مِنْ نَّفْسِكَ مَاتَسْتَقْبِحُ مِنْ غَيْرِكَ ؛	117	دوسروں میں جس چیز کو برا سمجھتے ہو اُسے اپنے اندر بھی برا سمجھو؛
وَارْضَ مِنَ النَّاسِ بِمَا تَرْضَاهُ لَهُمْ مِنْ نَفْسِكَ ؛	118	اور لوگوں کے اُس سلوک سے راضی اور خوش ہو جاؤ جس سلوک سے تم انہیں راضی اور خوش دیکھنا چاہتے ہو؛
وَلَا تَقُلْ مَالَا تَعْلَمُ وَاِنْ قَلَّ مَاتَعْلَمُ ؛	119	اور وہ بات نہ کہو جو تم نہیں جانتے خواہ تمہاری معلومات کم ہی کیوں نہ ہوں؛ (یعنی معلومات زیادہ دکھانے کے لئے غلط باتیں نہ کیا کرو)
وَلَا تَقُلْ مَالَاتُحِبُّ اَنْ يُّقَالَ لَكَ ؛	120	اور دوسروں کیلئے ایسی بات نہ کہا کرو جو تمہارے حق میں کہی جائے تو تمہیں ناگوار گذرے؛
وَاعْلَمْ اَنَّ الْاِعْجَابَ ضِدُّ الصَّوَابِ؛ وَآفَةُ الْاَلْبَابِ ؛	121	اور یہ جان لو کہ خود پسندی صحیح چلن کی ضد اور مخالف ہے اور عقل و بصیرت کے لئے تباہی کا سبب ہے؛
فَاسْعَ فِيْ كَدْحِكَ ؛	122	چنانچہ اپنی کدوکاوشوں میں زیادہ محنت کرو؛
وَلَاتَكُنْ خَازِنًا لِغَيْرِكَ ؛	123	اور دوسروں کے لئے ان کے خزانچی نہ بنو؛

وَاِذَا اَنْتَ هُدِيْتَ لِقَصْدِكَ فَكُنْ اَخْشَعَ مَاتَكُوْنُ لِرَبِّكَ ؛	124	اور جب تم اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاؤ تو اپنے سابقہ حالات سے زیادہ اپنے رب کے حضور عاجزی اور بندگی اختیار کرلو؛
وَاعْلَمْ اَنَّ اَمَامَكَ طَرِيْقًا ذَامَسَافَةٍ بَعِيْدَةٍ وَمَشَقَّةٍ شَدِيْدَةٍ ؛	125	اور یہ بھی جان لو کہ تمہارے سامنے ایک ایسا راستہ ہے جس پر بہت شدید مشقت برداشت کرتے ہوئے بڑی دور دراز مسافت وسفر طے کرنا ہے؛
وَاَنَّهٗ لَاغِنٰى بِكَ فِيْهِ عَنْ حُسْنِ الْاِرْتِيَادِ ؛ وَقَدْرِ بَلَاغِكَ مِنَ الزَّادِ مَعَ خِفَّةِ الظَّهْرِ ؛	126	تمہارے لئے یہ مجبوری ہے کہ تم اُس سفر کو طے کرنے کے لئے کافی مقدار میں اور بہت اچھا راستے کا سامان اور بہترین کوشش وتلاش جاری رکھو جو تمہیں منزل تک پہنچا دیں ساتھ ہی ساتھ ہلکے پھلکے بھی رہو اور غلط بوجھ نہ لا دلو؛
فَلَا تَحْمِلَنَّ عَلٰى ظَهْرِكَ فَوْقَ طَاقَتِكَ فَيَكُوْنَ ثِقْلُ ذٰلِكَ وَبَالًا عَلَيْكَ ؛	127	چنانچہ اپنی کمر اور کاندھوں پر اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ اُٹھانا ورنہ وہ غلط وزن تمہارے لئے وبال جان ہوکر رہ جائے گا؛
وَاِذَا وَجَدْتَ مِنْ اَهْلِ الْفَاقَةِ مَنْ يَحْمِلُ لَكَ زَادَكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَيُوَافِيْكَ بِهٖ غَدًا حَيْثُ تَحْتَاجُ اِلَيْهِ فَاغْتَنِمْهُ وَحَمِّلْهُ اِيَّاهُ وَاَكْثِرْ مِنْ تَزْوِيْدِهٖ وَاَنْتَ قَادِرٌ عَلَيْهِ ، فَلَعَلَّكَ تَطْلُبُهٗ فَلَا تَجِدُهٗ ؛	128	**اور جب تمہیں ایسے غربا اور فاقہ کش لوگ ملیں جو تمہارا بوجھ اُٹھا کر قیامت کے دن تم تک پہنچا دیں اور تمہاری ضرورت کے وقت تمہارے حوالے کردیں تو اُس کو غنیمت اور اپنی مدد سمجھنا اور جتنا ہو سکے اپنا زادِ سفر اُن ہی پر لاد دینا اور اپنے زاد سفر کو اُن پر لادنے میں بہت زیادہ لادنا اور اس معاملے میں تمہیں قدرت حاصل ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پھر تم اُنہیں تلاش کرتے پھرو اور نہ پاؤ؛**
وَاغْتَنِمْ مَنِ اسْتَقْرَضَكَ فِيْ حَالِ غِنَاكَ لِيَجْعَلَ قَضَآئَهٗ لَكَ فِيْ يَوْمِ عُسْرَتِكَ ؛	129	اور جو تمہاری خوشحالی اور دولتمندی کے زمانہ میں تم سے قرض مانگتا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ وہ تمہارا قرض تمہاری تنگ حالی کے زمانہ میں ادا کردے گا تو اُسے قرض دینا بھی غنیمت سمجھو؛
وَاعْلَمْ اَنَّ اَمَامَكَ عَقَبَةً كَؤُدًا اَلْمُخِفُّ فِيْهَا اَحْسَنُ حَالًا مِنَ الْمُثْقِلِ ؛	130	اور یہ بھی جان لو کہ تیرے آگے ایک دشوار گذار درّہ ہے جس میں سے ایک ہلکا پھلکا شخص اُس شخص سے اچھے حال میں گذرے گا جو بھاری بوجھ میں لدا ہوا ہوگا جس کا گذرنے میں برا حال ہوگا؛
وَالْبَطِيْءُ عَلَيْهَا اَقْبَحُ حَالًا مِنَ الْمُسْرِعِ ؛	131	اور اس درّے میں سے گذرنے میں آہستہ چلنے والا تیز رفتار سے بری حالت میں ہوگا
وَاَنَّ مَهْبَطَكَ بِهَا لَامَحَالَةَ عَلٰى جَنَّةٍ اَوْعَلٰى نَارٍ	132	اور یہ کہ تیرے اُترنے کی جگہ وہاں پر ہر حال میں یا تو جنت ہے اور یا جہنم ہے؛
فَارْتَدْ لِنَفْسِكَ قَبْلَ نُزُوْلِكَ ، وَوَطِّیءِ الْمَنْزِلَ قَبْلَ حُلُوْلِكَ ؛	133	چنانچہ تم اپنے پہنچنے سے پہلے پہلے وہاں اپنا نمائندہ سامان بھیج دو اور اپنی منزل کو اُترنے سے پہلے پہلے تیار وآراستہ کرلو؛
فَلَيْسَ بَعْدَ الْمَوْتِ مُسْتَعْتَبٌ ، وَلَااِلَى الدُّنْيَا مُنْصَرَفٌ .	134	اس لئے کہ موت کے بعد تو خوشنودی کا موقع نہیں ہے اور نہ دنیا میں پلٹنے اور نیک عملی ہی کی گنجائش ہے؛

وَاعۡلَمۡ اَنَّ الَّذِیۡ بِیَدِہٖ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ قَدۡ اَذِنَ لَکَ فِی الدُّعَآءِ وَ تَکَفَّلَ لَکَ بِالۡاِجَابَۃِ ؛	135	اور یہ بھی سمجھ لو کہ جس ہستی کے ہاتھوں اور قبضے میں زمین اور آسمانوں کے خزانے ہیں اُس نے تمہیں دعا مانگنے کی اجازت دے رکھی ہے اور دعا قبول کرنے کا ذمہ لے رکھا ہے؛
وَاَمَرَکَ اَنۡ تَسۡاَلَہٗ لِیُعۡطِیَکَ وَتَسۡتَرۡحِمَہٗ لِیَرۡحَمَکَ ؛	136	اور تمہیں حکم دیا ہے کہ تم مانگو تا کہ تمہیں عطا کیا جائے اور تم رحم کی درخواست کرو تا کہ وہ تم پر رحم کرے؛
وَلَمۡ یَجۡعَلۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَہٗ مَنۡ تَحۡجُبُ عَنۡکَ ؛	137	اور تمہارے اور اپنے درمیان کسی کو بطور پردہ مقرر نہیں کیا کہ وہ تمہیں اس سے الگ رکھے؛
وَلَمۡ یُلۡجِئۡکَ اِلٰی مَنۡ یَّشۡفَعُ لَکَ اِلَیۡہِ ؛	138	اور نہ تمہارے لئے یہ پابندی لگائی کہ تم کسی سفارشی کو لاؤ جو تمہاری طرف سے سفارش کرے تو بات بنے،
وَلَمۡ یَمۡنَعۡکَ اِنۡ اَسَاۡتَ مِنَ التَّوۡبَۃِ ؛	139	اور تمہیں منع نہیں کیا کہ تم گناہوں کے بعد توبہ نہیں کر سکتے؛
وَلَمۡ یُعَاجِلۡکَ بِالنِّقۡمَۃِ ؛	140	اور تمہارے لئے عذاب دینے میں عجلت سے کام نہیں لیا ہے؛
وَلَمۡ یَفۡضَحۡکَ حَیۡثُ الۡفَضِیۡحَۃُ بِکَ اَوۡلٰی ؛	141	اور نہ تمہیں ایسے مواقع پر رسوا کیا جہاں پہلے نمبر پر تمہیں رسوا کرنا ضروری تھا؛
وَلَمۡ یُشَدِّدۡ عَلَیۡکَ فِیۡ قَبُوۡلِ الۡاِنَابَۃِ ؛	142	اور تمہیں سخت شرطیں لگا کر قربت حاصل کرنے سے منع نہیں کیا ہے؛
وَلَمۡ یُنَاقِشۡکَ بِالۡجَرِیۡمَۃِ ؛	143	اور نہ جرائم کے سلسلے میں تم پر تنقید و جرح کرتا ہے؛
وَلَمۡ یُؤۡیِسۡکَ مِنَ الرَّحۡمَۃِ ؛	144	اور تمہیں اپنی رحمت سے مایوس نہیں کیا ہے؛
بَلۡ جَعَلَ نُزُوۡعَکَ عَنِ الذَّنۡبِ حَسَنَۃً ؛	145	بلکہ اللہ نے تو تمہارے گناہوں سے بچنے کو بھی ایک نیکی قرار دیا ہے؛
وَحَسَبَ سَیِّئَتَکَ وَاحِدَۃً وَّحَسَبَ حَسَنَتَکَ عَشۡرًا ؛	146	اور اس نے تمہاری ایک برائی کو حساب کی رو سے ایک ہی شمار کیا ہے۔ لیکن تمہاری ایک نیکی کو اپنے حساب میں دس نیکیاں شمار کیا ہے؛
وَفَتَحَ لَکَ بَابَ الۡمَتَابِ وَبَابَ الۡاِسۡتِیۡعَابِ ؛	147	اور تمہارے لئے اُس نے توبہ کو قبول کرنے والا دروازہ کھلا رکھا ہے اور تمہیں واپس لینے کے لئے بھی دروازہ کھلا رکھا ہے؛
فَاِذَا نَادَیۡتَہٗ سَمِعَ نِدَاءَکَ وَاِذَانَاجَیۡتَہٗ عَلِمَ نَجۡوَاکَ ؛	148	چنانچہ تم جب بھی اُسے آواز دو وہ تمہاری ندا سنتا ہے اور جب بھی تم رازداری میں بات کرو وہ تمہارے رازوں کا علم رکھتا ہے؛
فَاَفۡضَیۡتَ اِلَیۡہِ بِحَاجَتِکَ وَاَبۡثَثۡتَہٗ ذَاتَ نَفۡسِکَ ؛	149	چنانچہ تم اپنی تمام ضروریات اُس کے سامنے پیش کیا کرو اور اپنے راز اس کے سامنے پیش کرتے رہو؛
وَشَکَوۡتَ اِلَیۡہِ ھُمُوۡمَکَ ؛ وَاسۡتَکۡشَفۡتَہٗ کُرُوۡبَکَ ؛	150	اور اپنے اندوہ اور غم کو اور کرب و بے چینی کو اور ہر قسم کے دکھ کو اُسی کے روبرو بطور شکوہ رکھا کرو؛

وَاسْتَعِنْهُ عَلٰی اُمُوْرِکَ ؛وَسَائِلْهُ مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِهٖ مَالَا یَقْدِرُ عَلٰی اِعْطَائِهٖ غَیْرُهٗ :	151	اور اپنے تمام کاموں اور معاملات میں اسی سے مدد چاہا کرو، اور اپنی مدد کے لئے اللہ کی رحمت کے خزانوں سے وہ چیزیں مانگو جن کے دینے پر اس کے سوا اور کوئی قدرت نہیں رکھتا ہے (مثلاً)
مِنْ زِیَادَةِ الْاَعْمَارِ وَصِحَّةِ الْاَبْدَانِ وَسَعَةِ الْاَرْزَاقِ ؛	152	عمروں اور زندگی میں اضافہ کرنا اور بدنوں کی صحت برقرار رکھنا اور سامانِ حیات میں وسعت دینا؛
ثُمَّ جَعَلَ فِیْ یَدَیْکَ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِهٖ ؛ بِمَا اَذِنَ لَکَ فِیْهِ مِنْ مَسْأَلَتِهٖ ؛	153	پھر اُس نے اپنے خزانوں کی کنجیاں تمہارے ہاتھ میں سونپ دی ہیں تاکہ جن چیزوں کو حاصل کرنے کی تمہیں اجازت دی ہے،
فَمَتٰی شِئْتَ اسْتَفْتَحْتَ بِالدُّعَاءِ اَبْوَابَ نِعْمَتِهٖ ؛	154	اُن کو حاصل کرنے کے لئے جب تم چاہو اُس کی نعمتوں کے دروازے دعا کے ذریعہ سے کھول سکو؛
وَاسْتَمْطَرْتَ شَآبِیْبَ رَحْمَتِهٖ ؛	155	اور اس کی رحمت کی بارشوں کی جھڑیاں لگوالو؛
فَلَا یُقْنِطَنَّکَ اِبْطَآءُ اِجَابَتِهٖ ؛	156	چنانچہ اگر دعا کی قبولیت میں دیر ہوجائے تو مایوس نہ ہوجایا کرو؛
فَاِنَّ الْعَطِیَّةَ عَلٰی قَدْرِ النِّیَّةِ ؛	157	بات یہ ہے کہ اللہ کے عطیات آدمی کی نیت پر منحصر ہوتے ہیں؛
وَرُبَّمَا اُخِّرَتْ عَنْکَ الْاِجَابَةُ لِیَکُوْنَ ذٰلِکَ اَعْظَمَ لِاَجْرِ السَّائِلِ وَاَجْزَلَ لِعَطَاءِ الْاٰمِلِ ؛	158	اور کبھی کبھی تمہاری دُعا کے قبول ہونے میں اسلیئے بھی دیر کی جاتی ہے تاکہ اس تاخیر سے سائل کو بڑا اجر دینا مقصود ہوتا ہے اور پراُمید رہنے پر عطیات زیادہ ملیں؛
وَرُبَّمَا سَأَلْتَ الشَّیْءَ فَلَا تُؤْتَاهُ وَاُوْتِیْتَ خَیْرًا مِّنْهُ عَاجِلًا اَوْ آجِلًا ؛ اَوْصُرِفَ عَنْکَ لِمَا هُوَ خَیْرٌ لَّکَ ؛	159	اور کبھی کبھی تم ایسی چیز مانگ لیتے ہو جو تمہیں دی نہیں جاتی بلکہ اس کی جگہ تمہیں دنیا میں یا آخرت میں اس سے بہتر چیز دے دی جاتی ہے یا تمہیں تمہاری بہتری کی خاطر وہ چیز تم سے دور رکھی جاتی ہے؛
فَلَرُبَّ اَمْرٍ قَدْ طَلَبْتَهٗ فِیْهِ هَلَاکُ دِیْنِکَ لَوْ اُوْتِیْتَهٗ	160	اور کبھی تم ایسی چیزیں مانگتے ہو کہ اگر وہ چیزیں تمہیں دے دی جائیں تو اُن میں تمہارے دین کی تباہی ہوجائے؛
فَلْتَکُنْ مَسْأَلَتُکَ فِیْمَا یَبْقٰی لَکَ جَمَالُهٗ ؛	161	چنانچہ تمہاری طلب کردہ چیزیں ایسی ہونا چاہئیں جن کا جمال وحسن و فائدہ باقی رہنے والا ہو؛
وَیُنْفٰی عَنْکَ وَبَالُهٗ ؛	162	اور اس کے نقصان اور وبال کی تم سے نفی ہوتی ہو؛
فَالْمَالُ لَایَبْقٰی لَکَ وَلَاتَبْقٰی لَهٗ ؛	163	چنانچہ نہ تو مال تمہارے لئے باقی رہے گا اور نہ تم مال کیلئے باقی رہوگے؛
وَاعْلَمْ اَنَّکَ اِنَّمَا خُلِقْتَ لِلْاٰخِرَةِ لَا لِلدُّنْیَا ؛ وَلِلْفَنَاءِ لَا لِلْبَقَاءِ ؛ وَلِلْمَوْتِ لَا لِلْحَیَاةِ ؛	164	اور یہ بھی جان لو کہ تمہیں صرف آخرت کیلئے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ دنیا کیلئے اور فنا کیلئے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ بقا کیلئے اور موت کیلئے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ زندگی وحیات کیلئے؛

وَاَنَّکَ فِیْ مَنْزِلِ قُلْعَةٍ وَدَارِ بُلْغَةٍ وَّطَرِیْقٍ اِلَى الْاٰخِرَةِ ؛	165	اور تم بلاشبہ ایک عارضی منزل میں ہو اور مقررہ وقت تک رہنے کے مقام پر ہو اور آخرت کی طرف جانے والے راستے پر ہو؛
وَاَنَّکَ طَرِیْدُ الْمَوْتِ الَّذِیْ لَایَنْجُوْ مِنْهُ هَارِبُهُ ؛ وَلَایَفُوْتُهُ طَالِبُهُ ؛	166	اور یقیناً موت تمہارا تعاقب کر رہی ہے؛ جس سے بھاگنے والا نہیں بچ سکتا اور اُس سے بچنے کی کوشش کرنے والا اُس کے قابو سے نکل نہیں سکتا؛
وَلَابُدَّ اَنَّهُ مُدْرِکُهُ ؛	167	اور موت ہر حال میں اُسے پہنچ کر رہتی ہے؛
فَکُنْ مِنْهُ عَلٰى حَذَرٍ اَنْ یُّدْرِکَکَ وَاَنْتَ عَلٰى حَالٍ سَیِّئَةٍ قَدْ کُنْتَ تُحَدِّثُ نَفْسَکَ مِنْهَا بِالتَّوْبَةِ فَیَحُوْلُ بَیْنَکَ وَبَیْنَ ذٰلِکَ ؛ فَاِذَ اَنْتَ قَدْ اَهْلَکْتَ نَفْسَکَ.	168	لہٰذا تم اس بات سے برابر ڈرتے اور بچتے رہو کہ کہیں موت تمہیں ایسی حالت میں نہ آدبوچے کہ تم برے حال میں ہو اور توبہ کرنے کے ارادے اور اپنے خیالات تمہارے دل میں رہتے چلے آ رہے ہوں اور موت اُس سے پہلے ہی آ کر تمہارے اور تمہارے ارادوں کے درمیان حائل ہو جائے۔ اگر ایسا ہوا تو سمجھ لو کہ تم نے اپنی جان کو تباہ کر ڈالا ہے۔
یَابُنَیَّ اَکْثِرْ مِنْ ذِکْرِ الْمَوْتِ وَذِکْرِ مَاتَهْجُمُ عَلَیْهِ ؛ وَتُفْضِیْ بَعْدَ الْمَوْتِ اِلَیْهِ ؛ حَتّٰى یَاْتِیَکَ وَقَدْ اَخَذْتَ مِنْهُ حِذْرَکَ ؛ وَشَدَدْتَ لَهُ اَزْرَکَ ؛	169	اے میرے ننھے بچے تم موت کو بھی اور اُس منزل کو بھی کثرت سے یاد رکھتے رہو جہاں تمہیں موت کے بعد پہنچنا ہے۔ یہ اس لئے کہ جب موت آئے تو تم اپنی منزل کا ضروری سامان جمع کئے ہوئے ہو اور خود بھی خود کو موت کے مقابلے میں مضبوط اور تیار کر چکے ہو؛
وَلَا یَاْتِیَکَ بَغْتَةً فَیَبْهَرَکَ .	170	اور اسلئے بھی کہ وہ تم پر اچانک نہ ٹوٹ پڑے اور تم اس سے مغلوب ہو کر رہ جاؤ۔
وَاِیَّاکَ اَنْ تَغْتَرَّ بِمَا تَرٰى مِنْ اِخْلَادِ اَهْلِ الدُّنْیَا اِلَیْهَا ؛ وَتَکَالُبِهِمْ عَلَیْهَا ؛	171	تم خبردار ہو جاؤ اور دنیا پرستوں کی دنیا داری جو تم دیکھ رہے ہو اُن کی دنیا سے دل بستگی اور حرص و طمع تمہیں فریب میں مبتلا نہ کر دے؛
فَقَدْ نَبَّاَکَ اللّٰهُ عَنْهَا ؛	172	اللہ بھی دنیا کا اور دنیا پرستوں کا حال تمہیں بتا چکا ہے؛
وَنَعَتْ لَکَ نَفْسَهَا؛	173	اور دنیا نے خود بھی اپنی حالت سامنے رکھی ہوئی ہے؛
وَتَکَشَّفَتْ لَکَ عَنْ مَسَاوِیْهَا ؛	174	اور دنیا نے اپنی تمام برائیاں تم پر واضح کر دی ہیں؛
فَاِنَّمَا اَهْلُهَا کِلَابٌ عَاوِیَةٌ وَسِبَاعٌ ضَارِیَةٌ یَهِرُّ بَعْضُهَا بَعْضًا ؛	175	حقیقت یہ ہے کہ اہل دنیا تو بھونکنے والے کتوں کی طرح ہیں اور نقصان پہنچانے والے بھیڑیے ہیں جو آپس میں بھی ایک دوسرے پر غراتے رہتے ہیں؛
وَیَاْکُلُ عَزِیْزُهَا ذَلِیْلَهَا ؛	176	اور اہل دنیا تو طاقت ور کمزور لوگوں کو کھا رہے ہیں؛
وَیَقْهَرُ کَبِیْرُهَا صَغِیْرَهَا ؛	177	اور بڑی عمر و درجہ کے لوگ چھوٹوں کو ستا رہے ہیں؛
نَعَمٌ مُعَقَّلَةٌ ؛	178	کچھ چوپائے جانور بندھے ہوئے ہیں اور کچھ۔
وَاُخْرٰى مُهْمَلَةٌ قَدْ اَضَلَّتْ عُقُوْلَهَا؛ وَرَکِبَتْ مَجْهُوْلَهَا	179	اور ہیں جو آوارہ کھلے پھر رہے ہیں۔ یقیناً اس قسم کے دنیا داروں کی عقلیں گمراہ

		ہوگئی ہیں اور وہ انجان راستوں پر چل دیے ہیں ؛
سُرُوْحُ عَاهَةٍ بِوَادٍ وَعْثٍ ، لَيْسَ لَهَارَاعٍ يُقِيْمُهَا ؛ وَلَا مُقِيْمٌ يُسِيْمُهَا ؛	180	اور آزادی سے دشوار گذار اور تباہ کن جنگل میں نکل گئے ہیں جہاں اُن کا کوئی چرواہا نہیں ہے جو اُن کی راہ نمائی کرے نہ کوئی ذمہ دار ہے جو نگرانی کرے ؛
سَلَكَتْ بِهِمُ الدُّنْيَا طَرِيْقَ الْعَمٰى ؛	181	دُنیا نے اُنہیں اندھوں کی طرح گمراہی کے راستے سے وابستہ کررکھا ہے ؛
وَاَخَذَتْ بِاَبْصَارِهِمْ عَنْ مَنَارِ الْهُدٰى ؛	182	اور اُن کی آنکھوں کو ہدایت کے مینار کی طرف سے ہٹا رکھا ہے ؛
فَتَاهُوْا فِيْ حَيْرَتِهَا ؛ وَغَرِقُوْا فِيْ نِعْمَتِهَا ؛	183	چنانچہ وہ لوگ دنیا کی حیرانیوں اور سرگردانیوں اور نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں ؛
وَاتَّخَذُوْهَا رَبًّا ؛ فَلَعِبَتْ بِهِمْ وَلَعِبُوْا بِهَا ؛ وَنَسُوْا مَا وَرَائَهَا ؛	184	اور انہوں نے دنیا کو اپنا رب بنا رکھا ہے دنیا اُن سے کھیل رہی ہے اور وہ دنیا سے کھیل رہے ہیں اور انہوں نے دنیا کے علاوہ ہر چیز کو بھلا رکھا ہے ؛
رُوَيْدًا يُسْفِرُ الظَّلَامُ كَاَنْ قَدْ وَرَدَتِ الْاَظْعَانُ يُوْشِكُ مَنْ اَسْرَعَ اَنْ يَلْحَقَ .	185	ذرا ٹھہرو، صبر کرو، تھوڑی سی مہلت دو، اندھیرا کم ہو رہا ہے اس کے دور ہوتے ہی قافلوں کے کجاوے نظر آنے لگیں گے اور تیزی سے چلنے والے مسافر عنقریب آ ملنے والے ہیں ۔
وَاعْلَمْ يَابُنَيَّ اَنَّ مَنْ كَانَتْ مَطِيَّتُهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ فَاِنَّهُ يُسَارُبِهٖ وَاِنْ كَانَ وَاقِفًا ؛	186	اور یہ بھی جان لو کہ اَے میرے ننھے بیٹے جو شخص دن اور رات کے کاندھوں پر سوار ہے وہ معلوم تو ٹھہرا ہوا ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ٹھہرا ہوا نہیں بلکہ بڑی تیزی سے سرگرمِ سفر ہے ؛
وَيَقْطَعُ الْمَسَافَةَ وَاِنْ كَانَ مُقِيْمًا وَّادِعًا ؛	187	اور اپنی مسافت طے کرتا جا رہا ہے گو آرام وراحت کی حالت میں مقیم ہے ؛
وَاعْلَمْ يَقِيْنًا اَنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ اَمَلَكَ وَلَنْ تَعْدُوَ اَجَلَكَ وَاَنَّكَ فِيْ سَبِيْلِ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ ؛	188	اور یہ بھی سمجھ لو کہ یقیناً تم اپنی امیدوں اور آرزوؤں کو حاصل نہیں کر سکتے اور جتنی عمر تمہیں دی گئی ہے تم اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور یہ کہ تم بھی اسی راہ پر چلے جا رہے ہو جس پر تم سے پہلے والے لوگ گئے تھے ؛
فَخَفِّضْ فِي الطَّلَبِ وَاَجْمِلْ فِي الْمُكْتَسَبِ ؛	189	چنانچہ تم اپنی حاجتوں کو پورا کرنے والی چیزوں کو حاصل کرنے میں نرمی کو اختیار کرو اور روزی کی تلاش میں درمیانہ روش کو اپنا لو ؛
فَاِنَّهُ رُبَّ طَلَبٍ قَدْ جَرَّ اِلٰى حَرَبٍ ؛	190	کیونکہ اکثر چیزوں کو حاصل کرنیکی کوشش وتلاش میں اموال ضائع ہو جاتے ہیں
وَلَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ بِمَرْزُوْقٍ ؛ وَلَا كُلُّ مُجْمِلٍ بِمَحْرُوْمٍ ؛	191	اور ضروری نہیں کہ ہر تلاش وکوشش کرنے والا حاصل بھی کر سکے اور ضروری نہیں کہ ہر ڈھیلی کوشش والا رزق حاصل کرنے میں محروم ہی رہ جائے ؛
وَاَكْرِمْ نَفْسَكَ عَنْ كُلِّ دَنِيَّةٍ وَاِنْ سَاقَتْكَ اِلَى الرَّغَائِبِ ؛	192	اور ہر گھٹیا درجہ کی کوشش سے خود کو بچا کر اپنی عزت کو بلند رکھو خواہ گھٹیا کوششوں سے تمہیں اپنی مرغوب چیزیں حاصل ہی کیوں نہ ہوتی ہوں ؛
فَاِنَّكَ لَنْ تَعْتَاضَ بِمَا تَبْذُلُ مِنْ نَفْسِكَ عِوَضًا ؛	193	لیکن گھٹیا کام کر کے جو اپنا وقار کھو دو گے اُس کو دوبارہ حاصل کرنے کیلئے تمہیں کوئی بدل نہ ملے گا ؛

وَلَاتَكُنْ عَبْدَ غَيْرِكَ وَقَدْ جَعَلَكَ اللّٰهُ حُرًّا	194	اور حصول رزق کیلئے دوسروں کے غلام نہ بن جانا اسلئے کہ اللہ نے تمہیں آزاد پیدا کیا ہے
وَمَاخَيْرُ خَيْرٍ لَّايُنَالُ اِلَّا بِشَرٍّ وَّيُسْرٍ لَّايُنَالُ ؛ اِلَّا بِعُسْرٍ ؟	195	اور دیکھو اُس بھلائی کو بھلائی نہ سمجھو جو شر اور برائی میں مبتلا ہوئے بغیر نہ ملے اور اُس سہولت اور خوشحالی میں کوئی اچھائی نہیں جو تنگی اور دشواری میں مبتلا کر دے۔
وَاِيَّاكَ تُوْجِفَ بِكَ مَطَايَا الطَّمَعِ فَتُوْرِدَكَ مَنَاهِلَ الْهَلَكَةِ؛	196	اور خبردار رہنا کہیں تمہیں حرص اور طمع کی سواریاں ہلاکت کے کنارے لا کر نہ چھوڑ دیں۔
وَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَّايَكُوْنَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللّٰهِ ذُوْنِعْمَةٍ فَافْعَلْ ؛	197	اگر تم سے ممکن ہو تو ایسا کرو کہ تمہارے اور اللہ کے درمیان کوئی مالدار و سرمایہ دار شخص تمہیں نعمتیں دینے کا ذریعہ اور وسیلہ نہ بن سکے؛
فَاِنَّكَ مُدْرِكٌ قِسْمَكَ وَاٰخِذٌ سَهْمَكَ ؛ وَاِنَّ الْيَسِيْرَ مِنَ اللّٰهِ .سُبْحَانَهٗ .اَعْظَمُ وَاَكْرَمُ	198	یہ اس لئے کہ تمہیں تمہاری قسمت کا رزق مل کر رہنا ہے اور تم ضرور اپنا حصہ حاصل کر کے رہو گے؛
مِنَ الْكَثِيْرِ مِنْ خَلْقِهٖ وَاِنْ كَانَ كُلٌّ مِّنْهُ ؛	199	صحیح بات یہی ہے کہ اللہ پاک کے ہاتھوں تھوڑا سا ملنا بھی مخلوق کے ھاتھ سے زیادہ ملنے سے زیادہ باوقار ہوتا ہے۔ حالانکہ ملتا تو سارا ہی اللہ کی طرف سے ہے؛
وَتَلَافِيْكَ مَافَرَطَ مِنْ صَمْتِكَ اَيْسَرُ مِنْ اِدْرَاكِكَ مَا فَاتَ مَنْطِقِكَ ؛	200	اور بے موقع خاموشی سے جو نقصان ہو سکتا ہے اُس کا علاج اُس نقصان سے آسان ہوتا ہے جو تمہاری بے موقع گفتگو سے ہو سکتا ہے؛
وَحِفْظُ مَافِي الْوِعَاءِ بِشَدِّ الْوِكَاءِ ؛	201	اور جو چیز برتن کے اندر ہے اُسکا تحفظ ڈھکنے کو بند رکھ کر ہی کیا جا سکتا ہے؛
وَحِفْظُ مَافِيْ يَدَيْكَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ طَلَبِ مَافِيْ يَدِغَيْرِكَ ؛	202	اور اسکی حفاظت کرنا جو تمہارے دونوں ہاتھوں کے اندر ہے اس بات سے مجھے زیادہ تر محبوب ہے کہ تم وہ چیز مانگتے پھرو جو دوسروں کے ہاتھ میں ہے۔
وَمَرَارَةُ الْيَاْسِ خَيْرٌ مِنَ الطَّلَبِ اِلَى النَّاسِ ؛	203	کسی چیز کے موجود نہ ہونے کی تکلیف سہہ لینا دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے۔
وَالْحِرْفَةُ مَعَ الْعِفَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الْغِنٰى مَعَ الْفُجُوْرِ ؛	204	صنعت و حرفت و کاریگری کے ساتھ ساتھ پارسائی سے روزی کمانا بدچلنی میں مبتلا رکھنے والی دولت و سرمایہ دارانہ زندگی بسر کرنے سے بہتر ہے؛
وَالْمَرْءُ اَحْفَظُ لِسِرِّهٖ،	205	اور ہر شخص اپنے راز کی حفاظت خود کر سکتا ہے۔
وَرُبَّ سَاعٍ فِيْمَايَضُرُّهٗ ؛	206	اکثر ایسی چیزوں میں کوشش کی جاتی ہے جو نقصان پہنچانے والی ہوتی ہیں۔
مَنْ اَكْثَرَ اَهْجَرَ وَمَنْ تَفَكَّرَ اَبْصَرَ ؛	207	کثرت سے بولنے والا عقل سے ہجرت کر جاتا ہے اور غور و فکر کرنے والا بصیرت حاصل کر لیتا ہے؛
قَارِنْ اَهْلَ الْخَيْرِ تَكُنْ مِنْهُمْ ؛	208	نیک لوگوں سے ربط و ضبط تمہیں اُن ہی میں شامل کر دے گا؛
وَبَايِنْ اَهْلَ الشَّرِّ تَبِنْ عَنْهُمْ ؛	209	اور شر پسند اور برے لوگوں سے جدا رہو، تا کہ تم ان میں شمار نہ ہونے پاؤ؛

عربی متن	نمبر	ترجمہ
بِئْسَ الطَّعَامُ الْحَرَامُ ؛	210	سب سے بری خوراک حرام خوراک ہوا کرتی ہے؛
وَظُلْمُ الضَّعِيفِ اَفْحَشُ الظُّلْمِ ؛	211	کمزور پر ظلم وستم کرنا بدترین قسم کی ستم رانی ہے؛
اِذَاكَانَ الرِّفْقُ خُرْقًا كَانَ الْخُرْقُ رِفْقًا ؛	212	جب اور جہاں نرم سلوک سخت اور برا سلوک بن جائے وہاں سخت اور برا سلوک نرم سلوک کہلائے گا؛
رُبَّمَا كَانَ الدَّوَاءُ دَآءً وَالدَّاءُ دَوَاءً ؛	213	بعض حالات میں دوا خود بیماری بن جاتی ہے اور بیماری دوا بن کر رہ جاتی ہے؛
وَرُبَّمَانَصَحَ غَيْرُالنَّاصِحِ وَغَشَّ الْمُسْتَنْصَحُ	214	بعض دفعہ ایسا شخص نصیحت کرتا ہے جسے نہ کرنا چاہئے تھی اور کبھی دوست خیانت کر لیتا ہے
وَاِيَّاكَ وَالْاِتِّكَالَ عَلَى الْمُنٰى فَاِنَّهَا بَضَائِعُ النُّوْكٰى	215	اور تمناؤں کے بھروسہ پر نہ رہنا۔ یقیناً تمنائیں بے عقلوں کا سرمایہ ہوتی ہیں؛
وَالْعَقْلُ حِفْظُ التَّجَارُبِ وَخَيْرُ مَاجَرَّبْتَ مَا وَعَظَكَ ؛	216	عقلمندی یہ ہے کہ تجربوں کی حفاظت کی جائے، بہترین تجربہ وہ ہے جو وعظ اور نصیحت سے تمہیں حاصل ہو؛
بَادِرِ الْفُرْصَةَ قَبْلَ اَنْ تَكُوْنَ غُصَّةً ؛	217	فرصت کو بہتر طور پر استعمال کرو قبل اسکے فرصت تمہارے لئے مصیبت بن جائے؛
لَيْسَ كُلُّ طَالِبٌ يُّصِيْبُ وَلَا كُلُّ غَائِبٍ يَّؤُوْبُ	218	ہر طالب اور کوشش کرنے والا مقصد میں کامیاب نہیں ہوتا۔ اور ہر جانے والا پلٹ کر نہیں آیا کرتا؛
وَمِنَ الْفَسَادِ اِضَاعَةُ الزَّادِ وَمَفْسَدَةُ الْمَعَادِ ؛	219	آخرت کے سامان کو ضائع کر دینا اور آخرت کو بگاڑنا ہی فساد اندر فساد ہے؛
وَلِكُلِّ اَمْرٍ عَاقِبَةٌ ؛ سَوْفَ يَاْتِيْكَ مَا قُدِّرَ لَكَ؛ التَّاجِرُ مُخَاطِرٌ ؛	220	ہر چیز اور ہر کام کا ایک نتیجہ اور جزا ہوا کرتی ہے۔ جو تیرے مقدر میں ہے وہ جلد تجھ تک پہنچے گا۔ اور جو کوئی تجارت کرتا ہے وہ خطرات سے دوچار رہا کرتا ہے؛
وَرُبَّ يَسِيْرٍ اَنْمٰى مِنْ كَثِيْرٍ ؛	221	اور کبھی تو تھوڑا سا سامان کثیر سامان سے زیادہ بابرکت ہوا کرتا ہے؛
لَاخَيْرَ فِیْ مُعِيْنٍ مَهِيْنٍ ؛ وَلَا فِیْ صَدِيْقٍ ضَنِيْنٍ ؛	222	گھٹیا درجہ کے مددگار میں کوئی بھلائی اور عزت نہیں ہوتی ہے اور نہ کنجوس دوست مفید ہوتا ہے؛
سَاهِلِ الدَّهْرَ مَاذَلَّ لَكَ قُعُوْدُهُ ؛	223	جب تک زمانہ سازگار رہے اس کو عقلمندی اور نرمی سے استعمال کرتے چلے جاؤ؛
وَتُخَاطِرْ بِشَيْءٍ رَجَاءَ اَكْثَرَمِنْهُ ؛	224	زیادہ کی امید پر خود کو خطرات میں مت ڈالا کرو۔
وَاِيَّاكَ اَنْ تَجْمَعَ بِكَ مَطِيَّةُ اللَّجَاجِ ؛	225	اور خبردار رہو کہ کہیں تمہاری سواری کا اونٹ اور دوسری سواریاں دشمنی کی بنا پر سرکشی نہ کرنے لگیں؛
اَحْمِلْ نَفْسَكَ مِنْ اَخِيْكَ عِنْدَ صَرْمِهٖ عَلَى الصِّلَةِ ؛	226	اپنے آپ کو آمادہ رکھو کہ جب تمہارا بھائی تعلقات کو منقطع کرے تو تم تعلق کو جوڑ لو؛
وَعِنْدَصُدُوْدِهٖ عَلَى اللُّطْفِ وَالْمُقَارَبَةِ ؛	227	اور وہ منہ پھرائے تو تم آگے بڑھ کر اس کے ساتھ لطف و کرم سے پیش آؤ؛
وَعِنْدَ جُمُوْدِهٖ عَلَى الْبَذْلِ ؛	228	اور وہ جب تمہارے ساتھ کنجوسی کرے تو تم کشادہ دلی اور سخاوت سے پیش آیا کرو؛

وَعِنۡدَ تَبَاعُدِہٖ عَلَی الدُّنُوِّ ؛	229	اور جب وہ دوری اختیار کرے تو تم اس کے نزدیک ہونے کی کوشش کرو؛
وَعِنۡدَ شِدَّتِہٖ عَلَی اللِّیۡنِ ؛	230	اور اُس کی سختی پر تم نرم رویہ اختیار کرلو؛
وَعِنۡدَ جُرۡمِہٖ عَلَی الۡعُذۡرِ ؛	231	وہ جرم کرے تو تم اُس کے لئے عذر و بریت تلاش کرو۔
حَتّٰی کَاَنَّکَ لَہٗ عَبۡدٌ ؛ وَکَاَنَّہٗ ذُوۡنِعۡمَۃٍ عَلَیۡکَ ؛	232	یہاں تک بڑھو گویا تم اسکے غلام ہو اور وہ تمہارا نعمتیں دینے والا آقا ہے؛
وَاِیَّاکَ اَنۡ تَضَعَ ذٰلِکَ فِیۡ غَیۡرِ مَوۡضِعِہٖ ؛	233	اور خبردار اُس سارے سلوک کو غلط مواقع پر اختیار نہ کرلینا؛
وَاَنۡ تَفۡعَلَہٗ بِغَیۡرِ اَھۡلِہٖ ؛	234	اور نہ یہ طرزِ عمل کسی نااھل شخص کے ساتھ اختیار کرنا؛
لَاتَتَّخِذَنَّ عَدُوَّصَدِیۡقِکَ صَدِیۡقًا فَتُعَادِیَ صَدِیۡقَکَ ؛	235	اپنے دوست کے دشمن کو اپنا دوست نہ بنانا ورنہ اُس دوست کے دشمن قرار پاؤ گے؛
وَامۡحَضۡ اَخَاکَ النَّصِیۡحَۃَ حَسَنَۃً کَانَتۡ اَوۡقَبِیۡحَۃً ؛	236	اور اپنے بھائی کو ڈٹ کر نصیحت کرو خواہ اچھی لگے یا بری معلوم ہو؛
وَتَجَرَّعِ الۡغَیۡظَ فَاِنِّیۡ لَمۡ اَرَجُرۡعَۃً اَحۡلٰی مِنۡھَا عَاقِبَۃً وَلَا اَلَذَّمَغَبَّۃً ؛	237	اور غیظ و غضب کے گھونٹ خاموشی سے پی جاؤ کیوں کہ میں نے نتیجہ میں صبر کے اِن تلخ گھونٹوں سے زیادہ میٹھے اور زیادہ مزیدار گھونٹ نہیں دیکھے ہیں؛
وَلِنۡ لِّمَنۡ غَالَظَکَ فَاِنَّہٗ یُوۡشِکُ اَنۡ یَّلِیۡنَ لَکَ ؛	238	اور جو کوئی تمہارے ساتھ بے رحمانہ سختی سے پیش آئے۔ تم جواب میں نرمی سے پیش آؤ اس لئے کہ جلد ہی وہ بھی تم سے نرم سلوک کرے گا؛
وَخُذۡعَلٰی عَدُوِّکَ بِالۡفَضۡلِ فَاِنَّہٗ اَحۡلٰی الظَّفۡرَیۡنِ ؛	239	اپنے دشمن کے برے طریقوں کو فضل و کرم و حسن سلوک سے بند کردو دونوں قسم کی کامیابیوں میں سے یہ کامیابی زیادہ شیریں ہے۔
وَاِنۡ اَرَدۡتَ قَطِیۡعَۃَ اَخِیۡکَ فَاسۡتَبۡقِ لَہٗ مِنۡ نَّفۡسِکَ بَقِیَّۃً تَرۡجِعُ اِلَیۡھَا اِنۡ بَدَالَہٗ ذٰلِکَ یَوۡمًامَّا؛	240	اگر تم اپنے دینی بھائی سے تعلق ختم کرنے کا ارادہ کرو تو اپنے دل میں اتنی جگہ رہنے دو کہ اگر وہ اپنا طرزِ عمل دوستی کی طرف لانا چاہے تو وہ دوستی کی طرف پلٹ سکے؛
وَمَنۡ ظَنَّ بِکَ خَیۡرًا فَصَدِّقۡ ظَنَّہٗ ؛	241	جو شخص تمہارے متعلق اچھے خیالات اور عمل کی امید رکھتا ہو اس کے خیالات کو اپنے اچھے سلوک سے صحیح ثابت کردکھاؤ؛
وَلَا تُضِیۡعَنَّ حَقَّ اَخِیۡکَ اتِّکَالاً عَلٰی مَابَیۡنَکَ وَبَیۡنَہٗ ؛	242	اور تم اپنے اور اپنے دینی بھائی کے آپس کے اچھے اور بھروسے کے تعلقات کی آڑ میں اُس کا حق ضائع نہ کردینا؛
فَاِنَّہٗ لَیۡسَ لَکَ بِاَخٍ مَّنۡ اَضَعۡتَ حَقَّہٗ ؛	243	چنانچہ وہ شخص تمہارا بھائی کہاں ہوا جس کا تم نے حق مار لیا یا ضائع کردیا ہو؛
وَلَایَکُنۡ اَھۡلُکَ اَشۡقَی الۡخَلۡقِ بِکَ ؛	244	اور یہ بھی نہ ہونا چاہیئے کہ تمہارے ہاتھوں تمہارے اہل خانہ اور متعلقین ساری مخلوقات سے زیادہ تنگ اور بدبخت ہو کر رہ جائیں؛
وَتَرۡغَبَنَّ فِیۡمَنۡ زَھَدَ عَنۡکَ ؛	245	اور جو کوئی تم سے تعلق ہی نہ رکھنا چاہے اُسے تعلق رکھنے پر جبر نہ کرو؛

وَلَا يَكُوْنَنَّ اَخُوْكَ عَلٰى مُقَاطَعَتِكَ اَقْوٰى مِنْكَ عَلٰى صِلَتِهٖ ؛	246	اور تمہارا دینی بھائی تم سے قطع تعلق کرنے میں تمہارے تعلق قائم رکھنے کی کوششوں سے بڑھنے نہ پائے اور تعلق توڑ نہ سکے؛
وَلَا يَكُوْنَنَّ عَلَى الْاِسَائَةِ اَقْوٰى مِنْكَ عَلَى الْاِحْسَانِ	247	اور تمہارے احسان اور عمدہ سلوک سے اُس کا برا سلوک تم سے کسی طرح بڑھنے نہ پائے؛
وَلَا يَكْبُرَنَّ عَلَيْكَ ظُلْمُ مَنْ ظَلَمَكَ ؛	248	اور دیکھو کسی ظلم کرنیوالے کا ظلم تمہارے اوپر گراں اور ناگوار نہ گذرنے پائے؛
فَاِنَّهٗ يَسْعٰى فِيْ مَضَرَّتِهٖ وَنَفْعِكَ ؛	249	اسلئے کہ وہ تمہارے نفع کے لئے اور خود اپنے نقصان کے لئے کوشش کررہا ہے؛
وَلَيْسَ جَزَاءُ مَنْ سَرَّكَ اَنْ تَسُوْئَهٗ .	250	اور جو شخص تمہاری خوشی کا سبب بنے اُس کا بدلہ یہ نہیں ہے کہ اُس سے برائی کی جائے۔
وَاعْلَمْ ، يَابُنَيَّ ، اَنَّ الرِّزْقَ رِزْقَانِ : رِزْقٌ يَطْلُبُهٗ ، وَ رِزْقٌ يَطْلُبُكَ فَاِنْ اَنْتَ لَمْ تَاْتِهٖ اَتَاكَ ؛	251	اور اے ننھے منے بیٹے یہ سمجھ لو کہ رزق (سامان زندگی) دو طرح کا ہوا کرتا ہے: ایک وہ رزق جسے تم تلاش کرتے ہو اور دوسرا وہ رزق ہوتا ہے جو تمہیں تلاش کرتا پھرتا ہے۔ چنانچہ اگر تم اسکی طرف نہ بھی جاؤ گے تو وہ خود تمہاری طرف آئے گا؛
مَا اَقْبَحَ الْخُضُوْعَ عِنْدَ الْحَاجَةِ ؛ وَالْجَفَآءَ عِنْدَ الْغِنٰى ؛	252	یہ بہت بری عادت ہے کہ جب ضرورت درپیش ہو تو آدمی عاجزی اور منت و سماجت کرے اور جب خوشحالی ہو تو جفا کاری اور بے مروتی دکھائی جائے؛
اِنَّمَا لَكَ مِنْ دُنْيَاكَ مَا اَصْلَحْتَ بِهٖ مَثْوَاكَ ؛	253	تمہارے لئے دنیا سے اتنا لینا ہی کافی ہے جس سے تم اپنی آخرت سنوار لو؛
وَاِنْ جَزِعْتَ عَلٰى مَا تَفَلَّتَ مِنْ يَدَيْكَ فَاجْزَعْ عَلٰى كُلِّ مَالَمْ يَصِلْ اِلَيْكَ ؛	254	اگر تمہارا طریقہ یہ ہو کہ تم ہر اُس چیز پر تڑپ اُٹھو جو کہ تمہارے ہاتھوں سے جاتی رہے تو تمہیں تو ہر اُس چیز پر نالہ و فریاد کرنا چاہئے جو تمہیں ملی ہی نہ ہو؛
اِسْتَدِلَّ عَلٰى مَالَمْ يَكُنْ بِمَا قَدْ كَانَ فَاِنَّ الْاُمُوْرَ اَشْبَاهٌ	255	تمہیں تو موجودہ حالات کو بعد میں آنیوالے حالات کے لئے دلیل بنانا چاہئے اس لئے کہ حالات آپس میں ایک دوسرے کے مشابہ اور مانند ہوا کرتے ہیں؛
وَلَا تَكُوْنَنَّ مِمَّنْ لَّا تَنْفَعُهُ الْعِظَةُ اِلَّا اِذَا بَالَغْتَ فِيْ اِيْلَامِهٖ ؛	256	تم اُن لوگوں میں سے نہ ہو جانا کہ جن کو نصیحت اُس وقت تک فائدہ نہیں پہنچاتی جب تک تم انہیں تکلیف نہ پہنچاؤ؛
فَاِنَّ الْعَاقِلَ يَتَّعِظُ بِالْاَدَبِ ؛ وَالْبَهَائِمَ لَا يَتَّعِظُ اِلَّا بِالضَّرْبِ ؛	257	عقلمند انسان تو باتوں اور تنبیہ سے سمجھ جاتا ہے لیکن حیوان ڈنڈے کے بغیر نہیں سمجھتا ہے۔
اِطْرَحْ عَنْكَ وَارِدَاتِ الْهُمُوْمِ بِعَزَائِمِ الصَّبْرِ وَحُسْنِ الْيَقِيْنِ ؛	258	سر پر آپڑنے والے مصائب اور غم واندوہ کو صبر کی مضبوطی اور یقین کی عمدگی سے دور کرو؛
مَنْ تَرَكَ الْقَصْدَ جَارَ ؛	259	جو کوئی میانہ روی چھوڑ دیتا ہے وہ بھٹک جاتا ہے؛
وَالصَّاحِبُ مُنَاسِبٌ ؛	260	اور جو صحابی ہوتا ہے وہ خاندان والوں کی طرح ہو جاتا ہے؛
وَالصَّدِيْقُ مَنْ صَدَقَ غَيْبُهٗ ؛	261	اور دوست وہ ہے جو پیٹھ پیچھے بھی دوست ثابت ہو؛

وَالْهَوٰی شَرِیْکُ الْعَمٰی ؛	262	اور یہ ذاتی خواہشیں بے بصیرتی میں شریک رکھتی ہیں ؛
وَرُبَّ بَعِیْدٍ اَقْرَبُ مِنْ قَرِیْبٍ وَقَرِیْبٍ اَبْعَدُ مِنْ بَعِیْدٍ ؛	263	بہت سے دور والے قریبی لوگوں سے بھی قریب ہوتے ہیں اور بہت سے قریبی لوگ دور والوں سے بھی دور ہوتے ہیں ؛
وَالْغَرِیْبُ مَنْ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ حَبِیْبٌ ؛	264	غریب اور بے سہارا دراصل وہ شخص ہے جس کا کوئی حبیب نہ ہو ؛
مَنْ تَعَدَّی الْحَقَّ ضَاقَ مَذْهَبُهٗ ؛	265	جو لوگ حق کو پھلانگ جاتے ہیں اُن پر اُن کا مذہب تنگ ہو جاتا ہے ؛
وَمَنِ اقْتَصَرَ عَلٰی قَدْرِهٖ کَانَ اَبْقٰی لَهٗ ؛	266	جو لوگ اپنی قدرت اور حیثیت پر قائم رہتے اور اُس سے تجاوز نہیں کرتے اُن کی قدرت اور حیثیت باقی رہتی ہے۔
وَاَوْثَقُ سَبَبٍ اَخَذْتَ بِهٖ سَبَبٌ بَیْنَکَ وَبَیْنَ اللّٰهِ	267	اور سب سے مستقل اور پختہ ذریعہ جو تم اختیار کر سکتے ہو وہ ہے تمہارے اور تمہارے اللہ کے درمیان ؛
وَمَنْ لَمْ یُبَالِکَ فَهُوَ عَدُوُّکَ ؛	268	جو تمہاری پرواہ نہیں کرتا وہ یقیناً تمہارا دشمن ہی ہے ؛
قَدْ یَکُوْنُ الْیَاْسُ اِدْرَاکًا اِذَا کَانَ الطَّمَعُ هَلَاکًا	269	جب حرص و طمع سے تباہی ہوتی ہو تو مایوسی اور تنگ حالی ہی میں فلاح و بہبودی ہے ؛
لَیْسَ کُلُّ عَوْرَةٍ تَظْهَرُ وَلَا کُلُّ فُرْصَةٍ تُصَابُ ؛	270	ہر چھپائی جانے والی چیز ضروری نہیں کہ ظاہر ہی ہو کر رہے۔ اور نہ تمام فرصت کے مواقع بار بار آتے ہیں ؛
وَرُبَّمَا اَخْطَاءَ الْبَصِیْرُ قَصْدَهٗ وَاَصَابَ الْاَعْمٰی رُشْدَهٗ ؛	271	کبھی کبھی پختہ بصیرت والے اپنے مقاصد میں ناکام ہو جاتے ہیں اور اندھے اور بے بصیرت لوگ راہ راست پالیتے ہیں ؛
اَخِّرِ الشَّرَّ فَاِنَّکَ اِذَا شِئْتَ تَعَجَّلْتَهٗ ؛	272	شر اور برائی کو ٹالتے اور پیچھے ہٹاتے رہو اس لئے کہ تم جب چاہو اُس کی طرف جلدی سے بڑھ سکتے ہو ؛
وَقَطِیْعَةُ الْجَاهِلِ تَعْدِلُ صِلَةَ الْعَاقِلِ ؛	273	جاہل کا قطع تعلق کرنا ایک عاقل سے تعلق قائم ہونے کے برابر ہے ؛
مَنْ اَمِنَ الزَّمَانَ خَانَهٗ وَمَنْ اَعْظَمَهٗ اَهَانَهٗ ؛	274	جو زمانہ سے خود کو امن میں سمجھ لے وہ اس سے خیانت کر لیتا ہے اور جو اسے بڑا سمجھے وہ اُسے ذلیل کر دیتا ہے ؛
لَیْسَ کُلُّ مَنْ رَمٰی اَصَابَ ؛	275	ہر تیر چلانے والے کا تیر نشانہ پر نہیں لگا کرتا ہے ؛
اِذَا تَغَیَّرَ السُّلْطَانُ تَغَیَّرَ الزَّمَانُ ؛	276	جب سلطان کے صحیح حالات بدل جاتے ہیں تو زمانہ کے حالات میں بھی تبدیلی ہو جاتی ہے
سَلْ عَنِ الرَّفِیْقِ قَبْلَ الطَّرِیْقِ؛ وَعَنِ الْجَارِ قَبْلَ الدَّارِ ؛	277	راہ روی اور راستے کے حالات سے پہلے شریکِ سفر کے حالات معلوم کرو اور مکان لینے سے پہلے پڑوسیوں کے حالات پوچھو ؛
اِیَّاکَ اَنْ تَذْکُرَ مِنَ الْکَلَامِ مَا یَکُوْنُ مُضْحِکًا وَاِنْ حَکَیْتَ ذٰلِکَ عَنْ غَیْرِکَ ؛	278	تم ہوشیار رہ کر اُس کلام کو اختیار نہ کرنا جس میں ہنسانے والی باتیں ہوں خواہ وہ باتیں تم نے کسی اور سے بطور حکایت ہی کیوں نہ سنی ہوں ؛

وَاِيَّاکَ وَمُشَاوَرَةَ النِّسَآءِ ؛ فَاِنَّ رَايَهُنَّ اِلٰى اَفَنٍ ؛ وعَزْمَهُنَّ اِلٰى وَهْنٍ ؛	279	اور خبر دار تم عورتوں سے مشورہ نہ کرنا اس لئے کہ اُن کی رائے وقتی اور غیر مستقل ہوتی ہے اور اُن کے ارادے سست ہوا کرتے ہیں؛
وَاكْفُفْ عَلَيْهِنَّ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ بِحِجَابِکَ اِيَّاهُنَّ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحِجَابِ اَبْقٰى عَلَيْهِنَّ ؛	280	اور اُنہیں تو تم اپنے تحفظ میں رکھو اُن کی آنکھوں کے لئے اپنا حجاب فراہم رکھو تمہارے پردے کی پابندی اُن کی حیثیت کو برقرار رکھے گی؛
وَلَيْسَ خُرُوْجُهُنَّ بِاَشَدَّ مِنْ اِدْخَالِکَ مَنْ لَّايُوْثَقُ بِهٖ عَلَيْهِنَّ ؛	281	اور اُن کا تیرے حجاب سے نکلنا اتنا سخت نہیں جتنا خود تیرا کسی نا قابل وثوق شخص کو اپنے پردہ میں داخل کر دینا؛
وَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَايَعْرِفْنَ غَيْرَکَ فَافْعَلْ ؛	282	اور اگر تو ایسا انتظام کر سکے تو ضرور کرنا جس سے وہ عورتیں تیرے علاوہ کسی اور سے تعارف ہی نہ رکھتی ہوں؛
وَلَا تُمَلِّکِ الْمَرْاَةَ مِنْ اَمْرِهَا مَا جَاوَزَ نَفْسَهَا ؛	283	اور عورت کو اسکے ذاتی معاملات کے علاوہ اور کسی معاملے پر مختار و مالک نہ بناؤ؛
فَاِنَّ الْمَرْاَةَ رَيْحَانَةٌ وَّلَيْسَتْ بِقَهْرَمَانَةٍ ؛	284	اسلئے کہ عورت تو ایک پھول ہوتی ہے وہ جبر و قہر اور حکمرانی کرنے کیلئے نہیں ہے؛
وَلَا تَعْدُ بِكَرَامَتِهَا نَفْسَهَا ؛	285	اور عورت کو ذاتی توقیر و احترام سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے؛
وَلَا تُطْمِعْهَا فِيْ اَنْ تَشْفَعَ بِغَيْرِهَا ؛	286	اور عورت کو اتنی ڈھیل اور جرأت عطا نہ کرو کہ وہ اپنے علاوہ دوسروں کی سفارش کرنے لگے؛
وَاِيَّاکَ وَالتَّغَايُرَ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِ غَيْرَةٍ ؛	287	اور خبر دار تم کبھی بھی بدگمانی اور غیرت کے مجروح کرنے والی بات بلاضرورت اور بے موقع نہ کرنا؛
فَاِنَّ ذٰلِکَ يَدْعُوْ الصَّحِيْحَةَ اِلَى السَّقَمِ ؛ وَالْبَرِيْئَةَ اِلَى الرِّيَبِ ؛	288	حقیقت یہ ہے کہ بدگمانی نیک و پاکباز عورت کو بھی عیب و بدراہی کی طرف متوجہ کر دیتی ہے۔ اور ایک پر یقین عورت کو بھی شش و پنج اور اُلجھن میں ڈال دیتی ہے؛
وَاجْعَلْ لِكُلِّ اِنْسَانٍ مِنْ خَدَمِکَ عَمَلاً تَاْخُذُهُ بِهٖ ؛	289	اور اپنے تمام ماتحت خدمت گذاروں کو اُن کے کام بانٹ دو تا کہ اُن پر باز پرس کر سکو؛
فَاِنَّهٗ اَحْرٰى اَنْ لَّايَتَوَاكَلُوْا فِيْ خِدْمَتِکَ ؛	290	اس طرح وہ لوگ اپنے کاموں اور ذمہ داریوں کو دوسروں پر نہ ٹال سکیں گے؛
وَاَكْرِمْ عَشِيْرَتَکَ فَاِنَّهُمْ جَنَاحُکَ الَّذِيْ بِهٖ تَطِيْرُ	291	اور اپنے چاروں طرف پنچوں اور نمائندوں کا اکرام و احترام کرو۔ وہ تمہارے پرو بازو ہیں جن سے تم پرواز کرتے ہو؛
وَاَصْلُکَ الَّذِيْ اِلَيْهِ تَصِيْرُ ؛ وَيَدُکَ الَّتِيْ بِهَا تَصُوْلُ ؛	292	اور وہ تمہاری ایسی بنیاد ہیں جن پر تم توجہ رکھتے ہو اور تمہارے ایسے ھاتھ ہیں جن سے تم حملہ کرتے ہو؛
اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَکَ وَ دُنْيَاکَ ؛	293	میں تمہارے دین کو اور تمہاری دُنیا کو اللہ کے سامنے بطور امانت سونپتا ہوں؛
وَاَسْاَلُهٗ خَيْرَ الْقَضَآءِ لَکَ فِي الْعَاجِلَةِ وَالْاٰجِلَةِ ؛	294	اور اللہ سے تمہارے حق میں جلد ہونے والے اور مقررہ مدت پر ہونے والے اچھے فیصلوں کی دعا کرتا ہوں؛
وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَالسَّلَامُ .	295	اور تمہاری دنیا اور تمہاری آخرۃ میں کامیابی چاہتا ہوں۔ والسلام

تشریح:۔ قارئین حضرات نے اس وصیت کی ابتدا میں دیکھا ہے کہ یہ وصیت جنگ صفین سے واپس آتے ہوئے حاضرین نام کے ایک گاؤں میں لکھی گئی تھی۔اگر جناب رضی صاحب رضی اللہ عنہ اور دیگر علما کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام جنگ صفین کے اختتام تک اس وصیت سے ناواقف تھے اور اس کے لکھے جانے کے بعد واقف ہوئے تو ہمیں اِس سے اختلاف وانکار ہے۔پھر بعض علمائے شیعہ نے وصیت میں آئے ہوئے بعض جملوں کو ناپسند کرتے ہوئے اس وصیت کو محمد ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے نام مانا ہے۔چنانچہ مفتی مترجم نے لکھا ہے کہ:۔

''ابن میثم نے جعفر ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرتؑ نے یہ وصیت نامہ محمد ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے نام تحریر فرمایا۔

اور علامہ رضی نے تحریر کیا ہے کہ اس سے مراد و مخاطب امام حسن علیہ السلام ہیں۔'' (ترجمہ نہج البلاغہ جلد 3 صفحہ 81)

ہم بلا دلیل کسی کے قول اور دعوے کو قبول نہیں کرتے اور خصوصاً نہج البلاغہ کے سلسلے میں ہر اس بات کو نہیں مانتے جس کے لئے حضرت علی علیہ السلام کے اپنے الفاظ نہ ہوں۔اس وصیت میں بھی حضورؑ نے امام حسین علیہ السلام کا نام نہیں لیا ہے مگر وصیت کے الفاظ میں یہ وصیت اپنے بیٹے کو کی گئی ہے اور وصیت اور وصی سے صرف امام حسنؑ ہی سمجھے جاسکتے ہیں۔بیٹوں میں سے کسی اور بیٹے کو وصیت کرنا قانون وصایت کے خلاف ہے۔رہ گئے وہ جملے جو علما کو پسند نہیں آتے وہ اُن کے عقائد کی خامی ہے۔محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ اور دیگر آئمہ علیھم السلام اس پوری کائنات کی بنیاد ہیں۔یہ اُن حضرات ہی کے لئے پیدا کی گئی ہے، اُن ہی سے پیدا کی گئی ہے اُن ہی کے ہاتھوں پیدا کی گئی ہے اور اُن ہی کے مقاصد کی صورت پر پیدا کی گئی ہے لہٰذا اُن سے خطاب کا مطلب بھی پوری کائنات سے خطاب ہوتا ہے۔لہٰذا جو کچھ اس وصیت میں فرمایا گیا ہے وہ بالواسطہ پوری نوع انسان اور ساری کائنات سے فرمایا گیا ہے۔

اُن کو ''**عَبۡدُ الدُّنۡیَا**'' ''**دُنیا کا غلام**'' فرمایا ہے۔ساری دنیا کے نمائندہ کو عبدالدنیا نہ کہا جائے تو پھر کون ایک شخص ایسا ہوسکتا ہے جسکو دنیا کا غلام کہا جاسکے؟ جو تنہا دنیا کے تمام غلاموں کی نمائندگی کرسکے؟ ساری نوع انسان اُن ہی کے مادہ یا سامان سے پیدا ہوئی ہے اُس میں اللہ کے بندے بھی آگئے اور دنیا کے بندے بھی اُسی ایک ہستیؑ میں داخل ہیں۔وہ ایک ہستی صرف حسنؑ بن علیؑ نہیں خود علیؑ بھی محمدؐ بھی فاطمہؑ بھی وہی ایک ہستی ہیں۔وہ سب محمدؐ ہیں۔وہ سب علیؑ (عالین) (سورۃ ص 38/78) اور ساری کائنات کے نمائندے و ذمہ دار ہیں۔کائنات اچھی ہے تو اُنؑ کی ہے بری ہے تو اُن کی ہے۔یہاں انفرادی بات نہیں ہو رہی یہ تو اجتماعی خطاب ہے اور امام حسن علیہ السلام کو سب کا ذمہ دار بنایا جا رہا ہے۔یہ ہمہ گیر وصیت ہے۔یہ وصیت حضرت امام حسن علیہ السلام کے جسمانی حدود اربع تک محدود وصیت نہیں ہے۔اس میں تو سب اگلے پچھلے راہنما شامل ہیں خود حضرت علی علیہ السلام شامل ہیں اسی لئے فرمایا ہے کہ:۔ ''میں نے تمہیں اپنا ایک جز پایا بلکہ تمہیں وہی کچھ پایا جو کچھ کہ میں کُل ہوں'' (جملہ نمبر 10) اور

''جو کچھ تم پر گذرتا ہے وہی کچھ مجھ پر واقع ہوتا ہے'' (جملہ نمبر 11)

لہٰذا صرف امام حسن علیہ السلام ہی دنیا کے تمام غلاموں کے نمائندہ نہیں ہیں بلکہ خود حضرت علی علیہ السلام بھی ساری دنیا کے نمائندے ہیں۔بہرحال یہ طے شدہ بات ہے کہ یہ وصیت (31) جناب امام حسن علیہ السلام کے نام ہے اور اُن کی وجہ سے سارے بیٹوں، بیٹیوں، ازواج اور تمام آئمہ علیھم السلام کے نام ہے۔

2۔وصیت اس وقت کی گئی تھی جب جناب حسنؑ ننھے، منّے چھوٹے سے بچے تھے خود ابّا و بابا نہ تھے

وصیت میں امام حسن علیہ السلام کو بار بار (12 مرتبہ) ''**یَابُنَیَّ**'' اے میرے ننھے مُنے چھوٹے سے بچے کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے اور آپؑ کو بہت کم عمر اور دنیا میں نو وارد فرمایا گیا ہے (جملہ نمبر 58، 58الف)۔ لہٰذا ہم یہ نہیں مانتے کہ جنگ صفین کے بعد امام حسن علیہ السلام کو اِس وصیت میں

مخاطب کیا گیا تھا۔ اس لئے کہ اس وقت تو حضرت امام حسن علیہ السلام خود چونتیس (34) سال عمر رکھتے تھے اور خود صاحب اولاد تھے۔ البتہ یہ مانا جاسکتا ہے کہ وصیت کا اعلان 37 ہجری مقام حاضرین پر کیا گیا تھا۔

3۔ وصیت میں کتاب اللہ، شرائع اسلام احکام حلال وحرام کی ابتدکرنے کا بھی ذکر ہے

اور وصیت کا علم وتفصیل امام حسن علیہ السلام کو بچپن ہی میں دے دیا گیا تھا۔ پھر اس زیر نظر وصیت میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ:۔

وَاَنْ اَبْتَدِئَکَ بِتَعْلِیْمِ کِتَابِ اللّٰہِ وَتَاوِیْلِہٖ وَشَرَآئِعَ الْاِسْلَامِ وَاَحْکَامِہٖ وَحَلَالِہٖ وَحَرَامِہٖ، (جملہ نمبر 60)

''میں نے چاہا کہ پہلے تمہیں کتاب اللہ کی تعلیم شروع کرائی جائے اور قرآن کی عملی صورت سکھائی جائے۔ اور اسلام کی تمام شریعتوں پر اور احکام پر مطلع کیا جائے اور حلال وحرام کی صورتیں واضح کی جائیں'' (جملہ 60)

اِس کے بعد کیا کوئی مسلمان یہ مان سکتا ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام اپنی چونتیس (34) سال کی عمر تک نہ شریعت سے واقف تھے نہ حلال وحرام کو جانتے تھے اور نہ اُنہیں قرآن کا علم حاصل تھا؟ ساتھ ہی اس زیر نظر وصیت میں سب کچھ ہے نہیں ہے تو تعلیم قرآن اور تاویل قران اور شریعتوں کے احکام اور حلال وحرام ہی کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا اور ماننا پڑے گا کہ یہ سب کچھ زیر نظر وصیت سے پہلے سکھایا جا چکا تھا۔ اور خود قرآن کریم نے کم ازکم ایسے تین اشخاص کی موجودگی ثابت کی ہے جن کے سینوں میں روز ازل سے قرآن آیات بیّنات کی صورت میں موجود تھا اور وہ حضرات روز ازل سے مکمل علم عطا کردئے جانے والے تھے (عنکبوت 29/49) اور ظاہر ہے کہ نزول قرآن کے زمانہ میں محمدؐ وعلیؑ فاطمہؑ اور حسنین صلوٰۃ اللہ علیہم کے علاوہ اور کوئی نہ ہوسکتا تھا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ زیر نظر وصیت میں کسی باقاعدہ تعلیم کا ذکر اس لئے نہیں ہے کہ امام حسن علیہ السلام کی تعلیم بچپن ہی میں مکمل کردی گئی تھی اور وصیت میں تو عام ہدایات اور تجربات اور نصیحتیں بیان فرمائی گئی ہیں۔

4۔ بارہ مرتبہ لفظ ''یَا بُنَیَّ'' میں ایک نہایت کم سن بچہ حضورؑ کا مخاطب ماننا ہی پڑے گا

یہاں قارئین کرام کو یہ بتانا ہے کہ ''یَا بَنِیَّ'' جوان اور عمر رسیدہ بیٹوں یا بیٹے کو مخاطب کرنے کے لئے بولا جاتا ہے (بقرہ 2/132) اور چھوٹے اور ننھے بچوں کو مخاطب کرنے کے لئے ''یَابُنَیَّ'' کہا جاتا ہے قرآن دیکھنے سے پہلے لغات القرآن مرتبہ مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی کی بات سُنیں فرماتے ہیں:۔ بُنَیَّ: میرے بیٹے۔ میرے پیارے بیٹے۔ میرے چھوٹے سے بیٹے۔ اِبْنٌ کی تصغیر ہے۔ یہاں تصغیر پیار اور محبت کے لئے ہے۔ جیسے ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں۔ بیٹا یا ننھے وغیرہ۔'' (لغات القرآن جلد دوم صفحہ 50 کالم دوسرا)

پرویز کی لغات القرآن۔

''سورۃ لقمان میں ''یٰبُنَیَّ'' آیا ہے (31/16) جس کے معنی ہیں ''اے میرے ننھے بیٹے'' یہاں بُنَیَّ اِبْنٌ کی تصغیر ہے'' (جلد اول صفحہ 353)

ایک عربی انگلش ڈکشنری میں یہ معنی لکھے ہیں۔ ''بُنَیَّ My little son میرے ننھے بیٹے''

(معجم عربی۔ انکلیزی الفرائدالدُریہ Rev.JG Hava صفحہ 48)

لغایات کے ان بیانات کے بعد یہ معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن کریم میں یہ لفظ یٰبُنَیَّ چار مقامات پر آیا ہے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے لے پالک یعنی اپنی بیوی کے بیٹے کو یٰبُنَیَّ کہہ کر پکارا ہے (11/42)۔ یہ شخص درحقیقت بچہ نہ تھا جوش محبت کے اظہار کے لئے یٰبُنَیَّ فرمایا گیا تھا۔ دوسری جگہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے چھوٹے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو یٰبُنَیَّ فرما کر بھائیوں سے اپنے خواب کو پوشیدہ رکھنے کی تاکید کی تھی (یوسف

12/5) تیسری جگہ حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہیں اور یٰبُنَیَّ کہہ کر بات شروع کرتے ہیں (31/17,31/16,31/13) آخری دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کا وہ حکم سنا رہے ہیں جو اُن کی قربانی کے لئے خواب میں دیا گیا تھا۔ اور اُنہیں بچہ ہونے کی بنا پر یٰبُنَیَّ فرما کر مخاطب فرماتے ہیں (37/102) اِن مقامات کی بنا پر یہ فیصلہ غلط اور حماقت ثابت ہو گیا کہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو چونتیس سال کی عمر میں وصیت فرمائی تھی۔

5۔ نوری ماحول سے مادی ماحول میں سمانے اور نباھنے کے لئے وصیت میں ہدایات ہیں

ہمارا پیدائشی اور مسلسل نسلی طور پر مادی اور جسمانی ہونا اور لفظ نور اور نورانی پوزیشن سے کماحقہ ناواقف ہونا ہمارے سامنے سب سے بڑی اور حقیقی مشکل ہے۔ اور یہی مشکل ہے جو نور محمدیؐ اور اجزائے نورِ محمدیؐ یعنی محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ اور دیگر آئمہ صلوٰۃ اللہ علیہم کی دنیاوی پوزیشن میں اختلاف و انکار کی رائے کھولتی ہے۔ کوشش کے باوجود ہمیں صحیح نتیجہ نکالنے سے روکتی ہے۔ یہاں بات کو سمجھانے یا سمجھ سے قریب لانے کے لئے ایک مثال سامنے لاتے ہیں جو یہاں اس دنیا میں عملاً پیش آتی ہے اور دیکھی جا سکتی ہے۔ میڈم مانٹسوری کے چلڈرن ہوم میں تعلیم کے لئے بچوں کو داخلہ زیادہ سے زیادہ تین سال کی عمر میں ملتا ہے۔ یہ رعایت ان بچوں کے لئے ہے جو میڈم کے چلڈرن ہوم کے سند یافتہ یا ڈپلومہ رکھنے والے حضرات کے بچے ہوں اور پیدائش سے لے کر تین سال کی عمر تک اپنے اپنے گھروں میں سند اور ڈپلوموں کی شرائط کے مطابق پالا اور تربیت دیا گیا ہو۔ ورنہ عام لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ حاملہ عورتیں میڈم کے نرسری ہسپتال میں وضع حمل کرائیں اور ایک ہفتہ بعد بچہ کو ادارہ کی نرسوں کی تحویل میں چھوڑ کر واپس آجائیں۔ انہیں اور شوہروں کو اجازت ہے کہ ہفتہ میں ایک مقررہ دن پر بچہ کو دیکھنے کے لئے ادارہ میں آئیں مگر اُسی لباس میں آئیں جو اس روز ادارے کا لباس ہے۔ لہٰذا دیکھ بھال اور ملاقات کے بعد واپس آجائیں۔ یہ ہفتہ وار ملاقات تعلیم کے اختتام تک جاری رہتی ہے۔ یوں داخل ہونے والے بچوں کو والدین کی پسند کے مطابق تعلیمی مہارت اور ڈگری بطور سند دی جاتی ہے۔ بیس سال کی عمر میں بچہ تعلیم مکمل کرتا ہے۔ تعلیم کا معیار، طریقہ تعلیم، تعلیمی نصاب ساری دنیا کے تعلیمی اداروں سے اعلیٰ، کامیاب اور عملی اور مختلف ہوتا ہے وہاں بچوں کو لکچر نہیں دیئے جاتے۔ عملی اور فطری ضرورت کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے۔ وہاں لفظ Do اور Dont کبھی نہیں بولا جاتا۔ دماغی تکان کبھی پیدا نہیں ہوتی۔ حواس خمسہ کی ہر حِس کی تربیت کی جاتی ہے ہر حِس پر امتحانات لئے جاتے ہیں۔ دنیا کے تمام تعلیمی اداروں سے قابل ترین اور لاجواب طلبا نکلتے ہیں۔ بیس سال تک انہیں دنیا کے موجودہ ماحول سے کبھی سابقہ نہیں پڑتا۔ کھانا پینا۔ رہن سہن۔ لباس وطرز معاشرت بالکل جداگانہ اور نرالی وانوکھی ہوتی ہے۔ دنیا میں پھیلی ہوئی چالاکیاں، فریب، جھوٹ، سستی و کاہلی لالچ اور نافرمانی سے سو فیصد ناواقفیت رہتی ہے۔ وہ ایک نیا انسان بن کر ادارہ سے باہر آتا ہے۔ اُسے یہ سمجھانا ناممکن ہو جاتا ہے کہ جھوٹ کیا ہے۔ جھوٹ کیوں بولا جاتا ہے۔ الغرض لاکھ سمجھانے پر بھی وہ بری باتوں کو اُس گہرائی اور یقین کے ساتھ نہیں مانتے جس گہرائی اور یقین سے ساری دنیا مانتی ہے۔ یہی حال بلکہ اس سے زیادہ مستحکم اور پیچیدہ حال ہوتا ہے اُن حضرات کا جو نوری اجسام میں کروڑوں اربوں سال رہے اور پھر اُنہیں مادی حالت اور جسمانی صورت میں منتقل کرنے کا انتظام جاری کیا گیا ہے۔ مگر وہاں بھی تمام نسلوں میں جو ماحول برقرار رکھا گیا اُس کی پاکیزگی، سادگی، شستگی، فطری عظمت، اور بلند نظری، کشادہ دلی کا میڈم مانٹسوری کے نظام سے تقابل کرنا بھی اُس کی توھین ہے چہ نسبت خاک را با عالم پاک؟؟ بقول حضرت علی علیہ السلام۔ ''قرآن میں اُن کے خاندان کے تمام حالات اور اطوار کو ریکارڈ کر دیا گیا ہے۔'' مادی اور جسمانی صورت میں منتقل ہونے کے بعد بھی ملکوتی ماحول برقرار رہتا چلا آیا۔ ملائکہ کا جاروب کشی کرنا، چکی پیسنا، جھولا جھولانا، گود میں کھلانا جنتی پھلوں پھولوں اور خوشبوں سے گھروں کو لبریز رکھنا۔ بدبو اور مکروھات سے دور رکھنا۔

ایسے ماں باپ اور ماحول میں رہنے والوں کو بھی مکروفریب و دغا اور غداری سے متعارف کرانا آسان نہ تھا۔اس لئے قرآن کی تعلیم کا مطلب ہی یہ تھا کہ لوگ قرآن کے معنی کو کیوں بدلتے ہیں؟۔کیوں جھوٹے افسانے تیار کرکے قرآن کے سرلگاتے ہیں۔ان کے غلط مقاصد اور لالچ سے متعارف کرانا ہی قرآن کی نئی تعلیم تھی ورنہ وہ تو روزازل سے قرآن کے عالم تھے۔انہیں لوگوں کی چالاکیوں اور اغراض سے ہوشیار کرنا ہی اُن کی تعلیم تھی تاکہ وہ قرآن کا اور قرآنی تعلیمات کا تحفظ کرسکیں۔اور مومنین کو راہ راست پر برقرار رکھ سکیں۔

6۔حقیقی اور نوری صورت حال کو مادی صورت حال میں عملاً بدل کر پیش کرنا

ہمیں معلوم اور تحقیق ہو چکی ہے کہ محمد و علی علیہما السلام حضرت آدم علیہ السلام میں ودیعت ہوجانے کے ساتھ ساتھ حضرت آدمؑ سے لے کر تمام انبیاء و رُسل علیہم السلام کے ساتھ ساتھ بطور نگران اور ھادی رہتے چلے آئے تھے۔(82۔3/81) لیکن اسی بات کو حضورؐ نے اپنی وصیت میں عملاً واضح فرمایا ہے (جملہ 54 تا 56) اور زمانہ گذشتہ کے دانشوروں اور لیڈروں اور راہنماؤں پر فکر ونظر کی جانچ و پڑتال و تحقیق کا معیار پیش کرکے بتایا ہے کہ گویا حضرت علی علیہ السلام سابقہ زمانے کے اوّلین لیڈر سے آخری لیڈر کے ساتھ ساتھ رہ کر اُن سب کے فکر ونظر و کردار پر نگران رہتے چلے آئے ہیں اور کوئی چیز اُن کی نظر سے اوجھل نہیں ہوسکتی یعنی حضورؐ نے زمانہ گذشتہ کی ساری کدّ و کاوش اور اُس کے نتائج سے حضرت امام حسن اور باقی آئمہ علیہم السلام کو اس طرح روشناس کرادیا ہے کہ آئندہ انہیں کسی نئی بات کے معلوم کرنے کی احتیاج نہیں ہے وہ لیڈروں کی صورتوں اور باتوں ہی سے اُن کا کچّہ چٹھا مرتب کرکے رکھ دیا کریں گے۔بلکہ وہ مکاریاں اور عیاریاں جو عہد مرتضویؑ کے بعد ظہور میں آئیں گی اُن سے بھی خود بخود آگاہ ہوجائیں گے (جملہ 53) یعنی یہ وصیت تمام آئمہ علیہم السلام کے لئے بدمعاشوں سے بچنے اور اُن کا تدارک کرنے کے لئے ایک مستقل گائڈ (guide) وراہنما ہے اور تمام نیکوکاروں سے تعلق رکھنے اور اُن کی راہنمائی کرنے کے لئے دستاویز ہے۔اِسی لئے حضورؐ نے سست گام مگر پرخلوص دینی بھائیوں کیلئے رعایتی سلوک کی حد کردی ہے (جملہ نمبر 226 تا 232) اور یہاں تک فرمادیا ہے کہ گویا تم دینی بھائیوں کے غلام ہو اور وہ تمہارے آقائے نعمت ہیں (جملہ 232) اس کے ساتھ ہی یہ تاکید فرمائی کہ ان رعایات کو نااھلوں کے ساتھ روا نہ رکھا جائے (جملہ 233)،(234)۔

7۔دوست کے دشمن کو دوست بنانے کی ممانعت فرمائی ہے

وصیت کی ایک اہم بات یہ ہے کہ دوستوں کے دشمن کو دوست بنانا دراصل دوست سے دشمنی کرنا ہے۔چنانچہ اگر دوست کا دشمن کوئی عقل مند اور حق پرست قسم کا انسان ہے تو وہ تمہیں دوست بنانے کیلئے ہر دشمن سے دشمنی ترک کردے گا۔اور دشمنی کا ترک کرنا دوستی سے ثابت ہوگا۔لہٰذا یوں دشمنیاں ختم اور دوستیاں جاری ہوجائیں گی۔

8۔عورتوں کے ساتھ تعلقات و ہدایات

ہم نے حضرت علی علیہ السلام کے اس بیان کی تشریح کردی ہے جس میں آپؑ نے عورتوں کے عقل اور حصے میں نقص بیان فرمائے ہیں۔اور حضورؐ کا حقیقی مدعا واضح کردیا ہے۔اور عورتوں کا صحیح مقام سامنے آگیا ہے اور وہ غلط فہمیاں دور ہوگئی ہیں جو علماء کی غلط فہمی سے پیدا ہو کر معاشرے میں پھیل گئی تھیں۔وہی صورت حال یہاں بھی ہے مگر الفاظ میں اور طرز بیان میں فرق نمودار ہے۔پہلی بات تو وہی ہے کہ عورتوں کے تخلیقی تقاضے اور ضرورت کے مطابق ان میں بے رحمی اور خود غرضی پر محمول عقل نہیں رکھی گئی ہے۔اس لئے اور کئی ایک جذبات و عادات پر اُس کا اثر پڑنا لازمی ہے اور اُس اثر سے محفوظ رکھنے پر ہدایات دی گئی ہیں۔لہٰذا اُن سے مشورہ کرکے کوئی فیصلہ کرلینا اس لئے غلط ہوجائے گا کہ اُن کی رائے ایک رحیمانہ رائے ہوگی۔جس میں تشدد،

سختی، اور بے رحمی نہ ہونے کے سبب سے قیام نہ ہوگا اور ذرا سے حالات کی تبدیلی پر اُن کی رائے اور ارادہ رحم و مروّت اور شفقت کی طرف جھک جائے گا۔ یعنی عورتوں میں رحم و مروّت و شفقت اور سادہ دلی و پارسائی ایسی بنیادی چیزیں ہیں جو اُنہیں چالاکی بدظنی و بدباطنی و مکروفریب وغدّاری و بے وفائی کی طرف فوراً متوجہ نہیں کرتیں۔ یعنی وہ کسی پر جلدی سے یہ شبہ نہیں کرسکتی ہیں کہ اُن سے جھوٹ بولا جارہا ہے۔ انہیں دھوکہ یا فریب دیا جارہا ہے یا یہ کہ کل اُن سے غدّاری اور بے وفائی کی جاسکتی ہے۔ وہ ہر بات کو صحیح بات سمجھنے میں جلدی کرتی ہیں۔ اُنہیں دھوکے اور فریب کا خیال ہی نہیں آتا۔ خود پر خلوص ہوتی ہیں لہٰذا سب کو پرخلوص سمجھتی ہیں۔ مجسّمۂ وفا ہوتی ہیں لہٰذا سب کو وفادار سمجھتی ہیں۔ انہیں مجموعی طور پر حضورؑ نے پھُول فرمایا ہے پھولوں کی طرح یا پھول کی مثل و مانند قرار نہیں دیا یعنی فرمایا کہ ''**فَاِنَّ الْمَرْاَۃَ رِیْحَانَۃٌ**''۔ ''چنانچہ عورت یقیناً پھول ہوتی ہے۔'' (جملہ 284)

یعنی نزاکت اور خوشبو کا مرکب۔ جس میں بدبو اور کرختگی کا نام و نشان نہیں ہوتا۔ لہٰذا لازم ہے کہ کرختگی، بدبو اور بری خصلتیں اور بری خصلتوں والی چیزیں اُن سے دور رکھی جائیں۔ اور ایسی بات تک نہ کی جائے جس سے عورت کا دھیان اور توجہ بے غیرتی اور بدگمانی کی طرف مبذول ہوسکے اور اُس کے سامنے عیب اور بدراہی اور مشکوک راہیں آسکیں (جملہ 288۔287)۔ اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ عورت کی آنکھوں پر خود کو اس طرح نمایاں اور مسلط کرو کہ تمہارے علاوہ اسے اور کوئی مرد نظر ہی نہ آئے یعنی وہ اور کسی کو اپنا ہمسر اور ہم پلّہ یا کفو سمجھے ہی نہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اپنی صفات اور اپنی خصلتوں اور خصوصیات سے اُن پر اس طرح چھا جاؤ کہ گویا اُن کے اور دوسرے مردوں کے درمیان ایک موٹا پردہ پڑا ہوا ہے اور تمہارے سوا اُن کو اور مرد نظر نہیں آتا ہے یعنی تم خود پردہ بن کر اُن کی آنکھوں پر چھا جاؤ۔ (**وَاکْفُفْ عَلَیْھِنَّ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ بِحِجَابِکَ اِیَّاھُنَّ**) اور ساتھ ساتھ ہی یہ تاکید فرمائی ہے کہ ایسی راہ پیدا نہ کرو کہ تمہارے حجاب کے اندر کوئی بے اعتبار شخص داخل ہوسکے (جملہ 281) اور اُس پر اتنا زور دیا ہے کہ اگر تجھ سے ہوسکے کہ عورت سے تمہارے علاوہ کسی اور کا تعارف ہی نہ ہونے پائے تو ایسا ضرور کرنا (جملہ 282)۔ مطلب یہ کہ عورت نے نہ کسی اور مرد کو دیکھا ہو نہ عورت کو کسی اور مرد کے اوصاف و خصائل معلوم ہوئے ہوں اور یہ ناممکن عملدرآمد ہے۔ کیونکہ بچپن سے لے کر جوانی تک عام پردے کے باوجود عورت سینکڑوں مردوں کو دیکھے گی اور اُن کے حالات بھی اُن کے کانوں تک پہنچیں گے۔ لہٰذا عملی صورت یہ ہوئی کہ عورتوں کو وہ تمام داؤ گھاٹ اور مکروفریب و ایکٹنگ بتائی اور دکھائی جائے جو جنسی تعلق کے لئے مردوں کی طرف سے روبہ کار لائے جاسکتے ہیں اور لائے جاتے ہیں اور یوں عورتوں کی سادگی اور سادہ دلی کو مردوں کی طرف سے بدظن کردیا جائے کہ تمہارے علاوہ تمام مرد اُن کی نظر سے گرجائیں اور یہ وہ پردہ ہوگا جو تمہارے علاوہ تمام مردوں کو بے توقیر و بے اعتبار کرکے اُن کے سامنے سے ہٹادے گا۔ اور وہ کسی کی طرف وفا کی امید اور جنسی نظر سے نہ دیکھیں گی۔ دوسرے الفاظ میں عورتوں کو عورتوں کی اور مردوں کی نفسیات ورجحانات پر مطلع کرنا چاہئے تاکہ عورتیں مردوں کو اُن کی صحیح پوزیشن میں بے نقاب دیکھنے کے قابل ہوجائیں اور ہر مرد کو فرشتہ خصلت نہ سمجھ بیٹھیں۔ یعنی عورتوں کو وہ تمام تعلیم دی جائے جس سے وہ اپنی قدر و حفاظت کرنا سیکھ جائیں اور فریب و چالاکی کو سمجھ سکیں۔ اِس سے وہ تمام راہیں بند ہوجاتی ہیں جن کے ذریعہ عورتوں کو ناجائز استعمال کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ایسا انتظام کرنا کہ ہر عورت کو کسی مرد سے تعارف نہ ہونے پائے ہر مرد کے قابو کی بات نہیں ہے۔ لہٰذا ہر عورت کا ہر مرد سے تعارف کرادینا ہی اس خطرے کا صحیح تدارک و علاج ہے۔ تاکہ مرد اور عورت بے فکری اور اطمینان سے اپنی اپنی ذمہ داری پوری کرتے رہیں۔ منشا یہ ہے کہ عورتوں کی فطری و تخلیقی حالت کا بھی تحفظ ہوتا رہے تاکہ نوع انسان پیدائشی حیثیت سے بھی ترقی پذیر رہے۔ اور غیر ذمہ دار مردوں کو گھیر کر ذمہ داری اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے۔ وہ عربوں کا عموماً اور قریش کو خصوصاً معاشرہ تھا جہاں جنسیات کو بھڑکانے اور غلط راہوں پر ڈالنے کا کھلا اور کامیاب بندوبست تھا۔ اُس معاشرہ میں عورتوں کو محفوظ رکھنے کا وہی طریقہ ہے جو حضرت علی علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے (279 تا 288)۔

9۔حضرت عبدالمطلبؑ اوراُن کے اباواجدادؑ اور بزرگ اُسی اسلامی قوانین پرعمل کرتے رہے جس پرعلیؑ ومحمدؐ عمل کرتے تھے

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو اپنے اباواجدادؑ کے قدم بقدم کی تاکید فرمائی ہے اور کہا ہے کہ:۔

اُس کردار پر قدم بقدم چلتے رہنا جس پر تمہارے اوّلین باپ دادا اور تمہارے اہلبیتؑ کے صالح افراد چلتے رہے تھے۔اِس لئے کہ اُن بزرگوں نے اپنے اعمال وکردار کے لئے یہ دینی نظریہ کبھی نہ چھوڑا تھا جس نظریہ پر آج تم قائم ہو۔اور اپنے عمل درآمد کو اُسی غوروفکر کے ماتحت رکھتے تھے جس فکرونظر کے ماتحت آج تم اعمال بجالارہے ہو۔'' (جملہ نمبر 68 تا 70)

جس دین،جس طریقے اور جن اعمال وعبادات اور جن عقائد واعمال ونظریات پر محمدؐ وعلیؑ اور حسنؑ عمل پیرا تھے بالکل اُسی دین اور طریقے پر اور اُن ہی اعمال وعبادات پر اور اُن ہی عقائد اور نظریات پر خاندان علیؑ ومحمدؐ کے تمام اوّلین بزرگ عمل کرتے چلے آرہے تھے۔اور آیندہ بھی امام حسن علیہ السلام اور بعد والے آئمہؑ نے قدم بقدم عمل کرنا تھا۔یہ تینوں جملے (68,69,70.) ذمہ داری لیتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے لے کر حضرت ابوطالب علیہ السلام تک مسلسل وہی دین اسلام جاری تھا جسے قریش نے اچانک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے جاری ہونا بیان کیا ہے۔اور وہ کہانی تیار کی ہے جو آج اسلام کے نام پر سنائی جارہی ہے۔اور اُس کہانی میں تین ہزار سال کے طویل زمانہ کو اسلام سے خالی زمانہ بتایا گیا ہے اور پورے عرب کو اور عرب کی تمام نسلوں اور قبیلوں کو کفروضلالت وایامِ جاہلیت میں مبتلا دکھایا گیا ہے۔تاکہ نسلِ اسماعیلؑ اور خاندانِ رسوؐل کے تمام بزرگوںؑ کو بھی (معاذاللہ) بے دینی اور ضلالت میں مبتلا دکھایا جاسکے۔حالانکہ قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے اور اُن ہی کی دعاؤں اور کوششوں سے اُن کی ذریت میں اُمت مسلمہ قائم تھی اور برابر عہدِ رسوؐل تک قائم رہتی اور اسلام پر عمل کرتی چلی آرہی تھی۔اور اُن ہی مومنین میں اور اُسی اُمۃ مسلمہ میں حضور صلوٰۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے تھے۔جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ:۔

رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَيۡنِ لَکَ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَا سِکَنَا وَتُبۡ عَلَيۡنَا اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُo رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ وَيُزَکِّيۡهِمۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَکِيۡمُ o (2/128,129)

لَـقَـدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَکِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍo (3/164)

جب حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے دُعا کی کہ:۔''اے ہمارے پروردگار ہم دونوں کو اپنا مخصوص مسلم بنالے اور ہماری ذریت میں ایک اپنی مخصوص مسلم اُمت قائم کردے اور ہمیں اور اُس مسلم اُمت کو اپنے قواعد وقوانین ودینی رسوم وعبادت پر عملاً دکھادکھا کر قائم رکھنا اور ہماری اصلاح کے لئے ہم پر متوجہ رہنا یقیناً تُو تو اصلاح کرنے اور متوجہ رہنے والا رحیم ہے۔اور اے ہمارے پروردگار اُس مسلم اُمت میں مسلم اُمت ہی میں سے ایک ایسا رسوؐل مبعوث کردے جو اُس مسلم اُمت پر تیری آیتوں کی تلاوت کرتا رہے اور وہ اُس مسلم اُمت کو مکمل کتاب اور مکمل حکمت کی تعلیم دیتا رہے اور اُس مسلم اُمت کا تزکیہ نفس کرتا رہے بیشک تُو تو تمام حالات میں ایک غالب رہنے والا حکیم ہے۔یقیناً ہم نے ابراہیمؑ واسماعیلؑ کی مانی ہوئی منت کا مومنین پر اُس وقت احسان کیا تھا جب مومنین میں مومنین ہی میں سے ہم نے ایک ایسا رسوؐل مبعوث کیا تھا جو اُن مومنین پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا تھا اور اُن مومنین کا تزکیہ کرتا تھا اور اُن مومنین کو مکمل کتاب اور مکمل حکمت کی تعلیم دیتا تھا گو وہ مومنین اس تعلیم سے پہلے اس تعلیم سے بے بہرہ تھے۔''

قارئین سوچیں کہ یہ آیات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر عہدِ رسوؐل تک اسلامی تعلیم وعمل کو مسلسل ثابت کرتی ہیں۔مگر قریش ساز تاریخ

اورافسانوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد ایک اندھیر نگری بنادی ہے۔جس میں نہ صرف سارا عرب اور عرب کی تمام اقوام وقبائل کفر وضلالت میں مبتلا دکھائے گئے ہیں بلکہ خودنسلِ ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کوبھی تاریکی کے غار میں دھکیل دیا گیا ہے۔اور بزرگان رسولؐ کوبھی (معاذ اللہ) کفرو شرک میں مبتلا دکھایا گیا ہے۔چنانچہ آنحضرت صلی اللہ وعلیہ وآلہ کو(معاذ اللہ) کافروں میں پیدا کیا گیا ہے۔حرام دودھ پی کرحرام غذائیں کھا کر جوان ہونے والا دکھایا گیا ہے اوراُن کی کہانی کے مطابق جب تک (معاذ اللہ) جبرائل نے اپنے کرتب نہ دکھائے خود رسولؐ کواسلام سے بے بہرہ اور جاہل بتایا گیا ہے اور حضرت عبدالمطلبؑ وابوطالبؑ اور عبداللہ کو کافر مرنے والا مانا گیا ہے۔اور قرآن کریم میں کہا گیا ہے کہ:۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ o وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ o وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ o وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ o وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَ هَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ o ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ o اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ o اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ o (الانعام 90-6/83)

۔’’اور یہ تھی ہماری وہ حجت اور دلیل جو ہم نے ابراہیمؑ کواُس کی قوم کے مقابلے میں دی تھی۔ہم جسے چاہتے ہیں بلند درجات عطا کردیتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ تمہارا پروردگار نہایت دانا اور علم والا ہے۔پھر ہم نے ابراہیمؑ کواسحاقؑ اور یعقوبؑ جیسی اولاد عطا کی اور ہر ایک کوراہ راست دکھائی۔وہی راہ راست جواُن سے پہلے نوحؑ کو دکھائی تھی۔اور نوحؑ ہی کی نسل سے ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ،ایوبؑ،یوسفؑ،موسیٰؑ اور ھارونؑ کو ہدایت بخشی اُسی طریقہ پر ہم احسان پیشہ لوگوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔اُسی کی اولاد سے زکریاؑ یحیٰیؑ عیسٰیؑ اور الیاسؑ کوبھی تمام صالحین میں داخل کیا۔اُسی کے خاندان سے اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ کی ہدایت کی اوراُن میں ہر ایک کوہم نے سارے عالمین پر بزرگی عطا کی اور **اُن کے باپ دادااوراُن کی ذرّیت اور اُن کے بھائی بندوں میں سے ہم نے مجتبیٰ بنائے اوراُنہیں صراط مستقیم کی ہدایت کی**۔وہی اللہ کی ہدایت ہیں جس سے اپنے بندوں میں سے جن کو چاہتا ہے ہدایت کردیتا ہے۔**اوراگراُن لوگوں نے شرک کواختیار کرلیا ہوتا تو اُن کے تمام اعمال ضائع ہوجاتے**۔وہی لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکومت اور نبوت عطا کی تھی۔اگر یہ قریشی قوم اس کتاب وحکم اور نبوت اوراُن ہادیوںؑ کے وجود کو چھپانا چاہے تو کچھ پرواہ نہیں ہے ہم نے قریش پرایک ایسی قوم کو وکیل بنادیا ہے جواس حقیقت کو چھپانے والی نہیں ہے۔وہی لوگ تھے جن کو اللہ نے ہدایت کی تھی۔لہٰذا اے محمدؐ تم اُن ہی ہدایت یافتہ لوگوں کی اقتداء اور پیروی کرواور کہہ دو کہ میں اس ہدایت کاری پرتم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اس لئے کہ یہ ہدایت کاری تو تمام عالمین کے لئے یاددھانی ہے۔‘‘

اسی سلسلے میں بھی فرمایا ہے کہ:۔**اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا o فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا o** (النسآء 55-4/54)

۔’’کیا یہ قریشی لوگ اسلیئے حسد کررہے ہیں کہ اللہ نے محمدؐ اور آل محمدؐ پر نوازشات کی ہیں؟اگر حسد کا یہی سبب ہے تو اُنہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہم نے آل ابراہیمؑ کومکمل کتاب اور مکمل حکمت اور عظیم الشان مملکت بھی عطا کررکھی ہے۔اوراِن قریش میں سے بھی بعض نے اِس حقیقت کو مان لیا ہے۔اور بعض اس مملکت کی راہ میں روڑے اٹکارہے ہیں اوراُن سب کے لئے بھڑکتی ہوئی دوزخ کافی ہے۔‘‘

اِن آیات (90۔6/83اور 55۔4/54) سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں نہ صرف ایک مسلم اُمت بنادی تھی بلکہ اُس اُمت کوایک مملکت عظیمہ بھی دے دی تھی جوتین ہزار سال سے برابر قائم رہتی چلی آئی تھی اور عہدرسولؐ میں مملکت عظیمہ اور اُمۃ مسلمہ قائم تھی اور رسوؐل اللہ کوبھی اُن کی اقتداء اور پیروی کا حکم ملا تھا۔لہٰذا حضرت علی علیہ السلام کا جناب امام حسن علیہ السلام کواُن بزرگوں کے قدم بقدم چلنے کا حکم دینا قابل تعجب نہیں ہے۔قابل تعجب تو یہ ہے کہ تمام مسلمانوں نے شیعہ علماسمیت وہ کہانیاں تسلیم کرلیں جن میں اسلام کوتین ہزارسال تک غائب رکھا گیا ہے۔اور اپنی مصلحتوں کے ماتحت نئے سرے سے شروع کیا گیا ہے۔لیکن قرآن اور صاحب قرآن علیہ السلام اسلام کواوراسلام کونافذ کرنے والوں کومسلسل بلاناغہ اور بلااختلاف ثابت کرتے ہیں اوراُن تمام کہانیوں کوردّ اور باطل کردیتے ہیں جوقریش نے اپنی حکومت کے زمانے میں تاریخ کے نام پر گھڑوائی تھیں۔

10۔ <u>نظام اجتہاد اور علم الفقہ باطل پرستوں کا ایجاد کردہ علم ہے جس کے پڑھنے اور پڑھانے سے منع فرمایا ہے</u>

اسی وصیت کی ایک اہم ترین ہدایت یہ ہے کہ وہ تمام علوم مردود قرار دئے گئے ہیں جن سے نوع انسان کوفائدہ نہیں پہنچتا ہے۔چنانچہ حضورؑعلیہ السلام نے علم کا نام نہیں لیااور وہ اس لئے کہ مخالف محاذ اُسی مردود علم پرعمل کررہا تھا۔آپؑ نے توایک کلیدی فیصلہ فرمادیا ہے کہ:۔

''**<u>اچھی بات وہی ہے جونفع پہنچائے</u>** (جملہ 44) اوراس کی وضاحت یوں فرمائی ہے کہ:۔ ''**<u>یہ سمجھ لوکہ اُس علم میں کوئی بھلائی نہیں جوفائدہ نہ پہنچائے اور نہ ہی اُس علم سے فائدہ پہنچ سکتا ہے جس کا پڑھنا اور پڑھانا موزوں ومناسب نہ ہو</u>**'' (جملہ 44)

چونکہ ہم نے اُن ہی علمی اداروں میں تعلیم حاصل کی ہے جونظام اجتہاد اور مجتہدین کے ماتحت اورزیرقیادت موجود تھے اور وہاں علم الفقہ اور دیگروہ تمام علوم انتہائی درجہ تک پڑھے جن سے اجتہاد کی سند ملتی ہے۔اور طالب علم مجتہد بن کرنکلتا ہے۔اس لئے ہم اپنے تجربہ اور تحقیق کے ماتحت جس علم کوصرف نقصان پہنچانے والا اور خدا اور رسوؐل کے خلاف لے جانے والا یقین کرتے ہیں وہ یہی علم الفقہ یا اجتہاد ہے جس نے مسلمانوں کوتباہ کرکے رکھدیا ہے اوراس میں شیعہ وسُنی دونوں مبتلا ہیں۔(دیکھو ہماری کتاب اسلام اور علمائے اسلام)

حضور نے اپنے جملے (271) میں اُن ہی بابصیرت لوگوں کے ناکام ہوجانے کا ذکرفرمایا ہے جوخطائے اجتہادی کے قائل ہیں اوراُن سیدھے سادے جاہلوں کوکامیاب دکھایا ہے جواجتہاد سے ناواقف ہوتے ہیں اور سیدھی سادی کوشش وتلاش کرتے رہتے ہیں۔(جملہ 271)

خط (نمبر32) <u>اِلٰی مُعَاوِیَة: معاویہ کے نام</u>

1۔فریب سازی سے کثرت کوگمراہ کرنے پرتنبیہ فرمائی ہے 2۔شیطان کوسونپی ہوئی باگ ڈور چھین لینے کی تاکید۔3۔معاویہ اوراس کے طرفداروں کے حسب ونسب قابل اعتماد نہ تھے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

وَاَرۡدَیۡتَ جِیۡلًا مِنَ النَّاسِ کَثِیۡرًا ؛	1	تُونے انسانوں کی کثرت کوتباہ کردیا ہے۔
خَدَعۡتَھُمۡ بِغَیِّکَ ؛	2	اُنہیں دھوکا دے کراپنی گمراہی پرفریفتہ کرلیا ہے۔
وَاَلۡقَیۡتَھُمۡ فِیۡ مَوۡجِ بَحۡرِکَ ؛	3	اوراُنہیں اپنے گمراہی کے سمندر کی موجوں میں پھنسادیا۔
تَغۡشَاھُمُ الظُّلُمَاتُ ؛	4	جہاں اُن پرتاریکیاں چھائی ہوئی ہیں۔

وَتَتَلاطَمُ بِهِمُ الشُّبُهَاتُ ؛	5	اور اُنہیں شبہات کا تلاطم اچھالتا پھر رہا ہے۔
فَجَارُوْا عَنْ وَجْهَتِهِمْ ؛	6	چنانچہ وہ راہ راست سے دور بھٹک گئے ہیں۔
وَنَكَصُوْا عَلٰى اَعْقَابِهِمْ ؛	7	اور عہد شکنی کے بعد پیچھے کی طرف پلٹ گئے ہیں۔
وَتَوَلَّوْا عَلٰى اَدْبَارِهِمْ ؛	8	اور اپنی پشت پر ولایت بنالی ہے۔
وَعَوَّلُوْ عَلٰى اَحْسَابِهِمْ ؛	9	اور اپنے حسب ونسب سے وابستہ ہوگئے ہیں۔
اِلَّا مَنْ فَآءَ مِنْ اَهْلِ الْبَصَائِرِ ؛	10	البتہ کچھ اہل بصیرت میں سے لوگ اللہ نے واپس پلٹا دیئے ہیں۔
فَاِنَّهُمْ فَارَقُوْكَ بَعْدَ مَعْرِفَتِكَ ؛	11	چنانچہ انہوں نے تمہاری شناخت کے بعد تم سے جدائی اختیار کرلی ہے۔
وَهَرَبُوْا اِلَى اللّٰهِ مِنْ مُّوَازَرَتِكَ ؛	12	اور تمہاری نصرت اور مدد سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف بھاگ کرآ گئے ہیں۔
اِذْ حَمَلْتَهُمْ عَلَى الصَّعْبِ ؛	13	یہ بھی اس وقت جب تم نے انہیں دشواریوں میں اُلجھا دیا تھا۔
وَعَدَلْتَ بِهِمْ عَنِ الْقَصْدِ ؛	14	اور تو نے انہیں عدل کی راہ سے ہٹا دیا تھا۔
فَاتَّقِ اللّٰهَ يَامُعَاوِيَةُ فِيْ نَفْسِكَ ؛	15	اَے معاویہ تو ذاتی طور پر اللہ کا تقویٰ اختیار کرلے۔
وَجَاذِبِ الشَّيْطَانَ قِيَادَكَ ؛	16	اور شیطان سے اپنی قیادت کی باگ ڈور واپس لے لے۔
فَاِنَّ الدُّنْيَا مُنْقَطِعَةٌ عَنْكَ ؛	17	بلاشبہ یہ دنیا تم سے منقطع ہونے والی ہے۔
وَالْاٰخِرَةُ قَرِيْبَةٌ مِنْكَ. وَالسَّلَام.	18	اور آخرت اور آخرت کی باز پرس تمہارے قریب آچکی ہے۔ والسلام

تشریح:۔ یہاں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت عمر وہ تنہا لیڈر تھا جو علی ومحمد صلی اللہ علیہما وآلھم کی اس پالیسی کا زیادہ سے زیادہ راز دان تھا جو اسلام اور اسلامی تنفیذ کیلئے یہ دونوں حضراتؑ برسرکار لاسکتے تھے۔ حضرت عمر نے وہ تمام نکات نوٹ کر لئے تھے جن میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقدامات اور بیانات سے سیاسی فائدہ اُٹھایا جاسکتا تھا۔ اور جنہیں سیاسی غلطیاں قرار دیا جاسکتا تھا۔ اُن میں سب سے بڑی اور قریش کیلئے مفید ترین پوزیشن یہ تھی کہ یہ دونوں حضرات ھاشمی تھے۔ اور انکی تمام اصلاحی کوششوں اور قربانیوں کو یہ کہہ کر ملیامیٹ کیا جاسکتا تھا کہ جو کچھ کر رہے ہیں بنی ھاشمؑ کے اقتدار کیلئے کر رہے ہیں انہوں نے ساری نوع انسان کو محض ایک بہانہ بنایا ہے۔ یہ الزام لگاتے ہی باقی قبائل اور اُنکے لیڈر غور کرنے اور الزام کو سمجھنے اور تحقیق کرنے کیلئے اندھا دھند تعاون سے روکے جاسکتے تھے۔ اور تعاون کو روک دینا یا سست کر دینا قریش کیلئے مفید اور اللہ ومحمد وعلی علیہم السلام کیلئے یقیناً مضر تھا۔ چنانچہ یاد رکھیں کہ اِس پہلو سے قریشی لیڈروں نے برابر فائدہ اُٹھایا اور اسلام کو برابر نقصان پہنچایا۔ محمدؐ وعلیؑ کے ھاشمیؑ ہونے سے حضرت عمر کی تیار کردہ قریشی پالیسی کو ہمہ گیری اور عالمی پوزیشن حاصل ہوگئی۔ یعنی عمر اور قریشی عمل درآمد کا مطلب یہ ہوگیا کہ وہ اسلام کو اور اسلامی فوائد کو ساری نوع انسان تک وسعت دینا چاہتے ہیں اور محمدؐ وعلیؑ اسلام کو اور اسلامی فوائد کو اپنے قبیلے تک محدود کرنا اور محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ اسلام پر ایمان تو دونوں فریق لائے مگر وسعتِ نظر حضرت عمر کے افکار واعمال میں ہے۔ یہ وہ سیاسی پہلو تھا کہ حضرت عمر نے اس پہلو کو پوشیدہ نہیں رکھا بلکہ مشہور کر دیا اور جہاں جہاں مفید اور ضروری معلوم ہوا کھل کر رسول اللہ سے اختلاف کیا اور اختلاف کرنے کے مواقع پیدا کیے اور بعض مواقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لاجواب اور خاموش کر دیا۔

قارئین ہمارے الفاظ اور زبان پڑھتے ہوئے گھبرائیں نہیں۔ اسلئے کہ حق ہر حال میں حق اور باطل ہر حال میں باطل ہے۔ ہم حضرات عمر اور محمدؐ و علیؑ پر سیاسی نظر ڈال رہے ہیں اور سیاسی نظر ڈالنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم خود کو مذہبی پابندی سے آزاد رکھ کر حالات کو دیکھیں اور خالص دنیاوی اغراض ومقاصد وافادیت پر بات کریں۔ لہٰذا اطمینان اور اپنے اپنے عقائد پر قائم رہتے ہوئے ہماری بات سُنیں تاکہ مخالف وموالف دونوں ایک صحیح اور آخری نتیجے پر پہنچیں۔ یہاں یہ بھی نوٹ کرانا ہے کہ ہم نے تشریحات کا یہ سیاسی انداز اس لئے اختیار کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اپنے تمام خطوط میں عموماً اور اس خط میں خصوصاً معاویہ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ معاویہ نے انسانوں کی کثرت کو دھوکے اور فریب وشبہات میں الجھا کر حضرت علیؑ کے خلاف مجتمع کیا ہے ورنہ حق صرف علیؑ کے ساتھ ہے۔ ہم پر لازم ہو گیا کہ اس سوال کا جواب سامنے لائیں جو علوی الزامات سے ہر شخص کے ذہن میں اُبھرتا ہے۔ یعنی ''<u>یہ کیسے ممکن ہوا کہ معاویہ دانشوروں کی کثرت کو کھلے ہوئے حق کے مقابلے میں لا کر کھڑا کردے</u>؟ اور فوری جواب جو ذہن سے ملتا ہے وہ یہ ہے کہ:۔

''<u>یا تو علیؑ حق پر نہیں ہیں یا پھر اُن کے ساتھ کُھلا کُھلا اور واضح حق ہے ہی نہیں۔ یقیناً اُس حق میں شبہات وشکوک کی گنجائش ہے جس سے معاویہ نے فائدہ اُٹھا کر کثرت کو حضرت علیؑ کے خلاف مجتمع کرلیا ہے</u>۔''

یہ سوال اور یہ جواب ہم پر تقاضہ کرتا ہے کہ ہم صورتِ حال کو واضح کریں اور اسطرح واضح کریں کہ طرفداران معاویہ بھی اختلاف وانکار کی گنجائش نہ نکال سکیں۔ اور ہم پر یہ الزام قائم نہ ہو کہ ہم نے محمدؐ و علیؑ کی طرفداری اور جانبداری کی ہے یا قریش وحضرت عمر ومعاویہ کی مخالفت کی ہے۔ لہٰذا قارئین ہمیں آزادی دیں اور خود بھی آزاد وغیر جانبدار رہ کر صورتحال ومعاملات پر نظر ڈالیں۔ مذہبی عقائد وحقائق سے تنگ نظری پیدا ہوتی ہے اُس سے خود کو محفوظ رکھیں۔ یہ مذہبی تنگ نظری ہی ہے کہ یہ مانتے ہوئے کہ حضرات ابوبکر وعمر وعثمان اور معاویہ اینڈ کمپنی نہ معصوم تھی نہ انہوں نے عصمت کا دعویٰ کیا۔ پھر بھی قدم قدم پر یہ سوچتے ہوئے چلنا کہ اُن سے کسی غلطی کا صدور نہ ہو جائے یا کسی بات سے اُنکی کوئی غلطی نہ نکل آئے۔ بہت بڑی غلطی اور تنگ نظری و جانبداری ہے اور غلط جانبداری ہے جو مذہب نے پیدا کی ہے۔ اُدھر محمدؐ و علیؑ اور دیگر آئمہ علیہم السلام معصوم بھی تھے اور عصمت کا دعویٰ بھی کرتے تھے۔ لہٰذا شیعہ یا طرفدارانِ محمدؐ و علیؑ وہی کام کریں جو طرفدارانِ لیڈرانِ قریش کرتی ہے تو مذہبی تنگ نظری اور جانبداری تو اُسے بھی کہا جائے گا لیکن وہ عصمت اور معصوم ماننے کی وجہ سے حمایت باطل نہ کہلائے گی محض اور خالص تنگ نظری اور جانبداری ہوگی۔ یعنی اوّل الذکر خطاکار کو معصوم بنادینے کا کام کرتا ہے جو غلط ہے اور ثانی الذکر معصوم کو معصوم رکھنا چاہتا ہے جو صحیح ہے۔ مگر جانبداری اور تنگ دلی کے ملزم ومجرم دونوں ہیں۔ اسلئے کہ دونوں حقائق کو اپنے حق میں موڑتے ہیں۔ اور واقعات کو فطری صورت میں سامنے نہیں آنے دیتے۔ بہرحال جانبدار کی سب سے بڑی شناخت یہ ہے کہ وہ مسلمات کو اپنے عقائد کے خلاف دیکھ کر مسلمات کا انکار کردیتا ہے اُس کو اپنے حق میں دیکھتا ہے تو مان لیتا ہے یعنی جانبدار مسلمات کا بھی منکر ہوتا ہے۔ اب میں پھر اپنے سلسلۂ بیان کی طرف پلٹتا ہوں اور یاد دلاتا ہوں کہ میں یہ عرض کررہا تھا کہ جناب عمر نے رسولؐ اللہ سے کھل کر اختلاف کیا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ رسولؐ کے خیالات وتصورات وبیانات واقدامات میں تنگی، تنگ دلی اور قبائلی اغراض ومقاصد ہوتے ہیں اور حضرت عمر وسعت خیال وہمہ گیری چاہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر نے اس اختلاف کو پوشیدہ نہیں رکھا بلکہ اس کو اچھالتے رہے۔ یہی نہیں بلکہ حضرت عمر نے اُن آیات سے بھی کھل کر اختلاف کیا جن میں تنگی یا تنگ نظری پائی۔ یعنی وہ وسعت خیال کو ایک ایسی حقیقت مانتے تھے کہ اللہ ورسولؐ کے بالمقابل کھل کر اپنے موقف پر بات کرتے تھے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ یہ صورت حال مسلمات میں سے ہے اور تمام علما نے مانا ہے کہ اختلاف کرنے میں حضرت عمر تمام

صحابہ سے بڑھ کر تھے۔علامہ شبلی نے الفاروق میں نوٹ کرایا ہے کہ:۔

''حضرت عمر نے مسائل فقہیہ میں جس قدر فکر اور خوض کیا تھا صحابہ میں سے کسی نے نہیں کیا تھا۔انہوں نے آغاز اسلام ہی سے فقہ کو مطمع نظر بنالیا تھا۔قرآن مجید میں جو مسائل فقہ مذکور ہیں اُن میں جہاں ابہام ہوتا تھا (یعنی وہم کی گنجائش) وہ خود رسوؐل اللہ صلعم سے دریافت کر لیتے تھے۔اور جب تک پوری تسلی نہیں ہوتی تھی بس نہیں کرتے تھے۔یہ بات اور صحابہ کو حاصل نہ تھی کیونکہ اُنکے برابر کوئی شخص رسوؐل اللہ کی خدمت میں کہنے سننے کی جرات نہیں رکھتا تھا۔ کلالہ کے مسئلے کو جو ایک دقیق اور نہایت مختلف فیہ مسئلہ ہے انہوں نے آنحضرت سے اس قدر بار بار دریافت کیا کہ آپؐ دق آ گئے اور فرمایا کہ سورۂ نساء کی آخری آیت تیرے لئے کافی ہوسکتی ہے۔جو مسائل زیادہ مشکل ہوتے اُنکو یادداشت کے طور پر لکھ لیتے۔اور ہمیشہ اُن پر غور کیا کرتے وقتاً فوقتاً اُنکے متعلق جو رائے قائم ہوتی اُسکو قلم بند اور زیادہ غور وفکر سے اس میں محو واثبات کیا کرتے۔'' (الفاروق حصہ دوم صفحہ 110)

اس بیان کے بعد یہ ماننے میں کوئی دقت نہیں ہونا چاہئے کہ عہد رسولؐ میں رسولؐ سے بحث ومباحثہ کرنے اور اختلاف نظر پیش کر کے وضاحت چاہنے میں حضرت عمر کا پہلا نمبر تھا۔

2۔اسلام کے مقاصد کی ہمہ گیری پر حضرت عمر کا حسین بیان اور رسوؐل اللہ کی پسندیدگی قرآن میں

لہٰذا یہ حقیقت ایسی نہ تھی کہ اس کو قرآن میں ریکارڈ نہ کیا جاتا چنانچہ قرآن میں اللہ نے اعلان کیا کہ:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّعۡجِبُکَ قَوۡلُہٗ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَیُشۡہِدُ اللّٰہَ عَلٰی مَافِیۡ قَلۡبِہٖ وَہُوَ اَلَدُّ الۡخِصَامِo (البقرۃ 2/204)

ہم اس آیت کا اور اس سے اگلی آیت کا ترجمہ اس طرح کرنا چاہتے ہیں کہ آیت سے مذہبی رنگ نکل جائے اور خالص دنیاوی اغراض ومقاصد اور افادیت سامنے آجائے سنئے فرمایا گیا ہے کہ:۔

''لوگوں میں سے ایک شخص وہ بھی ہے جس کی دنیاوی پالیسی تجھے بہت پسند آتی ہے یا یہ کہ جس کی دنیاوی زندگی کی پالیسی تجھے حیرانی کی حد تک پسند آتی ہے اور وہ اپنی پالیسی کے بیان میں اپنے خلوص پر اللہ کو شاھد بیان کرتا ہے۔یعنی اللہ گواہ ہے کہ وہ اس پالیسی میں پُر خلوص نیک نیت اور اسلام کا ہمدرد وطرفدار ہے۔اور وہ شخص الدالخصام ہے۔''

یہاں پہلی بات یہ نوٹ کریں کہ اللہ اس شخص کا نام و پتہ وغیرہ (where abouts) نہیں بتاتا۔دوسری بات یہ دیکھیں کہ یہاں اللہ خالص دنیاوی زندگی کی بات بتا رہا ہے یعنی وہ شخص خالص دنیاوی زندگی کو رسوؐل کے سامنے پسندیدہ صورت میں پیش کر رہا ہے یعنی وہ شخص خالص دنیادار اور سیاسی آدمی ہے۔اور اسی لئے اللہ نے بھی اُس شخص کو صیغہ راز میں رکھا ہے۔یہ بھی بتانا پسند نہیں کیا ہے کہ آیا وہ شخص مسلمان ہے؟ یا مسلمانوں اور اسلام کا طرفدار ہے یا غیر مسلم ہے۔صرف اتنا فرمایا کہ ''مِنَ النَّاسِ'' لوگوں میں سے ایک شخص ہے۔مگر آیت سے ظاہر ہوجاتا ہے کہ وہ اللہ کو مانتا ہے۔ (یُشۡہِدُ اللّٰہَ) یعنی مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہے۔اور چونکہ اُس کا بیان رسوؐل اللہ کو پسند آتا ہے لہٰذا بیان اسلام کے حق میں ہے۔ہمیں کہنے دیجئے کہ یہ آیت خود سیاسی الفاظ میں ہے پہلی دلیل یہ ہے کہ وہ شخص خود سیاسی آدمی ہے اُس کا ذکر بھی سیاسی زبان میں کرنا ضروری تھا۔اور دوسری دلیل یہ ہے کہ آخر میں اُسے ''**اَلَدُّ الۡخِصَام**'' فرمادیا ہے یعنی سارے موجودہ لوگوں سے سب سے بڑا اور تمہارا حریف اور مدمقابل شخص ہے۔اور اگلی آیت میں وہ پالیسی بیان فرمادی ہے جو دنیاوی زندگی میں وہ اختیار کرنا چاہتا ہے یعنی:۔

وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَo(البقرة 2/205)

یہاں بھی ہم ترجمہ اُس شخص کی دنیاوی اغراض کے مطابق کرتے ہیں۔سُنیئے یعنی۔''اگر وہ تمہاری طرح خود مختار و صاحب اقتدار ہو جائے تو اسلامی مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے ہر اُس چیز کو فساد قرار دے گا جو رکاوٹ ڈالنے والی ہوگی خواہ وہ کھتیاں ہوں یا نسل انسانی ہو وہ سب پر غلبہ حاصل کرے گا اور ساری دنیا کو زیر نگین کر کے ایک ہمہ گیر حکومت و اقتدار قائم کر کے چھوڑے گا اور فساد کا نام ونشان و اسباب کو مٹا دے گا۔اس لئے کہ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا ہے۔'' یہ ہے اس شخص کا نقطہ نظر کہ اسلامی قوانین کو ہمہ گیر طور پر استعمال کرو۔اور ہر مقابلہ پر آنے والی چیز کو فنا کر دو یا ماتحت کر لو۔یہاں بہتر ہوگا کہ علامہ مودودی سے اِن دونوں آیات کا ترجمہ دکھایا جائے۔وہ یوں ترجمہ کرتے ہیں کہ:۔

3۔اس نظریہ پر مودودی کا گُھٹا ہوا اور مذہبی بیان

۔''انسانوں میں کوئی تو ایسا ہے جس کی باتیں دنیا کی زندگی میں تمہیں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں اور اپنی نیک نیتی پر وہ **بار بار خدا کو گواہ ٹھہراتا ہے۔** مگر حقیقت میں بدترین دشمن حق ہوتا ہے۔جب اسے اقتدار حاصل ہو جاتا ہے تو زمین میں اس کی ساری دوڑ دھوپ اس لئے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے۔کھیتوں کو غارت کرے اور نسل انسانی کو تباہ کرے۔حالانکہ اللہ جسے وہ گواہ بنا رہا تھا فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔''(تفہیم جلد اوّل صفحہ 159۔158)

4۔مودودی کی تشریحات صورت حال کو اور بھی گندہ بنا دیتی ہیں:۔

مودودی کی تشریحات پہلے دیکھیں پھر اپنا سیاسی اور غیر جانبدارانہ بیان دیں گے وہ لکھتے ہیں کہ:۔

پہلی تشریح۔ ''223 یعنی کہتا ہے کہ خدا شاہد ہے کہ میں محض طالب خیر ہوں،اپنی ذاتی غرض کے لئے نہیں،بلکہ صرف حق اور صداقت کے لئے یا لوگوں کی بھلائی کیلئے کام کر رہا ہوں۔''(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ 159)

دوسری تشریح۔ ''224 ''اَلَدُّ الْخِصَام'' کے معنی ہیں''وہ دشمن جو تمام دشمنوں سے زیادہ ٹیڑھا ہو''یعنی جو حق کی مخالفت میں ہر ممکن حربے سے کام لے۔کسی جُھوٹ،کسی بے ایمانی،کسی غدر و بدعہدی اور کسی ٹیڑھی سے ٹیڑھی چال کو بھی استعمال کرنے میں تامل نہ کرے۔'' (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ 159)

تیسری تشریح۔ ''225 **اِذَا تَوَلّٰی** کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک وہ جو ہم نے متن میں اختیار کیا ہے اور دوسرا مطلب یہ بھی نکلتا ہے کہ **یہ مزے مزے کی دل لبھانے والی باتیں بنا کر**''جب وہ پلٹتا ہے'' تو عملاً یہ کرتوت دکھاتا ہے۔''(تفہیم جلد اوّل صفحہ 160۔159)

اب ہمارا بیان یہ ہے کہ مودودی ہوں یا کوئی اور مترجم ہو وہ منشائے خالق اور منشائے مخلوق کو مدّنظر نہیں رکھتے وہ یا تو کھلا فریب دیں گے یا معنی کا اور مقصد کا ستیاناس کر کے رکھ دیں گے اور حقیقت سے بہر حال دُور دُور رہنے کی برابر کوشش کریں گے۔یہ مودودی خلفائے ثلاثہ کو برحق خلفاء مانتے ہیں لہٰذا اُن کی تمام فوج کشیوں لُوٹ مار قتل و غارت اور غلام و کنیز سازی کو بھی برحق مانتے ہیں لیکن اگر اُن کو یہ کہا جائے کہ وہ اقتدار میں آنے والا اور ساری دنیا کو فساد سے بھر دینے والا اور فصلوں اور نسل انسانی کو تباہ کرنے والا شخص خلیفہ دوم تھا اور اِن دونوں آیات (205۔2/204) میں انہی کا تذکرہ کیا گیا ہے تو مودودی صاحب ہی نہیں بلکہ کوئی ثلاثہ پرست عالم ماننے کو تیار نہ ہوگا۔یہ دوسری بات ہے کہ وہ ان کی جگہ کوئی دوسرا شخص تجویز نہ کر سکیں۔حالانکہ رسوؐل سے باتیں کرنے والا شخص ظاہر ہے کہ عہد رسوؐل ہی کا آدمی ہو سکتا ہے۔اللہ کو گواہ کر کے بات کرنے والا مسلمان ہی ہو سکتا ہے۔پھر عہد رسوؐل کے بعد اور کوئی شخص مسلمانوں میں ایسا نہیں ہو سکتا جسے اقتدار حکومت ملا ہو جو فوجوں سے دنیا کو میدان جنگ بنا کر رکھ دے۔مگر وہ نہ مانیں

گے کہ یہاں حضرت عمر کا ذکر ہوا ہے۔انہوں نے اپنے ترجمہ اور تشریح سے اپنے لبوں پر مہر لگا دی ہے۔مگر جب خلافت اور فتوحات کی بات ہوگی تو وہ سینکڑوں تاویلیں کریں گے اور حضرت ابوبکر و عمر کو برسرحق ثابت کرنے کے لئے ہر فریب دیں گے۔اب حضرت عمر کی طرف سے بات کرتے ہیں مگر قرآن کی ایک اور آیت کو سامنے رکھ لیں تاکہ ہم قرآن کی مدد اور سہارے سے بات کرسکیں اللہ نے قرآن میں کہا ہے کہ:۔

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ لَا تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ قَالُوۡۤا اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ ٥ (البقرۃ 2/11)

۔’’جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ تم دُنیا میں فساد نہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کے علاوہ اور کچھ کرتے ہی نہیں ہیں۔(**البقرۃ 2/11**)

یہاں یہ مخاطب فساد اور اصلاح کا فرق سمجھتے ہیں۔آیت میں اللہ جس چیز کو فساد فرماتا ہے وہ بھی اُسے فساد ہی سمجھتے ہیں اختلاف نظر یہ ہے کہ وہ جو کچھ کرتے ہیں اصلاح کی غرض سے کرتے ہیں۔اُن کی غرض فساد کرنے کی نہیں ہوتی یہ دوسری بات ہے کہ اللہ کے معیار پر وہ کام فساد کہلاتے ہیں۔ بالکل یہی صورت حال مندرجہ بالا آیات میں عمر کے سامنے ہے وہ فساد پھیلانے کی غرض سے فوج کشی اور جنگ نہیں کرتے اُن کی غرض دنیا میں اسلام پھیلانے اور اسلامی انصاف نافذ کرنے کی ہے۔لوگ اپنی حکومت و اقتدار برقرار رکھنے کے لئے اسلام کا انکار کرتے ہیں۔یوں مقاصد میں اختلاف کی بنا پر جنگ ہوتی ہے اور جنگ ہوتی ہے تو وہ سب کچھ ہوتا ہے جو جنگ میں ہوا کرتا ہے فصلیں تباہ ہوجاتی ہیں۔گھوڑوں کے چارہ کے لئے کھیت کاٹ لئے جاتے ہیں۔سواری کے لئے گھوڑے پکڑ لئے جاتے ہیں۔لوگ قتل ہوتے ہیں گرفتار ہوتے ہیں غلام و کنیز بنائے جاتے ہیں۔ مالِ غنیمت لوٹا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ کے یہاں فساد کہلاتا ہے لیکن حضرت عمر کے یہاں یہ سب کچھ اسلام کی ترقی ہے۔چار ہزار مساجد مفتوحہ علاقے میں بنتی ہیں زکوۃ وعشر اور جزیہ جاری ہوتا ہے قرآن پڑھانے کے ادارے قائم ہوتے ہیں لاکھوں لوگ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں ساری دنیا میں اسلام اور اسلامی نظام پھیلتے ہیں۔بتوں اور بت پرستوں کا اقتدار و حکمرانی مٹتی ہے یہ سب کچھ حضرت عمر کے نزدیک فساد نہیں کہلاسکتا۔عمر یہ نہیں مانتا کہ وہی کام رسولؐ کرے تو اصلاح ہے اور کوئی کرلے تو فساد ہے۔حضرت عمر کی وسعت نظر ہر شخص کو وہی پوزیشن دیتی ہے جو محمد علیؐ کو دیتے ہیں۔وہ یہ نہیں مانتے کہ مُلّا مارے تو حلال ہے کوئی اور مارلے تو حرام ہے۔بہرحال حضرت عمر نے اپنی وسعت نظر کو خوب پھیلایا۔اپنی قوم قریش میں بھی پھیلایا اور دوسری اقوام میں بھی پروپیگنڈا کیا۔ہوا یہ کہ رسولؐ، علیؑ اور چند لوگ ایک طرف کھڑے اور مُنہ دیکھتے رہ گئے اور باقی سارے قریش اور تمام قبائل حضرت عمر کے ساتھ ہوگئے۔اور رسولؐ کے بعد اُنہوں نے انصار کو بھی متفق ہونے پر مجبور کردیا۔قومی حکومت بن گئی۔ جہاں قریش کی وسعت نظر اور کشادہ دلی کا پروپیگنڈا ہوا وہیں بنی ھاشم کو تنگ نظر اور رجعت پسند ثابت کرنے کی مہمات چل پڑیں۔اور وہ پالیسی بالکل پٹ کر رہ گئی جس کی نمائندگی علیؑ کرتے تھے۔وسعت قلب و نظر کے نام پر علیؑ کو تعاون پر راضی ہونا پڑا۔حضرت عمر نے قریش اور عرب کو چار چاند لگادئے دولت کی ریل پیل کردی ہر طرف عمر ہی عمر زبانوں پر تھا۔نبوت و خلافت اور علیؑ خواب وخیال اور ماضی کی کہانی بن کر رہ گئے۔تمام قریش اور سارا عرب اُس راہ پر نہایت تیزی سے بڑھتا چلا گیا۔جس پر حضرت عمر نے اُن کو چلایا تھا۔عمر نے تمام قریش اور عرب کے تمام قبائل کے دل کی گہرائیوں میں قومی حکومت اور مشاورت کی افادیت کو اتار دیا اور شخصی حکومت اور محدودیت سے سب کو متنفر کردیا۔دوسرے الفاظ میں جمہوریت قومی حکومت اور وسعت نظر نام تھا عمر بن الخطاب کا اور شخصی حکومت و تنگ نظری و رجعت پسندی نام تھا علیؑ ابن ابیطالبؑ کا۔اُن کو دیکھ کر چہروں پر بشاشت پھیل جاتی تھی اور انہیں دیکھ کر چہرے مرجھا جاتے تھے۔ایک نفرت تھی جو خاموشی سے ہر دل میں اُترتی جارہی تھی۔عمر بڑی بےفکری اور دھڑلے سے کہا کرتے تھے کہ <u>اگر تم نے علیؑ کو راہنما بنالیا تو وہ تمہیں حق پر چلائے گا۔اور ہرگز اُدھر اِدھر نہ ہٹنے دے گا۔</u> مگر لوگ اس کا مطلب یہ سمجھتے تھے کہ تمہارے فطری اختیارات چھین لے گا تمہیں غلام بنا کر بے دست و پا کردیگا ہرگز ایسے حق کی پرواہ نہ کرنا جس میں تم

سب کے حقوق مرکررہ جائیں۔حضرت عمر کے عمل درآمد اور پالیسی نے ہر حق کو ہر صحیح بات کو الٹ کر رکھ دیا تھا۔حضرت عمر نے ہمیشہ حضرت علیؑ کو خلافت کا حریص کہا۔علیؑ نے ہمیشہ ثابت کیا کہ خلافت کے حریص تو حضرت عمر اور دیگر لیڈران قریش ہیں۔حضرت عمر نے اپنے خاص آدمیوں کو یقین دلا دیا تھا کہ اگر کبھی حکومت اور قریش کو کوئی خطرہ پیش آیا تو علیؑ کی طرف سے ہوگا علیؑ کے طرفداروں کی طرف سے ہوگا۔لہٰذا سارے قریش کو قریشی دانشوروں کو علیؑ پر گہری نظر رکھنا چاہیئے۔صرف علیؑ سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔اور اُن کے خلوص اور غیر جانبداری پر کبھی بھروسہ نہ کرنا چاہیئے۔اُن کے بیانات اور دلائل کی طرف کبھی توجہ نہ دینا۔وہ ایک جادو بیان شخص ہے۔اُس کی باتوں کی مار سے اور تلوار کی دھار سے بچ نکلنا ناممکن ہے۔چنانچہ اس معاملے میں حضرت عمر اگر کسی پر اعتماد و اعتبار کرتا تھا تو وہ صرف معاویہ کو ایسا شخص سمجھتا تھا جو حضرت علیؑ کی طرف سے یا حضرت علیؑ کی وجہ سے آنے والے خطرات کا مقابلہ کر سکتا تھا وہ عثمان کو بھی علیؑ کا جوڑ نہ سمجھتا تھا۔بہرحال معاویہ تنہا وہ شخص تھا جس کو حضرت عمر نے اپنا راز دار بنا رکھا تھا۔اور معاویہ کو ہر وہ بات بلا تکلف بتا دیتا تھا جو کبھی علیؑ کے خلاف معاویہ کے کام آئے۔حضرت عمر نے معاویہ کو وہ مخصوص خط بھی لکھا تھا جسے ہم نے واقعاتِ کربلا میں نقل کیا ہے اور جس میں حضرت عمر نے اپنا صحیح مذہب وعقیدہ بیان کیا ہے اور جسے یزید بن معاویہ نے عبداللہ بن عمر بن خطاب کو دکھایا تھا۔مطلب یہ ہے کہ اگر علیؑ کے مقابلے میں حضرت عمر معاویہ کو خلیفہ بنا سکتا تو پھر شوریٰ کی اسکیم پیش نہ کرتا بلکہ براہِ راست معاویہ کو اسی طرح خلیفہ بنا دیتا جس طرح حضرت ابوبکر نے خود اسے بنایا تھا۔مگر وہ برابر دیکھ رہا تھا کہ مرتضوی کردار اور پالیسی برابر اُس کے آڑے آ رہی تھیں۔اس کا راستہ روکتی جارہی تھیں۔بہرحال حضرت ابوبکر وعمر نے جو کچھ بھی کیا ہو یہ کبھی نہیں کیا کہ معاویہ کو نظر انداز کر دیں۔انہوں نے ہر وہ کام کیا جس سے معاویہ کا مستقبل روشن تر اور قوی تر و کامیاب تر ہوتا چلا جائے۔اُنہوں نے بہت سے غلط کام کئے مگر یہ غلطی کبھی نہیں کی کہ مستقبل میں معاویہ کمزور و مغلوب ہو جائے۔حضرت عثمان نے بھی اس پہلو پر کافی توجہ اور مدد دی اور کوششیں کی کہ معاویہ کا تمام گورنروں میں پلّہ بھاری رہے اور تمام حکام کی نظر میں معاویہ زیادہ معزز و صاحبِ اعتماد رہے۔اِس کا کوئی تحریری ثبوت تو نہیں ملتا مگر حالات بتاتے ہیں کہ معاویہ اور خلفائے ثلاثہ میں یہ ایک طے شدہ امر تھا کہ معاویہ حضرت علی علیہ السلام پر خاص طور سے نگرانی رکھے اور علیؑ کے دوستوں، پیروؤں اور فداکاروں کو قریشی حکومتوں اور حکمرانوں کا دشمن سمجھے اور یقین رکھے کہ جب بھی قریشی حکومت کو کسی خطرے کا سامنا ہوگا تو وہ خطرہ علیؑ کے دائرے سے نکلے گا۔گو حضرت علی علیہ السلام کا عمل اور اُن کے حالات و بیانات اور تمام علما کا اتفاق ثابت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے نہ کوئی سیاسی پارٹی بنائی نہ ہمدردوں کی جماعت کو پشت پر رکھا۔اور تمام خلفا کے ساتھ ایسا اور اتنا تعاون جاری رکھا کہ اُنہیں یارانِ ثلاثہ میں آج تک شمار کیا جاتا ہے۔اس سلسلے میں ہم نے علماء کے بیانات عموماً اور مودودی کی تحریریں خصوصاً پیش کی ہیں۔اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے خلافت حاصل کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔نہ ہی ایسے مواقع پیدا کرنے کی فکر میں رہے کہ جن سے خلافت ملنے کا امکان پیدا ہو جاتا۔بلکہ اس کے برعکس وہ ایسے مواقع کو ٹالتے اور ضائع کرتے رہے جن سے خلافت ملنے کا یقین تھا۔اُنہوں نے حضرت ابوبکر وعمر کی سیرت پر عمل کرنے سے انکار کر کے آتی ہوئی خلافت کو واپس کر دیا۔یہ سب کچھ تھا اور صحیح تھا مگر معاویہ کو ہمیشہ اِن حقائق کے خلاف غیر متزلزل یقین تھا کہ علیؑ دن رات خلافت حاصل کرنے کی فکر و کوشش میں لگے رہتے ہیں۔اور اب جبکہ خلافت سچ مچ مل گئی تو معاویہ نے یہی سمجھا بھی اور اپنے حلقہ فکر میں سب کو بتایا بھی کہ خلافت حاصل کرنے کیلئے علیؑ نے قتل عثمان کی سازش کی تھی۔ معاویہ کو یہی یقین رہا کہ حضرت علی علیہ السلام نے کوئی گہری چال چل کر عثمان کو قتل کرایا ہے اور اُس سے بھی گہری اور عجیب چال چل کر خلافت اس شان سے حاصل کی ہے کہ تمام صحابہ دن رات منت وسماجت کر رہے ہیں وہؑ انکار پر انکار کر رہے ہیں اور آخر بطور احسان خلافت قبول کر لی۔بہرحال خلافت قریش کے قبضے سے نکل گئی اور وہاں پہنچ گئی جہاں حضرت ابوبکر وعمر و قریشی لیڈر کسی قیمت پر جانے نہ دینا

چاہتے تھے۔ چنانچہ وہی کچھ سامنے آیا جو حضرت ابوبکر و عمر کے خیال میں تھا۔ یعنی سارے لیڈروں نے مل کر خلافت علیؑ کے حوالے کر دی صرف تنہا معاویہ رہ گیا جو قریش کے عظیم ترین مقصد کے حصول کیلئے کھڑا رہ گیا ہے۔ یہاں عملی میدان میں بھی معاویہ تنہا ہے۔ اور علیؑ کو دشمن سمجھتا ہے اور قریش ساز تواریخ و احادیث میں بھی تنہا معاویہ ہے ورنہ سب حضرت علی علیہ السلام کے طرفدار اور معاویہ کے مخالف ہیں۔ معاویہ اکیلا ہے جو قریش کی حکومت کو علیؑ سے واپس لینے میں کوشاں ہے۔ اس معاملے میں تمام علماء اور دانشوروں نے معاویہ کی مذمت کی ہے۔ طرح طرح معاویہ کی بے دینی پر توجہ دلائی ہے۔ اُسے اسلام میں ملوکیت اور بادشاہت قائم کرنے کا مجرم قرار دیا ہے۔ مگر یہ یاد رکھیں اور کبھی نہ بھولیں کہ اُس نے وہ کام کیا جو سارے قریش کی تمنا تھی۔ جس کے لئے لیڈرانِ قریش اور ان کے پیروؤں نے اپنی عاقبت بھینٹ چڑھا دی تھی۔ جہنم واجب کر لیا تھا۔ اور کسی قیمت پر یہ نہ چاہتے تھے کہ خلافت خاندان رسولؐ میں علیؑ کو مل جائے۔ یہ یاد رکھیں کہ اگر معاویہ نے قریشی حکومت کو علیؑ سے واپس لینے کا یہ مستحکم انتظام نہ کیا ہوتا اور لوگوں کو اسطرح مجتمع نہ کیا ہوتا تو یہ خلافت و حکومت خاندان مرتضویؑ سے ہرگز باہر نہ نکل سکتی تھی۔ یہ صرف معاویہ کا کارنامہ یا شاہکار تھا کہ اُس نے حضرت عمر کی قائم کردہ حکومت واپس لی اور ایسا انتظام کیا کہ دوبارہ اس خاندان کی طرف رخ ہی نہ کرنے پائے۔ رہ گیا اسلام، قرآن، اللہ، رسولؐ اور جنت وجہنم یہ تو قریش کے نزدیک محض الفاظ تھے۔ جن کو استعمال کر کے ہر غلط تصور کو حق بجانب ثابت کیا جاتا ہے۔ اور یہی جواب ہے معاویہ کی فریب سازی اور دھوکہ دہی کا۔ علیؑ کو مجرم ثابت کرنے کے لئے ثبوت نہ ملے تو معاویہ اور کیا کرے؟ اُسے علیؑ کے خلاف محاذ جاری رکھنا تھا۔ اُسے وہ حکومت حضرت علیؑ سے واپس لینا تھی جو قریش نے اپنا دین وایمان اور عاقبت تباہ کر کے حاصل کی تھی۔ اُس کو حاصل کرنے کے لئے ہر جھوٹ ہر فریب اور ہر غدّاری جائز تھی۔ یہاں ایک جملہ ڈاکٹر طٰہٰ حسین سے سن لیں وہ فتنۃ الکبریٰ میں لکھتے ہیں کہ:۔

''اسلام لانے والوں نے دین اسلام کو اس نقطہ نظر سے نہیں دیکھا کہ وہ ایک ایسا دین ہے جس کا تعلق قلوب وضمائر سے ہے اور جس میں اللہ کے حقوق وفرائض کی پابندی لازم ہوتی ہے۔ بلکہ اُنہوں نے اسلام کو ایک بڑے سودے کی حیثیت سے دیکھا جیسے سودے وہ کرتے رہتے تھے۔ اُنہوں نے اُسے بھی ایک خطرناک اور جرأت مندانہ اقدام خیال کیا جیسے اقدامات وہ عموماً اندروں اور بیرون عرب میں کرتے رہتے تھے۔ (صفحہ 178-177) اور

''خلافت اسلامیہ کا جو مفہوم حضرات ابوبکر و عمر کے یہاں تھا وہ ایک بہت بڑا جرأت مندانہ تجربہ تھا جو تقریباً جان کی بازی لگانے کے مترادف تھا۔ لیکن یہ جان آزما مہم اپنے انجام تک نہ پہنچی (صفحہ 5) نہ ہی اُس کا انجام تک پہنچنا ممکن تھا (صفحہ 5)۔

یہ تھی عرب کی تاجر قوم قریش جس نے اسلام کو تجارت کے مال کی طرح سودے کے طور پر حاصل کیا اور اُس سے دنیاوی زندگی کے فوائد حاصل کرتے رہے۔ اِن تاجروں سے سابقہ پڑا تھا محمد وعلی علیہم السلام کو۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ تو رخصت ہو گئے مگر اسلام کی ذمہ داری قیامت تک حضرت علی علیہ السلام اور اُن کی اولاد کے گلے میں ڈال گئے۔ جنہوں نے اسلام کو اُن تاجروں سے محفوظ کرنے کے لئے خود اپنی، اپنے بچوں کی، اور اپنے چاہنے والے دوستداروں اور فداکاروں کی جانیں قربان کر دیں۔ اور اسلام سے تاجرانہ سلوک روا نہ رکھا۔ کبھی ایک لفظ یا ایک قدم منشاءِ خداوندی کے خلاف نہ اُٹھایا۔ بدمعاشوں، غدّاروں، فریب کاروں کے ساتھ نیکیاں، وفاداریاں اور حسنِ سلوک کرتے رہے۔ خود بھوکے رہتے رہے اپنے بچوں کو بھوکا رکھتے رہے۔ اور عرب کے اُن تاجروں کا پیٹ بھرتے رہے۔ بہرحال جب بھی ہمارے ہاتھ میں اُس ناہنجار قوم سے انتقام لینا آئے گا۔ ہم اُن کو ایسی ایسی سزائیں دیں گے جن کا اُنہوں نے وہم تک نہ کیا ہوگا۔

(نمبر33) خط الٰی قُثَمِ ابْنِ الْعَبَّاسِ وَهُوَ عَامِلُهٗ عَلٰی مَکَّةَ : قثم بن عباس کے نام جو مکہ میں علیؑ کا گورنر تھا

1۔معاویہ نے کچھ سیاسی اور صاحبان اثر و رسوخ ماہرین کو حاجیوں کے لباس میں بھیجا تھا کہ مسلمانوں کو یہ باور کرائے کہ عثمان کو حضرت علیؑ نے قتل کرا کے حکومت حاصل کی ہے۔2۔قثم کو اپنی اطاعت کو حوالہ دیکر تخریب کاروں کے متعلق ایسی تنبیہ کی ہے جس سے اولادِ عباس کی نافرمانی و بے وفائی ثابت ہوتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

اَمَّا بَعۡدُ فَاِنَّ عَیۡنِیۡ بِالۡمَغۡرِبِ کَتَبَ اِلَیَّ یُعۡلِمُنِیۡ اَنَّهٗ وُجِّهَ اِلَی الۡمَوۡسِمِ اُنَاسٌ مِنۡ	1	بعد از حمد و درود واضح ہو کہ مجھے میرے مغربی نگران نے یہ بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ اہل شام کے کچھ لوگ حج کے لئے بھیجے گئے ہیں،
اَهۡلِ الشَّامِ الۡعُمۡیِ	ب	جو حقیقت کی طرف سے دلوں کے اندھے ہیں؛ اور
الۡقُلُوۡبِ الصُّمِّ	ج	کانوں سے بہرے ہیں؛ اور
الۡاَسۡمَاعِ الۡکُمۡهِ	د	آنکھوں کی روشنی سے محروم ہیں؛ اور یہ
الۡاَبۡصَارِ الَّذِیۡنَ یَلۡتَبِسُوۡنَ الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ ؛	ہ	وہ لوگ ہیں جو حق کو باطل کا لباس پہنا کر پیش کرنے میں ماہر ہیں؛
وَیُطِیۡعُوۡنَ الۡمَخۡلُوۡقَ فِیۡ مَعۡصِیَةِ الۡخَالِقِ ؛	2	اور مخلوق کی اطاعت میں خالق کی نافرمانی کرتے اور کراتے ہیں؛
وَیَحۡتَلِبُوۡنَ الدُّنۡیَا رَدَّهَا بِالدِّیۡنِ ؛	3	اور دین کی آڑ لے کر دنیا کا دودھ دوہتے ہیں؛
وَیَشۡتَرُوۡنَ عَاجِلَهَا بِآجِلِ الۡاَبۡرَارِ الۡمُتَّقِیۡنَ ؛	4	اور دنیاوی سامان کی خرید و فروخت اس انداز سے کرتے ہیں کہ متقی اور نیک لوگوں کی عاقبت بدلے میں چلی جاتی ہے اور دنیا مل جاتی ہے؛
وَلَنۡ یَفُوۡزَ بِالۡخَیۡرِ اِلَّا عَامِلُهٗ ؛	5	اور سنو کہ بھلائی پر وہی فائز ہوتا ہے جو اس پر عمل کرتا ہے؛
وَلَا یُجۡزٰی جَزَاءَ الشَّرِّ اِلَّا فَاعِلُهٗ ؛	6	اور شر اور برائی کی جزا بھی برائی کرنے والے کے سوا کسی اور کو نہیں ملتی ہے؛
فَاَقِمۡ عَلٰی مَافِیۡ یَدَیۡکَ قِیَامَ الۡحَازِمِ الصَّلِیۡبِ ؛	7	چنانچہ یہ باتیں سمجھنے کے بعد تم بھی اپنے اختیارات کو اسی طرح استعمال کرو جس طرح ایک کوشش کرنے والا محتاط شخص کرتا ہے؛
وَالنَّاصِحِ اللَّبِیۡبِ ؛	8	جس طرح ایک دانشمند اور نصیحت کرنے والا ذمہ دار آدمی کرتا ہے؛
التَّابِعِ لِسُلۡطَانِهٖ ؛	9	اور جس طرح اپنے حکمران کا مطیع شخص کرتا ہے؛ اور
الۡمُطِیۡعِ لِاِمَامِهٖ ؛	10	جس طرح اپنے امامؑ کا مطیع کرتا ہے؛
وَاِیَّاکَ وَمَا یُعۡتَذَرُ مِنۡهُ ؛	11	خبردار ایسے کام نہ کرنا کہ عذر اور بہانے چھانٹنا پڑیں؛
وَلَا تَکُنۡ عِنۡدَ النَّعۡمَآءِ بَطِرًا ؛	12	نعمتوں کی بہتات پر اتراؤ نہیں؛
وَلَا عِنۡدَ الۡبَاسَآءِ فَشِلًا ؛ وَالسَّلَامُ .	13	اور نہ سختی کے زمانہ میں بودا پن دکھانا۔ والسلام۔

تشریح:۔ یہ قثم بن عباس، عبداللہ بن عباس کے حقیقی بھائی ہیں چونکہ حضرات ابوبکر و عمر نے عباس کے بیٹوں کو قومی حکومت میں کوئی ذمہ داری اور عہدہ نہ

دیا تھا اسلیئے حضرت علی علیہ السلام نے یہ دکھانے کیلیئے کہ وہ حضرت ابوبکر وعمر کی پیروی میں اُن کو محروم نہیں کر رہے ہیں۔ اسلیئے آپؑ نے ان دونوں بھائیوں کو گورنری عطا کردی تھی۔ قثم بہرحال اپنے بھائی سے بہتر نکلے تھے۔ اُسکا حال ہم نے ڈاکٹر طٰہٰ حسین کے قلم سے دکھا دیا ہے۔ وہ انتہا درجے کا خوشامدی، موقع شناس، مُحسن کُش اور غدّار ثابت ہوا تھا۔ مگر قثم کی کوئی بری حرکت قریش ساز تاریخ میں نہیں ملتی۔ مگر حضور علیہ السلام کا یہ خط بتاتا ہے کہ قثم پر سخت نگرانی ضروری تھی۔ یہ اطلاع جو حضرت علی علیہ السلام نے اسے دی ہے خود قثم کو چاہیئے تھا کہ وہ آنیوالے ہر حاجی کا جائزہ لیتا اور معاویہ کی سازش کا حال خود حضورؑ کو لکھتا۔ لیکن اسکا معاویہ کی طرف سے غافل رہنا بتاتا ہے کہ وہ ایک غیر ذمہ دار گورنر تھا یا یہ کہیئے کہ اُن سازشوں سے قطعاً ناواقف تھا جو دن رات معاویہ کی طرف سے کی جاتی تھیں۔ وہ خود اپنے بھائی عبداللہ ابن عباس کے مکہ میں فرار کرکے آنے اور رہنے سے بھی غافل رہا۔ اُسے چاہیئے تھا کہ وہ عبداللہ کو ایک مجرم کی حیثیت میں گرفتار کرتا۔ اسکا تمام وہ مال واسباب ضبط کرتا جو وہ بصرہ سے لیکر فرار ہوا تھا۔ مگر اُس نے نہ اُس حادثے کی حضرت علیؑ کو اطلاع دی نہ عبداللہ کے خلاف کوئی جائز و ناجائز قدم اُٹھایا۔ اور اس خط میں بھی اُسکی فرماں برداری، اطاعت اور ذمہ داری پر شریفانہ زبان میں اعتراضات موجود ہیں۔ اُس پر ایسے کام کرگزرنے کا احتمال ہے جن کیلیئے بعد میں عذرات اور بہانے کرنے کی ضرورت ہو۔ اُسکے متعلق یہ یقین نہیں ہے کہ سختیوں کے زمانے میں تحمل ووقار اختیار کرلیگا۔ اُسے برائی سے باز رہنے کی خط میں تاکید کی گئی ہے۔ بلکہ اسکے عقائد بھی مشکوک نظر آتے ہیں۔ اُسے یقین نہیں ہے برائی و گناہ کی سزا صرف برے اور گناہ گار کو ملتی ہے۔ بہرحال قثم ویسا ہی اچھا گورنر تھا جیسا نمونیہ کے مقابلے میں نزلہ اچھا مرض ہے۔ ہمیں عباس کی اولاد میں نہ علم ملتا ہے، نہ شجاعت کا کہیں پتا لگتا ہے، نہ غیرت وحمیت اُن میں پائی جاتی ہے۔

(نمبر 34) خط

اِلٰی مُحَمَّدِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرٍ لَمَّا بَلَغَهُ تَوَجُّدُهُ مِنْ عَزْلِهٖ بِالْاَشْتَرِ عَنْ مِّصْرَ ثُمَّ تُوُفِّیَ الْاَشْتَرُ فِیْ تَوَجُّهِهٖ اِلٰی مِصْرَ قَبْلَ وُصُوْلِهٖ اِلَیْهَا

محمد بن ابی بکر کے نام اس موقع پر جب علیؑ کو یہ معلوم ہوا کہ محمد مصر کی حکومت سے معزولی اور مالک اشتر کی تعیناتی سے رنجیدہ ہے اور مالک اشتر مصر پہنچنے سے پہلے ہی معاویہ کے زہر دلوانے سے شہید ہوگئے تھے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِیْ مَوْجِدَتُکَ مِنْ تَسْرِیْحِ الْاَشْتَرِ اِلٰی عَمَلِکَ ؛	1	بعد از حمد وصلوٰۃ واضح ہو کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ تمہاری جگہ مالک اشتر کو بھیجنے سے تمہیں دکھ ہوا ہے؛
وَاِنِّیْ لَمْ اَفْعَلْ ذٰلِکَ اسْتِبْطَآءً لَّکَ فِی الْجُهْدِ ؛	2	میں نے یہ اسلیئے نہیں کیا تھا کہ تمہیں تمہاری کوشش میں ڈھیلا یا نالائق سمجھا تھا؛
وَلَا ازْدِیَادًا فِی الْجِدِّ ؛	3	اور نہ ہی تمہاری تحقیق وتدبیر کو تیز تر کرنے کے لئے یہ تبدیلی چاہی تھی؛
وَلَوْ نَزَعْتُ مَا تَحْتَ یَدِکَ مِنْ سُلْطَانِکَ لَوَلَّیْتُکَ مَا هُوَ اَیْسَرُ عَلَیْکَ مَؤُنَةً ؛ وَاَعْجَبُ اِلَیْکَ وِلَایَةً ؛	4	تمہیں تمہارے عہدے سے اگر میں نے ہٹانا پسند کیا تھا تو میرا مقصد یہ تھا کہ تمہیں کسی ایسی جگہ کی حکومت دے دوں جہاں تمہیں نسبتاً زیادہ سہولت ہو اور امداد ملے۔ اور تمہیں حکومت کے لئے زیادہ پسند بھی آئے؛

اِنَّ الرَّجُلَ الَّذِیْ کُنْتُ وَلَّیْتُهٗ اَمْرَ مِصْرَ کَانَ رَجُلًا لَّنَا نَاصِحًا ؛	5	یقیناً جس شخص کو مصر کا گورنر بنایا جا رہا تھا وہ ہمارے لئے نصیحت کرنے والے کی پوزیشن رکھتا تھا؛
وَعَلٰی عَدُوِّنَا شَدِیْدًا نَاقِمًا ؛	6	اور وہ ہمارے دشمنوں پر نہایت ہی سخت اور فوراً انتقام لینے والا تھا؛
فَرَحِمَهُ اللّٰهُ فَلَقَدِ اسْتَکْمَلَ اَیَّامَهٗ ؛	7	بہرحال اللہ اس پر رحم و کرم کرے اُس نے اپنے دن مکمل کر لئے؛
وَلَاقٰی حِمَامَهٗ وَنَحْنُ عَنْهُ رَاضُوْنَ ؛	8	اور موت سے ہم کنار ہو گیا اور ہم اس سے خوش ہیں؛
اَوْلَاهُ اللّٰهُ رِضْوَانَهٗ وَضَاعَفَ الثَّوَابَ لَهٗ ؛	9	اللہ کی رضامندیاں بھی اُسے نصیب ہوں اور اللہ اُسے بڑھتا چڑھتا ثواب عطا کرے؛
فَاَصْحِرْ لِعَدُوِّکَ ؛	10	اب تم دشمن سے مقابلے کے لئے اُٹھ کھڑے ہو؛
وَامْضِ عَلٰی بَصِیْرَتِکَ ؛	11	اور اپنی سوجھ بوجھ و بصیرت کے ساتھ روانہ ہو جاؤ؛
وَشَمِّرْ لِحَرْبِ مَنْ حَارَبَکَ ؛	12	اور جو تم سے جنگ کرے صرف اُس سے جنگ کے لئے تیار رہو؛
وَادْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ ؛	13	اور اللہ کے راستے کی دعوت بھی جاری رکھو؛
وَاَکْثِرِ الْاِسْتِعَانَةَ بِاللّٰهِ یَکْفِکَ مَا اَهَمَّکَ ؛	14	اور اللہ سے مدد مانگنے میں زیادتی کرو تا کہ وہ تمہاری مہمات میں کافی ہوتا جائے؛
وَیُعِنْکَ عَلٰی مَانَزَلَ بِکَ ؛ اِنْشَاءَ اللّٰهُ ۔	15	اور نازل ہونے والی آفات میں تمہاری مدد کرتا رہے؛ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تشریح:۔ محمدؓ بن ابی بکر کا اس بات پر رنجیدہ ہونا کہ حضرت علی علیہ السلام نے مالک اشتر کو اُن کی جگہ گورنر بنا کر بھیجا تھا۔ بتاتا ہے کہ محمد بن ابی بکرؓ حضرت علی علیہ السلام پر ایسا ایمان نہ رکھتے تھے کہ امامؑ جو کچھ کرتا ہے وہی صحیح ہوتا ہے اور امامؑ کا فیصلہ اللہ کا فیصلہ ہوتا ہے جو ہر حال میں مفید ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اُنہوں نے اپنا سب کچھ امامؑ کو نہ سونپا تھا۔ اُن کا غم اور خوشی امامؑ سے جداگانہ چیز تھی۔ یعنی وہ ایک گھٹیا درجہ کا ایمان رکھتے تھے۔ رہ گیا امام علیہ السلام کا اُن کو تسلی دینا اِس سے بھی اُن کا درجہ بہت گھٹیا ثابت ہوتا ہے یہ صحیح ہے کہ محمد بن ابی بکر نہ ڈھیلا تھا نہ اپنی کوشش میں کمی کرتا تھا۔ مگر اُن کی کوششیں اُن کی بضاعت اور استطاعت بھر تھیں۔ نہ وہ اُس سے زیادہ بضاعت و استطاعت رکھتے تھے نہ اُس سے زیادہ کوششیں اور جدوجہد کر سکتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اُس کی زود رنجی کی بنا پر یہ نہیں لکھا کہ تمہارا حدود اربعہ مصر کی حکومت کیلئے کم ہے اور تم اس حد سے آگے بڑھنے کی استعداد بھی نہیں رکھتے اور جس قدرت و بصیرت اور سوجھ بوجھ کی مصر کی حکومت کے لئے ضرورت ہے وہ تم میں نہ موجود ہے نہ پیدا ہو سکتی ہے وہ سب کچھ مالک اشتر میں موجود تھا اس لئے تمہاری جگہ اسے تعینات کیا تھا۔ یعنی محمد بن ابی بکر میں یہ ہمت اور حق پرستی بھی نہ تھی کہ وہ صاف صاف بیان کو برداشت کر سکتا۔ اس لئے اُسے طفلانہ تسلی دی ہے۔ یہ کہنا کہ میں تمہیں آسان حکومت دینا چاہتا تھا۔ یہی کہنا ہے کہ مصر کی حکومت تمہارے لئے مشکل ہے۔

قارئین یاد کریں کہ محمد بن ابی بکر کو حضرت عثمان نے مصر کا گورنر بنا کر بھیجا تھا۔ مگر بعد میں حضرت عثمان نے یا مروان نے رائے بدل دی اور اُن کے قتل کا خط مصر کے گورنر کو روانہ کر دیا جو راہ میں پکڑا گیا اور محمد بن ابی بکر اور اُن کی پارٹی واپس آ گئی اور حضرت عثمان کے خلاف محاذ میں شامل ہو گئی۔ ہمیں

یہ معلوم نہیں کہ محمد نے مصر کی حکومت مانگی تھی یا نہیں۔ مگر بہر حال عثمان والے حادثے کی خانہ پُری کے لئے محمد کو مصر کا گورنر بنایا گیا تھا۔ مگر معاویہ کے داؤ پیچ ایسے تھے کہ محمد بن ابی بکر اُن کے سامنے طفل مکتب تھا۔ اس لئے جناب مالک اشتر کو تعینات فرمایا تھا تاکہ وہ معاویہ سے ٹکرا سکیں۔ لیکن مالک اشتر مصر تک نہ پہنچ سکے اور آخر کار محمد بن ابی بکر کو بڑی ذلت و رسوائی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔

مالک اشتر کی ساری قابلیت قتل سے ظاہر ہے

اسی خط میں مالک اشترؒ کی چند صفات اور ثنا لکھی گئی ہے۔ یہ سو فیصد صحیح ہے کہ مالک اشتر خیر خواہ تھا۔ دشمنانِ مرتضویٰ کے لئے ایک مصیبت اور سرتاپا انتقام تھا۔ عظیم الشان بہادر وفا پرست اور فدا کار تھا۔ لیکن حضرت علیؑ کے ساتھ جو لوگ تھے اُن میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس میں سیاسی بصیرت ہوتی۔ تمام صفات رکھتے ہوئے یہ سب سیاسی بصیرت سے نابلد تھے۔ چنانچہ جناب مالک اشتر بھی سیاسی بلکہ معمولی بصیرت سے بھی پاک اور منزّہ تھے۔ ذرہ سوچئے کہ حضرت علی علیہ السلام دن رات اپنے ہر خطبے میں ہر خط میں ہر لیکچر میں اور ہر بات میں حضرات ابوبکر و عمر و عمرو بن عاص اور معاویہ اور اُن کی پارٹی کی چالاکیاں، فریب کاریاں واضح کرتے رہتے ہیں خود کو اَمکَرُ النَّاس تمام انسانوں سے زیادہ مکار فرماتے ہیں۔ اللہ قریش کے مقابلے میں خود کو خیر الماکرین سب مکاروں سے بڑھ کر یا اچھا مکار کہتا ہے۔ مگر فدا کاران علیؑ پر ذرہ برابر اثر نہیں ہوتا۔ وہ دن رات چالاکیاں، فریب کاریاں دیکھتے ہیں مگر مجال ہے جو عاقبت اندیشی اور احتیاط کے قریب پھٹک جائیں۔ یہی مالک اشتر مصر کی گورنری کے لئے جا رہے ہیں۔ معلوم ہے کہ معاویہ اور عمرو عاص مصر پر دانت لگائے اور اُدھار کھائے بیٹھے ہیں۔ وہ ہر ممکن کوشش کریں گے کہ علیؑ کا مالک اشتر ایسا طرفدار مصر نہ پہنچ جائے۔ مگر مالک اشتر ایک دیہاتی کے مہمان ہو جاتے ہیں وہاں دیگر جائز لذات کے ساتھ شربت سے بھی لطف اندوز ہوتے ہیں اور دو منٹ میں موت کے مُنہ میں چلے جاتے ہیں اور اپنے امام کو بھی موت کی طرف دھکا مار جاتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کے چاروں طرف بے بصیرت اور ناعاقبت اندیش لوگوں کا مجمع تھا۔ اور حضرت عمرو معاویہ کے گرد ایک سے ایک بڑھا ہوا بابصیرت آدمی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ میدان جنگ میں حضرت علی علیہ السلام ہمیشہ کامیاب رہے لیکن میدان سیاست میں اُنہیں اُن کے اصحاب اور فدا کاروں نے پٹوا دیا۔ ادھر جان قربان کرنا آسان تھا عقل و بصیرت کا فقدان تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ خلافت ملنے سے پہلے حلقہ مرتضویٰ میں کوئی جاہل نہیں ملتا۔ مگر خلافت ملنے کے بعد مجبوری تھی۔ اب فدا کاروں، جانثاروں، وفاداروں، بہادروں، تیغ آزماؤں اور قربان ہو جانے والوں کے انبوہ ساتھ ہو گئے مگر یہ سب لوگ بے بصیرت و کوتاہ آستین تھے۔ بلکہ ہم نے مذہب شیعہ میں لکھا ہے کہ ہر امام علیہ السلام کے ساتھ ساتھ رہنے والے لوگ سب ایسے ہی تھے۔ اُن میں ڈھونڈنے سے بھی سیاسی بصیرت نہیں ملتی۔ جی حضور میرے ماں باپ آپ پر فدا کہنے والے لوگوں میں بڑی مشکل سے کوئی دیدہ ور ملے گا۔ مخالف محاذ میں سیاسی بصیرت کے انبار لگے ہوئے تھے ایک سے ایک بڑھ کر تھا۔ وہ فدا کاری میں بھی کم نہ تھے جو لوگ اپنے امام اور راہنما پر اپنا دین وایمان و جنت نثار کر دیں وہ زیادہ فدا کار ہوتے ہیں یا وہ جو صرف اچھائیوں، بھلائیوں اور آسائشوں کو حاصل کرنے کیلئے دنیاوی فانی چیزوں کو قربان کریں۔ ایک کے بدلے میں دس مانگنے کا مطلب سمجھنے کی کوشش کریں۔

(نمبر35) خط اِلٰی عَبۡدِ اللّٰہِ ابۡنِ الۡعَبَّاسِ بَعۡدَ مَقۡتَلِ مُحَمَّدُ ابۡنِ اَبِیۡ بَکۡرٍ بِمِصۡرَ

عبداللہ ابن عباس کے نام محمد بن ابی بکر کے قتل کے بعد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

اَمَّا بَعۡدُ ؛ فَاِنَّ مِصۡرَ قَدِ افۡتُتِحَتۡ ؛ وَ مُحَمَّدُ ابۡنُ اَبِیۡ بَکۡرٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ قَدِ اسۡتُشۡہِدَ ؛	1	بعداز حمدِ خداوندی اور درودِ محمدیؐ واضح ہو کہ بلاشبہ مصر دشمن نے فتح کرلیا اور محمد بن ابی بکر، اللہ اس پر رحم کرے شہید کر دیا گیا ہے۔
فَعِنۡدَ اللّٰہِ نَحۡتَسِبُہٗ ؛ وَلَدًا نَاصِحًا ؛ وَعَامِلاً کَادِحًا ؛ وَسَیۡفًا قَاطِعًا؛ وَرُکۡنًا دَافِعًا ؛	2	چنانچہ ہم اللہ ہی سے اجر و بدلہ چاہتے ہیں اُس بیٹے کی شہادت پر جو ہمارا خیر خواہ تھا؛ اور ایک محنتی اور سرگرم کارکن تھا؛ اور ہمیشہ ایک کاٹنے والی تلوار تھا؛ اور دشمن سے دفاعی ستون تھا۔
وَقَدۡ کُنۡتُ حَثَثۡتُ النَّاسَ عَلٰی لِحَاقِہٖ؛	3	اور یقیناً میں نے لوگوں کو برابر اُن کی مدد کے لئے پہنچنے کی دعوت جاری رکھی ؛
اَمَرۡتُھُمۡ بِغَیَاثِہٖ قَبۡلَ الۡوَقۡعَۃِ ؛	4	اور شہادت کے واقعہ سے پہلے ہی میں نے اُس کی مدد کے لئے پہنچنے کے احکام جاری کئے تھے؛
وَدَعَوۡتُھُمۡ سِرًّا وَجَھۡرًا ؛ وَعَوۡدًا وَّبَدۡئًا ؛	5	اور میں نے لوگوں کو اُن کی مدد کے لئے خفیہ بھی دعوت دی اور اعلانیہ بھی بار بار کہا۔
فَمِنۡھُمُ الۡاٰتِیۡ کَارِھًا ؛	6	چنانچہ اُن میں سے کچھ بصد نا گواری مدد کو پہنچے؛
وَمِنۡھُمُ الۡمُعۡتَلُّ کَاذِبًا ؛	7	اور کچھ نے نہ جانے کے لئے جھوٹے بہانے کئے؛
وَمِنۡھُمُ الۡقَاعِدُ خَاذِلًا ؛	8	اور کچھ نے جان بوجھ کر مدد نہ کی اور گھروں میں بیٹھے رہے؛
اَسۡاَلُ اللّٰہَ اَنۡ یَّجۡعَلَ لِیۡ مِنۡھُمۡ فَرَجًا عَاجِلاً ؛	9	میں اللہ سے دعا کر رہا ہوں کہ وہ مجھے جلد اُن لوگوں سے چھٹکارا عطا کرے؛
فَوَاللّٰہِ لَوۡلَا طَمَعِیۡ عِنۡدَ لِقَائِیۡ عَدُوِّیۡ فِی الشَّھَادَۃِ	10	بہر حال بخدا اگر مجھے دشمن سے جنگ کرنے میں شہادت پانے کی طمع نہ ہوتی،
وَتَوۡطِیۡنِیۡ نَفۡسِیۡ عَلَی الۡمَنِیَّۃِ ؛	11	اور ساتھ ہی میں خود کو موت پر آمادہ نہ کر چکا ہوتا تو،
لَاَحۡبَبۡتُ اَنۡ لَا اَبۡقٰی مَعَ ھٰٓؤُلَاءِ یَوۡمًا وَّاحِدًا ؛	12	مجھے یہ زیادہ محبوب ہوتا کہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ ایک دن بھی مل کر نہ رہا ہوتا؛
وَلَا اَلۡتَقِیَ بِھِمۡ اَبَدًا ۔	13	اور اُن کو ساتھ لے کر جنگ کے لئے کبھی بھی نہ نکلتا۔

تشریح:۔ حضرت علی علیہ السلام نے یہ خط صرف عبداللہ بن عباس کو نہیں لکھا ہے بلکہ یہ خط تمام گورنروں کو حالات کی اطلاع دینے کے لئے لکھا گیا تھا۔ معمول (Routine) کے مطابق ضروری تھا کہ عبداللہ ابن عباس کو بھی لکھا جائے۔ تحریر بتارہی ہے کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ حضور علیہ السلام اپنے گرد و پیش کے لوگوں سے تنگ آ چکے ہیں۔ اور اب مرنے اور شہید ہونے کا بڑی بے چینی سے انتظار فرما رہے ہیں۔ معاویہ کی سوجھ بوجھ اور سیاسی داؤ پیچ اور

مسلسل سازشوں نے آپ کو اپنے ساتھیوں سے دل تنگ و مایوس کر دیا ہے۔ ساتھیوں میں جذبہ قربانی وشجاعت بھی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ آپؑ اب خود کو بالکل تنہا پا رہے ہیں۔ مالک اشتر رضی اللہ عنہ دنیا سے اُٹھ چکے محمد بن ابی بکر آخر اپنے ساتھ مصر کو بھی لے گئے۔ اب چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ آپؑ اپنی ذاتی ہمت وشجاعت اور ذمہ داری سے تنہا نبرد آزما ہیں۔ اور شہادت کی آس لگائے ہوئے حکمران کی زندگی گزار رہے ہیں۔

عبداللہ بن عباس نے خط کا جواب بھی لکھا اور تعزیت کو بھی آیا

ہم نے کبھی اور کسی حالت میں نہ عبداللہ بن عباس کو حضرت علی علیہ السلام کا ہمدرد وطرفدار سمجھا نہ شریف و پرخلوص ساتھی یقین کیا۔ بہر حال اُس نے اِس خط کے جواب میں یہ بھی لکھا کہ:۔''میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کی بات کو اونچا رکھے اور اپنے ملائکہ سے آپ کی نصرت کرے۔ خدا ضرور آپ کے ساتھ احسان کرے گا۔ آپؑ کی تبلیغ کو عزت دے گا۔ آپؑ کے دشمن کو ذلیل کرے گا۔ امیر المومنین میں آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگ سُستی کرتے ہیں مگر پھر اُن میں ولولہ پیدا ہو جاتا ہے۔ امیر المومنین آپؑ اُن سے نرمی کریں اور اُن کے بارے میں خدا سے نصرت طلب کریں خداوند عالم آپ کے غم میں کافی ہوگا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔'' ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ اس کے بعد عبداللہ بن عباس نے آکر حضرت علی علیہ السلام کو محمد بن ابی بکر کی تعزیت ادا کی اور حضورؑ نے محمد بن ابی بکر کے لئے حسب ذیل کلمات فرمائے:۔

''خداوند عالم محمد پر رحم کرے وہ کم سن نوجوان تھا۔ میں نے چاہا تھا ہاشم بن عتبہ کو مصر کا گورنر بناؤں۔ خدا کی قسم اگر وہ مصر کا حاکم ہوتا تو عمرو ابن عاص اور اس کے ساتھیوں کے لئے میدان نہ چھوڑتا۔ مقتول نہ ہوتا۔ مگر یوں کہ اُس کی تلوار اُس کے ہاتھ میں ہوتی۔ اس سے میرا مقصود محمد بن ابی بکر کی مذمت کرنا نہیں ہے۔ اُس نے خود کو مشقت میں ڈالا اور جو حق اس پر تھا اس نے بقدر استطاعت ادا کیا۔''

قارئین دیکھیں کہ حضرت علی علیہ السلام مذمت کریں یا نہ کریں مذمت تو ہوگئی۔ محمدؒ نے میدان چھوڑ دیا تھا اور قتل ہونے یا گرفتار ہونے کے وقت اُس کی تلوار اُس کے ہاتھ میں نہ تھی اور یہ کہ اُس نے اپنی استطاعت اور سائز سے بڑی ذمہ داری اختیار کر لی تھی اور اُس ذمہ داری کو چھوڑنے اور دوسرا گورنر طلب کرنے سے آخر تک گریز کیا۔ اُسے چاہئے تھا کہ خود حضرت علی علیہ السلام کو لکھتا کہ مجھ سے مصر کو سنبھالنا مشکل ہے۔ کوئی دوسرا قابل گورنر بھیجئے۔ اس کے برخلاف وہ مالک اشتر رضی اللہ عنہ کی تعیناتی پر ناخوش اور رنجیدہ ہوا۔ اور درباریوں میں اپنی ناگواری کا اظہار بھی کیا جس پر حضورؑ نے معذرت نامہ لکھا۔ یہ تمام قابل مدح باتیں نہیں تھیں۔

محمد بن ابی بکر کا مصر کی گورنری تک پہنچنا اور متعلقہ حالات وواقعات پر تفصیلی نظر

بہر حال معاویہ وعمرو بن العاص کی طرح محمد بن ابی بکر بھی تینوں خلفاء کے زمانہ ہی سے مصر کی حکومت پر فریفتہ تھے۔ ہم ذرا پیچھے سے حالات ناظرین کے سامنے لاتے ہیں۔ کتاب روضۃ الصفا میں ہے کہ محمدؒ بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بڑا عابد وزاہد شخص تھا جب اس کا باپ جنگ یمامہ میں مارا گیا تو وہ عثمان کے پاس مدینہ میں چلا آیا اور رفتہ رفتہ عثمان کے دل میں قرب حاصل کر لیا۔ بعد ازاں باشارہ خلیفۃ اللہ مصر کو گیا اتفاقاً محمد بن ابی بکر بھی اُن دنوں مصر ہی میں تھا۔ دونوں ظاہری طور پر عثمان کے گورنر عبداللہ بن ابی سرح کے دوست بنے ہوئے تھے مگر در پردہ دونوں دوستداران وشیعان علیؑ میں سے تھے۔ اھل مصر نے محمد بن ابی حذیفہ کے اوصاف حمیدہ دیکھے تو وہ دل وجان سے اُس کے گرویدہ ہوگئے اور اُس کی نہایت تعظیم وتکریم کرنے لگے۔ وہ عثمان کے گورنر عبداللہ بن ابی سرح کی مذمت مصریوں کے سامنے کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ نہ معلوم عثمان نے کیوں ایسے بدکاروں اور ظالموں کو مسلمانوں پر

حاکم بنا رکھا ہے۔ گورنر نے عثمان کو یہ معاملہ بطور شکایت لکھا تو حضرت عثمان نے عبداللہ کا مُنہ بند کرنے کے لئے احسان وسلوک کی راہ اختیار کی یعنی ایک شاہی خلعت جو ایک ہزار درہم قیمت کا تھا محمد بن ابی حذیفہ کیلئے روانہ کیا اور حکم بھیجا کہ مبلغ تین ہزار درہم خزانہ مصر سے اس کو اور دئے جائیں۔ محمد وہ خلعت اور روپیہ لے کر جامع مسجد میں آیا اور مجمع عام میں کہا کہ دشمنوں نے میری شکایت عثمان کو لکھی تھی انہوں نے یہ خلعت اور روپیہ بطور رشوت میرے پاس بھیجا ہے۔ مصریوں کو یہ حالات معلوم ہوئے تو بہت برہم ہوئے اور برملا عثمان کی مخالفت کرنے اور اُسے بُرا کہنے لگے اور عثمان کی اطاعت سے نکل کر محمد بن ابی حذیفہ کو اپنا حاکم بنالیا عثمان نے محمد بن ابی حذیفہ کو خطوط لکھے اور اپنے سابقہ حقوق یاد دلائے مگر محمد بن ابی حذیفہ نے کوئی اثر قبول نہ کیا۔ چنانچہ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ اھل مصر کو محمد بن ابی حذیفہ نے قتل عثمان پر برانگیختہ کیا اور اُن کو مدینہ بھیجا کہ اُسے قتل کرڈالیں۔ چنانچہ جب اھل مصر نے مدینہ میں عثمان کے گھر کا محاصرہ کیا تو اُس وقت محمد بن ابی حذیفہ مصر میں تھا۔ اُس نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو جو عثمان کا گورنر تھا مصر سے نکال دیا اور خود لوگوں کو نماز پڑھانے لگا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح مصر سے نکل کر فلسطین کے نزدیک سرحد پر کسی مقام میں ٹھہر گیا اور عثمان کے انجام کا انتظار کرنے لگا۔ قتل کی خبر سُن کر معاویہ کے پاس دمشق چلا گیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے خلافت سنبھالی تو جناب قیس بن سعد بن عبادہ انصاری کو مصر کا گورنر بنایا اور حکم دیا کہ اپنے مددگاروں اور دوستوں کا ایک لشکر ترتیب دو اور اُسے لے کر مصر روانہ ہو جاؤ۔ قیس نے عہدہ گورنری قبول کیا مگر یہ عرض کیا کہ مجھے لشکر لے جانے کی ضرورت نہیں ہے میرے ساتھ صرف پانچ سات آدمی کافی ہوں گے۔ لشکر کو آپ اپنے لئے رکھیں۔ القصہ قیسؓ مصر پہنچے اور منبر پر جا کر پہلے وہ خط سُنایا جو امیر المومنینؑ نے اھل مصر کے نام لکھا تھا اور جس میں اتفاق واطاعت ونصیحت تھی۔ پھر ایک نہایت دل نشین خطبہ دیا اور امیر المومنین کی اطاعت کی بیعت لی۔ سب نے بیعت کی اور سارا مصر اور اس کے متعلقہ شہر و بستیاں قیس کے تصرف میں آگئیں اور انہوں نے اپنی طرف سے تمام علاقوں پر عامل و حاکم مقرر کر دئے۔ رہ گیا ایک گاؤں کہ وہاں کے لوگوں پر عثمان کا قتل نہایت گراں گذرا تھا اور اُن کا راہنما ایک شخص یزید بن حارث تھا۔ اُس نے قیس کو کہلا بھیجا کہ ملک تمہارا ہے جہاں چاہو عمال اور حاکم مقرر کرو اور خراج وغیرہ وصول کرو مگر بیعت سے ہمیں فی الحال معاف رکھو۔ تاکہ ہم موجودہ حالات کے انجام کو دیکھ لیں اور اُدھر مسلمہ بن مخلد انصاری طلب خون عثمان پر لوگوں کو دعوت دینے لگا۔ قیس نے اُس کو لکھا کہ ''وائے ہو تجھ پر تُو مجھ سے بغاوت کرتا ہے۔ حالانکہ قسم بخدا کہ میں تیرا قتل نہیں چاہتا۔ گو اس میں مجھ کو مُلک مصر وشام ہاتھ آجائیں۔ پس ناحق اپنے خون کے درپے نہ ہو مسلمہ نے قیس کو جواب میں لکھا کہ ''جب تک تو والی مصر ہے کوئی مخالف حرکت مجھ سے سرزد نہ ہوگی۔''

حضرت قیسؓ نہ صرف فداکار و جان نثار تھے مطیع وفرمانبردار تھے وہ معاویہ اینڈ کمپنی کے توڑ کی سیاسی بصیرت بھی رکھتے تھے؟

راوی نے کہا ہے کہ قیس بڑے دانش مند اور محتاط شخص تھے۔ اُنہوں نے اس گاؤں والوں کو کہلا بھیجا کہ میں بیعت پر تمہیں مجبور نہیں کرتا۔ لہٰذا اُن سے اور مسلمہ بن مخلد انصاری سے اُنہوں نے صلح کر لی اور بلاکسی رکاوٹ کے مصر کے خراج کی وصولی میں مصروف ہو گئے۔ یہ بھی نوٹ کریں کہ قیس کے مصر آنے سے پہلے معاویہ نے عمرو بن العاص کو چند دیگر دانشوروں کے ساتھ مصر روانہ کیا تھا۔ کہ جس طرح ہو سکے محمد بن ابی حذیفہ کو شام لے کر آجائے۔ عمرو عاص نے مصر کے پاس پہنچ کر محمد بن ابی حذیفہ کو پیغام بھیجا کہ میں معاویہ کی بیعت پر پشیمان ہوں۔ علیؑ ہر حیثیت سے اُس سے افضل واعلیٰ ہیں۔ لہٰذا میں معاویہ کی صحبت سے روگردان ہو کر ادھر آیا ہوں کہ تیرے ساتھ مل کر حضرت علیؑ کی امداد واعانت کریں پس بہتر ہے کہ تُو علیحدہ کسی جگہ مجھ سے خفیہ ملاقات کرے تاکہ ہر بات بالمشافہ طے ہو جائے۔ محمد بن ابی حذیفہ آخر ایک مومن تھا اس لئے عمرو بن العاص کے پھندے میں پھنس گیا۔ اور

آتے ہی قید کرلیا گیا۔شام پہنچا تو معاویہ نے طوق و زنجیر پہنا کر جیل میں ڈال دیا۔ چند روز بعد معاویہ کی بیوی نے جو محمد بن ابی حذیفہ کی رشتہ دار تھی کھانے میں سَوھَن (آری یا Hacksaw) چھپا کر بھیج دیا محمد بیڑیاں وغیرہ کاٹ کر فرار ہوگیا مگر کسی محفوظ جگہ پہنچنے سے پہلے ہی مومن ہونے کی وجہ سے گرفتار ہوگیا۔اور شہادت حضرت علی علیہ السلام تک قید میں تھا۔ جنگ جمل کے دوران قیس بدستور گورنر تھے۔ جنگ جمل کی فتح کے بعد بھی وہ مصر کے گورنر تھے۔ جنگ صفین سے پہلے معاویہ نے قیس پر جال ڈالنے کی کوشش کی۔ دھمکیوں اور نصیحت سے لبریز خط لکھا اور وعدہ کیا کہ اگر قیس بیعت کرلے تو اُسے عراق عرب اور عراق عجم کی حکومت تازیست دے دی جائیگی وغیرہ وغیرہ۔قیس نے اس خط کا جواب گول دیا تاکہ اُلٹا معاویہ پر اپنا جال ڈال دے۔مگر معاویہ بھی بڑے حضرت تھے اور جواب میں لکھا کہ:۔''اے قیس میں ایسی باتوں سے فریب میں آنے والا نہیں ہوں جو کچھ میں نے تجھ کو لکھا ہے اگر قبول و منظور ہے تو بہتر ہے میں نے بھی جو وعدے لکھے ہیں اُن کی ایفا کے لئے آمادہ ہوں ورنہ آگاہ رہ کہ میں ملک مصر کو سواروں اور پیادوں سے تجھ پر تنگ کردوں گا۔'' جب قیس یہ سمجھ گئے کہ معاویہ کو دھوکا نہیں دیا جاسکتا تو کُھل کر اپنا اعتقاد و ارادہ لکھا کہ:۔

''تعجب ہے کہ تو مجھ کو ایسے شخص کی اطاعت سے نکلنے کو کہتا ہے کہ جو امر خلافت و امامت کے لئے تمام جہان سے افضل و اعلیٰ ہے اور سب سے زیادہ کلمہ حق کے قائل اور راہ راست کے ھادی اور سب کی نسبت حضرت رسوؐل خدا سے قرابتِ قریبہ رکھتے ہیں۔اور تُو اپنی اطاعت کی طرف بلاتا ہے۔ حالانکہ اطاعت کے معاملہ میں تُو سب سے زیادہ دُور اور محض گمراہی و ضلالت میں مبتلا ہے۔ جو لوگ تیرے ساتھ ہیں وہ سب گمراہ ہیں اور خلقت کو گمراہ کرنے والے طاغوت و ابلیس ہیں۔اور سواروں اور پیادوں سے مصر کو بھردوں گا۔لہٰذا اس میں شک نہیں کہ اگر میں رکاوٹ ثابت نہ ہوں تو تو سب کچھ کرنے والا ہے۔ بہرحال اس خط سے معاویہ مایوس ہوگیا۔مگر چونکہ وہ قیس سے خوف زدہ تھا۔اس لئے اُس نے مصنوعی خطوط تیار کرکے اھلِ شام میں مشہور کردیا کہ قیس نے میرے ساتھ صلح کرلی ہے اور اب وہ ہمارا آدمی ہے۔یہی شہرت کوفہ تک پہنچی اور وہی بے بصیرت صحابی قیس کے خلاف حضرت علی علیہ السلام کے کان بھرنے لگے۔

قیس کی تحریر سے فداکارانِ مرتضویؑ کو سازش کرنے کا موقع مل ہی گیا

''اتفاق سے اُن ہی ایام میں قیس رضی اللہ عنہ کا ایک خط پہنچا اُس میں اُنہوں نے مذکورہ بالا گاؤں کا یعنی عثمان کے طرفداروں کا ذکر کردیا اور اُن کو ہموار کرنے کے لئے جو صلح کر رکھی تھی اُسے بھی بیان کردیا۔قیس کو معلوم تھا کہ حضرت علیؑ بیعت نہ کرنے والوں پر جبر کے قائل نہیں ہیں اور مدینہ میں بڑے بڑے کئی صحابی ایسے تھے جنہوں نے بیعت نہیں کی تھی اور پُرامن زندگی گذار رہے تھے۔مگر یہاں یارانِ مرتضویؑ نے اس خط کو فتنہ پردازی کا ذریعہ بنالیا اور حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ آپؑ قیس کو لکھیں کہ وہ اُن گاؤں والوں سے بیعت لے۔ بیعت کا انکار کریں تو اُن سے جنگ کرے۔اِس کے بعد معلوم ہوجائے گا کہ قیس پُرخلوص ہے یا معاویہ سے ساز باز رکھتا ہے۔اگر اُس نے آپؑ کے حکم کی تعمیل نہ کی تو معاویہ سے سازش ثابت ہوجائے گی۔ چنانچہ حضرت قیسؓ کو اپنی پسند کا خط لکھوا دیا گیا۔قیس اپنی دانشوری اور بصیرت کو ترک کرنے والے نہ تھے انہوں نے جواب میں لکھا کہ:۔''یا امیرالمومنین تعجب ہے کہ آپ مجھے اُن لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیتے ہیں جو خاموشی سے ایک طرف بیٹھے ہوئے ہیں اور فتنہ و فساد سے کچھ سروکار نہیں رکھتے۔ مصلحت یہ ہے کہ حضورؐ اس معاملے میں میری (یعنی اپنی) رائے پر عمل کریں اور اُن کے حال سے تعرض نہ فرمائیں۔''

جب قیس کا یہ جواب کوفہ میں پہنچا تو عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ یا امیرالمومنینؑ ''آپ قیس کو معزول کرکے محمد بن ابی بکر کو اُس کی جگہ مقرر فرمادیں۔قسم بخدا

میں نے سُنا ہے کہ قیس کہتا ہے (اور ہم لکھ چکے ہیں۔احسن) کہ اگر محمد بن مسلمہ کے قتل میں مجھکو ملک مصر وشام بھی ہاتھ آئے تو مجھ کو منظور نہیں ہے۔''

یہ عبداللہ بن جعفر اور محمد بن ابی بکر برادرانِ اخیافی تھے یعنی دونوں کی ماں یعنی اسما بنت عمیس ایک ہی تھی۔اس لئے عبداللہ بن جعفر کی دلی آرزو تھی کہ اس کا بھائی محمد بن ابی بکر مصر کی سلطنت پر فائز ہو۔چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے قیس کی جگہ محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر بنا کر بھیج دیا۔

یاران بے بصیرت کی سازش پوشیدہ نہ رہ سکی، محمد باقر مجلسی

یہ ہوگیا۔ہونا تھا۔مگر علامہ محمد باقر مجلسی نے بحارالانوار میں یہ سب کچھ لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ میں نے بعض کتب میں دیکھا ہے کہ قیس کی معزولی حضرت امیرالمومنین کے ارادے اور اختیار سے عمل میں نہیں آئی تھی بلکہ اس امر میں بھی اصحاب نے غلبہ کیا اور مثلِ قضیہ تحکیم حضرت کو مجبور و مضطر کیا اور یہی اقرب بصواب معلوم ہوتا ہے۔ بہر حال ہم فدا کاران مرتضویؑ کی بے بصیرتی پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔یہی لوگ تھے جنہوں نے سیاسی میدان میں حضور علیہ السلام کو ناکام کیا تھا۔

قیسؓ معزول ہونے کے بعد بھی فدا کار و جانثار و صاحب بصیرت رہتے رہے

حضرت قیس معزول ہو کر پہلے مدینہ گئے تاکہ وہاں کے لوگوں کو اپنی وفا پرستی کا یقین دلائیں۔چنانچہ وہاں حسان بن ثابت طعنہ زنی کے لئے آئے اور کہا کہ تُو نے عثمان کو قتل کیا اور علیؑ نے تجھ سے حکومت چھین لی۔وہ گناہ تیری گردن پر رہا اور فائدہ کچھ نہ ہوا۔قیس نے اُسے جھڑک دیا اور کہا کہ اَے آنکھوں اور دل کے اندھے میرے سامنے سے دور ہوجا قسم بخدا اگر مجھ کو اپنے اور تیرے قبیلے کے اندر جنگ ہوجانے کا خوف نہ ہوتا تو میں اسی وقت تیری گردن ماردیتا۔مروان بن حکم نے بھی اسی قسم کی باتیں کیں مگر قیس نے سب کو ڈانٹ دیا اور سہل بن حنیف انصاری کو ساتھ لے کر کوفہ میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی اور مصر کے تمام حالات بیان کئے۔حضرت نے تصدیق کی اور قیس اور سہل دونوں جنگ صفین میں حضورؑ کی رکاب کے تھامنے والے۔قیس ایک قدآور اور شجاع اور آزمودہ کار سردار تھے۔اور زندگی بھر حضرت علی اور اولاد علی علیہم السلام کے وفادار و جان نثار رہے۔

محمد بن ابی بکر اور مصر میں اُن کی کارگردگی

محمد نے مصر میں ایک مہینہ بھی نہ گذارا تھا کہ عثمان کے خیرخواہوں کو بیعت کا نوٹس دے دیا کہ یا تو بیعت اختیار کرو ورنہ اس ملک سے نکل جاؤ۔ اُنہوں نے وہی پہلا جواب دیا کہ ہمیں کچھ دن اسی طرح رہنے دو ہم دیکھتے ہیں انجام کار کیا ہوتا ہے۔محمد بن ابی بکر کی طرف سے اصرار تھا۔اور اُدھر سے انکار ہو رہا تھا۔کہ اسی دوران جنگ صفین پیش آگئی۔جنگ کے بعد گاؤں والوں نے محمد بن ابی بکر سے ڈرنا چھوڑ دیا اور جنگ کے لئے باہر نکل آئے اور محمد بن ابی بکر کی طرف سے جنگ کے لئے بھیجے ہوئے تین اشخاص کو مار ڈالا اور معاویہ بن خدیج نے کھل کر خون عثمان کے انتقام کی دعوت شروع کردی۔اب کوفہ کے ہمدردان مرتضوی کو یقین ہوا کہ مصر میں کوئی پختہ کار و تجربہ کار گورنر جانا چاہئے۔دو اشخاص پر نظریں ٹھہرتی تھیں مالک اشتر اور قیس۔حضرت قیس کو حضرت علی علیہ السلام تا اختتام مسئلہ تحکیم فوجوں پر متعین رکھنا چاہتے تھے۔اور بعد ازاں انہیں حکومت آذربائجان کے لئے متعین کر رکھا تھا۔لہٰذا حضورؑ نے مالکِ اشتر کو روانہ کیا تھا اور اس روانگی کی اطلاع معاویہ کو مل گئی تھی چنانچہ ہم نے مہمانی اور زہر خورانی کا حال لکھدیا ہے۔مالک اشتر کے شہید ہوجانے کے بعد معاویہ نے عمرو بن العاص کو مصر پر حملے کے لئے روانہ کیا اور وہاں جنگ شروع ہوتی ہے۔اور مصر کے فتح ہونے اور محمد بن ابی بکر کے شہید ہونے کا بیان

ہے ہم حضرت علی علیہ السلام کی سوانح عمری سے چند جملے لکھ کر اس تشریح کو ختم کرتے ہیں لکھا گیا ہے کہ:۔

''یہاں مصر کا یہ حال ہے کہ عمرو بن العاص نے کنانہ کے قتل ہونے کے بعد محمد بن ابی بکر سے مقابلہ شروع کر دیا۔ جنگ چھڑی۔ محمد کے ساتھ والے (جو دو ہزار تھے) اُن کو چھوڑ کر چل دئے کوفہ سے ابھی تک مدد نہیں پہنچی تھی۔ دمشق کا لشکر پوری طاقت سے دباؤ ڈالتا ہوا چلا آرہا ہے۔ محمد کب تک اکیلے مقابلہ کریں خستہ اور زخم خوردہ ہو کر (بقول مورخین) راستہ کے ایک خرابہ میں (ایک غیر آباد مکان میں) دم لینے کو بیٹھ گئے۔ عمرو عاص نے اُن کی لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ معاویہ بن خدیج محمد بن ابی بکر کی جستجو میں نکلا۔ راستے میں لوگوں سے پوچھتا جاتا تھا کہ ادھر سے کوئی گذرا ہے؟ ایک شخص نے کہہ دیا کہ ہاں اس خرابہ میں ایک شخص بیٹھا ہوا ہے۔ محمد کو گرفتار کیا گیا یہ اس وقت بہت پیاسے ہیں اور بقول سبط ابن جوزی روزے سے ہیں۔ محمد بن ابی بکر کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر بھی عمرو عاص کے لشکر میں موجود ہیں انہوں نے کہا تجھے قسم ہے میرا بھائی یوں مجبوری اور بے بسی کے عالم میں قتل نہ کیا جائے۔ تم معاویہ بن خدیج کو پیغام بھیجو۔ معاویہ بن خدیج نے یہ سفارش منظور نہ کی۔ محمد بن ابی بکر نے پانی مانگا (یعنی روزہ دار ہونا غلط نکلا) معاویہ بن خدیج نے جواب دیا کہ اگر میں تمہیں ایک قطرہ بھی پانی پلا دوں تو خدا مجھے کبھی سیراب نہ کریگا۔ تم لوگوں نے عثمان پر پانی بند کیا اور اُنکو پیاسا قتل کیا۔ ابوبکر کے بیٹے میں تم کو یُوں ہی پیاسا قتل کرونگا۔ اور خدا تمہیں حمیم اور غسلین سے جہنم میں سیراب کریگا۔ محمد بن ابی بکر نے کہا کہ اَے یہودی جولاھن کے بیٹے قیامت کا دن نہ تیرے قبضے میں ہے نہ عثمان کے۔ اُس دن کا مالک اللہ ہے جو اپنے دوستوں کو سیراب کرے گا۔ اور دشمنوں کو پیاسا رکھے گا اور دشمن خدا تُو ہے تیرے ساتھ والے ہیں اور جن کا تُو دوست اور جو تیرے دوست ہیں۔ خدا کی قسم اگر میری تلوار میرے قبضے میں ہوتی تو تُو مجھ پر اتنا قابو نہ پا سکتا۔'' وغیرہ وغیرہ

یہی حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:۔ ''اگر ھاشم بن عتبہ مصر کا گورنر ہوتا تو وہ <u>میدان نہ چھوڑتا اور تلوار اُس کے ہاتھ میں ہوتی</u>'' یعنی حضورؑ نے میدان چھوڑنے اور تلوار ہاتھ میں نہ رکھنے کی مذمت فرمائی ہے اب محمد بن ابی بکر خود بے تلوار ہونے پر پشیمان ہیں۔ بہرحال ہم بھی حضرت علی علیہ السلام کی پیروی میں محمد بن ابی بکر پر رحم کی دعا کرتے ہیں۔ یہ حوالہ کتاب ''نفسِ رسول جلد چہارم صفحہ 320 اصلاح کھجوہ) کا تھا۔

یہ بھی نوٹ کر لیں کہ اھل خلاف نے حضرت علی علیہ السلام کو سیاست سے (معاذ اللہ) جاھل لکھا ہے۔ حالانکہ اُن کے خطبات و خطوط سے ثابت ہے کہ معاویہ اور اُن کے بزرگ عمر بن خطاب تک سیاست کے میدان میں طفل مکتب تھے۔ اور اُنہیں اپنی تمام پالیسیوں میں حضرت علی علیہ السلام نے شکست دی۔ اُنہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مختلف و متضاد بحثوں میں اُلجھنے پر مجبور کر دیا۔ سینکڑوں فرقوں میں منتشر کر دیا۔ اُن کی تیار کردہ تاریخ کو بھی بکواس بنا دیا اور آخر اُن کی حکومت کو تباہ و برباد کر دیا۔ اور آج اُن کا مذہب مذاق بن کر رہ گیا ہے۔ لیکن وہ تمام مقامات جن کو سامنے رکھ کر اھل خلاف نے حضرت علی علیہ السلام کو سیاست میں جاھل قرار دیا ہے وہ تمام مقامات حضرت علی علیہ السلام کے صحابہ اور ساتھیوں کی بے بصیرتی۔ نافرمانی۔ تنگ نظری اور اپنے امامؑ سے اختلاف کی وجہ سے وقوع میں آئے ہیں۔ اور یہ بات بھی حضرت علی علیہ السلام نے واضح کر دی ہے کہ اُن کے ساتھیوں کی حرکات کی بنا پر مخالفین نے کہی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضورؑ آخر ان لوگوں سے دل تنگ ہوئے اور اُن سے جُدائی کی دعائیں کرتے رہے۔ لہٰذا قارئین کو چاہئے کہ اپنی بصیرت میں ترقی کریں۔

(نمبر36) خط اِلٰی اَخِیْہِ عَقِیْلِ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فِیْ ذِکْرِ جَیْشٍ اَنْفَذَہٗ اِلٰی بَعْضِ الْاَعْدَاءِ وَھُوَ جَوَابُ کِتَابٍ کَتَبَہٗ اِلَیْہِ عَقِیْلٌ:

اپنے بھائی عقیل ابن ابی طالبؑ کے جواب میں دشمن سے مقابلہ کرنے والی ایک فوج کا ذکر فرمایا ہے 2۔جس انداز سے عقیل نے قریش کا ذکر کیا ہے اُسے ناپسند کرتے ہوئے ایسے ذکر سے منع کیا ہے 3۔عقیل ان جنگوں سے مطمئن نہ تھے جو حضرت علی علیہ السلام نے قریش سے کیں 4۔عقیل کو چند ایسی آیتیں بتائی ہیں جو ساری دنیا کو معلوم تھیں 5۔عقیل کی بھائی سے لاتعلقی ثابت ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

فَسَرَّحۡتُ اِلَیۡہِ جَیۡشًا کَثِیۡفًا مِّنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ؛	1	میں نے اُس کی طرف ایک زبردست فوج مسلمانوں کی بھیجی تھی؛
فَلَمَّا بَلَغَہٗ ذٰلِکَ شَمَّرَ ھَارِبًا وَنَکَصَ نَادِمًا ؛	2	جب اُسے اُس فوج کی خبر ملی تو اُس نے فرار کر جانا طے کرلیا اور نادم ہوکر پلٹ گیا؛
فَلَحِقُوۡہُ بِبَعۡضِ الطَّرِیۡقِ وَقَدۡ طَفَّلَتِ الشَّمۡسُ لِلۡاِیَابِ ؛	3	چنانچہ ہماری فوج ایک راستے سے سورج غروب ہونے سے پہلے ہی اُس کی فوج پر جا پڑی؛
فَاقۡتَتَلُوۡا شَیۡئًا کَلَا وَلَا ؛	4	اور وہاں آپس میں نہ ہونے کے برابر جنگ ہوئی؛
فَمَا کَانَ اِلَّا کَمَوۡقِفِ سَاعَۃٍ حَتّٰی نَجَا جَرِیۡضًا بَعۡدَ مَا اُخِذَمِنۡہُ بِالۡمُخَنَّقِ ؛	5	وہاں بھی وہ گھڑی بھر کے لئے جم کر لڑا ہوگا کہ آخر بھاگ کر جان بچالے گیا اور یہ اس حالت میں کہ اس کی گردن ہماری فوج کے ہاتھ میں آنے والی ہی تھی؛
وَلَمۡ یَبۡقَ مِنۡہُ غَیۡرُ الرَّمَقِ فَلَاۡیًا بِلَاۡیٍ مَانَجَا ؛	6	اور جب کہ اس میں زندگی کی رمق کے علاوہ یا چند سانسوں کے سوا کچھ باقی نہ رہا تھا بہرحال جس طرح ہوسکا وہ بچ نکلا۔
فَدَعۡ عَنۡکَ قُرَیۡشًا وَّ تَرۡکَاضَھُمۡ فِی الضَّلَالِ وَتَجۡوَالَھُمۡ فِی الشِّقَاقِ وَجِمَاحَھُمۡ فِی التِّیۡہِ ؛	7	تم قریش کی بابت یہ راگ الاپنا بند کردو اس لئے کہ وہ گمراہی میں دوڑ (Race) لگانے اور سرکشی میں بڑھ جانے اور فرقہ واریت اور تباہی پھیلانے میں ہنر دکھارہے ہیں؛
فَاِنَّھُمۡ قَدۡ اَجۡمَعُوۡا عَلٰی حَرۡبِیۡ کَاِجۡمَاعِھِمۡ عَلٰی حَرۡبِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ قَبۡلِیۡ فَجَزَتۡ قُرَیۡشًا عَنِّی الۡجَوَازِیۡ ؛	8	حقیقت تو یہ ہے کہ انہوں نے میرے ساتھ جنگ جاری رکھنے میں اسی طرح کا اجماع کرلیا ہے۔جیسا اجماع انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے خلاف مجھ سے پہلے کیا تھا چنانچہ قریش کو میرے ساتھ بدسلوکی کرنے و جنگ کرنے کی سزا کا ملنا ہر طرح جائز ہے؛
فَقَدۡ قَطَعُوۡا رَحِمِیۡ ؛	9	بلاشبہ قریش نے میرے رحمی بزرگی کو میرے معاملے میں منقطع کر دیا ہے؛
وَسَلَبُوۡنِیۡ سُلۡطَانَ ابۡنَ اُمِّیۡ ؛	10	اور میرے ماںؑ جائے کی حکومت مجھ سے علیحدہ کرلی ہے؛
وَاَمَّا مَاسَاَلۡتَ عَنۡہُ مِنۡ رَّاۡیِیۡ فِی الۡقِتَالِ ؛	11	اور رہ گیا تمہارا یہ سوال کرنا کہ میں قریش سے جہاد کو جائز رکھنے میں کیا رائے رکھتا ہوں؟
فَاِنَّ رَاۡیِیۡ قِتَالُ الۡمُحِلِّیۡنَ حَتّٰی اَلۡقَی اللّٰہَ ؛	12	تو سنو کہ آخری سانس تک میری رائے یہی رہے گی کہ حرام کو حلال کرنے والوں سے جہاد کرنا لازم ہے؛
لَایَزِیۡدُنِیۡ کَثۡرَۃُ النَّاسِ حَوۡلِیۡ عِزَّۃً ؛	13	مجھے اپنے چاروں طرف مددگار لوگوں کی کثرت دیکھ کر عزت اور ہمت کا احساس نہیں ہوتا۔

وَّلَاتفرُّقُھُم عَنِّیٓ وَحشَۃً ؛	14	اور نہ ہی طرفداروں کے بکھر جانے سے مجھے کوئی گھبراہٹ وخطرہ محسوس ہوتا ہے؛
وَلَا تَحسَبَنَّ ابنَ اَبِیکَ ؛ وَلَوْاَسلَمَہُ النَّاسُ . مُتَضرِّعًا مُتَخشِّعًا ؛	15	اور دیکھو تم اپنے باپ کے بیٹے کے متعلق یہ حساب کبھی نہ لگا بیٹھنا کہ وہ کسی حالت میں بے ہمت و ہراساں ہوسکتا ہے؛ یا کمزوری دکھا کر ذلت قبول کرلے گا؛
وَّلَامُقِرًّالِّلضَّیمِ وَاھِنًا ؛	16	اور نہ ہی وہ انتقامی کاروائی میں سستی دکھا سکتا ہے؛
وَلَاسَلِسَ الزِّمَامِ لِلْقَائِدِ ؛	17	اور نہ یہ کہ کسی لگام کھینچنے والے کے ہاتھ میں اپنی لگام پکڑا دے گا؛
وَلَا وَطِیَٔ الظَّھرِ لِلرَّاکِبِ الْمُقْتَعِدِ ؛	18	اور نہ ہی وہ کسی سواری کرنے والے کیلئے سوار ہوجانے کیلئے اپنی کمر پیش کردے گا؛
وَلٰکِنَّہُ کَمَا قَالَ اَخُوْ بَنِیْ سَلِیمٍ :	19	بلکہ علیؑ تو ایسا ہے جیسا کہ قبیلہ بنی سلیم کے (عباس ابن مرداس سلمی) شاعر نے کہا تھا،
فَاِنْ تَسَالِینِیْ کَیفَ اَنتَ ؟	20	کہ چنانچہ اگر تم میرا حال اور مزاج دریافت کرنا چاہتی ہو تو سنو کہ:
فَاِنَّنِیْ صَبُوْرٌ عَلٰی رَیبِ الزَّمَانِ صَلِیبٌ ؛	21	''میں زمانہ کے الٹ پھیر اور سختیوں کو جھیلنے کے لئے بہت مضبوط ہوں،
یَعِزُّ عَلَیَّ اَنْ تُرٰی بِیْ کَآبَۃٌ ؛	22	مجھے ہرگز گوارا نہیں ہے کہ مجھ میں کسی کو غم واندوہ کی جھلک نظر آئے، اور
فَیَشْمَتَ عَادٍ اَوْیُسَآءَ حَبِیبٍ ۔	23	اسطرح مجھے دیکھنے والے میرے دشمن خوشی منائیں اور میرے چاہنے والوں کو دکھ ہو''

تشریح:۔ یہاں یہ خط حضرت عقیل علیہ السلام کو زیرِ تنقید لاتا ہے۔ اور ہمیں ہر اُس شخص سے ہمدردی نہیں ہوسکتی جو کسی معصوم امامؑ کے خلاف عموماً اور حضرت علیؑ کے خلاف خصوصاً تصورات رکھتا ہوا ملے۔ ہم جانتے ہیں کہ قریش نے اپنی تواریخ واحادیث میں کوشش کی ہے کہ آئمہ علیہ السلام میں اور دوستداران محمدؐ وآل محمد علیہم السلام میں نظریاتی اور مذہبی اختلاف دکھایا جائے۔ چنانچہ ایسے تمام اختلافات کو الزامات اور تہمتیں کہہ کر رد کردیتے ہیں۔ لیکن جہاں خود معصومؑ بیانات اور الفاظ میں اختلاف دکھایا جائے وہاں ہم مذمت کے سوا اور کوئی راہ اختیار نہیں کرسکتے۔ چنانچہ یہ خط (36) جناب عقیل کیلئے کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں کہتا کہ ہم اُن کی طرفداری کی راہ نکال سکیں پورا خط کسی نہ کسی طرح اُنکی مذمت کرتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے جناب عقیل معصوم نہیں ہیں۔ مگر حقیقی بھائی ہوتے ہوئے کم از کم انہیں ایسا تو ہونا چاہئے جیسے ہم ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کے متعلق عقائد میں تقریباً قریش کی صف میں کھڑے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام پر وہی اعتراضات کررہے ہیں جو قریش کرتے تھے۔ اُنہیں عہد رسولؐ کی تعلیمات نے اتنا بھی سبق نہ دیا کہ وہ قریش کے مقابلے میں حضرت علی علیہ السلام کو حق بجانب سمجھتے۔ وہ کھُل کر حضرت علی علیہ السلام کے جنگ کرنے پر معترض ہیں اور قریش کے جنگ کرنے پر حضرت علی علیہ السلام کی رائے اور دلیل طلب کرتے ہیں۔ اُنکو خود معلوم نہیں ہے کہ انہیں بتانا پڑتا ہے کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی حکومت غصب کی ہے۔ اور حضرت علی علیہ السلام کی وہ منزلت ختم کردی ہے جو اللہ نے انہیں مہاجروں اور انصار اور تمام مومنین پر رحمی رشتے کی بنا پر عطا کی تھی (احزاب 33/6)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عقیل کو وہ آیات معلوم ہی نہیں ہیں جو حضرت علیؑ کی شان میں اور قریش کی مذمت میں نازل ہوئی تھیں۔ اسی لئے انہیں قریش کی گمراہی پر مطلع کرنا پڑا ہے اور قریش کے حق میں بیانات دینے سے منع کیا ہے۔ حد ہوگئی کہ عقیل کو یہ بھی بتانا پڑا ہے کہ قریش نے رسولؐ کے خلاف جنگی محاذ بنایا تھا۔ عقیل حضرت علی علیہ السلام کی عادات واطوار واخلاق سے بھی ناواقف اور کورے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عقیل کہیں دوستداروں اور فداکاروں میں نظر نہیں آتے اور یہی چیز یقین دلاتی ہے کہ عقیل معاویہ سے دولت دنیا لینے کیلئے پہنچے ہوں گے۔ اُنکی لاتعلقی پر حضرت علی علیہ السلام کا وہ شعر عین گواہ ہے جو بنو سلیم کے شاعر عباس کی طرف لکھا گیا ہے۔ عقیل میں وہ تمام صفات غائب ہیں جو بھائی ہونے کیلئے ضروری ہیں۔

(نمبر 37) خط اِلٰی مُعَاوِیَۃَ: معاویہ کے نام

عثمان کو بے یار و مددگار چھوڑنے اور عثمان کی آڑ میں خود اپنے اقتدار کی راہ نکالنے پر طنز فرمایا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

فَسُبۡحَانَ اللّٰہِ !! مَااَشَدَّ لُزُوۡمَکَ لِلۡاَھۡوَاءِ الۡمُبۡتَدَعَۃِ ؛	1	اِس حرکت پر سبحان اللہ کہنا ہی کافی ہے کہ تم نے کتنی شدت کے ساتھ خود ساختہ مصلحتوں کو اپنے اوپر لازم وواجب کرلیا ہے؛
وَالۡحَیۡرَۃِ الۡمُتۡعِبَۃِ مَعَ تَضۡیِیۡعِ الۡحَقَائِقِ ؛	2	اور حقائق کو تباہ کرنیکے ساتھ ساتھ تم کس بری طرح اپنی حیرانیوں میں اُلجھے ہوئے ہو؛
وَاطِّرَاحِ الۡوَثَائِقِ ، الَّتِیۡ ھِیَ لِلّٰہِ طِلۡبَۃٌ ؛	3	اور تم نے اُن قابل اعتماد دلائل کو اُٹھا کر الگ رکھ دیا ہے جو کہ اللہ کو مطلوب ہیں؛
وَعَلٰی عِبَادِہٖ حُجَّۃٌ .	4	اور اُس کے بندوں پر حجت ہیں۔
فَاَمَّا اِکۡثَارُکَ الۡحِجَاجَ فِیۡ عُثۡمَانَ وَقَتَلَتِہٖ ؛	5	رہ گیا تمہارا عثمان کے اور اس کے قاتلوں کے سلسلے میں حجتوں کا کثرت سے پیش کرنا؛
فَاِنَّکَ اِنَّمَا نَصَرۡتَ عُثۡمَانَ حَیۡثُ کَانَ النَّصۡرُلَکَ	6	تو اس کی حقیقت اتنی سی ہے کہ تم نے عثمان کی نصرت کی آڑ میں خود اپنی نصرت کی ہے؛
وَخَذَلۡتَہٗ حَیۡثُ کَانَ النَّصۡرُلَہٗ . وَالسَّلَامُ ۔	7	اور جب عثمان کو مدد کی ضرورت تھی تو تم نے اُسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا۔

تشریح:۔ اِس خط کو اگر آپ غور سے پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ حضرت علی علیہ السلام معاویہ کو اُس کی سیاسی بصیرت اور چالاک انتظام پر داد دے رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ میرے سوا تیرے اقدامات اور پالیسی کو اور کوئی نہیں سمجھتا۔ اور معاویہ بھی جانتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نہ صرف معاویہ کے سارے گورکھ دھندے کو سمجھتے ہیں بلکہ اُس کی تمام چالاکیوں اور فریب سازیوں کا ثبوت بھی رکھتے ہیں۔ بہرحال معاویہ کی جھوٹی اور فریب کارانہ اختراعات پر سبحان اللہ ہے یعنی داد دیئے بغیر چارہ ہی نہیں ہے۔ اور وہ اختراعات اور ایجادات یا بدعتیں یہ ہیں کہ اُس نے ایک نتیجہ کو کئی ایک جھوٹی فروعات پر محمول کر لیا ہے۔ یعنی چونکہ حضرت علی علیہ السلام خلیفہ ہوگئے لہٰذا پہلے خلیفہ کو انہوں نے قتل کرایا تھا۔ اُن کا خلیفہ بن جانا گویا ثبوت ہے عثمان کو راہ سے ہٹانے کا۔ یعنی وہ سب کچھ جو مدینہ کے صحابہ اور بیرون جات کے مسلمانوں نے کیا اُس کی تحریکات حضرت علیؑ نے فراہم کیں یا پیدا کیں اور اس کا ثبوت ہے حضرت علی علیہ السلام کا بے پناہ دانشور اور منصوبہ ساز ہونا۔ اُن پر کسی کا شک وشبہ نہ ہونے کا ثبوت ہے حضرت علیؑ کا محترم اور پارسا ہونا۔ اور تمام بلوائیوں اور قتل میں شریک ہونے والوں کا علیؑ کی پناہ اور طرفداری میں رہنا ثبوت ہے علیؑ کے قاتلانِ عثمان کے سرپرست ہونے کا۔ اور قاتلوں کو سپرد نہ کرنا ثبوت ہے عثمان کو قتل کرانے کی سازش کا۔ یُوں معاویہ نے جو جال بُنا تھا وہ حضرت علی علیہ السلام کے سوا کسی اور کے سائز کا نہ تھا۔ پھر بعض صحابہ کا بیعت نہ کرنا ثبوت ہے علیؑ کی خلافت کے مشکوک ہونے کا اور بعض صحابہ اور حضرت عائشہ کا تلوار بکف میدان میں آنا ثبوت ہے دبے دبائے خلافت کی بیعت کرنے کا۔ اور علیؑ کے بہائے ہوئے دھارے میں بہہ جانے کا۔ یہ سب کچھ معاویہ نے اس خوبصورتی سے ایجاد کیا تھا کہ لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جان دے دی اور معاویہ کو سچا سمجھا۔ کٹی ہوئی حضرت نائلہ کی انگلیاں خون سے رنگین قمیض اور پیسے کے بدلے میں ماتم کرنے والے حضرت علیؑ کے خلاف غیظ وغضب کو بھڑکانے اور تازہ رکھنے میں مددگار۔ جھوٹی قسمیں کھا کر شہادتیں دینے والے ہر طرف موجود۔ فوجوں کو تنخواہ اور وظائف کی ضرورت سرداروں کو مختلف عہدوں کے وعدوں کو پورا کرنے کی آس۔ یہ سامان تھا جسے ایک ہی جملے میں بلکہ دو ہی الفاظ ''لِلۡاَھۡوَاءِ الۡمُبۡتَدَعَۃِ'' میں سمو کر رکھ دیا ہے۔ پھر معاویہ کی

بڑی ضرورت تو یہ ہے کہ وہ حضرت علیؑ سے تینوں خلفاء اور قریش والی حکومت وخلافت واپس لے مگر اس کی سب سے چھوٹی ضرورت تھی مصر کی گورنری پر بحال رہنا اور معزولی کے حکم کو تبدیل یا کینسل کرانا۔ اُس نے چھوٹی ضرورت کو عثمان کے انتظام کا دعویٰ کرتے ہی پورا کرلیا اور شام کی افرادی و مالی قوت کو قاتلین عثمان کو طاقت کے ذریعہ حاصل کرنے میں استعمال کرنا جائز قرار دیا۔ جنگ ہوئی تو جنگ کو قرآنی فیصلے کا بہانہ بنا دیا۔ اور ثالثین سے علیؑ کی معزولی کا جُملہ کہلوا دیا۔ یوں خلافت واپس آ گئی اور اُسے مستحکم کرنے کے لئے مرتضویؑ قوت کو انتشار و اختلاف کی بھٹی میں جھونک دیا۔ خارجی پیدا کر کے علیؑ کے فدا کاروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور خارجیوں ہی سے حضرت علیؑ کو موت کے گھاٹ اُتروا دیا۔ اور حضرت امام حسن علیہ السلام سے صلح کر کے خلافت کا دروازہ خاندانِ رسولؐ پر بند کر دیا۔ اور یوں اہلسنت والجماعت کی پشت پناہی سے کاروبار حکومت چلانے لگا۔

معاویہ نے حضرت عثمان کی مدد کیوں نہ کی اور حضرت عثمان کی مدد کے بجائے اپنی مدد کرتا اور کامیاب ہوتا رہا

یہ ایک بڑے مزے کا سوال ہے اور اس کا جواب اس سوال سے بھی زیادہ لذیذ تر ہے۔ یہ آپ دیکھتے رہے ہیں کہ معاویہ چھوٹی چھوٹی اسکیمیں نہ بناتا تھا وہ روز کی مدد پہنچانے کا قائل نہ تھا۔ وہ مدد کا جھگڑا ہی ختم کر دینا چاہتا تھا مگر اس میں حضرت عثمان کو انتقال اقتدار کی بُو آ گئی۔

حضرت عثمان نے معایہ کی دو تجویزیں ٹھکرا کر یہ ثبوت دے دیا تھا کہ حضرت عثمان حضرت عمر کی پالیسی کے خلاف جانا چاہتا ہے معاویہ مجبور ہو گیا

قارئین نے پہلے بھی کہیں پڑھا ہے اب دوبارہ سنئے کہ جب معاویہ عثمان سے آخری بار ملا ہے تو مدینہ اور گرد و نواح کے لوگ عثمان کیخلاف کھلی کارروائیاں کر رہے تھے اور حضرت عثمان کو اُسوقت بھی مدد کی ضرورت تھی لہٰذا معاویہ نے تجویز کیا کہ شام سے ایک زبردست فوج ایک سخت کار سردار کی ماتحتی میں مدینہ بھیج دے اس فوج اور سردار کی موجودگی میں کسی مدد کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔ حضرت عثمان نے خیال ہی خیال میں خود کو فوج اور سردار کے ہاتھوں میں بے دست و پا دیکھا اور تجویز ماننے سے انکار کر دیا۔ معاویہ نے دوسری تجویز یہ کی کہ حضرت عثمان مدینہ چھوڑ کر شام چلیں وہاں یہ مدینہ کے سازشی لوگ اثر انداز نہ ہوسکیں گے۔ اس تجویز میں حضرت عثمان نے خود کو ایک کٹھ پتلی حکمران دیکھا اور انکار کر دیا یہ دونوں تجویزیں دراصل معاویہ کیطرف انتقال اقتدار کا پتا دیتی تھیں اور ہزاروں دقتوں اور مصائب سے بچانے والی تھیں۔ مگر حضرت عثمان نے ٹھکرا دیں۔ اب بتایئے کہ معاویہ آئندہ کیوں اور کیا مدد کرے؟ آپ کو یاد ہوگا کہ حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ کے جواب میں لکھا تھا کہ بتاؤ ہم دونوں میں سے کون شخص عثمان کا ہمدرد تھا؟ میں نے مدد کا وعدہ کیا اور حضرت عثمان نے مدد کرنے سے روک دیا۔ تو نے مدد کا وعدہ کیا اور مدد طلب کرنے پر مدد نہ کی (خط) معاویہ حضرت علی علیہ السلام (کو) مندرجہ بالا دو تجویزوں والا جواب دے سکتا تھا اور حضورؑ نے غالباً یہ مدد کا قصہ لکھ کر معاویہ سے وہی جواب چاہا تھا۔ مگر واقعہ کے مشہور ہونے کے باوجود معاویہ نے وہ جواب نہ دیا۔ اسلئے کہ اُس جواب سے حضرات ابوبکر و عمر اور معاویہ کی پالیسی کھل جاتی اور معاویہ پر انتقال اقتدار کی کوشش کا جرم ثابت ہو جاتا ہے۔

معاویہ نے تمام قریشی لیڈروں کے سروں میں یہ انتقال اقتدار کی اسکیم پہنچا دی تھی لہٰذا حضرت عثمان کی مدد سے یہ اسکیم کمزور ہو جاتی

اور اب بھی لیڈر حضرات جانتے ہیں کہ اگر حضرت عثمان قتل ہو جائے اور خلافت علیؑ کو پہنچ جائے تو انتقال اقتدار کی راہ نکل جائے گی۔ لہٰذا سب نے مل کر کوشش کی تھی۔ اس راز کو جناب ڈاکٹر طٰہٰ حسین لاشعوری طور پر کھول دیتے ہیں۔ وہ یہ عنوان قائم کرتے ہیں کہ:۔ ''ایک جواب طلب سوال'' اس عنوان کی ذیل میں ڈاکٹر صاحب بڑے مزے کے سوالات کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ آپ ہمارے قلم سے کہیں پہلے پڑھ چکے اب دوبارہ سنئے لکھا ہے کہ:۔

۔''اس مقام پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے جس کا قُدماء نے کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا۔ بلکہ اکثر بزرگوں نے تو اس کا جواب دینے کی کوشش ہی نہیں کی ہے۔ لیکن بایں ہمہ ہمیں اس سوال کا کوئی جواب تلاش کرنا ہی پڑے گا۔ سوال یہ ہے کہ حضرت عثمان کے عُمّال نے اُن کو مدد دینے میں کس طرح

اور کیوں اتنی تاخیر اور سُستی روا رکھی کہ باغی حضرت عثمان کا دیر تک محاصرہ کئے رہنے اور آخر کار اُن کو قتل کر دینے میں کامیاب ہو گئے؟ کہا جاتا ہے کہ محاصرہ مسلسل چالیس دن تک جاری رہا۔ یہ صحیح ہے کہ ذرائع نقل وحمل آسان اور قریب نہ تھے۔لیکن دوسری طرف ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خبریں حیرت انگیز سرعت کے ساتھ صوبہ جات میں پہنچ رہی تھیں۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح (والی مصر) کو علم تھا کہ مصری حضرت عثمان کے خلاف غم وغصہ کے جذبات لئے ہوئے گئے ہیں۔اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اُنہوں نے امیر معاویہ کو اس امر کی اطلاع بھی دی تھی۔ اِسی طرح انہوں نے خود حضرت عثمان کو بھی خط کے ذریعہ اس صورت حال سے مطلع کر دیا تھا۔حضرت ابو موسیٰ اشعری نے بھی اھل کوفہ کو مدینہ کا رُخ کرتے ہوئے دیکھا تھا۔وہ بھی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی طرح جانے والوں کے مقصد اور ارادہ سے آگاہ تھے۔یہی صورت بصرہ میں عبداللہ بن عامر کی تھی۔ پھر آخر کیا سبب ہے کہ اتنی خبر ہونے کے باوجود یہ عمال خلیفہ کی امداد پر بسرعت تمام کمر بستہ نہ ہو سکے؟ پھر ان عمال کو کیا ہو گیا تھا کہ وہ حضرت عثمان کی طرف سے امداد کے مطالبہ پر مشتمل خطوط ملنے کے بعد بھی تیزی سے مدینہ نہ پہنچے؟ آخر ان لوگوں نے کیوں اتنی دیر لگائی اور تساھل برتا کہ ان کو مدد پہنچنے سے قبل ہی شر واقع ہو گیا اور امام قتل کر دئے گئے؟ پھر ان سب امور سے بڑھ چڑھ کر یہ کہ حضرت عثمان نے اپنے عمال کو پابند کر رکھا تھا کہ وہ حج کے دنوں میں اُن سے ضرور ملا کریں۔ آخر کیا سبب ہے کہ اُن کے عمال اس سال اپنے اپنے صوبوں میں رہے اور حج پر نہ گئے۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان نے محصور ہونے کی وجہ سے مجبوراً حضرت عبداللہ بن عباس کو حج کی قیادت پر مقرر کیا۔ان سب سے بھی زیادہ حیرت انگیز وتعجب خیز بات یہ ہے مورخین کے مطابق حضرت ابن عباس حضرت عثمان کی طرف سے حاجیوں کے نام ایک چٹھی لے گئے تھے جس میں انہوں نے اپنا قضیہ پیش کیا تھا اور اپنا بے قصور ہونا ثابت کیا تھا۔مورخین کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے یہ چٹھی حج کے موقع پر لوگوں کو پڑھ کر سنائی۔ یہ خط جس کا مکمل متن طبری نے بیان کیا ہے کس طرح لوگوں نے سُن لیا اور اُن کے کانوں پر جُوں تک نہ رینگی سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور کوئی بھی خلیفہ کی مدد پر کمر بستہ نہ ہوا۔اور کوئی گروہ بھی مدینہ کے حادثات کا مشاہدہ کرنے کے لئے وہاں نہ پہنچا؟ یہ کیسے ہو گیا کہ حضرت عثمان کا عاملِ مکہ خاموشی، بے حسی اور اطمینان سے اِس خط کو پی گیا۔اور اُس نے لوگوں کو خلیفہ کی امداد پر برانگیختہ نہ کیا۔؟ اگر وہ اھل مکہ ہی کو جوش دلا کر بھیج دیتا اور وہاں کے صحرانشینوں کا ایک لشکر جمع کر لیتا تو یقیناً یہ فوج باغیوں کو اُس وقت تک مشغول کئے رہتی جب تک صوبہ جات سے باقاعدہ فوجی کمک پہنچ جاتی۔کیا سبب ہے کہ ان میں سے کوئی بات بھی نہ ہوئی؟ کیا وجہ ہے کہ کسی عامل نے بھی حرکت نہ کی؟ کیا سبب ہے کہ حاجی بھی خلیفہ کی امداد پر آمادہ نہ ہوئے؟ کیا اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ تمام اُمت نے متفقہ طور پر اس خلیفہ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا؟ رعیّت تھک گئی تھی۔عمال اپنے دلوں میں کچھ اغراض چھپانے کی وجہ سے کاہلی اور سستی کر رہے تھے؟ اِن میں سے ہر ایک کو اپنی پڑی ہوئی تھی؟ اور اُنہوں نے خلیفہ کو مدینہ والوں کے سپرد کر دیا تھا کہ وہ جو کچھ اُن کے ساتھ کرنا چاہیں کر دیں؟ یا حضرت عثمان جو کچھ اُن کے ساتھ کر سکیں کر لیں۔؟ آپ دیکھ چکے ہیں کہ خود اہل مدینہ کی اکثریت باغیوں کے ساتھ شامل تھی۔مدینہ میں صحابۂ کرام کی ایک مختصر جماعت ایسی بھی تھی جس نے عملاً تو حضرت عثمان کا ساتھ چھوڑ رکھا تھا لیکن زبانی وہ اِس صورت حال پر اپنے غم وغصہ کا اظہار کرتی تھی۔ اگر اصحاب رسوؐل کی یہ جماعت ہی باغیوں کے مقابلے میں کھڑی ہو جاتی اور اُن کی اُمیدیں خاک میں ملا دیتی تو یہ باغی لوگ بے نیل ومرام واپس ہو جاتے ۔جیسا کہ بعض قدیم مورخین کی رائے ہے۔اِن چیزوں کے پیش نظر حضرت عثمان کا وہ قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ لوگ میری درازی عمر کو لامتناہی سمجھ کر مجھ سے دل برداشتہ ہو گئے ہیں۔'' مگر غالباً لوگوں کے لئے صرف اُن کی درازی عمر ہی ایک اُکتا دینے والا مسئلہ نہ تھا۔ بلکہ وہ اس سیاست کے لامتناہی سلسلے سے دل برداشتہ ہو گئے تھے جو اُنہیں عہد فاروقی کی سیاست سے مختلف معلوم ہو رہی تھی اور جو اُن کی دیکھی بھالی قیصر وکسریٰ کی ملوکیت سے بھی الگ کوئی سیاست نظر آتی تھی۔اُنہیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اِن دونوں سیاستوں

کے بین بین کوئی سیاست ہے۔'' (فتنہ الکبریٰ۔ صفحہ 486 تا 489)

ہماری نظر میں طٰہٰ حسین نے مذہبی عقیدت کی بناپر دوٹوک صحیح جواب نہیں دیا

صحیح جواب وہی ہے جو ہم لکھ چکے ہیں کہ ''معاویہ کی انتقال اقتدار کی پالیسی پر تمام قریشی لیڈر متفق ہو گئے تھے۔'' اس لئے حضرت عثمان کو قتل سے بچانے کی کوشش کرنا غلط تھا۔ اس لئے کہ قریش وحضرت ابوبکر وعمر کی قائم کردہ خلافت کو اُن کے پسندیدہ مقام پر لانے کے لئے پہلا اور صحیح قدم عثمان کو راہ سے ہٹانا تھا۔ اور دوسرا قدم علیؑ کو خلافت دے کر واپس لینا تھا۔ لہٰذا تمام عمال اور دیگر تمام بابصیرت لیڈروں نے عثمان کی جان بوجھ کر مدد نہ کی۔ اور جو کچھ کیا وہ سب انتقال اقتدار کے لئے ضروری ولازم تھا۔ اس کے علاوہ اور تمام جوابات نامکمل اور غلط ہیں۔ یوں قریشی لیڈروں نے علیؑ کو اُنکا حق واپس دے دیا مگر سنبھال نہ سکنے کی بنا پر واپس لے لیا۔

(نمبر 38) خط   اِلٰی اَهْلِ مِصْرَ لَمَّا وَلّٰی عَلَيْهِمُ الْاَشْتَرَ

اہل مصر کے نام جب کہ اُن پر مالکؒ اشتر کو حاکم بنا کر بھیجا تھا

1۔ اللہ کی نافرمانی کرنیوالوں پر غضبناک ہونا قابل مدح وثنا ہے 2۔ مالکؒ اشتر کو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (سیف اللہ) فرمایا ہے 3۔ خطرات میں جاگنا، خوف سے ہراساں نہ ہونا، بے مہار لوگوں کے لئے شعلہ وَر آگ کا کام کرنا (مالکؒ اشتر کی صفات)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ O

اللہ کے بندے علیؑ امیر المومنین کی طرف سے خط لکھا گیا؛	1	مِنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ اَمِيۡرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ؛
اُس قوم کی طرف جو اللہ کے لئے اس وقت مجرموں پر غصہ ہوئی جب کہ اللہ کی زمین پر اللہ کی نافرمانی کی جارہی تھی؛	2	اِلَى الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ غَضِبُوۡا لِلّٰهِ حِيۡنَ عُصِيَ فِيۡ اَرۡضِهٖ ؛
اور اللہ کے حقوق کو اپنے لئے لوٹا جارہا تھا؛	3	وَذُهِبَ بِحَقِّهٖ ؛
چنانچہ جبر اور ظلم نے اپنے شامیانے تان لئے تھے؛	4	فَضَرَبَ الۡجَوۡرُ سُرَادِقَهٗ ؛
ہر اچھا اور برا شخص اُن کی لپیٹ میں آ چکا تھا؛	5	عَلَى الۡبَرِّ وَالۡفَاجِرِ ؛
تمام مقیم ومسافر اس ظلم وجبر کے شکار تھے؛	6	وَالۡمُقِيۡمِ وَالظَّاعِنِ ؛
چنانچہ اُس دور میں عالمی بھلائیوں کا نام ونشان نہ تھا کہ جسے دیکھ کر راحت ملتی؛	7	فَلَا مَعۡرُوۡفٌ يُسۡتَرَاحُ اِلَيۡهِ ؛
اور نہ ہی کوئی برائی اور بدکاری ایسی تھی جس سے بچ کر نکلنا آسان ہوتا۔	8	وَلَا مُنۡكَرٌ يُتَنَاهٰى عَنۡهُ ؛
بعد از حمد وثنائے خدا ورسولؐ واضح ہو کہ میں نے اللہ کے بندوں میں سے ایک ایسا بندہ تمہاری طرف حکمراں بنا کر بھیجا ہے جو،	9	اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ بَعَثۡتُ اِلَيۡكُمۡ عَبۡدًا مِّنۡ عِبَادِ اللّٰهِ ؛
خوف وخطرات کے عالم میں سوتا نہیں مستعد رہتا ہے؛	10	لَا يَنَامُ اَيَّامَ الۡخَوۡفِ ؛
اور نہ ہی دشمنوں کے نرغہ اور دہشت ناک حالات میں ہراساں ہوتا ہے؛	11	وَلَا يَنۡكُلُ عَنِ الۡاَعۡدَاءِ سَاعَاتِ الرَّوۡعِ ؛

اَشَدَّ عَلَى الْفُجَّارِ مِنْ حَرِيْقِ النَّارِ ؛	12	بے لگام اور لاقانون لوگوں کیلئے سزا دینے میں شعلہ وَر آگ سے زیادہ شدید ہے؛
وَهُوَ مَالِكُ ابْنُ الْحَارِثِ اَخُوْمُذْحِجٍ ؛	13	اور اُس کا نام مالک ابن حارث ہے جو قبیلہ مذحج سے ہیں؛
فَاسْمَعُوْا لَهُ وَاَطِيْعُوْا اَمْرَهُ فِيْمَا طَابَقَ الْحَقَّ ؛	14	چنانچہ تم ادب اور غور سے اُن کی ہر بات سنو اور اُن تمام ہی احکام کی اطاعت کرو جو حق کے مطابق ہوں۔
فَاِنَّهُ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ ،	15	وہ بلاشبہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک ایسی تلوار ہیں،
لَا كَلِيْلَ الظُّبَّةِ ،	16	جس کی نہ تو دھار کند ہوتی ہے اور
وَلَا نَابِى الضَّرِيْبَةِ؛	17	نہ ہی اس کا وار خالی جاتا ہے؛
فَاِنْ اَمَرَكُمْ اَنْ تَنْفِرُوْا فَانْفِرُوْا؛	18	چنانچہ اگر وہ تمہیں جہاد کے لئے کوچ کرنے کا حکم دے تو تم کوچ کرنا؛
وَاِنْ اَمَرَكُمْ اَنْ تُقِيْمُوْا فَاَقِيْمُوْا ؛	19	اور اگر ٹھہرنے اور قیام کرنے کا حکم دے تو تم ٹھہر جانا اور قیام کرنا؛
فَاِنَّهُ لَا يُقْدِمُ وَلَا يُحْجِمُ ؛	20	یقیناً وہ نہ از خود آگے بڑھیں گے اور نہ بڑھائیں گے اور نہ ہی پیچھے ہٹیں گے؛
وَلَا يُؤَخِّرُ وَلَا يُقَدِّمُ ؛ اِلَّا عَنْ اَمْرِىْ ؛	21	اور نہ وہ از خود کسی کام میں تاخیر کریں گے اور نہ عجلت میں پیش قدمی کریں گے جب تک انہیں میرا حکم نہ ہو وہ اقدام نہیں کرتے؛
وَقَدْ اٰثَرْتُكُمْ بِهٖ عَلٰى نَفْسِىْ لِنَصِيْحَتِهٖ لَكُمْ ؛	22	میں نے اُن کے معاملے میں تمہیں اپنے اوپر ترجیح دی ہے تاکہ وہ،
وَشِدَّةِ شَكِيْمَتِهٖ عَلٰى عَدُوِّكُمْ ۔	23	تمہاری خیر خواہی کریں اور تمہارے دشمنوں کو سختی سے پکڑیں۔

تشریح:۔ یہاں سب سے پہلے حضرت ابوبکر کو یاد کریں کہ اُس نے خالد بن ولید کو ایسی حالت میں سیف اللہ قرار دیا تھا جب کہ اُس نے جنسی دباؤ سے متاثر ہو کر مالک بن نویرہ کو قتل کیا اور اُسی روز اس کی زوجہ سے زنا کیا تھا۔ خالد کا یہ زنا اور مسلمان کا قتل اُسے موت کی سزا کا حقدار بناتا تھا اور حضرت عمر بن الخطاب نے چاہا تھا کہ خالد پر حدِ شرعی جاری کرائے۔ مگر ابوبکر نے اُسے سیف اللہ قرار دے کر اُس قتل و زنا کو اللہ کا فضل قرار دے دیا یعنی اللہ نے خالد کو ایسے حالات سے دوچار کر دیا کہ اُس سے قتل و زنا سرزد ہو گئے۔ چونکہ وہ خلیفۂ وقت کی تائید میں کام کر رہا تھا لہٰذا اُسے ان جرائم کی سزا نہیں دی جاسکتی۔ یعنی سیف اللہ جو چاہے کرے اُسی طرح جائز ہے جیسے اللہ جو چاہے کرے کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔ یہی عقیدہ ہے علمائے قریش کا اسی پر مسئلہ تقدیر کو پورا اتارا ہے۔ مگر حضرت علی علیہ السلام جناب مالک اشتر کو سیف اللہ فرما رہے ہیں اور اُن کی اطاعت کو '' **فِيْمَا طَابَقَ الْحَقَّ** '' حق کے مطابق ہونے کا پابند فرما رہے ہیں <u>یعنی اللہ کی تلوار ہمیشہ حق کی تائید میں کام کرے گی</u>۔ ساتھ ہی حضرت مالک رضی اللہ عنہ کو لازوال صفات بیان کرتے ہوئے رعایا کو خود بخود یہ تنبیہ ہو جاتی ہے کہ مالک کا حکم نہ ٹالا جائے گا نہ خلاف ورزی کی جائے گی۔ ورنہ اُن کی حق پرستی کی شدت کا شکار ہونا پڑے گا۔ یعنی اِدھر مالک اشترؓ کی صفات سے رعایا کے دل میں محبت و ہمدردی پیدا ہوگی اور اُدھر غلط کاری سے ڈرنے لگیں گے۔ یہ محبت و خوف ہی حکمران کو کامیاب بناتا ہے۔

آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ پچھلے خط (37) میں ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے عثمان کو گھیرنے والوں اور قتل کرنے والوں کو بار بار باغی لکھا ہے اور قریش کے تمام علماء انہیں لکھتے چلے آئے ہیں۔ مگر حضرت علی علیہ السلام اُن لوگوں کو ایسی قوم فرماتے ہیں جو اللہ کی نافرمانی کرنے والوں اور اللہ کے حقوق لوٹنے والوں پر غضبناک ہوئی تھی اور عثمان اور عثمانی گورنروں اور اہل کاروں کو ایسا مجرم قرار دیا ہے جنہوں نے ظلم و جبر کو عام کر دیا تھا۔ اور نیکی اور بھلائی کا کہیں نشان نہ

چھوڑا تھا۔لہٰذا مصر کے لوگ اگر باغی تھے تو اللہ ورسولؐ کے باغیوں سے باغی تھے اور حق پر تھے۔ویسے عام بیانات میں عثمان کے پیرو اور طرفدار بھی مانتے ہیں کہ عثمان کے گورنر لوگوں پر ظلم وزیادتیاں کررہے تھے اور لوگ فریادی بن کر مدینہ میں آئے تھے اور عثمان نے اپنا اور اپنے عمال کا قصور مانا ہے۔توبہ کی ہے۔اصلاح کے وعدے کئے ہیں ایسے اقراری بیانات سے تاریخ بھری پڑی ہے مگر حسنِ عقیدت کی بنا پر عثمان کو بے قصور اور مظلوموں اور فریادیوں کو باغی بنادیا ہے۔واقعات اور حالات کو سامنے رکھنے والا ہر شخص عثمان کو سنگین جرائم کا مرتکب مانے گا۔خود حضرت عائشہ کا فتویٰ ہے کہ عثمان کو قتل کردو یہ کافر ہوگیا ہے۔بہرحال حضرت عثمان حضرت عائشہ کے نزدیک دین پر قائم نہ رہے تھے۔

(نمبر 39) خط اِلٰی عَمْرِو ابْنِ الْعَاص : عمرو ابن العاص کے نام

1۔معاویہ اور عمرو بن عاص کا اسلام کیسا تھا؟ 2۔دین کو دنیا کی خاطر فروخت کرنا 3۔کتے کی مانند تکنے والے لوگ تھے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ O

فَاِنَّکَ قَدْ جَعَلْتَ دِیْنَکَ تَبَعًا لِّدُنْیَا امْرِیءٍ ظَاهِرٍ غَیُّهٗ ؛	1	تم نے اپنے دین کو ایک ایسے شخص کی پیروی کرنے میں لگا دیا ہے جس کی گمراہی اور دنیا پرستی بالکل ظاہر وثابت ہے؛
مَهْتُوْکٍ سِتْرُهٗ ؛	2	جس کا پردہ چاک ہے اور ننگاپن عام طور معلوم ہے؛
یَشِیْنُ الْکَرِیْمَ بِمَجْلِسِهٖ ؛	3	وہ اپنی صحبت اور مجلس میں شریف انسانوں کو داغدار کر دیتا ہے؛
وَیُسَفِّهُ الْحَلِیْمَ بِخُلْطَتِهٖ ؛	4	اور سنجیدہ و بردبار اشخاص کو اپنے میل جول سے بے وقوف بناتا رہتا ہے؛
فَاتَّبَعْتَ اَثَرَهٗ ؛	5	تم اُس کی پیروی میں اُس کے پیچھے چلے جارہے ہو؛
وَطَلَبْتَ فَضْلَهٗ اِتِّبَاعَ الْکَلْبِ لِلضِّرْغَامِ :	6	اور اُس کتے کیطرح اُسکے پس خوردہ کی آس لگائے ہوئے ہو جو شیر کے پیچھے پھرا کرتا ہے؛
یَلُوْذُ اِلٰی مَخَالِبِهٖ ؛	7	اور شیر کے پنجوں کی طرف آس لگائے دیکھتا رہتا ہے؛
وَیَنْتَظِرُ مَایُلْقِی اِلَیْهِ مِنْ فَضْلِ فَرِیْسَتِهٖ ؛	8	اور اِس انتظار میں رہتا ہے کہ اُس کے شکار سے بچا ہوا کچھ گوشت اُسے بھی شاید مل جائے اور اُس کا پیٹ بھی بھر جائے؛
فَاَذْهَبْتَ دُنْیَاکَ وَاٰخِرَتَکَ ؛	9	اس طرح تم نے اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو تباہ کرلیا ہے؛
وَلَوْ بِالْحَقِّ اَخَذْتَ اَدْرَکْتَ مَاطَلَبْتَ ؛	10	اور اگر تم حق پر قائم رہتے تو تب بھی اپنی مراد حاصل کر سکتے تھے؛
فَاِنْ یُّمَکِّنِ اللّٰهُ مِنْکَ وَمِنْ ابْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ اَجْزِ کُمَا بِمَا قَدَّمْتُمَا ؛	11	چنانچہ اگر اللہ نے مجھے تم پر اور ابوسفیان کے بیٹے پر غلبہ دیا تو میں تم دونوں کو تمہاری کارکردگی کا مزا چکھاؤں گا؛
وَاِنْ تُعْجِزَا وَتَبْقَیَا فَمَا اَمَامَکُمَا شَرٌّ لَّکُمَا . وَالسَّلَامُ۔	12	اور اگر تم مجھ سے بچ کر باقی رہ گئے تو جو کچھ تمہیں اس کے بعد پیش آنا ہے وہ اس سے برا ہوگا والسلام۔

تشریح:۔ یہ خط عمرو بن العاص کو یہ بتانے کیلئے لکھا گیا ہے کہ تمہارا وہ تعلق مجھے معلوم ہے جس کی بنا پر تم معاویہ کے ساتھ لگے لگے اور آگے پیچھے

پھرتے ہو حالانکہ تم خود معاویہ سے بڑے یا کم از کم برابر کے دانشور ہو اور سابقہ حکومتوں کے پسندیدہ اور کامیاب لیڈر رہے ہو اور جس مصر کیلئے تم یہ خوشامدی رویّہ اختیار کئے ہوئے ہو اُسے خود تم نے فتح کیا تھا۔ تم نے اپنی عقل و دانش اور بصیرت کو اور اپنی عاقبت اور آخرت کو معاویہ پر اسلئے قربان کر دیا ہے کہ وہ اپنی گورنری اور اقتدار سے تمہاری مدد کرے۔ حالانکہ اگر تم مندرجہ بالا سارا سامان آزادانہ استعمال کرتے تو معاویہ کا یہ اقتدار و قوت بکھر کر رہ جاتی اور صورت حال الٹ کر رہ جاتی اور خود معاویہ تمہاری خوشامد کرنے کا محتاج ہو جاتا۔ قارئین نوٹ کریں کہ حضرت علی علیہ السلام کا یہ خط اور اس کا انداز بیان اور اس میں مذکور طنز یقیناً کافی تھے کہ عمرو بن العاص کو شرمندہ کرتے اور نتیجہ یہ نکلتا کہ وہ معاویہ کے خلاف منصوبہ بناتا اور اس کی قوت و اقتدار کو بکھیر دیتا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ اس وقت قریشی حکومت کو حضرت علیؑ سے واپس لینے کیلئے ضروری ہے کہ معاویہ کو برسر اقتدار رکھا جائے اور اُسکے خلاف کوئی قدم نہ اُٹھایا جائے لہٰذا اُس نے حضورؑ کا خط پڑھا، نادم ہوا مگر قریش کے عظیم مقصد کی خاطر چپ ہو گیا اور برابر معاویہ کی تائید کرتا رہا۔ رہ گیا دین تو وہ اُسے کبھی کا فروخت کر چکا تھا۔

عمرو بن العاص سے اُس کا دین خریدنا معاویہ کی ضرورت، عمرو بن العاص کا اپنی ضرورت کے لئے اپنا دین فروخت کرنا

حضرت علیؑ علیہ السلام کے خلاف قریش اور معاویہ کو ہر تنکے کا سہارا لینا پڑا۔ پورے ملک عرب اور طرفداران قریش کی عقل و بصیرت کو ایک نقطہ پر مرکوز کرنا پڑا۔ بہرحال ہر مکر ہر فریب ہر بے ایمانی ہر غدّاری کو رُو بکار رکھنا پڑا۔ مگر حضرت علی علیہ السلام نے قریش کے مقابلے میں اپنی عصمت اور عصمت کے تقاضوں کو سو فیصد برقرار رکھا اور اپنے ساتھیوں اور طرفداروں کو بھی ہر چالاکی اور ہر غلط اور ناجائز اقدام سے باز رکھا اور ہمیشہ قوت قدسیہ سے دشمنوں پر غالب رہے۔ یہاں اس خط سے متعلق معاویہ کی تیاری پر چند باتیں سننا ضروری ہیں۔

<u>معاویہ کی تیاری اور اہل شام کا تعاون</u> :۔ یہ معلوم ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی خلافت قائم ہوتے ہی مدینہ سے تمام بنی امیہ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں حضور علیہ السلام کی مستقل عداوت تھی دمشق روانہ ہو گئے تھے۔ وہاں ایک روز معاویہ نے دربار عام میں تقریر کی اور کہا کہ:۔

''میں امیر المومنین عمر بن الخطاب اور عثمان بن عفان کی طرف سے تم پر فرماں روا ہوں تم میں سے کسی کی حق تلفی کا کبھی روادار نہیں ہوا ہوں۔ عثمان مظلوم شہید کئے گئے اور میں اُن کے خون کا ولی اور وارث ہوں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے دلی ارادے سے مجھے اس معاملے میں آگاہ کرو۔ یہ سن کر تمام حاضرین اُٹھے اور طلب خون عثمان پر بیعت کی اور عہد واثق کیا کہ اپنے جان و مال سے اس معاملے میں دریغ نہ کریں گے۔ یہاں تک کہ یا تو اُسکے خون کا بدلہ لیں یا خود ہلاک ہو جائیں۔ شام ہوئی تو اپنے معتمد مشیروں کو مشورے کے لئے طلب کیا معاویہ کے بھائی عتبہ بن ابی سفیان نے کہا کہ مناسب ترین بات یہ ہے کہ عمرو بن عاص سے اس معاملے میں مدد حاصل کی جائے۔ اس کا فہم و فراست جس درجے کا ہے مجھے خوب معلوم ہے مگر عثمان کے قضیہ میں وہ کنارہ کش رہا ہے لہٰذا تیرے معاملے میں بھی وہ شریک نہ ہوگا۔ <u>سوائے اس کے کہ تو اس کے دین کو قیمت دے کر خرید سکے</u>۔ لہٰذا معاویہ نے عمرو عاص کو لکھا کہ علیؑ، طلحہ اور زبیر کا قصہ جس طرح ختم ہوا تجھے معلوم ہے ہمارے پاس مروان بن الحکم اور بصرہ سے بھاگ کر آنے والے لوگ موجود ہیں۔ اور جریر بن عبداللہ یہاں علیؑ کی بیعت کا تقاضہ لے کر آیا ہوا ہے۔ میں نے آخری فیصلہ تیرے آنے پر روک رکھا ہے۔ لہٰذا لازم ہے کہ جلد سے جلد تم ادھر روانہ ہو جاؤ تاکہ میں تمہارے مشورے سے اپنا آخری فیصلہ کر سکوں۔ عمرو بن العاص کو یہ خط ملا تو اس نے اپنے بیٹوں عبداللہ اور محمد کو مشورے کیلئے بلایا۔ عبداللہ نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی وہ تجھ سے راضی اور خوش تھے اور اُن کے دونوں خلیفہ بھی تجھ سے راضی رہے۔ اور عثمان جو قتل ہوئے تو تم وہاں حاضر نہ تھے۔ پس بہتر یہی ہے کہ اپنے گھر میں آرام سے قیام کرو۔ خلافت تو آپ کو کسی راہ سے مل نہیں سکتی پھر اس دنیائے قلیل اور فانی

کیلئے کیوں معاویہ کی حاشیہ نشینی اختیار کی جائے۔ مرنے کے بعد عنقریب تم دونوں مساوی ہو جاؤ گے۔ دوسرے بیٹے محمد نے کہا کہ تم قریشی بزرگوں میں ہو اور قریشی مہموں اور منصوبوں میں مداخلت کرنے کا تمہیں حق حاصل ہے۔ مناسب نہیں ہے کہ ایسا امر جلیل الشان درپیش ہو اور تم خاموش بیٹھے رہو۔ یہ فعل تمہاری کسرِ شان کا باعث ہوگا۔ لہٰذا بہتر ہے کہ اہل شام کا شریک اور طلب خون عثمان میں اُن کے مددگار بنو۔ اگر ایسا کرو گے تو تم بنی امیہ کے نزدیک عزت و توقیر کے سزاوار ہوگے۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ اَے بیٹے عبیداللہ تو نے وہ رائے دی ہے جو باعتبار آخرت میرے لئے مفید ہے اور اَے بیٹے محمد تو نے وہ رائے دی ہے جو دنیا میں منزل مقصود تک پہنچا دے۔ میں دونوں صورتوں پر غور کرونگا۔ روضۃ الصفا کی تحریر کے مطابق جس زمانہ میں عثمان کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو عمرو بن عاص اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ مدینہ سے فلسطین چلا گیا تھا۔ وہاں ایک کاھن تھا جو آئندہ کے حالات بتا دیا کرتا تھا۔ ایک دن عمرو عاص نے اس سے کہا کہ عثمان کے نتیجہ میں تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا کہ بلاشبہ وہ قتل کیا جائے گا۔ پھر پوچھا کہ خلافت کس کو ملے گی اس نے کہا کہ ایسے شخص کو کہ چشم فلک قیامت تک اس کی مثال و نظیر نہ دیکھ سکے گی۔ مگر ساری امت کے متفق ہونے سے پہلے ہی وہ تیغ ستم سے شہید کر دیا جائیگا۔ اور اسلام کی بادشاہت اس شخص کے ہاتھ آئیگی جو اس زمانے میں ملک شام کا حاکم ہوگا۔ اُس روز سے عمرو عاص کے دل میں یہ پیش گوئی نقش ہو کر رہ گئی تھی۔ عبیداللہ اور محمد کے مشوروں کے بعد جب رات ہوئی تو عمرو عاص نے اپنے کچھ اشعار کو بار بار پڑھنا اور دھرانا شروع کیا۔ یہ حالت دیکھ کر اُسکے بیٹے محمد نے کہا کہ اب عمرو نہیں رکتا ضرور شام جائے گا۔ عمرو بن العاص کا ایک غلام تھا اس کا نام وردان تھا عقل و بصیرت میں جواب نہ رکھتا تھا اُسی حالت تردد میں عمرو نے وردان سے کہا کہ شام چلنے کی تیاری کرو۔ تھوڑی دیر بعد وردان کو شام کی تیاری سے منع کر دیا۔ وردان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تم اُدھیڑ بُن میں لگے ہوئے ہو اور تمہارا دماغ ٹھیک کام نہیں کر رہا ہے۔ اگر تم اجازت دو تو میں تمہارے دل کا حال بیان کروں۔ عمرو نے اجازت دی تو وردان نے کہا اس وقت دنیا اور آخرت تیرے سامنے کھڑی ہیں۔ اور تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ علیؑ کے ساتھ خالص آخرت ہے دنیا نہیں ہے اور معاویہ کیساتھ صرف خالص دنیا ہے آخرت نہیں ہے۔ اور تُو ان دونوں حالتوں میں اُلجھا ہوا ہے۔ عمرو نے کہا کہ واللہ تو نے خوب اور صحیح میرا مافی الضمیر واضح کیا ہے لہٰذا اَے وردان مجھے مشورہ دو۔ اُس نے کہا کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ تم اپنا دروازہ بند کر کے گھر میں بیٹھ رہو۔ اگر دین کا غلبہ ہوا تو وہ لوگ تجھے معاف کر دیں گے اور اگر دنیا غالب آئی تو اہل دنیا خود تیرے محتاج ہیں۔ تجھ سے وہ لوگ مستغنی نہیں رہ سکتے۔ عمرو نے سُنا مگر ٹال دینا بہتر سمجھا اور شام کیلئے روانہ ہوگیا۔ جب اس مقام پر پہنچا جہاں سے عراق اور شام کی راہیں جدا ہوتی تھیں۔ وردان نے پھر متنبہ کیا کہ یہ راہِ شام ہے اور انتہا اس کی جہنم پر ہے۔ اور یہ عراق کا راستہ ہے جو سیدھا بہشت کو جاتا ہے۔ عمرو نے شام ہی کی راہ اختیار کی اور معاویہ کے پاس پہنچا۔ جب ملاقات ہوئی تو معاویہ نے کہا کہ اَے عمرو عاص مجھے آج رات تین وحشت ناک خبریں پہنچی ہیں۔ جن کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا ہے۔ ایک تو یہ کہ محمد بن ابی حذیفہ زندان کو توڑ کر مصر کی طرف نکل گیا ہے اور وہ ہمارے اس دین کیلئے ایک آفت ہے۔ دوسرے قیصر ارادہ کرتا ہے کہ شام پر حملہ آور ہو۔ تیسرے یہ کہ علیؑ کوفہ میں وارد ہیں۔ اور اس طرف کا قصد رکھتے ہیں۔ عمرو نے کہا کہ ہر چند یہ تینوں باتیں ایک سے ایک سخت اور دشوار ہیں مگر ابن ابی حذیفہ کا تو کچھ تردد نہیں وہ ایک آدمی ہے مع اپنے چند اور ساتھیوں کے۔ اگر کچھ سوار اُس کی طرف بھیج دے گا تو وہ اس کا قصہ پاک کر دیں گے۔ اور قیصر روم کے لئے کچھ رومی لونڈی غلام اور چند سونے چاندی کے برتن تحفہ بھیج دے۔ اور صلح کی درخواست کر وہ اُسے منظور کرلے گا۔ لیکن علیؑ کا مسئلہ طے ہونے کے قابل نہیں ہے۔ قسم بخدا اَے معاویہ کہ عرب کسی بات میں تجھے اُس کی مانند نہیں جانتے۔ اور قوت و شجاعت میں جو اُن کا حصہ ہے وہ قریش میں سے کسی کو نصیب نہیں ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جو کچھ علیؑ چاہتے ہیں اُسکے لائق ہیں۔ سوائے اس کے کہ تُو ناانصافی کرے۔ معاویہ نے کہا کہ اَے عمرو میں نے تجھے علیؑ سے جہاد کیلئے طلب کیا ہے جس نے

مسلمانوں میں تفرقہ ڈالا ہے اور خداوند تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے۔ اور قطع رحم کر کے خلیفہ کو قتل کیا۔ عمرو نے کہا قسم بخدا اے معاویہ تو کسی طرح علیؑ کا ہمسر نہیں ہوسکتا۔ نہ اُن کا سابقہ تجھے حاصل نہ وہ صحبت اور نہ وہ علم وفقہ۔ باوجود ان باتوں کے وہ قوت و شجاعت میں بھی تمام قریش میں یکتا ہیں۔ معاویہ نے کہا یہ سب کچھ سچ ہے مگر ہم عوام کو فریب دے سکتے ہیں اور باطل کو حق کے لباس میں جلوہ گر کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اے عمرو تو بتا کہ علیؑ کے خلاف تو میری کہاں تک مدد کر سکتا ہے؟ عمرو نے کہا کہ اے معاویہ یہ امرِ عظیم الشان ہے علیؑ کے ساتھ جنگ کرنا عاقبت کو تباہ کرنے کی بات ہے۔ لہٰذا اگر میں اس میں مدد کروں تو تُو میرے لئے کیا وعدہ کرتا ہے؟ معاویہ نے کہا کہ جو کچھ تو کہے۔ عمرو نے مملکت مصر کی خواہش ظاہر کی۔ اس پر معاویہ نے کہا کہ عرب یہ کہیں گے کہ عمرو عاص دنیا کی طمع میں تمہارا شریک ہوا ہے عمرو نے کہا کہ **دَعْهَا عَنْکَ** یعنی اس قصہ کو دفع کرو۔ اس سلسلے میں ابن ابی الحدید کا استاد شیخ ابوالقاسم کہتا ہے کہ اس کلمہ سے کنایۃً بلکہ صریحاً عمرو عاص کا ملحد اور بے دین ہونا واضح ہے۔ اس لئے **دَعْهَا عَنْکَ** سے مطلب یہ ہے کہ دین کے قصہ کو چھوڑ دے یہ بے اصل باتیں ہیں اور یہ کہ آخرت کا اعتقاد رکھنا اور یہ کہنا کہ دنیا کے بدلے میں آخرت کو نہ بیچنا چاہئے محض خرافات ہیں۔ پھر معاویہ نے دوسرا بہانہ کیا کہ اے عمرو عاص مصر تو عراق کے برابر ہے تجھے کیسے دینے کا وعدہ کرلوں؟ عمرو نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر مصر اس وقت تو تیرے قبضے میں نہیں ہے تجھے مصر تب ملے گا جب عراق فتح ہو چکے۔ اور عراق کو علیؑ پر غالب آئے بغیر فتح نہیں کیا جاسکتا۔ اُسی وقت اس کا بھائی عتبہ بن ابی سفیان داخل ہوا اور کہا کہ تو راضی نہیں کہ عمرو بن العاص جیسے شخص کو مصر کے عیوض خرید لے؟ حالانکہ مصر ابھی تک تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ بلکہ ہوسکتا ہے کہ ملک شام بھی تیرے قبضے سے نکل جائے۔ یعنی مفت اُدھار بھی عمرو عاص کو خریدنا مہنگا سمجھ رہا ہے؟ یہ سن کر معاویہ نے روٹھ کر گئے ہوئے عمرو عاص کو پھر بلوایا۔ اور مصر دینے کا پختہ وعدہ کر کے عمرو بن العاص سے بیعت لی اور اس وعدہ کو دستاویز کی صورت میں لکھا گیا۔ کہا گیا ہے کہ اس معاہدہ کا حال سن کر مروان کو طیش آگیا اور معاویہ سے کہا کہ عمرو عاص کو مصر کے بدلے میں خریدا جائے اور ہماری مفت میں بیعت لے لی جائے؟ معاویہ نے کہا کہ میں یہ سب خرید وفروخت تم ہی لوگوں کیلئے تو کر رہا ہوں یہ سن کر مروان خوش ہوگیا۔'' یہ تھا عمرو عاص کے دین فروخت کرنے کا قصہ یہ تھی عمرو کے دین کی قیمت۔ بہر حال معاویہ کو عمرو ایسا شخص مل گیا۔

(نمبر 40) خط اِلٰی بَعْضِ عُمَّالِهٖ: ایک گورنر کے نام (یہ گورنر عبداللہ ابن عباس تھا اُس کا نام چھپایا گیا ہے)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَمَّابَعۡدُ فَقَدۡ بَلَغَنِیۡ عَنۡکَ اَمۡرٌ اِنۡ کُنۡتَ فَعَلۡتَهٗ فَقَدۡ اَسۡخَطۡتَ رَبَّکَ ؛	1	بعد از حمد و ثنائے خدا و رسولؐ معلوم کرو کہ مجھے تمہارے متعلق ایک ایسی اطلاع ملی ہے کہ اگر تو نے وہ کام کیا ہو تو یقیناً تم نے اپنے پروردگار کو ناراض وخفا کیا ہے؛
وَعَصَیۡتَ اِمَامَکَ ؛	2	اور اپنے امامؑ کی نافرمانی کی ہے؛
وَاَخۡزَیۡتَ اَمَانَتَکَ ؛	3	اور اپنی امانت اور دیانت داری کو رسوا اور بدنام کیا ہے؛
بَلَغَنِیۡ اَنَّکَ جَرَّدۡتَ الۡاَرۡضَ فَاَخَذۡتَ مَاتَحۡتَ قَدَمَیۡکَ ؛	4	یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تم نے سرکاری زمین کو اجاڑ کر دیا ہے۔ اور جو کچھ تیرے قبضے اور قدموں میں تھا اُسے اپنے ذاتی استعمال کے لئے قبضے میں لے لیا ہے؛
وَاَکَلۡتَ مَاتَحۡتَ یَدَیۡکَ ؛	5	اور جو تیرے ہاتھوں کی گرفت میں تھا اُسے تُو کھا گیا ہے؛
فَارۡفَعۡ اِلَیَّ حِسَابَکَ ؛	6	لہٰذا تم فوراً اپنا حساب ملاحظہ کے لئے مجھے بھیجو؛

وَاعْلَمْ اَنَّ حِسَابَ اللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ حِسَابِ النَّاسِ ، وَالسَّلَامَ ۔	7	اور یہ سمجھ لو کہ انسانوں کا حساب لینے سے اللہ کا حساب لینا کہیں زیادہ سخت و عظیم ہے۔ والسلام

تشریح:۔ ہمیں تشریح میں صرف اس قدر کہنا کہ شیعہ شارحین ومترجمین نے عبداللہ ابن عباس سے غلط عقیدت کی بناپر اورقریشی تاریخوں کے افسانوں کی وجہ سے یہاں عبداللہ ابن عباس کا نام چھپانے کی خیانت کی ہے۔اورہم نے خط نمبر(20 تا21) کی ذیل میں خیانت کاروں کو ننگا کردیا ہے۔اور جناب علی مرتضی علیہ السلام نے جو کچھ عبداللہ ابن عباس کو لکھا ہے وہ تمام خطوط نقل کردیئے اس سلسلے کی ساری تفصیل ڈاکٹر طہٰ حسین کے قلم سے پیش کردی ہے اور یہ دکھادیا تھا کہ عباس کا ہمارے خاندان یعنی خاندانِ رسولؐ اورنسل ابراہیم علیہ السلام سے کوئی تعلق، کوئی رشتہ یا رشتہ داری کبھی نہیں رہی ہے۔ یہ ایک قریشی سازش تھی جس سے انہوں نے قریش کو نسلِ ابرہیم اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے رشتہ دار بنا کرمشہور کردیا تھا اور یہ کہ جن لوگوں نے اپنا نام قریش رکھ لیا تھا وہ بھان متی کے کنبہ کی مانند تھی یعنی: کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا۔

خط (نمبر41)

اِلٰی بَعْضِ عُمَّالِهٖ: بعض گورنر کے نام (پھرعبداللہ ابن عباس کو خط کی زد سے بچایا ہے)

1۔ مصنوعی اعتماد واعتبار قائم کرنیوالوں سے کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے

2۔ قریش کے بڑے سے بڑے مہاجر اور نیک لوگوں پر بھی سو فیصد بھروسہ نہیں کیا جاسکتا

3۔ قریشی مومنین کتنی بے دردی سے کینہ پروری کرسکتے تھے؟

4۔ معصومین کو ظاہری حالات پر عمل کرنا لازم تھا خواہ باطنی حالات کچھ بھی ہوں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اَمَّابَعْدُ فَاِنِّیْ کُنْتُ اَشْرَکْتُکَ فِیْ اَمَانَتِیْ ؛	1	بعد از حمد وثنائے خدا ور سولؐ سنو کہ میں نے تمہیں اپنی حکومت کی امانت میں شریک رکھا ہے
وَجَعَلْتُکَ شِعَارِیْ وَبِطَانَتِیْ ؛	2	اور تمہیں اپنے رازوں میں اور اپنے اعمال اور ذمہ داریوں میں شریک کیا ہے؛
وَلَمْ یَکُنْ فِیْ اَهْلِیْ رَجُلٌ اَوْثَقَ مِنْکَ فِیْ نَفْسِیْ لِمُوَاسَاتِیْ وَمُوَازَرَتِیْ وَاَدَآءِ الْاَمَانَةِ اِلَیَّ ؛	3	اور اپنے اسٹاف (اراکین حکومت) میں تمہیں سب سے زیادہ ہمدرد و مددگار اور امانت دار اور ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے والا سمجھتا رہا ہوں۔ اور یہ کہ تم سپردشدہ امانت کو سب سے زیادہ ذمہ داری کے ساتھ مجھے ادا کرتے رہوگے؛
فَلَمَّا رَاَیْتَ الزَّمَانَ عَلٰی ابْنِ عَمِّکَ قَدْ کَلِبَ ؛	4	اسکے باوجود جب تم نے دیکھا کہ تمہارے چچازاد بھائی پر زمانہ کی سختیاں ٹوٹ پڑی ہیں؟
وَالْعَدُوَّ قَدْ حَرِبَ ؛	5	اور اُس کے تمام دشمن اُس سے برسر جنگ ہیں؛
وَاَمَانَةَ النَّاسِ قَدْ خَزِیَتْ ؛	6	اور امانتیں لوٹی اور رسوا کی جارہی ہیں؛
وَهٰذِهِ الْاُمَّةَ قَدْ فُتِکَتْ وَشَغَرَتْ ؛	7	اور یہ اُمت بے راہ روی اور پراگندگی میں مبتلا ہوچکی ہے؛
قَلَبْتَ لِابْنِ عَمِّکَ ظَهْرَ الْمِجَنِّ ؛	8	توتم نے بھی اپنے چچازاد بھائی سے منہ موڑلیا؛
فَفَارَقْتَهٗ مَعَ الْمُفَارِقِیْنَ ؛	9	لہٰذا تم نے بھی اسے چھوڑ کر باقی چھوڑنے والوں میں شرکت کرلی؛

وَخَذَلْتَهُ مَعَ الْخَاذِلِيْنَ ؛	10	اور تم نے بھی اسے باقی لوگوں کی طرح بے یار و مددگار تنہا چھوڑ جانا پسند کرلیا؛
وَخُنْتَهُ مَعَ الْخَائِنِيْنَ ؛	11	اور باقی خیانت کاروں کے ساتھ مل کر تم نے بھی اپنے بھائی کے ساتھ خیانت کرلی؛
فَلَا ابْنَ عَمِّكَ اٰسَيْتَ ؛	12	لہٰذا نہ تم نے اپنے بھائی سے ہمدردی کا ثبوت دیا؛
وَلَا الْاَمَانَةَ اَدَّيْتَ ؛	13	اور نہ ہی اس کی امانت کو ادا کیا؛
وَكَاَنَّكَ لَمْ تَكُنِ اللّٰهَ تُرِيْدُ بِجِهَادِكَ ؛	14	اور گویا تمہارے جہاد کرنے میں اللہ کی رضامندی مطلوب نہ تھی؛
وَكَاَنَّكَ لَمْ تَكُنْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكَ ؛	15	اور گویا جہاد کیلئے تمہارے سامنے اللہ کیطرف سے کوئی روشن و واضح دلیل بھی نہ تھی؛
وَكَاَنَّكَ اِنَّمَا كُنْتُ تَكِيْدُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ عَنْ دُنْيَاهُمْ؛	16	اور گویا تمہارے سامنے اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہ تھا کہ تم اس امت کو دھوکہ اور فریب دے کر اُس کی دنیا اور مال لوٹ لو؛
وَتَنْوِیْ غِرَّتَهُمْ عَنْ فَيْئِهِمْ ؛	17	اور اُمت کا مال و متاع چھین لینے کے لئے اس کے غافل ہوجانے کا موقع تلاش کرتے رہے؛ اور
فَلَمَّا اَمْكَنَتْكَ الشِّدَّةُ فِیْ خِيَانَةِ الْاُمَّةِ اَسْرَعْتَ الْكَرَّةَ ؛	18	جیسے ہی تمہیں امت کے مال میں بھرپور خیانت کرنے کا موقع ملا تو تم بڑی تیزی سے حملہ آور ہوگئے؛
وَعَاجَلْتَ الْوَثْبَةَ ؛	19	اور جلدی سے لوٹ مار مچادی؛
وَاخْتَطَفْتَ مَاقَدَرْتَ عَلَيْهِ مِنْ اَمْوَالِهِمُ الْمَصُوْنَةِ لِاَرَامِلِهِمْ وَاَيْتَامِهِمِ اخْتِطَافَ الذِّئْبِ الْاَزَلِّ دَامِيَةَ الْمِعْزَى الْكَسِيْرَةَ ؛	20	اور جتنا تجھ سے بن پڑا اپنے مقدور بھر اُن کے ایسے اموال کو ہڑپ کرلیا جو بیواؤں اور یتیموں کیلئے محفوظ رکھا ہوا تھا۔ اور اُسی طرح جھپٹے مارے جس طرح ایک تیز و تند بھیڑیا ایک زخمی اور خوفزدہ بکری کو اُٹھالے جاتا ہے؛
فَحَمَلْتَهُ اِلَى الْحِجَازِ رَحِيْبَ الصَّدْرِ بِحَمْلِهٖ ؛	21	پھر تم نے خوشی خوشی اس لوٹ کے مال کو حجاز روانہ کردیا اور تجھے،
غَيْرَ مُتَاَثِّمٍ مِنْ اَخْذِهٖ ؛	22	ذرہ برابر بھی احساسِ گناہ نہ ہوا کہ میں مال حرام بھیج رہا ہوں؛
كَاَنَّكَ۔ لَا اَبَا لِغَيْرِكَ حَدَرْتَ اِلٰى اَهْلِكَ تُرَاثَكَ مِنْ اَبِيْكَ وَاُمِّكَ ؛	23	گویا تو یہ محسوس کررہا تھا کہ حرام کی اولاد تو تیرے سوا کوئی اور ہے اور تو اپنے ماں باپ سے ورثہ میں پایا ہوا مال اپنے اہل و عیال کو بھیج رہا ہے؛
فَسُبْحَانَ اللّٰهِ ! اَمَاتُؤْمِنُ بِالْمَعَادِ ؟	24	سبحان اللہ تمہاری بے دینی پر۔ کیا تو قیامت میں مواخذہ پر ایمان نہیں رکھتا ہے؟
اَوَمَاتَخَافُ نِقَاشَ الْحِسَابِ ؟	25	یا تو قیامت کے روز کے حساب کتاب سے بھی نہیں ڈرتا ہے؟
اَيُّهَا الْمَعْدُوْدُ كَانَ عِنْدَنَا مِنْ ذَوِی الْاَلْبَابِ ؛	26	اے وہ شخص جسے ہم دانشوروں میں سمجھتے تھے،
كَيْفَ تُسِيْغُ شَرَابًا وَّطَعَامًا وَّاَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّكَ تَاْكُلُ حَرَامًا وَّتَشْرَبُ حَرَامًا ؟	27	تجھے وہ کھانا اور پینا کیسے بھلا لگتا ہے جس کے متعلق تمہیں معلوم ہے کہ وہ حرام ہے اور تم حرام ہی کو کھارہے ہو اور حرام ہی کو پی رہے ہو؟
وَتَبْتَاعُ الْاِمَآءَ وَتَنْكِحُ النِّسَآءَ مِنْ مَّالِ الْيَتَامٰى	28	اور تم اس مال سے کنیزیں خریدتے ہو۔ جو یتیموں مسکینوں اور بیواؤں اور مومنین اور

وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدِيْنَ الَّذِيْنَ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ هٰذِهِ الْاَمْوَالَ ؛		مجاہدین کا مال ہے جنہیں اللہ نے یہ اموال واپس دلائے ہیں؛
وَاَحْرَزَبِهِمْ هٰذِهِ الْبِلَادَ ؛	29	اور جن کے ذریعہ اللہ نے ان شہروں کا تحفظ کرایا تھا؛
فَاتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدْ اِلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ اَمْوَالَهُمْ ؛	30	چنانچہ تم اللہ سے بچ کر رہو اور ذمہ داری اختیار کرلو اور تمام ہڑپ کیا ہوا مال اسی قوم کو واپس کر دو جو میں بیان کر چکا ہوں؛
فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تَفْعَلْ ثُمَّ اَمْكَنَنِى اللّٰهُ مِنْكَ لَاُعْذِرَنَّ اِلَى اللّٰهِ فِيْكَ ؛	31	چنانچہ اگر تم نے ایسا نہ کیا اور پھر اللہ نے مجھے تم پر قدرت اور تسلط دے دیا تو میں خود کو اللہ کے حضور تمہارے معاملے میں سرخرو کروں گا (اور وہ مال واپس لوں گا)،
وَلَاَضْرِبَنَّكَ بِسَيْفِى الَّذِى مَاضَرَبْتُ بِهٖ اَحَدًا اِلَّادَخَلَ النَّارَ ؛	32	اور اپنی اسی تلوار سے تمہیں ماروں گا جس کا وار میں نے جس کسی پر بھی لگایا وہ سیدھا جہنم میں پہنچا ہے؛
وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَعَلَا مِثْلَ الَّذِى فَعَلْتَ مَاكَانَتْ لَهُمَا عِنْدِى هَوَادَةٌ ؛	33	اور قسم بخدا اگر حسنؑ اور حسینؑ بھی وہی کچھ کرتے جو کچھ تم نے کیا ہے تو میں اُن کے ساتھ بھی کوئی رعایت نہ کرتا اور نہ وہ مجھ سے اپنی کوئی سفارش منوا سکتے؛
وَلَا ظَفِرَمِنِّى بِاِرَادَةٍ ؛	34	اور نہ مجھے میرے ارادے سے پھرا سکتے؛
حَتّٰى اٰخُذَ الْحَقَّ مِنْهُمَا؛	35	یہاں تک کہ میں اُن سے حق کو واپس لے لیتا؛
وَاُزِيْلَ الْبَاطِلَ عَنْ مَظْلَمَتِهِمَا ؛	36	اور اُن کے کئے ہوئے ظلم سے پیدا ہونے والے باطل نتائج کو مٹا دیتا؛
وَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ : مَايَسُرُّنِى اَنَّ مَااَخَذْتَهٗ مِنْ اَمْوَالِهِمْ حَلَالٌ لِّى اَتْرُكُهٗ مِيْرَاثًالِّمَنْ بَعْدِى ؛	37	اور میں رب العالمین کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ مال جو تم نے حرام طریقہ پر ہڑپ کر لیا ہے اگر میرے لئے حلال ذریعہ سے آیا ہوتا تو بھی مجھے اسکو اپنے وارثوں کیلئے بطور ترکہ چھوڑنے میں بھی کوئی خوشی نہ ہوتی (یعنی میں مال جمع ہی نہ ہونے دیتا)
فَضَحِّ رُوَيْدًا فَكَاَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ الْمَدٰى ؛	38	تم ذرا ہوش سنبھالو اور سوچو کہ تم اپنی عمر کے آخری دور سے گذر رہے ہو؛
وَدُفِنْتَ تَحْتَ الثَّرٰى ؛	39	اور حقیقتاً مٹی کے نیچے دفن ہو چکے ہو؛
وَعُرِضَتْ عَلَيْكَ اَعْمَالُكَ بِالْمَحَلِّ الَّذِى يُنَادِى الظَّالِمُ فِيْهِ بِالْحَسْرَةِ ؛ وَيَتَمَنَّى الْمُضَيِّعُ فِيْهِ الرَّجْعَةَ ؛	40	اور تمہارے تمام اعمال تمہارے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔ اور وہ ایسا مقام ہوگا جہاں ظالم حسرت و یاس سے فریاد کر رہے ہوں گے۔ اور یوں عمر کو برباد کرنے والے دنیا میں پلٹ کر جانے کی تمنا کر رہے ہوں گے؛
وَلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۔	41	حالانکہ اس وقت اللہ کے انتقام و عذاب سے بھاگنے اور پناہ لینے کا موقع نہ ہوگا۔

تشریح:۔ عبداللہ ابن عباس کی غداریاں ہم نے ڈاکٹر طٰہٰ حسین مرحوم کے قلم سے خطوط نمبر 21-20 کی تشریحات میں بیان کر دئے ہیں۔ یہاں ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی شکایت کرنا چاہتے ہیں اور شکایت یہ ہے کہ اُنہوں نے بھی عبداللہ ابن عباس کی طرفداری کی ہے۔ یعنی اُنہوں نے جو حضرت علیؑ اور عبداللہ بن عباس کی خط و کتابت نقل کی ہے اُس میں خط نمبر 41 کے بعض ایسے جملوں کو نہیں لکھا جن سے عبداللہ کی مذمت اور غداری میں سنگینی پیدا ہوتی تھی۔ یعنی طٰہٰ

حسین نے عبداللہ کی عزت بچانے میں کافی کوشش کی ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ طہٰ حسین خلافتِ قریش کو برحق مانتے ہیں اُنکی تمام اسکیموں اور منصوبوں کو صحیح مانتے ہیں اور اسی بنا پر وہ سُنی المذہب ہیں۔ مگر نہج البلاغہ سے متعلق شیعہ علما سے ہزار درجہ بہتر ہیں جنہوں نے عبداللہ ابن عباس کو حضرت علی علیہ السلام کی زد اور جرائم سے بچانے کیلئے عبداللہ بن عباس کا نام بھی چھپا دیا ہے اور نہج البلاغہ کے قاریوں کو یہ پتہ نہ چلنے دیا کہ خطوط نمبر 41۔40 عبداللہ بن عباس کے نام لکھے گئے تھے۔ بہرحال ہم نے یہ پردہ ہٹا دیا اور ڈاکٹر طٰہٰ کی مدد سے عبداللہ ابن عباس کی خیانت، محسن کشی اور غداری الم نشرح کردی ہے۔ اور اگر کچھ بچا تھا تو زیرِ نظر خط (نمبر 41) سے صاف ہو جاتا ہے اس میں عبداللہ کو حرا مخور (جملہ 28۔27) فرمایا واجب القتل اور جہنمی کہا ہے (33۔32) ہم محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ساتھ زیادتی کرنیوالے اور انکے دشمنوں سے رعایت کرنے کو معاف نہیں کرتے۔

خط (نمبر 42) اِلٰی عُمَرِ ابْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ الْمَخْزُوْمِیِّ، وَ کَانَ عَامِلُہٗ عَلَی الْبَحْرَیْنِ فَعَزَلَہٗ، وَاسْتَعْمَلَ نُعْمَانَ ابْنَ عَجْلَانَ الزُّرَقِیَّ مَکَانَہٗ :

یہ خط جناب عمر ابنؓ ابی سلمہ مخزومی کو لکھا گیا تھا جب کہ وہ بحرین کے گورنر تھے اور حضرت علی علیہ السلام ملک شام پر حملہ کرنے کے لئے اُنہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے۔ اور اُن کی جگہ نعمانؓ بن عجلان کو بحرین کا گورنر بنا کر بھیجا تھا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

اَمَّـا بَـعْدُ فَاِنِّیْ قَدْ وَلَّیْتُ نُعْمَانَ ابْنَ عَجْلَانَ الزُّرَقِیَّ عَلَی الْبَحْرَیْنِ ؛	1	حمد و ثنائے خدا و رسُولؐ کے بعد معلوم ہو کہ میں نے نعمان ابن عجلان زُرقی کو بحرین کا حکمران مقرر کر دیا ہے؛
وَنَزَعْتُ یَدَکَ بِلَاذَمٍّ لَکَ وَلَا تَثْرِیْبٍ عَلَیْکَ ؛	2	اور بلا کسی الزام اور کوتاہی اور تمہاری اہلیت میں خامی دیکھتے ہوئے تمہیں حکومت سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اور تمہارے خلاف کوئی باز پرس بھی نہیں ہے؛
فَلَقَدْ اَحْسَنْتَ الْوِلَایَۃَ ؛	3	حقیقت یہ ہے کہ تم نے نہایت عمدہ اور کامیاب طریقے سے حکومت کی ہے؛
وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ ؛	4	اور اپنی سپردہ امانت کو ٹھیک ٹھیک ادا کیا ہے؛
فَاَقْبِلْ غَیْرَ ظَنِیْنٍ وَّلَا مَلُوْمٍ ؛	5	چنانچہ تم میرے پاس آجاؤ نہ تم پر کوئی بدگمانی ہے نہ ملامت کی کوئی بات ہے؛
وَّلَا مُتَّھَمٍ وَّلَا مَاْثُوْمٍ ؛	6	نہ تم پر کوئی تہمت ہے نہ تم خطا کار ہو؛
فَلَقَدْ اَرَدْتُ الْمَسِیْرَ اِلٰی ظَلَمَۃِ اَھْلِ الشَّامِ ؛	7	حقیقت یہ ہے کہ میں نے ملک شام کے ظالموں پر فوج کشی کا ارادہ کرلیا ہے؛
وَاَحْبَبْتُ اَنْ تَشْھَدَ مَعِیْ ؛	8	اور مجھے تمہارا اپنے ساتھ ساتھ رہنا محبوب ہے؛
فَـاِنَّکَ مِمَّنْ اَسْتَظْھِرُ بِہٖ عَلٰی جِھَادِ الْعَدُوِّ وَاِقَامَۃِ عَمُوْدِ الدِّیْنِ ؛ اِنْشَآءَ اللّٰہُ ۔	9	کیونکہ تم اُن لوگوں میں سے ہو جن کو جہاد میں ساتھ لیکر دشمن پر غلبہ پایا جاسکتا ہے اور جنکی مدد سے دین کے ستون قائم کئے جاسکتے ہیں۔ انشاء اللہ۔

تشریح: یہاں یہ بتانا ہے کہ جناب عمر ابن ابی سلمہؓ اور جناب نعمانؓ دونوں پسندیدہ صحابہ میں سے تھے۔ جناب عمر ابن ابی سلمہؓ کو کتابوں میں عمرو لکھا گیا ہے جو غلط ہے اور جناب نعمان انصاری تھے اور وہاں بزرگوں میں شمار ہوتے تھے۔ دونوں حضرات کو علما نے بہترین اور معتبر راویانِ حدیث میں شمار کیا ہے۔ یہ حضرات محمدؐ و آلِ محمد سلام اللہ علیہم کے نہ صرف ہمدرد و فداکار تھے بلکہ تبلیغ دین میں خاص مقام رکھتے تھے اِن سے ہمیں کوئی شکایت نہیں ہے۔ رضی اللہ عنہما

خط نمبر (43)

اِلٰی مَصْقَلَۃَ ابْنِ هُبَیْرَۃَ الشَّیْبَانِیْ وَهُوَ عَامِلُهٗ عَلٰی اَرْدَشِیْرِ خَرَّۃ:

مَصقلہ بن ھُبَیرہ شیبانی کے نام جو صوبہ اردشیر خرہ پر آپؑ کا گورنر تھا (مال کی غلط تقسیم پر تنبیہ فرمائی ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

بَلَغَنِیْ عَنْکَ اَمْرٌ اِنْ کُنْتَ فَعَلْتَهٗ فَقَدْ اَسْخَطْتَ اِلٰهَکَ ؛	1	مجھے تمہارے متعلق ایسی خبر ملی ہے کہ اگر تم نے وہ کام کیا ہو تو تم نے اپنے معبود کو خفا کر دیا ہے؛
وَاَغْضَبْتَ اِمَامَکَ :	2	اور اپنے امامؑ کو بھی غضبناک کیا ہے؛
اَنَّکَ تَقْسِمُ فَیْءَ الْمُسْلِمِیْنَ الَّذِیْ حَازَتْهُ رِمَاحُهُمْ وَخُیُوْلُهُمْ ؛	3	اور وہ خبر یہ ہے کہ تم نے مسلمانوں کے اُس مالِ فے کو کہ جسے ان کے نیزوں کی بھالوں نے اور گھوڑوں کی دوڑ بھاگ نے حاصل کیا تھا؛
وَاُرِیْقَتْ عَلَیْهِ دِمَاؤُهُمْ ؛	4	اور جس کو لینے کے لئے ان کے خون بہے تھے (اس مال کو)
فِیْمَنِ اعْتَامَکَ مِنْ اَعْرَابِ قَوْمِکَ ؛	5	تو اپنی قوم کے گنواروں میں تقسیم کر رہا ہے اسلئے کہ وہ بدّو تیرے طرفدار ہیں؛
فَوَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَبَرَاَ النَّسَمَۃَ ؛	6	چنانچہ اسی ذات کی قسم جس نے بیجوں کو پھاڑ کر پودے اگائے، اور جانداروں کو پیدا کیا ہے؛
لَئِنْ کَانَ ذٰلِکَ حَقًّا لَّتَجِدَنَّ بِکَ عَلَیَّ هَوَانًا ؛	7	اگر وہ تقسیم ایک حقیقت نکلی تو تم میری نگاہ میں بالکل گھٹیا درجہ کے آدمی رہ جاؤ گے؛
وَّلَتَخِفَّنَّ عِنْدِیْ مِیْزَانًا ؛	8	اور تمہارے اعمال و کردار و طرزِ حکومت کا پلڑا ہلکا ہو کر رہ جائے گا۔
فَلَا تَسْتَهِنْ بِحَقِّ رَبِّکَ ؛	9	چنانچہ تم اپنے پروردگار کے حق کو معمولی اور ادنیٰ نہ سمجھا کرو؛
وَلَا تُصْلِحْ دُنْیَاکَ بِمَحْقِ دِیْنِکَ ؛	10	اور دین کو بھینٹ چڑھا کر اپنی دنیا نہ سنوارو؛
فَتَکُوْنَ مِنَ الْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالاً ؛	11	ورنہ سمجھ لو کہ اعمال کے معاملے میں تم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے؛
اَلَا وَاِنَّ حَقَّ مَنْ قِبَلَکَ وَقِبَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ قِسْمَۃِ هٰذَا الْفَیْءِ سَوَآءٌ :	12	خبردار ہو کر سنو کہ تمہارے اور میرے سامنے جتنے بھی مسلمان ہیں فے کے اس مال کی تقسیم میں برابر کے حقدار و حصہ دار ہیں؛
یَرِدُوْنَ عِنْدِیْ عَلَیْهِ ؛	13	اسی قاعدے کے مطابق وہ مال لینے کے لئے میرے پاس آتے ہیں؛
وَیَصْدُرُوْنَ عَنْهُ ۔	14	اور اُسے لے کر چلے جاتے ہیں۔

تشریح:۔ جنگ نہرواں سے جو خارجی زندہ بچ گئے اُنہوں نے معاویہ کی بتائی ہوئی اسکیم کے ماتحت دیہات اور شہروں میں پھیل کر ایسے لوگوں کو اپنا ہمنوا بنانا شروع کیا جو دین سے کسی طرح بیزار تھے یا زکوۃ ادا کرنا پسند نہ کرتے تھے یا اُنہیں جزیہ دینا ناگوار تھا۔ ایسے گروہ جمع کر کے لوٹ مار و قتل و غارت شروع کر دیتے تھے۔ چنانچہ خریت نام کا ایک خارجی ملک میں قتل و غارت کرتا پھرتا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اُس کے فتنے کو ختم کرنے کے لئے جناب معقل بن قیس کو تعینات فرمایا تھا جس نے آخر خریت کو قتل کر دیا۔ اُس کے گروہ کے تمام مردوں اور عورتوں کو گرفتار کر لیا جو پانچ سو کے قریب تھے۔ ان سب

کو لئے ہوئے جب وہ اردشیر خرہ پہنچا تو اُن قیدیوں نے اردشیر خرہ کے گورنر مصقلہ کے سامنے فریاد کی کہ ہمیں رہا کرادو۔اُس نے معقل بن قیس سے کہا کہ آپ یہ سب قیدی میرے ہاتھ فروخت کردیں میں پانچ لاکھ درہم حضرت علی علیہ السلام کو ارسال کردوں گا اور پہلی قسط فوراً روانہ کرتا ہوں۔معقل بن قیس نے اِن غیر مسلم باغیوں کو مصقلہ کے سپرد کردیا اور اُس نے اُن قیدیوں کو رہا کردیا۔جب جناب معقل بن قیس کوفہ میں حضور علیہ السلام کے حضور پہنچے تو یہ سارا قصہ بھی بیان کردیا اور حضرت علی علیہ السلام نے پسند کیا اور اس اقدام کو سراہا۔کچھ دن تک مذکورہ وموعودہ قسط کی رقم کا انتظار فرمایا۔آخر حضورؑ نے پیغام بھیجا کہ یا تو رقم بھیجو یا خود حاضری دو۔چنانچہ مصقلہ حاضر ہوا اور دو لاکھ درہم پیش کردئے اور واپس جاکر معاویہ کی پناہ لے لی۔اس نے مصقلہ کو طبرستان کا حاکم بنا دیا تھا۔لہٰذا باقی رقم کے لئے مندرجہ بالا خط لکھا گیا ہے۔ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے بھی یہ سارا قصہ لکھا ہے۔جب حضرت علی علیہ السلام کو مصقلہ کا فرار کرجانا معلوم ہوا تو فرمایا:''اللہ مصقلہ کا برا کرے کام تو اُس نے شریفوں ایسا کیا تھا۔لیکن غلاموں کی طرح بھاگ نکلا۔''

مصقلہ کے بھائی نعیم بن ھبیرہ شیبانی حضرت علی علیہ السلام کے پختہ کار صحابی تھے اور مصقلہ کو بہت ملامت انگیز خط لکھا تھا۔مصقلہ نے انہیں بھی حضرت علی علیہ السلام سے توڑنا اور معاویہ سے جوڑنا چاہا تھا۔لیکن ناکام ونامراد رہا اور زندگی بھر معاویہ کی خدمت کرتا رہا۔

(نمبر 44) خط اِلٰی زِیَادِ ابْنِ اَبِیْهِ وَقَدْ بَلَغَهٗ اَنَّ مُعَاوِیَةَ کَتَبَ اِلَیْهِ یُرِیْدُ خَدِیْعَتَهٗ بِاسْتِلْحَاقِهٖ

زیاد کے نام علی علیہ السلام نے خط لکھا جب حضورؑ کو معلوم ہوا کہ معاویہ نے زیاد کو خط لکھ کر اپنے خاندان میں شامل کرنے کیلئے دھوکہ دینے کی کوشش کی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

وَقَدْ عَرَفْتُ اَنَّ مُعَاوِیَةَ کَتَبَ اِلَیْکَ یَسْتَزِلُّ لُبَّکَ ؛	1	اور میں یہ پہچان گیا ہوں کہ معاویہ نے تمہیں خط لکھ کر تمہاری سوجھ بوجھ کو ڈگمگانا چاہا ہے؛
وَیَسْتَفِلُّ غَرْبَکَ ؛	2	اور تمہاری تیز فہمی کو سست کرنے کا ارادہ کرلیا ہے؛
فَاحْذَرْهُ فَاِنَّمَا هُوَ الشَّیْطَانُ :	3	تم اُس سے بچ کر رہنا یقیناً وہ ایسا شیطان ہے کہ:۔
یَاْتِی الْمَرْءَ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ ؛	4	آدمی کے سامنے سے بھی۔پیچھے سے بھی بہکانے کے لئے آتا ہے؛
وَعَنْ یَمِیْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ ؛	5	اور داہنے سے بھی اور بائیں طرف سے بھی تاک لگائے رکھتا ہے؛
لِیَقْتَحِمَ غَفْلَتَهٗ ؛	6	تاکہ غفلت کی حالت میں موقع پاکر اس کو پھانس لے؛
وَیَسْتَلِبَ غِرَّتَهٗ ؛	7	اور اس کی بصیرت پر مسلط ہوجائے؛
وَقَدْ کَانَ مِنْ اَبِیْ سُفْیَانَ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَلْتَةٌ مِّنْ حَدِیْثِ النَّفْسِ ؛	8	واقعہ یہ تھا کہ ابوسفیان نے عمر بن خطاب کے زمانہ میں بلاسوچے سمجھے ایک بات کہہ دی تھی جو اس کی خیالی بات تھی؛
وَنَزْغَةٌ مِّنْ نَزَغَاتِ الشَّیْطَانِ ؛	9	اور وہ شیطانی وسوسوں میں سے شیطان کا ایک وسوسہ تھی؛
لَایَثْبُتُ بِهَا نَسَبٌ ؛	10	جس سے نہ تو نسب ہی ثابت ہوسکتا ہے؛
وَلَا یُسْتَحَقُّ بِهَااِرْثٌ ؛	11	اور نہ اُس بات سے وارث ہی قرار پاتا ہے؛

وَالْمُتَعَلِّقُ بِهَا كَالْوَاغِلِ ؛	12	اور اُس بات سے متعلق شخص ایسا ہے جیسے شراب خواری کی محفل میں بن بلائے آنے والا کہ اُسے دھکے مار کر نکال دیا جاتا ہے؛
الْمُدَفَّعِ ؛ وَالنَّوْطِ الْمُذَبْذَبِ ؛	13	یا گھوڑے کی زین پر لٹکنے والے پیالے کی طرح جو ادھر سے اُدھر ٹکراتا رہتا ہے۔

تشریح:۔ حضرت علی علیہ السلام نے ابوسفیان کی جس بات کا ذکر فرمایا ہے وہ یہ تھی کہ زیاد نے عمر بن خطاب کے زمانہ میں ایک نہایت موثر تقریر کی تھی جس پر حضرت عمر نے اور دیگر لیڈروں نے بڑی تعریف کی تھی۔ اور ابوسفیان نے کہا تھا کہ زیاد میرے نطفے سے ہے۔ چنانچہ جب زیاد نے حضرت علیؑ کا یہ خط (44) پڑھا تو کہا کہ ''یہ خط ابوسفیان کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔'' یعنی زیاد کو اس خط سے یقین ہو گیا کہ وہ ابوسفیان ہی کا نطفہ اور بیٹا ہے۔ وہ عورت جس سے زیاد پیدا ہوا تھا اُس کا نام سمیہ تھا جو حارث بن کلدہ کی بدچلن عورت تھی جو کھل کر پیشہ کرتی تھی اور دن رات لوگ اپنی جنسی ضرورت پوری کرنے کے لئے اُس کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور یہ ایک حقیقت تھی کہ ابوسفیان نے بھی اُس سے اپنا مُنہ کالا کیا تھا۔ لیکن یہ پتہ چلانا ممکن نہ تھا کہ زیاد ابوسفیان ہی کا نطفہ تھا۔ بہرحال معاویہ نے اپنے چاروں طرف عرب کے دانشوروں کا حلقہ جمع کر لیا تھا اور اس حلقہ میں زیاد کی تھی لہٰذا معاویہ نے اس پرانی گفتگو پر بنیاد رکھ کر زیاد کو اپنا بھائی بنانے کا منصوبہ بنایا اور رفتہ رفتہ زیاد کو بھی راضی کر لیا اور اعلان کر دیا کہ زیاد معاویہ کا حقیقی بھائی اور ابوسفیان کا بیٹا ہے۔ گو معاویہ کے بعد یہ بھائی چارہ غلط ثابت ہو گیا تھا۔

(نمبر 45) خط

اِلٰى عُثْمَانَ ابْنِ حُنَيْفِ الْاَنْصَارِيِّ وَهُوَ عَامِلُهٗ عَلَى الْبَصْرَةِ وَقَدْ بَلَغَهٗ اَنَّهٗ دُعِيَ اِلٰى وَلِيْمَةِ قَوْمٍ مِنْ اَهْلِهَا فَمَضٰى اِلَيْهَا ''جب علی علیہ السلام کو یہ اطلاع ہوئی کہ بصرہ کا گورنر جناب عثمانؓ ابن حنیف کو بصرہ کی ایک قوم نے ولیمہ کی دعوت میں مدعو کیا تھا اور انہوں نے شرکت کی تو انہیں یہ خط لکھا تھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

اَمَّابَعْدُ يَاابْنَ حُنَيْفٍ فَقَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَجُلاً مِّنْ فِتْيَةِ اَهْلِ الْبَصْرَةِ دَعَاكَ اِلٰى مَاْدُبَةٍ فَاَسْرَعْتَ اِلَيْهَا ؛	1	بعد از حمد و ثنائے خدا و رسولؐ واضح ہو کہ اے ابن حُنَیف مجھے معلوم ہوا ہے کہ بصرے کے جوانوں میں سے ایک جوان نے تمہیں ایک تقریب میں کھانے پر دعوت دی تو تم بڑی عجلت سے لپکتے ہوئے پہنچے؛
تُسْتَطَابُ لَكَ الْاَلْوَانُ ؛	2	جہاں تمہارے سامنے ہر رنگ کے نفیس کھانے پیش کئے جا رہے تھے؛
وَتُنْقَلُ اِلَيْكَ الْجِفَانُ ؛	3	اور بڑی بڑی پلیٹیں طرح طرح کے کھانوں سے بھری ہوئی تمہاری طرف بڑھائی جا رہی تھیں؛
وَمَا ظَنَنْتُ اَنَّكَ تُجِيْبُ اِلٰى طَعَامِ قَوْمٍ عَائِلُهُمْ مَجْفُوٌّ ؛	4	مجھے یہ توقع نہ تھی کہ تم ایک ایسی قوم کی دعوت قبول کرو گے جو غرباء اور فقراء کو دھتکارتی ہو؛
وَغَنِيُّهُمْ مَدْعُوٌّ ؛	5	اور غنی و دولت مندوں کو دعوت میں مدعو کرتی ہو؛
فَانْظُرْ اِلٰى مَاتَقْضِمُهٗ مِنْ هٰذَا الْمَقْضَمِ ؛	6	چنانچہ تم جن نعمتوں کو چباتے ہو اُن پر غور کر لیا کرو؛

عربی	نمبر	ترجمہ
فَمَا اشْتَبَهَ عَلَيْكَ عِلْمُهُ فَالْفِظْهُ ؛	7	اور جس لقمے پر تمہاری معلومات میں شبہ ہوا سے چھوڑ دیا کرو؛
وَمَا اَيْقَنْتَ بِطِيْبِ وَجْهِهٖ فَنَلْ مِنْهُ ؛	8	اور جس کھانے کے پاکیزہ اور حلال ہونے کا تمہیں یقین حاصل ہوا کرے اُسے کھالیا کرو؛
اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَامُوْمٍ اِمَامًا يَقْتَدِیْ بِهٖ ؛	9	آگاہ ہوجاؤ کہ ہر ماموم کا ایک امامؑ ہوتا ہے جس کی وہ شخص پیروی کرتا ہے؛
وَيَسْتَضِیْءُ بِنُوْرِ عِلْمِهٖ ؛	10	اور جس کے علم کی روشنی سے وہ نور حاصل کرتا ہے؛
اَلَا وَاِنَّ اِمَامَكُمْ قَدِ اكْتَفٰی مِنْ دُنْيَاهُ بِطِمْرَيْهِ ؛	11	خبردار ہو کر نوٹ کرو کہ تمہارے امامؑ نے دُنیا کے تمام سامان میں سے دو چادروں پر اکتفا کرلیا ہے؛
وَمِنْ طُعْمِهٖ بِقُرْصَيْهِ ؛	12	اور کھانے والی نعمتوں میں سے صرف (جو کی) دو روٹیوں پر گذارا کرنا طے کر رکھا ہے؛
اَلَا وَاِنَّكُمْ لَا تَقْدِرُوْنَ عَلٰی ذٰلِكَ وَلٰكِنْ اَعِيْنُوْنِیْ بِوَرَعٍ وَّاجْتِهَادٍ ؛	13	خبردار اگر تم اپنے امامؑ کے اس طریقے پر مستقل عمل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے ہو ولیکن تم اس سلسلے میں پاک دامنی اور کوشش کرکے تو میری مدد کر ہی سکتے ہو؛
وَّعِفَّةٍ وَّسَدَادٍ ؛	14	اور نیک چلنی اور خوش کرداری میں تو پیروی کرتے رہو؛
فَوَاللّٰهِ مَا كَنَزْتُ مِنْ دُنْيَاكُمْ تِبْرًا ؛	15	چنانچہ میں نے تمہاری اس دنیا سے سونا چاندی سمیٹ کر ذخیرہ نہیں کیا ہے؛
وَّ لَا ادَّخَرْتُ مِنْ غَنَائِمِهَا وَفْرًا ؛	16	اور نہ اس کی نعمتوں میں سے بہت سی دولت کا ذخیرہ کیا ہے؛
وَّ لَا اَعْدَدْتُ لِبَالِیْ ثَوْبِیْ طِمْرًا ؛	17	اور میں یہ جو پُرانے کپڑے پہنے ہوئے ہوں اِن کے علاوہ میرے پاس نہ نئے کپڑے ہیں نہ پرانے؛
بَلٰی كَانَتْ فِیْ اَيْدِيْنَا فَدَكٌ مِنْ كُلِّ مَا اَظَلَّتْهُ السَّمَآءُ ؛	18	البتہ اس آسمان کے سایہ کے نیچے جتنی چیزیں آتی ہیں ان میں سے ہمارے قبضے میں ایک فدک ہی رہ گیا تھا،
فَشَحَّتْ عَلَيْهَا نُفُوْسُ قَوْمٍ ؛	19	چنانچہ ایک قوم کو اس پر بھی بخل اور تنگدلی نے گھیر لیا تھا؛
وَسَخَتْ عَنْهَا نُفُوْسُ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ؛	20	اور دوسری قوم نے اس کے چھین لئے جانے پر غصہ کے سوا اور کوئی پرواہ نہ کی تھی،
وَنِعْمَ الْحَكَمُ اللّٰهُ ؛	21	اور اس غصب و نہب کا بہترین فیصلہ کرنے والا اللہ ہے۔
وَمَا اَصْنَعُ بِفَدَكٍ وَغَيْرِ فَدَكٍ وَالنَّفْسُ مَظَآنُّهَا فِیْ غَدٍ جَدَثٌ ؟	22	اور میں فدک ہو یا فدک کے علاوہ کوئی اور جائیداد ہو اُسے لے کر کرتا ہی کیا؟ جب کہ انسان کی منزل کل کو قبر میں جانا طے شدہ بات ہے؛
تَنْقَطِعُ فِیْ ظُلْمَتِهٖ اٰثَارُهَا ؛	23	جہاں قبر کے اندھیرے میں آدمی کے سارے نشانات مٹ جائیں گے؛
وَتَغِيْبُ اَخْبَارُهَا ؛	24	اور اس کی خبریں بھی ختم ہو کر رہ جائیں گی؛
وَحُفْرَةٌ لَّوْ زِيْدَ فِیْ فُسْحَتِهَا ؛	25	وہ تو ایک ایسا گڑھا ہے کہ اگر اسکو کشادہ بھی کردیا جائے،
وَاَوْسَعَتْ يَدَا حَافِرِهَا لَاَضْغَطَهَا الْحَجَرُ وَالْمَدَرُ ؛	26	اور قبریں کھودنے والوں کے ہاتھ برابر اُسے کشادہ کرتے بھی رہیں تب بھی پتھر اور کنکر گر کر اُسے تنگ کردیں گے؛

وَسَدَّ فُرَجَها التُّرَابُ الْمُتَراكِمُ ؛	27	اور لگاتار گرتے رہنے والی مٹی قبر کی دراڑیں تک بند کر دے گی ؛
وَاِنَّما هِیَ نَفْسِیْ اَرُوْضُهَا بِالتَّقْوٰی لِتَاْتِیَ اٰمِنَةً یَوْمَ الْخَوْفِ الْاَكْبَرِ ؛	28	اور مجھے تو اس کے سوا اور کوئی لگن ہے ہی نہیں کہ تقوائے خداوندی کی مدد سے اپنے نفس کو بے قابو نہ ہونے دوں تا کہ وہ خوف کے سب سے بڑے دن امن میں رہے۔اور خوف و دہشت سے اُسے سابقہ نہ پڑے؛
تَثْبُتَ عَلٰی جَوَانِبِ الْمَزْلَقِ ؛	29	اور اُن جگہوں پر ثابت قدم رہے جہاں پیر پھسل جاتے ہیں؛
وَلَوْ شِئْتُ لَاهْتَدَیْتُ الطَّرِیْقَ اِلٰی مُصَفّٰی هٰذَا الْعَسَلِ ؛	30	اور اگر میں نے چاہا ہوتا تو وہ راستہ نکال لیتا کہ مجھے صاف شہد ملتا رہتا،
وَلُبَابِ هٰذَا الْقَمْحِ ؛	31	اور گندم کے نشاستہ کی روٹی فراہم ہوتی رہتی،
وَنَسَائِجِ هٰذَا الْقَزِّ ؛	32	اور ریشمین کپڑے موجود رہتے،
وَلٰكِنْ هَیْهَاتَ اَنْ یَّغْلِبَنِیْ هَوَایَ ؛	33	ولیکن افسوس کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ میری خواہشیں مجھے مغلوب کر سکیں،
وَیَقُوْدَنِیْ جَشَعِیْ اِلٰی تَخَیُّرِ الْاَطْعِمَةِ وَلَعَلَّ بِالْحِجَازِ اَوِ الْیَمَامَةِ مَنْ لَا طَمَعَ لَهٗ فِی الْقُرْصِ ؛	34	اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ مجھ پر میری حرص عمدہ اور لذیذ کھانوں کی فراہمی کا دباؤ ڈال سکے جب کہ حجاز اور یمامہ میں شاید ایسے لوگ موجود ہوں جنہیں ایک روٹی ملنے کی اُمید بھی نہ ہو؛
وَ لَا عَهْدَ لَهٗ بِالشِّبَعِ ؛	35	اور یہ مادی وعدہ ہی اُن کے لئے نہ ہو کہ پیٹ بھر کھانے کو ملے گا؛
اَوْ اَبِیْتَ مِبْطَانًا وَّحَوْلِیْ بُطُوْنٌ غَرْثٰی ؛	36	یا یہ کہ میں پیٹ بھر کر سوتا رہوں اور میرے چاروں طرف بھوکے پیاسے لوگ تڑپ تڑپ کر رات گذار رہے ہوں؛
وَاَكْبَادٌ حَرّٰی ؛	37	اور بھوک سے اُن کے جگر جل رہے ہوں؛
اَوْ اَكُوْنَ كَمَا قَالَ قَائِلٌ :	38	یا میں ویسا ہی بن جاؤں جیسا کہ ایک کہنے والے نے نقشہ کھینچا ہے کہ:
وَحَسْبُكَ دَاءً اَنْ تَبِیْتَ بِبِطْنَةٍ ☆ وَحَوْلَكَ اَكْبَادٌ تَحِنُّ اِلَی الْقِدِّ !	39	۔”تجھے تیری یہ بیماری زیب دیتی ہے کہ تو پیٹ بھر کر بے غل وغش سوتا رہتا ہے اور تیرے گرد ایسے جگر بھوک سے تڑپ رہے ہوں جنہیں سوکھا چمڑا اُبال کر پینے کو نہ ملتا ہو !
اَ اَقْنَعُ مِنْ نَفْسِیْ بِاَنْ یُّقَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ لَا اُشَارِكُهُمْ فِیْ مَكَارِهِ الدَّهْرِ ؟	40	کیا میں اس حالت پر قناعت کرلوں کہ لوگ مجھے امیر المومنین کہتے رہیں اور میں اُن کی تکلیفوں میں اور زمانہ کی ناگواریوں میں شرکت سے باز رہوں؟
اَوْ اَكُوْنَ اُسْوَةً لَّهُمْ فِیْ جُشُوْبَةِ الْعَیْشِ ؛	41	اور زندگی کی تلخیوں میں اُن کے لئے نمونہ نہ بنوں؟
فَمَا خُلِقْتُ لِیَشْغَلَنِیْ اَكْلُ الطَّیِّبَاتِ كَالْبَهِیْمَةِ الْمَرْبُوْطَةِ هَمُّهَا عَلَفُهَا ؛	42	مجھے اس لئے پیدا نہیں کیا گیا ہے کہ اچھے اچھے کھانوں کی فکر و تلاش میں لگا رہوں اور اُس بندھے ہوئے چوپائے کی مانند ہو جاؤں جسے اپنے چارے ہی کی فکر رہتی ہے؛
اَوِ الْمُرْسَلَةِ شُغُلُهَا تَقَمُّمُهَا ؛	43	یا اُس آوارہ پھرنے والے چوپائے کی طرح ہو جاؤں جو چاروں طرف منہ مارتا پھرتا ہے؛
تَكْتَرِشُ مِنْ اَعْلَافِهَا ؛	44	اور جو کچھ ملتا ہے اپنا پیٹ بھر لیتا ہے؛

وَتَلْهُوَ عَمَّا يُرَادُبِهَا ؛	45	اور اُس مقصد سے غافل رہتا ہے جو اُس کے پالنے اور آزاد چھوڑنے کا تھا؛
اَوْ اُتْرَكَ سُدًى ؛	46	کیا میں بھی بلا مقصد آزاد چھوڑ دیا گیا ہوں؟
اَوْ اُهْمَلَ عَابِثًا ؛	47	یا بے معنی اور فضول پیدا کیا گیا ہوں؟
اَوْ اَجُرَّ حَبْلَ الضَّلَالَةِ ؛	48	تاکہ میں گم کرنے والی رسیوں اور راہوں میں اُلجھتا رہوں؟
اَوْ اَعْتَسِفَ طَرِيْقَ الْمَتَاهَةِ ؛	49	اور بھٹکتے اور بہکتے رہنے کے مقامات میں منہ اُٹھائے پھرتا رہوں؟
وَكَاَنِّيْ بِقَائِلِكُمْ يَقُوْلُ :	50	اور میں وہ بھی جانتا ہوں جو تم میں سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ:
اِذَا كَانَ هٰذَا قُوْتَ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَدْ قَعَدَبِهِ الضَّعْفُ عَنْ قِتَالِ الْاَقْرَانِ وَمُنَازَلَةِ الشُّجْعَانِ ؟	51	اگر کھانے پینے میں اسی گھٹیا درجہ کی کمزور کر دینے والی خوراک پر علیؑ ابن ابیطالبؑ نے انحصار رکھا تو کمزوری اور ناتوانی انہیں اپنے بہادر حریفوں سے جنگ کرنے سے روک دے گی؛
اَلَا وَاِنَّ الشَّجَرَةَ الْبَرِّيَّةَ اَصْلَبُ عُوْدًا ؛	52	مگر خبردار ہو کر غور کرو کہ جنگل کی لکڑی مضبوط ہوا کرتی ہے؛
وَالرَّوَائِعَ الْخَضِرَةَ اَرَقُّ جُلُوْدًا ؛	53	اور تر و تازہ درختوں کی چھال اور لکڑی کمزور اور نرم ہوا کرتی ہے؛
وَالنَّبَاتَاتُ الْبَدَوِيَّةُ اَقْوٰى وُقُوْدًا ؛ وَاَبْطَاءُ خُمُوْدًا ؛	54	اور صحرائی جھاڑیوں کا ایندھن زیادہ قوت سے دھکتا اور بھڑکتا ہے اور بہت دیر میں بجھتا اور ختم ہوتا ہے؛
وَاَنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَالصِّنْوِمِنَ الصِّنْوِ وَالذِّرَائِعُ مِنَ الْعَضُدِ ؛	55	اور میں تو رسولؐ اللہ سے وہی نسبت رکھتا ہوں جو ایک ہی جڑ سے نکلنے والی دو شاخوں کو ایک دوسری سے ہوتی ہے۔ اور جو تعلق کلائی کو بازو سے ہوا کرتا ہے؛
وَاللّٰهِ لَوْتَظَاهَرَتِ الْعَرَبُ عَلٰى قِتَالِيْ لَمَا وَلَّيْتُ عَنْهَا ؛	56	اور خدا کی قسم اگر سارا عرب جمع ہو کر مجھ اکیلے سے جنگ کرے تب بھی میں انہیں ولایت قائم نہ کرنے دوں گا۔
وَلَوْ اَمْكَنَتِ الْفُرَصُ مِنْ رِّقَابِهَا لَسَارَعْتُ اِلَيْهَا ؛	57	اور اگر مجھے فرصت نے موقع دیا تو اُن کی گردنیں پکڑنے کے لئے بہت پھرتی سے آگے بڑھوں گا؛
وَسَاَجْهَدُ فِيْ اَنْ اُطَهِّرَ الْاَرْضَ مِنْ هٰذَا الشَّخْصِ الْمَعْكُوْسِ وَالْجِسْمِ الْمَرْكُوْسِ ؛	58	اور اپنی انتہائی کوشش کروں گا کہ اِس زمین کو اُس الٹی کھوپڑی والے مکروہ المنظر شخص سے پاک کر دوں؛
حَتّٰى تَخْرُجَ الْمَدَرَةُ مِنْ بَيْنِ حَبِّ الْحَصِيْدِ ،	59	تاکہ فصل کے غلے میں سے کنکریاں اور پتھریاں نکل کر صاف اناج باقی رہ جائے؛
اِلَيْكِ عَنِّيْ يَادُنْيَا	60	اَے دُنیا تو مجھ سے مایوس ہو جا؛
فَحَبْلُكِ عَلٰى غَارِبِكِ ؛		میں نے تیرے جال کی باگ تیرے ہی کاندھے پر ڈال دی ہے؛
قَدِانْسَلَلْتُ مِنْ مَّخَالِبِكِ ؛	61	میں یقیناً تیرے پنجوں سے باہر ہوں؛
وَاَفْلَتُّ مِنْ حِبَائِلِكِ ؛	62	اور میں تیرے جال سے باہر نکلا ہوا ہوں؛
وَاجْتَنَبْتُ لذَّهَابَ فِيْ مَدَاحِضِكِ ؛	63	اور میں نے تیرے پھسلانے والے اور ڈگمگا دینے والے تمام مقامات سے اجتناب کر رکھا ہے؛

اَیْنَ الْقُرُوْنُ الَّذِیْنَ غَرَرْتِهِمْ بِمَدَا عِبکِ ؟	64	کہاں ہیں وہ صدیاں اور اُن صدیوں کے وہ لوگ جنہیں تو نے کھیلتے کھیلتے کھیل تماشوں سے دھوکہ دیا تھا؟
اَیْنَ الْاُمَمُ الَّذِیْنَ فَتَنْتِهِمْ بِزَخَارِفِکِ ؟	65	کہاں ہیں وہ اُمتیں جنہیں تو نے زر و جواہر و آرائشوں سے فتنوں میں مبتلا کئے رکھا؟
هَاهُمْ رَهَائِنُ الْقُبُوْرِ وَمَضَامِیْنُ اللُّحُوْدِ ؟	66	ہاں ہاں وہ سب قبروں کے ھاتھ میں رہن پڑے ہیں۔ اور قبر کی لحدوں کے مضمون بن کر رہ گئے ہیں؛
واللّٰهِ لَوْ كُنْتِ شَخْصًا ؛	67	اگر اے دنیا تو ایک دکھائی دینے والا شخص ہوتی،
مَّرْئِیًّا ؛ وَّقَالِبًا حِسِّیًّا ؛	68	اور ایک محسوس و قابل گرفت بدن رکھتی؛
لَاَقَمْتُ عَلَیْکِ حُدُوْدَ اللّٰهِ فِیْ عِبَادٍ غَرَرْتِهِمْ بِالْاَمَانِیِّ ؛	69	تو میں تجھ پر اللہ کی طرف سے مقرر کردہ تمام حدود و سزائیں نافذ کرتا اللہ کے اُن بندوں کی وجہ سے جنہیں تو نے تمنائیں بھڑکا کر دھوکہ دیا ہے؛
وَاُمَمٍ اَلْقَیْتِهِمْ فِی الْمَهَاوِیْ ؛	70	اور اُن اُمتوں کا انتقام لیتا جن کو تو نے ہلاکت کے غاروں میں گرایا؛
وَمُلُوْکٍ اَسْلَمْتِهِمْ اِلَی التَّلَفِ ؛	71	اور اُن بادشاہوں کیلئے تجھے سزا دیتا جنہیں تو نے تباہیوں سے دوچار کیا؛
وَاَوْرَدْتِهِمْ مَوَارِدَ الْبَلَاءِ ؛	72	اور اُنہیں بلاؤں کے ایسے گھاٹ پر لا کر اُتار دیا کہ،
اِذْلَا وِرْدَ وَلَا صَدَرَ ؛	73	جہاں نہ کوئی اور آ کر اُترے گا اور نہ کوئی وہاں سے نکل کر جاسکے گا۔
هَیْهَاتَ مَنْ وَّطِئَ دَحْضَکِ زَلِقَ ؛	74	افسوس ہے کہ جو کوئی بھی تیرے پھسلانے والی زمین پر پیر رکھے گا وہ ضرور پھسلے گا؛
وَمَنْ رَّکِبَ لُجَجَکِ غَرِقَ ؛	75	اور جو کوئی تیری موجوں پر سوار ہوگا وہ ضرور غرق ہوگا؛
وَمَنْ ازْوَرَّعَنْ حِبَالِکِ وُفِّقَ ؛	76	اور جو کوئی تیرے جال کی رسیوں سے بچ کر رہے گا وہ ہدایت کی توفیق پائیگا؛
وَالسَّالِمُ مِنْکِ لَایُبَالِیْ اِنْ ضَاقَ بِهٖ مُنَاخُهُ ؛	77	اور تجھ سے محفوظ رہ جانے والا اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ اُس پر دنیا کی تمام وسعتیں تنگ اور بند ہو جائیں؛
وَالدُّنْیَا عِنْدَهٗ کَیَوْمٍ حَانَ انْسِلَاخُهُ ؛	78	اور اس کے نزدیک دنیا کا قیام ایک ایسے دن کے برابر ہے جو ختم ہونے والا ہو؛
اَعْزُبِیْ عَنِّیْ فَوَاللّٰهِ لَااَذِلُّ لَکِ فَتَسْتَذِلِّیْنِیْ ؛	79	تو مجھ سے دور اور غائب ہو جا بخدا میں تیرے ہاتھ آنے والا نہیں ہوں کہ تو مجھے ذلتوں میں اُتار سکے؛
وَلَا اَسْلَسُ لَکِ فَتَقُوْدِیْنِیْ ؛	80	اور نہ ہی میں تیرے لئے اپنی لگام ڈھیلی چھوڑوں گا کہ تو مجھے جدھر چاہے ہانک لے جائے؛
وَایْمُ اللّٰهِ ۔ یَمِیْنًا اَسْتَثْنِیْ فِیْهَا بِمَشِیْئَةِ اللّٰهِ ۔ لَا رُوْضَنَّ نَفْسِیْ رِیَاضَةً تَهِشُّ مَعَهَا اِلَی الْقُرْصِ اِذَا قَدَرْتُ عَلَیْهِ مَطْعُوْمًا ؛	81	اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں ایسی قسم جس میں اللہ کی مشیت کے سوا اور کوئی چیز مستثنیٰ نہیں ہے کہ میں اپنے آپ کو ایسا سدھاؤں گا کہ وہ کھانے میں ایک روٹی کے ملنے پر خوش ہو جایا کرے،

وَتَقْنَعُ بِالْمِلْحِ مَادُوْمًا ؛	82	اور اِس کے ساتھ ہی سالن کی جگہ نمک پر قناعت کرلیا کرے ؛
وَلَا دَعَنَّ مُقْلَتِیْ کَعَیْنِ مَاءٍ نَضَبَ مَعِیْنُهَا ؛	83	اور اپنی آنکھوں کے پانی کا ذخیرہ اس طرح خالی کردوں گا جس طرح وہ چشمہ سوکھا رہتا ہے جس کا پانی تہہ نشین ہو چکا ہو؛
مُسْتَفْرَغَةً دُمُوْعُهَا ؛	84	اور آنکھیں آنسوؤں سے فارغ ہو چکی ہوں ؛
اَتَمْتَلِئُ السَّائِمَةُ مِنْ رَّعْیِهَا فَتَبْرُکَ ؛	85	چرنے والے مویشی پیٹ بھرنے کے بعد پہلو کے بل بیٹھ جاتے ہیں ؛
وَتَشْبَعُ الرَّبِیْضَةُ مِنْ عُشْبِهَا فَتَرْبِضَ ؛	86	اور بھیڑ بکریاں اپنا پیٹ بھر کر اپنی آرام گاہ کی طرف روانہ ہو جاتی ہیں ؛
وَیَاْکُلُ عَلِیٌّ مِنْ زَادِهٖ فَیَهْجَعُ ؟	87	کیا علیؑ بھی اُن ہی جانوروں کی طرح اپنا کھانا کھا کر سو جایا کرے؟
قَرَّتْ اِذًا عَیْنُهٗ اِذَا اقْتَدٰی بَعْدَ السِّنِیْنَ الْمُتَطَاوِلَةِ بِالْبَهِیْمَةِ الْهَامِلَةِ ؛ وَالسَّائِمَةِ الْمَرْعِیَّةِ ؛	88	ایسی صورت میں کیا اُس کی آنکھیں ٹھنڈی (اندھی) ہو جائیں گی کہ برسہا برس دینداری کی طویل مدت گذار کر بھی وہ چوپایوں اور چرندہ جانوروں کی پیروی کرنے میں مصروف ہو گیا ہے؛
طُوْبٰی لِنَفْسٍ اَدَّتْ اِلٰی رَبِّهَا فَرْضَهَا ؛	89	قابل مبارکباد ہے وہ شخص جو اپنے پروردگار کے فرائض ادا کرتا رہتا ہے؛
وَعَرَکَتْ بِجَنْبِهَا بُؤْسَهَا؛	90	سختی اور مصیبت پر صبر سے دن گذارتا ہے؛
وَهَجَرَتْ فِی اللَّیْلِ غُمْضَهَا ؛	91	اور رات کو نیند اور آرام سے ہجرت کرلی ہے اور آنکھوں کو بیدار رکھتا ہے؛
حَتّٰی اِذَاغَلَبَ الْکَرٰی عَلَیْهَا افْتَرَشَتْ اَرْضَهَا ؛	92	یہاں تک کہ جب نینداس پر غلبہ کرتی ہے تو زمین کو بچھونا،
وَتَوَسَّدَتْ کَفَّهَا ؛	93	اور ہاتھ کو سر کا تکیہ بنالیتا ہے۔
فِیْ مَعْشَرٍ اَسْهَرَ عُیُوْنَهُمْ خَوْفُ مَعَادِهِمْ ؛	94	وہ ایسے گروہ میں رہتا ہے کہ جسے قیامت میں حاضری کا خوف بیدار رکھتا ہے اور آنکھیں جاگتی رہتی ہیں۔
وَتَجَافَتْ عَنْ مَضَاجِعِهِمْ جُنُوْبُهُمْ ؛	95	اور اُن کے پہلوؤں کو اُن کی خوابگاہوں سے دور کر رکھا ہے۔
وَهَمْهَمَتْ بِذِکْرِ رَبِّهِمْ شِفَاهُهُمْ ؛	96	اور اپنے پروردگار کے ذکر میں اُن کے ہونٹ مصروف رہا کرتے ہیں۔
وَتَقَشَّعَتْ بِطُوْلِ اسْتِغْفَارِهِمْ ذُنُوْبُهُمْ (اُولٰئِکَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ مجادلہ 58/22)	97	اور مغفرت کی دعاؤں کی کثرت سے اُن کے گناہ گرتے چلے گئے ہیں (وہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں اور ہوشیار ہو جاؤ کہ اللہ کا گروہ ہی فلاح یافتہ ہے۔ مجادلہ 58/22)
فَاتَّقِ اللّٰهَ یَاابْنَ حُنَیْفٍ وَلْتَکْفِکَ اَقْرَاصُکَ لِیَکُوْنَ مِنَ النَّارِ خَلَاصُکَ ۔	98	اے ابن حُنیف اللہ کا تقویٰ اختیار کر اور اپنے پاس کی روٹیوں پر قناعت کرتا کہ تو جہنم کی آگ سے چھٹکارہ پاسکے۔''

تشریح:۔ یہ خط جہاں بہت سے مسائل کا جواب ہے وہیں حضرت علی علیہ السلام کی زندگی کا پورا نقشہ پیش کرتا ہے اور اپنی حقیقی اور مکمل تشریح کے لئے ایک ہزار صفحات چاہتا ہے ہم مختصر تشریح کر کے دل کو یوں بہلائیں گے کہ ہم تو حضور علیہ السلام ہی کی زندگی پیش کرتے چلے آتے ہیں اور اسی میں اپنی

زندگی گذار دیں گے اور جب کہ اللہ نے یہ فرما دیا ہے کہ:۔ ''اگر زمینوں کے تمام درخت قلم بن جائیں اور تمام سمندر سیاہی اور دوات بن جائیں جنہیں مزید سات سمندر روشنائی مہیا کریں تب بھی اللہ کے کلمات کی تشریح لکھنے سے ختم نہ ہوگی۔ بلاشبہ اللہ ہی غلبہ والا الحکیم ہے۔ (سورۃ لقمان 31/27) لہٰذا ہماری زندگی بھی کافی نہیں۔ بہرحال خط کی وضاحت تک لکھنا تو کم از کم ہے اور ہم اسی قدر کے لئے ذمہ دار ہیں۔

رؤسا اور اغنیا یا مالدار اور سرمایہ داروں کی وجہ سے دعوت میں شرکت منع ہوگئی

لہٰذا سب سے پہلے یہ دیکھئے کہ جناب عثمان بن حنیف کو ایسی دعوتوں میں شرکت سے منع فرما دیا ہے جو صرف دولتمندوں اور خوش حالوں کے لئے مخصوص ہوں۔ اور جن میں غربا و فقرا اور ضرورتمندوں کو آنے سے روکا جائے۔ لہٰذا ہماری وہ نذر و نیاز جن میں غربا کو شامل نہیں کیا جاتا وہ ناپسندیدہ ہیں۔ اگر ہمیں نذر و نیاز میں نذر کے سامان کی توقیر و طہارت منظور ہے تو تھوڑے سے سامان پر نذر دلائیں اور شرائط کے مطابق خوش عقیدہ اور پاک لوگوں کو الگ سے کھلا دیں لیکن باقی سامان کو عام رکھیں اور غربا کو خصوصاً مدعو کریں۔ شادی بیاہ کی رسومات میں بھی غربا اور مساکین کا خیال رہنا چاہئے اور دھکے دے کر نکال دینا بند ہو جانا چاہئے اور کسی کی دعوت بھی اُسی صورت میں قبول کرنا چاہئے جب یہ یقین ہو کہ وہاں سے غربا کو نہ نکالا جائے گا۔

عثمان بن حنیف کی یہ دعوت یقیناً اُن سے اُن کے عہدے سے ناجائز استفادہ کے لئے تھی

آج تو رشوت دینے کا بہترین طریقہ دعوت ہی ہے۔ وفود اور عہدیداران حکومت کہیں جاتے ہیں یا بلائے جاتے ہیں تو دعوتوں کا سلسلہ عام ہے اور اس کا منشا صرف آؤ بھگت کرنا اور اخلاقی سلوک ہی نہیں ہوتا بلکہ سیاسی استفادہ پہلے نمبر پر ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ ہم نوائی اور ہم خیالی حاصل کرنے کی پوری پوری کوشش کی جاتی ہے اور یہ کچھ ڈھکی چھپی بات نہیں ہوتی بلکہ اخلاقی رسم بن گئی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کا یہ خط اس قسم کی تمام دعوتوں سے روکتا ہے۔ پھر حضورؑ کی باقی گفتگو سے یہ بات بھی واضح ہے کہ دعوت کا کھانا ہو یا کچھ اور صورت ہو ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ دعوت کرنے والا حرام خور تو نہیں ہے یا اُس کے دسترخوان پر حرام چیزیں تو فراہم نہیں کی جارہی ہیں اور یہ کہ کھانا فراہم کرنے کا طریقہ یا پیسہ تو حرام نہیں ہے۔ ہم دیکھتے چلے آرہے ہیں کہ آج کی دعوتوں میں جو چیز قطعاً نظرانداز کر دی گئی ہے وہ یہی حرام و حلال کی بات ہے۔ ہم نے کبھی نہیں سُنا کہ مسلمان وفود نے یا عہدیداران نے کمیونسٹ ممالک میں حلال و حرام کا سوال اُٹھایا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ حرام و حلال کی بات کرنا دقیانوسی اور گئی گذری بات اور رجعت پسندی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ پکے مسلمان ممالک میں ڈبوں میں بند کھانے کا سامان غیر مسلم ممالک سے منگایا جاتا ہے اور بلا تکلف گھروں میں اور ہوٹلوں میں کھایا جاتا ہے اور ہم نے دکھایا ہے کہ بعض ڈبوں پر Hame اور Pork بھی لکھا ہوا ہوتا ہے اور خالی ڈبے کوڑے کے ڈرم میں پڑے ہوئے آپ کو ہوٹل کے باہر مل جاتے ہیں۔ یہ حال آپ کو اُن مسلمان ممالک میں ملے گا جو مقطّع داڑھیاں رکھے ہوئے تسبیح بدست عبا قبا بردوش اور عمامہ بر سر ملیں گے جو وہاں کا فیشن ہے۔ یعنی رفتہ رفتہ اسلام بھی فیشن میں داخل ہو گیا ہے اور وہ لوگ تم پاکستانیوں یا ہندوستانیوں کو بڑی حقارت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے ملیں گے۔ ویسے وہاں یا علیؑ اور یا رسول کہنا بدعت ہے۔ اور یہ صرف اس لئے کہ اِن دونوں نے اُن پر بڑی سختیاں کی تھیں۔ یہ ہر وقت حلال و حرام اور طیب و خبیث کی روک ٹوک جاری رکھتے تھے۔ اُن کی ساری آزادیاں چھین کر اللہ کے حوالے کر دی تھیں۔ اور رسولؐ کی زندگی تک یہ لوگ آزادی کو ترستے رہے۔ اور انتقالِ رسولؐ کے بعد خوشیاں منائیں اور آج تک عید میلاد النبیؐ کے نام سے اُن کے انتقال کے سوگ میں خوشیاں مناتے ہیں۔ یہاں حرام و حلال سے متعلق ڈاکٹر طٰہٰ حسین کے چند جملے سُن لیں تو عنوان بدل دیں۔ لکھا ہے کہ:۔

''مختصر یہ کہ ولید ایک عام قریشی فرد تھا۔ بظاہر مسلمان تھا۔ ساتھ ہی اپنے جملہ جاہلی خصائل کا بھی پابند تھا۔ اُس (عثمانی) دور میں وہی پہلا

شخص نہ تھا جو شراب نوشی کر رہا تھا۔ بلکہ اُس جیسے اور بہت سے تھے جن کی زبانیں مسلمان ہو چکی تھیں مگر دل پُر خلوص ایمان نہ لائے تھے بلکہ کفر و ایمان کے مابین مذبذب تھے۔ اکیلا ولید ہی نہ تھا جو پوشیدہ طور عشرت کوشی تماشا پسندی اور ہنسی مذاق کا دلدادہ تھا بلکہ اُس جیسے اور بہت تھے۔" (فتنۃ الکبریٰ صفحہ 213)۔ بہر حال قریش اور عربوں نے اپنی آزادی ہی کے لئے اپنی حکومت بنائی تھی اور سمجھ بوجھ کر حضرت علی علیہ السلام کو حکومت سے دُور تر کر دیا تھا ورنہ انہیں یہ اپیل بہت شرمندہ کرتی۔

سب کے لئے عموماً اور شیعوں کے لئے خصوصاً شرمندہ کرنے والی علیؑ کی اپیل

حضرت علی علیہ السلام نے اپنی خوراک اور پوشاک کی تفصیل بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ:۔"اگر تم دو چادروں اور دو روٹیوں پر گزارہ نہیں کر سکتے ہو تو کم سے کم پاک دامن رہ کر اور نیک چلنی اور خوش کرداری کی کوشش کر کے تو میری مدد کر سکتے ہو۔" (جملہ نمبر 11 تا 14)

یہ اپیل اُس زمانے میں کی گئی تھی جس زمانہ کے پیروان مرتضویؑ آپ کی نظروں میں بڑے متقی اور پرہیزگار ہوں گے۔ مگر سُن لو کہ وہ اس اپیل کی رُو سے کیسے لوگ ہو سکتے تھے؟ بہر حال قارئین یہ جملے (9 تا 17) دل پر ہاتھ اور اپنے حالات اور رویے پر نظر رکھ کر پڑھیں اور بتائیں کہ اگر وہ عہد مرتضویؑ میں ہوتے تو اُنؑ کے کہاں تک مددگار ہوتے؟ اور جس نظام کو حضرت علی علیہ السلام پہلی ہجرت سے قائم کئے ہوئے تھے اس میں کہاں تک ہاتھ بٹاتے؟ بھوکے اور نیم برہنہ لوگوں کو دونوں وقت کا کھانا فراہم کرنا تن ڈھکنے کے لئے کپڑے فراہم کرنا کیسے ممکن ہوتا اگر حضرت علی علیہ السلام نے آپ والی زندگی اختیار کر لی ہوتی؟ ہم یہ ماننے کو فوراً تیار ہو جاتے اگر حضرت علی علیہ السلام نے یہ فرمایا ہوتا کہ تمہیں دونوں وقت شاندار و لذیذ ترین غذا کھانا چاہئے اور ریشم و زربفت کی پوشاک پہننا چاہئے۔ واقعی ایسا کرنا تمہاری مقدرت سے باہر ہوتا۔ مگر وہ تو یہ فرما رہے ہیں کہ پُرانے کپڑوں کا جوڑا پہنا کرو اور دو روٹیاں نمک سے کھا لیا کرو۔ اگر مسلمان ہو تو خدا کو موجود مانتے ہوئے یہ بتاؤ کہ اس میں تمہیں کیا دِقت ہوگی؟ یہ تو آسان ترین زندگی ہے۔ جس پر میں اور آپ دونوں عمل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اور آج اور اسی وقت سے اس پر عمل کر سکتے ہیں البتہ موڈرن دور کا آدمی ہوتے ہوئے یہ خیال آ سکتا ہے کہ ایسی غذا سے کمزوری پیدا ہو جائے گی وٹامن کی عدم موجودگی جسم و جان کو ضرر پہنچائے گی۔ اس کا جواب بھی حضورؐ نے دے دیا ہے۔ (51 تا 54)

کمزوروں کو طاقتور اور مساکین کو دولت مند بنانے کے لئے فقر و فاقہ ملک عرب کو مغلوب کر سکتا ہے

آپ منبر کی بلندی سے پکار کر چیلنج فرماتے ہیں کہ میں تنہا سارے عرب کو مغلوب کر سکتا ہوں۔ اُن سب کی گردنیں دبوچ سکتا ہوں۔ کمزور کرنے والی خوراک سے سارے عرب کی اجتماعی طاقت حاصل کرنا دینی نسخوں میں سے ایک نسخہ ہے اور اسی پر کہا گیا ہے کہ:۔

؎ سُنا ہے نانِ شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

قورمہ اور تنجن کھانے والے سے ہر گدھا طاقت ور ہوتا ہے قوت اور طاقت کا مدار مرغن اور لذیذ غذاؤں پر نہیں ہے چنانچہ ترقی یافتہ اقوام نے مُرغن اور لذیذ غذاؤں کو ترک کر کے ایسی خوراک تجویز کی ہے جو فطرت اور سادگی سے زیادہ قریب ہیں۔ اور اس پر مزید تحقیقات کی جا رہی ہیں۔ اور مُرغن کھانے صرف پس ماندہ اقوام کیلئے رہ گئے ہیں۔

فدک کے متعلق چند دُکھتے ہوئے جملے، دو الگ قومیں، مستقل استغنا، حضرت ابوبکر عمر کے مخالف خلفاء

حضرت علی علیہ السلام اپنی مالی حالت کا بیان کرتے ہوئے اس خط میں ہمیں بتاتے ہیں کہ ہم سے سب کچھ چھین لینے کے بعد بھی ایک قوم نے ہم سے فدک بھی چھین لیا۔ اور دوسری قوم نے فدک کے چھین لینے پر صرف غم و غصہ کا اظہار تو کیا مگر پہلی قوم سے فدک کی واپسی کے لئے کچھ نہ کیا۔

(18 تا 20) یہاں رک کر قارئین صرف اتنا نوٹ کر لیں کہ جن دو قوموں کا ذکر ہوا ہے۔ایک قوم علیؑ کی دشمن اور محروم کرنے والی ہے اور دوسری قوم پہلی قوم کے اقدامات کو صرف ناپسند کرتی ہے اور یہ قومیں قریش اور انصار ہیں اور حضرت علی علیہ السلام آپ سے اُن دونوں اقوام کی شکایت کر رہے ہیں اور شکایت کا مقصد صاف ظاہر ہے کہ آپ بھی اُن دونوں قوموں سے اپنا کوئی تعلق نہ رکھیں اور یہ بھی سمجھ لیں کہ یہ خط آپؑ نے اپنی حکومت کے زمانے میں اپنے گورنر کو لکھا ہے۔یعنی آپ نے چھینے ہوئے فدک کو واپس نہیں لیا ہے اور نہ واپس لینے کا ارادہ ہے اس لئے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ فدک کو لے کر میں کیا کرتا؟ مجھے فدک کی یا فدک کے علاوہ کسی اور چیز کے لینے کی کیا احتیاج ہے جب کہ کل مجھے قبر میں دفن ہونا ہے (جملہ نمبر 22)۔اس کے بعد حضورؑ نے قبر کے حلات بیان کرنا شروع کر دئے ہیں۔اور فرمادیا ہے کہ فدک وغیرہ کا معاملہ اب خدا کے بہترین فیصلے پر ٹھہرا ہوا ہے (جملہ نمبر 21)۔لہٰذا واضح ہوا کہ نہ فدک واپس اپنی تحویل میں لیا ہے اور نہ لینے کا ارادہ ہے۔یعنی آپؑ کو فدک اور کسی دوسری چیز کی احتیاج نہیں ہے اور اگر احتیاج ہو بھی تو واپس نہیں لینا ہے۔قریش کی اپنی تیار کی ہوئی تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت ابوبکر وعمر کی قائم کردہ حکومت کے خلفا نے حضرت ابوبکر وعمر کی پالیسی کی مخالفت کرتے ہوئے کئی بار فدک کو خاندان مرتضویؑ کو واپس کیا اور حضرت ابوبکر وعمر کی اسکیم بار بار پٹتی رہی۔یہ بھی نوٹ کر لیں کہ علما نے حضرت ابوبکر وعمر کے اس ظلم کو ھلکا کرنے کے لئے فدک کو ایک باغ یعنی باغ فدک بھی لکھا ہے حالانکہ اتنی بڑی جائیداد کا نام ہے جو مدینہ سے لے کر خیبر تک پھیلی ہوئی تھی اور اس میں بہت سے باغات اور زرخیز کاشت ہوتے رہنے والی زمین تھی اور جس سے حکومت کے تمام اخراجات برسہا برس تک عہد عمر تک برداشت کئے گئے تھے اور حضرت عمر نے یہی کہہ کر ابوبکر کو سمجھایا تھا کہ اگر تو نے فدک فاطمہؑ کو دے دیا تو جنگی اور فوجی اور دیگر اخراجات کہاں سے پورے کرو گے۔عثمان نے اپنی حکومت کے زمانے میں فدک اپنے خاندان کو دے دیا تھا۔الغرض حضرت علی علیہ السلام کے سوا تمام قریشی خلفا نے فدک کو اپنی تحویل میں رکھا۔(مزید تفصیلات بیان الامامت کے دیگر خطبات کی تشریح میں دیکھیں)

معاویہ کو اُلٹی کھوپڑی رکھنے والا فرمایا ہے بارِ زمین قرار دیا ہے

چونکہ معاویہ کی تمام پالیسی اور سارے منصوبے حق کے بھی مخالف تھے اور تاریخی حیثیت سے قریشی حکومت کے بھی خلاف تھے۔یعنی وہ حق کی طرفداری کے خلاف اُلٹا باطل کی طرفداری کے لئے کھڑا ہوا تھا۔اس لئے اُسے حق کو شکست دینے کے لئے ہر کام اُلٹا کرنا تھا۔لہٰذا اس کے دماغ میں جو بات بھی آتی تھی وہ اُلٹی آتی تھی یا اُلٹ کی جاتی تھی اور ماشاء اللہ خاندانی اور نسلی اعتبار سے نہایت بدشکل تھا۔اس لئے اُسے الٹی کھوپڑی والا اور بدمنظر بھی فرمایا ہے۔اور یہ ارادہ ظاہر کیا ہے کہ اگر حضور علیہ السلام کو موقع اور فرصت ملی تو زمین کو معاویہ اور معاویہ کے منصوبے سے پاک کر دوں گا تاکہ لوگوں کو کنکریوں اور پتھریوں سے پاک وصاف اناج ملتا رہے (جملہ نمبر 57 تا 59)۔چونکہ حضرت علی علیہ السلام کا یہ ارادہ مشہور ومعروف تھا اِس لئے سازش کرنا اور انہیں دھوکے سے قتل کرانا ضروری ہو گیا تھا۔

مستقل اور ازلی امیرؑ المومنین ہونے کے لئے تمام مصائب وآلام سے محبت لازم ہے

قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی حکومت پر قبضہ کر لیا مسلمانوں کے حکمران بن گئے **خلیفۃ المسلمین** بھی کہلائے اور صدیوں تک امیر المومنین بھی پکارے جاتے رہے۔مگر اُن سب کا مسلمانوں کے حکمراں اور خلیفہ اور امیر المومنین نہ ہونا حضرت علی علیہ السلام کے **مُسلمہ بیانات وعمل** نے ثابت کر دیا ہے۔اس طرح کہ حضرات ابوبکر وعمر سے لے کر کسی نے بھی اپنی زندگی کا وہ معیار نہ بنایا جو حضرت علی علیہ السلام حکمران وخلیفہ اور امیر المومنین کے لئے خود روزِ اوّل سے اختیار کرتے ہیں اور اُسے چھوڑنے کو کسی طرح اور کسی صورت میں تیار نہیں تھے (جملہ نمبر 33 تا 60) اور آپؑ کا یہ روّیہ اور عملدرآمد بعینہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا ہونا چاہئے اس لئے کہ آپؑ ایک جڑ سے نکلنے والی دوشاخیں ہیں اور بازو و کلائی والا تعلق ہے۔ لہٰذا سربراہِ اُمتِ محمدؐیہ کیلئے لازم ہے کہ وہ معیارِ مرتضوی اختیار کرے اور یہ معیار وہی اختیار کرسکتا ہے جسے یہ یقین واطمینان حاصل ہو کہ اُسے وہ تمام نعمتیں، سہولتیں اور آسائشیں بلا شبہ ملنے والی ہیں جن کو میں دنیا میں چھوڑ رہا ہوں۔ جس کو قیامت پر اور اللہ کے تمام وعدوں پر یقین واطمینان اور تجربہ حاصل ہو۔

خط (نمبر46) اِلٰی بَعْضِ عُمَّالِہ: اپنے گورنر کے نام

1۔ رعایا کے ساتھ کیسا سلوک ہونا چاہئے؟ 2۔ مدارات وخوش روئی لوازمات میں سے ہیں۔

3۔ بڑے اور چھوٹے لوگ بے انصافی اور جانبداری سے مایوس رہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

اَمَّابَعۡدُ فَاِنَّکَ مِمَّنۡ اَسۡتَظۡہِرُبِہٖ عَلٰی اِقَامَۃِ الدِّیۡنِ ؛	1	بعد از حمد وثنائے خدا ورسولؐ معلوم کرو کہ تم اُن لوگوں میں سے ایک ہو جن سے میں دین کو قائم کرنے میں مدد لیتا ہوں؛
وَاَقۡمَعُ بِہٖ نَخۡوَۃَ الۡاَثِیۡمِ ؛	2	اور نخرے دار گناہ گاروں کا غرور توڑتا ہوں؛
وَاَسُدُّ بِہٖ لَہَاۃَ الثَّغۡرِ الۡمَخُوۡفِ ؛	3	اور جن سے خطرہ والی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہوں؛
فَاسۡتَعِنۡ بِاللّٰہِ عَلٰی مَااَھَمَّکَ ؛	4	چنانچہ تم پیش آنے والی مُہمّات میں اللہ سے مدد مانگتے رہو؛
وَاخۡلِطِ الشِّدَّۃَ بِضِغۡثٍ مِنَ اللِّیۡنِ ؛	5	رعایا سے سختی کے ساتھ مناسب مقدار میں نرمی ملا کر سلوک کیا کرو؛
وَارۡفُقۡ مَاکَانَ الرِّفۡقُ اَرۡفَقَ؛	6	اور جہاں خالص نرم سلوک اچھا نتیجہ پیدا کرے وہاں نرمی ضروری ہے؛
وَاعۡتَزِمۡ بِالشِّدَّۃِحِیۡنَ لَایُغۡنِیۡ عَنۡکَ اِلَّاالشِّدَّۃُ ؛	7	سخت روّیہ اس حالت میں اختیار کرو جب سختی کئے بغیر کام ہی نہ چلے؛
وَاخۡفِضۡ لِلرَّعِیَّۃِ جَنَاحَکَ ؛	8	ویسے رعیت کے لئے اپنے بازو پھیلائے رہو؛
وَابۡسُطۡ لَہُمۡ وَجۡہَکَ ؛	9	اور اپنے چہرہ کو کھلا اور مسکراتا ہوا رکھو؛
وَاَلِنۡ لَّہُمۡ جَانِبَکَ ؛	10	اور اپنے پہلوؤں کو اُن کے لئے نرم اور کھلا رکھو؛
وَاٰسِ بَیۡنَہُمۡ فِی اللَّحۡظَۃِ وَالنَّظۡرَۃِ وَالۡاِشَارَۃِ وَالتَّحِیَّۃِ ؛	11	نظر بھر کر دیکھنے اور کنکھیوں سے دیکھنے میں اور اشارہ کرنے اور سلام قبول کرنے میں سب کو برابر رکھو؛
حَتّٰی لَایَطۡمَعَ الۡعُظَمَآءُ فِیۡ حَیۡفِکَ	12	یہاں تک کہ بڑے لوگ تمہیں بے راہ کرنے اور ظلم کرانے کی طمع نہ کرنے لگیں؛
وَلَایَیۡاَسَ الضُّعَفَآءُ مِنۡ عَدۡلِکَ وَالسَّلَامُ۔	13	اور کمزور اور چھوٹے لوگ تم سے انصاف اور عدل کرنے سے مایوس نہ ہو جائیں۔ والسلام۔

تشریح:۔ خط کا مضمون بتاتا ہے کہ یہ گورنر نہایت ہی پسندیدہ اور حضور علیہ السلام کا مددگار دوست وبازو ہے مگر جناب رضی رضی اللہ عنہ اس کا نام نہیں لکھتے اور نہ یہ بتاتے ہیں کہ تلاش کے بعد بھی مجھے اس کا نام نہ مل سکا۔ رضیؒ ہی نہیں بلکہ کسی اور نے بھی اس گورنر کا نام نہیں لکھا ہے۔ یہ شعر ہمارے جذبات کی

ترجمانی کرتا ہے کہ:۔ اب کیا رہا جو رقیبوں کا ڈر کریں ہم تو بُروں کی جان کو پہلے ہی رو چکے

یہ تو ماننے کی بات نہیں ہے کہ اُس نیک نہاد اور پسندیدہ گورنر کا نام ظاہر کرنے سے رضی صاحب کو کوئی خطرہ پیش آسکتا تھا اور یہ بھی ماننے کی بات نہیں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے خطبات اور خطوط جمع کرنے والے علما میں سے کسی کو بھی اُس کا نام معلوم نہ ہوسکا ہو۔ البتہ یہ مانا جاسکتا ہے کہ یہ گورنر مخالف محاذ کا انتہائی دشمن رہا ہو اور اس لئے اس کا نام چھپایا گیا ہو مگر اُس کے کام لکھنا اور نام چھپانا قابل تعجب بات ضرور ہے۔ لیکن رضیؒ کا اس سلسلے میں کچھ نہ لکھنا اور بلا کسی تکلیف کے خاموشی سے گذر جانا اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات ہے۔

(نمبر 47) وصیت

وَصِیَّةٌ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ لَمَّا ضَرَبَهُ ابْنُ مُلْجَمٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ

جب ابن ملجم ملعون کے ہاتھ سے زخمی ہوگئے تو امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو وصیت فرمائی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اُوْصِیْکُمَا بِتَقْوَی اللّٰهِ ؛	1	میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقویٰ جاری رکھنا؛
وَاَنْ لَّاتَبْغِیَا الدُّنْیَا وَاِنْ بَغَتْکُمَا ؛	2	اور یہ کہ دُنیا کو پسند نہ کرنا خواہ دُنیا تمہیں پسند ہی کیوں نہ کرے؛
وَلَا تَاْسَفَا عَلٰی شَیْءٍ مِّنْهَا زُوِیَ عَنْکُمَا ؛	3	اور اس دنیا کی کسی ایسی چیز پر افسوس نہ کرنا جو تم سے روک لی جائے؛
وَقُوْلَا بِالْحَقِّ ؛	4	اور جب کہو حق بات کہا کرو؛
وَاعْمَلَا لِلْاَجْرِ ؛	5	اور ہمیشہ ثواب ملنے والا عمل کیا کرنا؛
وَکُوْنَا لِلظَّالِمِ خَصْمًا ؛	6	اور تم ظالموں کے دشمن اور مدمقابل رہنا؛
وَلِلْمَظْلُوْمِ عَوْنًا ؛	7	اور تم مظلوموں کے مددگار رہنا؛
اُوْصِیْکُمَا وَجَمِیْعَ وَلَدِیْ وَاَهْلِیْ وَمَنْ بَلَغَهٗ کِتَابِیْ بِتَقْوَی اللّٰهِ وَنَظْمِ اَمْرِکُمْ ؛	8	میں تمہیں بھی وصیت کرتا ہوں اور اپنے تمام بیٹوں اور اہل و عیال کو اور جسے میری یہ تحریری وصیت پہنچے وصیت کرتا ہوں کہ وہ اللہ کا تقویٰ اختیار کریں اور اپنے دینی نظام کو برقرار رکھیں؛
وَصَلَاحِ ذَاتِ بَیْنِکُمْ ؛	9	اور آپس میں صلاح اور اصلاح جاری رکھیں؛
فَاِنِّیْ سَمِعْتُ جَدَّکُمَا ـ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ یَقُوْلُ : **صَلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ اَفْضَلُ مِنْ عَامَّةِ الصَّلَاةِ وَالصِّیَامِ** ؛	10	یقیناً میں نے تمہارے دادا صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ: ''آپس کی اصلاح کرنا روزمرہ کی عام نمازوں اور روزوں سے افضل مقام رکھتی ہے''۔ (از کلیہ نماز و روزہ بہتر است)

اَللّٰهَ اللّٰهَ فِی الْاَیْتَامِ فَلَا تُغِبُّوْا اَفْوَاهَهُمْ ؛	11	اللہ، اللہ یتیموں کی دیکھ بھال اور پرورش کا مقام، چنانچہ تم اُن کے ہونٹوں کو ناغہ کرنے کا موقع نہ دینا (بھوک، پیاس اور باتوں سے)
وَلَا یَضِیْعُوْا بِحَضْرَتِكُمْ ؛	12	اور اپنی موجودگی میں انہیں ضائع نہ ہونے دینا؛
وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِیْ جِیْرَانِكُمْ فَاِنَّهُمْ وَصِیَّةُ نَبِیِّكُمْ ؛	13	اللہ اللہ پڑوسیوں کا مقام، وہ تو خود تمہارے نبیؐ کی وصیت ہیں،
مَازَالَ یُوْصِیْ بِهِمْ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهُ سَیُوَرِّثُهُمْ ؛	14	پڑوسیوں کی دیکھ بھال اور خوشحالی پر آپؐ نے اس قدر مسلسل بلا ناغہ وصیتیں کیں کہ ہمیں یہ یقین ہونے لگا تھا کہ **انہیں وراثت میں شامل کیا جانیوالا ہے؛**
وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِی الْقُرْاٰنِ لَا یَسْبِقُكُمْ بِالْعَمَلِ بِهٖ غَیْرُكُمْ ؛	15	واللہ اللہ قرآن کا مقام، اس پر عمل کرنے میں تم سے کوئی سبقت نہ لے جائے؛
وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِی الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا عَمُوْدُ دِیْنِكُمْ ؛	16	اور اللہ اللہ نماز کا مقام، وہ تو تمہارے دین کا ستون ہے۔
وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِیْ بَیْتِ رَبِّكُمْ ؛	17	اور اللہ اللہ تمہارے پروردگار کے گھر کا مقام، لہٰذا
لَا تُخَلُّوْهُ مَا بَقِیْتُمْ ؛	18	اُسے تاحیات خالی نہ چھوڑنا؛
فَاِنَّهٗ اِنْ تُرِكَ لَمْ تُنَاظَرُوْا ؛	19	چنانچہ اگر اُسے خالی چھوڑا گیا تو تم اس کے بعد اللہ کی مہلت نہ پاؤ گے؛ (یعنی ایک دم عذاب آجائے گا)
وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِی الْجِهَادِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؛	20	اور اللہ اللہ جہاد کا مقام، تم اپنے مال و دولت سے بھی اور جان سے بھی اور زبانوں سے بھی اللہ کی راہ میں جہاد جاری رکھنا؛
وَعَلَیْكُمْ بِالتَّوَاصُلِ وَالتَّبَاذُلِ ؛	21	اور تم پر واجب ہے کہ تم ایک دوسرے سے وابستہ رہو اور ایک دوسرے کی ہر مدد کرنے میں سخی رہو؛
وَاِیَّاكُمْ وَالتَّدَابُرَ وَالتَّقَاطُعَ ؛	22	اور خبردار کہ تم ایک دوسرے کی طرف سے نہ تو پیٹھ پھیرنا نہ تعلقات منقطع کرنا؛
لَا تَتْرُكُوا الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْیَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَیُوَلّٰی عَلَیْكُمْ اَشْرَارُكُمْ ؛	23	عالمی اچھائیوں کو نافذ کرنا اور عالمی برائیوں سے روکنا بند نہ کر دینا۔ ورنہ بدکردار لوگ تم پر اپنی ولایت قائم کرلیں گے۔
ثُمَّ تَدْعُوْنَ فَلَا یُسْتَجَابُ لَكُمْ ؛ ثُمَّ قَالَ :	24	پھر تم ان کو ہٹانے کے لئے دعائیں مانگو گے جو قبول نہ ہوں گی پھر فرمایا کہ:۔
یَا بَنِیْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ لَا اُلْفِیَنَّكُمْ تَخُوْضُوْنَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِیْنَ خَوْضًا تَقُوْلُوْنَ ؛	25	اے عبدالمطلبؑ کے بیٹو میں یہ نہیں چاہتا کہ تم میری موت کے بعد لگو مسلمانوں کا خون بہانے اور چاروں طرف،
" قُتِلَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ، قُتِلَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ؛	26	امیر المومنین قتل کر دئے گئے، امیر المومنین قتل کر دئے گئے کے نعرے مارتے پھرنے لگو۔
اَلَا لَا یُقْتَلَنَّ بِیْ اِلَّا قَاتِلِیْ ؛	27	خبردار میرے بدلے میں میرے قاتل کے علاوہ اور کسی شخص کو قتل نہ کیا جائے؛
اُنْظُرُوْا اِذَا اَنَا مُتُّ مِنْ ضَرْبَتِهٖ هٰذِهٖ فَاضْرِبُوْهُ ضَرْبَةً	28	اور سمجھ لو کہ اگر اس ضرب سے میں مرجاؤں تو میرے قاتل کو بھی صرف ایک ہی

بِضَرْبَةٍ وَلَا يُمَثَّلُ بِالرَّجُلِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ يَقُوْلُ: إِيَّاكُمْ وَالْمُثْلَةَ وَلَوْ بِالْكَلْبِ الْعَقُوْرِ ۔	29	ضرب لگائی جائے اور اس کی صورت نہ بگاڑی جائے۔ بلا شبہ میں نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ: خبردار کسی مردہ کی صورت نہ بگاڑنا خواہ وہ مردہ کسی کاٹنے والے کتے کا ہو''

تشریح:۔ یہاں پھر یاد دلاتے ہیں کہ تمام انبیاء اور آئمہ علیہم السلام دین کے معاملے میں اللہ کی طرف سے چند اصولوں کے پابند رہے ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ حضرات علیہم السلام اپنے مخاطب یا مخاطبین کی عقلی سطح سے بات کرتے تھے۔ تاکہ لوگ دل چسپی سے سُنیں، سمجھیں اور یاد رکھ سکیں۔ مجمع عام کو خطاب کرتے ہوئے وہ حضرات مجمع کے کم عقلوں کی عقلی سطح سے خطاب فرماتے تھے تاکہ کوئی سمجھنے سے قاصر نہ رہے۔ تنہا تنہا خطاب میں ہر مخاطب کی عقل اور دل چسپی کا خیال رکھتے تھے۔ فلسفیوں اور دانشوروں سے جہلا کے مجمع کی طرح خطاب نہ کرتے تھے۔ اس طرز کلام سے اُن کے کلام میں لفظی اختلاف پیدا ہونا فطری اور قدرتی تھا۔ جس سے مجتہدین اپنا اُلّو سیدھا کرتے تھے۔ دوم یہ کہ وہ حضراتؑ بشری حیثیت کے ماتحت بات کرتے تھے اپنی خداداد قابلیت وقدرت واستعداد کو عموماً نظرانداز کر دیتے تھے۔ تاکہ بات مخاطبین کے دائرہ فہم وفراست اور استعداد کے اندر رہے اور اُن سے باز پرس میں سہولت رہے۔ اِس سے مجتہدین نے انبیا وائمہ علیہم السلام کو اپنے ایسا بشر بنانے کا فریب دیا۔ سوم یہ کہ بلا ضرورت خود کو عام انسانی حالت واستعداد سے بلند تر ہستیاں قرار نہ دیا۔ مگر جہاں ضرورت ہوئی حقیقی حالت کو برملا ظاہر کر دیا اور ثبوت ودلائل پیش کر دئے۔ چہارم یہ کہ درجہ بندی کے سلسلے کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتے رہے۔ پنجم یہ کہ سیاسی لیڈروں کے حربوں کو بے اثر رکھنے میں احتیاطی تدابیر جاری رکھیں اور بہت محتاط کلام وعمل کرتے رہے۔

یہ وہ پانچ اصول ہیں جن کی وجہ سے دین کی تعلیم وتبلیغ کثرت تک پہنچی اور سیاسی لیڈر ناکام کرنے میں ناکام رہے مگر اِن اصولوں کو اُلٹ پلٹ کر کے چند شکوک وشبہات پیدا کرنے میں کامیاب ہوتے رہے۔

2۔ہمارے حقیقی عقائد اب سب کو معلوم ہیں اور اُن کے ماتحت ہر بات کو بیان کرنا لازم ہے

اسلامی تعلیمات کے بیان میں اب کسی احتیاط اور مصلحت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ بلا جھجک اپنے عقائد کے ماتحت بات کرے اور دوسروں کے عقائد کو سُنے اور سمجھے اور بلا تکلف تنقید کرے۔ اور جو صحیح ہو اُسے مانتا چلا جائے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آئمہ اہلبیتؑ کو اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیہم کو تخلیق کائنات سے پہلے ہی اُن کی ہمہ گیر ضرورتوں کے لئے ضروری علم دے دیا تھا اور تخلیق کائنات کے دوران اُس علم میں عملی اضافہ کرتا رہا اور اُن کی جدید ضرورتوں کے لئے اُن پر اپنے علوم کے دروازے کھلے رکھے اور ہر گھڑی اُن کے علوم میں اضافہ کرتا چلا آیا ہے اور برابر اضافہ کرتا رہے گا۔ لہٰذا حسنین علیہم السلام کو علمی حیثیت سے اس وصیت وتعلیم کی ضرورت نہ تھی لیکن عوام الناس کے علمی استفادہ کے لئے اور طریقہ زندگی کے تسلسل وترتیب کے لئے ضروری تھی۔ تاکہ علمی ریکارڈ مرتب ہوتا اور پھیلتا چلا جائے۔ اُن دونوں حضرات علیہم السلام کو حدیث رسولؐ بھی سنانے کی ضرورت بھی نہ تھی۔ رسولؐ کا علم اور تمام آئمہ علیہم السلام کا علم برابر رہا ہے کسی سے کسی کی کوئی بات پوشیدہ نہ رہی ہے اور نہ قدرتی انتظام کے ماتحت چھپی رہ سکتی تھی۔ یہ سب حضرات محمد بھی ہیں اور علی بھی ہیں۔ لوگوں کی علمی وعملی ترقی اور درجہ بندی کے لئے یہ نظام جاری رہا ہے اور جاری رکھا جانا چاہیئے۔ لوگ اس ترتیب سے سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ نے وحی کے ذریعہ رسولؐ کو بتایا۔ رسولؐ نے دوسروں کو بتایا۔ یہ تسلسل ترتیب اور ریکارڈ کے لئے ہے۔ بیانِ حقیقت کے لئے نہیں ہے۔ لہٰذا قانونی کاروائی پوری کرنے اور نمونہ دینے کے لئے وصیت کی گئی ہے۔ ورنہ حسنین علیہم السلام مجسم علم ہیں مجسم تقویٰ ہیں۔ دُنیا ہی نہیں بلکہ ساری کائنات اُنہیں پسند کرتی ہے۔ وہ کسی غلط چیز کو پسند کر ہی نہیں سکتے۔ اُنہیں صرف اللہ اور اللہ کی خوشنودیاں پسند اور مطلوب ہیں۔ وہ کسی

ناپسندیدہ بات یا چیز پر افسوس نہیں کرتے اور جو کچھ کہتے ہیں یا کرتے ہیں وہ محض حق ہوتا ہے۔ ہمیشہ ظالم کے دشمن اور مظلوم کے معین و مددگار رہتے ہیں۔ وہ خود سر سے پیر تک دین ہیں اور دین کے نظام کو برقرار رکھنے والے ہیں۔ وہ مجسم صلاح و تقویٰ ہیں اور خود غرضانہ روزہ و نماز کو ناپسند کرتے ہیں اور روز ازل سے جانتے ہیں نوع انسان کی اصلاح حال کرنا سب سے بڑی عبادت اور حقیقی دین ہے۔ وہ خود کعبہ کی عزت ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ کا نہ کوئی گھر ہے نہ مکان ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ جہاد کے لئے حج کو عین حج میں ترک کرنا درست ہے۔ اُن کی جان و مال اور زبان جہاد میں قربان ہونے والے ہیں۔ اور وہ لوگوں کو اس طرح وابستہ کر لیتے ہیں کہ لوگ کسی قیمت پر جدا ہونا یا منقطع ہونا پسند نہیں کرتے۔ نہ روشنی میں جدا ہوتے ہیں نہ اندھیرے میں جاتے ہیں۔ وہ بچپن میں محمدؐ اور فاطمہؑ ایسی ہستیوں کو اللہ کی رضامندیوں کے لئے صبر سے رخصت کرتے ہیں۔ وہ ہرگز نہ کسی غلط شخص کو قتل کریں گے نہ اللہ، رسولؐ، فاطمہؑ اور علیؑ کو ناخوش کریں گے۔ اور اس وصیت پر بڑھ چڑھ کر عمل کریں گے۔ مُثلہ کرنا مردہ کی صورت بگاڑنا تو قریش کا کام ہے۔ یہ حضرات قریش کی تمام بدکرداریوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

خط (نمبر 48) اِلٰی مُعَاوِیَۃَ: معاویہ کے نام

1۔ معاویہ کو قرآن کی طرف دعوت دینے والوں سے خارج کردیا ہے

2۔ علی علیہ السلام نے قرآن کریم کی دعوت پر لبیک فرمائی تھی نہ کہ معاویہ یا اور لوگوں کی دعوت پر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

فَاِنَّ الۡبَغۡیَ وَالزُّوۡرَ یُوۡتِغَانِ بِالۡمَرۡءِ فِیۡ دِیۡنِہٖ وَدُنۡیَاہُ ؛	1	یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سرکشی اور دروغ گوئی انسان کی دین و دنیا دونوں کو بدنام اور رسوا کر دیتی ہے؛
وَیُبۡدِیَانِ خَلَلَہٗ عِنۡدَ مَنۡ یَّعِیۡبُہٗ ؛	2	اور عیب جوئی کرنے والے کے روبرو اس کی پوشیدہ خامیاں بھی کھول دیا کرتی ہے۔
وَقَدۡ عَلِمۡتَ اَنَّکَ غَیۡرُ مُدۡرِکٍ مَاقُضِیَ فَوَاتُہٗ ؛	3	اور اس قدر علم تو تجھے حاصل ہے کہ جس چیز کا ہاتھ سے نکل جانا طے شدہ ہوا سے تم پا نہیں سکتے؛
وَقَدۡرَامَ اَقۡوَامٌ اَمۡرًا بِغَیۡرِالۡحَقِّ فَتَاءَ وَّلُوۡا عَلَی اللّٰہِ فَاکۡذَبَہُمۡ ؛	4	اور کچھ اقوام نے ایک خاص صورتِ حال پیدا کرنے کیلئے باطل طریقے پر قرآن کی تاویلیں کر کے اللہ کے ذمہ لگانا چاہا تو اللہ نے اُنہیں جھوٹا ثابت کر دیا۔ (6/66)
فَاحۡذَرۡ یَوۡمًا یَغۡتَبِطُ فِیۡہِ مَنۡ اَحۡمَدَ عَاقِبَۃَ عَمَلِہٖ ؛	5	چنانچہ اے معاویہ تو اُس دن سے بچنے کی فکر کر جس دن وہی آدمی خوش ہو سکے گا جس نے اپنے اعمال کو عاقبت کے لئے قابل تعریف بنا لیا تھا؛
وَیَنۡدَمُ مَنۡ اَمۡکَنَ الشَّیۡطَانَ مِنۡ قِیَادِہٖ فَلَمۡ یُجَاذِبۡہُ ؛	6	اور وہ لوگ نادم و پریشان ہوں گے جنہوں نے شیطان کی تقلید اختیار کر کے برابر اُسے اپنا قائد بنائے رکھا تھا۔
وَقَدۡ دَعَوۡتَنَا اِلٰی حُکۡمِ الۡقُرۡآنِ وَلَسۡتَ مِنۡ اَھۡلِہٖ ؛	7	اور یقیناً تو نے ہمیں قرآن کے حکم کی طرف دعوت دی تھی حالانکہ تو قرآنی حکم کی طرف دعوت دینے والوں میں سے نہیں ہے؛

وَلَسْنَا اِيَّاکَ اَجَبْنَا ؛	8	اور ہم نے ہرگز تیری دعوت قبول نہیں کی تھی ؛
وَلٰكِنَّا اَجَبْنَا الْقُرْاٰنَ فِیْ حُكْمِهٖ ؛ وَالسَّلَامُ ۔	9	ولیکن ہم نے تو خود قرآن کے حکم کو قبول کیا تھا؛ والسلام۔

تشریح:۔ اس خط میں حضور علیہ السلام نے جہاں معاویہ کو سرکش اور دروغ باف اور عیب جو ثابت کیا ہے وہیں قریش اور اُن کے معاون اقوام کو غلط تاویلات کرنے اور اللہ کے خلاف جھوٹے عقائد واحکامات بنانے کا مجرم بھی فرمادیا ہے اور اللہ نے اُن سب اقوام کے لئے فرمادیا ہے کہ:۔

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُکَ وَهُوَالْحَقُّ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍo (6/66)

''اے رسولؐ تیری مخاطب قوم نے اس قرآن کو جھٹلا دیا ہے حالانکہ وہ سراسر حق ہے اِن سے کہہ دو کہ میں تمہاری وکالت کرنے والا نہیں ہوں۔''

بہرحال حضرت علی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق صرف ایک قریشی قوم نے قرآن میں تحریف اور معنوی ردوبدل نہ کی تھی بلکہ اُن کے ساتھ قرآن کی غلط تاویلات اور تنفیذ میں کئی ایک اقوام شریک تھیں۔مختصراً یہ کہنا چاہئے کہ خاندان رسولؐ کے علاوہ سارا عرب قریش کا ہمنوا تھا۔اور اسی لئے فاروقی شریعت وقوانین جلدی جلدی اختیار کر لئے گئے تھے اور خاندان رسولؐ کو بجائے قریشی لیڈروں کا مخالف قرار دینے کے خود اسلام کا مخالف کہا گیا تھا۔یعنی اسلام کا بھی مخالف اور اسلامی حکومت کا بھی مخالف۔یہی صورت تو تھی جو معاویہ نے خاندان رسولؐ پر لعنت وتبرا شروع کرادیا تھا اور اس پر نہ کوئی احتجاج ہوا نہ بغاوت ہوئی۔بلکہ سب اقوام خاموش ہوگئیں۔لہٰذا خاموش ہوجانے والی اقوام ہی وہ قومیں تھیں جنہوں نے قرآن کی غلط تاویلات کی تھیں اور اُس ملعون رسم کو سوسال تک جاری رکھ کر سب لوگ اُن اقوام کے ساتھ قرآن کو جھٹلانے میں شریک ہوگئے تھے۔

(نمبر49) خط — اِلٰی مُعَاوِيَةَ : ایضاً معاویہ کے نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

اَمَّابَعْدُ فَاِنَّ الدُّنْيَا مَشْغَلَةٌ عَنْ غَيْرِهَا ؛	1	حمد وثنائے خدا اور رسولؐ کے بعد سنو کہ یہ دُنیا یقیناً اپنے سوا باقی تمام چیزوں سے بےفکرو لاپراہ کردیتی ہے؛
وَلَمْ يَصِيْبُ صَاحِبُهَا مِنْهَا شَيْئًا اِلَّا فَتَحَتْ لَهٗ حِرْصًا عَلَيْهَا ؛	2	اور جب دُنیا کا ساتھی دنیا سے کچھ سامان پالیتا ہے تو پھر یہ دُنیا اس کے دل میں اپنی حرص کے دروازے کھول دیتی ہے؛
وَلَهَجًا بِهَا ؛	3	اور اُسے اپنا شیفتہ وفریفتہ بنالیتی ہے؛
وَلَنْ يَّسْتَغْنِىْ صَاحِبُهَا بِمَا نَالَ فِيْهَا عَمَّالَمْ يَبْلُغْهُ مِنْهَا ؛	4	اور دُنیا کا ساتھی جو کچھ مل جائے اُس پر قناعت نہیں کرتا اور جو کچھ ملا نہیں اس کی فکر سے باز نہیں آتا ہے؛
وَمِنْ وَّرَآءِ ذٰلِکَ فِرَاقُ مَاجَمَعَ ؛	5	حالانکہ جو کچھ سامان دنیا جمع کرلیا ہے اُس سے اُسے جدا ہونا ہے؛
وَنَقْضُ مَا اَبْرَمَ ؛ وَلَوِ اعْتَبَرْتَ بِمَا مَضٰى حَفِظْتَ مَابَقٰى. وَالسَّلَامُ ۔	6	اور جو کچھ بندوبست کر رکھا ہے اُس کا ٹوٹنا لازم ہے اور اگر تو نے گذشتہ حالات سے سبق لے لیا ہوتا تو تُو باقی ماندہ اور آئندہ حالات کی حفاظت کرسکتا تھا۔والسلام

تشریح:۔ خط سے کہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ خط ایک دشمنِ خدا اور رسولؐ کو لکھا گیا ہے یا یہ کہ اس خط کا مخاطب کوئی نہایت چالاک ومکار وفریب ساز شخص

ہے۔حد ہوگئی کہ یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ خط کسی حکمران کو لکھا گیا ہے۔یہ ہے وہ طریقہ جس سے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ ہمیں ہر شخص سے اُس کے آخری سانس تک اصلاح کی اُمید رکھنی چاہیئے اور نصیحت و ہدایت کرنے میں تھک نہیں جانا چاہیئے۔ہمیں چودہ سو سال گذر جانے کے بعد بھی اُن لوگوں پر غصہ آتا ہے اور دل کہتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو بار بار ایسے ناعاقبت اندیشوں کو نہ خط لکھنا چاہیئے نہ جواب دینا چاہیئے۔جب معاویہ کے پیدا کردہ حالات خود علیؑ کے سر پر سے گذر رہے ہیں اور دن رات تکلیفوں کا سامنا ہے۔خط میں کہیں غصہ اور انتقام کا تصور نہیں ہے۔اِس رویہ سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ علی علیہ السلام کو لوگوں کا نجات پا جانا مطلوب و مقصود تھا اور وہ نوع انسان کے حقیقی ہمدرد تھے، ہادی تھے، راہنما تھے اور کچھ نہ تھے۔نہ انہیں اپنی صحت پیاری تھی اور نہ وقت عزیز تھا صرف نجاتِ انسانی عزیز تھی۔

(نمبر 50) خط اِلٰی اُمَرَائِہٖ عَلَی الْجُیُوْشِ: ''اپنی افواج کے حکمرانوں کے نام لکھا ہے''

حقوق اور ذمہ داریوں کو یاد دلا کر تنبیہ فرمائی ہے اور خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا سے ڈرایا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

مِنۡ عَبۡدِاللّٰہِ عَلِیِّ ابۡنِ اَبِیۡ طَالِبٍ اَمِیۡرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِلٰی اَصۡحَابِ الۡمَسَالِحِ :	1	اللہ کے بندے علیؑ بن ابی طالبؑ امیرالمومنین کی طرف سے چھاونیوں کے سرداروں کے نام
اَمَّابَعۡدُ فَاِنَّ حَقًّا عَلٰی وَالِیۡ اَنۡ لَّایُغَیِّرَہٗ عَلٰی رَعِیَّتِہٖ فَضۡلٌ نَّالَہٗ ؛	2	بعداز حمد وثنائے خدا اور رسوؐل معلوم ہو کہ رعایا کا اپنے حکمران پر یہ حق ہے کہ اللہ نے اسے اپنے جس فضل وکرم سے نوازا ہے اس کی بنا پر اپنی رعایا سے اچھے سلوک میں تبدیلی نہ کرے؛
وَلَا طَوۡلٌ خُصَّ بِہٖ ؛	3	اور نہ ہی اس فارغ البالی کی وجہ سے تبدیلی کرے جس سے اللہ نے اسے مخصوص کیا ہے؛
وَاَنۡ یَزِیۡدَہٗ مَاقَسَمَ اللّٰہُ لَہٗ مِنۡ نِعَمِہٖ دُنُوًّا مِّنۡ عِبَادِہٖ ؛ وَعَطۡفًا عَلٰی اِخۡوَانِہٖ ؛	4	اور اسے چاہیئے کہ جو نعمتیں اللہ نے اسے عطا کی ہیں ان کی وجہ سے وہ اللہ کے بندوں سے قربت اور اپنے دینی بھائیوں سے زیادہ سے زیادہ لطف اور مہربانی سے پیش آئے؛
اَ لَا وَاِنَّ لَـکُـمۡ عِـنۡـدِیۡ اَنۡ لَّا اَحۡـتَـجِـزَ دُوۡنَکُمۡ سِرًّا اِلَّافِیۡ حَرۡبٍ ؛	5	آگاہ ہو جاؤ کہ مجھ پر تمہارا یہ حق بھی ہے کہ میں حالت جنگ کے علاوہ اور کسی صورت حال میں راز داری نہ برتوں؛ اور
وَ لَا اَطۡوِیَ دُوۡنَکُمۡ اَمۡرًا اِلَّا فِیۡ حُکۡمٍ ؛	6	احکام خداوندی کے علاوہ باقی معاملات میں تمہاری سوجھ بوجھ ومشورے کو نظرانداز نہ کروں؛
وَ لَا اُؤَخِّرَلَکُمۡ حَقًّا عَنۡ مَحَلِّہٖ ؛	7	اور تمہارے حق کو بروقت ادا کرنے میں تاخیر نہ کروں؛
وَلَا اَقِفَ بِہٖ دُوۡنَ مَقۡطَعِہٖ ؛	8	اور اسے انجام تک پہنچائے اور مکمل کئے بغیر توقف نہ کروں؛
وَاَنۡ تَکُوۡنُوۡا عِنۡدِیۡ فِی الۡحَقِّ سَوَاءً ؛	9	اور یہ کہ حقوق کے معاملے میں تم سب کو برابر سمجھوں؛
فَـاِذَافَـعَـلۡـتُ ذٰلِکَ وَجَبَـتۡ لِلّٰہِ عَلَیۡکُمُ النِّعۡمَۃُ ؛ وَلِیۡ عَلَیۡکُمُ الطَّاعَۃُ ؛	10	چنانچہ جب میں ان مذکورہ بالا حقوق کو ادا کرتا رہوں تو تم پر اللہ کی طرف سے واجب ہے کہ تم ادھر اللہ کا شکر ادا کرتے رہو اور ادھر تم میری اطاعت کرتے رہو؛
وَاَنۡ لَا تَنۡکُصُوۡا عَنۡ دَعۡوَۃٍ ؛	11	اور یہ کہ بلائے جانے پر کنی نہ کاٹ جایا کرو؛

وَ لَا تُفَرِّطُوْا فِیْ صَلَاحٍ ؛	12	اور نیک کاموں میں کوتاہی نہ کیا کرو؛
وَاَنْ تَخُوضُوْا الْغَمَرَاتِ اِلَی الْحَقِّ ؛	13	اور حق تک پہنچنے کے بعد سختیوں کی پرواہ نہ کیا کرو؛
فَاِنْ اَنْتُمْ لَمْ تَسْتَقِیْمُوْالِیْ عَلٰی ذٰلِکَ لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ اَھْوَنَ عَلَیَّ مِمَّنْ اَعْوَجَّ مِنْکُمْ ؛	14	اور اگر تم اس رویہ پر ثابت قدم نہ رہ سکو تو پھر تم میں سے بے راہ ہو جانے والوں سے زیادہ میری نظر میں اور کوئی بھی ذلیل نہ ہوگا؛
ثُمَّ اُعْظِمُ لَهُ الْعُقُوْبَةَ ؛	15	پھر اسے سزا بھی سب سے بڑی ملے گی؛
وَ لَایَجِد عِنْدِیْ فِیْهَا رُخْصَةً ؛	16	اور وہ اس معاملہ میں میرے پاس کوئی رعایت نہ پائے گا؛
فَخُذُوْا هٰذَا مِنْ اُمَرَائِکُمْ ؛	17	تم یہی عہدو پیمان اپنے ماتحت سرداروں سے لے لو؛
وَاَعْطُوْهُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ مَایُصْلِحُ اللّٰهُ بِهٖ اَمْرَکُمْ. والسلام	18	اور خود بھی ان کو اسی قسم کے حقوق دینے کا وعدہ کرو۔ جس سے اللہ تمہارے دینی مقاصد میں اصلاح جاری رکھے۔ والسلام

تشریح:۔ جن حقوق کا علی علیہ السلام نے تذکرہ فرمایا ہے وہ قرآن کریم کی تعلیمات کا اور انسانی ضرویات کا نچوڑ ہے اگر یہ حقوق دونوں فریق یعنی رعایا اور حکمران ادا کرتے رہیں تو آخری جملے کے مطابق نظمِ حکومت اور کامیابیٔ دارین کا حاصل ہوتے رہنا یقینی ہے۔ لیکن عموماً ہوتا یہ ہے کہ یہ دونوں فریق اپنی اپنی خودساختہ مصلحتوں کی بنا پر اپنے سامنے کچھ خودساختہ حقوق رکھ لیتے ہیں۔ یوں رعایا اور حکمران میں تصادم پیدا ہوتا ہے اور برداشت سے باہر ہو جانے پر اس کا تدارک بھی خودساختہ طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ دونوں فریق خود کو حق پر سمجھتے رہتے ہیں اور کبھی یہ نہیں سوچتے کہ وہ اپنے خودساختہ راستوں پر چلے جارہے ہیں۔ اگر وہ رک کر اپنے اپنے حقوق، مصلحتوں اور طریق کار کو قرآن کے سامنے رکھ دیں تو چند منٹ میں حق و باطل واضح اور الگ الگ ہو جائے۔ مگر رکنے کا وقت نہیں ملتا لہٰذا فساد میں اتنی دور نکل جاتے ہیں کہ حق کی طرف واپس آنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ لہٰذا **خرابی کی اصل جڑ ذاتی اجتہاد ہوتا** ہے۔ قدم بقدم قرآن کے الفاظ کے ساتھ چلنے سے کبھی باطل پر قدم نہیں پڑتے ولیکن سوچا یہ گیا ہے کہ حکومت میں قومی و ملکی مصلحتوں کے ساتھ ساتھ چلنے سے حکومت و رعایا اور حکمران کے لئے بھلائیاں ہوتی ہیں۔ اِسی اصول پر قریش نے حکومت بنائی تھی اور نظام مشاورت کو اپنا خدا بنا لیا تھا اور اُس کے احکامات کی تعمیل کو اسلام سمجھا تھا لہٰذا برباد ہو گئے۔

خط (نمبر 51) اِلٰی عُمَّالِہٖ عَلَی الْخِرَاجِ: خراج وصول کرنے والے گورنروں کے نام

1۔حکومت کے ٹیکسوں کی وصولی میں رعایا کی ضروریات اور موسمی حالات کا خیال رکھنا لازم ہے

2۔خطرناک چیزوں کے علاوہ اور کسی کی کسی چیز کو بلا اجازت ہاتھ تک نہ لگایا جائے گا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ O

مِنۡ عَبۡدِاللّٰہِ عَلِیٍّ اَمِیۡرِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِلٰی اَصۡحَابِ الۡخِرَاجِ :		اللہ کے بندے اور مومنوں کے حاکم علیؑ کی طرف سے خراج وصول کرنے والے صحابہ کے نام:۔
اَمَّا بَعۡدُ فَاِنَّ مَنۡ لَّمۡ یَحۡذَرۡ مَاھُوَ صَائِرٌ اِلَیۡہِ لَمۡ یُقَدِّمۡ لِنَفۡسِہٖ مَایُحۡرِزُھَا ؛	1	بعد از حمد وثنائے خدا و رسولؐ تم کو معلوم ہو کہ جو شخص اپنے انجام سے نہیں ڈرتا وہ اپنے بچاؤ کا کوئی سامان بھی فراہم نہیں کرسکتا ہے؛
وَاعۡلَمُوۡا اَنَّ مَاکُلِّفۡتُمۡ یَسِیۡرٌ ؛ وَاَنَّ ثَوَابَہٗ کَثِیۡرٌ ؛	2	یہ جان رکھو کہ جو فرائض تم پر لازم کئے گئے ہیں وہ تھوڑے سے ہیں مگر اُن کا ثواب بہت زیادہ ہے۔
وَلَوۡ لَمۡ یَکُنۡ فِیۡمَا نَھَی اللّٰہُ عَنۡہُ مِنَ الۡبَغۡیِ وَالۡعُدۡوَانِ عِقَابٌ یُّخَافُ لَکَانَ فِیۡ ثَوَابِ اجۡتِنَابِہٖ مَالَاعُذۡرَ فِیۡ تَرۡکِ طَلَبِہٖ ؛	3	اور اللہ نے جو ظلم اور سرکشی سے منع فرمایا ہے اگر اُس پر مواخذہ اور عذاب کا خوف نہ بھی ہوتا جب بھی اُن سے بچ کر رہنے کا ثواب اتنا ہے کہ اُن سے نہ بچنے کا کوئی عذر قابل قبول رہتا ہی نہیں ہے۔
فَاَنۡصِفُوا النَّاسَ مِنۡ اَنۡفُسِکُمۡ ؛	4	چنانچہ تم لوگوں سے عدل اور انصاف کا رویہ اختیار کرو؛
وَاصۡبِرُوۡا لِحَوَائِجِھِمۡ ؛	5	اور اُن کی خواہشوں اور ضرورتوں پر صبر سے کام لو؛
فَاِنَّکُمۡ خُزَّانُ الرَّعِیَّةِ ؛	6	اس لئے کہ تم رعیت کے خزانچی ہو،
وَالۡوُکَلَاءُ الۡاُمَّةِ وَسُفَرَاءُ لۡاَئِمَّةِ ؛	7	اور اُمت پر وکیل ہو اور آئمہؑ کے سفارت کار ہو،
وَ لَا تُحۡسِمُوۡا اَحَدًا عَنۡ حَاجَتِہٖ ؛	8	کسی کی حاجت اور ضرورت کو نہ ٹھکراؤ۔
وَ لَا تَحۡبِسُوۡہُ عَنۡ طَلِبَتِہٖ ؛	9	اور اُس کی مانگ میں رکاوٹ نہ ڈالو؛
وَلَا تَبِیۡعُنَّ لِلنَّاسِ فِی الۡخِرَاجِ کِسۡوَةَ شِتَآءٍ وَّلَاصَیۡفٍ وَّ لَادَابَّةٍ یَّعۡتَمِلُوۡنَ عَلَیۡھَا وَ لَاعَبۡدًا ؛	10	اور خراج کی وصولی کے لئے اُن کے جاڑے یا گرمی میں کام آنے والے کپڑے اور مویشی جن سے وہ کام لیتے ہیں اور اُن کے غلاموں کو فروخت نہ کرو۔؛
وَلَا تَضۡرِبُنَّ اَحَدًا سَوۡطًا لِمَکَانِ دِرۡھَمٍ ؛	11	اور کسی کو پیسوں کی خاطر کوڑے نہ مارو؛
وَلَا تَمَسُّنَّ مَالَ اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مُصَلٍّ وَّلَا مُعَاھِدٍ اِلَّا اَنۡ تَجِدُوۡا فَرَسًا اَوۡسِلَاحًا یُّعۡدٰی بِہٖ عَلٰی اَھۡلِ الۡاِسۡلَامِ ؛	12	اور کسی مسلمان یا غیر مسلم کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ البتہ اگر تم گھوڑے اور اسلحہ پاؤ جو اہل اسلام کے خلاف استعمال کرنے کے لئے رکھا ہوا ہو تو وہ لے لو؛

فَاِنَّہٗ لَایَنْبَغِیْ لِلْمُسْلِمِ اَنْ یَدَعَ ذٰلِکَ فِیْ اَیْدِیْ اَعْدَاءِ الْاِسْلَامِ فَیَکُوْنُ شَوْکَۃً عَلَیْہِ ؛	13	کسی مسلمان کو یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ دشمنان اسلام کے پاس اسلحہ اور گھوڑے رہنے دے اور وہ اسلام پر غلبہ اور دباؤ کا سبب بن جائے۔
وَ لَاتَدَّخِرُوْا اَنْفُسَکُمْ نَصِیْحَۃً ؛	14	اور اپنوں کو نصیحت کرنے میں تکلف نہ کرنا یعنی نصیحت اور تنبیہ کو کل پر نہ ٹالنا؛
وَ لَا الْجُنْدَ حُسْنَ سِیْرَۃٍ ؛	15	اور نہ ہی افواج سے اچھے سلوک کو پس انداز کرنا؛
وَ لَا الرَّعِیَّۃَ مَعُوْنَۃً ؛	16	اور رعایا کی مدد کو بلا تاخیر عمل میں لانا؛
وَ لَا دِیْنَ اللّٰہِ قُوَّۃً ؛	17	اور نہ ہی اللہ کی قوت کے اضافہ میں دیر لگانا؛
وَاَبْلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَااسْتَوْجَبَ عَلَیْکُمْ ؛	18	اور اللہ کی راہ میں جو فرائض تمہارے ذمہ ہیں اُن کو پورا کرنے میں کسی آزمائش سے نہ ڈرنا۔
فَاِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ قَدِ اصْطَنَعَ عِنْدَنَا وَعِنْدَکُمْ اَنْ نَشْکُرَہٗ بِجُھْدِنَا ؛	19	یقیناً اللہ پاک نے اپنے احسانات کے بدلے میں ہمیں بھی اور تمہیں بھی ذمہ دار بنایا ہے کہ ہم پوری کوشش سے اُس کا شکر بجالاتے رہیں؛
وَاَنْ نَنْصُرَہٗ بِمَا بَلَغَتْ قُوَّتُنَا ؛	20	اور یہ کہ اپنی قوت و استطاعت بھر اُس کے دین کی نصرت کرتے رہیں۔
وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ.	21	اور صاحب بزرگی اور عظمت اللہ کی ہی طاقت ہر جگہ موجود ہے۔

تشریح:۔ زکوٰۃ و صدقات وصول کرنے والوں کو بھی رعایا سے حد بھر رعایت کرنے کے احکام پہلے گذر چکے ہیں اور اس خط کی مذکور ہدایات سے واضح ہوتا ہے کہ پبلک کی اُن تمام خواہشات اور ضروریات کو پورا ہو جانا چاہئے جن سے پیداواری استعداد و قوت بڑھتی ہو۔ پیداواری حیثیت بڑھے تو پبلک سہولت سے گورنمنٹ کے واجبات ادا کر سکے گی۔ ھل نہ ہوں۔ بیل، گھوڑے، گدھے اور اونٹ بھی نہ ہوں۔ پہننے کے کپڑے نہ ہوں۔ بونے کے لئے بیج نہ ہو، کام کرنے والے کم ہو جائیں تو پیداوار کیسے ہوگی؟ حکومت کے پاس ٹیکس نہ آئے گا تو حکومت رعایا کے لئے مزید سہولتیں فراہم کرنے سے قاصر رہے گی اور حکومت کے اخراجات میں کمی کرنا لازم ہوگی۔ کچھ دنوں مزید سہولتوں سے محروم رہنا پبلک برداشت کر سکتی ہے۔ حکومت کم اخراجات کو سہہ سکتی ہے۔ لیکن پیداوار کا ختم ہو جانا تو رعایا اور حکومت دونوں کو ختم کر سکتا ہے۔ لہٰذا سب سے ضروری یہ ہے کہ پیداواری طاقت پبلک میں موجود رہے۔ خلفائے ثلاثہ خراج کی رقم بڑھانے کی فکر میں رہتے تھے۔ چنانچہ کتاب الفاروق کا یہ جملہ سنئے:۔

”عثمان کے زمانہ میں عبداللہ بن مسعد گورنر مصر نے ایک کروڑ چالیس لاکھ دینار وصول کئے تھے۔ لیکن جب عثمان نے فخر یہ عمرو بن العاص سے کہا کہ اب تو اونٹنی نے زیادہ دودھ دیا ہے تو عمرو بن العاص نے آزادانہ کہا کہ لیکن اونٹنی کا بچہ بھوکا رہا۔“ (الفاروق حصہ دوم صفحہ 22)

یعنی یہ لوگ رعایا کو اونٹنی سمجھ کر نچوڑ لیتے تھے اور بچوں کے بھوکا مرنے کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اور مولانا شبلی اور دیگر مورخین زیادہ سے زیادہ خراج وصول کرنے پر فخر کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ نے ان سے آخر حکومت چھین کر انہیں بھکاری بنا دیا۔

خط (نمبر52)

اِلٰی اُمَرَآءِ الْبِلَادِ: شہروں کے حکمرانوں کے نام

1۔انتظامی نماز کے اوقات کا سادہ اور عام فہم بیان

2۔طویل نماز پڑھانے سے منع فرمایا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

اَمَّا بَعۡدُ فَصَلُّوۡا بِالنَّاسِ الظُّھۡرَ حَتّٰی تَفِیۡٓءَ الشَّمۡسُ مِثۡلَ مَرۡبِضِ الۡعَنۡزِ ؛	1	بعد از حمد و ثنائے خدا و رسوؐل سنو کہ تم لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز اُس وقت پڑھا کرو جب سورج اتنا جھک جائے کہ بکریوں کے باڑے کی دیوار کا سایہ دیوار کے برابر ہو جائے؛
وَصَلُّوۡابِھِمُ الۡعَصۡرَوَالشَّمۡسُ بَیۡضَآءُ حَیَّۃٌ فِیۡ عُضۡوٍمِنَ النَّھَارِ حِیۡنَ یُسَارُفِیۡھَا فَرۡسَخَانِ ؛	2	اور عصر کی نماز اُن ہی لوگوں کے ساتھ اُس وقت پڑھاؤ جب کہ ابھی سورج سفید اور چمک دار ہو اور دن اتنا باقی ہو کہ چھ میل کی مسافت طے کی جا سکے؛
وَصَلُّوۡابِھِمُ الۡمَغۡرِبَ حِیۡنَ یُفۡطِرُ الصَّائِمِ وَیَدۡفَعُ الۡحَاجُّ اِلٰی مِنٰی ؛	3	اور ان ہی لوگوں کے ساتھ مغرب کی نماز اُس وقت پڑھاؤ جب روزہ دار روزہ کھولا کرتا ہے۔اور حاجی لوگ عرفات سے واپس منیٰ کو جاتے ہیں؛
وَصَلُّوۡابِھِمُ الۡعِشَاءَ حِیۡنَ یَتَوَارَیٰ الشَّفَقُ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیۡلِ ؛	4	اور اُن ہی تمام لوگوں کے ساتھ نماز عشاء اس وقت سے پڑھو جب شفق کی سرخی غائب ہو جائے اور ابھی رات کی ایک تہائی گزری ہو۔
وَصَلُّوۡابِھِمُ الۡغَدَاۃَ وَالرَّجُلُ یَعۡرِفُ وَجۡہَ صَاحِبُہٗ ؛	5	اور اُن ہی لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز اس وقت پڑھ لیا کرو جب آدمی اپنے ساتھی کا چہرہ پہچان سکتا ہو؛
وَصَلُّوۡابِھِمُ الصَّلٰوۃَ اَضۡعَفِھِمۡ وَ لَاتَکُوۡنُوۡا فَتَّانِیۡنَ ۔	6	اور نماز اتنی مختصر پڑھایا کرو جو اُن میں سب سے کمزور آدمی پر بھی بار نہ گزرے اور تم لوگوں کے لئے نماز کو فتنہ نہ بنا دینا۔

تشریح:۔ آپ نے شروع میں ہمارا جملہ ''**انتظامی نماز**'' پڑھا ہے۔یہ جملہ بہت وسیع الاطراف معنی رکھتا ہے۔اِس کے فوری اور سادہ معنی یہ ہیں۔کہ **وہ نماز جو انتظام کی غرض سے پڑھی یا پڑھائی جائے**۔یعنی یہاں اُس نماز کی بات نہیں ہوگی جو اللہ نے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔بلکہ حکمرانوں کے انتظام اور پبلک کی سہولت والی نماز زیر بحث ہے۔اور اسی لئے اس نماز کو مختصر اور سہولت سے پڑھی جاسکنے والی نماز فرمایا ہے۔یعنی یہ نماز بہر حال ہر شخص پر کھڑے ہو کر با قاعدہ جھک کر اور سجدے کر کے پڑھنا لازم ہے جب کہ اللہ والی نماز تو بیٹھ کر لیٹ کر اور اشاروں سے بھی پڑھی جاسکتی ہے جس میں جس چیز کی طاقت نہ ہو وہ چیز ساقط ہو جاتی ہے یا سہولت سے بدل جاتی ہے۔لہٰذا نہایت بے تکلفی سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اللہ والی نماز نہیں ہے بلکہ اللہ والی نماز کو انتظامی اور پبلک مصلحت میں بدل کر **حکمران کی یا پبلک کی یا دونوں کی نماز** بنا لیا گیا ہے۔تاکہ:۔ ؎ **رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی**

ابتدائی نکات میں ہمارا ایک جملہ یہ ہے کہ ''**قریشی طریقہ پر**'' اس کا مطلب یہ ہے کہ خلفائے ثلاثہ نے دین کے تمام طریقوں کو از راہِ انتظام بدل دیا اور چونکہ اس ردّو بدل میں قومی سہولت اور مصلحت کو ملحوظ رکھا تھا لہٰذا قوم نے خوشی خوشی تبدیل شدہ روزہ نماز وغیرہ وغیرہ کو اختیار کر لیا تھا اور تین

حکومتوں کے طویل ادوار میں اُن کی عادی ہوگئی تھیں۔لہٰذا کسی تبدیل شدہ طریقہ کو پھر اصل کی طرف بدلنے سے دین کا بدلنا سمجھا جاتا اور لیڈر حضرات حضرت علی علیہ السلام کے خلاف ایک دینی محاذ بھی قائم کر لیتے اس لئے حضورؐ نے کھل کر تبدیلی کا مشن قائم نہیں کیا بلکہ ایسا انتظار برسرکار کھڑا کر دیا جس نے قریشی لیڈروں کی تمام بدعتیں اور اصلاحات منظر عام پر رکھ دیں اور ثابت ہوگیا کہ اُنہوں نے سارا دین بدل دیا تھا۔آپ نے بغاوت کو روکنے کے لئے بعض چیزوں کو بحال رکھا اور خامیاں بیان کر دیں۔لہٰذا مندرجہ بالا نماز اُن ہی لیڈروں کی اختیار کردہ تھی۔

حضرت علی علیہ السلام نے صحیح نماز کو اپنے خطبات اور دیگر خطوط میں بیان فرما دیا ہے۔اور دین کی جن تبدیلیوں پر کفر کا اطلاق نہیں ہوتا اُن کو عوام میں باقی رہنے دیا ہے لیکن اپنے مخصوصین میں صحیح صحیح نماز اور نماز کی صحیح اسپرٹ جاری فرما دی تھی اور بہت سے لوگ اُسی طریقے سے نماز پڑھنے لگے تھے۔چنانچہ حدیث کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے حضرت علی علیہ السلام کے پیچھے نماز جماعت پڑھی تو ہمیں رسولؐ کی بھولی ہوئی نماز یاد آگئی (بخاری کتاب الاذان باب اتمام تکبیر فی الرکوع صفحہ 114) بہرحال آج جو نماز شیعوں میں پڑھی جاتی ہے وہ تشہد وسلام کے علاوہ وہی ہے جو اللہ نے بتائی ہے۔

قریش کے مقرر کردہ اوقات نماز کو قرآن کے ساتھ مطابق کرنے میں علامہ مودودی بہت تنگ ہوئے ہیں

بہرحال ہم مختصراً وہ کوشش دکھاتے ہیں جو علامہ مودودی نے قرآن سے سند لینے کے لئے کی ہے سنئے:۔

(1) قرآن کی آیت نماز کے متعلق۔وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیۡلِ (ھود 11/114)

(2) مودودی کا ترجمہ:''نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گذرنے پر۔''

(3) مودودی کی تشریح:۔'' ۱۱۳ ''دن کے دونوں سروں پر'' سے مراد ہے صبح اور مغرب اور'' کچھ رات گزرنے پر'' سے مراد عشا کا وقت ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ یہ ارشاد اس زمانے کا ہے جب نماز کے لئے ابھی پانچ وقت مقرر نہیں کئے گئے تھے۔معراج کا واقعہ اس کے بعد پیش آیا جس میں پنج وقتہ نماز فرض ہوئی (تشریح کے لئے ملاحظہ ہو بنی اسرائیل حاشیہ نمبر 95 طٰہٰ حاشیہ نمبر 111)

(4) مودودی کے بنی اسرائیل کے حاشیہ نمبر 95 کا ماحول دیکھیں۔حاشیہ نمبر 91 تا 95 کے لئے آیت دیکھیں:۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡھُوۡدًا o

(5) مودودی ترجمہ:۔''نماز قائم کرو زوال آفتاب سے لے کر رات کے اندھیرے تک اور فجر کے قرآن کا بھی التزام کرو کیوں کہ قرآنِ فجر مشہود ہوتا ہے۔'' (بنی اسرائیل 17/78)

(6) اس آیت پر علامہ مودودی کے ضروری حاشیے

1۔ ''۹۲''زوال آفتاب'' ہم نے دلوک الشمس کا ترجمہ کیا ہے اگرچہ بعض صحابہ و تابعین نے دلوک سے غروب آفتاب بھی لیا ہے، لیکن اکثریت کی رائے یہی ہے (معنی بھی رائے سے کئے جاتے ہیں) کہ اس سے مراد آفتاب کا نصف النہار سے ڈھل جانا ہے۔حضرت عمر۔ابن عمر۔انس بن مالک۔ابو برزۃ اسلمی۔حسن بصری۔شعبی۔عطاء۔مجاہد۔اور ایک روایت کی رو سے ابن عباس بھی اسی کے قائل ہیں۔امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے بھی یہی قول مروی ہے۔بلکہ بعض احادیث میں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی دلوکِ شمس سے یہی تشریح منقول ہے اگرچہ ان احادیث کی سند کچھ زیادہ قوی نہیں ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ 634)

2۔ ''۹۳ غسق الیل۔ بعض کے نزدیک ''رات کو پوری طرح تاریک ہوجانا'' ہے اور بعض اس سے ''نصف شب'' مراد لیتے ہیں۔ اگر پہلا قول تسلیم کیا جائے تو اس سے عشا کا اول وقت مراد ہوگا اور اگر دوسرا قول صحیح مانا جائے تو پھر یہ اشارہ عشا کے آخر وقت کی طرف ہے۔''

3۔ ''۹۴ فجر کے لغوی معنی ہیں ''پو پھٹنا'' یعنی وہ وقت جب اوّل اوّل سپیدۂ صبح رات کی تاریکی کو پھاڑ کر نمودار ہوتا ہے۔

''فجر کے قرآن'' سے مراد فجر کی نماز ہے۔ قرآن مجید میں نماز کے لئے کہیں تو صلوٰۃ کا لفظ آیا ہے اور کہیں اس کے مختلف اجزا میں سے کسی جز کا نام لے کر پوری نماز مراد لی گئی ہے۔ مثلاً تسبیح، حمد، ذکر، قیام، رکوع، سجود وغیرہ۔ اسی طرح یہاں فجر کے وقت قرآن پڑھنے کا مطلب محض قرآن پڑھنا نہیں بلکہ نماز میں قرآن پڑھنا ہے۔ اس طریقہ سے قرآن مجید نے ضمناً یہ اشارہ کر دیا ہے کہ نماز کن اجزا سے مرکب ہونی چاہئے۔ اور ان ہی اشارات کی راہنمائی میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کی وہ ہیئت مقرر فرمائی جو مسلمانوں میں رائج ہے۔''

4۔ ''۹۵ قرآن فجر کے مشہود ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے فرشتے اس کے گواہ بنتے ہیں۔''

7۔اس آیت پر سابقہ تمام تشریحات کو عبث بنا دینے والا معراج کا بیان

''اس آیت میں مجملاً یہ بتایا گیا ہے کہ پنجوقتہ نماز جو معراج کے موقع پر فرض کی گئی تھی۔ اِس کے اوقات کی تنظیم کس طرح کی جائے؟ حکم ہوا کہ ایک نماز تو طلوع آفتاب سے پہلے پڑھ لی جائے اور باقی چار نمازیں زوال آفتاب کے بعد سے ظلمت شب تک پڑھی جائیں۔ پھر اس حکم کی تشریح کے لئے جبرئیل علیہ السلام بھیجے گئے جنہوں نے نماز کے ٹھیک ٹھیک اوقات کی تعلیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ چنانچہ ابوداؤد و ترمذی میں ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''جبرئیل نے دو مرتبہ مجھ کو بیت اللہ کے قریب نماز پڑھائی پہلے دن ظہر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب کہ سورج ابھی ڈھلا ہی تھا اور سایہ ایک جوتی کے تسمے سے زیادہ دراز نہ تھا۔ پھر عصر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے اپنے قد کے برابر تھا۔ پھر مغرب کی نماز ٹھیک اس وقت پڑھائی جب کہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے۔ پھر عشا کی نماز شفق غائب ہوتے ہی پڑھا دی اور فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جب کہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہوجاتا ہے۔ دوسرے دن انہوں نے ظہر کی نماز مجھے اُس وقت پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اُس کے قد کے برابر تھا۔ اور عصر کی نماز اُس وقت جب کہ ہر چیز کا سایہ اُس کے قد سے دوگنا ہوگیا۔ اور مغرب کی نماز جب کہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے۔ اور عشا کی نماز ایک تہائی رات گذر جانے پر۔ اور فجر کی نماز اچھی طرح روشنی پھیل جانے پر۔ پھر جبرئیل نے پلٹ کر مجھ سے کہا کہ اے محمدؐ یہی اوقات انبیاءؑ کے نماز پڑھنے کے ہیں۔ اور نمازوں کے صحیح اوقات ان دونوں وقتوں کے درمیان ہیں۔'' (یعنی پہلے دن ہر وقت کی ابتدا اور دوسرے دن ہر وقت کی انتہا بتائی گئی ہے ہر وقت کی نماز ان دونوں کے درمیان ادا ہونی چاہئے) (تفہیم القرآن۔ جلد 2 صفحہ 635)

8۔قرآن مجید کو تبرکاً ساتھ رکھا گیا ہے ورنہ قرآن نماز کے اوقات پر صرف اشارے کرتا ہے

یہاں علامہ مودودی کا آخری بیان سنئے اور نماز اور نماز کے اوقات پر قرآن کی آیات اور ترجے دیکھئے مودودی فرماتے ہیں کہ:۔

''قرآن مجید میں خود بھی نماز کے ان پانچوں اوقات کی طرف مختلف مواقع پر اشارے کئے گئے ہیں چنانچہ سورۂ ھودؑ میں فرمایا:۔

1۔اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیۡلِ (11/114)

''نماز قائم کر دن کے دونوں کناروں پر (یعنی فجر اور مغرب) اور رات گذرنے پر (یعنی عشا)''۔

2۔وَسَبِّح بِحَمۡدِ رَبِّکَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ غُرُوۡبِهَا وَمِنۡ اٰنَآیٔ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡ وَاَطۡرَافَ النَّهَارِ (20/130)

اور سورہ طٰہٰ میں ارشاد ہوا ہے کہ ''اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر طلوع آفتاب سے پہلے (فجر) اور غروب آفتاب سے پہلے (عصر) اور رات کے اوقات میں پھر تسبیح کر (عشا) اور دن کے سروں پر (یعنی صبح، ظہر اور مغرب)

3۔پھر سورہ روم میں ارشاد ہوا:۔

فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَo وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَعَشِیًّا وَّحِیۡنَ تُظۡهِرُوۡنَo (30/17-18)

''پس اللہ کی تسبیح کرو جب کہ تم شام کرتے ہو (مغرب) اور جب صبح کرتے ہو (فجر) اسی کے لئے حمد ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اس کی تسبیح کرو دن کے آخری حصہ میں (عصر) اور جب کہ تم دوپہر کرتے ہو (ظہر)'' یہ تمام آیات و بیانات تفہیم جلد 2 کے صفحہ 634 تا 636 سے لئے گئے ہیں۔

9۔نماز کے اوقات کی تک بندیوں اور جوڑ توڑ پر ہمارے ساتھ علامہ مودودی کو پھر دیکھیں

ہم نے قارئین کو مودودی کے اِن بیانات اور آیات کو پڑھنے کی زحمت اس لئے دی ہے تاکہ آپ اُن کے دلائل میں کچھ جان ہو تو نوٹ کر لیں۔رہ گیا صرف کوشش کرنا اور ضرورت مندوں کو سہارا دینا تو اُس کو مخالف گروہ کیوں تسلیم کرے گا۔لہٰذا یہ سب مودودی کی کوشش تھی انہوں نے خود کو بھی اور اپنے مذاہب کو بھی طویل بیانات سے سہارا دیا ہے۔نماز کے اوقات پر دلیل کوئی نہیں دی ہے انہوں نے خود لکھ دیا کہ:۔

''نماز کے اِن پانچوں اوقات کی طرف قرآن مجید میں مختلف مواقع پر اشارے کئے گئے ہیں۔''

یعنی قرآن میں صرف اشارے ہیں اوقات نماز نہیں ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ اشارے بھی مودودی نے سمجھے ہیں اسی لئے جگہ جگہ بریکٹ میں فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء خود لکھنا پڑا ہے تاکہ قاری آیات میں اشاروں کا ہونا سمجھ لے۔قرآن میں نہ نماز کے قریش والے اوقات ہیں نہ اشارے ہیں یہ خالص مودودی کی تک بندی اور فریب ہے۔

دوسرا پہلو:۔ مودودی نے ایک حدیث بھی لکھی ہے۔اس نام نہاد حدیث پر ہمیں تین موٹے موٹے اعتراضات ہیں۔اوّل یہ کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی سند نہیں رکھتی لہٰذا ناقابل قبول ہے۔دوم یہ کہ پانچوں وقتوں کا الگ الگ تعین معراج کے واقعہ میں بتایا گیا تھا۔مگر حدیث میں نماز کعبہ میں پڑھائی گئی جس کا معراج سے کوئی تعلق نہیں ہے لہٰذا یہ تعین یوں بھی فرضی ہے۔سوم یہ کہ حدیث لکھنے کے بعد یعنی یعنی کہہ کر جو تشریح مودودی نے اپنے بریکٹ میں کی ہے وہ حدیث میں نہیں ہے۔لہٰذا اس خود ساختہ حدیث سے بھی نماز کے اوقات کا تعین نہیں ہوتا۔اور معاملہ مشکوک ہو جاتا ہے کہ آیا شروع کے اوقات میں پڑھنا صحیح تھا یا آخری اوقات صحیح تھے۔پھر دونوں کا بیچ نکالنا پڑیگا تو تعین کہاں ہوا؟ پھر یہ کہ عربی زبان کے الفاظ کا ترجمہ اور معنی کرنے سے کسی کی رائے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔وہاں تو قوانین موجود ہیں قوانین کو توڑ کر کثرت رائے سے معنی کرنا ہی تحریف قرآن ہے جو حرام ہے مگر قریش اور قریشی علماء نے جائز رکھا ہے لہٰذا فجر وغیرہ کے الفاظ کے معنی غلط کئے گئے ہیں اور اُن معنی میں بھی بعض نے کچھ کہا اور بعض نے کچھ اور کہہ دیا لہٰذا یہ بکواس مبین ہے۔زبردستی گھسیٹ کر قریش کے خود ساختہ اوقات کو فٹ یا انفٹ کیا گیا ہے۔پھر اوقات نماز سے متعلق لائی ہوئی آیات میں **اَقِـــمِ** لفظ ایک شخص کو یعنی نبیؐ کو نماز قائم کرنے کا حکم دیتا ہے اس سے ساری اُمت کیوں مراد لی جائے؟ جب تمام انبیاؑ کا یہ نماز پڑھنا مان لیا جائے تو اوقات نماز کا قرآن میں ذکر کیوں نہ ہو؟

(نمبر53) عہد نامہ

عَهْدٌ كَتَبَهُ لِلْاَشْتَرِ النَّخَعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ، لَمَّا وَلَّاهُ عَلٰى مِصْرَ وَاَعْمَالِهَا حِيْنَ اضْطَرَبَ اَمْرُ اَمِيْرِهَا مُحَمَّدِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ

اس دستاویز کو (مالک) اشتر نخعی رحمہ اللہ کے لئے تحریر فرمایا جبکہ محمد ابن ابی بکر کے حالات بگڑ جانے پر انہیں مصر اور اس کے اطراف کی حکومت سپرد کی۔ (ترجمہ نہج البلاغہ جلد 3 صفحہ 113 مفتی جعفر حسین)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

هٰذَا مَا اَمَرَبِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ عَلِيٌّ اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَ مَالِكَ ابْنَ الْحَارِثِ الْاَشْتَرَ فِيْ عَهْدِهٖ اِلَيْهِ حِيْنَ وَلَّاهُ مِصْرَ :	1	یہ ہے وہ دستوری فرمان جو اللہ کے بندے علیؑ امیر المومنین نے مالک ابن حارث الاشتر کو لکھ کر دیا ہے اور اُس سے عہد کیا ہے جبکہ اُسے ملکِ مصر کا حاکم بنایا تھا۔
جِبَايَةَ خَرَاجِهَا ؛	2	تا کہ اُس مُلک سے خراج وصول کرتا رہے۔
وَجِهَادَ عَدُوِّهَا ؛	3	اور اُس ملک کے دشمنوں سے جہاد کرتا رہے۔
وَاسْتِصْلَاحَ اَهْلِهَا ؛	4	اور وہاں کے باشندوں کی اصلاح وفلاح کا نظام جاری کرے۔
وَعِمَارَةَ بِلَادِهَا ؛	5	اور وہاں کی بستیوں اور شہروں کی تعمیر اور آبادکاری کی مہم چلائے۔
اَمَرَهُ بِتَقْوَى اللّٰهِ ؛	6	اُسے یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرے۔
وَاِيْثَارِ طَاعَتِهٖ ؛	7	اور اطاعتِ خداوندی کو ہر چیز پر ترجیح دیتا رہے۔
وَاتِّبَاعِ مَااَمَرَبِهٖ فِيْ كِتَابِهٖ : مِنْ فَرَائِضِهٖ وَسُنَنِهٖ ؛	8,9	اور اللہ نے جن فرائض اور سنتوں کا قرآن میں حکم دیا ہے اُنکی پیروی کرے۔
الَّتِيْ لَايَسْعَدُ اَحَدٌ اِلَّا بِاتِّبَاعِهَا ؛	10	اس لئے کہ اُن کی پیروی کے بغیر انسان کو دائمی سعادت نہیں ملتی۔
وَلَا يَشْقٰى اِلَّا مَعَ جُحُوْدِهَا وَاِضَاعَتِهَا ؛	11	اور دائمی بدنصیبی اُن ہی فرائض اور سنتوں کے ٹھکرانے سے اور اُنہیں ضائع کرنے سے ملتی ہے۔
وَاَنْ يَّنْصُرَ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ بِقَلْبِهٖ وَيَدِهٖ وَلِسَانِهٖ ؛	12	اور یہ کہ دل سے اور ہاتھوں سے اور زبان سے اللہ پاک کے دین کی نصرت جاری رکھنا
فَاِنَّهٗ ـ جَلَّ اِسْمُهٗ ـ قَدْ تَكَفَّلَ بِنَصْرِ مَنْ نَصَرَهٗ ؛	13	اس لئے کہ اللہ بزرگ و برتر نے ذمہ لیا ہے کہ جو کوئی اُس کی نصرت کرے گا وہ اُس کی مدد وتائید ضرور کرے گا۔
وَاِعْزَازِ مَنْ اَعَزَّهٗ ؛	14	اور اُس کو غالب رکھے گا جو اُس کے دین کو غالب رکھنے میں کوشاں ہوگا۔
وَاَمَرَهٗ اَنْ يَّكْسِرَ نَفْسَهٗ عِنْدَ الشَّهَوَاتِ ؛	15	اور اُسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ نفسانی خواہشات کی حالت میں اپنے نفس کو کچل دے
وَيَزَعَهَا عِنْدَ الْجَمَحَاتِ ؛	16	اور نفس کی منہ زوری اور سرکشی کے وقت اسے روک کر رکھے۔
فَاِنَّ النَّفْسَ اَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَارَحِمَ اللّٰهُ ؛	17	کیونکہ نفسِ امّارہ تو برائی ہی کی رغبت دلاتا ہے۔ سوائے اُس شخص کے جس پر اللہ کی رحمت ہو۔

ثُمَّ اعْلَمْ یَا مَالِکُ اَنِّیْ قَدْ وَجَّھْتُکَ اِلٰی بِلَادٍ قَدْ جَرَتْ عَلَیْھَا دُوَلٌ قَبْلَکَ مِنْ عَدْلٍ وَّ جَوْرٍ ؛	18	پھر اے مالک یہ سمجھ لو میں تمہیں ایسے شہروں پر روانہ کر رہا ہوں جہاں تم سے پہلے ایسی حکومتیں گذر چکی ہیں جن میں عدل پرور اور جور وظلم کرنے والی حکومتیں بھی رہ چکی ہیں
وَاَنَّ النَّاسَ یَنْظُرُوْنَ مِنْ اُمُوْرِکَ فِیْ مِثْلِ مَا کُنْتَ تَنْظُرُ فِیْہِ مِنْ اُمُوْرِ الْوُلَاۃِ قَبْلَکَ ؛	19	اور یقینی بات ہے کہ تمہاری رعایا کے لوگ تمہارے احکام اور طرزِ عمل کو اُسی نظر سے دیکھیں گے جس نظر سے تم اپنے سے پہلے حکمرانوں کے طور طریقوں کو دیکھتے رہے ہو
وَیَقُوْلُوْنَ فِیْکَ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْھِمْ ؛	20	اور تمہارے متعلق بھی وہ کچھ کہیں گے جو تم سابقہ حکمرانوں کے لئے کہتے رہے ہو۔
وَاِنَّمَا یُسْتَدَلُّ عَلَی الصَّالِحِیْنَ بِمَا یُجْرِی اللّٰہُ لَھُمْ عَلٰی اَلْسُنِ عِبَادِہٖ ؛	21	اور حقیقت اسی قدر ہے کہ خدا کے نیک بندوں کا پتہ اسی نیک نامی سے چلتا ہے **جو اللہ نے اپنے بندوں کی زبان پر جاری کر رکھی ہے**۔
فَلْیَکُنْ اَحَبُّ الذَّخَائِرِ اِلَیْکَ ذَخِیْرَۃَ الْعَمَلِ الصَّالِحِ ؛	22	لہٰذا ضروری ہے کہ **تمہیں تمام ذخیروں میں سے اپنے نیک اعمال کا ذخیرہ سب سے زیادہ محبوب ہو**۔
فَامْلِکْ ھَوَاکَ ؛	23	چنانچہ اپنی ذاتی خواہشوں پر قابو رکھنا۔
وَشُحَّ بِنَفْسِکَ عَمَّا لَایَحِلُّ لَکَ ؛	24	اور جو مشغلے تمہارے لئے حلال نہیں ہیں۔ اُن میں مشغول ہونے کی اجازت دینے میں اپنے نفس سے کنجوسی اور مخالفت کیا کرنا۔
فَاِنَّ الشُّحَّ بِالنَّفْسِ الْاِنْصَافُ مِنْھَا فِیْمَا اَحَبَّتْ اَوْ کَرِھَتْ ؛	25	چنانچہ نفس کے ساتھ بخل اور کنجوسی کرنا ہی اُس کے ساتھ انصاف کرنا ہے۔ خواہ وہ خود اُسے پسند کرے یا ناپسند کرے۔
وَاَشْعِرْ قَلْبَکَ الرَّحْمَۃَ لِلرَّعِیَّۃِ ؛ وَالْمَحَبَّۃَ لَھُمْ ؛ وَاللُّطْفَ بِھِمْ ؛	26	اور اپنے دل کے اندر رعیت کیلئے جذبۂ رحم اور محبت اور لطف وکرم کو استقلال سے بٹھا دو
وَلَا تَکُوْنَنَّ عَلَیْھِمْ سَبُعًا ضَارِیًا تَغْتَنِمُ اَکْلَھُمْ ؛	27	اور تم اُن کو ضرر پہنچانے والا بھیڑیا نہ بن جانا اور اُن کو کھا جانا غنیمت نہ سمجھنے لگنا۔
فَاِنَّھُمْ صِنْفَانِ : اِمَّا اَخٌ لَکَ فِی الدِّیْنِ وَاِمَّا نَظِیْرٌ لَکَ فِی الْخَلْقِ ؛	28	رعیّت کے لوگوں کی دو قسمیں ہوا کرتی ہیں۔ اُن میں سے کچھ تو تمہارے دینی بھائی ہوں گے اور کچھ خود تمہارے جیسی مخلوق ہوں گے۔
یَفْرُطُ مِنْھُمُ الزَّلَلُ ؛	29	اُن میں سے بعض سے کبھی کبھی لغزشیں اور کوتاہیاں بھی سرزد ہوں گی۔
وَتَعْرِضُ لَھُمُ الْعِلَلُ ؛	30	اور اُن کو وہ اسباب بھی پیش آئیں گے جو بُرائی کا پیش خیمہ ہوا کرتے ہیں۔
وَیُؤْتٰی عَلٰی اَیْدِیْھِمْ فِی الْعَمْدِ وَالْخَطَآءِ ؛	31	اور اُن کے ہاتھوں سے جان بوجھ کر یا بھول چوک سے خطائیں بھی ہوں گی۔
فَاَعْطِھِمْ مِنْ عَفْوِکَ وَصَفْحِکَ مِثْلَ الَّذِیْ تُحِبُّ اَنْ یُّعْطِیَکَ اللّٰہُ مِنْ عَفْوِہٖ وَصَفْحِہٖ ؛	32	لہٰذا تم اُن کی خطاؤں سے درگذر کرتے رہنا کیونکہ تم بھی اللہ سے اپنی خطاؤں سے درگذر اور بخش دیے جانے کی درخواست کرتے رہتے ہو۔
فَاِنَّکَ فَوْقَھُمْ وَ وَالِی الْاَمْرِ عَلَیْکَ فَوْقَکَ وَ	33	یہ اس لئے کہ تم اُن پر حاکم اور باز پرس کرنے والے ہو اور تم پر تمہارا امامؑ حاکم اور باز

وَاللّٰهُ فَوْقَ مَنْ وَلاَّکَ ؛		پرس کرنے والا ہے اور جس نے تمہیں حاکم بنایا ہے اُس پر اللہ حکمران ہے۔
وَقَدِ اسْتَكْفَاكَ اَمْرَهُمْ وَابْتَلاكَ بِهِمْ ؛	34	اور اُسی نے تم پر رعایا کے انتظام اور اصلاح کی ذمہ داری ڈال کر تمہیں اُن کے ذریعہ سے آزمانا چاہا ہے۔
وَ لا تَنْصِبَنَّ نَفْسَکَ لِحَرْبِ اللّٰهِ ؛	35	اور تمہیں چاہئے کہ اللہ کے مقابلے میں اپنے آپ کو جنگ کیلئے آمادہ نہ کر لینا۔
فَاِنَّهُ لايَدَیْ لَکَ بِنِقْمَتِهِ وَلا غِنَیٰ بِکَ عَنْ عَفْوِهِ وَرَحْمَتِهِ ؛	36	اس لئے کہ اُس کے غضب سے بچ نکلنے کے لئے نہ تمہارے پاس طاقت ہے اور نہ تم کبھی اُس کی بخشش اور رحمت سے بے نیاز ہو سکتے ہو۔
وَلاتَنْدَمَنَّ عَلٰی عَفْوٍ ؛	37	تمہیں کسی کو معاف کر کے پچھتانا نہیں چاہئے۔
وَلا تَبْجَحَنَّ بِعُقُوْبَةٍ ؛	38	اور نہ ہی کسی کو سزا دے کر فخر کرنا چاہئے۔
وَلا تُسْرِعَنَّ اِلٰی بَادِرَةٍ وَجَدْتَ مِنْهَا مَنْدُوحَةً ؛	39	اور غصہ میں عجلت سے کام نہ لیا کرنا جب کہ کسی معاملے کو ٹلا دینا مفید معلوم ہو رہا ہو
وَلا تَقُوْلَنَّ اِنِّیْ مُؤَمَّرٌ اٰمُرُ فَاُطَاعُ ؛	40	کبھی یہ نہ کہنا کہ ''میں حاکم ہوں لہٰذا میرے حکم پر صرف اطاعت کرنا لازم ہے۔''
فَاِنَّ ذٰلِکَ اِدْغَالٌ فِی الْقَلْبِ ، وَمَنْهَکَةٌ لِلدِّیْنِ وَتَقَرُّبٌ مِّنَ الْغِیَرِ ؛	41	یقیناً اس قسم کا کلام اور تصور دل میں غرور و فساد پیدا کرے گا، اور دین میں کمزوری اور سستی داخل کرے گا، اور غیر خدا سے قربت کا سبب بنے گا۔
وَاِذَا اَحْدَثَ لَکَ مَا اَنْتَ فِیْهِ مِنْ سُلْطَانِکَ اُبَّهَةً اَوْ مَخِیْلَةً فَانْظُرْ اِلٰی عِظَمِ مُلْکِ اللّٰهِ فَوْقَکَ وَقُدْرَتِهِ مِنْکَ عَلٰی مَا لا تَقْدِرُ عَلَیْهِ مِنْ نَفْسِکَ ؛	42	اور جب کبھی حکمرانی کرتے کرتے تم میں اپنی بزرگی اور بڑائی کا خیال پیدا ہو تو اُسے دور کرنے کے لئے تم اپنی پوزیشن اور اللہ کی عظمت و اقتدار پر نظر ڈال لینا اور دیکھنا کہ وہ تم پر اور پوری کائنات پر ایسی قدرت و اختیار رکھتا ہے جو تم خود اپنی ذات پر بھی نہیں رکھتے ہو۔
فَاِنَّ ذٰلِکَ یُطَامِنُ اِلَیْکَ مِنْ طِمَاحِکَ ؛	43	یقیناً اسی غور و تدبر سے تمہاری رعونت اور سرکشی دب جائے گی۔
وَیَکُفُّ عَنْکَ مِنْ غَرْبِکَ ؛	44	اور تجھ سے تیری فرضی سربلندی کو دفع کر دے گی۔
وَیَفِیْءُ اِلَیْکَ بِمَا عَزَبَ عَنْکَ مِنْ عَقْلِکَ ؛	45	اور تمہاری کھوئی ہوئی عقل کو تمہیں واپس لا کر دے گی۔
اِیَّاکَ وَمُسَامَاةَ اللّٰهِ فِیْ عَظَمَتِهِ وَالتَّشَبُّهَ بِهِ فِیْ جَبَرُوْتِهِ ؛	46	خبردار تم کبھی بھی اللہ کی عظمت میں شریک ہونے اور اس کی جبروت میں مشابہ ہو جانے کی حرکت نہ کر بیٹھنا۔
فَاِنَّ اللّٰهَ یُذِلُّ کُلَّ جَبَّارٍ وَیُهِیْنُ کُلَّ مُخْتَالٍ ؛	47	اس لئے کہ اللہ ہر سرکش و سربلند شخص کو ذلت سے دوچار کر دیتا ہے اور مغرور کی توہین و رسوائی کر دیتا ہے۔
اَنْصِفِ اللّٰهَ وَاَنْصِفِ النَّاسَ مِنْ نَّفْسِکَ وَمِنْ خَاصَّةِ اَهْلِکَ وَمَنْ لَّکَ فِیْهِ هَوًی مِنْ رَعِیَّتِکَ	48	اللہ کے معاملے میں انصاف سے کام لیتے رہنا اور تمام انسانوں کے ساتھ اور اپنے مخصوص اہل و عیال کے اور رعیت کے ان لوگوں کے ساتھ جن سے تیری توجہات زیادہ رغبت رکھتی ہوں ہر حال میں انصاف کو مدنظر رکھنا۔

فَاِنَّکَ اِلَّاتَفعَلُ تَظْلِمْ ! وَمَنْ ظَلَمَ عِبَادَ اللّٰهِ كَانَ اللّٰهُ خَصمَهُ دُوْنَ عِبادِهِ ؛	49	چنانچہ اگر تم ایسا انصاف نہ کرو گے تو تم یقیناً ظلم کرو گے۔اور جو کوئی بھی اسکے بندوں پر ظلم کرتا ہے تو اللہ بھی باقی بندوں کے علاوہ اُس کا حریف اور دشمن بن جاتا ہے؛
وَمَنْ خَاصَمَهُ اللّٰهُ اَدْحَضَ حُجَّتَهُ ؛	50	اور جس کسی کا حریف اور دشمن اللہ ہوگا تو اس کی ہر دلیل و وجہ کو کچل دے گا؛
وَكَانَ لِلّٰهِ حَرْبًا حَتّٰى يَنْزِعَ وَيَتُوْبَ ؛	51	اور وہ اللہ سے برسر جنگ اور برسر مقابلہ رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ باز آجائے اور توبہ کر لے؛
وَلَيْسَ شَيْءٌ اَدْعَىٰ اِلَىٰ تَغْيِيْرِ نِعْمَةَ اللّٰهِ وَتَعْجِيْلِ نِقْمَتِهِ مِنْ اِقَامَةٍ عَلٰى ظُلْمٍ ؛	52	اور اللہ کی نعمتوں کو چھین لینے والی اور اس کی سزاؤں کو جلدی سے بلانے والی کوئی چیز اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ ظلم پر باقی اور برقرار رہا جائے؛
فَاِنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ دَعْوَةَ الْمُضْطَهَدِيْنَ ؛	53	لہٰذا اللہ مظلوموں کی دعا سنتا ہے؛
وَهُوَ لِلظَّالِمِيْنَ بِالْمِرْصَادِ ؛	54	اور ظالموں کو سزا دینے کے لئے اُن کی گھات میں لگا رہتا ہے؛
وَلْيَكُنْ اَحَبُّ الْاُمُوْرِ اِلَيْكَ اَوْسَطُهَا فِي الْحَقِّ وَاَعَمُّهَا فِي الْعَدْلِ ؛ وَاَجْمَعُهَا لِرِضَى الرَّعِيَّةِ ؛	55	اور اسی لئے تمہیں تو تمام کاموں میں جو کام سب سے زیادہ پسند ہونا چاہئے وہ حق کے اعتبار سے میانہ روی ہے،اور عدل کے اعتبار سے عمومی ہے،اور جو رعیت کی مجموعی و عام خوشنودی کا باعث ہو؛
فَاِنَّ سُخْطَ الْعَامَّةِ يُجْحِفُ بِرِضَى الْخَاصَّةِ ؛	56	کیونکہ عوام کی ناراضگی مخصوص لوگوں کی خوشنودی کو بے اثر و بے کار کر دیا کرتی ہے؛
وَاِنَّ سُخْطَ الْخَاصَّةِ يُغْتَفَرُ مَعَ رِضَى الْعَامَّةِ ؛	57	اور مخصوص لوگوں کی ناراضگی عوام کی خوشنودی کے سامنے نظر انداز کی جا سکتی ہے؛
وَلَيْسَ اَحَدٌ مِنَ الرَّعِيَّةِ؛	58	اور یہ سمجھ لو کہ ساری رعیت میں سے،
الف۔ اَثْقَلَ عَلَى الْوَالِيْ مَؤُوْنَةً فِي الرَّخَاءِ، ب۔ وَ اَقَلَّ مَعُوْنَةً لَهُ فِي الْبَلَاءِ ؛ ج۔ وَاَكْرَهَ لِلْاِنْصَافِ ؛ د ۔ وَاَسْاَلَ بِالْاِلْحَافِ ؛ ہ ۔ وَاَقَلَّ شُكْرًا عِنْدَ الْاِعْطَاءِ ؛ و ۔ وَاَبْطَاَعُذْرًا عِنْدَ الْمَنْعِ ؛ ز ۔ وَاَضْعَفَ صَبْرًا عِنْدَ مُلِمَّاتِ الدَّهْرِ مِنْ اَهْلِ الْخَاصَّةِ ؛		الف۔ جو لوگ خوشحالی اور سہولت کے زمانہ میں حکمران پر سب سے زیادہ تکلیف دینے والے ہوتے ہیں وہ یہی مخصوصین اور بڑے لوگ ہوتے ہیں،(ب) اور جو تکلیف اور بلاؤں کے زمانے میں کم سے کم مددگار بنتے ہیں یہی مخصوصین اور بڑے لوگ ہوتے ہیں،(ج) اور یہی لوگ عوام سے انصاف کرنے کو ناپسند کرتے ہیں (د) اپنی غرض اور مطلب پورا کرانے کے لئے لپٹ جاتے ہیں۔(ہ) بخشش اور احسان پر مشکور نہیں ہوتے (و) مال و دولت دینے سے منع کردو تو وہ جائز عذر بھی نہیں سنتے (ز) اور اگر سختیوں اور تنگی کا زمانہ آجائے تو یہی مخصوصین اور بڑے لوگ صبر و برداشت کرنے میں سب سے کمزور اور بے صبرے ثابت ہوتے ہیں؛
وَاِنَّمَا عُمُوْدُ الدِّيْنِ وَجِمَاعُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْعُدَّةُ لِلْاَعْدَاءِ الْعَامَّةُ مِنَ الْاُمَّةِ ؛	59	اور ساتھ یہ بھی سمجھ لو کہ عوام یا غربا ہی وہ لوگ ہیں جو دین کا ستون و سہارا ہوتے ہیں،جو مسلمانوں کی حقیقی قوت اور عزت ہوتے ہیں اور جو دشمنوں کے مقابلے میں سامان دفاع و غلبہ ہوتے ہیں۔

فَلْيَكُنْ صَغوکَ لَهُمْ وَ مَيْلُکَ مَعَهُمْ ؛	60	لہٰذا تمہاری پوری توجہ اور تمہاری تمام مہربانیوں کا رخ عوام الناس ہی کی طرف رہنا چاہیئے؛
وَلْيَكُنْ اَبْعَدُ رَعِيَّتِکَ مِنْکَ وَاَشْنَؤُهُمْ عِنْدَکَ اَطْلَبُهُمْ لِمَعَائِبِ النَّاسِ ؛	61	اور تمہاری رعیت میں سب سے دُور اور تمہارے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور بُرا شخص وہ ہونا چاہیئے جو لوگوں کی عیب جوئی میں مصروف رہتا ہو؛
فَاِنَّ فِي النَّاسِ عُيُوْبًا اَلْوَالِيُ اَحَقُّ مَنْ سَتَرَهَا ؛	62	حقیقت یہ ہے کہ لوگوں میں کچھ نہ کچھ عیب تو ہوتے ہی ہیں، حکمران کو تمام عیب پوشوں سے بڑھ کر ستاری و عیب پوشی زیب دیتی ہے؛
فَلا تَكْشِفَنَّ عَمَّاغَابَ عَنْکَ مِنْهَا ؛	63	لہٰذا جو عیب تمہارے نظر سے غائب ہوں اُنہیں نہ کھولنا؛
فَاِنَّمَا عَلَيْکَ تَطْهِيْرُ مَاظَهَرَلَکَ ؛	64	اسلیئے کہ تمہاری ذمہ داری صرف اس قدر ہے کہ:۔ تم ان عیبوں کی تطہیر کرو جو تم پر ظاہر ہیں؛
وَاللّٰهُ يَحْكُمُ عَلٰى مَاغَابَ عَنْکَ ؛	65	رہ گئے وہ عیب جو تمہاری نظر سے غائب ہیں ان کا فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے؛
فَاسْتُرِ الْعَوْرَةَ مَا اسْتَطَعْتَ يَسْتُرِ اللّٰهُ مِنْکَ مَاتُحِبُّ سَتْرَهُ مِنْ رَعِيَّتِکَ ؛	66	لہٰذا جہاں تک تم سے ہو سکے تم لوگوں کے ننگے پن پر پردہ ڈالو تا کہ اللہ بھی تمہارے اُن عیبوں کی پردہ پوشی کرے جن کو تم رعایا سے چھپانا پسند کرتے ہو؛
اَطْلِقْ عَنِ النَّاسِ عُقْدَةَ كُلِّ حِقْدٍ ؛	67	لوگوں کے دلوں میں لگی ہوئی کینے اور بغض کی ہر گرہ کو کھول دو.
وَاقْطَعْ عَنْکَ سَبَبَ كُلِّ وِتْرٍ؛	68	اور دشمنی پیدا کرنے والے ہر سبب اور وجہ کو کاٹ کر رکھ دو؛
وَتَغَابَ عَنْ كُلِّ مَا لا يَصِحُّ لَکَ ؛	69	اور جو طریق کار تمہارے نزدیک صحیح نہ ہوا کرے اُس سے بے خبر بن جاؤ؛
وَ لا تَعْجَلَنَّ اِلٰى تَصْدِيْقِ سَاعٍ ؛	70	اور بدگوئی اور نکتہ چینی میں کوشاں اشخاص کی تصدیق کرنے میں جلدی نہ کرنا؛
فَاِنَّ السَّاعِيَ غَاشٌّ وَاِنْ تَشَبَّهَ بِالنَّاصِحِيْنَ ؛	71	یقیناً ایسی بُری کوشش کرنے والے عموماً دھوکے باز ہوتے ہیں اگر چہ وہ خیرخواہوں اور نصیحت کرنے والوں کے مشابہ ہوتے ہیں؛
وَلَا تُدْخِلَنَّ فِيْ مَشْوَرَتِکَ بَخِيْلاً يَعْدِلُ بِکَ عَنِ الْفَضْلِ ؛ وَيَعِدُکَ الْفَقْرَ؛	72	اور اپنے مشوروں میں بخیل اور کنجوس کو کبھی داخل نہ کرنا ورنہ وہ تمہیں فضل و کرم سے ہٹا دے گا اور فقر و فاقہ سے دوچار ہو جانے کا خطرہ پیش کر کے روکے گا؛
وَلَاجَبَانًا يُضْعِفُکَ عَنِ الْاُمُوْرِ ؛ وَلَاحَرِيْصًا يُزَيِّنُ لَکَ الشَّرَهُ بِالْجَوْرِ ؛	73	اور نہ بُزدل کو مشورے میں داخل کرنا ورنہ وہ تمہیں قوتِ فیصلہ میں کمزور کر دے گا اور نہ ہی لالچی آدمی کو داخل کرنا ورنہ وہ ظلم کے ذریعے مال بٹورنے کے فوائد بتا کر تمہیں لالچی بنا دے گا؛
فَاِنَّ الْبُخْلَ وَالْجُبْنَ وَالْحِرْصَ غَرَائِزُ شَتّٰى يَجْمَعُهَا سُوْءُ الظَّنِّ بِاللّٰهِ ؛	74	حقیقت یہ ہے کہ بخیلی، بزدلی اور حرص اگر چہ الگ الگ خصلتیں ہیں مگر یہ سب مل کر اللہ سے بدگمان کرنے میں مشترک رہتی ہیں؛
اِنَّ شَرَّ وُزَرَائِکَ مَنْ كَانَ لِلْاَشْرَارِ قَبْلَکَ وَزِيْرًا ؛	75	یقیناً تمہارے لئے سب سے بدتر اور شرانگیز وزیر وہ ہوگا جو تم سے پہلے والے شر

		پسندوں کا وزیر رہا ہوگا؛
وَمَنْ شَرِکَهُمْ فِی الْاٰثَامِ فَلَا یَکُوْنَنَّ لَکَ بِطَانَةً ؛	76	اور جو اُن کے گناہوں میں شریک رہا ہو ایسا شخص تمہارے رازداروں میں نہ ہونا چاہیئے؛
فَاِنَّهُمْ اَعْوَانُ الْاَثَمَةِ وَاِخْوَانُ الظَّلَمَةِ ؛	77	کیونکہ ایسے لوگ گناہگاروں کے معاون اور ظالموں کے بھائی ہوا کرتے ہیں
وَاَنْتَ وَاجِدٌ مِّنْهُمْ خَيْرَ الْخَلَفِ مِمَّنْ لَهٗ مِثْلُ اٰرَائِهِمْ وَنَفَاذِهِمْ ؛	78	ایسے لوگوں کی جگہ تمہیں ایسے افراد مل سکتے ہیں جو سوجھ بوجھ اور بصیرت اور صحیح رائے میں اُن کے ہی مانند ہوں گے؛
وَلَیْسَ عَلَیْهِ مِثْلُ اٰصَارِهِمْ وَاَوْزَارِهِمْ مِمَّنْ لَّمْ یُعَاوِنْ ظَالِمًا عَلٰی ظُلْمِهٖ وَ لَا اٰثِمًا عَلٰی اِثْمِهٖ؛	79	اور اُن کی طرح گناہوں کے بوجھ اُٹھائے ہوئے نہ ہوں گے اور انہوں نے نہ کسی گناہ گار کے گناہ میں ساتھ دیا ہوگا اور نہ کسی ظالم کے ظلم میں شریک رہے ہوں گے؛
اُولٰئِکَ اَخَفُّ عَلَیْکَ مَؤُوْنَةً ؛ وَاَحْسَنُ لَکَ مَعُوْنَةً ؛	80	ایسے لوگوں کی ذمہ داری لینا تمہارے لئے آسان تر ہوگا اور وہ تمہارے بہترین مددگار ثابت ہوں گے؛
وَاَحْنٰی عَلَیْکَ عَطْفًا ؛	81	اور ساتھ ہی یہ لوگ تمہاری طرف محبت سے توجہ رکھنے والے ہوں گے؛
وَاَقَلُّ لِغَیْرِکَ اِلْفًا؛	82	اور تمہارے علاوہ اوروں سے کم از کم اُلفت اور تعلق رکھیں گے؛
فَاتَّخِذْ اُولٰئِکَ خَاصَّةً لِخَلَوَاتِکَ وَحَفَلَاتِکَ ؛	83	چنانچہ اس قسم کے لوگوں کو اپنی اعلانیہ اور پوشیدہ محفلوں میں اپنا مصاحب و مشیر رکھنا؛
ثُمَّ لْیَکُنْ اٰثَرُهُمْ عِنْدَکَ اَقْوَلَهُمْ بِمُرِّ الْحَقِّ لَکَ ؛	84	پھر اُن میں سے بھی زیادہ ترجیح اُن لوگوں کو دینا جو حق کی کڑوی باتیں تم سے کہنے میں بے باک ہوں؛
وَاَقَلَّهُمْ مُسَاعَدَةً فِیْمَا یَکُوْنُ مِنْکَ مِمَّا کَرِهَ اللّٰهُ لِاَوْلِیَائِهٖ ؛	85	اور اللہ کی اُن ناپسندیدہ باتوں اور معاملات میں تمہارے کم سے کم مددگار ہوں جو وہ اپنے اولیاء سے سرزد ہونے دینا نہیں چاہتے؛ خواہ
وَاقِعًا ذٰلِکَ مِنْ هَوَاکَ حَیْثُ وَقَعَ ؛	86	وہ ناپسندیدہ باتیں واقعات اور تمہاری خواہش سے کتنا ہی میل کھاتی ہوں؛
وَالْصَقْ بِاَهْلِ الْوَرَعِ وَالصِّدْقِ ؛	87	اور خود کو پارسا اور صادق القول لوگوں سے وابستہ رکھنا؛
ثُمَّ رُضْهُمْ عَلٰی اَنْ لَّا یُطْرُوْکَ ، وَلَا یُبَجِّحُوْکَ بِبَاطِلٍ لَمْ تَفْعَلْهُ ؛	88	پھر اُن پارسا لوگوں کو اِس کی عادت ڈالنا کہ وہ تمہاری تعریفیں نہ کیا کریں اور تمہارے کسی کارنامہ کے بغیر ہی تمہاری باطل طریقہ پر مدح و ثنا کر کے تمہیں خوش نہ کیا کریں؛
فَاِنَّ کَثْرَةَ الْاِطْرَاءِ تُحْدِثُ الزَّهْوَ ؛	89	اس لئے کہ بہت زیادہ ستائش اور مدح و ثنا آدمی کو خود پسند بنا کر سرکشی میں مبتلا کر دیتی ہے؛

وَتُذِلُّ مِنَ الْعِزَّةِ ؛	90	اور آدمی کو مصنوعی عزت کا دلدادہ بنا دیتی ہے؛
وَلَا يَكُوْنَنَّ الْمُحْسِنُ وَالْمُسِيْٓءُ عِنْدَكَ بِمَنْزِلَةٍ سَوَآءٍ ؛	91	اور دیکھو تمہارے نزدیک احسان پیشہ شخص اور بدکار آدمی برابر کی منزلت میں نہ رکھ دیئے جائیں؛
وَاِنَّ فِيْ ذٰلِكَ تَزْهِيْدًا لِاَهْلِ الْاِحْسَانِ فِي الْاِحْسَانِ ؛	92	اور یقیناً ایسا کرنے سے نیکوں کو نیکی سے اور احسان سے بے رغبت کرنا ہے؛
وَتَدْرِيْبًا لِاَهْلِ الْاِسَائَةِ عَلَى الْاِسَائَةِ ؛	93	اور بدکاروں کو بدکاری میں ترقی کرانا ہوگا؛
وَاَلْزِمْ كُلًّا مِنْهُمْ مَّا اَلْزَمَ نَفْسَهٗ ؛	94	اور لازم ہے کہ ہر شخص کو اُس کی اُس منزل میں رکھا جائے جو اس کے ذاتی کردار سے لازم ہوتی ہو؛
وَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَيْسَ شَيْءٌ بِاَدْعٰى اِلٰى حُسْنِ ظَنِّ وَالٍ بِرَعِيَّتِهٖ مِنْ اِحْسَانِهٖ اِلَيْهِمْ ؛	95	اور یہ سمجھ لو کہ حاکم کو اپنی رعایا پر پورا بھروسہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ وہ اُن کے ساتھ احسان اور لطف وکرم کا سلوک کرے؛
وَتَخْفِيْفِهِ الْمَؤُوْنَاتِ عَلَيْهِمْ ؛	96	اور اُن پر بوجھ لادنے میں کمی کو مدنظر رکھے؛
وَتَرْكِ اسْتِكْرَاهِهٖ اِيَّاهُمْ عَلٰى مَالَيْسَ قِبَلَهُمْ ؛	97	اور اُن کو ایسی ناگوار صورت حال سے گذارنا چھوڑ دینا چاہئے جو اُن کے قابو کے نہ ہوں؛
فَلْيَكُنْ مِنْكَ فِيْ ذٰلِكَ اَمْرٌ يَّجْتَمِعُ لَكَ بِهٖ حُسْنُ الظَّنِّ بِرَعِيَّتِكَ ؛	98	تمہاری طرف سے اس سلسلے میں ایسے کام اور ایسا سلوک ہونا چاہئے کہ تمہاری رعایا کا سارا حسن ظن اور عمدہ خیالات تم پر مرکوز ہو کر رہ جائیں؛
فَاِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ يَقْطَعُ عَنْكَ نَصَبًا طَوِيْلًا ؛	99	اور یہ حقیقت ہے کہ رعیت کا حسن ظن رکھنا تمہارے اعتماد کا سبب وثبوت بنے گا اور تمہاری بہت سی دقتوں کو دُور کر دے گا؛
وَاِنَّ اَحَقَّ مَنْ حَسُنَ ظَنُّكَ بِهٖ لَمَنْ حَسُنَ بَلَاؤُكَ عِنْدَهٗ ؛	100	اور سب سے زیادہ تمہارے اعتماد کے وہ مستحق ہیں جن کے ساتھ تم نے اچھا سلوک کیا ہوگا؛
وَاِنَّ اَحَقَّ مَنْ سَآءَ ظَنُّكَ بِهٖ لَمَنْ سَآءَ بَلَاؤُكَ عِنْدَهٗ ؛	101	اور سب سے زیادہ تمہاری بے اعتمادی کے مستحق وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ تم نے برا سلوک کیا ہوگا؛
وَلَا تَنْقُضْ سُنَّةً صَالِحَةً عَمِلَ بِهَا صُدُوْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ؛	102	اور اُس نیک سنت کو نہ توڑ دینا کہ جس پر اس اُمت کے بزرگ عمل کرتے رہے؛
وَاجْتَمَعَتْ بِهَا الْاُلْفَةُ ؛	103	اور جس سے اُمت میں اتحاد اور اُلفت پیدا ہوئی تھی؛
وَصَلَحَتْ عَلَيْهَا الرَّعِيَّةُ ؛	104	اور جس سے رعیت کی صلاح اور فلاح وابستہ رہی؛
وَلَا تُحْدِثَنَّ سُنَّةً تَضُرُّ بِشَيْءٍ مِّنْ مَّاضِيْ تِلْكَ السُّنَنِ فَيَكُوْنَ الْاَجْرُ لِمَنْ سَنَّهَا ؛	105	اور ایسی سنت ایجاد نہ کر بیٹھنا جو ماضی میں جاری رہنے والی سنت کی کسی چیز کو ضرر پہنچائے، چنانچہ سنت جاری کرنے والا ہی اُس کی پاداش اور نتیجہ کا ذمہ دار ہوتا ہے؛

وَالْوِزْرُ عَلَيْکَ بِمَا نَقَصْتَ مِنْهَا ؛	106	اور جو کچھ تو سابقہ سنت میں سے توڑیگا اسکی ذمہ داری خود تیرے اوپر ہوگی ؛
وَاَکْثِرْ مُدَارَسَةَ الْعُلَمَاءِ وَمُنَاقَثَةَ الْحُکَمَآءِ فِیْ تَثْبِيْتِ مَاصَلَحَ عَلَيْهِ اَمْرُ بَلَادِکَ وَاِقَامَةِ مَا اسْتَقَامَ بِهِ النَّاسُ قَبْلَکَ ؛	107	اور اپنے ملک اور شہروں کے حالات اور اصلاحی اُمور کو مستحکم کرنے میں اور اُن نتائج کو پیدا کرنے کیلئے جن سے اُن لوگوں کے حالات سنورتے رہے جو تم سے پہلے تھے تم علما اور حکما سے مذاکرہ اور خفیہ بات چیت جاری رکھنا ؛
وَاعْلَمْ اَنَّ الرَّعِيَّةَ طَبَقَاتٌ لَايَصْلُحُ بَعْضُهَا اِلَّا بِبَعْضٍ ؛	108	اور معلوم ہو کہ رعیت میں بہت سے طبقات ہوتے ہیں جن کی صلاح اور فلاح ایک دوسرے کے بغیر ممکن نہیں ہوتی ؛
وَ لَاغِنَیٰ بِبَعْضِهَا اِلَّا عَنْ بَعْضٍ فَمِنْهَا : ؛	109	اور وہ آپس میں ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں ہو سکتے اُن کے طبقات یوں ہیں کہ:۔
جُنُوْدُ اللّٰهِ ؛ وَمِنْهَا کُتَّابُ الْعَامَّةِ وَالْخَاصَّةِ ؛ وَمِنْهَا قُضَاةُ الْعَدْلِ ؛ وَمِنْهَا عُمَّالُ الْاِنْصَافِ وَالرِّفْقِ ؛ وَمِنْهَا اَهْلُ الْجِزْيَةِ وَالْخَرَاجِ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُسْلِمَةِ النَّاسِ ؛ وَمِنْهَا التُّجَّارُ وَاَهْلُ الصِّنَاعَاتِ وَمِنْهَا الطَّبَقَةُ السُّفْلٰی مِنْ ذَوِی الْحَاجَةِ وَالْمَسْکَنَةِ ؛	110	ایک طبقہ اللہ کے لشکروں کا ہوتا ہے، ایک طبقہ عام اور خاص تحریری ریکارڈ تیار کرنے والوں کا، ایک طبقہ عدالت و انصاف قائم رکھنے والے قاضیوں کا اسٹاف، ایک طبقہ رعایا میں انتظام اور انصاف نافذ کرنے والے عمالوں (گورنروں) کا، ایک طبقہ میں غیر مسلم اور جزیہ دینے والے ذمہ دار غیر مسلموں کا اور ایک طبقہ تجارت پیشہ اور اہل حرفہ کا ہوتا ہے، ایک طبقہ فقراء و مساکین کا وہ طبقہ ہے جو سب سے پست ہے ؛
وَکُلٌّ قَدْسَمَّی اللّٰهُ لَهُ سَهْمَهُ وَوَضَعَ عَلٰی حَدِّهِ وَفَرِيْضَتِهِ فِیْ کِتَابِهٖ اَوْسُنَّةِ نَبِيِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ عَهْدًا مِنْهُ عِنْدَنَا مَحْفُوْظًا .	111	اور اللہ نے ہر ایک کا حق معین کر دیا ہے اور اپنی کتاب یا سنت نبویؐ میں اس کی حد بندی کر دی ہے اور وہ سب کچھ ہمارے پاس محفوظ ہے۔
فَالْجُنُوْدُ بِاِذْنِ اللّٰهِ حُصُوْنُ الرَّعِيَّةِ ؛ وَزَيْنُ الْوُلَاةِ وَعِزُّ الدِّيْنِ ؛ وَسُبُلُ الْاَمْنِ وَلَيْسَ تَقُوْمُ الرَّعِيَّةُ اِلَّابِهِمْ ؛	112	چنانچہ افواج بحکم خدا رعیت کے لئے حفاظت کا قلعہ ہیں ؛ فرمانرواؤں کی زینت وشان ہیں دین و مذہب کی قوت اور امن قائم رکھنے کا ذریعہ ہیں اور رعیت برقرار نہیں رہ سکتی سوائے افواج کے ؛
ثُمَّ لَاقِوَامَ لِلْجُنُوْدِ اِلَّا بِمَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَهُمْ مِنَ الْخَرَاجِ الَّذِیْ يَقْوَوْنَ بِهٖ عَلٰی جِهَادِ عَدُوِّهِمْ ؛	113	پھر افواج کا دارومدار، اُس کا وجود و بقا اُس خراج پر ہے جو اللہ نے اُن کے لئے معین ومقرر کر دیا ہے جس سے وہ دشمنوں سے جہاد کرنے کی قوت حاصل کرتے ہیں ؛
وَيَعْتَمِدُوْنَ عَلَيْهِ فِيْمَا يُصْلِحُهُمْ وَيَكُوْنُ مِنْ وَّرَآءِ حَاجَتِهِمْ ؛	114	اور اُسی پر بھروسہ رکھتے ہیں، اپنی اصلاح کرتے ہیں اور ضروریات بہم پہنچاتے ہیں ؛

ثُمَّ لَا قِوَامَ لِهٰذَيْنِ الصِّنْفَيْنِ اِلَّا بِالصِّنْفِ الثَّالِثِ مِنَ الْقُضَاةِ وَالْعُمَّالِ وَالْكُتَّابِ ؛	115	پھر رعیت اور افواج کا دارومدار اور انتظام کے لئے تیسرے گروہ کی احتیاج ہے جو قاضیوں، گورنروں اور کارتحریر بجالانے والوں کا گروہ ہے؛
لِمَا يُحْكِمُوْنَ مِنَ الْمَعَاقِدِ، وَيَجْمَعُوْنَ مِنَ الْمَنَافِعِ، وَيُؤْتَمَنُوْنَ عَلَيْهِ مِنْ خَوَاصِّ الْاُمُوْرِ وَعَوَامِّهَا ؛	116	جن کے ذریعہ سے معاہدوں کا برقرار رہنا اور پائیداری قائم رکھنا ہوتی ہے اور یہ لوگ خراج اور دیگر منافعوں کی جمع وخرچ انجام دیتے ہیں اور عام اور خاص معاملات اور انتظامات کے متعلق اُن ہی کے ذریعے سے اطلاعات اور اطمینان فراہم ہوتا ہے۔؛
وَ لَا قِوَامَ لَهُمْ جَمِيْعًا اِلَّا بِالتُّجَّارِ وَ ذَوِى الصِّنَاعَاتِ فِيْمَا يَجْتَمِعُوْنَ عَلَيْهِ مِنْ مَّرَافِقِهِمْ ؛	117	اور اُن سب کا دارومدار و بقاء و ترقی تاجروں اور صنّاعوں اور کاریگروں پر ہے۔ وہ ان کی ضروریات فراہم کرتے ہیں؛
وَيُقِيْمُوْنَهُ مِنْ اَسْوَاقِهِمْ ؛	118	اور بازار لگاتے ہیں اور سجاتے ہیں؛
وَيَكْفُوْنَهُمْ مِنَ التَّرَفُّقِ بِاَيْدِيْهِمْ مِمَّا لَا يَبْلُغُهُ رِفْقُ غَيْرِهِمْ	119	اور اپنی کوششوں اور محنت وبصیرت سے تمام ضرورت کی چیزوں کو لاکر اُنہیں خود تلاش کرنے سے بچا دیتے ہیں ورنہ اُن کے بغیر فراہمی مشکل تھی؛
ثُمَّ الطَّبَقَةُ السُّفْلٰى مِنْ اَهْلِ الْحَاجَةِ وَالْمَسْكَنَةِ الَّذِيْنَ يَحِقُّ رِفْدُهُمْ وَمَعُوْنَتُهُمْ ؛	120	پھر نچلا طبقہ محتاجوں اور مسکینوں کا ہے۔ جن کی مدد اور ضرورتوں کا فراہم کرنا لازم ہے؛
وَفِى اللّٰهِ لِكُلٍّ سَعَةٌ ؛	121	اللہ نے اُن سب کے لئے وسعتیں فراہم کر رکھی ہیں؛
وَلِكُلٍّ عَلَى الْوَالِىْ حَقٌّ بِقَدَرِ مَا يُصْلِحُهُ ؛	122	اور اُن تمام طبقات کے حقوق کا ادا کرنا حکمران کے ذمہ عائد ہوتا ہے تاکہ اُن سب کی اصلاح اور بہبودی جاری رہے؛
وَلَيْسَ يَخْرُجُ الْوَالِىْ مِنْ حَقِيْقَةِ مَا اَلْزَمَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْاِهْتِمَامِ وَالْاِسْتِعَانَةِ بِاللّٰهِ وَتَوْطِيْنِ نَفْسِهِ عَلٰى لُزُوْمِ الْحَقِّ وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ فِيْمَا خَفَّ عَلَيْهِ اَوْ ثَقُلَ ؛	123	اور حکمران اپنے اوپر عائد ہونے والے اللہ کے اُن سب حقوق اور فرائض کو اسی صورت میں ادا کرسکتا ہے جب کہ وہ پوری پوری کوشش کرے اور اللہ سے مدد طلب کرتا رہے اور خود کو حق پر برقرار رکھے اور پیش آنے والے حالات پر صبر سے ثابت قدم رہے۔ خواہ وہ حالات اس کے لئے آسان و خفیف ہوں یا دشوار ہوں؛
فَوَلِّ مِنْ جُنُوْدِكَ اَنْصَحَهُمْ فِىْ نَفْسِكَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاِمَامِكَ ؛	124	بہرحال فوج پر والی یا حاکم ایسے شخص کو بنایا جائے گا جو کہ اپنے اللہ کا اور اللہ کے رسوؐل کا اور تمہارے امام کا تمہارے نزدیک سب سے زیادہ خیرخواہ ہو؛
وَاَنْقَاهُمْ جَيْبًا ؛	125	اور اُن سب سے زیادہ پاک دامن ہو؛
وَاَفْضَلَهُمْ حِلْمًا ؛	126	اور قوتِ برداشت میں سب سے افضل ہو؛
مِمَّنْ يُبْطِئُ عَنِ الْغَضَبِ ؛	127	اُسے اُن لوگوں میں سے ہونا چاہئے جو غیظ وغضب کو دبا سکتے ہوں؛

وَيَسْتَرِيحُ اِلَى الْعُذْرِ ؛	128	اور قصورواروں کے عذرات پر آرام سے توجہ دیتا ہو؛
وَيَرْاَفُ بِالضُّعَفَآءِ ؛	129	ضعیفوں اور کمزوروں سے نرمی برتتا ہو؛
وَيَنْبُوعَلَى الْاَقْوِيَآءِ ؛	130	اور طاقتوروں اور سربلند لوگوں کے سامنے سنجیدہ اور بلندتر ہوجاتا ہو؛
وَمِمَّنْ لَايُثِيْرُهُ الْعُنْفُ ؛	131	اُسے اُن لوگوں میں سے ہونا چاہئے جنہیں نہ بدخوئی جوش دلاتی ہو،
وَلَا يَقْعُدُ بِهِ الضَّعْفُ ؛	132	اور نہ کمزوری کا اظہار اُنہیں کمزور کرتا ہو؛
ثُمَّ الْصَقْ بِذَوِى الْاِحْسَابِ ؛	133	پھر تم خود کو بزرگ خاندانوں سے،
وَاَهْلِ الْبُيُوْتَاتِ الصَّالِحَةِ وَسَوَابِقِ الْحَسَنَةِ ؛	134	اور شریف و نیک گھرانوں سے اور نیکیوں میں قدامت رکھنے والوں سے وابستگی اختیار کرو؛
ثُمَّ اَهْلِ النَّجْدَةِ وَالشُّجَاعَةِ وَالسَّخَاءِ وَالسَّمَاحَةِ ؛	135	پھر عمدہ ماضی رکھنے والوں، ہمت وشجاعت اور سخاوت اور اہل حلم و برداشت کے حامل لوگوں سے اپنا ربط وضبط بڑھاؤ اور واقفیت حاصل کرتے رہو؛
فَاِنَّهُمْ جِمَاعٌ مِنَ الْكَرَمِ ؛	136	اس لئے کہ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو بزرگی کا سرمایہ،
وَشُعَبٌ مِنَ الْعُرْفِ ؛	137	اور نیکیوں کے شعبے اور سرچشمے ہوتے ہیں؛
ثُمَّ تَفَقَّدْ مِنْ اُمُوْرِهِمْ مَايَتَفَقَّدُ الْوَالِدَانِ مِنْ وَلَدِهِمَا ؛	138	پھر اُن کے حالات ومعاملات اور ضروریات پر اسی طرح متوجہ رہنا جس طرح والدین اپنے بچوں پر توجہ دیتے ہیں؛
وَلَا يَتَفَا قَمَنَّ فِىْ نَفْسِكَ شَىْءٌ قَوَّيْتَهُمْ بِهِ ؛	139	اور اُن کی تقویت کے سلسلے میں جو سلوک بھی کرو اُسے اپنے حساب میں بڑا سلوک نہ سمجھنا؛
وَلَا تَحْقِرَنَّ لُطْفًا تَعَاهَدْتَهُمْ بِهِ وَاِنْ قَلَّ ؛	140	اور ساتھ ہی اپنے کسی ایسے سلوک کو جس کا تم نے معاہدہ کیا ہے حقیر نہ سمجھنا خواہ وہ تھوڑا ہی سا سلوک ہو؛
فَاِنَّهُ دَاعِيَةٌ لَهُمْ اِلٰى بَذْلِ النَّصِيْحَةِ لَكَ ؛	141	کیونکہ اُس حُسن سلوک سے اُن کے اندر خیر خواہی کا جذبہ اُبھرے گا اور وہ تمہاری بھلائی پر متوجہ ہوں گے؛
وَحُسْنِ الظَّنِّ بِكَ ؛	142	اور تمہارے متعلق اُن کے اندر حُسن ظن اور عمدہ تصورات پیدا ہوں گے؛
وَلَا تَدَعْ تَفَقُّدَ لَطِيْفِ اُمُوْرِهِمْ اِتِّكَالاً عَلٰى جَسِيْمِهَا ؛	143	اور یہ سوچ کر کہ تم نے اُن کی تمام بڑی بڑی اور اہم ضرورتوں کو پورا کردیا ہے چھوٹی اور غیر اہم ضرورتوں کو نظر انداز نہ کردینا؛
فَاِنَّ لِلْيَسِيْرِ مِنْ لُطْفِكَ مَوْضِعًا يَنْتَفِعُوْنَ ؛	144	اس لئے کہ آسان آسان اور چھوٹی چھوٹی مہربانیاں بھی ایک مقام رکھتی ہیں جن سے وہ موزوں استفادہ کرتے ہیں؛
وَلِلْجَسِيْمِ مَوْقِعًا لَّايَسْتَغْنُوْنَ عَنْهُ ؛	145	اور بڑی بڑی اہم ضرورتوں کا پورا کرنا بھی احسان عظیم ہے جس سے وہ مستغنی اور بے نیاز نہیں ہوسکتے؛

وَلْیَکُنْ اٰثَرُرُؤُسِ جُنْدِکَ عِنْدَکَ مَنْ وَاسَاھُمْ فِیْ مَعُوْنَتِہٖ ؛	146	اور فوج کے سرداروں میں تمہارے یہاں اس سردار کو بزرگ سمجھا جانا چاہیئے جو خود کو فوجیوں کے مساوی رکھتا ہو؛
وَاَفْضَلَ عَلَیْھِمْ مِنْ جِدَتِہٖ ؛	147	اور جو انہیں اپنے مال سے فضل وکرم فراہم کرتا ہو؛ اور
یَسَعُھُمْ وَیَسْمَعُ مَنْ وَرَآءَ ھُمْ مِنْ خُلُوْفِ اَھْلِیْھِمْ ؛	148	انکے بال بچوں اور پیچھے رہ جانیوالے اہل وعیال کی گذر بسر میں کوشاں رہتا ہو
حَتّٰی یَکُوْنَ ھَمُّھُمْ ھَمًّا وَّاحِدًا فِیْ جِھَادِ الْعَدُوِّ ؛	149	یہاں تک کہ سردار اور ماتحت سپاہیوں کی تکلیف وضرورت ایک ہوکر رہ جائیں اور وہ یکسوئی کے ساتھ دشمنوں سے جہاد میں جان لڑا سکیں۔
فَاِنَّ عَطْفَکَ عَلَیْھِمْ یَعْطِفُ قُلُوْبَھُمْ عَلَیْکَ ؛	150	حقیقت یہ ہے کہ تمہارا اُن پر لطف وکرم کرنا اور اُن سے وابستہ رہنا اُن کے قلوب کو تمہارا گرویدہ بنادے گا
وَاِنَّ اَفْضَلَ قُرَّۃِ عَیْنِ الْوُلَاۃِ اسْتِقَامَۃُ الْعَدْلِ فِی الْبِلَادِ ؛	151	اور حکمرانوں کے لئے سب سے بڑی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اطمینان اس میں ہے کہ شہروں میں عدل وانصاف برقرار رہے؛
وَظُھُوْرُ مَوَدَّۃِ الرَّعِیَّۃِ ؛	152	اور یہ کہ رعایا میں حکمران کی محبت واحترام ظہور میں آتا رہے؛
وَاِنَّہٗ لَاتَظْھَرُ مَوَدَّتُھُمْ اِلَّابِسَلَامَۃِ صُدُوْرِھِمْ ؛	153	اور رعایا کی محبت اسوقت تک ظاہر نہیں ہوتی جب تک اُنکے دل صاف نہ ہوں
وَلَا تَصِحُّ نَصِیْحَتُھُمْ اِلَّابِحِیْطَتِھِمْ عَلٰی وُلَاۃِ اُمُوْرِھِمْ ؛	154	اور اُن کی خیر خواہی اُسی صورت میں ثابت ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے حکمرانوں کے گرد اُس کے تحفظ کے لئے گھیرا ڈالے رہتے ہوں؛
وَقِلَّۃِ اسْتِثْقَالِ دُوَلِھِمْ ؛	155	اور اُس کی حکومت میں کم سے کم گرانی محسوس کریں؛
وَتَرْکِ اسْتِبْطَاءِ انْقِطَاعِ مُدَّتِھِمْ ؛	156	اور اُس کے اقتدار کے خاتمہ کے منتظر نہ رہتے ہوں؛
فَافْسَحْ فِیْ اٰمَالِھِمْ ؛	157	لہٰذا اُن کی اُمیدوں کے مطابق پورا اُترنے میں کوشاں رہو؛
وَوَاصِلْ فِیْ حُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَیْھِمْ وَتَعْدِیْدِ مَا اَبْلٰی ذُوُوالْبَلَاءِ مِنْھُمْ ؛	158	اور اُن کی ہمت افزائی کے لئے اچھے الفاظ کہتے رہنا، اور عمدہ کارکردگی پیش کرنے والوں کے کارناموں کا تذکرہ جاری رکھنا؛
فَاِنَّ کَثْرَۃَ الذِّکْرِ لِحُسْنِ اَفْعَالِھِمْ تَھُزُّ الشُّجَاعَ ؛	159	چنانچہ اُن کے عمدہ کارناموں کا ذکر بہادروں میں جوش پیدا کرتا ہے؛
وَتُحَرِّضُ النَّاکِلَ ؛ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ؛	160	اور پست ہمتوں کو بھی اُبھارتا ہے؛ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔
ثُمَّ اعْرِفْ لِکُلِّ امْرِیءٍ مِنْھُمْ مَّا اَبْلٰی ؛	161	پھر جو شخص جس کارنامے کو انجام دے اُسے پہچان لینا (یعنی ہر ایک کی عمدہ کارکردگی کا ریکارڈ تیار کراتے رہنا)؛
وَلَا تُضِیْفَنَّ بَلَاءَ امْرِیءٍ اِلٰی غَیْرِہٖ ؛	162	اور ایک شخص کے کارنامہ کو دوسرے شخص کی طرف منسوب کرنے کی گنجائش نہ رکھنا؛ اور
وَلَا تُقَصِّرَنَّ بِہٖ دُوْنَ غَایَۃِ بَلَائِہٖ؛	163	کارناموں کی جزا وصلہ دینے میں تقصیر نہ کرنا (یعنی انعامات کا ریکارڈ بھی رکھنا)؛

وَلَا يَدْعُوَنَّكَ شَرَفُ امْرِیءٍ اِلٰی اَنْ تُعَظِّمَ مِنْ بَلَائِهِ مَاكَانَ صَغِيْرًا ؛

164 یہ بھی نہ کرنا کہ کسی شخص کی نام آوری اور شہرت کی بنا پر اُس کے معمولی کام کو بڑا کارنامہ بناڈالو؛

وَ لَا ضَعَةُ امْرِیءٍ اِلٰی اَنْ تَسْصْغِرَ مِنْ بَلَائِهِ مَاكَانَ عَظِيْمًا ؛

165 اور کسی کی شخصیت کے پست ہونے کی وجہ سے اُس کے بڑے کارنامہ کو پست نہ سمجھ لینا؛

وَارْدُدْ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَايُضْلِعُكَ مِنَ الْخُطُوْبِ وَيَشْتَبِهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاُمُوْرِ ؛

166 اِن تمام مشکلات اور پیچیدہ حالات اور شبہ میں ڈالنے والے کاموں کو اللہ اور اُس کے رسوؐل کی مدد لے کر حل کیا کرو (یعنی ایسے معاملات و حالات و مشکلات کو اللہ و رسوؐل کے سامنے پیش کر دیا کرو)؛

فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ لِقَوْمٍ اَحَبَّ اِرْشَادَهُمْ ؛ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (سورہ نساء 4/59) فَالرَّدُّ اِلَى اللّٰهِ : اَلْاَخْذُ بِمُحْكَمِ كِتَابِهٖ وَالرَّدُّ اِلَى الرَّسُوْلِ : اَلْاَخْذُ بِسُنَّتِهِ الْجَامِعَةِ غَيْرِ الْمُفَرِّقَةِ ؛

167 اس لئے کہ اللہ نے جس قوم کو ہدایت کرنا چاہی ہے اُنکے لئے فرمایا ہے کہ: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسوؐل کی اطاعت کرتے رہو اور اپنے میں سے صاحب الامر کی اطاعت کرو پھر اگر تم میں ایسا اختلاف پیدا ہو جائے جو تم کو تفرقہ پر مجبور کر دے تو اختلاف پیدا کرنے والی بات کو اللہ و رسوؐل کے سامنے پیش کر دو اور انکے فیصلے پر عمل کرو'' (سورہ نساء 4/59)۔ چنانچہ اللہ کے سامنے پیش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کتاب سے حکم لیا جائے اور رسوؐل کے سامنے پیش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ رسولؐ کی اُس سنت سے حکم لیا جائے جس پر تمام مسلمان متفق ہوں''

ثُمَّ اخْتَرْ لِلْحُكْمِ بَيْنَ النَّاسِ اَفْضَلَ رَعِيَّتِكَ فِیْ نَفْسِكَ مِمَّنْ لَّاتَضِيْقُ بِهِ الْاُمُوْرُ ؛

168 پھر تمہیں چاہئے کہ لوگوں کے مقدمات اور معاملات کا فیصلہ کرنے کے لئے ایسے دانشمند کو تعینات کرو جو تمہارے نزدیک تمہاری رعیت میں سب سے افضل ہو اور پیچیدہ صورت حال جسے اُلجھن میں نہ ڈالتی ہو؛

وَلَا تُمَحِّكُهُ الْخُصُوْمُ ؛

169 اور جسے جھگڑنے والوں کی بے تکی باتوں پر غصہ نہ آتا ہو؛

وَلَايَتَمَادٰى فِی الزَّلَّةِ ؛

170 اور اپنے کسی غلط خیال پر ضد نہ کرتا ہو؛

وَ لَايَحْصَرُ مِنَ الْفَیْءِ اِلَى الْحَقِّ اِذَا عَرَفَهٗ ؛

171 اور صحیح بات سمجھ لینے کے بعد اُس کے اختیار کرنے میں اپنی توہین نہ سمجھتا ہو؛

وَلَا تُشْرِفُ نَفْسُهٗ عَلٰى طَمَعٍ ؛

172 اور وہ اپنی ذاتی خواہش و طمع کو کوئی مقام نہ دیتا ہو؛

وَلَايَكْتَفِیْ بِاَدْنٰى فَهْمٍ دُوْنَ اَقْصَاهُ ؛

173 اور پوری تحقیق و تفتیش کا عادی ہو سرسری طور پر فیصلے نہ کر لیتا ہو (یعنی تحقیقات کی دقتوں سے گھبرانہ جاتا ہو)؛

وَاَوْقَفَهُمْ فِی الشُّبُهَاتِ ؛

174 اور شبہ پیدا ہوتے ہی رک جانا اور مزید غور کرنا اس کی عادت ہو؛

وَاَخَذَهُمْ بِالْحُجَجِ؛

175 اور اہل معاملہ کو دلیل و حجت سے قائل کر سکنے والا ہو؛

وَاَقَلَّهُمْ تَبَرُّمًا بِمُرَاجَعَةِ الْخَصْمِ ؛	176	اور مدعی و مدعا علیہ کی بحثوں سے کم اُکتا تا و گھبرا تا ہو؛
وَاَصْبَرَهُمْ عَلٰى تَكَشُّفِ الْاُمُوْرِ ؛	177	اور مقدمات و حالات کو کھول دینے میں سب سے زیادہ صبر پر عامل ہو؛
وَاَصْرَمَهُمْ عِنْدَ اتِّضَاحِ الْحُكْمِ ؛	178	اور حقیقت کے واضح ہو جانے کے بعد سب سے زیادہ بے خوفی کے ساتھ حکم نافذ کر دیتا ہو؛
مِمَّنْ لَايَزْدَهِيْهِ اِطْرَآءٌ وَلَايَسْتَمِيْلُهُ اِغْرَآءٌ ؛	179	وہ ایسا شخص ہونا چاہیے جسے داد دینا اور سراہنا خود پسند نہ بنا دے اور اُسے غرور کی طرف نہ جھکا دے؛
وَاُولٰئِكَ قَلِيْلٌ ثُمَّ اَكْثِرْ تَعَاهُدَ قَضَائِهٖ ؛	180	اور اُن صفات کے لوگ بہت کم ہوا کرتے ہیں۔ پھر بھی تم خود اُن کے فیصلوں کا جائزہ لیتے رہنا؛
وَافْسَحْ لَهٗ فِى الْبَذْلِ مَا يُزِيْلُ عِلَّتَهٗ ؛	181	اور اُن کیلئے اپنی بخششوں کو اتنی وسعت دینا کہ اُنکے پاس کوئی شکوہ نہ رہ جائے؛
وَتَقِلُّ مَعَهٗ حَاجَتُهٗ اِلَى النَّاسِ ؛	182	اور اُن کی وہ حاجتیں پوری ہوتی اور کم ہوتی چلی جائیں جن کی وجہ سے وہ لوگوں کی طرف مائل ہوتے ہوں؛
وَاَعْطِهٖ مِنَ الْمَنْزِلَةِ لَدَيْكَ مَالَا يَطْمَعُ فِيْهِ غَيْرُهٗ مِنْ خَاصَّتِكَ ؛	183	اور اُنہیں اپنی قربت میں ایسا مقام دیئے رکھنا کہ تم تک رسائی رکھنے والے خاص لوگوں کو بھی اُن کو نقصان پہنچانے کی ہمت نہ ہو سکے؛
لِيَاْمَنَ بِذٰلِكَ اغْتِيَالَ الرِّجَالِ لَهٗ عِنْدَكَ ؛	184	تاکہ تمہاری قربت میں ملا ہوا عزت کا مقام اُنہیں لوگوں کی سازشوں، شورشوں اور چغلیوں سے امن میں رکھے؛
فَانْظُرْ فِىْ ذٰلِكَ نَظَرًا بَلِيْغًا ؛	185	چنانچہ اُن کے تمام معاملات پر ایک دوررس نظر رکھنا ضروری ہے؛
فَاِنَّ هٰذَا الدِّيْنَ قَدْكَانَ اَسِيْرًا فِىْ اَيْدِى الْاَشْرَارِ ؛	186	حقیقت یہ ہے کہ یہ دین یقیناً بدمعاشوں اور شر و فساد کے دلدادہ افراد کے ہاتھوں میں قیدی کی صورت میں رہتا رہا ہے؛
يُعْمَلُ فِيْهِ بِالْهَوٰى وَ تُطْلَبُ بِهِ الدُّنْيَا ؛	187	جو اُس میں اپنی خواہشات اور مصلحتوں کے ماتحت کاروبار کرتے اور دین کے ذریعہ دُنیا بٹورتے رہے؛
ثُمَّ انْظُرْ فِىْ اُمُوْرِ عُمَّالِكَ فَاسْتَعْمِلْهُمْ اخْتِبَارًا ؛	188	پھر اپنے گورنروں، حکام اور عہدیداروں کے معاملات اور حالات پر بھی نظر رکھنا اُن کو امتحانات کے بعد عہدہ دینا؛
وَلَا تُوَلِّهِمْ مُحَابَاةً وَّاَثَرَةً ؛	189	اور کبھی اُن کو رعایتاً اور اثر و رسوخ کی بنا پر حاکم نہ بنانا؛
فَاِنَّهُمَا جِمَاعٌ مِنْ شُعَبِ الْجَوْرِ وَالْخِيَانَةِ ؛	190	اس معاملے میں رعایت اور جانبداری دونوں بے ایمانی اور خیانت کے شعبے ہوتے ہیں؛

وَتَوَخَّ مِنۡهُمۡ اَهۡلَ التَّجۡرِبَةِ وَالۡحَيَآءِ مِنۡ اَهۡلِ الۡبُيُوۡتَاتِ الصَّالِحَةِ ؛	191	اور اُن کے انتخاب میں تجربہ رکھنے والوں، غیرت مندوں، نیک اور بلند مرتبہ گھرانے کے لوگوں کو ترجیح دینا؛ خصوصاً
وَالۡقَدَمِ فِي الۡاِسۡلَامِ الۡمُتَقَدِّمَةِ ؛	192	جن خاندانوں کی اسلامی خدمات ابتدا سے چلی آرہی ہوں؛
فَاِنَّهُمۡ اَكۡرَمُ اَخۡلَاقًا ؛ وَاَصَحُّ اَعۡرَاضًا ؛ وَاَقَلُّ فِي الۡمَطَامِعِ اِشۡرَافًا ؛	193	یقیناً ایسے خاندان اخلاق میں بزرگی رکھتے ہیں۔ بے داغ عزت والے ہوتے ہیں اور حرص وطمع کی طرف کم ہی مائل ہوتے ہیں تاکہ اُن کی شرافت برقرار رہے؛
وَاَبۡلَغُ فِيۡ عَوَاقِبِ الۡاُمُوۡرِ نَظَرًا ؛	194	اور حالات ومعاملات کے نشیب وفراز اور ابتدا وانتہا اور اچھے اور برے نتائج پر پوری طرح نظر بھی رکھتے ہیں؛
ثُمَّ اَسۡبِغۡ عَلَيۡهِمُ الۡاَرۡزَاقَ ؛	195	پھر تم انہیں سامانِ حیات میں فراوانی عطا کرنا؛
فَاِنَّ ذٰلِكَ قُوَّةٌ لَّهُمۡ عَلَى اسۡتِصۡلَاحِ اَنۡفُسِهِمۡ ؛	196	رزق کی فراوانی سے انہیں اپنی ذاتی اصلاح اور حالت سنوار کر رکھنے کی طاقت ملے گی؛
وَغِنًى لَهُمۡ عَنۡ تَنَاوُلِ مَاتَحۡتَ اَيۡدِيۡهِمۡ ؛	197	اور اس طرح وہ مال واسباب جو اُن کے پاس جمع ہوا کرے گا وہ اس میں سے لینے سے بے نیاز رہیں گے؛
وَحُجَّةٌ عَلَيۡهِمۡ اِنۡ خَالَفُوۡا اَمۡرَكَ ؛	198	اور یہ فراوانی تمہاری طرف سے اُن پر اُس وقت حجت ہوگی جب وہ تمہاری مخالفت کریں؛
اَوۡثَلَمُوۡا اَمَانَتَكَ ؛	199	یا کسی چیز میں خیانت کریں؛
ثُمَّ تَفَقَّدۡ اَعۡمَالَهُمۡ ؛	200	پھر تم اُن کے اعمال کی تحقیق کرتے رہنا؛
وَابۡعَثِ الۡعُيُوۡنَ مِنۡ اَهۡلِ الصِّدۡقِ وَالۡوَفَآءِ عَلَيۡهِمۡ ؛	201	اور اُن پر صادق القول اور وفا پرست نظر رکھنے والے مبعوث کرتے رہنا،
فَاِنَّ تَعَاهُدَكَ فِي السِّرِّ لِاُمُوۡرِهِمۡ حَدۡوَةٌ لَهُمۡ عَلَى اسۡتِعۡمَالِ الۡاَمَانَةِ ؛	202	یقیناً خفیہ طور پر اُن کے معاملات کی نگرانی اور جانچ پڑتال انہیں امانت کو برقرار رکھنے میں مددگار رہے گی؛
وَالرِّفۡقِ بِالرَّعِيَّةِ ؛	203	اور وہ رعایا کے ساتھ بھی نرم رویہ رکھیں گے؛
وَتَحَفَّظۡ مِنَ الۡاَعۡوَانِ ؛	204	اور تم خود کو مصنوعی اور خیانت کار مددگاروں سے محفوظ رکھنا؛
فَاِنۡ اَحَدٌ مِنۡهُمۡ بَسَطَ يَدَهُ اِلٰى خِيَانَةٍ اجۡتَمَعَتۡ بِهَا عَلَيۡهِ عِنۡدَكَ اَخۡبَارُ عُيُوۡنِكَ اكۡتَفَيۡتَ بِذٰلِكَ شَاهِدًا ؛	205	اگر اُن میں سے کوئی خیانت کیلئے ہاتھ پھیلائے گا تو تمھیں تمہارے مخبروں کے ذریعہ سے اطلاع ہو جائے گی اور جب سب طرف سے خیانت کی خبریں جمع ہو جائیں تو تمہارے لئے اس خیانت پر اسی قدر شہادت کافی ہونا چاہئے
فَبَسَطۡتَ عَلَيۡهِ الۡعُقُوۡبَةَ فِيۡ بَدَنِهٖ ؛	206	لہٰذا تم اُسے جسمانی طور پر اس غلط عمل کی سزا دینا۔

وَاَخذْتَهُ بِمَا اَصَابَ مِنْ عَمَلِهٖ ؛	207	اور جو کچھ اُس کے عمل سے ثابت ہوا ہے اُسے اُس سے واپس بھی لینا؛
ثُمَّ نَصَبْتَهُ بِمَقَامِ الْمَذَلَّةِ ؛	208	اور اُسے ذلت ورسوائی کے مقام پر رکھ دینا؛
وَسَمْتَهُ بِالْخِيَانَةِ ؛	209	اور خیانت کاری کے لقب سے اُسے موسوم کردینا؛
وَقَلَّدْتَهُ عَارَ التُّهَمَةِ ؛	210	اور ننگ ورسوائی اور تہمت کا پٹہ اُسے پہنادینا؛
وَتَفَقَّدْ اَمْرَ الْخَرَاجِ بِمَا يُصْلِحُ اَهْلَهٗ ؛	211	اور خراج کی تحقیق وتفتیش میں خراج دینے والوں کا مفاد سامنے رکھنا؛
فَاِنَّ فِيْ صَلَاحِهٖ وَصَلَاحِهِمْ صَلَاحًا لِمَنْ سِوَاهُمْ ؛	212	یقیناً خراج سے اور خراج دینے والوں ہی سے دوسروں کے حالات درست رکھے جاسکتے ہیں (یعنی انکا مفاد ایک دوسرے سے لازم وملزوم ہے)؛
وَ لَا صَلَاحَ لِمَنْ سِوَاهُمْ اِلَّا بِهِمْ ؛	213	خراج سے فائدہ اُٹھانے والوں کی صلاح وفلاح برقرار نہیں رہ سکتی اگر خراج دینے والے خوشحال نہ رہیں؛
لِاَنَّ النَّاسَ كُلَّهُمْ عِيَالٌ عَلَى الْخَرَاجِ وَ اَهْلِهٖ ؛	214	یہ اس لئے کہ تمام انسان خراج دینے والوں کے سہارے جیتے ہیں اور وہ سب مل کر ایک ہی کنبہ بنتے ہیں؛
وَلْيَكُنْ نَظَرُكَ فِيْ عِمَارَةِ الْاَرْضِ اَبْلَغَ مِنْ نَظَرِكَ فِيْ اِسْتِجْلَابِ الْخَرَاجِ ؛	215	اور تمہاری نظر صرف خراج کی وصولی اور مقدار پر نہ لگی رہے بلکہ زمین کی کاشت پر تمہاری پوری توجہ رہنا چاہئے؛
لِاَنَّ ذٰلِكَ لَايُدْرَكُ اِلَّا بِالْعِمَارَةِ ؛	216	یہ اس لئے کہ خراج حاصل ہو ہی نہیں سکتا اگر کھیتی نہ اُگے اور کاشت ہی نہ کی جائے؛
وَمَنْ طَلَبَ الْخَرَاجَ بِغَيْرِ عِمَارَةٍ اَخْرَبَ الْبِلَادَ وَاَهْلَكَ الْعِبَادَ ؛	217	اور جو کوئی بلا زمین میں فصل پیدا ہوئے خراج حاصل کرتا ہے وہ نہ صرف شہروں کو ویران کردیگا۔ بلکہ وہاں کے باشندوں کو بھی ہلاک وتباہ کردے گا؛
وَلَمْ يَسْتَقِمْ اَمْرُهٗ اِلَّاقَلِيْلاً ؛	218	اور اُس کی حکومت اور اُس کا کاروبار چند ہی روز قائم رہ سکتے ہیں؛
فَاِنْ شَكَوْا ثِقْلاً اَوْ عِلَّةً اَوِ انْقِطَاعَ شِرْبٍ اَوْ بَالَّةٍ اَوْاِحَالَةَ اَرْضٍ اغْتَمَرَهَا غَرَقٌ اَوْ اَجْحَفَ بِهَا عَطَشٌ خَفَّفْتَ عَنْهُمْ بِمَا تَرْجُوْااَنْ يَّصْلُحَ بِهٖ اَمْرُهُمْ ؛	219	چنانچہ اگر کاشتکار یہ شکوہ کریں کہ خراج حد سے زیادہ ہے یا آفت ناگہانی کا عذر کریں یا سیرابی نہ ہوسکنا بتائیں یا زمین پر سیلاب آجانے یا آبپاشی کی کمی سے نقصان ہوجانے کی بات کریں تو تم خراج میں اتنی کمی کردو جس سے تمہیں اُن کے مالی حالات سنور جانے کا یقین ہوجائے اور وہ باقی خراج ادا کرسکیں؛
وَلَا يَثْقُلَنَّ عَلَيْكَ شَيْءٌ خَفَّفْتَ بِهِ الْمَؤُوْنَةَ عَنْهُمْ ؛	220	اور اُن کی اصلاح حال کے لئے جو کمی تم نے کی ہے وہ کمی ہرگز تمہارے اوپر گراں نہ گذرنا چاہئے؛ اس لئے کہ،
فَاِنَّهٗ ذُخْرٌ يَعُوْدُوْنَ بِهٖ عَلَيْكَ فِيْ عِمَارَةِ بِلَادِكَ؛	221	کاشتکاروں اور خراج دینے والوں کو زیر باری سے بچالینا تو ایک ایسا ذخیرہ چھوڑ دینا ہے جسے وہ تمہیں لوٹائیں گے۔ تمہارے ملک کو آباد رکھ کر،

وَتَزْيِيْنِ وَلَايَتِکَ ؛ مَعَ اسْتِجْلَابِکَ حُسْنَ ثَنَائِهِمْ ؛	222	اور تمہاری مملکت کی زیب وزینت برقرار رکھنے کی صورت میں؛ ساتھ ہی وہ اچھے سلوک پر خراج تحسین وحمد وثنا بھی ادا کریں گے؛
وَتَبَجُّحِکَ بِاسْتِفَاضَةِ الْعَدْلِ فِيْهِمْ ؛	223	اور جو ذخیرہ تم نے اپنے حسن سلوک کی صورت میں اُن کے اندر جمع کر کے اپنے عدل سے اُنہیں فیض پہنچایا ہے اُس سے مسرت بھی حاصل کرو گے؛
مُعْتَمِدًا فَضْلَ قُوَّتِهِمْ بِمَا ذَخَرْتَ عِنْدَهُمْ مِنْ اِجْمَامِکَ لَهُمْ ؛	224	اپنے ذخیرے کے نتیجے میں تمہیں اُن کی قوت کا ذخیرہ بھی ملے گا جس پر تم آڑے وقت میں بھروسہ کر سکو گے؛
وَالثِّقَةِ مِنْهُمْ بِمَا عَوَّدْتَهُمْ مِنْ عَدْلِکَ عَلَيْهِمْ رِفْقِکَ بِهِمْ ؛	225	اور اپنے عادلانہ سلوک اور رحم پروری کے صلے میں تمہیں اُن پر پختہ یقین بھی فراہم ہو جائے گا؛
فَرُبَّمَا حَدَثَ مِنَ الْاُمُوْرِ مَا اِذَا عَوَّلْتَ فِيْهِ عَلَيْهِمْ مِنْ بَعْدُ احْتَمَلُوْهُ طَيِّبَةً اَنْفُسِهِمْ بِهٖ ؛	226	پھر تمہیں ایسے حالات بھی پیش آسکتے ہیں جن کو برداشت کرانے کے لئے تمہیں اُن کی ضرورت پڑے تو ایسے موقع پر وہ خوشی سے مشکل حالات کو برداشت کر جائیں گے؛
فَاِنَّ الْعُمْرَانَ مُحْتَمِلٌ مَا حَمَّلْتَهُ ؛	227	اگر ملک آباد و خوشحال ہے تو اُس پر جتنا وزن ڈالو گے وہ برداشت کرلے گا؛
وَاِنَّمَا يُؤْتٰى خَرَابُ الْاَرْضِ مِنْ اِعْوَازِ اَهْلِهَا ؛	228	اور بلا شبہ زمین اور فصلوں کے تباہ ہونے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ کاشتکاروں کے ہاتھ تنگ ہو جائیں؛
وَاِنَّمَا يُعْوِزُ اَهْلُهَا لِاِشْرَافِ اَنْفُسِ الْوُلَاةِ عَلَى الْجَمْعِ؛	229	اور کاشتکاروں کو تنگ دست وہ حکمران کرتے ہیں جو مال و دولت کو خراج کے ذریعے جمع کرنے میں لگ جاتے ہیں؛
وَسُوْءِ ظَنِّهِمْ بِالْبَقَاءِ وَقِلَّةِ انْتِفَاعِهِمْ بِالْعِبَرِ ؛	230	اور اُنہیں اپنی حکومت کے برقرار رہنے میں شک و شبہ ہو جاتا ہے اور وہ نصیحتوں سے استفادہ کرنے میں قاصر رہ جاتے ہیں؛
ثُمَّ انْظُرْ فِيْ حَالِ کُتَّابِکَ فَوَلِّ عَلٰى اُمُوْرِکَ خَيْرَهُمْ	231	پھر تم اپنے کارِ تحریر و ریکارڈ انجام دینے والوں پر توجہ دینا چنانچہ اس سلسلے کے کاموں پر اُسے حکمران بنانا جو اُن میں سب سے بہتر ہو؛
وَاخْصُصْ رَسَائِلَکَ الَّتِيْ تُدْخِلُ فِيْهَا مَکَائِدَکَ وَاَسْرَارَکَ بِاَجْمَعِهِمْ لِوُجُوْهِ صَالِحِ الْاَخْلَاقِ مِمَّنْ تُبْطِرُهُ الْکَرَامَةُ فَيَجْتَرِئَ بِهَا عَلَيْکَ فِيْ خِلَافٍ لَکَ بِحَضْرَةِ مَلَاءٍ ؛	232	اور خاص طور پر اُن فرمانات کے لکھنے پر جن میں تمہاری مخفی تدابیر اہلِ مکر کے ساتھ مکارانہ پالیسیاں اور راز و رموز درج ہوتے ہیں اُن کو مقرر کرنا جو اچھے خاندانوں سے ہوں۔ اور عمدہ اخلاق رکھتے ہوں جنہیں عزت اور بزرگی کا ملنا سرکش اور خود پسند نہ بنا دے کہ وہ بھری محفلوں میں تمہارے خلاف کوئی ایسی بات کہہ دیں جو قوم کے ملاؤں کے لئے مفید ہو؛

وَلا تَقْصُرُبِهِ الْغَفْلَةُ عَنْ اِيْرَادِ مُكَاتِبَاتِ عُمَّالِكَ عَلَيْكَ ؛	233	اور جنہیں غفلت ولا پرواہی ایسا نہ بنا دے کہ وہ تمہارے گورنروں کے خطوط پیش کرنے میں یا تمہارے خطوط اُن کو روانہ کرنے میں سستی کرنے لگیں؛
وَاِصْدَارِ جَوَابَاتِهَا عَلَى الصَّوَابِ عَنْكَ ؛	234	اور اُن کے نام تمہاری طرف سے صحیح اور موزوں ترین جواب دینے میں کوتاہی کرنے لگیں؛
وَ فِيْمَا يَأْخُذُلَكَ وَ يُعْطِيْ مِنْكَ ؛	235	اور تم تک آنے والے ریکارڈ میں یا تمہاری طرف سے جانے والے ریکارڈ میں رخنہ ڈالیں؛
وَلا يُضْعِفُ عَقْدًا اعْتَقَدَهُ لَكَ ؛	236	اور وہ تمہاری طرف سے جو معاہدہ کریں اس میں خامی نہ رکھیں؛
وَ لا يَعْجِزُعَنْ اِطْلاقِ مَاعُقِدَ عَلَيْكَ ؛	237	اور نہ ہی وہ تمہارے خلاف ہونے والی کسی ساز باز کا توڑ کرنے میں کمزوری و لاپرواہی برتیں؛
وَ لا يَجْهَلُ مَبْلَغَ قَدْرِ نَفْسِهِ فِي الْاُمُوْرِ ؛	238	اور ساتھ ہی وہ محرّر اپنے مرتبہ اور مقام سے جاہل نہ ہوں تاکہ اپنی خدمات کو ٹھیک ٹھیک انجام دے سکیں؛
فَاِنَّ الْجَاهِلَ بِقَدْرِ نَفْسِهِ يَكُوْنُ بِقَدْرِ غَيْرِهِ اَجْهَلَ ؛	239	اس لئے کہ جو شخص خود اپنے مرتبہ اور مقام سے جاہل ہوگا تو وہ دوسروں کے مرتبہ اور مقام سے جاہل تر ہوگا؛
ثُمَّ لايَكُنْ اِخْتِيَارُكَ اِيَّاهُمْ عَلٰى فِرَاسَتِكَ وَاسْتِنَامَتِكَ وَحُسْنِ الظَّنِّ مِنْكَ ؛	240	پھر یہ کہ اُن محرروں یا ریکارڈ کیپروں کو انتخاب کرنے میں تم اپنی فراست (عقلمندی) اور خوش اعتمادی اور حسن ظن پر بھروسہ نہ کر لینا؛
فَاِنَّ الرِّجَالَ يَتَعَرَّفُوْنَ لِفِرَاسَاتِ الْوُلَاةِ بِتَصَنُّعِهِمْ وَحُسْنِ خِدْمَتِهِمْ ؛	241	کیونکہ چالاک لوگ بناوٹی حالات اور خوشامدانہ خدمات کے ذریعہ سے حکمرانوں کی نظروں میں سما کر راہ ہموار کر لیا کرتے ہیں۔ اور حقیقت بعد میں کھلا کرتی ہے؛
وَلَيْسَ وَرَآءَ ذٰلِكَ مِنَ النَّصِيْحَةِ وَالْاَمَانَةِ شَيْءٌ ؛	242	اور ثابت ہو جاتا ہے کہ اُن میں خیر خواہی اور امانت داری کا کہیں ذرہ برابر بھی نام و نشان نہیں ہوتا؛
وَلٰكِنِ اخْتَبِرْهُمْ بِمَا وُلُّوْا لِلصَّالِحِيْنَ قَبْلَكَ ؛	243	<u>ولیکن تم اُنہیں اُن کی اُس حکمرانی سے آزماؤ جو تم سے پہلے اُنہوں نے نیک لوگوں کی خدمات پر کی ہے؛</u>
فَاعْمِدْ لِاَحْسَنِهِمْ كَانَ فِي الْعَامَّةِ اَثَرًا ؛	244	<u>چنانچہ جو لوگ عوام میں نیک نامی پیدا کر چکے ہوں؛</u>
وَاَعْرَفِهِمْ بِالْاَمَانَةِ وَجْهًا .	245	<u>اور عوام میں امانت داری کے لئے شہرت رکھتے ہوں ان پر توجہ دو۔</u>
فَاِنَّ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى نَصِيْحَتِكَ لِلّٰهِ وَلِمَنْ وُلِّيْتَ اَمْرَهُ؛	246	لہٰذا اس طریقہ کا انتخاب کرنا تمہارے لئے اس بات پر دلیل بنے گا کہ تم اللہ کے اور اپنے حکمراں بنانے والے امامؑ کے صحیح معنی میں خیر خواہ ہو۔

وَاجۡعَلۡ لِرَاسِ کُلِّ اَمۡرٍ مِنۡ اُمُوۡرِکَ رَاۡسًا مِنۡهُمۡ لَایَقۡهَرُهٗ کَبِیۡرُهَا ؛	247	اور تمہیں محکمہ تحریر کے ہر شعبہ پر ایک ایک ایسا افسر مقرر کرنا چاہئے جو اس شعبے کے بڑے بڑے اور مشکل کاموں پر قابو رکھتا ہو کسی کام سے عاجز نہ ہو
وَ لَا یَتَشَتَّتُ عَلَیۡهِ کَثِیۡرُهَا ؛	248	اور جسے کام کی کثرت پریشان خاطر نہ کر دیتی ہو؛
وَمَهۡمَا کَانَ فِیۡ کُتَّابِکَ مِنۡ عَیۡبٍ فَتَغَابَیۡتَ عَنۡهُ اُلۡزِمۡتَهٗ .	249	اور یہ سمجھ لو کہ تمہارے محرروں میں سے اگر کسی محرر کے اندر کوئی عیب ہو اور تم نے اس عیب سے نظریں ہٹائے رکھیں تو اُس کی ذمہ داری تم پر ہو گی۔
ثُمَّ اسۡتَوۡصِ بِالتُّجَّارِ وَذَوِی الصَّنَاعَاتِ وَاَوۡصِ بِهِمۡ خَیۡرًا ؛	250	پھر تمہیں اپنے ملک کے تاجروں اور صنعت و حرفت والے لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک کی اور اُن پر توجہ رکھنے کی تاکید کرتا ہوں؛
اَلۡمُقِیۡمِ مِنۡهُمۡ وَالۡمُضۡطَرِبِ بِمَالِهٖ ؛	251	خواہ وہ لوگ ایک مقام پر قائم رہ کر تجارت کرنے والے ہوں یا پھیری لگا کر بیوپار کرنے والے ہوں؛
وَالۡمُتَرَفِّقِ بِبَدَنِهٖ ؛	252	اور یا جسمانی محنت و مزدوری اور یا دستکاری سے کمانے والے ہوں؛
فَاِنَّهُمۡ مَوَادُّ الۡمَنَافِعِ ؛	253	حقیقتاً یہی لوگ منافع کا سرچشمہ،
وَاَسۡبَابُ الۡمَرَافِقِ ؛	254	اور ضروریات کی چیزیں فراہم کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں؛
وَجُلَّابُهَا مِنَ الۡمَبَاعِدِ وَالۡمَطَارِحِ فِیۡ بَرِّکَ وَبَحۡرِکَ ؛	255	اور وہی لوگ ہیں جو دور دراز علاقوں سے خشکیوں سے اور سمندری راستوں سے گذر کر،
وَسَهۡلِکَ وَجَبَلِکَ ؛	256	اور تمہارے میدانوں اور پہاڑوں کو عبور کر کے،
وَحَیۡثُ لَایَلۡتَئِمُ النَّاسُ لِمَوَاضِعِهَا ؛	257	اور ایسے ایسے مقامات سے سامانِ ضرورت لاتے ہیں جہاں عام انسانوں کا پہنچنا ممکن نہیں ہوتا ہے؛
وَلَایَجۡتَرِءُوۡنَ عَلَیۡهَا ؛	258	اور نہ عام لوگ وہاں پہنچنے کی جرات کر سکتے ہیں؛
فَاِنَّهُمۡ سِلۡمٌ لَا تُخَافُ بَائِقَتُهٗ ؛	259	بہر حال تاجر اور صناع اَمن پسند ہوتے ہیں اُن سے کسی آفت اور بلا سے تجھے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے؛
وَصُلۡحٌ لَّاتُخۡشٰی غَائِلَتُهٗ ؛	260	اور صلح پسند ہوتے ہیں اُن سے کسی شر اور فساد کی توقع نہیں ہوتی ہے؛
وَتَفَقَّدۡ اُمُوۡرَهُمۡ بِحَضۡرَتِکَ وَفِیۡ حَوَاشِیۡ بِلَادِکَ ؛	261	تم اُن کے حالات و معاملات کی جانچ پڑتال کرتے رہنا خواہ وہ تمہارے سامنے ہوں یا تمہارے شہروں میں پھیلے ہوئے ہوں؛
وَاعۡلَمۡ مَعَ ذٰلِکَ اَنَّ فِیۡ کَثِیۡرٍ مِّنۡهُمۡ ضِیۡقًا فَاحِشًا ؛	262	اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لو کہ اُن میں کثرت کھلی کھلی تنگ نظر ہوتی ہے؛
وَشُحًّا قَبِیۡحًا ؛	263	اور کچھ سخت بخیل اور کنجوس بھی ہوتے ہیں؛
وَاحۡتِکَارًا لِلۡمَنَافِعِ ؛	264	اور زیادہ منافع خوری کے لئے مال و اسباب کو روک لیتے ہیں؛

وَتَحَكُّمًا فِي الْبِيَاعَاتِ ؛	265	اور خود ہی زبردستی فروخت کے لئے مہنگے بھاؤ طے کر لیتے ہیں؛
وَذٰلِكَ بَابُ مَضَرَّةٍ لِلْعَامَّةِ ؛	266	اور عوام الناس کے لئے مہنگے بھاؤ نقصان کا دروازہ ہوتا ہے؛
وَعَيْبٌ عَلَى الْوُلَاةِ ؛	267	اور حکمرانوں کی بدنامی کا ایک سبب بنتا ہے؛
فَامْنَعْ مِنَ الْاِحْتِكَارِ ؛	268	لہٰذا تم ذخیرہ اندوزی اور مہنگے بھاؤ کو منع کر دینا؛
فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ . مَنَعَ مِنْهُ وَلْيَكُنِ الْبَيْعُ بَيْعًا سَمْحًا ؛	269	یقیناً رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس سے منع فرمایا ہے لہٰذا خرید و فروخت کے لئے آسان اور سُلجھا ہوا طریقہ ہونا چاہئے؛
بِمَوَازِيْنِ عَدْلٍ ؛	270	انصاف کے ساتھ ناپ تول اختیار کیا جانا چاہئے؛
وَاَسْعَارٍ لَّاتُجْحِفُ بِالْفَرِيْقَيْنِ مِنَ الْبَائِعِ وَالْمُبْتَاعِ ؛	271	اور بھاؤ (نرخ) ایسے ہونے چاہئیں کہ دونوں میں سے نہ بیچنے والے کو نقصان ہو اور نہ خریدار گھاٹے میں رہے؛
فَمَنْ قَارَفَ حُكْرَةً بَعْدَ نَهْيِكَ اِيَّاهُ فَنَكِّلْ بِهٖ ؛	272	اگر تمہاری ممانعت کے بعد بھی کوئی ذخیرہ اندوزی کرے تو اُسے رسوا کن مناسب حد تک سزا دینا؛
وَعَاقِبْهُ فِيْ غَيْرِ اِسْرَافٍ ؛	273	اور سزا دینے میں حد سے نہ بڑھ جانا؛
ثُمَّ اللّٰهَ اللّٰهَ فِي الطَّبَقَةِ السُّفْلٰى مِنَ الَّذِيْنَ لَاحِيْلَةَ لَهُمْ مِنَ الْمَسَاكِيْنِ وَالْمُحْتَاجِيْنَ وَاَهْلِ الْبُؤْسٰى وَالزَّمْنٰى ؛	274	پھر سب سے نچلے طبقہ کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہنا یہ پس ماندہ اور ایسا طبقہ ہے جن کا نہ کوئی سہارا ہوتا ہے نہ ان کے پاس کمائی کرنے کا کوئی حیلہ بہانہ یا ذریعہ ہوتا ہے اور وہ ہیں مساکین اور محتاج لوگ، اور مشکلات و رنج و الم میں مبتلا لوگ ہوتے ہیں؛
فَاِنَّ فِيْ هٰذِهِ الطَّبَقَةِ قَانِعًا وَمُعْتَرًّا ؛	275	اس طبقہ میں کچھ تو قناعت پسند لوگ ہوتے ہیں اور کچھ بے دھڑک ہاتھ پھیلا کر مانگنے والے لوگ ہوتے ہیں؛
وَاحْفَظْ لِلّٰهِ مَا اسْتَحْفَظَكَ مِنْ حَقِّهٖ فِيْهِمْ ؛	276	اُن بے کسوں کے سلسلے میں تم اللہ کے اُس حق کی ادائیگی کا خیال رکھنا جس کا اُس نے تمہیں ذمہ دار بنایا ہے؛
وَاجْعَلْ لَّهُمْ قِسْمًا مِنْ بَيْتِ مَالِكَ ؛	277	اُن لوگوں کو دینے کیلئے ایک حصہ تو اپنے بیت المال میں سے مقرر کر دینا؛
وَقِسْمًا مِّنْ غَلَّاتِ صَوَافِي الْاِسْلَامِ فِيْ كُلِّ بَلَدٍ ؛	278	اور ایک حصہ ہر شہر کے اس غلہ میں سے دینا جو اسلامی غنیمت میں آئی ہو یا زمینوں سے وصول ہو کر تمہارے پاس آنا چاہئے؛
فَاِنَّ لِلْاَقْصٰى مِنْهُمْ مِثْلَ الَّذِيْ لِلْاَدْنٰى ؛	279	اس لئے کہ اُس غلے میں دور رہنے والوں کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا نزدیک رہنے والوں کا حصہ ہے؛
وَكُلٌّ قَدِاسْتُرْعِيْتَ حَقَّهٗ ؛	280	اور تم اُن سب کے حقوق کے ذمہ دار بنائے گئے ہو؛

فَلا یَشْغَلَنَّکَ عَنْهُمْ بَطَرٌ ؛	281	لہٰذا تمہیں فارغ البالی اُن کی طرف سے غافل نہ کرنے پائے ؛
فَاِنَّکَ لَا تُعْذَرُ بِتَضْیِیْعِکَ التَّافِهَ لِاَحْكَامِکَ الْكَثِیْرَ الْمُهِمَّ ؛	282	کیونکہ اُن کے سلسلے میں کسی معمولی سے معمولی بات میں بھی یہ عذر قبول نہ ہوگا کہ تم نے بہت سے اہم احکامات اور مہمات کو پورا کرنے پر توجہ رکھی تھی ؛
فَلا تُشْخِصْ هَمَّکَ عَنْهُمْ ؛	283	چنانچہ اُن کی طرف سے کسی مہم کی وجہ سے تمہاری توجہ نہ ہٹے،
وَ لا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لَهُمْ ؛	284	اور اُن سے کبھی اپنے گال پھلا کر نہ رکھنا ؛
وَتَفَقَّدْ اُمُوْرَ مَنْ لَّا یَصِلُ اِلَیْکَ مِنْهُمْ مِمَّنْ تَقْتَحِمُهُ الْعُیُوْنُ ؛	285	اور جو لوگ آسانی سے تم تک نہیں پہنچ سکتے اُن کے صحیح حالات جاننے کا انتظام کرو جن کو پھٹے حال کی بنا پر لوگوں کی آنکھیں دیکھنا پسند نہ کرتی ہوں ؛
وَتَحْقِرُهُ الرِّجَالُ ؛	286	اور لوگ جن کو حقارت سے دیکھتے ہوں ؛
فَفَرِّغْ لِاُولٰئِکَ ثِقَتَکَ مِنْ اَهْلِ الْخَشْیَةِ وَالتَّوَاضُعِ ؛	287	تم اُن کے لئے اپنے معتبر آدمیوں کی ڈیوٹی لگائے رکھو جو خوف خدا رکھتے ہوں اور عاجزی اور تواضع سے پیش آتے ہوں ؛
فَلْیَرْفَعْ اِلَیْکَ اُمُوْرَهُمْ ؛	288	ایسے لوگوں کی ڈیوٹی لگاؤ جو تمہیں انکے حالات اور معاملات پر پورا مطلع رکھیں ؛
ثُمَّ اعْمَلْ فِیْهِمْ بِالْاِعْذَارِ اِلَی اللّٰهِ یَوْمَ تَلْقَاهُ ؛	289	پھر اُن کے ساتھ وہ طرزِ عمل اختیار کرنا جسے اللہ سے ملاقات کے دن اپنی نجات کیلئے بطور دلیل وعذر وحجت پیش کرسکو ؛
فَاِنَّ هٰؤُلَآءِ مِنْ بَیْنِ الرَّعِیَّةِ اَحْوَجُ اِلَی الْاِنْصَافِ مِنْ غَیْرِهِمْ ؛	290	کیونکہ وہ لوگ باقی رعیت میں سب سے زیادہ انصاف کے محتاج اور حقدار ہیں ؛
وَكُلٌّ فَاعْذِرْ اِلَی اللّٰهِ فِیْ تَادِیَةِ حَقِّهٖ اِلَیْهِ ؛	291	اور ویسے تو تمہیں ساری رعایا کے حقوق ادا کرکے اللہ کے روبرو سرخرو ہونا پڑیگا
وَتَعَهَّدْ اَهْلَ الْیُتْمِ وَذَوِی الرِّقَّةِ فِی السِّنِّ مِمَّنْ لَاحِیْلَةَ لَهٗ ؛	292	اور تمہیں چاہئے کہ تم یتیم بچوں اور نہایت بوڑھے اور ناطاقت لوگوں کا زیادہ خیال رکھو اسلئے کہ انکے پاس روزی کمانے کا کوئی حیلہ اور ذریعہ بھی نہیں ہے ؛
وَلَا یَنْصِبُ لِلْمَسْاَلَةِ نَفْسَهٗ ؛	293	اور نہ مانگتے پھرنے ہی کی طاقت وفرصت اور سوجھ بوجھ رکھتے ہیں ؛
وَذٰلِکَ عَلَی الْوُلَاةِ ثَقِیْلٌ وَالْحَقُّ كُلُّهٗ ثَقِیْلٌ ؛	294	اور اُنہی کے حالات ہوتے ہیں جو حکمرانوں پر گراں گزرتے ہیں اور حق تو سارا ہی گراں گزرتا ہے ؛
وَقَدْ یُخَفِّفُهُ اللّٰهُ عَلٰی اَقْوَامٍ طَلَبُوا الْعَاقِبَةَ فَصَبَرُوْا اَنْفُسَهُمْ ؛	295	مگر جو اقوام عاقبت اور انجام کی کامیابی چاہتی ہیں اور صبر وہمت پر کاربند رہتی ہیں اللہ اُن کے لئے حق کی گرانی کو کم کرتا چلا جاتا ہے ؛
وَ وَثِقُوْا بِصِدْقِ مَوْعُوْدِ اللّٰهِ لَهُمْ ؛	296	اور وہی اقوام ہوتی ہیں جو اپنے لئے کئے ہوئے اللہ کے وعدوں پر بھروسہ کرتی ہیں اور اللہ کے وعدوں کی توثیق کرتی ہیں ؛
وَاجْعَلْ لِذَوِی الْحَاجَاتِ مِنْکَ قِسْمًا تُفَرِّغُ لَهُمْ	297	اور تم اپنے اوقات کا ایک حصہ حاجتمندوں کے لئے مقرر کرکے اور باقی

فِیۡهِ شَخۡصَکَ ؛		تمام کاموں سے فارغ ہوکر تیار رہا کرنا؛
وَتَجۡلِسُ لَهُمۡ مَجۡلِسًا عَامًّا فَتَتَوَاضَعُ فِیۡهِ لِلّٰهِ الَّذِیۡ خَلَقَکَ ؛	298	اور صرف حاجت مندوں کے لئے قائم کی ہوئی مجلس میں اُن کے لئے بیٹھنا اور اپنے خالق کی خاطر اُن کی نہایت آؤ بھگت اور خاطر مدارات کیا کرنا؛
وَتُقۡعِدُ عَنۡهُمۡ جُنۡدَکَ وَاَعۡوَانَکَ مِنۡ اَحۡرَاسِکَ وَشُرَطِکَ حَتّٰی یُکَلِّمَکَ مُتَکَلِّمُهُمۡ غَیۡرَ مُتَتَعۡتِعٍ ؛	299	اور اپنے فوجیوں، پہرہ داروں، پولیس والوں اور اپنے مشیروں کو بھی اُس مجلس میں نہ آنے دینا تاکہ ہر محتاج و مسکین و یتیم اور ضعیف شخص تم سے بے دھڑک بات کرسکے اور جو کچھ کہنا چاہتا ہو اور جس طرح کہنا چاہتا ہو بلاتکلف کہہ سکے؛
فَاِنِّیۡ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَآلِهٖ یَقُوۡلُ فِیۡ غَیۡرِ مَوۡطِنٍ: "**لَنۡ تُقَدَّسَ اُمَّةٌ لَا یُؤۡخَذُ لِلضَّعِیۡفِ فِیۡهَا حَقُّهٗ مِنَ الۡقَوِیِّ غَیۡرَ مُتَتَعۡتِعٍ**"	300	یقیناً میں نے رسوؐل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جو مختلف مواقع پر فرمایا کرتے تھے کہ: ''**اُس اُمت میں پاکیزگی نہیں آسکتی جس میں کمزور لوگوں کا حق طاقتور لوگوں سے چھین کر نہیں دلایا جاتا ہے۔**''
ثُمَّ احۡتَمِلِ الۡخُرۡقَ مِنۡهُمۡ وَالۡعِیَّ ؛	301	پھر یہ بھی سمجھ لو کہ اگر ضرورت مندوں کی طرف سے تندی اور سختی کا رویہ پیش آئے اور وہ بات کہنے میں اُلجھیں تو اُسے برداشت کر لینا؛
وَنَحِّ عَنۡهُمُ الضِّیۡقَ وَالۡاَنَفَ ؛	302	اور اُن کے جواب میں تنگدلی، غصہ اور ناک چڑھانے سے باز رہنا؛
یَبۡسُطِ اللّٰهُ عَلَیۡکَ بِذٰلِکَ اَکۡنَافَ رَحۡمَتِهٖ ؛	303	اِس برداشت اور بردباری کے صلے میں اللہ تم پر اپنی رحمتوں کا دامن پھیلا دیگا
وَیُوۡجِبۡ لَکَ ثَوَابَ طَاعَتِهٖ ؛	304	اور تمہیں اطاعت شعاری کا ثواب ضرور دے گا؛
وَاَعۡطِ مَا اَعۡطَیۡتَ هَنِیۡئًا ؛	305	اور ضرورت مندوں کو جو کچھ عطا کرو خوشی خوشی اور بڑے پیار سے دیا کرنا؛
وَامۡنَعۡ فِیۡ اِجۡمَالٍ وَّاِعۡذَارٍ ؛	306	اور جو کچھ نہ دے سکو اُس کے لئے بھی بڑے حسین طریقے پر عذرات اور وجوہات بیان کرنا؛
ثُمَّ اُمُوۡرٌ مِّنۡ اُمُوۡرِکَ لَابُدَّ لَکَ مِنۡ مُبَاشَرَتِهَا :	307	پھر کچھ کام ایسے بھی ہیں جن کو تمہیں ذاتی طور پر انجام دینا لازم ہے؛
مِنۡهَا اِجَابَةُ عُمَّالِکَ بِمَا یَعۡیَا عَنۡهُ کُتَّابُکَ ؛	308	مثلاً یہ کہ: حکام یا گورنروں کے اُن خطوط و مراسلات کا جواب دینا ہے جو محرروں کے قابو کے نہ ہوں (یا خفیہ ہوں)؛
وَمِنۡهَا اِصۡدَارُ حَاجَاتِ النَّاسِ عِنۡدَ وُرُوۡدِهَا عَلَیۡکَ بِمَا تَحۡرَجُ بِهٖ صُدُوۡرُ اَعۡوَانِکَ ؛	309	اور یہ کہ جب تمہارے سامنے لوگوں کی حاجتیں پیش کی جائیں اور تمہارے متعلقہ عملہ کے لوگ اُن کو پوری کرنے میں حرج محسوس کریں؛
وَامۡضِ لِکُلِّ یَوۡمٍ عَمَلَهٗ ؛	310	اور چاہئے کہ ہر روز کا کام روزانہ مکمل کیا جاتا رہے؛
فَاِنَّ لِکُلِّ یَوۡمٍ مَّا فِیۡهِ ؛	311	اس لئے کہ ہر دن اپنے ہی کام کے لئے مخصوص ہوتا ہے؛
وَاجۡعَلۡ لِنَفۡسِکَ فِیۡمَا بَیۡنَکَ وَبَیۡنَ اللّٰهِ اَفۡضَلَ تِلۡکَ	312	اور اپنی ذات کے لئے اپنے اور اللہ کے درمیان تمام اوقات میں سے کچھ

الْمَوَاقِيْت ؛		بہترین وقت مقرر کر لینا؛
وَاَجْزَلَ تِلْکَ الْاَقْسَامِ وَاِنْ کَانَتْ کُلُّهَا لِلّٰهِ اِذَا صَلُحَتْ فِيْهَا النِّيَّة ؛	313	اور جو باقی اوقات میں پاکیزہ اور اطمینان کا وقت ہو، حالانکہ باقی تمام اوقات بھی اللہ ہی کے لئے اور اسی کی عبادت میں شمار ہوں گے بشرطیکہ نیت اصلاح کی رہے،
وَسَلِمَتْ مِنْهَا الرَّعِيَّةِ ؛	314	اور رعیت کی سلامتی کے لئے صرف کئے جائیں؛
وَلْيَکُنْ فِيْ خَاصَّةِ مَا تُخْلِصُ لِلّٰهِ بِهٖ دِيْنَکَ اِقَامَةُ فَرَائِضِهِ الَّتِيْ هِيَ لَهٗ خَاصَّةً ؛	315	اُس مشغولیت کے دوران جس میں تم خلوص کے ساتھ اللہ کے لئے اپنے دینی فرائض ادا کرتے ہو اللہ کے اُن فرائض کے لئے بھی وقت نکالنا چاہیے جو خصوصیت سے اللہ کی ذات سے متعلق ہیں؛
فَاَعْطِ اللّٰهَ مِنْ بَدَنِکَ فِيْ لَيْلِکَ وَنَهَارِکَ ؛	316	لہٰذا تم اپنی راتوں اور اپنے دنوں میں سے اپنے بدن کی طاقت کا کچھ حصہ اللہ کے لئے سپرد کردو؛
وَوَفِّ مَاتَقَرَّبْتَ بِهٖ اِلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ کَامِلاً غَيْرَ مَثْلُوْمٍ وَلَا مَنْقُوْصٍ ؛	317	اور تقرب خداوندی کے لئے تم جو بھی عبادت کرو وہ ایسی ہو کہ نہ تو اُس میں کوئی خلل اندازی ہو اور نہ ہی اس میں کوئی نقص ہو؛
بَالِغًا مِّنْ بَدَنِکَ مَابَلَغَ ؛	318	خواہ ایسی عبادت کے لئے تمہارے بدن کو کتنی ہی زحمت اُٹھانا پڑے؛
وَاِذَا قُمْتَ فِيْ صَلَاتِکَ لِلنَّاسِ فَلَا تَکُوْنَنَّ مُنَفِّرًا وَلَا مُضَيِّعًا ؛	319	اور جب تم لوگوں کو نماز پڑھانے کیلئے کھڑے ہونا تو ایسی طویل نماز نہ پڑھانا کہ لوگوں کو نماز سے بیزار کردو اور نہ ہی اتنی مختصر کہ نماز ہی ضائع ہوجائے
فَاِنَّ فِي النَّاسِ مَنْ بِهِ الْعِلَّةُ وَلَهُ الْحَاجَةُ ؛	320	یقیناً نمازیوں میں بیمار لوگ بھی ہوں گے اور ایسے بھی جنہیں کوئی ضرورت درپیش ہوگی؛
وَقَدْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ حِيْنَ وَجَّهَنِيْ اِلَى الْيَمَنِ کَيْفَ اُصَلِّيْ بِهِمْ؟ فَقَالَ :	321	اور جب مجھے یمن بھیجا گیا تو تھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے دریافت کیا تھا کہ لوگوں کو کیسی نماز پڑھاؤں؟ فرمایا تھا کہ:
صَلِّ بِهِمْ کَصَلَاةِ اَضْعَفِهِمْ ؛ وَکُنْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا .	322	لوگوں کیساتھ ایسی نماز پڑھنا جو اُن میں سے سب سے ضعیف آدمی پڑھ سکتا ہو اور مومنین کے ساتھ ہمیشہ رحم وکرم برقرار رکھنا؛
اَمَّا بَعْدُ هٰذَا فَلَا تُطَوِّلَنَّ احْتِجَابَکَ عَنْ رَعِيَّتِکَ ؛	323	اِس کے بعد معلوم ہو کہ رعایا سے زیادہ عرصہ تک پردہ حجاب میں نہ رہنا؛
فَاِنَّ احْتِجَابَ الْوُلَاةِ عَنْ رَعِيَّةِ شُعْبَةٌ مِّنَ الضِّيْقِ ؛	324	حقیقت یہ ہے کہ حکمران کا رعیت کی نظروں سے زیادہ عرصہ تک اُوجھل رہنا دلوں میں تنگی اور اُلجھن پیدا کرنے والا ایک پہلو ہے؛
وَقِلَّةُ عِلْمٍ بِالْاُمُوْرِ ؛	325	اور حالات ومعاملات کے علم میں کمی کا سبب بنتا ہے؛
وَالْاِحْتِجَابُ مِنْهُمْ يَقْطَعُ عَنْهُمْ عِلْمَ مَا احْتَجَبُوْا دُوْنَهٗ ؛	326	اور اس روپوشی سے رعایا کو بھی اُن چیزوں کا اور معاملات کا علم نہیں ہونے

		پا تا جو اُن کو معلوم ہونا چاہئیں ؛
فَيَصْغُرُ عِنْدَهُمُ الْكَبِيْرُ ؛	327	چنانچہ رعایا کو بڑے بڑے معاملات چھوٹے معلوم ہونے لگتے ہیں ؛
وَيَعْظُمُ الصَّغِيْرُ ؛	328	اور چھوٹی اور غیر اہم چیزیں بڑی اور اہم لگنے لگتی ہیں ؛
وَيَقْبُحُ الْحَسَنُ ؛	329	اور اُن کی نگاہ میں اچھی چیزیں بُری ،
وَيَحْسُنُ الْقَبِيْحُ ؛	330	اور بُری چیزیں اچھی معلوم ہونے لگتی ہیں ؛
وَيُشَابُ الْحَقُّ بِالْبَاطِلِ ؛	331	اور حق باطل سے مل جایا کرتا ہے ؛
<u>**وَاِنَّمَا الْوَالِيْ بَشَرٌ لَا يَعْرِفُ مَاتَوَارِيْ عَنْهُ النَّاسُ بِهِ مِنَ الْاُمُوْرِ ؛**</u>	332	<u>**اور اسکے سوا اور کیا ہے کہ ایک حکمران بھی تو بشر ہی ہوتا ہے۔ وہ ان باتوں اور معاملات کا علم نہیں رکھتا جو باتیں اور کام رعیت کے لوگ اُس سے چھپا لیں ؛**</u>
وَلَيْسَتْ عَلَى الْحَقِّ سِمَاتٌ تُعْرَفُ بِهَا ضُرُوْبُ الصِّدْقِ مِنْ لْكَذِبِ ؛	333	اور حق کے ماتھے پر کوئی نشانات نہیں ہوتے کہ جن کو دیکھ کر آدمی جھوٹ کے انبار میں سے حق کی قسموں کو الگ الگ کر کے پہچان لیا کرتا ؛
وَاِنَّمَا اَنْتَ اَحَدُ رَجُلَيْنِ : اِمَّا امْرُؤٌ سَخَتْ نَفْسُكَ بِالْبَذْلِ فِي الْحَقِّ فَفِيْمَ احْتِجَابُكَ مِنْ وَاجِبِ حَقٍّ تُعْطِيْهِ اَوْ فِعْلٍ كَرِيْمٍ تُسْدِيْهِ ؟	334	اور یقیناً تم بھی دو (۲) ہی طرح کے بشر ہو سکتے ہو لہٰذا یا تو تم ایک ایسے شخص ہو کہ جو حق کو ادا کرنے میں کوشاں رہتا ہے ایسی صورت میں واجب حقوق کو ادا کرنے اور اچھے اچھے اور نیک کام کرنے والے کو رعیت سے چھپ کر رہنے کی کیا ضرورت ہے (یعنی پبلک کی نظر سے تمہیں غائب نہ رہنا چاہئے)
اَوْ مُبْتَلًى بِالْمَنْعِ فَمَا اَسْرَعَ كَفَّ النَّاسِ عَنْ مَسْاَلَتِكَ اِذَا اَيِسُوْا مِنْ بَذْلِكَ ؛	335	یا تم دوسری قسم کے وہ شخص ہو سکتے ہو جس سے رعیت کو صاف صاف انکار کے سوا اور کچھ نہ ملتا ہو لہٰذا جب رعیت کے لوگ تم سے مایوس ہو جائیں گے تو خود ہی بہت جلد تم سے مانگنا چھوڑ دیں گے ؛
مَعَ اَنَّ اَكْثَرَ حَاجَاتِ النَّاسِ اِلَيْكَ مِمَّا لَا مَؤُوْنَةَ فِيْهِ عَلَيْكَ :	336	ساتھ ہی رعیت کے لوگوں کی اکثر ضرورتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں کچھ لینا دینا نہیں ہوا کرتا لہٰذا تم پر کوئی بار نہیں پڑتا ہے ؛
مِنْ شَكَاةِ مَظْلَمَةٍ اَوْ طَلَبِ اِنْصَافٍ فِيْ مُعَامَلَةٍ ؛	337	جیسے کسی کی زیادتی یا ظلم کرنے کی شکایت یا کسی معاملے میں انصاف طلب کرنا (یعنی ایسا کنجوس حکمران بھی پبلک کی نظروں سے کیوں غائب رہے؟)
ثُمَّ اِنَّ لِلْوَالِيْ خَاصَّةً وَبِطَانَةً فِيْهِمُ اسْتِئْثَارٌ وَّتَطَاوُلٌ ؛	338	پھر یہ کہ حکام کے ساتھ کچھ لوگ مخصوص اور سر چڑھے بھی لگ جایا کرتے ہیں اُن میں خود غرضی اور دست درازی کی عادت ہوا کرتی ہے ؛
وَقِلَّةُ اِنْصَافٍ فِيْ مُعَامَلَةٍ ؛	339	اور اُن میں بے انصافی اور بد معاملگی کرانیوالے لوگ بھی ہوا کرتے ہیں ؛
فَاحْسِمْ مَادَّةَ اُولٰئِكَ بِقَطْعِ اَسْبَابِ تِلْكَ الْاَحْوَالِ ؛	340	چنانچہ تمہیں اُن حالات کے پیدا کرنے والے اسباب کو ختم کر دینا چاہئے تا کہ یہ ناپسندیدہ ماحول قائم ہی نہ ہو ؛

وَلَا تُقْطِعَنَّ لِاَحَدٍ مِنْ حَاشِيَتِکَ وَ حَامَّتِکَ قَطِيْعَةً ؛	341	اور ساتھ ہی اپنے مشیروں، مصاحبوں اور قرابت داروں کو کوئی جاگیر نہ دینا؛
وَلَا يَطْمَعَنَّ مِنْکَ فِيْ اِعْتِقَادِ عُقْدَةٍ تَضُرُّ بِمَنْ يَلِيْهَا مِنَ النَّاسِ فِيْ شِرْبٍ اَوْ عَمَلٍ مُشْتَرَکٍ يَحْمِلُوْنَ مَؤُوْنَتَهُ عَلٰى غَيْرِهِمْ ؛ فَيَکُوْنَ مَهْنَاُ ذٰلِکَ لَهُمْ دُوْنَکَ ؛	342	اور اُنہیں تم سے کسی ایسی زمین پر قبضہ کر لینے کی توقع ہی نہ ہونا چاہئے جو آبپاشی یا کسی اور مشترکہ معاملے میں اُس کے آس پاس کے کاشت کاروں کے لئے نقصان کا سبب بن سکے اور یوں وہ اس کا بار دوسروں پر ڈال دیں، لہٰذا زمین سے فائدہ تو تجھے نہ پہنچے گا اور تیری وجہ سے عیاشی تیرے حاشیہ نشین اور قرابت دار کریں گے؛
وَعَيْبُهُ عَلَيْکَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؛	343	اور اُس تمام برے عمل درآمد کی ذمہ داری اور برائی دنیا میں بھی تجھ پر ہوگی اور آخرت میں بھی (یعنی عیاشی اُنہوں نے کی اور باز پرس تم سے ہوگی)؛
وَاَلْزِمِ الْحَقَّ مَنْ لَّزِمَهُ مِنَ الْقَرِيْبِ وَالْبَعِيْدِ ؛	344	اور جس پر جو ذمہ داری عائد کرنا لازم ہو اُس کے ساتھ کوئی رعایت نہ کرنا خواہ وہ اپنا ہو یا بیگانہ ہو؛
وَکُنْ فِيْ ذٰلِکَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا ؛	345	اور اپنی عادلانہ جدوجہد پر صابر رہنا اور جانچ پڑتال جاری رکھنا؛
وَاقِعًا ذٰلِکَ مِنْ قَرَابَتِکَ وَخَاصَّتِکَ حَيْثُ وَقَعَ ؛	346	اور اس کی پرواہ نہ کرنا کہ اس جانچ پڑتال کی زد تمہارے مخصوصین پر پڑتی ہے یا کسی قرابت دار پر؛
وَابْتَغِ عَاقِبَتَهُ بِمَا يَثْقُلُ عَلَيْکَ مِنْهُ؛	347	اور اس سخت عمل درآمد سے جو گرانی تمہیں محسوس ہو اس کو اپنی اچھی عاقبت کے خیال سے ہلکی کرتے رہنا؛
فَاِنَّ مَغَبَّةَ ذٰلِکَ مَحْمُوْدَةٌ ؛	348	اِس لئے کہ اُس کا انجام اور نتیجہ تمہارے حق میں قابل حمد وثنا ہوگا؛
وَاِنْ ظَنَّتِ الرَّعِيَّةُ بِکَ حَيْفًا فَاَصْحِرْ لَهُمْ بِعُذْرِکَ ؛	349	اور اگر کبھی تمہاری رعیت کو تم پر ظلم وزیادتی کرنے کا گمان ہو جائے تو تم اپنے عذرات کو واضح طور پر اُن کے سامنے پیش کر دینا؛
وَاعْدِلْ عَنْکَ ظُنُوْنَهُمْ بِاِصْحَارِکَ ؛	350	اور اپنی وضاحتوں اور معقول عذرات سے اُن کے پیدا شدہ وہم وگمان کو تبدیل کرتے رہو؛
فَاِنَّ فِيْ ذٰلِکَ رِيَاضَةً مِنْکَ لِنَفْسِکَ ؛	351	یقیناً ایسے طرز عمل میں تمہاری ذاتی محنت ہوگی اور تمہیں تربیت کا موقع ملے گا؛
وَرِفْقًا بِرَعِيَّتِکَ ؛	352	اور رعیت کے لئے یہ طریقہ نرمی اور محبت کو ثابت کرے گا؛
وَاِعْذَارًا تَبْلُغُ بِهٖ حَاجَتَکَ مِنْ تَقْوِيْمِهِمْ عَلَى الْحَقِّ ؛	353	اور اعتراضات کا جواب عذرات کے ساتھ پیش کرتے رہنے سے رعیت کو حق پر قائم کرنے کی تمہاری ضرورت بھی پوری ہو جائے گی؛
وَلَا تَدْفَعَنَّ صُلْحًا دَعَاکَ اِلَيْهِ عَدُوُّکَ لِلّٰهِ فِيْهِ رِضًى ؛	354	اور صلح کی اُس پیش کش کو ہرگز نہ ٹھکرانا جو تمہارا دشمن پیش کرے اور جس میں اللہ کی خوشنودی بھی حاصل ہوتی ہو؛

فَاِنَّ فِی الصُّلحِ دَعَةً الِّجُنُوْدِکَ ؛	355	اِس لئے کہ صلح کرنے میں تمہاری فوجوں کے لئے آرام وراحت پوشیدہ ہے؛
وَرَاحَةً مِنْ هُمُوْمِکَ ؛	356	اور خود تیرے لئے تیرے بہت سے فکروں و اندیشوں اور غموں سے راحت ملے گی؛
وَاَمْنًا لِبِلَادِکَ ؛	357	اور تیرے شہروں کیلئے امن ملے گا؛
وَلٰکِنِ الْحَذَرَ کُلَّ الْحَذَرِ مِنْ عَدُوِّکَ بَعْدَ صُلْحِهٖ ؛	358	ولیکن صلح کے بعد دشمن کی نقل وحرکت پر نظر رکھو، اور پوری پوری احتیاط کرتے رہو
فَاِنَّ الْعَدُوَّ رُبَّمَا قَارَبَ لِیَتَغَفَّلَ ؛	359	کیونکہ کبھی کبھی دشمن اس لئے تم سے قربت و اعتماد چاہتا ہے تاکہ وہ تمہاری غفلت سے فائدہ اُٹھائے؛
فَخُذْ بِالْحَزْمِ وَاتَّهِمْ فِیْ ذٰلِکَ حُسْنَ الظَّنِّ ؛	360	لہٰذا ہر وقت محتاط اور چوکنا رہو اور اس سلسلے میں حسن ظن پر عمل نہ کرو؛
وَاِنْ عَقَدْتَ بَیْنَکَ وَبَیْنَ عَدُوِّکَ عُقْدَةً اَوْاَلْبَسْتَهُ مِنْکَ ذِمَّةً فَحُطْ عَهْدَکَ بِالْوَفَآءِ ؛	361	اور اگر تم اپنے اور دشمن کے درمیان کوئی معاہدہ کرو یا اُسے اپنی تحویل و ذمہ داری میں لے لو تو اپنے معاہدہ کو وفاداری سے بجالاؤ؛
وَارْعَ ذِمَّتَکَ بِالْاَمَانَةِ ؛	362	اور اپنی ذمہ داری کی امانت کے ساتھ پوری پوری رعایت کرو؛
وَاجْعَلْ نَفْسَکَ جُنَّةً دُوْنَ مَا اَعْطَیْتَ ؛	363	اور جو کچھ اس سلسلے میں دے چکے ہو اس کے علاوہ اپنی جان کو بھی معاہدوں اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے سپر بنادو؛
فَاِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ شَیْءٌ النَّاسُ اَشَدُّ عَلَیْهِ اجْتِمَاعًا مَعَ تَفَرُّقِ اَهْوَائِهِمْ وَتَشَتُّتِ آرَائِهِمْ مِنْ تَعْظِیْمِ الْوَفَآءِ بِالْعُهُوْدِ ؛	364	اس لئے کہ ایفائے عہد اللہ کے فرائض میں سے ہے اور اللہ کے فرائض میں سے کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کی اہمیت پر سارے انسان، مختلف رائے اور متفرق نظریات اور مصلحتوں کے باوجود، ہم زبان اور متفق رہے ہوں جیسا کہ معاہدوں کی تعظیم اور وفا کرنے پر متفق چلے آرہے ہیں؛
وَقَدْ لَزِمَ ذٰلِکَ الْمُشْرِکُوْنَ فِیْمَا بَیْنَهُمْ دُوْنَ الْمُسْلِمِیْنَ لِمَا اسْتَوْبَلُوْا مِنْ عَوَاقِبِ الْغَدْرِ	365	مسلمانوں کے علاوہ مشرکوں تک نے اپنے درمیان معاہدوں کی پابندی کی ہے اسلئے کہ عہد شکنی کے نتیجے میں اُنہوں نے تباہیوں کا اندازہ اور تجربہ کر رکھا تھا؛
فَلَا تَغْدِرَنَّ بِذِمَّتِکَ ؛	366	لہٰذا اپنے فیصلوں اور ذمہ داریوں میں غداری نہ کرنا؛
وَلَا تَخِیْسَنَّ بِعَهْدِکَ ؛	367	اور اپنے معاہدوں میں بدعہدی نہ کرنا؛
وَلَا تَخْتِلَنَّ عَدُوَّکَ ؛	368	اور اپنے دشمن پر اچانک حملہ نہ کرنا؛
فَاِنَّهٗ لَا یَجْتَرِئُ عَلَی اللّٰهِ اِلَّا جَاهِلٌ شَقِیٌّ ؛	369	کیونکہ کسی جاہل اور بدبخت کے سوا اور کوئی شخص اللہ کے خلاف جرأت نہیں کرسکتا ہے؛
وَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ وَذِمَّتَهٗ اَمْنًا اَفْضَاهُ بَیْنَ الْعِبَادِ بِرَحْمَتِهٖ ؛	370	اور اللہ نے عہد و پیمان کی پابندی کو امن کا پیغام قرار دیا ہے اور جسے اپنی رحمت سے اپنے بندوں میں عام کردیا ہے؛

وَحَرِيْمًا يَّسْكُنُوْنَ اِلٰى مَنَعَتِهٖ ؛	371	اور ایسی پناہ گاہ بنایا ہے جس کی حفاظت میں وہ سکونت اختیار کرتے ہیں ؛
وَيَسْتَفِيْضُوْنَ اِلٰى جَوَارِهٖ؛	372	اور جس کے پڑوس میں فیض یاب ہونے کے لئے رہتے ہیں ؛
فَلَا اِدْغَالَ وَلَا مُدَالَسَةَ وَلَاخِدَاعَ فِيْهِ ؛	373	لہٰذا اس میں کوئی فریب کاری اور مکاری اور ہاتھ کی صفائی نہ ہونا چاہئے ؛
وَلَا تَعْقِدْ عَقْدًا تُجَوِّزُ فِيْهِ الْعِلَلُ ؛	374	اور ایسا کوئی معاہدہ کرنا ہی نہیں چاہئے جس میں بات بدلنے کا امکان ہو؛
وَلَا تُعَوِّلَنَّ عَلٰى لَحْنِ قَوْلٍ بَعْدَ التَّاكِيْدِ وَالتَّوْثِقَةِ ؛	375	اور جب کوئی معاہدہ پختہ ہو کر توثیق کرا لے تو تاکید اور توثیق کے بعد اُس کے الفاظ کے معنی کا رخ بدل کر استفادہ نہ کرو؛
وَلَا يَدْعُوَنَّكَ ضِيْقُ اَمْرٍ لَّزِمَكَ فِيْهِ عَهْدُ اللّٰهِ اِلٰى طَلَبِ انْفِسَاخِهٖ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؛	376	اور اللہ کے عہد و پیمان میں کسی دشواری یا گرانی کے محسوس ہونے پر تمہیں یہ نہ چاہئے کہ تم باطل طریقوں سے اُسے منسوخ کرانے کی کوشش میں لگ جاؤ تا کہ اس سے جان چھڑا سکو؛
فَاِنَّ صَبْرَكَ عَلٰى ضِيْقِ اَمْرٍ تَرْجُوْ انْفِرَاجَهٗ وَفَضْلَ عَاقِبَتِهٖ خَيْرٌ مِّنْ غَدْرٍ تَخَافُ تَبِعَتَهٗ ؛	377	اس لئے کہ اُس گرانی یا دشواری کو صبر و ہمت سے برداشت کر جانا جس سے انجام بخیر ہونے اور سہولت ملنے کی اُمید ہو اُس بدعہدی اور غداری سے بہتر ہے جس میں تمہیں اللہ کے سامنے ماخوذ ہونے کا خوف ہو؛
وَاَنْ تُحِيْطَ بِكَ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ طِلْبَةٌ لَا تَسْتَقِيْلُ فِيْهَا دُنْيَاكَ وَلَا آخِرَتَكَ ؛	378	اور یہ کہ تجھے یہ اندیشہ ہو کہ اللہ اس بدعہدی پر تجھے اس طرح گھیر لے گا کہ تیری دنیا بھی تباہ ہو جائے گی اور آخرت میں بھی بخشش نہ ہو سکے گی ؛
اِيَّاكَ وَالدِّمَآءَ وَسَفْكَهَا بِغَيْرِ حِلِّهَا ؛	379	خبردار ناحق کی خون ریزی سے بچتے رہنا؛
فَاِنَّهٗ لَيْسَ شَيْءٌ اَدْعٰى لِنَقْمَةٍ ؛	380	خون ریزی عذاب الٰہی کیلئے سب چیزوں سے زیادہ قریب کرنیوالی ہے؛
وَلَا اَعْظَمَ لِتَبِعَةٍ ؛	381	اور باز پرس میں سب سے بڑی ہے؛
وَلَا اَحْرٰى بِزَوَالِ نِعْمَةٍ ؛	382	اور نعمتوں کے زوال میں کارگر ہے؛
وَانْقِطَاعِ مُدَّةٍ مِنْ سَفْكِ الدِّمَآءِ بِغَيْرِ حَقِّهَا ؛	383	اور زندگی اور عمر کے خاتمے کا سبب ناحق کی خونریزی سے زیادہ اور کوئی نہیں ہے؛
وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ مُبْتَدِئٌ بِالْحُكْمِ بَيْنَ الْعِبَادِ فِيْمَا تَسَافَكُوْا مِنَ الدِّمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؛	384	اور یہ سمجھ لو کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ جو فیصلے سب سے پہلے شروع کرے گا وہ بندوں کے درمیان ناحق خون ریزی کے ہوں گے ؛
فَلَا تُقَوِّيَنَّ سُلْطَانَكَ بِسَفْكِ دَمٍ حَرَامٍ ؛	385	لہٰذا ناحق خون ریزیوں سے اپنے اقتدار کو مضبوط کرنیکی کوشش کبھی نہ کرنا؛
فَاِنَّ ذٰلِكَ مِمَّا يُضْعِفُهٗ وَيُوْهِنُهٗ بَلْ يُزِيْلُهٗ وَيَنْقُلُهٗ ؛	386	کیونکہ خون ریزی اقتدار کو کمزور اور ہلکا کر دیتی ہے، بلکہ اس کو زائل کر کے دوسروں کو منتقل کر دینے والی ہے؛
وَلَا عُذْرَ لَكَ عِنْدَ اللّٰهِ وَلَا عِنْدِیْ فِیْ قَتْلِ الْعَمْدِ ؛	387	جان بوجھ کر ناحق قتل کا عذر نہ اللہ کو قبول ہے اور نہ میرے نزدیک قابل قبول ہے۔

لِاَنَّ فِيْهِ قَوَدَ الْبَدَنِ ؛	388	یہ اس لئے کہ قتل عمد میں قصاص لینا لازم ہے،
وَاِنِ ابْتُلِيْتَ بِخَطَاءٍ وَاَفْرَطَ عَلَيْكَ سَوْطُكَ اَوْسَيْفُكَ اَوْيَدُكَ بِالْعُقُوْبَةِ ؛	389	اور اگر تم غلطی سے قتل کر بیٹھو اور سزا دینے میں تمہارا کوڑا یا تلوار یا ہاتھ حد سے بڑھ جائے،
فَاِنَّ فِي الْوَكْزَةِ فَمَا فَوْقَهَا مَقْتَلَةً ؛	390	اِس لئے کہ کبھی کبھی گھونسا مارنا یا اس سے بھی چھوٹی ضرب ہلاکت کا سبب بن جایا کرتی ہے۔تب:
فَلَا تَطْمَحَنَّ بِكَ نَخْوَةُ سُلْطَانِكَ عَنْ اَنْ تُؤَدِّيَ اِلٰى اَوْلِيَآءِ الْمَقْتُوْلِ حَقَّهُمْ ؛	391	ایسی صورت میں تمہیں مقتول کا خوں بہا اُس کے وارثوں کو پہنچانے میں تمہاری حکمرانی کا نخرہ روکنے نہ پائے؛
وَاِيَّاكَ وَالْاِعْجَابَ بِنَفْسِكَ ؛	392	اور خبردار خود پسندی اور غرور سے بچتے رہنا؛
وَالثِّقَةَ بِمَا يُعْجِبُكَ مِنْهَا وَحُبَّ الْاِطْرَاءِ ؛	393	اور اپنی جو باتیں اچھی لگتی ہوں اُن پر پھول نہ جانا اور نہ لوگوں کے بڑھا چڑھا کر سراہنے کو پسند کرنا؛
فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ اَوْثَقِ فُرَصِ الشَّيْطَانِ فِيْ نَفْسِهٖ لِيَمْحَقَ مَا يَكُوْنُ مِنْ اِحْسَانِ الْمُحْسِنِيْنَ.	394	اس لئے کہ شیطان جن مواقع کی تلاش میں رہا کرتا ہے اُن مواقع میں سے یہ سب سے زیادہ بھروسے کا موقع ہے کہ وہ انسان کو گمراہ کرے اور نیکوکاروں کی تمام نیکیوں کو برباد کر کے رکھ دے؛
وَاِيَّاكَ وَالْمَنَّ عَلٰى رَعِيَّتِكَ بِاِحْسَانِكَ ؛	395	اور خبردار رعیت کے ساتھ احسان کر کے کبھی نہ جتلانا؛
اَوِ التَّزَيُّدَ فِيْمَا كَانَ مِنْ فِعْلِكَ ؛	396	یا اپنے حسن سلوک کو کبھی زیادہ نہ سمجھ بیٹھنا؛
اَوْ اَنْ تَعِدَهُمْ فَتُتْبِعَ مَوْعِدَكَ بِخُلْفِكَ ؛	397	یا جب رعیت سے وعدہ کرلو تو وعدہ کرنے کے بعد اُن سے وعدہ خلافی نہ کرنا؛
فَاِنَّ الْمَنَّ يُبْطِلُ الْاِحْسَانَ ؛	398	لہٰذا احسان جتلانا احسان اور نیکی کو ضائع کر دیا کرتا ہے؛
وَالتَّزَيُّدُ يَذْهَبُ بِنُوْرِ الْحَقِّ ؛	399	اور اپنی بھلائی کو زیادہ سمجھ لینا حق کی روشنی سے محروم کر دیا کرتا ہے؛
وَالْخُلْفَ يُوْجِبُ الْمَقْتَ عِنْدَ اللّٰهِ وَالنَّاسِ ؛	400	اور وعدہ خلافی سے اللہ بھی خفا ہوتا ہے اور بندے بھی ناراض ہوتے ہیں؛
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى "كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ (الصف 61/3)	401	اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: "خدا کے نزدیک زیادہ ناراضگی کی بات یہ ہے کہ تم جو کہو اُسے کرو نہیں" (61/3)
وَاِيَّاكَ وَالْعَجَلَةَ بِالْاُمُوْرِ قَبْلَ اَوَانِهَا ؛	402	اور خبردار وقت سے پہلے کسی کام میں جلد بازی نہ کیا کرو؛
اَوِ التَّسَاقُطَ فِيْهَا عِنْدَ اِمْكَانِهَا ؛	403	یا یہ کہ جس کام کے کر سکنے کا امکان ہو اُسے خواہ مخواہ ساقط نہ کر دیا کرو؛
اَوِ اللَّجَاجَةَ فِيْهَا اِذَا تَنَكَّرَتْ ؛	404	یا یہ کہ جب کام مشکل و ناپسندیدہ ہو تو عاجزی نہ کیا کرو؛
اَوِ الْوَهْنَ عَنْهَا اِذَا اسْتَوْضَحَتْ ؛	405	اور جب بات واضح ہو تو سستی نہ کیا کرو؛

فَضَعُ كُلَّ اَمْرٍ مَوْضِعَهُ ؛	406	مطلب یہ ہے کہ ہر بات اور کام کو اُس کے ٹھیک مقام پر کیا کرو؛
وَاَوْقِعُ كُلَّ عَمَلٍ مَوْقِعَهُ ؛	407	اور ہر عمل کو اس کے صحیح موقع پر انجام دو؛
وَاِيَّاكَ وَالْاِسْتِئْثَارَ بِمَا النَّاسُ فِيْهِ اُسْوَةٌ ؛	408	اور خبردار جن چیزوں میں سب کا حق برابر ہوا کرے اُن کو اپنے لئے مخصوص نہ کر لینا؛
وَالتَّغَابِىَ عَمَّا يُعْنَى بِهٖ مِمَّا قَدْوَضَحَ لِلْعُيُوْنِ ؛	409	وہ حقوق جو نظروں کے سامنے واضح طور پر موجود ہیں اُن کے ادا کرنے میں غفلت نہ برتنا؛
فَاِنَّهُ مَاخُوْذٌ مِّنْكَ لِغَيْرِكَ ؛	410	کیونکہ لوگوں کے حقوق ادا کرنے کی ذمہ داری تم پر عائد ہوتی ہے نہ کہ اوروں پر؛
وَعَمَّا قَلِيْلٍ تَنْكَشِفُ ؛ عَنْكَ اَغْطِيَةُ الْاُمُوْرِ ؛	411	اور مستقبل قریب میں تمام معاملات پر سے پردہ ہٹا دیا جانے والا ہے؛
وَيُنْتَصَفُ مِنْكَ لِلْمَظْلُوْمِ ؛	412	اور تم سے مظلوم کے لئے باز پرس اور دادخواہی کی جائے گی؛
اَمْلِكْ حَمِيَّتَ اَنْفِكَ ؛	413	غیظ و غضب پر قابو حاصل کرو،
وَسَوْرَةَ حَدِّكَ .	414	اور سرکشی کے جوش کو دبا کر رکھو؛
وَسَطْوَةَ يَدِكَ ؛	415	ہاتھ کے اُٹھنے اور زیادتی کرنے کو روکو؛
وَغَرْبَ لِسَانِكَ ؛	416	اور زبان کی تیزی کو سنبھالو؛
وَاحْتَرِسْ مِنْ كُلِّ ذٰلِكَ بِكَفِّ الْبَادِرَةِ ؛	417	اور اُن تمام چیزوں پر تسلط کیلئے ضروری ہے کہ جلد بازی کے اقدام سے بچو؛
وَالتَّاخِيْرِ السَّطْوَةِ حَتّٰى يَسْكُنَ غَضَبُكَ فَتَمْلِكَ الْاِخْتِيَارَ ؛	418	سزا دینے کے لئے قوت کے استعمال کو اس وقت تک تاخیر دو جب تک تمہارا غصہ ٹھنڈا نہ ہو جائے اور تم اپنے اوپر اختیار حاصل نہ کر لو؛
وَلَنْ تَحْكُمَ ذٰلِكَ مِنْ نَفْسِكَ حَتّٰى تُكْثِرَ هُمُوْمَكَ بِذِكْرِ الْمَعَادِ اِلٰى رَبِّكَ ؛	419	اور تم اپنی ذات پر اُس وقت تک حکمرانی نہیں کر سکتے جب تک تم کثرت سے اپنے پروردگار کا ذکر اور قیامت میں باز پرس کے خوف کا تصور نہ کرتے رہو؛
وَالْوَاجِبُ عَلَيْكَ اَنْ تَتَذَكَّرَ مَامَضَى لِمَنْ تَقَدَّمَكَ مِنْ حُكُوْمَةٍ عَادِلَةٍ ؛	420	اور تم پر واجب ہے کہ تم گذشتہ چیزوں کو یاد رکھو جو تم سے پہلے عادل حکومت کی صورت میں گزر چکی ہیں؛
اَوْسُنَّةٍ فَاضِلَةٍ ؛	421	یا کوئی فاضل سنت اور طریقہ جاری رہا ہے؛
اَوْ اَثَرٍ عَنْ نَبِيِّنَا .صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ ؛	422	یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے آثار سامنے رکھو؛
اَوْ فَرِيْضَةٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ ؛	423	یا کتاب اللہ میں لکھا ہوا کوئی فریضہ پیش نظر رکھو؛
فَتَقْتَدِىَ بِمَا شَاهَدْتَ مِمَّا عَمِلْنَا بِهٖ فِيْهَا ؛	424	چنانچہ تم اُن چیزوں کی پیروی کرتے رہو جن پر عمل کرتے ہوئے تم نے ہمیں دیکھا ہے؛

وَتَجْتَهِدَ لِنَفْسِكَ فِي اتِّبَاعِ مَاعَهِدْتُ اِلَيْكَ فِيْ عَهْدِيْ هٰذَا؛	425	اور ان ہدایات پر عمل کرتے رہنا جو میں نے اپنے اس عہدنامے میں تمہارے لئے لکھ دی ہیں؛
وَاسْتَوْثَقْتُ بِهٖ مِنَ الْحُجَّةِ لِنَفْسِيْ عَلَيْكَ لِكَيْلَا تَكُوْنَ لَكَ عِلَّةٌ عِنْدَ تَسَرُّعِ نَفْسِكَ اِلٰى هَوَاهَا ؛	426	اور جن ھدایات کے ذریعہ سے میں نے تم پر اپنی حجت قائم کردی ہے تاکہ جب تمہارا نفس اپنی خواہشات کی طرف بڑھے تو تمہارے پاس کوئی عذر اور روک موجود ہو؛
فَلَنْ يَّعْصِمَ مِنَ السُّوْءِ وَلَا يُوَفِّقُ لِلْخَيْرِ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى؛	427	اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ کوئی شخص برائی سے معصوم ہوسکتا ہے اور نہ اسے عمل خیر کی توفیق مل سکتی ہے؛
وَقَدْ كَانَ فِيْمَا عَهِدَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ . فِيْ وَصَايَاهُ تَحْضِيْضٌ عَلَى الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَمَا مَلَكَتْهُ اَيْمَانُكُمْ ؛	428	اور یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنی وصیتوں میں جو عہد مجھ سے لیا تھا اُس میں مجھے نماز اور زکوٰۃ اور دودا ھنے ہاتھوں کے معاہدہ والوں سے مہربانی کرتے رہنے کی ترغیب اور سفارش فرمائی تھی؛
فَبِذٰلِكَ اَخْتِمُ لَكَ بِمَا عَهِدْتُ، وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ؛	429	چنانچہ میں بھی اپنے عہد نامہ کو حضورؐ کی اُن ہی ہدایات اور تاکیدات پر ختم کرتا ہوں۔ بڑے بزرگ علی اللہ کے سوا نہ کسی اور کو قابو میں رکھنے کی قدرت حاصل ہے نہ قوت حاصل ہے؛ (یعنی پوری کائنات پر احاطہ رکھنے کی اور کائنات کی ہر مخلوق کو قوت وقدرت دینے کی اللہ کے سوا کسی میں گنجائش نہیں ہے)
وَاَنَا اَسْأَلُ اللّٰهَ بِسَعَةِ رَحْمَتِهٖ وَعَظِيْمِ قُدْرَتِهٖ عَلٰى اِعْطَآءِ كُلِّ رَغْبَةٍ اَنْ يُّوَفِّقَنِيْ وَاِيَّاكَ لِمَافِيْهِ رِضَاهُ مِنَ الْاِقَامَةِ عَلَى الْعُذْرِ الْوَاضِحِ اِلَيْهِ وَاِلٰى خَلْقِهٖ ؛	430	اور میں اللہ سے اس کی وسیع رحمت اور ہر حاجت کے پورا کرنے پر عظیم قدرت کا واسطہ دے کر اُس سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تمہیں اس کی توفیق بخشے جس میں اُس کی رضامندی ہے کہ ہم اللہ کے سامنے اور اُس کے بندوں کے سامنے ایک کھلا ہوا عذر قائم کر کے سرخرو ہوں؛ اور
مَعَ حُسْنِ الثَّنَآءِ فِي الْعِبَادِ ؛	431	ساتھ ہی بندوں میں نیک نامی حاصل کرسکیں؛
وَجَمِيْلِ الْاَثَرِ فِي الْبِلَادِ ؛ وَتَمَامِ النِّعْمَةِ وَتَضْعِيْفِ الْكَرَامَةِ ؛	432	اور ملک کے شہروں میں اچھے تاثرات قائم کرسکیں۔ اور اللہ کی نعمتوں میں فراوانی ملتی رہے اور روز افزوں عزت کو قائم کرسکیں؛
وَاَنْ يَّخْتِمَ لِيْ وَلَكَ بِالسَّعَادَةِ وَالشَّهَادَةِ ؛	433	اور یہ کہ میرے اور تمہارے لئے اللہ کی طرف سے سعادت اور شہادت پر خاتمہ فراہم ہوجائے؛
اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ .	434	یقیناً ہم اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔
وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ ـ	435	اور سلام پیش کرتا ہوں رسولؐ اللہ پر، اللہ اُن پر اور اُن کی پاک و پاکیزہ آلؑ پر درود بھیجتا رہے۔ (والسلام)

انقلابی تشریح:۔ ''شانِ نزول'' کا مطلب یہ بتایا گیا ہے اور یہی آج تک سمجھا جاتا رہا ہے کہ ''وہ حالات کیا تھے جن میں قرآن کریم کی کوئی آیت نازل ہوتی تھی؟ شانِ نزول سے اُس ماحول کا پتہ لگانا مقصود تھا جن کی وجہ سے قرآن نازل ہوتا رہا تھا اگر یہ کام دیانت کے ساتھ کیا جاتا تو پورے قرآن کا ماحول سامنے آسکتا تھا اور ہر آیت کے نازل ہونے کی وجہ یا اسباب معلوم ہو سکتے تھے۔لیکن مکی سرداروں نے شانِ نزول کی آڑ میں قرآن کریم کو مہجور کرنے (25/30) کی پالیسی اور قرآن کے جھٹلانے (6/66) کے منصوبے کو چھپا دیا۔یعنی قرآن کے غلط استعمال کو مکمل کر لیا۔اور قرآنی تعلیمات کو اپنی حکومت کی پالیسیوں اور بدکرداریوں پر فٹ کر کے ایک نیا اسلام جاری کر دیا جو آج تک جاری چلا آرہا ہے۔

شانِ نزول کی ذیل میں غلط بیانی اور افسانوں سے تعلیماتِ قرآن کو بدلا گیا پرویز کی ایک مثال

ہوا یہ کہ ایک واقعہ یا افسانہ تیار کیا گیا اور آیت یا آیات کو اس پر چسپاں یا فٹ کر دیا گیا۔لہٰذا وہ واقعہ یا افسانہ اُس آیت یا اُن آیات کا ''شانِ نزول'' بن گیا۔پھر اس واقعہ یا افسانے کو کتابوں میں جگہ جگہ لکھ دیا گیا یوں قرآن کا مفہوم وہی ماننا پڑا جو مذکورہ واقعہ یا افسانے میں گھڑا گیا تھا۔

علامہ پرویز سے شانِ نزول کی شکایت سن لینا چاہیے

بہر حال جب تک قریش اور قریشی حکومتوں کے تیار کردہ شانِ نزول کو غلط ثابت نہ کر دیا جائے قرآن کی صحیح اور فطری پوزیشن سامنے نہیں آسکتی۔بہر حال اس شان نزول کی کرامات کو سمجھنے کے لئے علامہ پرویز کی کتاب مقام حدیث جلد دوم سے اُن کا بیان سنئے فرماتے ہیں کہ:۔

ابوبکر و علیؑ شان نزول کا سبب بنے

''(۴) بدقسمتی سے مسلمانوں میں عہد صحابہ ہی سے ابوبکر و علیؑ کے جھگڑے پیدا ہو گئے تھے جس کی وجہ سے اشخاص کے مناقب قرآنی آیات سے بھی نکالنے کی کوشش ہونے لگی تھی۔چنانچہ بہت سی آیتوں کی تفسیر ایسی روایتوں کے ذریعہ سے کی گئی ہے جن سے معتقد علیہ شخصیتوں کے فضائل ثابت ہوں۔سورہ حج میں ہے:۔**اَلَمْ تَرَا اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَکَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْہِ الْعَذَابُ وَمَنْ یُّھِنِ اللّٰہُ فَمَالَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ۔ ھٰذَانِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّھِمْ** (22/18-19)

علامہ پرویز کا ترجمہ:۔

''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں وہ اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جاندار اور بہت سے آدمی (بھی سجدہ کرتے ہیں مگر اس کے باوجود) اور بہت سے لوگوں پر عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے۔اور جس کو اللہ ذلیل کرے اُس کو کوئی عزت دینے والا نہیں ہے۔اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔یہ دو فریق ہیں (سجدہ کرنے والے اور نہ کرنیوالے) جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا ہے۔'' (صفحہ 18-17)

''آیت میں ''**ھٰذان**'' کا مشارٌ الیہ (جن کی طرف اشارہ ہوا ہے) موجود ہے کہ بنی نوع انسان میں بہت سے ایسے ہیں جو اپنے رب کو سجدہ کرتے ہیں اور بہت سے نہیں کرتے۔یہ دو فریق ہیں کہ اُن میں باہمی نزاع رب کے بارے میں ہے مگر (تفسیری) روایت یہ کہتی ہے کہ:۔

''یہ آیت جنگ بدر میں حضرت علیؑ اور حمزہؓ اور عبیدہ کے متعلق نازل ہوئی ہے جو شیبہ اور عتبہ اور ولید کے مقابلے کے لئے گئے تھے۔''

مشکل یہ ہے کہ سورہ حج مکی ہے اور جنگ بدر مدینہ میں ہوئی تھی۔اس لئے (روایت میں مذکور) یہ شان نزول کیسے ہوسکتا ہے؟ لیکن چونکہ یہ (مذکورہ بالا) روایت بخاری میں ہے اس وجہ سے علامہ جلال الدین سیوطی کو ''**هٰــذٰان**'' سے تین آیتوں کو اور کتاب جامع البیان میں چھ آیتوں کو مدنی قرار دینا پڑا۔اور متاخرین نے پورے سورہ حج کو مدنی کہہ دیا چنانچہ سورہ حج کو مدنی ہی لکھا جاتا ہے۔بالفرض اگر یہ آیات مدنی بھی ہوں تو قرآن سے عدول کرنا (مخالفت کرنا) کس طرح جائز ہوسکتا ہے جب کہ وہاں **هٰذٰان کا** مشارٌ الیہ خود مذکور ہے۔'' (مقام حدیث جلد 2 صفحہ 17 تا 19)

ہم پرویز سے متفق ہیں کہ مذکورہ شان نزول غلط اور گھڑا ہوا ہے۔ہم یہ نہیں مانتے کہ سورہ حج مکی ہے مدنی نہیں ہے اس لئے کہ یہ کہنا خود شان نزول ہی میں داخل ہوتا ہے اور ہم قرآن کریم کا 23 سال میں نازل ہونا قرآنی دلائل سے بھی نہیں مانتے بلکہ پوری کتاب کا ہر وقت موجود ہونا مانتے ہیں۔ تلاوت کرنا، سنانا اور بات ہے اور نازل ہونا دوسری بات ہے۔ بہر حال یہاں **شانِ نزول** واضح ہوگیا۔اسی طرح افسانے اور قصے لکھ کر اور معتبر کتابوں میں درج کر کے قرآن کا رخ موڑا گیا ہے۔ہم قرآن کی اُسی تفسیر کو صحیح مانتے ہیں جو قرآن کے الفاظ میں یا معصومین علیھم السلام کے الفاظ میں ہو۔

علامہ پرویز کے قلم سے ایک اور شان نزول

ضرورت تو نہیں ہے مگر پرویز کے قلم سے ایک اور شان نزول دیکھ لیں۔جس سے ایک حق واضح ہوگا۔گو ہم نہ نزول کو اور نہ شان نزول کو مانتے ہیں۔بہر حال مسلسل نمبر دے کر لکھتے ہیں کہ:۔

''(۵) **كَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهُ** کے تحت میں صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری اُمت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے جن کو فرشتے بائیں جانب لے جائیں گے (یعنی جہنم میں) میں کہوں گا کہ اَے میرے رب یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ جواب ملے گا تم نہیں جانتے کہ تمہارے بعد اُنہوں نے کیا کچھ کیا، تب میں وہی وہی کہوں گا جو نیک بندے (عیسیٰؑ) نے کہا تھا کہ میں جب تک اِن میں رہا اُن کا نگران تھا۔جواب ملے گا کہ جب سے تم نے اُن کو چھوڑا یہ برابر مرتد رہے۔'' (صفحہ 19)

چونکہ بخاری شریف کی اس روایت سے ان کے تمام مسلمہ بزرگ مرتد اور جہنمی ثابت ہوتے ہیں اس لئے کوئی ثبوت ہو یا نہ ہو پرویز اس روایت اور __شانِ نزول__ کو نہیں مانتے حالانکہ اہل سنت کی مقدس ترین اور معتبر ترین کتاب میں لکھا ہوا ہے جو قرآن کے برابر کی کتاب مانی جاتی ہے۔ بہر حال یہ تھا شانِ نزول اور اس کا اثر جس سے جنتی اور جہنمی بنادئے جاتے ہیں۔

شانِ نزول گھڑ گھڑ کر قرآن ہی کو تباہ نہیں کیا گیا بلکہ یہ حربہ اور ہتھیار نہج البلاغہ پر بھی استعمال ہوا ہے

یہی طریقہ نہج البلاغہ پر بھی استعمال کیا گیا ہے اور ہم نے نہج البلاغہ کے ترجمے سے پہلے اس کے ابتدائیہ میں قارئین کو شانِ نزول سے متعارف کرایا ہے اور اُس کی مثالیں دی ہیں اور شانِ نزول ماننے کی بھر پور مذمت کی اور دکھایا کہ خطبات کے ساتھ ایک جملہ لکھ دینے سے حضرت علی علیہ السلام کی پانچ سالہ حکومت میں سے ایک دم دو سال کم ہو جاتے ہیں جسے کوئی بھی نہ مانے گا۔شان نزول والا وہ جملہ یہ تھا کہ __''یہ خطبہ جنگ صفین سے واپسی کے بعد دیا گیا''__ اور خطبہ میں فرمایا گیا ہے کہ: __''ابھی ابھی اِسی وقت (اَلْاٰن) خطبہ نمبر 2 جملہ نمبر 76 حق اپنے حقیقی حقدار کے پاس پلٹا ہے۔''__ یعنی 37ھ میں حضرت علی علیہ السلام کو خلافت ملی تھی۔جو واقعات کے سراسر خلاف ہے۔بہر حال اس زیرِ قلم خط یا معاہدے کے ساتھ بھی چند جملے بطور شانِ نزول لکھے

ہوئے ملتے ہیں جن سے مندرجہ ذیل باتیں اس معاہدے کے ساتھ ماننا پڑتی ہیں اوّل یہ کہ:۔

1۔ یہ معاہدہ اُس زمانے میں لکھا گیا تھا جب محمد بن ابی بکر مصر کے گورنر تھے اور مصر کے سیاسی حالات محمد بن ابی بکر کے لئے قابو سے باہر ہو گئے تھے۔اور

2۔مصر کے سیاسی حالات کو قابو میں لانے کے لئے مالک اُشتر کو محمد بن ابی بکر کی جگہ گورنر بنا کر مصر بھیجا جا رہا تھا۔جس کا مطلب خود بخود یہ ہو جاتا ہے کہ:۔

3۔ یہ معاہدہ مصر کے سیاسی حالات کو قابو میں لانے کی ہدایات پر مشتمل ہے اور

4۔ یہ کہ معاہدہ میں مذکورہ ہدایات صرف ایک صوبے کے لئے ہیں اور یہ کہ:۔

5۔ مذکورہ ہدایات ایک ماتحت گورنر کو دی گئی ہیں جو مملکت کے سربراہ کی عام پالیسی اور قوانین کی بجا آوری کا بھی پابند ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ:۔

1۔ مالک اشتر مصر پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دئے گئے تھے۔

2۔اور یہ معاہدہ بے کار اور فضول ثابت ہو گیا تھا۔

3۔ معاہدہ کی تمام ہدایات محض ذہنی اور خیالی حیثیت رکھتی ہیں جن پر نہ لکھے جانے سے پہلے کبھی عمل ہوا نہ بعد میں اِن سے مملکت کو کوئی فائدہ پہنچا۔یعنی پورا معاہدہ بیکار ہو کر کاغذ پر لکھا رہ گیا ہے۔

یہ نتیجہ نکلتا ہے قریش کے شانِ نزول کو مان لینے کے بعد۔لیکن اگر اس مکارانہ شان نزول کو ساقط کر دیا جائے تو یہ معاہدہ پوری مملکت کا عملی قانون ثابت ہوتا ہے۔یہ کسی ایک صوبے یا کسی ایک گورنر سے تعلق نہیں رکھتا نہ کسی ایک گورنر کے لئے لکھا ہے۔یہ تو ایک مملکت کے سربراہ یا حکمران کو مخاطب کرتا ہے جس کے ماتحت بہت سے گورنر یا عمالِ حکومت ہیں۔جو معاہدہ میں مذکورہ ہدایات کو ساری مملکت میں نافذ کرنے کا ذمہ دار ہے اور پورے ملک کی ہر خرابی کا ذمہ دار ہے جو ملک کے ہر شخص اور ہر گورنر کو جسمانی سزا دینے کا مختار ہے اور جو معاہدہ میں مذکور ہدایات اور ذمہ داریوں اور اختیارات میں کسی سے مشورہ لینے یا اجازت حاصل کرنے کا پابند نہیں ہے۔سو فیصد مالک و مختار ہے۔یعنی ایسا کہ اگر مالک اشتر کی جگہ خود حضرت علی علیہ السلام کا نام لکھ دیا جائے تو بھی صحیح ہے۔اور اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اللہ و رسوؐل نے حضرت علی علیہ السلام کو یہ معاہدہ لکھ کر دیا تھا تا کہ وہ خلافت الٰہیّہ کو ان ہدایات کے ماتحت قائم کر کے چلائیں تو بھی صحیح ہے۔مترجمین اور مولف نے اپنی طرف سے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ:۔

''وَھُوَاَ طْوَلُ عَھْدٍ وَ اَجْمَعُ کُتُبِہٖ لِلْمُحَاسِنِ''(بقول مفتی جعفر)

''یہ سب سے طویل عہد نامہ اور امیر المومنین کے توقیعات میں سب سے زیادہ محاسن پر مشتمل ہے۔''(جلد نمبر 3 صفحہ 113)

اور بقول علی نقی طہرانی ''یہ سب سے طویل معاہدہ ہے جس میں انصاف بہم پہنچانے کا دستور ہے۔رعیت کی پرورش کے تمام رموز ہیں مملکت کو چلانے کے تمام آداب ہیں۔فوج کشی کے تمام طریقے ہیں۔نصائح اور تنبیہات ہیں جو یہاں جمع کر دئے گئے ہیں۔''(جلد 2 صفحہ 979)

اِن ریمارکس کو ہم نے اس لئے فاضل کہا کہ انہوں نے اس معاہدے کو ایک گورنر اور ایک صوبے تک محدود کر کے ہوا میں اڑا دینے والے شانِ نزول کو بھی مانا اور لکھا ہے۔اور ریمارکس میں **دستور مملکت** بھی مانا ہے اور **آداب مملکت داری** بھی لکھا ہے۔ہم نہیں جانتے کہ یہ علما کونسا معجون کھاتے تھے کہ اُن کے سروں میں اتنی متضاد باتیں سہولت سے سما جاتی تھیں۔اور ہر جہل مرکب ہضم ہو جاتا تھا؟اور یہ ہیں بدقسمتی سے شیعوں کے مفتی اور فیض الاسلام

وغیرہ سرکردہ علما۔ وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ اس معاہدہ کے لکھنے والی ہستی ایک معصومؑ امام ہے۔ علوم خداوندی کا خزینہ دار ہے۔ **علم ما کان و ما یکون اور ما هو کائن** کا ماسٹر ہے اور وہ اتنا طویل وبیش قیمت دستور لکھ کر ایک ایسے شخص کو دے رہا ہے جو مصر پہنچنے سے پہلے ہی موت کی نیند سو جانے والا ہے جو اس ہمہ گیر دستور کو ایک دفعہ کھول کر پڑھ بھی نہ سکے گا۔ یعنی حضرت علی علیہ السلام کو اپنے ایسا ایک شخص بلا تکلف مان لیتے ہیں جسے کل تک کی خبر نہیں ہے جو یہ ہمہ گیر دستور اس وقت لکھتا ہے جب حکومت ختم ہونے والی ہے جب کسی دستور کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ اگر شیعوں کے علما ایسے نہ ہوتے تو اُن پر وہ حالات نہ گذرے ہوتے جس سے وہ ہمیشہ ذلیل وخوار رہے اور آج شیعہ اُن بھکاریوں کے سامنے بھکاری نہ بنے ہوتے جو ہندوؤں، عیسائیوں اور یہودیوں اور کمیونسٹوں اور بے دینوں سے **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** اور **نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم** پڑھ کر **بھیک مانگتے ہوئے ریڈیو اور ٹی وی پر دکھائے جاتے ہیں اور ذرہ برابر نہیں شرماتے**۔ اور ہمیں کل ہی (13-6-1985 کو) عزیز الرحمٰن خانصاحب نے قومی اسمبلی کا حال سناتے ہوئے بتایا ہے کہ اُن کے سامنے عمامہ پوش شیعہ علماء سب کے ساتھ روزہ افطار کرتے رہے یعنی وہ شیعہ علما اپنے ہاتھوں اپنے منہ اور پیٹ کے لئے قومی تشخص کو پاکستان کے سارے نمائندگانِ قومی اسمبلی کے سامنے پامال کرتے رہے۔ ہم کیا کہیں اُن علمائے شیعہ کے لئے جو دنیاوی مال و دولت اور اقتدار کے لئے اپنا دین اور اپنے مستقل اور معلوم عقائد کو فروخت کر رہے ہیں جو محض لفظ امن کے لئے **خلیفتہ بلافصل** کے اعلان کو چھوڑ دیں اور دوسروں کو بھی تاکید کریں کہ باطل حکمرانوں کو مان لو تاکہ اُن کی باطل ومغضوب حکومت برقرار رہے۔ خدا اُن سب پر دن رات لعنت کرتا رہے۔ آمین

وہ ہستی کیا مقام رکھتی ہے جسے معاہدہ میں مذکور ہدایات کا ذمہ دار بنایا ہے

قارئین کرام کو سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ معاہدے کا مخاطب معاہدے کے الفاظ میں کس درجے کا شخص ہے لہٰذا عہدے کے تعین کے لئے معاہدے کا جملہ نمبر 33 سامنے لائیے فرمایا گیا ہے کہ:۔ "**فَاِنَّکَ فَوْقَھُمْ وَ وَالِیَ الْاَمْرِ عَلَیْکَ فَوْقَکَ وَاللّٰہُ فَوْقَ مَنْ وَلَّاکَ** (33)

"یقیناً تم اُن سب سے بلند مرتبہ ہو۔ اور **والی امر** تم سے بھی بلند مرتبہ ہے اور اللہ اس سے بھی بلند مرتبہ ہے جس نے تمہیں حکمران بنایا ہے۔"

معلوم ہوا کہ مرتبہ میں سب سے بڑا اللہ ہے۔ اس سے چھوٹا **والی امر** ہے۔ اور پھر باقی حکمرانوں کا مقام ہے جنہیں **والی امر** نے حکومت کے اختیارات دئے ہیں۔ یہیں اسی جملے میں یہ بات نوٹ کر لیں کہ اللہ کے بعد کے درجے والے کو **والی** فرمایا گیا ہے۔

والی کا مقام اور ذمہ داریاں دیکھ کر معاہدہ کے مخاطب کو سمجھیں

ایک اور جملہ پڑھیں جس میں معاہدے کے مخاطب کا مقام اور ذمہ داریاں بیان فرمائی ہیں یعنی فرمایا کہ:۔ "**وَلِکُلٍّ عَلَی الْوَالِیْ حَقٌّ بِقَدْرِ مَا یُصْلِحُہٗ** (جملہ نمبر 122) "اور اُن تمام طبقات کے حقوق کا ادا کرنا **اَلْوَالِی** کی ذمہ داری ہے تاکہ اُن سب کی اصلاح اور بہبودی جاری رہے۔"

پہلی بات یہ واضح ہوگئی کہ اس معاہدہ کا مخاطب کوئی گورنر نہیں ہے بلکہ **پوری مملکت کا سربراہ۔ حکمران یا علیؑ کی طرح کا والی ہے** اور یہ کہ اس والی یا حکمران یا سربراہ کی ذمہ داری یہ ہے کہ پوری مملکت کے تمام طبقات کے تمام حقوق ادا کرتا رہے۔ اور اگلے جملے (123) میں فرمایا ہے کہ:۔

"اور مملکت کا یہ سربراہ یا والی یا حکمران اپنے اوپر عائد ہونے والے اللہ کے اُن سب حقوق اور فرائض کو اُسی صورت میں ادا کر سکتا ہے جب کہ وہ والی پوری پوری کوشش کرے اور اللہ سے مدد طلب کرتا رہے اور خود کو حق پر برقرار رکھے اور پیش آنے والے حالات پر صبر سے ثابت قدم رہے خواہ پیش آنے والے حالات اس کے لئے خفیف ہوں یا مشکل ودشوار ہوں۔" (جملہ نمبر 123)

قارئین کرام یہاں رک جائیں اوران جملوں(123-122) کو بار بار پڑھیں اور جملہ نمبر 33 سے مقابلہ کر کے سمجھیں کہ یہ عہد نامہ جس کولکھ کر دیا جا رہا ہے اور جس کو اس عہد نامہ کا ذمہ دار بنایا گیا ہے وہ شخص کسی ایک صوبے کا گورنر یا عامل نہیں ہے بلکہ وہ **والی الامر ہے۔ پوری مملکت کا حکمران یا سربراہ ہے اور ساری رعیت کے ہر طبقہ کا ذمہ دار ہے** اور یہی وہ فرق ہے جو قریشی شان نزول نے پیدا کر کے اس عہد نامہ کو ہوا میں اُڑا دیا ہے اور یہ سمجھ لینے کے بعد جملہ نمبر 124 اور اس کے آگے معاہدہ کو مسلسل پڑھیں اور تصدیق کرتے چلیں کہ معاہدہ کا مخاطب پوری مملکت کا سربراہ ہے نہ کہ کسی ایک صوبے کا صوبیدار یا گورنر۔

کسی ایک گورنر کی بات ہے ہی نہیں بلکہ ایسی شاندار ہستی مخاطب ہے جس کے ماتحت سینکڑوں گورنر ہوں

پھر چلتے چلتے اور پڑھتے پڑھتے یہ جملہ پڑھو گے کہ:۔"**ثُمَّ انظُرْ فِيْ اُمُوْرِ عُمَّالِکَ فَاسْتَعْمِلْهُمْ اخْتِبَارًا**"(جملہ نمبر 188)

پھر تم اپنے گورنروں، حکام اور عہدیداروں کے معاملات اور حالات پر نظر رکھنا اُن کو امتحانات کے بعد عہدہ دینا۔"(188)

یہ امتحان لینا اور گورنروں کا تعینات کرنا سربراہ مملکت کا کام ہے نہ کہ کسی گورنر کا۔ اسکے بعد مسلسل جملہ نمبر 199 تک پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا اس معاہدے کا مخاطب کوئی کسی صوبے کا گورنر ہوسکتا ہے؟ پھر آپ جملہ نمبر 200 ملاحظہ فرمائیں جہاں اس عہد نامے کے مخاطب کو یہ اختیارات دئے گئے کہ وہ تمام گورنروں کی جانچ پڑتال کیساتھ ہی اُن پر اپنے جاسوس تعینات کردے جو ساری مملکت میں سربراہ مملکت کی آنکھیں بن کر تمام حالات و اخراجات و نقل وحرکت پر نظر رکھیں۔ کیا یہ اختیارات کسی صوبے کے گورنر کو دئے جاسکتے ہیں یا کبھی کسی سربراہ مملکت نے ایسے اختیارات کسی گورنر کو دئے ہیں؟

سابقہ قریشی حکمرانوں کو شر پسند اور اسلام کو قید میں رکھنے والا فرمایا ہے

یہ بات سمجھنے کی ہے کہ اسلام کو اپنا قیدی بنا کر رکھنے والی حکومتیں کسی ایک صوبے میں نہ گزری تھیں بلکہ جس مملکت پر حضرت علی علیہ السلام حکومت کررہے ہیں یہ پوری مملکت اُن شر پسند حکمرانوں کے دست تصرف میں تھی اور پوری مملکت میں اسلام اُن شریر حکمرانوں کا قیدی تھا۔ معاہدے میں اس کا ذکر کرنے کی ہرگز ضرورت نہ ہوتی اگر معاہدہ کسی ایک صوبے کے گورنر سے ہوتا۔(جملہ نمبر 186)

خیانت کار گورنروں کو جسمانی وروحانی سزا دینے کے اختیارات کسی گورنر کو نہیں ہوتے

خیانت کرنے والوں کو ہر قسم کی رسوا کن سزا دینے کے اختیارات کسی گورنر کو نہیں ہوتے(211-206)۔ الغرض اس معاہدہ کو غور سے پڑھنے والے ہرگز معاہدے کے مخاطب کو ایک صوبے کا گورنر نہ مانیں گے۔ بلکہ اُسے ایک عظیم الشان مملکت کا خود مختار حکمران ماننا پڑے گا۔ جسے پورے معاہدے میں اس کا پابند نہیں کیا گیا ہے کہ فلاں کام ہم سے اجازت لینے کے بعد کرنا۔ یا فلاں فلاں کاموں کی ہمیں اطلاع دینا۔ یا فلاں فلاں کام تمہارے اختیارات سے باہر ہیں۔ بلکہ معاہدے کے مخاطب کو پالیسی کے معاملات میں بالکل آزاد رکھا ہے اور مکاروں کے مقابلے میں مکارانہ چال چلنے میں مختار رکھا ہے(233-232)۔ سینکڑوں گورنروں کا اس کے ماتحت ہونا پھر دکھایا ہے(جملہ نمبر 233)۔ محکمہ سراغرسانی اور ریکارڈ تیار کرنے والوں کو جو ہدایات دی ہیں وہ سب سربراہ مملکت کے لئے ہیں۔ اُسے اختیار ہے کہ وہ اپنے بعض گورنروں کو معاہدے کرنے کا اختیار دے دے(جملہ نمبر 236)۔ بہرحال اس معاہدہ کو پڑھنے والے سو فیصد اسی نتیجے پر پہنچیں گے جو ہم نے لکھ دیا ہے اور یہ نتیجہ معاہدے میں مذکور الفاظ سے برآمد ہوتا ہے۔ قیاسات یا حسن ظن سے نہیں اور ہم ظنی اور قیاسی نتائج کو سراسر حرام اور اپنی دینی بصیرت کا مخالف سمجھتے ہیں۔

دینی ضرورت اور علوی بصیرت اور حکومت کا تقاضہ یہ ہے

کہ اس معاہدہ میں مذکور تمام ہدایات وقوانین حکومت علویہ میں روزِ اوّل سے نافذ ہوں اور تمام مملکت میں ہر شخص تک پہنچائے جائیں۔ لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ اس مقصد کے لئے جناب مالک اشتر رضی اللہ عنہ کو حکومت کے اوّلین زمانہ میں اپنا نائب اور مختار مقرر کرکے اپنی ساری مملکت میں دورے پر بھیجا تھا۔ اور صرف خونِ ناحق پر ماخوذ کرنے کا اختیار اپنے پاس رکھا تھا اور خونریزی پر بہت سی ہدایات لکھنے کے بعد فرمایا تھا کہ:۔

''وَلَا عُذْرَ لَکَ عِنْدَ اللّٰہِ وَلَا عِنْدِیْ فِیْ قَتْلِ الْعَمْدِ (جملہ نمبر 387)۔ لِاَنَّ فِیْهِ قَوَدَ الْبَدَن. (جملہ نمبر 388)۔''

جان بوجھ کر ناحق قتل کا عذر نہ اللہ قبول کرے گا اور نہ میرے نزدیک قابل قبول ہوگا اس لئے کہ قتل عمد پر قصاص لیا جانا لازم ہے (388-387)۔

''لہٰذا ناحق کی خونریزی سے اپنے اقتدار اور سلطانی کو مضبوط کرنے کی کوشش کبھی نہ کرنا کیونکہ ناحق خونریزی اقتدار کو کمزور اور ہلکا کردیتی ہے بلکہ اقتدار کو زائل کرکے دوسروں کی طرف منتقل کردیتی ہے۔'' (جملہ نمبر 386-385)

اس معاہدے کی دیگر خصوصیات کی تشریح کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم تمام عنوانات کو سامنے لائیں اور اُن میں سے وہ پہلو واضح کریں جو ہمارے قارئین کے لئے کہیں اُلجھن پیدا کرتے ہوں۔

پہلی اُلجھن جو پہلے پانچ جملوں میں ہے

اس معاہدے کو بے اثر کردینے کے لئے اس کے ساتھ شانِ نزول لگانے والوں نے پہلے پانچ جملوں کے الفاظ میں ردوبدل کی ہے۔ چنانچہ پہلے جملے کے آخر میں حضرت مالک اشترؓ کے نام کے بعد یہ جملہ فٹ کیا گیا ہے کہ **حِیْنَ وَلَّاہُ مِصْرَ** ''**جب مصر کا گورنر بنایا**'' اور پھر مصر کو پختہ کرنے کے لئے چار جملوں کے آخر میں ضمیر **ھَا** بڑھایا یعنی:۔

خَرَاجِهَا اور **عَدُوَّهَا** اور **اَهْلِهَا** اور **بِلَادِهَا** یہ چاروں ''**هَا**'' مصر کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

یہ چوری اس طرح پکڑی گئی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اپنے اٹھارویں جملے میں فرماتے ہیں کہ:۔

''**ثُمَّ اعْلَمْ یَا مَالِکُ اَنِّیْ قَدْ وَجَّهْتُکَ اِلٰی بِلَادٍ قَدْ جَرَتْ عَلَیْهَا دُوَلٌ قَبْلَکَ مِنْ عَدْلٍ وَّ جَوْرٍ** (جملہ نمبر 18)'' پھر اے مالک یہ سمجھ لو میں تجھے ایسے شہروں پر روانہ کررہا ہوں جہاں تم سے پہلے ایسی حکومتیں گذر چکی ہیں جن میں عدل پرور اور جور وظلم کرنے والی حکومتیں بھی رہ چکی ہیں۔'' (18)

قارئین سوچیں اگر واقعی پہلے پانچ جملوں میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ حضور علیہ السلام ہی نے فرمایا تھا تو اس اٹھارویں جملے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ پھر پہلے جملوں میں مصر کو مخصوص اور محدود کردیا تھا لیکن اس اٹھارویں جملے نے نہ مصر کا نام لیا نہ اُس تک مالک اشتر کی حکومت کو مصر تک محدود کیا بلکہ اُنہیں اُن سابقہ حکومتوں تک وسیع کردیا جو ماضی میں گذری تھیں اور اُن میں ظالم حکومتیں بھی رہی تھیں اور عادل حکومتیں بھی گزری ہیں۔ اور اس جملے کو قریش سے متعلق نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ اُن کے زمانہ میں تو مصر ایک صوبہ تھا اور وہ مدینہ والی حکومت کے ماتحت تھا۔ لہٰذا مصر کو حکومت نہیں کہا جاسکتا اس لئے کہ حکومت وہ کہلائے گی جس کا دارالخلافہ خود مصر ہوتا۔

بہرحال علی علیہ السلام نے لفظ ''**دُوَلٌ**'' فرمایا ہے اور اسکے معنی ہیں ''**حکومتیں**'' اِس لفظ میں صوبوں کی حکومتوں کو داخل نہیں کیا جاسکتا۔ حکومت تمام صوبوں کی مرکزی حکومت کو کہا جائیگا جیسے **دولت عثمانی یا دولت عثمانیہ سلطنت ٹرکی تھی**۔ لہٰذا فیروز اللغات (صفحہ 479) پر یہ بیان واضح کرتا ہے کہ:۔

''شاہانِ ٹرکی سلطان عثمان اوّل کی اولاد سے ہوا کرتے تھے جن کا خاندان کم وبیش چھ سوسال تک حکمران رہا۔ ان کے وقت ٹرکی کا دارالخلافہ قسطنطنیہ رہا۔ 1914ء والی جنگ عظیم کے کچھ عرصہ بعد جمہوریت ہوگئی اور شہنشاہیت ختم کر دی گئی اور آخری دو سلاطین وحید الدین خان اور سلطان عبدالمجید خان یکے بعد دیگرے ملک بدر کئے گئے۔ اس جمہوریت کا پہلا صدر بطل اعظم مصطفیٰ کمال پاشا قرار پایا اور دارالسلطنت قسطنطنیہ کی بجائے انگورہ مقرر کیا۔'' (صفحہ 479 فیروز اللغات فارسی) چند الفاظ کے بعد لکھا ہے کہ:۔ ''دُوَل خارجہ = غیر سلطنتیں''

عربی اردو لغت۔ **''اَلْمُعْجَمُ الْاَعْظَمُ''** مرتبہ جناب علامہ محمد حسن اعظم گڑھ کے باشندے اور کراچی کے عربی کالج کے موسس اور مصر کے علما میں سے ہیں۔ جلد دوم صفحہ 990 پر لکھتے ہیں:۔

وُجُوْہُ الدَّوْلَہ	:	ریاست کے بڑے آدمی۔ اراکینِ سلطنت۔
الدّولۃ العثمانیہ	:	ٹرکی سلطنت جس کا بانی عثمان غازی تھا۔
الدولۃ السَّمَاوِیَّۃ	:	چین کی سلطنت
الدولۃ العَلِیَّۃ	:	دولت عثمانیہ کا شیعی نام
اَلسِّیَاسَۃُ الدَّوْلِیَّۃ	:	بین الاقوامی پالیٹکس۔ (جلد 2 صفحہ 990 پہلا اور دوسرا کالم)

مسٹر پرویز نے قرآن میں لفظ **دُوْلَہ** کے معنی بیان کرتے ہوئے اپنی لغات القرآن کی جلد دوم میں لکھا ہے کہ:۔

''جس کے معنی یہ ہیں کہ حکومت کے روپے کو بھی اوپر کے طبقہ (یعنی ارباب حلّ وعقد) کے اندر صرف نہیں ہوتے رہنا چاہئے۔'' (صفحہ 678)

اِن لغات اور علی علیہ السلام کے لفظ **دُوَلٌ** سے ثابت ہوگیا کہ حضرت مالک اشترؒ کو اُن تمام شہروں اور متعلقات پر والی بنایا گیا تھا جن پر دولت ایران، دولت یونان، دولت روم، دولت فراعنہ اور دولت نماریدو غیرہ حکومتیں حکمرانی کرتی رہی تھیں۔ لہٰذا یہ بات اور شانِ نزول پھر غلط ثابت ہوگیا کہ مالک اشترؒ کو مصر کا گورنر بنا کر بھیجا گیا تھا اور یہ حقیقت خود معاہدے کے الفاظ سے سامنے آگئی کہ مالک اشتر ایک ہمہ گیر مملکت میں سربراہ مملکت بنا کر روانہ کئے گئے تھے۔ اور اُنہوں نے دورے میں رہتے ہوئے معاہدہ میں مذکور قوانین وہدایات کو اس وقت تک نافذ کیا جب تک شہید نہ ہوگئے۔

؎ جسے بجا کہے عالم اُسے بجا سمجھو زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

یہ ایک آزمودہ اور مسلمہ حقیقت ہے جسے کسی شاعر نے اس شعر میں سمو دیا ہے اور اس کے وہی معنی ہیں جو دین کے ایک قانون میں واجب کر دیا گیا ہے اور وہ واجب مستقل قانون یہ ہے:۔

''۔اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ۔'' یعنی ''عالمی اچھائیوں کا حکم دینا اور عالمی برائیوں سے روکنا''

حضرت علی علیہ السلام نے جناب مالک اشتر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم نہیں دیا کہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنا بلکہ یہ بتایا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا صحیح صحیح پتہ کیسے لگانا؟ اور یہ ترکیب بتائی ہے کہ تم یہ دیکھنا کہ پہلے اچھے یا برے حکمرانوں کا اور اچھائیوں اور برائیوں کا پتہ اُن باتوں سے لگالینا جو پبلک کی زبانوں پر جاری ہوتی ہوں۔ یہ نصیحت حضور علیہ السلام نے اپنے جملے 19,20,21 میں اپنے انداز میں بیان فرمائی ہے۔ اور ہماری زبان میں بات یوں ہے کہ:۔

''اے مالکؒ تمہارے اعمال واقوال اور نقل وحرکت پبلک کی زبانوں پر جاری ہوجائیں گے۔ اچھے ہوں گے تو تمہاری اچھائیاں چاروں

طرف گھر گھر پھیل جائیں گی جس طرح سابقہ حکمرانوں کی اچھائیاں اور برائیاں تمہیں لوگوں کی زبانوں سے سننے کو ملیں گی۔ لہٰذا تمہیں پبلک سے ملتے رہنے اور رابطہ رکھنے سے یہ معلوم ہوتا رہے گا کہ پبلک کن اعمال واقوال واقدامات کو مفید اور اچھا سمجھتی ہے اور کن بنیادوں پر سابقہ حکمرانوں کی اچھائیاں یا برائیاں بیان کرتی ہے۔ لہٰذا تمہارے لئے پبلک کی زبان راہنما بن جائے گی اور تم عملی اور فوری نتیجہ خیز اچھائیوں کو نمبروار نافذ کرسکو گے اور پبلک سے گہرا رابطہ رکھو گے اور یہ رابطہ تمہارے لئے اور پبلک کے واسطے طرح طرح مفید ہوگا اور تمہیں بہت مدد دے گا اور یہیں رابطہ عامہ کے لئے اپنے وزیراعظم محمد خان جونیجو (جون 1985) کی کل کی کچہری کا ذکر کردیں جو سانگھڑ میں کھلی کچہری کے نام سے قائم کی گئی تھی یعنی چودہ سو سال بعد بھی اُس رابطہ عامہ پر عمل کیا جارہا ہے جس کی ضرورت پر اِن تین جملوں (19,20,21) میں زور دیا گیا ہے۔ قریش نے اس رابطہ عامہ کے قانون کو اُلٹ کر مسلمانوں تک محدود کردیا تھا اور یہ قانون جاری کیا تھا کہ: ''**مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَا للّٰهِ حَسَنًا**۔''

یعنی: ''جو بات مسلمانوں کے نزدیک اچھی ہے وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔''

''جو بھی بات مسلمانوں کے نزدیک بُری ہے وہ اللہ کے نزدیک بھی بُری ہے'' (فلسفۃ التشریع فی الاسلام کا ترجمہ فلسفہ شریعت اسلام صفحہ 301)

یعنی ساری نوع انسان اور مختلف المذاہب کے لوگوں کی پسندیدہ عالمی شہرت کو قریش نے سمیٹ کر مسلمانوں کی پسند اور ناپسند میں محدود کردیا اور اس طرح مسلمانوں کی ہر پسند کو جائز کا اور ناپسند کو ناجائز کا معیار بنادیا اور اللہ کو اُن کی پسند و ناپسند کا پابند کردیا۔ لہٰذا کربلا میں جو کچھ مسلمانوں نے پسند کیا وہ اللہ کو بھی پسند کرنا پڑے گا اور یزید وابن زیاد وشمر ایسے ملاعین کو شاباش وثواب دینا پڑے گا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْن۔

شاندار و باوقار وطرح دار وضع دار وعزت مآب وغیور گھرانوں اور بہادر وشجاع اور دیانت دار خاندانوں کا علم

یہ رابطۂ عامہ حضرت مالکؒ پر فرض کردیا گیا تھا۔ یہی تو وہ ذریعہ تھا جس سے اُن لوگوں کو انتخاب کیا جاسکتا تھا جو اچھے گورنر، دیانت دار سرداران فوج، امانت واحتیاط کے پابند تحریری ریکارڈ مرتب کرنے والے موقع جنگ پر جان لڑا دینے والے سپاہی ثابت ہوتے۔ جن کی تفصیلات معاہدہ میں بھری پڑی ہیں اور یہی وہ طریقہ تھا جس سے دنیا پرست، کمینہ خصلت، بددیانت و بدکار لوگوں کو کلیدی مقامات سے الگ رکھا جاسکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی یہ اصول ثابت ہوجاتا ہے کہ جن خاندانوں میں بدکاری و بددیانتی اور بے غیرتی نسلی طور پر پشت در پشت چلی آئی ہواُن خاندانوں میں پیدا ہوکر پلنے والی نسل سے نیک عملی اور عمدہ کردار کی اُمید رکھنا غلط ہے۔ اتنا ہی غلط ہے جتنا غلط بیج سے اچھا درخت پیدا ہونے اور عمدہ پھل دینے کی اُمید کرنا غلط ہے۔

بخل اور کنجوسی بھی انصاف بن جاتی ہے

نفس سے کنجوسی اور بخل کرنے کا مطلب ہے نفس امارہ سے بخل اور کنجوسی کرنا ہے۔ اس لئے کہ اگر نفس کو برے کاموں کی اجازت دی دے جائے تو گناہوں کی سزائیں اور عذاب سارے جسم اور نفس کو سہنا اور برداشت کرنا لازم ہوگا۔ لیکن کنجوسی اور بخل کرنے سے نفس کو عذاب سے محفوظ کرنا ہوگا جو درحقیقت نفس کے ساتھ انصاف و عدل کا سلوک ہوگا۔ اس پر قرآن کریم سے حضرت یوسف علیہ السلام کی بات سنئے اور برائی سے بچنے کی تفصیل دیکھئے۔ قرآن کریم حضرت یوسف علیہ السلام کی قید والے حادثہ کے ختم ہونے کی بات یوں سناتا ہے کہ:۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَابَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕاِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ o قَالَ مَاخَطْبُكُنَّ اِذْرَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْئٰنَ حَصْحَصَ

الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهُ عَنْ نَفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ o ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ o وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ o (سورہ یوسفؑ 53-12/50)

''بادشاہِ مصر نے کہا کہ یہ بات ہے تو یوسفؑ کو میرے پاس لے کر آ ؤ چنانچہ حضرت یوسفؑ کو جیل سے لانے کے لئے جب بادشاہ کا بھیجا ہوا شخص حضرت یوسفؑ کے پاس آیا اور بتایا کہ آپ کو بادشاہ نے ملاقات کے لئے یاد فرمایا ہے تو یوسف نہ خوش ہوئے نہ جلدی سے جیل خانے سے نکلے بلکہ قاصد کو اتمام حجت کے لئے واپس کر دیا کہ تم جا کر اپنے رب یا بادشاہ سے کہو کہ وہ اُن عورتوں سے وہ قصہ معلوم کرے جب اُنہوں نے مجھے دیکھا اور اپنے ہوش وحواس گم کر دیئے اور پھلوں کو کاٹنے میں اپنے ہاتھوں کو بھی کاٹ لیا تھا؟ یقیناً میرا پالنے والا اُن کی چال پر اُس وقت بھی مطلع تھا اب تم بھی حقیقی پوزیشن معلوم کر کے یقین اور اقرار کرلو کہ مجھے بے قصور جیل میں قید کیا گیا تھا اس اعلان کے بعد امید کرو کہ میں ملاقات کو آسکوں گا۔ اُن عورتوں نے تفتیش پر کہا کہ بخدا ہم نے تو یوسفؑ میں برائی کا کوئی پہلو نہیں دیکھا تھا۔ اور ملکہ نے کہا کہ جب حقیقت کھل ہی گئی ہے تو میں بتاتی ہوں کہ میں نے ہی یوسفؑ کو پھانسنے کے لئے ساری چالیں چلی تھیں وہ اپنے قول وعمل میں سچا ہے۔ یوسفؑ نے بتایا کہ تفتیش کرانے سے میرا مطلب یہ تھا بادشاہ کو بھی معلوم ہو جائے کہ یوسفؑ نے بادشاہ کی غیبت میں اس کی خیانت نہیں کی تھی۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ حق پرستوں کے مقابلے میں اللہ خیانت کاروں کی چالاکیوں کو ناکام کر دیا کرتا ہے۔ مجھے اس تفتیش سے بڑائی مارنا اور اپنی ذاتی پاکبازی کا ڈھنڈورا پیٹنا مقصود نہ تھا۔ اور نفس امارہ تو جس میں بھی ہو وہ برائی ہی کا حکم دیتا ہے۔ اور برائی سے وہ محفوظ رہتا ہے جس پر اللہ نے اپنا رحم مسلط کر رکھا ہو۔ اور یہ کہ میں نے اس اتمام حجت میں بھی ملکہ کا ذکر نہیں کیا ہے چونکہ وہ میرے محسن کا ناموس ہے۔'' لہٰذا جن خواہشات اور تمناؤں کو پورا کرنے کا تقاضہ اندر سے اُبھرتا ہے اُن سب کو فطری اور زندگی کے لئے ضروری نہ سمجھ لینا چاہئے۔ بلکہ حلال وحرام مفید ومضر کا خیال بھی رکھنا چاہئے۔

ساری نوعِ انسان لطف ومحبت اور رحم وکرم کی حقدار ہے کیونکہ؟

علی علیہ السلام نے پوری نوعِ انسان کو دو حصوں میں تقسیم فرما دیا **ایک دینی بھائی** اور **دوسرے تمہارے جیسے لوگ** (جملہ نمبر 28)۔ بتایئے کہ نوعِ انسان میں ان دو کے علاوہ کوئی تیسری قسم ہے ہی نہیں تو لطف ومحبت اور رحم وکرم تمام انسانوں پر لازم ہو گیا۔ تمہیں یہ عذر و بہانہ کرنے سے بھی روک دیا کہ فلاں شخص نے عمداً یا سہواً غلط کام کیا ہے لہٰذا لطف ومحبت اور رحم وکرم کا حقدار نہیں ہے (29,30,31)۔ بلکہ تمہاری اپنی ضرورت کو تمہارے سامنے روک بنا دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس طرح تمہیں اللہ کی معافی اور نظر اندازی کے ذخیرہ میں سے حصہ درکار ہے اسی طرح تمہاری رعایا کو تمہاری معافی اور نظر اندازی کے ذخیرہ میں سے ملنے کی امید ہے (32)۔ مطلب یہ ہے کہ تم بھی معافی اور نظر اندازی کے محتاج ہو اور وہ تمہاری ہی مثل و مانند محتاج ہیں۔ تمہیں اللہ نے معاف کر دینے اور نظر اندازی کے اختیارات دیئے ہیں انہیں استعمال کرو تا کہ اللہ تمہارے اوپر اپنے اختیارات استعمال کرے۔ یہاں رعیت اور نوعِ انسان کا مقام نظر آتا ہے کہ اگر تم رعایا کی خطائیں اور گناہ معاف کر دو تو تمہیں خود اللہ کے یہاں معافی ملنے کا استحقاق ملتا ہے۔ کیسے ملعون ومردود ہیں ایسے حکمران جنہوں نے ہزاروں رعیت کے انسانوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا صرف اس لئے کہ انہوں نے خمینی کے لئے توہین آمیز الفاظ کہے تھے۔ اور خمینی نے اپنے خلاف بغاوت کو اللہ کے خلاف بغاوت قرار دیا۔ حضور علیہ السلام نے رعایا کو معافی دینے پر اتنی جرات دلائی ہے کہ فرما دیا کہ تمہیں کسی کو معاف کر کے پچھتانا نہیں چاہئے اور سزا دے کر فخر نہیں کرنا چاہئے (جملہ 38-37)۔ مطلب یہ ہے کہ اگر سزا دے کر پچھتاؤ تو بہتر بات ہے۔

عوام الناس کے حقوق اوراونچے طبقہ کے حقوق

معاہدے میں بڑے غوروخوض سے پڑھنے کا مقام وہ ہے(60-55) جہاں عوام اور غربا اور مخصوصین اور امرا کے حالات وعادات اور سلوک کا ذکر فرمایا ہے وہاں عوام کو **دین کا ستون، دین کا سہارا اور مسلمانوں کی حقیقی قوت اور سامان دفاع فرمایا ہے(جملہ نمبر 59)** اور یہ کہ اُن کو رضامند اور خوش رکھنا لازم قرار دیا ہے اور اُن کی رضامندی کے سامنے امرا کی نارضامندی کو بے اثر فرمایا ہے۔(جملہ نمبر۔56,57)

عیب جوئی کو قطعاً منع فرمایا ہے اور عیب پوشی کو لازم قرار دیا ہے

سب سے بدترین اور خطرناک آدمی عیب جو اور چغلخور کو قرار دیا ہے(جملہ 61) اور بتایا ہے کہ لوگوں میں طرح طرح کے عیب تو ہوتے ہی ہیں مگر والی پر عیب پوشی واجب ہے(جملہ 62) اور جو عیوب پوشیدہ ہوں اُن کو کھولنا منع فرمایا ہے اور ظاہر اور معلوم عیوب کی تطہیر کو لازم کیا ہے (64-63) یہاں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ عیوب کسی نہ کسی مجبوری سے پیدا ہوتے ہیں۔لہٰذا لازم ہے کہ رعایا کی مجبوریوں کا پتہ لگا کر انہیں دور کر دیا جائے تو عیوب کی تطہیر شروع ہو جائے گی۔تنگی اور تنگ دستی چوری اور خیانت کے عیوب پیدا کرتی ہے۔نکاح اور جنسی تعلق پر مولویانہ اور متکبرانہ پابندیاں لگانے سے لوگ مجبور ہو جاتے ہیں کہ کوئی سہل طریقہ اختیار کر لیں۔ لہٰذا مجبوروں کا حرام کام کرنا مولویوں اور مغرور لوگوں کے ذمہ عائد کیا جائے گا (نور24/33) مگر چوری خیانت اور حرام سے براہ راست حکومت پر بُرا اثر پڑے گا۔لہٰذا تنگی و تنگ دستی اور جبر کرنے والی قوتوں کے خلاف اقدام کرو عیوب کی تطہیر خود بخود ہو جائے گی۔یہاں یہ بھی نوٹ کرنے کی بات ہے کہ علی علیہ السلام نے جس قدر زور خطاؤں کی معافی پر دیا ہے اتنا ہی عیب پوشی اور ستّاری پر دیا ہے اور یہاں بھی یہ فرمایا ہے کہ ستّاری کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ بھی تمہارے عیوب کو چھپا دے گا۔

رعایا کے تمام طبقات اور تمام طبقات کے حقوق اور متعلقات کتاب اللہ اور سنت میں مقرر شدہ موجود ہیں

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے معاہدے میں جس شان اور تفصیل سے اُمور مملکت اور قوانین کو بیان فرمایا ہے وہ تو معاہدے میں موجود ہیں۔ مگر آپؑ کا یہ فرمانا کہ معاہدے میں مذکور اور مزید تمام متعلقہ تفصیلات قرآن میں اور سنت رسولؐ میں موجود ہیں اور وہ سارا ریکارڈ اہل بیتؑ کے پاس موجود ہے۔ ہر قاری کو یہ سوچنے اور دیکھنے پر متوجہ کرتا ہے کہ اس قرآن میں مملکت کا مکمل قانون کہاں ہے اور احادیث کی کتابیں اس سے کیوں خالی پڑی ہیں۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ قریش نے بقولِ قرآن روز اوّل ہی سے قرآنی تعلیمات میں ہیرا پھیری، معنوی تحریف اور غلط شان نزول کے ذریعہ اُلٹ پلٹ کر دی تھی (4/46,5/41,5/13,6/66,25/30 وغیرہ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنی زندگی ہی میں اللہ سے اُن کی شکایت کر دی تھی (35/30-31) اور اللہ نے قریش کو دشمن رسولؐ ہونے کا لقب دے دیا تھا(25/31)۔لہٰذا حضرت علی علیہ السلام نے معاہدہ میں (جملہ 111) قریش کو جبراً اور باطل طریقہ پر حکومت اسلام پر قبضہ کر لینے والا اور اپنے غلط اور اجتہادی احکامات سے حکومت کا کاروبار چلانے والا ثابت کیا ہے اور اسی لئے اُن کو لفظ <u>اشرار</u> (جملہ 75) سے ظاہر کیا ہے اور <u>اشرار</u> کے ساتھ ہی انہیں <u>دین کو قید رکھنے کا مجرم</u> بھی فرمایا ہے(جملہ 186)۔ لہٰذا نہ اُن اشرار کے پاس دینی قوانین و دستور ہو سکتا تھا نہ وہ دینی قوانین اور دستور کو محفوظ رکھنے والے ہو سکتے تھے۔اس لئے کہ قریشی حکومتوں نے تو دنیا کمانے کے لئے رسولؐ کی حکومت ہڑپ کی تھی۔تاکہ دین کو قیدی بنا کر دنیا کمائیں(جملہ 187)۔حضور علیہ السلام نے اُن وزیروں کو وزیر بنانے اور راز داری سونپنے سے بھی روکا ہے اور انہیں حرامخور اور خطرناک بتایا ہے(جملہ نمبر 75,76,77)۔اسی لئے گورنروں اور عہدیداروں وغیرہ کے انتخاب پر تفصیلی ہدایات دی ہیں۔

(نمبر 54) خط اِلٰی طَلْحَةَ وَالزُّبَیْرِ مَعَ عِمْرَانَ ابْنِ الْحَصِیْنِ الْخُزَاعِیِ

یہ خط عمران ابن حصین کے ہاتھ طلحہ اور زبیر کو بھیجا گیا تھا

(1) سارے قریش نے اجتماعی طور پر بڑھ چڑھ کر علی علیہ السلام کی بیعت کی تھی

(2) طلحہ وزبیر نے بیعت کے بعد عہد شکنی کی تھی (3) اُن کو دنیا میں ذلت وخواری اور آخرت میں جہنم کی اطلاع دی گئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ عَلِمْتُمَا وَاِنْ كَتَمْتُمَا اَنِّیْ لَمْ اُرِدِالنَّاسَ حَتّٰی اَرَادُوْنِیْ ؛	1	حمد وثنائے خدا ورسولؐ کے بعد حقیقت یہ ہے کہ تمہارے چھپاتے رہنے کے باوجود بھی تمہیں علم ہے کہ میں لوگوں کیطرف نہیں بڑھا تھا بلکہ لوگ بڑھ کر میرے پاس آئے تھے
وَلَمْ اُبَایِعْهُمْ حَتّٰی بَایَعُوْنِیْ ؛	2	اور نہ میں نے اپنا ہاتھ بیعت کے لئے بڑھایا تھا بلکہ لوگوں نے میری بیعت خود کی تھی ؛
وَاِنَّكُمَا مِمَّنْ اَرَادَنِیْ وَبَایَعَنِیْ؛	3	اور تم دونوں بھی اُن ہی بڑھ کر آنے اور بیعت کرنے والوں میں سے ہو؛
وَاِنَّ الْعَامَّةَ لَمْ تُبَایِعْنِیْ لِسُلْطَانٍ غَالِبٍ وَّلَا لِعَرَضٍ حَاضِرٍ	4	اور عوام الناس نے میرے ہاتھ پر نہ تو تسلط اور اقتدار کے دباؤ سے بیعت کی تھی نہ کسی دنیاوی لالچ کے ماتحت بیعت کی تھی ؛
فَاِنْ كُنْتُمَابَایَعْتُمَانِیْ طَائِعَیْنِ فَارْجِعَا وَتُوْبَا اِلَی اللّٰهِ مِنْ قَرِیْبٍ ؛	5	چنانچہ اگر تم دونوں نے اپنی رضامندی سے بیعت کی تھی تو اس عہد شکنی سے پلٹو اور جلدی سے اللہ کے حضور میں توبہ کرو؛
وَاِنْ كُنْتُمَابَا یَعْتُمَانِیْ كَارِهَیْنِ فَقَدْ جَعَلْتُمَالِیْ عَلَیْكُمَا السَّبِیْلَ بِاِظْهَارِكُمَا الطَّاعَةَ وَاِسْرَارِكُمَا الْمَعْصِیَةَ ؛	6	اور اگر تم دونوں نے ناگواری کے ماتحت بیعت کی تھی تو اطاعت کا اعلان کر کے اور نافرمانی کو چھپا کر تم نے اپنے خلاف میرے لئے حجت قائم کردی ہے۔(یعنی تمہیں سزا دینے کے لئے مجھے ہر جائز حق حاصل ہے)
وَلَعَمْرِیْ مَا كُنْتُمَا بِاَحَقِّ الْمُهَاجِرِیْنَ بِالتَّقِیَّةِ وَالْكِتْمَانِ	7	اور میں اپنی زندگی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم اپنی قلبی کیفیت پر تقیہ کرنے اور اپنے منصوبے کو چھپانے میں باقی مہاجرین سے زیادہ حقدار نہ تھے۔
وَاِنَّ دَفْعَكُمَا هٰذَا الْاَمْرَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَدْ خُلَافِیْهِ كَانَ اَوْسَعَ عَلَیْكُمَا مِنْ خُرُوْجِكُمَا مِنْهُ بَعْدَ اِقْرَارِكُمَا بِهٖ ؛	8	اور میری بیعت کرنے سے پہلے پہلے تمہارے لئے میری بیعت کا انکار کر دینے کی اِس سے زیادہ گنجائش تھی جتنی کہ اب تمہارے بیعت اور اقرار کے بعد اس سے نکلنے کی رہ گئی ہے۔
وَقَدْ زَعَمْتُمَا اَنِّیْ قَتَلْتُ عُثْمَانَ ؛ فَبَیْنِیْ وَبَیْنَكُمَا مَنْ تَخَلَّفَ عَنِّیْ وَعَنْكُمَا مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ؛	9	اور تمہارا یہ خیال کہ میں نے عثمان کو قتل کیا ہے اس کے لئے مدینہ کے وہ لوگ گواہ کافی ہیں جو تم سے بھی اور مجھ سے بھی کنارہ کش اور مخالف ہیں۔
ثُمَّ یُلْزَمُ كُلُّ امْرِئٍ بِقَدْرِ مَا احْتَمَلَ ؛	10	اِسکے بعد ہر شخص پر اسی قدر ذمہ داری ہے جتنا کسی نے قتل عثمان میں حصہ لیا ہو۔

فَارْجِعَا اَيُّهَا الشَّيْخَانِ عَنْ رَاْيِكُمَا ؛	11	لٰہذا اے دونوں شیخو تم اپنی غلط رائے سے رجوع کرلو۔
فَاِنَّ الْاٰنَ اَعْظَمُ اَمْرِكُمَا الْعَارُمِنْ قَبْلِ اَنْ يَّجْتَمِعَ الْعَارُوَالنَّارُ .وَالسَّلَامُ۔	12	اِس لئے کہ اِس وقت تو تمہارے سامنے صرف رسوائی ہے اور قبل اِس کے توبہ کرلو کہ تمہاری رسوائی کے ساتھ جہنم بھی شامل ہوجائے۔ والسلام

تشریح:۔ یہ خط وہ بہانے سامنے لاتا ہے جوطلحہ اور زبیر بیعت کو توڑنے اور مخالفت کرنے کے لئے کر رہے تھے۔ اِن بہانوں سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ یہ دونوں بیعت کر چکے تھے اور یہ دونوں باتیں یعنی بیعت کرنا اور مخالفت کرنا ثابت ہوتے ہی طلحہ اور زبیر کا جہنمی ہونا ثابت ہوجاتا ہے اور حضرت علی علیہ السلام نے خود بھی اسی خط میں اُن کے جہنمی ہونے پر مہر لگادی ہے لٰہذا مزید کسی بھی بحث اور عذر کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ چونکہ طلحہ اور زبیر کے لئے اور اُن کے علاوہ بہت سے جہنمیوں کے لئے قریش نے اپنی کہانیوں میں جنتی ہونے کی پیشینگوئیاں لکھ رکھی ہیں۔ اُس سے بھی اُن سب کا جہنمی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یعنی یہ لوگ قریش کے بڑے عظیم الشان لیڈر تھے اور ضروری تھا کہ قریشی حکومتیں اُن کو جہنم سے بچانے کی روایات یا افسانے تیار کریں اور اُن روایات اور افسانوں کو صحیح ثابت کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگادیں۔ یہ زور لگانا بھی اسی کو ثابت کرتا ہے کہ وہ لوگ جہنمی تھے۔ مجرم کی وہ باتیں جو اُس نے اپنے جرم یا مجرم کو بچانے کے لئے تیار کی ہوں عدالت میں قابل قبول نہیں ہوا کرتیں۔ اُن تمام لوگوں کا قریشی لیڈر رہنا اور چھ سات صدیوں تک قریش کی اپنی حکومت قائم رہنا اور تمام کتابیں قریشی حکومتوں کا تیار کرنا ایسی حقیقتیں ہیں جن کا اور تو اور خود قریش اور قریشی علما بھی انکار نہیں کرسکتے۔ لٰہذا قریشی لیڈروں کے حق میں قریشی تاریخ کو قبول کرلینا خود مجرموں میں شامل ہوجانے کے مترادف ہے۔ لٰہذا قریش اپنی تیار کردہ تاریخ اور کتبِ احادیث وتفاسیر وغیرہ کی رو سے مجرم ثابت ہوتے ہیں۔

(نمبر55) خط اِلٰى مُعَاوِيَةَ : معاویہ کے نام

(1) معاویہ کی لگام شیطان کے ہاتھ میں (2) دنیا کے وجود کا مقصد؟ (3) معاویہ کے اہل دانش نے نادانوں کو اُکسا کر جنگی تیاری کی (4) علیؑ کا قسمیہ بیان میدان جنگ کو نہ چھوڑنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

اَمَّابَعْدُ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ قَدْ جَعَلَ الدُّنْيَا لِمَا بَعْدَهَا؛	1	حمد وصلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ اللہ نے یقیناً اس دنیا کو بعد میں آنیوالے زمانہ کیلئے پیدا کیا ہے؛
وَابْتَلٰى فِيْهَا اَهْلَهَا ؛	2	اور اس دنیا میں اہل دنیا کی آزمائش مقصود ہے؛
لِيَعْلَمَ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؛	3	تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ اہل دنیا میں کس کس کے اعمال بہترین ہیں؛
وَلَسْنَا لِلدُّنْيَاخُلِقْنَا ؛	4	اور ہمیں دنیا کے لئے پیدا نہیں کیا ہے؛
وَلَا بِالسَّعْيِ فِيْهَا اُمِرْنَا ؛	5	اور نہ ہمیں دنیا کے لئے دنیا میں کوشاں رہنے کا حکم دیا ہے؛
وَاِنَّمَا وُضِعْنَا فِيْهَا لِنُبْتَلٰى بِهَا ؛	6	اور حقیقت یہی ہے کہ ہمیں یہاں آزمائش کے لئے رکھا ہوا ہے؛

وَقَدِ ابْتَلانِی اللّٰہُ بِکَ وَابْتَلاکَ بِیْ ؛	7	اور درست یہ ہے کہ اللہ نے تیرے ذریعہ سے میری اور میرے ذریعہ سے تیری آزمائش کی ہے؛
فَجَعَلَ اَحَدَنَا حُجَّۃً عَلَی الْاٰخَرِ ؛	8	چنانچہ ہم دونوں کوایک دوسرے پر حجت قرار دیا ہے؛
فَعَدَوْتَ عَلٰی طَلَبِ الدُّنْیَا بِتَاوِیْلِ الْقُرْآنِ ؛	9	چنانچہ تو نے قرآن کی غلط تفہیم کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرنا شروع کر دی؛
وَطَلَبْتَنِیْ بِمَالَمْ تَجْنِ یَدِیْ وَلَالِسَانِیْ ؛	10	اور مجھ سے وہ کچھ طلب کرنا شروع کر دیا جس میں میرے ہاتھ اور میری زبان دونوں ملوث نہیں ہوئے؛
وَعَصَبْتَہُ اَنْتَ وَاَھْلُ الشَّامِ بِیْ ؛	11	مگر تم نے اور اہل شام نے ملکر اُسے میرے ذمہ لگا دیا؛
وَاَلَبَّ عَالِمُکُمْ جَاھِلَکُمْ وَقَائِمُکُمْ قَاعِدَکُمْ ؛	12	تمہارے علما نے لاعلم لوگوں کو اور لیڈروں نے بیٹھے ہوئے لوگوں کو جنگ کے لئے آمادہ کر دیا ہے؛
فَاتَّقِ اللّٰہَ فِیْ نَفْسِکَ ؛	13	تم اے معاویہ اپنی جان کے متعلق خوف خدا سے کام لو؛
وَنَازِعِ الشَّیْطَانَ قِیَادَکَ ؛	14	اور شیطان سے اپنی لگام چھڑا لو؛
وَاصْرِفْ اِلَی الْاٰخِرَۃِ وَجْھَکَ؛	15	اور دنیا سے مڑ کر آخرت کی طرف اپنا منہ گھما لو؛
فَھِیَ طَرِیْقُنَا وَطَرِیْقُکَ ؛	16	کیونکہ آخرت ہی ہمارے اور تمہارے طریقوں کے مطابق ہے؛
وَاحْذَرْ اَنْ یُّصِیْبَکَ اللّٰہُ مِنْہُ بِعَاجِلِ قَارِعَۃٍ تَمَسُّ الْاَصْلَ ؛	17	اور اس بات سے ڈرو کہ کہیں اللہ تمہیں کسی ناگہانی آفت میں نہ جکڑ لے جس سے تمہاری جڑ ہی اُکھڑ جائے؛
وَتَقْطَعُ الدَّابِرَ ؛	18	اور تمہاری نسل ہی منقطع ہو کر رہ جائے؛
فَاِنِّی اُوْلِی لَکَ بِاللّٰہِ اَلِیَّۃً غَیْرَ فَاجِرَۃً ؛	19	لہٰذا میں تمہارے معاملے میں اللہ کے نام کا حلف اُٹھاتا ہوں ایسا حلف جس کے ٹوٹنے کی گنجائش نہیں ہے کہ:
لَئِنْ جَمَعَتْنِیْ وَاِیَّاکَ جَوَامِعُ الْاَقْدَارِ لَااَزَالُ بِبَاحَتِکَ .حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنَنَا وَھُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ (اعراف 7/87)	20	اگر مجھے اور تمہیں تقدیر کے جمع کرنیوالے نے ایک جگہ اکٹھا کر دیا تو اس وقت تک تمہارے مقابلے میں میدان نہ چھوڑونگا جب تک اللہ ہمارے درمیان فیصلہ نہ کر دے اور وہ تمام فیصلہ کرنیوالوں سے اچھا فیصلہ کرنیوالا ہے۔

تشریح: خط کے آخری دونوں جملے بتاتے ہیں کہ یہ خط صفین کی جنگ کے بعد کسی زمانے میں لکھا گیا ہے اور یقیناً اس خط کے بعد ہی معاویہ نے سازشوں کے ذریعہ سے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے سے دور دور رکھنے کے انتظامات کئے۔ تا کہ حضورؑ کے اس حلف سے بچنے کا موقع ملے اور آخری سازش کے ذریعہ سے بچ ہی گیا اور حضورؑ شہید ہو گئے۔

خط (نمبر 56)

"وَصّٰی بِهٖ شُرَیْحَ ابْنَ هَانِیْءٍ لَمَّا جَعَلَهٗ عَلٰی مُقَدِّمَتِهٖ اِلَی الشَّامِ"

"اِس تحریر کے ذریعہ سے شُرَیح ابن ھانی کو وصیت کے طور پر ہدایات دیں جب ملک شام کو جانے والی فوج کے مقدمہ کا انہیں سردار بنایا تھا"

اپنی نگرانی کرنے اور خود پر قابو رکھنے کیلئے چند ہدایات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

اِتَّقِ اللّٰهَ فِیْ کُلِّ صَبَاحٍ وَّمَسَآءٍ ؛	1	صبح ہو یا شام ہو ہر وقت اللہ کے سامنے ذمہ دار رہنا؛
وَخَفْ عَلٰی نَفْسِکَ الدُّنْیَا الْغَرُوْرَ ؛	2	اور اپنی ذات کے لئے اس فریبی دنیا سے ڈرتے رہنا؛
وَلَا تَاْمَنْهَا عَلٰی حَالٍ ؛	3	اور کسی حال میں بھی دنیا سے بےفکر نہ ہو جانا؛
وَاعْلَمْ اَنَّکَ اِنْ لَّمْ تَرْدَعْ نَفْسَکَ عَنْ کَثِیْرٍ مِمَّا تُحِبُّ فَخَافَةَ مَکْرُوْهٍ سَمَتْ بِکَ الْاَهْوَاءُ اِلٰی کَثِیْرٍ مِنَ الضَّرَرِ ؛	4	اور یہ سمجھ رکھو کہ اگر تم نے کسی ناگواری کے ڈر سے اپنے نفس کو اُن بہت سی باتوں سے نہ روکا جو تمہیں محبوب ہیں تو پھر تمہاری نفسانی خواہشیں تمہیں بہت سی نقصان والی باتوں پر رضامند کرلیں گی؛
فَکُنْ لِنَفْسِکَ مَانِعًا رَادِعًا ؛	5	لہٰذا تم اپنے نفس کو روکنے اور ٹوکنے کا عادی بنائے رکھو؛
وَلِنَزْوَتِکَ عِنْدَ الْحَفِیْظَةِ وَاقِمًا قَامِعًا ؛	6	اور غصہ کے عالم میں اپنی تگ ودو کو دباتے اور کچلتے رہنا۔

تشریح:- یہاں یہ یاد دلانا ہے کہ گیارھویں خط کی تشریح میں تفصیلات آچکی ہیں۔ جو ایڈوانس گارڈ جنگ صفین کے لئے روانہ کیا گیا تھا اُس میں کُل بارہ ہزار سوار تھے اور دو سردار مقرر کئے گئے تھے اُن میں سے ایک زیاد ابن نضر حارثی تھا جو آٹھ ہزار جوانوں کا سردار تھا اور دوسرا یہی شریح ابن ھانی تھا۔ جسے چار ہزار جوان دے گئے۔ اپنی پیاری چیزوں کو اختیار کرلینے اور دنیا کی فریب کاریوں سے بےخوف ہوجانے ہی کا نتیجہ تھا جو نہ صرف حضرت مالک اشتر رضی اللہ تعالیٰ کو بھگتنا پڑا بلکہ جناب محمد بن ابی بکر بھی دشمن کے ہتھے چڑھ گئے اور حکومت مصر اور ملک مصر ہاتھ سے جاتا رہا اور حضرت علی علیہ السلام کو بھی حد بھر صدمہ ہوا۔ لہٰذا دیکھنے میں یہ ہدایات سادہ اور معمولی معلوم ہوتی ہیں لیکن اگر مسلسل اور ہر حال میں انہیں سامنے رکھا جائے اور اُن پر عمل کیا جائے تو ہر میدان میں کامیابی لازم ہوگی۔ ہمیں حلال چیزوں کے استعمال میں خوف وخطرہ محسوس کرتے رہنا چاہئے۔ زیادہ تر حلال چیزوں کی طرف سے بےفکرو لاپرواہ ہوجانا ہی آدمی کو نقصان پہنچاتا رہا ہے۔ حرام میں مضرت واضح ہوتی ہے اور حلال میں یہ تہ در تہ پوشیدہ ہوتی ہے۔

(نمبر 57) خط

اِلٰی اَهْلِ الْكُوْفَةِ عِنْدَ مَصِيْرِهٖ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى الْبَصْرَةِ

اہلِ کوفہ کے نام مدینہ سے بصرہ جاتے ہوئے لکھا۔ جس کے بعد جنگ جمل واقع ہوئی تھی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ خَرَجْتُ مِنْ حَيِّيْ هٰذَا؛	1	حمد و ثنائے خدا اور سوؐل کے بعد سنو کہ میں اس رٹھان (عارضی بستی) سے نکل کھڑا ہوا ہوں؛
اِمَّا ظَالِمًا وَّاِمَّا مَظْلُوْمًا ؛	2	یا تو میں ظالم کی حیثیت میں نکلا ہوں یا مظلوم کی حیثیت سے؛
وَاِمَّا بَاغِيًا وَّاِمَّا مُبْغِيًّا عَلَيْهِ ؛	3	اور یا میں باغی کی حیثیت میں نکلا ہوں یا مجھے باغیوں نے نکالا ہے؛
وَاَنَا اُذَكِّرُ اللّٰهَ مَنْ بَلَغَهٗ كِتَابِيْ هٰذَا لَمَّا نَفَرَ اِلَيَّ ؛	4	بہر حال جن لوگوں تک میرا یہ خط پہنچے اُنہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ فوراً آئیں؛
فَاِنْ كُنْتُ مُحْسِنًا اَعَانَنِيْ وَاِنْ كُنْتُ مُسِيْئًا اسْتَعْتَبَنِيْ	5	اگر میں برسرِ حق ہوں تو میری مدد کریں اور اگر میں برسرِ ناحق ہوں تو، مجھے حق کی طرف موڑیں۔

تشریح:۔ اسی سلسلے کا ایک خط گذر چکا ہے یہاں خاص بات یہ ہے کہ آپؑ نے مدینہ کی وہ پوزیشن بیان فرمائی ہے جو محمدؐ و علیؑ اور اُن کے خاندان علیہم السلام کی نظر میں رہتی رہی ہے اور جو ہم اس شہر کو دیتے ہیں۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو زہر سے قتل کرنے اور حضرت فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کو میراث رسوؐل سے محروم کرنے اور حکومت رسوؐل پر مستقل قبضہ کرنے کے تمام واقعات اسی شہر میں ظہور پذیر ہوئے۔ اس خط میں حضور علیہ السلام نے بات یہاں سے شروع کی ہے کہ:۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ خَرَجْتُ مِنْ حَيِّيْ هٰذَا ۔(نمبر 57 خط، جملہ نمبر 1)

''حمد و ثنائے خدا اور سوؐل کے بعد معلوم ہو کہ میں اِس رٹھان سے نکل کھڑا ہوا ہوں۔''

علی نقی طہرانی کا ترجمہ:۔ ''من از جائے قبیلۂ خود (از مدینہ) بیرون آمدم'' (ترجمہ نہج البلاغہ جلد دوم صفحہ 1032)

مفتی کا ترجمہ:۔ ''دو ہی صورتیں ہیں یا تو میں ''اپنے قوم و قبیلے کے شہر سے'' باہر نکلا ہوں۔'' (جلد 3 صفحہ 146)

قارئین حضور علیہ السلام کے پہلے جملے کو دیکھیں وہاں نہ قوم کا لفظ ہے نہ قبیلہ کا لفظ ہے اور نہ شہر کی بات ہے لیکن ان دونوں مترجمین کے اپنے ترجمہ میں اپنے پاس سے وہ الفاظ خود لکھ دیئے ہیں جن کو حضوؐر نے ترک کر دیا تھا۔ حضوؐر کو لفظ قوم بھی معلوم تھا وہ لفظ قبیلہ بھی کہنا جانتے تھے لفظ بلد و مدینہ سے بھی واقف تھے۔ مگر مدینہ کو یا اپنی ترک کی ہوئی چھوڑی ہوئی جگہ اِن میں کسی لفظ سے یاد کرنا پسند نہ کرتے تھے۔ مگر اِن مترجمین نے اپنی جیب سے وہ تمام الفاظ لکھ دیئے جن کا مدینہ حق دار نہ تھا۔ یعنی یہ مترجمین درحقیقت ترجمہ نہیں کرتے بلکہ حضرت علی علیہ السلام کی اصلاح کرتے ہیں اور انہیں تعلیم دیتے ہیں کہ یوں کہنا غلط ہے یوں کہا ہوتا۔

لفظ ''حَيِّ'' کا ترجمہ:۔

جناب علامہ الشیخ محمد عبدہ اَعلَى الله مقامه مفتی دیار مصر نے لفظ ''حَيِّيْ'' کا ترجمہ کیا ہے:۔

موطن القبيله اَوْ منزلها (نہج البلاغہ صفحہ 114)

ڈکشنریوں لغات کے تراجم: 1۔کسی شہر کا محلّہ 2۔قوم وقبیلہ 3۔کسی قبیلہ کا پڑاؤ 4۔کھلا راستہ۔(معجم اعظم جلد 2 صفحہ 717)

یہ تمام معنی یا ترجمے اُس وقت تک غلط رہیں گے جب تک ان میں سے الفاظ قوم۔قبیلہ۔وطن اور شہر نہ نکال دیئے جائیں۔لہٰذا اس حیثیت سے لفظ ''پڑاؤ'' اور ''منزل'' کو صحیح ترجمہ کہا جا سکتا ہے۔ہم نے لفظ ''حَیِّ'' کا ترجمہ ''رِٹھان'' کہا ہے جو ہندی کا لفظ ہے لیکن سو فیصد صحیح ترجمہ ہے۔ ''حَیِّ یا رِٹھان'' کو سمجھنے کیلئے یہ سنیں کہ شہر کے بسنے والے کاشتکار روزانہ اپنے گھروں سے ہَل۔بیل اور کاشت کے دیگر اوزار و آلات کھیتوں پر لے جانے کے بجائے کھیتوں ہی میں عارضی تعمیر کر لیتے ہیں جہاں کام سے فارغ ہو کر گھوڑوں،اونٹوں یا بیلوں کو باندھتے ہیں۔وہیں انہیں چارہ اور گھاس دانہ کھلاتے ہیں اور خود بھی گھر،شہر سے آیا ہوا کھانا وہیں کھاتے ہیں اور آرام کرتے ہیں ضروری کاموں کیلئے شہر میں گھر پر بھی آتے جاتے رہتے ہیں اس کو رِٹھان یا حَیِّ کہا جاتا ہے۔حَیِّ اسلئے کہ وہاں زندگی اور ضروریاتِ زندگی موجود ملتی ہیں۔آنے جانے والے پاس سے گزرنے والے لوگ اور مسافر بھی وہاں آرام کر لیتے ہیں۔یہ صحیح ہے کہ مدینے میں محمد وعلی علیہم السلام کے قبیلہ کے لوگ اوس وخزرج نابتی خاندان سے تھے۔مگر قریشی لوگوں کی موجودگی سے اِن قبائل کی نفی کی گئی ہے۔کربلا میں شہید ہونیوالوں میں کوئی مدنی یا مکی شخص نہ تھا یعنی ان مقدس کہلانے والے شہروں میں کوئی بھی خاندانِ رسولؐ کا حمایتی یا فدا کار نہ تھا۔اور اسی کی سزا میں اللہ نے اُن پر مسلم کو مسلط کیا تھا جس نے تین دن اور راتیں وہاں بارہ ہزار فوجیوں کو قتل و غارت اور عصمت دری کی اجازت دی اور مدینہ میں لاتعداد حرامی بچے پیدا ہوئے۔12 ہزار کی تعداد غلط ہے بارہ ہزار فوجی تو عصمت دری کرنیوالوں کی تعداد ہے وہاں کسی عورت کا حرام سے بچ جانا ناممکن تھا اور اسی لئے خاندان رسولؐ کو یزید نے باہر خیموں میں رکھا تھا۔اور یہیں سے حرام نسلیں پھیلتی اور دشمنانِ محمدؐ وعلیؑ کی تعداد میں اضافہ کرتی رہیں۔اور انہی نسلوں کے افراد اہل بیت علیہم السلام کے خلاف جتنا زہر اُگل سکتے تھے اُگلتے اور کتابوں میں جمع کرتے رہے جو آج ہمارے پاس موجود ہے۔کہیں کہیں شاذ و نادر کسی حلالی کا بیان بھی ملتا ہے جس میں سچی باتیں اور مدحِ اہل بیتؑ بھی مل جاتی ہے۔یہ تھا ایک لفظ ''حَیِّ'' میں سمویا ہوا مطلب۔

(نمبر 58) خط كَتَبَهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَمْصَارِ يَقْتَصُّ فِيهِ مَاجَرٰى بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَهْلِ صِفِّيْن

جنگ صفین کی تفصیل سے مطلع کرنے کیلئے مختلف شہروں اور بستیوں کے لوگوں کو لکھ کر آگاہ کیا ہے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ O

وَكَانَ بَدْءُ اَمْرِنَا اَنَّا الْتَقَيْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ اَهْلِ الشَّام ؛	1	ابتدائی صورتِ حال یوں تھی کہ ہم اور ملک شام کی ایک خاص قوم آمنے سامنے آئے؛
وَالظَّاهِرُ اَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ ؛	2	اور ظاہری حالت یہ تھی کہ ہمارا پروردگار ایک تھا؛
وَنَبِيَّنَا وَاحِدٌ؛	3	اور ہمارا نبیؐ ایک تھا؛
وَدَعْوَتَنَا فِى الْاِسْلَامِ وَاحِدَةٌ ؛	4	اور ہماری اسلامی دعوت بھی ایک ہی تھی؛
وَلَانَسْتَزِيْدُهُمْ فِى الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَالتَّصْدِيْقِ بِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَسْتَزِيْدُوْنَنَا ؛	5	اور نہ ہم نے اُن سے یہ چاہا کہ وہ ایمان باللہ میں یا تصدیق رسولؐ میں کچھ اضافہ کر لیں اور نہ وہ ہم سے زیادہ چاہتے تھے؛
وَالْاَمْرُ وَاحِدٌ اِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيْهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ ؛	6	اور ہماری مملکتی ضروریات بھی ایک تھیں سوائے اس اختلاف کے جو ہم میں عثمان

		کے خون کے بارے میں ہو گیا تھا؛
وَنَحْنُ مِنْهُ بِرَآءٌ ؛	7	اور حقیقت میں ہم خونِ عثمان سے بالکل بری الذمہ تھے؛
فَقُلْنَا : تَعَالَوْا نُدَاوِیْ مَالَا یُدْرَکُ الْیَوْمَ بِاِطْفَاءِ النَّائِرَةِ وَ تَسْكِيْنِ الْعَامَّةِ ؛ حَتّٰى يَشْتَدَّ الْاَمْرُ وَ يَسْتَجْمِعَ ؛	8	چنانچہ ہم نے اُن سے کہا تھا کہ آؤ فتنہ کی آگ بجھا کر اور عوام کا جوش ٹھنڈا کر کے اس کا مداوی کریں یہاں تک کہ صورتحال اطمینان بخش ہو جائے اور اتحاد پیدا ہو جائے؛
فَنَقْوٰى عَلٰى وَضْعِ الْحَقِّ فِیْ مَوَاضِعِهٖ ؛	9	پھر ہمیں یہ قوت حاصل ہو جائیگی کہ ہم حق کو اُس کی صحیح جگہ پر قائم کر سکیں؛
فَقَالُوْا : بَلْ نُدَاوِيْهِ بِالْمُكَابَرَةِ ؛	10	لیکن ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس کا مداوی جنگ آزمائی سے کریں گے؛
فَاَبَوْا حَتّٰى جَنَحَتِ الْحَرْبُ وَرَكَدَتْ ؛	11	اور جب اُنہوں نے ہماری تجویز کا انکار کر دیا تو جنگ نے پیر پھیلا دئے اور جم کر کھڑی ہو گئی؛
وَوَقَدَتْ نِيْرَانُهَا وَحَمِسَتْ ؛	12	جنگ کے شعلے بلند ہو گئے اور شدت بڑھ گئی؛
فَلَمَّا ضَرَّسَتْنَا وَاِيَّاهُم ؛	13	اور جب جنگ نے ہم دونوں کو دانتوں سے کاٹا؛
وَوَضَعَتْ مَخَالِبَهَا فِيْنَا وَفِيْهِمْ ؛	14	اور دونوں کو اپنے پنجوں میں دبوچ لیا؛
اَجَابُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ اِلَى الَّذِیْ دَعَوْنَا هُمْ اِلَيْهِ ؛	15	تب وہ اُس بات پر رضامند ہو گئے جو ہم نے تجویز کی تھی؛
فَاَجَبْنَا هُمْ اِلٰى مَادَعَوْا ؛	16	چنانچہ ہم نے اپنی اس دعوت کو اُن کی زبانی قبول کر لیا؛
وَسَارَعْنَا هُمْ اِلٰى مَاطَلَبُوْا ؛	17	اور اُن کی مانگ کو جلدی سے مان لیا؛
حَتّٰى اسْتَبَانَتْ عَلَيْهِمُ الْحُجَّةُ ؛	18	یوں اُن کے اوپر حجت قائم ہو گئی؛
وَانْقَطَعَتْ مِنْهُمُ الْمَعْذِرَةُ ؛	19	اور اب اُن کے لئے کسی بھی عذر کی گنجائش باقی نہ رہی؛
فَمَنْ تَمَّ عَلٰى ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَهُوَ الَّذِیْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنَ الْهَلَكَةِ ؛	20	اب اُن میں سے جو اپنے عہد کو پورا کرے گا وہ ہی ایسا شخص ہو گا جسے اللہ ہلاکت سے بچالے گا؛
وَمَنْ لَجَّ وَتَمَادٰى فَهُوَ الرَّاكِسُ الَّذِیْ رَانَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ ؛	21	اور جو شخص ہٹ دھرمی کرتے ہوئے گمراہی میں دھنستا جائے گا تو وہ عہد شکن ہو گا جس کے دل پر اللہ نے مہر لگا دی ہو گی؛
وَصَارَتْ دَائِرَةُ السُّوْءِ عَلٰى رَاسِهٖ .	22	اور حادثاتِ زمانہ اس کے سر پر منڈلاتے رہیں گے۔

تشریح:۔ پہلی بات تو یہ نوٹ کریں کہ حضرت علی علیہ السلام ساری مملکت کو حالات و واقعات سے آگاہ کرنے کے لئے یہ خط یعنی ملک بھر میں گشت کرنے والا گشتی خط (Circular) ارسال فرماتے ہیں تو یہ کیسے اور کونسی عقل سے باور کیا جائے گا کہ آپ قوانین و قواعد اور ضوابط سے مملکت کو مطلع نہ رکھتے ہوں گے۔ بالکل اسی طرح قارئین سمجھ لیں کہ جناب مالک اشترؓ پوری مملکت میں دورہ یا گشت کرنے والے حکمران بنائے گئے تھے جن کو بعینہ وہ اختیارات دئے گئے تھے جو خود حضرت علی علیہ السلام کو حاصل اور معاہدہ میں مذکور تھے۔ دوسری بات یہ نوٹ کریں کہ حضور علیہ السلام نے معاویہ کو شکست و ریخت کے مضحکہ خیز حالات یا قرآن کو نیزوں پر اُٹھانا اور فریاد و فغاں کرنا اس سرکلر میں نہیں لکھے ہیں۔ یعنی اُن کی صحیح تو ہین بھی نہیں کی ہے اور قابل مذاق

لوگوں کا بھی مذاق نہیں اُڑایا ہے۔ یہ بھی نہیں فرمایا کہ معاویہ نے ہم پر پانی بند کردیا تھا اور ہم نے اُن پر پانی کو کھلا رکھا تھا۔ یعنی یہ گشتی خط نہ پبلک کی خوشامد کرتا ہے نہ معاویہ کی بے عزتی کرتا ہے۔ نہایت سنجیدگی سے معاویہ کو ہم پلہ اور برابر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور صرف اشد ضروری حالات اور واقعات نوٹ کرائے گئے ہیں اور غپ شپ کے جذبے کو پاس نہیں آنے دیا گیا۔ یہ کہنے میں بھی حضورؑ کی کسر شان تھی کہ معاویہ نائلہ کی انگلیوں اور حضرت عثمان کے کُرتے سے اشتعال پھیلاتا رہا ہے۔

(نمبر 59) خط اِلٰی الْاَسْوَدِ ابْنِ قَطِیْبَةَ صَاحِبِ جُنْدِ حُلْوَان

اسود بن قطیبہ حلوان کی فوج کے سردار کے نام

انسانی حقوق کی برابری پر زور دیا ہے۔ اپنی ذات کی حفاظت کی تاکید فرمائی ہے۔ بیکار رہنے کی مذمت کی ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْوَالِیَ اِذَا اخْتَلَفَ هَوَاهُ مَنَعَهُ ذٰلِکَ کَثِیْرًا مِّنَ الْعَدْلِ ؛	1	حمد خدا و رسولؐ کے بعد معلوم ہو کہ اگر حکمراں کے ذاتی خیالات میں ہم آہنگی کے بجائے اختلاف و تضاد ہوگا تو وہ اُسے اکثر عدل کرنے سے مانع ہوگا؛
فَلْیَکُنْ اَمْرُ النَّاسِ عِنْدَکَ فِی الْحَقِّ سَوَاءً ؛	2	لہٰذا حقوق کے سلسلے میں تمام انسان تیرے نزدیک برابر ہونا چاہئیں؛
فَاِنَّهُ لَیْسَ فِی الْجَوْرِ عِوَضٌ مِّنَ الْعَدْلِ ؛	3	یہ اس لئے کہ ظلم و زیادتی کبھی بھی عدل کے قائم مقام نہیں ہوسکتے؛
فَاجْتَنِبْ مَاتُنْکِرُ اَمْثَالَهُ ؛	4	اس سلسلے کی مانند و مثل جو جو کام تمہیں برے لگتے ہیں اُن سے خود بھی بچ کر رہا کرو؛
وَابْتَذِلْ نَفْسَکَ فِیْمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْکَ رَاجِیًا ثَوَابَهُ وَمُتَخَوِّفًا عِقَابَهُ ؛	5	اور جو کچھ اللہ نے تم پر فرض کیا ہے اُسے پورا کرنے میں کشادہ دلی اور سخاوت سے کام لیا کرو اور اچھے اعمال پر ثواب کی اُمید اور برے اعمال پر عذاب کا خوف رکھا کرو؛
وَاعْلَمْ اَنَّ الدُّنْیَا دَارُ بَلِیَّةٍ لَّمْ یَفْرُغْ صَاحِبُهَا فِیْهَا قَطُّ سَاعَةً اِلَّا کَانَتْ فَرْغَتُهُ عَلَیْهِ حَسْرَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؛	6	اور یہ جان لو کہ یہ دُنیا آزمائشوں کا گھر ہے یہاں جو شخص ایک گھڑی بھی بیکار رہ کر گزارے گا تو قیامت کے دن وہ بیکار گھڑی اسکے لئے حسرتوں کا سبب بن جائیگی؛ (یعنی انسان کو جب بھی فرصت ملے تو اُسے نئی متوقع آزمائشوں اور اعمال کے نتائج سے تحفظ کرنا چاہئے)؛
وَاَنَّهُ لَنْ یُّغْنِیَکَ عَنِ الْحَقِّ شَیْءٌ اَبَدًا ؛	7	اور یہ بھی سمجھ لو کہ کوئی چیز بھی تم کو حق سے بے نیاز نہیں کرسکتی ہے؛
وَمِنَ الْحَقِّ عَلَیْکَ حِفْظُ نَفْسِکَ ؛	8	اور تم پر حقوقِ خداوندی میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ تم اپنے نفس کی حفاظت کرتے رہو؛
وَالْاِحْتِسَابُ عَلَی الرَّعِیَّةِ بِجُهْدِکَ ؛	9	اور اپنی کوشش اور وسعتوں کے مطابق رعیت کی نگرانی کرتے رہو؛
فَاِنَّ الَّذِیْ یَصِلُ اِلَیْکَ مِنْ ذٰلِکَ اَفْضَلُ مِنَ الَّذِیْ یَصِلُ بِکَ . والسلام ۔	10	اس طریقے سے جو فائدہ تمہیں ہوگا وہ اُس فائدہ سے زیادہ ہوگا جو تم سے رعیت کو پہنچے گا۔ والسلام۔

تشریح:۔ یہاں اس بات پر توجہ دیں کہ اکثر حضرت علی علیہ السلام یہ لکھتے رہے کہ: ''جو خدا نے تم پر فرض کیا ہے''یا جو کچھ اللہ نے اپنی کتاب میں ایک حاکم پر فرض کیا ہے۔'' ایسے جملے لکھنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جسے لکھا جارہا ہے وہ شخص فرائض خداوندی پر مطلع ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اِن لوگوں کو

فرائض خداوندی کی تعلیم دے دی گئی ہے۔یعنی یا خود فرائض کے قوانین کی فہرست انہیں بھیجی جا چکی ہے۔یا فرائض وغیرہ سے متعلق اُن کا امتحان لیا جا چکا ہے اور اُن پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ فرائض خداوندی پر عمل کریں گے۔

یہ شہر حلوان بغداد سے اُس زمانہ میں پانچ منزل کی پانچ دن کی مسافت پر تھا۔ہم نے سردار فوج کا نام اسود بن قطبیہ لکھا ہے مگر اکثر علماء اُسے اسود بن قطبہ لکھتے رہے ہیں۔اس خط میں فراغت سے بیٹھنے کو منع فرمایا ہے (جملہ نمبر 6)۔یعنی بیکاری قیامت میں تکلیف پہنچانے والی چیز ہے اور بے کاری پر نوٹس لیا جائے گا۔اسی سے روکنے کے لئے حضور علیہ السلام نے اپنی اسلام کی تعریف (نظام ہدایت وتقلید صفحہ نمبر 3) میں فرمایا ہے:۔

"اَلْعَمَلُ وَالْعَمَلُ فَالْعَمَلُ." یعنی کام، کام اور کام ہی کام۔اور کام اس حالت کو قرار دیا جاتا ہے جس حالت میں کوئی ثمرہ یا قیمت یا منافع پیدا ہو یعنی پیداوار ہو۔ورنہ بے کاری شمار ہوگی خواہ انسان محنت ہی کیوں نہ کرتا رہا ہو۔ایسی حالت کو تضیع اوقات قرار دیا جائے گا اسی لئے فرمایا ہے کہ:۔"ہر کام کے بدلے یا ثواب کی اُمید رکھو (جملہ نمبر 5)۔جس کا بدلہ نہیں وہ بیکاری ہے۔

(نمبر 60) خط

اِلَى الْعُمَّالِ الَّذِيْنَ يَطَأُ الْجَيْشُ عَمَلَهُمْ

اُن گورنروں کے نام جن کا علاقہ گزرتی ہوئی فوجوں کے راستہ میں پڑتا ہو گزرنے والی فوج اور علاقہ کے لوگوں میں تصادم کو روکنے کے لئے ہدایات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى مَنْ مَرَّبِهِ الْجَيْشُ مِنْ جُبَاةِ الْخَرَاجِ وَعُمَّالِ الْبِلَادِ .	1	خدا کے بندے علیؑ امیر المومنین کی طرف سے اُن خراج جمع کرنے والوں اور شہروں کے گورنروں کے نام جن کے علاقے سے فوج گزرنے والی ہے۔
اَمَّابَعْدُ فَاِنِّىْ قَدْ سَيَّرْتُ جُنُوْدًاهِىَ مَآرَّةٌ بِكُمْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ؛	2	بعد از حمد وثنائے خدا ورسولؐ معلوم ہو کہ میں نے کچھ افواج روانہ کی ہیں جو اگر اللہ نے چاہا تو عنقریب تمہارے علاقوں سے گزریں گی؛
وَقَدْ اَوْصَيْتُهُمْ بِمَا يَجِبُ لِلّٰهِ عَلَيْهِمْ مِنْ كَفِّ الْاَذٰى وَصَرْفِ الشَّذٰى ؛	3	اور بلا شبہ میں نے انہیں ہدایت کر دی ہے اُس طرز عمل کی جو اللہ کی طرف سے اُن پر لازم ہے کہ وہ کسی کو نہ ستائیں اور کسی کو تکلیف نہ دیں؛
وَاَنَا اَبْرَاءُ اِلَيْكُمْ وَاِلٰى ذِمَّتِكُمْ مِّنْ مَّعَرَّةِ الْجَيْشِ اِلَّامِنْ جَوْعَةِ الْمُضْطَرِّ لَايَجِدُ عَنْهَا مَذْهَبًا اِلٰى شِبَعِهٖ ؛	4	اور میں تمہیں اور تمہارے اہل ذِمّہ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر فوج والے کوئی دست درازی کریں تو میں اُس دست درازی کا ذمہ دار نہیں ہوں۔سوائے اس کے کہ کوئی شخص بھوک کی وجہ سے بے قابو ہو جائے اور اُسے پیٹ بھرنے کی اور کوئی صورت نظر ہی نہ آئے۔
فَنَكِّلُوْا مَنْ تَنَاوَلَ مِنْهُمْ ظُلْمًا عَنْ ظُلْمِهِمْ ؛	5	بھوک کی اس شدت کے بغیر اگر کوئی اُن میں سے کسی قسم کی زیادتی کرے یا کوئی ظلم کرے تو تم اُسے سزا دینا؛
وَكُفُّوْا اَيْدِىَ سُفَهَائِكُمْ عَنْ مُّضَارَّتِهِمْ وَالتَّعَرُّضِ لَهُمْ فِيْمَا	6	اور ساتھ ہی تم جذبات سے عقل کھو بیٹھنے والے جوانوں کو روک کر رکھنا تاکہ

اسْتَثْنَیْنَاهُ مِنْهُمْ ؛		وہ فوجیوں سے نہ اُلجھیں اور جن چیزوں کے لئے فوجیوں کو مختار بنا دیا گیا ہے اُن میں فوجیوں سے جھگڑا نہ کریں؛
وَاَنَا بَیْنَ اَظْهُرِ الْجَیْشِ فَارْفَعُوْا اِلَیَّ مَظَالِمَکُمْ وَمَاعَرَاکُمْ مِمَّا یَغْلِبُکُمْ مِّنْ اَمْرِهِمْ ؛	7	اور میں خود بھی فوج کیساتھ ساتھ اور نزدیک موجود ملوں گا۔ لہٰذا جو بھی گڑبڑ ہو یا کوئی ایسی زیادتی ہو جائے جس میں تم تدارک کرنے سے مغلوب ہو جاؤ؛
وَلَا تُطِیْقُوْنَ دَفْعَهُ اِلَّا بِاللّٰهِ وَبِیْ ؛	8	اور اُسکے دفعیّہ کی تم میں طاقت ہی نہ ہو اور تمہیں میری اور اللہ کی قوت درکار ہو تو مجھے مطلع کرنا
فَاَنَا اُغَیِّرُهُ بِمَعُوْنَةِ اللّٰهِ اِنْشَاءَ اللّٰهُ ۔	9	چنانچہ میں اللہ کی مدد سے انشاءاللہ اس کا تدارک کروں گا۔

تشریح:۔ آپ نے کم از کم ہماری لکھی ہوئی تمام تفصیلات پڑھی ہیں اُن میں اور باقی قریش ساختہ تواریخ میں کہیں بھی یہ نہ ملے گا کہ حضرات ابوبکر وعمرو عثمان نے کہیں پبلک اور گورنروں کو ایسی ہدایات گشتی حکم نامہ میں بھیجی ہوں جیسی اس گشتی مراسلے میں بھیجی گئی ہیں جن سے فوج اور پبلک میں تصادم اور زیادتی رک جائے۔ اس سرکلر میں فصلوں اور فوجی سواریوں کا کہیں ذکر نہیں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کے چارے اور دانے کا اطمینان بخش انتظام موجود ہوتا تھا اور فصلوں کے اُجڑنے کا کوئی خطرہ پیش نہ آیا تھا۔ اس کے برعکس لیڈرانِ قریش کا قتل وغارت کرنا اور فصلوں کو تباہ کرنے کا قرآن میں تذکرہ فرما دیا گیا ہے (البقرۃ۔ 2/205)۔ یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں تنخواہ دار مستقل فوجوں کی طرح سے راشن سپلائی کا انتظام نہ ہوتا تھا۔ مجاہدین اپنا اپنا بندوبست کرتے تھے ورنہ بھوک سے مضطرب ہو جانے کا سوال ہی نہ ہوتا (جملہ نمبر 4)۔ اس مراسلہ میں جوشیلے جوانوں کا بھی خیال رکھا گیا اور فوجیوں کے ضبطِ نفس کا یقین ثابت ہوتا ہے ورنہ جنسیات پر بھی ہدایات ہوتیں۔

خط (نمبر61)

"اِلٰی کُمَیْلِ ابْنِ زِیَادِالنَّخْعِیِّ وَهُوَ عَامِلُهُ عَلٰی هِیْتِ یُنْکِرُعَلَیْهِ تَرْکَهُ دَفْعَ مَنْ یَجْتَازُ بِهٖ مِنَ الْعَدُوِّطَالِبًا لِلْغَارَةِ"

کمیل ابن زیاد نخعی کے نام جو اُس وقت صوبۂ ہیت کے گورنر تھے۔ اِس خط میں کمیل پر اپنی ناراضگی اور ملامت واضح کی ہے اس لئے کہ کمیل نے دشمن کی فوجوں کو اپنے صوبہ میں لوٹ مار وقتل وغارت سے نہیں روکا تھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ تَضْیِیْعَ الْمَرْءِ مَاوُلِّیَ ؛	1	حمد وثنائے خدا اور رسوؐل کے بعد واضح ہو کہ کسی شخص کا اس مقصد کو ضائع کر دینا جس کے لئے اُسے حاکم بنایا گیا ہے؛
وَتَکَلُّفَهُ مَاکُفِیَ ؛	2	اور اُس کام میں گھس جانا جو اُس سے تعلق نہیں رکھتا ہے؛
لَعَجْزٌ حَاضِرٌ وَرَأْیٌ مُتَبَّرٌ ؛	3	اُس کے عقل وفہم کی واضح کمزوری اور ایک تباہ کن رائے اور فیصلہ ہے؛
وَاِنَّ تَعَاطِیَکَ الْغَارَةَ عَلٰی اَهْلِ قِرْقِیْسِیَا ؛	4	تمہارا اھلِ قرقیسیا پر لوٹ مار اور قتل وغارت کے لئے دھاوا بول دینا؛
وَتَعْطِیْلَکَ مَسَالِحَکَ الَّتِیْ وَلَّیْنٰکَ	5	اور اُن سرحدوں اور آبادیوں کو غیر محفوظ چھوڑ دینا جن کے تحفظ کیلئے تمہیں حاکم بنایا گیا تھا؛
لَیْسَ بِهَا مَنْ یَّمْنَعُهَا وَلَایَرُدُّ الْجَیْشَ عَنْهَا ؛	6	جب کہ اُن بستیوں کو دشمن کی افواج سے محفوظ رکھنے والا اور قتل وغارت سے بچانے والا بھی کوئی نہ تھا؛

لَرَأْیٌ شَعَاعٌ ؛	7	تمہارا یہ فیصلہ اور عملدر آمد تمہاری منتشر خیالی کا ثبوت ہے؛
فَقَدْ صِرْتَ جِسْرًا لِّمَنْ اَرَادَ الْغَارَةَ مِنْ اَعْدَآئِکَ عَلٰی اَوْلِیَآئِکَ غَیْرَ شَدِیْدِ الْمَنْکِبِ ؛	8	یقیناً اے کمیل تو اپنے اُن دشمنوں کیلئے پل بن گیا جو تمہارے اولیا پر لوٹ مار اور قتل و غارت کیلئے حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ بھی ایسی حالت میں جب کہ نہ تمہارے بازوؤں میں طاقت ہے؛
وَلَا مَهِیْبِ الْجَانِبِ ؛	9	اور نہ ہی تمہارا اُن پر کچھ دبدبہ اور ہیبت ہی ہے؛
وَلَاسَادٍّ ثُغْرَةً ؛	10	اور نہ تم دشمن کا راستہ روکنے کے قابل تھے؛
وَ لَا کَاسِرٍ لِّعَدُوٍّ شَوْکَةً ؛	11	اور نہ ہی دشمن کا زور توڑ سکنے والے تھے؛
وَ لَا مُغْنٍ عَنْ اَهْلِ مِصْرِهٖ ؛	12	اور نہ ہی تم اپنے شہروں کو مستغنی و محفوظ کر سکنے والے تھے؛
وَ لَا مُجْزِءٍ عَنْ اَمِیْرِهٖ ؛	13	اور نہ ہی اپنے حاکم اعلیٰ کا کوئی کام انجام دے سکنے والے تھے۔

تشریح:۔ اِس کا کردار خط میں واضح ہے کہ یہ شخص نہتے لوگوں کو لوٹنے اور قتل و غارت کرنے کا عقیدہ رکھتا تھا۔ اور وہ بھی اُن حالات میں جن کو تفصیل سے حضور علیہ السلام نے بیان فرمادیا ہے۔ اور نوٹ کرو کہ دشمنانِ علیؑ اور خاندان علی علیہم السلام نے اس کے بہت سے فضائل خود حضرت علیؑ کی زبانی بیان کئے ہیں اور وہ آج تک کمیل کی دعائیں پڑھ رہے ہیں اور کیوں نہ ہو جب کہ وہ عبداللہ ابن عباس کو بھی اپنا بزرگ مانتے چلے آرہے ہیں۔

(نمبر62) خط اِلٰی اَهْلِ مِصْرَ مَعَ مَالِکٍ الْاَشْتَرِ لَمَّا وَلَّاهُ اِمَارَتَهَا

''اہل مصر کو مالکؓ اشتر کے ہاتھ جب اُن کو مصر کا گورنر بنا کر بھیجا تھا''

(1) قریش کا خلافت پر قبضہ کرنا سارے عرب کے خلاف تھا (2)۔ حضرت علی علیہ السلام کی خاموشی اور پھر احتجاج دونوں اسلام کے تحفظ کے لئے تھے (3)۔ قریشی منصوبے پر کھل کر عمل کرنے والے (4)۔ اسلام کو مارشلزم میں تبدیل کرنے کی قائم شدہ بنیادوں کو بلند کرنے کا کام ہو رہا تھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اَمَّابَعْدُ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ ؛ نَذِیْرًا لِّلْعَالَمِیْنَ ؛	1	بعد از حمدِ خدا و رسولؐ واضح ہو کہ اللہ پاک نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو تمام عالمین کے لئے برے نتائج سے ڈرانے والا بنا کر مبعوث کیا تھا؛
وَمُهَیْمِنًا عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ؛	2	اور تمام رسولوں پر ''محافظ، نگران، شاہد، امین، حامی اور تائید کرنے والا (تفہیم جلد اوّل صفحہ 477 حاشیہ نمبر 79) بنایا تھا؛''
فَلَمَّا مَضٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ تَنَازَعَ الْمُسْلِمُوْنَ الْاَمْرَ مِنْ بَعْدِهٖ ؛	3	پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ چلے گئے۔ تو اُن کے بعد حکومت کے لئے مسلمان اسلام سے الگ ہو گئے؛
فَوَاللّٰهِ مَا کَانَ یُلْقٰی فِیْ رُوْعِیْ وَلَا یَخْطُرُ بِبَالِیْ اَنَّ الْعَرَبَ تُزْعِجُ هٰذَا الْاَمْرَ مِنْ بَعْدِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ ؛ عَنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ	4	قسم بخدا میرے دل میں کبھی اسکی نہ گنجائش پیدا ہوئی تھی نہ مجھے یہ خیال آیا تھا کہ سارا عرب میرے حاکم ہونے میں خلافت کو اہل بیتؑ سے نکال لے گا؛

وَلَا اَنَّهُمْ مُنَحُّوْهُ عَنِّیْ مِنْ بَعْدِهٖ ؛	5	اور نہ مجھے یہ تصور ہوا تھا کہ آنحضرتؐ کے بعد ملک عرب حکومت کو مجھ سے لے لینے پر متفق ہو سکیں گے ؛
فَمَا رَاعَنِیْ اِلَّا انْثِیَالُ النَّاسِ عَلٰی فُلَانٍ تُبَایِعُوْنَهٗ ؛	6	مگر میں نے یہ بھی دیکھا کہ لوگ فلاں شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنے کیلئے جولانیاں دکھا رہے ہیں ؛
فَاَمْسَکْتُ یَدِیْ حَتّٰی رَاَیْتُ رَاجِعَةَ النَّاسِ قَدْ رَجَعَتْ عَنِ الْاِسْلَامِ یَدْعُوْنَ اِلٰی مَحْقِ دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ ؛	7	چنانچہ میں نے اپنے ہاتھ کو تلوار کے قبضہ پر جانے سے اُس وقت تک روکے رکھا جب تک میں نے یہ نہ دیکھ لیا کہ لوگ اسلام کو چھوڑ کر اپنے سابقہ مذہب کی طرف پلٹ رہے ہیں اور دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو مٹانے کی دعوت دینے لگے ہیں ؛
فَخَشِیْتُ اِنْ لَمْ اَنْصُرِ الْاِسْلَامَ وَاَهْلَهٗ اَنْ اَرٰی فِیْهِ ثَلْمًا اَوْ هَدْمًا تَکُوْنُ الْمُصِیْبَةُ بِهٖ عَلَیَّ اَعْظَمَ مِنْ فَوْتِ وِلَایَتِکُمُ الَّتِیْ اِنَّمَا هِیَ مَتَاعُ اَیَّامٍ قَلَائِلَ یَزُوْلُ مِنْهَا مَاکَانَ کَمَایَزُوْلُ السَّرَابُ	8	یہ صورت حال دیکھ کر مجھے اللہ کی باز پرس سے خوف معلوم ہوا کہ اسلام میں ٹوٹ پھوٹ اور رخنہ دیکھتے رہنے اور اسلام اور اہل اسلام کی نصرت نہ کرنے سے تو مجھ پر اُس سے بڑی مصیبت آئیگی جو تمہاری حکومت میرے ہاتھ سے نکل جانے میں آنا ہے جو کہ تھوڑی سی مدت کا اثاثہ و سرمایہ ہوگی۔ دُنیا کی ہر چیز تو اُسی طرح زائل ہو جائیگی جیسے کہ دیکھتے دیکھتے سراب غائب ہو جایا کرتا ہے ؛
اَوْ کَمَا یَتَقَشَّعُ السَّحَابُ ؛	9	یا جیسے کہ ایک بادل چھٹ جاتا ہے ؛
فَنَهَضْتُ فِیْ تِلْکَ الْاَحْدَاثِ حَتّٰی زَاحَ الْبَاطِلُ وَزَهَقَ ؛	10	چنانچہ میں نے دینی ایجادات کا ہجوم دیکھا تو روکا ہوا ہاتھ تلوار کے قبضہ پر رکھ دیا یہاں تک کہ باطل دب کر فنا ہو گیا ؛
وَاطْمَاَنَّ الدِّیْنُ وَتَنَهْنَهَ ؛	11	اور دین نے اطمینان حاصل کیا اور تباہی سے محفوظ ہو گیا ؛
اِنِّیْ وَاللّٰهِ لَوْ لَقِیْتُهُمْ وَاحِدًا وَّهُمْ طِلَاعُ الْاَرْضِ کُلِّهَا مَابَالَیْتُ وَلَا اسْتَوْحَشْتُ ؛	12	قسم بخدا یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر میں تنِ تنہا اُن سے جنگ کرنے کو نکلوں اور اِس زمین کی ساری وسعتیں اُنکی تعداد سے چھلک رہی ہوں تب بھی میں پریشان نہ ہوں گا اور نہ مجھے وحشت ہوگی ؛
وَاِنِّیْ مِنْ ضَلَالِهِمُ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ وَالْهُدَی الَّذِیْ اَنَا عَلَیْهِ لَعَلٰی بَصِیْرَةٍ مِّنْ نَفْسِیْ وَیَقِیْنٍ مِّنْ رَّبِّیْ ؛	13	اور جس گمراہی میں وہ مبتلا ہیں اور جس ہدایت پر میں فائز ہوں میں اسکے متعلق پوری بصیرت رکھتا ہوں اور اپنے پروردگار کیطرف سے ملا ہوا پورا یقین رکھتا ہوں ؛
وَاِنِّیْ اِلٰی لِقَاءِ اللّٰهِ لَمُشْتَاقٌ ؛	14	اور میں یقیناً اللہ سے ملاقات کرنے کے لئے مشتاق ہوں ؛
وَلِحُسْنِ ثَوَابِهٖ لَمُنْتَظِرٌ رَاجٍ ؛	15	اور اللہ سے عمدہ قسم کے ثواب ملنے کا منتظر اور اُمیدوار ہوں ؛
وَلٰکِنَّنِیْ آسٰی اَنْ یَّلِیَ اَمْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ سُفَهَاؤُهَا وَفُجَّارُهَا فَیَتَّخِذُوْا مَالَ اللّٰهِ دُوَلًا ؛	16	اور اصل حقیقت یہ ہے کہ مجھے جس کا ملال ہے وہ یہ ہے کہ اِس اُمت کی حکمرانی اور کارفرمائی امت کے بے عقلوں اور بدکاروں کے ہاتھ میں چلی جائے گی اور وہ اللہ کے اموال کو اپنی ملکیت بنالیں گے ؛

وَعِبَادَهُ خَوَلًا ؛	17	اور اللہ کے بندوں کو غلام بنالیں گے؛
وَالصَّالِحِينَ حَرْبًا ؛	18	اور نیکوں کو جنگ کا نشانہ بنائے رکھیں گے؛
وَالْفَاسِقِينَ حِزْبًا ؛	19	اور بدکاروں کو اپنے گروہ میں شامل کرلیں گے؛
فَإِنَّ مِنْهُمُ الَّذِي شَرِبَ فِيكُمُ الْحَرَامَ وَجُلِدَ حَدًّافِي الْإِسْلَامِ ؛	20	چنانچہ اُن ہی لوگوں میں سے یقیناً وہ بھی ہے جس نے حرام شراب پی تھی اور اُسے اسلام میں کوڑوں کی سزا دی گئی تھی؛
وَإِنَّ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ يُسْلِمْ حَتّٰى رُضِخَتْ لَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ الرَّضَائِخُ ؛	21	اور اُن ہی میں سے وہ شخص بھی موجود ہے جو اُس وقت تک مسلمان نہ ہوا جب تک اُسے اسلام لانے پر رشوت ملنا اور آمدنی شروع نہ ہوگئی؛
فَلَوْلَا ذٰلِكَ مَا أَكْثَرْتُ تَأْلِيبَكُمْ وَتَأْنِيبَكُمْ ؛	22	چنانچہ اگر مجھے اِس کی فکر نہ ہوتی تو میں نے تمہیں نہ یہ تاکیدیں کی ہوتیں نہ ملامت کی ہوتی؛
وَجَمْعَكُمْ وَتَحْرِيضَكُمْ ؛	23	اور نہ جہاد کے لئے جمع کیا ہوتا اور نہ تمہیں شوق دلایا ہوتا؛
وَلَتَرَكْتُكُمْ إِذْ أَبَيْتُمْ وَوَنَيْتُمْ ؛	24	اور تمہیں تمہاری سرتابیوں کی بنا پر تمہارے حال پر چھوڑ دیا ہوتا؛
أَلَا تَرَوْنَ إِلٰى أَطْرَافِكُمْ قَدِانْتَقَصَتْ ؛	25	کیا تمہیں یہ نظر نہیں آتا کہ تمہاری حدود اور سرحدیں گھٹتی جارہی ہیں؟
وَإِلٰى أَمْصَارِكُمْ قَدِ افْتُتِحَتْ ؛	26	اور نہ تمہیں یہ نظر آرہا ہے کہ تمہارے شہروں کو فتح کیا جارہا ہے؟
وَإِلٰى مَمَالِكِكُمْ تُزْوٰى ؛	27	اور تم یہ بھی نہیں دیکھتے ہو کہ تمہارے ممالک اور ملکیتیں چھینی جارہی ہیں؟
وَإِلٰى بِلَادِكُمْ تُغْزٰى ؟	28	اور یہ کہ تمہاری بستیوں پر حملے کئے جارہے ہیں؟
اِنْفِرُوْا . رَحِمَكُمُ اللّٰهُ . إِلٰى قِتَالِ عَدُوِّكُمْ ؛	29	خدا تم پر رحم کرے دشمن سے جنگ اور دفاع کے لئے نکل پڑو؛
وَلَا تَثَّاقَلُوْا إِلَى الْأَرْضِ فَتُقِرُّوْا بِالْخَسْفِ ؛	30	اور اپنے قدموں کو بھاری کرکے زمین سے چمٹے نہ رہو ورنہ تمہیں مستقل طور پر زمین میں دھنستے چلے جانا پڑے گا؛
وَتَبُوْؤُا بِالذُّلِّ ؛	31	اور تم کو برابر ذلت و رسوائی میں آباد رہنا ہوگا؛
وَيَكُوْنَ نَصِيبُكُمُ الْأَخَسَّ ؛	32	اور تمہارا نصیب سب سے گھٹیا ہوکر رہ جائے گا؛
وَإِنَّ أَخَا الْحَرْبِ الْأَرِقُ ؛	33	اور جنگ و جہاد کا بھائی تو بالکل بیدار و آمادہ ہے؛
وَمَنْ نَّامَ لَمْ يُنَمْ عَنْهُ . وَالسَّلَامُ ۔	34	اور جو کوئی سوتا رہتا ہے دشمن اس سے غافل ہوکر سوتا نہیں ہے۔ والسلام

تشریح:۔ یہاں پہلی بات تو یہ واضح ہو جانا چاہئے کہ اھل مصر کے نام اِس خط کو وہ خط نہیں سمجھ لینا چاہئے جو محمد بن ابی بکر کو معزول کرنے کے وقت لکھا گیا تھا۔ اور نہ مالکؒ اشتر کی اس تقرری کو وہ تقرری سمجھنا چاہئے جس کے بعد وہ مصر کے راستے ہی میں قتل ہوگئے تھے۔ (خط 38)

حضرت علیؑ کے صبر وضبط کو قریش نے وحدتِ اسلامی پر قربان کردیا ہے

دوسری اہم ترین بات حضرت علی علیہ السلام کا خلافت کے معاملہ پر تلوار نہ اُٹھانا اور قریشی خلافت سے تعاون کرنا ہے (62/7)۔ قریش نے جو

کہانی تلوار نہ اُٹھانے اور حضرات ابوبکر وعمر وعثمان سے تعاون پر گھڑی ہے وہ شیعوں کے علمانے بھی پسند کی اور اپنی کتابوں میں اُنہوں نے اُسے حضرت علی علیہ السلام کا ایک کارنامہ لکھا اور اُس پر فخر کیا ہے۔ یہاں ہم مفتی و مجتہد جعفر حسین کا وہ بیان لکھتے ہیں جو اُس نے اس زیر تشریح خط کے آخر میں بطور تشریح لکھ مارا ہے لکھتا ہے کہ:۔

''آپ نے جنگ پر وقتی سکوت کو ترجیح دی اور وحدت اسلامی کو برقرار رکھنے کے لئے تلوار کا سہارا لینے کے بجائے خاموشی کے ساتھ احتجاج کافی سمجھا کیونکہ آپؑ کو ظاہری اقتدار اتنا عزیز نہ تھا جتنی ملت کی فلاح و بہبود عزیز تھی اور منافقین کی ریشہ دوانیوں کے سد باب اور فتنہ پردازوں کے عزائم کو ناکام بنانے کے لئے اس کے سوا چارہ نہ تھا کہ آپؑ اپنے حق سے دستبردار ہو کر جنگ کو ہوا نہ دیں اور یہ بقائے ملت و اسلام کے سلسلے میں اتنا بڑا کارنامہ ہے جس کا تمام فِرَقِ اسلامیہ کو اعتراف ہے۔'' (ترجمہ نہج البلاغہ جلد 3 صفحہ 153)

یہ ہے وہ کہانی جو قریشی دانشوروں نے گھڑی اور تمام قریشی کتابوں میں لکھی اور ساری اُمت میں پھیلائی اور شیعوں کے نام نہاد علما مفتیوں مجتہدوں اور دانشوروں نے بطور فخر اختیار کر لی اور یہ نہ سمجھا کہ یہ کہانی ایک فریب ہے جس کے پیچھے بہت سے حقائق کو مستقل طور پر چھپا دینے کا مستحکم انتظام کیا گیا ہے۔لیکن ہم قریش کو فریب ساز اور علمائے شیعہ کو فریب خوردہ یا فریب سازی میں ممد و مددگار سمجھتے رہے ہیں۔

ہمارے قارئین نے نہج البلاغہ اور بیان الامامت کے دس ہزار صفحات میں ہمارے وہ بیانات پڑھے ہیں جن میں خطبہ نمبر 3 سے لیکر آخر تک بار بار تفصیل سے یہ دکھایا گیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے قوت و طاقت و افرادی جمیعت اور افواج اور حکومت موجود ہوتے ہوئے کیوں بالجبر خلافت حاصل نہ کی؟ کیوں اس مکڑی کے جالے سے بھی کمزور تانے بانے کو قائم رہنے دیا اور کیوں اُن سے تعاون کیا؟ ہم علمائے شیعہ کی طرح تنکوں کا سہارا نہیں لیتے ہم ٹھوس دلائل و براہین اور آنکھوں سے نظر آنیوالے پہاڑوں سے زیادہ بلند و مستحکم ثبوت پیش کرتے چلے آرہے ہیں اور خطبات نہج البلاغہ کے ترجمہ اور تشریح میں یعنی منہاج الرسالۃ اور بیان الامامۃ کے دس ہزار صفحات میں وہ کچھ لکھ دیا ہے کہ جسکا ایک شوشہ بھی مخالفین محمدؐ و آل محمدؐ اور قریشی موالفین غلط ثابت نہیں کر سکتے۔کسی دلیل میں نقص یا کسی ثبوت میں کمزوری نہیں دکھا سکتے۔رہ گئے شیعہ بن کر مال و دولت کمانے اور پبلک کو لوٹنے والے یہ علمائے شیعہ جن کی مذمت سے نہج البلاغہ بھری پڑی ہے یہ حضرت علی علیہ السلام کے مصنوعی کارناموں کے سوا حقیقی کارنامہ ایک بھی نہیں جانتے۔یہ تو دین فروش لوگ ہیں۔یہ خبیث لوگ تو یہ کہتے اور لکھتے رہے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت علی علیہ السلام بے یار و مددگار یکہ و تنہا تھے اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو گدھے پر بٹھا کر گھر گھر مدد مانگتے پھرتے تھے۔اور یہ کہ عمر نے اُنکے گلے میں رسی باندھ کر حضرت ابوبکر کے سامنے گھسیٹ کر پیش کیا تھا۔یہ ملاعین تو یہ مان گئے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اُن لوگوں کی بیعت کر لی تھی۔اور یہ بھی کہ حضرت امام حسن علیہ السلام معاویہ کے اور حضرت علی علیہ السلام قریشی لیڈروں کے وظیفہ خوار تھے۔ان ملاعین کی کتابوں میں رسولؐ کی چار بیٹیاں مانا گیا ہے یہ خبیث لوگ حضرت عمر کو حضرت علی علیہ السلام کا داماد لکھتے اور مانتے رہے ہیں۔اِنکے عقائد میں آئمہ علیہم السلام اور خود رسولؐ اللہ بھی (معاذ اللہ) مجتہد تھے۔خدا اُن پر دشمنانِ محمدؐ و آل محمدؐ سے زیادہ اور بڑھ کر لعنت کرے آمین۔یہی ملاعین ہیں جو خود امام اُمت بنتے اور رہتے چلے آئے ہیں اور امن امان کی آڑ میں **خلیفہ بلافصل کے منکر اور قریشی حکومت کو بالواسطہ جائز حکومتیں مانتے رہے ہیں وغیرہ وغیرہ**۔اور شیعوں کی کثرت انکی پجاری ہونیکی وجہ سے جہنمی ہو چکی ہے۔اور ایک ہزار سال سے حضرت حجۃؑ امام زمانہ قائم قیامتؑ علیہ السلام کی طرف سے مردود قرار پا چکی ہے اور اپنے تمام رشتے امام زمانہؑ سے توڑ چکی ہے۔یہ اور اِنکے نام نہاد علما اپنے شیعہ ہونے پر کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے۔

ہمارے اعلانات اور تحریروں میں تمام شیعہ مجتہدین اور اُن کے مقلدین اہلسنت والجماعت ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر اور دشمن تر ہیں۔البتہ ہم

عزادارانِ حسین علیھم السلام کو عزاداری کی وجہ سے عزت واحترام دیتے ہیں مگر عنقریب خمینی وغیرہ ان سے ماتم وعزاداری چھڑا دیں گے پھر وہ خمینی کے ساتھی شمار ہوں گے۔ہم بہاء اللہ، علی محمد باب، خالصی، ڈھکو اور کرمانی شیخوں اور شیخیوں اور تمام مثبت اور منفی مجتہدین سے تبرا کرتے ہیں۔اس لئے کہ یہ سب کسی نہ کسی طرح اور کسی نہ کسی مقدار میں محمدؐ وآل محمدؐ کے دشمن ہیں۔دشمنانِ محمدؐ وآل محمدؐ پر لعنت۔

حضرت علی علیہ السلام ہی نہیں بلکہ تمام آئمہؑ اور محمدؐ وفاطمہؑ قریش کے سارے کردار پر مطلع تھے

ہمارے قارئین اپنی سادگی کی بنا پر حضرت علی علیہ السلام کے جملے نمبر 5-4 کو پڑھ کر گھبرا جائیں گے اس لئے یہ بھی عرض کر دیں کہ یہ جملے اپنے الفاظ اور معانی میں سو فیصد صحیح ہیں۔اور وہ یوں کہ خیالات وگمان وظن وخطرات اور تخمین وقیاسات اُن لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں جو محدود عقل وحواس رکھتے ہیں جن کا علم غیب اور وحی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔یعنی یہ خاطی انسانوں کا سامان ہے جو اس سامان کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے اور نہ اس سامان سے بلند ہو سکتے ہیں یعنی ان جملوں میں حضرت علی علیہ السلام نے عام انسان ہونے کی واضح نفی کی ہے اور بس۔

یعنی مجھے عام انسانوں کی طرح قریش اور عربوں کے غصب ونہب اور سازش کرنے کے متعلق خیالات اور وہم وگمان نہیں ہوا تھا بلکہ علم خداوندی کے مطابق اُن کی تمام حرکات اور سازش کا علم تھا اور اسی طرح علم تھا جس طرح یہ معلوم تھا کہ قریشی حکومت:۔

1) بدکاروں کے ہاتھ میں چلی جائے گی۔(جملہ نمبر 16)
2) مال خدا کو ذاتی مال بنالیں گے۔(جملہ نمبر 16)
3) اللہ کے بندوں کو غلام بنالیں گے۔(جملہ نمبر 17)
4) نیکو کاروں کے خلاف جنگ کریں گے۔(جملہ 18)
5) فاسقوں کو اپنی پارٹی میں داخل کریں گے۔(جملہ نمبر 19)

حضرت علیؑ اوّل سے آخر تک قریشی حکومت کی اور قریش کی نقل وحرکت اور سازش کا علم رکھتے تھے

مودودی کی کتاب سے سنئے لکھا ہے کہ:''حضرت علیؑ نے کوفہ پہنچ کر شام پر چڑھائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔اس زمانہ میں انہوں نے جو تقریریں کیں اُن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اُمت پر ملوکیت کے مسلط ہو جانے کا خطرہ کس شدت کے ساتھ محسوس کر رہے تھے۔اور خلافت راشدہ کے نظام کو بچانے کیلئے کس طرح ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ایک تقریر میں وہ فرماتے ہیں۔''خدا کی قسم اگر یہ لوگ تمہارے حاکم بن گئے تو تمہارے درمیان کسریٰ اور ھرقل کی طرح کام کریں گے۔''ایک دوسری تقریر میں انہوں نے فرمایا:''چلو ان لوگوں کے مقابلے میں جو تم سے اس لئے لڑ رہے ہیں کہ ملوک جبابرہ بن جائیں اور اللہ کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں۔''اس کے بعد جو حالات پیش آئے انہیں دیکھ کر بہت سے وہ لوگ بھی جو پہلے حضرت علیؑ اور اُن کے مخالفین کی لڑائیوں کو محض فتنہ سمجھ کر غیر جانبدار رہے تھے یہ اچھی طرح جان گئے تھے کہ حضرت علیؑ کس چیز کو قائم رکھنے اور امت کو کس انجام سے بچنے کے لئے اپنی جان کھپا رہے تھے۔حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے آخری زمانہ میں کہا''مجھے کسی چیز پر اتنا افسوس نہیں ہے جتنا اس بات پر ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ کیوں نہ دیا''۔مسروق بن اجدع حضرت علیؑ کا ساتھ نہ دینے پر توبہ واستغفار کیا کرتے تھے۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کو عمر بھر اس بات پر سخت ندامت رہی کہ وہ حضرت علیؑ کے خلاف جنگ میں معاویہ کے ساتھ کیوں شریک ہوئے تھے؟''(خلافت وملوکیت صفحہ 144-145)

لہٰذا حضرت علی علیہ السلام کے چوتھے اور پانچویں جملے میں اُن کے اس علم حقیقی کا اظہار ہوتا ہے جو اللہ اور رسوؐل سے اُنہیں حاصل تھا۔وہ قیامت تک کے اُن تمام حالات کا بھی علم رکھتے تھے جو قریش سے سرزد ہونے والے تھے یا انہیں پیش آنے والے تھے۔یہ منصبی ذمہ داری تھی کہ وہ اپنے علم غیب پر عام طور سے وضاحت نہ کرتے تھے۔ایسے یقین سے دشمنانِ علیؑ اپنے مظالم میں احتیاط برتنے لگتے۔

خط (نمبر 63)

"اِلٰی اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیْ وَھُوَ عَامِلُہٗ عَلَی الْکُوْفَۃِ،وَقَدْ بَلَغَہٗ عَنْہُ تَثْبِیْطُہٗ النَّاسَ عَنِ الْخُرُوْجِ اِلَیْہِ لَمَّا نَدَبَھُمْ لِحَرْبِ اَصْحَابِ الْجَمَلِ"

ابوموسیٰ اشعری کے نام جب کہ وہ حضرت علیؑ کی طرف سے کوفہ کا گورنر (عثمان کا بنایا ہوا) چلا آرہا تھا۔علیؑ کو معلوم ہوا کہ وہ طلحہ اور زبیر سے جنگ کو ناجائز کہہ کر لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کی مدد کو جانے سے روک رہا ہے حالانکہ علیؑ نے اُن کو مدد کے لئے دعوت دی تھی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

مِنۡ عَبۡدِاللّٰہِ عَلِیٍّ اَمِیۡرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِلٰی عَبۡدِ اللّٰہِ ابۡنِ قَیۡسٍ	1	اللہ کے بندے علیؑ امیر المومنین کی طرف سے عبداللہ ابن قیس کے نام۔
اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ بَلَغَنِیۡ عَنۡکَ قَوۡلٌ ھُوَلَکَ وَعَلَیۡکَ ؛	2	حمد وثنائے خدا اور رسوؐل کے بعد معلوم ہو کہ مجھے تمہارے متعلق تمہاری ایک ایسی بات معلوم ہوئی ہے جس کا نفع اور نقصان جو بھی ہو تم ہی کو پہنچنا ہے؛
فَاِذَا قَدِمَ عَلَیۡکَ رَسُوۡلِیۡ فَارۡفَعۡ ذِیۡلَکَ ؛	3	چنانچہ جیسے ہی تمہارے پاس میرا قاصد پہنچے تو تم جہاد کے لئے دامن لپیٹ لو؛
وَاشۡدُدۡ مِئۡزَرَکَ ؛	4	اور اپنی کمر کس کر باندھ لو؛
وَاخۡرُجۡ مِنۡ حُجۡرِکَ ؛	5	اور اپنے سوراخ میں سے باہر نکل آؤ؛
وَانۡدُبۡ مَنۡ مَّعَکَ ؛	6	اور جو تمہارے ہم خیال ساتھی ہوں اُن کو بھی آمادہ کرلو؛
فَاِنۡ حَقَّقۡتَ فَانۡفُذۡ ؛	7	اور اگر تو نے حق کو حق مان لیا ہے تو فوراً حق کی حمایت کے لئے اُٹھو؛
وَاِنۡ تَفَشَّلۡتَ فَابۡعُدۡ ؛	8	اور اگر تم نے بزدلی دکھائی ہے تو کہیں بہت دور چلے جاؤ؛
وَایۡمُ اللّٰہِ لَتُؤۡتَیَنَّ حَیۡثُ اَنۡتَ ؛	9	اور اللہ کی قسم ہے کہ تم کہیں بھی ہوگے وہیں سے گھیر کر لائے جاؤ گے؛
وَلَاتُتۡرَکُ حَتّٰی یُخۡلَطَ زُبۡدُکَ بِخَاثِرِکَ ؛	10	تمہیں چھوڑا نہیں جائیگا یہاں تک کہ تم اپنے دوھرے عقیدہ سے گھبرا اُٹھوگے
وَذَائِبُکَ بِجَامِدِکَ ؛	11	اور تمہارا سارا خود ساختہ تانا بانا بکھر جائے گا؛
وَحَتّٰی تُعۡجَلَ عَنۡ قِعۡدَتِکَ ؛	12	یہاں تک کہ تمہیں چین سے بیٹھنا بھی نہ ملے گا؛
وَتَحۡذَرَ مِنۡ اَمَامِکَ کَحَذۡرِکَ مِنۡ خَلۡفِکَ ؛	13	اور تم اپنے سامنے سے بھی اُسی طرح محتاط رہو گے جس طرح اپنے پیچھے سے خوفزدہ رہتے ہو؛
وَمَاھِیَ بِالۡھُوَیۡنَا الَّتِیۡ تَرۡجُوۡ ؛	14	اور یہ صورتحال آسان سی نہیں ہے جیسا کہ تمہاری توقعات ہیں؛
وَلٰکِنَّھَا الدَّاھِیَۃُ الۡکُبۡرٰی یُرۡکَبُ جَمَلُھَا ؛ وَیُذَلُّ صَعۡبُھَا؛ وَیُسَھَّلُ جَبَلُھَا ؛	15	ولیکن اصحاب جمل والا فتنہ تو ایک بہت بڑی مصیبت ہے جسکے اونٹ پر چڑھنا ہی پڑے گا؛ اور اس کی دشواریوں کو ذلیل کرنا ہی ہوگا؛ اور اسکی دشواریوں کو ذلیل کرنا اور اسکے بنائے ہوئے پہاڑوں کو میدان بنانا ہوگا؛
فَاعۡقِلۡ عَقۡلَکَ وَامۡلِکۡ اَمۡرَکَ ؛	16	چنانچہ تم اپنی عقل کو اسکے صحیح ٹھکانے پر لاؤ اور اپنی حالت پر قابو حاصل کرو؛

وَخُذْ نَصِيْبَكَ وَحَظَّكَ ؛	17	اور اپنا لطف ونصیب حاصل کرنے میں لگ جاؤ؛
فَاِنْ كَرِهْتَ فَتَنَحَّ اِلٰى غَيْرِ رُحْبٍ وَّلَا فِيْ نَجَاةٍ ؛	18	اور اگر تمہیں ایسا کرنا ناپسند ہو تو تم وہاں دفع ہو جاؤ جہاں تمہارے لئے نہ خاطر و تواضع ہوگی اور نہ تمہیں نجات میسر آئے گی؛
فَبِالْحَرِيِّ لَتُكْفَيَنَّ وَ اَنْتَ نَائِمٌ حَتّٰى لَايُقَالَ اَيْنَ فُلَانٌ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مَعَ مُحِقٍّ وَّلَايُبَالِيْ مَاصَنَعَ الْمُلْحِدُوْنَ . وَالسَّلَامُ.	19	اب مناسب یہی ہے کہ تمہیں ایک فضول و بیکار آدمی سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے لہٰذا غفلت کی نیند سوتے رہو کوئی یہ بھی معلوم نہ کرے گا کہ ابوموسیٰ کہاں ہے؟ قسم بخدا کہ تمہیں نظر انداز کر دینا بھی ایک حق پرست کا صحیح فیصلہ ہے اور جو دین کی مخالفت کرنے والوں کی پرواہ نہیں کرتا ہے۔ والسلام

تشریح:۔ اس خط کے شروع میں رضی صاحب اور دیگر مترجمین نے ابوموسیٰ اشعری کو حضرت علیؑ کی طرف سے کوفہ کا گورنر لکھ رکھا ہے حالانکہ وہ عثمان کی طرف سے گورنر چلا آرہا تھا۔ اسی قسم کی لاپرواہیوں سے مطالب کو الٹتے رہے ہیں۔ ہم نے خطبات کی تشریح میں ابوموسیٰ اشعری کا حال تفصیل سے لکھ دیا ہے یہاں یہ یاد دلادیں کہ حضرت علیؑ کے اس مندرجہ بالا خط کے بعد بھی ابوموسیٰ نے اپنا مخالفانہ رویہ تبدیل نہ کیا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت امام حسنؑ ایک وفد کیساتھ کوفہ پہنچے اور اپنے بیان میں اُن تمام پہلوؤں کو واضح کر دیا جن کی آڑ میں ابوموسیٰ لوگوں کو جنگ سے روکتا تھا۔ خطبہ سن کر لوگوں کی رائے بدل گئی اور ابوموسیٰ سے بحث اور جھگڑا شروع ہو گیا۔ اسی عالم میں ابوموسیٰ کے نوکر چاکر پہنچے اور بتایا کہ ایک ایسا ایسا گھر پر شخص آیا اور اُسکی بڑی تعظیم کی جا رہی ہے اُس نے ہمیں مار کر بھگا دیا اور مکان کا سارا سامان سڑک پر پھنکوانا شروع کر دیا جلد چلئے ایسا نہ ہو کہ آپ کا مکان لوٹ لیا جائے۔ ابوموسیٰ پہنچا تو وہ جناب مالک اشترؒ تھے انہوں نے ابوموسیٰ کو بھی آڑے ہاتھوں لیا اور فوراً دفع ہو جانیکا حکم دیا۔ منت سماجت اور سفارش کے بعد ایک دن کی اجازت ملی اور ابوموسیٰ کسی اور گھر میں منتقل ہو گیا اور اگلے روز کوفہ سے چلا گیا۔ اسکے بعد جناب مالک اشترؒ، امام حسن علیہ السلام اور کوفے سے فوجیں تیار ہو کر روانہ ہونا شروع ہو گئیں اور حضرت علی علیہ السلام کے پاس افواج کا سمندر موجیں مارنے لگا۔ طلحہ و زبیر پر اتمام حجت کیا گیا مگر وہ اور حضرت عائشہ جنگ پر مُصِر رہے اور یوں جنگ جمل وقوع میں آئی اور طلحہ و زبیر میدان جنگ میں کام آئے حضرت عائشہ کو شہر میں عارضی قیام کی اجازت دی گئی اور پھر مدینہ بھیجا گیا۔

(نمبر 64) خط — <u>اِلٰى مُعَاوِيَةَ جَوَابًا كِتَابِه : معاویہ کے جواب میں</u>

1) <u>معاویہ کے سیاسی سوالات کا جواب دیتے ہوئے اس کا توڑ کیا گیا</u> 2) <u>اگر معاویہ علیؑ کے خط کو مجمع عام میں پڑھے تو پبلک معاویہ کو مجرم سمجھے</u>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّا كُنَّا نَحْنُ وَ اَنْتُمْ عَلٰى مَاذَكَرْتَ مِنَ الْاُلْفَةِ وَالْجَمَاعَةِ ؛	1	حمد و ثنائے خدا و رسولؐ کے بعد سنو کہ تمہارا یہ لکھنا کہ ''پہلے ہم میں اور تم میں الفت اور اتحاد تھا''، مطلب یہ کہ علیؑ نے تفرقہ اور دشمنی پیدا کر دی ہے۔ ایسا نہیں بلکہ یوں کہوں کہ:
فَفَرَّقَ بَيْنَنَاوَبَيْنَكُمْ اَمْسِ اَنَّا اٰمَنَّا وَ كَفَرْتُمْ ؛	2	اسلام سے پہلے تم میں اور ہم میں اتحاد و الفت تھی تفرقہ اور دشمنی یوں پیدا ہوئی کہ ہم ایمان لے آئے اور تم نے کفر اختیار کر لیا؛
وَالْيَوْمَ اَنَّا اسْتَقَمْنَا وَفُتِنْتُمْ ؛	3	اور آج تفرقہ اور دشمنی اسلئے ہے کہ ہم ایمان پر قائم ہیں اور تم نے فتنہ پیدا کر دیا ہے؛

وَمَا اَسۡلَمَ مُسۡلِمُکُمۡ اِلَّاکُرۡهًا ؛	4	اور تمہارے مسلمان کہلانے والے لوگ تو اسلام لائے ہی نہ تھے مگر مجبوراً؛
وَبَعۡدَ اَنۡ کَانَ اَنۡفُ الۡاِسۡلَامِ کُلُّهُ لِرَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَآلِهٖ حِزۡبًا ؛	5	اور وہ یوں کہ جب تم نے دیکھا کہ سارا عرب مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے گروہ میں داخل ہو چکا ہے؛
وَذَکَرۡتَ اَنِّیۡ قَتَلۡتُ طَلۡحَةَ وَالزُّبَیۡرَ ؛	6	تم نے یہ تذکرہ بھی کیا ہے کہ میں نے طلحہ اور زبیر کو قتل کیا ہے؛
وَشَرَّدۡتُ بِعَائِشَةَ ؛	7	اور عائشہ کو اس کے گھر سے نکالا ہے؛
وَنَزَلۡتُ بَیۡنَ الۡمِصۡرَیۡنِ ؛	8	اور مدینہ چھوڑ کر کوفہ اور بصرہ کے درمیان پڑاؤ ڈالا ہے؛
وَذٰلِکَ اَمۡرٌ غِبۡتَ عَنۡهُ فَلَاعَلَیۡکَ وَلَاالۡعُذۡرُ فِیۡهِ اِلَیۡکَ ؛	9	مگر یہ تینوں باتیں ایسی ہیں جن کا نہ تجھ سے کوئی تعلق ہے اور نہ تجھے ان سے کوئی نقصان ہوا ہے اور نہ تجھے ان کی وجوہات بتانے کی ضرورت ہی ہے؛
وَذَکَرۡتَ اَنَّکَ زَائِرِیۡ فِی الۡمُهَاجِرِیۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ ؛	10	اور تم نے یہ بھی لکھا ہے کہ تو مہاجرین اور انصار کے ساتھ مجھ سے جنگ کرنے کے لئے میری زیارت کو آرہا ہے؛
وَقَدِانۡقَطَعَتِ الۡهِجۡرَةُ یَوۡمَ اُسِرَاَخُوۡکَ ؛	11	اور واقعہ یہ ہے کہ ہجرت کا درجہ ملنا تو اس روز سے بند ہے جس دن تیرا بھائی گرفتار ہوا تھا؛
فَاِنۡ کَانَ فِیۡکَ عَجَلٌ فَاسۡتَرۡفِهۡ ؛	12	اور اگر تمہیں جنگ کرنے کی اتنی ہی جلدی ہے تو ذرا دم لے کہ:۔
فَاِنِّیۡ اِنۡ اَزُرۡکَ فَذٰلِکَ جَدِیۡرٌ اَنۡ یَکُوۡنَ اللّٰهُ اِنَّمَابَعَثَنِیۡ اِلَیۡکَ لِلنِّقۡمَةِ مِنۡکَ ؛	13	میں خود تمہاری زیارت کرنے کے لئے آجاؤں اور یہ بہت مناسب ہوگا اس لئے کہ اس صورت میں اللہ نے تمہیں سزا دینے کیلئے مجھے مبعوث کیا ہوگا۔
فَاِنۡ تَزُرۡنِیۡ فَکَمَا قَالَ اَخُوۡبَنِیۡ اَسَدٍ : مُسۡتَقۡبِلِیۡنَ رِیَاحَ ؛	14	اور اگر تم مجھ سے ملاقات کے لئے پہلے پہنچ گئے تو اس کا مطلب وہی ہوگا جو بنی اسد کے شاعر نے کہا تھا کہ:
الصَّیۡفِ تَضۡرِبُهُمۡ ؛ بِحَاصِبٍ بَیۡنَ اَغۡوَارٍ وَّجُلۡمُوۡدٍ ؛	15	''وہ موسم گرما کی ایسی ہواؤں کا سامنا کر رہے ہیں جو انہیں چٹانوں اور نشیبوں میں سنگ ریزوں کی مار دے رہی ہیں۔''
وَعِنۡدِیۡ السَّیۡفُ الَّذِیۡ اَعۡضَضۡتُهُ بِجَدِّکَ وَخَالِکَ وَاَخِیۡکَ فِیۡ مَقَامٍ وَّاحِدٍ ؛	16	اور میرے پاس وہی تلوار ہے جس سے میں تیرے نانا کو اور تیرے ماموں اور تیرے بھائی کو موت کے گھاٹ اتار کر ایک ہی جگہ پہنچا چکا ہوں؛
وَاِنَّکَ وَاللّٰهِ .مَاعَلِمۡتُ الۡاَغۡلَفُ الۡقَلۡبِ ؛	17	اور بخدا تجھے میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ تمہارے دل پر راہ راست سے بچنے کے لئے غلاف چڑھا ہوا ہے؛ اور
الۡمُقَارِبُ الۡعَقۡلِ ؛	18	جس کی عقل بہت محدود ہے؛
وَالۡاَوۡلٰی اَنۡ یُّقَالَ لَکَ ؛	19	اور تمہارے لئے تو یہ کہنا بہت ہی مناسب ہے؛
اِنَّکَ رَقِیۡتَ سُلَّمًا اَطۡلَعَکَ مَطۡلَعَ سُوۡءٍ	20	کہ تم ایک ایسی سیڑھی پر چڑھ گئے ہو جہاں سے تمہیں ایک ایسا منظر پیش آتا ہے جس

عَلَیۡکَ لَا لَکَ ؛		میں تیرے لئے برا ہی برا ہونا ہے اور اچھائی ہرگز نہیں ہے؛
لِاَنَّکَ نَشَدۡتَ غَیۡرَ ضَالَّتِکَ ؛	21	اس لئے کہ تم غیروں کی گمشدہ چیز کی تاک میں ہو؛
وَرَعَیۡتَ غَیۡرَ سَائِمَتِکَ ؛	22	اور دوسروں کے مویشی چرانا چاہتے ہو؛
وَطَلَبۡتَ اَمۡرًا لَّسۡتَ مِنۡ اَهۡلِهٖ وَلَا فِیۡ مَعۡدِنِهٖ؛	23	اور ایسی چیز کو حاصل کرنے میں لگے ہوئے ہو جس کی نہ تم اہلیت رکھتے ہو اور نہ ہی تم اس کی بنیاد سے تعلق رکھتے ہو؛
فَمَا اَبۡعَدَ قَوۡلَکَ مِنۡ فِعۡلِکَ ؛	24	اور تمہارے قول و فعل میں کتنی بے ربطی اور تضاد ہے؛
وَقَرِیۡبٌ مَّا اَشۡبَهۡتَ مِنۡ اَعۡمَامٍ وَّاَخۡوَالٍ حَمَلَتۡهُمُ الشَّقَاوَةُ ؛	25	تمہیں اپنے چچاؤں اور ماموؤں سے کتنی مشابہت ہے جنہیں اُن کے بغض و حسد اور ازلی بدبختی نے؛
وَتَمَنِّی الۡبَاطِلِ عَلَی الۡجُحُوۡدِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ ؛	26	اور باطل تمناؤں نے انہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے خلاف ہٹ دھرمی اور مخالفت پر کھڑا کر دیا تھا؛
فَصُرِعُوۡا مَصَارِعَهُمۡ حَیۡثُ عَلِمۡتَ لَمۡ یَدۡفَعُوۡا عَظِیۡمًا ؛	27	چنانچہ وہ قتل ہو ہو کر اپنے گرنے کی جگہوں پر گرے تھے اور تمہیں خوب معلوم ہے کہ نہ وہ اس عظیم قوت سے دفاع کر سکے؛
وَلَمۡ یَمۡنَعُوۡا حَرِیۡمًا بِوَقۡعِ سُیُوۡفٍ مَا خَلَا مِنۡهَا الۡوَغٰی ؛	28	اور نہ ہی وہ اپنے حرم کو اُن تلواروں سے بچا سکے، جو کبھی میدان جنگ کو خالی نہیں چھوڑتی ہیں؛
وَلَمۡ تُمَاشِهَا الۡهُوَیۡنَا ؛	29	اور نہ باطل کو مٹانے میں سستی و کمی کرتی ہیں؛
وَقَدۡ اَکۡثَرۡتَ فِیۡ قَتَلَةِ عُثۡمَانَ ؛	30	اور تم نے عثمان کے قاتلوں کے متعلق بہت لکھا ہے اسکا جواب اتنا سا ہے کہ:
فَادۡخُلۡ فِیۡمَا دَخَلَ فِیۡهِ النَّاسُ ؛	31	تو بھی اطاعت کے اس زمرہ میں داخل ہو جا جس میں تمام لوگ داخل ہو چکے ہیں؛
ثُمَّ حَاکِمِ الۡقَوۡمَ اِلَیَّ اَحۡمِلۡکَ وَاِیَّاهُمۡ عَلٰی کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی ؛	32	پھر تم اور تمہاری قوم میرے سامنے مقدمہ لاؤ تو میں تمہیں اور تمہاری قوم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے سامنے رکھ دوں گا؛
وَاَمَّا تِلۡکَ الَّتِیۡ تُرِیۡدُ فَاِنَّهَا خُدۡعَةُ الصَّبِیِّ عَنِ اللَّبَنِ فِیۡ اَوَّلِ الۡفِصَالِ ؛	33	اور رہ گیا تمہارا یہ منصوبہ اس کی حیثیت میرے نزدیک بچوں والا وہ فریب ہے جو بچوں کا دودھ چھڑاتے وقت دیا جایا کرتا ہے؛
وَالسَّلَامُ لِاَهۡلِهٖ ۔		اور سلام اس پر جو اس کا اہل ہے۔

تشریح:۔ یہ خط معاویہ نے ضرور اپنے اہل دربار کو سنا کر بھیجا ہوگا اور انہیں یہ تاثر دیا ہوگا کہ مسلمانوں کی یکجہتی اور محبت و اتحاد کو حضرت علی علیہ السلام نے خراب کیا ہے اور اُمت میں دو محارب گروہ بنائے ہیں جو ایک دوسرے کے دشمن اور خون کے پیاسے ہیں۔اس اعتراض کا جواب قابل غور ہے اور اُن لوگوں کو اس جواب پر غور کرنا ہے جو عہد رسولؐ میں، عہد حضرت ابوبکر و عمر میں مسلمانوں کو متحد جماعت سمجھتے رہے ہیں جیسا کہ سنی و شیعہ علماء نے لکھا ہے کہ: حضرت علیؑ نے مسلمانوں کا اتحاد برقرار رکھنے کے لئے تلوار نہ اٹھائی تھی۔'' وہ نوٹ کریں کہ حضرت علی علیہ السلام معاویہ کو بتا رہے ہیں کہ اسلام کا اعلان

ہوتے ہی اتحاد پارہ پارہ ہوگیا تھا۔اس لئے کہ:**اٰمَنّا وَ کَفَرْتُمْ.** ''ہم ایمان لے آئے اور تم نے کفر اختیار کیا۔'' مطلب صاف ہے کہ اعلان اسلام سے پہلے اتحاد اور الفت موجود تھی۔اسلام نے اتحاد والفت کو خراب کیا اور پھوٹ ڈال دی۔یعنی اسلام کا اعلان نہ ہوتا تو لوگوں میں اتحاد والفت برقرار رہتی۔یہاں معاویہ اگر یہ مانتا کہ واقعی حضرت علیؑ نے تفرقہ نہیں ڈالا بلکہ اسلام نے اتحاد والفت کو تباہ کیا تو معاویہ اسلام کا دشمن ثابت ہوجاتا ہے۔اب پہلے جملے کو غور سے دیکھئے جس میں فرمایا گیا کہ ہم ایمان لے آئے۔یعنی پہلے کافر تھے۔پھر دوسرے جملے کو دیکھئے فرمایا گیا کہ ''تم نے کفر کیا۔یعنی تم پہلے مومن تھے۔اب کافر ہوگئے۔یہ قریشی معانی کرنے کا طریقہ تھا جس سے ایمان لانے والے ایمان لانے سے پہلے کافر بن جاتے ہیں اور کفر کرنے والے کفر کرنے سے پہلے مومن قرار پاجاتے ہیں۔ہم نے جان بوجھ کر معنی کو اس طرح لکھا ہے کہ یہ اُلجھن سامنے آئے اور قارئین ذرا چوکنا رہ کر ترجم پڑھا کیں۔لہٰذا ہمارے طریقہ پر کفر کے معنی حق پوشی ہیں اور ایمان کے معنی مان لینا ہیں۔لہٰذا حضورؐ کے جملے کو پھر سامنے لائیں اور ہماری طرح معنی کریں ''**اٰمَنّا وَ کَفَرْتُمْ**'' ''<u>ہم نے مان لیا اور تم نے حق پوشی کی</u>'' لہٰذا ماننے والے اور حق پوشی کرنے والے دو مختلف گروہ ہوگئے۔پہلے نہ اعلان ہوا تھا نہ ماننے اور حق پوشی کا سوال تھا۔لہٰذا جو جس حال میں تھا وہ تھا اور اُسی حالت میں اتحاد ومحبت تھی۔یہ اعلان اسلام کرنے والی ہستی علیہ الصلوٰۃ والسلام خاندان بنی ہاشم علیہم السلام سے تھی اُس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ایک گروہ نے اُنہیں نبیؐ مان لیا دوسرے نے حق پوشی کی۔یعنی نبیؐ کا نبی ہونا ماننے سے بنی ہاشم کا اقتدار ماننے کا سوال رکاوٹ بن گیا اور اُنہوں نے کہہ دیا کہ تم نبیؐ نہیں محمد بن عبداللہ اور ہمارے جیسے اور ہم ہی میں سے ایک بشر ہو۔بہرحال اتحاد و الفت تفرقہ اور نفرت میں بدل گئی۔جنگیں ہوئیں تصادم ہوئے بائیکاٹ اور قطع تعلقات رہے۔لوگ مسلمان ہوتے رہے اور فتح مکہ پر یا کچھ بعد سب مسلمان ہوگئے۔اب ہمیں کوئی یہ بتائے اور آیت یا حدیث دکھائے کہ وہ اتحاد والفت پھر کب پیدا ہوئی تھی۔ہم قرآن کریم سے اُنہیں مسلمانوں میں فرقہ واریت دکھاتے ہیں اور ایسا فرقہ بھی مومنین میں ملتا ہے جو رسولؐ کے فیصلے پر رضامند نہ ہوتا ہے اور جانتے بوجھتے حق کے خلاف نبیؐ سے جھگڑا بلکہ مجادلہ کرتا تھا۔مودودی سے اُن کا محتاط ترجمہ سنئے۔وہ صورت حال کو سنبھالنے کے لئے آیت کے ترجمہ سے پہلے ایک بریکٹ لگاتے ہیں:۔

''(<u>اس مال غنیمت کے معاملے میں بھی ویسی ہی صورت پیش آرہی ہے جیسی اُس وقت پیش آئی تھی جب کہ</u>) تیرا رب تجھے حق کے ساتھ تیرے گھر سے نکال لایا تھا اور مومنوں میں سے ایک گروہ (آیت کا لفظ ہے <u>**فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ**</u>) کو یہ سخت ناگوار تھا وہ اس حق کے معاملے میں تجھ سے جھگڑ رہے تھے درآں حالیکہ وہ حق صاف صاف نمایاں ہوچکا تھا اِن کا حال یہ تھا کہ گویا کہ وہ آنکھوں دیکھے موت کی طرف ہانکے جارہے ہیں۔(سورہ انفال 8/5-6)(تفہیم القرآن جلد2 صفحہ 131-130)

یہاں اتحاد ومحبت کا کسی طرح ثبوت نہیں ملتا **فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ** اور خود رسولؐ کے خلاف فرقہ اور جھگڑا ثابت ہے۔

<u>مودودی کی چوتھی تشریح بھی دیکھ لیں</u>:۔''۴؎ یعنی جس طرح اس وقت یہ (گروہ یا فرقہ) لوگ خطرے کا سامنا کرنے سے گھبرا رہے تھے حالانکہ حق کا مطالبہ اس وقت یہی تھا کہ خطرے کے منہ میں چلے جائیں، اسی طرح آج انہیں مال غنیمت ہاتھ سے چھوڑنا ناگوار ہورہا ہے حالانکہ حق کا مطالبہ یہی ہے کہ وہ اسے چھوڑ دیں اور حکم کا انتظار کریں۔''(تفہیم جلد2 صفحہ 131)

ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ اسلام لانے یا مسلمان ہوجانے کے بعد کبھی بھی سارے مسلمانوں میں الفت واتحاد نہیں رہا ہے۔لہٰذا اُدھر معاویہ اپنے اعتراض میں جھوٹا ہے ادھر وہ لوگ بھی جھوٹے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ:''<u>حضرت علی علیہ السلام نے خلافت کیلئے تلوار نہ اُٹھا کر مسلمانوں کا اتحاد برقرار رکھا</u>'' مسلمانوں میں اتحاد تھا ہی نہیں تو برقرار رکھنا بے معنی ہے اور سارے مسلمانوں میں الفت ہوتی تو اللہ کو تالیف کی ضرورت نہ ہوتی۔(3/103 اور 8/63)

سارا عرب مسلمان تھا اور علیؑ کے مخالفین سارے عرب کے بعد مجبوراً اسلام لائے تھے

یہاں جملہ نمبر 5 - 4 کی رُو سے معاویہ اوراس کے ساتھی اور پسندیدہ لوگ مجبوراً اسلام لائے تھے یعنی سارے عرب کو مسلمان دیکھ کر اور خطرہ سمجھ کر مسلمان ہوئے تھے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ عرب میں منافق اور مرتد لوگ موجود تھے غلط ہے۔ چنانچہ خلافت حاصل کرنے والے بھی مسلمان تھے مخالفت کرنے والے بھی مسلمان تھے۔ حضرت ابوبکر کے خلاف بغاوت کرنے والے اورزکاۃ روکنے والے بھی مسلمان ماننا پڑیں گے۔ یہاں بھی طے ہو جانا چاہئے کہ معاویہ ایک بے عقل اور فریب کار آدمی تھا ہر پہلو سے اُس کی حماقتیں واضح کردی گئی ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خط جنگ صفین سے کہیں پہلے لکھا گیا ورنہ معاویہ ملاقات کرنے اورفوجوں کولانے کی بات نہ کرتا۔

(نمبر65) خط

اِلَیۡہِ اَیۡضًا: پھر معاویہ کے نام

1)معاویہ کے بزرگوں نے بھی اللہ کی ممنوعہ چیزوں کوغصب کیا تھا 2)معاویہ اوراس کے بزرگ مقام امامت وخلافت سے بہت پست تھے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ اٰنَ لَکَ اَنۡ تَنۡتَفِعَ بِاللَّمۡحِ الۡبَاصِرِ مِنۡ عِیَانِ الۡاُمُوۡرِ ؛	1	حمد وثنائے خدا اور رسولؐ کے بعد اے معاویہ سنو کہ تیرے لئے وہ وقت آپہنچا ہے کہ تو سامنے پھیلے ہوئے حالات کوغور سے دیکھے اوراُن سے فائدہ اُٹھائے؛ مگر تُو نے
فَلَقَدۡ سَلَکۡتَ مَدَارِجَ اَسۡلَافِکَ بِادِّعَائِکَ الۡاَبَاطِیۡلَ ؛	2	تو خود کو اپنے بزرگوں کے درجات اور طرزعمل سے وابستہ کردیا ہے اس لئے کہ تو نے بھی باطل دعویٰ کیا ہے؛
وَاقۡتِحَامِکَ غُرُوۡرَ الۡمَیۡنِ وَالۡاَ کَاذِیۡبِ ؛	3	اور نہایت بےفکری سے خود کو جھوٹ کے ڈھیر میں دبایا ہوا ہے؛
وَبِانۡتِحَالِکَ مَاقَدۡ عَلَاعَنۡکَ ؛	4	اورخود کو اپنے سے بلند وبالا مقام کے حصول میں جھونک دیا ہے؛
وَابۡتِزَازِکَ لِمَا اخۡتُزِنَ دُوۡنَکَ ؛	5	اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ مقام دوسروں کوسپرد شدہ ہے اُسے غصب کرنے میں اپنے بزرگوں کے راستہ پر چل رہے ہو؛
فِرَارًا مِنَ الۡحَقِّ ؛	6	تاکہ تم حق سے بچ کر فرار کرسکو؛
وَجُحُوۡدًا لِمَاهُوَ اَلۡزَمُ لَکَ مِنۡ لَّحۡمِکَ وَدَمِکَ ؛	7	اوراُس حقیقت کی مخالفت کررہے ہو جو تم پر تمہارے خون اور گوشت سے بھی زیادہ لازم تر ہے؛
مِمَّا قَدۡ وَعَاہُ سَمۡعُکَ ؛	8	اور وہ وہی ہے جسے تمہارے کانوں نے سنا ہے اور محفوظ رکھا ہوا ہے؛
وَمُلِئَ بِہٖ صَدۡرُکَ ؛	9	اور وہ وہی ہے جس سے تمہارا سینہ لبریز ہے؛
فَمَاذا بَعۡدَ الۡحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ الۡمُبِیۡنُ ؟	10	بتاؤ کہ حق کے بعد کھلے ہوئے باطل کے سوا اور کیا رہ جاتا ہے؟
وَبَعۡدَ الۡبَیَانِ اِلَّا اللُّبۡسُ ؟	11	اور واضح بیان کے بعد اور کچھ نہیں بچتا سوائے حرّافی اور فریب کاری کے؛
فَاحۡذَرِ الشُّبۡهَةَ وَاشۡتِمَا لِهَاعَلٰی لُبۡسَتِهَا ؛	12	لہٰذا تم شبہات سے اور شبہات کی مُلمّع کاری اور فریب نگاری سے بچ کر رہا کرو؛

فَاِنَّ الْفِتْنَةَ طَالِمَا اَغْدَفَتْ جلاَ بِيْبَهَا ؛	13	اس لئے کہ فتنوں نے مدت ہوئی کہ اپنے دامن لٹکا دئے تھے اور اپنی نقاب منہ پر ڈال رکھی ہے؛
وَاَغْشَتِ الْاَبْصَارَ ظُلْمَتُهَا ؛	14	اور اُن کے گہرے اندھیروں نے آنکھوں کو دیکھنے سے بے بس کر رکھا ہے؛
وَقَدْ اَتَانِیْ کِتَابٌ مِنْکَ ذُوْا اَفَانِيْنَ مِنَ الْقَوْلِ ضَعُفَتْ قُوَاهَا عَنِ السِّلْمِ ؛	15	بلا شبہ تمہارا ایک ایسا خط مجھے ملا ہے جس میں طرح طرح کی بے تکی باتیں ہیں اور جن سے صلح اور امن کے مقصد میں کمزوری پیدا ہوتی ہے؛
وَاَسَاطِيْرَ لَمْ يَحُكْهَا مِنْکَ عِلْمٌ وَّلَا حِلْمٌ ؛	16	اور اُس میں سطروں کی سطریں بکواس سے لبریز ہیں جن کو تو نے علم اور بردباری سے نہیں لکھا ہے؛
اَصْبَحْتَ مِنْهَا کَالْخَائِضِ فِی الدَّهَاسِ وَالْخَابِطِ فِی الدَّيْمَاسِ ؛	17	اُن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو دلدل میں دھنستا جا رہا ہے اور اندھے کنویں میں ہاتھ پیر مار رہا ہے یا جیسے ایک خبطی بکواس کرتا جا رہا ہے؛
وَتَرَقَّيْتَ اِلٰی مَرْقَبَةٍ بَعِيْدَةِ الْمَرَامِ ؛	18	اور تو نے (ولی عہد اور جانشین بننے کی درخواست کر کے) خود کو اتنا بلند کرنا چاہا ہے جہاں تک پہنچنا ممکن نہیں ہے؛
نَازِحَةِ الْاَعْلَامِ ؛	19	وہ تو تمام بلند نشانات سے بھی بہت دور اور اونچا مقام ہے؛
تَقْصُرُ دُوْنَهَا الْاَنُوْق ؛	20	وہاں تک پہنچنا تو عقاب کے لئے بھی ممکن نہیں ہے؛
وَيُحَاذٰی بِهَا الْعَيُّوْقُ ؛	21	اور اُس کے محاذ میں تو عیُّوق ستارہ آتا ہے؛
وَحَاشَ لِلّٰهِ اَنْ تَلِیَ لِلْمُسْلِيْمَنَ بَعْدِیْ صَدَرًا اَوْ وِرْدًا ؛	22	میں اللہ سے پناہ مانگتے ہوئے کہتا ہوں کہ میں تمہیں اپنے بعد کے لئے مسلمانوں کا حاکم اور فیصلے کرنے والا ہرگز نہ بناؤں گا؛
اَوْ اُجْرِیَ لَکَ عَلٰی اَحَدٍ مِنْهُمْ عَقْدًا اَوْعَهْدًا ؛	23	یا تمہیں کسی ایک مسلمان پر بھی اُس کے معاملات میں حاکم نہ بناؤں گا (نکاح و طلاق اور معاہدہ کرنے کا اختیار بھی نہ دوں گا)؛
فَمِنَ الْاٰنِ فَتَدَارَکْ نَفْسَکَ وَانْظُرْلَهَا ؛	24	بہر حال تو اِس گھڑی سے اپنی ذہنیت اور حالت پر غور کرنا شروع کر دے اور اس کا تدارک کر لے؛
فَاِنَّکَ اِنْ فَرَّطْتَ حَتّٰی يَنْهَدَا اِلَيْکَ عِبَادُاللّٰهِ ؛	25	25۔اِس لئے کہ اگر تم نے اپنی اصلاح میں اُس وقت تک کوتاہی کی کہ جب اللہ کے بندے مقابلے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے؛
اُرْتِجَتْ عَلَيْکَ الْاُمُوْرُ ؛	26	تو تمہارے لئے تمام راہیں بند ہو جائیں گی؛
وَمُنِعْتَ اَمْرًا هُوَ مِنْکَ الْيَوْمَ مَقْبُوْلٌ .وَالسَّلَامُ ۔	27	اور جو کچھ آج تجھ سے قبول کیا جا سکتا ہے وہ حملہ کے بعد قبول نہ ہوگا۔ والسلام

تشریح:۔ یہ معاویہ کے ایک مخصوص خط کا جواب ہے جس میں اُس نے چاہا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام اسے اپنے بعد کے لئے ولی عہد بنا کر مصر پر حاکم رہنے دیں اور گورنری سے معزول کرنے کے حکم کو نظر انداز فرما دیں۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ حضور علیہ السلام نے پہلے ہی دن تمام عثمانی گورنروں کو معزول

کرنے کے احکام جاری کئے تھے جن میں معاویہ کو بھی معزول ہو کر آنے کے لئے حکم نامہ بھیجا تھا۔ اگر حضرت علی علیہ السلام نے خود کو حضرات ابوبکر وعمر و عثمان والی قریشی حکومت کا جانشین سمجھا ہوتا اور خود کو قریشی قوانین کے ماتحت بننے والا ویسا ہی خلیفہ سمجھا ہوتا تو معاویہ کی یہ درخواست قبول کی جاسکتی تھی اور معاویہ نے حضورؑ کو حضرات ابوبکر وعمر وعثمان ہی جیسا ایک خلیفہ سمجھ کر یہ خط لکھا تھا اور اپنی درخواست کے منظور ہونے کی پوری اُمید کی تھی۔ اس لئے کہ ایک قریشی مسلمہ خلیفہ اپنے بیٹوں کے علاوہ کسی کو بھی اپنا جانشین اور ولی عہد بنا سکتا تھا۔ لیکن اِس جواب نے معاویہ کی تمام اُمیدوں پر پانی پھرا دیا اور اُسے اب معلوم ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام خود کو **خلیفۃ اللّٰہ** سمجھتے ہیں اور یہ کہ **خلیفۃ اللّٰہ** کا تقرر اللہ کے سوا کوئی اور نہیں کرسکتا۔ اور یہ کہ خلیفۃ اللہ کا مقام اللہ تک بلند ہوتا ہے وہ جانشینِ خداوندی ہوتا ہے اور اُس کے اختیارات اور قدرت وہی ہوتی ہے جو اللہ کے اختیارات وقدرت ہوتی ہے۔ تاکہ وہ اللہ کی ہر ممکن نمائندگی کرسکے۔ اور جس کا ہر کام وخیال وارادہ اللہ سے منسوب ہوسکے۔ اور اسی جواب سے معاویہ کو رسوؐل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا مقام معلوم ہوا تھا۔ اس جواب میں حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ اینڈ کمپنی کو اپنا اور خلفائے ثلاثہ کا فرق سمجھایا ہے اور بتایا ہے کہ یہ بزرگوار تو غاصب تھے اور یہ کہ معاویہ بھی غصب کرنے کی پالیسی پر گامزن ہے۔ اسی خط میں حضرت علی علیہ السلام نے اُسے موقع دیا ہے کہ وہ اپنی اصلاح کر کے اطاعت کرلے۔ اگر معاویہ نے بیعت واطاعت اختیار کی ہوتی اور صحیح عقیدے کا برملا اعلان کیا ہوتا تو ممکن تھا کہ حضور علیہ السلام اُسے قوانین اسلام کے ماتحت کچھ فائدہ پہنچا دیتے۔ یعنی اُسے نبطیوں کی طرح معصوؐم حکومت کے ماتحت حکمران قرار دے دیتے اور یہ بہت بڑا اعزاز ہوتا اور نجات کی اُمید کی جاسکتی تھی اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ بلندی بھی عیوق ستارہ سے کچھ کم نہ ہوتی۔

عیوق ستارہ کے متعلق معلومات

عیوق ایک سرخ رنگ کا ستارہ ہے جو ہماری کہکشاں کے داہنے کنارے پر نظر آتا ہے اور ستارۂ ثُریّا کے بعد نکلتا ہے اور ثُریّا سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ ثریا کے آگے پیچھے رہنے والا ایک اور ستارہ ہے عَوق کہتے ہیں اور یہ ثریا کا محافظ کہلاتا ہے اسی کے نام سے لفظ عیوق بنایا گیا ہے اور یہ ہر سال 8 فروری کو رات کے 9 بجے نصف النہار (خط استوا) پر سے گذرتا ہے۔

وہ واضح بیان جسے تمام قریش نے سنا اور محفوظ رکھا اور سینوں میں رہتا چلا آیا ہے

جملہ نمبر 8 تا 11 میں جس واضح بیان کا ذکر فرمایا ہے وہ دعوتِ ذوی العشیرہ **وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ** o (26/214) ہے۔ جہاں حضرت علی علیہ السلام کو **خلیفۃ اللّٰہ**، وزیر اور بھائی بنانے کا اعلان کیا گیا تھا اور قریش نے خلافت ووزارت واخوت حاصل کرنے کا موقع ٹھکرا دیا تھا۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام قریش اینڈ کمپنی کو حضرت علی علیہ السلام کی بے چوں وچرا اطاعت کا حکم دیا گیا تھا۔ اور جب بعد میں سکھوں کی طرح حقیقت سمجھ میں آئی تو خلافت حاصل کرنے اور قومی حکومت بنانے کی اسکیم شروع کی گئی تھی۔

خط (نمبر 66) اِلٰی عَبۡدِاللّٰہِ ابۡنِ الۡعَبَّاسِ : عبداللہ ابن عباس کے نام

ایسی نصیحت کی گئی ہے جو ایک عام اور ادنیٰ آدمی کو کی جاتی ہے اور اُس کے کردار کی نفی ہوتی ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

اَمَّا بَعۡدُ فَاِنَّ الۡعَبۡدَ لَیَفۡرَحُ بِالشَّیۡءِ الَّذِیۡ لَمۡ یَکُنۡ لِّیَفُوۡتَہٗ ؛	1	حمد و ثنائے خدا و رسولؐ کے بعد واضح ہو کہ بندہ کبھی ایسی چیز کو پا کر خوشی منانے لگتا ہے جو کبھی اُس کے ہاتھ سے جانے والی نہیں ہوتی ہے؛
وَیَحۡزَنُ عَلَی الشَّیۡءِ الَّذِیۡ لَمۡ یَکُنۡ لِّیُصِیۡبَہٗ ؛	2	اور ایسی چیز پر غمگین ہو جاتا ہے جو اُس کو کبھی ملنے والی نہیں ہوتی؛
فَلَا یَکُنۡ اَفۡضَلُ مَا نِلۡتَ فِیۡ نَفۡسِکَ مِنۡ دُنۡیَاکَ بُلُوۡغَ لَذَّۃٍ اَوۡ شِفَآءَ غَیۡظٍ ؛	3	لہٰذا اے ابن عباس لذتوں کو جیسے بھی ملیں حاصل کرنا اور جذبۂ انتقام کو جیسے بھی ہو پورا کر کے چھوڑنا تمہاری نظروں میں دنیا کی سب سے افضل نعمت نہ ہونا چاہیئے؛
وَلٰکِنۡ اِطۡفَآءَ بَاطِلٍ وَاِحۡیَآءَ حَقٍّ ؛	4	بلکہ باطل کو مٹانا اور حق کو زندہ اور نافذ رکھنا بہترین نعمت ہونا چاہیئے؛
وَلۡیَکُنۡ سُرُوۡرُکَ بِمَا قَدَّمۡتَ ؛	5	اور تمہاری خوشی اُس ذخیرہ پر منحصر ہونا چاہیئے جو تم نے آخرت کے لئے آگے بھیجا ہے؛
وَاَسَفُکَ عَلٰی مَاخَلَّفۡتَ ؛	6	اور تمہارا رنج و افسوس اُس سامان پر ہونا چاہیئے جو جمع کر کے ضائع ہونے کے لئے پیچھے چھوڑا ہے؛
وَھَمُّکَ فِیۡمَا بَعۡدَ الۡمَوۡتِ ۔	7	اور تمہاری فکر و بصیرت اور ہمت موت کے بعد کے لئے صرف ہونا چاہیئے۔

تشریح:۔ اس کے بارے میں خطوط اور کردار کو پیش کیا جا چکا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو قریشی سازش کی وجہ سے خود کو علیؑ و محمدؐ کا چچا زاد بھائی سمجھتا رہا ہے۔ تعلیماتِ قرآن اور رسولؐ اور حضرت علی علیہ السلام کی تعلیم سے جس نے ذرہ برابر اثر نہ لیا اور حضرت علی علیہ السلام اور مومنین کے ساتھ ہر غدر و غبن جائز سمجھا۔ یہی نہیں اس کی اولاد نے بھی خاندان مرتضوی علیہم السلام پر صدیوں تک مظالم کئے۔ اِنہوں نے آئمہ علیہم السلام کے اور اسلام کے خلاف باقاعدہ محاذ جاری رکھا۔ اسلامی عقائد اور تصورات کو مٹانے کے لئے غیر مسلم اقوام کے فلاسفروں کی پرورش کی تنخواہیں اور وظائف دیئے۔ فلسفہ و منطق کی کتابوں کے تراجم کرائے اور مسلمانوں کو بے دین کرنے میں استعمال کیا۔ اگر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے جواب میں حقیقی منطق اور فلسفی تیار نہ کئے ہوتے تو ان لوگوں نے دین اور دینداروں کو مسمار کر دیا ہوتا۔ بہر حال عبداللہ اور اس کا باپ علیؑ و محمدؐ کے دشمن تھے اور دشمن رہے اور دشمن نسل چھوڑ کر چلے گئے۔

(نمبر67)خط اِلٰی قُثَمَ ابْنِ الْعَبَّاسِ وَھُوَ عَامِلُہٗ عَلٰی مَکَّۃَ

عباس کے بیٹے قثم کے نام جو مکہ میں آپؑ کا گورنر تھا

1۔ قریش ،مکہ میں آنے والوں سے قرآن کے خلاف کرایہ لیا کرتے تھے اس سے منع کیا ہے

2۔ حکم وپیغام گورنرخود زبانی دے گا3۔ کوئی دربان نہ رکھے گا4۔ کسی کوملاقات سے محروم نہ کرے گا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

اَمَّا بَعۡدُ فَاَقِمۡ لِلنَّاسِ الۡحَجَّ ؛	1	حمد وثنائے خدااور رسوؐل کے بعد معلوم ہو کہ لوگوں کے ساتھ حج کو قائم کرو؛
وَذَکِّرۡھُمۡ بِاَیَّامِ اللّٰہِ ؛	2	اور اُنہیں اللہ کے یادگاردنوں کی یاددلاتے رہو؛
وَاجۡلِسۡ لَھُمُ الۡعَصۡرَیۡنِ فَاَفۡتِ الۡمُسۡتَفۡتِیَ	3	اوردن میں دومرتبہ لوگوں کی مجلس قائم کرکے موجودرہا کرواورفتویٰ مانگنے والوں کوفتویٰ دیا کرو؛
وَعَلِّمِ الۡجَاھِلَ ؛	4	جاہلوں کوتعلیم دیا کرو؛
وَذَاکِرِ الۡعَالِمَ ؛	5	اور عالموں سے تبادلہ خیال کیا کرو؛
وَلَایَکُنۡ اِلَی النَّاسِ سَفِیۡرٌ اِلَّا لِسَانُکَ ؛	6	اورتمہاراپیغام پہنچانے والی تمہاری اپنی زبان ہونا چاہئے نہ کہ پیغامبراورسفیر؛
وَلَا حَاجِبٌ اِلَّا وَجۡھُکَ ؛	7	اورتمہارے چہرے کے علاوہ کوئی تمہارادربان نہ ہونا چاہئے ؛اور
وَلَا تَحۡجُبَنَّ ذَاحَاجَۃٍ عَنۡ لِقَائِکَ بِھَا ؛	8	ضرورت مندکواپنی ملاقات سے محروم نہ کرنا؛یعنی ضرورت کی چیزیں لئے ہوے ملاقات کرو؛
فَاِنَّھَا اِنۡ ذِیۡدَتۡ عَنۡ اَبۡوَابِکَ فِیۡ اَوَّلِ وِرۡدِھَا لَمۡ تُحۡمَدۡ فِیۡمَا بَعۡدُ عَلٰی قَضَائِھَا ؛	9	اس لئے کہ اگرپہلی مرتبہ تمہارے دروازوں سے حاجت مندکوخالی موڑدیا گیاتوپھروہ حاجت روائی کے بعدبھی تمہیں قابل تعریف نہ سمجھے گا؛
وَانۡظُرۡ اِلٰی مَا اجۡتَمَعَ عِنۡدَکَ مِنۡ مَّالِ اللّٰہِ فَاصۡرِفۡہُ اِلٰی مَنۡ قِبَلَکَ مِنۡ ذَوِی الۡعِیَالِ وَالۡمَجَاعَۃِ ؛	10	اوراس پرنظر رکھو کہ تمہارے پاس اللہ کا کچھ مال جمع ہوگیا ہے لہٰذا اسے اپنے آس پاس کے اور سامنے کے عیالداروں اوربھوکوں ننگوں میں تقسیم کرو؛
مُصِیۡبًابِہٖ مَوَاضِعَ الۡفَاقَۃِ وَالۡخَلَّاتِ ؛	11	خیال یہ رکھو کہ مال صحیح حقداروں کے مرکز تک پہنچ جائے فاقہ کش محروم نہ رہیں؛
وَمَا فَضَلَ عَنۡ ذٰلِکَ فَاحۡمِلۡہُ اِلَیۡنَا لِنَقۡسِمَہٗ فِیۡمَنۡ قِبَلَنَا ؛	12	اور جو وہاں کی ضرورت سے فاضل ہوا کرے اُسے ہمارے پاس روانہ کردیا کروتا کہ ہم یہاں کے حقداروں میں تقسیم کیا کریں؛
وَمُرۡاَھۡلَ مَکَّۃَ اَنۡ لَا یَاۡخُذُوۡا مِنۡ سَاکِنٍ اَجۡرًا ؛	13	اورمکہ کے باشندوں کوحکم دو کہ وہ باہر سے آکرٹھہرنے والوں سے کرایہ نہ لیا کریں؛
فَاِنَّ اللّٰہَ سُبۡحَانَہٗ یَقُوۡلُ: سَوَآءَ نِ الۡعَاکِفُ فِیۡہِ وَالۡبَادِ (حج 22/25)؛	14	اس لئے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ ’’ مکہ میں عاکف اور بادی دونوں یکساں اور برابر ہیں (22/25)
فَالۡعَاکِفُ : الۡمُقِیۡمُ بِہٖ ؛	15	عاکف وہ شخص ہے جو مکہ میں مقیم وآباد ہو؛

وَالْبَادِیْ : اَلَّذِیْ یَحُجُّ اِلَیهِ مِنْ غَیْرِ اَهْلِهِ وَفَّقَنَا اللّٰهُ وَاِیَّاکُمْ لِمَحَابِّهٖ .والسلام ۔	16	اور بادی وہ ہے جو باہر سے حج کو آیا ہو وہاں کا باشندہ نہ ہو۔اللہ ہمیں اور تمہیں پسندیدہ کاموں کی توفیق دے۔والسلام

تشریح:۔ یہ قثم عبداللہ کا برادر حقیقی ہے۔عبداللہ ابن عباس نے باغی ہوجانے اور بیت المال کو لوٹنے کے بعد مکہ میں سکونت اختیار کرلی تھی اور حضرت علی علیہ السلام کے تقاضوں کے بعد بھی باغی رہنا پسند کیا تھا۔مگر قثم نے گورنر ہوتے ہوئے نہ عبداللہ کے آنے کی اطلاع دی نہ اس کے خلاف کوئی قدم اُٹھایا اور اپنے امام وخلیفہ کے خلاف اپنے بھائی کی حمایت اور مدد کرتا رہا اور ایک خط میں پہلے بھی قثم کی مذمت ہوچکی ہے۔

(نمبر 68) خط اِلٰی سَلْمَانَؓ الْفَارِسِیّ قَبْلَ اَیَّامِ خِلَافَتِهٖ

اپنی ظاہری خلافت سے پہلے سلمانؓ فارسی کے نام لکھا تھا

دنیا کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے؟اور فریب سے بچنے کیلئے خود پر کس طرح نظر رکھنا چاہئے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّمَا مَثَلُ الدُّنْیَامَثَلُ الْحَیَّةِ ؛	1	حمدِ خدا اور رسولؐ کے بعد واضح ہو کہ یہ دنیا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اس کی مثال سانپ جیسی ہے؛
لَیِّنٌ مَسُّهَا قَاتِلٌ سَمُّهَا ؛	2	جو کہ چھونے میں چکنا،نرم اور خوشگوار ہوتا ہے مگر اُس کا زہر قاتل ہوتا ہے؛
فَاَعْرِضْ عَمَّا یُعْجِبُکَ فِیهَا لِقِلَّةِ مَا یَصْحَبُکَ مِنْهَا ؛	3	چنانچہ اس دنیا کی جو جو چیزیں تمہیں اچھی لگیں اور پسند آئیں اُن سے دل چسپی نہ لینا کیونکہ تمہارے ساتھ جانے والی چیزیں اُن میں بہت کم ہیں؛
وَضَعْ عَنْکَ هُمُوْمَهَا لِمَا اَیْقَنْتَ بِهٖ مِنْ فِرَاقِهَا ؛	4	دنیا کی فکروں کو جھٹک دو اس لئے کہ تمہیں دنیا سے جدائی کا یقین ہے؛
وَتَصَرُّفِ حَالَاتِهَا ؛	5	اور تمہیں دنیا کے حالات کے بدلتے رہنے کا تجربہ بھی ہے؛
وَکُنْ اَنَسَ مَاتَکُوْنُ بِهَا اَحْذَرَ مَاتَکُوْنُ مِنْهَا ؛	6	اور جس وقت یہ دنیا تمہیں زیادہ محبوب معلوم ہونے لگے وہی وقت ہوتا ہے جو اس سے زیادہ بچ کر رہنے کا ہوتا ہے؛
فَاِنَّ صَاحِبَهَا کُلَّمَا اطْمَاَنَّ فِیهَا اِلٰی سُرُوْرٍ اَشْخَصَتْهُ عَنْهُ اِلٰی مَحْذُوْرٍ ؛	7	یہ اس لئے کہ جب بھی دنیا دار دنیا کی فراہم کی ہوئی مسرتوں پر مطمئن ہو جاتا ہے تو دنیا اُس کو سختیوں میں دھکیل دیتی ہے؛
اَوْ اِلٰی اِیْنَاسٍ اَزَالَتْهُ عَنْهُ اِلٰی اِیْحَاشٍ، وَالسَّلَامُ۔	8	یا دنیا کی اُنسیت ومحبت پر بھروسہ کرلیتا ہے تو دنیا اُس سے اپنے اُنس ومحبت کو ہٹا کر وحشت وھراس میں بدل دیتی ہے۔والسلام

تشریح:۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے سب سے بہترین صحابی تھے سب سے زیادہ عمر رسیدہ تھے ایک بے باک دوستدارِ اہلبیتؑ تھے۔حضرت علی علیہ السلام کے مخلص صحابی اور شاگرد تھے۔اُن کا پہلا نام روز بہ ابن خشنوُدان تھا۔آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان نام رکھا تھا۔ایک زمانہ میں آپ کو قریشی حکومت نے ایران کا گورنر بھی بنایا تھا۔حضرت سلمان ہی نے جنگ احزاب میں خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا۔انہوں

نے بھی ابوبکر کی بیعت نہیں کی تھی۔ ان کا انتقال مدائن ہی میں ہوا تھا اور حضرت علی علیہ السلام نے مدائن جا کر اُن کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ باقی مورخین نے لکھا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ بہرحال یہ حضرت علی علیہ السلام کے مخصوص صحابہ میں سے تھے جن میں کسی قسم کا نقص بیان نہیں کیا گیا ہے۔

(نمبر 69) خط اِلٰی اَلْحَارِثِ الْھَمْدَانِی: حارث ہمدانی رضی اللہ کے نام

1) قرآن سے وابستہ رہنے کی تاکید (2) ساتھیوں اور دوستوں کے اچھے یا برے ہونے سے تمہیں اچھا یا برا سمجھا جائیگا (3) بازاری اڈوں میں اُٹھنا بیٹھنا (4) جمعہ کے روز سفر کی پوزیشن (5) اپنے ساتھ سلوک پر ہدایات (6) بڑے شہروں میں آباد ہونے یا اسلامی مرکز سے قریب رہنے کی تاکید (7) روزمرہ کام آنے والی ہدایات

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ O

وَتَمَسَّکْ بِحَبْلِ الْقُرْاٰنِ وَاسْتَنْصِحْهُ ؛	1	قرآن کے سلسلے سے وابستہ رہو اور وہیں سے نصیحت حاصل کیا کرو؛
وَاَحِلَّ حَلَالَهُ ؛ وَ حَرِّمْ حَرَامَهُ ؛	2	اور صرف قرآن اور سلسلۂ قرآن کے حلال کو حلال اور اُن ہی کے حرام کو حرام سمجھو؛
وَصَدِّقْ بِمَا سَلَفَ مِنَ الْحَقِّ ؛	3	اور ماضی میں جو حق کی باتیں گذری ہیں اُن سب کی تصدیق کرو؛
وَاعْتَبِرْ بِمَا مَضٰی مِنَ الدُّنْیَا مَابَقِیَ مِنْهَا ؛	4	اور دنیا میں سے جو کچھ گزر گیا ہے اس سے باقی رہی ہوئی دنیا کے متعلق عبرت و سبق حاصل کرو؛
فَاِنَّ بَعْضَهَا یُشْبِهُ بَعْضًا ؛	5	یقیناً دنیا کی بعض چیزیں اس کی بعض سے مشابہ ہیں؛
وَاٰخِرَهَا لَاحِقٌ بِاَوَّلِهَا ؛	6	اور اس کا آخر بھی اپنے اوّل سے ملحق ہونے والا ہے؛
وَکُلُّهَا حَائِلٌ مُّفَارِقٌ ؛	7	اور یہ دنیا ساری کی ساری بچھڑنے اور فنا ہونے والی ہے؛
وَعَظِّمِ اسْمَ اللّٰهِ اَنْ تَذْکُرَهُ اِلَّا عَلٰی حَقٍّ ؛	8	اللہ کے نام کی عظمت کو سامنے رکھو اور سو فیصد حق کے علاوہ کسی اور معاملے میں اُس کی قسم نہ کھایا کرو؛
وَاَکْثِرْ ذِکْرَ الْمَوْتِ وَ مَابَعْدَ الْمَوْتِ ؛	9	اور موت کو اکثر یاد کرتے رہو اور موت کے بعد جو کچھ ہونا ہے اُسکا ذکر کرتے رہو؛
وَلَا تَتَمَنَّ الْمَوْتَ اِلَّا بِشَرْطٍ وَّثِیْقٍ ؛	10	اور موت کے آجانے کی تمنا کبھی نہ کرنا سوائے اِسکے کہ کوئی یقینی شرط لگا کر؛
وَاحْذَرْ کُلَّ عَمَلٍ یَّرْضَاهُ صَاحِبُهُ لِنَفْسِهٖ وَیَکْرَهُ لِعَامَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ ؛	11	اور اُن تمام اعمال سے بچو جن کو اپنے لئے پسند کیا جاتا ہو اور عوام الناس کے لئے وہی کام کرنا پسند نہ آتا ہو (یعنی دوسروں کے ساتھ وہی کرو جو اپنے ساتھ کیا جانا پسند آتا ہو اور وہ نہ کرو جسے اپنے لئے ناپسند کرتے ہو)؛
وَاحْذَرْ کُلَّ عَمَلٍ یُعْمَلُ بِهٖ فِی السِّرِّ وَیُسْتَحٰی مِنْهُ فِی الْعَلَانِیَةِ ؛	12	ان تمام اعمال سے بچ کر رہو جو چھپا کر تو کئے جاسکتے ہوں مگر سب کے سامنے اعلانیہ کرنے میں شرم آتی ہو؛

وَاحْذَرْ كُلَّ عَمَلٍ اِذَا سُئِلَ عَنْهُ صَاحِبُهُ اَنْكَرَهُ اَوِ اعْتَذَرَ مِنْهُ ؛	13	اور اُن تمام کاموں سے بھی باز رہو جن کو کرنے والے سے پوچھا جائے تو وہ خود بھی اُن کو برے کام کہے گا یا اُن پر شرمندہ ہوگا اور معذرت خواہی ضروری سمجھتا ہو؛
وَلَا تَجْعَلْ عِرْضَكَ غَرَضًا لِنِبَالِ الْقَوْلِ ؛	14	اور ایسی باتیں نہ کرو جن پر چہ میگوئیاں ہوں اور اعتراضات کے تیر برسیں؛
وَلَا تُحَدِّثِ النَّاسَ بِكُلِّ مَاسَمِعْتَ بِهِ فَكَفٰى بِذٰلِكَ كَذِبًا ؛	15	اور سنی سنائی باتیں واقعات کی طرح بیان نہ کرتے پھرو ورنہ وہی تمہیں جھوٹا قرار دینے کے لئے کافی ہو جائیں گی؛
وَلَا تَرُدَّ عَلَى النَّاسِ كُلَّ مَاحَدَّثُوكَ بِهِ فَكَفٰى بِذٰلِكَ جَهْلاً ؛	16	اور لوگوں کی ہر بات کو جھٹلانے سے باز رہو ورنہ وہی تمہاری جہالت کے لئے کافی ہو جائیں گی؛
وَاكْظِمِ الْغَيْظَ وَتَجَاوَزْ عِنْدَ الْمَقْدِرَةِ ؛	17	اور غصہ کو پی جایا کرو اور سزا دینے کی قدرت ہوتے ہوئے لوگوں کو معاف کر دیا کرو؛
وَاحْلُمْ عِنْدَ الْغَضَبِ ؛	18	اور غصہ وغضب کے عالم میں بردباری وحلیمی اختیار کرو؛
وَاصْفَحْ مَعَ الدَّوْلَةِ تَكُنْ لَكَ الْعَاقِبَةُ ؛	19	دولت مند ہوتے ہوئے بھی کشادہ روئی اور کشادہ دستی استعمال کرو گے تو تم عاقبت میں کامیاب ہو گے؛
وَاسْتَصْلِحْ كُلَّ نِعْمَةٍ اَنْعَمَهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ ؛	20	اُن تمام نعمتوں سے اصلاح حالات کا کام لو جو اللہ نے تمہیں دی ہیں؛
وَلَا تُضَيِّعَنَّ نِعْمَةً مِّنْ نِّعَمِ اللّٰهِ عِنْدَكَ ؛	21	اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے کسی نعمت کو ضائع نہ کرو؛
وَلْيُرَ عَلَيْكَ اَثَرُمَا اَنْعَمَ اللّٰهُ بِهِ عَلَيْكَ ؛	22	اور اللہ نے جو جو انعامات تمہیں دیئے ہیں اُن سے پیدا ہونے والے نتیجہ کو تمہاری حالت سے ظاہر ہونا چاہئے؛
وَاعْلَمْ اَنَّ اَفْضَلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَفْضَلُهُمْ تَقْدِمَةً مِّنْ نَفْسِهِ وَاَهْلِهِ وَمَالِهِ ؛	23	اور یہ جان رکھو کہ ایمان والوں میں سب سے افضل وہ شخص ہوتا ہے جو سب سے زیادہ نیک ہو اور جو اپنی طرف سے بھی اور اپنے متعلقین کی طرف سے ضرورت مندوں کی حاجت روائی کرتا رہے؛
وَاَنَّكَ مَاتُقَدِّمْ مِّنْ خَيْرٍ يَبْقَ لَكَ ذُخْرُهُ ؛	24	اور یہ کہ جو کچھ تم آخرت کیلئے بھیجو گے وہ تمہارے لئے ذخیرہ کی طرح موجود رہے گا؛
وَمَا تُؤَخِّرْهُ يَكُنْ لِغَيْرِكَ خَيْرُهُ ؛	25	اور جو کچھ تم پیچھے چھوڑو گے اُس کی اچھائی تمہارے لئے نہیں تمہارے غیر کیلئے ہوگی؛
وَاحْذَرْ صَحَابَةَ مَنْ يَّفِيْلُ رَاْيُهُ وَيُنْكَرُ عَمَلُهُ؛	26	اور ایسے صحابہ کی صحبت سے پرہیز کرو جن کی رائے کمزور اور اعمال برے ہوں؛
فَاِنَّ الصَّاحِبَ مُعْتَبَرٌ بِصَاحِبِهِ ؛	27	یہ سمجھ لو کہ ہر شخص کو اس کے ساتھیوں کے ساتھ ویسا ہی سمجھا جاتا ہے جیسے ساتھی ہوں؛
وَاسْكُنِ الْاَمْصَارَ الْعِظَامَ فَاِنَّهَا جِمَاعُ الْمُسْلِمِيْنَ ؛	28	اور تمہیں بڑے بڑے شہروں میں بسنا چاہئے اس لئے کہ وہ مسلمانوں کے اجتماعی مرکز ہوتے ہیں (یقیناً وہاں مسلمانوں کی کثرت ہوگی)؛
وَاحْذَرْ مَنَازِلَ الْغَفْلَةِ وَالْجَفَاءِ وَقِلَّةِ الْاَعْوَانِ عَلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ ؛	29	اور اُن مقامات سے دور رہو جہاں غفلت اور جفا کاری جنم لیتی ہو اور جہاں اللہ کی اطاعت میں مددگاروں کی قلت رہتی ہو؛

وَاقْصُرْ رَأْيَکَ عَلٰى مَا يَعْنِيْکَ ؛	30	اور اپنی رائے اور مشوروں کو مفید کاموں تک محدود رکھا کرو؛
وَاِيَّاکَ وَمَقَاعِدَ الْاَسْوَاقِ فَاِنَّهَا مَحَاضِرُ الشَّيْطَانِ وَمَعَارِيْضُ الْفِتَنِ ؛	31	اور بازاروں کے اڈّوں میں اُٹھنے بیٹھنے سے خبردار رہنا وہ شیطان کے حاضر رہنے اور فتنوں کے پیدا ہونے کی جگہیں ہوتی ہیں؛
وَاَکْثِرْ اَنْ تَنْظُرَ اِلٰى مَنْ فُضِّلْتَ عَلَيْهِ فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ اَبْوَابِ الشُّکْرِ ؛	32	اور تم اپنی نظر اور توجہ زیادہ تر اُن لوگوں پر رکھا کرو جو تم سے پست درجہ کے لوگ ہوں یقیناً اُن کی دیکھ بھال کرنا تمہارے لئے شکرِ نعمت کا ایک طریقہ ہے؛
وَلَاتُسَافِرْ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ حَتّٰى تَشْهَدَ الصَّلَاةَ اِلَّافَاصِلًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؛	33	جمعہ کے دن جمعہ کی نماز میں حاضری دیئے بغیر سفر نہ کرنا سوائے اِس کے کہ تمہیں اللہ ہی کی راہ میں جدائی اختیار کرنا ضروری ہو جائے؛
اَوْ فِيْ اَمْرٍ تُعْذَرُ بِهِ ؛	34	یا کوئی اور کام ہو جس کے لئے تم معذور ہو؛
وَاَطِعِ اللّٰهَ فِيْ جُمَلِ اُمُوْرِکَ ؛	35	اور اپنے تمام کاموں میں اللہ کی اطاعت کرتے رہو؛
فَاِنَّ طَاعَةَ اللّٰهِ فَاضِلَةٌ عَلٰى مَاسِوَاهَا ؛	36	یقیناً اللہ کی اطاعت باقی چیزوں پر مقدم ہے؛
وَخَادِعْ نَفْسَکَ فِي الْعِبَادَةِ ؛	37	عبادت میں لگانے کے لئے اپنے نفس اور خواہشات کو فریب دے دیا کرو؛
وَارْفُقْ بِهَا وَلَا تَقْهَرْهَا ؛	38	اور اپنے نفس سے مہربانی کا سلوک کیا کرو اس پر جبر وقہر نہ کیا کرو؛
وَخُذْ عَفْوَهَا وَنَشَاطَهَا اِلَّا مَاکَانَ مَکْتُوْبًا عَلَيْکَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ؛	39	اور جب وہ دوسری خواہشات سے فارغ اور خوش ہو اُس وقت اُس سے عبادت کا کام لیا کرو البتہ واجب لکھی ہوئی عبادت میں اُس سے رعایت نہ کرنا؛
فَاِنَّهُ لَابُدَّ مِنْ قَضَائِهَا وَتَعَاهُدِهَا عِنْدَ مَحَلِّهَا ؛	40	ان فرائض کو تو بہر حال پورا کرنا ہے اور اُنکے عہد کے مطابق وقت پر بجالانا ہے؛
وَاِيَّاکَ اَنْ يَنْزِلَ بِکَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ اٰبِقٌ مِّنْ رَّبِّکَ فِيْ طَلَبِ الدُّنْيَا ؛	41	خبردار ایسا نہ ہو کہ موت تم پر آپڑے اور تم اپنے پروردگار سے بھاگے ہوئے اور دنیاوی سامان کی فراہمی میں لگے ہوئے ہو؛
وَاِيَّاکَ وَمُصَاحَبَةَ الْفُسَّاقِ فَاِنَّ الشَّرَّ بِالشَّرِّ مُلْحَقٌ ؛	42	اور خبردار بے لگاموں (فاسقوں) کی صحبت اختیار نہ کرنا کیونکہ شر شر ہی کی طرف بڑھتا اور بلاتا ہے؛
وَوَقِّرِ اللّٰهَ اَحْبِبْ اَحِبَّآئَهُ ؛	43	اور اللہ کی عظمت اور توقیر ہمیشہ مدنظر رکھا کرو اور اسکے دوستوں سے ہی دوستی رکھا کرو؛
وَاحْذَرِ الْغَضَبَ فَاِنَّهُ جُنْدٌ عَظِيْمٌ مِنْ جُنُوْدِ اِبْلِيْسَ . وَالسَّلَامُ۔	44	اور غیظ وغضب سے بچ کر رہا کرو اس لئے کہ غصہ شیطان کی فوجوں میں سے ایک فوج ہے۔ والسلام

تشریح:۔ ہمارے قارئین جانتے ہوں گے کہ عربی زبان میں حبل رسی کو کہتے ہیں اور اللہ نے اس لفظ کو قرآن کریم میں چار مقامات پر استعمال فرمایا ہے۔ ایک جگہ وہ رسی جو ابولھب کی زوجہ کے گلے میں بتائی گئی جس سے لکڑیوں کا گٹھہ باندھنے والی تھی (111/6)۔ ایک جگہ __حَبْلِ الْوَرِيْدِ__ فرمایا ہے جس سے رگ گردن سے بھی قریب ہونا معلوم ہوتا ہے (50/16)۔ ایک جگہ اہل کتاب کے بدمعاشوں کے لئے فرمایا گیا ہے کہ:۔ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَاثُقِفُوْا اِلَّا __بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ__ (3/112)۔

مودودی ترجمہ:۔ ''یہ جہاں بھی پائے گئے اِن پر ذلت ہی کی مار پڑی، کہیں اللہ کے ذمہ یا انسانوں کے ذمہ پناہ مل گئی'' (تفہیم جلد اوّل صفحہ 280)

یہاں علامہ مودودی نے حبل کے معنی ذمہ کردیئے ہیں۔ ایک جگہ فرمایا گیا ہے کہ:۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (3/103)

علامہ مودودی کا ترجمہ:۔ ''سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔'' (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ 276)

یہ ہیں قرآن کے چاروں مقامات بہر حال قرآن سے معلوم ہوا کہ ایک حبل انسانوں کی بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ اللہ کی حبل کو پکڑیں اور تفرقہ نہ ڈالیں۔ قرآن میں مذکور اسی حبل سے تمسک رکھنے یا وابستہ رہنے کا حکم حضرت علی علیہ السلام نے دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تمام نصیحتیں اُسی حبل سے اختیار کرو اور حرام و حلال کے احکام بھی اُسی سے لیا کرو۔ (جملہ نمبر 2-1)

لہٰذا قرآن میں اور اِس خط میں مذکور حبل اُس سلسلہ کو فرمایا گیا ہے جو قرآن سے متعلق ہے۔ اور ظاہر ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ حبل اللہ کی دوسری لڑی ہیں۔ مطلب واضح ہے کہ حبل اللہ میں بولنے والے اور قرآن کی تعلیم دینے والے اور قرآن مل کر حبل اللہ ہیں۔ اور قیامت تک یہ حبل اللہ موجود رہنا ہے اور تمام مسلمانوں کو مل کر بلا اختلاف و افتراق و انتشار حبل اللہ سے تمسک رکھنا ہے۔ لہٰذا لازم ہے کہ قرآن کے ساتھ ساتھ قیامت تک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ایسی ہستی موجود رہے جو قرآن کریم کے معیار (12/111) پر قرآن اور کائنات کی ہر ہر چیز کا تفصیلی علم رکھتی ہے۔ اور وہ اُس وقت خود حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

جملہ نمبر 12 اور 13 کے اعمال میں کچھ روزانہ کے جائز اعمال بھی ہیں اُن میں کمی مقصود ہے

جائز جنسی تعلق بھی اعلانیہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا قابلِ شرم جائز عمل درآمد میں بھی کمی مطلوب ہے۔ جس سے نہ صرف شرم و حیا کا تحفظ مقصود ہے بلکہ نسلِ انسانی کا کنٹرول اور حفاظت بھی مدِ نظر ہے۔

جملہ نمبر 22 سے عیاشی، تزئین اور لباس فاخرہ مقصود نہیں

بائیسویں جملے کا مفہوم کئی ایک احادیث میں بھی بیان ہوا ہے اور خود غرض لوگوں نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ جس کو اللہ نے فراوانی عطا کی ہے وہ بہترین پوشاک پہنے۔ پھٹے پرانے کپڑوں میں نہ رہے یہ باطل پرست لوگ اظہارِ شکر کی آڑ میں عیاشی کو جائز قرار دیتے ہیں۔ لیکن حضور علیہ السلام ایسے غلط مطلب کی نفی میں فرما چکے ہیں کہ:۔ ''اُن تمام نعمتوں سے اصلاح حالات کا کام لو جو اللہ نے تمہیں دی ہیں۔'' (جملہ نمبر 20)
یعنی کسی کو بھوکا ننگا نہ رہنے دو، غربت کو دور کرو نہ کہ خود اصراف کرنے لگو۔

بڑے شہروں میں سکونت تہذیب و تمدن اور علم و حکمت اور انصار میں ترقی کا سبب ہوگا

قارئین حضرت علی علیہ السلام چاہتے ہیں کہ اُن کے پیرو حضرات ترقی و تمدن کے اعلیٰ مقام پر فائز رہیں اور بڑے بڑے شہروں میں عجائب خانے اور کتب خانے اور مختلف قسم کے ایسے ادارے ہوتے ہیں۔ جہاں چھٹی کے دنوں میں یا فرصت کے اوقات میں بچوں اور مستورات کو سیر کے لئے لیجانا ہی اُنہیں بلا دماغی محنت کے ترقی کی راہوں پر ڈال دے گا۔ اُنہیں تاریخی مناظر اور مجسمے دیکھ کر ملک کے ماضی کا علم حاصل ہوگا۔ دیہات کے بچوں کو بہت سے آلات و ایجادات کا علم نہیں ہوتا۔ بڑے شہروں میں زندگی کی سہولتوں سے بچوں کو روزانہ واسطہ پڑے گا۔ بجلی کے آلات اور مشینیں روزمرہ کے استعمال میں رہیں گی۔ حضور علیہ السلام کے یہ جملے 29-28 تو ہر زمانہ کے لئے مفید ہیں۔ شہروں ہی میں حکومت اور سیاسیات اور مختلف قسم کے لیڈروں اور راہنماؤں سے واقفیت ہوگی۔

عبادت پر تاکید فرمائی ہے لیکن حالات اور نظام کا ذکر نہیں فرمایا ہے

عبادت پر تاکیدات فرمائی گئی ہیں۔لیکن ان تاکیدوں سے یہ مطلب اخذ کرنا کہ قریش کی پیروی اور وہی عبادت کرو اور عبادت کا وہی مطلب و مقصد سمجھو جو قریش کرتے اور سمجھتے ہیں بالکل مقصود نہیں ہوسکتی۔یہ تاکیدات اپنے نظام کے ماتحت کی گئی ہیں۔نظام باطل کو تباہ کرنا حقیقی نماز وعبادت کا مقصد نہ ہو تو وہ عبادت باطل ہے۔

(نمبر70) خط

اِلٰی سَھْلِ ابْنِ حُنَیْفِ الْاَنْصَارِیِّ

مدینہ کے گورنر سہل ابن حنیف انصاری کے نام

جس نے مدینہ کی ایک قوم کے معاویہ کے ساتھ جاملنے کی شکایت کی تھی

لوگوں کو آزاد رکھا گیا تھا خواہ وہ معاویہ سے ملحق ہو جائیں یا علیؑ سے وابستہ رہیں یا دونوں سے الگ رہیں۔لہٰذا گورنروں کو بے فکر رہنا چاہیے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّ رِجَالًا مِّمَّنْ قِبَلَکَ یَتَسَلَّلُوْنَ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ ؛	1	حمد وثنائے خدا ورسولؐ کے بعد واضح ہو کہ مجھے یہ خبر مل چکی ہے کہ تمہارے آس پاس کے لوگ مدینہ چھوڑ کر معاویہ سے وابستہ ہونے کیلئے چھپ چھپ کر ملک شام جارہے ہیں؛
فَلَا تَاْسَفْ عَلٰی مَایَفُوْتُکَ مِنْ عَدَدِھِمْ ؛	2	تمہیں نہ تو جانے والوں کی تعداد کے کم ہونے پر افسوس ہونا چاہیے،
وَیَذْھَبُ عَنْکَ مِنْ مَّدَدِھِمْ ؛	3	اور نہ ہی اس مدد کی فکر کرنا چاہیے جو جانے والوں سے مل سکتی تھی؛ تم شکر کرو کہ
فَکَفٰی لَھُمْ غَیًّا وَّلَکَ مِنْھُمْ شَافِیًا ؛	4	تمہیں اس صورت حال میں اُن لوگوں سے نجات مل رہی ہے جنہیں گمراہ ہونا تھا؛
فِرَارُھُمْ مِنَ الْھُدٰی وَالْحَقِّ ؛	5	اور جو ہدایات اور حق سے فرار کر رہے ہیں؛
وَاِیْضَاعُھُمْ اِلَی الْعَمٰی وَالْجَھْلِ ؛	6	اور وہ جہالت اور اندھے پن کی طرف حق سے فرار کر رہے ہیں؛
وَاِنَّمَاھُمْ اَھْلُ دُنْیَا مُقْبِلُوْنَ عَلَیْھَا ؛	7	افسوس اس لئے بھی نہ کرو کہ وہ تو دنیا پرست لوگ تھے ہی اور وہ دنیا ہی کو قبول کر رہے ہیں؛
وَمُھْطِعُوْنَ اِلَیْھَا ؛	8	اور اُسی کی طرف لپک لپک کر چلے جارہے ہیں؛
قَدْ عَرَفُوا الْعَدْلَ وَرَاَوْہُ وَسَمِعُوْہُ وَوَعَوْہُ ؛	9	تمہارے اطمینان کی یہ بھی ایک بات ہے کہ انہوں نے عدل وانصاف سے واقفیت حاصل کر لی تھی اور اُسے دیکھ بھی لیا تھا، سن بھی لیا تھا اور اُسے محفوظ بھی کر لیا تھا؛
وَعَلِمُوْا اَنَّ النَّاسَ عِنْدَنَا فِی الْحَقِّ اُسْوَۃٌ ؛	10	اور اُنہیں یہ علم ہو چکا تھا کہ ہماری مملکت میں لوگوں کو حق کے سلسلے میں برابر رکھا جاتا ہے؛
فَھَرَبُوْا اِلَی الْاَثَرَۃِ	11	یہ سب کچھ جاننے، دیکھنے اور سمجھنے کے بعد بھی وہ اُدھر بھاگ رہے ہیں جہاں اُن کو خصوصیت ملے گی اور دوسروں کو محروم کیا جاسکے گا؛
فَبُعْدًا لَّھُمْ وَسُحْقًا ؛	12	خدا اُنہیں اپنی رحمت سے دور رکھے؛

اِنَّھُمْ .واللّٰہِ.لَمْ یَفِرُّوْا مِنْ جَوْرٍ ؛	13	خدا کی قسم وہ لوگ نہ تو ظلم و جبر سے بچ کر بھاگے؛
وَلَمْ یَلْحقُوْا بِعَدْلٍ ؛	14	اور نہ ہی وہ عدل سے وابستہ ہونے کے لئے بھاگے ہیں؛
وَاِنَّا لَنَطْمَعُ فِیْ ھٰذَا الْاَمْرِاَنْ یُّذَلِّلَ اللّٰہُ لَنَاصَعْبَہُ ؛	15	اور ہمیں اس صورت حال میں اللہ سے طمع کی حد تک اُمید ہے کہ وہ ہمارے لئے اس مشکل صورت حال کو ذلیل و حقیر کردے گا؛
وَیُسَھِّلَ لَنَاحَزْنَہُ ؛	16	اور اس پتھریلے اور سنگین معاملے کو آسان کردے گا؛
اِنْشَاءَ اللّٰہُ ؛وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ۔	17	انشاءاللہ۔اور تم پر میرا سلام ہو۔

تشریح:۔ خط کا نچوڑ یہ ہے کہ آنجناب علیہ السلام کی طرف سے ہر انسان کو مکمل آزادی دی گئی تھی اور اس آزادی کو ہر حال میں برقرار رکھا گیا تھا۔اور اس عمل درآمد کو علما نے برابر لکھا اور مدح وثنا کی ہے۔ڈاکٹر طٰہٰ لکھتے ہیں کہ:''پس حضرت علیؑ جانتے تھے کہ گنجائش کے آخری حدود تک لوگوں کو آزادی کا حق ہے اور اسی لئے لوگوں کو اُن کی مرضی کے خلاف مجبور نہیں کرتے تھے اور نہ اطاعت کے لئے اُن پر جبر فرماتے تھے۔دوسری بات جس پر حضرت علیؑ کسی کو مجبور نہ کرتے تھے وہ لڑائی ہے۔لیکن یہ فرض آپ نے لوگوں پر جبراً لادا نہیں اور نہ اقتدار سے کام لے کر اس پر زبردستی کی۔''(علی صفحہ 303)

اس سے پہلے (صفحہ 302) زیر نظر خط کا حال بھی مدح میں لکھا ہے۔یہی وہ مقام ہے جس کو برقرار رکھنے کے لئے اسلام میں جنگ کی اجازت دی ہے تاکہ نوع انسان کی آزادی برقرار رکھی جائے اور جابر و ظالم کو بزور بازو جبر وظلم سے روک دیا جائے اس کے برعکس بنی اُمیہ جبر وظلم کو اللہ کے نام پر جائز رکھتی چلی گئی اور <u>جس کسی نے بنی اُمیہ کے حکم و مصلحت کے خلاف آواز بلند کی اُسے اللہ کے نام پر تہہ تیغ کرنے کو ثواب سمجھا خواہ وہ مسلمان تھا یا نمازی و پرہیز گار تھا،کربلا کو یاد فرمائیں۔</u>

(نمبر71)خط

<u>اِلٰی الْمُنْذِرِ ابْنِ الْجَارُوْدِ الْعَبْدِیِ</u>

<u>منذر ابن جارود عبدی کو اس وقت لکھا گیا جب کہ اُس نے اُن بعض چیزوں میں خیانت کرلی تھی جن پر اُسے حاکم بنایا تھا</u>

1)<u>باپ کا دیانتدار ہونا لازم نہیں کرتا کہ اُس کا بیٹا بھی دیانتدار ہو</u> (2)<u>رشتہ داروں اور دوستوں سے حسن سلوک پرائے مال پر نہیں کیا جاسکتا</u>

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ صَلاحَ اَبِیْکَ غَرَّنِّی مِنْکَ ؛	1	حمد خداوندی اور پیغمبرؐ پر درود کے بعد سنو کہ تمہارے باپ کی سلامت روی سے میں نے تمہارے متعلق مغالطہ کھایا ہے؛
وَظَنَنْتُ اَنَّکَ تَتَّبِعُ ھَدْیَہُ ؛	2	اور یہ گمان کرلیا تھا کہ تم اپنے باپ کی پیروی میں اُن ہی کی راہ پر چلوگے؛
وَتَسْلُکُ سَبِیْلَہُ ؛	3	اور اُن ہی کے طریقے سے تم بھی منسلک رہوگے؛
فَاِذَا اَنْتَ فِیْمَا رُقِیَ اِلَیَّ عَنْکَ لَاتَدَعُ لِھَوَاکَ انْقِیَادًا ؛	4	لیکن مجھے تمہارے متعلق جو اطلاعات ملی ہیں وہ بتاتی ہیں کہ تم تو اپنی ذاتی

		خواہشات کی پیروی سے باز رہتے ہی نہیں ہو؛
وَلَا تُبْقِیْ لِاٰخِرَتِکَ عَتَادًا؛	5	اور اپنی آخرت کے لئے کوئی سامان بچاتے ہی نہیں ہو؛
تَعْمُرُ دُنْیَاکَ بِخَرَابِ اٰخِرَتِکَ ؛	6	اور یہ کہ تم اپنی آخرت کو تباہ کر کے اپنی دنیا کی تعمیر میں لگے رہتے ہو؛
وَتَصِلُ عَشِیْرَتَکَ بِقَطِیْعَةِ دِیْنِکَ ؛	7	اور تم دینی قطع برید کے ساتھ اپنے پنچوں اور سربرآوردہ لوگوں سے حسن سلوک کر رہے ہو؛
وَلَئِنْ کَانَ مَابَلَغَنِیْ عَنْکَ حَقًّا لَجَمَلُ اَهْلِکَ وَشِسْعُ نَعْلِکَ خَیْرٌ مِنْکَ ؛	8	اور تمہارے متعلق جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے اگر وہ صحیح ہے تو تمہارے متعلقین کا ہر اُونٹ اور تمہاری جوتیوں کا ہر تسمہ بھی تم سے قدر و قیمت میں بڑھ کر ہے؛
وَمَنْ کَانَ بِصِفَتِکَ فَلَیْسَ بِاَهْلٍ اَنْ یُّسَدَّ بِهٖ ثَغْرٌ ؛	9	اور تیری ایسی صفات و عادات رکھنے والا کوئی شخص اس قابل نہیں ہوسکتا کہ اُس کی مدد سے کوئی رکاوٹ دور کی جاسکے؛
	10	یا کوئی کام انجام تک پہنچایا جاسکے؛
اَوْ یُنْفَذَ بِهٖ اَمْرٌ ؛	11	یا ایسے شخص کا مرتبہ بلند کیا جائے؛
اَوْ یُعْلٰی لَهٗ قَدْرٌ ؛	12	یا اُسے کسی امانت میں شریک کار بنایا جائے؛
اَوْ یُشْرَکَ فِی اَمَانَةٍ ؛	13	یا خیانت کی روک تھام پر اُسے تعینات کر کے مطمئن رہا جائے؛
اَوْ یُؤْمَنَ عَلٰی خِیَانَةٍ ؛	14	چنانچہ تم میرے اس خط کے ملتے ہی فوراً میرے پاس پہنچو۔ انشاء اللہ۔
فَاَقْبِلْ اِلَیَّ حِیْنَ یَصِلُ اِلَیْکَ کِتَابِیْ هٰذَا ۔ اِنْشَاءَ اللّٰهُ		

تشریح:۔ عبداللہ ابن عباس کے بعد یہ دوسرا شخص ہے جو خیانت کے جرم میں اِن خطوط میں مذکور ہوا ہے۔ پانچ سال کی ایسی عدل پرور حکومت میں صرف دو گورنروں کا خائن نکلنا بھی کامیاب حکومت کی ایک دلیل ہے۔ چونکہ محمد و علی علیھم السلام عام لوگوں کی طرح حکومت کرنا سکھاتے تھے اور اپنے علم غیب سے کام نہ لیتے تھے۔ لہٰذا یہاں یہ سبق دیا ہے کہ عہدیداروں اور افسروں کے انتخاب میں خاندانی عظمت و دیانت ضرور مدنظر رکھنا چاہئے ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کہ سچے اور دیانت دار کا بیٹا جھوٹا اور خیانت کار نکل آئے۔ پھر یہ خیانت اپنے پیٹ اور اپنی جان کے لئے نہ تھی بلکہ پنچوں اور سربرآوردہ لوگوں کے لئے حسن سلوک کے لئے تھی اور اِس میں غلطی اور غلط فہمی ممکن تھی۔ لہٰذا یہ جرم ویسا سنگین جرم نہیں ہے جیسا عبداللہ ابن عباس نے کیا تھا۔ یہی سبب ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے خط میں نہ ویسی مذمت کی جیسی عبداللہ ابن عباس کی کی تھی اور نہ کوئی ایسی دھمکی دی جیسی عبداللہ ابن عباس کو دی گئی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اُسے صرف حکومت سے معزول کر کے بلایا گیا ہے۔ بہرحال سوجھ بوجھ کی غلطی سے یہ نتیجہ نکلنا ممکن تھا اور ممکن ہے کہ جب وہ حاضر ہو کر واقعات کی تفصیل بیان کرے تو حضور علیہ السلام اُسے معاف فرمادیں اور دوبارہ گورنری پر بحال فرمادیں۔ یہاں امامؑ کی مخالفت نظر نہیں آتی ہے۔ بشری غلطی ہے نیت بخیر ہونا ممکن ہے۔

(نمبر72)خط اِلٰی عَبدِاللّٰہِ ابْنِ الْعَبَّاسِ : عبداللہ ابن عباس کے نام لکھا گیا تھا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

اَمَّابَعْدُ فَاِنَّکَ لَسْتَ بِسَابِقٍ اَجَلَکَ ؛	1	بعداز حمدِ خدااور سوّل واضح ہوکہ تو اپنی زندگی کی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا؛
وَلَامَرْزُوْقٍ مَالَیْسَ لَکَ ؛	2	اور نہ تمہیں وہ رزق مل سکتا ہے جو تمہارے لئے نہیں ہے؛
وَاعْلَمْ بِاَنَّ الدَّھْرَ یَوْمَانِ؛	3	اور یہ بھی نوٹ کرلو کہ اس زمانہ کے صرف دودن ہیں؛
یَوْمٌ لَکَ وَیَوْمٌ عَلَیْکَ ؛	4	ایک دن تمہارے لئے اور ایک دن تمہاری مخالفت کے لئے ہے؛
وَاَنَّ الدُّنْیَا دَارُ دُوَلٍ ؛	5	اور یہ کہ یہ دنیا حکومتوں کے انقلاب اور بدلتے رہنے کی جگہ ہے؛
فَمَا کَانَ مِنْھَا لَکَ اَتَاکَ عَلٰی ضَعْفِکَ ؛	6	لہٰذا جو چیز یہاں تمہارے لئے ہے وہ تمہاری کمزوری کے باوجود مل کر رہے گی؛
وَمَا کَانَ مِنْھَا عَلَیْکَ لَمْ تَدْ فَعْہُ بِقُوَّتِکَ ۔	7	اور جو چیز تمہارے خلاف ہوگی اُسے تم اپنی قوت سے بھی ٹال نہیں سکتے ۔

تشریح:۔ اس خط میں حضور علیہ السلام نے قوانین مشیت کی طرف متوجہ کیا ہے اور عبداللہ کو اُس کے اختیارات کے دونوں پہلو دکھائے ہیں اور اُس کی مجبوری کا مقام بھی دکھایا ہے۔مجبوری کے لئے زندگی اور عمر کی بات فرمائی ہے کہ ''تم اپنی اجل پر سبقت نہیں لے جاسکتے۔ (جملہ نمبر 1)
یعنی تمہارے لئے اللہ نے جو وقت مقرر کردیا ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔'' سادہ الفاظ میں سادہ لوگوں کے لئے اسی جملے کو یوں کہا جاسکتا ہے کہ:۔
''تم اپنی مقررہ موت سے پہلے نہیں مرسکتے۔'' اسی لئے سادہ زبان میں سادہ لوگوں کے لئے موت کو اَجل کہہ دیا جاتا ہے لیکن موت ایک الگ اور مستقل لفظ ہے اور اجل ایک الگ اور مستقل لفظ ہے نہ موت کے معنی اجل ہوتے ہیں نہ ہوسکتے ہیں۔اسی طرح نہ اجل کے معنی موت ہیں نہ موت ہوسکتے ہیں۔
اَجل کے معنی صرف گھڑی ہیں۔ایک خاص وقت ہیں۔سیدھے سادے لوگوں کے لئے موت کو اجل کہہ دیا جاتا ہے۔

لفظ اجل قرآن میں: اللہ فرماتا ہے کہ: یٰاَ یُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَا یَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ۔الخ (البقرۃ۔2/282)
مودودی ترجمہ: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب کسی مقررہ مدت کے لئے تم آپس میں قرض کا لین دین کرو تو اُسے لکھ لیا کرو۔ یہاں مودودی صاحب نے ''اَجَلٍ مُّسَمًّی '' کے معنی مقررہ مدت کئے ہیں اصل میں ''وقت کا نام مقرر کرنے سے' مدت کی بات ہوگئی ہے اور یہ بھی کہ یہاں لفظ اجل کے معنی موت نہیں کئے جاسکتے۔ایک اور مقام پر فرمایا گیا ہے کہ:۔رَبَّنَا لِمَ کَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ (النسآء ۔ 4/77)
مودودی ترجمہ: خدایا یہ ہم پر لڑائی کا حکم کیوں لکھ دیا کیوں نہ ہمیں ابھی کچھ اور مہلت دی۔''
یہاں لفظ وہی اَجل ہے اور معنی ہونا چاہئیں تھے۔''زمانہ قریب تک یا وقت قریب تک۔ ''
بس ایک مثال اور دیکھ لیں فرمایا گیا کہ:ھُوَالَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰٓی اَجَلًا وَ اَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَہٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَo(الانعام 6/2)
مودودی ترجمہ: ''وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تمہارے لئے زندگی کی ایک مدت مقرر کردی اور ایک دوسری مدت اور بھی ہے جو اس کے ہاں طے شدہ ہے۔''(تفہیم القرآن جلداوّل صفحہ۔523)
یہاں پیدا کرنے کی بات کی تھی اس لئے سب نے یہاں ''اَجل '' کے معنی ''زندگی کی مدت'' یا عمر یا موت کا دن سمجھ لئے ہیں لیکن سمجھنے سے

لفظ ''اَجَل'' کے معنی نہیں بدل جاتے۔ اَجَـلٌ کے معنی وہی ''وقت'' '' گھڑی'' ''زمانہ'' ہی رہتے ہیں۔ یعنی اللہ کا مقرر کردہ وقت۔ اللہ کا مقرر کردہ زمانہ۔ اللہ کی مقرر کردہ گھڑی۔ لہٰذا حضرت علی علیہ السلام کا جملہ ہے ''فَـاِنَّکَ لَسْـتَ بِسَابِقٍ اَجَلَکَ '' اس کے وسیع ترین معنی ہوئے کہ ''یقیناً تو اللہ کے مقرر کردہ اپنے وقت پر سبقت نہیں کرسکتا۔''

اب اگر ''مقرر کردہ وقت'' سے موت مراد لی جائے یہ مطلب ہوگا کہ تو اپنی موت کے وقت پر سبقت نہیں لے جاسکتا۔ یعنی موت کے مقررہ وقت سے پہلے نہیں مرسکتا۔ لہٰذا اس جملے سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ نے صرف عبداللہ ابن عباس ہی کے لئے نہیں اور صرف موت ہی کے لئے نہیں بلکہ ہر کام کا وقت مقرر کر رکھا ہے۔ یعنی کائنات میں جو کچھ ہوا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہوگا وہ سب کچھ اللہ کے مقرر کردہ پروگرام کے مطابق ہوا ہے اور ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا اور اسی پروگرام کو قانونِ مشیت کہتے ہیں اسی کو تقدیر کہہ دیا جاتا ہے، یعنی ہر کام ہر حرکت ہر حادثہ اور ہر واقعہ اور ہر نتیجہ قوانین مشیت یا قوانین تقدیر کے ماتحت ہوتا ہے۔ حلال کام ہوں یا حرام، مفید کام ہوں یا مضر، جائز کام ہوں یا ناجائز، سب کو کرنے کے لئے قانون مشیت یا قانون تقدیر موجود ہے۔ اس قانون کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا پتہ تک نہیں ہل سکتا۔ اللہ نے ہر مخلوق کو کچھ خصوصیات دی ہیں۔ شکل وصورت دی ہے خاصیت دی ہے۔ جو کچھ تمام مخلوقات کو دیا ہے وہ سب کچھ انسان میں جمع کر دیا ہے اور اُسے سب چیزوں پر مختار بنایا ہے۔ علم وارادہ اور عقل دی ہے تاکہ وہ تمام مخلوقات کو استعمال کر سکے۔ وہ ایسا مختار ہے کہ خودکشی بھی کرسکتا ہے۔ قوانین کو غلط جگہ پر بھی استعمال کرسکتا ہے۔ اپنا بھی اور دوسروں کا بھی نقصان کرسکتا ہے۔ فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔ قوانین کے جاننے اور عقل وارادہ اور اختیار ہونے کی وجہ سے غلط کام بھی اس کے اختیار میں ہیں اور صحیح اور مفید کام بھی اس کے اختیار میں ہیں۔ اسی لئے حضرت علی علیہ السلام نے اپنے دوسرے جملے میں فرمایا ہے کہ: وَلَا مَرْزُوْقٌ مَا لَیْسَ لَکَ ؛ (جملہ نمبر 2)

یعنی ''تمہیں وہ چیز مل ہی نہیں سکتی جو تمہارے اختیار سے باہر ہے'' یہاں حلال وحرام اور جائز وناجائز کی بات نہیں ہورہی ہے۔ یعنی یہ نہیں ہے کہ جو کچھ بھی تم کھاتے ہو یا پہنتے ہو وہ تمہارے لئے اللہ نے پہلے سے حلال اور جائز کر رکھا تھا۔ تمہارے کھانے پینے اور پہننے میں آنے والی چیزیں حلال بھی ہوسکتی ہیں حرام بھی ہوسکتی ہیں۔ یعنی تمہارے اختیار میں حلال بھی ہے حرام بھی ہے۔ یہ سمجھنا غلط ہے کہ اگر فلاں چیز اللہ نے ہمارے لئے جائز اور حلال نہ کی ہوتی تو ہمیں اس پر دسترس نہ ہوتی۔ یہی غلط عقیدہ قریش نے رکھا تھا۔ یعنی اپنی سازشوں اور کوششوں سے خلافت وحکومت پر قبضہ کرلیا اور کہدیا کہ اگر اللہ کی خلافت وحکومت ہمارے لئے نہ ہوتی تو ہم کیسے خلیفہ اور حکمران بن سکتے تھے؟ تم نے پرائے مال کو اپنے ذاتی مال کی طرح کھانا اور استعمال کرنا شروع کیا اور یہ سمجھا کہ اگر وہ مال تمہارے لئے جائز نہ ہوتا تو تمہارے قبضے میں نہ دیا جاتا۔ یاد رکھیں کہ حضور علیہ السلام نے دوسرے جملے میں قانون مشیت بیان فرمایا ہے۔ جائز اور حلال ہونے کی بات نہیں کی ہے۔ لہٰذا تیسرے جملے میں بات واضح فرما دی ہے کہ ایک دن تمہارے اختیارات کا دن ہے خواہ اختیارات کو غلط استعمال کرو یا صحیح، تمہیں آزادی ہے اور دوسرے دن تمہارا حساب لیا جائے گا۔ تمہارے اختیارات اور قدرت چھین لی جائے گی اور اپنی دی ہوئی آزادی اور قدرت اور اختیارات کو غلط استعمال کرنے پر سزا دی جائے گی اور آزادی اور قدرت اور اختیارات ہوتے ہوئے غلط استعمال سے بچنے اور احکاماتِ خداوندی کی تعمیل کرنے پر اجر دیا جائے گا۔ یہ ہے تیسرے جملے کا مطلب جو چوتھے جملے میں واضح ہے۔ پانچواں جملہ عملاً بتاتا ہے کہ کل، پرسوں اور آج حکومتیں نئے ہاتھوں میں رہی ہیں۔ جہاں اور چیزوں میں تبدیلیاں آتی ہیں وہیں حکومتوں میں بھی انقلاب آتے ہیں۔ چھٹے اور ساتویں جملے بھی قانون مشیت ہی سے متعلق ہیں۔ اِن میں انسانی آزادی، اختیار اور قدرت پر توجہ مبذول کرائی ہے۔ یعنی تم کمزور ہو یا قوی ہو قوانین کا نتیجہ تمہاری کمزوری اور طاقت پر منحصر نہیں ہے بلکہ اللہ کی مقرر کردہ تقدیر پر منحصر ہے۔ لہٰذا جس قانون کا جو نتیجہ اللہ نے مقرر کر دیا ہے وہ ضرور برآمد ہوگا خواہ قانون پر

کمزورعمل کرے یا طاقت ورعمل کرے۔اسی کا نام تقدیراورقسمت ہے۔تم کسی کی ٹانگ کاٹنے کے لئے اپنی ٹانگ پرتلوار مارو تو اُس کی ٹانگ نہ کٹے گی بلکہ تمہاری اپنی ٹانگ کٹ جائے گی۔لہٰذا پہلے یہ معلوم کرو کہ فلاں نتیجہ حاصل کرنے کا قانون کیا ہے؟ پھراس قانون کواستعمال کروگے تووہ نتیجہ سامنے آجائے گا۔تلوار کی جگہ لڈو مارنے سے تلوار والا نتیجہ نہ نکلے گا۔

(نمبر73)خط — اِلٰی مُعَاوِیَۃَ : معاویہ کے نام

دشمنانہ اور ہٹ دھرمی کی ذہنیت رکھنے والوں کے خطوط کو توجہ سے پڑھنا اور انہیں اصلاحی جواب لکھنا ایک غلطی ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

اَمَّا بَعۡدُ فَاِنِّیۡ عَلَی التَّرَدُّدِ فِیۡ جَوَابِکَ ؛	1	حمد وثنائے خدااور رسوؐل کے بعد واضح ہو کہ مجھے یہ فکرو تردد ہو رہا ہے کہ میں تیرے خطوط کا جواب دینے میں بھی،
وَالۡاِسۡتِمَاعِ اِلٰی کِتَابِکَ لَمُوۡھِنٌ رَاۡئِیۡ وَمُخۡطِئٌ فِرَاسَتِیۡ ؛	2	اور تیرے خطوط کو سننے میں بھی برابراپنی رائے کی کمزوری اوراپنی دانش کی غلطی کا مظاہرہ کئے چلا جارہا ہوں۔
وَاِنَّکَ اِذۡ تُحَاوِلُنِی الۡاُمُوۡرَ ؛	3	اوراُدھرتم مجھ سے کچھ باتیں منوانے میں حیلہ سازی کررہے ہو؛
وَتُرَاجِعُنِی السُّطُوۡرَ کَالۡمُسۡتَثۡقَلِ النَّائِمِ تَکۡذِبُہٗ اَحۡلَامُہٗ ؛	4	اور مجھ سے پے درپے خط وکتابت جاری کئے ہوئے ہواورخودکواس گہری نیندوالے شخص کی طرح پیش کررہے ہوجوخوداپنے خوابوں کوجھٹلاتا رہا ہو؛
وَلۡمُتَحَیِّرِ الۡقَائِمِ یَبۡھَظُہٗ مَقَامُہٗ لَایَدۡرِیۡ اَلَہٗ مَا یَاۡتِیۡ اَمۡ عَلَیۡہِ؛	5	اوراُس حیران وسرگردان شخص کی مانند ہوگئے ہو جوکھڑے کھڑے بیچارہ اور ناکارہ ہوگیا ہواور یہ بھی نہ جانتا ہو کہ سامنے آنے والی صورت حال اس کے لئے مفید ہوگی یامضرہوگی؛
وَلَسۡتَ بِہٖ غَیۡرَ اَنَّہٗ بِکَ شَبِیۡہٌ ؛	6	اورحقیقت یہ ہے کہ تم وہ شخص ہونہیں بلکہ فریب دینے کے لئے اس کی مانند بنے ہوئے ہو؛
وَاُقۡسِمُ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ لَوۡلَا بَعۡضُ الۡاِسۡتِبۡقَآءِ لَوَصَلَتۡ اِلَیۡکَ مِنِّیۡ قَوَارِعُ ؛	7	اورمیں اللہ کی قسم کھا کرکہتا ہوں کہ تمہیں ڈھیل دینا اگرمیری پالیسی کا تقاضہ نہ ہوتا تو میری طرف سے تم پرایسی تباہیاں ٹوٹ پڑتیں،
تَقۡرَعُ الۡعَظۡمَ وَتَھۡلِسُ اللَّحۡمَ ؛	8	جو ہڈیوں کا چوراچورا کرڈالتیں اورجسم پرگوشت کا نشان تک نہ چھوڑتیں؛
وَاعۡلَمۡ اَنَّ الشَّیۡطَانَ قَدۡ ثَبَّطَکَ عَنۡ اَنۡ تُرَاجِعَ اَحۡسَنَ اُمُوۡرِکَ ؛	9	اورتم یہ جان رکھو کہ شیطان نے تمہیں بہترین کام کرنے سے اور اچھی باتوں کی طرف رجوع ہونے سے روکا ہوا ہے؛
وَتَاۡذَنَ لِمَقَالِ نَصِیۡحَکَ. وَالسَّلَامُ لِاَھۡلِہٖ ۔	10	اوراُسی نے تمہیں نصیحت تک کے سننے سے باز رکھا ہواہےاورسلام اس پر جوسلام کے قابل ہو۔

تشریح:۔ سب سے پہلی بات تو یہ نوٹ کرنا ہے کہ معاویہ اینڈ کمپنی کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام کا رویہ اُسے ڈھیل دے کر اُس نتیجے تک پہنچانے کے لئے تھا جو مشیتِ خداوندی نے طے کر رکھا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضور علیہ السلام آن کی آن میں اُن لوگوں کو مسل کر پھینک دینے کی طاقت اور انتظام رکھتے تھے۔ لہٰذا حضرت علی علیہ السلام کی کسی بات یا عمل کو کمزوری یا کم فہمی قرار دینا خود اپنی کم فہمی اور عقیدہ کی کمزوری کا اعلان کرنا ہے۔

غلط کاروں کو تباہ کرنے سے پہلے مہلت دینا اپنی قوت وقدرت اور اختیار کا ثبوت دینا ہے

سوچنے کی بات ہے کہ کمزور شخص کسی کو مہلت کیوں دے گا؟ موقع سے فوراً فائدہ اُٹھانا اور موقع کی تاک میں رہنا اور مواقع پیدا کرنا تو کمزوری کی پہچان ہے۔ جو ڈھیل دیتا ہے اور سنبھلنے کے لئے موقع دیتا ہے وہ تو اپنی قدرت اور علم کا ثبوت دیتا ہے۔ اُسے یقین ہوتا ہے کہ جب چاہوں گا تباہ کر کے رکھ دوں گا۔ چنانچہ اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے کہ:۔ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا o وَاصْبِرْ عَلٰى مَايَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا o وَذَرْنِىْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِى النَّعْمَةِ وَ مَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا o (المزمّل۔ 73/9-12)

''اللہ مشرقوں اور مغربوں کا پالنے والا ہے اُس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے لہٰذا اے نبیؑ تم اسی کو اپنا وکیل بنائے رکھو اور یہ قریش جو باتیں بنا رہے ہیں اُن پر صبر کرو اور نہایت خوبصورت طریقے سے اُن سے ہجرت کر لو۔ اور اِن جھٹلانے والے خوشحال لوگوں کو ذرا سی اور مہلت دے کر میرے حوالے کر دو۔ یقیناً ہمارے پاس اُن لوگوں کے لئے بھاری بیڑیاں اور آگ سے بھرے ہوئے گڑھے تیار ہیں۔(73/9-12)

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ جن کے پاس لامحدود علم وقدرت ہوا کرتی ہے اُنہیں جلد بازی کی ضرورت نہیں ہوتی وہ مہلت پر مہلت دیتے ہیں صبر کرتے ہیں۔ ماضی و مستقبل پر اُن کی نظر ہوتی ہے اور جب چاہیں تباہی کا اعلان کر سکتے ہیں۔ حقیقی جاہلوں اور قریشی عقیدے کے لوگوں کی شناخت یہ ہے کہ وہ موقع پرستوں اور موقع کی تلاش میں رہنے والوں اور موقع سے فائدہ اُٹھانے والوں کو عقل مند اور بابصیرت کہتے ہیں۔ سازشیں کرنے والوں کو کامیاب قرار دیتے ہیں۔ جوڑ توڑ کرنے والوں کو سیاست میں ماہر کہتے ہیں۔ چونکہ وہ درحقیقت بے دین ہوتے ہیں اور بے دینوں کے ہمدرد اور بہی خواہ ہوتے ہیں اس لئے نہ انہیں دین کا خیال آتا ہے نہ وہ دین کی عائد کردہ پابندیون کو کوئی مقام دیتے ہیں۔ وہ کبھی نہیں سوچتے کہ فلاں معاملے میں یا فلاں مسئلے میں اللہ نے کیا فرمایا ہے۔ اُن کے سامنے ہمیشہ اُن کی اپنی ضرورتیں اور مصلحتیں رہتی ہیں اور اُنہیں پورا کر لینا ہی اُن کے یہاں کامیابی کہلاتی ہے۔ اور یہی اورا تنا ہی قریشی دین و مذہب ہے۔ جو چیز مل گئی، جیسے بھی مل گئی، وہ اُسے عطیہ خداوندی سمجھ لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ اگر خدا نے ہمیں فلاں چیز نہ دینا ہوتی تو ہمیں سازش میں، فریب میں کامیاب ہی نہ ہونے دیا جاتا۔ لہٰذا فریب سے اور دھوکے سے یا سازش سے حاصل کی ہوئی چیز یقیناً عطیہ خداوندی ہے اور عطیہ خداوندی ہے اسی لئے جائز اور حلال ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والوں پر ہم اور ملائکہ اور اللہ لعنت کرتے ہیں۔

(نمبر74)معاھدہ کَتَبَهُ بَیۡنَ رَبِیۡعَةَ وَالۡیَمَنِ،وَنُقِلَ مِنۡ خَطِّ هِشَامِ ابۡنِ الۡکَلۡبِیِّ

یہ وہ معاہدہ ہے جو علی علیہ السلام نے قبیلہ ربیعہ اور اہل یمن کے مابین طے فرمایا تھا اور اُسے ابوالمنذر ھشام ابن سائب کلبی کی تصنیفات سے نقل کیا گیا اور جو 206ھ میں فوت ہوئے اور علمائے شیعہ میں بڑا مقام رکھتے تھے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

هٰذَا مَااجۡتَمَعَ عَلَیۡهِ اَهۡلُ الۡیَمَنِ حَاضِرُهَا وَبَادِیۡهَا ؛ وَرَبِیۡعَةُ حَاضِرُهَا وَبَادِیۡهَا اَنَّهُمۡ عَلٰی کِتَابِ اللّٰهِ :	1	یہ ہے وہ عہد نامہ جس پر اہل یمن کے شہری اور دیہاتی دونوں نے اور قبیلہ ربیعہ کے شہریوں اور دیہاتیوں نے اتفاق کیا ہے کہ وہ سب کے سب کتاب اللہ پر ثابت قدم رہیں گے؛
یَدۡعُوۡنَ اِلَیۡهِ وَ یَاۡمُرُوۡنَ بِهٖ ؛	2	اُسی کی طرف دعوت دیں گے اور اُسی کے احکامات نافذ کریں گے؛
وَیُجِیۡبُوۡنَ مَنۡ دَعَا اِلَیۡهِ وَاَمَرَبِهٖ ؛	3	اور جو کتاب اللہ کی طرف دعوت دے گا اور اُسی کی رو سے احکام نافذ کرے گا اُس کی آواز پر لبیک کہیں گے؛
لَایَشۡتَرُوۡنَ بِهٖ ثَمَنًا ؛	4	اور نہ اس کے عوض قیمت یا کوئی فائدہ حاصل کریں گے؛
وَلَا یَرۡضَوۡنَ بِهٖ بَدَلاً ؛	5	اور اس معاملہ میں کسی بدلہ پر راضی نہ ہوں گے؛
وَاَنَّهُمۡ یَدٌوَّاحِدَةٌ عَلٰی مَنۡ خَالَفَ ذٰلِکَ وَتَرَکَهٗ ؛	6	اور جو کوئی اس معاہدے کو ترک کرے گا یا اس کی مخالفت کرے گا یہ سب مل کر ایک ہاتھ کی طرح اس سے جنگ کریں گے؛
اَنۡصَارٌ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ؛	7	یہ سب آپس میں ایک دوسرے کے مددگار و ناصر رہیں گے؛
دَعۡوَتُهُمۡ وَاحِدَةٌ ؛	8	اُن کی دعوت اور آواز ایک ہوگی؛
لَایَنۡقُضُوۡنَ عَهۡدَ هُمۡ لِمَعۡتَبَةِ عَاتِبٍ ؛	9	اور وہ کسی دھمکی دینے والے کی دھمکیوں سے اس معاہدہ کو نہ توڑیں گے؛
وَلَا لِغَضَبِ غَاضِبٍ ؛	10	اور نہ کسی کے غصہ کی وجہ سے عہد شکنی کریں گے؛
وَلَا لِاِسۡتِذۡلَالِ قَوۡمٍ قَوۡمًا ؛	11	اور نہ کسی ایک قوم کے دوسری قوم کو ذلیل کرنے پر معاہدہ کی خلاف ورزی کرینگے۔
وَّلَا لِمَسَبَّةِ قَوۡمٍ قَوۡمًا ؛	12	اور نہ کسی قوم کے دوسری قوم کو گالی دینے سے چھوڑیں گے؛
عَلٰی ذٰلِکَ شَاهِدُهُمۡ وَغَائِبُهُمۡ ؛	13	اُسی معاہدہ پر ان کے حاضر و غائب دونوں عمل کریں گے؛
وَسَفِیۡهُهُمۡ وَعَالِمُهُمۡ ؛	14	اور اُن کے جاہل بھی اور عالم بھی،
وَحَلِیۡمُهُمۡ وَجَاهِلُهُمۡ ؛	15	اُن کے بردبار اور عقلمند بھی، اس پر قائم رہیں گے؛
ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡهِمۡ بِذٰلِکَ عَهۡدَ اللّٰهِ وَمِیۡثَاقَهٗ اِنَّ عَهۡدَ اللّٰهِ کَانَ مَسۡؤُلًا ؛(الاحزاب33/15)	16	پھر اُن سب کے اوپر اللہ کا عہد و پیمان اور اُس کی توثیق لازم ہو گئے ہیں۔ یقیناً اللہ کے عہد پر باز پرس ضرور ہونا ہے؛(الاحزاب33/15)
وَکَتَبَ عَلِیٌّ ابۡنُ اَبِیۡ طَالِبٍ۔	17	اور اس عہد نامہ کو علیؑ ابن ابی طالبؑ نے بقلم خود لکھا ہے۔

تشریح:۔ اس معاہدے میں یہ دیکھنا ہے کہ فریقین کو قرآن کریم سے وابستہ اور قرآن کے ماتحت کر دیا گیا ہے اور قومی دباؤ کی تمام صورتوں کو یک سر بے اثر کر

دیا گیا ہے۔ کہیں شخصی یا قومی مصلحتوں کو دلیل نہیں بننے دیا گیا ہے۔ ہر حال اور ہر صورت میں فریقین کو قرآن کے ماتحت رہنے پر مہر لگادی ہے۔ یہیں یہ نوٹ کرلیں کہ قریشی حکمرانوں نے اپنے معاہدوں میں کہیں قرآن کا نہ ذکر کیا نہ خود کو قرآن کے ماتحت رکھا۔ ہر معاہدے میں قومی حالات اور مصلحتِ وقت کو راہنما بنایا گیا ہے۔ اور دنیاوی فوائد اور نقصانات کو مدنظر رکھا گیا ہے اور یہ شرط تو کبھی لگائی ہی نہیں گئی کہ تمام احکامات قرآن کریم سے دیئے جائیں گے اور یہ صرف اسلئے کہ نہ یہ خلافت وحکومت قرآن کے احکام پر مبنی تھی اور نہ اسے قرآنی قوانین سے وابستہ رکھا گیا تھا یہ خالص قومی معاملہ تھا۔ قومی مصلحت اور قومی ضرورت تھی۔ اور قومی تحفظ ہی کے لئے اس حکومت کو قائم کیا گیا تھا۔ اور قومی ضرورت کیلئے احکاماتِ قرآن کو چھوڑ دیا۔

(نمبر75) خط اِلٰی مُعَاوِیَۃَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ فِیْ اَوَّلِ مَا بُوْیِعَ لَہٗ بِالْخِلَافَۃِ ذَکَرَہُ الْوَاقِدِیُّ فِیْ کِتَابِ الْجَمَلِ

اپنی ظاہری خلافت کے اوّلین ایام میں اپنی بیعت کے بعد معاویہ کو لکھا گیا علامہ واقدی نے اپنی کتاب الجمل میں نقل کیا ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

مِنْ عَبْدِاللّٰہِ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ ابْنِ اَبِی سُفْیَانَ ؛	1	اللہ کے بندے علیؑ امیر المومنین کی طرف سے ابوسفیان کے بیٹے معاویہ کے نام:
اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ عَلِمْتَ اِعْذَارِیْ فِیْکُمْ وَاِعْرَاضِیْ عَنْکُمْ ؛	2	حمد وثنائے خدا ورسولؐ کے بعد واضح ہو کہ تمہیں میری اس بیعت سے پہلے میرے وہ عذرات اور تم لوگوں سے کنارہ کشی کے وجوہات معلوم ہیں؛
حَتّٰی کَانَ مَالَابُدَّمِنْہُ وَلَا دَفْعَ لَہٗ ؛	3	یہاں تک کہ میری یہ حکومت قائم ہو کر رہی جسے لازماً قائم ہونا ہی تھا جسے کوئی قوت روک نہ سکتی تھی؛
وَالْحَدِیْثُ طَوِیْلٌ وَالْکَلَام کَثِیْرٌ ؛	4	یہ ایک طویل بات ہے اور اس میں کثیر گفتگو کی ضرورت ہے؛
وَقَدْ اَدْبَرَمَا اَدْبَرَ ؛	5	اور جو گذرنا تھا وہ گذر چکا ہے؛
وَاَقْبَلَ مَا اَقْبَلَ ؛	6	اور جو سامنے آنا تھا وہ آچکا ہے؛
فَبَایِعْ مَنْ قِبَلَکَ وَ اَقْبِلْ اِلَیَّ فِیْ وَفْدٍ مِّنْ اَصْحَابِکَ ؛ والسلام ؛	7	لہٰذا تم اپنے آس پاس کے لوگوں سے میری خلافت پر بیعت لے لو اور اپنے ساتھیوں کے وفد کے ساتھ میرے پاس چلے آؤ۔ والسلام

تشریح:۔ حضرت علی علیہ السلام اس خط میں اپنے دو زمانوں کا ذکر فرماتے ہیں۔ ایک اعراض کا زمانہ اور دوسرا خلافت قبول کر لینے کا زمانہ۔ لہٰذا وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے خلافت کو قبول کر لیا تھا یا خلافت سے وابستہ رہتے چلے آئے تھے اُن کا کاذب ہونا ثابت کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ معاویہ اُن تمام عذرات اور اسباب پر مطلع ہے جن کی بنا پر حضورؐ مسلسل خلفاء اور خلافت سے اعراض (روگردانی) کرتے چلے آئے تھے اور اب خلافت قبول کرلی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی بتاتے ہیں کہ وہ عذرات اور اسباب بیان کرنے میں بہت سی طویل اور کثیر باتیں بتانا لازم ہیں۔ لہٰذا اُن کی فی الحال ضرورت نہیں ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ تم بھی میری اطاعت کا اعلان کرو لوگوں سے میری اطاعت کی بیعت لو اور تم اور تمہارے اہل دربار یہاں آکر بیعت کرو۔ دوسری غور طلب بات یہ فرمائی ہے کہ میری خلافت کا قائم ہو کر رہنا لابدی ولازمی تھا جسے کوئی روک نہ سکتا تھا۔ یعنی آپ جن جن

قوانین پر عمل فرمارہے تھے اُن کا تقدیری ومشیئتی نتیجہ یہی تھا کہ میری حکومت قائم ہوکر رہے گی جس کی پیشگوئی حضور علیہ السلام نے اپنے تیسرے خطبہ میں کردی تھی۔ جہاں اپنے کٹے ہوئے ہاتھ سے قریش کی جڑیں نکالنے کا ذکر فرمایا ہے (ملاحظہ ہو جملہ 7,8منہاج الرسالۃ)۔ بہرحال یہ خط حضورؑ کے اوّلین خطوط میں سے ہے مگر رضی صاحب نے ماشاءاللہ نہ خطبوں میں کوئی ترتیب رکھی نہ خطوط میں۔

(نمبر76) وصیت لِعَبۡدِ اللّٰہِ ابۡنَ الۡعَبَّاسِ عِنۡدَ اسۡتِخۡلَافِہٖ اِیَّاہُ عَلَی الۡبَصۡرَۃِ

جب عبداللہ ابن عباس کو اپنی طرف سے بصرہ پر خلیفہ مقرر کیا تو اُسے وصیت فرمائی تھی

(یہاں لفظ اسۡتِخۡلَاف غلط ہے یہ اِسۡتَعۡمَلَہٗ ہے یعنی جب اُسے بصرہ کا عامل (گورنر) بنایا تھا)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

سَعِ النَّاسَ بِوَجۡھِکَ وَمَجۡلِسِکَ وَحُکۡمِکَ	1	لوگوں کیساتھ خندہ پیشانی سے رہو انہیں ہمنشین بناؤ اور درست احکام دو؛
وَاِیَّاکَ وَالۡغَضَبَ فَاِنَّہٗ طَیۡرَۃٌ مِنَ الشَّیۡطَانِ ؛	2	خبردار غصہ سے بچنا اسلئے کہ غصہ شیطان کی طرف سے اظہار حماقت کے لئے ہوتا ہے؛
وَاعۡلَمۡ اَنَّ مَاقَرَّبَکَ مِنَ اللّٰہِ یُبَاعِدُکَ مِنَ النَّارِ وَمَا بَاعَدَکَ مِنَ اللّٰہِ یُقَرِّبُکَ مِنَ النَّارِ .	3	اور یہ جان لو کہ جو کام اللہ سے قریب کرتے ہیں وہ جہنم سے دور لے جاتے ہیں اور جو کام اللہ سے دور کرتے ہیں وہ جہنم سے قریب کرتے ہیں۔

تشریح:۔ اس وصیت سے اس کی عاقبت کا بھی پتہ چلتا ہے اور عقل وعقائد کا بھی۔ یہ بات ہزاروں سال پہلے کے لوگ بھی جانتے تھے جو اس کو بتائی گئی ہے کہ قربت خداوندی دلانے والے کام جہنم سے دور کردیں گے اور اللہ سے دور کرنے والے کام جہنم سے قریب کردیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اس نے نہ قرآن پڑھا تھا نہ اسکو سمجھا تھا۔ ورنہ یہ سب کچھ اُسے بتانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

(نمبر77) خط وصیت لِعَبۡدِ اللّٰہِ ابۡنِ الۡعَبَّاسِ لَمَّا بَعَثَہٗ لِلۡاِحۡتِجَاجِ عَلَی الۡخَوَارِجِ

''پھر عبداللہ ابن عباس کو وصیت فرمائی ہے جب اُسے خارجیوں پر حجت قائم کرنے بھیجا'' عبداللہ کو مفسر قرآن اور حضرت علی علیہ السلام کا شاگرد کہنے والے لوگ دیکھیں عبداللہ خارجیوں کے مقابلے میں قرآن سے جاہل تھا اسے منع فرمایا ہے کہ خارجیوں سے قرآن سے بات نہ کرنا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

لَاتُخَاصِمۡھُمۡ بِالۡقُرۡاٰنِ فَاِنَّ الۡقُرۡاٰنَ حَمَّالٌ ذُوۡ وُجُوۡہٌ تَقُوۡلُ وَیَقُوۡلُوۡنَ ؛	1	تم اُن سے قرآن کی رو سے حجت پیش نہ کرنا۔ یقیناً قرآن کئی وجوہات کا حامل ہے (اور تم اُن وجوہات سے جاہل ہو) تم اپنی کہتے رہو گے اور وہ بھی کہتے رہیں گے؛
وَلٰکِنۡ حَاجِجۡھُمۡ بِالسُّنَّۃِ فَاِنَّھُمۡ لَنۡ یَّجِدُوۡ اعَنۡھَا مَحِیۡصًا ؛	2	ولیکن اُن کے سامنے سنت کے ساتھ حجت پیش کرنا اس لئے کہ وہ سنت سے گریز کا راستہ نہ پاسکیں گے۔

تشریح:۔ وہ لوگ غور فرمائیں جو عبداللہ کو قرآن کا مفسر اور حضرت علیؑ کا شاگرد بنائے ہوئے ہیں۔اس کی لاعلمی ثابت کرنے کے لئے اُسے خارجیوں میں بھیجا گیا تھا۔جنہوں نے جاتے ہی اُسے اُلجھا لیا تھا۔اور اگر فوراً ہی حضور علیہ السلام نہ پہنچ جاتے تو خارجی اُس کی مٹی پلید کر کے چھوڑتے۔تفصیلات لکھی جا چکی ہیں۔نہ عبداللہ حضرت علی علیہ السلام کا شاگرد تھا نہ وہ اس قابل تھا کہ اُسے شاگرد بنایا جاتا۔

(نمبر 78) خط

اَجَابَ بِهٖ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيّ عَنْ كِتَابٍ كَتَبَهُ اِلَيْهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِيْ اُقْعِدُوْا فِيْهِ لِحَكُوْمَةٍ وَذَكَرَ هٰذَاالْكِتَابَ سَعِيْدُ ابْنُ يَحْيٰى الْاَمَوِيُّ فِيْ كِتَابِ الْمُغَازِيْ

ابوموسیٰ اشعری کے جواب میں لکھا گیا، جو اُس نے دُوْمَۃُ الْجَنْدَل سے لکھا تھا جہاں ابوموسیٰ کو فیصلہ کے لئے رکھا گیا تھا

(اِس خط کو سعید ابن یحییٰ نے اپنی کتاب مغازی میں محفوظ کیا تھا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

فَاِنَّ النَّاسَ قَدْتَغَيَّرَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ عَنْ كَثِيْرٍ مِّنْ حَظِّهِمْ ؛	1	یقیناً بہت سے انسان ہیں جو دنیا اور آخرت کی سعادتوں اور اپنے حصہ سے محروم ہو چکے ہیں؛
فَمَالُوْامَعَ الدُّنْيَا ؛	2	اِس لئے کہ وہ دنیا کی طرف مائل ہو چکے ہیں؛
وَنَطَقُوْا بِالْهَوٰى ؛	3	اور بات بات میں اور ہر معاملہ میں اپنی ذاتی خواہشات پر چلنے لگے؛
وَاِنِّيْ نَزَلْتُ مِنْ هٰذَا الْاَمْرِ مَنْزِلاً مُعْجِبًا اجْتَمَعَ بِهٖ اَقْوَامٌ اَعْجَبَتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ ؛	4	اور میں تو یہ دیکھ دیکھ کر ایک حیرانی کے مقام پر کھڑا ہوں جہاں میرے چاروں طرف ایسی قوموں کا جھمگٹا لگا ہوا ہے جو خود پسندی اور اپنے اپنے اغراض میں اُلجھے ہوئے ہیں؛
فَاِنِّيْ اُدَاوِيْ مِنْهُمْ قَرْحًا اَخَافُ اَنْ يَّعُوْدَ عَلَقًا ؛	5	چنانچہ میں اُن کے زخموں کا مداویٰ اور علاج تو کر رہا ہوں مگر ساتھ ہی ساتھ ڈرتا جا رہا ہوں کہ کہیں وہ جمے ہوئے خون کی طرح ہو کر لاعلاج نہ ہو جائیں؛
وَلَيْسَ رَجُلٌ ۔فَاعْلَمْ ۔اَحْرَصَ عَلٰى جَمَاعَةِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَاُلْفَتِهَا مِنِّيْ ؛	6	تم یہ بات ذہن نشین رکھ کر عمل کرنا کہ اس دنیا کے تمام انسانوں میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی اُمت کی محبت اور یکجہتی میں مجھ سے زیادہ لالچی ہو؛
اَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ حُسْنَ الثَّوَابِ وَكَرَمَ الْمَآبِ ؛	7	اور اس سے میرا مطلب صرف یہ ہے کہ میں عمدہ قسم کا ثواب اور آخرت کی سرفرازی حاصل کر لوں؛
وَسَاَفِيْ بِالَّذِيْ وَاَيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ وَاِنْ تَغَيَّرْتَ عَنْ صَالِحِ مَا فَارَقْتَنِيْ عَلَيْهِ ؛	8	اور میں تو اُس عہد کو وفا کر کے رہوں گا جو میں نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے خواہ تم اپنے اُس نیک خیال میں تبدیلی کیوں نہ کر لو جس پر تم مجھ سے جدا ہونے کے وقت قائم تھے؛

فَاِنَّ الشَّقِیَّ مَنْ حُرِمَ نَفْعَ مَا اُوْتِیَ مِنَ الْعَقْلِ وَالتَّجْرِبَۃِ	9	بلا شبہ وہ شخص ازلی بد بخت ہے جو عقل و تجربہ رکھتے ہوئے اپنے اوپر اُن فوائد کو حرام کرلے جو اُسے عقل و تجربہ سے پہنچتے؛
وَاِنِّیْ لَاَعْبَدُ اَنْ یَّقُوْلَ قَائِلٌ بِبَاطِلٍ ؛	10	میں تو اس بات کو بھی برداشت نہیں کرتا کہ کوئی بات بنانے والا غلط بات کہے؛
وَاَنْ اُفْسِدَ اَمْرً قَدْ اَصْلَحَہُ اللّٰہُ ؛	11	اور یا کسی ایسے معاملے کو خراب ہونے دوں جسے اللہ صحیح اور درست کر چکا ہو؛
فَدَعْ مَالَا تَعْرِفُ ؛	12	لہٰذا جس بات کو تم نہیں جانتے اُس کے پیچھے نہ پڑو؛
فَاِنَّ شِرَارَ النَّاسِ طَائِرُوْنَ اِلَیْکَ بِاَقَاوِیْلِ السُّوْءِ . وَالسَّلَامُ .	13	کیونکہ شر اور فساد پھیلانے والے لوگ اپنے فسادی اقوال اور اسکیمیں لے کر بڑی تیزی سے اُڑتے ہوئے تم تک پہنچ جائیں گے۔ والسلام۔

تشریح:۔ یہ جواب تو واضح اور سامنے ہے مگر جس خط کا یہ جواب ہے وہ نہ سامنے آیا ہے نہ ہمیں اس کا مضمون کہیں سے ملا ور نہ ہم اس سے قارئین کو باقاعدہ مطلع کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔یعنی ہمیں تشریح کے لئے اپنی سابقہ معلومات کا اور حضور علیہ السلام کے اس جواب کا سہارا لینا پڑے گا اور قارئین کو عقل و تجربہ سے مدد لینا پڑے گی۔لہٰذا اس جواب سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ابوموسیٰ اشعری نے اپنے چاروں طرف کے پیچیدہ حالات دیکھ کر ہدایات طلب کی ہیں۔تاکہ وہ آئندہ اپنے عمل در آمد میں راہنمائی حاصل کر کے اپنا کام درستی سے کر سکے۔

ابوموسیٰ اشعری کی پوزیشن مقام اور اُس کا کام اور حضورؑ سے تعلق

اِس عنوان کو سمجھنے کے لئے قارئین کو چاہیے کہ وہ اُس خطبے کو پڑھیں جسے مفتی جعفر نے اپنے ترجمے میں پینتیس ویں (35) نمبر پر لکھا ہے اور ہمارے یہاں اس خطبے کو پچاس (50) نمبر دیا ہے۔یہ خطبہ اُن حالات کو پیش کرتا ہے جب جنگِ صفین ختم ہوئی تھی اور حالات یہ تھے کہ جنگ صفین کے آخر میں معاویہ کی افواج اِدھر سے اُدھر بھاگ رہی تھیں۔خود معاویہ جان بچانے کے لئے بھاگنے کے لئے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے کھڑا ہے اور عمرو بن العاص سے تدبیریں دریافت کر رہا تھا۔اُس نے بتایا کہ قرآن کی آڑ لے لو تو لڑائی رک جائے گی۔چنانچہ نیزوں پر قرآن بلند کئے گئے اور فریادیں بلند ہوئیں کہ لڑائی روک دو اور قرآن کے مطابق فیصلہ کرلو۔حضرت علی علیہ السلام نے اعلان کیا کہ جب ہم نے قرآن کے فیصلے کی طرف بلایا تھا تو معاویہ اور اہل شام نے انکار کر دیا تھا اب وہ شکست اور قتل عام سے بچنے کے لئے یہ چال چل رہے ہیں۔لہٰذا جنگ جاری رکھو یہاں تک کہ باقاعدہ شکست تسلیم کی جائے۔لیکن قرآن کے نام پر حضرت علی علیہ السلام کی فوج کی کثرت نے تلواریں نیام میں رکھ لیں۔اور حضرت علی علیہ السلام کو گھیر لیا اور جنگ بند کرنے کے لئے مجبور کر دیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ اگر آپ نے مالک اشترؒ کو میدان جنگ سے واپس نہ بلایا تو ہم تمہیں گرفتار کر کے معاویہ کے حوالے کر دیں گے۔مالک اشتر کو واپس بلا لیا گیا جنگ روک دی گئی جنگ کو روکنا ہی معاویہ اور عمرو عاص کا اوّلین مقصد تھا جو قرآن کے نام پر علوی فوج میں اختلاف ڈال کر حاصل کر لیا گیا۔جنگ رکنے اور جان بچنے سے جو اطمینان ہوا تو سازش کی نئی چالیں سوجھیں۔معاویہ اور عمرو عاص نے دیکھا کہ علیؑ نے مجبوراً کثرت کی رائے سے دب کر آپس میں جنگ کو روک دیا ہے اس نے اُن لوگوں کو اُبھارا جو جنگ روکنا نہ چاہتے تھے اور زبردستی روک دیئے گئے۔اُنہوں نے حضرت علیؑ پر تقاضہ جاری رکھا کہ جنگ دوبارہ شروع کی جائے جنگ روکنا اور قرآن سے فیصلے کے لئے ثالث مقرر کرنا خود قرآن کے خلاف ہے۔لہٰذا تم نے جان بوجھ کر قرآن کی مخالفت میں صلح منظور کی ہے اور یہ کھلا کفر ہے لہٰذا کفر سے توبہ کرو جنگ جاری کرو۔چونکہ ان لوگوں کی تعداد کم تھی یہ جراُ دوبارہ جنگ نہ کر سکتے تھے اس لئے اپنے ہم خیال لوگوں کی تلاش میں لگ گئے یہی لوگ ہیں جو بعد میں خارجی کہلائے اور قوت حاصل کر کے جنگ

نہروان میں حضرت علی علیہ السلام سے مقابلہ کیا۔اُدھر جبراً جنگ رکوانے والوں میں معاویہ اور عمرو عاص نے یہ طے کرادیا کہ حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے ثالث ابوموسیٰ اشعری کو مقرر کراؤ اور معاویہ کی طرف کا ثالث عمرو بن العاص ہوگا۔حضرت علیؑ ہرگز نہ چاہتے تھے کہ اُن کی طرف سے ابوموسیٰ کو ثالث مقرر کیا جائے لیکن کثرت نے مجبور کردیا۔معاہدہ میں طے ہوا کہ دونوں ثالث چھ ماہ کے اندر اندر جو فیصلہ کریں گے وہ لفظ بلفظ قرآن سے کریں گے اور اس پر دونوں ثالث (یا حکم) متفق ہوں گے اور فیصلہ سنانے کے لئے دونوں دومۃ الجندل کے مقام پر آئیں گے اور فریقین کے دو گروہوں کے سامنے فیصلہ سنائیں گے۔یہاں تک دومۃ الجندل اور ابوموسیٰ اشعری کی پوزیشن واضح ہوگئی۔اُدھر دونوں افواج واپس چلی گئیں۔خارجی بننے والے لوگ حضرت علی علیہ السلام سے جدا ہوگئے اپنا الگ امام مقرر کرلیا اور حضرت علیؑ پر کفر کا فتویٰ عائد کردیا اور برابر تقاضہ جاری رکھا کہ کفر سے توبہ کرو اور معاویہ سے جنگ کریں۔حضرت علیؑ معاہدہ کی پابندی پر زور دیتے رہے اور دوسرے مخالف گروہ کو معاویہ کی طرف سے شہہ ملتی رہی روپیہ اور سامان ملتا رہا تاکہ علیؑ سے جنگ کرائی جائے اور علیؑ کو اُلجھا کر دور رکھا جائے۔ابوموسیٰ کو ایسی خبریں پہنچائی جارہی تھیں جن سے گھبرا کر وہ کوئی ایسا فیصلہ کردے جو معاویہ کے حق میں ہو۔سازشی گروہ کہتا تھا کہ خارجیوں کے دباؤ میں آکر حضرت علیؑ نے معاہدہ منسوخ کردیا ہے۔لہٰذا ثالثی خود منسوخ ہوگئی ہے۔کوئی بتاتا تھا کہ حضرت علیؑ نے کفر کا جرم مان کر توبہ کرلی ہے اور وہ شام پر حملہ کرنے کی تیاریاں کررہے ہیں۔وہ صلح کرنے پر پچھتا رہے ہیں۔ابوموسیٰ اشعری نے اِن افواہوں سے گھبرا کر یہ خط لکھا اور صورت حال کو سمجھنا چاہا ہے۔اسی لئے حضورؑ نے اپنے جواب میں بتایا ہے کہ ''__میں تو اُس عہد کو وفا کرکے رہوں گا جو میں نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے خواہ تم اپنے اُس نیک خیال میں تبدیلی ہی کیوں نہ کرلو جس پر تم مجھ سے جدا ہوتے وقت قائم تھے__ (جملہ نمبر 8)۔مطلب یہ کہ:۔

(1) مطلب یہ کہ میں کسی کے دباؤ میں نہ آیا ہوں نہ آؤں گا اور جنگ صفین والے معاہدے کو ضرور پورا کروں گا۔یعنی جو کچھ تمہیں سنایا جارہا ہے وہ سازشی افواہیں ہیں حقیقت نہیں ہے۔

(2) یہ بھی واضح ہوگیا کہ معاہدہ کے بعد جنگ صفین سے رخصت ہوتے وقت ابوموسیٰ اشعری کے خیالات نیک تھے یعنی وہ معاہدہ کے مطابق قرآن سے فیصلے کے لئے تیار تھے۔اور حضرت علی علیہ السلام ابوموسیٰ اشعری کے بدل جانے کی صورت میں بھی قرآن کے فیصلے اور حکم پر رضامند رہیں گے۔

اسی خط میں ابوموسیٰ کو خبردار کیا ہے کہ سازش بڑے زور سے جاری ہے میرے چاروں طرف بھی کئی ایک اقوام کو پھیلا رکھا ہے تاکہ میں کوئی غلط فیصلہ کرلوں (جملہ نمبر 4) اور ادھر تمہیں تمہاری راہ سے ہٹانے کے لئے شرپسند ماہرین تمہارے چاروں طرف اُڑ اُڑ کر پہنچیں گے اور چکر لگائیں گے اور طرح طرح کے اقوال اور غلط اسکیمیں پیش کریں گے (13۔آخری جملہ)۔باقی خط ابوموسیٰ کو تنبیہات اور تاکیدات اور صورت حالات سے واقف کرنے کے لئے واضح ہے۔بہرحال معاویہ اور عمرو عاص کی سازش سے صفین کی جنگ رک گئی۔حضرت علی علیہ السلام کی فوج میں ایک مستقل پھوٹ پڑ گئی جو آپس میں جنگ نہروان پر ختم نہیں ہوئی۔میدان جنگ میں موجود تمام خارجی قتل ہوگئے تو اُن کے اعزا و اقربا دشمن ہوگئے۔پہلے خارجی تھے یا نہیں ضرور وہی عقائد اختیار کرلئے۔چاروں طرف اپنے ہم خیال بنانے کے لئے پھیل گئے۔جہاں موقع ملا حضرتؑ کی رعایا اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کو بے دریغ لوٹا قتل و غارت کرنا جاری رکھا۔ہم نے مکمل تفصیل بیان الامامت کی تشریحات میں جمع کردی ہیں۔ہر پہلو واضح ہوچکا ہے۔خطوط کی ذیل میں یہ مختصر تشریحات خانہ پری کے لئے کی گئی ہیں۔بیان الامامت کو پڑھ چکنے والوں کو ان کی احتیاج نہیں رہتی ہے۔نہج البلاغہ پر یہ (قلمی) دس ہزار صفحات قارئین کو تمام تواریخ سے نہ صرف مستغنی کردیتے ہیں بلکہ تاریخ پر تنقید کی قوت اور دلائل بھی فراہم کرتے ہیں۔

(نمبر79)خط لَمَّااسْتُخْلِفَ اِلٰی اُمَرَاءِ الْاَجْنَاد

اپنی ظاہری خلافت کے فوج کے سرداروں کے نام لکھا گیا تھا

قریش اور قریشی خلافتوں کا کردار پیش فرمایا ہے اور اُن کے منصوبہ پر متوجہ کیا ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّمَا اَهْلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ اَنَّهُمْ مَنَعُوْا النَّاسَ الْحَقَّ فَاشْتَرُوْهُ ؛	1	حمد وثنائے خدا اور رسولؐ کے بعد واضح ہو کہ تم سے پہلے کے لوگوں کو اس عمل درآمد نے تباہ کیا تھا کہ اُنہوں نے حاکم ہوتے ہوئے لوگوں کو اُن کے حقوق دینے سے منع کر دیا تھا اور پبلک نے اپنے حقوق کو خریدنا شروع کر دیا تھا؛
وَاَخَذُوْهُمْ بِالْبَاطِلِ فَاقْتَدَوْهُ ۔	2	اور انہوں نے ان کو باطل پر لگا دیا تھا چنانچہ انہوں نے پیروی شروع کر دی تھی۔''

تشریح:۔ خط کی بنیادی بات تو اس قدر ہے کہ حاکم کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ پبلک کے کیا کیا حقوق اُن پر لازم ہوتے ہیں اور سب کے حقوق بروقت ادا کئے جانا چاہئیں اور بس۔ انسانی حقوق کیا کیا ہیں؟ اس پر آج تک نہ آخری فیصلہ ہوا ہے نہ تمام حکمرانوں نے اتفاق کیا ہے۔ پہلے بھی اور آج بھی انسانوں کو نظام حکومت کی مصلحتوں کے ماتحت بہت سے حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے۔ مثلاً ملک رُوس میں اس کی آزادی نہیں کہ جو شخص جہاں اور جس ملک میں جا کر آباد ہونا چاہے آباد ہو سکے۔ چنانچہ وہاں کی پبلک اپنے ملک میں قیدی ہے۔ پاکستان میں اس کی آزادی نہیں کہ جو شخص جو عقیدہ یا مذہب رکھنا چاہے رکھ سکے۔ مثال کے طور پر روس میں یہودی قید میں ہیں اور پاکستان میں قادیانی یا احمدی قید میں ہیں۔ رُوس اور پاکستان کی حکومتیں ان پابندیوں کو جائز سمجھتی ہیں اور ہر ملک کی حکومت پبلک پر اپنی مصلحت کے ماتحت پابندیاں لگائے ہوئے ہے اور جب چاہتی ہے قانون خود بنا کر مزید پابندیاں لگا دیتی ہے۔ پبلک شور کرتی رہتی ہے اور اِس وقت ساری دنیا میں تمام ممالک میں ہنگامے ہو رہے ہیں بدامنی پھیلی ہوئی ہے۔ کہیں چین وامن و اطمینان نہیں ہے۔ نہ پبلک چین سے ہے اور نہ حکومتیں چین سے ہیں۔ ایک ہمہ گیر بے چینی ہے جس نے ساری دنیا کو گھیر رکھا ہے اور دنیا تباہی کی طرف بڑھتی جا رہی ہے۔ سب لوگ معذور ہیں سب قصوروار ہیں۔ کسی نہ کسی طرح اور کسی نہ کسی مقدار میں سب مجرم ہیں۔ اگر ان لوگوں کو خدا و رسولؐوں اور کتبہائے خداوندی کے احکام پر نہیں چلنا تو نہ چلیں۔ مگر ان اقوال واعمال واقدامات پر تو پابندی نہ لگائیں جو انسانی ترقی میں مدومعاون ہوں۔ یہ قانون تو بنایا جا سکتا ہے کہ انسانی ترقی میں رکاوٹ ڈالنا جرم ہے۔ لہٰذا ہر وہ پابندی ہٹا لیں جو ترقی میں رکاوٹ بنتی ہو۔ ہر وہ خیال وعمل جائز قرار دے دیں جو انفرادی یا اجتماعی ترقی کا سبب بنتا ہو۔ یہی سبب ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو سو فیصد آزاد رکھا تھا۔ ہر شخص کو زندہ رہنے پھلنے پھولنے اور لازوال ترقی کرنے کا حق ہے اور ہر شخص کو یہ حق ملنا چاہئے لیکن کسی شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ دوسروں کے اِس حق میں رکاوٹ ڈالے۔ یہ ایسی حقیقت ہے کہ کمیونسٹ بھی اس کا انکار نہیں کر سکتے اور تمام با مذہب لوگوں کو یہ حق یا حقیقت تسلیم کرنا پڑتی ہے۔ یہ صرف حکومتیں اور حکومتوں کے طرز حکومت ہیں جو اس حق اور حقیقت کے منکر ہیں۔ وہ طرح طرح کی باتیں بنا کر لوگوں کو اس فطری، پیدائشی اور بہترین و ہمہ گیر حق سے روکتی ہیں۔ اسی لئے معصومؑ زبان

میں باطل حکومتیں کہلاتی ہیں اورایک معصوم وخدائی حکومت ہی کوصحیح حکومت مانتی ہیں اور صحیح حکومت کے لئے خدائی طرزحکومت کولازم قراردیتی ہیں۔اور انسان کے اپنے ذاتی خیالات یاذاتی اورقومی یاملکی مصلحتوں کوناجائزقراردیتی ہیں جواللہ نے کہا ہویاآئندہ کہےاسی کوحق اورصحیح سمجھتی ہیں۔اس حکومت کا سربراہ اورحکمران خودکوساری نوع انسان سے پیچھے رکھتاہےاورایک ایسا گروہ اپنی پشت پر رکھنا چاہتا ہے جوخودکوتمام انسانوں سے پیچھے رکھے۔اپنی خوراک اور پوشاک کا معیار یہ رکھتاہے کہ پبلک کا ہرشخص وہ خوراک اور پوشاک باسہولت حاصل کرسکےاور پبلک کے ساتھ ساتھ اپنی ضروریات زندگی کا تعین کرتارہے۔وہ ایسے لوگوں کومحبت اورقدرکی نظروں سے دیکھتا ہے جودوسروں کوخود پرترجیح دیتے ہوں اور جوساری نوع انسان کی آزادی اورخوشحالی اورخوش خیالی چاہتے ہوں اوراپنی تمام قوتیں اس مقصد پرقربان کردینے میں لگے رہتے ہوں۔جودنیا سے تنگی،تنگ دستی اور تنگ خیالی اور تنگ دامنی اورتنگ دلی کورخصت کرنے میں اپنے سربراہ یاحکومت کےمددومعاون ہوں جو ہروقت اصلاحی تگ ودَو میں لگے رہتے ہوں جوکبھی ترقی کی گنجائشوں کونظر انداز نہ کریں جوترقی کے زینہ کوکہیں ختم ہوجانے والا نہ سمجھ بیٹھیں جوانسانوں کولامحدودحیات اورلامحدودقدرت فراہم کرنے اورکرانے میں یقین رکھتے ہوں جواس پوری کائنات کواستعمال کرنے کے قابل ہوں۔اوراپنے حکمران کے قدم بقدم چل کروہاں تک پہنچیں جہاں تک مکان اورامکان ہو۔اور یہ سب کچھ یہ مصلحت پرست حکومتیں نہیں کرسکتیں وہ دنیا کوایساہی بنائے رکھیں گی جیسی آج ہماری یہ دنیا ہے۔چاروں طرف حکمرانوں کودَوروں کا دَورہ پڑا ہوا ہے۔تمام دانشوروں کوبےمعنی اورآزمودہ میٹنگوں میں اُلجھارکھا ہے چاروں طرف امن وصلح اورخوشحالی کی باتیں ہوتی ہیں۔مگرامن کے بجائے فساد میں روزافزوں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔صلح کی جگہ جنگ کی مزیدراہیں نکلتی ہیں۔خوشحالی کے بجائے بدحالی اور فاقہ کشی اورتنگ حالی پھیلتی جارہی ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ یہ دَورہ ختم ہو۔یہ بیماری فکروفراست دورہو۔یہ گاندھی یہ گاندھی زدہ لوگ چین سے بیٹھ کرکوئی ایساپلان پیش کریں جس میں انسانی حقوق،انسانی آزادی اورانسانی محبت مجروح ہوتی نظرنہ آئے۔

یاعلیؑ مدد۔

2جولائی1985ءبروزمنگل بوقت10 بجے دن

محمداحسنؔ زیدی

بیان الامامة

(حصه سوم)

﴿ملفوظات و کلمات﴾

بیان الامامۃ حصہ سوم

ملفوظات و کلمات

بَابُ الْمُخْتَارِ مِنْ حِکَمِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلام وَمَوَاعِظِهٖ ' وَیَدْ خُلُ فِیْ ذٰلِكَ الْمُخْتَارُ مِنْ اَجْوِبَةِ مَسَائِلِهٖ وَالْكَلَامُ الْقَصِیْرُ الْخَارِجُ فِیْ سَائِرِ اَغْرَاضِهٖ .

۔''وہ باب جس میں امیر المومنین علیہ السلام کے منتخب وعظوں اور حکیمانہ ہدایات کا مجموعہ ہے۔اور سوالات کے جوابات بھی ہیں اور چھوٹے چھوٹے حکیمانہ جملوں کا انتخاب بھی ہے جو مختلف اغراض ومقاصد کے سلسلے میں فرمائے ہیں''۔

1- فتنہ سازوں سے تحفظ کا ایک سادہ اور سہل طریقہ

کُنْ فِی الْفِتْنَةِ کَابْنِ اللَّبُوْنِ	1	فتنہ اور فساد پھیلانے والوں کے لئے دُودھ پلانے والی اُونٹنی کے دو سالہ نر بچہ کی مانند ہو جاؤ
لَا ظَهْرٌ فَیُرْکَبَ ؛		جس کی کمر بھی اس قابل نہیں ہوتی کہ اُس پر سواری کی جاسکے؛
وَضَرْعٌ فَیُحْلَبَ .	2	اور جسکے باک اور تھن بھی نہیں ہوتے کہ کوئی دُودھ نکال لے''۔

2- ذلت اور رُسوائی سے تحفظ کی تین باتیں

اَزْرٰی بِنَفْسِهٖ مَنِ اسْتَشْعَرَ الطَّمَعَ ؛	1	جس نے لالچ کو اپنا شعار بنایا اُس نے خود کو اَدنیٰ درجہ دے دیا؛
وَرَضِیَ بِالذُّلِّ مَنْ کَشَفَ ضُرَّهٗ ؛	2	اور جس نے اپنی تکلیفوں اور پریشانیوں کو کھول کر بیان کیا وہ ذلیل ہونے پر راضی ہو گیا؛
وَهَانَتْ عَلَیْهِ نَفْسُهٗ مَنْ اَمَّرَعَلَیْهَا لِسَانَهٗ .	3	اور اُس شخص نے خود ہی اپنی توہین کر دی جس نے اپنی زبان قابو میں نہ رکھی۔

3- کنجوسی، بُزدلی، ناداری، بےنوائی، عاجزی، اور صبر وزھد اور پارسائی کے نتائج پر بیان

اَلْبُخْلُ عَارٌ ؛	1	کنجوسی وتنگدلی ناپسندیدہ، مذموم اور قابل شرم عادت ہے؛
وَالْجُبْنُ مَنْقَصَةٌ ؛	2	بُزدلی انسانیت کا نقص اور ناکامی ہے؛ اور
وَالْفَقْرُ یُخْرِسُ الْفَطِنَ عَنْ حُجَّتِهٖ ؛	3	ہاتھ پھیلا کر مانگنے والا اپنی دانش کو حجت ثابت کرنے میں پیش کرنے سے قاصر رہتا ہے؛
وَالْمُقِلُّ غَرِیْبٌ فِیْ بَلْدَتِهٖ ؛	4	اور ایک بےنوا شخص خود اپنے شہر میں رہتے ہوئے بھی پردیسی اور بے یار ومددگار رہتا ہے؛
وَالْعَجْزُ اٰفَةٌ ؛	5	اور عاجزی وبےبسی خود ایک آفت ہوتی ہے؛
وَالصَّبْرُ شُجَاعَةٌ ؛	6	اور صبر کرنا حقیقی بہادری ہے؛
وَالزُّهْدُ ثَرْوَةٌ ؛	7	اور دُنیا سے لاتعلقی حقیقی دولت ہے؛
وَالْوَرَعُ جُنَّةٌ .	8	اور پارسائی تمام بُری باتوں سے حفاظت کی ڈھال (سپر) ہے۔

4- سب سے اچھا ساتھی، مفید ترین وراثت اور جدید ترین زیور اور حقیقت نُما آئینہ دکھایا ہے

نِعۡمَ الۡقَرِیۡنُ الرِّضَا؛	1	راضی برضائے خدا رہنا سب سے اچھا ساتھی ہے؛
وَالۡعِلۡمُ وِرَاثَةٌ کَرِیۡمَةٌ ؛	2	اور علم مفید ترین وراثت ہے؛
وَالۡاٰدَابُ حُلَلٌ مُّجَدَّدَةٌ ؛	3	ادب اور تہذیب ہمیشہ نیا رہنے والا خلعت اور زیور ہے؛
وَالۡفِکۡرُ مِرَاٰةٌ صَافِیَةٌ .	4	اور تفکّر حقیقت نُما آئینہ ہوتا ہے۔

5- رازداری، خوشرُوئی اور بُردباری کی مدح فرمائی ہے

صَدۡرُ الۡعَاقِلِ صُنۡدُوۡقُ سِرِّهٖ ؛	1	عقلمند شخص کی خفیہ باتوں اور اُس کے رازوں کا صندوق اُس کا سینہ ہوتا ہے؛
وَالۡبَشَاشَةُ حِبَالَةُ الۡمَوَدَّةِ ؛	2	خوشرُوئی وقار آمیز محبت کو پھانس لینے والا جال ہے؛
وَالۡاِحۡتِمَالُ قَبۡرُ الۡعُیُوۡبِ .	3	اور بردباری عیبوں کو دفن کرلینے والی قبر ہے۔
وَرُوِیَ اَنَّهٗ عَلَیۡهِ السَّلَامُ قَالَ فِی الۡعِبَارَةِ عَنۡ هٰذَا الۡمَعَانِیۡ اَیۡضًا :		روایت یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام نے اِسی مطلب کیلئے ایک اور بیان فرمایا تھا کہ:
اَلۡمُسَالَمَةُ خَبۡءُ الۡعُیُوۡبِ .	4	صلح پسندی عیبوں کو چھپا دینے والا گڑھا ہے؛

6- خود بینی وخود پسندی کی مُذمّت اور صدقہ کی مدح کے ساتھ آخرت سے خبردار کیا ہے

مَنۡ رَضِیَ عَنۡ نَفۡسِهٖ کَثُرَ السَّاخِطُ عَلَیۡهِ ؛	1	جو کوئی خود پسندی اختیار کرتا ہے اُس پر غُصہ کرنیوالوں کی کثرت ہوتی ہے؛
وَالصَّدَقَةُ دَوَاءٌ مُّنۡجِحٌ ؛		اور صدقہ دیتے رہنا ایک مفید اور شفا بخشنے والی دوا ہے؛
وَاَعۡمَالُ الۡعِبَادِ فِیۡ عَاجِلِهِمۡ نَصۡبُ اَعۡیُنِهِمۡ فِیۡ اٰجِلِهِمۡ .	2 3	اور بندوں کے وہ اعمال جو وہ اِس دُنیا میں کرتے ہیں آخرت میں اُن کے سامنے پیش ہوں گے‘‘۔

7- چربی، گوشت اور ھڈی سے متعلق اللہ کے تین کرِشمے

اِعۡجَبُوۡا لِهٰذَا الۡاِنۡسَانِ یُنۡظُرُ بِشَحۡمٍ ؛	1	اس انسان پر تعجب ہونا چاہئے کہ یہ چربی سے دیکھتا ہے؛
وَیَتَکَلَّمُ بِلَحۡمٍ ؛	2	اور گوشت سے بولتا ہے؛
وَیَسۡمَعُ بِعَظۡمٍ ؛	3	اور ھڈی سے سُنتا ہے؛
وَیَتَنَفَّسُ مِنۡ خَرۡمٍ .	4	اور سوراخوں سے سانس لیتا ہے۔‘‘

8- دُنیا کا اچھا اور بُرا سلوک عارضی ہوتا ہے

اِذَا اَقۡبَلَتِ الدُّنۡیَا عَلٰی قَوۡمٍ اَعَارَتۡهُمۡ مَحَاسِنَ غَیۡرِهِمۡ ؛	1	جب دُنیا کسی قوم پر مہربان ہوتی ہے تو وہ اُن کو دوسروں کی اچھائیاں عارضی طور پر دے دیتی ہے؛

وَاِذَااَدْبَرَتْ عَنْھُمْ سَلَبَتْھُمْ مَحَاسِنَ اَنْفُسِھِمْ .	2	اور جب دُنیا کسی قوم سے ناراض ہوجاتی ہے تو وہ اُس قوم سے اُن کی اپنی اچھائیاں بھی چھین لیا کرتی ہے۔

9- لوگوں سے کیوں اور کیسا برتاؤ رکھو؟

خَالِطُوا النَّاسَ مُخَالَطَةً اِنْ مُّتُّمْ مَعَھَابَکَوْا عَلَیْکُمْ؛	1	لوگوں سے اِس طرح مِلوجُلو اور برتاؤ رکھو کہ اگر تم اُن کے سامنے مرجاؤ تو وہ صدمہ سے تم پر روئیں؛
وَاِنْ عِشْتُمْ حَنُّوا اِلَیْکُمْ .	2	اور اگر تم زندہ رہتے چلے جاؤ تو وہ خوشی خوشی تم سے ملتے جلتے رہیں۔

10- دشمن پر غلبہ دینے والے اللہ کا شکر کیسے کیا جائے؟

اِذَاقَدَرْتَ عَلٰی عَدُوِّکَ فَاجْعَلِ الْعَفْوَعَنْہُ شُکْرًالِّلْقُدْرَةِ عَلَیْہِ .	1	جب تمہیں اپنے دشمن پر غلبہ اور تسلط حاصل ہو تو اپنے دشمن کو معاف کر کے اُس غلبہ اور تسلط پر شکر خدا سمجھو۔

11- دوستوں کے معاملہ میں ناکام ترین شخص

اَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ اکْتِسَابِ الْاَخْوَانِ	1	تمام انسانوں سے ناتوان اور بے چارہ وہ شخص ہے جو دوست حاصل کرنے میں ناکام رہے؛
وَاَعْجَزُمِنْہُ مَنْ ضَیَّعَ مَنْ ظَفِرَبِہِ مِنْھُمْ.	2	اور اُس سے بھی ناتوان وناکام اور بے چارہ وہ شخص ہے جو ہاتھ آئے ہوئے دوستوں کو ضائع کردے

12- وہ مومنین جو نہ حق کے طرفدار نہ باطل کے طرفدار

فِی الَّذِیْنَ اعْتَزَلُوْا الْقِتَالُ مَعَہُ :	1	اُن مومنین کیلئے فرمایا جو آپؑ کے ساتھ مل کر دشمن سے جنگ کرنے سے باز رہے:
خَذَلُوْاالْحَقَّ وَلَمْ یَنْصُرُوْاالْبَاطِلَ .	2	اُنہوں نے حق کو بے یارومددگار چھوڑے رکھا اور باطل کی نصرت بھی نہ کی

13- ناشکری نعمتوں کی تکمیل کو روکتی ہے

اِذَاوَصَلَتْ اِلَیْکُمْ اَطْرَافُ النِّعَمِ فَلَا تُنَفِّرُوْا اَقْصَاھَابِقِلَّةِ الشُّکْرِ .	1	جب تمہیں نعمتوں کا کچھ حصہ پہنچ جائے تو اُن کے باقی حصہ کو ناشکری کے ذریعہ پہنچنے سے نہ روک دو۔

14- قریبی رشتہ داروں کے چھوٹ جانے سے بالکل نہ ڈرو

مَنْ ضَیَّعَہُ الْاَقْرَبُ	1	جسے قریبی رشتہ دار چھوڑ دیں؛
اُتِیْحَ لَہُ الْاَ بْعَدُ .	2	اُسے دُور پار کے غیر لوگ ہمدرد مل جاتے ہیں۔

15- فتنہ میں مبتلا ہر شخص ضروری نہیں کہ قصوروار ہو

مَاکُلُّ مَفْتُوْنٍ یُعَاتَبُ.	1	فتنے میں مبتلا ہر شخص قابل سرزنش نہیں ہوا کرتا ہے۔

16۔ تقدیر کے سامنے ہر چیز بے بس ہے

تَـذِلُّ الْاُمُـوْرُلِـلْـمَـقَـادِيْرِ حَتّٰى يَكُوْنَ الْحَتْفُ فِي التَّدْبِيْرِ.	1	تقدیر کے سامنے تمام کام و حالات سر جھکاتے ہیں یہاں تک کہ تدبیر میں بھی دراندازی اور تباہی پیدا کرتی ہے۔

17۔ خضاب لگانا کیوں ضروری رہا ہے؟

وَسُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قَوْلِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ		اور علی علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی اس حدیث پر سوال کیا گیا کہ:۔
عَلَيْهِ وَآلِهِ : غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ ."	1	۔''اپنے بڑھاپے کو تبدیل کردو اور یہودیوں کے مشابہ نہ رہو''۔
فَقَالَ :اِنَّمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ذٰلِكَ وَالدِّيْنُ قُلٌّ ؛	2	علیؑ نے فرمایا کہ:۔ یقیناً وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ہی کا فرمان ہے اسلئے کہ اُس وقت دین میں دینداروں کی قلت تھی؛
فَاَمَّا الْاٰنَ وَقَدِ اتَّسَعَ نِطَاقُهُ ؛	3	مگر اب تو دین کا دامن پھیل کر وسیع ہو گیا ہے؛
وَضَرَبَ بِجِرَانِهِ فَامْرُءٌ وَمَا اخْتَارَ .	4	اور اُس کا سینہ زمین پر جما ہوا ہے، چنانچہ اب ہر شخص مختار و آزاد ہے''۔

18۔ تمناؤں کے پیچھے دوڑنا موت سے دوچار کرتا ہے

مَنْ جَرٰى فِيْ عِنَانِ اَمَلِهِ عَثَرَ بِاَجَلِهِ .	1	جو کوئی اپنی تمناؤں کے پیچھے دوڑتا ہے اور اُن کی لگام ڈھیلی چھوڑتا ہے اسے اُس کی موت ٹھوکر کھلاتی ہے۔

19۔ بامروت انسانوں سے یدُ اللہ کی خاص رعایت

اَقِيْلُوْا ذَوِي الْمُرُوْءَاتِ عَثَرَاتِهِمْ ؛	1	بامروّت لوگوں کی لغزشوں سے درگذر اور صرفِ نظر کر لیا کرو؛ اُن میں سے جو کوئی بھی
فَمَا يَعْثُرُ مِنْهُمْ عَاثِرٌ اِلَّا وَيَدُ اللّٰهِ بِيَدِهٖ يَرْفَعُهُ .	2	ڈگمگا کر گرتا ہے تو اللہ کا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں ہوتا ہے جو اُسے اُٹھا کر بلند کر دیتا ہے۔

20۔ غلط مرعوبیت اور شرم مُضر ہے

قُرِنَتِ الْهَيْبَةُ بِالْخَيْبَةِ ،	1	ہیبت زدگی اور ناکامی دونوں ساتھی ہیں۔(خوفزدگی سے ناکامی ہوتی ہے)
وَالْحَيَاءُ بِالْحِرْمَانِ ،	2	اور حیا اور محرومی بھی ساتھی ہیں۔(جس نے کی شرم اُس کے پھوٹے کرم)
وَالْفُرْصَةُ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ،	3	اور فرصت کا وقت بادلوں کی رفتار سے تیز گذر جاتا ہے۔
فَانْتَهِزُوْا فُرَصَ الْخَيْرِ .		لہٰذا بھلائی کی فرصت کو غنیمت جانو۔

21۔ حقِ خلافت اور قریشی خلافتوں کا لمبا تعاقب

لَنَا حَقٌّ فَاِنْ اُعْطِيْنَاهُ وَاِلَّا رَكِبْنَا اَعْجَازَ الْاِبِلِ وَاِنْ طَالَ السُّرٰى .	1	ہمارے ہی لئے حکمرانی (خلافت) کا حق مقرر ہے اگر ہمارا حق ہمیں دیں گے تو لے لیں گے۔ ورنہ ہم قریشی اُونٹ کے پٹھوں پر سوار ساتھ ساتھ چلیں گے خواہ یہ اندھیرے کا سفر طویل ہو۔

22۔عملی تیز رَوِی قابل شمار ہوتی ہے

مَنْ اَبْطَأَبِهٖ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ حَسَبُهُ.	1	جس کسی کو اُس کے اعمال سست گام کر دیں اُسے اُس کی منزلت تیز رَو نہیں کر سکتی۔

23۔نعمتوں کی فراوانی میں اللہ سے زیادہ ڈرو

يَابْنَ اٰدَمَ اِذَارَأَيْتَ رَبَّكَ سُبْحَانَهُ يُتَابِعُ عَلَيْكَ نِعَمَهُ اَنْتَ تَعْصِيْهِ فَاحْذَرْهُ .	1	اے آدمؑ کے بیٹے جب تو یہ دیکھے کہ تیرا پاک پروردگار تجھے دھڑا دھڑ لگاتار نعمتیں دیتا چلا جا رہا ہے اور تُو دھڑا دھڑ اُس کی نافرمانیاں کر رہا ہے تو اس حالت میں اُس سے بچ کر رہنا۔

24۔گناہان کبیرہ کا کفارہ دُنیا میں ممکن ہے

مِنْ كَفَّارَاتِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ اِغَاثَةُ الْمَلْهُوْفِ،	1	بڑے بڑے گناہوں کو چھپانے کیلئے ستم زدہ لوگوں کی فریاد رسی،
وَالتَّنْفِيْسِ عَنِ الْمَكْرُوْبِ .	2	اور غمگین لوگوں کو شاد کام کرنا چاہئے۔

25۔انسانی چہرہ دل کا آئینہ ہوتا ہے

مَااَضْمَرَ اَحَدٌ شَيْئًا اِلَّاظَهَرَ فِيْ فَلَتَاتِ لِسَانِهٖ وَصَفَحَاتِ وَجْهِهٖ .	1	کوئی شخص کسی چیز کو دل میں رکھ کر چھپا نہیں سکتا بلکہ وہ تو اُسکے منہ سے بے ساختہ نکلنے والے الفاظ سے اور چہرہ کے رنگ اور اُتار چڑھاؤ سے ظاہر ہو جاتی ہے۔

26- معمولی بیماری میں لیٹ نہ جاؤ

اِمْشِ بِدَائِكَ مَامَشٰى بِكَ .	1	اپنی بیماری سمیت اُس وقت تک چلتے پھرتے اور کام کاج کرتے رہو جب تک تمہیں چلنے سے نہ روکے۔

27۔پارسائی میں بہت ضروری بات

اَفْضَلُ الزُّهْدِ اِخْفَآءُ الزُّهْدِ .	1	دُنیا میں اَفضل ترین پارسائی پارسائی کو چھپانا ہے۔

28۔موت سے ملاقات میں جلدی

اِذَاكُنْتَ فِيْ اِدْبَارٍ وَالْمَوْتُ فِيْ اِقْبَالٍ فَمَا اَسْرَعَ الْمُلْتَقٰى ؟	1	جب تم دُنیا کی طرف سے پشت پھرا لو گے اور موت تمہاری طرف منہ کئے آ رہی ہوگی تو اس سے جلد ملاقات کا اور موقع نہ ہوگا۔

29۔اللہ کی ستاری سے بھی ڈرتے رہو

اَلْحَذَرَ الْحَذَرَفَوَاللّٰهِ لَقَدْ سَتَرَ حَتّٰى كَاَنَّهُ قَدْغَفَرَ	1	عذاب سے بچ کر رہو اور ڈرتے رہو یقیناً اللہ نے تمہاری ایسی پردہ پوشی کی گویا اُس نے تمہیں بخش دیا ہے۔

30۔ایمان اور کفر کی ایسی تفصیل کہ جو فکر و عمل کے ہر پہلو پر محیط و حاوی رہتی چلی جائے گی

اَلاِ یْمَانُ عَلٰی اَرْبَعِ دَعَائِمَ:	1	مکمل ایمان چار بُنیادی ستونوں پر اُستوار ہوتا ہے اُن میں سے ایک
عَلَی الصَّبْرِ وَالْیَقِیْنِ وَالْعَدْلِ وَالْجِهَادِ؛	2	صبر ہے، ایک یقین ہے، ایک عدل ہے اور ایک اصلاحی جدّ وجہد یعنی جہاد ہے؛
وَالصَّبْرُ مِنهَا عَلٰی اَرْبَعِ شُعَبٍ :	3	(1) اور اُن میں سے صبر بھی چار شعبوں میں تقسیم ہوتا ہے:۔اُن میں سے ایک
عَلَی الشَّوْقِ وَالشَّفَقِ وَالزُّهْدِ وَالتَّرَقُّبِ ؛	4	شوق ہے دوسرا شفق ہے تیسرا زُھد اور چوتھا ترقُّب یعنی قربت کا انتظار کرنا ہے؛
فَمَنِ اشْتَاقَ اِلَی الْجَنَّةِ سَلاعَنِ الشَّهَوَاتِ ؛	5	چنانچہ جو شخص جنت میں جانے کا شوق رکھتا ہوگا اور وہ خواہشوں میں نہ اُلجھے گا؛
وَمَنْ اَشْفَقَ مِنَ النَّارِ اجْتَنَبَ الْمُحَرَّمَاتِ ؛	6	اور جو شخص آگ یا جہنم سے شفق، یعنی توہین آمیز ڈر رکھتا ہوگا وہ تمام حرام کی ہوئی اور ممنوع چیزوں سے بچ کر رہے گا؛
وَمَنْ زَهِدَ فِی الدُّنْیَا اسْتَهَانَ بِالْمُصِیْبَاتِ؛	7	اور جو دُنیا سے دل چسپی نہ لے گا اُس کیلئے دُنیا میں مصیبتیں حقیر ہو کر رہ جائیں گی۔
وَمَنِ ارْتَقَبَ الْمَوْتَ سَارَعَ فِی الْخَیْرَاتِ.؛	8	اور جو ہر وقت موت کی آمد کا منتظر رہے گا وہ اللہ کے پسندیدہ کاموں کو کر گذرنے میں جلدی کریگا؛
وَالْیَقِیْنُ مِنهَا عَلٰی اَرْبَعِ شُعَبٍ :	9	(2) اور ایمان کی دوسری بُنیاد یقین بھی چار شعبے رکھتا ہے:۔
(1)عَلٰی تَبْصِرَةِ الْفِطْنَةِ ؛	10	اُن میں سے ایک گہرا عقلی تبصرہ ہے،
(2)وَتَاوُّلِ الْحِکْمَةِ ؛	11	دوسرا حقیقت تک پہنچنے کی کوشش ہے؛
(3)وَمَوْعِظَةِ الْعِبْرَةِ ؛	12	اور تیسرا شعبہ نصیحتوں کا ذخیرہ جمع کرتے رہنا ہے؛
(4)وَسُنَّةِ الْاَوَّلِیْنَ ؛	13	اور چوتھا شعبہ گذرے ہوئے نیک اور کامیاب لوگوں کا طور وطریق کا رہے؛
فَمَنْ تَبَصَّرَفِی الْفِطْنَةِ تَبَیَّنَتْ لَهُ الْحِکْمَةُ ؛	14	چنانچہ جو حقیقت تک پہنچ جائیگا اُسکے سامنے حکمت یا علم و عمل کی راہیں واضح ہو جائیں گی؛
وَمَنْ تَبَیَّنَتْ لَهُ الْحِکْمَةُ عَرَفَ الْعِبْرَةَ ؛	15	اور جس پر علم و عمل کی راہیں آشکار ہوں گی وہ نصیحت اور سبق آموزی پر مطلع ہو جائے گا؛
وَمَنْ عَرَفَ الْعِبْرَةَ فَکَاَنَّمَا کَانَ فِی الْاَوَّلِیْنَ	16	اور جو ماضی اور حال کی عبرتوں، نصیحتوں اور اسباق پر مطلع ہو جائے گا اُسے تو اوّلین اقوام سے لے کر آخری اقوام تک کا، فرد ماننا ہوگا؛
وَالْعَدْلُ مِنهَا عَلٰی اَرْبَعِ شُعَبٍ :	17	(3) اور ایمان کی بُنیادوں میں سے عدل کے بھی چار شعبے ہیں:۔
عَلٰی غَائِصِ الْفَهْمِ ؛	18	ایک کسی بات کی گہرائی تک اُترنے والی فکر ہے؛
وَغَوْرِالْعِلْمِ ؛	19	دوسرا شعبہ علم کی گہرائی ہے؛
وَزُهْرَةِ الْحُکْمِ ؛	20	اور تیسرا فیصلوں کی خوبیاں؛
وَرَسَاخَةِ الْحِلْمِ ؛	21	چوتھا شعبہ عقل و بُردباری کی پائیداری اور رسائی ہے۔
فَمَنْ فَهِمَ عَلِمَ غَوْرَ الْعِلْمِ ؛	22	چنانچہ جو سمجھ گیا اُسے علم کی گہرائی کا پتہ چل گیا؛
وَمَنْ عَلِمَ غَوْرَالْعِلْمِ صَدَرَعَنْ شَرَائِعِ الْحُکْمِ	23	اور جسے علم کی گہرائی معلوم ہوگئی وہ شریعتوں کے احکام نافذ کرنے میں داخل ہوگیا۔

وَمَنْ حَلُمَ لَمْ يُفَرِّطْ فِي أَمْرِهِ وَعَاشَ فِي النَّاسِ حَمِيْدًا.	24	اور جس نے بُردباری اور عقل میں پائیداری اور رسائی پالی اُسکے کاموں میں کمی اور زیادتی اور خامی کا گذر نہ ہوگا اور وہ لوگوں کے اندر نیک نامی اور ستائش کیساتھ زندہ رہیگا
وَالْجِهَادُ مِنْهَا عَلَى اَرْبَعِ شُعَبٍ	25	**(4) اور ایمان کی بُنیادوں میں سے چوتھی بُنیا دجدّ وجہد یا جہاد کے بھی چار ہی شعبے ہیں**
عَلَى الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ ؛	26	پہلا عالمی اچھائیوں کو نافذ کرنا ہے،
وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ ؛	27	اور عالمی ناپسندیدہ چیزوں سے روکنا اور باز رکھنا؛
وَالصِّدْقِ فِي الْمَوَاطِنِ	28	اور مواقع پر **راست گفتاری**۔
وَشَنَانِ الْفَاسِقِيْنَ	29	اور بدکرداروں (فاسقین) سے دینی دشمنی؛
فَمَنْ اَمَرَ بِالْمَعْرُوْفِ شَدَّ ظُهُوْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ	30	چنانچہ جس نے عالمی پسندیدگی کو نافذ رکھا اُس نے مومنین کی پشت کو مضبوط کیا؛
وَمَنْ نَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ اَرْغَمَ اُنُوْفَ الْمُنَافِقِيْنَ	31	اور جس نے عالمی ناپسندیدگی کو روکا اُس نے منافقین کی ناکوں کو جُھکایا۔
وَمَنْ صَدَقَ فِي الْمَوَاطِنِ قَضَى مَا عَلَيْهِ '	32	اور جس نے **صحیح مواقع پر** سچ بولنا جاری رکھا اُسنے اپنے اوپر عائد شدہ ذمہ داری کو پورا کردیا؛
وَمَنْ شَنِيءَ الْفَاسِقِيْنَ وَغَضِبَ لِلّٰهِ غَضِبَ اللّٰهُ لَهُ وَاَرْضَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ	33	اور جس نے فاسقوں سے دینی دشمنی رکھی اور اللہ کے لئے اُن پر ناراض ہوا اللہ بھی اُس کے لئے غضب ناک ہوگا اور بروز قیامت اُسے راضی رکھے گا۔
وَالْكُفْرُ عَلَى اَرْبَعِ دَعَائِمَ :	34	اور مکمل کفر بھی چار بنیادی ستونوں پر استوار ہوتا ہے:۔
عَلَى التَّعَمُّقِ؛ وَالتَّنَازُعِ؛ وَالزَّيْغِ ؛وَالشِّقَاقِ ؛	35	ایک ہر بات کی گہرائی میں اُترنے کی کوشش۔2۔اور توڑ پھوڑ وتفرقہ اندازی 3۔اور منصوبہ سازی۔4۔اور لوگوں کو بدبخت بنانا؛
فَمَنْ تَعَمَّقَ لَمْ يُنِبْ اِلَى الْحَقِّ ؛	36	چنانچہ جو شخص گہرائی میں اُترتا چلا جاتا ہے وہ حق کی نیابت سے دور ہی رہتا چلا جاتا ہے
وَمَنْ كَثُرَ نِزَاعُهُ بِالْجَهْلِ دَامَ عَمَاهُ عَنِ الْحَقِّ	37	اور جو جہالت سے بچنے کی راہیں تفرقہ اندازی میں ڈھونڈتا ہے وہ دائمی طور پر حق بینی سے محروم یا اندھا رہتا ہے ؛
وَمَنْ زَاغَ سَاءَتْ عِنْدَهُ الْحَسَنَةُ ؛	38	اور جو منصوبہ سازی کرتا ہے اُس کے نزدیک اچھائیاں برائیوں میں بدل جاتی ہیں،
وحَسُنَتْ عِنْدَهُ السَّيِّئَةُ	39	اور برائیاں اچھائیوں میں تبدیل ہوجاتی ہیں۔
وَسَكِرَ سُكْرَ الضَّلَالَةِ ؛	40	اور وہ گمراہی کے نشہ میں مخمور رہتا چلا جاتا ہے؛
وَمَنْ شَاقَّ وَعُرَتْ عَلَيْهِ طُرُقُهُ '	41	اور جو لوگوں کی محرومی کا بندوبست کرتا ہے اُس کے لئے اُس کی راہیں استقلال کھو کر عارضی ہوجاتی ہیں۔
وَأَعْضَلَ عَلَيْهِ اَمْرُهُ؛	42	اور اُس کا کاروبار اُس کے لئے پیچیدہ ومشکل ہوجاتا ہے؛
وَضَاقَ عَلَيْهِ مَخْرَجُهُ .	43	اور بچ نکلنے کا راستہ تنگ ہوجاتا ہے۔
وَالشَّكُّ عَلَى اَرْبَعِ شُعَبٍ:	44	اور شک کے بھی چار ہی شعبے ہیں:۔

عَلَى التَّمَارِىُ ‘وَالْهَوْلِ، وَالتَّرَدُّدِ‘ وَالْاِسْتِسْلَامِ ؛	45	بات سے بات نکالنا،اورخوف کا بنڈل ہونا، یاھولزدہ ہونا،اور کسی بات پر نہ جمنا اور دِقتوں سے بچنے کے لئے مان لینا؛
فَمَنْ جَعَلَ الْمِرَآءَ دِيْنًا لَمْ يُصْبِحْ لَيْلُهُ ؛	46	لہٰذا جس نے بات میں سے بات نکالتے رہنے کواپنا دین بنالیا وہ ہمیشہ ہی رات کی تاریکی میں رہےگا؛
وَمَنْ هَالَهُ مَابَيْنَ يَدَيْهِ نَكَسَ عَلٰى عَقِبَيْهِ	47	اور جسے حق کو ماننے میں ھول سوار ہوجائے وہ اُلٹے پیروں پلٹ جائیگا؛
وَمَنْ تَرَدَّدَفِى الرَّيْبِ وَطِئَتْهُ سَنَابِکُ الشَّيَاطِيْنِ ‘	48	اور جو شش و پنج اور اُلجھنوں میں کوئی بات طے نہ کرسکے اُسے شیاطین روند ڈالا کرتے ہیں؛
وَمَنِ اسْتَسْلَمَ لِهَلَكَةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ هَلَکَ فِيْهِمَا؛.	49	اور جو دُنیا کی تباہی اور آخرت کی ہلاکت کو مان لیتا ہے اُس کی دُنیا اور آخرت دونوں تباہ ہوجایا کرتی ہیں‘‘۔
بَعْدَ هٰذَاكَلَامٌ تَرَكْنَاذِكْرَهُ خَوْفَ الْاِطَالَةِ وَالْخُرُوْجِ عَنِ الْغَرَضِ الْمَقْصُوْدِ فِىْ هٰذَاالْكِتَابِ.		رضی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔اِسکے بعد کا کلام ہم نے اِسلئے ترک کردیا کہ بات طویل ہو جاتی اور طوالت سے وہ مقصدفنا ہوجاتا جو اِس کتاب میں برقرار رہنا چاہیے ‘‘۔

31۔نیکی سے بڑھ کرنیکی کرنے والا اور بُرائی سے بڑھ کر بُرائی کرنے والا ہوتا ہے

فَاعِلُ الْخَيْرِ خَيْرٌمِّنْهُ ‘	1	نیکی کرنے والا اُس نیکی سے اچھا ہوتا ہے۔
وَفَاعِلُ الشَّرِّ شَرٌّمِّنْهُ .	2	اور برائی کرنے والا اُس برائی سے بُرا ہوتا ہے۔

32۔سخاوت کروضائع نہ کرو،کفایت شعار بنوکنجوسی نہ کرو

كُنْ سَمْحًاوَلَا تَكُنْ مُبَذِّرًا	1	سخی بنومگرفضول خرچی نہ کرو؛
وَكُنْ مُقَدِّرًاوَّلَا تَكُنْ مُقَتِّرًا.	2	کفایت شعاراورمیانہ رَو بنومگرسخت گیری اور کنجوسی نہ کرو۔

33۔سب سے اچھا بے نیاز کون ہے؟

اَشْرَفُ الْغِنٰى تَرْکُ الْمُنٰى	1	شریف ترین تونگری اور بے نیازی تمناؤں کا ترک کرنا ہے۔

34۔ناگوار باتیں کروتوناگوار باتیں سنو

وَمَنْ اَسْرَعَ اِلَى النَّاسِ بِمَايَكْرَهُوْنَ قَالُوْافِيْهِ بِمَالَايَعْلَمُوْنَ .	1	لوگوں کوناگوارگذرنے والی باتیں سنانے میں جوکوئی جلدی کریگا۔اُسے اپنے متعلق جواب میں ایسی باتیں سننےکوملیں گی جنہیں لوگ جانتے بھی نہ ہوں گے۔

35۔آرزوؤں کوطول دینابدعملی پیدا کرتا ہے

مَنْ اَطَالَ الْاَمَلَ اَسَآءَ الْعَمَلَ .	1	جوکوئی اپنی آرزوؤں کوطُول دیتا ہے وہ اپنے اعمال کوخراب کرتا ہے۔

36۔ بادشاہوں کی غلط تعظیم سے روک دیا

وَقَدْلَقِيَهُ عِنْدَ مَسِيْرِهِ اِلَى الشَّامِ دَهَاقِيْنَ الْاَنْبَارِ ؛	1	اور ملک شام جاتے ہوئے علیؑ سے انبار کے رہنے والے دہقانوں کا سامنا ہوا،
فَتَرَجَّلُوْ الَهُ وَاشْتَدُّ وْابَيْنَ يَدَيْهِ	2	وہ آپؑ کو دیکھتے ہی گھوڑوں سے اُتر پڑے اور آپؑ کے سامنے دوڑنے لگے تھے۔
مَاهٰذَا الَّذِیْ صَنَعْتُمُوْهُ	3	تو آپؑ نے فرمایا کہ:۔ یہ کیا ہے جو تم باقاعدہ کر رہے تھے؟
فَقَالُوْا: خُلُقٌ مِّنَّانُعَظِّمُ بِهٖ اُمَرَائَنَا '	4	اُنہوں نے عرض کیا کہ یہ ہمارا وہ اخلاق اور طریقہ ہے جس سے ہم اپنے حکمرانوں کی تعظیم بجالایا کرتے ہیں۔
فَقَالَ :وَاللّٰهِ مَايَنْتَفِعُ بِهٰذَا اُمَرَؤُكُمْ ؛	5	اس پر علیؑ نے فرمایا کہ بخدا اس عمل درآمد سے تمہارے حکمرانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ہے
وَاِنَّكُمْ لَتَشُقُّوْنَ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فِیْ دُنْيَاكُمْ	6	البتہ اس طرح تم اپنے آپ کو اِس دُنیا میں مشقت سے دوچار کرتے ہو؛
وَتَشْقَوْنَ بِهٖ فِیْ آخِرَتِكُمْ ؛	7	اور آخرت میں اس مشقت کے نتیجے میں اپنی بدبختی کا انتظام بھی کرتے ہو۔
وَمَااَخْسَرَ الْمُشَقَّةَ وَرَآءَ هَا الْعِقَابُ ؛	8	کیسی نقصان پہنچانے والی ہے وہ مشقت جس کے بعد عذاب ہو؟
وَاَرْبَحَ الدَّعَةَ مَعَهَا الْاَمَانُ مِنَ النَّارِ.	9	اور کیا ہی مفید ہے وہ راحت جس کے نتیجے میں جہنم سے امان بھی ہو۔''

37۔ امام حسنؑ کو عقل وحماقت اور دوستی کے متعلق نصیحت

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِاِبْنِهِ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ		اور حضرت علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے حسن علیہ السلام سے فرمایا:۔
يَابُنَیَّ احْفَظْ عَنِّیْ اَرْبَعًا وَّاَرْبَعًا لَّايَضُرُّكَ مَاعَمِلْتَ مَعَهُنَّ ؛	1	اے میرے ننھے بیٹے میری طرف سے چار ایک اور چار دوسری باتیں محفوظ کرلو اُن کے ہوتے ہوئے جو کچھ بھی کرو گے وہ تمہیں نقصان نہ پہنچائے گا؛
اِنَّ اَغْنَى الْغِنٰى الْعَقْلُ ؛	2	یقیناً سب سے بڑی بے نیازی عقل ہے؛
وَاَكْبَرَ الْفَقْرِ الْحُمْقُ ؛	3	اور سب سے بڑی محتاجگی حماقت ہے؛
وَاَوْحَشَ الْوَحْشَةِ الْعُجْبُ ؛	4	اور سب سے بڑی وحشت غرور اور خود پسندی ہے؛
وَاَكْرَمَ الْحَسَبِ حُسْنُ الْخُلْقِ ؛	5	اور سب سے بڑی شرافت حسن اخلاق ہے؛
يَابُنَیَّ اِيَّاكَ وَمُصَادَقَةَ الْاَحْمَقِ، فَاِنَّهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّنْفَعَكَ فَيَضُرُّكَ '	6	اے بیٹے خبردار احمق سے دوستی نہ کرنا اس لئے کہ وہ تو تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا مگر اُس کی حماقت سے تمہیں نقصان ہوجائے گا؛
وَاِيَّاكَ وَمُصَادَقَةَ الْبَخِيْلِ فَاِنَّهُ يَقْعُدُ عَنْكَ اَحْوَجَ مَاتَكُوْنُ اِلَيْهِ ؛	7	اور خبردار بخیل سے بھی دوستی نہ رکھنا اس لئے وہ تمہاری انتہائی احتیاج وضرورت کے وقت تم سے دُور جا بیٹھے گا؛
وَاِيَّاكَ وَمُصَادَقَةَ الْفَاجِرِ فَاِنَّهُ يَبِيْعُكَ بِالتَّافِهِ '	8	اور خبردار بدکردار سے بھی دوستی نہ کرنا ورنہ وہ تمہیں بہت سستا بیچ ڈالے گا؛
وَاِيَّاكَ وَمُصَادَقَةَ الْكَذَّابِ فَاِنَّهُ كَالسَّرَابِ يُقَرِّبُ عَلَيْكَ الْبَعِيْدَ، وَيُبَعِّدُ عَلَيْكَ الْقَرِيْبَ	9	اور خبردار جھوٹے سے بھی دوستی نہ کرنا اس لئے کہ وہ سراب کی طرح تمہارے سامنے دُور کی چیزوں کو قریب اور قریب کی چیزوں کو دور کرکے دکھایا کرے گا۔''

38۔فرائض میں حارج ہونے والی عبادت قبول نہیں

لَاقُرْبَةَ بِالنَّوَافِلِ اِذَا اَضَرَّتْ بِالْفَرَائِضِ.	1	فرائض کونقصان پہنچانے والی عبادت سے قربت خداوندی نہیں ملتی۔

39۔زبان پر قابو عقلمندی کی شناخت ہے

لِسَانُ لْعَاقِلِ وَرَاءَ قَلْبِهِ ؛	1	عقل مند کی زبان اُس کے دل کے پیچھے رہتی ہے؛
وَقَلْبُ الْاَحْمَقِ وَرَاءَ لِسَانِهِ .	2	اور احمق کا دل اُس کی زبان کے پیچھے رہتا ہے؛ (39ایضاً:۔)
قَلْبُ الْاَحْمَقِ فِیْ فِیْهِ	1	احمق کا دل اُس کے منہ میں ہوتا ہے
وَلِسَانُ الْعَاقِلِ فِیْ قَلْبِهِ.	2	اور عاقل کی زبان اُس کے دل میں ہوتی ہے۔

40۔بیماری کا اَجر کچھ نہیں اِس سے بُرائیاں کم ہو سکتی ہیں

جَعَلَ اللّٰهُ مَاکَانَ مِنْ شَکْوَاکَ حَطًّا لِّسَیِّئَاتِکَ ؛	1	اللہ نے تمہارے مرض کو تمہاری برائیاں دُور کرنے کا سبب بنا دیا ہے؛
فَاِنَّ الْمَرَضَ لَا اَجْرَ فِیْهِ ،	2	چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ بیماری میں کوئی اجر نہیں ملتا؛
وَلٰکِنَّهُ یَحُطُّ السَّیِّئَاتِ وَیَحُتُّهَا حَتَّ الْاَوْرَاقِ ،	3	لیکن بیماری برائیوں کو مٹاتی ہے اور اُنہیں اِس طرح جھاڑ دیتی ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں؛
وَاِنَّمَا الْاَجْرُ فِی الْقَوْلِ بِاللِّسَانِ ،	4	البتہ اَجر تو زبان سے کوئی بات کہنے میں،
وَالْعَمَلِ بِالْاَیْدِیْ وَالْاَقْدَامِ ؛	5	اور ہاتھوں پیروں سے کوئی عمل کرنے میں ہوا کرتا ہے؛
وَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ یُدْخِلُ بِصِدْقِ النِّیَّةِ وَالسَّرِیْرَةِ الصَّالِحَةِ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ الْجَنَّةَ .	6	اور یقیناً اللہ پاک نیک نیتی اور پاکدامنی کے سبب سے جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔''

41۔خبّاب بن اَرت کی مدح وثنا فرمائی ہے

یَرْحَمُ اللّٰهُ خَبَّابَ ابْنَ الْاَرَتِّ فَلَقَدْ اَسْلَمَ رَاغِبًا ؛	1	اللہ خبّاب ابن اَرت پر اپنی رحمت کرے وہ یقیناً بڑی رغبت سے اسلام لائے تھے؛
وَهَاجَرَ طَائِعًا ؛	2	اور خوشی خوشی اُنہوں نے ھجرت کی تھی۔
وَقَنِعَ بِالْکَفَافِ ؛	3	اور ضروری ضروری چیزوں پر قناعت کرتے رہے۔
وَرَضِیَ عَنِ اللّٰهِ ؛	4	ہر حال میں اللہ سے راضی رہے۔
وَعَاشَ مُجَاهِدًا ؛	5	اور مجاہدوں کی طرح زندگی بسر کی۔
طُوْبٰی لِمَنْ ذَکَرَ الْمَعَادَ ،	6	قابل مبارکباد ہے وہ شخص جس نے آخرت کو یاد رکھا؛
وَعَمِلَ لِلْحِسَابِ ،	7	اور حساب کو سامنے رکھتے ہوئے عمل کیا؛
وَقَنِعَ بِالْکَفَافِ ،	8	اور ضروری ضروری چیزوں پر قناعت کی۔
وَرَضِیَ عَنِ اللّٰهِ .	9	اور اللہ سے راضی رہا۔

42۔مومن اور منافق کی مستقل شناخت

لَوْضَرَبْتُ خَيْشُوْمَ الْمُؤْمِنِ بِسَيْفِيْ هٰذَاعَلٰى اَنْ يُبْغِضَنِيْ مَاابْغَضَنِيْ ؛	1	اگر میں اِس تلوار سے مومن کی ناک بھی کاٹ ڈالوں تا کہ وہ میرا دشمن ہو جائے مگر وہ پھر بھی مجھ سے دشمنی نہ کرے گا؛
وَلَوْصَبَبْتُ الدُّنْيَا بِجَمَّاتِهَاعَلَى الْمُنَافِقِ عَلٰى اَنْ يُحِبَّنِيْ مَااَحَبَّنِيْ ؛	2	اور اگر میں اِس دُنیا کا تمام ساز وسامان بھی ایک منافق کو دے دوں تا کہ وہ مجھے محبوب سمجھے مگر وہ مجھ سے ہرگز محبت نہ کرے گا
وَذٰلِكَ اَنَّهُ قُضِيَ فَانْقَضٰى عَلٰى لِسَانِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ اَنَّهُ قَالَ : يَاعَلِيُّ لَايُبْغِضُكَ مُؤْمِنٌ وَلَا يُحِبُّكَ مُنَافِقٌ .	3	اُس پختگی کا سبب وہ فیصلہ ہے جو اُم القریٰ کے باشندے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی زبان سے صادر ہو چکا ہے۔آپؐ نے فرمادیا تھا کہ:"اے علیؑ کوئی مومن تم سے بغض نہ رکھے گا اور کوئی منافق تم سے محبت نہ کرے گا"۔

43۔اللہ کے نزدیک وہ برائیاں جو نیکیوں سے بہتر ہیں

سَيِّئَةٌ تَسُوْءُكَ خَيْرٌعِنْدَاللّٰهِ مِنْ حَسَنَةٍ تُعْجِبُكَ .	1	جو برائی تمہیں شرمندہ اور مغموم کرتی ہو اللہ کے نزدیک اُس نیکی سے بہتر ہے جو تمہیں مغرور وخود پسند بناتی ہو۔

44۔انسانی ہمت ومُروّت وحمیّت وغیرت

قَدْرُ الرَّجُلِ عَلٰى قَدْرِ هِمَّتِهٖ '	1	ہمت انسانی مرتبہ اور مقام کا پیمانہ ہے؛
وَصِدْقُهُ عَلٰى قَدْرِ مُرُوْءَتِهٖ '	2	مُروّت انسان کی سچائی کا پیمانہ ہے؛
وَشُجَاعَتُهُ عَلٰى قَدْرِ اَنَفَتِهٖ '	3	حمیت انسان کی بہادری یا شجاعت کا پیمانہ ہے۔
وَعِفَّتُهُ عَلٰى قَدْرِ غَيْرَتِهٖ .	4	غیرت انسان کی پاکدامنی کا پیمانہ ہے۔

45۔کامیابی اور حادثہ کی جانچ پڑتال کا طریقہ؟

اَلظَّفَرُ بِالْحَزْمِ ؛	1	کامیابی انجام بینی پر منحصر ہوتی ہے؛
وَالْحَزْمُ بِاِجَالَةِ الرَّأْيِ	2	اور انجام بینی رائے کی ہمہ گیری پر منحصر ہے؛
وَالرَّأْيُ بِتَحْصِيْنِ الْاَسْرَارِ .	3	اور رائے کی ہمہ گیری پوشیدہ معاملات اور حالات کو محفوظ رکھنے کی قوت پر منحصر ہے۔

46۔بھوکے شریف اور پیٹ بھرے کمینے سے ہوشیار رہو

اِحْذَرُوْاصَوْلَةَ الْكَرِيْمِ اِذَاجَاعَ؛	1	ایک شریف جوان مرد کے حملے سے اُس وقت بچ کر رہو جب وہ بھوک پر مجبور ہو۔
وَاللَّئِيْمِ اِذَاشَبِعَ .	2	اور کمینہ شخص کے حملے سے اُس وقت بچو جب اُس کا پیٹ بھرا ہو۔

47۔ دِلبری انسانون کو مُسخّر کرلیتی ہے

قُلُوْبُ الرِّجَالِ وَحْشِیَّۃٌ	1	آدمیوں کے دل جنگلی جانوروں کی مانند ہیں
فَمَنْ تَاَلَّفَھَا اَقْبَلَتْ عَلَیْہِ.	2	جو محبت سے پیش آئے اُسی کے ہو رہتے ہیں۔

48۔ عزت پردہ پوشی کرتی رہتی ہے

عَیْبُکَ مَسْتُوْرٌ مَّا اَسْعَدَکَ جَدُّکَ	1	جب تک تمہاری عزّت بحال ہے تمہاری خامیاں ڈھکی رہیں گی۔

49۔ سب سے زیادہ قابلِ تعریف

اَوْلَی النَّاسِ بِالْعَفْوِ اَقْدَرُھُمْ عَلَی الْعُقُوْبَۃِ.	1	معاف کرنا تمام انسانوں میں اُسے زیب دیتا ہے جو اُن میں سزا دینے کی سب سے زیادہ قدرت رکھتا ہو۔

50۔ حقیقی سخاوت کیا ہے؟ جو سوال سے روکتی ہو

اَلسَّخَآءُ مَا کَانَ اِبْتِدَآءً	1	سخاوت وہ ہے جو بِن مانگے بطور ابتداد یا جائے۔
فَاَمَّا مَا کَانَ عَنْ مَسْاَلَۃٍ فَحَیَاءٌ وَتَذَمُّمٌ.	2	ورنہ جو دینا بعد از سوال ہوگا وہ شرمے شرمائے دینا یا مذمت سے بچنے کیلئے ہوگا۔

51۔ عقل وادب ومشاورت کی افادیت اور جہالت کی مذمت

لَاغِنٰی کَالْعَقْلِ ؛	1	بے نیازی عقل سے مفید نہیں ہوتی؛
وَلَا فَقْرَ کَالْجَھْلِ ؛	2	اور فقیری جہالت سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے؛
وَلَامِیْرَاثَ کَالْاَدَبِ ؛	3	ادب وتہذیب سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں ہوتی؛
وَلَاظَھِیْرَ کَالْمُشَاوَرَۃِ .	4	مشورہ دینے والے سے بڑھ کر کوئی مددگار نہیں۔

52۔ صبر کی دو متضاد قسمیں۔ کیا دونوں قابل مدح ہوسکتی ہیں

اَلصَّبْرُ صَبْرَانِ :	1	مکمل صبر کی دو قسمیں ہیں۔
صَبْرٌ عَلٰی مَاتَکْرَہُ ؛	2	(اوّل) وہ صبر جو ناگوار چیزوں پر کیا جائے اور
وَصَبْرٌ عَمَّا تُحِبُّ.	3	(دوم) وہ صبر جو محبوب چیزوں پر کیا جائے

53۔ ایسی چیزیں جو مسافرت کو وطن اور وطن کو پردیس بناتی ہیں؟

الغِنٰی فِی الْغُرْبَۃِ وَطَنٌ	1	بے نیازی اور دولت مندی ہو تو سفر میں بھی وطن ہے۔
وَالْفَقْرُ فِی الْوَطَنِ غُرْبَۃٌ	2	فقیری ہو تو وطن میں بھی مسافرت اور پردیس ہے۔

54۔وہ مال جو کبھی بھی ختم نہ ہو؟

اَلْقَناعَۃُ مَالٌ لَایَنْفَدُ	1	قناعت وہ مال ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

55۔خواہشات بھڑکانے والی چیز؟

اَلْمَالُ مَادَّۃُ الشَّھَوَاتِ .	1	مال خواہشات کا سرچشمہ ہوتا ہے۔

56۔ڈرانے والا (نذیر) خوشخبری دینے والا (بشیر) بھی ہوتا ہے

مَنْ حَذَّرَکَ کَمَنْ بَشَّرَکَ	1	جو تجھے ڈراتا ہے وہ تجھے بشارت دینے والے کی طرح ہے۔

57۔وہ بھیڑیا جو تمہارے منہ میں رہتا ہے؟

اَللِّسَانُ سَبُعٌ اِنْ خُلِّیَ عَنْہُ عَقَرَ .	1	زبان ایک ایسا درندہ (بھیڑیا) ہے کہ اگر اُسے کھلا چھوڑ دیا جائے تو پھاڑ کھاتا ہے۔

58۔وہ بچھو جس کا کاٹنا لذت انگیز ہے؟

اَلْمَرْاَۃُ عَقْرَبٌ حُلْوَۃُ اللَّسْبَۃِ.	1	عورت وہ بچھو ہے جس کا لپٹ جانا مزہ دیتا ہے۔

59۔سلام کا اور احسان کا جواب کیسے؟ اور اَفضلیت کس کو؟

اِذَاحُیِّیْتَ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیِّ بِاَحْسَنَ مِنْھَا	1	جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اُس کے سلام سے اچھا جواب دیا کرو؛
وَاِذَا اُسْدِیَتْ اِلَیْکَ یَدٌفَکَافِئْھَا بِمَایُرْبِیْ عَلَیْھَا؛	2	اور جب کوئی تمہاری طرف احسان اور سلوک کا ہاتھ بڑھائے تو تم اُس سے بڑھ کر عمدہ سلوک کرو؛
وَالْفَضْلُ مَعَ ذٰلِکَ لِلْبَادِیْ .	3	اور اُس عمدہ جواب اور بڑھے ہوئے جوابی سلوک کے باوجود فضیلت ابتدا کرنیوالے کیلئے ہے؛

60۔سفارش کرنیوالا ضرورت مند کے پر و بال ہوتا ہے

اَلشَّفِیْعُ جَنَاحُ الطَّالِبِ .	1	سفارش کرنے والا ضرورت مند کے لئے اڑانے والے پر و بال ہوتا ہے۔

61۔ایسے سوار جو سوتے بھی رہیں اور سفر بھی جاری رہے؟

اَھْلُ الدُّنْیَا کَرَکْبٍ یُسَارُبِھِمْ وَھُمْ نِیَامٌ	1	دُنیا میں رہنے والے اُن سواروں کی مانند ہیں جو سو رہے ہوں اور اُنکی بے خبری میں سفر جاری ہو

62۔دوستوں کا نہ ہونا

فَقْدُ الْاَحِبَّۃِ غُرْبَۃٌ	1	دوستوں کا نہ ہونا پردیس کی کیفیت ہے۔

63۔ناکامی نااہل کے سامنے ھاتھ پھیلانے سے بہتر ہے

فَوْتُ الْحَاجَۃِ اَھْوَنُ مِنْ طَلَبِھَا اِلٰی غَیْرِ اَھْلِھَا.	1	مطلب وحاجت کا ضائع ہوجانا اُس سے بہتر اور آسان ہے کہ اپنی ضرورت کے لئے نااہل کے سامنے ہاتھ پھیلایا جائے۔

64۔خالی ہاتھ لوٹانے سے تھوڑا دے دینا بہتر ہے

لَا تَسْتَحِ مِنْ اِعْطَآءِ الْقَلِيْلِ ،	1	تھوڑا سا دینے میں شرماؤ نہیں۔
فَاِنَّ الْحِرْمَانَ اَقَلُّ مِنْهُ	2	خالی ہاتھ محروم لوٹا دینا تو اُس سے بھی تھوڑا ہوتا ہے۔

65۔پارسائی اور شکر ناداری اور فارغ البالی کی زینت ہے

اَلْعَفَافُ زِيْنَةُ الْفَقْرِ	1	پاکدامنی فقیری کی زینت ہے
وَالشُّكْرُ زِيْنَةُ الْغِنٰى .	2	اور شکر کرتے رہنا بے نیازی کی زینت ہے۔

66۔ارادہ میں ناکامی موجودہ حالت پر افسوس کا باعث

اِذَالَمْ يَكُنْ مَّاتُرِيْدُ	1	اگر تمہارے ارادہ کے مطابق کام نہ بنے
فَلاَ تُبَلْ كَيْفَ كُنْتَ.	2	تو بھی اِس کی پرواہ نہ کرو کہ پہلے تم کس حال میں تھے۔

67۔جاہل کے لئے حدود شناسی ممکن نہیں

لاَ يُرَى الْجَاهِلُ اِلَّامُفْرِطًااَوْمُفَرِّطًا .	1	جاہل کو اس کے سوا دیکھا ہی نہیں گیا کہ وہ یا تو حدود سے بڑھا ہوا ہوگا یا حدود سے پچھڑا ہوا ہوگا۔

68۔عقل تمام ہونے لگے تو کلام میں ربط نہیں رہتا

اِذَاتَمَّ الْعَقْلُ نَقَصَ الْكَلاَمُ .	1	جب عقل تمام ہونے لگتی ہے تو کلام میں نقص پیدا ہوتا ہے۔

69۔زمانہ مخلوقات کے ساتھ کیا کرتا ہے اور یہاں کی کامیابی وناکامی

اَلدَّهْرُ يُخْلِقُ الْاَبْدَانَ ؛	1	زمانہ جسموں کو پرانا کرتا ہے
وَيُجَدِّدُ الْاٰمَالَ ؛	2	اور اُمیدوں کو نیا کرتا رہتا ہے
وَيُقَرِّبُ الْمَنِيَّةَ ؛	3	اور موت کو قریب لاتا رہتا ہے
وَيُبَاعِدُ الْاُمْنِيَّةَ ؛	4	اور آرزوؤں کے پورا ہونے کو دُور کرتا ہے
مَنْ ظَفِرَبِهٖ نَصِبَ ؛	5	جو زمانہ میں کامیاب ہو جاتا ہے وہ پھنس کر رہ جاتا ہے۔
وَمَنْ فَاتَهٗ تَعِبَ ؛	6	اور جو ناکام ہو جاتا ہے وہ تکلیف سے دوچار ہوتا ہے۔''

70۔لوگوں کا راہنما بننے سے پہلے اپنی تعلیم وتادیب ضروری ہے

مَنْ نَصَبَ نَفْسَهٗ لِلنَّاسِ اِمَامًافَعَلَيْهِ اَنْ يَّبْدَأَبِتَعْلِيْمِ نَفْسِهٖ قَبْلَ تَعْلِيْمِ غَيْرِهٖ ؛	1	جو شخص خود کو تمام انسانوں کا امام بنا بیٹھے اُسی پر یہ لازم آتا ہے کہ وہ دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے پہلے خود اپنی ذاتی تعلیم مکمل کرے؛
وَلْيَكُنْ تَادِيْبُهٗ بِسِيْرَتِهٖ قَبْلَ تَادِيْبِهٖ بِلِسَانِهٖ،	2	اور زبان سے آداب وتہذیب اور قواعد سکھانے سے پہلے پہلے اپنی سیرت واعمال وعادات سے لوگوں کو مہذب ومؤدب بنانے کا کام کرنا چاہئے۔

وَمُعَلِّمُ نَفۡسِهٖ وَمُؤَدِّبُهَا اَحَقّ بِالۡاِجۡلَالِ مِنۡ مُعَلِّمِ النَّاسِ وَمُؤَدِّبِهِمۡ .	3	اور جو شخص خود اپنی تعلیم و تادیب و تربیت کرلے وہ اُس شخص سے زیادہ تعظیم کا حقدار ہے جو خود کو چھوڑ کر دوسرے انسانوں کی تعلیم و تادیب کرتا ہو۔''

71۔سانس موت سے بندھا ہے

نَفَسُ الۡمَرۡءِ خُطَاءُ اِلٰی اَجَلِهٖ.	1	آدمی کا ہر سانس اُس کی موت کی طرف بڑھنے والا قدم ہے۔

72۔ ہر قابل شمار چیز ختم ہونے والی ہے

كُلُّ مَعۡدُوۡدٍ مُنۡقَضٍ ؛	1	ہر گنی ہوئی چیز ختم ہونے والی ہے
وَكُلُّ مُتَوَقَّعٍ آتٍ .	2	اور ہر وہ چیز جس کی توقع ہے آنے والی ہے؛

73۔مشکوک کو کیسے درست کیا جائے؟

اِنَّ الۡاُمُوۡرَ اِذَا اشۡتَبَهَتۡ اعۡتُبِرَ آخِرُهَا بِاَوَّلِهَا.	1	جب معاملات مشکوک و مشتبہ ہو جائیں تو آخری معاملات کو اوّل سے صحیح مان کر درست کرلو

74۔دُنیا کو تین طلاقیں دینے اور اُسے جھڑک دینے کا واقعہ

وَمِنۡ خَبَرِ ضَرَارِ ابۡنِ ضَمۡرَةَ الضَّبَابِیۡ عِنۡدَ دُخُوۡلِهٖ عَلٰی مُعَاوِيَةَ وَمَسۡاَلَتِهٖ لَهٗ عَنۡ اَمِيۡرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ ،قَالَ: فَاَشۡهَدُ لَقَدۡ رَاَيۡتُهٗ فِیۡ بَعۡضِ مَوَاقِفِهٖ وَقَدۡ اَرۡخَی اللَّيۡلُ سُدُوۡلَهٗ وَهُوَ قَائِمٌ فِیۡ مِحۡرَابِهٖ ' قَابِضٌ عَلٰی لِحۡيَتِهٖ ' يَتَمَلۡمَلُ تَمَلۡمُلَ السَّلِيۡمِ وَيَبۡكِیۡ بُكَاءَ الۡحَزِيۡنِ وَيَقُوۡلُ :		اور یہ خبر یوں لکھی گئی ہے کہ جب ضرار ابن ضمرہ الضبابی معاویہ کے پاس پہنچے اور معاویہ نے امیر المومنین علیہ السلام کے حالات اور ضرار کے احساسات پر اُن سے سوالات کئے تو ضرار نے بیان دیا کہ:۔''میں اس حقیقت پر گواہ ہوں کہ میں نے انہیںؑ بعض ایسے موقعوں پر دیکھا ہے جب رات اپنے پردے لٹکا چکی تھی اور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔اور وہ حضرتؑ اپنی داڑھی اپنے ہاتھ سے پکڑے محراب میں کھڑے تھے اور اسطرح تڑپ رہے تھے جیسے سانپ کا کاٹا ہوا تڑپتا ہے۔اور ایک دُکھیا شخص کیطرح روتے جاتے تھے اور فرمارہے تھے کہ:۔
يَادُنۡيَا يَادُنۡيَا، اِلَيۡكِ عَنِّیۡ ؛	1	''۔اے دُنیا،اے دُنیا تو مجھ سے دُور ہو جا؛
اَبِیۡ تَعَرَّضۡتِ ؟ اَمۡ اِلَیَّ تَشَوَّقۡتِ؛	2	کیا تو خود کو میرے سامنے پیش کرنے کیلئے آئی ہے؟ یا تو میری دلدادہ اور مجھ پر فریفتہ ہو کر آئی ہے؟
لَاحَانَ حِيۡنُكِ '	3	تیرا مطلب پورا کرنے والا وقت کبھی نہ آئے؛
هَيۡهَاتَ غُرِّیۡ غَيۡرِیۡ،	4	افسوس مجھے تو منظور نہیں،جا کر میری جگہ کسی میرے غیر کو بہلا؛
لَاحَاجَةَ لِیۡ فِيۡكِ '	5	مجھے تجھ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے؛
قَدۡ طَلَّقۡتُكِ ثَلَاثًا لَا رَجۡعَةَ فِيۡهَا ؛	6	میں نے یقیناً تجھے تین طلاقیں دی ہوئی ہیں جن میں رجوع نہیں کیا جاسکتا ہے؛
فَعَيۡشُكِ قَصِيۡرٌ ؛	7	تیری تو عمر و زندگی تھوڑی سی ہے؛
وَخَطَرُكِ يَسِيۡرٌ ؛	8	اور تیری اہمیت اور وقعت بھی بہت کم ہے؛

وَاَمَلُکَ حَقِیْرٌ ؛	9	اور تیری اُمید اور آرزو بھی بہت حقیر ہے؛
آہِ مِنْ قِلَّۃِ الزَّادِ ؛	10	افسوس کہ سفر خرچ تھوڑا سا ہے؛
وَطُوْلِ الطَّرِیْقِ ؛	11	اور راستہ بہت طویل ہے؛
وَبُعْدِ السَّفَرِ ؛	12	اور مسافرت دُور دراز کی درپیش ہے؛
وَعَظِیْمِ الْمَوْرِدِ .	13	اور منزل بہت دُشوار اور عظیم ہے۔''

75۔تقدیر، جبر وقدر اور اختیار پر مختصر سا بیان

لِلسَّائِلِ الشَّامِیِّ لَمَّاسَاَلَہٗ : ''اَکَانَ مَسِیْرُنَا اِلَی الشَّامِ بِقَضَآءٍ مِّنَ اللّٰہِ وَقَدَرٍ ؟'' بَعْدَ کَلَامٍ طَوِیْلٍ ھٰذَامُخْتَارُہٗ :		ایک شام کے باشندے نے آپؑ سے سوال کیا تھا کہ:''کیا ہمارا شام کو جانا اور معاویہ سے جنگ کرنا اللہ کے صادر کردہ تقدیری فیصلہ کے ماتحت تھا؟'' آپؑ نے طویل جواب دیا تھا اس میں سے (رضی صاحب نے) اتنا سا منتخب کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:۔
وَیْحَکَ :لَعَلَّکَ ظَنَنْتَ قَضَاءً لَازِمًا ' وَّقَدَرًا حَاتِمًا؛	1	تم پر حیرت ہے کہ شائد تم نے اس واقعہ کو اللہ کی لازمی اور حتمی قدر کے ماتحت صادر ہونے والا واقعہ سمجھا ہے؟
وَلَوْکَانَ ذٰلِکَ کَذٰلِکَ لَبَطَلَ الثَّوَابُ وَالْعِقَابُ؛	2	اگر وہ واقعہ اسی طرح ہوا ہوتا جیسا کہ تو نے گمان کیا ہے تو عذاب وثواب کا دیا جانا باطل ہو کر رہ جاتا؛
وَسَقَطَ الْوَعْدُ وَالْوَعِیْدُ؛	3	اور اللہ کے عمدہ وعدے اور عذاب کی دھمکیاں بھی ساقط و بیکار ہو جاتیں؛
اِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ اَمَرَ عِبَادَہٗ تَخْیِیْرًا؛	4	یقیناً اللہ پاک نے اپنے بندوں کو اُنکے اختیار کے ماتحت احکام دئے ہیں؛
وَنَھَاھُمْ تَحْذِیْرًا؛	5	اور خلاف ورزی کی صورت سے ڈراتے ہوئے منع کیا ہے؛
وَکَلَّفَ یَسِیْرًا؛	6	اور بہت آسان ذمہ داریاں دی ہیں؛
وَلَمْ یُکَلِّفْ عَسِیْرًا؛	7	اور کسی بھی مشکل ذمہ داری کو عائد نہیں کیا ہے؛
وَاَعْطٰی عَلَی الْقَلِیْلِ کَثِیْرًا	8	اور تھوڑے سے عمل پر بہت سا اجر دے دیتا ہے؛
وَلَمْ یُعْصَ مَغْلُوْبًا؛	9	اُس کی نافرمانی اسلئے نہیں ہو جاتی کہ اُس وقت وہ مغلوب ہو جاتا ہے۔
وَلَمْ یُطَعْ مُکْرِھًا ؛	10	اور نہ اسکی اطاعت اسلئے ہوتی ہے کہ اُس نے قضاوقدر سے مجبور کر رکھا ہے؛
وَلَمْ یُرْسِلِ الْاَنْبِیَآءَ لَعِبًا ؛	11	اور نہ اُس نے نبیوں کو بطور تفریح بھیجا تھا۔
وَلَمْ یُنْزِلِ الْکُتُبَ لِلْعِبَادِ عَبَثًا ؛	12	اور نہ اُس نے اپنے بندوں کے لئے خواہ مخواہ کتابیں نازل کی تھیں۔
وَلَاخَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَھُمَا بَاطِلًا	13	اور نہ آسمانوں اور زمینوں کو اور جو کچھ اُنکے درمیان ہے اسکو بلا مقصد پیدا کیا ہے۔
ذٰلِکَ ظَنُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنَ النَّارِo (ص 38/27)	14	وہ تو حقائق کو چھپانے والوں کا تخمینہ ہے چنانچہ جہنم کے سلسلے میں اُن پر ملامت ہوتی رہے گی۔'' (ص 38/27)

76۔حکمت منافقوں میں بھی ہوتی ہے

خُذالْحِكْمَةَ اَنّٰى كَانَتْ فَاِنَّ الْحِكْمَةَ تَكُوْنُ فِىْ صَدْرِ الْمُنَافِقِ فَتَلَجْلَجُ فِىْ صَدْرِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ فَتَسْكُنَ اِلٰى صَوَاحِبِهَا فِىْ صَدْرِالْمُؤْمِنِ	1	حکمت کہیں بھی ہواُسے حاصل کرلو۔یقیناً حکمت منافق کے سینے میں بھی ہوتی ہے۔مگر منافق کے سینے سے نکل کر جب تک وہ مومن کے سینے میں نہ پہنچ جائے اور وہاں اپنی باقی ساتھیوں سے بہل نہ جائے برابر پریشان رہتی ہے۔''

77۔حکمت مومن کی اپنی چیز

اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ	1	حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے۔
فَخُذِالْحِكْمَةَ وَلَوْمِنْ اَهْلِ النِّفَاقِ	2	بہرحال حکمت کو لےلوخواہ منافقوں سے لینا پڑے۔

78۔ہرآدمی کی قیمت بیان فرمائی

قِيمَةُ كُلِّ امْرِیءٍ مَايُحْسِنُهُ .	1	ہرشخص کی قیمت وہی چیز ہےجس کی وجہ سےاُسےاچھا(یابُرا)سمجھا جاتا ہے

79۔پانچ ایسی چیزیں جن کے لئے دُوردُورکےسفرکرناضروری ہیں

اُوْصِيْكُمْ بِخَمْسٍ لَوضَرَبْتُمْ اِلَيْهَا اٰبَاطَ الْاِبِلِ لَكَانَتْ لِذٰلِكَ اَهْلاً:	1	میں تمہیں ایسی پانچ باتوں کی وصیت کئے دیتا ہوں کہ تمہیں اُن کو حاصل کرنے کے لئے اگراپنے اونٹوں کوایڑلگاتے ہوئے سفربھی کرناپڑےتووہ اسی قابل ہیں۔
لَا يَرْجُوَنَّ اَحَدٌمِّنْكُمْ اِلَّارَبَّهٗ ؛	2	اوّل یہ کہ تم میں سے کوئی بھی اپنے پروردگار کے سوا کسی اور سے اُمیداور درخواست نہ کرے
وَلَا يَخَافَنَّ اِلَّاذَنْبَهٗ ؛	3	اوراپنے غلط متعلقات کے علاوہ اور کسی چیز سے خوف نہ کھائے؛
وَلَا يَسْتَحِيَنَّ اَحَدٌ مِنْكُمْ اِذَاسُئِلَ عَمَّالَايَعْلَمُ اَنْ يَقُوْلُ لَا اَعْلَمُ ؛	4	اوراگرتم میں سے کسی ایک سے کوئی ایسی بات دریافت کی جائے جسے وہ نہیں جانتا تو یہ کہنے میں کبھی نہ شرمائے کہ میں نہیں جانتا؛
وَلَايَسْتَحِيَنَّ اَحَدٌ اِذَالَمْ يَعْلَمِ الشَّىءَ اَنْ يَّتَعَلَّمَهٗ؛	5	اوراگرکوئی شخص کسی بات کونہیں جانتا تو اُسے سیکھنے سے بھی شرمانا نہیں چاہئے؛
وَعَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ فَاِنَّ الصَّبْرَ مِنَ الْاِيْمَانِ كَالرَّاسِ مِنَ الْجَسَدِ ؛	6	اورتم پرصبرکرنالازم ہے یقیناً صبرکا ایمان کے ساتھ وہی تعلق ہے جوجسم کے ساتھ سرکا تعلق ہوتا ہے؛
وَلَاخَيْرَ فِىْ جَسَدٍ لَارَاسَ مَعَهٗ ؛	7	وہ جسم کسی کام کانہیں ہوسکتا جس کے ساتھ سرنہ ہو؛
وَلَافِى الْاِيْمَانِ لَاصَبْرَمَعَهٗ .	8	اورنہ ایمان میں وہ خیر ہوسکتی ہے جوصبر کے ساتھ ساتھ رہنے سے ہونا چاہئے۔

80۔آپؑ کامقام لوگوں کے بیان وفکر سے بلندترتھا

لِرَجُلٍ اَفْرَاطَ فِى لثَّنَاءِ عَلَيْهِ وَكَانَ لَهٗ مُتَّهِمًا:	1	ایک ایسے شخص نے علیؑ کی مدح وثنا میں افراط سے کام لیا۔حالانکہ وہ علیؑ سے عقیدت نہ رکھتا تھا
اَنَادُوْنَ مَاتَقُوْلُ، وَفَوْقَ مَافِىْ نَفْسِكَ	2	آپ نے اُس سے فرمایا کہ:۔میں تمہارے بیان کردہ فضائل کے علاوہ ہوں اور جو کچھ تیرے دل میں میرے تصورات پوشیدہ ہیں میں اُن سے بلندوبالا ہوں۔

81۔تلوار سے بچے ہوؤں کی نسل منقطع نہیں ہوتی

بَقِيَّةُ السَّيْفِ اَبْقٰى عَدَدً وَّاَكْثَرُ وَلَدًا.	1	ناجائز قتل عام سے باقی رہ جانے والے سب سے زیادہ برقرار رہنے والے اور اولاد کی کثرت پانے والے ہوتے ہیں۔

82۔لاعلمی کا اقرار نہ کرنے والا جلد تباہ ہوگا

مَنْ تَرَكَ قَوْلَ "لَا اَدْرِىْ" اُصِيْبَتْ مَقَاتِلُهُ.	1	جس نے ناواقف ہوتے ہوئے بھی اُس کے اقرار کو ترک کر دیا اور "میں نہیں جانتا" کہنا چھوڑ دیا تو اس کی تباہی نزدیک آ گئی۔

83۔بڑے بوڑھوں کی رائے کا محبوب ہونا

رَاْىُ الشَّيْخِ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْ جَلَدِ الْغُلَامِ ؛	1	بُڑھے شخص کی رائے مجھے نوجوان کی دلاوری سے زیادہ محبوب ہے۔
(وَرُوِىَ) مِنْ مَشْهَدِ الْغُلَامِ.	2	(روایت یہ بھی ہے کہ) بڈھے شخص کی رائے مجھے نوجوان کی حاضری سے محبوب ہے۔

84۔استغفار کی موجودگی میں مایوسی و ناکامی؟

عَجِبْتُ لِمَنْ يَقْنَطُ وَمَعَهُ الْاِسْتِغْفَارُ.	1	مجھے اُس شخص پر حیرت ہوتی ہے جو استغفار کی موجودگی میں بھی مایوس ہو جائے۔

85۔عذاب سے محفوظ رکھنے والی دو چیزیں

وَحَكَى عَنْهُ اَبُوْجَعْفَرٍ مُحَمَّدُ ابْنُ عَلِيٍّ الْبَاقِرِ . عَلَيْهِمَا السَّلَامَ اَنَّهُ قَالَ :		اور حضرت علیؑ ہی سے ابوجعفر محمد بن علی (زین العابدین) باقر علیہما السلام نے حکایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا تھا کہ:
كَانَ فِى الْاَرْضِ اَمَانَانَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ وَقَدْ رُفِعَ اَحَدُهُمَا فَدُوْنَكُمُ الْاٰخَرَ فَتَمَسَّكُوْا بِهِ:	1	اس زمین پر عذاب خدا سے بچانے والی (امان دینے والی) دو چیزیں تھیں جن میں سے ایک کو اللہ نے اُٹھا لیا ہے مگر دوسری امان تمہارے پاس موجود ہے لہٰذا خبردار تم اُس سے وابستہ رہو؛
اَمَّا الْاَمَانُ الَّذِىْ رُفِعَ فَهُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ؛	2	چنانچہ وہ امان جسے اُٹھا لیا گیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ تھے؛ اور
وَاَمَّا الْاَمَانُ الْبَاقِىْ فَالْاِسْتِغْفَارُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى	3	باقی رہ جانے والی امان استغفار ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ٥(سورہ انفال 8/33)	4	اللہ کے لئے یہ موزوں نہیں ہے کہ وہ اُن لوگوں پر عذاب نازل کرے اور تم اُن میں موجود ہو؛ پھر یوں بھی اُن لوگوں پر عذاب نازل کرنا اللہ کے لئے زیبا نہیں ہے کہ وہ معافی طلب کر رہے ہوں اور اُن پر عذاب کر دیا جائے۔(انفال 8/33)

86۔ دُنیا اور آخرت میں کامیابی کا طریقہ؟

مَنْ اَصْلَحَ مَابَیْنَهُ وَبَیْنَ اللّٰهِ اَصْلَحَ اللّٰهُ مَابَیْنَهُ وَبَیْنَ النَّاسِ .	1	جو کوئی اپنے اور اللہ کے درمیان والے حالات کو درست رکھتا ہے تو اللہ اُسکے اور باقی لوگوں کے درمیان والے حالات کو درست رکھتا ہے؛
وَمَنْ اَصْلَحَ اَمْرَاٰخِرَتِهِ اَصْلَحَ اللّٰهُ لَهُ اَمْرَ دُنْیَاهُ ؛	2	اور جو کوئی اپنی آخرت کے متعلق معاملات کو درست رکھتا ہے تو اللہ اُس کے دُنیاوی معاملات کو درست کر دیتا ہے؛
وَمَنْ کَانَ لَهُ مِنْ نَفْسِهِ وَاعِظٌ کَانَ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ.	3	اور جو کوئی خود اپنی ذات کو نصیحت کرنے والا بن جاتا ہے تو اللہ کی طرف سے اُس کی حفاظت کے لئے محافظ مقرر کر دیا جاتا ہے۔

87۔ ایک دینی دانشور یا فقیہ کی شناخت؟

اَلْفَقِیْهُ کُلُّ الْفَقِیْهِ مَنْ یُقَنِّطِ النَّاسَ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ '	1	صحیح معنی میں ایک دینی دانشور (الفقیہ) وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کرے؛
وَمَنْ یُؤَیِّسهُم مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ '	2	اور جو فقیہ اللہ کی طرف سے ملنے والی خوشیوں اور راحتوں سے ناامید نہ کردے؛
وَلَمْ یُؤْمِنْهُمْ مِنْ مَکْرِ اللّٰهِ .	3	اور جو لوگوں کو اللہ کے مکر اور خفیہ چالوں سے بے فکر نہ کردے۔

88۔ علم اپنی اثر انگیزی سے قابل قدر ہوتا ہے

اَوْضَعُ الْعِلْمِ مَاوَقَفَ عَلَی اللِّسَانِ ؛	1	سب سے زیادہ بے قدر و قیمت وہ علم ہوتا ہے جو زبان تک آ کر ٹھہر جائے؛
وَاَرْفَعُهُ مَاظَهَرَ فِیْ الْجَوَارِحِ وَالْاَرْکَانِ	2	اور وہ علم بہت بلند مرتبہ ہے جو دماغ سے نکل کر قلب اور اعضاء اور عادات پر اثر انداز ہو جائے۔

89۔ دلوں سے مسلسل مفید کام کرانا ہو تو دلچسپ سامان بھی فراہم رکھو

اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَمَلُّ کَمَاتَمَلُّ الْاَبْدَانُ ؛	1	حقیقت یہ ہے کہ یہ دل بھی اُسی طرح تھک جاتے ہیں جس طرح اور اعضاء تھک جاتے ہیں۔
فَابْتَغُوْالَهَاطَرَائِفَ الْحِکَمِ.	2	لہٰذا دلوں کو مسلسل کام کرنے کے لئے اُن کے لئے دلچسپ حکمتیں فراہم رکھو۔

90۔ گمراہ کن فتنوں سے پناہ مانگا کرو

لَایَقُوْلَنَّ اَحَدُکُم	1	تم میں سے کوئی ہرگز یہ جملہ نہ کہا کرے کہ:۔
''اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفِتْنَةِ ؛		اے اللہ تو مجھے فتنہ سے بچانے کیلئے اپنی پناہ میں لے لے؛
لِاَنَّهُ لَیْسَ اَحَدٌاِلَّاوَهُوَمُشْتَمِلٌ عَلٰی فِتْنَهٍ ؛	2	یہ اس لئے کہ کوئی شخص ایسا ہے ہی نہیں جو فتنہ سے تعلق نہ رکھتا ہو؛
وَلٰکِنْ مَنِ اسْتَعَاذَ فَلْیَسْتَعِذْمِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ ؛فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ یَقُوْلُ :	3	ولیکن پناہ مانگنے والے کو چاہیئے کہ وہ گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگا کرے؛ اسی لئے اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ یہ جان لو کہ تمہارے
''وَاعْلَمُوْا اَنَّمَااَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ ''	4	اموال اور تمہاری اولاد خود تمہارے لئے فتنہ ہیں۔ (8/28)

وَمَعْنٰی ذٰلِکَ اَنَّـهٗ سُبْحَانَـهٗ يَخْتَبِرُهُمْ بِالْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِلِيَتَبَيَّنَ السَّاخِطُ الِرزْقِهٖ وَالرَّاضِیْ بِقِسْمِهٖ ؛	5	اور اُسکے معنی یہ ہوئے کہ اللہ انسانوں کو اموال اور اولاد کے ذریعہ سے آزماتا ہے تا کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ کون اللہ کے عطا کئے ہوئے رزق پر ناخوش ہوتا ہے اور کون اللہ کی تقسیم پر راضی اور خوش رہتا ہے؟
وَاِنْ كَانَ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمَ بِهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ '	6	اور اگر چہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ انسانوں کے متعلق اتنا علم رکھتا ہے جتنا کہ وہ خود بھی اپنے متعلق نہیں جانتے؛
وَلٰكِنْ تَظْهَرَ الْاَفْعَالُ الَّتِیْ بِهَا يُسْتَحَقُّ الثَّوَابُ وَالْعِقَابُ ؛	7	ولیکن بات یہ ہے کہ اُن کی آزمائش اس لئے کی جاتی ہے کہ اُن کے وہ افعال سامنے آجائیں جن کی بنیاد پر انہیں عذاب اور ثواب کا حق ملتا ہے۔
لِاَنَّ بَعْضَهُمْ يُحِبُّ الذُّكُوْرَوَ يَكْرَهُ الْاُنَاثَ ؛	8	اور یہ اس لئے کہ اُن میں سے بعض لوگ لڑکوں کا پیدا ہونا تو پسند کرتے ہیں اور لڑکیوں کے پیدا ہونے کو ناپسند کرتے ہیں۔
وَبَعْضَهُمْ يُحِبُّ تَثْمِيْرَ الْمَالِ وَيَكْرَهُ انْثِلَامَ الْحَالِ . وَهٰذَا مِنْ غَرِيْبِ مَاسُمِعَ مِنْهُ فِی التَّفْسِيْرِ .	9	اور اُن میں سے بعض لوگ مال کے بڑھتے رہنے کو پسند کرتے ہیں اور ناداری کو ناپسند کرتے ہیں۔'' (رضی صاحب نے کہا کہ جو ہمیں اُنکی تفسیر سے معلوم ہوا ہے یہ اُس سے عجیب وغریب تفسیر ہے۔)

91۔ خیر کے قریشی معنی کو رد کر دیا مترجمین پٹ گئے

وَسُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الْخَيْرِ مَاهُوَ؟.		اور علی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ نیکی کسے کہتے ہیں وہ کیا ہے؟
فَقَالَ:لَيْسَ الْخَيْرُ اَنْ يَكْثُرَمَالُکَ وَ وَلَدُکَ وَلٰكِنَّ الْخَيْرُ اَنْ يَكْثُرَعِلْمُکَ ؛	1	آپؑ نے فرمایا کہ: تمہارے اموال و اولاد کی کثرت کے معنی نیکی نہیں ہیں بلکہ نیکی اُس صورت میں ہوسکتی ہے اگر تمہارے علم میں فراوانی ہوتی جائے،
وَاَنْ يَّعْظُمَ حِلْمُکَ	2	اور تمہاری بردباری کی عظمت بڑھتی جائے،
وَاَنْ تُبَاهِیَ النَّاسَ بِعِبَادَةِ رَبِّکَ ؛	3	اور یہ کہ تمہیں اپنے پروردگار کی عبادت پر ناز ہو؛
فَاِنْ اَحْسَنْتَ حَمِدْتَ اللّٰهَ ؛	4	لہٰذا اب اگر اچھے کام کرو تو اللہ کا شکر اور حمد وثنا کیا کرو؛
وَاِنْ اَسَاْتَ اسْتَغْفَرْتَ اللّٰهَ ؛	5	اور اگر برے کام سرزد ہوں تو تمہیں اللہ سے بخشش طلب کرنا چاہئے؛
وَلَاخَيْرَفِی الدُّنْيَا اِلَّالِرَجُلَيْنِ :	6	اور دُنیا میں صرف دو آدمیوں کو نیکی کرنے والا کہا جاسکتا ہے۔
رَجُلٌ اَذْنَبَ ذُنُوْبًافَهُوَيَتَدَارَكُهَا بِالتَّوْبَةِ ؛	7	ایک وہ آدمی جو غلط متعلقات اور برے کاموں میں اُلجھ جائے تو اپنے گناہوں کا توبہ کے ذریعہ سے تدارک کرے۔
وَرَجُلٍ يُسَارِعُ فِی الْخَيْرَاتِ ؛	8	اور دوسرا وہ شخص نیکی سے تعلق رکھتا ہے جو اختیارات اور نیکی میں کوشاں رہتا ہو؛
وَلَا يَقِلُّ عَمَلٌ مَعَ التَّقْوٰی	9	اور جو عمل تقویٰ کے ماتحت کیا جائے وہ کم نہیں ہوتا۔
وَكَيْفَ يَقِلُّ مَايُتَقَبَّلُ ؟	10	اور جو اعمال قبول ہو جائیں وہ قلیل کیسے ہوسکتے ہیں؟

92۔ نبیوںؑ سے اور محمدؐ سے قربت کس کو حاصل تھی؟

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِالْاَنْبِيَآءِ اَعْلَمُهُمْ بِمَاجَاؤُابِهٖ ثُمَّ تَلاَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ :	1	حقیقت یوں ہے کہ انبیاءؑ سے زیادہ قربت اور تعلق اُن لوگوں کو ہوتا ہے جو اُن کی لائی ہوئی تعلیمات اور ہدایات کا سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں؛ اُس کے بعد آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ:۔
اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا؛	2	ابراہیمؑ سے اُن لوگوں کو زیادہ خصوصیت تھی جو اُن کی پیروی کرتے رہے اور اب اِسی نبیؐ کو اور اُن پر ایمان لانے والے لوگوں کو خصوصیت حاصل ہے؛
ثُمَّ قَالَ : اِنَّ وَلِيَّ مُحَمَّدٍ مَّنْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَاِنْ بَعُدَتْ لُحْمَتُهٗ ،	3	پھر فرمایا کہ محمدؐ کا ولیؑ وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے خواہ محمدؐ سے دُور کا رشتہ رکھتا ہو؛
وَاِنَّ عَدُوَّ مُحَمَّدٍ مَنْ عَصَى اللّٰهَ وَاِنْ قَرُبَتْ قَرَابَتُهٗ	4	اور محمدؐ کا دشمن وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے خواہ وہ محمدؐ سے قریب کا رشتہ رکھتا ہو''

93۔ اَہلِ یقین کا سونا اَہلِ شک کی نماز سے بہتر ہے

رَجُلًامِنَ الْحَرُوْرِيَّةِ يَتَهَجَّدُ وَيَقْرَأُ ؛		علی علیہ السلام نے سُنا کہ خارجی لوگوں میں سے ایک شخص تہجد بھی پڑھتا ہے اور قرآن کی تلاوت بھی کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ:۔
فَقَالَ: نَوْمٌ عَلٰى يَقِيْنٍ خَيْرٌ مِّنْ صَلاَةٍ فِيْ شَكٍّ	1	یقین کی حالت میں سوتے رہنا اُس نماز سے بہتر ہے جو شک میں مبتلا لوگ پڑھتے ہوں

94۔ روایات گھڑنے اور پھیلانے والوں سے خبردار کیا ہے

اِعْقِلُوا الْخَبَرَاِذَاسَمِعْتُمُوْهُ عَقْلَ رِعَايَةٍ لاَ عَقْلَ رِوَايَةٍ ؛	1	کسی خبر کو سنتے ہی اُس پر تحقیق وتدبر والی عقل سے غور کرو نہ کہ روایتی عقل سے مانتے جاؤ؛
فَاِنَّ رُوَاةَ الْعِلْمِ كَثِيْرٌ ،	2	حقیقت حال یہ ہے کہ روایتی علم رکھنے والوں کی آجکل بہت ہی کثرت ہوگئی ہے؛
وَرُعَاتَهٗ قَلِيْلٌ .	3	اور حقیقی علم رکھنے والے بہت تھوڑے سے رہ گئے ہیں۔

95۔ اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ میں دو اقرار ہیں

قَدْسَمِعَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ رَجُلاً يَقُوْلُ :		علی علیہ السلام نے ایک شخص کو سنا جو کہتا تھا کہ:۔
''اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رٰجِعُوْنَo		''ہم اللہ کے لئے ہیں اور ہمیں اُسی کی طرف پلٹنا ہے''۔
فَقَالَ:اِنَّاقَوْلَنَا ''اِنَّالِلّٰهِ ''اِقْرَارٌعَلٰى اَنْفُسِنَابِالْمُلْكِ	1	اس پر آپؑ نے فرمایا کہ ہمارا یہ کہنا کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں'' ایک ایسا اقرار ہے جس میں ہم خود کو اللہ کی ملکیت مانتے ہیں؛
وَقَوْلَنَا''اِنَّااِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ''	2	اور ہمارا یہ کہنا کہ ہم اُسی کی طرف پلٹنے والے ہیں''۔
اِقْرَارٌعَلٰى اَنْفُسِنَابِالْهُلْكِ .	3	ایک ایسا اقرار ہے جس میں ہم اپنے فنا ہو جانے کو مانتے ہیں۔

96۔اپنے سامنے مدح وثنا کرنے پر اللہ سے کیا کہنا چاہئے؟

وَقَدْمَدَحَهُ قَوْمٌ فِیْ		اور ایک قوم نے علیؑ کے سامنے آپؑ کی مدح وثنا کی تو فرمایا کہ:۔
وَجْهِهٖ :اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ اَعْلَمُ بِیْ مِنْ نَفْسِیْ ،	1	اے اللہ تو مجھ سے زیادہ میری ذات کا عالم ہے؛
وَاَنَااَعْلَمُ بِنَفْسِیْ مِنْهُمْ ؛	2	اور میں اپنی ذات کا اُس قوم سے زیادہ جاننے والا ہوں؛
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا خَیْرًامِّمَّایَظُنُّوْنَ	3	اے اللہ تو مجھے اُس سے اچھا بنادے جو وہ سمجھتے ہیں۔
وَاغْفِرْلَنَامَالَایَعْلَمُوْنَ .	4	اور میرے متعلق جو کچھ وہ نہیں جانتے اُسے بخش دے۔

97۔حاجت روائی تین چیزوں سے پائیدار ہوتی ہے

لَایَسْتَقِیْمُ قَضَاءَ الْحَوَائِجِ اِلَّابِثَلَاثٍ:	1	تین چیزوں کے بغیر حاجت روائی میں استقلال نہیں آتا:۔
بِاسْتِصْغَارِهَالِتَعْظُمَ ؛	2	اُسے چھوٹا سمجھا جانا چاہئے تاکہ وہ بڑی قرار پائے۔
وَبِاسْتِکْتَا مِهَا لِتَظْهَرَ،	3	اور اُسے چھپانا چاہئے تاکہ وہ خود بخود ظاہر ہو کر رہے؛
وَبِتَعْجِیْلِهَا لِتَهْنُؤَ .	4	اور حاجت روائی میں جلدی کی جائے تاکہ خوشگوار ہوجائے۔

98۔ہیجڑوں،کنیزوں اور لونڈوں کی حکمرانی کا زمانہ

یَاتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُقَرَّبُ فِیْهِ اِلَّاالْمَاحِلُ ؛	1	انسانوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے جس زمانہ میں قربت اُن لوگوں کو ملے گی جو چغلی کھانے اور عیب جوئی کرنے والے ہوں گے۔
وَلَا یُظَرَّفُ فِیْهِ اِلَّاالْفَاجِرُ ،	2	اور اُس زمانہ میں صرف بدکاروں کو خوش مذاق سمجھا جائے گا؛
وَلَا یُضَعَّفُ فِیْهِ اِلَّاالْمُنْصِفُ ؛	3	اور انصاف پرور لوگوں کو ضعیف وکمزور کیا جائے گا؛
یَعُدُّوْنَ الصَّدَقَةَ فِیْهِ غُرْمًا	4	صدقہ دینے کو گھاٹے کا کام سمجھا جائے گا؛
وَصِلَةَ الرَّحِمِ مَنًّا؛	5	اور نیک سلوک کو احسانات میں شمار کیا جائے گا؛
وَالْعِبَادَةَ اسْتِطَالَةً عَلَی النَّاسِ! فَعِنْدَ ذٰلِکَ یَکُوْنُ السُّلْطَانُ بِمَشُوْرَةِ الْاِمَآءِ وَاِمَارَةِ الصِّبْیَانِ وَتَدْبِیْرِ الْخِصْیَانِ .	6	اور عبادت کو لوگوں پر رعب داب جمانے کا ذریعہ سمجھا جائے گا لہٰذا اُس زمانہ میں حکمرانی کنیزوں کے مشورہ سے ہوا کرے گی نوخیز لڑکوں کی حکومت چلے گی اور ہیجڑوں کی رائے اور تدبیر پر دارومدار رہے گا۔

99۔علیؑ کے لباس پر رحم آتا تھا

وَقَدْرُئِیَ عَلَیْهِ اِزَارٌ خَلَقٌ مَرْقُوْعٌ فَقِیْلَ لَهٗ ذٰلِکَ :		اور بات یہ ہوئی کہ علیؑ کے جسم پر نہایت پھٹا پرانا لباس دیکھا تو لوگوں کو جواب میں فرمایا کہ:۔
فَقَالَ : یَخْشَعُ لَهُ الْقَلْبُ ؛	1	اس لباس سے دل میں نرمی اور عاجزی پیدا ہوتی ہے
تَذِلُّ بِهِ النَّفْسُ ؛	2	اور نفس کی سرکشی ذلیل ہوجاتی ہے؛
وَیَقْتَدِیْ بِهِ الْمُؤْمِنُوْنَ .	3	اور غریب مومنین کو پیروی کا موقعہ ملتا ہے۔"

100۔ دُنیااور آخرت دو مستقل اور قدیم دشمن ہیں

اِنَّ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ عَدُوَّانِ مُتَفَاوِتَانِ ؛	1	یقیناً یہ دُنیا اور آخرۃ دو دشمن ہیں اور دونوں میں بڑا تفاوت ہے؛
وَسَبِيْلَانِ مُخْتَلِفَانِ ؛	2	اور یہ دونوں دو مختلف راہیں بھی ہیں؛
فَمَنْ اَحَبَّ الدُّنْيَا وَتَوَلَّاهَا اَبْغَضَ الْاٰخِرَةَ وَعَادَاهَا ؛	3	چنانچہ جو کوئی دُنیا سے محبت کرتا اور اس کی حکومت مانتا ہے وہ آخرت سے بغض اور دشمنی رکھتا ہے؛
وَهُمَا بِمَنْزِلَةِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ؛	4	اور وہ دونوں مشرق اور مغرب کی طرح دُور دُور رہتی ہیں۔
وَمَاشٍ بَيْنَهُمَا كُلَّمَا قَرُبَ مِنْ وَّاحِدٍ بَعُدَ مِنَ الْاٰخَرِ ؛	5	اور اُن دونوں کے درمیان سفر کرنے والا جب ایک سے قریب ہوتا ہے تو دوسری سے دُور ہو جاتا ہے؛
وَهُمَا بَعْدُ ضَرَّتَانِ .	6	اور وہ دونوں ایک دوسری کی سوکنیں ہیں۔

101۔ قابلِ مبارکباد لوگ اور انتظار کے قابل گھڑی

وَعَنْ نَوْفِ الْبَكَالِيِّ قَالَ : رَاَيْتُ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَّقَدْ خَرَجَ مِنْ فِرَاشِهٖ فَنَظَرَ اِلَى النُّجُوْمِ فَقَالَ :		اور نوف بکالی نے بیان کیا کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام کو ایک رات دیکھا تھا کہ آپؑ اپنے بستر سے اُٹھے اور ستاروں پر نظر ڈالی اور فرمایا:
يَا نَوْفُ ؛ اَرَاقِدٌ اَنْتَ اَمْ رَامِقٌ ؟ فَقُلْتُ بَلْ رَامِقٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؛ قَالَ :	1	اے نوف کیا تم سو رہے ہو یا بیدار ہو؟ میں نے عرض کیا یا علیؑ میں جاگ رہا ہوں آپؑ نے فرمایا کہ:۔
يَا نَوْفُ : طُوْبٰى لِلزَّاهِدِيْنَ فِي الدُّنْيَا الرَّاغِبِيْنَ فِي الْاٰخِرَةِ ؛	2	اے نوف قابلِ مبارک باد ہیں وہ لوگ جنہوں نے دُنیا سے اس لئے منہ موڑا ہوا ہے کہ اُنہیں آخرت کی لگن لگی ہوئی ہے،
اُولٰئِكَ قَوْمٌ اتَّخَذُوا الْاَرْضَ بِسَاطًا ؛	3	وہی قوم تو ہے جس نے اس زمین کو اپنا پلنگ بنالیا ہے
وَتُرَابَهَا فِرَاشًا ؛	4	اور زمین کی مٹی کو اپنا بستر بنایا ہوا ہے۔
وَمَائَهَا طِيْبًا ؛	5	اور زمین کے پانی کو اپنا شربت سمجھا ہوا ہے۔
وَالْقُرْاٰنَ شِعَارًا ؛	6	اور قرآن کو اپنا لباس اور معمول قرار دیا ہوا ہے؛
وَالدُّعَاءَ دِثَارًا ؛	7	اور دعاؤں کو اپنا محافظ بنایا ہوا ہے۔
ثُمَّ قَرَضُوا الدُّنْيَا قَرْضًا عَلٰى مِنْهَاجِ الْمَسِيْحِ ؛	8	پھر حضرت عیسیٰؑ کی طرح اس دُنیا کو بطور قرض دے کر خود سے الگ کر دیا ہے؛
يَا نَوْفُ اِنَّ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَامَ فِيْ مِثْلِ هٰذِهِ السَّاعَةِ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ :	9	اے نوف حضرت داؤد علیہ السلام رات کے اسی وقت اُٹھے تھے اور فرمایا تھا کہ:۔

اِنَّهَا سَاعَةٌ لَايَدْعُوْ فِيْهَا عَبْدٌ اِلَّااسْتُجِيْبَ لَهٗ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ عَشَّارًا اَوْعَرِيْفًا اَوْشُرْطِيًّا اَوْصَاحِبَ عَرْطَبَةٍ اَوْصَاحِبَ كُوْبَةٍ .	10	یہ وہی وقت ہے جس وقت جو دُعا بھی کوئی بندہ اللہ سے مانگے تو وہ ضرور قبول کی جاتی ہے سوائے اِسکے کہ وہ بندہ عُشر یا ٹیکس وصول کرنے والا ہو یا رپورٹیں (شکایتیں) کرنے والا ہو یا پولیس کا ملازم ہو یا ڈھول (منادی) بجا کر اطلاع دینے والا ہو یا وہ نقارہ بجانے والا ہو۔

102۔فرائض اور حدود پر قیام، دخل اندازی منع

اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْكُمْ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا؛	1	یقیناً اللہ نے تم پر فرائض عائد کئے ہیں انہیں ضائع نہ کرنا۔
وَحَدَّلَكُمْ حُدُوْدَ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ؛	2	اور تم پر کچھ پابندیاں لگائی ہیں اُن سے آگے نہ بڑھنا۔
وَنَهَاكُمْ عَنْ اَشْيَآءَ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا؛	3	اور بعض چیزوں کی ممانعت کی ہے اُن کی خلاف ورزی نہ کرنا۔
وَسَكَتَ لَكُمْ عَنْ اَشْيَآءَ فَلَمْ يَدَعْهَا نِسْيَانًافَلَا تَتَكَلَّفُوْهَا .	4	اور بعض چیزوں کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے اُن کو بھول کر نہیں چھوڑ دیا ہے اُن میں دخل دینے کی کوشش نہ کرنا۔

103۔دینی قربانی سے دُنیا نہیں سنورتی

لَايَتْرُكُ النَّاسُ شَيْئًامِّنْ اَمْرِدِيْنِهِمْ لِاسْتِصْلَاحِ دُنْيَا هُمْ اِلَّافَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَاهُوَ اَضَرُّمِنْهُ.	1	جیسے ہی لوگ دُنیا کو سنوارنے کے لئے اپنے دین کا کوئی کام چھوڑتے ہیں اللہ فوراً اُن کے لئے ایسی راہیں کھول دیتا ہے جو ترک کئے ہوئے کام سے بھی زیادہ نقصان دہ ہوتی ہیں۔

104۔عالم کبھی کبھی اپنی جہالت کے ہاتھوں قتل ہو جاتا ہے

رُبَّ عَالِمٍ قَدْقَتَلَهٗ جَهْلُهٗ وَعِلْمُهٗ مَعَهٗ لَا يَنْفَعُهٗ	1	ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک عالم کو اُس کی جہالت قتل کر ڈالتی ہے اور جو علم اُس کے ساتھ ہوتا ہے وہ اُسے فائدہ نہیں دیتا۔

105۔دل پر اثر انداز ہونے والی تمام بُری بُری باتیں

لَقَدْعُلِّقَ بِنِيَاطِ هٰذَا الْاِنْسَانِ بَضْعَةٌ هِيَ اَعْجَبُ مَافِيْهِ وَذٰلِكَ الْقَلْبُ ؛	1	اس انسان سے بھی زیادہ عجیب چیز وہ گوشت کا لوتھڑا ہے جو انسان کی ایک رگ کے ساتھ لٹکایا گیا ہے اور اسی کو دل کہتے ہیں
وَلَهٗ مَوَادٌّ مِّنَ الْحِكْمَةِ وَاَضْدَادٌ مِّنْ خِلَافِهَا:	2	اور اُس لوتھڑے یا دل کے اندر حکمت کا ذخیرہ بھی ہے اور اُس کے برخلاف ضد کرنے والی چیزیں بھی ہیں۔
وَاِنْ سَنَحَ لَهُ الرَّجَآءُ اَذَلَّهُ الطَّمَعُ '	3	اور وہ یوں کہ اگر اُس پر اُمیدوں کا سانحہ گذر جاتا ہے تو طمع اُسے ذلت کی حد تک لے جاتی ہے؛
وَاِنْ هَاجَ بِهِ الطَّمَعُ اَهْلَكَهُ الْحِرْصُ	4	اور اگر اُس میں طمع اور لالچ زور مارتا ہے تو حرص اُسے بربادی تک لے جاتی ہے۔

وَاِنْ مَّلَكَهُ الْيَأْسُ قَتَلَهُ الْاَسَفُ ؛	5	اور اگر اُس پر مایوسی چھا جاتی ہے تو اُسے افسوس مار ڈالتا ہے؛
وَاِنْ عَرَضَ لَهُ الْغَضَبُ اشْتَدَّ بِهِ الْغَيْظُ ؛	6	اور اگر غصہ اُسکے سامنے پیش ہوتا ہے تو انتقام کا غیظ بھڑک اُٹھتا ہے؛
وَاِنْ اَسْعَدَهُ الرِّضَا نَسِىَ التَّحَفُّظَ ؛	7	اور اگر خوشنودی و مسرت سے وابستہ ہو جاتا ہے تو اپنی حفاظت کرنا بھول جاتا ہے۔
وَاِنْ غَالَهُ الْخَوْفُ شَغَلَهُ الْحَذَرُ ؛	8	اور اگر اُس پر خوف و دھشت کا حملہ ہوتا ہے تو بچنے کا خیال اُلجھا لیتا ہے اور اگر اُس پر اَمن و
وَاِنِ اتَّسَعَ لَهُ الْاَمْنُ اسْتَلَبَتْهُ الْغِرَّةُ ؛	9	چین کا زمانہ آ جاتا ہے تو اُس پر غفلت سوار ہو جاتی ہے؛
وَاِنْ اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ فَضَحَهُ الْجَزَعُ ؛	10	اور اگر اس پر کوئی مصیبت آ پڑتی ہے تو ہائے واویلا کر کے رسوا ہو جاتا ہے؛
وَاِنْ اَفَادَ مَالاً اَطْغَاهُ الْغِنٰى ؛	11	اور اگر مال و دولت سے فائدہ اُٹھا لیتا ہے تو خوشحالی اور بے نیازی اُسے سرکش بنا دیتی ہے؛
وَاِنْ عَضَّتْهُ الْفَاقَةُ شَغَلَهُ الْبَلَاءُ ؛	12	اور اگر کبھی اُسے فاقہ مستی سے دوچار رہنا پڑتا ہے تو بلاؤں میں اُلجھ جاتا ہے
وَاِنْ جَهَدَهُ الْجُوْعُ قَعَدَتْ بِهِ الضَّعْفُ ؛	13	اور اگر کبھی اُسے بھوک کی تکلیف جھیلنا پڑتی ہے تو ناتوانی اُسے لے کر بیٹھ جاتی ہے؛
وَاِنْ اَفْرَطَ بِهِ الشِّبَعُ كَظَّتْهُ الْبِطْنَةُ ؛	14	اور اگر پیٹ زیادہ بھر جائے تو اُسے اُسکا پیٹ سانس لینے سے روکتا ہے۔
فَكُلُّ تَقْصِيْرٍ بِهِ مُضِرٌّ ؛	15	اُس کے لئے ہر کمی مضر ہے؛
وَكُلُّ اِفْرَاطٍ لَهُ مُفْسِدٌ ؛	16	اور ہر زیادتی فساد انگیز ہے۔

106۔ وہ سہارا جس کی سب کو احتیاج ہے

نَحْنُ النُّمْرُ قَةُ الْوُسْطٰى بِهَا يَلْحَقُ التَّالِىُ ،	1	ہم وہ درمیانی سہارا ہیں کہ جس پر پچھڑ جانیوالے نے بھی سہارا لینا ہے؛
وَاِلَيْهَا يَرْجِعُ الْغَالِىُ .		اور اُسی کی طرف آگے بڑھ جانے والے نے بھی پلٹنا ہے۔

107۔ دینی حکمران کے تین بڑے بڑے عیب

لَايُقِيْمُ اَمْرَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ اِلَّامَنْ لَايُصَانِعُ ؛	1	اللہ پاک کا دین وہی نافذ کر سکتا ہے جو مصنوعی مدارات و جانبداری نہ کرے۔
وَلَا يُضَارِعُ ؛	2	اور جو عاجزی اور کمزوری نہ دکھائے اور جو،
وَلَا يَتَّبِعُ الْمَطَامِعَ .	3	لالچ اور طمع کو اختیار نہ کرے۔

108۔ پہاڑ جتنا ہو کلیجہ دل لگانے کے لئے

وَقَدْ تُوُفِّىَ سَهْلُ ابْنُ حُنَيْفِ الْاَنْصَارِىُّ بِالْكُوْفَةِ بَعْدَ مَرْجِعِهِ مِنْ صِفِّيْنَ مَعَهُ وَكَانَ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْهِ :		اور سہل ابن حنیف انصاری آپؑ کے ساتھ جنگ صفین سے پلٹ کر کوفہ آئے تو انتقال فرما گئے سہل ابن حنیفؓ حضرت علیؑ کو سب سے زیادہ پیارے تھے۔ صدمہ میں فرمایا کہ:۔
لَوْاَحَبَّنِىْ جَبَلٌ لَتَهَافَتَ .	1	اگر پہاڑ بھی مجھ سے محبت کرے تو پھٹ جائے۔

109۔اٹھارہ بہترین چیزوں کا انتخاب

لَامَالَ اَعْوَدُ مِنَ الْعَقْلِ	1	عقل سے بڑھ کر کوئی منافع بخش مال نہیں ہوتا؛
وَلَاوَحْدَةَ اَوْحَشُ مِنَ الْعُجْبِ ؛	2	خود بینی سے بڑھ کر کوئی تنہائی وحشت ناک نہیں ہوتی؛
وَلَاعَقْلَ كَالتَّدْبِيْرِ ؛	3	تدبیر سے بڑھ کر اور کوئی عقل کی بات نہیں ہوتی؛
وَلَا كَرَمَ كَالتَّقْوٰى ؛	4	اور کوئی منافع تقویٰ سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا ہے؛
وَلَا قَرِيْنَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ	5	اور عمدہ اخلاق کے مانند کوئی ساتھی نہیں ہوتا؛
وَلَا مِيْرَاثَ كَالْاَدَبِ ؛	6	ادب سے بہتر کوئی ورثہ نہیں ہے؛
وَلَا قَائِدَ كَالتَّوْفِيْقِ ؛	7	توفیق جیسا کوئی لیڈر نہیں؛
وَلَاتِجَارَةَ كَالْعَمَلِ الصَّالِحِ ؛	8	نیک عملی سے بڑھ کر کوئی تجارت نہیں؛
وَلَارِبْحَ كَا لثَّوَابِ ،	9	ثواب کے مانند کوئی نفع نہیں ہے؛
وَلَاوَرَعَ كَالْوُقُوْفِ عِنْدَ الشُّبْهَةِ ؛	10	شبہات سے الگ رہنا ہر پارسائی سے بہتر ہے؛
وَلَا زُهْدَ كَالزُّهْدِ فِى الْحَرَامِ؛	11	حرام سے بچنے کے مقابلے میں کوئی ترک دُنیا نہیں ہے؛
وَلَاعِلْمَ كَالتَّفَكُّرِ ؛	12	اور غور وفکر وتفکر کرتے رہنے کی مانند اور کوئی علم نہیں ہوتا۔
وَلَاعِبَادَةَ كَادَآءِ الْفَرَائِضِ ؛	13	فرائض کو ادا کرنے کی مانند کوئی عبادت نہیں ہے؛
وَلَاايْمَانَ كَالْحَيَاءِ وَالصَّبْرِ ؛	14	حیا اور صبر کی مانند کوئی ایمان نہیں ہوتا؛
وَلَاحَسَبَ كَالتَّوَاضُعِ؛	15	اِنکساری کی مانند کوئی سربلندی نہیں ہوتی؛
وَلَا شَرَفَ كَالْعِلْمِ ؛	16	علم کی مانند کوئی بزرگی نہیں؛
وَلَا عِزَّ كَالْحِلْمِ ؛	17	بُردباری کی مانند کوئی عزت نہیں؛
وَلَا مُظَاهَرَةَ اَوْثَقُ مِنَ الْمُشَاوَرَةِ .	18	اور مشورہ دینے کے مانند اور کوئی پشت پناہی نہیں ہے۔''

110۔بدظنی اور حُسنِ ظن کے دومواقع

اِذَااسْتَوْلَى الصَّلَاحُ عَلَى الزَّمَانِ وَاَهْلِهٖ ثُمَّ اَسَآءَ رَجُلٌ الظَّنَّ بِرَجُلٍ لَمْ تَظْهَرْ مِنْهُ خِزْيَةٌ فَقَدْ ظَلَمَ؛	1	جب زمانہ میں اور اہل زمانہ میں صلاح وفلاح پھیلی ہوئی ہو اور ایسے نیک زمانہ میں کوئی شخص ایسے شخص سے بدظنی اور بدگمانی رکھے جس نے کوئی بھی رسوائی کی اور بری بات نہ کی ہو تو اُس شخص نے اس بے گناہ پر ظلم وزیادتی کی ہے؛
وَاِذَا اسْتَوْلَى الْفَسَادُعَلَى الزَّمَانِ وَاَهْلِهٖ فَاَحْسَنَ رَجُلٌ الظَّنَّ بِرَجُلٍ فَقَدْ غَرَّرَ.	2	اور جب فساد کا دور دورہ ہو اور اُس زمانہ اور اہل زمانہ پر چھایا ہوا ہو اور ایسی حالت میں کوئی شخص کسی شخص کے متعلق حسن ظن نیک گمان رکھے تو وہ فریب خوردہ ہے۔''

111۔مزاج پُرسی کا دُنیا میں کیا جواب دیا جائے؟

قِيْلَ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ : كَيْفَ تَجِدُكَ يَااَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؟		علی علیہ السلام سے کہا گیا کہ اَے امیر المومنین آپؑ کے مزاج کیسے ہیں؟
فَقَالَ : كَيْفَ يَكُوْنُ حَالُ مَنْ يَفْنىٰ بِبَقَائِهِ	1	آپؑ نے فرمایا کہ اُس کا حال ہی کیا ہوسکتا ہے جس کی زندگی اُسے موت کی طرف لے جارہی ہو؟
وَيَسْقَمُ بِصِحَّتِهِ ؛	2	اور جس کی صحت بیماری کے لئے ہو؟
وَيُؤْتىٰ مِنْ مَّأْمَنِهِ .	3	اور جسے اپنی پناہ کی جگہ سے بھی گرفت میں لے لیا جائے۔

112۔اللہ تعالیٰ کی ٹھنڈی مار پر چند باتیں

كَمْ مِّنْ مُسْتَدْرَجٍ بِالْاِحْسَانِ اِلَيْهِ ؛	1	بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر احسان کرتے کرتے بتدریج عذاب کی طرف لائے جاتے ہیں؛
وَمَغْرُوْرٍ بِالسَّتْرِ عَلَيْهِ ؛	2	اور بہت سے لوگ اپنی پردہ پوشی سے دھوکے میں مبتلا رہتے ہیں
وَمَفْتُوْنٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيْهِ ؛	3	اور اپنے متعلق اچھی باتیں سن سن کر فتنہ میں مبتلا ہیں۔
وَمَا ابْتَلَى اللّٰهُ اَحَدًا بِمِثْلِ الْاِمْلَاءِ لَهُ .	4	اور اللہ کی طرف سے مہلت دینے سے بڑی آزمائش کسی کی بھی نہیں ہوتی۔''

113۔وہ مقام جہاں دوست اور دُشمن برابر ہوجاتے ہیں

هَلَكَ فِيَّ رَجُلَانِ ؛	1	میرے متعلق دو قسم کے لوگ ہلاک ہوجائیں گے:
مُحِبٌّ غَالٍ ؛	2	ایک وہ جو محبت میں غلو کرے گا۔
وَمُبْغِضٌ قَالٍ .	3	اور وہ جو بغض میں تبلیغ کرے گا۔

114۔افسوس وملال کا ایک بنیادی سبب

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِضَاعَةُ الْفُرْصَةِ غُصَّةٌ .	1	علی علیہ السلام نے فرمایا کہ فرصت کا ضائع کرنا غم وغصہ ہوتا ہے۔

115۔سانپ سے پیار کرنے والے دُنیا پرست لوگ

مَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ الْحَيَّةِ لَيِّنٌ مَسُّهَا وَالسُّمُّ نَاقِعٌ فِيْ جَوْفِهَا ؛	1	اِس دُنیا کی مثال بالکل سانپ کی مانند ہے جو چھونے میں نرم اور چکنا ہوتا ہے مگر اُسکے اندر مار ڈالنے والا زہر بھرا ہوتا ہے؛
يَهْوِىْ اِلَيْهَا الْغِرُّ الْجَاهِلُ ؛	2	فریب زدہ جاہل اُس کو پسند کرتا اور اُس کی طرف بڑھتا ہے؛
وَيَحْذَرُهَا ذُوالُّلبِّ الْعَاقِلُ .	3	اور دانشور اُس سے ہمیشہ بچ کر رہتے ہیں۔

116۔قریشی قوم کے متعلق چند ریمارکس

اَمَّـابَنُو مَخزُومٍ فَرَیحَانَةُ قُرَیشٍ تُحِبُّ حَدِیثَ رِجَالِھِم؛	1	رہ گئے بنو مخزوم کے قبیلے والے تو وہ قریشی قوم کے پھول ہیں اُن کے مَردوں کی باتیں پسندیدہ ہوتی ہیں؛
وَالنِّکَاحَ فِیْ نِسَائِھِمْ؛	2	اُن کی عورتوں سے نکاح مفید ہوتا ہے؛
وَاَمَّابَنُو عَبدِ شَمسٍ فَابْعَدُ هَارَاَیًا؛	3	رہ گئے عبدالشمس کی نسل والے لوگ وہ سب بدترین رائے رکھتے ہیں؛
وَامْنَعُهَا لِمَاوَرَآءَ ظُهُورِهَا ؛	4	اور جو کچھ اُن سے غائب ہوتا ہے اُس کا انکار کرتے ہیں۔
وَاَمَّانَحنُ فَابْذَلُ لِمَافِیْ اَیدِینَا؛	5	اور رہ گئے ہم تو ہمارے پاس جو کچھ مفید سامان ہوتا ہے اُسے سخاوت کے ساتھ خرچ کر ڈالتے ہیں؛
وَاَسمَحُ عِندَ الْمَوتِ بِنُفُوسِنَا ؛	6	جان دینے میں بڑے فراخدل ہوتے ہیں؛
وَھُمْ اَکْثَرُ وَاَمْکَرُ وَاَنْکَرُ ؛	7	اور قریش تعداد میں بھی زیادہ مکر و حیلے میں بھی بہت زیادہ اور بدصورتی میں بھی زیادہ ۔
وَنَحْنُ اَفْصَحُ وَاَنْصَحُ وَاَصْبَحُ .	8	اور ہم فصیح اور نصیحت کرنیوالے اور خوبصورت ہوتے ہیں۔

117۔دوقسم کے اعمال اور دو ہی قسم کا خمیازہ؟

شَتَّانَ مَابَیْنَ عَمَلَیْنِ :	1	اِن دُوقسموں کے اعمال میں کتنا فرق ہے؟:
عَمَلٌ تَذْهَبُ لَذَّتُهُ وَتَبْقَی تَبْعَتُهُ ؛		ایک وہ عمل ہے جس کی لذّت تو مِٹ جاتی ہے مگر اُس کا وبال اور خمیازہ رہ جاتا ہے۔
وَعَمَلٌ تَذْهَبُ مَؤُونَتُهُ وَیَبْقَی اَجْرُه.		ایک وہ عمل ہے جس کی سختی ختم ہوجاتی ہے اور اجر وثواب رہ جاتا ہے۔

118۔جنازوں پر ہنسنے والے مومنین؟

وَقَدْ تَبِعَ جِنَازَةً فَسَمِعَ رَجُلاً یَضْحَکُ ، فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ:		علیؑ ایک جنازہ کے ساتھ ساتھ جا رہے تھے کہ ایک شخص کی ہنسنے کی آواز سُن کر فرمایا کہ:۔
کَاَنَّ الْمَوْتَ فِیهَا عَلٰی غَیْرِنَا کُتِبَ ؛	1	یہ تو ایسا معلوم ہو رہا ہے گویا اِس دُنیا میں موت ہم سے تعلق ہی نہیں رکھتی بلکہ ہمارے علاوہ دوسروں کیلئے ہے؛
وَکَاَنَّ الْحَقَّ فِیهَا عَلٰی غَیْرِنَا وَجَبَ ؛	2	اور یہ بھی گویا اِس دُنیا میں حق کو ماننا اور اُس پر عمل کرنا بھی ہمارے علاوہ دوسروں پر واجب کیا گیا ہے؛
وَکَاَنَّ الَّذِیْ نَرٰی مِنَ الْاَمْوَاتِ سَفْرٌ عَمَّا قَلِیْلٍ اِلَیْنَارَاجِعُوْنَ	3	اور گویا جن مرنے والوں کو ہم دیکھتے ہیں وہ مسافر ہوتے ہیں اور بہت جلد وہ سب ہمارے ہی پاس پلٹ آنے والے ہیں؛
نُبَوِّؤُهُمْ اَجْدَاثَهُمْ ؛	4	ہم اُنہیں اُن کی قبروں میں اتارتے ہیں؛
وَنَاکُلُ تُرَاثَهُمْ ،	5	اور اُن کی میراث اور مال کھانا شروع کر دیتے ہیں۔
کَاَنَّامُخَلَّدُوْنَ بَعْدَ هُمْ	6	گویا ہم اُن کے بعد ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

ثُمَّ نَسِيْنَا كُلَّ وَاعِظٍ وَوَاعِظَةٍ ؛	7	اور اُسکے بعد ہم تمام نصیحتوں کو اور نصیحت کرنیوالوں کو بھول جاتے ہیں؛
وَرُمِيْنَا بِكُلِّ جَائِحَةٍ ؛	8	اور تمام آفات و حادثات کا نشانہ بن جاتے ہیں؛
طُوْبٰى لِمَنْ ذَلَّ فِيْ نَفْسِهٖ ،	9	قابل مبارک باد ہے وہ شخص جس نے اپنے مقام پر انکساری اختیار کی؛
وَطَابَ كَسْبُهٗ ،	10	اور اپنی کمائی کو پاکیزہ کرلیا؛
وَصَلَحَتْ سَرِيْرَتُهٗ	11	اور اپنی عادتوں کی اصلاح کرلی؛
وَحَسُنَتْ خَلِيْقَتُهٗ ؛	12	اور اپنے اخلاق کو پسندیدہ بنالیا؛
وَاَنْفَقَ الْفَضْلَ مِنْ مَالِهٖ ،	13	اور جس نے اپنا تمام فاضل مال ضرورت مندوں پر خرچ کردیا۔
وَاَمْسَكَ الْفَضْلَ مِنْ لِّسَانِهٖ ؛	14	زبان سے کہنے والی فضول باتوں کو روک کر رکھا۔
وَعَزَلَ عَنِ النَّاسِ شَرَّهٗ ؛	15	اپنی طرف سے پہنچنے والے شر سے لوگوں کو بچا کر رکھا۔
وَسِعَتْهُ السُّنَّةُ ؛	16	سُنتِ رسولؐ اس کے لئے وسعتوں کا سبب بنی؛
وَلَمْ يُنْسَبْ اِلٰى بِدْعَةٍ.	17	اور وہ کسی بدعت کی طرف منسوب نہ ہوا۔

119۔عورت کا عورتوں سے غیرت کھانا حق پوشی ہے

غَيْرَةُ الْمَرْاَةِ كُفْرٌ ؛	1	عورت کا غیرت کرنا حق پوشی ہے۔
وَغَيْرَةُ الرَّجُلِ اِيْمَان.	2	اور مرد کا غیرت کرنا ایمان ہے۔

120۔اسلام ہی کا دوسرا نام مفید عمل ہے

لَاَنْسُبَنَّ الْاِسْلَامَ نِسْبَةً لَمْ يَنْسُبْهَا اَحَدٌ قَبْلِيْ:	1	آج میں اسلام کی ایسی نسبت بیان کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہ کی ہوگی:۔
اَلْاِسْلَامُ هُوَ التَّسْلِيْمُ؛	2	مکمل اسلام ہی مکمل تسلیم ہے؛
وَالتَّسْلِيْمُ هُوَ الْيَقِيْنُ ؛	3	اور مکمل تسلیم ہی مکمل یقین ہے؛
وَالْيَقِيْنُ هُوَ التَّصْدِيْقُ ؛	4	اور مکمل یقین ہی مکمل تصدیق ہے؛
وَالتَّصْدِيْقُ هُوَ الْاِقْرَارُ ؛	5	اور مکمل تصدیق ہی مکمل اقرار ہے؛
وَالْاِقْرَارُ هُوَ الْاَدَاءُ ؛	6	اور مکمل اقرار ہی مکمل فرض کی ادائیگی ہے؛
وَالْاَدَاءُ هُوَ الْعَمَلُ.	7	اور فرض کے مکمل طور پر ادا کردینے ہی کا نام عمل ہے

121۔بخیل اور منکرِ خداوندی ایسے چار آدمیوں پر تعجب

عَجِبْتُ لِلْبَخِيْلِ يَسْتَعْجِلُ الْفَقْرَ الَّذِيْ مِنْهُ هَرَبَ ؛	1	مجھے کنجوس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو تنگدستی سے تو بھاگتا ہے مگر فقیری اور محتاجی کیلئے جلدی کرتا ہے؛

وَيَفُوتُهُ الْغِنَى الَّذِىْ اِيَّاهُ طَلَبَ ؛	2	اور جس بے نیازی اور دولتمندی کو حاصل کرنا چاہتا ہے اسی کو ہاتھ سے نکال دیتا ہے
فَيَعِيْشُ فِى الدُّنْيَا عَيْشَ الْفُقَرَآءِ ؛	3	چنانچہ وہ دُنیا میں فقیروں اور محتاجوں کی زندگی بسر کرتا ہے۔
وَيُحَاسَبُ فِى الْاٰخِرَةِ حِسَابَ الْاَغْنِيَآءِ؛	4	اور آخرت میں ایسا حساب دینے کی تیاری کرتا ہے جو اغنیاء سے لیا جانیوالا ہے؛
وَعَجِبْتُ لِلْمُتَكَبِّرِ الَّذِىْ كَانَ بِالْاَمْسِ نُطْفَةً وَيَكُوْنُ غَدًا جِيْفَةً ؛	5	اور مجھے اُس معزور شخص پر بھی تعجب ہوتا ہے جو کل نطفہ تھا اور کل پھر مردہ لاش بن جائے گا۔
وَعَجِبْتُ لِمَنْ شَكَّ فِى اللّٰهِ وَهُوَيَرٰى خَلْقَ اللّٰهِ ؛	6	اور مجھے اُس شخص پر بھی تعجب ہوتا ہے جو اللہ کی پیدا کی ہوئی اس کائنات کو دیکھتا ہے اور پھر بھی اللہ کے موجود ہونے پر شک کرتا ہے؛
وَعَجِبْتُ لِمَنْ نَسِىَ الْمَوْتَ وَهُوَيَرٰى مَنْ يَّمُوْتُ ؛	7	مجھے موت کو بھول جانیوالے پر بھی تعجب ہوتا ہے حالانکہ وہ مرنیوالوں کو دیکھتا رہتا ہے؛
وَعَجِبْتُ لِمَنْ اَنْكَرَ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى وَهُوَ يَرَى النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى ؛	8	مجھے قیامت میں زندہ ہو کر اُٹھنے کا انکار کرنے والے پر حیرانی ہوتی ہے حالانکہ وہ روزانہ ہونے والی پیدائشوں کو دیکھتا رہتا ہے؛
وَعَجِبْتُ لِعَامِرِ دَارَ الْفَنَآءِ وَتَارِكِ دَارَالْبَقَاءِ	9	اور مجھے تعجب ہے اُن لوگوں پر جو اس فنا ہو جانے والی دُنیا کو آباد کرتے ہیں اور باقی رہنے والی دُنیا کو ترک کرتے ہیں۔''

122۔ اعمال میں کوتاہی کرنے والے

مَنْ قَصَّرَ فِى الْعَمَلِ ابْتُلِىَ بِالْهَمِّ ؛	1	جو کوئی عمل میں کوتاہی کرتا ہے غم واندوہ کی آزمائش میں پڑے گا؛
وَلَاحَاجَةَ لِلّٰهِ فِيْمَنْ لَيْسَ لِلّٰهِ فِىْ مَالِهٖ وَنَفْسِهٖ نَصِيْبٌ۔''	2	اور جس شخص کی جان اور مال میں اللہ کا کوئی بھی حصہ نہ ہو اس کی اللہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

123۔ سردی کے موسم میں سردی سے بچنے کا طریقہ؟

تَوَقُّوا الْبَرْدَ فِىْ اَوَّلِهٖ ؛	1	شروع سردی میں اُس سے بچ کر محتاط رہا کرو؛
وَتَلَقَّوْهُ فِىْ آخِرِهٖ ؛	2	آخری سردی میں اُس سے باقاعدہ ملاقات کرو؛
فَاِنَّهٗ يَفْعَلُ فِى الْاَبْدَانِ كَفِعْلِهٖ فِى الْاَشْجَارِ؛	3	بات یہ ہے کہ سردی کا موسم جسموں پر وہی عمل کرتا ہے جو وہ درختوں پر کرتا ہے؛
اَوَّلُهٗ يُحْرِقُ ؛	4	ابتدا میں وہ اُنہیں جلا دیتا ہے۔
وَآخِرُهٗ يُوْرِقُ۔	5	اور آخر میں شگوفے اور پتے نکالتا ہے۔

124۔ خالق کی عظمت کا احساس

عِظَمُ الْخَالِقِ عِنْدَكَ يُصَغِّرُ الْمَخْلُوْقَ فِىْ عَيْنِكَ۔	1	خالق کی عظمت کو نظر میں رکھنے سے تمہارے سامنے مخلوقات کی پوزیشن حقیر ہو جائیگی

125۔اہل قبرستان سے چند دل لگتی باتیں

وَقَدْرَجَعَ مِنْ صِفِّيْنَ فَاَشْرَفَ عَلَى الْقُبُوْرِ بِظَاهِرِ الْكُوْفَةِ :		صفین سے واپس آئے تو کوفہ سے باہر قبرستان پر نظر پڑی تو ارشاد فرمایا:۔
يَااَهْلَ الدِّيَارِ الْمُوْحِشَةِ ؛	1	اے وحشت کے شہر کے باشندو؟
وَالْمَحَالِّ الْمُقْفِرَةِ ؛	2	اے اُجڑے گھروں میں رہنے والو؟
وَالْقُبُوْرِ الْمُظْلِمَةِ ؛	3	اے اندھیری قبروں کے باشندو؛
يَااَهْلَ التُّرْبَةِ ؛	4	اے مٹی میں پڑے رہنے والو؛
يَااَهْلَ الْغُرْبَةِ ؛	5	اے غریب پردیسیو؛
يَااَهْلَ الْوَحْدَةِ ؛	6	اے تنہائی میں بسر کرنے والو؛
يَااَهْلَ الْوَحْشَةِ ؛	7	اے تنہائی کی اُلجھن میں رہنے والو؛
اَنْتُمْ لَنَافَرَطٌ سَابِقٌ ؛	8	تم جلدی سے ہم پر سبقت لے گئے؛
وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ لَاحِقٌ ؛	9	اور ہم تمہاری پیروی کرتے ہوئے پیچھے آرہے ہیں؛
اَمَّاالدُّوْرُ فَقَدْ سُكِنَتْ ؛	10	اب مکانوں میں دوسرے لوگ بس گئے ہیں؛
وَاَمَّاالْاَزْوَاجُ فَقَدْ نُكِحَتْ ؛	11	اور تمہاری ازواج نے دوسرے نکاح کر لئے ہیں؛
وَاَمَّاالْاَمْوَالُ فَقَدْ قُسِمَتْ ؛	12	اور تمہارے اموال تقسیم کر لئے گئے ہیں؛
هٰذَاخَبَرُ مَاعِنْدَنَافَمَاخَبَرُ مَاعِنْدَكُمْ ؟	13	یہ خبریں تو وہ ہیں جو ہمارے پاس تھیں تم بتاؤ تمہارے پاس کیا کیا خبریں ہیں؟
ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ : اَمَّالَوْاُذِنَ لَهُمْ فِى الْكَلَامِ لَاَخْبَرُوْكُمْ اَنَّ خَيْرَالزَّادِالتَّقْوٰى .	14	پھر آپؑ اپنے صحابہ کی طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا کہ: اگر ان لوگوں کو بات کرنے کی اجازت ملتی تو یہ لوگ تمہیں یہ خبر دیتے کہ یقیناً پرہیزگاری سب سے اچھا سفر خرچ ہے۔

126۔دُنیا کی جھوٹی مذمت کرنے والوں کو سبق دیا ہے

وَقَدْسَمِعَ رَجُلاًيَذُمُّ الدُّنْيَا :		اور آپؑ نے ایک شخص کو دُنیا کی برائیاں اور مذمت کرتے سنا تو فرمایا:
اَيُّهَاالذَّامُّ لِلدُّنْيَا الْمُغْتَرُّ بِغُرُوْرِهَا ؛	1	اے دُنیا کی برائی کرنیوالے اور ساتھ ہی دُنیا کے دھوکے میں آجانیوالے؟
اَلْمَخْدُوْعُ بِاَبَا طِيْلِهَا ثُمَّ تَذُمُّهَا ؛	2	اور دُنیا کی غلط باتوں میں مبتلا ہو کر پھر بھی اسکی مذمت کرتے رہنے والے؟
اَتَغْتَرُّ بِالدُّنْيَاثُمَّ تَذُمُّهَا ؛	3	تم خود ہی اسکے گرویدہ اور دلدادہ ہوتے ہو اور خود ہی اسکی مذمت بھی کرتے ہو
اَنْتَ الْمُتَجَرِّمُ عَلَيْهَا اَمْ هِيَ مُتَجَرِّمَةٌ عَلَيْكَ ؟	4	کیا تمہیں یہ حق ہے کہ تم دُنیا کو مجرم ٹھہراؤ؟ یا وہ تمہیں مجرم ٹھہرائے تو صحیح ہے؟
مَتَى اسْتَهْوَتْكَ اَمْ مَتٰى غَرَّتْكَ ؟	5	بھلا دُنیا نے کب تمہاری عقل کو بیکار کر دیا تھا اور کب تمہیں دھوکا دیا تھا؟
اَبِمَصَارِعِ آبَائِكَ مِنَ الْبِلٰى ؟	6	کیا تمہیں اپنے باپ دادوں کے مر کر گرنے سے دھوکا ہونا چاہئے تھا؟

اَمۡ بِمَضَاجِعِ اُمَّهَاتِکَ تَحۡتَ الثَّرىٰ ؛	7	یا تمہیں اپنی ماؤں کے مٹی کے نیچے دبا دینے سے کوئی اطمینان بخش فریب ہوسکتا تھا؟
کَمۡ عَلَّلۡتَ بِکَفَّیۡکَ ؟	8	تم نے تو کتنے ہی بیماروں کی اپنے ہاتھوں سے تیمارداری بھی کی ہے
وَکَمۡ مَرَّضۡتَ بِیَدَیۡکَ ؟	9	اور کتنے ہی مریضوں کی تم نے اپنے ہاتھوں دیکھ بھال کی ہے؛
تَبۡتَغِیۡ لَهُمُ الشِّفَاءَ ؛	10	اور تُو اُن کے لئے شفا کا طلبگار بھی رہا ہے؛
وَتَسۡتَوۡصِفُ لَهُمُ الۡاِطَبَّآءَ؛	11	اور تُو حکیموں سے اُن کیلئے مفید دوائیں بھی معلوم کرتا اور دیتا رہا؛
غَدَاةَ لَایُغۡنِیۡ عَنۡهُمۡ دَوَاؤُکَ؛	12	بہرحال وہ صبح آگئی کہ تیری دوائیں کچھ نہ کرسکیں؛
وَلَا یُجۡدِیۡ عَلَیۡهِمۡ بُکَاؤُکَ؛	13	اور تیرا رونا دھونا اُنہیں فائدہ نہ پہنچا سکا؛
لَمۡ یَنۡفَعۡ اَحَدُهُمۡ اِشۡفَاقُکَ ؛	14	اور تیری مہربانی اور ہمدردی نفع نہ دے سکی؛
وَلَمۡ تُسۡعَفۡ فِیۡهِ بِطِلۡبَتِکَ ؛	15	اور تجھے تیری تمنا اُن کے لئے حاصل نہ ہوسکی۔
وَلَمۡ تَدۡفَعۡ عَنۡهُ بِقُوَّتِکَ ؛	16	اور تیری قوت اور چارہ سازی اُن کی بیماری کو دور نہ کرسکی؛
وَقَدۡ مَثَّلَتۡ لَکَ بِهِ الدُّنۡیَا نَفۡسَکَ ؛	17	اور دُنیا نے تو اُس کی یہ حالت تمہیں دکھا کر تمہارے سامنے تمہارا انجام رکھ دیا تھا؛
وَبِمَصۡرَعِهٖ مَصۡرَعَکَ	18	اور اُس کے مرنے اور ڈھیر ہوجانے نے خود تمہارا مرنا اور ڈھیر ہوجانا تمہیں دکھا دیا؛
اِنَّ الدُّنۡیَا دَارُ صِدۡقٍ لِمَنۡ صَدَقَهَا ؛	19	یقیناً یہ دُنیا اُن کے لئے سچائی کا گھر ہے جو اِس دُنیا کی حقیقت کو مانتے ہیں؛
وَدَارُ عَافِیَةٍ لِمَنۡ فَهِمَ عَنۡهَا ؛	20	اور اُن کے لئے امن وچین کا گھر ہے جو دُنیا کو سمجھ لیں؛
وَدَارُ غِنًی لِمَنۡ تَزَوَّدَ مِنۡهَا ؛	21	اور اُن کیلئے دولت مندی اور بے نیازی کا گھر ہے جو یہاں سے زادِ سفر لینا چاہیں؛
وَدَارُ مَوۡعِظَةٍ لِمَنۡ اتَّعَظَ بِهَا ؛	22	اور اُنکے لئے وعظ اور سبق آموزی کا گھر ہے جو دُنیا سے نصیحت حاصل کریں؛
مَسۡجِدُ اَحِبَّآءِ اللّٰهِ ؛	23	یہ دُنیا اللہ سے محبت کرنے والوں کے لئے مسجد ہے؛
وَمُصَلّٰی مَلَائِکَةِ اللّٰهِ ؛	24	اور فرشتوں کی جائے نماز ہے؛
وَمَهۡبِطُ وَحۡیِ اللّٰهِ ؛	25	اور اللہ کی وحی اُترنے کی جگہ ہے؛
وَمَتۡجَرُ اَوۡلِیَاءِ اللّٰهِ ؛	26	اور اولیاء اللہ کی تجارتی منڈی ہے؛
اِکۡتَسَبُوۡا فِیۡهَا الرَّحۡمَةَ ؛	27	اُنہوں نے دُنیا میں رحمت کمائی؛
وَرَبِحُوۡا فِیۡهَا الۡجَنَّةَ ؛	28	اور منافع میں جنت حاصل کی؛
فَمَنۡ ذَایَذُمُّهَا وَقَدۡ اٰذَنَتۡ بِبَیۡنِهَا ؛	29	ایسی صورت میں کون ہے جو دُنیا کی برائیاں کرے جب کہ اُسنے اپنے جدا ہوجانیکی اطلاع بھی پہلے سے دے رکھی ہے؟
وَنَادَتۡ بِفِرَاقِهَا؛	30	اور اپنے فراق اور علیحدگی کا اعلان کرتی رہی ہے؟
وَنَعَتۡ نَفۡسَهَا وَاَهۡلَهَا؛	31	اور اپنی صفات اور اپنے باشندوں کی اچھائیاں ظاہر کرتی رہی ہے؛

فَمَثَّلَتْ لَهُمْ بِبَلاَئِهَا الْبَلاَءَ ؛	32	اور مثالوں اور نمونوں کے ساتھ اُن کیلئے اپنی آزمائشوں سے دوسری آزمائشوں پر مطلع کرتی رہی؛
وَشَوَّقَتْهُمْ بِسُرُوْرِهَا اِلَى السُّرُوْرِ ،	33	اور اُنہیں اپنی مسرتوں کا شوق دلا کر دوسری مسرتوں کا مشتاق بناتی رہی،
رَاحَتْ بِعَافِيَةٍ وَّابْتَكَرَتْ بِفَجِيْعَةٍ ،	34	شام خیر و عافیت سے اور صبح تکلیف کے پیغام سے کرتی رہی؛
تَرْغِيْبًا وَّتَرْ هِيْبًا وَّتَخْوِيْفًا وَّتَحْذِيْرًا ؛	35	تا کہ لوگوں کو رغبت دلائے اور اُلجھاؤ سے بے رغبت کرے، سزا سے ڈرائے اور خطرات سے بچا کر نکالے۔
فَذَمَّهَا رِجَالٌ غَدَاةَ النَّدَامَةِ ،	36	چنانچہ جو لوگ ندامت سے دوچار ہونے والے ہیں وہ کل دُنیا کی مذمت کریں گے۔
وَحَمِدَهَا اٰخِرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ،	37	اور دوسری قسم کے لوگ قیامت کے روز دُنیا کی مدح وثنا کریں گے اس لئے کہ:۔
ذَكَّرَتْهُمُ الدُّنْيَا فَتَذَكَّرُوْا ،	38	دُنیا نے اُنہیں آخرت کی یاد دلائی تو اُنہوں نے آخرت کو یاد رکھا؛
وَحَدَّثَتْهُمْ فَصَدَّقُوْا ،	39	اور دُنیا نے اُنہیں حالات سنائے تو اُنہوں نے دُنیا کی تصدیق کی؛
وَوَعَظَتْهُمْ فَاتَّعَظُوْا .	40	دُنیا نے اُنہیں نصیحت کی تو اُنہوں نے نصیحت پر عمل کیا۔''

127۔ واقعہ یہی ہے مگر انسانوں کو یہ پسند نہیں

اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا يُنَادِىْ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ :؛	1	بلاشبہ اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ روزانہ پکار کر کہتا ہے کہ:۔
لِدُوْا لِلْمَوْتِ ،	2	موت کے لئے اولاد پیدا کرتے رہو،
وَاجْمَعُوْا لِلْفَنَآءِ ،	3	اور فنا ہو جانے کے لئے جمع ہوتے رہو،
وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ .	4	ویران ہونے کے لئے مکانات بناتے رہو۔

128۔ گذرگاہِ حیات میں خود کو خریدنا اور بیچنا

اَلدُّنْيَا دَارُ مَمَرٍّ لاَ دَارُ مَقَرٍّ ؛	1	یہ دُنیا گذر تے چلے جانے کا مقام ہے قیام گاہ نہیں ہے؛
وَالنَّاسُ فِيْهَا رَجُلاَنِ :	2	اور سارے انسان دراصل دو مرد ہیں:۔
رَجُلٌ بَاعَ نَفْسَهُ فَاَوْبَقَهَا ؛	3	ایک وہ مرد جس نے خود کو فروخت کر کے تباہ کر دیا؛
وَرَجُلٌ ابْتَاعَ نَفْسَهُ فَاَعْتَقَهَا .	4	دوسرا وہ مرد جس نے خود کو خرید کر آزاد کر دیا۔

129۔ صحیح دوست جو تین حالتوں میں تحفظ کرے

لاَ يَكُوْنُ الصَّدِيْقُ صَدِيْقًا حَتّٰى يَحْفَظَ اَخَاهُ فِىْ ثَلاَثٍ :؛	1	کوئی دوست دوست نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کی تین حالتوں میں حفاظت نہ کرے:۔
فِىْ نَكْبَتِهِ ؛ وَغَيْبَتِهِ ؛ وَوَفَاتِهِ .	2	مصیبت کے مواقع پر؛ اور اُس کی عدم موجودگی میں؛ اور اُس کے مرنے کے بعد۔

130۔چار اہم چیزیں جن سے محروم نہیں رکھا جاتا

مَنْ اُعْطِیَ اَرْبَعًا لَمْ یُحْرَمْ اَرْبَعًا:	1	جس شخص کو چار چیزوں کا حکم دے دیا جائے وہ اُن چاروں سے محروم نہیں رکھا جاتا ہے۔
مَنْ اُعْطِیَ الدُّعَاءَ لَمْ یُحْرَمِ الْاِجَابَۃَ ؛	2	جسے دُعا مانگنے کا حکم دیا جائے اُس کو دُعا قبول کرنے سے محروم نہیں رکھا جاتا؛
وَمَنْ اُعْطِیَ التَّوْبَۃَ لَمْ یُحْرَمِ الْقَبُوْلَ ؛	3	جس کو توبہ کرنے کا حکم دے دیا جائے گا اُس کو توبہ قبول کرنے سے محروم نہیں رکھا جاتا ہے؛
وَمَنْ اُعْطِیَ الْاِسْتِغْفَارَ لَمْ یُحْرَمِ الْمَغْفِرَۃَ ؛	4	جس کو بخشش مانگنے کا حکم دیا جائے اُس کو بخشنے سے محروم نہیں کیا جاتا؛
وَمَنْ اُعْطِیَ الشُّکْرَ لَمْ یُحْرَمِ الزِّیَادَۃَ	5	اور جس کو شکر کرنے کا حکم دیا جائے اُس کے رزق میں ضرور اضافہ کیا جائے گا؛
وَتَصْدِیْقُ ذٰلِکَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی ؛	6	اور اُن چار باتوں کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے۔
قَالَ فِی الدُّعَاءِ :	7	دُعا کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ:۔
اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (مومن 40/60)	8	مجھ سے دُعا مانگو میں تمہاری دُعا پوری کردوں گا۔(40/60)
وَقَالَ فِی الْاِسْتِغْفَارِ :	9	اور بخشش طلب کرنے کے بارے میں فرمایا ہے کہ:
وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْیَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِاللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًاo (نساء 4/110)	10	اور جو شخص کوئی برا عمل کرلے یا وہ اپنی ذات پر ظلم کر گذرے اور پھر اللہ سے بخشش طلب کرے تو وہ اللہ کو بخش دینے والا اور رحم کرنے والا پائے گا(4/110)
وَقَالَ فِی الشُّکْرِ :	11	اور شکر کے متعلق فرمایا کہ:۔
لَئِنْ شَکَرْ تُمْ لَاَزِیْدَ نَّکُمْ (ابراھیم 14/7)	12	اگر تم شکر کروگے تو ہم ضرور تمہارے لئے زیادہ عطا کریں گے(ابراھیمؑ 14/7)
وَقَالَ فِی التَّوْبَۃِ :	13	اور توبہ کے لئے فرمایا ہے کہ:۔
اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ ،فَاُولٰٓئِکَ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًاo	14	اللہ اُن ہی لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو جہالت کی وجہ سے بُرے اعمال کرتے ہیں اور پھر وہ جلدی سے توبہ کرلیتے ہیں لہٰذا وہی لوگ ہیں جن کی توبہ اللہ قبول کریگا۔اور اللہ تو جاننے والا حکمت والا ہے۔(4/17)

131۔نماز،حج،زکوٰۃ اور جہاد کی صورتیں اور فوائد

اَلصَّلٰوۃُ قُرْبَانُ کُلِّ تَقِیٍّ ؛	1	نماز ہر پرہیزگار شخص کے لئے اللہ کی قربت کا ذریعہ ہے؛
وَالْحَجُّ جِھَادُ کُلِّ ضَعِیْفٍ	2	اور حج تمام کمزور لوگوں کے لئے جہاد کا درجہ رکھتا ہے؛
وَلِکُلِّ شَیْءٍ زَکَاۃٌ ؛	3	اور ہر چیز پر زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے؛
وَزَکَاۃُ الْبَدَنِ الصِّیَامُ ؛	4	اور انسانی بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے؛
وَجِھَادُ الْمَرْاَۃِ حُسْنُ التَّبَعُّلِ.	5	عورتوں کا جہاد یہ ہے کہ وہ اپنے شوہروں سے پیارا سلوک کریں۔

132۔رزق نازل کرانے اور بدلہ پانے کا طریقہ

اِسۡتَنۡزِ لُوا الرِّزۡقَ بِالصَّدَقَةِ ؛	1	صدقہ دے کر اپنے رزق کے نازل ہونے کا بندوبست رکھو۔
وَمَنۡ اَيۡقَنَ بِالۡخَلَفِ جَادَ بِالۡعَطِيَّةِ.	2	اور جس کسی کو یہ یقین حاصل ہے کہ اُسے اُس کے اچھے سلوک کا بدلہ دیا جاتا ہے وہ لوگوں کو عطیات دینے میں سخی ہوتا ہے۔

133۔مدد ضرورت کے لحاظ سے ملتی ہے

تَنۡزِلُ الۡمَعُوۡنَةُ عَلٰى قَدۡرِ الۡمَؤُوۡنَةِ .	1	مدد و اعانت لازمی احتیاج اور ضرورت کے تناسب سے نازل ہوتی ہے۔

134۔میانہ روش تنگدستی سے بچاتی ہے

مَاعَالَ امۡرُؤٌ اِقۡتَصَدَ.	1	کوئی شخص تنگ دست نہیں ہوسکتا اگر وہ میانہ روی اختیار کرے

135۔بچوں کا کم ہونا مَوَدَّۃ کو بڑھاتا اور بڑھاپے کو دُور کرتا ہے

قِلَّةُ الۡعِيَالِ اَحَدُ الۡيَسَارَيۡنِ ؛	1	بچوں اور کنبہ کی کمی دو قسموں کی آسودگیوں میں سے ایک آسودگی ہے۔
وَالتَّوَدُّدُ نِصۡفُ الۡعَقۡلِ؛	2	اور باوقار محبت پیدا کر لینا آدھی عقل پیدا کرنا ہے؛
وَالۡهَمُّ نِصۡفُ الۡهَرَمِ .	3	اور غم واندوہ آدھا بڑھاپا ہے۔

136۔نازل ہونے والا صبر مصیبت کے تناسب سے ہوا کرتی ہے

يَنۡزِلُ الصَّبۡرُ عَلٰى قَدۡرِ مُصِيۡبَةٍ ؛	1	صبر کا نزول مصیبت کے تناسب سے ہوا کرتا ہے۔
وَمَنۡ ضَرَبَ عَلٰى فُخۡذِهٖ عِنۡدَ مُصِيۡبَةٍ حَبِطَ اَجۡرُهٗ	2	جس نے بے قراری میں خود کو پیٹا اُس کا اجر ضائع ہو گیا۔

137۔وہ رُوزہ اور تہجد کی نماز جو زحمت ہے اور وہ سونا جو عبادت ہے

كَمۡ مِّنۡ صائمٍ لَيۡسَ لَهٗ مِنۡ صِيَامِهٖ اِلَّا الۡجُوۡعُ وَالظَّمَاءُ ؛	1	بہت سارے روزہ رکھنے والے ایسے ہوتے ہیں جنہیں روزہ سے بھوک اور پیاس کے علاوہ کوئی اجر نہیں ملتا؛
وَكَمۡ مِّنۡ قَائِمٍ لَيۡسَ لَهٗ مِنۡ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهۡرُ وَالۡعَنَاءُ؛	2	اور بہت سارے رات بھر کھڑے رہ کر نمازیں پڑھنے والے ایسے ہوتے ہیں جنہیں جاگنے اور تھکنے کے سوا اور کوئی اجر نہیں ملتا؛
حَبَّذَانَوۡمُ الۡاَكۡيَاسِ وَاِفۡطَارُهُمۡ .	3	عقلمندوں کا سوتے رہنا اور روزہ نہ رکھنا بھی قابل تحسین ہوتا ہے۔

138۔ایمان کی اَساس صدقہ

سُوۡسُوۡا اِيۡمَانَكُمۡ بِالصَّدَقَةِ ؛	1	تم اپنے ایمان کی اَساس صدقہ پر رکھو؛
وَحَصِّنُوۡا اَمۡوَالَكُمۡ بِالزَّكَاةِ ؛	2	اور اپنے اموال کو زکاۃ کی چار دیواری فراہم کرو؛
وَادۡفَعُوۡا اَمۡوَاجَ الۡبَلَاۤءِ بِالدُّعَاءِ.	3	آزمائشوں کی موجوں اور لہروں کو دعاؤں سے دُور کرتے رہو۔

139۔علوم خداوندی کے حامل، ملاء اعلیٰ سے وابستہ

لِكُمَيْلِ ابْنِ زِيَادٍ النَّخعِيِّ ؛قَالَ كُمَيْلُ ابْنُ زِيَادٍ : اَخَذَ بِيَدِیْ اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامِ فَاَخْرَجَنِیْ اِلَی الْجَبَّانِ فَلَمَّا اَصْحَرَ تَنَفَّسَ الصُّعَدَآءَ ؛ثُمَّ قَالَ :		یہ گفتگو کمیل ابن زیاد نخعی سے ہوئی تھی چنانچہ کمیل ابن زیاد کہتے ہیں کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے صحرا کی طرف لے کر چلے جب ہم صحرا میں پہنچے تو علیؑ نے ایک لمبی سانس بھر کر فرمایا کہ:۔
يَا كُمَيْلُ ابْنُ زِيَادٍ اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ اَوْعِيَةٌ فَخَيْرُهَا اَوْعَاهَا'	1	اے کمیل ابن زیاد یہ دل محفوظ رکھنے والے برتن ہیں ان میں سب سے اچھے وہ ہوتے ہیں جو زیادہ محفوظ رکھتے ہیں۔
فَاحْفَظْ عَنِّیْ مَااَقُوْلُ لَکَ،	2	چنانچہ جو کچھ میں کہوں تم اُسے اپنے دل میں محفوظ رکھنا،
اَلنَّاسُ ثَلَاثَةٌ :	3	انسان تین قسم کے ہوتے ہیں:۔
فَعَالِمٌ رَبَّانِیٌّ	4	ایک رب العالمین کے تیار کئے ہوئے عالم ہوتے ہیں۔
وَمُتَعَلِّمٌ عَلٰی سَبِيْلِ نَجَاةٍ ،	5	اور دوسرے نجات کی خاطر طالبانِ علم ہوتے ہیں۔
وَّهَمَجٌ رَعَاعٌ اَتْبَاعُ كُلِّ نَاعِقٍ يَمِيْلُوْنَ مَعَ كُلِّ رِيْحٍ ؛	6	اور تیسرے بے راہنما انبوہ ہوتا ہے جو ہر دعوت دینے والے کی پیروی کرنے لگتے ہیں اور ہوا کے ہر رُخ پر بہنے لگتے ہیں۔
لَمْ يَسْتَضِيْئُوْابِنُوْرِ الْعِلْمِ ،وَلَمْ يَلْجَاُوْا اِلٰی رُكْنٍ وَثِيْقٍ .	7	اُنہوں نے علم کی روشنی سے خود کو منور نہیں کیا ہے؛ اور نہ ہی کسی مضبوط سہارے سے وابستہ ہوئے ہیں۔
يَاكُمَيْلُ، اَلْعِلْمُ خَيْرٌ مِنَ لْمَالِ ؛	8	اے کمیل علم مال سے بہتر ہوتا ہے؛ اس لئے کہ:۔
اَلْعِلْمُ يَحْرُسُکَ وَاَنْتَ تَحْرُسُ الْمَالَ ؛	9	علم تمہاری نگرانی کرتا ہے اور مال کی خود تمہیں نگرانی کرنا پڑتی ہے
وَالْمَالُ تَنْقُصُهُ النَّفَقَةُ وَالْعِلْمُ يَزْكُوْعَلَی الْاِنْفَاقِ،	10	اور مال خرچ کرنے سے کم ہو جاتا ہے مگر علم خرچ کرنے سے صاف ہوتا اور بڑھتا رہتا ہے؛ اور
وَصَنِيْعُ الْمَالِ يَزُوْلُ بِزَوَالِهِ .	11	مال سے پیدا کی ہوئی چیزیں مالی زوال کیساتھ زوال پذیر ہو جاتی ہیں۔
يَاكُمَيْلُ ابْنَ زِيَادٍ مَعْرِفَةُ الْعِلْمِ دِيْنٌ يَّدَانُ بِهِ ،	12	اے کمیل ابن زیاد، علم کی معرفت حاصل کر لینا خود ایسا دین ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے؛
بِهِ يَكْسِبُ الْاِنْسَانُ الطَّاعَةَ فِی حَيَاتِهِ ؛	13	علم ہی سے انسان اپنی اطاعت دوسروں سے زندگی بھر کراتا رہتا ہے؛
وَجَمِيْلَ الْاُحْدُوْثَةِ بَعْدَ وَفَاتِهِ ؛	14	اور مر جانے کے بعد بھی نیک نامی برقرار رکھتا ہے۔
وَالْعِلْمُ حَاكِمٌ وَالْمَالُ مَحْكُوْمٌ عَلَيْهِ ؛	15	اور علم ایک حکمران ہوتا ہے اور مال اس کا محکوم۔
يَاكُمَيْلُ ابْنَ زِيَادٍ ،هَلَکَ خُزَّانُ الْاَمْوَالِ وَهُمْ اَحْيَاءٌ '	16	اے کمیل ابن زیاد، اموال کے خزانچی اور ذخیرہ کرنے والے ہلاک ہو

	16	جاتے ہیں حالانکہ وہ زندہ نظر آتے رہتے ہیں؛
وَالْعُلَمَاءُ بَاقُوْنَ مَابَقِیَ الدَّهْرُ	17	اور علماء جب تک یہ زمانہ باقی رہے گا زندہ باقی رہیں گے؛
اَعْیَانُهُمْ مَفْقُوْدَةٌ ؛	18	گو اُن کے بدن اور اعضاء گم ہو جاتے ہیں۔
وَاَمْثَالُهُمْ فِی الْقُلُوْبِ مَوْجُوْدَةٌ ،	19	اور اُن کی مثالی صورتیں دلوں کے اندر باقی اور موجود رہتی ہیں۔
هَـااِنَّ هٰهُـنَـا لَـعِلْـمًـا جَـمًّا (وَاَشَارَ بِيَدِهِ اِلٰى صَدْرِهِ) لَوْاَصَبْتُ لَهٗ حَمَلَةً ؛	20	پھر اپنے سینے کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ دیکھو اس جگہ علم کا سارا ذخیرہ موجود ہے کاش مجھے اس علم کے اُٹھانے والے مل جاتے۔
بَـلٰى اَصَبْتُ لَقِنًا غَيْرَ مَامُوْنٍ عَلَيْهِ مُسْتَعْمِلاً اٰلَةَ الدِّيْنِ لِلدُّنْيَا ؛	21	ہاں ملے تو سہی مگر وہ ایسے کہ جو ذہین تو ہیں مگر امانت دار نہیں اور دین کو دُنیا حاصل کرنے کا آلہ کار بنا لینے والے ہیں؛
وَمُسْتَـظْهِـرًا بِنِعَمِ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ ، وَبِحُجَجِهٖ عَلٰى اَوْلِيَائِهٖ ؛	22	اور اللہ کی نعمتوں کی وجہ سے اللہ کے بندوں پر اور اللہ کی حجتوںؑ کی وجہ سے اللہ کے اولیآء کے اوپر فوقیت اور برتری دکھانے والے ہیں۔
اَوْمُنْقَادًا الْحَمَلَةِ الْحَقِّ لَابَصِيْرَةَ لَهٗ فِیْ اَحْنَائِهٖ	23	اور راہنمایانِ حقؑ کے سامنے فرمان برداری کرنے والے تو ہیں مگر اُن کو قلب و ذھن میں بصیرت حاصل نہیں ہے؛
يَنْقَدِحُ الشَّكُّ فِیْ قَلْبِهٖ لِاَوَّلِ عَارِضٍ مِّنْ شُبْهَةٍ ؛	24	اور اُن کے دلوں میں ذرا سا شبہ پیدا ہوتے ہی شک اپنا تنقیدی کاروبار شروع کر دیتا ہے؛
اَلاَ لاَذَا وَلاَذَاكَ ،	25	خبردار ہو کر سمجھ لو کہ نہ یہ اس قابل ہے اور نہ وہ اس کا حقدار ہے۔
اَوْمَنْهُوْمًا بِاللَّذَّةِ سَلِسَ الْقِيَادِ لِلشَّهْوَةِ،	26	اِن کے علاوہ ایسے لوگ ملتے ہیں جو لذتوں کے دلدادہ ہیں اور شہوت پر جلدی سے راضی ہو سکتے ہیں۔
اَوْمُغْرَمًا بِالْجَمْعِ وَالْاِدِّخَارِ،	27	یا ایسے لوگ ہیں جو مال جمع کرنے اور ذخیرہ اندوزی کی دُھن رکھتے ہیں۔
لَيْسَامِنْ رُّعَاةِ الدِّيْنِ فِیْ شَیْءٍ ؛	28	یہ دونوں بھی دین میں کوئی رعایت کرنے والے نہیں ہیں۔
اَقْرَبُ شَیْءٍ شَبَهًا بِهِمَا الْاَنْعَامُ السَّائِمَةُ ؛	29	اِن دونوں سے بہت قریبی شباہت چوپایہ جانوروں کو ہے۔
كَذٰلِكَ يَمُوْتُ الْعِلْمُ بِمَوْتِ حَامِلِيْهِ .	30	یوں ہی اہل علم کے مرنے سے علم کی موت ہوتی رہتی ہے۔
اَللّٰهُمَّ بَلٰى لَاتَخْلُوا الْاَرْضُ مِنْ قَائِمٍ لِلّٰهِ بِحُجَّةٍ	31	یہ دوسری بات ہے کہ بفضلِ خدا زمین ایسی ہستی سے خالی نہیں رہتی جو خدا کی حجت کو قائم رکھتی ہے؛
اَمَّاظَاهِرًا مَشْهُوْرًا وَاَمَّا خَائِفًا مَغْمُوْرًا؛	32	یہ بھی دوسری بات ہے کہ خواہ وہ حجتؑ خدا سب پر ظاہر اور مشہور ہو کر رہے یا خوفزدہ اور زیر زمین پوشیدہ قیام کرے۔
لِئَلَّا تَبْطُلَ حُجَجُ اللّٰهِ وَبَيِّنَاتُهٗ ؛	33	تا کہ اللہ کی حجتیںؑ اور واضح دلائل باطل نہ کئے جاسکیں۔

وَكَمْ ذَا؟ وَاَيْنَ اُولٰئِكَ ؟	34	اور وہ کتنی ہستیاں ہیں اور وہ لوگ کہاں ہیں؟
اُولٰئِكَ وَاللّٰهِ الْاَقَلُّوْنَ عَدَدًا وَّالْاَعْظَمُوْنَ عِنْدَ اللّٰهِ قَدْرًا؛	35	بخدا وہ تعداد میں تو تھوڑے ہی سے ہیں مگر اللہ کے نزدیک عظمت اور قدر میں بلند ہیں؛
يَحْفَظُ اللّٰهُ بِهِمْ حُجَجَهُ وَبَيِّنَاتِهِ حَتّٰى يُوْدِعُوْهَا نُظَرَاءَ هُمْ	36	اللہ اُن کے ذریعہ سے اپنی حجتوں اور بینات کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ وہؑ اُن حجتوں اور بینات کو اپنےؑ ایسوںؑ کے حوالے کر دیں؛
وَيَزْرَعُوْهَا فِيْ قُلُوْبِ اَشْبَاهِهِمْ ؛	37	اور اپنے ایسوںؑ کے دلوں میں اُن حجتوں اور بینات کی کاشت کر دیں۔
هَجَمَ بِهِمُ الْعِلْمُ عَلٰى حَقِيْقَةِ الْبَصِيْرَةِ؛	38	علم نے اُنہیں ہجوم کر کے حقیقت اور بصیرت پر فائز کر دیا ہے۔
وَبَاشَرُوْا رُوْحَ الْيَقِيْنِ ؛	39	وہ یقین اور اعتماد کی رُوح سے گھل مل کر رہتے ہیں؛
وَاسْتَلَانُوْا مَا اسْتَوْعَرَهُ الْمُتْرَفُوْنَ ،	40	اور جن چیزوں کو آرام طلب لوگوں نے دشوار کر رکھا تھا اپنے لئے اُن کو آسان کر لیا ہے؛
وَاَنِسُوْا بِمَا اسْتَوْحَشَ مِنْهُ الْجَاهِلُوْنَ ؛	41	اور جن چیزوں سے جاہل لوگ وحشت کھاتے ہیں وہؑ اُن سے اُنس ومحبت رکھتے ہیں؛
وَصَحِبُوا الدُّنْيَا بِاَبْدَانٍ اَرْوَاحُهَا مُعَلَّقَةٌ بِالْمَحَلِّ الْاَعْلٰى ؛	42	وہ دُنیا کی صحبت میں ایسے بدنوں کے ساتھ رہتے ہیں جن کی رُوحیں ملاءِ اعلیٰ سے وابستہ رہتی ہیں۔
اُولٰئِكَ خُلَفَاءُ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهِ ؛	43	وہی حضراتؑ اس زمین پر اللہ کے خلفاء ہیں۔
وَالدُّعَاةُ اِلٰى دِيْنِهِ ؛	44	وہی وہ حضراتؑ ہیں جو اللہ کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں؛
آهٖ آهٖ شَوْقًا اِلٰى رُؤْيَتِهِمْ ؛	45	ھائے ھائے اُن کی زیارت کے لئے میرے شوق کی فراوانی۔
اِنْصَرِفْ يَا كُمَيْلُ اِذَا شِئْتَ .	46	اب اَے کمیل تم جب چاہو جا سکتے ہو۔"

140۔انسان کے عیب اور ہنر بولے بغیر ظاہر نہیں ہوتے

اَلْمَرْءُ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِهٖ.	1	اِنسان اپنی زبان کے پیچھے چُھپا ہوا ہے۔

141۔جو خود کو نہیں پہچانتا وہ اللہ کو بھی نہیں پہچانتا

هَلَكَ امْرُءٌ لَمْ يَعْرِفْ قَدْرَهُ.	1	وہ شخص تباہ ہو جاتا ہے جو اپنی قدر و منزلت نہیں جانتا۔

142۔ایسی نصیحتیں جو تمام خرابیاں دُور کرتی ہیں

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِرَجُلٍ سَاَلَهٗ اَنْ يَّعِظَهٗ :		علی علیہ السلام نے اُس شخص کو ہدایات دیں جس نے نصیحت کرنے کی درخواست کی تھی فرمایا کہ:۔
لَا تَكُنْ مِمَّنْ يَّرْجُوْا الْاٰخِرَةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ ؛	1	تم اُن لوگوں میں سے نہ ہو جانا جو بلا کسی نیک عمل کے آخرت میں کامیابی کے امیدوار
وَيُرَجِّي التَّوْبَةَ بِطُوْلِ الْاَمَلِ ؛	2	ہیں اور اُمیدوں کو طول دے کر توبہ کو بھی تاخیر میں ڈال دیتے ہیں۔

يَقُوْلُ فِي الدُّنْيَا بِقَوْلِ الزَّاهِدِيْنَ ؛	3	دُنیا میں تارک الدنیا اور پارسا لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔
وَيَعْمَلُ فِيْهَا بِعَمَلِ الرَّاغِبِيْنَ ؛	4	اور عمل ایسے کرتے ہیں جیسے دُنیا کو حد بھر مرغوب رکھنے والے کیا کرتے ہیں؛
اِنْ اُعْطِيَ مِنْهَا لَمْ يَشْبَعْ	5	اگر اُسے دُنیا میں سے کچھ دیا جائے تو اُس کا پیٹ نہیں بھرتا۔
وَاِنْ مُنِعَ مِنْهَالَمْ يَقْنَعْ	6	اور اگر دُنیا کے سامان سے روک دیا جائے تو قناعت نہیں کرتا۔
يَعْجِزُ عَنْ شُكْرِ مَااُوْتِيَ ؛	7	جو اُنہیں دیا گیا ہے اُس پر شکر کرنے سے عاجز رہتے ہیں۔
وَيَبْتَغِي الزِّيَادَةَ فِيْمَا بَقِيَ ؛	8	اور جو باقی بچا ہوا ہے اُس میں اضافہ چاہتے رہتے ہیں۔
يَنْهٰى وَلَايَنْتَهِيْ ؛	9	دوسروں کو بُری باتوں سے منع کرتے ہیں مگر خود باز نہیں آتے۔
وَيَاْمُرُ بِمَا لَايَاْتِيْ ؛	10	دوسروں کو ایسی باتوں کا حکم دیتے ہیں جو خود نہیں کرتے۔
يُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَايَعْمَلُ عَمَلَهُمْ ؛	11	نیک لوگوں سے محبت کرتے ہیں مگر اُن ایسے اعمال بجا نہیں لاتے
وَيُبْغِضُ الْمُذْنِبِيْنَ وَهُوَاَحَدُهُمْ ؛	12	اور وہ گناہگاروں سے تو دشمنی رکھتا ہے مگر خود گناہگاروں میں سے ایک ہے؛
يَكْرَهُ الْمَوْتَ لِكَثْرَةِ ذُنُوْبِهٖ ؛	13	وہ اپنے گناہوں کی کثرت کیوجہ سے مرنے کو اور موت کو ناپسند کرتا ہے؛
وَيُقِيْمُ عَلٰى مَايَكْرَهُ الْمَوْتَ لَهٗ؛	14	مگر جن گناہوں کیوجہ سے مرنے اور موت کو بُرا سمجھتا ہے اُنہی پر برابر عمل کئے جا رہا ہے؛
اِنْ سَقِمَ ظَلَّ نَادِمًا ؛	15	اگر بیمار ہو جاتا ہے تو پچھتاتا ہے۔
وَاِنْ صَحَّ اَمِنَ لَاهِيًا ؛	16	اور تندرست ہو جانے پر کھیل کود میں اطمینان سے لگ جاتا ہے۔
يُعْجَبُ بِنَفْسِهٖ اِذَاعُوْفِيَ ؛	17	خیر وعافیت سے ہوتا ہے تو دل میں خوش اور متعجب ہوتا ہے۔
وَيَقْنَطُ اِذَا ابْتُلِيَ ؛	18	اور آزمائش میں پڑتا ہے تو مایوس ہو کر رہ جاتا ہے؛
اِنْ اَصَابَهٗ بَلَاءٌ دَعَا مُضْطَرًّا ؛	19	اُسے کسی بلا کا سامنا ہوتا ہے تو نہایت اضطراب اور بے چینی سے دعائیں مانگنے لگتا ہے۔
وَاِنْ نَالَهٗ رَخَاءٌ اَعْرَضَ مُغْتَرًّا ؛	20	اور اگر آسودگی اور خوشحالی ملتی ہے تو فریب میں مبتلا ہو جاتا ہے اور منہ موڑ لیتا ہے۔
تَغْلِبُهٗ نَفْسُهٗ عَلٰى مَايَظُنُّ ؛	21	اُس پر اُس کی خیالی باتیں قابو پا لیتی ہیں؛
وَلَا يَغْلِبُهَا عَلٰى مَايَسْتَيْقِنُ ؛	22	اور یقینی باتیں اُس پر قابو نہیں پا سکتیں؛
يَخَافُ عَلٰى غَيْرِهٖ بِاَدْنٰى مِنْ ذَنْبِهٖ ؛	23	دوسروں کیلئے تو معمولی سے گناہوں کے نتائج سے بھی ڈرتا رہتا ہے۔
وَيَرْجُوْلِنَفْسِهٖ بِاَكْثَرَ مِنْ عَمَلِهٖ ؛	24	اور خود اپنے اعمال کے لئے زیادہ تر اچھے نتائج کا اُمیدوار رہتا ہے؛
اِنِ اسْتَغْنٰى بَطِرَ وَفُتِنَ ؛	25	اگر فارغ البالی ملتی ہے تو اکڑنے لگتے ہیں اور فتنہ انگیزی کرتے ہیں۔
وَاِنِ افْتَقَرَ قَنِطَ وَ وَهَنَ ؛	26	اور اگر ناداری اور غربت سے دوچار ہوتے ہیں تو مایوسی اور حقارت میں پھنس جاتے ہیں
يُقَصِّرُ اِذَاعَمِلَ '	27	جب کام کرتے ہیں تو کوتاہی کرتے ہیں۔
وَيُبَالِغُ اِذَاسَاَلَ ؛	28	اور جب بات پوچھو تو مبالغہ کر کے خوب باتیں بناتے ہیں۔

اِنْ عَرَضَتْ لَهُ شَهْوَةٌ اَسْلَفَ الْمَعْصِيَةَ ؛	29	اور اگر اُن پر شہوت طاری ہوتی ہے تو تیزی سے گناہ کرگذرتے ہیں؛
وَسَوَّفَ التَّوْبَةَ ؛	30	اور توبہ کو سُستی سے ٹالتے رہتے ہیں۔
وَاِنْ عَرَتْهُ مِحْنَةٌ انْفَرَجَ عَنْ شَرَائِطِ الْمِلَّةِ ؛	31	اور اگر اُنہیں محنت پیش آتی ہے تو اُس سے بچنے کیلئے دینی شرائط سے الگ ہوجاتے ہیں؛
يَصِفُ الْعِبْرَةَ وَلَايَعْتَبِرُ ؛	32	سبق آموز لکچر دیتے ہیں مگر خود سبق نہیں لیتے ہیں؛
وَيُبَالِغُ فِي لْمَوْعِظَةِ وَلَا يَتَّعِظُ ؛	33	وعظ کرنے اور مجلس پڑھنے میں حد کردیتے ہیں مگر خود عمل نہیں کرتے؛
فَهُوَ بِالْقَوْلِ مُدِلٌّ ؛	34	چنانچہ بات کرنے میں بڑی دلیلیں دیتے اور ٹھاٹھ دکھاتے ہیں۔
وَمِنَ الْعَمَلِ مُقِلٌّ ؛	35	اور عمل کرنے میں قلیل ترین رہتے ہیں۔
يُنَافِسُ فِيْمَا يَغْنَىٰ ؛	36	فنا ہونے والی چیزوں کے حصول میں مقابلہ کرتے ہیں۔
وَيُسَامِحُ فِيْمَا يَبْقَىٰ ؛	37	اور باقی رہنے والی چیزوں کے حصول میں پھسڈی رہتے ہیں۔
يَرَى الْغُنْمَ مَغْرَمًا ؛	38	اُنہیں فائدہ میں نقصان نظر آتا ہے۔
وَالْغُرْمَ مَغْنَمًا ؛	39	اور نقصان میں فائدہ دکھائی دیتا ہے۔
يَخْشَى الْمَوْتَ وَلَا يُبَادِرُ الْفَوْتَ ؛	40	موت سے ڈرتے تو ہیں مگر چیزوں کو ضائع ہونے سے بچانے میں کوشاں نہیں ہوتے۔
يَسْتَعْظِمُ مِنْ مَّعْصِيَةِ غَيْرِهِ مَا يَسْتَقِلُّ اَكْثَرَ مِنْهُ مِنْ نَفْسِهِ ؛	41	دوسروں کے جن گناہوں کو بہت بڑا سمجھتے ہیں خود اپنے لئے اُن بڑے گناہوں کو چھوٹا سمجھتے رہتے ہیں؛
وَيَسْتَكْثِرُ مِنْ طَاعَتِهِ مَايَحْقِرُ مِنْ طَاعَتِهِ غَيْرِهِ؛	42	اور خود جتنی اطاعت کو بہت سمجھتے ہیں کوئی دوسرا اُتنی ہی اطاعت کرے تو اُس کی اطاعت کو کم اور حقیر سمجھتے ہیں۔
فَهُوَ عَلَى النَّاسِ طَاعِنٌ وَلِنَفْسِهِ مُدَاهِنٌ ؛	43	چنانچہ وہ لوگوں پر طعنہ زنی کرتا رہتا ہے؛ اور اپنے معاملے میں رعایات سے کام لیتا ہے؛
اَللَّغْوُمَعَ الْاَغْنِيَآءِ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنَ الذِّكْرِ مَعَ الْفُقَرَاءِ ؛	44	رئیسوں اور سرمایہ داروں کے ساتھ فضولیات میں مشغول رہنا اُسے فقرا کے ساتھ عبادت کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔
يَحْكُمُ عَلٰى غَيْرِهِ لِنَفْسِهِ ؛	45	اپنے مفاد کی خاطر دوسروں کے خلاف فیصلے کرتے ہیں،
وَلَايَحْكُمُ عَلَيْهَا الْغَيْرِهِ ؛	46	اور دوسروں کے مفاد میں اپنے خلاف کبھی فیصلہ نہیں کرتے۔
وَيُرْشِدُ غَيْرَهُ وَيُغْوِيْ نَفْسَهُ ؛	47	اور دوسروں کو ہدایات دیتے ہیں اور خود اپنے آپ کو گمراہ کرتے ہیں۔
فَهُوَ يُطَاعُ وَيَعْصِيْ ؛	48	چنانچہ وہ دوسروں سے تو اطاعت کراتے ہیں مگر خود نافرمانی کرتے ہیں۔
وَيَسْتَوْفِيْ وَلَا يُوْفِيْ؛	49	اور وعدہ وفا کرواتے ہیں مگر خود کبھی وفاداری نہیں کرتے۔
وَيَخْشَى الْخَلْقَ فِيْ غَيْرِرَبِّهِ؛	50	اور وہ اپنے پروردگار سے ڈرنے کے بجائے مخلوقات سے تو ڈرتے ہیں؛
وَلَايَخْشٰى رَبَّهُ فِيْ خَلْقِهِ .	51	اور مخلوقات کے بارے میں بھی اپنے پروردگار سے نہیں ڈرتے ہیں۔

143۔انجام سب کے لئے ہے خواہ اچھا ہو یا بُرا ہو

لِكُلِّ امْرِئٍ عَاقِبَةٌ حُلْوَةٌ اَوْمُرَّةٌ.	1	ہر شخص کے لئے یا تو خوشگوار اور میٹھا انجام ہے یا کڑوا اور نا گوار انجام ہے۔

144۔ہر آنے والا جانے کے لئے آتا ہے

لِكُلِّ مُقْبِلٍ اِدْبَارٌ ؛	1	ہر آنے والے کے لئے پلٹنا ہے۔
وَمَاادْبَرَ كَاَنْ لَمْ يَكُنْ .	2	اور جب پلٹ گیا تو گویا تھا ہی نہیں۔

145۔صبر کرنے والا کبھی نا کام ہوتا ہی نہیں

لَايَعْدَمُ الصَّبُوْرُ الظَّفَرَ وَاِنْ طَالَ بِهِ الزَّمَانُ	1	صبر کرنے والا کامرانی سے محروم نہیں ہوتا خواہ طویل زمانہ لگ جائے

146۔کسی گروہ کے کام سے راضی شخص بھی اُس کا شریک کار ہوتا ہے

اَلرَّاضِي بِفِعْلِ قَوْمٍ كَالدَّاخِلِ فِيْهِ مَعَهُمْ	1	کسی قوم کے فعل پر راضی رہنے والا شخص ایسا ہی ہے جیسے اُن کے ساتھ شریک کار تھا۔
وَعَلٰى كُلِّ دَاخِلٍ فِيْ بَاطِلٍ اِثْمَانِ :	2	اور ہر اُس شخص پر دو گناہ عائد ہوتے ہیں جو کسی بھی باطل کام میں شریک ہوتا ہے؛
اِثْمُ لِعَمَلٍ بِهِ ؛	3	ایک تو اُس باطل کام کو کرنے کا گناہ،
وَاِثْمُ الرِّضَا بِهِ.	4	اور دوسرے اُس باطل کام پر رضا مندی کا گناہ۔

147۔معاہدوں کی ذمہ داری برقرار رہنا چاہیئے

اِعْتَصِمُوْابِالذِّمَمِ فِيْ اَوْتَادِهَا.	1	اپنے عہد و پیمان کی ذمہ داری کو میخوں کی طرح گاڑ دیا کرو۔

148۔وہ مقدس ہستیؐ جس کو نہ جانتے ہوئے بھی اُسکی اطاعت واجب ہے

عَلَيْكُمْ بِطَاعَةِ مَنْ لَاتُعْذَرُوْنَ بِجَهَالَتِهِ.	1	تم پر ایک ایسے شخص کی اطاعت کرنا بھی فرض کیا گیا ہے جس کو نہ جاننا بطور عذر قبول نہیں کیا جائیگا۔

149۔حواسِ خمسہ سے کام نہ لینے والوں کو تنبیہ

قَدْ بُصِّرْتُمْ اِنْ اَبْصَرْتُمْ ،	1	اگر تم بصیرت سے کام لو تو تمہیں دکھایا جا چکا ہے۔
وَقَدْ هُدِيْتُمْ اِنِ اهْتَدَيْتُمْ ؛	2	اور اگر تم راہنمائی کو کام میں لاؤ تو تمہیں ہدایات دی جا چکی ہیں۔
وَاُسْمِعْتُمْ اِنِ اسْتَمَعْتُمْ.	3	اگر تم اپنی سماعت سے کام لوگے تو تمہیں سنایا بھی جا چکا ہے۔

150۔ڈانٹ ڈپٹ اور تنبیہ کے ساتھ لطف وکرم ضروری ہے

عَاتِبْ اَخَاكَ بِالْاِحْسَانِ اِلَيْهِ ؛	1	اپنے دینی بھائی کو احسانات کا وزن ڈال کر بُرے کاموں سے روکو اور ڈانٹ ڈپٹ کیا کرو۔
وَارْدُدْشَرَّهُ بِالْاِنْعَامِ عَلَيْهِ.	2	اور انعام واکرام کے زور سے اُسکے شر اور فساد کو ختم کر دیا کرو۔

151۔کن اشخاص کو بُرا سمجھنا جائز رہتا ہے؟

مَنْ وَضَعَ نَفْسَهُ مَوَاضِعَ التُّهْمَةِ فَلا يَلُو مَنَّ مَنْ اَسَاءَ بِهِ الظَّنَّ .	1	جو شخص اپنا ٹھکانہ بدنامی اور تہمت کے مقامات پر بنائے وہ اُن لوگوں کو ملامت نہ کرے جو اُسے بُرا سمجھیں اور بُرا کہیں۔

152۔خودرائی کی مذمت اور مشورہ کی افادیت

مَنْ مَّلَكَ اسْتَاثَرَ ؛	1	جو شخص اقتدار حاصل کرلیتا ہے وہ خودرائی بھی اختیار کرسکتا ہے؛
وَمَنِ اسْتَبَدَّ بِرَأْيِهِ هَلَكَ ؛	2	اور جو خودرائی پر ڈٹ جائے گا وہ تباہ بھی ہوکر رہے گا۔
وَمَنْ شَاوَرَ الرِّجَالَ شَارَكَهَا فِيْ عُقُوْلِهَا	3	اور جو شخص لوگوں سے مشورہ کرے گا وہ اُن کی عقلوں میں شریک ہوجائیگا۔

153۔رازداری ضروری اور مفید ہے

مَنْ كَتَمَ سِرَّهُ كَانَتْ الْخِيَرَةُ بِيَدِهِ .	1	جو اپنے رازوں کو پوشیدہ رکھے اُسکے اختیارات اُسکے اپنے ہاتھ میں رہیں گے۔

154۔بڑی موت افلاس ہے

اَلْفَقْرُ الْمَوْتُ الْاَكْبَرُ.	1	غربت وافلاس سب سے بڑی موت ہے۔

155۔غاصبوں کا سب کچھ غصب کرلینا جائز ہے

مَنْ قَضٰى حَقَّ مَنْ لَايَقْضِىْ حَقَّهُ فَقَدْ عَبَدَهُ	1	جو کوئی اپنا حق مار لینے والے کا حق ادا کرتا ہے وہ درحقیقت حق مارنے والے کو پوجتا ہے۔

156۔مخلوق کے لئے خالق کی نافرمانی نہیں کی جاسکتی

لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِىْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ	1	جہاں خالق کی نافرمانی کرنا پڑتی ہو وہاں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔

157۔اپنے حق میں تاخیر بُری بات نہیں ہے

لَايُعَابُ الْمَرْءُ بِتَاخِيْرِ حَقِّهِ ،	1	اُس شخص میں کوئی عیب نہیں نکالا جاسکتا جو اپنے حق کے لینے یا دینے میں دیر لگائے۔
اِنَّمَايُعَابُ مَنْ اَخَذَ مَالَيْسَ لَه.	2	یقیناً عیب دار وہ شخص ہے جو ایسی چیز لے لے جو اُس کے لئے نہ تھی۔

158۔خودپسندی ترقی میں حارج ہوتی ہے

اَلْاَعْجَابُ يَمْنَعُ مِنَ الْاِزْدِيَادِ .	1	خود پسندی ہر قسم کی افزائش اور ترقی میں رکاوٹ بنتی ہے۔

159۔رنگ رلیوں کے دن کم ہیں

اَلْاَمْرُ قَرِيْبٌ وَالْاِصْطِحَابُ قَلِيْلٌ.	1	اللہ کا ہر حکم بالکل قریب ہے اور ہم صحبتی کے مواقع کم ہیں۔

160۔آنکھ والا ترے جلوؤں کا تماشہ دیکھے

قَدْ اَضَاءَ الصُّبْحُ لِذِىْ عَيْنَيْنِ .	1	ہر اُس شخص کے لئے جو دو آنکھوں والا ہے صبح روشن ہوچکی۔

161۔ گناہوں کو چھوڑ دیا جائے

تَرکُ الذَّنبِ اَھوَنُ مِنْ طَلَبِ التَّوبَۃِ.	1	گناہوں کا چھوڑ دینا توبہ کرنے سے بہت آسان ہے۔

162۔ ایسی چیز نہ کھاؤ جو کئی دن تک کھانے کو روک دے

کَمْ مِنْ اَکْلَۃٍ تَمْنَعُ اَکَلاتٍ.	1	بہت دفعہ یہ ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ کا کھانا بہت دفعہ کے کھانوں کو روک دیتا ہے۔

163۔ مبلغ علم کی کمی لوگوں کو علوم کا دشمن بناتی ہے

اَلنَّاسُ اَعْدَاءُ مَاجَھِلُوْا .	1	لوگ جس چیز کو نہیں جانتے اُس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔

164۔ رایوں میں اختلاف غلط کاری کا پتہ دیتا ہے

مَنِ اسْتَقْبَلَ وُجُوْہَ الْاٰرَاءِ عَرَفَ مَوَاقِعَ الْخَطَاءِ.	1	جو رایوں کے اختلاف سے دو چار رہتا ہے وہ کہاں کہاں خطا سرزد ہوگی جان لیتا ہے۔

165۔ اللہ کے لئے تیغ بکف رہنے والا باطل پرستوں پر بھاری ہو جاتا ہے

مَنْ اَحَدَّ سِنَانَ الْغَضَبِ لِلّٰہِ قَوِیَ عَلٰی قَتْلِ اَشِدَّاءِ الْبَاطِلِ.	1	جو شخص اللہ کی خاطر اپنے غضب کی برچھی تیز کر لیتا ہے وہ باطل پرست بہادروں کو قتل کر ڈالنے پر توانا ہو جاتا ہے۔

166۔ خدشات میں کود کر اُن پر غالب آجاؤ

اِذَاھِبْتَ اَمْرًا فَقَعْ فِیْہِ ،فَاِنَّ شِدَّۃَ تَوَقِّیْہِ اَعْظَمُ مِمَّاتَخَافُ مِنْہُ.	1	جب تم پر کسی کام کی ہیبت سوار ہو تو خود کو اُس میں جھونک دو۔ یقیناً کھٹکا لگا رہنا اس نقصان سے زیادہ نقصان ہے جس کا دھڑکا لگا ہوا ہے۔

167۔ سینہ کو کشادہ رکھو

آلَۃُ الرِّیَاسَۃِ سَعَۃُ الصَّدْرِ	1	حکومت وریاست کا آلہ سینہ کی کشادگی ہے۔

168۔ صحیح بدلہ

اُزْجُرِ الْمُسِیْٔ بِثَوَابِ الْمُحْسِنِ.	1	بدکار کو تنبیہ نیکوں کو اُن کا بدلہ دے کر کرو؟

169۔ اپنا سینہ صاف کر لو تو مخالف کا سینہ صاف ہو جائے گا

اُحْصُدِ الشَّرَّ مِنْ صَدْرِ غَیْرِکَ بِقَلْعِہٖ مِنْ صَدْرِکَ .	1	بُرے اِرادوں اور منصوبوں کو اپنے مخالف کے سینے سے اِس ترکیب سے کاٹ پھینکو کہ پہلے خود اُن کو اپنے سینے سے اُکھاڑ پھینکو۔

170۔ بات کی پچ کرنے سے دوسروں کی رائے اچھی بگڑتی ہے

اَللِّجَاجَۃُ تَسُلُّ الرَّاْیَ.	1	بات پر اڑ جانا صحیح رائے کو غلط کر دیتا ہے۔

171۔ لالچی آدمی

اَلطَّمَعُ رِقٌّ مُؤَبَّدٌ.	1	طمع اور لالچ مستقل ابدی غلامی ہے۔

172۔کوتاہی سے ندامت اور پختہ ارادہ سے سلامتی پیدا ہوتی ہے

ثَمَرَةُ التَّفْرِيطِ النَّدَامَةُ ؛	1	کوتاہیوں کا پھل ندامت وشرمندگی ہوتا ہے۔
وَثَمَرَةُ الْحَزْمِ السَّلامَةُ .	2	اور استقلال اور دُور اندیشی کا نتیجہ وفائدہ سلامتی واطمینان ہوتا ہے

173 مفید اور حکیمانہ بات

لاَ خَيْرَ فِي الصُّمْتِ عَنِ	1	حکیمانہ بات پر چپ سادھنے میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔
الْحُكْمِ كَمَا اَنَّهُ لاخَيْراَ فِي الْقَوْلِ بِالْجَهْلِ	2	جس طرح جہالت کی بات میں کوئی بھلائی نہیں ہوا کرتی۔

174۔دودعوتوں میں اختلاف باطل کا پتہ دیتا ہے

مَا اخْتَلَفَتْ دَعْوَتَانِ اِلَّا كَانَتْ اِحْدَاهُمَا ضَلا لَةً	1	دودعوتوں میں جب بھی اختلاف ہو تو اُن میں ایک ضرور ہی باطل دعوت ہوگی۔

175۔مجھے حق میں کبھی شک نہیں ہوا ہے

مَاشَكَكْتُ فِي الْحَقِّ مُذْاُرِيتُهُ .	1	جب سے میں نے حق کو دیکھا اُس میں مجھے شک نہیں ہوا ہے

176۔میرا معاملہ جھوٹ سے پاک رہا ہے

مَاكَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ؛	1	نہ میں نے جھوٹ بولا نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا۔
وَلاَ ضَلَلْتُ وَلاضُلِّ بِيْ .	2	نہ میں گمراہ ہوا نہ مجھے گمراہ کیا گیا۔

177۔ظلم کی ابتدا کرنے والا اپنے ہاتھ چبائے گا(25/27)

اِلظَّالِمِ الْبَادِئُ غَدًا بِكَفِّهِ عَضَّةٌ .	1	ظلم میں ابتدا کرنے والے کوکل اپنے ہاتھ چبانا ہوں گے۔

178۔حق کے کھلے طرفدار جاہلوں کو پسند نہیں

مَنْ اَبْدَىٰ صَفْحَتَهُ لِلْحَقِّ هَلَكَ عِنْدَ جَهَلَةِ النَّاسِ.	1	جوکوئی حق کی طرف داری میں حق کی طرف اپنی توجہات نمایاں کرتا ہے وہ جاہلوں کے نزدیک تباہ ہوجاتا ہے۔

179۔کُوچ کا نقارہ بج رہا ہے

اَلرَّ حِيْلُ وَشِيْكٌ .	1	روانگی تیز رفتاری سے ہونے والی ہے۔

180۔صبر نجات دہندہ اور بے قراری ہلاک کنندہ ہے

مَنْ لَمْ يُنْجِهِ الصَّبْرُ اَهْلَكَهُ الْجَزْعُ .	1	جسے صبر رہائی نہیں دلاتا اُسے بے قراری ہلاک کردیتی ہے۔

181۔خلافت کا حق قریشی معیار پر تعجب انگیز ہے

وَاعَجبًا اَتکُوْنُ الْخِلاَفَۃُ بِالصَّحابَۃِ	1	کیا خلافت تنہا صحابیت کی وجہ سے تو مل سکتی ہے؟
وَلَاتکُوْنُ بِالصَّحابَۃِ وَالْقَرابَۃِ ؟ وَرُوِیَ لَہٗ شِعْرٌ فِیْ ھٰذَا الْمَعْنٰی	2	اور صحابیت اور قرابت دونوں حقوق ہوں تو نہیں مل سکتی ؟ تعجب کی بات ہے ۔علیؑ کا ایک شعر بھی ان ہی معنی میں روایت کیا گیا ہے۔فرمایا کہ:
فَاِنْ کُنْتَ بِالشُّوْرٰی مَلَکْتَ اُمُوْرَھُمْ،	1	اگر تم شوریٰ کے ذریعہ خلافت کے حقدار بنے ہو تو۔
فَکَیْفَ بِھٰذَا وَالْمُشِیْرُوْنَ غُیَّبٌ ،	2	یہ کیا بات ہے کہ مشورہ دینے والے تو غائب تھے اور شوریٰ قائم ہوسکا ؟
وَاِنْ کُنْتَ بِالْقُرْبٰی حَجَجْتَ خَصِیْمَھُمْ فَغَیْرُکَ اَوْلٰی بِالنَّبِیِّ وَاَقْرَبُ .	3	اور اگر تم نے رسولؐ کی قرابت کو دلیل بنایا تھا تو یہ کیسے ہوا کہ تم سے زیادہ قرابت والا شخص موجود ہے اور تم خلیفہ بن گئے؟

182۔انسان کی دُنیا میں گذر بسر

اِنَّمَا الْمَرْءُ فِی الدُّنْیَا غَرَضٌ تَنْتَضِلُ فِیْہِ الْمَنَایَا ؛	1	حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ انسان دُنیا میں ایک ایسا نشانہ ہے کہ اُس پر موت تیراندازی کرتی رہتی ہے۔
وَنَھْبٌ تُبَادِرُہُ الْمَصَائِبُ؛	2	اور مصیبتوں کی لوٹ مار کے لئے ایک مقرر شدہ میدان ہے؛
وَمَعَ کُلِّ جُرْعَۃٍ شَرَقٌ ؛	3	اور جہاں ہر گھونٹ پینے میں اُچھو لگتا ہے؛
وَفِیْ کُلِّ اَکْلَۃٍ غُصَصٌ؛	4	اور ہر لقمہ پر گلے میں دھسکہ لگتا ہے۔
وَلَا یَنَالُ الْعَبْدُ نِعْمَۃً اِلَّا بِفِرَاقِ اُخْرٰی ؛	5	اور جہاں بندوں کی کوئی نعمت دوسری نعمت کو چھوڑے بغیر نہیں ملتی۔
وَلَایَسْتَقْبِلُ یَوْمًا مِنْ عُمُرِہٖ اِلَّا بِفِرَاقِ آخَرَ مِنْ اَجَلِہٖ ؛	6	اور اُس کی عمر کا کوئی دن نہیں آتا جب تک دوسرا دن اُس سے جدا ہو کر موت کی طرف نہ دھکیل دے۔
فَنَحْنُ اَعْوَانُ الْمَنُوْنِ؛	7	چنانچہ ہم تو موت کے مددگار رہیں؛
وَاَنْفُسُنَا نَصَبُ الْحُتُوْفِ؛	8	اور ہماری جانیں ہلاکت کے نشانہ پر لگی ہوئی ہیں۔
فَمِنْ اَیْنَ نَرْجُو الْبَقَاءَ وَھٰذَا اللَّیْلُ وَالنَّھَارُ لَمْ یَرْفَعَا مِنْ شَیْءٍ شَرَفًا اِلَّا اَسْرَعَا الْکَرَّۃَ فِیْ ھَدْمِ مَابَنَیَا؛	9	ایسی صورت میں ہم باقی رہ جانے کی اُمید کہاں سے کریں جب کہ یہ دن اور یہ راتیں کسی عمارت کو ذرا سا بھی بلند نہیں کرنے پاتے کہ بار بار اُسے گرانے میں کوشاں رہتے ہیں؛
وَتَفْرِیْقِ مَاجَمَعَا ؟.	10	اور جو کچھ جمع کیا ہوا اُسے بکھیرتے رہتے ہیں۔''

183۔ایک وقت کی خوراک سے زیادہ سامان دوسروں کی امانت ہے

یَاابْنَ آدَمَ مَاکَسَبْتَ فَوْقَ قُوْتِکَ فَاَنْتَ فِیْہِ خَازِنٌ لِغَیْرِکَ.	1	اے آدمؑ زاد جتنا بھی تو نے اپنی خوراک سے زیادہ کمایا ہے اُس میں تُو اپنے سوا دوسرے آدمیوں کا خزانچی ہے۔

184۔دلوں سے کام لینے کے لئے اُن کا موڈ تلاش کرو

اِنَّ لِلْقُلُوْبِ شَهْوَةً وَّاِقْبَالاً وَّاِدْبَارًا فَاْتُوْهَا مِنْ قِبَلِ شَهْوَتِهَا وَاِقْبَالِهَا ؛	1	یقیناً اِن قلوب کے لئے اُن کی خواہشات اور دلچسپیاں ہیں جن میں وہ بڑھتے اور منہ موڑتے ہیں۔لہٰذا جس وقت انہیں بڑھنے کی خواہش ہو اُس وقت اُن سے کام لیا کرو۔
فَاِنَّ الْقَلْبَ اِذَا اُكْرِهَ عَمِيَ .	2	چنانچہ جب قلوب ناپسندی کے موڈ میں ہوتے ہیں تو انہیں فائدہ نہیں دکھائی دیتا۔

185۔غصہ کو کس حالت میں ٹھنڈا کرنا قابلِ تعریف ہے؟

مَتٰى اَشْفِيْ غَيْظِيْ اِذَا غَضِبْتُ ؟	1	جب مجھے غصہ آئے تو میں اپنے غصہ کو کب ٹھنڈا کروں؟
اَحِيْنَ اَعْجِزُ عَنِ الْاِنْتِقَامِ فَيُقَالُ لِيْ لَوْ صَبَرْتَ ؛	2	کیا اُس وقت جب کہ میں انتقام لینے سے عاجز ہوں اور یہ کہا جائے کہ صبر کیجئے؟
اَمْ حِيْنَ اَقْدِرُ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لِيْ لَوْ عَفَوْتَ ؟	3	یا اُس وقت غصہ کو ٹھنڈا کروں جب انتقام لینے کی مجھ میں قدرت ہو اور یہ کہا جائے کہ معاف کر دیجئے؟

186۔لوگ گندگی کے ڈھیر میں کنجوسی اور پیش قدمی کیا کرتے ہیں

وَقَدْ مَرَّ بِقَذَرٍ عَلٰى مَزْبَلَةٍ:		آپؑ ایک گندگی کے ڈھیر (کوڑی) کے پاس سے گذرے تو فرمایا:۔
هٰذَا مَا بَخِلَ بِهِ الْبَاخِلُوْنَ.	1	یہی وہ سامان ہے نا جس کے لئے بخیل لوگ بخل کیا کرتے تھے۔
وَفِيْ خَبَرٍ آخَرَ اَنَّهُ قَالَ :		اور دوسری روایت میں یہ فرمایا کہ:۔
هٰذَا مَا كُنْتُمْ تَتَنَافَسُوْنَ فِيْهِ بِالْاَمْسِ ؟	2	یہی وہ سامان ہے جسکے حاصل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت اور رشک کیا کرتے تھے؟

187۔جو مال نصیحت اور سبق دے کر جائے وہ ضائع نہیں ہوتا

لَمْ يَذْهَبْ مِنْ مَّالِكَ مَا وَعَظَكَ .	1	جس مال نے تمہیں نصیحت اور سبق دیا ہے وہ تمہارے پاس سے ضائع نہیں ہوا۔

188۔دلوں کی تھکن دلچسپ حکیمانہ سامان سے اُترتی ہے

اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَمَلُّ كَمَا تَمَلُّ الْاَبْدَانُ، فَابْتَغُوْا لَهَا طَرَائِفَ الْحِكْمَةِ .	1	یہ دل بھی یقیناً اُسی طرح تھک جاتے ہیں جیسے بدن تھک جایا کرتے ہیں لہٰذا اُن کی تھکن اُتارنے کے لئے اُن کیسامنے دلچسپ مفید باتیں لایا کرو۔

189۔حق بات کو باطل منصوبے کیلئے استعمال کیا گیا؟

لَمَّا سَمِعَ قَوْلَ الْخَوَارِجِ : ''لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ''		جب خوارج کا یہ قول سنا:''حکم صرف اللہ سے مخصوص ہے''
قَالَ : كَلِمَةُ حَقٍّ يُرَدُ بِهَا بَاطِلٌ .	1	تو فرمایا کہ: بات تو حق ہے مگر اُس کے ذریعہ سے باطل ارادہ کیا گیا ہے۔

190۔بازاری لوگوں کے اجتماع کا فائدہ اور نقصان

وَقَالَ عَلَیۡهِ السلام فِیۡ صِفَةِ الۡغُوۡغَا :		علی علیہ السلام نے غوغا کی صفت میں فرمایا کہ:۔
هُمُ الَّذِیۡنَ اِذَا اجۡتَمَعُوۡاغَلَبُوۡا ؛	1	وہ وہ لوگ ہیں جب بھی جمع ہوتے ہیں غلبہ پا لیتے ہیں۔
وَاِذَاتفرَّقُوۡ لَمۡ یُعۡرَفُوۡا ؛ وَقِیۡلَ بَلۡ قَالَ عَلَیۡهِ السَّلَامُ:	2	اور جب منتشر ہوجاتے ہیں تو پہچانے نہیں جاتے ہیں۔اور یہ فرمایا کہ:۔
هُمُ الَّذِیۡنَ اِذَا اجۡتَمَعُوۡا ضَرُّوا ،	3	وہ وہ لوگ ہیں کہ جب جمع ہوتے ہیں تو نقصان پہنچاتے ہیں۔
وَاِذَا تَفَرَّقُوۡا نَفَعُوۡا . فَقِیۡلَ قَدۡ عَرَفۡنَامَضَرَّةَ اجۡتِمَاعِهِمۡ فَمَامَنۡفَعَةُ افۡتِرَاقِهِمۡ ؟	4	اور جب منتشر ہوتے ہیں تو فائدہ پہنچاتے ہیں؛ کہا گیا کہ اُن کے جمع ہونے کا نقصان تو معلوم ہے مگر اُن کے منتشر ہوجانے کا فائدہ کیا ہے؟
فَقَالَ : یَرۡجِعُ اَصۡحَابُ الۡمِهَنِ اِلٰی مِهۡنَتِهِمۡ فَیَنۡتَفِعُ النَّاسُ بِهِمۡ کَرُجُوۡعِ الۡبَنَّاءِ اِلٰی بِنَائِهِمۡ ،	5	فرمایا کہ محنت کش لوگ اپنے محنت کے ٹھکانوں پر جا کر کام کرتے ہیں تو لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے جیسا کہ راجوں کا معماروں کا زیرِ تعمیر مکان پر جا کر کام کرنا۔
وَالنَّسَّاجِ اِلٰی مَنۡسَجِهِ،	6	اور جولاہے کا جا کر کپڑا بُننا اور
وَالۡخَبَّازِاِلٰی مَخۡبَزِهِ .	7	نان بائی کا تنور پر جا کر روٹی پکانا۔‘‘

191۔قابلِ ملامت چہرے

وَقَدۡاُتِیَ بِجَانٍ وَمَعَهُ غُوۡغَاءُ فَقَالَ عَلَیۡهِ السَّلَامُ		اور آپ کے پاس ایک مجرم لایا گیا جس کے ساتھ شور مچانے والے تماشائی تھے تو آپؑ نے فرمایا کہ:۔
لَامَرۡحَبَابِوُجُوۡهٍ لَا تُرٰی اِلَّاعِنۡدَ کُلِّ سَوۡءَةٍ .	1	اِن چہروں پر کبھی مسرت نہ چھائے جو جب بھی نظر آتے ہیں تو رُسوائی اور بُری حالت ہی میں دکھائی دیا کرتے ہیں۔

192۔دو محافظ فرشتے ہر انسان کے ساتھ ساتھ

اِنَّ مَعَ کُلِّ اِنۡسَانٍ مَلَکَیۡنِ یَحۡفَظَانِهِ	1	یقیناً ہر ایک انسان کے ساتھ دو فرشتے رہتے ہیں جو اُسکی حفاظت کرتے ہیں۔
فَاِذَاجَاءَ الۡقَدَرُ خَلَّیَابَیۡنَهُ وبَیۡنَهُ ؛	2	اور جب طے شدہ وقت آتا ہے تو وہ دونوں اُسکے اور قدر کے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں
فَاِنَّ الۡاَجَلَ جُنَّةٌ حَصِیۡنَةٌ .	3	اور انسان کی مقررہ گھڑی اُس کے لئے محفوظ رکھنے والی سپر ہے۔

193۔دو قریشی شرکت کا عقیدہ واضح کرتے ہیں

وَقَدۡ قَالَ لَهُ طَلۡحَةُ وَالزُّبَیۡرُنُبَایِعُکَ عَلٰی اَنَّاشُرَکَاؤُکَ فِیۡ هٰذَاالۡاَمۡرِ:		علیؑ سے طلحہ اور زبیر نے کہا کہ ہم اِس شرط پر آپؑ کی بیعت کرتے ہیں کہ ہم حکومت میں آپؑ کے شریک رہیں گے۔
لَا ،وَلٰکِنَّکُمَاشَرِیۡکَانِ فِی الۡقُوَّةِ وَالۡاِسۡتِعَانَةِ ؛	1	علیؑ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں بلکہ تم دونوں میری قوت اور اعانت میں میرے شریک ہوگے۔
وَعَوۡنَانِ عَلَی الۡعَجۡزِوَالۡاَوَدِ .	2	اور تم دونوں میری کمزوری اور ٹیڑھے حالات میں میرے مددگار رہوگے۔

194۔اللہ اور موت سے خبردار فرمایا ہے

اَیُّھَاالنَّاسُ ، اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ اِنْ قُلْتُمْ سَمِعَ ؛	1	اَے لوگو اُس اللہ کا تقویٰ اختیار کرلو جو تمہارے بولنے کو سنتا ہے۔
وَاِنْ اَضْمَرْتُمْ عَلِمَ ؛	2	اور اگر دل میں چھپاتے ہو تو اُس کا جاننے والا ہے۔
وَبَادِرُوا الْمَوْتَ الَّذِیْ اِنْ ھَرَبْتُمْ مِنْهُ اَدْرَکَکُمْ	3	اور موت کی طرف بڑھنے میں کوشاں رہو اگر تم اُس سے بھاگو گے تو تمہیں پکڑ لے گی۔
وَاِنْ اَقَمْتُمْ اَخَذَکُمْ ،	4	اور اگر کھڑے رہے تو تمہیں قابو میں لے لے گی۔
وَاِنْ نَسِیْتُمُوْهُ ذَکَرَکُمْ .	5	اور اگر اُسے بھلا دیا تو تمہیں یاد دلائے گی۔

195۔کسی کی ناقدری پر نیک سلوک بند نہیں کرنا

لَایُزْھِدَنَّکَ فِی الْمَعْرُوْفِ مَنْ لَایَشْکُرُهٗ لَکَ،	1	عالمی نیک سلوک کرنے میں تمہیں وہ شخص بددل نہ کردے جو تمہارے نیک سلوک پر شکر گذار نہیں ہوتا ہے؛
فَقَدْیَشْکُرُکَ عَلَیْهِ مَنْ لَّایَسْتَمْتِعُ بِشَیْءٍ مِنْهُ ؛	2	یقیناً تمہاری شکر گذاری وہ لوگ بھی کریں گے جنہوں نے تمہارے نیک سلوک سے ذرہ برابر بھی فائدہ نہ اُٹھایا ہوگا؛
وَقَدْتُدْرِکُ مِنْ شُکْرِ الشَّاکِرِ اَکْثَرَ مِمَّا اَضَاعَ الْکَافِرُ ؛	3	اور اُس ناشکرے حق پوش نے جتنا تمہارا حق ضائع کیا ہوگا۔اُس سے کہیں زیادہ شکر ادا کرنے والا تمہیں مل جائے گا؛
وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ .	4	اور اللہ تو احسان کرنے والوں ہی سے محبت کرتا ہے۔"

196۔ظرف علم کبھی تنگ نہیں ہوتا کشادہ ہوتا رہتا ہے

کُلُّ وِعَاءٍ یَّضِیْقُ بِمَا جُعِلَ فِیْهِ اِلَّا وِعَاءَ الْعِلْمِ فَاِنَّهٗ یَتَّسِعُ بِهٖ .	1	ہر ظرف لگاتار کچھ ڈالنے سے تنگ ہو جاتا ہے سوائے ظرفِ علم کے وہ تنگ ہونے کے بجائے کشادہ ہوتا جاتا ہے۔

197۔بردباری کا اوّلین نتیجہ مددگاروں کا ملنا ہے

اَوَّلُ عِوَضِ الْحَلِیْمِ مِنْ حِلْمِهٖ اَنَّ النَّاسَ اَنْصَارُهٗ عَلَی الْجَاھِلِ .	1	ایک بردبار شخص کو پہلا بدلہ یہ ملتا ہے کہ تمام لوگ جاہلوں کے مقابلے میں اُس کے انصار و مددگار بن جاتے ہیں۔

198۔ایکٹنگ کرتے کرتے آدمی حقیقی بُردبار بن جاتا ہے

اِنْ لَمْ تَکُنْ حَلِیْمًا فَتَحَلَّمْ ؛	1	اگر تم بردبار نہیں ہو تو تم بردبار بننے کی نقل اور کوشش شروع کردو؛
فَاِنَّهٗ قَلَّ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ اِلَّا اَوْشَکَ اَنْ یَّکُوْنَ مِنْھُمْ.	2	اِس لئے کہ ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی قوم کی شباہت اختیار کرے اور رفتہ رفتہ اُن ہی میں سے ایک نہ ہو جائے۔

199۔اپنا محاسبہ اور دیکھ بھال کرتے رہنا

مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ رَبِحَ؛	1	جوکوئی اپنا محاسبہ کرنے کا عادی ہو نفع کماتا رہے گا؛
وَمَنْ غَفَلَ عَنْهَاخَسِرَ ؛	2	اور جوخود سے غافل ہوجائے نقصان میں رہے گا۔
وَمَنْ خَافَ اَمِنَ ؛	3	اور جو بُری باتوں سے ڈرے اَمن میں رہے گا۔
وَمَنِ اعْتَبَرَ اَبْصَرَ ؛	4	اور جو عبرت حاصل کرلے وہ حقیقت کو دیکھ لے گا۔
وَمَنْ اَبْصَرَ فَهِمَ ؛	5	اور جو حقیقت کو دیکھ لے گا وہ سمجھ جائے گا۔
وَمَنْ فَهِمَ عَلِمَ .	6	اور جو سمجھ جائے وہ جان لے گا۔

200۔دُنیا کا تدریجی رویہ آلِ محمدؐ کے ساتھ

لَتَعْطِفَنَّ الدُّنْيَا عَلَيْنَابَعْدَ شِمَاسِهَاعَطْفَ الضَّرُوْسِ عَلٰى وَلَدِهَا؛ وَتَلاعَقِيْبَ ذٰلِکَ :	1	ضروری اور طے شدہ ہے کہ یہ دُنیا اپنی شرکشی سے عاجز ہوکر ہماری طرف اُسی پیار اور توجہ سے جھکے گی جسطرح ایک کاٹنے والی اُونٹنی بھی اپنے بچہ کی طرف جُھکا کرتی ہے۔اور اس کے بعد علیؑ نے وہ آیت تلاوت کی کہ:۔
وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ o(قصص 28/5)	2	اور ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم اُن لوگوں پر منّتی احسان کریں دُنیا میں جنہیں کمزور کر لیا گیا ہے اور اُنہیں ہم دُنیا میں امام بنادیں اور اُنہیں ہم ساری دُنیا کا وارث بنا دیں۔ (سورہ قصص 28/5)

201۔معصوم منصوبوں کا ایک حربہ تقیہ ہے

اِتَّقُوا اللّٰهَ تَقِيَّةَ مَنْ شَمَّرَ تَجْرِيْدًا ؛	1	اللہ کا تقویٰ اُس شخص کے تقیہ کی طرح اختیار کرو جس نے اپنا دامن کمر سے لپیٹ رکھا ہو، دُنیا کی وابستگی چھوڑ کر تنہا اور مجرد ہوگیا ہو،
وَجَدَّ تَشْمِيْرًا ؛	2	اور کمر کس کرنئی نئی کوشش کررہا ہو۔
وَاَكْمَشَ فِى مَهَلٍ ؛	3	چُستی اور چالاکی سے عمر بھر کی مہلت کا پروگرام چلا رہا ہو؛
وَبَادَرَعَنْ وَّجَلٍ ؛	4	اور غلطیوں سے ڈرتے ہوئے محتاط پیش قدمیاں جاری رکھے۔
وَنَظَرَى فِىْ كَرَّةِ الْمَوْئِلِ ؛	5	اور اپنی قرارگاہ (منزل) پر نظر رکھے۔
وَعَاقِبَةِ الْمَصْدَرِ ؛	6	اور اعمال کے انجام اور مصدر کو،
وَمَغَبَّةِ الْمَرْجِعِ .	7	اور واپسی کے مقام کو سامنے رکھے ہوئے ہو۔''

202۔ چند صفات اور عادات کے فوائد

اَلْجُوْدُ حَارِسُ الْاَعْرَاضِ ؛	1	سخاوت عزت و آبرو اور تمام عارضی چیزوں کی نگہبان ہے؛
وَالْحِلْمُ فِدَامُ السَّفِیْہِ؛	2	بُردباری بے وقوفوں کے منہ کی لگام ہے۔
وَالْعَفْوُ زَکَاۃُ الظَّفَرِ ؛	3	اور معاف کرتے رہنا کامیابی کی زکاۃ ہے۔
وَالسُّلُوُّ عِوَضُکَ مِمَّنْ غَدَرَ ؛	4	اور غداری کرنے والوں سے دُوری اختیار کر لینا تمہارا بدلا ہے؛
وَالْاِسْتِشَارَۃُ عَیْنُ الْھِدَایَۃِ ؛	5	مشورہ لینا خود ہدایت کی بات ہے۔
وَقَدْ خَاطَرَ مَنِ اسْتَغْنٰی بِرَاْیِہٖ ؛	6	اور جو اپنی ذاتی رائے پر بے نیاز ہو جائے خطرات اُسی کو پیش آتے ہیں۔
وَالصَّبْرُ یُنَاضِلُ الْحِدْثَانَ ؛	7	اور صبر مصائب اور حوادث کا مدمقابل ہوتا ہے۔
وَالْجَزَعُ مِنْ اَعْوَانِ الزَّمَانِ ؛	8	بے قراری اور ہائے واویلا کرنا زمانہ کو ہنسانے میں مددگار رہوتا ہے۔
وَاَشْرَفُ الْغِنٰی تَرْکُ الْمُنٰی ؛	9	سب سے بزرگ بے نیازی اور دولت مندی آرزوؤں کو ترک کر دینا ہے؛
وَکَمْ مِّنْ عَقْلٍ اَسِیْرٍ عِنْدَ ھَوًی اَمِیْرٍ ؛	10	اور بہت سی عقلیں امیر لوگوں کی خواہشات کی قیدی ہوتی ہیں۔
وَمِنَ التَّوْفِیْقِ حِفْظُ التَّجْرِبَۃِ ؛	11	اور تجربات کو محفوظ رکھنا اللہ کی دی ہوئی توفیقات سے ہوتا ہے؛
وَالْمَوَدَّۃُ قَرَابَۃٌ مُّسْتَفَادَۃٌ ؛	12	احترام والی محبت کما لینا استفادہ کی ہوئی قرابت داری ہوتی ہے؛
وَلَا تَاْمَنَنَّ مَلُوْلاً.	13	جو تم سے رنجیدہ ہو اُس پر اطمینان و اعتماد نہ رکھو۔

203۔ عقل خود پسندی کی دشمن ہے

عُجْبُ الْمَرْءِ بِنَفْسِہٖ اَحَدُ حُسَّادِ عَقْلِہٖ ؛	1	کسی شخص کی خود پسندی و خودنمائی کا سب سے بڑا حاسد اور دشمن خود اُس کی اپنی عقل ہوتی ہے۔

204۔ خوش رہنے کی ایک ترکیب

اَغْضِ عَلَی الْقَذٰی وَالْاَلَمِ تَرْضَ اَبَدًا.	1	تکلیف سے چشم پوشی کرتے رہو ورنہ کبھی خوش نہ رہو گے۔

205۔ ایمان کی تعریف و تفصیل

اَلْاِیْمَانُ مَعْرِفَۃٌ بِالْقَلْبِ ؛	1	ایمان دل سے پہچاننا۔
وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ ؛	2	اور زبان سے اقرار کرنا۔
وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ .	3	اور اعضاء سے عمل کرنا ہے۔

206۔ نرم لکڑی والے درخت

مَنْ لَانَ عُوْدُہٗ کَثُفَتْ اَغْصَانُہٗ.	1	جس درخت کی لکڑی نرم ہوتی ہے اُس کی شاخیں گھنی ہوتی ہیں۔

207۔رائے اور مخالفت

اَلْخِلافُ یَھْدِمُ الرَّأْیَ .	1	مخالفت صحیح رائے کو مسمار کرتی ہے۔

208۔عہدہ اور مرتبہ

مَنْ نَّالَ اسْتَطَالَ.	1	جو عہدہ پالیتا ہے سرکشی کرنے لگتا ہے۔

209۔حالات کا تقاضہ ترقی کراتا ہے

فِیْ تَقَلُّبِ الْاَحْوَالِ عِلْمُ جَوَاھِرِ الرِّجَالِ.	1	حالات کے بدلتے رہنے سے لوگوں کی قابلیت اور جوہر کھل جاتے ہیں۔

210۔حسد محبت کا ایک نقص ہوتا ہے

حَسَدُ الصَّدِیْقِ مِنْ سُقْمِ الْمَوَدَّةِ .	1	دوستوں کا حسد پر اُتر آنا احترام بھری محبت کی خرابی ہے۔

211۔لالچ اور طمع عقلوں کو ٹھوکر کھلاتے ہیں

اَکْثَرُ مَصَارِعِ الْعُقُوْلِ تَحْتَ بُرُوْقِ الْمَطَامِعِ	1	عقلوں کا خاک میں مل جانا اکثر لالچ و طمع کی بجلیوں کی مار ہوتا ہے۔

212۔اعتماد اور بھروسہ والوں کے ساتھ بھی عدل لازم ہے

لَیْسَ مِنَ الْعَدْلِ الْقَضَاءُ عَلَی الثِّقَةِ بِالظَّنِّ .	1	یہ عدل وانصاف نہیں ہے کہ جس پر اعتماد ہوُ سکے حق میں صرف ظن وگمان سے فیصلہ کردیا جائے

213۔آخرت کے لئے ظلم وزیادتی بُرا سامان ہے

بِئْسَ الزَّادُ اِلَی الْمَعَادِ ؛	1	آخرت کے لئے بُرا سامان ہے
اَلْعُدْوَانُ عَلَی الْعِبَادِ .	2	اگر بندوں پر ظلم وزیادتی ساتھ جائے۔

214۔چشم پوشی شریف ترین کام ہے

مِنْ اَشْرَفِ اَفْعَالِ الْکَرِیْمِ غَفْلَتُهُ عَمَّا یَعْلَمُ ؛	1	ایک کریم شخص کے کاموں میں سے شریف ترین کام یہ ہے کہ وہ اُن چیزوں سے چشم پوشی کرے جنہیں وہ جانتا ہے۔

215۔شرم وحیا کا لباس عیبوں کو ڈھک لیتا ہے

مَنْ کَسَاهُ الْحَیَاءُ ثَوْبَهُ '	1	جسے شرم وحیا نے اپنا لباس پہنا رکھا ہے۔
لَمْ یَرَ النَّاسُ عَیْبَهُ .	2	اُس کا کوئی عیب لوگ نہیں دیکھ سکتے۔

216۔چند صفات حسنہ کا نتیجہ

بِکَثْرَتِ الصُّمْتِ تَکُوْنُ الْھَیْبَةُ ؛	1	زیادہ تر خاموش رہنے سے ہیبت اور رعب میں اضافہ ہوتا ہے؛
وَبِالنَّصَفَةِ یَکْثُرُ الْمُوَاصِلُوْنَ ؛	2	اور انصاف کرنے سے وابستہ رہنے والوں کی تعداد بڑھتی ہے۔

وَبِالْإِفْضَالِ تَعْظُمُ الْاَقْدَارُ؛	3	لوگوں پر فضل وکرم کرنے سے قدر ومنزلت بڑھتی ہے۔
وَبِالتَّوَاضُعِ تَتِمُّ النِّعْمَةُ ؛	4	عاجزی وانکساری نعمتوں کو بڑھاتی ہے۔
وَبِاحْتِمَالِ الْمُؤَنِ يَجِبُ السُّوْدَدُ؛	5	دوسروں کا بوجھ بانٹنے سے سرداری حاصل ہوتی ہے۔
وَبِالسِّيْرَةِ الْعَادِلَةِ يُقْهَرُ الْمُنَاوِى ؛	6	عدل پسند سیرت اور عمدہ اطوار وعادات سے دشمن کو شکست ہوتی ہے۔
وَبِالْحِلْمِ عَنِ السَّفِيْهِ تَكْثُرُ الْاَنْصَارُ عَلَيْهِ.	7	بے وقوفوں کے مقابلے میں بردباری مددگاروں میں اضافہ کرتی ہے۔

217۔حسد کرنے والوں کی حماقت پر تعجب

اَلْعَجَبُ لِغَفْلَةِ الْحُسَّادِ عَنْ سَلَامَةِ الْاَجْسَادِ.	1	تعجب اس پر ہے کہ حاسد لوگ لوگوں کی جسمانی تندرستی پر حسد کیوں نہیں کرتے؟

218۔لالچی شخص پابہ زنجیر رہتا ہے

اَلطَّامِعُ فِىْ وَثَاقِ الذُّلِّ .	1	طمع پرور شخص ذلت کی زنجیروں میں ہے۔

219۔دُنیا کی زندگی میں غم ورنج اور شکوہ کرنا

مَنْ اَصْبَحَ عَلَى الدُّنْيَاحَزِيْنًافَقَدْ اَصْبَحَ لِقَضَاءِ اللّٰهِ سَاخِطًا؛	1	جو دُنیا کی خاطر غمگین رہا تو وہ اللہ کے فیصلوں پر ناراض مانا جائے گا؛
وَمَنْ اَصْبَحَ يَشْكُوْ مُصِيْبَةً نَزَلَتْ بِهِ فَاِنَّمَايَشْكُوْرَبَّهُ ؛	2	جو اپنے اوپر نازل ہونے والی مصیبتوں کا شکوہ کرتا ہے وہ یقیناً اپنے پروردگار کی شکایت کرنے والا ہے؛
وَمَنْ اَتَىٰ غَنِيًّافَتَوَاضَعَ لَهُ لِغِنَاهُ ذَهَبَ ثُلُثَادِيْنِهِ ؛	3	جو کسی غنی کے پاس جائے اور وہاں سر نیاز جھکائے تاکہ اُس کی دولتمندی کی تعظیم کرے تو اُس کا ایک تہائی دین ضائع ہوگیا۔
وَمَنْ قَرَاَالْقُرْاٰنَ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَهُوَ كَانَ مِمَّنْ يَّتَّخِذُ آيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا؛	4	اور جو شخص قرآن کی قرأت کرتا رہا اور مرنے کے بعد جہنم میں داخل ہوا تو وہ اُن لوگوں میں سے ہوگا جو اللہ کی آیات کا مذاق اُڑایا کرتے تھے۔
وَمَنْ لَّهِجَ قَلْبُهُ بِحُبِّ الدُّنْيَا الْتَاطَ قَلْبُهُ مِنْهَا بِثَلَاثٍ :	5	اور جس کسی کا دل دُنیا کی محبت میں مبتلا ہو جائے تو اُس کے دل میں دُنیا کی یہ تین چیزیں جم کر رہ جائیں گی:۔
هَمٍّ لَّايُغِبُّهُ ؛	6	ایسا غم واندوہ جو اُس سے جدا نہ ہوگا؛
وَحِرْصٍ لَا يَتْرُكُهُ ؛	7	اور ایسی حرص جو اُس کو ہرگز نہ چھوڑے گی؛
وَاَمَلٍ لَا يُدْرِكُهُ .	8	اور ایسی اُمید جو کبھی پوری نہ ہوگی۔

220۔قناعت اور خوش اخلاقی سلطنت ونعمت سے بڑھ کر ہے

كَفٰى بِالْقَنَاعَةِ مُلْكًا؛	1	قناعت سے بڑھ کر کوئی سلطنت نہیں ہے۔
وَبِحُسْنِ الْخُلْقِ نَعِيْمًا.	2	اور خوش خلقی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔

221۔پاکیزہ زندگی کیا ہے؟

سُئِلَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ عَنۡ قَوۡلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً (نحل 16/97)		علی علیہ السلام سے اللہ کے اِس قول کے متعلق پوچھا گیا۔ ''چنانچہ ہم اُسے پسندیدہ زندگی عطا کریں گے۔(نحل 16/97)
فَقَالَ :هِيَ الۡقَنَاعَةُ .	1	آپؑ نے فرمایا کہ:''وہ قناعت کی زندگی ہے۔''

222۔خوش نصیبی کے لئے خوش نصیبوں میں شرکت

شَارِكُوا الَّذِيۡ قَدۡ اَقۡبَلَ عَلَيۡهِ الرِّزۡقُ ؛	1	اُس شخص کے ساتھ رزق میں شرکت کرو جسکی طرف فراخی سے رزق رخ کئے ہوئے ہو؛
فَاِنَّهٗ اَخۡلَقُ لِلۡغِنٰى ؛	2	اِس لئے کہ اُس کے ساتھ شریک ہونے میں فارغ البالی کا زیادہ امکان ہے۔
وَاَجۡدَرُ بِاِقۡبَالِ الۡحَظِّ عَلَيۡهِ .	3	اور خوش نصیبی ملنے کی زیادہ گنجائش ہے۔''

223۔عدل اور احسان کے معنی

وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ فِيۡ قَوۡلِهٖ عَزَّوَجَلَّ : اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ (نحل 16/90)		اور علی علیہ السلام نے اللہ کے قول: یقیناً اللہ عدل اور احسان کے ساتھ حکم دیتا ہے (16/90) کی وضاحت میں فرمایا ہے کہ:۔
اَلۡعَدۡلُ: اَلۡاِنۡصَافُ ؛	1	عدل کے معنی انصاف کرنا ہیں۔
وَالۡاِحۡسَانُ :اَلتَّفَضُّلُ.	2	اور''احسان'' کے معنی فضل وکرم جاری رکھنا ہے۔

224۔اپنے عاجز اور چھوٹے ہاتھوں سے دے کر بڑے ہاتھوں سے لو

مَنۡ يُعۡطِ بِالۡيَدِ الۡقَصِيۡرَةِ يُعۡطَ بِالۡيَدِ الطَّوِيۡلَةِ .	1	جو شخص ضرورت مندوں کو اپنے عاجز اور چھوٹے ہاتھوں سے دیتا ہے وہ اللہ کے قادر اور لمبے ہاتھوں سے پاتا ہے۔

225۔جنگ کے لئے از خود للکارنے کو منع فرمایا ہے

قَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ لِابۡنِهِ الۡحَسَنِ عَلَيۡهِ السَّلَامُ		علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے حسن علیہ السلام سے فرمایا:
لَاتَدۡعُوَنَّ اِلٰى مُبَارَزَةٍ ؛	1	کبھی بھی کسی کو از خود جنگ کے لئے للکارنا نہیں چاہئے۔
وَاِنۡ دُعِيۡتَ اِلَيۡهَا فَاَجِبۡ ؛	2	البتہ اگر کوئی تمہیں جنگ کیلئے للکارے تو فوراً جنگ کیلئے نکلنا چاہئے۔
فَاِنَّ الدَّاعِيَ بَاغٍ وَالۡبَاغِيَ مَصۡرُوۡعٌ .	3	چنانچہ تمہیں جنگ کیلئے للکارنے والا یقیناً باغی ہوگا اور باغی کو قتل ہو کر گرنا ہوگا۔

226۔یہ خصلتیں عورتوں میں ہوں تو اچھی اور مردوں میں ہوں تو بُری

خِيَارُ خِصَالِ النِّسَآءِ شِرَارُ خِصَالِ الرِّجَالِ :	1	اِن عورتوں کی جو بہترین خصلتیں ہیں وہ مردوں کی بدترین خصلتیں ہیں:۔
اَلزَّهۡوُ وَالۡجُبۡنُ، وَ الۡبُخۡلُ ؛	2	مغرور ہونا، بزدل ہونا اور کنجوس ہونا۔
فَاِذَا كَانَتِ الۡمَرۡاَةُ مَزۡهُوَّةً لَمۡ تُمَكِّنۡ مِنۡ نَفۡسِهَا	3	چنانچہ اگر عورت مغرور ہوگی تو کسی اور کو اپنے اوپر قابو نہ دے گی؛

وَاِذَاکَانَتْ بَخِیْلَةً حَفِظَتْ مَالَهَاوَمَالَ بَعْلِهَا؛	4	اور اگر عورت کنجوس ہوگی تو وہ اپنے مال کی بھی حفاظت کرے گی اور اپنے شوہر کے مال کو بھی محفوظ رکھے گی۔
وَاِذَاکَانَتْ جَبَانَةً فَرِقَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یَعْرِضُ لَهَا .	5	اور اگر عورت ڈرپوک ہوگی تو وہ ہر اُس چیز سے بچ کر رہنے میں کوشاں رہے گی جو اُسے پیش آنے والی ہو۔

227۔ عقلمند کی شناخت

وَقِیْلَ لَهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ صِفْ لَنَاالْعَاقِلَ '		اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ علی علیہ السلام سے ایک عقلمند کی شناخت معلوم کی گئی تو فرمایا
فَقَالَ: هُوَالَّذِیْ یَضَعُ الشَّیَٔ مَوَاضِعَهُ ؛ فَقِیْلَ فَصِفْ	1	عقل مند شخص وہ ہے جو ہر چیز کو اُس کی صحیح جگہ پر رکھے۔
لَنَاالْجَاهِلَ ؟	2	کہا گیا کہ جاہل کی تعریف بھی کر دیجئے؟
فَقَالَ :قَدْ فَعَلْتُ .		فرمایا کہ:۔میں عاقل کی تعریف ہی میں بیان کر چکا ہوں۔

228۔ یہ دُنیا مع اپنے ساز وسامان کے علیؑ کی نظر میں

وَاللّٰهِ لَدُنْیَاکُمْ هٰذِهٖ اَهْوَنُ فِیْ عَیْنِیْ مِنْ عِرَاقِ خِنْزِیْرٍفِیْ یَدِ مَجْذُوْمٍ .	1	اور تمہاری اس دُنیا کی قدر و منزلت میری نگاہ میں خدا کی قسم سور کی اُن آنتوں سے بھی حقیر ہے جو کسی کوڑھی کے ہاتھ میں ہوں۔

229۔ تاجروں، غلاموں اور آزاد لوگوں کی عبادتیں

اِنَّ قَوْمًاعَبَدُوا اللّٰهَ رَغْبَةً فَتِلْکَ عِبَادَةُ التُّجَّارِ؛	1	یقیناً ایک قوم نے استفادہ اور لالچ کی غرض سے عبادت کی تو وہ عبادت سوداگروں کی عبادت تھی۔
وَاِنَّ قَوْمًاعَبَدُوْااللّٰهَ رَهْبَةً فَتِلْکَ عِبَادَةُ الْعَبِیْدِ؛	2	اور ایک قوم نے عذاب کے خوف سے عبادت کی تو اُن کی عبادت غلاموں والی عبادت تھی۔
وَاِنَّ قَوْمًاعَبَدُوْااللّٰهَ شُکْرًا فَتِلْکَ عِبَادَةُ الْاَحْرَارِ.	3	اور ایک قوم نے اللہ کا شکر ادا کرنے کی غرض سے عبادت کی تو وہ عبادت آزاد لوگوں کی عبادت مانی گئی۔

230۔ ایسا شر جس کے بغیر انسان بے کار ہے

اَلْمَرْاَةُ شَرٌّ کُلُّهَا؛	1	عورت پوری مجسمۂ شر ہے؛
وَشَرُّمَافِیْهَااَنَّهُ لَا بُدَّمِنْهَا .	2	اور اُس میں سب سے بڑا شر یہ ہے کہ اُس کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا۔

231۔ سُستی وکاہلی اور چغلخوری

مَنْ اَطَاعَ التَّوَانِیَ ضَیَّعَ الْحُقُوْقَ ؛	1	جو شخص سستی وکاہلی کی اطاعت کرتا ہے وہ تمام حقوق اور فوائد کو ضائع کر دیتا ہے۔
وَمَنْ اَطَاعَ الْوَاشِیَ ضَیَّعَ الصَّدِیْقَ .	2	اور جو شخص چغلخور کی اطاعت کرتا ہے وہ دوستوں کو اپنے ہاتھ سے ضائع کرتا ہے

232۔ایک غصبی پتھر سارے گھر کی بربادی

اَلْحجرُ الْغَصْبُ فِیْ الدَّارِ رَهْنٌ عَلٰی خَرَابِهَا .	1	کسی بھی گھر میں اگر غصب کیا ہوا ایک پتھر موجود ہو تو وہ پتھر اُس گھر کی بربادی کا ضامن ہے۔

233۔مظلوم کے بدلے کا دن

یَوْمُ الْمَظْلُوْمِ عَلَی الظَّالِمِ اَشَدُّ مِنْ یَوْمِ الظَّالِمِ عَلَی الْمَظْلُوْمِ .	1	مظلوم کے بدلے کا دن ظالم کے اوپر اُس دن سے سخت ہوگا جو مظلوم کے اوپر ظلم کا دن تھا۔

234۔تھوڑا سا تقویٰ اور باریک سا پردہ

اِتَّقِ اللّٰهَ بَعْضَ التُّقٰی وَاِنْ قَلَّ ؛	1	تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرلو خواہ وہ تھوڑا سا ہی ہو۔
وَاجْعَلْ بَیْنَکَ وَبَیْنَ اللّٰهِ سِتْرًا وَّاِنْ رَقَّ	2	اور اپنے اور اپنے اللہ کے درمیان ایک پردہ رکھا کرو خواہ وہ باریک ہی سا ہو۔

235۔جوابات کی کثرت سے حقیقت چُھپ جاتی ہے

اِذَا ازْدَحَمَ الْجَوَابُ خَفِیَ الصَّوَابُ .	1	جب ایک ہی سوال کے بہت سے جوابوں کا ہنگامہ برپا ہو جائے تو صحیح جواب چھپ جاتا ہے۔

236۔ہر نعمت پر اللہ کا حق واجب ہے

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی فِی کُلِّ نِعْمَةٍ حَقًّا ؛	1	اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت میں اُس کا ایک حق ہوتا ہے؛
فَمَنْ اَدَّاهُ زَادَهُ مِنْهَا ؛	2	لہٰذا جس نے وہ حق ادا کیا اُس کی نعمت میں اضافہ ہوتا ہے؛
وَمَنْ قَصَّرَ فِیْهِ خَاطَرَ بِزَوَالِ نِعْمَتِهِ .	3	اور جس نے اُس حق میں کوتاہی کی اُسے نعمت کے زوال کا خطرہ رہنا چاہئے۔

237۔ناداری حرص و ہوس کو بڑھاتی ہے

اِذَا کَثُرَتِ الْمَقْدُرَةُ ؛قَلَّتِ الشَّهْوَةُ .	1	جب قدرت وحیثیت زیادہ ہو جاتی ہے تو خواہش و ہوس قلیل ہو جاتی ہے۔

238۔نعمتوں کو برقرار رکھنے میں کوشاں رہو

اِحْذَرُوْا نِفَارَ النِّعَمِ فَمَا کُلُّ شَارِدٍ بِمَرْدُوْدٍ	1	نعمتوں کے چھن جانے اور متنفر ہو جانے سے بچتے رہو اس لئے کہ ہر چھن جانے والی نعمت پلٹ کر نہیں آتی۔

239۔جذبۂ کرم رشتہ داری کے جذبہ سے بڑھ کر ہوتا ہے

اَلْکَرَمُ اَعْطَفُ مِنَ الرَّحِمِ .	1	کرم رشتہ داری کے تعلق سے زیادہ مہربانی کا سبب ہوتا ہے۔

240۔اچھے خیالات رکھنے والوں کے لئے اچھے بن جاؤ

مَنْ ظَنَّ بِکَ خَیْرًا فَصَدِّقْ ظَنَّهُ .	1	جو کوئی تمہارے متعلق اچھے خیالات و جذبات رکھتا ہو تم اس کے خیالات کی مطابقت اختیار کرلو۔

241۔ناگواری کے باوجود عمل کرنا بہترین عمل ہے

اَفۡضَلُ الۡاَعۡمَالِ مَااَکۡرَھۡتَ نَفۡسَکَ عَلَیۡہِ .	1	سب سے افضل عمل وہ ہے جسکو بجالانا تمہارے نفس پر ناگوار گذرے۔

242۔ارادوں کا پورا نہ ہونا قادرِ مطلق کا پتہ دیتا ہے

عَرَفۡتُ اللّٰہَ بِفَسۡخِ الۡعَزَائِمِ '	1	عزم وارادہ کو تبدیل کرنے سے میں نے اللہ کو شناخت کیا۔
وَحَلِّ لۡعُقُوۡدِ.	2	اور پیچیدگیوں کے کُھل جانے سے اللہ کا ثبوت دیا۔

243۔دُنیا کی تلخیاں آخرت میں شیرینیاں ہیں

مَرَارَۃُ الدُّنۡیَا حَلَاوَۃُ الۡاٰخِرَۃِ ؛	1	دُنیا کی تلخیاں آخرت کی شیرینیاں ہوتی ہیں۔
وَحَلَاوَۃُ الدُّنۡیَا مَرَارَۃُ الۡاٰخِرَۃِ .	2	اور دُنیا کی شیرینیاں آخرت کی تلخیاں ہوتی ہیں۔

244۔واجبات دین اور اُن کا مقصد؟

فَرَضَ اللّٰہُ الۡاِیۡمَانَ تَطۡھِیۡرًامِنَ الشِّرۡکِ ؛	1	اللہ نے ایمان کو فرض کیا نظام شرک وشرکت سے پاک کرنے کیلئے؛
وَالصَّلَاۃَ تَنۡزِیۡھًا عَنِ الۡکِبۡرِ ؛	2	اور نماز کو فرض کیا تکبر سے بچانے کیلئے؛
وَالزَّکَاۃَ تَسۡبِیۡبًا لِلرِّزۡقِ ؛	3	اور زکاۃ کو فرض کیا رزق کے اسباب پیدا کرنے کیلئے؛
وَالصِّیَامَ ابۡتِلَاءً لِاِخۡلَاصِ الۡخَلۡقِ ؛	4	اور روزے فرض کئے مخلوق کے خلوص کو آزمانے کیلئے؛
وَالۡحَجَّ تَقۡوِیَۃً لِلدِّیۡنِ ؛	5	اور حج فرض کیا دین کو طاقت دینے کیلئے؛
وَالۡجِھَادَ عِزًّا لِلۡاِسۡلَامِ ؛	6	اور جہاد فرض کیا اسلام کی عزت بڑھانے کیلئے؛
وَالۡاَمۡرَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ مَصۡلَحَۃً لِلۡعَوَامِ ؛	7	اور عالمی اچھائیاں فرض کیں عوام کی اصلاح حال کیلئے؛
وَالنَّھۡیَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ رَدۡعًالِلسُّفَھَآءِ ؛	8	عالمی ناپسند کی برائیوں سے رُکنا فرض کیا آوارہ خیال لوگوں کی روک تھام کیلئے؛
وَصِلَۃَ الرَّحِمِ مَنۡمَاۃً لِلۡعَدَدِ ؛	9	قرابتداروں کے حقوق کا ادا کرنا فرض کیا تعداد اور افرادی قوت بڑھانے کیلئے؛
وَالۡقِصَاصَ حَقۡنًا لِلدِّمَاءِ ؛	10	اور جان کا بدلہ جان لینا فرض کیا تاکہ لوگوں کی جانیں محفوظ رہیں اور ناحق خون نہ بہایا جائے
وَاِقَامَۃَ الۡحُدُوۡدِ اِعۡظَامًالِلۡمَحَارِمِ ؛	11	حدود اور قانون کو قائم رکھنا فرض کیا گیا تاکہ حرام وحلال کی پابندی ہوتی رہے؛
وَتَرۡکَ شُرۡبِ الۡخَمۡرِ تَحۡصِیۡنًالِلۡعَقۡلِ ؛	12	شراب کا پینا بند کیا گیا تاکہ عقل انسانی کا تحفظ کیا جائے؛
وَمُجَانَبَۃَ السَّرۡقَۃِ اِیۡجَابًا لِلۡعِفَّۃِ ؛	13	اور چوری سے باز رہنے کو فرض کیا گیا تاکہ پاکبازی برقرار رہے؛
وَتَرۡکَ الزِّنَا تَحۡصِیۡنًالِلنَّسَبِ ؛	14	اور زنا کو ترک کرنا فرض کیا گیا تاکہ نسل اور نسب محفوظ رہیں؛
وَتَرۡکَ اللِّوَاطِ تَکۡثِیۡرًا لِلنَّسۡلِ ؛	15	اور اغلام کو چھوڑنا فرض کیا گیا تاکہ نسل بڑھے اور منقطع نہ ہونے پائے؛
وَالشَّھَادَاتِ اسۡتِظۡھَارًاعَلَی الۡمُجَاحَدَاتِ ؛	16	شہادت دینا فرض کیا گیا تاکہ انکارِ حقوق کی راہ بند کی جائے؛
وَتَرۡکَ الۡکَذِبِ تَشۡرِیۡفًا لِلصِّدۡقِ ؛	17	اور جھوٹ بولنے کو چھوڑنا فرض کیا گیا تاکہ سچائی کا مقام بلند ہوسکے؛

وَالسَّلَامَ اَمَانًا مِنَ الْمَخَاوِفِ ؛	18	اور سلام کرنا فرض کیا گیا تا کہ خوف ودہشت سے امن نصیب ہو؛
وَالْاِمَامَۃَ نِظَامًا لِلْاُمَّۃِ ؛	19	اور اماؑمت کا قائم رکھنا فرض کیا گیا تا کہ اُمت منظم رکھی جاسکے؛
وَالطَّاعَۃَ تَعْظِیْمًا لِلْاِمَامَۃِ .	20	اور امامؑ کی اطاعت فرض کی گئی تا کہ امامتؑ کی عظمت برقرار رہے۔

245۔ظالم سے حلف اور قسم لینے کا طریقہ

اَحْلِفُوْا الظَّالِمَ .	1	ظالم سے اس طرح حلف اُٹھواؤ:۔
اِذَا اَرَدْتُمْ یَمِیْنَہٗ .بِاَنَّہٗ بَرِیٌٔ مِنْ حَوْلِ اللّٰہِ وَقُوَّتِہٖ ؛		۔''وہ اللہ کی قوت اور توانائی سے بری ہے''۔
فَاِنَّہٗ اِذَا حَلَفَ بِھَا کَاذِبًا عُوْجِلَ الْعُقُوْبَۃَ	2	اسلئے کہ جب وہ یہ کہہ کر جھوٹا حلف اُٹھائے گا تو جلداُ سے سزا ملے گی۔
وَاِذَاحَلَفَ	3	اور اگر اُس نے یوں قسم کھائی کہ:۔
بِاللّٰہِ الَّذِیْ لَااِلٰہَ اِلَّاھُوَ لَمْ یُعَاجَلْ ؛		۔''قسم ہے اُس اللہ کی جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے''۔
		اس طرح کی قسم پر اُس کی گرفت جلدی سے نہ ہوگی۔
لِاَنَّہٗ قَدْوَحَّدَ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ .	4	کیوں کہ اس طرح کی قسم میں اُس نے اللہ کو وحدت اور یکتائی سے یاد کرلیا ہے۔''

246۔زندگی بھر آدمی کو خود اپنے وصی کا کام کرنا چاہئے

یَاابْنَ آدَمَ کُنْ وَصِیَّ نَفْسِکَ ؛	1	اَے آدمؑ کے بیٹے تو اپنی ذات کا خود وصی بن جا؛
وَاعْمَلْ فِیْ مَالِکَ مَاتُؤْثِرُاَنْ یُّعْمَلَ فِیْہِ مِنْ بَعْدِکَ	2	اور اپنے مال میں وہی عمل کر جو تو چاہتا ہے کہ اُس میں تیرے بعد کیا جایا کرے۔

247۔غصہ پاگل پن کی ایک قسم ہے

اَلْحِدَّۃُ ضَرْبٌ مِنَ الْجُنُوْنِ ؛	1	مغلوب الغضب ہونا دیوانگی کی ایک قسم ہے؛
لَاَنَّ صَاحِبُھَا یَنْدَمُ ؛	2	اس لئے کہ مغلوب الغضب آدمی بعد میں نادم ہوا کرتا ہے؛
فَاِنْ لَمْ یَنْدَمْ فَجُنُوْنُہٗ مُسْتَحْکَمٌ .	3	پھر اگر وہ نادم نہ ہو تو یہ اُس کے پاگل ہونے کی پکی پہچان ہے۔

248۔صحت مند آدمی حاسد نہیں ہوتا

صِحَّۃُ الْجَسَدِ مِنْ قِلَّۃِ الْحَسَدِ .	1	حسد کی کمی تندرستی اور صحت مندی کا سبب ہوا کرتی ہے۔

249۔غداروں،جھوٹوں اور مکاروں کے ساتھ سلوک؟

اَلْوَفَاءُ لِاَھْلِ الْغَدْرِ غَدْرٌعِنْدَاللّٰہِ ؛	1	غدّاروں کے ساتھ وفا کرنا اللہ کے نزدیک غدّاری ہے؛
وَالْغَدْرُ بِاَھْلِ الْغَدْرِ وَفَآءٌ عِنْدَاللّٰہِ .	2	اور غدّاروں کے ساتھ غداری کرنا اللہ کے نزدیک عین وفاداری ہے۔

250۔مومنین کی مصیبت کو ہانکنے والی مخلوق

یَا کُمَیْلُ مُرْ اَھْلَکَ اَنْ یَّرُوْحُوْا فِیْ کَسْبِ الْمَکَارِمِ ؛	1	اَے کمیل تم اپنے متعلقین کو حکم دو کہ وہ عمدہ عادات وخصائل حاصل کرنے کے لئے دن بھر کوشاں رہیں۔
وَیُدْلِجُوْا فِیْ حَاجَۃِ مَنْ ھُوَنَائِمٌ ؛	2	اور پھر رات ہونے پر سوجانے والوں کی حاجت روائی کو نکل کھڑے ہوں۔
فَوَالَّذِیْ وَسِعَ سَمْعُہُ الْاَصْوَاتَ مَامِنْ اَحَدٍ اَوْدَعَ قَلْبًا سُرُوْرًا اِلَّاوَخَلَقَ اللّٰہُ لَہُ مِنْ ذٰلِکَ السُّرُوْرِ لُطْفًا ؛	3	اس ذات پاک کی قسم جس کا سننا تمام آوازوں پر حاوی ہے کہ جس نے کسی کے قلب کو مسرور کیا تو اللہ اُس سرور سے ایک خاص لطف پیدا کردے گا۔
فَـاِذَا نَـزَلَـتْ بِـہٖ نَـائِبَۃٌ جَـرٰی اِلَیْھَا کَالْمَاءِ فِیْ اِنْـحِـدَارِہٖ حَتّٰـی یَـطْرُدَھَاعَنْہُ کَمَاتُطْرَدُ غَرِیْبَۃُ الْاِبِلِ	4	چنانچہ جب کبھی بھی اُس شخص پر کوئی رنج وصدمہ یا مصیبت نازل ہو تو وہ اللہ کا پیدا کیا ہوا لطف پانی کی طرح بہتا ہوا اُس تک پہنچے اور اُس مصیبت ورنج کو اس طرح ہانک لے جائے جیسے آوارہ اُونٹوں کو ہانکا جاتا ہے۔

251۔تنگ دستی سے نکلنے اور خوشحالی کرنے کے لئے

اِذَا اَمْلَقْتُمْ فَتَاجِرُوااللّٰہَ بِالصَّدَقَۃِ .	1	جب کبھی تم پر تنگدستی آجائے تو تم صدقہ کے ذریعہ سے اللہ سے تجارت شروع کردو۔

252۔مہلت دے کر احسان کرکے تباہ کرنا

کَمْ مِّنْ مُسْتَدْرَجٍ بِالْاِحْسَانِ اِلَیْہِ ؛	1	کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کو بتدریج احسان کرتے کرتے عذاب کا حقدار بنا دیا جاتا ہے
وَمَغْرُوْرٍ بِالسَّتْرِعَلَیْہِ؛	2	اور جو پردہ پوشی سے دھوکے میں مبتلا رہتے چلے جاتے ہیں۔
وَمَفْتُوْنٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِیْہِ ؛	3	اور اپنے متعلق اچھی باتیں سُن سُن کر فتنہ میں پڑے ہوئے ہیں۔
وَمَاابْتَلَی اللّٰہُ سُبْحَانَہُ اَحَدًا بِمِثْلِ الْاِمْلَاءِ لَہُ .	4	اور ایسی مہلت دینے سے بڑی خطرناک اور کوئی آزمائش نہیں ہوتی ہے۔

253۔(1) نورِ محمدیؐ کا ظہور وغلبہ (توبہ 9/32، الفتح 48/28، الصّف 9-61/8)

فَاِذَاکَانَ ذٰلِکَ ضَرَبَ یَعْسُوْبُ الدِّیْنِ بِذَنَبِہٖ ؛	1	جب وہ زمانہ آئے گا تو مشکل کشائے عالم اور فرماں روائے دین اپنے تمام متعلقات پر تسلط حاصل کرے گا؛
فَیَجْتَمِعُوْنَ اِلَیْہِ کَمَایَجْتَمِعُ قَزَعُ الْخَرِیْفِ .	2	اور اُسؑ کے بلانے پر انصارانِ اسلام اُن کے گرد اس طرح جمع ہو جائیں گے جس طرح ساون کے بادل۔

254۔(2) جناب صعصہؓ بن صوحان کی مدح فرمائی ہے

ھٰذَا الْخَطِیْبُ الشَّحْشَحُ .	1	یہ ایک نہایت قادر الکلام وخوش بیان خطیب ہے۔

255۔(3) قران میں مذکور خصومۃ کی طرف اشارہ ہے (بقرہ 205-2/204)

اِنَّ لِلْخُصُوْمَۃِ قُحَمًا .	1	یقیناً خصومت کے لئے تباہیاں ہیں۔

256۔(4) لڑکیوں کو پہلے نمبر پر ددھیال میں بیاہنا چاہئے

اِذَابَلَغَ النِّسَآءُ نَصَّ الْحَقَائِقِ ؛	1	جب بیٹیاں واضح حقیقت، حدکمال، تک پہنچ جائیں تو،
فَالْعَصَبَةُ اَوْلٰی .	2	اُن کے لئے ددھیالی رشتے کے جوان پہلا حق رکھتے ہیں۔

257۔(5) ایمان کا نورانی نقطہ بڑھتا بھی ہے اور گھٹتا بھی ہے

اِنَّ الْاِیْمَانَ یَبْدُوْ لُمْظَةً فِی الْقَلْبِ كُلَّمَا اَزْدَادَ الْاِیْمَانُ اَزْدَادَتِ اللُّمْظَةُ .	1	یقیناً ایمان لُمظہ (سفید نشان) کی صورت میں دل کے اندر ظاہر ہوتا ہے اور جیسے جیسے ایمان بڑھتا جاتا ہے سفید نشان بھی بڑھتا جاتا ہے۔"

258۔(6) مہاجنوں کے مشکوک کھاتوں کا حساب اور زکوٰۃ

اِنَّ الرَّجُلَ اِذَاكَانَ لَهُ الدَّیْنُ الظَّنُوْنُ یَجِبُ عَلَیْهِ اَنْ یُزَكِّیَهُ لِمَامَضٰی اِذَاقَبَضَهُ .	1	یقیناً جوشخص کسی سے کوئی ایسی رقم وصول کرے جو قرض کے کھاتہ میں مشکوک رہتی چلی آرہی تھی اُسے چاہئے کہ وہ اُس رقم پر اپنے قبضہ میں آنے کی پوری مدت کی زکاۃ ادا کردے۔

259۔(7) جنگی مہمات میں جنسی خواہشات سے باز رہنا

اَنَّهُ شَیَّعَ جَیْشًایُغْزِیْهِ فَقَال : اَعْذِبُوْاعَنِ النِّسَآءِ مَااسْتَطَعْتُمْ.	1	واقعہ یہ تھا کہ علیؑ نے ایک فوج کو غزوہ پر روانہ کرنے کی خوب اشاعت کی تو اُسی سلسلے میں یہ بھی فرمایا کہ: جہاں تک تم سے ہوسکے عورتوں سے دل چسپی نہ لینا۔"

260۔ (8) یقین کے ساتھ کامیاب ہونے والا

كَالْیَاسِرِ الْفَالِجِ یَنْتَظِرُ اَوَّلَ فَوْزَةٍ مِنْ قِدَاحِهِ	1	وہ تو اُس جیتتے رہنے والے جوئے باز (جواری) کی طرح ہے جو جوئے کے پہلے ہی داؤ پر جیتنے کا انتظار کرتا ہے۔

261۔(9) رسوؐل اللہ مسلمانوں کی پناہ تھے

كُنَّااِذَا اَحْمَرَّالْبَاسُ اتَّقَیْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِه		جس وقت جنگ وقتل کی شدت بڑھ جاتی تھی تو ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی پناہ اختیار کرلیا کرتے تھے۔
فَلَمْ یَكُنْ مِنَّا اَقْرَبُ اِلَى الْعَدُوِّمِنْهُ	1	چنانچہ ہم میں سے کوئی بھی دشمنوں سے اتنا قریب نہیں ہوتا تھا جتنا آنحضرتؐ ہوا کرتے تھے۔

262۔حضرت علیؑ حکمران تھے یا رعیّت؟

لَمَّا بَلَغَهُ اِغَارَةُ اَصْحَابِ مُعَاوِیَةَ عَلَى الْاَنْبَارِ فَخَرَجَ بِنَفْسِهٖ مَاشِیًاحَتّٰی اَتَى النُّخَیْلَةَ ؛ فَاَدْرَكَهُ النَّاسُ وَقَالُوْا:		جب حضرت علی علیہ السلام کو یہ اطلاع ملی کہ معاویہ کے صحابہ نے فوج کے ساتھ شہر انبار پر لوٹ مار کے لئے غارتگری کا انتظام کیا ہے تو آپؑ بنفس نفیس پیدل چلتے ہوئے وادی نُخیلہ تک آئے علیؑ کو لوگوں نے آلیا اور عرض کیا کہ:

."یَااَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ نَحْنُ نَکْفِیکَھُمْ". فَقَالَ :		۔"یا امیر المومنین آپ کی طرف سے ہم معاویہ کے غارتگروں کیلئے کافی ہیں"۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"وَاللّٰہِ مَاتَکْفُونَنِیْ اَنْفُسَکُمْ فَکَیْفَ تَکْفُونَنِیْ غَیْرَکُمْ ؟	1	قسم بخدا تم خود اپنے حملوں سے تو میرا بچاؤ کر نہیں سکتے پھر دوسروں کے حملے سے میرا بچاؤ کیسے کر سکو گے؟
اِنْ کَانَتِ الرَّعَایَا قَبْلِیْ لَتَشْکُوْحَیْفَ رُعَاتِھَا فَاِنّی الْیَوْمَ لَاَشْکُوحَیْفَ رَعِیَّتِیْ؛	2	مجھ سے پہلے کی رعیّت اپنے حکمرانوں کے ظلم و زیادتیوں کی شکایت کیا کرتی تھی اور آج یہ حال ہے کہ میں حکمران ہوتے ہوئے اپنی رعیّت کے ظلم و جبر کی شکایت کر رہا ہوں۔
کَاَنَّنِیْ الْمَقُوْدُ وَھُمُ الْقَادَۃُ ؛ اَوِالْمَوْزُوْعُ وَھُمُ الْوَزَعَۃُ	3	گویا میں اُن کی قیادت کا پابند ہوں اور وہ میری قائد ہے، یا یہ کہ میں اُن کا حلقہ بگوش ہوں اور وہ حکمران ہے۔

263۔طلحہ وزبیر اور دیگر قریشیوں کے لئے مسلمانوں کی حیرانی

وَقِیْلَ اِنَّ الْحَارِثَ ابْنَ حُوْطٍ اَتَاہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ :"اَتُرَانِیْ اَظُنُّ اَصْحَابَ الْجَمَلِ کَانُوْا عَلٰی ضَلَالَۃٍ ؟		اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حارث ابن حُوط حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ "کیا آپؑ کے خیال میں مجھے یہ گمان بھی ہوسکتا ہے کہ اصحابِ جنگِ جَمل گمراہ تھے؟
فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَاحَارِثُ اِنَّکَ نَظَرْتَ تَحْتَکَ وَلَمْ تَنظُرْ فَوْقَکَ فَحِرْتَ!	1	چنانچہ آپؑ نے فرمایا کہ اے حارث تم نے اپنے نیچے کی طرف تو دیکھا مگر اوپر کی طرف نظر نہیں اُٹھائی اسلئے تم حیران ہو گئے۔
اِنَّکَ لَمْ تَعْرِفِ الْحَقَّ فَتَعْرِفَ اَھْلَہٗ ' وَلَمْ تَعْرِفِ الْبَاطِلَ فَتَعْرِفَ مَنْ اَتَاہُ ؟ فَقَالَ	2	حقیقت یہ ہے کہ تم نے حق کو پہچانا ہی نہیں جو اہل حق کو پہچانتے۔ اور نہ تم نے باطل کو شناخت کیا جو تم باطل پرستوں کو جانتے؟
الْحَارِثُ فَاِنِّیْ اَعْتَزِلُ مَعَ سَعْدِ ابْنِ مَالِکٍ وَعَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ :	3	اس پر حارث نے کہا کہ میں سعد ابن مالک اور عبداللہ ابن عمر کے ساتھ گوشہ نشین ہو جاؤں گا۔
فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ سَعْدً وَّعَبْدَاللّٰہِ ابْنَ عُمَرَ لَمْ یَنْصُرَ الْحَقَّ وَلَمْ یَخْذُلَا الْبَاطِلَ .	4	علی علیہ السلام نے جواب دیا کہ سعد بن مالک اور عبداللہ ابن عمر نے نہ تو حق کی مدد کی اور نہ ہی باطل کو بے یار و مددگار کیا۔"

264۔بادشاہ کا مصاحب شیر کے منہ میں

صَاحِبُ السُّلْطَانِ کَرَاکِبِ الْاَسَدِ:	1	بادشاہ کا مشیر و مصاحب اُس شخص کی مانند ہے جو شیر پر سواری کرتا ہے کہ:۔
یُغْبَطُ بِمَوْقِعِہٖ '	2	اُس کی شان اور مرتبہ پر رشک کیا جاتا ہے،
وَھُوَاَعْلَمُ بِمَوْضِعِہٖ .	3	اور وہ جانتا ہے کہ کس قدر نازک صورت حال سے دوچار ہے۔

265۔دوسروں کے پس ماندگان پر احسان کا فائدہ؟

اَحۡسِنُوۡا فِیۡ عَقِبِ غَیۡرِکُمۡ تُحۡفَظُوۡافِیۡ عَقِبِکُمۡ.	1	دوسروں کے پس ماندگان کیساتھ احسان کروتا کہ تمہارے پس ماندگان کی حفاظت کیجائے

266۔دانشوران قوم کے فیصلوں پر اعتماد؟

اِنَّ کَلَامَ الۡحُکَمَآءِ اِذَاکَانَ صَوَبًاکَانَ دَوَآءً ؛	1	اگراہلِ دانش کا کلام صحیح ہوتو وہ بیماری کی دوا ہوتا ہے۔
وَاِذَاکَانَ خَطَاءً کَانَ دَاءً .	2	اوراگر دانشوروں کی بات غلط ہوتو وہ خود ایک بیماری ہوتی ہے۔

267۔اپنے بیانات کو یاد رکھنے کا تقاضہ فرمایا ہے

وَسَالَهٗ عَلَيۡهِ السَّلَامُ رَجُلٌ اَنۡ يُّعَرِّفَهٗ مَاالۡاِيۡمَانُ فَقَالَ		ایک شخص نے علی علیہ السلام سے سوال کیا کہ اُسے ایمان سے متعارف کرائیں۔ تو فرمایا کہ:۔
اِذَاکَانَ غَدٌفَأۡتِنِیۡ حَتّٰی اُخۡبِرَکَ عَلٰی اَسۡمَاعِ النَّاسِ ؛	1	جب کل کا دن آئے تو تُو میرے پاس آجانا میں تمہیں تمہارے سوال کا جواب مجمع عام میں دوں گا۔
فَاِنۡ نَسِيۡتَ مَقَالَتِیۡ حَفِظَهَا عَلَيۡکَ غَيۡرُکَ ؛	2	تاکہ اگر تم میرے بیان کو بُھول جاؤ تو کوئی دوسرا تمہارے لئے اسے محفوظ کرلے۔
فَاِنَّ الۡکَلَامَ کَالشَّارِدَةِ يَنۡقُفُهَا هٰذَا وَيُخۡطِئُهَاهٰذَا.	3	چنانچہ کلام بکھرے ہوئے شکار کیطرح ہوتا ہے جو کسی کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور کسی کے ہاتھ آجاتا ہے۔

268۔رزق کے تفکرات میں نہ اُلجھو

يَاابۡنَ آدَمَ لَاتَحۡمِلۡ هَمَّ يَوۡمِکَ الَّذِیۡ لَمۡ يَاۡتِکَ عَلٰی يَوۡمِکَ الَّذِیۡ قَدۡاَتَاکَ ؛	1	اے آدمؑ کے بیٹے تُو اُس دن کی فکر کا وزن آج کے دن پر نہ ڈال جو ابھی آیا ہی نہیں ہے ۔(یعنی آج صرف آج کی فکر کر)۔
فَاِنَّهٗ اِنۡ يَّکُ مِنۡ عُمُرِکَ يَاتِ اللّٰهُ فِيۡهِ بِرِزۡقِکَ .	2	یہ اس لئے کہ اگر وہ دن تیری اپنی عمر ہی کا ایک دن ہے تو یقین رکھ کہ اُس دن کا تیرا رزق تجھے پہنچ کر رہے گا۔

269۔محبت اور عداوت کو قابو میں رکھا کرو

اَحۡبِبۡ حَبِيۡبَکَ هَوۡنًامَّا؛	1	تم اپنے حبیب سے صرف ایک حد کے اندر اندر محبت کرو،
عَسٰی اَنۡ يَّکُوۡنَ بَغِيۡضَکَ يَوۡمًامَّا؛	2	کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی دن وہ تمہارا دشمن ہوجائے ؛
وَاَبۡغِضۡ بَغِيۡضَکَ هَوۡنًامَّا؛	3	اورتم اپنے دشمن سے اپنی دشمنی کو بھی ایک مناسب حد کے اندر رکھو،
عَسٰی اَنۡ يَّکُوۡنَ حَبِيۡبَکَ يَوۡمًامَّا .	4	کیوں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کسی دن تمہارا دوست ہوجائے۔

270۔دُنیا کے لئے کام کرنے والے اور آخرت کمانے والے

اَلنَّاسُ فِی الدُّنْیَاعَامِلاَنِ :	1	دُنیا میں کام کرنے والے انسان دوطرح کے ہیں:۔
عَامِلٌ عَمِلَ فِی الدُّنْیَا لِلدُّنْیَا قَدْ شَغَلَتْهُ دُنْیَاهُ عَنْ اٰخِرَتِهٖ ؛	2	ایک وہ کام کرنے والے جو دُنیا میں دُنیا ہی کے کام کرتے ہیں اور دُنیا نے اُنہیں اس طرح مشغول کیا ہوا ہے کہ وہ آخرت سے غافل ہو چکے ہیں۔
یَخْشیٰ عَلٰی مَنْ یَخْلُفُهُ الْفَقْرَ وَیَامَنُهُ عَلٰی نَفْسِهٖ؛	3	اور وہ اپنے بعدرہ جانے والے متعلقین کے عُسرت وفقروفاقہ میں مبتلا ہونے سے تنگ دل ہوتے ہیں اور اپنی حالت پر مطمئن رہ کر دن گذارتے ہیں؛
فَیُفْنِیْ عُمُرَهٗ فِیْ مَنْفَعَةِ غَیْرِهٖ ؛	4	لہٰذا وہ اپنے پس ماندگان کی آسودہ حالی کے لئے اپنی ساری عمر فنا کرڈالتا ہے۔
وَعَامِلٌ عَمِلَ فِی الدُّنْیَا لِمَابَعْدَهَا فَجَآئَهُ الَّذِیْ لَهٗ مِنَ الدُّنْیَا بِغَیْرِ عَمَلٍ ؛	5	دوسرا وہ عمل کرنے والا ہے جو دُنیا میں قیام کے دوران دُنیا کے بعد آنیوالی زندگی کیلئے کام کرتا ہے چنانچہ یہ شخص دُنیا کیلئے کام کئے بغیر ہی آخرت تک پہنچ جاتا ہے۔
فَاَحْرَزَ الْحَظَّیْنِ مَعًا ؛	6	اور دُنیا وآخرت دونوں کے حصے اور فائدے حاصل کرلیتا ہے
وَمَلَکَ الدَّارَیْنِ جَمِیْعًا ؛	7	اور دونوں گھروں کا مالک بن جاتا ہے۔
فَاَصْبَحَ وَجِیْهًاعِنْدَ اللّٰهِ ؛	8	اِدھر اللہ کے نزدیک باوقار ہو جاتا ہے۔
لاَ یَسْاَلُ اللّٰهَ حَاجَةً فَیَمْنَعُهٗ .	9	اور اللہ سے جو بھی حاجت طب کرتا ہے اللہ اسے منع نہیں کرتا۔

271۔قریش اور عمر کعبہ کے زیورات فوج پر صرف کرنا چاہتے تھے

وَرُوِیَ اَنَّهٗ ذُکِرَ عِنْدَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فِیْ اَیَّامِهٖ حَلْیُ الْکَعْبَةِ وَ کَثْرَتُهٗ ،فَقَالَ قَوْمٌ :لَوْاَخَذْتَهٗ فَجَهَّزْتَ بِهٖ جُیُوْشَ الْمُسْلِمِیْنَ کَانَ اَعْظَمَ لِلْاَجْرِ وَمَاتَصْنَعُ الْکَعْبَةُ بِالْحَلْیِ ؟ فَهَمَّ عُمَرُ بِذٰلِکَ ،وَسَاَلَ عَنْهُ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلاَمُ

اور روایت کیا گیا ہے کہ عمر ابن خطاب کی خلافت کے دنوں میں کعبہ کے زیورات کی کثرت کا تذکرہ کیا گیا تھا۔تو قریشی قوم نے کہا تھا کہ اگر آپ کعبہ کے تمام زیورات مسلمانوں کی افواج کو مسلح اور منظم کرنے پر صرف کردیں اس کا بہت عظیم الشان اجر ہوگا ورنہ یہ کعبہ اِن زیورات کے ساتھ کیا کرے گا؟ چنانچہ عمر نے زیورات کو اُتروانے کی مہم تیار کی اور اس سلسلے میں امیر المومنین علیہ السلام سے بھی پوچھ لیا تو،

فَقَالَ :اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَالْاَمْوَالُ اَرْبَعَةٌ :	1	علیؑ نے فرمایا کہ:جب قرآن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل ہوا تو اس وقت چار قسم کے اموال موجود تھے۔
اَمْوَالُ الْمُسْلِمِیْنَ فَقَسَّمَهَا بَیْنَ الْوَرَثَةِ	2	ایک مسلمانوں کا ذاتی مال تھا اُسے حضوؐر نے اُن کے وارثوں میں اُن کے فرض حصوں کے مطابق تقسیم کیا؛
فِی الْفَرَائِضِ ، وَالْفَیْءُ فَقَسَّمَهٗ عَلٰی مُسْتَحِقِّیْهِ،	3	دوسرا مال فَے تھا اُس کو اسکے مستحقین پر تقسیم کرنا طے کردیا۔
وَالْخُمُسُ فَوَضَعَهُ اللّٰهُ حَیْثُ وَضَعَهٗ ؛	4	تیسرا مال خمس تھا اُسکو اللہ نے متعیّن کردیا اور یہ معلوم ہے کہ کیسے متعیّن فرمایا؛
وَالصَّدَقَاتُ فَجَعَلَهَا اللّٰهُ حَیْثُ جَعَلَهَا ؛	5	اور چوتھا مال صدقات کی قسم کا تھا اُن کو بھی اللہ نے وہاں رکھا جہاں اُسے رکھنا تھا

وَکَانَ حَلْیُ الْکَعْبَۃِ فِیْھَا یَوْمَئِذٍفتَرکَہُ اللّٰہُ عَلٰی حَالِہٖ	6	اور کعبہ کے یہ زیورات اُس وقت بھی موجود تھے اور آج بھی موجود ہیں اُن کو اللہ نے اِسی حال میں چھوڑ دیا تھا۔
وَلَمْ یَتْرُکْہُ نِسْیَانًا؛	7	اور اِس حال میں اُنہیں بُھول کر نہ چھوڑا تھا۔
وَلَمْ یَخْفَ عَلَیْہِ مَکَانًا ؛	8	اور نہ اِس لئے چھوڑا تھا کہ وہ اللہ سے پوشیدہ رہ گئے ہوں۔
فَاَقِرَّہُ حَیْثُ اَقَرَّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ؛	9	چنانچہ تو بھی اُن کو اُسی طرح رہنے دے جیسے اللہ ورسوؐل نے اُن کو برقرار رکھا تھا۔
فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ ؛	10	اُس پر عمر نے علیؑ سے کہا کہ:۔
لَوْلَاکَ لَا فْتَضَحْنَا'	11	اگر آپؑ موجود نہ ہوتے تو ہم ذلیل ورسوا ہو جاتے۔
وَتَرَکَ الْحَلْیُ بِحَالِہٖ .	12	اور کعبہ کے زیورات کو بدستور رہنے دیا۔

272۔اللہ کا مال اللہ کے مال نے کھالیا

وَرُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ رُفِعَ اِلَیْہِ رَجُلَانِ سَرَقَامِنْ مَّالِ اللّٰہِ : اَحَدُھُمَا عَبْدٌ مِّنْ مَّالِ اللّٰہِ 'وَالْاٰخَرُمِنْ عُرُضِ النَّاسِ،		اور روایت کیا گیا ہے کہ علی علیہ السلام پر دو اشخاص پیش کئے گئے جنہوں نے اللہ کے مال میں چوری کی تھی۔اُن میں سے ایک تو غلام اور بیت المال کی ملکیت تھا۔دوسرا لوگوں میں سے کسی کا غلام تھا۔
فَقَالَ :		علیؑ نے اُن کے سلسلے میں فرمایا کہ:۔
اَمَّاھٰذَافَھُوَ مِنْ مَالِ اللّٰہِ وَلَاحَدَّ عَلَیْہِ ؛	1	یہ شخص بیت المال کا غلام ہے لہٰذا اِس پر چوری کی حد جاری نہیں کی جاسکتی؛
مَالُ اللّٰہِ اَکَلَ بَعْضُہٗ بَعْضًا ؛	2	کیونکہ اللہ کے مال کا بعض حصہ خود اللہ کے مال نے کھالیا ہے؛
وَاَمَّا الْاٰخَرُفَعَلَیْہِ الْحَدُّ ؛	3	رہ گیا یہ دوسرا شخص اِس پر البتہ چوری کی حد جاری کی جائے گی؛
فَقَطَعَ یَدَہٗ .	4	چنانچہ اُس کا ہاتھ کاٹا گیا۔

273۔پہلی خلافتوں کی جاری کردہ غلط چیزیں.

لَوْقَدِاسْتَوَتْ قَدَمَایَ مِنْ ھٰذِہِ الْمَدَاحِضِ لَغَیَّرْتُ اَشْیَآءَ .	1	اگر ان پھسلنے والے مقامات پر میرے دونوں قدم جمے رہے تو میں بہت سی غلط جاری کردہ چیزوں کو تبدیل کردوں گا۔

274۔اللہ کے فیصلوں پر قائم رہنا مفید ہے

اَعْلَمُوْاعِلْمًا یَقِیْنًا اَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَجْعَلْ لِلْعَبْدِ......... ،	1	تم لوگ یقینی علم سے نوٹ کرلو کہ اللہ نے کسی بھی بندے کو روز ازل سے دیا ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔،
وَاِنْ عَظُمَتْ حِیْلَتُہٗ '		حالانکہ اُس کی تدبیریں عظیم الشان،
وَاشْتَدَّتْ طَلِبَتُہٗ ؛	2	اور اُس کی جستجو بہت سخت،

وَقَوِیَتْ مَکِیْدَتُہُ ؛	3	اور اُس کی چالیں اور مکر قوی ہے۔۔۔۔
.......اَکْثَرَمِمَّاسُمِّیَ لَہُ فِی الذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ؛	4	اُس مقدار سے زیادہ جو ذِکرِ حکیم میں نامزد کی جاچکی تھی؛
وَلَمْ یَحُلْ بَیْنَ الْعَبْدِفِیْ ضَعْفِہٖ وَقِلَّۃِ حِیْلَتِہٖ ؛	5	اور نہ ہی بندوں کی ناطاقتی اور تدبیروں کی کمی کی بنا پر اُن کے لئے کوئی رکاوٹ کھڑی کی ہے؛
وَبَیْنَ اَنْ یَّبْلُغَ مَاسُمِّیَ لَہُ فِی الذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ؛	6	کہ وہ ذکر حکیم میں مذکور رزق تک نہ پہنچ سکیں؛
وَالْعَارِفُ لِھٰذَا الْعَامِلُ بِہٖ اَعْظَمُ النَّاسِ رَاحَۃً فِیْ مَنْفَعَۃٍ ؛	7	اور وہ بندہ جو اس حقیقت کا عارف ہے اور اِسی کے مطابق عمل کر رہا ہے وہ
	8	تمام انسانوں سے راحت وآرام اور فائدہ میں عظیم الشان درجہ میں ہے۔
والتَّارِکُ لَہُ الشَّاکُّ فِیْہِ اَعْظَمُ النَّاسِ شُغْلاً فِیْ مَضَرَّۃٍ ؛	9	اور جس نے اس حقیقت کو نظر انداز کر کے مشکوک کر دیا ہے وہ تمام انسانوں سے زیادہ نقصانات اُٹھانے میں مشغول ہے۔
وَرُبَّ مُنْعَمٍ عَلَیْہِ مُسْتَدْرَجٌ بِالنُّعْمٰی ؛	10	اور بہت سے نعمتیں پانے والے بتدریج عذاب کیطرف لائے جارہے ہیں۔
وَرُبَّ مُبْتَلًی مَصْنُوْعٌ لَہُ بِالْبَلْوٰی ؛	11	اور بہت سے لوگ آزمائشوں کے ذریعہ اللہ کے لطف وکرم کی طرف لائے جارہے ہیں۔
فَزِدْ اَیُّھَا الْمُسْتَمِعُ فِیْ شُکْرِکَ ؛	12	لہٰذا اے سننے والے تُو اپنے شکر میں اضافہ کرتا جا؛
وَقَصِّرَ مِنْ عَجَلَتِکَ ؛	13	اور اپنی جلد بازی میں کمی کر دے؛
وَقِفْ عِنْدَ مُنْتَھٰی رِزْقِکَ .	14	اور اپنی روزی کی انتہا پر قائم رہ۔

275۔علم ویقین پر قائم رہو

لَا تَجْعَلُوْاعِلْمَکُمْ جَھْلاً،	1	تم لوگ اپنے اپنے علم کو جہالت نہ بنا لیا کرو؛
وَیَقِیْنَکُمْ شَکًّا ؛	2	اور اپنے یقین کو شک میں نہ ڈالو۔
اِذَاعَلِمْتُمْ فَاعْمَلُوْا؛	3	جب تمہیں علم ہو جائے تو عمل کرو۔
وَاِذَاتَیَقَّنْتُمْ فَاَقْدِمُوْا.	4	اور جب تمہیں یقین ہو جائے تو اُس پر اقدام کر لیا کرو۔

276۔طمع اور آرزوئیں کیا کچھ کرتی ہیں؟

اِنَّ الطَّمَعَ مُوْرِدٌ غَیْرُمُصْدِرٍ ؛	1	یقیناً حرص سیرابی کے کنارے پر لاتی ہے مگر سیرابی سے پہلے ہی پلٹا دیتی ہے؛
وَضَامِنٌ غَیْرُوَفِیٍّ ؛	2	وہ ضمانت تو لیتی ہے مگر وفا نہیں کرتی؛
وَرُبَّمَا شَرِقَ شَارِبُ الْمَآءِ قَبْلَ رِیِّہٖ ؛	3	اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ پانی پینے سے پہلے دھسکا لگ جاتا ہے۔
وَکُلَّمَا عَظُمَ قَدْرُ الشَّیْءِ الْمُتَنَا فَسِ فِیْہِ عَظُمَتِ الرَّزِیَّۃُ لِفَقْدِہٖ ؛	4	جتنی کسی چیز کی قدر ومنزلت اور رغبت زیادہ ہوتی ہے۔اُتنی ہی اُس کے کھوئے جانے پر تکلیف ہوا کرتی ہے؛

وَالَا مَانِیُّ تُعۡمِیۡ اَعۡیُنَ الۡبَصَائِرِ ؛	5	آرزوئیں بصیرت کی آنکھوں کو اندھا کردیا کرتی ہیں؛
وَالۡحَظُّ یَاۡتِیۡ مَنۡ لَا یَاۡتِیۡهِ .	6	اور جو کچھ حصے میں ہوتا ہے پہنچنے کی کوشش کے بغیر آجاتا ہے۔

277۔اللہ سے پناہ کس لئے مانگنا چاہئے؟

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ اَنۡ تُحَسِّنَ فِیۡ لَامِعَةِ الۡعُیُوۡنِ عَلَانِیَتِیۡ ؛	1	اے اللہ میں تجھ سے اِس صورت حال کیلئے پناہ چاہتا ہوں کہ میری ظاہری حالت تو لوگوں کی ظاہر بین نظروں میں بہت اچھی ہو؛
وَتُقَبِّحَ فِیۡمَا اُبۡطِنُ لَکَ سَرِیۡرَتِیۡ ؛	2	اور جو کچھ میری پوشیدہ حالت ہے وہ تیری نگاہ میں بُری ہو؛
مُحَافِظًا عَلٰی رِئَاءِ النَّاسِ مِنۡ نَفۡسِیۡ بِجَمِیۡعِ مَا اَنۡتَ مُطَّلِعٌ عَلَیۡهِ مِنِّیۡ ؛	3	اور میں لوگوں کو دکھانے اور اچھا کہلانے کی خاطر اُن چیزوں سے اپنی حفاظت میں لگا رہوں جن پر تُو میرے متعلق پوری طرح مطلع ہے؛
فَاُبۡدِیَ لِلنَّاسِ حُسۡنَ ظَاهِرِیۡ ،	4	اِسطرح میں لوگوں کے سامنے اچھا کہلانے کیلئے ظاہری نمائش کرتا رہوں،
وَاُفۡضِیَ اِلَیۡکَ بِسُوۡءِ عَمَلِیۡ ،	5	اور تیرے سامنے اپنی بداعمالیوں کو پیش کرتا چلا جاؤں۔
تَقَرُّبًا اِلٰی عِبَادِکَ ؛	6	لہٰذا تیرے بندوں کی قربت حاصل کرتا رہوں۔
وَتَبَاعُدًا مِّنۡ مَّرۡضَاتِکَ .	7	اور تیری خوشنودی سے دُور ہوتا چلا جاؤں۔

278۔حضرت قائم قیامؑ کے زمانہ پر اشارہ فرمایا ہے

لَا وَالَّذِیۡ اَمۡسَیۡنَا مِنۡهُ فِیۡ غُبَّرِ لَیۡلَةٍ دَهۡمَآءَ تَکۡشِرُ عَنۡ یَوۡمٍ اَغَرَّ مَا کَانَ کَذَا وَ کَذَا .	1	اُس ہستیؑ کی قسم جسکے سہارے ہم نے ایک ایسی گہری کالی رات بسر کرلی ہے جسکے بعد ایک شاندار دِن نمودار ہوگا ایسا اور ایسا نہ ہوگا۔

279۔کام پابندی سے کرو خواہ تھوڑا ہو

قَلِیۡلٌ تَدُوۡمُ عَلَیۡهِ اَرۡجٰی مِنۡ کَثِیۡرٍ مَمۡلُوۡلٍ مِنۡهُ .	1	پابندی سے کیا جانے والا تھوڑا سا کام بھی اُس زیادہ کام سے زیادہ مفید ہے جس سے دِل اُکتا جائے۔

280۔نوافل اور سُنّتیں فرائض کے ماتحت ہیں

اِذَا اَضَرَّتِ النَّوَافِلُ بِالۡفَرَائِضِ فَارۡفُضُوۡهَا	1	جب عام چیزیں فرائض کو نقصان پہنچائیں تو ان سے منہ موڑلو۔

281۔مسافت کو یاد رکھنے والا کامیاب ہوتا ہے

مَنۡ تَذَکَّرَ بُعۡدَ السَّفَرِ اسۡتَعَدَّ .	1	جس نے مسافت کی دُوری کو یاد رکھا وہ سفر پر آمادہ رہا۔

282۔صرف آنکھیں ہی دیکھنے کا ذریعہ نہیں (عقل مغالطہ نہیں دیتی)

لَیۡسَتِ الرُّؤۡیَةُ مَعَ الۡاَبۡصَارِ فَقَدۡ تَکۡذِبُ الۡعُیُوۡنُ اَهۡلَهَا ؛	1	آنکھوں سے دیکھنا ہی صرف دیکھنا نہیں ہوتا اسلئے کہ آنکھیں تو کبھی کبھی

		اپنے مالکوں کو غلط بھی دکھاتی ہیں۔
وَلاَ يَغُشُّ الْعَقْلُ مَنِ اسْتَنْصَحَهُ .	2	مگر عقل کبھی اُس شخص کو مغالطہ نہیں دیتی جو اُس سے نصیحت طلب کرتا ہے۔

283۔نصیحت کے لئے غفلت ایک پردہ ہے

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الْمَوْعِظَةِ حِجَابٌ مِنَ الْغِرَّةِ.	1	تمہارے اور نصیحت کے درمیان غفلت کا ایک بڑا پردہ حائل ہے۔

284۔عالم کہلانے والے گھاٹے میں رہتے ہیں

جَاهِلُكُمْ مُزْدَادٌ ؛	1	تمہارا جاہل بڑھتا رہتا ہے۔
وَعَالِمُكُمْ مُسَوِّفٌ .	2	اور تمہارا عالم ٹال مٹول کرتا رہتا ہے۔

285۔علم ہو تو عذرات ختم ہو جاتے ہیں

قَطَعَ الْعِلْمُ عُذْرَ الْمُعَلِّلِيْنَ .	1	علم بہانہ بازوں کے عُذر کو منقطع کر دیتا ہے۔

286۔نہ جلدی پسند نہ تاخیر اچھی

كُلُّ مُعَاجَلٍ يَسْأَلُ الْاَنْظَارَ ؛	1	ہر وہ شخص جس پر جلدی کرنے کا تقاضہ کیا جاتا ہے مہلت مانگنے لگتا ہے۔
وَكُلُّ مُؤَجَّلٍ يَتَعَلَّلُ بِالتَّسْوِيْفِ .	2	اور ہر وہ شخص جس پر جلدی کا تقاضہ نہ ہو اور مہلت دی جائے وہ دیر کرنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔

287۔سوچ سمجھ کر خیر باد کہا کرو

مَاقَالَ النَّاسُ لِشَيْءٍ طُوْبٰى لَهُ اِلَّاوَقَدْ خَبَالَهُ الدَّهْرُ يَوْمَ سُوْءٍ .	1	لوگ کسی بھی چیز پر خیر باد نہیں کہتے سوائے اِس کے کہ اُس چیز کے لئے ایک بُرا دن زمانہ کی بغل میں چُھپا ہوا ہوتا ہے۔

288۔مقدّرات کے چکر میں نہ پڑو

قَدْسُئِلَ عَنِ الْقَدَرِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :		علی علیہ السلام سے مقدرات کے متعلق معلوم کیا گیا تو فرمایا:
طَرِيْقٌ مُظْلِمٌ فَلاَ تَسْلُكُوْهُ ؛	1	یہ ایک تاریک راستہ ہے اس کو اختیار نہ کرنا؛
وَبَحْرٌ عَمِيْقٌ فَلاَ تَلِجُوْهُ ؛	2	اور یہ ایک گہرا سمندر ہے اس میں نہ اُترنا۔
وَسِرُّ اللّٰهِ فَلاَ تَتَكَلَّفُوْهُ .	3	اور یہ اللہ کا راز ہے اس کو جاننے کی زحمت نہ کرو۔

289۔پستی مسلّط ہو تو علم منقطع کر دیا جاتا ہے

اِذَا اَرْذَلَ اللّٰهُ عَبْدًا حَظَرَ عَلَيْهِ الْعِلْمَ.	1	جیسے ہی اللہ کسی بندے کو پستی سے دوچار کرتا ہے اس پر علم کو منع کر دیتا ہے۔

290۔علیؑ کیسے شخص کو اپنا بھائی فرماتے ہیں

کَانَ لِیْ فِیْمَا مَضٰی اَخٌ فِی اللّٰہِ ؛	1	گذشتہ زمانہ میں میرا ایک اللہ سے متعلق بھائی ہوا کرتا تھا۔
وَکَانَ یُعَظِّمُہٗ فِیْ عَیْنِیْ صِغَرُ الدُّنْیَا فِیْ عَیْنِہٖ؛	2	میری نظروں میں اُسکی عظمت اسلیئے تھی کہ یہ دُنیا اُسکی نظروں میں بہت حقیر تھی؛
وَکَانَ خَارِجًا مِّنْ سُلْطَانِ بَطْنِہٖ فَلَا یَشْتَھِیْ مَالَا یَجِدُ وَلَایُکْثِرُ اِذَا وَجَدَ ؛	3	اور اسلیئے بھی کہ وہ پیٹ کی حکمرانی سے خارج تھا اور جو چیزیں اُسے میسر نہ تھیں اُن کی پرواہ نہ کرتا تھا اور جب میسر آجاتی تھیں تو اُنہیں زیادہ رغبت سے استعمال نہ کرتا تھا؛
وَکَانَ اَکْثَرَ دَھْرِہٖ صَامِتًا ؛	4	اور اُس کا زیادہ وقت خاموشی میں گذرتا تھا۔
فَاِنْ قَالَ بَذَّالْقَائِلِیْنَ ؛	5	اور اگر بولتا تھا تو غلط بات کرنے والوں کو خاموش کر دیتا تھا۔
وَنَقَعَ غَلِیْلَ السَّائِلِیْنَ؛	6	اور سوال کرنے والوں کی پیاس بجھا کر چھوڑتا تھا۔
وَکَانَ ضَعِیْفًا مُسْتَضْعَفًا؛	7	اور ویسے تو وہ عاجز و کمزور تھا؛
فَاِنْ جَآءَ الْجِدُّ فَھُوَلَیْثُ غَادٍ وَصِلُّ وَادٍ ؛	8	مگر جہاد اور کوشش کا موقع آجاتا تو وہ جنگل کا شیر اور وادی کا اژدھا ثابت ہوتا تھا۔
لَایُدْلِیْ بِحُجَّۃٍ حَتّٰی یَاْتِیَ قَاضِیًا ؛	9	اُس کی پیش کردہ حجت فیصلہ کن ہوتی تھی؛
وَکَانَ لَایَلُوْمُ اَحَدًا عَلٰی مَایَجِدُ الْعُذْرَ فِیْ مِثْلِہٖ حَتّٰی یَسْمَعَ اعْتِذَارَہٗ ؛	10	وہ قابل قبول عذر ہوتے ہوئے کسی کو ملامت نہ کرتا تھا اور جب تک عذر و معذرت سن نہ لے اعتراض نہ کرتا تھا۔
وَکَانَ لَایَشْکُوْ وَجَعًا اِلَّاعِنْدَبُرْئِہٖ ؛	11	اپنی کسی درد و تکلیف کا شکوہ نہ کرتا تھا البتہ تکلیف دُور ہو جانے کے بعد ذکر کرتا تھا۔
وَکَانَ یَفْعَلُ مَایَقُوْلُ وَلَا یَقُوْلُ مَالَایَفْعَلُ ؛	12	اور جو کچھ کرتا تھا وہی کچھ کہتا بھی تھا اور جو کچھ نہ کرتا تھا اُسے کہتا بھی نہ تھا۔
وَکَانَ اِنْ غُلِبَ عَلَی الْکَلَامِ لَمْ یُغْلَبْ عَلَی السُّکُوْتِ ؛	13	اور اگر باتوں میں کبھی مغلوب بھی ہو جاتا تو خاموشی میں تو کبھی مغلوب نہ ہوتا تھا۔
وَکَانَ عَلٰی اَنْ یَسْمَعَ اَحْرَصَ مِنْہُ اَنْ یَتَکَلَّمَ ؛	14	وہ بولنے اور باتیں کرنے سے کہیں زیادہ باتیں سننے کا حریص تھا۔
وَکَانَ اِذَا بَدَھَہٗ اَمْرَانِ نَظَرَ اَیُّھُمَا اَقْرَبُ اِلَی الْھَوٰی فَخَالَفَہٗ ؛	15	اور جب بھی اُس کے سامنے دو چیزیں آجاتی تھیں تو وہ دیکھتا تھا کہ اُن دونوں میں سے کون سی چیز خواہشات نفسانی کے قریب تر ہے تو اُسی کی مخالفت کیا کرتا تھا۔
فَعَلَیْکُمْ بِھٰذِہِ الْخَلَائِقِ فَالْزَمُوْھَا وَتَنَافَسُوْافِیْھَا؛	16	تم پر لازم ہے کہ تم اُن اخلاق و عادات کو اختیار کرو اور اُن میں ایک دوسرے سے بازی لے جاؤ۔
فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِیْعُوْھَا فَاعْلَمُوْا اَنَّ اَخْذَ الْقَلِیْلِ خَیْرٌ مِّنْ تَرْکِ الْکَثِیْرِ .	17	اور اگر تم اُن سب کو اختیار کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہو تو سمجھ لو کہ تھوڑے سے کو اختیار کر لینا بہت سے کو چھوڑ دینے سے بہتر ہوتا ہے۔

291۔اللہ کی نافرمانی ہی ناشکری ہے

لَوْلَمْ يَتَوَعَّدَ اللّٰهُ عَلٰى مَعْصِيَتِهِ لَكَانَ يَجِبُ اَنْ لَّايُعْصٰى شُكْرًا لِنِعَمِهِ .	1	اگر خداوند عالم نے اپنی نافرمانی کرنے والوں کو عذاب سے نہ بھی ڈرایا ہوتا تب بھی اُس کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر کا تقاضہ یہ تھا کہ اُس کی نافرمانیاں نہ کی جاتیں۔

292۔پسر مردہ شخص کی تعزیت اور پُرسہ

وَقَدْعَزَّى الْاَشْعَثَ ابْنَ قَيْسٍ عَنِ ابْنٍ لَهُ :	1	اشعث ابنِ قیس کو اُس کے بیٹے پر پرسہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ:۔
يَااَشْعَثُ،اِنْ تَحْزَنْ عَلٰى ابْنِكَ فَقَدِاسْتَحَقَّتْ مِنْكَ ذٰلِكَ الرَّحِمُ ؛	2	اَے اَشعث اگر تم اپنے بیٹے کی موت پر حُزن وملال کرو تو یہ اتنا قریبی رشتہ اِس کا حقدار ہے کہ رنج وملال کیا جائے۔
وَاِنْ تَصْبِرْفَفِى اللّٰهِ مِنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ خَلَفٌ ؛		اوراگر تم اِس قریبی رشتہ پر بھی صبر کرلو تو اللہ کے یہاں ہر مصیبت پرایک بدلا مقرر ہے؛
يَااَشْعَثُ اِنْ صَبَرْتَ جَرٰى عَلَيْكَ الْقَدَرُ وَاَنْتَ مَاجُوْرٌ ؛	3	اَے اَشعث اگر تم صبر پر قائم رہے تو اللہ کی طرف سے تم پر اجر وثواب کی تقدیر جاری ہوگی اور تم ماجور ہوگے؛
وَاِنْ جَزِعْتَ جَرٰى عَلَيْكَ الْقَدَرُوَاَنْتَ مَاْزُوْرٌ؛	4	اوراگر تم نے صدمہ سے آہ وواویلا کیا اور شور مچایا تب بھی تقدیرِ الٰہی جاری ہوگی مگر اس صورت میں تم پر گناہ کا بوجھ بھی ہوگا۔
يَااَشْعَثُ ابْنُكَ سَرَّكَ وَهُوَ بَلَاءٌ وَّفِتْنَةٌ ؛	5	اَے اَشعث تمہارا بیٹا تمہارے لئے اطمینان اور شادمانی کا سامان معلوم ہوتا تھا حالانکہ وہ ایک آزمائش اور فتنہ تھا؛
وَحَزَنَكَ وَهُوَ ثَوَابٌ وَّرَحْمَةٌ .	6	اوراَے اَشعث وہی بیٹا مرکر تمہارا حُزن وملال کا سبب ہوا حالانکہ وہ تمہارے لئے رحمت اورثواب تھا۔

293۔دفناتے ہوئے رسوُل اللہ سے خطاب ورُخصت

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ سَاعَةَ دُفِنَ :		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو دفن کرتے ہوئے علی علیہ السلام نے بطور رُخصت اور اظہار صدمہ عرض کیا تھا کہ:۔
اِنَّ الصَّبْرَالْجَمِيْلُ اِلَّاعَنْكَ ؛	1	یقیناً موت پر صبر کرنا اچھی چیز ہے مگر آپؐ کی موت پر نہیں؛
وَاِنَّ الْجَزَعَ لَقَبِيْحٌ اِلَّاعَلَيْكَ ؛	2	اور یقیناً موت پر واویلا اور فریاد کرنا بُری چیز ہے مگر آپؐ کی موت پر نہیں۔
وَاِنَّ الْمُصَابَ بِكَ لَجَلِيْلٌ ؛	3	اور حق یہ ہے کہ آپؐ کی موت کی مصیبت بڑی مصیبت ہے۔
وَاِنَّهُ قَبْلَكَ وَبَعْدَكَ لَجَلَلٌ .	4	اور آپؐ سے پہلے بھی اور آپؐ کے بعد بھی ہر آنیوالی مصیبت اِس مصیبت سے بہت کم رہی ہے۔

294۔احمق کی صحبت کا نتیجہ

لا تَصْحَبِ الْمَائِقَ فَاِنَّهُ يُزَيِّنُ لَكَ فِعْلَهُ ؛	1	احمق کا ہم نشین وھم صحبت نہ رہنا ورنہ وہ اپنے طریق کار کو خوشنما بنا کر پیش کرے گا
وَيَوَدُّ اَنْ تَكُوْنَ مِثْلَهُ .	2	اور چاہے گا کہ تم اُسی کی مثل ہو جاؤ۔

295۔مشرق ومغرب کے درمیان کا فاصلہ یا سفر؟

وَقَدْ سُئِلَ عَنْ مَّسَافَةِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ؛ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :		علی علیہ السلام سے مشرق اور مغرب کے درمیان کی مسافت معلوم کی گئی کہ کتنی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ:۔
مَسِيْرَةُ يَوْمٍ لِلشَّمْسِ .	1	”سورج کے ایک دن کا سفر“۔

296۔دوستوں اور دشمنوں کی قسمیں

اَصْدِقَاؤُكَ ثَلاَثَةٌ ؛	1	تمہارے تین طرح کے دوست ہیں۔
وَاَعْدَاؤُكَ ثَلاَثَةٌ ؛	2	اور تین ہی طرح کے دشمن بھی ہیں۔
فَاَصْدِقَاؤُكَ صَدِيْقُكَ ؛	3	تمہارے دوست مگر اوروں سے لاتعلق رہنے والے۔
وَصَدِيْقُ صَدِيْقِكَ ؛	4	تمہارے دوست اور دوستوں کے بھی دوست۔
وَعَدُوُّ عَدُوِّكَ ؛	5	تمہارے دوست اور تمہارے دشمنوں کے دشمن۔
وَاَعْدَاؤُكَ عَدُوُّكَ ؛	6	اور تمہارے دشمن مگر اوروں سے لاتعلق۔
وَعَدُوُّ صَدِيْقِكَ ؛	7	تمہارے دشمن تمہارے دوستوں کے بھی دشمن۔
وَصَدِيْقُ عَدُوِّكَ .	8	تمہارے دوست مگر تمہارے دشمنوں کے بھی دوست۔

297۔اپنے سینے سے نیزہ گذرا کر پیچھے والے دشمن کو قتل کرنا

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِرَجُلٍ رَاٰهُ يَسْعٰى عَلٰى عَدُوٍّ لَهُ: بِمَافِيْهِ اِضْرَارٌ بِنَفْسِهِ :		علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو اپنے دشمن کو ایسی چیز سے نقصان پہنچانے کی کوشش میں تھا جس سے خود اُس کو نقصان پہنچ سکتا تھا تو آپؑ نے فرمایا کہ:۔
اِنَّمَا اَنْتَ كَالطَّاعِنِ نَفْسَهُ لِيَقْتُلَ رِدْفَهُ.	1	تم تو اُس شخص کی مانند ہو جو اپنے پیچھے بیٹھے ہوئے سوار کو قتل کرنے کیلئے اپنے سینے میں سے نیزہ گذار دے۔“

298۔نصیحتوں کی بہتات ہے مگر نتائج قلیل ہیں

مَا اَكْثَرَ الْعِبَرَ وَاَقَلَّ الْاِعْتِبَارَ.	1	نصیحتوں کی کتنی کثرت ہے اور اُنسے سبق آموزی کتنی کم ہے؟

299۔قاصد کا کام اور خط کا اثر؟

رَسُوْلُكَ تَرْجُمَانُ عَقْلِكَ ؛ وَكِتَابُكَ	1	تمہارا قاصد تمہاری عقل کا ترجمان ہوتا ہے؛

اَبْلَغُ مَایَنْطِقُ عَنْکَ .	2	اور تمہاری طرف سے کامیاب بولنے والا تمہارا خط ہے۔

300۔ جھگڑا اور جھگڑنے کے متعلقین

مَنْ بَالَغَ فِی الْخُصُوْمَۃِ اَثِمَ ؛	1	جو جھگڑے میں حد سے بڑھ جائے وہ گنہگار ہے۔
وَمَنْ قَصَّرَ فِیْھَا ظُلِمَ ؛	2	اور جو جھگڑنے میں کمی کرے اُس پر ظلم کیا جاتا ہے۔
وَلاَ یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّتَّقِیَ اللّٰہَ مَنْ خَاصَمَ .	3	اور جو جھگڑتا رہتا ہے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔

301۔ گناہ کے بعد دو رکعت نماز فوری اور عافیت طلبی

مَا اَھَمَّنِیْ ذَنْبٌ اُمْھِلْتُ بَعْدَہٗ حَتّٰی اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ ؛	1	وہ گناہ اندوہناک نہیں کرتا جس کے بعد مجھے اتنی مہلت مل جائے کہ میں دو رکعت نماز پڑھ سکوں ؛
وَاَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ ؛	2	اور اللہ سے خیر و عافیت طلب کروں۔

302۔ رزق دینے میں دِقت نہیں تو حساب میں دِقت کیوں؟

سُئِلَ عَلَیْہِ السَّلاَمُ کَیْفَ یُحَاسِبُ اللّٰہُ الْخَلْقَ عَلٰی کَثْرَتِھِمْ؟		علی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ لاتعداد مخلوق کا حساب کیسے لیا جائے گا؟ آپؑ نے فرمایا کہ:۔
فَقَالَ : کَمَایَرْزُقُھُمْ عَلٰی کَثْرَتِھِمْ ؛ فَقِیْلَ : کَیْفَ	1	جیسے لاتعداد مخلوق کو رزق دیتا ہے؛
یُحَاسِبُھُمْ وَلاَ یَرَوْنَہٗ ؟		پوچھا گیا کہ کیسے حساب لیگا جبکہ اُسے مخلوق دیکھے گی نہیں؟
کَمَایَرْزُقُھُمْ وَلاَ یَرَوْنَہٗ .	2	جیسے بغیر نظر آئے رزق دیتا ہے؟

303۔ اللہ سے اُسے بھی ہوشیار رہنا چاہئے جو چین سے رہتا ہے

مَاالْمُبْتَلَی الَّذِیْ قَدِاشْتَدَّبِہِ الْبَلاَءُ بِاَحْوَجَ اِلَی الدُّعَاءِ مِنَ الْمُعَافَی الَّذِیْ لاَ یَاْمَنُ الْبَلاَءَ .	1	ایسا آدمی جو سختیوں اور آزمائشوں میں مبتلا ہو وہ جتنا زیادہ دعاؤں کا محتاج ہوتا ہے اس سے کم دعاؤں کا محتاج وہ شخص نہیں جو کہ بلاؤں اور آفتوں میں نہیں ہے۔

304۔ فقیر اور مسکین کو نہ دینا اللہ کو نہ دینا ہے

اِنَّ الْمِسْکِیْنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَمَنْ مَنَعَہٗ فَقَدْ	1	یقیناً ایک مسکین وفقیر شخص اللہ کا بھیجا ہوا پیغامبر (رسول) ہوا کرتا ہے۔
مَنَعَ اللّٰہَ ؛ وَمَنْ اَعْطَاہُ فَقَدْ اَعْطَی اللّٰہَ .	2	جو اُسے دینے سے انکار کرتا ہے وہ اللہ کو دینے کا انکار کرتا ہے اور جو اُسے دیتا ہے وہ اللہ کو دیتا ہے۔

305۔ اپنی ماں سے محبت کرنے والا قابل ملامت نہیں

اَلنَّاسُ اَبْنَاءُ الدُّنْیَا ؛	1	یہ لوگ دُنیا کے بیٹے ہیں۔
وَلاَ یُلاَمُ الرَّجُلُ عَلٰی حُبِّ اُمِّہٖ .	2	لہٰذا کسی کو اپنی ماں سے محبت کرنے پر ملامت نہیں کی جاسکتی ہے۔

306۔غیور شخص ہرگز زنا نہیں کرتا

مَازَنیٰ غَیُوْرٌ قَطُّ.	1	ایک غیور شخص ہرگز زنا نہیں کرسکتا۔

307۔موت خود اچھا محافظ ہے

کَفٰی بِالْاَجَلِ حَارِسًا.	1	مُدتِ حیات حفاظت کے لئے کافی ہے۔

308۔نیند کا مال کے ساتھ کتنا تعلق ہے

یَنَامُ الرَّجُلُ عَلَی الثُّکْلِ،	1	آدمی اپنے بیٹے کی موت پر تو سو جاتا ہے مگر
وَلاَ یَنَامُ عَلَی الْحَرَبِ.	2	اموال لٹنے پر اُسے نیند نہیں آتی۔

309۔مودۃ عام رشتہ داری سے زیادہ اہم ہے

مَوَدَّةُ الْاٰبَآءِ قَرَابَةٌ بَیْنَ الْاَبْنَآءِ ؛	1	آباؤاجداد کی احترام بھری محبت بیٹوں کے اندر قربت اور رشتہ داری ہے۔
وَالْقَرَابَةُ اَحْوَجُ اِلَی الْمَوَدَّةِ مِنَ الْمَوَدَّةِ اِلَی الْقَرَابَةِ .	2	اور قربت و رشتہ داری کو احترام آمیز محبت کی زیادہ محتاجگی ہے بہ نسبت مودۃ کے قرابت کے مقابلے میں۔

310۔مومنین کی زبان سے حق بات نکلنا طے شدہ ہے

اِتَّقُوْا ظُنُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی اَلْسِنَتِهِمْ .	1	مومنین کے گمان سے پرہیز کرو حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنین کی زبان پر حق مقرر کر رکھا ہے۔''

311۔ایمان کی تصدیق کا عملی طریقہ

لَایَصْدُقُ اِیْمَانُ عَبْدٍ حَتّٰی یَکُوْنَ بِمَافِیْ یَدِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ اَوْثَقَ مِنْهُ بِمَافِیْ یَدِهٖ .	1	کسی بندے کا ایمان اُس وقت تک سچا نہیں ہوتا جب تک وہ اُن چیزوں پر زیادہ مضبوطی سے یقین نہ رکھتا ہو بہ نسبت اُن چیزوں کے جو خود اُس کے اپنے ہاتھ میں ہیں۔

<u>312۔انس بن مالک کا جزام میں مبتلا ہونا</u>

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لِاَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ وَقَدْ کَانَ بَعَثَهٗ اِلٰی طَلْحَةَ وَالزُّبَیْرِ لَمَّاجَاءَ اِلَی الْبَصْرَةِ یُذَکِّرُهُمَا شَیْئًا قَدْسَمِعَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ فِیْ مَعْنَاهُمَا فَلَوٰی عَنْ ذٰلِکَ فَرَجَعَ فَقَالَ :'' <u>اِنِّیْ اُنْسِیْتُ ذٰلِکَ الْاَمْرَ</u> :

جب علی علیہ السلام بصرہ میں جنگ جمل کیلئے آئے تو مالک ابن انس کو طلحہ اور زبیر کے پاس بھیجا تھا تاکہ اُن دونوں کو ایسے چند کلمات یاد دلائیں جو طلحہ وزبیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنے تھے اور آج اُن کی حالت اُن ہی کلمات کے مطابق تھی۔مگر مالک ابن انس نے طلحہ وزبیر کو وہ کلمات سنانا پسند نہ کیا اور واپس آگئے اور کہہ دیا کہ میں وہ کلمات کہنا بھول گیا تھا۔اس پر علیؑ نے فرمایا کہ:۔

اِنْ کُنْتَ کَاذِبًا فَضَرَبَکَ اللّٰهُ بِهَا بَیْضَآءَ لَامِعَةً لَا تُوَارِیْهَا الْعِمَامَةُ .	1	<u>''اگر تو اپنے بیان میں جھوٹا ہے تو اللہ تمہیں ایسے چمکتے ہوئے سفید داغ میں مبتلا کرے کہ جسے تمہارا عمامہ بھی چھپا نہ سکے</u>''۔

313۔دلوں سے کام لینے کا طریقہ

اِنَّ لِلْقُلُوْبِ اِقْبَالاً وَّاِدْبَارًا ؛	1	یقیناً دل کبھی اُمنگ میں ہوتے ہیں اور کبھی پست ہمت ہوتے ہیں۔
فَاِذَا اَقْبَلَتْ فَاحْمِلُوْهَا عَلَى النَّوَافِلِ ؛ وَاِذَا اَدْبَرَتْ	2	لہٰذا وہ اُمنگ میں ہوں تو اُن سے نوافل کا بوجھ اٹھواؤ۔
فَاقْتَصِرُوْا بِهَا عَلَى الْفَرَائِضِ.	3	اور جب پست ہمت ہوں تو اُن سے فرائض ادا کراؤ۔

314۔قرآن کی ہمہ گیر پوزیشن

فِى الْقُرْاٰنِ نَبَاُمَاقَبْلَكُمْ ؛	1	قرآن میں تم سے پہلے کی تمام خبریں ہیں،
وَخَبَرُ مَابَعْدَ كُمْ ؛	2	اور تمہارے بعد کی بھی تمام خبریں ہیں،
وَحُكْمُ مَابَيْنَكُمْ .	3	اور تمہارے متعلق تمام احکام ہیں۔

315۔سنگ اندازی کا تدارک پتھر اور شر ہے

رُدُّوْاالْحَجَرَ مِنْ حَيْثُ جَآءَ ؛	1	جدھر سے پتھر مارا جائے تم اُس پتھر کو اُدھر ہی مارو۔
فَاِنَّ الشَّرَّلَا يَدْ فَعُهُ اِلَّاالشَّرُّ .	2	کیوں کہ شر انگیزی کا تدارک شر انگیزی ہی ہونا چاہیے۔

316۔منشی کو ہدایات

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِكَاتِبِهٖ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِىْ رَافِعٍ :		اپنے منشی عبید اللہ بن ابی رافع سے علی علیہ السلام نے فرمایا کہ:
اَلِقْ دَوَاتَكَ ،	1	دوات میں صوف ڈالا کرو؛
وَاَطِلْ جِلْفَةَ قَلَمِكَ،	2	قلم کو لمبا تراشا کرو؛
وَفَرِّجْ بَيْنَ السُّطُوْرِ ؛	3	سطروں کے درمیان زیادہ فاصلہ رکھا کرو؛
وَقَرْمِطْ بَيْنَ الْحُرُوْفِ ؛	4	اور حروف کو ملا ملا کر لکھا کرو۔
فَاِنَّ ذٰلِكَ اَجْدَرُبِصَبَاحَةِ الْخَطِّ .	5	کیونکہ یہ سب کچھ خط کی دیدہ زیبی کے لئے ضروری ہے۔

317۔علیؑ مومنین کے حکمران اور اُن کے مالک تھے

اَنَا يَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؛	1	میں مومنین کا حکمران اور اُن کے اُمور کا مالک ہوں۔
وَالْمَالُ يَعْسُوْبُ الْفُجَّارِ.	2	اور مال بدکاروں کا حکمران اور اُن کا مالک ہے۔

318۔خلافت پر اختلاف کا یہودی کو جواب

وَقَالَ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْضُ الْيَهُوْدِ:	اور ایک یہودی نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ:۔
" مَادَفَنْتُمْ نَبِيَّكُمْ حَتّٰى اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ "	''ابھی تم لوگوں نے اپنے نبیؐ کو ٹھیک سے دفن بھی نہ کیا تھا کہ تم نے اُن کے معاملے میں اختلاف کر لیا تھا''۔
قَالَ لَهٗ :	علیؑ نے اُس سے فرمایا کہ:۔

اِنَّمَااخْتَلَفْنَاعَنْهُ لاَفِيْهِ ؛ وَلٰكِنَّكُمْ مَاجَفَّتْ اَرْجُلُكُمْ مِنَ الْبَحْرِحَتّٰى قُلْتُمْ لِنَبِيِّكُمْ : اَجْعَلْ اِلٰهًا كَمَالَهُمْ اٰلِهَةٌ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ (اعراف 7/138)	1	ہم نے پیغمبری میں اختلاف نہیں کیا بلکہ اُن کی خلافت میں اختلاف کیا ہے مگر تمہارا حال تو یہ ہوا کہ دریا کے پانی سے تمہارے پیر گیلے ہی تھے کہ تم نے اپنے نبیؑ سے کہہ دیا تھا کہ ہمارے لئے بھی ایک ویسا ہی معبود تجویز کردے جیسے اِن لوگوں کے معبود ہیں۔ تو موسیٰ نے کہا کہ تم ایک زمانۂ جاہلیت کی قوم ہو۔(7/138)

319۔علیؑ کی فتح اور کامیابیوں پر حیرانی

وَقِيْلَ لَهُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ :		اور اُن حضرت علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ:۔
بِاَيِّ شَيْءٍ غَلَبْتَ الْاَقْرَانَ ؟فَقَالَ:		آپؑ اپنے مدّ مقابل لوگوں پر کس چیز سے غالب آتے رہے؟ فرمایا:۔
مَالَقِيْتُ اَحَدً اِلاَّ اَعَانَنِيْ عَلٰى نَفْسِهِ .	1	میں نے جس شخص سے بھی مقابلہ کیا اُس نے اپنی جان دیکر میری مدد کی۔

320۔تنگ دستی اور اس کا سبب؟

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لِاِبْنِهِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنِفِيَّةِ :		اور علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمدؒ بن الحنفیہ سے فرمایا کہ:۔
يَابُنَيَّ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكَ الْفَقْرَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ ؛	1	اَے ننھے بیٹے میں تمہارے متعلق تنگدستی سے ڈرتا ہوں لہٰذا تنگدستی سے اللہ کی پناہ مانگا کرو؛
فَاِنَّ الْفَقْرَ مَنْقَصَةٌ لِلدِّيْنِ ،	2	اس لئے کہ تنگدستی دین کے ناقص ہونے کا ثبوت ہے۔
مَدْهَشَةٌ لِلْعَقْلِ ؛	3	اور عقل کو پریشان کرنے والی چیز ہے۔
دَاعِيَةٌ لِلْمَقْتِ .	4	اور لوگوں کی نفرت کا سبب بنتی ہے۔

321۔سوال کرنے کا طریقہ اور مقصد

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لِسَائِلٍ سَاَلَهُ عَنْ مُعْضِلَةٍ		اور علی علیہ السلام سے ایک شخص نے ایک اُلجھا ہوا مسئلہ پوچھا تو اُس سے یہ بھی فرمایا
سَلْ تَفَقُّهًاوَلاَ تَسْاَلْ تَعَنُّتًا ؛	1	کہ:۔تم سمجھنے کے لئے پوچھا کرو، اُلجھنے کے لئے نہ پوچھا کرو۔
فَاِنَّ الْجَاهِلَ الْمُتَعَلِّمَ شَبِيْهٌ بِالْعَالِمِ ؛	2	کیونکہ وہ جاہل شخص جو سیکھنے کیلئے پوچھتا ہے عالم کے مشابہ ہوتا ہے۔
.وَاِنَّ الْعَالِمَ الْمُتَعَسِّفَ شَبِيْهٌ بِالْجَاهِلِ	3	اور وہ عالم جو اُلجھنے کیلئے پوچھتا ہے وہ جاہل کے مشابہ ہوتا ہے۔

322۔لوگوں پر واجب ہے کہ وہ مشورہ دیں امامؑ مختار ہیں کہ وہ قبول کریں یا نہ کریں

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْعَبَّاسِ وَقَدْ		اور علی علیہ السلام کو عبداللہ ابن عباس نے مشورہ دیا تھا جو آپؑ کیلئے قابل قبول نہ تھا۔
اَشَارَ عَلَيْهِ فِيْ شَيْءٍ لَمْ يُوَافِقْ رَاْيَهُ :		چنانچہ آپؑ نے انکار فرما دیا اور اُسے آئندہ کیلئے طریق کار یہ بتایا کہ:۔
لَكَ اَنْ تُشِيْرَ عَلَيَّ وَاَرٰى ؛	1	تم پر واجب ہے کہ تم مجھے اپنا مشورہ دیتے رہو اور میرا کام ہے کہ اس پر غور کروں
فَاِنْ عَصَيْتُكَ فَاَطِعْنِيْ .	2	چنانچہ میں اگر تمہارے مشورہ کو نہ مانوں تو بھی تم میری اطاعت کرو۔

323۔قوم کے بزرگوں کو پیدل چل کر استقبال کرنے سے منع فرمایا

وَرُوِیَ اَنَّهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمَّاوَرَدَ الْكُوْفَةَ قَادِمًا مِّنْ صِفِّیْنَ مَرَّ بِالشَّبَامِیِّیْنَ فَسَمِعَ بُكَاءَ النِّسَآءِ عَلٰی قَتْلٰی صِفِّیْنَ وَخَرَجَ اِلَیْهِ حَرْبُ ابْنُ شَرْجِیْلِ الشَّبَامِیُّ وَكَانَ مِنْ وُّجُوْهِ قَوْمِهٖ فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَهٗ :

اور روایت کی گئی ہے کہ جب علی علیہ السلام صفین سے واپسی میں آتے ہوئے کوفہ میں داخل ہوئے تو آپؑ قبیلہ شبامیین کی آبادی میں سے گذرے تو وہاں اُس قبیلے کی عورتوں کا رونا سنا جو جنگ صفین میں قتل ہوجانے والے اپنے قبیلے کے مجاہدوں پر رورہی تھیں۔اور اُسی وقت حرب ابن شرجیل حضرت علیؑ کے پاس پہنچے جو اپنی قوم شبامی کے سرداروں میں سے تھے علیؑ نے اس سے فرمایا کہ:

اَتَغْلِبُكُمْ نِسَاؤُكُمْ عَلٰی مَااَسْمَعُ ؟؛	1	عورتوں کا یہ رونا جو میں سن رہا ہوں کیا اس میں یہ عورتیں تم پر غالب ہوگئی ہیں؟
اَلاَ تَنْهَوْنَهُنَّ عَنْ هٰذَا الرَّنِیْنَ؟	2	کیا تم اُن کو اس شوروواویلا سے منع کرنے پر قدرت نہیں رکھتے ہو؟۔
وَاَقْبَلَ حَرْبٌ یَمْشِیْ مَعَهٗ وَهُوَ عَلَیْهِ السَّلَامُ رَاكِبٌ فَقَالَ لَهٗ :اِرْجِعْ فَاِنَّ مَشْیَ مِثْلِكَ مَعَ مِثْلِیْ فِتْنَةٌ لِّلْوَالِیْ وَمَذَلَّةٌ لِّلْمُؤْمِنِ .	3	اور حرب ابن شرجیل برابر آپؑ کے ہمراہ پیدل چلتے جارہے تھے جب کہ علی علیہ السلام سوار تھے۔ اس صورتحال پر علیؑ نے حرب بن شرجیل سے کہا:''بس اب تم واپس ہوجاؤ یقیناً تم ایسے مرتبے کے شخص کا میرے ایسے مرتبے کے شخص کیساتھ ساتھ پیدل چلتے رہنا اور میرا خاموش رہنا اُدھر حکمران کیلئے فتنہ ہے اِدھر مومن کیلئے ذلت ہے۔''

324۔خارجیوں کو معاویہ اور قریش نے باغی کیا تھا

وَقَدْمَرَّ بِقَتْلَی الْخَوَارِجِ یَوْمَ النَّهْرَوَانِ :		اور علی علیہ السلام جب جنگ نہروان میں قتل ہونے والوں پر سے گذرے تو فرمایا:۔
بُؤْسًالَّكُمْ لَقَدْ ضَرَّكُمْ مَنْ غَرَّكُمْ ؛	1	تمہارے لئے ہلاکت اور تباہی واقع ہوئی جس نے تمہیں فریب دیا تھا اُسی نے تمہیں نقصان پہنچایا؛
فَقِیْلَ لَهٗ : مَنْ غَرَّهُمْ یَااَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ ؟ فَقَالَ :	2	پوچھا گیا کہ یاامیرالمومنینؑ اُن کو کس نے فریب دیا تھا؟ فرمایا کہ:
اَلشَّیْطَانُ الْمُضِلُّ وَالْاَنْفُسُ الْاَمَّارَةُ بِالسُّوْءِ؛	3	گمراہ کرنے والے شیطان نے اور بُرائی پراُکسانے والے نفوس نے اُنہیں فریب دیا تھا۔ اور فریب تمناؤں کے ذریعہ سے دیا تھا۔
غَرَّتْهُمْ بِالْاَمَانِیِّ؛	4	اور اُن کے لئے نافرمانی کی راہیں چوپٹ کھول دی تھیں؛
وَفَسَحَتْ لَهُمْ بِالْمَعَاصِیْ ؛ وَعَدَتْهُمُ الْاِظْهَارَ فَاقْتَحَمَتْ بِهِمُ النَّارَ .	5	اور اُن سے کامیابی اور غلبہ حاصل کرانے کے وعدے کئے تھے۔چنانچہ اُنہیں جہنم میں دھکیل دیا۔''

325۔محمدؓ بن ابی بکر کے قتل کی اطلاع پر فرمایا

وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمَّابَلَغَهٗ قَتْلُ مُحَمَّدِ ابْنِ اَبِیْ بَكْرٍرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ:		اور جب علی علیہ السلام کو محمدؓ بن ابوبکر کے قتل کی اطلاع ملی تو آپؑ نے فرمایا کہ:۔

اِنَّ حُزۡنَناعَلَیۡہِ عَلٰی قَدۡرِسُرُوۡرِھِمۡ بِہٖ '	1	ہمارا رنج وغم محمد کے دشمنوں کی مسرت کے تناسب سے ہے۔
اِلَّآاَنَّھُمۡ نَقَصُوۡابَغِیۡضًاوَنَقَصۡنَاحَبِیۡبًا .	2	فرق اس قدر ہے کہ دشمنوں نے اپنا ایک دشمن کم کرلیا اور ہم نے اپنا ایک دوست کم کرلیا ہے

326۔انسانی عذرات کس عمر تک قابل قبول ہوسکتے ہیں

اَلۡعُمۡرُ الَّذِیۡ اَعۡذَرَاللّٰہُ فِیۡہِ ابۡنِ آدَمَ سِتُّوۡنَ سَنَۃً	1	وہ عمر جسکے دوران اولاد آدمؑ کے عذرات قابل قبول ہوسکتے ہیں ساٹھ سال ہے۔

327۔شر کے ذریعہ غلبہ مغلوبیت ہے

مَاظَفِرَ مَنۡ ظَفِرَ الۡاِثۡمُ بِہٖ ؛ وَالۡغَالِبُ بِالشَّرِّمَغۡلُوۡبٌ.	1	جس پر گناہ غالب آجائے وہ کامیاب نہیں ہے اور شر کے ذریعہ غلبہ پانے والا حقیقتاً مغلوب ہوتا ہے۔

328۔دُنیا میں غربت وافلاس کے ذمہ دار لوگ؟

اِنَّ اللّٰہَ سُبۡحَانَہٗ فَرَضَ فِیۡ اَمۡوَالِ الۡاَغۡنِیَآءِ اَقۡوَاتَ الۡفُقَرَاءِ ؛	1	یقیناً اللہ پاک نے غنی لوگوں کے مالوں میں سے فقیروں کو خوراک دینا فرض کیا ہوا ہے؛
فَمَاجَاعَ فَقِیۡرٌ اِلَّا بِمَامَنَعَ غَنِیٌّ ؛	2	چنانچہ کوئی فقیر بھوکا رہ ہی نہیں سکتا جب تک کوئی غنی اُس کا حق نہ روک لے۔
وَاللّٰہُ تَعَالٰی جَدُّہٗ سَائِلُھُمۡ عَنۡ ذٰلِکَ .	3	اور خدائے بزرگ غنی لوگوں سے اس پر ضرور باز پرس کرنے والا ہے۔''

329۔نافرمانی پر صحیح عذرات بھی عزت کی زندگی نہیں

اَلۡاِسۡتِغۡنَاءُ عَنِ الۡعُذۡرِاَعَزُّمِنَ الصِّدۡقِ بِہٖ .	1	عذرات سے مستغنی زندگی بسر کرنا اِس سے زیادہ قابلِ عزت ہے کہ آدمی صحیح عذرات پیش کرتا پھرے۔

330۔اگر آدمی ایک کام نہ کرے تو کوئی گناہ سرزد نہ ہو

اَقَلُّ مَایَلۡزَ مُکُمۡ لِلّٰہِ سُبۡحَانَہٗ اَنۡ لَّاتَسۡتَعِیۡنُوۡا بِنِعَمِہٖ عَلٰی مَعَاصِیۡہِ.	1	اللہ کی طرف سے تم پر جو چیز کم سے کم لازم ہے وہ یہ ہے کہ تم اُس کی نعمتوں سے مدد لے کر اُس کی نافرمانیاں نہ کیا کرو۔

331۔دانشوروں کے لئے اطاعت غنیمت ہے

اِنَّ اللّٰـہَ سُبۡحَانَـہٗ جَعَلَ الطَّاعَۃَ غَنِیۡمَۃَ الۡاَ کُیَاسِ عِنۡدَ تَفۡرِیۡطِ الۡعَجَزَۃِ .	1	اللہ پاک نے دانشوروں کیلئے اطاعت کو غنیمت ٹھہرایا ہے۔جس وقت کہ عاجزوں اور قاصروں سے عمل میں کوتاہی ہو۔

332۔حاکم اور سزا کا مجاز گواہ ہو تو پناہ کہاں؟

اِتَّقُوۡا مَعَاصِیَ اللّٰہِ فِی الۡخَلَوَاتِ' فَاِنَّ الشَّاھِدَ ھُوَالۡحَاکِمُ.	1	تنہائیوں میں بھی اللہ کی نافرمانی سے پرہیز کرتے رہو۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ گواہ بھی ہے اور سزا دینے والا حاکم بھی وہی ہے۔

333۔بادشاہوں کوزمین پراللہ کا پاسبان ہونا چاہیئے

اَلسُّلْطَانُ وَزَعَةُ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ .	1	حکام وبادشاہ زمین پراللہ کے پاسبان ہیں۔

334۔مومن کی بہترین صفات

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ صِفَةِ الْمُؤْمِنِ :		علی علیہ السلام نے مومن کی صفات میں فرمایا کہ:
اَلْمُؤْمِنُ بِشْرُهُ فِيْ وَجْهِهٖ ؛	1	مومن کے چہرے پرشادمانی جھلکتی رہتی ہے؛
وَحُزْنُهُ فِيْ قَلْبِهٖ ؛	2	اوراُس کاحزن وملال اُس کے دل میں ہوتا ہے؛
اَوْسَعُ شَيْءٍ صَدْرًا ؛	3	اُس کا سینہ تمام چیزوں سے کشادہ اوروسیع ہوتا ہے؛
وَاَذَلُّ شَيْءٍ نَفْسًا ؛	4	اوراُس کانفس ہرچیز سے ذلیل تر ہوتا ہے؛
يَكْرَهُ الرِّفْعَةَ ؛	5	بلند ہونے سے کراہت کرتا ہے؛
وَيَشْنَأُ السُّمْعَةَ ؛	6	شہرت اورخودنمائی کودشمن رکھتا ہے؛
طَوِيْلٌ غَمُّهُ ؛	7	اُس کاغم طویل ہوتا ہے؛
بَعِيْدٌ هَمُّهُ ؛	8	ہمت بہت دُوررَس ہوتی ہے؛
كَثِيْرٌ صَمْتُهُ ؛	9	اُس میں خاموشی کی کثرت ہوتی ہے؛
مَشْغُوْلٌ وَقْتُهُ ؛	10	ہروقت مشغول رہتا ہے یا اُس کاوقت مشغولیت میں گذرتا ہے؛
شَكُوْرٌ صَبُوْرٌ ؛	11	صابروشاکررہتا ہے؛
مَغْمُوْرٌ بِفِكْرَتِهٖ ؛	12	تفکر کی حالت میں غرق رہتا ہے؛
ضَنِيْنٌ بِخَلَّتِهٖ ؛	13	مانگنے میں کنجوس ہوتا ہے؛
سَهْلُ الْخَلِيْقَةِ ؛	14	خوش خُلق اورخوشرو ہوتا ہے؛
لَيِّنُ الْعَرِيْكَةِ ؛	15	عادات واطوارنرم روی میں ڈھلے ہوئے ہوتے ہیں؛
نَفْسُهُ اَصْلَبُ مِنَ الصَّلْدِ؛	16	اُس کی ذات پتھر سے زیادہ سخت ہوتی ہے؛
وَهُوَاَذَلُّ مِنَ الْعَبْدِ.	17	اوروہ خود بندہ اورغلام سے ذلیل ہوتا ہے۔

335۔زاھد وپارسااورحقیقی غنی

اَلْغِنَى الْاَكْبَرُ الْيَاْسُ عَمَّافِيْ اَيْدِى النَّاسِ.	1	سب سے بڑی دولتمندی وبے نیازی یہ ہے کہ جوکچھ لوگوں کے پاس ہے اُس سے مایوس رہاجائے۔

336۔وعدہ آزادی چھین لیتا ہے

اَلْمَسْؤُلُ حُرٌّحَتّٰی یَعِدُ	1	جس سے مانگا جائے وہ وعدہ کرنے تک آزاد ہے۔

337۔موت اور اُس کا سفر دیکھنے کے بعد؟

لَوْرَاَی الْعَبْدُ الْاَجَلَ وَمَسِیْرَہٗ لَاَبْغَضَ الْاَمَلَ وَغُرُوْرَہٗ	1	اگر بندہ مدّتِ حیات اور اُس کے انجام کو خود دیکھ لے تو آرزوؤں اور اُمیدوں اور اُن کے فریب کا دشمن ہوجائے۔

338۔مال میں دوخاص حصہ دار ہیں؟

لِکُلِّ امْرِیٍٔ فِیْ مَالِہٖ شَرِیْکَانِ :	1	ہرشخص کے مال میں دوحصہ دار ہیں:
اَلْوَارِثُ وَالْحَوٰدِثُ.	2	اُس کے وارث اور حادثاتِ زمانہ۔

339۔بلاعمل دُعاؤں اور تسبیحات کی پوزیشن؟

اَلدَّاعِیْ بِلاَ عَمَلٍ	1	بلاعمل کے دُعا کرنے والا ایسا ہے
کَالرَّامِیْ بِلاَوَتَرٍ.	2	جیسا بے چلّہ کمان سے تیر چلانے والا۔

340۔ یہ اُمت اور اس کے علماء کیوں ناکارہ وناکام ہیں؟

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ :	1	علم دوطرح کا ہوتا ہے:
مَطْبُوْعٌ وَمَسْمُوْعٌ ؛	2	ایک وہ جو طبیعت میں داخل ہوجائے دوسرا وہ جو سن لیا جائے۔
وَلاَیَنْفَعُ الْمَسْمُوْعُ اِذَالَمْ یَکُنِ الْمَطْبُوْعُ .	3	سنا ہوا علم اس وقت تک مفید نہیں ہوتا جب تک وہ طبیعت نہ بن جائے۔

341۔علیؑ نے افلاس کی مذمت کیوں کی ہے ؟

صَوَابُ الرَّایِ بِالدُّوَلِ :	1	رائے کا صحیح ہونا دولت واقبال سے وابستہ ہے۔
یُقْبِلُ بِاِقْبَالِھَا ؛	2	اُن کے آنے کے ساتھ آتی ہے
وَیَذْھَبُ بِذَھَابِھَا .	3	اور جانے کے ساتھ چلی جاتی ہے۔

342۔پارسائی اور شُکر زینت ہیں

اَلْعِفَافُ زِیْنَۃُ الْفَقْرِ ،	1	غربت کی زینت پارسائی ہے۔
وَالشُّکْرُ زِیْنَۃُ الْغِنٰی .	2	دولتمندی کی زینت شُکر ہے۔

343۔عدل کا دن ظالموں پر سخت گذرنا ہے

یَوْمُ الْعَدْلِ عَلَی الظَّالِمِ اَشَدُّ مِنْ یَوْمِ الْجَوْرِ عَلَی الْمَظْلُوْمِ .	1	ظالم پر عدل و انصاف کا دن اُس سے زیادہ سخت گذرے گا جتنا مظلوم پر ظلم کا دن گذرا تھا۔

344۔اہلِ قریش اور منصوبہ سازوں سے خطاب

اَلْاَقَاوِیْلُ مَحْفُوْظَةٌ ؛	1	اقوال اور باتیں محفوظ ہیں۔
وَالسَّرَائِرُ مَبْلُوَّةٌ ؛	2	اور دل کے اندر والے راز آزمائے جانے والے ہیں۔
وَكُلُّ نَفْسٍ بِمَاكَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ (مدثر 74/38)	3	ہر ذی حیات اپنی کمائی کے نتیجہ میں رہن پڑا ہوا ہے (74/38)
وَالنَّاسُ مَنْقُوْصُوْنَ مَدْخُوْلُوْنَ اِلَّامَنْ عَصَمَ اللّٰهُ ؛ :	4	اور تمام انسان نقائص سے دوچار ہونیوالے اور عقلی فتور میں مبتلا ہونیوالے ہیں۔سوائے اُن انسانوں کے جنہیں اللہ نے عصمت دی ہے؛
سَائِلُهُمْ مُتَعَنِّتٌ ؛	5	اُن میں کا سائل سوال میں اُلجھانا چاہتا ہے،
وَمُجِيْبُهُمْ مُتَكَلِّفٌ؛	6	اور اُن میں کا جواب دینے والا زبردستی کا جواب گھڑتا ہے،
يَكَادُاَفْضَلُهُمْ رَاْيًا يَرُدُّهُ عَنْ فَضْلِ رَاْيِهِ الرِّضٰى وَالسُّخْطُ؛	7	اُن میں کا بڑھیا رائے رکھنے والا شخص بھی اکثر کسی کی خوشنودی اور ناراضگی کے تصورات سے متاثر ہوکر اپنی اچھی رائے کو رد کردیتا ہے؛
وَيَكَادُ اَصْلَبُهُمْ عَوْدًا تَنْكُؤُهُ اللَّحْظَةُ ؛	8	اور جو اُن میں عقل کے لحاظ سے پختہ ہوتا ہے بہت ممکن ہے کہ ایک نگاہ اُس کے دل پر اثر انداز ہوجائے؛
وَتَسْتَحِيْلُهُ الْكَلِمَةُ الْوَاحِدَةُ.	9	اور ایک جملہ یا ایک بات اُسے کہیں سے کہیں لے جائے۔

345۔عمومی مگر واقعی ہدایات دی ہیں

مَعَاشِرَ النَّاسِ ؛	1	اے انسانی معاشرے کے لوگو!
اِتَّقُوا اللّٰهَ فَكَمْ مِنْ مُؤَمِّلٍ مَّالَا يَبْلُغُهُ ،	2	تم اللہ کے سامنے ذمہ دار بن جاؤ کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو ایسی اُمیدیں رکھتے ہیں جن کو حاصل نہیں کرسکتے؛
وَبَانٍ مَالَا يَسْكُنُهُ ؛	3	اور ایسی بنیادیں اور تعمیرات کرتے ہیں جن میں بسنا نہیں ملتا ہے۔
وَجَامِعٍ مَّاسَوْفَ يَتْرُكُهُ ؛	4	اور ایسا سامان جمع کرتے ہیں جسے چھوڑ جاتے ہیں۔
وَلَعَلَّهُ مِنْ بَاطِلٍ جَمَعَهُ ؛	5	اور ہوسکتا ہے کہ وہ سامان جمع ہی باطل طریقہ سے کیا ہو؛
وَمِنْ حَقٍّ مَنَعَهُ ؛	6	یا کسی اور کا حق مار کر حاصل کیا ہو۔
اَصَابَهُ حَرَامًا؛	7	اور اس طرح بطور حرام پہنچا ہو؛
وَاحْتَمَلَ بِهِ اٰثَامًا ؛	8	اور اُس کی وجہ سے گناہ کی ذمہ داری سر لی ہوئی ہو۔
فَبَآءَ بِوِزْرِهِ ؛	9	چنانچہ وزارت کی باز پُرس اُس کے ذمہ ہو۔
وَقَدِمَ عَلٰى رَبِّهِ اٰسِفًالَاهِفًا ،	10	اور یوں اپنے رب کے سامنے افسوس اور رنج کے عالم میں آئے۔
قَدْخَسِرَ الدُّنْيَاوَ الْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَالْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ (22/11)	11	یقیناً اُس نے دُنیا اور آخرت میں نقصان کمایا اور وہی تو کُھلا کُھلا گھاٹا اور نقصان ہے (22/11)۔"

346۔عصمت کی ایک صورت؟

مِنَ الْعِصْمَۃِ تَعَذُّرُ الْمَعَاصِیْ .	1	گناہوں تک دسترس نہ ہونا بھی عصمت ہے۔

347۔بھیک مانگنے کا نتیجہ؟

مَاءُ وَجْهِکَ جَامِدٌ یُقْطِرُہُ السُّؤَالُ ؛	1	تمہارے چہرے کی آبرو اور تابندگی مستقل ہے مگر دست سوال دراز کرنا اُسے بہا دیتا ہے۔
فَانْظُرْ عِنْدَ مَنْ تُقْطِرُہُ .	2	لہٰذا سوچا کرو کہ کس کے آگے آبرو ریزی کر رہے ہو۔

348 ۔حمد وثنا اور خوشامد وچاپلوسی میں کیا فرق ہے؟

اَلثَّنَاءُ بِاَکْثَرَ مِنَ الْاِسْتِحْقَاقِ مَلَقٌ ؛	1	حمد وثنا اگر استحقاق اور حقیقت سے بڑھ جائے تو وہ چاپلوسی اور خوشامد ہے؛
وَالتَّقْصِیْرُ عَنِ الْاِسْتِحْقَاقِ عِیٌّ اَوْ حَسَدٌ .	2	اور اگر سراہنا استحقاق سے کم رکھا جائے تو اُسے کوتاہ بیانی یا حسد قرار دیا جاتا ہے۔

349۔سب سے بڑا اور سخت گناہ؟

اَشَدُّ الذُّنُوْبِ مَا اسْتَهَانَ بِهٖ صَاحِبُهٗ.	1	سب گناہوں سے سخت گناہ وہ ہوتا ہے جسے معمولی سمجھ کر کیا جائے۔

350۔شریفانہ اور بدمعاشانہ زندگی

مَنْ نَظَرَ فِیْ عَیْبِ نَفْسِهٖ اشْتَغَلَ عَنْ عَیْبِ غَیْرِهٖ	1	جو شخص اپنے ذاتی عیوب کی اصلاح پر توجہ دیتا ہے وہ غیروں کی عیب جوئی سے الگ ہو جاتا ہے۔
وَمَنْ رَّضِیَ بِرِزْقِ اللّٰهِ لَمْ یَحْزَنْ عَلٰی مَافَاتَهٗ ؛	2	اور جو کوئی اللہ کے مقرر کردہ رزق پر راضی رہتا ہے وہ اپنے ہاتھ سے نکل جانے والی چیزوں پر رنجیدہ نہیں ہوتا۔
وَمَنْ سَلَّ سَیْفَ الْبَغْیِ قُتِلَ بِهٖ ؛	3	اور جو کوئی بغاوت کی تلوار کو سونتتا ہے وہ اُسی تلوار سے قتل ہوتا ہے۔
وَمَنْ کَابَدَ الْاُمُوْرَ عَطِبَ ؛	4	اور جو نا اہل ہوتے ہوئے اہم کاموں کو انجام دینا چاہتا ہے وہ برباد ہو جاتا ہے؛
وَمَنِ اقْتَحَمَ اللُّجَجَ غَرِقَ ؛	5	اور جو اُٹھتی ہوئی لہروں میں کودتا ہے وہ ڈوب جاتا ہے۔
وَمَنْ دَخَلَ مَدَاخِلَ السُّوْءِ اتُّهِمَ ؛	6	اور جو بدنامی کے اڈّوں میں داخل ہوتا ہے وہ بدنام ہوتا ہے؛
وَمَنْ کَثُرَ کَلَامُهٗ کَثُرَ خَطَؤُهٗ ؛	7	جو فضول باتیں زیادہ کرتا ہے وہ اپنی خطاؤں میں اضافہ کرتا ہے۔
وَمَنْ کَثُرَ خَطَؤُهٗ قَلَّ حَیَاؤُهٗ؛	8	اور جو اپنی خطاؤں کو بڑھاتا ہے اُس کی حیا وشرم کم ہو جاتی ہے؛
وَمَنْ قَلَّ حَیَاؤُهٗ قَلَّ وَرَعُهٗ ؛	9	اور جس کی شرم وحیا کم ہوگئی اُس کی پارسائی کم ہو جاتی ہے؛
وَمَنْ قَلَّ وَرَعُهٗ مَاتَ قَلْبُهٗ ؛	10	اور جس میں پارسائی کم ہوگئی اُس کا دل مر جاتا ہے؛
وَمَنْ مَاتَ قَلْبُهٗ دَخَلَ النَّارَ ؛	11	اور جس کا دل ہی مردہ ہو گیا وہ جہنم واصل ہو گیا۔
وَمَنْ نَظَرَ فِیْ عُیُوْبِ النَّاسِ فَاَنْکَرَهَا ثُمَّ	12	اور جو شخص لوگوں کے عیوب پر نظر ڈالے اور اُنہیں بُرا بھی سمجھے اور پھر اپنے لئے اُن

رَضِيَهَالِنَفْسِهٖ فَذٰلِكَ الْاَحْمَقُ بِعَيْنِهٖ ؛		ہی عیبوں کو پسند کرلے وہ حقیقی معنی میں احمق ہوتا ہے؛
وَالْقَنَاعَةُ مَالٌ لَّايَنْفَدُ ؛	13	اور قناعت ایسا مال ہے جو کبھی ختم نہیں ہوا کرتا۔
وَمَنْ اَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِ الْمَوْتِ رَضِيَ مِنَ الدُّنْيَا بِالْيَسِيْرِ ؛	14	اور جو شخص موت کا ذکر کثرت سے کرتا ہے وہ دُنیا کی تھوڑی سی اور آسان زندگی پر راضی ہوجاتا ہے۔
وَمَنْ عَلِمَ اَنَّ كَلَامَهُ مِنْ عَمَلِهٖ قَلَّ كَلَامُهُ اِلَّافِيْمَايَعْنِيْهِ .	15	اور جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اُس کی باتیں بھی اُس کے عمل ہی کا جز ہیں وہ مفید باتوں کے علاوہ زیادہ باتیں نہیں کرتا ہے۔

351 ۔ظالم کی علامتیں

لِلظَّالِمِ مِنَ الرِّجَالِ ثَلَاثُ عَلَامَاتٍ :	1	ظالم کے لئے لوگوں میں تین علامتیں ہوتی ہیں:۔
يَظْلِمُ مَنْ فَوْقَهٗ بِالْمَعْصِيَةِ ؛	2	وہ ظلم کرتا ہے اپنے سے طاقت ورلوگوں پر گناہ گارانہ اورفریب کارانہ چالوں سے۔
وَمَنْ دُوْنَهٗ بِالْغَلَبَةِ ؛	3	اور اپنے سے کمزوروں پرظلم کرتا ہے دھونس اور زبرستی سے۔
وَيُظَاهِرُ الْقَوْمَ الظَّلَمَةِ .	4	اور قوم کے ظالموں کا پشت پناہ رہتا ہے۔

352 ۔سختیوں اور بلاؤں کا زوال ہوکر رہتا ہے

عِنْدَتَنَا هِي الشِّدَّةِ تَكُوْنُ الْفُرْجَةُ ؛	1	سختی اپنی انتہا پر پہنچ جائے تو سہولت کا دور آتا ہے۔
وَعِنْدَ تَضَايُقِ حَلَقِ الْبَلَاءِ يَكُوْنُ الرَّخَاءُ .	2	اور جب تنگی اور بلاؤں کا گھیرا تنگ ہوجائے تب بھی راحت وآسائش کا زمانہ آتا ہے۔

353 ۔اہل وعیال واولاد سے محتاط سلوک کیوں؟

لَا تَجْعَلَنَّ اَكْثَرَشُغُلِكَ بِاَهْلِكَ وَوَلَدِكَ ؛	1	تم اپنے اہل وعیال واولاد کیساتھ بہت زیادہ اُلجھ کر نہ رہ جاؤ۔
فَاِنْ يَكُنْ اَهْلُكَ وَوَلَدُكَ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَوْلِيَاءَهٗ ؛	2	اِس لئے کہ اگر وہ ولایت خداوندی کے ممبر ہوں گے تو اللہ اپنی ولایت کے ممبروں کو ضائع نہ ہونے دے گا۔
وَاِنْ يَكُوْنُوْاَعْدَاءَ اللّٰهِ فَمَاهَمُّكَ وَشُغُلُكَ بِاَعْدَاءِ اللّٰهِ .	3	اور اگر تمہارے اہل وعیال اور اولاد اللہ کے دشمن ہیں تو تمہیں دشمنان خدا کی دیکھ بھال اور تربیت میں اُلجھنے سے کیا فائدہ؟

354 ۔سب سے بڑا عیب کیا ہے؟

اَكْبَرُ الْعَيْبِ اَنْ تَعِيْبَ مَافِيْكَ مِثْلُهٗ .	1	سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ تم اُس عیب کو بُرا کہو جو خود تمہارے اندر موجود ہے۔

355۔مبارکباد دینے کا طریقہ

وَهَنَّابِحَضْرَتِهٖ رَجُلٌ رَجُلاً بِغُلَامٍ وُّلِدَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ:"لِيَهْنِئْكَ الْفَارِسُ" فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :		علیؑ کی موجودگی میں ایک شخص نے دوسرے شخص کو بیٹا پیدا ہونے پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ۔"تمہیں شہسوار مبارک ہو"۔ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ:۔

لا تَقُلْ ذٰلِکَ وَلٰکِنْ قُلْ شَکَرْتَ الْوَاهِبَ ؛	1	وہ نہ کہو بلکہ یوں کہا کرو: ۔تم بخشنے والے کے شکر گذار ہوئے؛ ۔
وَبُورِکَ لَکَ فِی الْمَوْهُوبِ ؛	2	یہ بخشی ہوئی نعمت تمہیں مبارک ہو؛
وَبَلَغَ اَشُدَّهُ '	3	یہ اپنے کمال کو پہنچے؛
وَرُزِقْتَ بِرَّهُ .	4	اِس کی نیکی اور سعادت مندی تمہیں نصیب ہو۔

356 ۔بلند عمارتیں سرمایہ داری کا پتہ دیتی ہیں

وَبَنٰی رَجُلٌ مِّنْ عُمَّالِهٖ بِنَاءً فَخمًا' فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :		علیؑ کے گورنروں میں سے ایک شخص نے ایک بلند عمارت بنائی تو آپؑ نے اُس سے فرمایا کہ:۔
اَطْلَعَتِ الْوَرِقُ رُؤُسَهَا؛	1	چاندی کے سکّوں نے اپنا سَر بلند کیا ہوا ہے؛
اِنَّ الْبِنَآءَ یَصِفُ لَکَ الْغِنَاءَ .	2	یقیناً یہ بلڈنگ پکار کر تمہاری دولتمندی کا اعلان کر رہی ہے۔

357۔تمام راہیں بند ہوں تو رزق کہاں سے آئے گا؟

وَقِیْلَ لَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ : لَوْسُدَّ عَلٰی رَجُلٍ بَابُ بَیْتِهٖ وَتُرِکَ فِیْهِ مِنْ اَیْنَ کَانَ یَاْتِیْهِ رِزْقُهٗ ؟ فَقَالَ :مِنْ حَیْثُ یَاْتِیْهِ اَجَلُهٗ .	1	علی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اگر ایک شخص کو اُسکے گھر میں بند کر دیا جائے اور آنے جانے کے تمام راستے بند ہوں تو بتایئے کہ اُس کا رزق اُسے کہاں سے آئیگا؟ آپؑ نے فرمایا کہ اُسی راستے سے آئیگا جس راستے سے اُس کی موت آئے گی۔

358۔میّت پر پُرسہ دینے کا ایک طریقہ

وَعَزّٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ قَوْمًا عَنْ مَیِّتٍ مَاتَ لَهُمْ فَقَالَ		اور علی علیہ السلام نے ایک قوم کو اُن کی میت پر پُرسہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ:۔
اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَیْسَ لَکُمْ بَدَاَ ؛	1	مرنے کا یہ معاملہ تمہارے یہاں سے شروع نہیں ہوا ہے؛
وَلَا اِلَیْکُمْ انْتَهٰی ؛	2	اور نہ ہی تم پر اس کی انتہا ہو جانا ہے؛
وَقَدْ کَانَ صَاحِبُکُمْ هٰذَا یُسَافِرُ فَعُدُّوْهُ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ ؛	3	تمہارا یہ مرنے والا ساتھی سفر میں مصروف رہتا تھا۔اب بھی یہی سمجھ لو کہ وہ اپنے ایک سفر پر گیا ہے۔
فَاِنْ قَدِمَ عَلَیْکُمْ وَاِلَّا قَدِمْتُمْ عَلَیْهِ .	4	چنانچہ اگر وہ سفر سے تمہارے پاس آ گیا تو آ گیا ورنہ تم خود اُسکے پاس پہنچ جاؤ گے۔

359۔خوشحالی اور نعمتوں کی فراوانی میں مطمئن رہنا غلط ہے

اَیُّهَا النَّاسُ، لِیَرَکُمُ اللّٰهُ مِنَ النِّعْمَةِ وَجِلِیْنَ کَمَا یَرَاکُمْ مِنَ النِّقْمَةِ فَرِقِیْنَ '	1	اے لوگو اللہ تمہیں نعمتوں کی فراوانیوں میں بھی اُسی طرح خائف دیکھنا چاہتا ہے جس طرح تم مصیبتوں کے دوران خوفزدہ رہتے ہو۔
اِنَّهٗ مَنْ وُّسِعَ عَلَیْهِ فِیْ ذَاتِ یَدِهٖ ؛	2	بلاشبہ جس کسی کو خوشحالی کی فراوانیاں حاصل ہوں اور ہاتھ میں قوت رکھتا ہو؛
فَلَمْ یَرَ ذٰلِکَ اسْتِدْرَاجًا فَقَدْ اَمِنَ مَخُوْفًا ؛	3	اور یہ نہ سمجھتا ہو کہ اُسے بتدریج عذاب کی طرف لایا جا رہا ہے۔تو اُس نے خود

وَمَنۡ ضُيّـِقَ عَـلَيۡـهِ فِـيۡ ذَاتِ يَـدِهٖ فَلَمۡ يَرَ ذٰلِكَ اخۡتِبَارًا فَقَدۡ ضَيَّعَ مَامُوۡلاً .	4	کو خوفناک صورت حال سے مامون ومحفوظ سمجھ لیا ہے؛ اور جو کوئی تنگدستی و تنگ حالی میں سے گذر رہا ہو اور یہ شخص بھی اُن حالات کو امتحان و آزمائش نہ سمجھتا ہو تو وہ اُس ثواب کو ضائع کرتا ہے جو اُسے اس حالت میں ہونا تھا۔

360۔نفس پروری کرنے والوں کو تنبیہ

يَااَسۡرَى الرَّغۡبَةِ اَقۡـصِرُوۡافَاِنَّ الۡـمُعَرِّجَ عَلَى الدُّنۡيَالاَ يَرُوۡعُهُ مِنۡهَااِلَّاصَرِيۡفُ اَنۡيَابِ الۡحِدۡثَانِ؛	1	اے گرفتاران حرص وطمع باز آجاؤ اس لئے کہ اس دُنیا پر مرمٹنے والوں کو حادثات زمانہ کے دانت پیسنے ہی کا خطرہ اور اندیشہ رہنا چاہئے۔لہذا
اَيُّهَاالنَّاسُ، تَوَلَّوۡا مِنۡ اَنۡفُسِكُمۡ تَاۡدِيۡبَهَا'	2	اے لوگو تم نفس پروری کی حکمرانی سے باہر نکلو، اور اپنی اصلاح اور تادیب خود ہی شروع کردو۔
وَاعۡدِلُوۡا بِهَاعَنۡ ضَرَاوَةِ عَادَاتِهَا.	3	اور اپنی بُری عادات کو طاقت وجرأت کے ساتھ ٹھیک کرلو۔

361۔ ہر بات کا اچھا پہلو سامنے رکھا کرو

لاَ تَـظُـنَّـنَّ بِـكَـلِـمَةٍ خَرَجَتۡ مِنۡ اَحَدٍسُوۡءً وَاَنۡتَ تَجِدُ لَهَافِي الۡخَيۡرِ مُحۡتَمَلاً .	1	کسی کے منہ سے نکلنے والی کسی بات میں اگر تمہیں اچھائی کا کوئی پہلو نکلتا معلوم ہوتا ہو تو بدگمانی سے اُس بات میں بُرا پہلو نہ نکالو۔

362۔دُعا قبول ہونے کا حکمیہ طریقہ

اِذَاكَانَتۡ لَكَ اِلَى اللّٰهِ سُبۡحَانَهٗ حَاجَةٌ	1	جب تمہیں اللہ پاک سے کوئی حاجت طلب کرنا ہو تو،
فَابۡدَاۡبِمَسۡاَلَةِ الصَّلاَةِ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡ وَآلِهٖ ،	2	اُس کی ابتدا اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ پر درود بھیجنے کی درخواست سے کرو۔
ثُمَّ سَلۡ حَاجَتَكَ '	3	پھر اپنی حاجت طلب کرو؛
فَـاِنَّ الـلّٰـهَ اَكۡـرَمُ مِـنۡ اَنۡ يُّسۡاَلَ حَاجَتَيۡنِ فَيُقۡضِيَ اَحَدَا هُمَاوَيَمۡنَعُ الۡاُخۡرٰى.	4	چنانچہ اللہ اس سے کہیں زیادہ کرم فرما ہے کہ اس سے دو حاجتیں طلب کی جائیں اور وہ ان دونوں میں سے ایک کو تو قبول کرلیا کرے اور دوسری کو منع کردیا کرے۔

363۔لڑائی جھگڑوں سے آبروریزی ہوتی ہے

مَنۡ ضَنَّ بِعِرۡضِهٖ فَلۡيَدَعِ الۡمِرَاءَ .	1	جو اپنی آبرو کو ضائع کرنے میں کنجوس رہنا چاہے اُسے چاہئے کہ لڑائی جھگڑے سے باز رہے

364۔جلدی اور تاخیر کہاں حماقت ہیں؟

مِنَ الۡـخُـرۡقِ الۡمُعَاجَلَةُ قَبۡلَ الۡاِمۡكَانِ وَالۡاَنَاةُ بَعۡدَ الۡفُرۡصَةِ .	1	اِمکان پیدا ہونے سے پہلے کسی کام میں جلدی کرنا اور موقع آنے اور فرصت ہونے کے بعد دیر کرنا حماقت ہے۔

365۔ اَن ہونی اور فرضی باتوں پر سوال نہ کرو

لاَ تَسْاَلْ عَمَّالاَیَکُوْنُ فَفِی الَّذِیْ قَدْکَانَ لَکَ شُغْلٌ ؛	1	ایسی بات کے لئے سوال نہ کرو جس نے ہونا ہی نہیں ہے اِس لئے کہ جو کچھ ہے وہی تیرے لئے کافی ہے۔

366۔ تفکر اور اعتبار سے استفادہ کرو ذاتی تادیب کا طریقہ؟

اَلْفِکْرُ مِرْاٰۃٌ صافِیَۃٌ ؛	1	فکر ایک روشن وصاف آئینہ ہے۔
وَالْاِعْتِبَارُ مُنْذِرٌ نَاصِحٌ ؛	2	اور اعتبار ایک نصیحت کرنے اور تنبیہ کرنے والا ساتھی ہے۔
وَکَفٰی اَدَبًالِّنَفْسِکَ تَجَنُّبُکَ مَاکَرِھْتَہُ لِغَیْرِکَ .	3	ذاتی تادیب اور اصلاح کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اُن چیزوں سے اجتناب کرو جو دوسروں کے لئے بُرا سمجھتے ہو۔

367۔ علم وعمل ساتھ ساتھ رہنالازم ہیں

اَلْعِلْمُ مَقْرُوْنٌ بِالْعَمَلِ ؛	1	علم کو عمل کے ساتھ جوڑی دار بنایا گیا ہے؛
فَمَنْ عَلِمَ عَمِلَ ؛	2	لہٰذا جو جان گیا اُس نے عمل کرلیا۔
وَالْعِلْمُ یَھْتِفُ بِالْعَمَلِ ؛	3	اور علم عمل کو پکارتا رہتا ہے اگر وہ اطاعت کرتا ہے تو بہتر ہے ورنہ
فَاِنْ اَجَابَہُ وَاِلَّا ارْتَحَلَ عَنْہُ .	4	علم بھی اُس سے رخصت ہوجاتا ہے۔

368۔ دُنیا اور دُنیا داروں کے لئے چند ہدایات

اَیُّھَاالنَّاسُ مَتَاعُ الدُّنْیَاحُطَامٌ مُّوْبِیٌٔ فَتَجَنَّبُوْامَرْعَاۃً قُلْعَتُھَا اَحْظٰی مِنْ طَمَانِیْنَتِھَا ؛	1	اے لوگو دُنیا کا ساز وسامان خشک اور بدبودار اور سڑا ہوا بھوسا ہے جو وبائی بیماریاں پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ اس تباہ کرنے والی چراگاہ سے بچ کر رہو اس لئے کہ یہاں نہ رہنا اور کوچ کر جانا اطمینان کی منزل کرنے سے مفید ہے؛
وَبُلْغَتُھَا اَزْکٰی مِنْ ثَرْوَتِھَا ؛	2	یہاں سے ضرورت کے مطابق تھوڑا سا لے لینا یہاں کی دولتمندی سے زیادہ پاکیزہ ہے۔
حُکِمَ عَلٰی مُکْثِرٍبِھَابِالْفَاقَۃِ ؛	3	یہاں کے دولت مندوں اور آسودہ حال لوگوں کیلئے فاقہ زدگی طے شدہ ہے۔
وَاُعِیْنَ مَنْ غَنِیَ عَنْھَا بِالرَّاحَۃِ ؛	4	اور جو اس دُنیا سے بے نیاز رہے اُس کیلئے چین وراحت بھی طے شدہ ہے؛
وَمَنْ رَاقَہُ زِبْرِجُھَااَعْقَبَتْ نَاظِرَیْہِ کَمَھًا'	5	اور جو کوئی دُنیا کی زیبائش اور حُسن پر فریفتہ ہوجاتا ہے دُنیا اُس کی دونوں آنکھوں کو اندھا کردیتی ہے۔
وَمَنِ اسْتَشْعَرَ الشَّعَفَ بِھَامَلَاَتْ ضَمِیْرَہُ اَشْجَانًا؛	6	اور جو دُنیا سے محبت کرنے کو اپنا شعار و وظیفہ بنالیتا ہے وہ اُس کے ضمیر میں غم واندوہ بھر دیتی ہے؛
لَھُنَّ رَقْصٌ عَلٰی سَوَیْدَآءِ قَلْبِہٖ ؛	7	اور وہ غم واندوہ اُس کے دل کی گہرائی میں ناچنا شروع کردیتے ہیں۔

هَمٌّ يَشْغَلُهُ وَهَمٌّ يَحْزُنُهُ ؛	8	لہٰذا اُس کے ارادے اور ہمت اُسے گھیرے رکھنے اور حُزن وملال میں مصروف رکھنے میں لگ جاتے ہیں۔
كَذٰلِكَ حَتّٰى يُؤْخَذَ بِكَظَمِهِ فَيُلْقٰى بِالْفَضَآءِ ؛	9	اُسی صورت حال میں رہتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اُسکے سانس کا راستہ بند ہونے اور گلا گھٹنے لگتا ہے اور اُسے صحرا میں ڈال دیا جاتا ہے۔(قبرستان مراد ہے)
مُنْقَطِعًا اَبْهَرَاهُ '	10	یہ وہ حالت ہے کہ دل کی رگیں کٹی ہوئی ہوتی ہیں۔
هَيِّنًا عَلَى اللّٰهِ فَنَاؤُهُ ؛	11	اللہ کے لئے اُس کا فنا کرنا آسان ہوتا ہے۔
وَعَلَى الْاِخْوَانِ اِلْقَاؤُهُ ؛	12	اور اس کے بھائی بندلوگوں کے لئے اسے قبر میں ڈالنا بھی سہل ہوجاتا ہے۔
وَاِنَّمَا يَنْظُرُ الْمُؤْمِنُ اِلَى الدُّنْيَا بِعَيْنِ الْاِعْتِبَارِ ؛	13	اِس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک مومن تو دنیا کو سبق سیکھنے کی غرض سے دیکھتا ہے۔
وَيَقْتَاتُ مِنْهَا بِبَطْنِ الْاِضْطِرَارِ ؛	14	اور یہاں سے اُتنا ہی لیتا ہے جتنا اُس کا پیٹ اُسے مجبور کردیتا ہے۔
وَيَسْمَعُ فِيْهَا بِاُذُنِ الْمَقْتِ وَالْاِبْغَاضِ،	15	اور دُنیا کے متعلق ہر بات بُغض اور دشمنی کے کانوں سے سُنتا ہے۔
اِنْ قِيْلَ اَثْرٰى قِيْلَ اَكْدٰى '	16	اگر یہاں یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص آسودہ حال ہے تو یہ بھی سُنا اور کہا جاتا ہے کہ وہ کنگال ہوگیا ہے
وَاِنْ فُرِحَ لَهُ بِالْبَقَاءِ حُزِنَ لَهُ بِالْفَنَآءِ ؛	17	اگر زندہ باقی رہنے پر خوشی منائی جاتی ہے تو پھر مرنے اور فنا ہونے پر حُزن وملال بھی کیا جاتا ہے۔
هٰذَا وَلَمْ يَاْتِهِمْ يَوْمٌ فِيْهِ يُبْلِسُوْنَ .	18	فی الحال تو اسی قدر ہے اور ابھی وہ دن نہیں آیا ہے جب پوری پوری مایوسی چھا جائے گی۔

369۔ثواب اور عذاب کی ایجاد کا سبب؟

اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ وَضَعَ الثَّوَابَ عَلٰى طَاعَتِهِ	1	یقیناً اللہ پاک نے اپنی اطاعت کے لئے ثواب ایجاد کیا۔
وَالْعِقَابَ عَلٰى مَعْصِيَتِهِ ؛	2	اور اپنی نافرمانی کیلئے اُس نے عذاب والا تعاقب مقرر کردیا ہے۔
زِيَادَةً لِّعِبَادِهِ عَنْ نِقْمَتِهِ ؛	3	زیادہ تر اس لئے کہ بندوں کو عذاب سے بچائے،
وَحِيَاشَةً لَّهُمْ اِلٰى جَنَّتِهِ .	4	اور اُنہیں گھیر کر جنت کی طرف لے جائے۔

370۔قریش کی اسکیم کہ اسلام اور قرآن غائب ہوجائیں

يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يَبْقٰى فِيْهِمْ مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهُ ؛	1	لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے کہ اُنکے اندر قرآن کی تعلیمات میں سے قرآن کے الفاظ کے سوا کچھ باقی نہ رہیگا۔
وَمِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهُ ؛	2	اور نہ ہی دینِ اسلام میں سے اُسکے نام کے سوا کچھ اور باقی رہیگا۔
وَمَسَاجِدُ هُمْ يَوْمَئِذٍ عَامِرَةٌ مِنَ الْبِنَاءِ ؛	3	اور اُن کی مسجدیں اُن ایام میں فنِ تعمیر کا سجا ہوا نمونہ ہوں گی۔
خَرَابٌ مِنَ الْهُدٰى ؛	4	مگر ہدایت ودینداری کی رُو سے ویرانہ اور کھنڈرات ہوں گی۔

سُكَّانُهَاوَعُمَّارُهَاشَرُّاَهْلِ الْاَرْضِ ؛	5	اُن مسجدوں کے باشندے اور اُن کی دیکھ بھال کرنیوالے اس دُنیا کے شریرترین لوگ ہوں گے۔
مِنْهُمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ ،	6	ہر فتنہ اُن ہی میں سے نکلے گا۔
وَاِلَيْهِمْ تَاْوِیْ الْخَطِيْئَةُ ؛	7	اور اُن ہی کی پناہ میں رہے گا، خطائیں وہاں پرورش پائیں گی۔
يَرُدُّوْنَ مَنْ شَذَّ عَنْهَافِيْهَا ؛	8	جو فتنہ اور خطاؤں سے نکلے گا اُسے زبردستی اُن ہی میں پلٹا کر داخل کریں گے۔
وَيَسُوْقُوْنَ مَنْ تَاَخَّرَعَنْهَااِلَيْهَا ؛	9	اور جو فتنوں اور خطاؤں میں داخل ہونے میں تاخیر کرے گا اُسے ہانک کر اُن کی طرف لے جائیں گے۔
يَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ:	10	اللہ پاک فرما چکا ہے کہ:۔
فَبِیْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰی اُولٰئِکَ فِتْنَةً اَتْرُکُ الْحَلِيْمَ فِيْهَاحَيْرَانَ وَقَدْ فَعَلَ ؛	11	میں نے قسم کھائی ہے کہ ضرور مبعوث کروں گا اُن لوگوں کے اوپر ایک خاص فتنہ جس میں بردبار لوگوں کو حیرانی میں رکھوں گا۔ چنانچہ اُس نے اس پر عمل کر دیا ہے۔
وَنَحْنُ نَسْتَقِيْلُ اللّٰهَ عَثْرَةَ الْغَفْلَةِ .	12	اور ہم تو غفلت میں ٹھوکریں کھانے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

371۔ وہ تنبیہ جو ہر خطبہ سے پہلے کی جاتی تھی

وَرُوِیَ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَلَّمَااعْتَدَلَ بِهِ الْمِنْبَرُ اِلَّاقَالَ اَمَامَ الْخُطْبَةِ :		اور روایت کیا گیا ہے کہ علی علیہ السلام جب بھی منبر پر تشریف لے جاتے تھے تو ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ آپؑ خطبے سے پہلے یہ نہ فرمائیں کہ:۔
اَيُّهَاالنَّاسُ، اتَّقُوااللّٰهَ فَمَاخُلِقَ امْرُؤٌ عَبَثًافَيَلْهُوَ '	1	اے لوگو تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اُس نے کسی شخص کو خواہ مخواہ پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ کھیل کود اور دلچسپیوں میں لگا رہے؛
وَلَا تُرِکَ سُدًی فَيَلْغُوَ ؛	2	اور نہ اُسے بے مہار و آزاد چھوڑا ہے کہ وہ فضولیات میں لگا رہے۔
وَمَادُنْيَاهُ الَّتِیْ تَحَسَّنَتْ لَهُ بِخَلَفٍ مِنَ الْاٰخِرَةِ الَّتِیْ قَبَّحَهَاسُوْءُ النَّظَرِ عِنْدَهُ '	3	اور یہ دُنیا جو اُس لئے سجائی گئی ہے آخرت کی زندگی کا بدلا نہیں ہے کہ جس کو انسان کی غلط نگاہی نے بُری بنا کر پیش کیا ہے؛
وَمَاالْمَغْرُوْرُالَّذِیْ ظَفِرَمِنَ الدُّنْيَابِاَعْلٰی هِمَّتِهِ كَالْاٰخَرِالَّذِیْ ظَفِرَ مِنَ الْاٰخِرَةِ بِاَدْنٰی سُهْمَتِهِ.	4	وہ فریب زدہ شخص جو اپنی بلند ہمتی سے دُنیا حاصل کرنے میں فتح مند بھی ہو جائے اُس دوسرے آدمی کے برابر نہیں ہو سکتا جس نے تھوڑا سا بھی آخرت کی زندگی کا حصہ حاصل کر لیا ہو۔

372۔ اسلام اور چند متعلقہ صفات

لَاشَرَفَ اَعْلٰی مِنَ الْاِسْلَامِ ؛	1	اسلام سے زیادہ بلند تر اور کوئی بزرگی نہیں ہے؛
وَلَاعِزَّ اَعَزُّمِنَ التَّقْوٰی ؛	2	اور تقویٰ سے زیادہ اور کوئی عزت نہیں ہے؛

وَلاَ مَعْقِلَ اَحْسَنُ مِنَ الْوَرَعِ ؛	3	پرہیزگاری سے بڑھ کر کوئی پناہ نہیں ہے؛
وَلاَ شَفِيْعَ اَنْجَحُ مِنَ التَّوْبَةِ ؛	4	توبہ سے زیادہ اثر ڈالنے والا اور کوئی سفارشی نہیں ہے؛
وَلاَ كَنْزَ اَغْنٰى مِنَ الْقَنَاعَةِ ؛	5	اور قناعت سے زیادہ مستغنی کرنے والا اور کوئی خزانہ نہیں ہے؛
وَلاَ مَالَ اَذْهَبُ لِلْفَاقَةِ مِنَ الرِّضٰى بِالْقُوْتِ؛	6	اور اپنی ضروری خوراک پر راضی رہنے سے بڑھ کر کوئی مال ایسا نہیں جو تنگدستی و محتاجگی کو دُور رکھے؛
وَمَنِ اقْتَصَرَ عَلٰى بُلْغَةِ الْكَفَافِ فَقَدِ انْتَظَمَ الرَّاحَةَ ؛	7	اور جس شخص نے اپنی ضرورت کو محدود کرنا پسند کرلیا اُس نے اپنی مستقل راحت کا انتظام کردیا؛
وَتَبَوَّ اَخْفَضَ الدَّعَةِ ؛	8	اور خود کو آرام وآسودگی کی منزل میں اُتار دیا؛
وَالرَّغْبَةُ مِفْتَاحُ النَّصَبِ ؛	9	خواہشیں اور رغبتیں رنج وتکلیف کی کنجیاں ہیں؛
وَمَطِيَّةُ التَّعَبِ ؛	10	اور مشقت کی سواریاں ہیں؛
وَالْحِرْصُ وَالْكِبْرُ وَالْحَسَدُ دَوَاعٍ اِلَى التَّقَحُّمِ فِي الذُّنُوْبِ	11	اور حرص اور بڑائی اور حسد گناہوں میں کودنے کا سامان ہوتے ہیں۔
وَالشَّرُّ جَامِعٌ لِمَسَاوِي الْعُيُوْبِ .	12	اور شر وفساد تمام عیبوں اور خرابیوں کو جمع کرنے والی چیزیں ہیں۔

373۔علم اور عالم، دُنیا کا قیام اور دین کا انحصار

يَـا جَـابِـرَ ابْـنَ عَبْـدِ الـلّٰـهِ (الْاَنْـصَـارِى) قِوَامُ الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا بِاَرْبَعَةٍ :	1	اَے جابر (ابن عبداللہ انصاری) دین اور دُنیا کا قوام چار قسم کے اشخاص پر ہے؛ وہ عالم جو اپنے علم کو استعمال کرتا ہو۔اور
عَالِمٍ مُّسْتَعْمِلٍ عِلْمَهُ ؛	2	وہ جاہل جو علم حاصل کرنے میں بےعزتی نہ سمجھتا ہو؛
وَجَاهِلٍ لاَّيَسْتَنْكِفُ اَنْ يَّتَعَلَّمَ ؛	3	اور وہ سخی جو ضروری سامان کو دینے میں کنجوسی نہ کرتا ہو؛
وَجَوَدٍ لاَ يَبْخَلُ بِمَعْرُوْفِهٖ؛	4	اور وہ فقیر جو دُنیا کے بدلے میں اپنی آخرت نہ بیچتا ہو؛
وَفَقِيْرٍ لاَّيَبِيْعُ اٰخِرَتَهُ بِدُنْيَاهُ ؛	5	چنانچہ جب علماء اپنے علم کو ضائع کرنے لگتے ہیں تو جہلاء علم دین حاصل کرنے میں
فَاِذَا ضَيَّعَ الْعَالِمُ عِلْمَهُ اسْتَنْكَفَ الْجَاهِلُ اَنْ يَّتَعَلَّمَ ؛	6	اپنی بےعزتی سمجھنے لگتے ہیں۔
وَاِذَا بَخِلَ الْغَنِيُّ بِمَعْرُوْفِهٖ بَاعَ الْفَقِيْرُ اٰخِرَتَهُ بِدُنْيَاهُ ؛	7	اور جب اغنیاء ضروری سامان میں کنجوسی کرنے لگتے ہیں تو فقراء دُنیا کمانے اور اغنیاء بننے کیلئے اپنی آخرت بیچ ڈالتے ہیں۔
يَـا جَـابِـرُ مَـنْ كَـثُـرَتْ نِـعَـمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ كَثُرَتْ حَوَائِجُ النَّاسِ اِلَيْهِ ؛	8	اَے جابر جس شخص نے اپنے پاس نعمات خداوندی کثرت سے جمع کرلی ہیں اُس نے اپنے ذمہ لوگوں کی حاجتیں اور ضرورتیں بھی کثرت سے لے لی ہیں۔

فَمَنْ قَامَ لِلّٰہِ فِیْھَا بِمَا یَجِبُ عَرَّضَھَا لِلدَّوَامِ وَالْبَقَاءِ ؛	9	لہٰذا جو شخص دُنیا میں اللہ کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کھڑا ہو گیا اور واجب حقوق ادا کرے گا وہ ہمیشہ باقی رہے گا۔
وَمَنْ لَمْ یَقُمْ فِیْھَا بِمَا یَجِبُ عَرَّضَھَا لِلزَّوَالِ وَالْفَنَآءِ .	10	اور جو شخص اللہ کیلئے واجب حقوق ادا نہ کریگا اُسے زوال اور فنا سے سابقہ پڑیگا۔

374۔ظلم وجبر پر عمل ہوتا دیکھ کر کیا کرنا چاہئے؟

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ : اِنِّیْ سَمِعْتُ عَلِیًّا یَقُوْلُ یَوْمَ لَقِیْنَا اَھْلَ الشَّامِ :		عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ جس روز ہم اہل شام کے مقابلے کے لئے پہنچے تو میں نے سنا علی علیہ السلام فرمارہے تھے کہ:
اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِنَّہٗ مَنْ رَاٰی عُدْوَانًا یُّعْمَلُ بِہٖ وَمُنْکَرًا یُدْعٰی اِلَیْہِ فَاَنْکَرَہٗ بِقَلْبِہٖ فَقَدْ سَلِمَ وَبَرِئَ .	1	اے مومنین جو شخص دیکھے کہ ظلم وزیادتی پر عمل ہو رہا ہے اور عالمی ناپسندیدہ کاموں کی طرف دعوت دی جاری ہے۔ چنانچہ جو کوئی دل میں اُس کو بُرا سمجھے اُسے محفوظ اور بَری کہا جائے گا۔
وَمَنْ اَنْکَرَہٗ بِلِسَانِہٖ فَقَدْ اُجِرَ وَھُوَ اَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِہٖ ؛	2	اور جو کوئی ظلم وزیادتی اور بُری دعوت کو زبان سے بُرا کہے گا وہ پہلے شخص سے افضل اور اجر کا مستحق ہوگا؛
وَمَنْ اَنْکَرَہٗ بِالسَّیْفِ لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا وَکَلِمَۃُ الظَّالِمِیْنَ ھِیَ السُّفْلٰی فَذٰلِکَ الَّذِیْ اَصَابَ سَبِیْلَ الْھُدٰی وَقَامَ عَلَی الطَّرِیْقِ '	3	اور جو کوئی ظلم وزیادتی اور بُری دعوت کو بزورِ شمشیر روک دے تاکہ اللہ کا نظام غالب آئے اور ظالموں کا نظام ذلیل ہو جائے تو وہ شخص وہی ہے جو ہدایت کی راہ تک پہنچ گیا۔اور صحیح طریقے پر قائم ہو گیا۔
وَنَوَّرَ فِیْ قَلْبِہِ الْیَقِیْنَ .	4	اور اُس کے دل میں یقین کا نور پھیل گیا۔

375۔بُرے کاموں کو دیکھنے والوں کی ذمہ داری

فَمِنْھُمُ الْمُنْکِرُ لِلْمُنْکَرِ بِیَدِہٖ وَلِسَانِہٖ وَقَلْبِہٖ فَذٰلِکَ الْمُسْتَکْمِلُ لِخِصَالِ الْخَیْرِ ؛	1	اِن ہی لوگوں میں سے ایک شخص وہ ہے جو عالمی ناپسندیدہ کام کو ہاتھ اور زبان اور دل سے بُرا سمجھتا ہے۔ چنانچہ وہ شخص اچھی خصلتوں کو مکمل کر چکا ہے۔
وَمِنْھُمُ الْمُنْکِرُ بِلِسَانِہٖ وَقَلْبِہٖ وَالتَّارِکُ بِیَدِہٖ فَذٰلِکَ مُتَمَسِّکٌ بِخَصْلَتَیْنِ مِنْ خِصَالِ الْخَیْرِ وَمُضَیِّعٌ خَصْلَۃً ؛	2	اور ایک شخص ایسا ہے جو زبان اور دل سے بُرا سمجھتا ہے اور ہاتھ سے برا سمجھنا چھوڑتا ہے چنانچہ وہ شخص تین اچھی خصلتوں میں سے دو کے ساتھ وابستہ ہے اور ایک خصلت کو ضائع کر چکا ہے؛
وَمِنْھُمُ الْمُنْکِرُ بِقَلْبِہٖ وَالتَّارِکُ بِیَدِہٖ وَلِسَانِہٖ فَذٰلِکَ الَّذِیْ ضَیَّعَ اَشْرَفَ الْخَصْلَتَیْنِ مِنَ الثَّلَاثِ وَتَمَسَّکَ بِوَاحِدَۃٍ ؛	3	اور اُن میں سے ایک وہ شخص ہے جو صرف دل سے بُرا سمجھتا ہے اور ہاتھ سے اور زبان سے بُرا سمجھنا چھوڑ چکا ہے۔ چنانچہ وہ شخص تین میں سے دو افضل خصلتوں کو ضائع کر کے صرف ایک خصلت سے وابستہ رہ گیا ہے۔
وَمِنْھُمْ تَارِکٌ لِاِنْکَارِ الْمُنْکَرِ بِلِسَانِہٖ وَقَلْبِہٖ وَیَدِہٖ	4	اور اُن میں سے ایک وہ شخص ہے جو نہ اپنی زبان سے ظلم وانکار کرتا ہے نہ دل میں

فَذٰلِکَ مَیِّتُ الْاَحْیَاءِ ؛		بُرا سمجھتا ہے اور نہ ہی ہاتھ سے روک تھام کرتا ہے۔ یہ شخص زندہ لوگوں میں سے ایک میت ہے۔
وَمَاَاعْمَالُ الْبِرِّ کُلُّھَاوَالْجِھَادُفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ عِنْدَ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیِ عَنِ الْمُنْکَرِ اِلَّا کَنَفْثَۃٍ فِیْ بَحْرٍلُّجِّیٍّ ؛	5	تمہیں معلوم رہنا چاہئے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور معروفات کو نافذ کرنے اور منکرات کو روکنے کے مقابلے میں باقی تمام اعمال خیر (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، وغیرہ) کا مقام ویسا ہی ہے جیسا سمندر میں لعاب دہن یا تھوک کا مقام ہوتا ہے۔
وَاِنَّ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیَ عَنِ الْمُنْکَرِ لَا یُقَرِّبَانِ مِنْ اَجَلٍ ؛	6	پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ معروفات کو نافذ کرنا اور منکرات کو روکنا نہ تو موت کو قبل از وقت لے آتا ہے،
وَلَا یُنْقُصَانِ مِنْ رِّزْقٍ '	7	اور نہ رزق میں کمی کرتا ہے۔
وَاَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ کُلِّہٖ کَلِمَۃُ عَدْلٍ عِنْدَ اِمَامٍ جَائِرٍ .	8	اور اُن سب ہی سے افضل ہے ایک جابر و ظالم امام کے سامنے انصاف کی بات کہنا۔

376۔قلب وزبان اور ہاتھوں سے مکمل جہاد

وَعَنْ اَبِیْ حُجَیْفَۃَ قَالَ: سَمِعْتُ اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَقُوْلُ:		اور ابی حُجیفہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ۔’’میں نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ:۔
اِنَّ اَوَّلَ مَاتُغْلَبُوْنَ عَلَیْہِ مِنَ الْجِھَادِ الْجِھَادُ بِاَیْدِیْکُمْ ثُمَّ بِاَلْسِنَتِکُمْ ثُمَّ بِقُلُوْبِکُمْ ؛	1	پہلا جہاد جس سے تم مغلوب ہو جاؤ گے ہاتھوں سے جہاد کرنا ہے۔ پھر زبان سے جہاد کرنا ہے اور دلوں سے جہاد کرنا ہے؛
فَمَنْ لَّمْ یَعْرِفْ بِقَلْبِہٖ مَعْرُوْفًا وَّلَمْ یُنْکِرْ مُنْکَرًا قُلِبَ فَجُعِلَ اَعْلَاہُ اَسْفَلَہٗ وَاَسْفَلُہٗ اَعْلَاہُ.	2	چنانچہ جس کسی نے دل سے اچھائی کو اچھا اور بُرائی کو بُرا نہ سمجھا اُسے انقلابات کے ذریعہ سے اُلٹ پلٹ کر کے رکھ دیا جائے گا وہ اُس طرح سے کہ اُس کے اوپر کا حصہ نیچے کر دیا جائے گا اور نیچے کا حصہ اوپر کر دیا جائے گا۔

377۔حق اور باطل کی ایک ایک بات

اِنَّ الْحَقَّ ثَقِیْلٌ مَّرِیْءٌ؛	1	یقیناً حق بھاری اور خوشگوار ہوتا ہے؛
وَاِنَّ الْبَاطِلَ خَفِیْفٌ وَّبِیْءٌ.	2	اور یقیناً باطل ہلکا مگر وبا انگیز ہوتا ہے۔

378۔اِس اُمت کے سب سے اچھے اور سب سے بُرے دو اشخاص

لَا تَاْمَنَنَّ عَلٰی خَیْرِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَذَابَ اللّٰہِ لِقَوْلِہٖ سُبْحَانَہٗ: فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّاالْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ. (اعراف 7/99)	1	اِس اُمت کے بہترین شخص کے معاملے میں بھی تم اللہ کے عذاب کی طرف سے بےفکر نہ ہو جانا۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ:۔

		''اللہ کے مکر کی طرف سے وہی بے فکر ہو جاتے ہیں جو گھاٹے میں رہنے والی قوم کے لوگ ہوا کرتے ہیں۔'' (7/99)
وَلاَ تَيْاَسَنَّ لِشَرِّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ لِقَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ: اِنَّهٗ لَايَيْاَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ (یوسف 12/87)	2	اور اس اُمت کے بدترین شخص کے معاملے میں بھی تم اللہ کی راحت رسانی سے مایوس نہ ہو جانا جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ:۔ یقیناً اللہ کی راحت رسانی سے حق پوش قوم کے لوگوں کے سوا کوئی مایوس نہیں ہوتا۔ (12/87)

379۔ کنجوسی تمام بُرائیوں کی راہنما ہے

اَلْبُخْلُ جَامِعٌ لِّمَسَاوِيَ الْعُيُوْبِ؛	1	کنجوسی تمام عیبوں کو اکٹھا کرنے والی ایسی لگام ہے
وَهُوَ زِمَامٌ يُقَادُبِهٖ اِلٰى كُلِّ سُوْءٍ.	2	جو تمام برائیوں کی طرف راہ نمائی کرتی ہے۔

380۔ رزق کی دو قسمیں مگر مانتا کوئی نہیں

اَلرِّزْقُ رِزْقَانِ:	1	رزق کی دو قسمیں ہیں:
رِزْقٌ تَطْلُبُهٗ،	2	ایک وہ رزق جس کی تلاش تمہیں کرنا پڑتی ہے؛
وَرِزْقٌ يَّطْلُبُكَ فَاِنْ لَّمْ تَاْتِهٖ اَتَاكَ؛	3	دوسرا وہ رزق جو تمہاری تلاش میں رہتا ہے۔ اگر تم اُس تک نہ پہنچو گے تو وہ تم تک پہنچے گا؛
فَلاَ تَحْمِلْ هَمَّ سَنَتِكَ عَلٰى هَمِّ يَوْمِكَ؛	4	لہٰذا اپنے ایک دن کی فکر پر سال بھر کی فکریں نہ لادو۔
كَفَاكَ كُلَّ يَوْمٍ مَّافِيْهِ؛	5	لہٰذا جو ہر روز کا رزق ہے وہ ہی تمہارے لئے کافی ہے۔
فَاِنْ تَكُنِ السَّنَةُ مِنْ عُمُرِكَ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَيُؤْتِيْكَ فِيْ كُلِّ غَدٍجَدِيْدٍ مَّاقَسَمَ لَكَ؛	6	اگر تمہاری عمر کا کوئی سال باقی ہے تو یقیناً اللہ ہر نئے دن کی جو روزی اُس نے مقرر کی ہے وہ تمہیں ضرور دے گا۔
وَاِنْ لَّمْ تَكُنِ السَّنَةُ مِنْ عُمُرِكَ فَمَاتَصْنَعُ بِالْهَمِّ لِمَالَيْسَ لَكَ؛	7	اور اگر تمہاری عمر کا کوئی سال اب باقی نہیں رہا ہے تو تم اُس چیز کی فکر کیوں کرو جو تمہارے لئے ہے ہی نہیں؟
وَلَنْ يَّسْبِقَكَ اِلٰى رِزْقِكَ طَالِبٌ؛	8	اور یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی اور تمہارا رزق لے لینے کیلئے تم پر سبقت لے جائے۔
وَلَنْ يَغْلِبَكَ عَلَيْهِ غَالِبٌ؛	9	اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی اور غلبہ پانے والا تم پر غالب آجائے؛
وَلَنْ يُّبْطِئَ عَنْكَ مَاقَدْقُدِرَلَكَ؛	10	اور جتنا تمہارے لئے مقدر ہو چکا ہے اُسمیں ہرگز دیری اور سستی کی گنجائش نہیں ہے۔

381۔ لوگوں پر گذرنے والے حالات

رُبَّ مُسْتَقْبِلٍ يَوْمًالَيْسَ بِمُسْتَدْبِرِهٖ؛	1	بہت سے لوگ ایسے دن کا سامنا کرتے ہیں جس سے روگردانی ممکن نہیں ہوتی ہے۔
وَمَغْبُوْطٍ فِيْ اَوَّلِ لَيْلِهٖ قَامَتْ بِوَاكِيْهِ فِيْ اٰخِرِهٖ	2	اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ رات کے شروع میں اُن پر رشک کرتے ہیں اور رات کے آخر میں اُن پر رونے والیوں کا کہرام ہوتا ہے۔

382۔ بولنے میں ذمہ داری کا خیال رکھو

اَلْکَلَامُ فِیْ وِثَاقِکَ مَالَمْ تَتَکَلَّمْ بِهٖ؛	1	کلام تمہارے بھروسے پر اور تمہارے قابو میں ہے جب تک تم بولو نہیں۔
فَاِذَا تَکَلَّمْتَ بِهٖ صِرْتَ فِیْ وِثَاقِهٖ؛	2	اور جیسے ہی تم بولتے ہو تو تم کلام کے بھروسے اور قابو میں چلے جاتے ہو۔
فَاخْزُنْ لِسَانَکَ کَمَاتَخْزُنُ ذَهَبَکَ وَوَرِقَکَ	3	لہٰذا اپنی زبان اور کلام کو اسی طرح خزانے میں محفوظ رکھو جیسے تم اپنے سونے چاندی کو محفوظ رکھتے ہو۔
فَرُبَّ کَلِمَةٍ سَلَبَتْ نِعْمَةً وَجَلَبَتْ نِقْمَةً.	4	کیوں کہ بعض کلمات ایسے ہوتے ہیں جو نعمت کو چھین کر مصیبت کو نازل کردیتے ہیں

383۔ جو کچھ جانتے ہو اُسے محفوظ رکھو

لَاتَقُلْ مَالَاتَعْلَمُ بَلْ لَاتَقُلْ کُلَّ مَاتَعْلَمُ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ قَدْفَرَضَ عَلٰی جَوَارِحِکَ کُلِّهَا فَرَائِضَ یَحْتَجُّ بِهَاعَلَیْکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.	1	جو کچھ تم نہیں جانتے وہ نہ کہا کرو بلکہ جو کچھ تم جانتے ہو وہ بھی سارا کا سارا نہ کہہ دیا کرو؛ کیونکہ اللہ پاک نے تمہارے تمام اعضاء پر کچھ فرائض عائد کئے ہیں جن کے ذریعے سے بروز قیامت تم پر حجت کرے گا۔

384۔ قوت اور کمزوری کا استعمال؟

اِحْذَرْاَنْ یَّرَاکَ اللّٰهُ عِنْدَ مَعْصِیَتِهٖ وَیَفْقِدَکَ عِنْدَ طَاعَتِهٖ فَتَکُوْنَ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ؛	1	اِس صورتِ حال سے بچو کہ اللہ تمہیں اپنی نافرمانی کے لئے تو حاضر پائے اور اپنی اطاعت کے وقت تمہیں غیر حاضر پائے ورنہ تمہارا شمار گھاٹا پانے والوں میں ہوگا۔
وَاِذَاقَوِیْتَ فَاقْوَ عَلٰی طَاعَةِ اللّٰهِ،	2	اور جب تمہیں قوت ملے تو اللہ کی اطاعت میں قوت استعمال کرو
وَاِذَاضَعُفْتَ فَاضْعُفْ عَنْ مَّعْصِیَةِ اللّٰهِ.	3	اور جب کمزوری آجائے تو اللہ کی نافرمانی میں کمزوری دکھاؤ۔

385۔ تجربہ کے باوجود غلط عمل جہالت ہے

اَلرُّکُوْنُ اِلَی الدُّنْیَامَعَ مَاتُعَایِنُ مِنْهَاجَهْلٌ؛	1	دُنیا کا سلوک دیکھتے ہوئے بھی دُنیا کا ہو رہنا جہالت ہے۔
وَالتَّقْصِیْرُفِیْ حُسْنِ الْعَمَلِ اِذَاوَثِقْتَ بِالثَّوَابِ عَلَیْهِ غَبْنٌ،	2	اور اچھے اعمال کے اچھے ثواب کا یقین رکھتے ہوئے بھی اچھے اعمال کرنے میں کمی کرتے رہنا غبن (امانت دبا بیٹھنا) ہے۔
وَالطَّمَاْنِیْنَةُ اِلٰی کُلِّ اَحَدٍقَبْلَ الْاِاخْتِبَارِلَهٗ عَجْزٌ.	3	اور ٹھیک آزمائے اور خبر لگائے بغیر ہر ایک پر اطمینان کر لینا عاجزی اور بے کسی ہے۔

386۔ دُنیا کی حقارت پر ایک دلیل

مِنْ هَوَانِ الدُّنْیَا عَلَی اللّٰهِ اَنَّهٗ لَا یُعْصَی اِلَّافِیْهَا؛	1	اللہ کے نزدیک دُنیا کی حقارت کے لئے یہی بہت ہے کہ اللہ کی نافرمانیاں ہوتی ہیں تو اسی دنیا میں ہوتی ہیں۔
وَلَا یُنَالُ مَاعِنْدَهٗ اِلَّابِتَرْکِهَا.	2	اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ نہیں ملتا مگر دُنیا کو چھوڑنے کے بعد۔

387۔عمل اور نسب میں تعلق

مَنْ اَبْطَابِهِ عَمَلُهُ لَمْ یُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ؛	1	جسے عمل سُست اور ڈھیلا کر دے اُسے اُس کا نسب تیز گام نہیں کر سکتا۔
مَنْ فَاتَهُ حَسَبُ نَفْسِهِ لَمْ یَنْفَعْهُ حَسَبُ اٰبَائِهِ	2	جو اپنی ذاتی شرافت نہ رکھتا ہوا سے اباؤ اجداد کی شرافت فائدہ نہیں دیتی ہے۔

388۔جوئیندہ یابندہ

مَنْ طَلَبَ شَیْئًانَالَهُ اَوْبَعْضَهُ.	1	جو شخص کسی چیز کو حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اس چیز کو یا اس کے بعض حصے کو پا لے گا۔

389۔اچھائی اور بُرائی کی شناخت و نتیجہ

مَاخَیْرٌ بِخَیْرٍ بَعْدَهُ النَّارُ؛	1	بھلائی وہ بھلائی نہیں جس کے بعد جہنم ہو۔
مَاشَرٌّ بِشَرٍّ بَعْدَهُ الْجَنَّةُ؛	2	اور وہ شر شر نہیں جس کے بعد جنت ہو۔
وَكُلُّ نَعِیْمٍ دُوْنَ الْجَنَّةِ مَحْقُوْرٌ؛	3	جنت کے مقابلے میں ہر نعمت حقیر ہے۔
وَكُلُّ بَلَاءٍ دُوْنَ النَّارِ عَافِیَةٌ.	4	اور جہنم کے مقابلے میں ہر بلا خیر و عافیت ہے۔

390۔فاقہ اور دیگر بلائیں

اَلَاوَاِنَّ مِنَ الْبَلَاءِ الْفَاقَةَ؛	1	خبردار رہو کہ بلاؤں میں سے ایک بلا فاقہ ہے۔
وَاَشَدُّمِنَ الْفَاقَةِ مَرَضُ الْبَدَنِ؛	2	اور فاقہ سے بڑی اور سخت بلا جسمانی بیماری ہے۔
وَاَشَدُّمِنْ مَرَضِ الْبَدَنِ مَرَضُ الْقَلْبِ؛	3	اور جسمانی بیماری سے سخت قلب کی بیماری ہے۔
اَلَا وَاِنَّ مِنَ النِّعَمِ سَعَةَ الْمَالِ؛	4	خبردار ہو جاؤ کہ نعمتوں میں سے مالی فراوانی ایک نعمت ہے۔
وَاَفْضَلُ مِنْ سَعَةِ الْمَالِ صِحَّةُ الْبَدَنِ؛	5	اور مالی فراوانیوں سے افضل بدن کی صحت مندی ہے۔
وَاَفْضَلُ مِنْ صِحَّةِ الْبَدَنِ تَقْوَی الْقَلْبِ.	6	صحت بدن سے افضل قلب کا متقی ہونا ہے۔

391۔مومن کی تین خاص ساعتیں اور کام

لِلْمُؤْمِنِ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ؛	1	مومن کے لئے تین خاص گھڑیاں (گھنٹے) ہوتی ہیں۔
فَسَاعَةٌ یُنَاجِیْ فِیْهَارَبَّهُ؛	2	چنانچہ ایک ساعت تو وہ ہوتی ہے جس میں وہ اپنے پروردگار سے کانا پھوسی کرتا ہے۔
وَسَاعَةٌ یَرُمُّ مَعَاشَهُ ؛	3	اور ایک ساعت وہ ہے جس میں وہ اپنی معاش میں ترمیم کرتا ہے۔
وَسَاعَةٌ یُخَلِّی بَیْنَ نَفْسِهِ وَبَیْنَ لَذَّتِهَا فِیْمَایَحِلُّ وَیَجْمُلُ؛	4	اور ایک وہ ساعت جس میں وہ حلال و پسندیدہ لذتوں سے استفادہ کرتا ہے۔
وَلَیْسَ لِلْعَاقِلِ اَنْ یَكُوْنُ شَاخِصًا اِلَّا فِیْ ثَلَاثٍ:	5	اور کسی بھی عقل مند انسان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ خود کو تین کاموں کے علاوہ کسی اور کام میں اُلجھائے:

مَرَمَّةٍ لِّمَعَاشٍ؛	6	اپنی روزی کی مرّمت میں،
اَوْخُطْوَةٍ فِیْ مَعَادٍ؛	7	یا آخرت کی نجات کے کاموں میں،
اَوْلَذَّةٍ فِیْ غَیْرِ مُحَرَّمٍ؛	8	یا حلال چیزوں سے لطف اندوزی میں۔

392۔دُنیا میں بے رغبتی سے رہنے کا فائدہ؟

اِزْهَدْ فِی الدُّنْیَا یُبَصِّرُکَ اللّٰهُ عَوْرَاتِهَا؛	1	دُنیا میں خود کو سمیٹ کر رکھو تاکہ اللہ تمہیں دُنیا کی بُرائیاں دیکھنے کی نظر عطا کردے۔
وَلَا تَغْفُلْ فَلَسْتَ بِمَغْفُوْلٍ عَنْکَ.	2	اور دُنیا میں غافل بن کر نہ رہو اس لئے کہ یہاں تم سے غفلت نہ برتی جائے گی۔

393۔منہ سے نکلنے والی ہر بات تمہاری شخصیت پر دلیل ہو

تَکَلَّمُوْا تُعْرَفُوْا فَاِنَّ الْمَرْءَ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِهٖ.	1	بات اس طرح کرو کہ تمہاری پوزیشن پہچانی جا سکے کیونکہ آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا رہتا ہے۔

394۔ہلکی پُھلکی اور اچھی خوشبو؟

نِعْمَ الطِّیْبُ الْمِسْکُ خَفِیْفٌ مَحْمِلُهٗ؛	1	اچھی خوشبو مشک کی ہوتی ہے جس سے گرانی نہیں ہوتی۔
عَطِرٌ رِّیْحُهٗ.	2	اور اس کی مہک عطر کی طرح ہے۔

395۔فخر و کبر کو راہ سے ہٹاؤ قبر کے لے تیار رہو

ضَعْ فَخْرَکَ؛	1	فخر کرنے کو اُٹھا کر رکھ دو؛
وَاحْطُطْ کِبْرَکَ؛	2	تکبر کو دبا دو؛
وَاذْکُرْ قَبْرَکَ.	3	اپنی قبر کو یاد رکھو۔

396۔دُنیا میں سرسری طریق کار؟

خُذْمِنَ الدُّنْیَا مَااَتَاکَ؛	1	دُنیا سے وہ چیزیں لے لیا کرو جو تم تک آئیں؛
وَتَوَلَّ عَمَّاتَوَلّٰی عَنْکَ؛	2	اور تم اپنی ولایت سے وابستہ رہو جب تمہاری ولایت کے خلاف عمل درآمد کیا جائے
فَاِنْ اَنْتَ لَمْ تَفْعَلْ،	3	اور اگر ایسا نہ کر سکو تو،
فَاَجْمِلْ فِی الطَّلَبِ.	4	اپنی مانگ اور طلب کو حسین بنالو۔

397۔ایک بات جنگ کا چیلنج بن سکتی ہے

رُبَّ قَوْلٍ اَنْفَذُمِنْ صَوْلٍ.	1	اکثر بعض اقوال جنگی حملے کی طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔

398۔خود قناعت ہی کافی ہے

کُلُّ مُقْتَصَرٍ عَلَیْهِ کَافٍ.	1	جس چیز پر قناعت کر لی جائے وہ کافی ہے۔

399۔عزت برقرار رکھنا لازم ہے

اَلْمَنِيَّةُ وَلاَ الدَّنِيَّةُ؛	1	موت بہتر ہے ذلّت سے؛
وَالتَّقَلُّلُ وَلاَ تَوَسُّلُ؛	2	اور کم ملنا بہتر ہے چاپلوسی سے اور وسیلوں کے ذریعہ سے زیادہ ملنے سے؛
وَمَنْ لَّمْ يُعْطَ قَاعِدًا لَمْ يُعْطَ قَائِمًا؛	3	جسے بیٹھے بیٹھے نہیں ملتا اُسے کھڑے ہونے سے بھی نہیں ملتا؛
وَالدَّهْرُ يَوْمَانِ:	4	اور یہ زمانہ دو دنوں میں تقسیم ہے؛
يَوْمٌ لَكَ وَيَوْمٌ عَلَيْكَ؛	5	ایک دن تیرے حق میں دوسرا تیرے خلاف ہے۔
فَاِذَا كَانَ لَكَ فَلاَ تَبْطَرْ؛	6	جب تیرے حق والا دن ہو تو نخرے نہ کیا کرو؛
وَاِذَا كَانَ عَلَيْكَ فَاصْبِرْ.	7	اور تمہارا مخالف دن ہو تو صبر سے کام لو۔

400۔باپ بیٹے کے ایک دوسرے پر واجب حقوق

اِنَّ لِلْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ حَقًّا؛	1	بیٹے کے کچھ حقوق اُس کے والد پر ہوتے ہیں؛
وَاِنَّ لِلْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ حَقًّا؛	2	اور باپ کے کچھ حقوق اُس کے بیٹے پر ہوتے ہیں۔
فَحَقُّ الْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ اَنْ يُّطِيْعَهُ فِىْ كُلِّ شَىْءٍ اِلَّا فِىْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ؛	3	چنانچہ والد کے حقوق بیٹے پر یہ ہیں کہ بیٹا ہر معاملہ میں اپنے باپ کی اطاعت کرے مگر اللہ کی نافرمانیوں میں والد کی اطاعت واجب نہیں ہے۔
وَحَقُّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ اَنْ يُّحَسِّنَ اسْمَهُ؛	4	اور بیٹے کے والد پر یہ حقوق ہیں کہ باپ بیٹے کا اچھا نام رکھے۔
وَيُحَسِّنَ اَدَبَهُ؛	5	اور اسے عمدہ ادب وتہذیب سکھائے؛
وَيُعَلِّمَهُ الْقُرْاٰنَ.	6	اور اُسے قرآن کی تعلیم دے۔

401۔لوگوں سے ہم رنگ رہنا مفید ہے

مُقَارَبَةُ النَّاسِ فِىْ اَخْلاَقِهِمْ اَمْنٌ مِنْ غَوَائِلِهِمْ	1	لوگوں کے ساتھ اُن کے اخلاق واطوار میں ہم رنگ ہونا اُن کے شر سے محفوظ رہنا ہے۔

402۔بیرونی اثرات انسانی حالات پر

اَلْعَيْنُ حَقٌّ؛	1	نظر لگ جانا حق ہے۔
وَالرُّقٰى حَقٌّ؛	2	منتر جنتر کا اثر کرنا حق ہے۔
وَالسِّحْرُ حَقٌّ؛	3	جادو کا اثر حق ہے۔
وَالْفَالُ حَقٌّ؛	4	فال کا صحیح نکلنا بھی حق ہے۔
وَالطِّيَرَةُ لَيْسَتْ بِحَقٍّ؛	5	ہر بیماری کا دوسروں کو لگنا حق نہیں ہے۔
وَالْعَدْوٰى لَيْسَتْ بِحَقٍّ؛	6	اور دُشمنی کا اثر ہونا بھی حق نہیں ہے۔

وَالطِّيبُ نُشْرَةٌ؛	7	اور خوشبو کا اچھا اثر کرنا،
وَالْعَسَلُ نُشْرَةٌ؛	8	اور شہد کا کئی طرح سے مفید ہونا،
وَالرُّكُوبُ نُشْرَةٌ؛	9	اور سواری کرنا،
وَالنَّظَرُ اِلَى الْخُضْرَةِ نُشْرَةٌ.	10	اور سبزہ پر نظر ڈالنا تمام مفید چیزیں ہیں۔

403۔متضاد خواہشیں تدابیر کی دشمن

مَنْ اَوْمَا اِلَى مُتَفَاوِتٍ خَذَلَتْهُ الْحِيَلُ.	1	جو شخص مختلف ومتضاد چیزیں طلب کرتا ہے اس کے تمام حیلے ناکام ہوجاتے ہیں۔

404۔چھوٹا منہ بڑی بات پر

قَدْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ يُسْتَصْغَرُ مِثْلُهُ عَنْ قَوْلِ مِثْلِهَا:		علیؑ نے ایک شخص سے فرمایا جس نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر ایک بات کہی تھی:۔
لَقَدْ طِرْتَ شَكِيرًا؛	1	تم تو پر نکلتے ہی اڑنے لگے۔
وَهَدَرْتَ سَقْبًا.	2	اور جوان ہونے سے پہلے ہی بلبلانے لگے۔

405۔لاحول ولاقوۃ کے عملی معنی

وَقَدْ سُئِلَ عَنْ مَعْنَى قَوْلِهِمْ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.		اور علیؑ سے لاحول ولاقوۃ الا باللہ (احاطہ اور قوت اللہ کے بغیر نہیں) کے معنی معلوم کئے گئے تو فرمایا:۔
اِنَّا لَا نَمْلِكُ مَعَ اللّٰهِ شَيْئًا؛	1	ہم خدا کے ساتھ کسی چیز کے بھی مستقل مالک نہیں ہیں۔
وَلَا نَمْلِكُ اِلَّا مَامَلَّكَنَا؛	2	اور ہم صرف اُن ہی چیزوں پر ملکیت رکھتے ہیں جن کا اُس نے ہمیں مالک بنایا ہے۔
فَمَتٰى مَلَّكَنَا مَاهُوَ اَمْلَكُ بِهٖ مِنَّا كَلَّفَنَا؛	3	لہٰذا جب اُس نے ہمیں ایسی چیزوں کا مالک بنادیا جن پر وہ ہم سے زیادہ اختیار رکھتا ہے تو ہم پر کچھ ذمہ داری بھی عائد کردی ہے۔
وَمَتٰى اَخَذَهُ مِنَّا وَضَعَ تَكْلِيفَهُ عَنَّا.	4	اور جب وہ ہم سے وہ قوت واپس لے گا تو ذمہ داری بھی ہٹالے گا۔

406۔دینی لباس کی آڑ میں رہنے والے لوگ

وَقَدْ سَمِعَهُ يُرَاجِعُ الْمُغِيرَةَ ابْنَ شُعْبَةَ كَلَامًا		اور علیؑ نے سنا کہ مغیرہ ابن شعبہ جناب یاسرؓ سے اُلٹی سیدھی باتیں کررہا ہے۔
فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:		تو علیؑ نے فرمایا کہ:۔
دَعْهُ يَا عَمَّارُ؛	1	اے عمار اس کو دفع کرو اُس نے؛
فَاِنَّهُ لَمْ يَاْخُذْ مِنَ الدِّيْنِ اِلَّا مَاقَارَبَهُ مِنَ الدُّنْيَا؛	2	دین سے بس وہ کچھ لیا ہے جو اُسے دُنیا میں مقبول بنا سکے؛
وَعَلٰى عَمْدٍ لَبَّسَ عَلٰى نَفْسِهٖ لِيَجْعَلَ الشُّبُهَاتِ عَاذِرًا لِّسَقَطَاتِهٖ.	3	اور اس نے جان بوجھ کر میک اپ کیا ہے اور اپنے آپ کو شبہات میں اُلجھایا ہے تا کہ وہ اُن شبہات کو بطور عذر اپنی لغزشوں اور خطاؤں کے لئے استعمال کرسکے۔

407۔عقل انسان کو کیوں دی گئی؟

مَااسْتَوْدَعَ اللّٰهُ امْرَأً عَقْلاً اِلاَّ لِيَسْتَنْقِذَهُ بِهٖ يَوْمًامَّا	1	اللہ نے کسی شخص کو عقل ودیعت نہیں کی ہے مگر یہ کہ وہ کسی دن عقل کے ذریعہ سے اُسے تباہی سے بچائے گا۔

408۔فقراء کو اغنیاء کے ساتھ نخرے سے ملنا چاہیے

مَااَحْسَنَ تَوَاضُعَ الْاَغْنِيَاءِ لِلْفُقَرَاءِ طَلَبًالِمَا عِنْدَ اللّٰهِ! وَاَحْسَنُ مِنْهُ تِيْهُ الْفُقَرَاءِ عَلَى الْاَغْنِيَآءِ اِتِّكَالاًعَلَى اللّٰهِ.	1	اللہ کے پاس سے اَجر حاصل کرنے کے لئے دولتمندوں اوراغنیاء کا فقیروں کے ساتھ عاجزی سے پیش آنا کتنی اچھی بات ہے؟ مگر اُس سے بھی اچھی بات یہ ہے کہ اللہ پر توکل رکھنے والے فقراء دولت مندوں اور غنیوں سے نخرے سے پیش آئیں۔

409۔حق سے ٹکرانے والا بچھاڑا جائے گا

مَنْ صَارَعَ الْحَقَّ صَرَعَهُ.	1	جوحق کو گرانا چاہے حق اُسے گرادے گا۔

410۔دل بصارت کے لئے کتاب ہے

اَلْقَلْبُ مُصْحَفُ الْبَصَرِ.	1	دل آنکھوں کے لئے کتاب ہے۔

411۔تمام اخلاق کا رئیس تقویٰ ہے

اَلتُّقٰى رَئِيسُ الْاَخْلاقِ.	1	تقویٰ تمام اخلاق کا حاکم ہے۔

412۔بُردباری سرپنچوں کا قبیلہ ہے

اَلْحِلْمُ عَشِيْرَةٌ.	1	بُردباری سرپنچ قبیلہ ہے۔

413۔ہدایت اور زبان بخشنے والے کے خلاف زبان نہ چلاؤ

لَاتَجْعَلَنَّ ذَرَبَ لِسَانِكَ عَلٰى مَنْ اَنْطَقَكَ؛	1	جس نے تمہیں بولنے کی طاقت دی ہے اُسی کے خلاف اپنی بُری زبان استعمال نہ کرو۔
بَلاغَةَ قَوْلِكَ عَلٰى مَنْ سَدَّدَكَ.	2	اور جس نے تمہیں راستہ دکھایا ہے اُس کے مقابلہ میں اثرانگیز باتیں نہ کیا کرو۔

414۔کتنا اَدب اور کتنی تہذیب ضروری ہے؟

كَفَاكَ اَدَبًالِنَفْسِكَ اجْتِنَابُ مَاتَكْرَهُهُ مِنْ غَيْرِكَ.	1	تمہاری ذاتی تمیز وتہذیب اسی قدر کافی ہے کہ جس چیز کو دوسروں کے لئے ناپسند کرتے ہو اُس سے خود بھی بچ کر رہو۔

415۔جواں مردوں کی طرح صبر کرنا

مَنْ صَبَرَصَبْرَالْاَحْرَارِ؛ وَاِلاَّسَلاسُلُوَّالْاَغْمَارِ.	1	جواں مَردوں کی طرح صبر کرو نہیں تو بے وقوفوں کی طرح بھول بھلا کر چپ ہونا پڑیگا۔

416۔ کتنی عقل ہونا ضروری ہے؟

كَفَاكَ مِنْ عَقْلِكَ مَا اَوْضَحَ لَكَ سُبُلَ غَيِّكَ مِنْ رُشْدِكَ.	1	تمہارے لئے اتنی عقل کافی ہے کہ جو گمراہی کے راستوں کو ہدایت کے راستوں سے الگ کر کے دِکھادے۔

417۔ مرنے والوں پر صبر کا طریقہ؟

قَالَ لِلْاَشْعَثِ ابْنِ قَيْسٍ مُعَزِّيًا:		علیؑ نے اشعث ابن قیس سے پُرسہ دیتے ہوئے فرمایا:۔
اِنْ صَبَرْتَ صَبْرَ الْاَكَارِمِ ؛	1	اگر تم نے مفید انسانیت لوگوں کی طرح صبر کیا تو بہتر ہے۔
وَاِلَّا سَلَوْتَ سُلُوَّ الْبَهَائِمِ.	2	ورنہ چوپایوں کی طرح آخر ایک دن بھول ہی جاؤ گے۔

418۔ دُنیا اور دُنیا والوں پر چند پیارے جُملے

اَلدُّنْيَا تَغُرُّ وَتَضُرُّ وَتَمُرُّ ؛	1	یہ دُنیا فریب کار ہے نقصان پہنچانے والی اور تیزی سے نکلی جانے والی ہے؛
اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَرْضَهَا ثَوَابًا لِاَوْلِيَائِهِ ؛	2	یقیناً اللہ پاک نے اپنی ولایت قائم کرنے والوں کے لئے دُنیا کو بطور بدلہ وثواب پسند نہیں کیا ہے۔
وَلَا عِقَابًا لِاَعْدَائِهِ؛	3	اور نہ اَپنے دشمنوں کو مستقل سزا دینے کی جگہ مقرر کیا ہے۔
وَاِنَّ اَهْلَ الدُّنْيَا كَرَكْبٍ بَيْنَاهُمْ حَلُّوْا اِذْ صَاحَ بِهِمْ سَائِقُهُمْ فَارْتَحَلُوْا.	4	اور یہ اہلِ دُنیا تو ایسے سواروں کی طرح ہیں کہ جنہوں نے ابھی ابھی پڑاؤ ڈالا تھا مگر اُن کے ہانکنے والے نے اُنہیں للکارا اور وہ چل دئے۔

419۔ سامان جمع کر کے پس ماندگارن کے لئے چھوڑنا؟

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِاِبْنِهِ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ:		اور اپنے فرزند حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ:۔
يَا بُنَيَّ لَا تُخَلِّفَنَّ وَرَاءَكَ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا ؛	1	اَے ننھے بیٹے تم دُنیا کی کوئی بھی چیز اپنے پیچھے نہ چھوڑو؛
فَاِنَّكَ تُخَلِّفُهُ لِاَحَدِ رَجُلَيْنِ:	2	یقیناً جو کچھ بھی تم چھوڑو گے وہ دو قسم کے لوگوں کیلئے ہوسکتی ہے:۔
اِمَّا رَجُلٍ عَمِلَ فِيْهِ بِطَاعَةِ اللّٰهِ فَسَعِدَ بِمَا شَقِيْتَ بِهِ؛	3	ایک وہ جو تمہارے چھوڑے ہوئے سامان کو خدا کی اطاعت میں استعمال کرے گا لہٰذا جو مال تمہاری بدبختی کا سبب بنا وہ اُسے سعادت اور سہولت فراہم کرے گا؛
وَاِمَّا رَجُلٍ عَمِلَ فِيْهِ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَشَقِيَ بِمَا جَمَعْتَ لَهُ فَكُنْتَ عَوْنًا لَهُ عَلٰى مَعْصِيَتِهِ؛	4	یا وہ دوسرا شخص ہوگا جو تمہارے چھوڑے ہوئے سامان سے اللہ کی نافرمانیاں کرے گا اور بدبختی کو حاصل کرے گا۔ اور اس صورت میں تم اللہ کی نافرمانیوں میں اس کے مددگار رہو گے۔
وَلَيْسَ اَحَدُ هٰذَيْنِ حَقِيْقًا اَنْ تُؤْثِرَهُ عَلٰى نَفْسِكَ.	5	اور اُن دونوں میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جسے تم اپنے اوپر ترجیح دو اور اُن کے لئے سامان چھوڑو۔

420۔پس ماندگان کے لئے ذخیرہ جمع کرنا

وَيُرْوىٰ هٰذَاالْكَلاَمُ عَلىٰ وَجْهٍ اٰخَرَ وَهُوَ:		اوراسی کلام کودوسرے انداز میں بھی روایت کیا گیا ہے جو یہ ہے:۔
اَمَّابَعْدُ، فَاِنَّ الَّذِيْ فِيْ يَدَيْكَ مِنَ الدُّنْيَاقَدْكَانَ لَهٗ اَهْلٌ قَبْلَكَ؛	1	بعداز حمدِ خدااور رسولؐ واضح ہو کہ آج جو مال وسامان تمہارے پاس ہے دُنیا کا یہی سامان تم سے پہلے تم سے قبل والے لوگوں کا تھا۔
وَهُوَصَائِرٌاِلىٰ اَهْلٍ بَعْدَكَ؛	2	اورتمہارے بعد یہ سامان دوسروں کی طرف جانے والا ہے۔
وَاِنَّمَا اَنْتَ جَامِعٌ لِّاَحَدِ رَجُلَيْنِ:	3	اورحقیقت یہ ہے کہ تم اس سامان کو دوقسم کے لوگوں میں سے کسی ایک قسم کے آدمی کے لئے جمع کررہے ہو۔
رَجُلٍ عَمِلَ فِيْمَاجَمَعْتَهٗ بِطَاعَةِ اللّٰهِ فَسَعِدَ بِمَا شَقِيْتَ بِهٖ؛	4	اوّل وہ شخص جوتمہارے جمع کئے ہوئے اس مال کو اللہ کی اطاعت میں صرف کرکے سعادت وسہولت حاصل کریگااورتم نے اُسکوجمع کرنے میں بدبختی اوردقت کمائی تھی۔
اَوْرَجُلٍ عَمِلَ فِيْهِ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَشَقِىَ بِمَاجَمَعْتَ لَهٗ ؛	5	یاایسا شخص ہوگا جواس کو اللہ کی نافرمانی پرصرف کرکے بدبختی اورسختی کمائے گا؛
وَلَيْسَ اَحَدُ هٰذَيْنِ اَهْلاً اَنْ تُؤْثِرَهٗ عَلىٰ نَفْسِكَ وَلاَ اَنْ تَحْمِلَ لَهٗ عَلىٰ ظَهْرِكَ فَارْجُ لِمَنْ مَضىٰ رَحْمَةُ اللّٰهِ ؛	6	اوراُن دونوں میں سے ایک بھی تواس قابل نہیں کہ جسے تم اپنے اوپر ترجیح دواوراُن کی وجہ سے اپنی پشت پر ذمہ داریاں لادو۔ چنانچہ جوگذر گیااس کے لئے اللہ کی رحمت کے امیدواررہو۔
وَلِمَنْ بَقِىَ رِزْقَ اللّٰهِ.	7	اور جو باقی رہ گیا ہےاس کے لئے اللہ سے رزق کے امیدواررہو

421۔استغفار کیسے کیا جاتا ہے؟

قَالَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لِقَائِلٍ قَالَ بِحَضْرَتِهٖ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ	1	علی علیہ السلام نے اُس شخص کو تنبیہ کی جس نے علیؑ کی موجودگی میں ''اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ'' کہنا کافی سمجھا تھا۔
:ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ اَتَدْرِيْ مَاالْاِسْتِغْفَارُ؟	2	تمہاری ماں تمہاراسوگ منائے کیاتم درایتی عملی طور سے استغفار کا مطلب سمجھتے ہو؟
اِنَّ الْاِسْتِغْفَارَدَرَجَةُ الْعِلِّيِّيْنَ؛	3	یقیناًاستغفار بلندترین درجہ کی چیز ہے۔
وَهُوَاِسْمٌ وَاقِعٌ عَلىٰ سِتَّةِ مَعَانٍ؛ :	4	اوروہ ایک نام ہے جو کہ واقع ہوتا ہے چھ مطالب پر؛
اَوَّلُهَاالنَّدَمُ عَلىٰ مَامَضىٰ ؛	5	پہلے یہ کہ جو کچھ ہوا اُس پر نادم ہوجائے۔
وَالثَّانِى الْعَزْمُ عَلىٰ تَرْكِ الْعَوْدِاِلَيْهِ اَبَدًا ؛	6	اوردوسرے یہ کہ ہمیشہ کیلئے اُسکا اعادہ نہ کرنے کاپکاارادہ کرلینااور ہرگز اس کونہ دُہرانا؛
وَالثَّالِثُ اَنْ تُؤَدِّىَ اِلَى الْمَخْلُوْقِيْنَ حُقُوْقَهُمْ حَتّٰى تَلْقَى اللّٰهَ اَمْلَسَ لَيْسَ عَلَيْكَ تَبِعَةٌ	7	تیسرے یہ کہ اپنے ذمہ کے وہ تمام حقوق ادا کرنا جومخلوقات کے تم پر واجب الادا ہیں یہاں تک کہ اللہ کے حضور میں اسطرح پہنچا جائے کہ تمہارادامن پاک ہواورتم سے

		کوئی باز پُرس نہ ہو
وَالرَّابِعُ اَنْ تَعْمِدَ اِلٰی کُلِّ فَرِیْضَۃٍ عَلَیْکَ ضَیَّعْتَھَا فَتُؤَدِّیَ حَقَّھَا؛	8	چوتھا یہ کہ جو جو فرائض تم پر لاگو ہوتے ہیں اور تم نے اُن کو اب تک ضائع کیا ہے انہیں اب پوری طرح بجالانے کا ارادہ اور عمل کرنا۔
وَالْخَامِسُ اَنْ تَعْمِدَاِلَی اللَّحْمِ الَّذِیْ نَبَتَ عَلَی السُّحْتِ فَتُذِیْبَہٗ بِالْاَحْزَانِ حَتّٰی تُلْصِقَ الْجِلْدَ بِالْعَظْمِ وَیَنْشَابَیْنَھُمَالَحْمٌ جَدِیْدٌ؛	9	اور پانچواں یہ کہ جو خون اور گوشت حرام کی خوراک سے تمہارے اندر پیدا ہوا ہے اُسے غم وحزن وافسوس میں پگھلا دو یہاں تک کہ کھال سے ہڈیوں کو ملا دو اور پھر سے ہڈیوں اور کھال کے درمیان نیا گوشت پیدا ہو جائے۔
وَالسَّادِسُ اَنْ تُذِیْقَ الْجِسْمَ اَلَمَ الطَّاعَۃِ کَمَا اَذَقْتَہٗ حَلاوَۃَ الْمَعْصِیَۃِ؛	10	اور چھٹا یہ کہ تمہارا جسم اطاعت خداوندی میں ویسی ہی تکلیف کا مزا چکھتا رہے جیسا کہ تم نے اللہ کی نافرمانی کی شیرینی چکھی تھی۔
فَعِنْدَ ذٰلِکَ تَقُوْلُ :اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ .	11	جب یہ صورت پیدا کرلو تب کہو کہ:۔اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔

422۔اولادِ آدمؑ کی بے چارگی

مِسْکِیْنٌ اِبْنُ آدَمَ:؛	1	اولاد آدمؑ کتنی مسکین ہے۔
مَکْتُوْمُ الْاَجَلِ؛	2	اس کی موت اس سے پوشیدہ ہے۔
مَکْنُوْنُ الْعِلَلِ؛	3	اس کی بیماریاں کانوں کے اندر محفوظ رکھی ہیں۔
مَحْفُوْظُ الْعَمَلِ؛	4	مواخذہ کے لئے اسکے عمل محفوظ رکھے گئے ہیں۔
تُؤْلِمُہُ الْبَقَّۃُ؛	5	مچھر تک اسے تکلیف پہنچا سکتا ہے۔
وَتَقْتُلُہُ الشَّرْقَۃُ ؛	6	پانی کا دھسکہ اسے مار ڈالتا ہے۔
وَتُنْتِنُہُ الْعَرْقَۃُ.	7	اور اس کا پسینہ بدبودار ہوتا ہے۔

423۔نظارہ حسن اگر بے قابو کردے تب کیا کریں؟

رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ جَالِسًا فِیْ اَصْحَابِہٖ فَمَرَّتْ بِھِمْ امْرَاَۃٌ جَمِیْلَۃٌ فَرَمَقَھَاالْقَوْمُ بِاَبْصَارِھِمْ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:		روایت کیا گیا ہے کہ علی علیہ السلام اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے کہ وہاں سے ایک خوبصورت عورت گذری تو پوری قوم کی آنکھیں اُس عورت کے ساتھ ساتھ چلنے لگیں اس پر علی علیہ السلام نے فرمایا کہ:۔
اِنَّ اَبْصَارَھٰذِہِ الْفُحُوْلِ طَوَامِحُ؛	1	اِن مردوں کی آنکھیں اور نگاہیں ٹکٹکی لگائے ہوئے ہیں۔
وَاِنَّ ذٰلِکَ سَبَبُ ھِبَابِھَا؛	2	اور نظر بازی ہی خواہشات کو بھڑکانے کا سبب ہوا کرتی ہے۔
فَاِذَانَظَرَاَحَدُکُمْ اِلٰی امْرَاَۃٍ تُعْجِبُہٗ فَلْیُلَامِسْ اَھْلَہٗ؛	3	چنانچہ جب کبھی تم میں سے کسی ایک کی نظر عورت پر جا پڑے اور وہ اُسے پسند آ جائے تو اُسے اُس کیلئے اپنی زوجہ سے بغلگیر ہونا فوراً ضروری ہے۔

فَاِنَّمَاهِیَ امْرَاَةٌ کَاامْرَاَةٍ.	4	اِسکے سوااور کچھ نہیں کہ وہ بھی ویسی ہی عورت ہے جیسی کہ دوسری عورتیں ہیں۔
فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْخَوَارِجِ قَاتَلَهُ اللّٰهُ کَافِرًا مَاافْقَهَهُ؟		یہ سن کر خارجیوں میں سے ایک خارجی نے کہا کہ خدا اس کافر کو قتل کرے یہ کتنا بڑا فقیہ ہے۔
فَوَثَبَ الْقَوْمُ لِیَقْتُلُوْهُ؛ فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ : رُوَیْدًا اِنَّمَاهُوَ سَبٌّ بِسَبٍّ اَوْعَفْوٌعَنْ ذَنْبٍ.	5	اِس پر قوم نے اُسے قتل کرنے کے لئے حملہ کر دیا تو علی علیہ السلام نے فرمایا کہ:۔ ٹھہرو گالی کا بدلہ گالی ہے اور وہ ایک گالی ہی تھی یا یہ کہ اُسے گنہگار سمجھ کر معاف کر دیا جائے

424۔نیکی اور بھلائی کی اہمیت

اِفْعَلُوا الْخَیْرَوَلَا تَحْقِرُوْامِنْهُ شَیْئًا؛	1	اچھے کام کرو اور تھوڑی سی بھلائی کو بھی حقیر نہ سمجھو،
فَاِنَّ صَغِیْرَهُ کَبِیْرٌوَّقَلِیْلَهُ کَثِیْرٌ؛	2	کیونکہ چھوٹی سی نیکی بھی بڑی ہے اور تھوڑی سی بھلائی بھی کثیر ہے؛
وَلَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُ کُمْ اِنَّ اَحَدًا اَوْلٰی بِفِعْلِ الْخَیْرِ	3	تم میں سے کوئی ایک شخص بھی یہ نہ کہا کرے کہ اچھے کاموں کے کرنے میں کوئی دوسرا مجھ سے زیادہ مناسب ہے،
مِنِّیْ فَیَکُونَ وَاللّٰهِ کَذٰلِکَ.		ورنہ قسم بخدا اُسی طرح وقوع میں آجائے گا؛
اِنَّ لِلْخَیْرِوَالشَّرِّاَهْلاً	4	اسلئے کہ نیک اور برے کاموں کے کرنے والے موجود رہتے ہیں۔
فَمَاتَرَکْتُمُوْهُ مِنْهُمَا کَفَاکُمُوْهُ اَهْلُهُ	5	چنانچہ جب تم نیکی یا بدی میں سے کسی ایک کو چھوڑو گے تو اُن کے کرنے والے دوسرے لوگ اُنہیں انجام دینے لگیں گے۔"

425۔تم ایک صورتِ حال کی اصلاح کرلو اللہ دوسرے کی اصلاح کردے گا

مَنْ اَصْلَحَ سَرِیْرَتَهُ اَصْلَحَ اللّٰهُ عَلَانِیَتَهُ؛	1	جو اپنے باطن کی اصلاح کر لیتا ہے اللہ اُسکے ظاہر کی اصلاح کر دیتا ہے۔
وَمَنْ عَمِلَ لِدِیْنِهِ کَفَاهُ اللّٰهُ اَمْرَدُنْیَاهُ؛	2	اور جو کوئی اپنے دین کے لئے عمل کرتا ہے اللہ اُس کی دُنیا کے کاموں کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔
وَمَنْ اَحْسَنَ فِیْمَابَیْنَهُ وَبَیْنَ اللّٰهِ اَحْسَنَ اللّٰهُ مَابَیْنَهُ وَبَیْنَ النَّاسِ.	3	اور جس نے اپنے اور اپنے اللہ کے درمیان اچھا تعلق قائم رکھا اللہ اُس کے اور باقی انسانوں کے درمیان اچھے تعلقات قائم کر دیتا ہے۔

426۔حلم و عقل سے فائدہ اُٹھانا

اَلْحِلْمُ غِطَاءٌ سَاتِرٌ؛	1	بردباری ڈھکنے اور چھپانے والا پردہ ہے۔
وَالْعَقْلُ حُسَامٌ قَاطِعٌ؛	2	اور عقل تمہاری مسلسل کاٹنے والی چیز ہے۔
فَاسْتُرْخَلَلَ خُلُقِکَ بِحِلْمِکَ ؛	3	اپنی اخلاقی خامیوں کو اپنی بُردباری کے پردوں میں چھپا دو۔
وَقَاتِلْ هَوَاکَ بِعَقْلِکَ.	4	اور نفسانی خواہشات کو اپنی عقل کی حسام سے قتل کر دو۔

427۔نعمتوں کا سخاوت سے تعلق

اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا یَخْتَصُّھُمُ اللّٰہُ بِالنِّعَمِ لِمَنَافِعِ الْعِبَادِ فَیُقِرُّ ھَافِیْ اَیْدِیْھِمْ مَابَذَلُوْھَا؛	1	نفع رسانی کے لئے اللہ اپنے کچھ بندوں کو اپنی نعمتوں کے لئے مخصوص کر لیتا ہے اور اُن نعمتوں کو اُنکے قبضے میں برقرار رکھتا ہے جب تک وہ اُن نعمتوں کو لوگوں کو دیتے رہتے ہیں۔
فَاِذَامَنَعُوْھَانَزَعَھَامِنْھُمْ ثُمَّ حَوَّلَھَااِلٰی غَیْرِھِمْ.	2	اور جب وہ نعمتوں کو روک لیتے ہیں تو اللہ اُن نعمتوں کو دوسروں کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔

428۔دولت اور صحت مستقل چیزیں نہیں

لَا یَنْبَغِیْ لِلْعَبْدِ اَنْ یَّثِقَ بِخَصْلَتَیْنِ:	1	کسی بھی بندے کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ دو چیزوں پر بھروسا کرے:
اَلْعَافِیَۃِ ؛وَالْغِنٰی؛	2	ایک صحت ہے اور دوسری دولت مندی ہے۔
بَیْنَاتَرَاہُ مُعَافًی اِذْ سَقِمَ ؛	3	تم بعض لوگوں کو صحت مند دیکھتے ہو اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔
وَبَیْنَاتَرَاہُ غَنِیًّا اِذِافْتَقَرَا.	4	اور تم بعض لوگوں کو دولت مند دیکھتے تھے کہ وہ اچانک فقیر و نادار ہو جاتے ہیں۔

429۔اپنی حاجت کا شکوہ کس سے کریں؟

مَنْ شَکَا الْحَاجَۃَ اِلٰی مُؤْمِنٍ فَکَاَنَّہٗ شَکَاھَااِلَی اللّٰہِ ؛	1	جو کوئی اپنی ضرورت کا شکوہ مومن سے کرتا ہے گویا اُسکا شکوہ اور طلب اللہ سے ہے۔
وَمَنْ شَکَاھَا اِلٰی کَافِرٍ فَکَاَنَّمَاشَکَااللّٰہَ .	2	اور جو کوئی اپنی حاجت کا شکوہ کسی کافر سے کرتا ہے تو وہ ایسا ہی ہے کہ اُسنے اللہ کی شکایت کی ہے

430۔عید کب اور کس کے لئے ہے؟

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ بَعْضِ الْاَعْیَادِ:		علی علیہ السلام نے بعض عید کے موقع پر فرمایا تھا کہ:
اِنَّمَاھُوَعِیْدٌ لِمَنْ قَبِلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ؛	1	عید تو صرف اُس کے لئے ہے جس کے روزے اللہ نے قبول کر لئے ،
وَشَکَرَقِیَامَہٗ؛	2	اور اُس کے قیام کو منظور کر لیا ہے،
وَکُلُّ یَوْمٍ لَا یُعْصَی اللّٰہُ فِیْہِ فَھُوَیَوْمُ عِیْدٌ.	3	اور ہر وہ دن عید کا دن ہے جس میں کسی نے اللہ کی نافرمانی نہ کی ہو۔

431۔نافرمانی سے حاصل کردہ مال فرمانبرداری پر صرف کرنا

اِنَّ اَعْظَمَ الْحَسَرَتِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَسْرَۃُ رَجُلٍ کَسَبَ مَالاً فِیْ غَیْرِ طَاعَۃِ اللّٰہِ فَوَرِثَہٗ رَجُلٌ فَانْفَقَہٗ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ فَدَخَلَ بِہِ الْجَنَّۃَ وَدَخَلَ الْاَوَّلُ بِہِ النَّارَ.	1	قیامت کے روز سب سے بڑی حسرت اُس شخص کے حصہ میں آئے گی جس نے اللہ کی نافرمانی کر کر کے مال جمع کیا ہو اور اُس کے وارثوں میں ایسا شخص ہو جو اُس مال کو اللہ کی اطاعت میں خرچ کرے چنانچہ یہ شخص اللہ کی اطاعت کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گا اور پہلا شخص نافرمانی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہو گا۔

432۔سب سے زیادہ گھاٹے میں رہنے والا شخص؟

اِنَّ اَخۡسَرَ النَّاسِ صَفۡقَةً وَّاَخۡیَبَهُمۡ سَعۡیًا رَجُلٌ اَخۡلَقَ بَدَنَهٗ فِیۡ طَلَبِ مَالِهٖ وَلَمۡ تُسَاعِدۡهُ الۡمَقَادِیۡرُ عَلٰی اِرَادَتِهٖ؛	1	لین دین میں سب سے زیادہ نقصان میں رہنے والا اور اپنی کوششوں میں ناکام ہونے والا وہ آدمی ہے جس نے مال کو حاصل کرنے میں اپنے بدن کو گھلا دیا مگر تقدیر نے اُس سے تعاون نہ کیا ہو۔
فَخَرَجَ مِنَ الدُّنۡیَا بِحَسۡرَتِهٖ ؛	2	لہٰذا وہ دُنیا سے حسرتوں میں لدا ہوا نکلا؛
وَقَدِمَ عَلَی الۡاٰخِرَةِ بِتَبِعَتِهٖ.	3	اور آخرت میں بھی اُسے اپنے اعمال کی سزا ملنا ہے۔

433۔رزق کی دو قسمیں؟

اَلرِّزۡقُ رِزۡقَانِ:؛ طَالِبٌ ، وَمَطۡلُوۡبٌ؛	1	رزق دو طرح کا ہوتا ہے:۔ایک وہ جو خود تلاش کرتا ہے دوسرا وہ جسے تلاش کیا جاتا ہے؛
فَمَنۡ طَلَبَ الدُّنۡیَا طَلَبَهُ الۡمَوۡتُ حَتّٰی یُخۡرِجَهٗ عَنۡهَا؛	2	چنانچہ جو کوئی دُنیا کا طلبگار رہتا ہے موت اُسے تلاش کرتی ہے۔یہاں تک کہ اُسے دُنیا سے نکال باہر کرتی ہے۔
وَمَنۡ طَلَبَ الۡاٰخِرَةَ طَلَبَتۡهُ الدُّنۡیَا حَتّٰی یَسۡتَوۡفِیَ رِزۡقَهٗ مِنۡهَا.	3	اور جو کوئی آخرت کو طلب کرتا ہے دُنیا خود اُسے تلاش کرتی ہے یہاں تک کہ وہ پوری دُنیا سے پوری پوری روزی حاصل کر لیتا ہے

434۔اولیاءاللہ کا طرزِ حیات؟اور قرآنی مقام؟

اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰهِ هُمُ الَّذِیۡنَ نَظَرُوۡا اِلٰی بَاطِنِ الدُّنۡیَااِذَانَظَرَ النَّاسُ اِلٰی ظَاهِرِهَا ؛	1	یقیناً ولایت خدواندی قائم کرنیوالے وہ ہیں جنہوں نے دُنیا کے باطن اور گہرائی پر نظر رکھی جب کہ تمام انسان دُنیا کے ظاہر پر فکر ونظر رکھتے ہیں۔
وَاشۡتَغَلُوۡا بِاٰجِلِهَااِذَا اشۡتَغَلَ النَّاسُ بِعَاجِلِهَا	2	اور اُنہوں نے خود کو نتائج اور انتہا سے وابستہ رکھا جب کہ باقی لوگ جلدی برآمد ہونے والے فوائد سے وابستہ رہتے ہیں۔
فَاَمَاتُوۡا مِنۡهَامَاخَشُوۡا اَنۡ یُّمِیۡتَهُمۡ؛	3	چنانچہ اُنہیں جن چیزوں سے یہ خطرہ تھا کہ وہ اُنہیں ماردیں گی اُنہوں نے اُن کو مار دیا
وَتَرَاکُوۡا مِنۡهَامَاعَلِمُوۡا اَنَّهٗ سَیَتۡرُکُهُمۡ؛	4	اور جن چیزوں کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ اُن کو چھوڑ دیں گی اُنہیں پہلے ہی چھوڑ دیا۔
وَرَاَوُا اسۡتِکۡثَارَغَیۡرِهِمۡ مِنۡهَااسۡتِقۡلَالًا؛	5	اور دوسروں کے دُنیا کو زیادہ سمیٹنے کو حقیر وقلیل سمجھتے رہے۔
وَدَرَکَهُمۡ لَهَافَوۡتًا؛	6	اور دُنیا کو پالینے کے بعد بھی اُسے کھویا ہوا جانتے رہے۔
اَعۡدَآءُ مَاسَالَمَاالنَّاسُ؛	7	وہ اُن چیزوں کے دشمن رہے جن سے انسان دوستی رکھتے ہیں۔
وَسِلۡمُ مَاعَادَی النَّاسُ؛	8	اور اُن چیزوں کے دوست رہے جن سے لوگ دشمنی رکھتے ہیں۔
بِهِمۡ عُلِمَ الۡکِتَابُ وَبِهٖ عُلِمُوۡا؛	9	اُنؑ کے ذریعہ سے قرآن جانا گیا اور وہ قرآن سے جانے گئے۔
وَبِهِمۡ قَامَ الۡکِتَابُ وَبِهٖ قَامُوۡ؛	10	اُنؑ کے ذریعہ سے کتاب کا دین واحکام قائم ہوئے اور اُنکا قیام بھی کتاب ہی سے ہوا

لاَ یَرَوْنَ مَرْجُوًّ فَوْقَ مَایَرْجُوْنَ؛	11	وہ حضرات جس چیز کی اُمید رکھتے ہیں اس سے کسی اور چیز کو بزرگ نہیں سمجھتے
وَلاَ مَخُوْفًافَوْقَ مَایَخَافُوْنَ.	12	اور جس چیز سے خائف ہیں اس سے خوفناک کسی اور چیز کونہیں سمجھتے۔

435۔لذّتوں کا خاتمہ بازپُرس کوختم نہیں کرتا ہے

اُذْکُرُوْا انْقِطَاعَ اللَّذَّاتِ ؛	1	تم لذتوں کے ختم ہوجانے کوبھی،
وَبَقَاءَ التَّبِعَاتِ.	2	اور بازپرس کے ہونے کوبھی یادرکھا کرو۔

436۔لازم وملزوم دودودروازے

مَاکَانَ اللّٰہُ لِیَفْتَحَ عَلٰی عَبْدٍبَابَ الشُّکْرِوَیُغْلِقَ عَنْہُ بَابَ الزِّیَادَۃِ ؛	1	اللہ کے لئے یہ بات موزوں نہیں ہے کہ وہ کسی بندے کے لئے شکر کا دروازہ تو کھولے رکھے اورنعمتوں کے اضافہ والا دروازہ بند کردے،
وَلاَ یَفْتَحَ عَلٰی عَبْدٍ بَابَ الدُّعَاءِ وَیُغْلِقَ عَنْہُ بَابَ الْاِجَابَۃِ؛	2	اور نہ یہ موزوں ہے کہ اللہ دُعا کا دروازہ تو کھلا رکھے اور اُس کیلئے قبول کرنے کا دروازہ بندرکھے؛
وَلاَ یَفْتَحَ عَلٰی عَبْدٍبَابَ التَّوْبَۃِ وَیُغْلِقَ عَنْہُ بَابَ الْمَغْفِرَۃِ.	3	اور نہ یہ موزوں ہے کہ وہ بندوں کی توبہ کا دروازہ کھلا رکھے اور اُنکی بخشش کا دروازہ بندکردے۔

437۔لطف وکرم کے حقدار کون ہیں؟

اَوْلَی النَّاسِ بِالْکَرَمِ مَنْ عَرَّقَتْ فِیْہِ الْکِرَامِ.	1	کرم کا سارے انسانوں سے زیادہ وہ حق دار ہے جوکریموں سے رشتہ رکھتا ہو۔

438۔عدل اورسخاوت میں کون افضل ہے؟

سُئِلَ مِنْہُ عَلَیْہِ السَّلاَمُ : اَیُّمَااَفْضَلُ: اَلْعَدْلُ اَوِالْجُوْدُ ؟ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلاَمُ:		علی علیہ السلام سے اسی سلسلے میں پوچھا گیا کہ عدل اورسخاوت میں سے کون افضل ہے؟ فرمایا کہ:۔
اَلْعَدْلُ یَضَعُ الْاُمُوْرَ مَوَاضِعِھَا؛	1	عدل تمام چیزوں کواورتمام کاموں کومتوازن اوراُن کے صحیح مقام پر رکھتا ہے؛
وَالْجُوْدُ یُخْرِجُھَامِنْ جِھَتِھَا؛	2	اورسخاوت متعلقہ چیزوں کواُن کے حدود سے الگ کردیتی ہے؛
وَالْعَدْلُ سَائِسٌ عَامٌّ؛	3	اورعدل ایک عمومی اورقانونی اساس وبنیاد ہے۔
وَالْجُوْدُعَارِضٌ خَاصٌّ،	4	اورسخاوت خاص صورت حال میں جائز ہوتی ہے۔
فَالْعَدْلُ اَشْرَفُھُمَاوَاَفْضَلُھُمَا.	5	چنانچہ دونوں میں سے عدل بزرگ اورافضل ہے۔

439۔سب سے اچھا شہر کون سا ہے؟

لَیْسَ بَلَدٌ بِاَحَقَّ بِکَ مِنْ بَلَدٍ؛	1	تمہارے لئے ایک شہر دوسرے شہر سے زیادہ حقدار نہیں ہے؛
خَیْرُالْبِلاَدِمَاحَمَلَکَ .	2	بہترین شہروہ ہے جوتمہارا بوجھ اُٹھائے۔

440۔زہد کے معنی اور تعریف قرآن سے؟

اَلزُّھْدُ کُلُّہٗ بَیْنَ کَلِمَتَیْنِ مِنَ الْقُرْاٰنِ:	1	زُہد کی مکمل صورت اور تعریف قرآن کے دوکلموں میں بیان ہوئی ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ:۔
قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ: لِکَیْلَا تَاسَوْا عَلٰی مَافَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَااٰتَاکُمْ(حدید 57/23)	2	''جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے اُس پر مایوس نہ ہوا کرو اور جو چیز تمہیں مل جائے اُس پر فخر نہ کیا کرو(57/23)
وَمَنْ لَّمْ یَاْسَ عَلَی الْمَاضِیْ وَمَنْ لَمْ یَفْرَحْ بِالْاٰتِیْ فَقَدْ اَخَذَالزُّھْدَبِطَرَفَیْہِ.	3	اور جو کوئی گذرے ہوئے پر مایوس نہ ہوتا ہو اور ملنے والی چیز پر فخر نہ کرتا ہو وہی تو ہے جس نے زہد کے دونوں طرفوں پر عمل کیا ہے۔

441۔عملِ پیہم کی ستائش

قَلِیْلٌ مَّدُوْمٌ عَلَیْہِ خَیْرٌ مِنْ کَثِیْرٍ مَمْلُوْلٍ مِنْہُ.	1	وہ تھوڑا عمل جس میں ہمیشگی ہو اُس زیادہ عمل سے بہتر ہے جو دل تنگی کا باعث ہوتا ہو۔

442۔حکومتیں کیسے آلاتِ موسیقی بن جاتی ہیں؟

اَلْوِلَا یَاتُ مَزَامِیْرُ الرِّجَالِ.	1	حکومتیں لوگوں کے لئے موسیقی کے آلات ہیں۔

443۔دن کا سونا کیوں بُرا سمجھا جاتا رہا ہے؟

مَااَنْقَضَ النَّوْمَ لِعَزَائِمِ الْیَوْمِ.	1	دن بھر کی مہم اور پروگرام میں توڑ پھوڑ کرنے والی چیز نیند ہے۔

444۔لوگوں میں صفات تلاش کرو اور اُنہیں بیدار کرو

اِذَاکَانَ فِیْ رَجُلٍ خَلَّۃٌ رَائِقَۃٌ فَانْتَظِرُوْااَخَوَاتِھَا	1	جب کسی شخص میں عمدہ خصلت ہو تو اُس خصلت سے ملتی جلتی خصلتوں کا انتظار کرو۔

445۔تجارت کے لئے فقہ لازم ہے

مَنِ اتَّجَرَبِغَیْرِفِقْہٍ فَقَدِارْتَطَمَ فِی الرِّبَا.	1	جو شخص فقہ کے بغیر تجارت کرے گا وہ سودخوری میں مبتلا ہو جائے گا۔

446۔حضرت مالک اشتر کا صدمہ

وَقَدْجَائَہٗ نَعْیُ الْاَشْتَرِ رَحِمَ اللّٰہُ:		اور جب مالک اشتر رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کی خبر ملی تو فرمایا:۔
مَالِکٌ وَّمَامَالِکٌ،	1	ہائے مالک اور مالک کی کیا تعریف ہوسکتی ہے۔
وَاللّٰہِ لَوْکَانَ جَبَلاً لَکَانَ فِنْدًا؛	2	خدا کی قسم اگر اُسے پہاڑ کہا جائے تو وہ ایک بلند ترین پہاڑ ہوتا۔
وَلَوْکَانَ حَجَرًالَکَانَ صَلْدًا؛:	3	اور اگر وہ ایک پتھر ہوتا تو اپنی سنگینی میں انتہا پر ہوتا۔
لَا یَرْتَقِیْہِ الْحَافِرُ؛	4	نہ تو اُس پہاڑ کی بلندی تک کوئی پہنچ سکتا اور
وَلَا یُوْفِیْ عَلَیْہِ الطَّائِرُ.	5	نہ کوئی پرندہ رسائی پا سکتا۔

447۔چھوٹی مصیبت کو بڑی سمجھنا بڑی مصیبت کو بلانا ہے

مَنْ عَظَّمَ صِغَارَ الْمَصَائِبِ ابْتَلاهُ اللّٰهُ بِكِبَارِهَا	1	جو شخص ذراسی مصیبت کو بڑی بناتا ہے اُسے اللہ بڑی مصیبتوں میں مبتلا کیا کرتا ہے۔

448۔ذاتی وقار رکھنے والے گھٹیا کام نہیں کرتے

مَنْ كَرُمَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ هَانَتْ عَلَيْهِ شَهْوَاتُهُ.	1	جس کی نظر میں خود اپنا وقار وعزت ہوگی وہ اپنی خواہشات کو حقیر سمجھے گا۔

449۔حقوق کی ادائیگی بہترین مصرف ہے

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِغَالِبِ ابْنِ صَعْصَعَةَ اَبِی الْفَرَزْدَقِ، فِیْ كَلَامٍ دَارَ بَيْنَهُمَا: مَافَعَلَتْ اِبِلُکَ الْكَثِيْرَةُ؟ قَالَ: ذَعْذَعَتْهَا الْحُقُوْقُ يَااَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ،	1	فرزدق کے والد غالب ابن صعصعہ سے باہمی گفتگو کے دوران فرمایا کہ:۔ تم نے اپنے بہت سے اونٹوں کے ساتھ کیا کیا (وہ کہاں گئے) ؟ اُسنے جواب دیا کہ اے امیرالمومنینؑ اُنہیں حقوق کی ادائیگی میں صرف کردیا گیا‘‘۔
فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ذٰلِکَ اَحْمَدُ سُبُلِهَا.	2	اس پر علیؑ نے فرمایا کہ:۔وہ طریقہ تو اونٹوں کے صرف میں قابل حمد وثنا ہے۔

450۔مذاق اُڑانا عقل کو کم کرتا ہے

مَامَزَحَ امْرُؤٌ مَزْحَةً اِلَّامَجَّ مِنْ عَقْلِهِ مَجَّةً.	1	کوئی شخص جب بھی کسی کا مذاق اُڑاتا ہے تو وہ اپنی عقل میں سے کچھ حصہ کم کردیتا ہے

451۔آنیوالے کو ٹھکراؤ نہیں، بے رُخی کرنیوالے کو ٹھکرادو

زُهْدُکَ فِیْ رَاغِبٍ فِيْکَ نُقْصَانُ حَظٍّ؛	1	جو تمہاری طرف رغبت سے آئے اُس سے بے اعتنائی برتنا تمہارے حصے میں کمی کریگا۔
وَرَغْبَتُکَ فِیْ زَاهِدٍ فِيْکَ ذُلُّ نَفْسٍ .	2	اور جو تم سے بے رُخی اختیار کرے اُسکی طرف رغبت سے جانا تمہاری ذلت کا باعث ہوگا

452۔زبیر کی اہلبیتؑ سے کنارہ کشی کا سبب

مَازَالَ الزُّبَيْرُ رَجُلاً مِنَّااَهْلَ الْبَيْتِ حَتّٰى نَشَاَ ابْنُهُ الْمَشْؤُمُ عَبْدُاللّٰهِ.	1	زبیر کے ہم اہل بیتؑ کا ایک آدمی ہونے میں کبھی زوال نہیں آیا تھا۔ یہاں تک کہ اُس کا بدبخت بیٹا عبداللہ نشو ونما پا گیا۔

453۔آدمی کے پاس فخر کرنے کا سامان

مَالِابْنِ آدَمَ وَالْفَخْرِ:	1	اولاد آدمؑ کو فخر اور نخروں سے کیا مناسبت ہے؟
اَوَّلُهُ نُطْفَةٌ؛	2	اُس کی ابتدا نطفے سے ہے؛
وَآخِرُهُ جِيْفَةٌ؛	3	اور اُس کی انتہا مردار کی صورت میں ہوگی؛
لَا يَرْزُقُ نَفْسَهُ؛	4	نہ خود اپنے لئے روزی کا مختار ہے،
وَلَا يَدْفَعُ حَتْفَهُ.	5	اور نہ موت کو دفع کرسکتا ہے۔

454۔سب سے بڑا شاعر کون تھا؟

وَسُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ اَشْعَرِ الشُّعَرَاءِ فَقَالَ: اِنَّ الْقَوْمَ لَمْ يَجْرُوْا فِیْ حَلْبَةٍ تُعْرَفُ الْغَايَةُ عِنْدَ قَصَبَتِهَا؛	1	علی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ تمام شاعروں میں سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ تو فرمایا کہ:۔ شعرا کی قوم ساری کی ساری کسی ایک عنوان پر نہ تھی کہ اُن کی شعرگوئی کی دوڑ میں سبقت لے جانے والا پہچانا جا سکتا۔
فَاِنْ كَانَ وَلَا بُدَّ فَالْمَلِكُ الضِّلِّيْلُ.	2	اور اگر کسی ایک کو ترجیح دینا لازم کر لیا جائے تو یقیناً گمراہ بادشاہ (اُمراءالقیس) سب سے آگے ہے۔

455۔انسانی جان کی قیمت کیا ہے؟

اَلَا حُرٌّ يَّدَعُ هٰذِهِ اللُّمَاظَةَ لِاَهْلِهَا؟	1	کیا کوئی آزاد ذہنیت کا جوانمرد ایسا ہے جو اس چبائے ہوئے لقمہ (یعنی دُنیا) کو اُس کے اَھل کے لئے چھوڑ دے؟
اِنَّهُ لَيْسَ لِاَنْفُسِكُمْ ثَمَنٌ اِلَّا الْجَنَّةَ؛	2	حق یہ ہے کہ تمہاری جان کی قیمت صرف اور صرف جنت ہے۔
فَلَا تَبِيْعُوْهَا اِلَّا بِهَا.	3	لہٰذا جنت کے سوا کسی اور قیمت پر اپنی جان کو نہ بیچنا۔

456۔ایمان کی تین علامتیں؟

عَلَامَةُ الْاِيْمَانِ اَنْ تُؤْثِرَ الصِّدْقَ حَيْثُ يَضُرُّكَ عَلَى الْكِذْبِ حَيْثُ يَنْفَعُكَ ؛	1	ایمان کی علامت یہ ہے کہ جس موقع پر سچ بولنا تمہارے لئے نقصان کا سبب بنتا ہو اور جھوٹ تمہیں فائدہ پہنچاتا ہو وہاں سچ کو جھوٹ پر ترجیح دو۔
وَاَنْ لَا يَكُوْنَ فِیْ حَدِيْثِكَ فَضْلٌ عَنْ عِلْمِكَ	2	اور یہ بھی علامت ہے کہ تمہاری باتیں تمہارے عمل سے علم سے بڑھ کر نہ ہوں۔
وَاَنْ تَتَّقِیَ اللّٰهَ فِیْ حَدِيْثِ غَيْرِكَ.	3	اور یہ بھی علامت ایمان ہے کہ دوسروں کی باتیں کرتے ہوئے اللہ کے سامنے ذمہ دار رہو

457۔دو مستقل بھوکے

مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ:	1	دو ایسے بھوکے جن کا پیٹ نہیں بھرتا:۔
طَالِبُ عِلْمٍ وَّطَالِبُ دُنْيَا.	2	ایک طالب علم دوسرا طالب دُنیا۔

458۔مقدار تقدیر کو مغلوب رکھتی ہے

يَغْلِبُ الْمِقْدَارُ عَلَى التَّقْدِيْرِ؛	1	مقدار تقدیر پر غالب رہا کرتی ہے۔
حَتّٰى تَكُوْنَ الْاٰفَةُ فِی التَّدْبِيْرِ.	2	یہاں تک کہ تدابیر پر کوئی حادثہ نہ گذر جائے۔

459۔بُردباری اور باوقار رہتے ہوئے اصلاح کا موقع دینا

اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ تَوْءَمَانِ يُنْتِجُهُمَا عُلُوُّ الْهِمَّةِ.	1	بُردباری اور باوقار ڈھیل دینا دونوں جڑواں بچوں کی طرح ہیں اور یہ دونوں بلند ہمتی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

460۔اعلانیہ مقابلہ سے عاجزی نظامِ غیبت کو حربہ بناتی ہے

اَلْغَیْبَۃُ جُھْدُ الْعَاجِزِ.	1	غیبت ناچاری کا حربہ ہے۔

461۔وہ لوگ جنہیں مدح وثنا ہضم نہیں ہوتی

رُبَّ مَفْتُوْنٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِیْہِ.	1	بہت سے لوگ اسلیئے فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اُن کیلئے اچھی باتیں ہونے لگتی ہیں۔

462۔دُنیا اپنے لئے نہیں دوسروں کے لئے پیدا ہوئی ہے

اَلدُّنْیَا خُلِقَتْ لِغَیْرِھَا ؛	1	دُنیا دوسروں کے لئے پیدا کی گئی ہے؛
وَلَمْ تُخْلَقْ لِنَفْسِھَا.	2	اور دُنیا خود دُنیا کے لئے پیدا نہیں کی گئی۔

463۔بنی اُمیہ کے مغلوب ہونے کی کُنجی

اِنَّ لِبَنِیْ اُمَیَّۃَ مُرْوَدًا یَجْرُوْنَ فِیْہِ ؛	1	یقیناً بنی اُمیہ کے لئے ایک مہلت کا زمانہ اور فرصت کا میدان مقرر ہے۔جس میں وہ اپنا کاروبار جاری رکھے ہوئے ہیں؛
وَلَوْقَدِاخْتَلَفُوْا فِیْمَابَیْنَھُمْ ثُمَّ کَادَتْھُمُ الضِّبَاعُ لَغَلَبَتْھُمْ .	2	اگر چہ اُن کے داخلی معاملات میں اختلاف پیدا ہو جائے تو بجّو بھی اُن پر غالب آ جانے والے ہیں۔

464۔انصارؓ نے مسلمانوں کی ربوبیت کی

فِیْ مَدْحِ الْاَنْصَارِ: ھُمْ وَاللّٰہِ رَبُّوا الْاِسْلَامَ کَمَا یُرَبَّی الْفَلُوُّ مَعَ غِنَائِھِمْ بِاَیْدِیْھِمُ السِّبَاطِ وَاَلْسِنَتِھِمُ السِّلَاطِ.	1	انصار کی مدح میں فرمایا تھا۔ اُنہوں نے بخدا اسلام کو اِس طرح پالا جس طرح ایک سال کی عمر کے بچھیرے کو پالا پوسا جاتا ہے اپنے غنی اور سخی ہاتھوں اور اپنی تیز وتند زبانوں سے اسلام کی پوری نگہداشت رکھی۔

465۔ایسا والی جس نے مکمل دین کو نافذ کیا تھا

وَوَلِیَھُمْ وَالٍ فَاَقَامَ وَاسْتَقَامَ حَتّٰی ضَرَبَ الدِّیْنُ بِجِرَانِہِ.	1	ایک والی (حاکم) نے ولایت (حکومت) اختیار کی اسلام کو قائم کیا اور خود قائم رہا یہاں تک کہ دین نے آرام کے لئے سینہ ٹکا دیا۔

466۔کاٹ کھانے والا زمانہ اور لوگ

یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ عَضُوْضٌ یَعَضُّ الْمُوْسِرُ فِیْہِ عَلٰی مَا فِیْ یَدَیْہِ وَلَمْ یُؤْمَرْ بِذٰلِکَ ؛	1	لوگوں پر ایک دانتوں سے کاٹنے اور پکڑنے والا زمانہ آئے گا جس میں خوشحال لوگ اپنے قبضے میں جو کچھ بھی ہوگا اُسے دانتوں سے پکڑ کر رکھیں گے اور ضرورت مندوں کو نہ دیں گے حالانکہ انہیں وہ حکم نہیں ہے۔

قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ : وَلاَ تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ (بقره 2/237)	2	اللہ نے تو یہ فرمایا ہے کہ:۔آپس میں فضل وکرم سے پیش آنا کبھی نہ بھولنا(2/237)
تَنْهَدُ فِيهِ الْاَشْرَارُ؛	3	اُس زمانہ میں شریر لوگ سر پر چڑھ جائیں گے؛
وَتُسْتَذَلُ فِيهِ الْاَخْيَارُ؛	4	اورشریف لوگوں کوذلیل وخوارگردانا جائے گا۔
وَيُبَايِعُ الْمُضْطَرُّوْنَ،	5	مجبور کیے ہوئے لوگوں سے ستا مال خریدا جایا کرے گا۔
وَقَدْنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّيْنَ.	6	اور یہ اس کے باوجود کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے مجبور لوگوں سے خرید وفروخت کو منع کیا تھا۔

467۔اللہ کوعقل ووہم وتصورات کا پابند رکھنا توحید نہیں ہے

سُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ التَّوْحِيْدِ وَالْعَدْلِ فَقَالَ ؛		علی علیہ السلام سے توحیداورعدل کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ:۔
اَلتَّوْحِيْدُاَنْ لَّاتَتَوَهَّمَهُ؛	1	توحید یہ ہے کہ اُسے اپنے وہم اور تصورات کا پابند نہ بناؤ۔
وَالْعَدْلُ اَنْ لَّاتَتَّهِمَهُ.	2	اور عدل یہ ہے کہ اُس پر تہمتیں نہ لگاؤ۔

468۔آنکھوں اور پسِ پشت کا تعلق

اَلْعَيْنُ وِكَاءُ السَّهِ.	1	آنکھ انسان کی پشت کا تسمہ ہے۔

469۔حقیقی دولت مندی اورفقیری آخرت میں

اَلْغِنٰى وَالْفَقْرُبَعْدَ الْعَرْضِ عَلَى اللّٰهِ.	1	بے نیازی اورمحتاجی کی صحیح پوزیشن تواللہ کے سامنے جاکر معلوم ہوگی۔

470۔بغض ونفرت تحقیقی ہونا چاہیئے

اُخْبُرْتَقْلِهُ.	1	آزما کر بغض اورنفرت رکھو۔

471۔علی علیہ السلام سے محبت اورنفرت

يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلاَنِ؛	1	میرے سلسلے میں دوقسم کے لوگ ہلاک ہوں گے؛
مُحِبٌّ مُغْرِطٌ؛	2	محبت میں زیادتی کرنے والا؛
وَبَاهِتٌ مُفْتَرٍ.	3	بہتان اورجھوٹ باندھنے والا۔

472۔بارش کی دُعا میں ایک جُملہ

فِيْ دُعَا اسْتَسْقٰى: اَللّٰهُمَّ اسْقِنَاذُلَلَ السَّحَائِبِ دُوْنَ صِعَابِهَا.	1	بارش کے لئے دُعا میں فرمایا:۔خدایا ہمیں فرمانبردار بادلوں سے سیراب کرنا نافرمان بادلوں سے نہیں۔

473۔خضاب سوگواروں کے لئے اچھی چیز نہیں ہے

قِيْلَ لَهُ عَلَيْهِ السَّلامُ :"لَوْغَيَّرْتَ شَيْبَكَ يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟فَقَالَ: اَلْخِضَابُ زِيْنَةٌ وَّنَحْنُ قَوْمٌ فِيْ مُصِيْبَةٍ.	1	علی علیہ السلام سے کہا گیا کہ:۔ ''اگر آپؑ اپنے سفید بالوں کو بدل دیتے اے امیرؑ المومنین کیسا اچھا ہوتا''؟فرمایا کہ:۔ خضاب زینت وآرائش ہے اور ہم ایک مصیبت زدہ قوم ہیں۔

474۔خاطی عفت کی انتہا پر جائے تو فرشتہ بن جائے

مَاالْمُجَاهِدُ الشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَعْظَمَ اَجْرًا مِمَّنْ قَدَرَفَعَفَّ؛	1	وہ مجاہد جو راہِ خدا میں شہید ہوا ہو اجر میں اُس شخص سے زیادہ نہیں ہے جو ہر قسم کی قدرت اور اختیار ہوتے ہوئے پاکدامن رہتا چلا جائے۔
لَكَادَ لْعَفِيْفُ اَنْ يَكُوْنَ مَلَكًامِّنَ الْمَلآئِكَةِ.	2	کیا مشکل ہے کہ اللہ اُس کے تمام شہوانی نظام کو معطل کر کے اُسے فرشتوں کی طرح کا ایک فرشتہ بناڈالے۔

475۔رعایا پر ظلم وزیادتی کا نتیجہ بغاوت ہے

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلامُ لِزِيَادِابْنِ اَبِيْهِ......وَقَدِ اسْتَخْلَفَهُ لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى فَارِسَ وَاَعْمَالِهَا ؛ فِيْ كَلامٍ طَوِيْلٍ كَانَ بَيْنَهُمَا؛نَهَاهُ فِيْهِ عَنْ تَقْدِيْمِ الْخِرَاجِ:		علی علیہ السلام نے نامعلوم باپ کے بیٹے زیاد۔سے اُس وقت کہا تھا جب اُسے عبداللہ ابن عباس نے اپنی قائم مقامی کیلئے صوبۂ فارس اور متعلقہ عاملوں کی طرف بھیجنا چاہا تھا۔اور علیؑ نے اُسے پیشگی خراج وصول کرنے سے منع کرتے ہوئے تاکید کی تھی کہ:۔
اِسْتَعْمِلِ الْعَدْلَ وَاحْذَرِ الْعَسْفَ وَالْحَيْفَ،	1	عدل کی راہ پر چلنا اور بے راہ روی اور ظلم نہ کرنا؛
فَاِنَّ الْعَسْفَ يَعُوْدُ بِالْجَلاءِ؛	2	اس لئے کہ بے راہ روی سے لوگ جلاوطنی اختیار کرلیں گے؛
وَالْحَيْفُ يَدْعُوْ اِلَى السَّيْفِ.	3	اور ظلم اُنہیں تلوار اُٹھا کر مقابلہ میں لے آئے گا۔

476۔سب سے بُرا بھائی کون ہے؟

شَرُّالْاِخْوَانِ مَنْ تُكُلِّفَ لَهُ.	1	تمام بھائیوں سے بُراوہ بھائی ہے جس کے لئے زحمت اُٹھانا پڑے۔

477۔عالم وجاہل سے عہد

مَااَخَذَاللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ الْجَهْلِ اَنْ يَّتَعَلَّمُوْا حَتّٰى اَخَذَعَلٰى اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يُّعَلِّمُوْا.	1	اللہ نے جاہلوں سے اُس وقت تعلیم حاصل کرنے کا عہد نہیں لیا تھا جب تک جاننے والوں سے یہ عہد نہیں لے لیا کہ وہ سکھانے میں دریغ نہ کریں گے۔

478۔مومن کی مومن سے جدائی

اِذَا احْتَشَمَ الْمُؤْمِنُ اَخَاهُ فَقَدْ فَارَقَهُ.	1	جیسے ہی کوئی مومن اپنے مومن بھائی پر غضبناک ہو تو اُن میں جدائی ہوجائے گی۔

حضرت رضی رضی اللہ عنہ کا آخری نوٹ

وَهٰـذَاحِيْنُ انْتِهَاءِ الْغَايَةِ بِنَاالِىٰ قَطْعِ الْمُخْتَارِ مِنْ كَلَامِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، حَامِدِيْنَ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ عَلٰى مَامَنَّ بِهٖ مِنْ تَوْفِيْقِنَا بِضَمِّ مَاانْتَشَرَمِنْ اَطْرَافِهٖ؛ وَتَقْرِيْبِ مَابَعُدَ مِنْ اَقْطَارِهٖ وَتَقَرَّرَ الْعَزْمُ كَمَاشَرَطْنَااَوَّلاًعَلٰى تَفْضِيْلِ اَوْرَاقٍ مِنَ الْبَيَاضِ فِىْ آخِرِ كُلِّ بَابٍ مِنَ الْاَبْوَابِ لِيَكُوْنَ لِاقْتِنَاصِ الشَّارِدِ؛ وَاسْتِلْحَاقِ الْوَارِدِ ؛ وَمَا عَسٰى اَنْ يَّظْهَرَلَنَا بَعْدَ الْغُمُوْضِ ؛وَيَقَعَ اِلَيْنَا بَعْدَ الشُّذُوْذِ ؛وَمَاتَوْفِيْقُنَا اِلَّابِاللّٰهِ ؛عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا؛ وَهُوَحَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ؛وَذٰلِكَ فِىْ رَجَبٍ سَنَةَ اَرْبَعِمِائَةٍ مِنَ الْهِجْرَةِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍخَاتَمِ الرُّسُلِ وَالْهَادِىْ اِلٰى خَيْرِ السُّبُلِ وَآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهٖ يَوْمُ الْيَقِيْنِ.	اب یہ ہمارے کام کے خاتمہ کی منزل ہے کہ ہم امیر المومنین علیہ السلام کے خود منتخبہ کلام کا سلسلہ ختم کردیں۔ ہم اللہ پاک کی حمدوثنا بجالاتے ہیں کہ اُس نے ہم پر یہ منّتی احسان کیا اور ہمیں توفیق دی کہ ہم حضورؑ کے منتشر کلام کو ایک جگہ جمع کرسکیں اور دُور دُور پھیلے ہوئے کلام کو قریب قریب لائیں اور ہم نے جو شرط شروع میں لگائی تھی کہ ان ابواب میں سے ہر باب کے آخر میں کچھ سادہ اور سفید کاغذ لگاتے جائیں گے۔تاکہ جو کلام اب تک ہاتھ نہیں آیا ہے اُسے اُن پر جمع کرسکیں اور جو ملتا جائے اُسے ریکارڈ کرتے جائیں۔ہوسکتا ہے کہ ایسا کلام جواب تک ہماری نظروں سے اُوجھل ہے بعد میں ہم پر ظاہر ہو جائے اور دُور ہونے کے باوجود ہم سے قریب ہو جائے۔ ہمیں جو کچھ توفیق ملی ہے وہ اللہ ہی نے دی ہے اور ہم اُسی پر توکل کرتے ہیں اور وہی ہمارے حسبِ حال ہے اور بہت اچھا وکیل ہے اور وہ اختتام رجب کے مہینے اور سنہ چار سو ہجری واقع ہوا ہے۔اور اللہ درود بھیجے ہمارے سردار محمدؐ پر جو رسولوںؑ کے ختم کرنے والے ہیں اور سب سے اچھے راستے کی طرف ہدایت کرنیوالے ہیں اور اُن کی پاکیزہ آلؑ اور اصحاب پر۔

منهَاجُ الرِّسَالَة کی تکمیل پر اللہ اور راہنمائے کائنات سے دُعا اور شکریہ

یہاں ہمارا کام ختم نہیں ہوتا ہے صرف منہاج الرسالت یعنی ترجمۂ نہج البلاغہ مکمل ہوتا ہے اس تکمیل کی قوت وفرصت پانے پر ہم اپنے خالق و مالک اور راہنما علی علیہ السلام کے حضور شکر گذار ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بیان الامامۃ یعنی تشریحات نہج البلاغہ کی تکمیل کے لئے فرصت وصحت و عافیت اور قدرت وہدایت عطا فرمائیں گے۔آمین بحق معصومینؑ آمین۔

2۔ہم نے نہج البلاغہ کے پچاس خطبات کی تشریح کرکے اپنے فرزند امیر زیدی کے کہنے پر چھبیس اگست 1982ء سے خالص ترجمہ مکمل کرنا طے کیا تھا۔یہ ایک حُسنِ اتفاق ہے کہ ہم بھی ترجمہ کو رضی صاحب کی طرح ماہ رجب المرجب میں مولائے کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوم پیدائش (13 رجب) پر مکمل کررہے ہیں۔اور علی علیہ السلام سے بھی قوت بیان کے لئے التجا کررہے ہیں۔

والسلام۔

خاکپائے جناب امامؑ عصر والزمان

سید محمد احسن

13 رجب 1403ھ 27۔اپریل 1983ء

بیان الامامۃ

(آخری حصہ)

تردید و تائید و تصدیق

نَہجُ البَلاغہ

دنیائے عرب اور عربی دانوں کو

''چیلنج''

قبل اس کے کہ ہم یہاں چند دشمنانِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی طرف سے نہج البلاغہ کی تردید و تکذیب لکھ کر علمائے صالحین کی طرف سے ان ملاعین کا جواب پیش کریں اور نہج البلاغہ کی قدامت و صداقت پر علمائے امت کا قدیم و جدید ریکارڈ سامنے لائیں۔ قارئین کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس طرح قرآن کریم کا چیلنج آج تک تمام دشمنانِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا منہ چڑا رہا ہے۔ اسی طرح کلام مرتضوی تمام عربی دان طبقوں کے سامنے ہے۔ اور ان کے لئے یہ موقع آج تک موجود ہے کہ وہ کسی بھی عنوان پر حضرت علی علیہ السلام کے کلام سے بہتر یا برابر کا کلام ہمارے سامنے پیش کر کے دکھائیں۔ ہمارے سامنے بیٹھ کر ہمارے پیش کردہ جملے یا خطبے کے مقابلے میں فی البدیہہ کلام پیش کرنے کی شرط اس لئے ہے تاکہ وہ خود نہج البلاغہ ہی کے اِدھر اُدھر سے چُرائے ہوئے جملے استعمال نہ کر سکیں۔ قارئین نوٹ کریں کہ ہمارے سامنے کلام مرتضوی کے مقابلے کا کلام تو الگ وہ عربی زبان میں کوئی بھی پسندیدہ کلام نہ کر سکیں گے۔ ہمیں دیکھتے ہی اس قسم کے شیاطین کی زبان پر تالے اور دماغ پر فالج گر جایا کرتا ہے۔ یہ چیلنج ہے۔ آزمائے جس کا جی چاہے؟

2۔ مکذبین نہج البلاغہ کون اور کس زمانے کے لوگ تھے اور ان کی دلیل و حیثیت کیا تھی؟

قارئین کرام یہ نوٹ کریں کہ حضرت علی علیہ السلام کے خطبات و تقاریر و خطوط وغیرہ چھ سو سال تک مسلمان حکومتوں، حکمرانوں، خطیبوں، واعظوں، اہل قلم مصنفوں، راویوں، محدثوں اور مؤرخوں کے سامنے رہے۔ جو حضرت رضیؒ کی پیدائش سے کہیں پہلے سیکڑوں کتابوں میں لکھے جا چکے تھے۔ اور خطیب و واعظین اور مقررین اپنے جلسوں محفلوں اور مساجد میں ان سے کامیابیاں حاصل کرتے چلے آتے تھے۔ اور کسی بھی علمی حلقے یا مکتب فکر کی طرف سے انفرادی یا اجتماعی اختلاف و مخالفت کی آواز نہ سنی گئی اور نہ لکھی گئی تھی یہاں تک کہ علامہ رضیؒ نے مذکورہ کتابوں سے چند خطبوں کا انتخاب کر کے چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں نہج البلاغہ کے نام سے بھی شائع کر دیا۔ اور دو سو سال اور ایسے گذر گئے جن کے دوران بھی کسی عالم کی طرف سے حضرت علیؑ کے مذکورہ خطبات وغیرہ پر اعتراض نہ ہوا۔ نہ ہی نہج البلاغہ والے مجموعے پر کوئی حرف گیری یا شک و شبہ کا اظہار ہو سکا۔ اس کے برعکس کلام مرتضوی کی بحیثیت مجموعی مدح و ثنا و تصدیق ہوتی چلی آئی تھی۔ اور نہج البلاغہ کے مرتب اور شائع ہونے کے بعد اس کی بھی توثیق و تصدیق و تشریح کا کام جاری تھا۔ اور علامہ ابن ابی الحدید نے بھی نہج البلاغہ کی شرح کرتے ہوئے ہزاروں صفحات لکھ کر شائع کر دیئے تھے۔ جو آج تک ہر کتب خانے میں موجود ہے۔

پھر یہ نوٹ کریں کہ ان چھ سو سالوں میں خلافت امویہ وعباسیہ کو تحریک تشیع نے مسلسل روبہ زوال رکھا۔ خلافت عباسیہ کے چاروں طرف شیعہ حکومتیں قائم کر کے گھیر لیا۔ اور اس غاصب وظالم خلافت کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی۔ ادھر جب بنی عباس نے حکومت پر قبضہ کر کے اپنی خلافت جاری کی تو بنی امیہ کو ڈھونڈ ھ ڈھونڈ ھ کر قتل وغارت کرنا شروع کیا۔ اور ساتھ ہی ان شیعہ مجاہدین پر مظالم شروع کیے جنہوں نے اموی خلافت کو نیست ونابود کیا تھا۔ اس ہنگامہ دار وگیر میں دسویں اموی خلیفہ کا پوتا عبدالرحمٰن عباسیوں کے ہاتھ سے بچ کر نکل گیا۔ جس نے اندلس یعنی اسپین میں اموی حکومت قائم کی تھی۔ اس کے متعلق جدید ترین تاریخ میں لکھا ہے کہ:

3۔اندلس میں اموی سلطنت کے پروردہ علماء کا اجتماع۔

''عبدالرحمٰن کو تعلیم اور علم وادب کی اشاعت کا خاص طور پر شوق تھا۔ عام لوگوں میں علم کا شوق پیدا کرنے کے لئے مشاعرے اور مناظرے کی مجالس قائم کرتا تھا۔ اچھی نظموں اور علمی مناظروں کی کامیابی پر انعامات دیئے جاتے تھے۔ امیر عبدالرحمٰن بذات خود ان تمام علمی مجالس میں شریک ہوتا تھا۔ دنیا کے ہر حصے سے علماء وفضلاء کو بلوایا اور ان کی خوب قدردانی کی۔ علمی تحقیقات اور فلسفیانہ موشگافیوں کے لئے مجلسیں مقرر کیں۔ اس ذہنی تحریک کی بدولت ہسپانیہ نویں اور گیارہویں صدی عیسوی میں عالمی ثقافت کے دوعظیم الشان مراکز میں گنا جاتا تھا'' (تاریخ اسلام ڈاکٹر حمید الدین۔ پی ایچ ڈی۔ صفحہ 382-381)

4-اندلس عبدالرحمٰن ثالث کے جانشین الحکم کے زمانے میں۔

''اس دور کی عظمت سیاسی میدانوں کی جگہ دوسرے میدانوں میں نظر آتی ہے۔ عبدالرحمٰن ثالث کا جانشین الحکم خود عالم اور علم وادب کا بہت بڑا سرپرست تھا۔ اس نے عالموں کو فیاضانہ عطیے اور وظیفے دیئے تھے۔ اس خلیفہ نے اپنے دارالخلافہ میں ستائیس (27) مکتب ایسے قائم کئے تھے۔ جن میں مفت تعلیم کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس کے عہد میں جامعۂ قرطبہ کو جو عبدالرحمٰن ثالث کی بنائی ہوئی تھی دنیا کے تمام تعلیمی اداروں میں ایک امتیازی مقام حاصل ہو گیا تھا۔ یہ جامعۂ قاہرہ کی جامعۂ ازہر اور بغداد کی جامعۂ نظامیہ دونوں سے شہرت میں بڑھ گئی تھی......الحکم نے اس جامعۂ کے لئے مشرق کے عالموں کی خدمات حاصل کیں۔ ان عالموں کے مشاہروں (تنخواہوں) کے لئے اس نے بہت سی جائیدادیں وقف کر رکھی تھیں'' (تاریخ اسلام ڈاکٹر حمید الدین پی ایچ ڈی 392-391)

5-علامہ ابن خلکان اندلس کے باشندے اور خلافتِ امویہ کے پروردہ وجاگیردار تھے۔

ساری دنیا جانتی ہے کہ حضرت معاویہ کے فرمان کے مطابق علی واولادِ علی علیہم السلام پر ہر مسجد ومحراب ومنبر سے پوری مملکت اسلامیہ میں لعنت کی جاتی تھی۔ اور ان کے مقام بلند کو ادنیٰ مسلمانوں سے بدتر بنانے بلکہ اسلام کا باغی قرار دینے کی پالیسی برسرکار تھی۔ اور اس شیطانی سنت پر عمر بن عبدالعزیز کے زمانے (99 سال) تک بڑی پابندی سے عمل کیا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ جب تباہی کے بعد پھر اموی حکومت عروج پر پہنچے تو اسے سب سے پہلا کام علی واولادِ علی علیہم السلام کی مخالفت میں کرنا چاہئے چنانچہ مذکورہ بالا مدرسوں اور جامعۂ قرطبہ میں ایسے علماء تیار کرائے جانا ضروری تھا۔ جن کی گھٹی میں بغض علیؑ واولاد علیؑ ملایا گیا ہو۔ جو جہاں موقعہ ملے۔ اور جب اور جتنا مناسب ہو تنقیص وتکذیب علی واولادِ علی علیہم السلام کر کے بنی امیہ کا حق نمک ادا کرے۔ چنانچہ علامہ ابن خلکان نے ساتویں صدی ہجری میں نہج البلاغہ کے خلاف منہ کھولا اور یہ اس زمانے میں جب کہ کلام مرتضوی کو انقلاب پیدا کرتے ہوئے چھ سوسال سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا۔ اور نہج البلاغہ کو بھی اڑھائی سوسال سے علماء وعوام کے ہاتھوں اور زبانوں پر رہتے ہوئے گزر چکے تھے۔ اور نہج البلاغہ کی اتنی ضخیم جلدوں میں شرحیں لکھی جا چکی تھیں۔ جتنی ضخیم اس وقت تک کوئی اسلامی کتاب نہ تھی۔ ابن خلکان نے نہج البلاغہ کیلئے جو کچھ کہا وہ ثابت کرتا ہے کہ:

1-علامہ چوتھی صدی کے علمائے اہلسنت اور علمائے شیعہ سے قطعاً ناواقف اور جاہل تھے۔ اور

2-انہوں نے ہرگز علامہ ابن ابی الحدید کی شرح نہ دیکھی تھی یا یوں کہئے کہ:

3-وہ علمائے عرب سے عموماً اور علمائے بغداد سے خصوصاً جاہل تھے۔ یا یہ کہ:

4-انہوں نے قرطبہ کی لائبریری میں سب کچھ دیکھا مگر عمداً فریب سازی اور حق پوشی کی ہے۔ اور بلاکسی تحقیق ودلیل کے پہلی مرتبہ نہج البلاغہ کے متعلق شکوک وشبہات کا سوراخ کھولتے ہیں۔

6-علامہ ابن خلکان بلادلیل وثبوت نہج البلاغہ پر شک وشبہ کا اظہار کرتے ہیں۔

چنانچہ فرمایا کہ:

قَدْا خْتَلَفَ النَّاسُ فِیْ کتابِ نهج البلاغه المجموعةَ من كلام عليؑ بن ابيطالبؑ هَل هوجمعه اواخيه الرضى وقد قيل انّه ليس من كلام عليؑ ابن ابى طالبؑ وَانّما جمعه ونسبه اليه هوالذى وضعه والله اعلم "

''البتہ نہج البلاغہ کے متعلق لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ جو علیؑ بن ابیطالبؑ کے کلام کا مجموعہ ہے۔ یعنی آیا وہ مجموعہ سید مرتضیٰ نے مرتب

کیا تھا۔ یا مرتضٰی کے بھائی رضیؒ نے جمع کیا تھا؟ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یقیناً وہ علیؑ بن ابیطالبؑ کے کلام کا مجموعہ نہیں ہے۔ بلکہ جس شخص کو اس مجموعہ کا جامع سمجھا جاتا ہے وہی اس کا مصنف ہے جس نے اس کو علیؑ ابن ابی طالبؑ سے منسوب کر دیا ہے صحیح بات اللہ ہی جانتا ہے"

7-اہل علم اور عوام کے سوچنے اور سمجھنے کی چند باتیں؟

یہاں جو چیز ہر طالب حق کے لئے سوچنا اور پوچھنا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ ابن خلکان اگر ایک حق بات کو ظاہر کرنا چاہتے تھے جو چھ سو سال سے امت کو دھوکہ دے کر چھپائی جاتی رہی تھی یا ایک بات کو جھوٹا ثابت کرنا چاہتے تھے جو چھ سو سال سے تمام علماء کے نزدیک حق اور ثابت شدہ تھی؟ تو دونوں صورتوں میں ان پر لازم اور عقلی تقاضہ تھا کہ اس کا ثبوت دیتے اور دلیل لاتے مگر انہوں نے نہ یہ بتایا کہ:

1-وہ کون اور کس زمانے کے لوگ تھے۔ جنہوں نے یہ اختلاف کیا تھا کہ نہج البلاغہ کس نے مرتب کی تھی؟

2-اور یہ بھی نہیں بتا سکے کہ وہ کون سے عوام یا علماء تھے جنہوں نے نہج البلاغہ کے کلام مرتضوی ہونے کا انکار کیا ہے؟

8-ابن خلکان نے دراصل بنی امیہ اور اندلس کے لوگوں سے جان چھڑانے کے لئے جھوٹ بولا۔

علامہ کا یوں سرسری طور پر گزر جانا بتاتا ہے کہ نہج البلاغہ نے سرزمین اندلس میں پہنچ کر ان بنیادوں کو مسمار کرنا شروع کر دیا تھا جن پر جناب علامہ اور ان کے عوام کے مذہب کی عالیشان عمارت و خلافت کھڑی تھی۔ لہٰذا دلیل و برہان کہاں سے لاتے؟ انہوں نے نہج البلاغہ کو مشکوک کر دینے میں اپنی خیریت سمجھی۔ اور ساتھ ہی نہج البلاغہ کو علی بن ابی طالب علیہما السلام کے کلام کا مجموعہ (کتاب نہج البلاغۃ المجموعۃ کلام علیؑ ابن ابیطالبؑ) کہہ کر اور آخر میں "واللہ اعلم" اللہ ہی بہتر جانتا ہے لکھ کر اپنے پورے بیان پر جھاڑو پھیر دی۔

9-نہج البلاغہ کی تکذیب مکذبینِ قرآن کی پردہ داری کی وجہ سے کی جاتی ہے۔

یہاں پھر یاد فرمائیں کہ چھ سو سال تک نہج البلاغہ کے خلاف متعصب سے متعصب علماء نے زبان نہ کھولی اور یہ اس لئے کہ وہ علوم عربیہ کے عالم تھے۔ وہ جانتے تھے کہ کلام مرتضوی انسانی فہم و فراست اور علمی تخلیق و قدرت سے بداھتاً بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ لہٰذا انکار کرتے ہی قرآنی چیلنج کی طرح منہ بند کر دیا جائے گا۔ لیکن یہ ممالکِ مغربیہ کے نومسلم و عربی کے نام نہاد علماء علوم عربیہ سے جاہل تھے اور ان کے عوام خود بھی بھان متی کے کنبے کے منبر تھے۔ لہٰذا انہیں چیلنج کون کرتا؟ اور چیلنج کے جواب کو کون سمجھتا؟ اور کون پرکھتا؟ لہٰذا وقتی تسلی کے لئے ابن خلکان کا گول جواب کافی سمجھا گیا۔ مگر وہ زلزلہ جو باطل مذہب کے در و دیوار ہلا رہا تھا۔ کم نہ ہوا۔ اور ابن خلکان کے ایک سو سال بعد آخر علامہ ذہبی نے وہ قدیم اصول بتا دیا جس کی بنا پر رسولؐ کی قوم نے قرآن کی تکذیب کی تھی۔ یعنی جس کتاب میں

نمائندگان وراہنمایان قریش کی مذمت کی جائے اس کتاب کی تکذیب کرنا برحق ہے۔

10-علامہ ذہبی مجبور ہوئے کہ تکذیب نہج البلاغہ کے لئے اپنے ہم مذاہب کو سچی بات بتادیں۔

چنانچہ انہوں نے فرمایا:

مَنۡ طَالَعَ کِتَابَہٗ نھج البلاغہ جَزَمَ بِاَنَّہٗ مَکۡذُوۡبٌ عَلیٰ اَمِیۡرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ فَفِیۡہِ السَّبُّ الصَّرِیۡحِ بَلۡ حَطٌّ عَلَی السَّیِّدَیۡنِ اَبِی بکروعمر "

''جو شخص ان کی کتاب نہج البلاغہ کا مطالعہ کرے۔ وہ پکا فیصلہ کرے گا۔ کہ امیر المومنین سے اس کتاب کو جھوٹ موٹ منسوب کر دیا گیا ہے۔اس لئے کہ اس میں ہمارے دوسیدوں (سرداروں) کے لئے کھلی ہوئی گالیاں،اوران کی تنقیص بھری پڑی ہے''

یہ ہے وہ دلیل جس سے نہج البلاغہ کو جھٹلایا گیا ہے اور قرآن پڑھنے والا ہر قاری جانتا ہے۔ کہ اللہ نے قرآن کے اندر قریش اوران کے سرداروں کی ہزاروں باراور ہزاروں طرح مذمت کی ہے۔اس کے باوجود ہم یہاں پوری قوم قریش کی قرآنی مذمت دکھاتے ہیں۔

11- قریشی قوم کی اجتماعی مذمت کی چند مختصر مثالیں۔

مذمت(1):

دیکھو تم لوگوں کو دعوت دی جارہی ہے کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو۔اس پر تم میں سے کچھ لوگ ہیں جو بخل کررہے ہیں حالانکہ جو بخل کرتا ہے وہ درحقیقت اپنے آپ ہی سے بخل کررہا ہے۔اللہ تو غنی ہے۔تم ہی اس کے محتاج ہو۔اگر تم منہ موڑو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا۔اوروہ تم جیسے نہ ہوں گے۔(سورہ محمدؐ 38-37/47 تفہیم القرآن جلد5 صفحہ 32-31)

یہاں دوباتیں نوٹ کریں اول یہ کہ علامہ مودودی نے الفاظ'' تَتَوَلَّوۡا '' کا ترجمہ غلط کیا ہے اس لفظ کا مادہ۔و۔ل۔ی۔ہے۔اوراس کا مصدر''ولایۃ''ہے۔مطلب یہ تھا کہ''اگر تم نے ولایت قائم کی تو تمہاری جگہ دوسری قوم کو بدل لیا جائے گا جو تمہاری طرح بخیل اور سرکش نہ ہوگی''

دوم یہ کہ یہاں پوری قوم عموماً اور مسلمان قریش خصوصاً مخاطب ہیں۔دلیل یہ ہے کہ چند آدمیوں کے بدلے میں پوری قوم نہیں لائی جاتی۔قوم سے قوم اور افراد سے افراد بدلے جایا کرتے ہیں۔

مذمت(2):

''تم جنگ کے لئے نہ اٹھو گے تو خدا تمہیں دردناک سزادے گا۔اور تمہاری جگہ کسی اور قوم کو اٹھائے گا۔اور تم خدا کا کچھ بھی نہ

بگاڑ سکو گے۔وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے''(سورہ توبہ 9/39 تفہیم القرآن جلد 2 صفحہ 195-194)

یہاں بھی پوری قوم عموماً اور مسلمان خصوصاً مخاطب ہیں۔اور یہ خطاب بقول مودودی بھی نویں ہجری کے بارہویں مہینے میں یعنی دوران حج پڑھ کر علی علیہ السلام نے سنایا تھا۔تبلیغ مکمل ہو جانے کے بعد نبوت کے آخری سال تک قریشی قوم عذاب عظیم اور قابل تبدیل قوم تھی۔

مذمت (3):

''اب اگر یہ لوگ اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں تو پرواہ نہیں۔ہم نے ایک ایسی قوم کو وکیل بنادیا ہے۔جو اس سے منکر نہیں ہے''(سورہ انعام 6/89 تفہیم القرآن جلد اول 562-561)

یہاں بھی علامہ مودودی نے قوم کا ترجمہ اور وَکَلْنَا کا ترجمہ غلط کیا تھا۔

مذمت (4):

''اور جوں ہی کہ ابن مریمؑ کی مثال دی گئی تمہاری قوم نے اس پر غل مچادیا اور کہنے لگے کہ ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟''
(زخرف 43/57 تفہیم القرآن جلد نمبر 4 صفحہ 546)

یہ چند مثالیں قریش کی ہزاروں مذمتوں میں سے آپ کے سامنے ہیں۔جو اللہ نے براہ راست بیان کی ہیں۔اب ایک مشہور ومعروف مذمت قرآن سے آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی بھی سن لیں''ارشاد ہوا ہے کہ:۔

مذمت (5):

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَاالْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (سورہ فرقان 25/30)

''اور رسولؐ نے کہا کہ اے میرے پروردگار یقیناً میری قوم نے اس قرآن سے ہجرت کر کے دوسرا ضابطہ حیات اختیار کرلیا ہے''

قارئین نوٹ کریں کہ یہ آیت حرف''واؤ''سے شروع ہوئی ہے۔یعنی اس سے پہلے ان دو قریشی سرداروں اور یاروں کا تذکرہ ہوا ہے۔جنہوں نے قرآن کو مہجور کر کے اللہ ورسولؐ کے پیش کردہ اسلامی طریقے کے خلاف اپنا خود ساختہ طریقہ اختیار کیا تھا۔یعنی جن لوگوں کی مذمت کی بنا پر نہج البلاغہ کی تکذیب کی گئی ہے۔ان بزرگواران قریش کا ذکر یوں شروع ہوتا ہے کہ:

12- قریش کے اور علامہ ذہبی کے دو سیدوں یا سرداروں کی مذمت۔

مذمت (6):

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ،يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا

لَقَدۡ اَضَلَّنِیۡ عَنِ الذِّکۡرِ بَعۡدَ اِذۡجَآءَ نِیۡ۔وَکَانَ الشَّیۡطٰنُ لِلۡاِنۡسَانِ خَذُوۡلًا۔ وَقَالَ الرَّسُوۡلُ......(فرقان29-25/27)

''اور قیامت کے دن ایک مجسمہ ظلم وخلاف ورزی اپنے ہاتھ کو چبا چبا کر بیان دے گا کہ اے کاش میں نے رسولؐ کے ساتھ ساتھ راہ عمل اختیار کی ہوتی۔ ہائے میری تباہی اے کاش میں نے فلاں شخص کو اپنا یار وراہنما نہ بنایا ہوتا۔ یقیناً اس میرے یار نے مجھے ایسے عالم میں غلط راہ پر ڈال دیا۔ جب کہ خود رسولؐ نے آ کر اس غلط راہ سے مجھے منع کیا ہوا تھا۔ اور وہ شیطان مجسم تو ساری نوع انسان کو بے یار ومددگار کرنے والا ہے''

13-چونکہ قرآن نے قریش اور بزرگانِ قریش کی مسلسل مذمت جاری رکھی اس لئے قرآن کی تکذیب کر دی گئی۔

آپ نے دیکھ لیا کہ قرآن نے آخران دونوں سیدوں یا سرداروں کو بھی میدان حشر میں ذلیل ورسوا ہو کر نہایت عبرت انگیز بیان دیتے ہوئے دکھا دیا لہٰذا لازم ہوا کہ قرآن کی تکذیب کر دی جائے۔ چنانچہ قریش نے روز اول سے ہر وہ کام کیا۔ جس سے قرآن کی تکذیب ہوتی رہے۔ جس کے نتیجے میں اللہ کو قریش کی انتہائی مذمت کیلئے قرآن میں قیامت تک آنے والے انسانوں کو مطلع کرنا ضروری سمجھ کر کہنا پڑا کہ:

مذمت (7):

قُلۡ هُوَ الۡقَادِرُ عَلٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَ عَلَیۡکُمۡ عَذَابًا مِّنۡ فَوۡقِکُمۡ اَوۡمِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِکُمۡ اَوۡیَلۡبِسَکُمۡ شِیَعًاوَّیُذِیۡقَ بَعۡضَکُمۡ بَاۡسَ بَعۡضٍ اُنۡظُرۡ کَیۡفَ نُصَرِّفُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّهُمۡ یَفۡقَهُوۡنَ Oوَکَذَّبَ بِهٖ قَوۡمُکَ وَهُوَالۡحَقُّ .قُلۡ لَّسۡتُ عَلَیۡکُمۡ بِوَکِیۡلٍO(انعام66-6/65)

ساتویں مذمت کا ترجمہ:

تحریک تشیع۔''اے رسولؐ کو قریش کو خبردار ومتنبہ کر دو کہ وہ اللہ اس پر قادر ہے کہ تم پر آسمانی عذاب نازل کر دے۔ یا تم پر زمین سے عذاب مسلط کر دے۔ یا یہ کہ تم پر شیعہ گروہوں کو تعینات کر دے۔ اور تم آپس میں ایک دوسرے کی ضربیں سہنے کا عذاب چکھو۔ اے رسولؐ ذرا غور کر کے اس بات سے لطف اندوزی کرو کہ ہم کس حسین انداز میں آیتوں کے اندر ہیر پھیر کر کے قریش کو خبردار رکھتے چلے آتے ہیں۔ صرف اس لئے تاکہ وہ بھی ہماری منشا کو سمجھ کر اپنے اقدامات کی اصلاح کر سکیں۔ اور ہوا یہ ہے کہ تیری قوم نے اس کی مجسمہ حق ہوتے ہوئے بھی تکذیب کر دی ہے۔ ان کو بتا دو کہ میں اب تمہارا وکیل نہیں ہوں''

14-مکذبین کی تکذیب قومی تعصب اور دشمنی پر مبنی ہے۔ لہٰذا ان کے باقی شبہات یا عذرات بھی باطل ہیں۔

جب یہ ثابت ہو چکا کہ مکذبین نہج البلاغہ علی واولاد علی علیہم السلام سے اپنی قدیم عداوت کی بنا پر اور قومی ومذہبی لیڈروں کی

بداعمالیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے تکذیب کرتے ہیں۔ تو نہ ان کے خودساختہ ولچر دلائل قابل اعتنا ہیں اور نہ ان کے عذرات ودلائل کو جنبہ داری سے پاک قرار دیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ان میں سے بعض کا یہ کہنا کہ ''نہج البلاغہ میں ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو عہد مرتضوی تک عربی زبان میں کسی نے بھی استعمال نہ کئے تھے۔ لہٰذا یہ کلامِ مرتضیٰ علیہ السلام نہیں ہے۔ بعد میں گھڑا گیا ہے۔ یعنی وہ الفاظ بعد کی ایجادو استعمال ہیں''

ایسا دعویٰ کرنے والا اشخاص اہل عقل وہوش اور جہلاء کے نزدیک بھی بداہتاً فریب ساز ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ دنیا کا کوئی شخص نہ اپنے زمانے کے تمام انسانوں سے ملا تھا نہ اپنے زمانے کی تمام کتابیں اور خطوط پڑھ سکا۔ اور نہ ہر شخص کی ہر بات سن سکا۔ اور مندرجہ بالا دعویٰ کرنے والا درحقیقت یہی کہتا ہے کہ اس نے تمام سابقہ انسانوں کے منہ یا قلم سے نکلنے والے الفاظ سنے یا پڑھے ہیں۔ ان میں وہ الفاظ نہ تھے جو نہج البلاغہ میں استعمال ہوئے ہیں۔ اگر وہ فریب ساز نہ ہوتا تو اس نے یہ کہا ہوتا کہ ''جہاں تک میری تحقیق کی رسائی ہوئی''، ''جہاں تک مجھے علم ہوا'' اور یہ کہنا ادھر ایک ''جزیہ'' اور صحیح بات ہوتی۔ اور ادھر اس کی لاعلمی کا اعلان ہوتا۔ اور نہج البلاغہ کے خلاف اعتراض قائم ہی نہ ہوتا۔ لہٰذا اس قسم کے دعوے داروں کو جواب دے کر وقت ضائع کرنا اہل علم کا طریقہ نہیں ہے۔ ہم قارئین کو صرف اس قدر بتا کر آگے بڑھ جائیں گے۔ کہ قرآن کریم اور احادیث میں ایسے بہت سے الفاظ موجود ہیں۔ جو ان فریب کاروں کے حساب سے جدید ہیں۔ جنہیں ان کے لگے سگے پہلے نہ بولا کرتے تھے۔ دراصل انہوں نے چند لنگڑے لولے جہلاء کا کلام پڑھ کر وہ عظیم الشان دعویٰ کر دیا جو انہیں فریب سازی کا لقب دے گیا۔ یہ تمام مکذبین درحقیقت نہ علوم عربیہ میں وہ مقام رکھتے ہیں۔ جو نہج البلاغہ یا کلام مرتضوی کو سمجھنے کے لئے درکار ہے۔ اور نہ وہ دیانت دار ہی ہیں۔

15- اگر نہج البلاغہ میں سید رضیؒ کا گھڑا ہوا کلام ہے تو سید رضی کی عمر 400 سال ماننا لازم ہے۔

قبل اس کے ہم نہج البلاغہ کی تصدیق کرنے والے علماء اعلی اللہ مقامھم کو پیش کریں۔ مکذبین نہج البلاغہ اور ان کے ہم نوا لوگوں کو ایک ایسے میدان میں پہنچا دیں جہاں سرگردانی کے دوران انہیں تکذیب کی جگہ تصدیق کی راہ مل جانے کی امید ہے۔ وہ میدان زیرنظر عنوان میں سامنے آرہا ہے۔ یعنی سید رضیؒ نے جو کلام گھڑ کر نہج البلاغہ میں جمع کیا ہے۔ وہ سارا کلام اور اسی قسم کا اور اس سے بہت زیادہ کلام سید رضیؒ کی پیدائش سے بہت پہلے بہت سے علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا تھا۔ 1) اب یا تو یہ ماننا ہوگا کہ نہج البلاغہ میں جمع کردہ کلام سید رضیؒ نے نہیں گھڑا بلکہ سابقہ علماء کی کتابوں سے انتخاب کر کے لکھا ہے۔ 2) یا یہ کہنا پڑے گا کہ سید رضیؒ چار سو سال سے برابر موجود رہتے اور مذکورہ کلام گھڑ گھڑ کر مختلف علماء کے نام سے لکھتے چلے آئے تھے۔ 3) اور یا یہ ماننا پڑے گا کہ مکذبین نہج البلاغہ کو بغض

وتعصب نے تکذیب پر مجبور کر دیا تھا۔ 4) یا یہ کہ مکذبین تمام سابقہ ریکارڈ سے جاہل تھے۔ان چار نتیجوں کے علاوہ کوئی پانچویں صورت قارئین کے سامنے آنے والی نہیں ہے اب آپ ان علمائے کرام کے نام اوران کی کتابوں میں ان حضرات کے بیانات ملاحظہ فرمائیں۔

15 (الف)۔ علامہ مسعودی نے تین سو چالیس ہجری سے پہلے پہلے حضرت علیؑ کے چار سواسی خطباب دیکھے تھے۔

ہم یہ دکھائیں گے کہ حضرت علی علیہ السلام کے دہن مبارک سے نکلنے والے تمام خطبات وتقاریر کو ساتھ کے ساتھ لکھا جاتا تھا۔ اور تین سو چالیس ہجری تک کم ازکم حضرت علیؑ کے چار سواسی خطبے کتابوں میں باقاعدہ موجود تھے۔ چنانچہ اسلامی تاریخ کے عظیم مؤرخ علامہ مسعودی نے لکھا ہے کہ:

’’ وَالَّذِیْ حَفِظَ النّاسُ عَنْہُ خُطبَہُ فِیْ سَائِرِ مَقَامَاتِہ اربعمائة خُطْبَةً وَنَیِّف وَثَمَانُون خطبة یُوْردھاعَلَی البدیھة تداول الناس ذلک عنه قَوْلًا وَّعملًا ‘‘

’’حضرت علیؑ کے جو خطبے لوگوں نے مختلف اوقات میں محفوظ کر لئے تھے۔ان کی تعداد چار سواسی سے کچھ زیادہ ہے۔جنہیں علی علیہ السلام نے بلاکسی تیاری کے مقرر کی حیثیت سے پیش کیا تھا اور لوگوں کے درمیان مسلسل دوہرائے جاتے رہے۔اوران پر عمل بھی ہوتا چلا آیا ہے‘‘ مروج الذہب جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 33 طبع مصر)

قارئین نوٹ کریں کہ علامہ سید رضیؒ کی پیدائش 359 ہجری میں ہوئی تھی۔اور علامہ مسعودی 340 ہجری میں انتقال کر چکے تھے۔یعنی علامہ مسعودی کے انتقال سے 19 سال بعد پیدا ہوئے۔اور 25 سال کی عمر کے بعد نہج البلاغہ کو جمع کرنا شروع کیا ہوگا۔یعنی اس آدھی صدی میں تو خطبات مرتضویؑ نہ معلوم کہاں سے کہاں اور کن کن لوگوں تک جا پہنچے ہوں گے۔اس لئے کہ علامہ مسعودی کے الفاظ ’’ حَفِظَ النَّاسُ ‘‘ ’’ تَدَاوَلَ الناسُ ‘‘ سے ان خطبوں کی مقبولیت اور رفتار کی انتہا کا پتہ چلتا ہے۔نہج البلاغہ میں خطبوں کی کل تعداد 238 ہے۔یعنی علامہ رضیؒ نے مذکورہ تعداد کا آدھا حصہ بھی انتخاب نہ کیا تھا۔

16۔ خطبات کو نقل کرنے کے لئے نہیں بلکہ انتخاب کے لئے رضیؒ کی ضرورت۔

یعنی ایسے مجموعے کے لئے ایک ادنیٰ درجے کا عالم بھی کافی تھا۔علامہ رضیؒ ایسے عظیم الشان عالم کی ضرورت ہی نہ تھی کتابوں سے نقل کرنے اور خطبوں کو نمبر شمار دینے کا کام کسی بڑی علمیت کا تقاضہ نہیں کرتا۔ان کی ضرورت اس لئے تھی کہ انہوں نے اپنے انتخاب سے نظام اجتہاد اور خلافت باطلہ کو متزلزل کرنا تھا۔اوراس کام کو علمائے مجتہدین میں سے کوئی نہ کر سکتا تھا۔اور وہ خود مجتہد خاندان کے ایک فرد تھے۔استاد بھی مجتہد تھا۔والد بھی مجتہد تھے۔بڑا بھائی مرتضیٰ تو بہت ہی عجیب وغریب قسم کا مجتہد تھا۔جس کے فتوے کی رو سے وضو میں

ہاتھوں کو کہنیوں کی طرف کو دھونا اور ایام حیض میں دوسری طرف سے فارغ ہو جانا جائز تھا۔ علامہ رضیؒ اس زمانے میں تنہا عالم تھے۔ جو نظام اجتہاد کو باطل سمجھتے تھے۔ بہر حال اس وقت کی کتابیں خطبات علویہؑ سے چھلک رہی تھیں۔ نقل کرنا مشکل نہ تھا۔ مشکل انتخاب کی اسکیم تھی۔ مشکل یہ تھا کہ مجتہد اپنی زبان بند رکھے۔ قابل اعتراض خطبہ نہ آنے پائے۔ ورنہ خطبات کی تعداد تو ان کے زمانے تک ہزاروں تک موجود تھی دس سال کی عمر سے تریسٹھ سال کی عمر تک مسلسل بولنے والی زبان سے صرف چار سو اسی خطبات کا نکلنا ہمیں تسلیم نہیں ہے۔

17- خطبات مرتضویؑ کس طرح دلوں میں اترتے، زبانوں پر رہتے، بیان ہوتے بڑھتے چلے آئے؟

خطبات مرتضویؑ کے متعلق علماء کے بیانات بھی مسلسل عہد رسالتؐ مآب سے نقل ہوتے چلے آرہے ہیں چنانچہ جو کچھ ہم نے لکھا یا لکھیں گے۔ ان میں سے کوئی بات ہماری اپنی ایجاد نہیں ہے۔ یہ سب ایسے حقائق ہیں جو علمائے صالحین نے اپنے اپنے انداز وترتیب والفاظ میں پہلے ہی بیان کر دیئے ہیں ہمیں سب خطبات کو نقل کر کے حسین انداز میں پیش کرنے کا اجر ملنے کی امید رہی ہے۔ ورنہ حقیقت میں ہم نے نقل کرنے کے علاوہ اور کوئی کمال کی بات نہیں کی۔ کمال تو اس بزرگ ترین ہستی نے کیا ہے۔ جس نے نہ صرف یہ مافوق البشر خطبات پیش کئے بلکہ اس بلیک آؤٹ (Black out) کو توڑا جس میں محمدؐ وآل محمد علیہم السلام کے علوم کے اظہار پر خاموشی سے گردن ماردی جاتی تھی۔

18- حکومت اور خلفاء کے جان لیوا مظالم صحابہ کو اسلامی حقائق بیان کرنے سے مانع تھے۔

اور یہی سبب تھا کہ ہر زمانے کے علماء حقائق اسلامیہ کو نہ بیان کر سکے۔ نہ اپنی کتابوں میں لکھ سکے۔ چنانچہ اولین خلفاء کے دور کا حال جناب ابو ہریرہؓ کی زبان اور علامہ محمد اسماعیل بخاری کے قلم سے ملاحظہ فرما کر اس کمال کا اندازہ کریں جو مولائے کائنات علی علیہ السلام کی فصاحت وبلاغت نے کیا ہے کہ ان تیغ بکف اور خون آشام خلفاء کی بھرپور مذمت اور خود خلفاء کو سنا کر ہم تک پہنچا دی۔ بہر حال بخاری نے لکھا کہ:

”حَدَّثَنَا اِسمٰعِیلُ قَالَ حَدَّثنی اَخِی عَنِ ابنِ اَبِیْ ذئب عن سعید المقبری عَن ابی هریره قال حَفِظتُ مِنْ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وِعَائَیْنِ فَاَمَّا اَحَدهمافَبَثَثتُهٗ،وَاَمَّاالاٰخر فلَوْبَثَثتُهٗ،قُطِعَ هٰذاالْبُلعُوْمُ.قال ابوعبدالله اَلْبُلْعُوْمُ مجری الطعام“

” لے قوله ” وِعَائَیْنِ “ای ظَرفَیْنِ اَطْلَق المحلّ وَاراد بِهِ الحَالُ ای نَوعَیْنِ مِنَ العِلمِ ” بَثَثته“ ای نَشَرتُهُ زَادَا الْاِسمَاعیلی لَقَطَعَ هٰذا یعنی رَاسُهُ . وَحَمَلَ الْعُلَمَاء الوعاء الَّذی لَمْ یبثّه عَلَی الاحادیث الَّتی فِیهَا تَعِیْن

اسامی اُمَرَاءَ الْجُوْر واحوالُهُمْ وَذَمُّهُمْ وَقَدْ کان ابوھریرۃ عن بعضہ لم یَصْرَحْ بہ خَوفًا عَلٰی نفسہ مِنھُمْ"
(بخاری جلداوّل کتاب العلم صفحہ 23)

"ہم سے اسماعیل نے بیان کیا اس نے کہا تھا کہ مجھ سے میرے بھائی نے ابی ذئب کے بیٹے سے سنا اور انہوں نے سعید مقبری سے اور اس نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسولؐ سے ملی ہوئی دوشلیتوں (یا بوریوں یا خرجیوں) کی حفاظت جاری رکھی ہے۔ ان دونوں میں سے ایک تو وہی ہے جس کی نشرواشاعت میں کرتا رہتا ہوں۔ رہ گئی دوسری بوری اگر میں اس کی نشرواشاعت کرنے لگوں تو میرا یہ نرخرہ (کھانا گزرنے کی نالی) کاٹ دیا جائے۔ ابوعبداللہ نے بتایا کہ بَلْعُوم وہ نالی ہوتی ہے جس میں سے کھانا گزرتا ہے"۔

19- روایت کی تشریح میں جابروظالم خلفاء کا تعین مان لیا گیا ہے۔

حاشیہ نمبرایک پراس روایت کی تشریح میں لکھا گیا ہے۔ کہ"۔ ابوہریرہؓ کے قول میں لفظ **"وِعَائَیْنِ"** کے معنی **"دوظرف"** (برتن) ہیں۔ جن کا استعمال مقام (جگہ) کے لئے ہوا ہے اور اس سے حال مرادلیا ہے۔ یعنی علم میں سے دوقسمیں۔" اور بَثَثْتُهٗ کا مطلب ہے نَشَرْتُهٗ یعنی پھیلانا بکھیرنا اور اسماعیلی نے یہ بڑھایا ہے کہ"یہ کاٹ دیا جائے"۔ یعنی"ان کا سر کاٹ دیا جائے گا" اور علماء نے اس قسم کی احادیث کو جن کی نشرواشاعت نہ کی گئی۔ ان حاکموں کے خوف کا سبب قرار دیا ہے۔ جو ظالم وجابر تھے۔ اور ان کی مذمت مرادلی ہے۔ اور ابوہریرہؓ اپنی جان کے خوف سے اپنے اس بیان کی وضاحت نہ کرسکے۔ (بخاری پارہ اول کتاب العلم)

20- روایت کی تشریح میں کلیدی غلطی، علم کی قسمیں نہیں۔ علم کے شلیتے، بوریاں یا گونیاں مانو۔

ابوہریرہؓ نے علم کی دوقسمیں کہنا ہوتا تو وہ لفظ"وِعَائَیْنِ" نہ بولتے بلکہ لفظ"قِسْمَیْن" بولتے جو انہیں معلوم تھا۔ اور انہوں نے ضرورت کے وقت یہ لفظ بولا بھی ہے۔"وِعَاءُ" کے معنی قرآن میں وہ خُرجِیَاں یا بوریاں یا شِلیتے یا گونیاں ہیں۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام نے قحط کے زمانے میں اناج سے بھروا کردی تھیں۔ اور ان ہی میں سے ایک میں اناج ناپنے کا پیمانہ پوشیدہ کرادیا تھا۔ (سورہ یوسف 76-12/75۔ 12/62 لفظ بَثَّ اور بثثته کے معنی صحیح کئے ہیں۔ (سورہ بقرہ 2/164)

21- محمداسماعیل بخاری نے بھی اسی خوف کی وجہ سے چھ لاکھ پچانوے ہزار حدیثیں نہ لکھنا طے کیا۔

محمداسماعیل بخاری نے یہ حدیث صرف اس لئے لکھ دی کہ اس کی تاویل کرکے اس کا ہدف معاویہ ویزید وغیرہ کو بنایا جاسکے۔ اور پہلے خلفاء کو بچانا ممکن ہوسکے۔ لیکن سوال یہ ہوگا کہ ابوہریرہؓ نے خلفاء اربعہ کے دور میں وہ علم کیوں نشر نہ کیا؟ جو ان کے عہد میں خطرناک نہ تھا؟ تمام تواریخ وکتب احادیث میں یہ مانا گیا ہے کہ خلیفہ دوم نے خلافت ابوبکر کے زمانے سے اپنے زمانے تک احادیث

کا بیان ممنوع رکھا۔ اور صحابہ کو مسلسل مدینہ میں نظر بند رکھا۔ اور ابو ہریرہؓ وغیرہ کو کئی دفعہ سزا دی تھی۔ (ملاحظہ کریں ''فاروقی شریعت'')

22- حضرت علیؑ کے گرد مسلم و غیر مسلم علماء علمی تحقیق کے لئے جمع رہتے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام کی حکومت خود سنبھال کر انہیں کار حکومت سے الگ کر دیا گیا تھا۔ یہ فارغ وقت حضرت علیؑ نے علمی اشاعت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ چنانچہ اہل کتاب میں سے یہودی اور عیسائی علماء و عوام اپنے اپنے سوالات و اعتراضات لے کر آتے تھے۔ ادھر عرب کے بڑے بڑے لادین علماء بھی اور مجوسی مذہب کے انتہائی عالم یعنی زندیق بھی اور یونانی فلسفے کے ماہرین بھی علوم و فنون پر اپنے سوالات پیش کر کے وضاحت و جواب معلوم کیا کرتے تھے۔ اسی گروہ میں وہ حضرات بھی آیا کرتے تھے۔ جو تحریک تشیع کے لئے ہدایات و پروگرام چاہتے تھے۔ علماء کے اس استفادہ کا ذکر بہت سے علماء نے اپنے اپنے مصنفات میں کیا ہے۔ چنانچہ ابو منصور طبرصی نے اپنی کتاب الاحتجاج میں اور ابن بابویہ قمی نے کتاب التوحید میں بھی لکھا ہے۔ اور یہ ایک ایسی حقیقت واقعی ہے۔ کہ یہ ادھر تو تقاضائے وقت تھا۔ اور ادھر کسی مؤرخ نے اس کا انکار نہیں کیا ہے۔ چنانچہ مشہور و معروف عیسائی ادیب و مؤرخ عبدالمسیح انطا کی حلبی اپنے شاہکار ادب عربی'' القصیدة العلوية المباركة او تاریخ شعری لصدر الاسلام میں لکھتا ہے کہ:

23- حضرت علیؑ دن رات علوم الٰہیہ کی نشر و اشاعت سے علماء کو تعلیم دیتے رہے۔

اِنَّ الْحِکْمَةَ مَاثُورَةَ عن سیّدنا امیر المومنین علی صلوة اللّٰہ علیه فَھُوَ لَاجَدَال سید الحکماءِ وعنه تروی الحکمة فی مواطن السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَقَدْوَرَدَتِ الحکمة عَلٰی لسانه الشریف فی کثیر مِن رسائله وخطبه اَوْاقواله حتّی قالو اِنّه کان ینطق بالحکمة فی کل موطن اقام فیه ومَجْلس جلسه وموقف وقفه بل کانت جمیع اقواله الشریفة واعماله المنیقته حِکَمًا ماثورةً منبقة عن توقدذکاء وسعة تجربة واختبار'' (تاریخ الشعری لصدر الاسلام صفحه 567 مطبوعه رعمیسُس فحاله مصر)

''بلاشبہ تمام ہی سابقہ و جدید علوم و فنون اور حکمت کثیر تعداد میں امیر المومنین علی علیہ السلام سے حاصل کر کے آگے بڑھائے گئے ہیں۔ اور آپ ہی تمام علمائے فلسفہ اور حکماء کے بلا اختلاف سردار اور راہنما ہیں۔ اور تمام علوم و حکمتیں آپؑ ہی سے روایت کی گئی ہیں۔ آپؑ نے علوم کو لوگوں تک پہنچانے میں نہ تکلیف و تنگی کے زمانے کی پرواہ کی نہ سہولت و خوشحالی میں غفلت کی۔ آپؑ کے عقل نواز علوم کثیر تعداد میں خطبوں، خطوط اور اقوال کی صورت میں پھیلتے گئے یہاں تک مانا گیا ہے کہ آپؑ ہر حال میں علوم و حکمت پر بیان دیتے رہتے تھے۔ خواہ کہیں کھڑے ہوں۔ قیام گاہ میں ہوں کسی مجلس میں بیٹھے ہوں یا سفر میں ہوں آپؑ کے تمام اقوال و اعمال علوم و حکمتوں سے لبریز تھے۔

اور ہر قول وفعل سے قوتِ عقل وتجربے کی وسعتیں اور قوتِ ارادی کے مظاہرے ہوتے ہیں‘‘

24۔ تمام عیسائی اور غیر مسلم علماء آپؑ کے علوم وعبادت کی روشنی سے نور وسبق حاصل کرتے رہے ہیں۔

قارئین نے دیکھا کہ یہود ونصاریٰ کے علماء نے عہد مرتضویؑ ہی میں تعلیمات الٰہیہ کو اپنا ہدف بنالیا تھا۔ چنانچہ وہی اقوام اس دنیا کی عقلی رہبری کررہی ہیں۔ انہوں نے ہر ہر معاملے میں جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کی پیروی اختیار کی تھی۔ سنئے کہ۔ آج اس عقلی دور کا ایک دوسرا عیسائی شاعر وادیب اور ماہر قوانین جج جسٹس پولوس سلامہ (Paulas Salama) چیف جسٹس بیروت اپنے ملحمۂ عربیہ ’’عیدالغدیر‘‘ کے مقدمے میں اس احترام واطاعت وسبق اندوزی وحصول علوم وفنون کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جو کبھی مسلمانوں نے اختیار نہ کیا۔ بلکہ وہ لعنتیں کرتے کرتے خود ملعون یعنی نعمات خداوندی سے محروم ہوکر رہ گئے۔ سنئے اور عیسائی عالم کے بیان سے عبرت حاصل کیجئے۔

وَیذکرہ النصاریٰ فی مجالسھم فیتمثلون بِحِکُمہٖ ویخشعونَ لتقواہ ،ویتمثل بہ الزھاد فی الصوامع فیزدادون زھداً وقنوتاً وینظر الیہ المفکر فیستضیٔ بِھٰذا القطب الوضاع وَیتطلع الیہ الکاتب الالمعی فَیأتم ببیانہ ویعتمدہ الفقیہ المدرہٖ فیسترشد بِاَحکامہ وَامَّاالخطیب فحسبہ اَنْ یّقف فی السفح ویرفع الراس الیٰ ھذاالطود الشامخ لتنھل علیہ الایات و عَلُ وینطلق لسانہ بالکلام العربی المبین ‘‘

(عید الغدیر اول ملحمہ عربیہ ’المقدمہ صفحہ 27 طبع بیروت)

’’عیسائی اپنی مجلسوں اور جلسوں میں حضرت علیؑ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور آپؑ کے بیان کردہ علم وحکمت کو سامنے رکھ کر اس کے مطابق خود کو ڈھالنا چاہتے ہیں۔ اور ان حضرؑت کے تقویٰ اور پارسائی سے خشوع اور دل کی نرمی حاصل کرتے ہیں۔ اور گرجاؤں یا عبادت خانوں کے عابد وزاھد اُن کی طرز عبادت کو اپناتے اور اختیار کرتے ہیں۔ اور اسی طرح اپنی اطاعت شعاری میں اضافہ کرتے ہیں۔ اور مفکرین قوم آسمانِ علوم وفنون کے اس روشن ستارے سے اپنی فکری صلاحیتوں کو روشن تر کرتے رہتے ہیں۔ اور اہلِ قلم اپنی کامیابیوں کے لئے حضرت علیؑ کو اپنا راہنما بناتے ہیں۔ اور فقہاء ومقننین آپؑ کے فیصلے قابل اعتماد سمجھ کر آپ کے احکام سے ہدایت وراہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ رہ گئے مقررین اور خطیب ان کے لئے تو یہ مناسب ہے کہ وہ خطابت وطلاقت کے اس پہاڑ کے نیچے کھڑے ہوں اور اپنے سروں کو فراز کوہ کی طرف بلند کریں اور علم وحکمت کی آبشاروں سے اس حقیقی اور بیان اندر بیان عربی زبان کی دھاریں پیتے رہیں۔ اور کبھی نہ رکنے والی زبان والا خطیب بن جائیں‘‘

ہمارے قارئین کا وہ تعجب وحیرانی ختم ہوجانی چاہئے۔ جوآج غیر مسلموں کی فلک گیر ترقی کو دیکھ دیکھ کر ہوتا ہے۔ ان ہی بیانات میں اس سوال کا جواب بھی موجود ہے کہ غیر مسلموں اور بقول مولانا کافروں نے یہ ترقی کیوں کرکی؟ اورآج کس طرح ان کے سامنے یہ کائنات مسخر ہوتی چلی جارہی ہے؟ بات سیدھی اور صاف ہے کہ خاندان نبوّت کو محروم کرکے عربوں نے محض مال وزر اور مادیات پر قبضہ کرلیا اور دنیا میں مصروف ہوگئے۔ جنگ وجدل لوٹ مار قتل وغارت کو اپنا پیشہ بنالیا۔ نماز روزہ اور حج وزکاۃ کو جنگی تیاریوں پر مرکوز کردیا۔ انہیں روز اول سے قرآن کے علوم سے واسطہ نہ تھا۔ ان کے یہاں وہ رٹتے رہنے اور ثواب کے لئے پڑھنے کی چیز تھی۔ لہٰذا جانشینان محمدؐ نے قرآنی تعلیمات ان لوگوں میں پہنچادیں جو علم دوست تھے۔ رحم دل وخداترس تھے۔ اورآج تک صرف ان ہی لوگوں کی رہبری کررہے ہیں۔ کرتے رہیں گے۔ جب تک اسلام کے لیبل والا نظام سو فیصد تباہ نہ ہوجائے۔

25-اچھا مقرر، کامیاب فلاسفر، جادونگار مصنف بننے کے لئے ساری انسانیت علیؑ کی محتاج ہے۔

مذکورہ بالا عیسائی ادیب ومؤرخ اور مصنف شرح قصیدہ علویہؑ کا ایک اور بیان نظروں سے گذرنا بہت مفید ہوگا۔ لکھاہے کہ "

لاَجِدَالَ اِنَّ سَیّدنَا عَلِیًّا اَمِیْرَالمومنینَ هُوَاِمَامُ الْفُصَحَآءِ وَاُسْتَاذُ الْبَلَغَاءِ وَاعظم مَنْ خَطَبَ وَکَتَبَ فی عرف هذه الصناعة الالبآء وهذاکلام قدقِیْلَ فیه بحقّ اَنَّهٗ فوق کلام الخلق وتحت کلام الخالق قال هذا کُلّ من عرف فنون الکتابة واشتغل فی صناعة التحبیروالتحریر بَل هوا استاد الکتاب العرب ومُعَلّمهم بلامرآء فمامن ادیبٍ لبیبٍ حاول اتقان صناعة التحریر الاوبین یدیه القرآن ونهج البلاغة ذاک کلام الخالق وهذا کلام اشرف المخلوقین وعلیهم یُعَوَّلُ فی التحریر والتحبیر اذا ارادَن یکون فی معاشر الکتبة المجیدین ولعل افضل من خدم لغة قریش الشریف الرضی الذی جمع خطب واقوال وحکم ورسائل سیدنا امیرالمومنین من افواه الناس وامالیهم واصاب کل الاصابة باطلاقه علیه اسم "نهج البلاغة "وما هذا الکتاب الاصراطها المستقیم لمن یحاول الوصول الیها من معاشر المتأدبین " (مطبع رعمیس صفحہ 530)

"اس میں کوئی جھگڑا نہیں ہے کہ ہمارے سید وسردار جناب علیؑ مرتضیٰ امیرالمومنین تمام فصیح لوگوں کے پیشوا ہیں۔ تمام ان لوگوں کے استاد ہیں جو بلاغت میں کمال رکھتے تھے۔ تقریروتحریر میں کمال رکھنے والوں کے مقابلے میں عظیم المرتبہ ہیں۔ اوران کا کلام وہ کلام ہے جس کے لئے بجاطور پر یہ کہا گیا کہ وہ تمام مخلوقات سے بلند درجہ کا کلام ہے۔ اللہ ہی کا کلام اس سے بلند مرتبہ ہے۔ یہ قول ہر اس آدمی کو کہنا پڑے گا۔ جس نے فن تحریر میں کمال حاصل کیا ہو۔ اور کارتحریر میں مشغول رہتا رہا ہو۔ بلکہ آپؑ تو تمام اہل عرب کے منشیوں اور فن تحریر کے

ماہروں کے استاد ہیں۔کوئی ادیب ایسا نہیں ہے جوفن تحریر میں کمال حاصل کرنا چاہتا ہومگر یہ کہ اس کی راہنمائی قرآن کرے گا۔اور نہج البلاغہ سے مدد لینا پڑے گی۔ایک خالق کا کلام ہوگا۔دوسرا تمام مخلوقات سے اشرف واعلیٰ ہستی کا اوران ہی پر اعتماد وتوکل کرنا پڑے گا اور ہر وہ شخص جو یہ چاہے کہ اس کا بہترین اہل قلم میں شمار ہو جائے۔غالباً زبان عربی کی آبیاری اور خدمت میں سب سے بڑا درجہ سید شریف رضیؒ کا ہے جنہوں نے امیرالمومنینؑ کے خطبات اور فرمانات اور حکیمانہ ارشادات اور خطوط لوگوں کے ذخیروں اور مدون ومرتب ریکارڈ سے یکجا کئے ہیں۔اورانہوں نے اس مجموعے کا نہایت موزوں نام نہج البلاغہ رکھا ہے۔بے شک یہ مجموعہ بلاغت کا صراط مستقیم ہے۔اور جواس منزل پر پہنچنا چاہے اس کے لئے مستقل راستہ ہے۔''

قارئین سوچیں کہ مکذبین نہج البلاغہ نہ صرف دشمنان محمدؐ وعلیؑ تھے۔بلکہ انہوں نے مسلمانوں کو نہج البلاغہ کے فیوض سے محروم کر کے ساری امت سے بھی دشمنی کا ثبوت فراہم کیا ہے۔اور مسلمانوں کو بے پناہ ترقی سے روک کر روزافزوں زوال سے دوچار کیا ہے۔یہی سبب ہے کہ اورتو اور عربوں نے بھی عربی زبان کی خدمت قطعاً ترک کر دی ہے۔اس کے برعکس غیرعرب کروڑوں روپے کا بجٹ عربی زبان اور اسلام کے لئے ہر سال منظور کرتے ہیں۔آج عربی زبان کی کوئی بھی مفید کتاب ایسی نہیں جسے عربوں نے لکھا اور شائع کر کے نوع انساں کو فائدہ پہنچایا ہو۔ہر بڑی اور مستند ڈکشنری راور ہر مفید نوعِ انسان کتاب غیرعرب شائع کرتے ہیں۔عربوں اور مسلمانوں کے یہاں اگر کچھ عربی میں لکھا بھی جاتا ہے۔تواس کی حیثیت محض کاروباری ہوتی ہے۔اور آج جو زبان اہل عرب بولتے ہیں۔وہ نہایت گھٹیا اور منتشر زبان ہے۔

26-خلیفہ اول ودوم کی ممانعت وعملی مخالفت کے باوجود اسلام کا قلمی ریکارڈ تیار کرنے کا نظام۔

ہم نے صحیح بخاری سے دکھا دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کا دور ایسا تھا جس میں اسلام کی تعلیمات کا بیان کرنا موت کو دعوت دینے کے برابر تھا۔چنانچہ حضرت ابوہریرہ نے اپنے بیان میں کہہ دیا کہ اگر وہ دوسرے ذخیرے میں سے کچھ بھی بیان کردیں۔توان کا گلا کاٹ دیا جائے گا۔یہاں آپ کو اسی علامہ ذہبی کا بیان دکھاتے ہیں۔جس نے نہج البلاغہ کے خطبوں کو علامہ رضیؒ کی تصنیف قرار دیا ہے۔وہ لکھتا ہے کہ:

27-ابوبکر نے احادیثِ رسولؐ بیان کرنے سے تمام صحابہ کو روک دیا تھا۔

''حضور کی وفات کے بعد ایک مرتبہ آپ نے لوگوں کو جمع کر کے کہا کہ تم لوگ رسولؐ اللہ سے حدیثیں بیان کرتے ہو۔اوراس میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔تمہارے بعد جو لوگ آئیں گے ان میں تم سے زیادہ اختلاف پیدا ہوگا۔اس لئے تم لوگ رسولؐ اللہ سے کوئی

حدیث بیان نہ کرو۔ جو شخص تم سے حدیث پوچھے اس سے کہہ دو کہ ہمارے تمہارے درمیان کتاب اللہ موجود ہے۔ اس کے حلال کئے ہوئے کو حلال سمجھو۔ اور اس کے حرام کئے ہوئے کو حرام'' (تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی اور تاریخ حدیث جلد اول علامہ پرویز صفحہ 46) اس کے بعد پرویز لکھتے ہیں کہ:

28- ابوبکر نے حدیث کا اپنا لکھا ہوا کتابچہ جلا دیا تھا۔ تاکہ ان کے بعد غلط کام نہ ہو۔

''یہیں تک نہیں بلکہ (امام ذہبی، نے) تذکرۃ الحفاظ میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر کے پاس احادیث کا ایک مجموعہ بھی تھا۔ لیکن آپ نے اسے یہ کہہ کر جلا دیا کہ مجھے خوف ہے کہ میں مرجاؤں اور یہ محفوظ رہ جائے۔ ممکن ہے کہ میں نے اس میں ایسے لوگوں سے حدیثیں لی ہوں جن کو میں امین سمجھتا ہوں۔ اور مجھے ان پر وثوق ہے۔ لیکن وہ حدیثیں ایسی نہ ہوں'' (مقام حدیث جلد اول صفحہ 47)

29- احادیث میں اللہ اور رسولؐ کے ناموں کو بھی یقیناً آگ میں جلانا جائز تھا؟

قارئین یہاں کچھ باتیں غور طلب ہیں۔ اول یہ کہ ابوبکر یقیناً رسولؐ کے ساتھ مسلسل نہ رہتے تھے۔ اور لوگوں سے سن سنا کر احادیث لکھ لیا کرتے تھے۔ دوم یہ کہ انہوں نے رسوؐل کی قربت کبھی بھی اس قدر نہ پائی کہ ان احادیث کو حضوؐر کو سنا کر تصدیق کرا لیتے۔ سوئم یہ کہ ابوبکر کے نزدیک جو لوگ امین اور قابل اعتماد تھے۔ وہ ایسی احادیث لکھوا سکتے تھے۔ جن میں خیانت اور بے ایمانی موجود ہو سکتی تھی۔ اور یہ کہ قرآن و حدیث کا جلا دینا ان کے نزدیک جائز تھا۔

30- چھوٹے میاں بڑے میاں سے زیادہ سخت گیر اور حدیث رسولؐ کے دشمن تھے۔ پرویز خوش ہیں۔

علامہ پرویز مسلسل رقمطراز ہیں کہ ''حضرت عمر نے اس باب میں اور بھی شدت سے کام لیا۔ آپ لوگوں کو حدیثوں کی اشاعت سے سختی سے روکتے تھے۔ قرظہ بن کعب راوی ہیں کہ جب حضرت عمر نے ہم لوگوں کو عراق بھیجا تو ہمیں تاکید کر دی۔ کہ یاد رکھو تم ایسے مقام پر جاتے ہو۔ جہاں کے لوگوں کی آوازیں قرآن پڑھنے میں شہد کی مکھیوں کی طرح گونجتی رہتی ہیں۔ تم ان کو احادیث میں الجھا کر قرآن سے غافل نہ کر دینا'' (مقام حدیث جلد اول صفحہ 47)

31- ابوہرؓیرہ کو کس سے جان کا خوف تھا؟ حدیث بیان کرنے والوں کو سزائے قید۔

حضرت عمر کا یہ بیان اگر صحیح ہے تو پھر یہ ماننا ہوگا کہ معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام بیانات و ارشادات یعنی ان کی احادیث اللہ کے بیانات و ارشادات یعنی قرآن اور قرآن کی آیات کی مخالف تھیں۔ جن کو اگر صحابہ رسول بھی بیان کر دیں تو مسلمان احادیث میں الجھ کر قرآن سے غافل ہو جاتے۔ (اِنَّا لِلّٰهِ و اِنَّا اِلَیْهِ راجِعُوْن)

یاد فرمائیں قریشی صحابہ کا وہ عقیدہ جس میں رسولؐ بہرحال آدمی ہے۔اس پر انسانی جذبات ومیلانات ورجحانات غالب آتے ہیں۔اس سے خطائیں بھول چوک اور لغزشیں سرزد ہوتی تھیں۔ان خطاؤں اور لغزشوں کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔(جھوٹوں پر لعنت) اسے خطاؤں اور کوتاہیوں پر اللہ نے قرآن میں بار بار ڈانٹا ہے جیسا کہ علامہ مودودی نے فرمایا ہے کہ ''رائے اور فیصلے میں ان سے غلطی بھی ہو جاتی تھی۔بیمار بھی وہ ہو جاتے تھے۔آزمائشوں میں بھی ڈالے جاتے تھے۔حتیٰ کہ قصور بھی ان سے ہو جاتے تھے۔اور ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مواخذہ بھی ہوتا تھا'' (تفہیم القرآن جلد 3 صفحہ 163)

لہٰذا یہ طے کر لیا گیا کہ رسولؐ کی رائے اور فیصلے برقرار رکھنا اور احادیث کو لکھنا یا بیان کرنا مفید نہیں ہے۔اور چونکہ قرآن کی تفصیل وتشریح بھی احادیث ہی میں تھی۔لہٰذا حقائق قرآن بیان کرنا بھی جرم قرار پا گیا۔اور یہ بندش و بلیک آؤٹ اس زمانے تک جاری رہا جب تک قریشی مذہب اور قریشی پالیسی اور قریش کے مخالف تصورات کے خلاف حکومت کی مشین نے خودساختہ روایات یا احادیث کا ذخیرہ تیار نہ کر لیا۔اس کے بعد ہر عنوان پر خودساختہ روایات کی تعلیم وتدریس شروع ہوئی اور اب احادیث کے نام پر تصنیفات کے ڈھیر لگتے چلے گئے۔اور قریشی راج کی خانہ ساز تاریخ وتفسیر کی گاڑی چلتی ہوئی ہم تک آپہنچی۔اس گاڑی کو تیار کرنے اور چلانے کے لئے حقیقی تعلیماتِ اسلام پر بندش اور صحابہ کی قید وزبان بندی ضروری تھی۔مگر حضرت علی علیہ السلام نے فصاحت وبلاغت کا پردہ ڈال کر قریشی منصوبوں اور پالیسیوں اور ان کے خودساختہ مذہب اور مقاصد کی اس طرح اشاعت کی کہ قریشی گاڑی بار بار رُک کی مُرمت کے لئے نئے مستری اور نئے اوزار ایجاد واستعمال کرنا پڑے۔یوں قریشی مذہب انتشار اور تفرقہ سے دوچار رہا۔اور اس میں سینکڑوں ایسے فرقے بن گئے جو سب ایک دوسرے کے نزدیک باطل اور جہنمی قرار پا گئے۔اور ان میں سے کسی ایک کو یہ حق نہ رہا کہ وہ تنہا حق پر ہونے کا دعویٰ کر سکے۔اس لئے کہ اس کے دعویٰ سے باقی سب کا گمراہ ہونا ثابت ہو جاتا اور یہ آج تک قریشی علماء کو منظور نہیں ہے۔

32- حقائق اسلام کا قریشی بلیک آؤٹ اور ان کی اشاعت کا علوی نظام نزول قرآن کے ساتھ ساتھ۔

قریش کا حقائق اسلام سے کفر یعنی حقائق اسلام کو چھپانے اور بدلنے کا منصوبہ نزول قرآن کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔(یونس 10/15 دیکھو ہماری تفسیر) جس کا ریکارڈ قرآن کے اندر اس لئے محفوظ کر دیا گیا کہ انہوں نے اپنے اقتدار وحکومت کے دوران اسے ظاہر نہ کرنا تھا۔ان کے بلیک آؤٹ پر یہ چند حوالے تو وہ ہیں جو حاکم بن جانے کے بعد کی پالیسی ظاہر کرتے ہیں۔اور اس عنوان کے لئے کافی ہیں۔اس بلیک آؤٹ کو بے اثر وبے نتیجہ کرنے کے لئے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کی سرکردگی میں جو نظام شروع ہوا تھا۔ہم نے اسی کا نام تحریک تشیع رکھا ہے۔اس نظام کے اولین مساعی بھی قرآن میں محفوظ ہیں۔بعد کی جدوجہد کا بڑا حصہ خطبات وخطوط مرتضوی

کی صورت میں سامنے آتا ہے۔تحریک علیؑ نے مقررین ومؤلفین اور تشیّع سے متعلق مصنفین کا گروہ پیدا کردیا تھا اہل قلم حضرات کا تذکرہ منہاج نہج البلاغہ کے الفاظ میں یوں کیا گیا ہے کہ:۔

''علیؑ صرف تنہا تصنیف وتالیف میں مشغول نہ رہنا چاہتے تھے۔ بلکہ وہ ایک علمی ماحول مصنف اور مفکر بھی پیدا کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ آپؑ نے ایک ایسا گروہ پیدا کردیا تھا۔جس نے اسلامی حقائق کی اشاعت اور بقاکے لئے حضورؐ کی ہدایات وراہنمائی میں عربی زبان کے قواعد،صرف ونحو،علوم القرآن اوراحادیث پر تصنیف وتالیف شروع کی جس کا اعتراف ابن ابی الحدید نے بھی کیا ہے کہ'' ومنه تعلم الناس الخطابة و الكتابة (جلداول صفحہ 8 طبع مصر)

''۔آپؑ سے لوگوں نے تقریر وتحریر وتصنیف کے علم کو حاصل کیا۔''

چنانچہ آپؑ کے تیارکردہ وہ حضرات جن کی تصنیفات آگے بڑھیں اور جن کا تذکرہ علمائے رجال نے کیا ہے۔چند نام لکھے جاتے ہیں:۔

1 - امام حسنؑ
2 - امام حسینؑ
3 - عمرؑبن علیؑ
4 - محمدؒبن علیؑ عرف ابن حنفیه
5 - اُبی بن کعبؓ
6 - جابرؓ بن عبدالله انصاری
7 - ابورافعؓ
8 - عبدالله بن عباس
9 - علی بن ابی رافعؓ
10 - عبیدالله بن ابی رافعؓ
11 - اصبغؓ بن نباته مجاشعی
12 - سلیمؓ بن قیس هلالی
13 - میثمؓ بن یحییٰ ابوصالح تمار
14 - حارثؓ بن عبدالله اعور همدانی
15 - ابوالاسود دؤلی
16 - کمیلؓ بن زیاد نخعی
17 - عبیداللهؓ بن حُرجعفی
18 - ربیعهؓ بن سمیع
19 - یعلیؓ بن مره
20 - زیدؓ بن وهب جهنی
21 - حسنؓ بصری (شیعہ مصنفین کی تفصیل کے لئے دیکھو کتاب تاسیس الشیعہ مؤلفہ حسن صدر)

''مطالعہ مذہب اسلام'' کے مصنف نے لکھا ہے کہ''علی نے اپنے زمانہ خلافت میں قومی مصنفین کا نہ صرف تحفظ ہی کیا۔ بلکہ انہیں تصنیف کے لئے ترغیب وہدایت بھی دیتے تھے''(مطالعہ مذہب اسلام صفحہ 320 مصنفہ J.J.Paul مطبوعہ 1892)

33- حضرت علیؑ کے تمام بیانات اور تقریریں ساتھ کے ساتھ لکھ لی جاتی تھیں۔

علماء کا یہ گروہ حضرت علیؑ کے دہن مبارک سے نکلنے والا ہر ہر لفظ لکھتے جاتے تھے۔ جناب شیخ صدوق ابو جعفر محمد ابن بابویہ قمی انتقال 381 ہجری کتاب التوحید میں لکھتے ہیں:

''خَـطَبَ امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ یَوْمًا خُطْبَۃً بعدالعصر فعجب الناس من حُسن صفتہٖ ومَا ذَکَرَ مِـنْ تـعْـظِیْمِ اللّٰہِ جلّ جلالہ ،قال ابو اسحاق فقلتُ للحارث اَوماحَفظْتَھَا ؟ قال قدکَتَبْتُھَا فَاَمْلَاھا عَلَیْنَا مِنْ کِتابہٖ (صفحہ 14 طبع ایران 1280ھ)

ایک روز نماز عصر کے بعد امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہما السلام نے اللہ کی حمد و ثنا میں تقریر کی لوگوں نے ذات وصفات و تعظیم خداوندی کے حسین بیان پر خطبے کو بہت حیرانی کے ساتھ پسند کیا۔ ابو اسحٰق کہتے ہیں کہ میں نے حارث سے دریافت کیا کہ کیا تم نے اس خطبے کو بطور ریکارڈ محفوظ نہیں کیا تھا؟ اس نے بتایا کہ میں نے تو وہ خطبہ اسی وقت لکھ لیا تھا چنانچہ انہوں نے وہ خطبہ اپنی کتاب میں سے پڑھ پڑھ کر ہمیں املا کرا دیا۔ یعنی لکھوا دیا'' املا کے معنی (Dictation) کے ہیں۔ سنانے کے نہیں۔ اسی سلسلے میں شیخ ابو جعفر طوسیؒ نے لکھا ہے کہ ''ایک مرتبہ حضرت علیؑ سے ایک یہودی عالم نے کئی ایک سوالات کئے تھے۔ جن کا جواب حضرت علیؑ نے اسے دیا تھا۔ ان سوالات وجوابات کو بھی مذکورہ بالا حارث ہمدانی نے لکھ لیا تھا۔ (کتاب الفہرست)

34- بصرہ میں جناب حسن بصری کا ساتھ ساتھ خطبوں کو لکھتے جانا۔

ابو یحییٰ واسطی نے بیان کیا کہ:۔

قَـالَ لَـمَّـا افْتَـتَـحَ امیر المومنینؑ اِجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَیْہِ وَفِیْھِمُ الحسن البصری ومعہ الالواح فکان کُلَّمَا لَفَظَ امیر المومنین بِکَلِمَۃٍ کَتَبَھَا. (کتاب الاحتجاج ابو منصور الطبرسی صفحہ 87 مطبوعہ تبریز 1286 ہجری)

جب امیر المومنینؑ نے بصرہ کو فتح فرمالیا۔ تو مسجد میں آپ کے گرد لوگوں کو مجمع جمع ہو گیا۔ ان میں حسن بصری بھی تھے۔ اور ان کے ساتھ کاپیوں کی صورت میں کاغذات بھی تھے۔ چنانچہ امیر المومنینؑ کے منہ سے نکلنے والے ہر لفظ کو لکھتے جاتے تھے''

35- حضرت علیؑ کی طرف سے ملنے والا علمی ذخیرہ ایک اونٹ کے اٹھانے کا وزن تھا۔

جناب ابو جعفر محمد بن جریر طبری مؤرخ نے بیان کیا ہے کہ'' حارث ہمدانی نے حضرت علی علیہ السلام کے علمی سرمائے کو اس کثرت سے جمع کیا تھا۔ کہ ایک مرتبہ جناب امام حسن علیہ السلام نے اس علمی ذخیرہ کو دیکھنے کے لئے ان سے طلب کیا تو فَـبَـعَـثَ اِلَـیْـہِ

بـو قــر بعیرٍ، حارث نے ایک اونٹ ان کتابوں سے لاد کر امام حسنؑ کے پاس بھیج دیا۔(کتاب ذیل المذیل من تاریخ صحابۃ والتابعین صفحہ 146 مطبع استقامہ قاہرہ 1939ء)

یہاں یہ نوٹ کرنے کی بات ہے کہ اسی حارث ہمدانی نے حضرت علیؑ سے علم الحساب علم الفرائض اور علم الفقہ درجۂ کمال تک حاصل کیا تھا۔ اور بعد کے تمام علمائے فقہ ان ہی کے خوشہ چین گذرے ہیں۔(کتاب ذیل المذیل مذکور صفحہ 147 اور حلیۃ الاولیاء حافظ ابونعیم جلد 4 طبع مصر)

36- یہاں حضرت ابوہریرہؓ کی دو(2) خرجیوں یا دو(2) شلیتوں اور خوف جاں کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

صحیح بخاری میں جناب ابوہریرہؓ نے آنحضرتؐ سے ملی ہوئی دو(2) عدد ''وِعَــائَیـنِ'' کی حفاظت کرتے چلے آنے کا ذکر کیا تھا۔ اگر بخاری کے شارحین کی بات مان کر ہم دو عدد وعائین کو دو بوریوں یا خرجیوں یا شلیتوں کے بجائے علم کی دو قسمیں مان لیں تو قدرتی طور پر ہمیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ دونوں قسم کے علوم جناب ابوہریرہ کے قلب و ذہن میں موجود و محفوظ تھے اور ان کا کوئی خارجی وجود نہ تھا۔ لہٰذا ان کی مادی حفاظت اور دیکھ بھال کی ضرورت ہی نہ تھی اس لئے کہ مجرد علم کو نہ کوئی چوری کرسکتا ہے نہ اس میں کمی کی جاسکتی ہے۔ البتہ ابوہریرہ ان میں سے کچھ بھول سکتے تھے۔ اور بھولنے سے بچنے یعنی یاد رکھنے کی کوشش کے لئے لفظ ''حَفِظْتُ'' بولنا غلط ہے اس لئے کہ اس کوشش کے بعد بھی بھولنے کا امکان ختم نہیں ہوجاتا۔ یہ امکان ختم ہوجاتا ہے اس علمی ذخیرے کو لکھ لینے کے بعد لہٰذا حضرت ابوہریرہ نے لفظ ''وِعـائَینِ'' بول کر یہ بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں لکھے ہوئے سامان کی دو بوریاں یا خرجیاں مرحمت فرمائی تھیں۔ جس کی حفاظت کرنا اور آگے بڑھانا ابوہریرہ پر لازم تھا۔ اور یہ لکھا ہوا ذخیرہ اسی اسلامی ریکارڈ کا حصہ تھا جو بیت النبوۃ وامامۃ میں دن رات قلمبند ہوتا چلا آرہا تھا۔(سورہ عبس 17-80/16 سورہ قلم 68/2)

بخاری میں ابوہریرہؓ نے خوف جان یا گردن کاٹ دیئے جانے کا بھی ذکر کیا ہے۔ پرویز کے بیان اور علامہ ذہبی کی رو سے وہ خلفاء جن سے قتل کئے جانے کا ڈر تھا۔ وہ ابوبکر و عمر تھے۔ جنہوں نے اسلام کی حقیقی تعلیمات قلوب واذہان میں گُھٹ کر مرجانے کا مستحکم انتظام کیا تھا۔ اور نبوتؐ وامامتؑ نے اسلامی ریکارڈ تیار کرتے اور نشرواشاعت ہوتے رہنے کا لازوال بندوبست مادی طور پر بھی کردیا تھا۔ چنانچہ نظام اشاعت کے ناظم علیہم السلام کی طرف سے جناب حارث ہمدانی کو اسی طرح ایک اونٹ کا وزن لکھا ہوا سامان ہدایت جمع کرادیا تھا۔ جس طرح آنحضرتؐ نے ابوہریرہؓ وغیرہ کو دیا تھا۔ یوں قریشی خلفاء کو ناکام کردینے کے لئے ہی تحریک تشیع برسرکار لائی گئی تھی اور نہج البلاغہ کی تدوین خطبات مرتضویؑ کو کتابوں میں بکھر کر ضائع ہوجانے سے بچانے اور از سر نو علماء کو خطبات کے جمع کرنے

پر متوجہ کرنے کے لئے ہوئی تھی۔ چنانچہ نہج البلاغہ نے باہر نکل کر دوبارہ نوع انسان کو علوم مرتضوی کی طرف دعوت دی اور اس کے بعد بھی اس سے پہلے کی طرح ہزاروں کتابیں خطبات علویہؑ کو اپنے دامن میں لے کر میدان میں آ گئیں۔ ہم نے بھی نہج البلاغہ ہی کی دعوت پر اس میدان میں قدم رکھا ہے۔

37- سید رضیؒ سے صدیوں پہلے خطبات مرتضویؑ وعلوم علویہؑ کتابوں میں لکھے جاتے رہے تھے۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام کے خطبات و بیانات کو ان کے مذکورہ شاگردوں نے اپنے اپنے تیار کردہ اسلامی ریکارڈ میں جمع کیا تھا۔ ان کے زمانے میں اور ان کے بعد کے ادوار میں جن حضرات نے کلام مرتضویؑ جمع کیا اور برابر اپنی اپنی تصنیفات میں لکھتے اور بیان کرتے چلے آئے ان میں سے چند بزرگوں کے نام ملاحظہ ہوں تا کہ مکذبین نہج البلاغہ کو یہ بتا سکیں کہ نہج البلاغہ میں لکھے ہوئے خطبوں کو سید رضیؒ نے نہیں گھڑا تھا۔ بلکہ وہ تو پہلے سے موجود و مسلسل آگے بڑھتے چلے آنے والے ہزارہا خطبات میں سے ایک چھوٹا سا مختصر انتخاب ہے۔

1 - زیدؒ بن وھب الجھنی الکوفی: نے اپنی تصنیفات میں سے ایک کتاب کا نام خطب امیر المومنین علی المنابر فی الجمعۃ والاعیاد رکھ کر اس میں خطبات جمع کئے تھے۔ یہ کتاب علامہ طوسیؒ (متوفی 460 ہجری) کے زمانے تک موجود تھی۔ اور انہوں نے اس کتاب سے روایت کی ہے جناب زید بن وھب نے 96 ہجری میں انتقال کیا۔ (کتاب الفہرست شیخ طوسیؒ)

2 - عبدالحمید بن یحییٰ (متوفی 132 ہجری): کاتب نے لکھا ہے کہ:

" حَفِظْتُ سَبْعِیْنَ خطبةً مِنْ خُطَبِ (علی بن ابی طالب) الاصلع فغا ثُمَّ فَاضت. (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید)

''میں نے حضرت علیؑ کے 70 خطبات حفظ یاد کئے تھے۔ جن کے فیوض میرے یہاں نمایاں ہیں۔

3 - ابن المقفع (متوفی 142 ہجری) کے متعلق جناب علامہ حسن الندوبی نے علامہ جاحظ کی کتاب البیان والتبیین میں حاشیہ پر لکھا ہے کہ: الظَّاھِرُ اَنَّہٗ تخرج فی البلاغة عَلٰی خطب الامام علیؑ ولِذٰلک کان یقول شَرِبْتُ مِنَ الخطب من ریاوَلَم اَضْبَطُ لھا رویا ففَاضت ثمَّ فاضت (کتاب البیان والتبیین علامہ جاحظ اور شرح ابن ابی الحدید)

''یہ بالکل عیاں ہے کہ ابن المقفع نے جناب علی علیہ السلام کے خطبات سے فن بلاغت حاصل کیا تھا اسی وجہ سے وہ کہا کرتا تھا کہ میں نے خطبات علیؑ سے خوب سیراب ہو کر پیا ہے۔ اور اس استفادہ کو کسی خاص طرز ادا میں محدود نہیں کیا ہے۔ چنانچہ یہ فیض بڑھا اور بڑھتا ہی چلا گیا'' (شرح ابن ابی الحدید)

4 - ابومنذر هشام بن محمد بن سائب الکلبی (متوفی 146ھ) وہ مندرجہ ذیل کتابوں کے مصنف تھے۔

1- مقتل عثمان 2- کتاب الجمل 3- کتاب الصفین

4- کتاب نہروان 5- کتاب الغارات 6- مقتل امیر المومنینؑ

7- کتاب خطب امیر المومنینؑ یہ کتاب علامہ نجاشی کے مطالعے میں رہی تھی۔

(ابن ندیم کی فہرست صفحہ 140 رجال نجاشی صفحہ 305 منہج المقال ورق 347ب)

5 - ابویعقوب اسماعیل بن مہران بن محمد بن ابی نصر السکونی الکوفی (متوفی 148 ہجری) انہوں نے بھی زید بن وہب کی طرح کتاب خطب امیر المومنینؑ لکھی تھی اور وہ بھی پانچویں صدی ہجری تک موجود تھی اور علامہ ابوالعباس احمد نجاشی (متوفی 450 ہجری) نے اس کتاب کی روایت کی ہے۔ (کتاب فہرست طوسی، رجال نجاشی، لسان المیزان اور فہرست ابن ندیم صفحہ 313)

6 - ابومخنف لوط بن یحییٰ الازدی الغامدی (متوفی قبل 170 ہجری) ابن ندیم نے ان کی 33 کتابوں کی فہرست دی ہے۔ ان میں سے مندرجہ ذیل کتابوں میں امیر المومنینؑ کے خطبات اور خطوط درج تھے۔ 1- کتاب الجمل 2- کتاب صفین 3- کتاب اہل نہروان والخوارج 4- کتاب الغارات 5- کتاب مقتل علیؑ 6- مقتل محمد بن ابن بکر والاشتر ومحمد بن ابوحذیفہ 7- کتاب الشوریٰ 8- مقتل عثمان

(فہرست ابن ندیم اور شرح ابن ابی الحدید)

7 - ابومحمد مسعدۃ ابن صدقۃ العبدی جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے شاگرد وصحابی تھے۔ انہوں نے بھی کتاب خطب امیر المومنین لکھی تھی۔ اسے بھی نجاشی نے روایت کیا ہے۔ اور لکھا ہے: **لَهٗ کُتُبٌ مِنهَا کتاب خطب امیر المومنین.**

یعنی ان کی کئی ایک کتابوں میں سے ایک کتاب خطبات امیر المومنینؑ ہے۔ (علم الرجال کی تمام کتابوں میں مذکور ہے)

8 - ابوالاسحاق ابراہیم بن الحکم بن ظہیر الفرازی الکوفی یہ قاضی شریک کے شاگرد تھے۔ جو 177 ہجری میں مرا تھا۔ ابوالاسحاق کے لئے لکھا گیا ہے کہ (صَنَّفَ کُتُبًا مِنهَا کتاب الملاحم وکتاب خطب علیؑ) اس نے کئی ایک کتابیں تصنیف کیں ان میں سے ایک کتاب الملاحم ہے۔ اور ایک کتاب الخطب ہے۔ یہ جناب نجاشی اور طوسی نے پڑھی تھیں۔ دونوں نے ذکر کیا ہے۔

9 - ابواسحاق ابراہیم سلیمان النھمی الکوفی الخزاز۔ ابراہیم بن الحکم جن کا اوپر ذکر ہوا ہے کے شاگرد تھے۔ ان کی کتاب:

1۔ الخطب۔ 2۔ کتاب الدعا۔ 3۔ کتاب خلق السماوات اور۔

4۔ کتاب مقتل امیر المومنینؑ خطبات مرتضوی سے لبریز تھیں۔ (رجال طوسی کشف الحجب وغیرہ)

10-ابوعبداللہ محمد بن عمر الواقدی المدنی بغداد کے قاضی تھے۔ 207 ہجری میں انتقال کیا۔ انہوں نے بھی:

(1) کتاب الجمل۔ (2) کتاب الصفین۔ (3) ترک الخوارج فی الفتن۔

(4) کتاب ذم الھویٰ لکھی تھیں۔ اور خطبات درج کئے تھے۔ (ابن ندیم)

11-ابوالفضل نصر بن مزاحم المنقری الکوفی العطار (متوفی 212 ہجری) کی: 1۔ کتاب صفین ایران سے شائع ہو چکی ہے۔ نجاشی نے ان کی (2) کتاب الجمل (3) کتاب الغارات اور (4) کتاب نہروان بھی پڑھی تھیں اور لکھا ہے کہ یہ تمام کتابیں بھی امیرالمومنینؑ کے خطبات پر مشتمل تھیں۔ (نجاشی کتاب الرجال صفحہ 301 منہج المقال ورق 362 الف)

12-ابوالخیر صالح بن ابی الحماد الرازی (متوفی 214 ہجری) کی کتاب خطب امیرالمومنین بھی نجاشی کے مطالعے سے گزری تھی۔ یہ امام علیؑ نقی کے صحابی تھے۔ (رجال نجاشی صفحہ 148، منہج المقال ورق 171 الف)

13-ابوالحسن علی بن محمد المدائنی (متوفی 224 ہجری) ابن ندیم نے ان کی بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے خاص خاص (1) تاریخ الخلفاء، (2) کتاب الاحداث والفتن، اور (3) کتاب خطب علیؑ، اور (4) کتب الیٰ عمالہ۔ یہ خطبوں اور خطوط کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ (معجم الادباء یاقوت حموی جلد نمبر 5 صفحہ 313) اور (ابن ندیم صفحہ 149)

14-ابوالقاسم عبدالعظیم بن عبداللہ بن علی الحسنی الرازی (متوفی 250 ہجری) نے بھی کتاب خطب علیؑ لکھی تھی۔ ان کا مزار تہران سے تھوڑے ہی فاصلے پر ہے۔ اور شاہ عبدالعظیم کے نام سے مشہور ہیں۔ امام علیؑ نقی علیہ السلام کے صحابی تھے۔

15-علامہ جاحظ (متوفی 255 ہجری) کی کتاب البیان والتبیین میں حضرت علی علیہ السلام کے خطبات بہت کافی تعداد میں آج (11 اگست 1980) بھی موجود ہیں۔

16-ابن قتیبہ دینوری (متوفی 276 ہجری) کی کتاب عیون۔

17-علامہ ابن واضح یعقوبی (متوفی 278 ہجری) نے اپنی تاریخ میں کافی خطبات اور کلام نقل کیا ہے۔ یہ سب سے پہلی تاریخ ہے۔

18-علامہ ابوحنیفہ دینوری متوفی (280 ہجری) نے اپنی کتاب اخبار الطّوال میں کافی ذخیرہ جمع کیا ہے۔

19-ابواسحٰق ابراہیم بن محمد الثقفی (متوفی 283 ہجری) نے کلام مرتضویؑ پر جو کتابیں لکھی تھیں۔ وہ یہ ہیں۔

(1) کتاب مسائل علیؑ، (2) کتاب کلام علیؑ فی الشوریٰ، (3) کتاب الخطب المعربات،

(4) کتاب السقیفہ، (5) مقتل عثمان، (6) کتاب بیعت امیرالمومنین،

(7) کتاب الجمل، (8) کتاب الصفین، (9) کتاب الحکمین،

(10) کتاب نہروان، (11) مقتل امیرؑ المومنین۔

ان تمام کتابوں میں علی علیہ السلام کے خطبات سے کتابوں کے عنوانات کو ثابت کیا گیا ہے۔

20- جناب ابوالعباس المبرد (متوفی 286 ہجری) کی کتاب المبرد میں بہت سا کلام موجود ہے۔

21- مشہور مؤرخ ابن جریر طبری (متوفی 310 ہجری) نے اپنی تاریخ کبیر میں جگہ جگہ خطبات وخطوط سے مدد اور سند لی ہے۔

22- ابومحمد حسن ابن علی ابن شعبہ حلبی (متوفی 320 ہجری) کی کتاب تحفف العقول میں لکھا ہے کہ ''اِنَّـا لَـوُاسۡتَغۡرَقۡنَا جَمِیۡعُ مَاوَصَلَ اِلَیۡنَا مِنۡ خُطۡبَتِہٖ وَکلامه فِی التَوحِیۡدِ خَاصَّۃً دُوۡنَ مَاسواہُ مِنَ المعانی لَکَانَ مِثۡل جمیع ھٰذا الکتاب''

''۔اگر ہم وہ سب کچھ جمع کرلیں جو علی علیہ السلام نے صرف توحید خداوندی پر فرمایا ہے اور وہ سب کچھ چھوڑ دیں جو باقی خطبات ہم تک پہنچے ہیں۔ تو توحید والا کلام ہی ہماری اس کتاب سے بڑا ذخیرہ ثابت ہوگا۔''

قارئین نوٹ کریں کہ 320 ہجری تک حضرت علی علیہ السلام کے کلام کا کتنا عظیم الشان ذخیرہ علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں جمع کررکھا تھا۔ اب اس کے بعد اس چوتھی صدی میں (359 ہجری) جناب رضیؒ 39 (اُنتالیس) سال کے بعد پیدا ہوں گے۔ پھر 20 (بیس) سال میں اس قابل ہوں گے۔ کہ حضرت علیؑ کے خطبات کو سمجھ کر لکھ سکیں۔ اور ابھی ان 59 سالوں میں دوسرے علماء برابر کلام مرتضویؑ کو جمع کرتے رہیں گے۔ تو مدون ومرتب ذخیرہ اور بڑھ جائے گا۔ جس میں سے مصلحتوں کے ماتحت جناب رضیؒ ایک چھوٹا سا ذخیرہ انتخاب کریں گے جو نہج البلاغہ کے نام سے سامنے آئے گا۔ اور مکذبین ابھی چار صدیوں کے بعد پیدا ہوں گے۔ جب کہ مزید چار سو سال میں خطبات مرتضویؑ کی شرح میں سیکڑوں علماء کلام کر کے تصدیق کر چکے ہوں گے۔ مگر مکذبین کہیں گے کہ نہج البلاغہ والے خطبات تو خود سید رضیؒ نے گھڑ لئے تھے۔ (انا اللہ وانا الیہ راجعون)

23- علامہ ابن الورید (متوفی 321 ہجری) نے اپنی کتاب المجتبیٰ میں علی علیہ السلام کے خطبات سے مسلسل مدد لی ہے۔

24- علامہ ابن عبد ربہ (متوفی 328 ہجری) نے اپنی مشہور کتاب عقد الفرید میں بہت کافی ذخیرہ جمع کردیا ہے۔

25- ابوجعفر محمد بن یعقوبؒ الکلینی (متوفی 329 ہجری) نے کتاب کافی میں بھی خطبات لکھے ہیں۔ اور کتاب رسائل الائمہ تو خاص طور پر اسی عنوان کے لئے لکھی ہے۔

26- ابومحمد عبدالعزیز بن یحییٰ بن احمد بن عیسیٰ الجلودی الازدی (متوفی 330 ہجری) کی تصنیفات نہایت ضخیم ذخیرہ کلام مرتضویؑ کا اپنے

اندر محفوظ کیئے ہوئے ہیں۔ مثلاً (1) کتاب الجمل، (2) کتاب الصفین، (3) کتاب الحکمین،
(4) کتاب الخوارج، (5) کتاب الغارات، (6) کتاب حروب علیؑ، (7) کتاب خطب علیؑ،
(8) کتاب شعر علیؑ، (9) کتاب رسائل علیؑ، (10) کتاب مواعظ علیؑ، (11) کتاب ذکر کلام علیؑ فی الملاحم
(12) کتاب قول علیؑ فی الشوریٰ، (13) کتاب ماکان بین علیؑ وعثمان، (14) کتاب قضائے علیؑ، (16) کتاب الدعاء عن علیؑ،
(17) کتاب الادب عن علیؑ۔ یہ کتابیں حضرت علی علیہ السلام کے خطبوں اور خطوط وغیرہ کا جو ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہیں وہ نہج البلاغہ سے بہت زیادہ ہے۔ جس طرح ابومحمد حسن ابن علی جن کا ذکر نمبر 22 ہے۔ کی کتاب تحف العقول عن آل رسولؑ ایران میں شائع ہو چکی ہے۔ اسی طرح ان (ابومحمد عبدالعزیز) کی کئی ایک کتابیں منظر عام پر ہیں۔ جنہیں دیکھ کر یہ سوال پیدا ہو جانا قدرتی ہے کہ ان عظیم الشان ذخائر کی موجودگی میں جناب رضیؒ نے کیوں ایک نہایت قلیل سا ذخیرہ جمع کیا تھا؟ اور اس کا جواب صرف یہ ہے کہ ملت شیعہ پر شیعہ لیبل کے ساتھ نظام اجتہاد مسلط ہو چکا تھا۔ اور خود جناب رضیؒ کے گھر میں مجتہدین کی حکمرانی تھی۔ لہٰذا آپؒ نے چاہا کہ صرف وہ خطبے جمع کیئے جائیں جن پر مجتہدین کو اعتراض کی گنجائش نہ ملے۔ ورنہ خود گھر کے اندر ہی سے اعتراضات کی ابتدا ہوتی۔ یہی وہ احتیاط و معیار تھا جس کی وجہ سے 300 سال کے اندر اندر نہج البلاغہ کے خلاف زبان نہ کھلی اور کھلی تو بعد میں ایک ملعون خاندان کی طرف سے کھلی۔

27- ابوالحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی (متوفی 346 ہجری) کی (1) کتاب اخبار الزمان، (2) کتاب الاوسط اور مروج الذہب کے علاوہ (3) کتاب حدائق الاذہان فی اخبار آل محمدؐ، اور (5) مزاہر الاخبار وطرائف الآثار میں جگہ جگہ حضرت علی علیہ السلام کے خطبات سے مدد لی ہے۔

28- ابوطالب عبداللہ بن ابی زید احمد بن یعقوب بن نصر الانباری (متوفی 356 ہجری) 140 (ایک سو چالیس) کتابوں کے مؤلف ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب ادعیۃ الائمہ لکھی تھی۔ جس میں حضرت علی علیہ السلام کی تمام دعاؤں کو جمع کر دیا ہے۔ اور دوسری کتابوں میں بھی جگہ جگہ خطبات و خطوط لکھے ہیں۔

29- ابوعبداللہ احمد بن ابراہیم بن ابی رافع الضمیری الکوفی ثم بغدادی جناب شیخ مفید کے صحیح معنی میں استاد تھے۔ انہوں نے سقیفہ کے حالات پر ایک کتاب "فِیمَا یتعلق بالسقیفۃ" اور دوسری کتاب الضیاء فی تاریخ الائمہ میں حضرت علی علیہ السلام کے کلام کا بڑا ذخیرہ جمع کیا تھا۔

30- جناب علامہ شیخ ابوالعلی القالی (متوفی 356 ہجری) کلام مرتضویؑ کو اپنی کتاب النوادر میں جمع کیا جو موجود ہے۔

31-ابوالفرج اصفہانی (متوفی 356ہجری) نے اپنی کتاب آغانی میں حضرت علی علیہ السلام کا قابل قدر کلام جمع کیا ہے۔ یہ تمام مذکورہ بالا کتابیں موجود ہیں۔

32-ابن نباتہ۔ بلاغت وفصاحت میں مشہور عالم جو علامہ رضیؒ کی جوانی سے پہلے ہی 374 ہجری میں انتقال کر گئے تھے۔ انہوں نے اعلان کیا تھا کہ ''حَفِظْتُ مِنَ الخطابة كَنزًا لایزیده الانفاق الاسعة و كثرة حَفِظْتُ مِائة فَصْلٍ مِن مّوَاعظ علیؑ ابن ابی طالبؑ .

''میں نے خطابت کا ایک ایسا خزانہ جمع کیا ہے کہ جس میں سے جتنا خرچ کیا جائے۔ اتنا ہی بڑھتا جاتا ہے۔ میں نے سوفصلیں علیؑ بن ابی طالبؑ کے مواعظ میں سے محفوظ کر رکھی ہیں'' (شرح ابن ابی الحدید)

38-ان چند خطبات کی نشاندہی جو نہج البلاغہ سے پہلے قدیم علماء نے اپنی کتابوں میں جمع کئے تھے۔

سابقہ بیانات اور تصدیقات سے یہ حقیقت ثابت اور واضح ہوگئی ہے۔ کہ سید رضیؒ کی پیدائش سے پہلے پہلے کلام مرتضویؑ کا ایک عظیم الشان ذخیرہ قدیم صحابہ، تابعین اور تبع تابعین اور علمائے اسلام کی کتابوں میں مرتب ومدون موجود تھا۔ چنانچہ علامہ رضیؒ یا کسی اور شخص کو یہ ضرورت ہی نہ تھی کہ وہ خود کوئی کلام گھڑ کر حضرت علی علیہ السلام کی جانب سے پیش کرے۔ اور اسے کلام علیؑ قرار دے۔ لہٰذا ہر اس شخص کو جس نے مذکورہ بالا کتابوں پر اطلاع حاصل کی ہے۔ یہ ماننا پڑے گا کہ جناب رضی نے نہج البلاغہ میں سابقہ مصنفین کی کتابوں کے اندر جمع شدہ انبار در انبار ذخیرہ میں سے بہت تھوڑا سا کلام نقل کیا تھا۔ اور صحیح لکھا تھا کہ جو کلام انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔ وہ ان کے انتخاب کردہ کلام سے کہیں زیادہ ہے۔ چنانچہ ہم یہاں بطور نمونہ چند ایسے خطبات وخطوط کا مختصر تذکرہ کریں گے اور ان کتابوں اور علماء کا نام بتائیں گے جن کی کتابوں سے نہج البلاغہ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اور قارئین کی سہولت کی خاطر علی نقی طہرانی، مفتی جعفر حسین اور بیان الامامۃ میں اُن خطبات وخطوط کے درج نمبر بھی ساتھ کے ساتھ لکھتے جائیں گے۔

39-خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر3، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر3، بیان الامامة ،خطبہ نمبر3)

وہ خطبہ (شقشقیه) جس میں ابوبکر وعمر وعثمان اور قریشی حکومتوں کو باطل قرار دیا گیا ہے۔

جس خطبے کی بناء پر نہج البلاغہ کی تکذیب کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ اور کہا گیا تھا کہ یہ کلام علی علیہ السلام نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ اس میں دو بڑے سرداروں ابوبکر اور عمر کی مذمت کی گئی ہے۔ وہ خطبہ نہج البلاغہ کا تیسرے نمبر کا خطبہ ہے۔ جو ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے کہ'' مجھے خلافت کا حقیقی مستحق جانتے ہوئے بھی قحافہ کے بیٹے نے کھینچ تان کر خلافت کا لباس پہن لیا۔ (**اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ تَقَمَّصَهَا ابْنُ اَبِیْ**

قُحَافَة) یہ خطبہ ابوجعفر احمد بن محمد بن خالد البرقی متوفی 274 ہجری نے اپنی کتاب المحاسن میں لکھا تھا۔اور یہ ایک شیعہ عالم تھا۔اور ابراہیم بن محمد الثقفی الکوفی متوفی 283 ہجری نے اپنی کتاب الغارات میں لکھا تھا۔اور ابوعلی محمد بن عبدالوہاب الجبائی البصری المعتزلی متوفی 303 ہجری نے اور ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن محمود الکعبی البلخی المعتزلی متوفی 319 ہجری نے اور ابوجعفر محمد بن عبدالرحمٰن بن قبۃ الرازی شیعہ متکلم مؤلف کتاب الانصاف نے اپنی تالیفات میں لکھا تھا۔اور ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی جو شیخ صدوق کے لقب سے مشہور اور محدث اور الفقیہ کے مولف ہیں۔انہوں نے علل الشرائع اور معانی الاخبار میں لکھا اور 381 ہجری میں انتقال کیا۔ اور ابوعبداللہ محمد بن نعمان شیعہ مجتہد جو شیخ مفید کے لقب سے مشہور ہیں۔انہوں نے کتاب الارشاد صفحہ 135 پر لکھا۔ان کا انتقال 413 ہجری میں ہوا تھا۔وہ جناب رضیؒ کے استاد تھے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 6، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 6، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 6)

وَ آللّٰہِ لَا اَکُوْنُ کَالضَّبُعِ تَنَامُ عَلٰی طُوْلِ آللَّدْمِ حَتّٰی یَصِلَ اِلَیْھَا طَالِبُھَا. الخ

’’قسم بخدا کہ میں بجّو کی طرح ہو کر رہنا نہیں چاہتا جو کھٹکھٹانے پر بھی سوتا رہتا ہے۔یہاں تک کہ شکاری سر پر پہنچ جاتا ہے‘‘ ابوعبید القاسم بن سلام البغدادی کے اس جملے کو ذرا سے لفظی اختلاف کے ساتھ اپنی کتاب غریب الحدیث ورق 196 ب میں نقل کیا ہے۔اور طبری نے اپنی تاریخ صفحہ 171 جلد 5 میں اور شیخ الطائفہ شیعہ محدث (مولف الاستبصار اور تہذیب الاحکام) نے اپنی کتاب امالی میں اس پر مفصل لکھا ہے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 13، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 13، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 13)

اہل بصرہ کی مذمت یوں شروع کی ہے۔ کُنْتُمْ جُنْدَ الْمَرْأَۃِ وَ اَتْبَاعَ الْبَھِیْمَۃِ

’’تم ایک خاص عورت کی اطاعت شعار فوج اور ایک چوپائے حیوان کے پیرو تھے‘‘ یہ کلام ابن قتیبہ نے عیون صفحہ 216 جلد نمبر 1 میں، ابن عبدربہ نے العقد الفرید صفحہ 69+282 جلد 2 اور ابن الشیخ نے امالی صفحہ 78 میں نقل کیا ہے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 15، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 15، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 15)

جاگیریں ضبط کر کے غربا کو دینے کا قانون: وَ آللّٰہِ لَوْ وَجَدْتُہٗ قَدْ تُزُوِّجَ بِہِ النِّسَآءِ وَمُلِکَ بِہِ الْاِمَآءُ لَرَدَدْتُہٗ. الخ

’’اگر میں جاگیروں پر ایسی حالت میں قابو پاتا کہ ان کی آمدنی سے عورتوں سے شادیاں ہو چکی ہوتیں اور کنیزوں کو خریدا گیا ہوتا۔تو میں

ان سب کو بحق مملکت ضبط کر لیتا۔ ابوھلال الحسن بن عبداللہ بن العسکر ی نے جو 395 ہجری کے بعد فوت ہوئے اپنی کتاب الاوائل صفحہ 203 میں پورا خطبہ نقل کیا ہے۔ اور ابن ابی الحدید جلد 1 صفحہ 50 نے لکھا ہے کہ اس خطبے کو کلبی نے عبداللہ بن عباس سے روایت کیا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 16، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 16، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 16)

ذِمَّتِیُ بِمَآ اَقُوُلُ رَهِیُنَةٌ . الخ۔ ''جو کچھ میں کہتا ہوں یا کہوں گا۔ اس کی صحت اور حقانیت کا میں ذمہ دار ہوں''۔ یہ بیان علامہ جاحظ نے کتاب البیان صفحہ 170 جلد 1 میں اور ابن قتیبہ متوفی 276 ہجری نے عیون الاخبار صفحہ 236 جلد 2 میں اور محمد بن یعقوب الکلینی متوفی 329 ہجری نے اصول کافی صفحہ 97 میں اور ابن عبدربہ متوفی 328 ہجری نے العقد الفرید صفحہ 162 جلد 2 میں اور شیخ مفید نے الارشاد صفحہ 135 میں اور صفحہ 140 پر اور شیخ الطائفہ علامہ طوسی نے امالی صفحہ 147 میں نقل کیا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 17، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 17، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 17)

اِنَّ اَبُغَضَ آلُخَلَآئِقِ اِلَی آللّٰهِ رَجُلَانِ . الخ

''یقیناً ساری مخلوقات میں سب سے زیادہ دشمن اللہ کے نزدیک وہ دو (2) مرد ہیں''۔ یہ خطبہ ابن قتیبہ نے کتاب غریب الحدیث میں اور جناب یعقوب کلینی نے اصول کافی میں اور جناب شیخ مفید نے کتاب الارشاد صفحہ 135 میں نقل کیا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 19، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 19، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 19)

مَایُدُرِیکَ مَاعَلَیَّ مِمَّالِی ؟ عَلَیُکَ لَعُنَةُ آللّٰهِ وَلَعُنَةُ آللَّاعِنِینَ . الخ

حضرت علی علیہ السلام کی یہ گفتگو کہ ''تجھے کون سے درایت سے یہ پتہ لگ گیا۔ کہ میرے حق میں کون سی بات ہے۔ اور کون سی میرے خلاف ہے؟ تجھ پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو'' ابو الفرج الاصفہانی نے اپنی کتاب الآغانی صفحہ 159/18 میں نقل کی ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 21، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 21، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 21)

فَاِنَّ اَلُغَایَةَ اَمَامَکُمُ . الخ

''چنانچہ تمہارے سامنے تمہارا انجام ہے'' یہ خطبہ طبری نے اپنی تاریخ صفحہ 157/5 میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر23، مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر23، بیان الامامۃ،خطبہ نمبر23)

اَمّا بَعۡدُ فَاِنَّ اَلۡاَمۡرَیَنۡزِلُ مِنَ اَلسَّمَآءِ اِلَی اَلۡاَرۡضِ کَقَطَرَاتِ اَلۡمَطَرِ . الخ

''اس کے بعد یہ سنو کہ احکامات یقیناً آسمان سے بارش کے قطروں کی طرح نازل ہورہے ہیں۔(اور ہوتے رہیں گے)''

اس خطبے میں حضرت علی علیہ السلام نے یہ جملہ بھی استعمال فرمایا ہے۔فَاِنَّ اَلۡمَرۡءَ اَلۡمُسۡلِمَ مَالَمۡ یَغۡشَ دَنَآءَ ةً تَظۡهَرُ فَیَخۡشَعُ لَهَاۤ اِذَا ذُکِرَتۡ وَتُغۡرٰی بِهَا لِئَامُ اَلنَّاسِ کَانَ کَاَلۡفَالِجِ اَلۡیَاسِرِ اَلَّذِیۡ یَنۡتَظِرُ اَوَّلَ فَوۡزَةٍ مِّنۡ قِدَاحِهٖ تُوۡجِبُ لَهُ اَلۡمَغۡنَمَ وَیُرۡفَعُ بِهَا عَنۡهُ اَلۡمَغۡرَمُ . ''یقیناً ایک مسلمان شخص ایسا ہوتا ہے جو ایسی صورت حال پیدا کرنے سے محفوظ رہے کہ اگر وہ وقوع میں آجائے تو اس کا صرف تذکرہ بھی اسے شرمندہ کردے۔اور جس پر کمینہ خصلت لوگ بھی آوازے کسیں،ایسا مسلمان اس قسمت آزما جواری کی طرح ہوتا ہے جو صرف بازی جیتنے اور نقصان پورا کرنے کی طرف متوجہ رہتا ہے۔اور وہ طریقے اختیار کرتا ہے جو سابقہ خامیوں اور نقصانات کو ہٹادیتے ہیں''اس جملے کی وضاحت کرنے کے لئے ابوعبیدالقاسم بن سلام الھروی البغدادی متوفی 224 ہجری نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں لکھا جس سے یقین ہوتا ہے کہ پورا خطبہ ان کو معلوم تھا۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر26، مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر26، بیان الامامۃ،خطبہ نمبر26)

اِنَّ اَللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَآلِهٖ وسلم) نَّذِیۡرًالِّلۡعَالَمِیۡنَ وَاَمِیۡنًاعَلَی اَلتَّنۡزِیۡلِ وَاَنۡتُمۡ . مَعۡشَرَاَلۡعَرَبِ عَلٰی شَرِّ دِیۡنٍ وَّفِیۡ شَرِّدَارٍ.

''یقیناً اللہ نے محمدؐ کو پوری کائنات کے لئے نذیر مبعوث فرمایا اور از اول تا آخر آپ کو نزول وحی پر امین بنایا۔اور اے عرب کے معاشرے والو۔تم ایک شرانگیز دین کے پابند اور شرانگیز ملک کے رہنے والے ہو'' یہ پورا خطبہ جناب علامہ ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات میں نقل کیا تھا۔لیکن سید رضیؒ نے اس کو پورا لکھنے میں مصلحت نہ سمجھی۔بلکہ چند جملے انتخاب کرکے نقل کئے ہیں۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر27، مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر27، بیان الامامۃ،خطبہ نمبر27)

اَمَّابَعۡدُفَاِنَّ اَلۡجِهَادَ بَابٌ مِنَ اَبۡوَابِ لۡجَنَّةِ فَتَحَهُ اَللّٰهُ لِخَاصَّةِ اَوۡلِیَآئِهٖ

''اس کے بعد یہ سنو کہ اللہ نے اپنے نمائندہ حکمرانوں کے لئے جہاد کو جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ بنادیا ہے'' اس خطبے کو علامہ ابوعثمان عمرو بن بحر الجاحظ متوفی 255 ہجری نے اپنی کتاب البیان والتبیین صفحہ 170/1 میں اور علامہ ابراہیم الثقفی نے کتاب

الغارات میں اورابوالعباس محمد بن یزید المبرد النحوی متوفی 286 ہجری نے اپنی کتاب الکامل صفحہ 13/1 میں اور ابن قتیبہ نے عیون الاخبار میں اورابن عبدربہ نے العقد الفرید صفحہ 163/2 میں اورابوالفرج الاصفہانی متوفی 356 ہجری نے کتاب الآغانی صفحہ 43/15 میں اور شیخ صدوق نے معانی الاخبار میں نقل کیا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 28، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 28، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 28)

اَمّابَعْدُ فَاِنَّ الدُّنْیَاقَدْاَدْبَرَتْ وَآذَنَتْ بِوَدَاعٍ ۔الخ

''بعد حمد وثنا معلوم کرو کہ یہ دنیا یقیناً منہ پھیرنے کی اجازت لینے پر تیار چلی آتی ہے''

یہ خطبہ جاحظ نے البیان صفحہ 171/1 میں اورابن قتیبہ نے عیون الاخبار صفحہ 235/2 میں اورابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات صفحہ 126/17 میں اورابن عبدربہ نے العقد الفرید صفحہ 163/2 اورابومحمد الحسن بن علی بن شعبۃ الحرانی متوفی 320 ہجری نے تحف العقول وبحار صفحہ 79/17 میں اورابوبکرالباقلانی متوفی 403 ہجری نے اعجاز القرآن میں اور شیخ مفید نے کتاب الارشاد صفحہ 138 میں نقل کیا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 29، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 29، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 29)

اَیُّهَاالنَّاسُ الْمُجْتَمِعَةُ اَبْدَانُهُمْ الْمُخْتَلِفَةُ آهْوَاؤُهُمْ . الخ

''اے وہ لوگو جن کے جسم اکھٹے اور رائے مختلف ہے''

یعنی جو جسمانی ومادی طور پر ہم آہنگ معلوم ہوتے ہیں۔مگر سب کے اغراض ومقاصد جداگانہ ہیں۔ یہ خطبہ بھی علامہ جاحظ نے کتاب البیان صفحہ 170/1 میں اورابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات میں اورابوالعباس محمد بن یزید المبرد نے الکامل صفحہ 13/1 میں اورابن قتیبہ نے عیون الاخبار صفحہ 236/2 میں اورابن عبدربہ نے العقد الفرید میں صفحہ 163/2 اورابوالفرج الاصفہانی نے الآغانی صفحہ 143/15 میں اور شیخ صدوق نے معانی الاخبار صفحہ 13/1 میں نقل کیا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 31، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 31، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 31)

لَاتَلْقَيَنَّ طَلْحَةَ فَاِنَّکَ اِنْ تَلْقَهُ تَجِدْهُ کَالثَّوْرِعَاقِصًاقَرْنَهُ. الخ .

''تو طلحہ سے ہرگز ملاقات نہ کرنا۔ چنانچہ اگر تونے اس سے ملاقات کی تو، تو اسے ایک سانڈ کی طرح اپنے سینگ اٹھائے ہوئے پائے گا''

یہ پوری گفتگو ابن قتیبہ نے عیون الاخبار صفحہ 195/1 میں نقل کر دی تھی۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 33، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 33، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 33)

اِنَّ اللّٰہَ سُبۡحَانَہٗ بَعَثَ مُحَمَّدًا (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ) وَلَیۡسَ اَحَدٌ مِنَ الۡعَرَبِ یَقۡرَأُ کِتَابًا وَلَا یَدَّعِیۡ نُبُوَّۃً . الخ

''بلاشبہ اللہ پاک نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث کیا اور اس وقت نہ کوئی نبوت کا مدعی تھا۔ اور نہ اپنے اوپر نازل شدہ کتاب کو پڑھا کرتا تھا''

اس خطبے کو سید رضیؒ کی پیدائش سے بہت پہلے شیخ مفید اپنی کتاب الارشاد صفحہ 144 میں نقل کر چکے تھے۔ یہی خطبہ لفظی اختلاف کے ساتھ خطبہ نمبر 103 پر بھی ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 34، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 34، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 34)

اُفٍّ لَّکُمۡ لَقَدۡ سَئِمۡتُ عِتَابَکُمۡ أَرَضِیۡتُمۡ بِالۡحَیَاۃِ الدُّنۡیَا مِنَ آلۡاٰخِرَۃِ عِوَضًا؟

''تم پر افسوس ہے میں یقیناً تمہیں ڈانٹتے اور تنبیہ کرتے کرتے تنگ آ گیا ہوں۔ کیا تم نے دنیاوی زندگی کو ہی آخرت کا بدل مان لیا ہے؟

یہ خطبہ علامہ طبری نے اپنی تاریخ صفحہ 51/6 میں علامہ رضیؒ کی پیدائش سے ستر، اسی سال پہلے لکھا تھا۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 35، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 35، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 50)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَاِنۡ اَتَی الدَّھۡرُ بِالۡخَطۡبِ الۡفَادِحِ وَالۡحَدَثِ الۡجَلِیۡلِ . الخ

''اللہ کی حمد وثنا ایسی حالت میں بجالاتے رہنا لازم ہے جب کہ زمانہ ہم پر جان لیوا مشکلات اور صبر آزما حادثات کے ساتھ ٹوٹ پڑا ہو''

اس خطبے کو نصر بن مزاحم الکوفی (متوفی 212ھ) نے اپنی کتاب صفّین میں اور ابن قتیبہ نے الامامۃ (ص 235) میں اور ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ (ص 43/6) میں نقل کیا ہے اور ابو الفرح اصفہانی نے اس خطبہ کے آخر میں لکھے ہوئے شعر کا تذکرہ کیا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 36، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 36، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 60)

فَاَنَا نَذِیۡرٌ لَکُمۡ اَنۡ تُصۡبِحُوۡا صَرۡعٰی بِاَثۡنَآءِ ھٰذَا آلنَّھۡرِ - الخ -

’’۔میں تمہیں اس نہر کے آس پاس قتل ہو کر بکھرے ہوئے پڑے ہونے کے بارے میں خبردار کئے دیتا ہوں‘‘۔اس خطبہ کے ابتدائی حصے کو چھوڑ کر ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ (ص140) میں اور علامہ طبری نے اپنی تاریخ (ص47/6) میں اور علامہ ابن ابی الحدید نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ حبیب بغدادی متوفی 245ھ نے بھی اس خطبے کو لکھا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر37، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر37، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر96)

یہ خطبہ یوں فَقُمْتُ بِالْاَمْرِ (میں قیام دین کے لئے اس وقت تک کھڑا رہا) شروع ہوتا ہے اور اسکا اختتام یوں ہوتا ہے کہ: فَنَظَرْتُ فِیْ اَمْرِیْ فَاِذَاطَاعَتِیْ قَدْ سَبَقَتْ بَیْعَتِیْ وَاِذَاالْمِیْثَاقُ فِیْ عُنُقِیْ لِغَیْرِیْ۔

’’۔میں نے اپنی پوزیشن پر نظر ڈالی تو میری اطاعت تو تمام اہل اسلام پر میری بیعت سے بھی پہلے کی واجب تھی اور یہ کہ مجھ پر میثاق خداوندی کی ذمہ داری بدستور عاید ہے۔‘‘

یہ آخری جملے جناب محمد بن خالد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن علی البرقی نے اپنی کتاب المحاسن (ص36/1) میں لکھا تھا۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر39، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر39، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر81)

مُنِیْتُ بِمَنْ لَایُطِیْعُ اِذَااَمَرْتُ وَلَایُجِیْبُ اِذَادَعَوْتُ-الخ-

’’۔میں ایسے لوگوں سے آس لگائے کامیابی کی تمنا کر رہا ہوں جو حکم ملنے پر میری اطاعت نہیں کرتے اور جو میرے بلانے پر جواب بھی نہیں دیتے۔‘‘ یہ خطبہ جناب ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات میں لکھا ہوا تھا۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر40، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر40، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر51)

کَلِمَۃُحَقٍّ یُرَادُ بِھَاالْبَاطِلُ -الخ

’’۔بات تو صحیح ہے مگر اس صحیح بات سے ایک باطل ارادہ کیا گیا ہے۔‘‘

ابوالعباس محمد بن یزید المبرد نے اپنی کتاب الکامل (938/3) میں لکھا تھا

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 42، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 42، بیان الامامة، خطبہ نمبر 99)

اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اثْنَانِ اِتِّبَاعُ الْھَوٰی وَطُوْلُ الْاَمَلِ -الخ-

''۔اے لوگو میں تمہارے متعلق جن چیزوں سے بہت زیادہ ڈرتا ہوں وہ دو چیزیں ہیں۔ مجتہدانہ طرز عمل کی پیروی اور توقعات اور امیدوں کے سہارے غلط کام کیئے جانا۔''

اس خطبہ کو ابن مزاحم الکوفی نے کتاب صفین میں اور ابوجعفر البرقی نے کتاب المحاسن (ورق 81۔الف) میں اور ابن قتیبہ نے عیون الاخبار میں اور ابو محمد الحسن بن علی بن شعبۃ الحرانی نے تحف العقول میں اور شیخ مفید نے الارشاد (ص 138) میں اور کتاب المجالس میں اور ابونعیم الاصبہانی نے حلیۃ الاولیاء (ص 76/1) میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 48، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 48، بیان الامامة، خطبہ نمبر 36)

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کُلَّمَا وَقَبَ لَیْلٌ وَغَسَقَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ کُلَّمَا لَاحَ نَجْمٌ وَّخَفَقَ -الخ-

''۔اللہ کی حمد و ثنا اُس وقت بھی ضروری ہے جب رات گہری ہو کر بھیک جائے اور اللہ کی حمد و ثنا اس وقت بھی لازم ہے جب ستارے دوبنے اور ابھرنے لگیں۔''

اس خطبے کو بھی ابن مزاحم لکوفی نے کتاب صفین میں اور دوسرے کئی ایک علما نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہوا تھا۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 50، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 50، بیان الامامة، خطبہ نمبر 104)

اِنَّمَا بَدْءُ وُقُوْعِ الْفِتَنِ اَھْوَآءٌ تُتَّبَعُ وَاَحْکَامٌ تُبْتَدَعُ -الخ-

''۔فتنوں کے پیدا ہونے کی ابتدا ایسے اجتہادات کی وجہ سے ہوتی ہے جن کی پیروی کی جائے اور ایسے احکامات ہوتے ہیں جو دین کے خلاف گھڑ لئے جاتے ہیں۔''

اس خطبے کو بھی ابوجعفر البرقی نے اپنی کتاب المحاسن والاداب (ورق 79ب، 84۔الف) میں اور محمد یعقوب کلینی نے اصول کافی اور فروع کافی میں لکھا ہوا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 51، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 51، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 44)

قَدِ اسْتَطْعَمُوكُمُ الْقِتَالَ فَاَقِرُّوا عَلٰى مَذَلَّةٍ -الخ

''۔انھوں نے تم سے جنگی لقمہ طلب کیا یعنی تمہیں جنگ کا چیلنج دیا ہے لہٰذا یا تو تم اپنی ذلت اور کمزوری کا اعلان کر دو۔''

یہ خطبہ بھی ابن مزاحم نے کتاب صفین میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 55، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 56، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 107)

وَلَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلم) نَقْتُلُ اٰبَآئَنَا وَاَبْنَآئَنَا -الخ-

''۔یقیناً ہم لوگ رسول اللہ کی حمایت میں اپنے باپ دادوں اور اپنے بیٹوں کے ساتھ جنگ کیا کرتے تھے۔''

اس خطبہ کو علامہ شیخ مفید نے اپنی کتاب الارشاد میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 56، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 57، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 108)

اَمَّا اِنَّهٗ سَيَظْهَرُ عَلَيْكُمْ بَعْدِىْ رَجُلٌ رَّحْبُ الْبُلْعُوْمِ -الخ

''۔یہ ایک حقیقت ہے کہ میرے بعد جلد ہی تم پر ایک ایسا شخص غالب آ جائے گا۔جو میرے مخالفوں کے لئے باعث وسعت اور مرحبا ہوگا۔'' یہ خطبہ اصول کافی میں علامہ محمد یعقوب کلینی نے اور کتاب الغارات میں علامہ ابراہیم الثقفی نے نقل کیا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 57، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 58، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 52)

اَصَابَكُمْ حَاصِبٌ وَلَابَقِىَ مِنْكُمْ اٰبِرٌ -الخ

''۔تم پر پتھریاں اُڑا لے جانے والی آندھی آنے والی ہے اور تم میں سے کوئی تہمت تراشنے والا باقی رہنے والا نہیں ہے۔''

یہ خطبہ علامہ طبری نے اپنی تاریخ (ص 48/6) میں سے لکھا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 65، مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر 64، بیان الامامة، خطبہ نمبر 38)

مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِیْنَ اسْتَشْعِرُوا الْخَشْیَةَ -الخ-

''۔اے مسلم معاشرے کے لوگو تم خوف خداوندی کو اپنا طرز عمل بنالو۔''

یہ خطبہ ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (ص 110,133/1) میں اور علامہ بیہقی نے کتاب المحاسن (ص 32/1) میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 69، مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر 68، بیان الامامة، خطبہ نمبر 115)

مَلَکَتْنِیْ عَیْنِیْ وَاَنَا جَالِسٌ -الخ

''۔میری آنکھ لگ گئی حالانکہ میں بیٹھا ہوا تھا۔''

یہ خطبہ ابن عبدربہ نے العقد الفرید (ص 298/2) میں اور ابوالفرج الاصفہانی نے مقاتل الطالبین (ص 16) میں لکھا ہے۔اور ابوعلی القالی نے اس خطبہ کا آخری حصہ کتاب النوادر (ص 190) میں لکھا ہے

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 71، مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر 70، بیان الامامة، خطبہ نمبر 117)

اَللّٰھُمَّ دَاحِیَ الْمَدْحُوَّاتِ -الخ-

''۔اے اللہ اے زمین کو فرش کی طرح بچھانے والے۔''

یہ خطبہ بھی ابوالعلی القالی نے کتاب النوادر (ص 175) میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 76، مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر 75، بیان الامامة، خطبہ نمبر 80)

اِنَّ بَنِیْ اُمَیَّةَ لَیُفَوِّ قُوْنَنِیْ تُرَاثَ مُحَمَّدٍ -الخ-

''۔رسول اللہ کے ورثہ میں بلا شبہ بنی امیہ مجھ پر فوقیت لے جانا چاہتے ہیں۔

یہ خطبہ ابوعبید نے غریب الحدیث (ورق 196 ب) میں اور ابوالفرج الاصفہانی نے کتاب الآغانی میں نقل کیا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 80، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 79، بیان الامامة، خطبہ نمبر 121)

اَیُّھَاالنَّاسُ الزَّھَادَۃُ قِصَرُالْاَمَلِ -الخ

''۔اے لوگو زھد اور پارسائی امیدوں کی کمی کا نام ہے۔''

اس خطبے کو شیخ صدوق نے معانی الاخبار (ص 92) میں لکھا ہے

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 81، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 80، بیان الامامة، خطبہ نمبر 122)

مَآاَصِفُ مِنْ دَارٍ اَوَّلُھَاعَنَآءٌ وَ آخِرُھَافَنَآءٌ -الخ-

''۔ایسی جگہ اور مقام کی کیا صفات بیان کروں جس کی ابتدا دُکھ درد سے ہو اور انجام فنا یعنی مٹ جانا ہو؟۔''

اس خطبے کو محمد بن یزید المبرد نے کتاب الکامل (ص 131/1) میں ابوبکر محمد بن الحسن بن درید الازدی البصری (متوفی 321ھ) نے کتاب (المجتنیٰ ص 40) میں اور ابوالحسن بن علی بن شعبۃ الحرانی (متوفی 320ھ) نے تحف العقول میں اور ابوالعلی القالی نے کتاب الامالی (ص 122/2) میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 83، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 82، بیان الامامة، خطبہ نمبر 61)

خطبہ نمبر 83- عَجَبًالِاِبْنِ آلنَّابِغَۃِ -الخ

''۔تعجب تو نابغہ کے جنے پر ہوتا ہے۔''

یہ خطبہ ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (ص 64/1) میں اور بیہقی نے کتاب المحاسن (ص 39/1) میں نقل کیا ہے

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 87، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 86، بیان الامامة، خطبہ نمبر 127)

اَمَّابَعْدُ فَاِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَقْصِمْ جَبَّارِیْ دَھْرٍقَطُّ اِلَّابَعْدَ تَمْھِیْلٍ وَّرَخَآءٍ -الخ-

''۔بعد ازاں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ نے ظلم و جبر کرنے والوں کو ہرگز برباد نہیں کیا جب تک انہیں پہلے مہلت اور آسودگی عطا نہ کر دی ہو۔'' یہ خطبہ علامہ محمد یعقوب کلینی نے فروع کافی (30/3) اور شیخ مفید نے الارشاد (ص 138) میں نقل کیا ہے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 88، مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر 87، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 128)

اَرۡسَلَهُ عَلٰى حِيۡنِ فَتۡرَةٍمِّنَ الرُّسُلِ-الخ

''۔اللہ نے آنحضرتؐ کواس وقت بھیجا جب رسولوںؑ کاتسلسل رکا پڑا تھا۔''

یہ خطبہ محمد یعقوب الکلینی نے اصول کافی میں لکھا ہے اور علامہ ابن ابی الحدید نے اپنی شرح (صفحہ 344/1) میں یہ نوٹ بھی دیا ہے کہ اس خطبہ کوالفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ سوانح عمریاں لکھنے والوں نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 90، مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر 89، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 130)

اَلۡحَمۡدُلِلّٰهِ الَّذِىۡ لَايَفِرُهُ وَالۡجُمُوۡدُ-الخ-

''۔حمد وثنا اُس اللہ کے شایان شان ہے جس کورزق کا روک لینا اور بند کر دینا کنجوس نہیں بنا سکتا۔''

اس خطبہ کوابن عبدربہ نے عقد الفرید (ص 200/2) میں اور شیخ صدوق نے کتاب التوحید (ص 36) میں نقل کیا ہے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 91، مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر 90، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 131)

دَعُوۡنِىۡ وَالۡتَمِسُوۡاغَيۡرِىۡ -الخ

''۔مجھے چھوڑ واوراس خلافت کے لئے کسی اور سے التماس کرو۔''

علامہ طبری نے اپنی تاریخ (ص 156/5) میں اور ابوعلی احمد بن محمد (متوفی 421ھ) جو ابن مسکویہ مشہور ہے۔اس نے اپنی کتاب تجارت الامم (ص 508/1) میں اس خطبے کو بلفظہ نقل کیا ہے

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 92، مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر 91، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 132)

اَمَّابَعۡدُاَيُّهاالنَّاسُ فَاَنَافَقَأۡتُ عَيۡنَ الۡفِتۡنَةِ -الخ

''۔بعدہ یہ سنو کہ اے لوگو میں نے فتنے کی آنکھ نکال پھینکی ہے۔''

اس خطبے پر علامہ ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ یُوں تو اس خطبے کو اکثر سوانح عمریاں لکھنے والوں نے نقل کیا ہے مگر وہاں کچھ ایسے الفاظ بھی ہیں جو علامہ رضیؒ نے نہیں لکھے۔یہ نوٹ بتاتا ہے کہ علامہ رضیؒ نے واقعی انتخاب کیا تھا یعنی جو مصلحت کے خلاف تھا اُسے چھوڑ دیا یہ بھی

ممکن ہے کہ بعض علما نے غلط نقل کیا ہو۔اور علامہ حضور نے چھوڑ دیا ہو۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 96، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 95، بیان الامامة،خطبہ نمبر 77)

اس خطبے کا آخری حصہ یوں شروع ہوتا ہے لَقَدْ رَاَیْتُ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم سے رَجَاءً لِلتَّوَابِ تک۔

''یقیناً میں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہے۔'' پھر صحابہ رسولؐ کی حالت بیان کی ہے اور کہا ہے کہ تم میں سے کوئی بھی صحابی رسولؐ نہیں ہے۔

اس خطبہ کا یہ حصہ ابن قتیبہ کی عیون الاخبار (صفحہ 301/2) میں اور شیخ مفید کی الارشاد (صفحہ 138) میں ارابونعیم کی حلیۃ الاولیاء (صفحہ 76/1)

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 105، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 104، بیان الامامة،خطبہ نمبر 142)

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَعَ الْاِسْلَامَ -الخ

''۔وہ اللہ حمد وثنا کا حق دار ہے جس نے اسلام کی شریعت بنائی۔''

اس خطبے کو محمد بن یعقوب کلینی نے اصول کافی میں نقل کیا ہے

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 106، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 105، بیان الامامة،خطبہ نمبر 39)

وَقَدْرَاَیْتُ جَوْلَتَکُمْ -الخ''۔میں نے تمہارا بھاگنا اور صفوں کا پھٹنا دیکھا'' یہ خطبہ تاریخ طبری (ص 14/6) میں موجود ہے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 109، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 108، بیان الامامة،خطبہ نمبر 145)

اِنَّ اَفْضَلَ مَاتَوَسَّلَ بِهِ الْمُتَوَسِّلُوْنَ اِلَی اللّٰهِ -الخ

''۔اللہ کا وسیلہ حاصل کرنے والوں کے لئے سب وسیلوں سے افضل وسیلہ۔۔۔''

اس خطبے کو ابوجعفر البرقی نے کتاب المحاس (ورق 119۔الف) میں اور ابوالحسن بن علی الحرانی نے تحف العقول میں اور شیخ صدوق نے علل الشرائع (صفحہ 114) میں شیخ مفید نے امالی میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر110، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر109، بیان الامامة،خطبہ نمبر146)

اَمَّابَعْدُ فَاِنِّیْ اُحَذِّرُ کُمُ آلدُّنْیَافَاِنَّھَاحُلْوَةٌ خَضِرَةٌ -الخ

''۔اس کے بعد یہ سنو کہ میں تمہیں یقین کے ساتھ اس دنیا دارانہ زندگی سے بچنے کی تاکید کرتا ہوں اس لئے کہ اُس کی لذات میٹھی اور سبز باغ ہیں۔''

یہ خطبہ ابوالفرج القزوینی الکاتب نے قرب الاسناد میں اور محمد یعقوب کلینی نے فروع کافی میں اور عبیداللہ المرزبانی المعتز لی (متوفی 384ھ) نے کتاب الموفق میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر120، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر119، بیان الامامة،خطبہ نمبر64)

هٰذَاجَزَاءُ مَنْ تَرَکَ الْعُقْدَةَ -الخ

''۔یہ اُس شخص کی جزا میں ہے جس نے عہد کر کے اُسے ترک کر دیا۔''

یہ خطبہ بہت سی کتابوں کے ساتھ ساتھ ابن عبدربہ کتاب العقد الفرید میں بھی نقل کیا گیا ہے(ص164,277/2)

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر122، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر121، بیان الامامة،خطبہ نمبر42)

یہ خطبہ میدان جنگ میں اپنی فوج کو مخاطب کرتے ہوئے دیا گیا تھا اس میں ایک جملہ یہ بھی ہے:اِنَّ الْمَوْتَ طَالِبٌ حَثِیْثٌ -الخ

اس خطبہ کی گفتگو کو ابن عبدربہ نے العقد الفرید (ص287/2) میں درج کیا ہے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر124، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر122، بیان الامامة،خطبہ نمبر43)

فَقَدِّ مُوْاالدَّارِعَ وَاَخِّرُوا الْحَاسِرَ

''۔چنانچہ زرہ پوش سپاہیوں کو آگے آگے رکھنا اور بے زرہ کو پیچھے کر لینا۔الخ۔

یہ خطبہ طبری کی تاریخ (ص9/6) میں اور ابن مسکویہ کی کتاب تجارت الامم (ص 503/1) میں موجود ہے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر125، مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر123، بیان الامامۃ،خطبہ نمبر146)

اِنَّالَمْ نُحَکِّمِ الرِّجَالَ -الخ

’’۔بیشک ہم نے انسانوں کوفیصلہ کرنے والا ثالث نہیں بنایا ہے۔‘‘

یہ خطبہ طبری(ص37/6)میں لکھا ہوا ہے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر130، مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر128، بیان الامامۃ،خطبہ نمبر155)

یَااَبَاذَرٍّاِنَّکَ غَضِبْتَ لِلّٰہِ فَارْجُ مَنْ غَضِبْتَ لَہٗ -الخ

’’۔اے ابوذرؓ بے شک تم اللہ کے لئے غضبناک ہوئے تھے چنانچہ تم جس کے لئے خفا ہوئے ہو اُسی سے کامیابی کی امید رکھو۔‘‘

یہ خطبہ جناب ابوبکر احمد بن عبدالعزیز الجوہری نے کتاب اخبار السقیفہ میں مفصل لکھا ہے

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر135، مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر133، بیان الامامۃ،خطبہ نمبر159)

یَاابْنَ اللَّعِیْنِ الْاَبْتَرِ -الخ

’’۔اے تباہ شدہ ملعون کے بیٹے۔۔‘‘

یہ خطبہ عوانہ بن الحکم الاخباری الکوفی(متوفی 158ھ)نے اپنی کتاب الشوریٰ اور مقتل عثمان میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر136، مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر134، بیان الامامۃ،خطبہ نمبر160)

لَمْ تَکُنْ بَیْعَتُکُمْ اِیَّایَ فَلْتَۃً -الخ‘‘

۔میرے معاملے میں تم لوگوں کی بیعت اتفاقاً اور ناگہانی واچانک نہ تھی۔‘‘

شیخ مفید نے اس خطبے کا وجود کتاب الارشاد میں ثابت کیا ہے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر137، مفتی جعفرحسین: خطبہ نمبر135، بیان الامامۃ،خطبہ نمبر169)

اس خطبے کا دوسرا پیراگراف یوں ہے۔فَاَقْبَلْتُمْ اِلَیَّ اِقْبَالَ الْعُوْذِالْمَطَافِیْلِ عَلٰی اَوْلَادِھَا -الخ

''۔ پھر تم میری طرف بیعت کیلئے اس طرح آئے تھے جس طرح تازہ تازہ جننے والی اونٹنیاں اپنے بچوں کی طرف آتی ہیں۔''

یہ خطبہ ابن عبد ربہ نے اپنی کتاب العقد الفرید (صفحہ 24/6) اور (صفحہ 277/6) میں نقل کیا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 139، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 137، بیان الامامة، خطبہ نمبر 162)

لَمْ یُسْرِ ع اَحَدٌ قَبْلِیْ اِلٰی دَعْوَةِ حَقٍّ وَّصِلَةِ رَحِمٍ .الخ .

''مجھ سے دعوت حق قبول کرنے اور متعلقہ حقداروں کے حقوق کی ادائیگی میں کوئی سبقت نہ لے سکا''

علامہ طبری نے اس خطبے کو بھی اپنی تاریخ میں با قاعدہ اور مفصل لکھا ہے (صفحہ 39/5)

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 145، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 143، بیان الامامة، خطبہ نمبر 168)

اَیُّهَاالنَّاسُ اِنَّمَااَنْتُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَاغَرَضٌ تَنْتَصِلُ فِیْهِ الْمَنَایَا

''اے لوگو تم اس دنیا میں وہ تختۂ مشق ہو جس پر دنیا تیر اندازی کی مشق کرتی رہتی ہے۔ اس خطبے کو ابوالعلی القالی نے کتاب الا مالی (صفحہ 102,57/2) میں اور شیخ مفید نے کتاب الارشاد (صفحہ 139) اور کتاب امالی میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 146، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 144، بیان الامامة، خطبہ نمبر 169)

اِنَّ هٰذَاالْاَمْرَلَمْ یَکُنْ نَصْرُهُ وَلَاخِذْلَانُهُ . الخ .

''دین اسلام کی نصرت اور بے یاری کا دارومدار نہ مسلمانوں کی کثرت یا افرادی قوت پر تھا نہ قلت افراد پر۔۔۔۔''

یہ خطبہ پورا کا پورا شیخ مفید کی کتاب الارشاد (صفحہ 121) پر موجود ہے اور جملہ نمبر 15 (فَاِنَکَ اِنْ شَخَصْتَ) سے آخر تک کا حصہ تاریخ طبری (238/4) اور ابن مسکویہ کی کتاب الامم (صفحہ 419/1) میں موجود ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 152، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 150، بیان الامامة، خطبہ نمبر 174)

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الدَّآلِّ عَلٰی وُجُوْدِهٖ بِخَلْقِه . الخ .

''اس اللہ کی حمد و ستائش اور اُس کے وجود کی دلیل تو خود اس کی پیدا کردہ مخلوق ہے۔''

علامہ محمد یعقوب کلینی نے اس خطبہ کو اصول میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 163، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 162، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 184)

اِنَّ النَّاسَ وَرَآئِی وَقَدِ اسْتَسْفَرُوْنِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَھُمْ .الخ .

''اے عثمان حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے مجھے تمہارے پاس بطور سفیر بھیجا ہے وہ میرے پیچھے تمہارے جواب کے منتظر ہیں۔''

یہ خطبہ احمد بن یحییٰ البلاذری (متوفی 279ھ) نے انساب الاشراف (صفحہ 60/5) میں اور طبری نے تاریخ (96/5) میں اور ابن عبدربہ نے العقد الفرید (صفحہ 273/3) میں ابن مسکویہ نے تجارب الامم (صفحہ 478/1) میں لکھا ہوا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 167، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 166، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 88)

یَااِخْوَتَاہُ اِنِّیْ لَسْتُ اَجْھَلُ مَاتَعْلَمُوْنَ .الخ

''اے بھائیو جو تم جانتے ہو میں اُس سے جاہل نہیں ہوں''

یہ خطبہ بھی تاریخ طبری (158/5) میں اور تجارب الامم (510/1) ابن مسکویہ میں لکھا ہوا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 168، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 167، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 71)

اِنَّ اللّٰہ بَعَثَ رَسُوْلًاھَادِیًابِکِتَابٍ ناطِقٍ وَاَمْرٍقائِمٍ .الخ

''بلاشبہ اللہ نے ایک ہدایت ساز رسولؐ کو بولنے والی کتاب قائم رہنے والے نظام کے ساتھ مبعوث کیا تھا''

اس خطبے کا پہلا جز تاریخ طبری (163/5) میں لیا گیا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 170، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 169، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 187)

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ وَالْجَوِّالْمَکْفُوْفِ . الخ .

''اے بلند شدہ چھت اور محفوظ شدہ فضاوں کے پروردگار'' اس خطبہ کو بھی علامہ طبری نے اپنی تاریخ (8/6) میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 171، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 170، بیان الامامة، خطبہ نمبر 72)

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ لَاتُوَارِیْ عَنْهُ سَمَآءٌ سَمَاءً . الخ

''قابل حمد وستائش ہے وہ اللہ جس سے کوئی آسمان دوسرے آسمان کو نہیں چھپا سکتا۔''

اس خطبے کو ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 178، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 177، بیان الامامة، خطبہ نمبر 239)

لَاتُدْرِکُهُ الْعُیُوْنُ بِمُشَاهِدَةِ الْعَیَانِ .الخ . ''اُسے آنکھیں اپنے مشاہدوں کے قدرتوں میں احاطہ نہیں کرسکتیں۔''

یہ خطبہ ابو جعفر البرقی نے کتاب المحاسن (ورق 93-الف) میں، محمد یعقوب کلینی نے اصول کافی میں اور شیخ صدوق نے کتاب الامالی صفحہ (120) میں اور کتاب التوحید میں اور شیخ مفید نے کتاب الارشاد (صفحہ 131) میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 179، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 178، بیان الامامة، خطبہ نمبر 66)

اَحْمَدُاللّٰهَ عَلٰی مَاقَضٰی مِنْ اَمْرٍوَّقَدَّرَمِنْ فِعْلٍ . الخ.

''میں اللہ کی حمد وثنا ہر اس حکم پر کرتا ہوں جو اس نے صادر کیا ہو اور ہر اس فعل پر اللہ کی حمد وثنا کرتا ہوں جو اُس نے مقدر فرمایا ہے۔''

یہ خطبہ بھی جناب ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 184، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 191، بیان الامامة، خطبہ نمبر 194)

اَمَّابَعْدُ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی خَلَقَ الْخَلْقَ .الخ

''اس کے بعد یہ سنو کہ اللہ صاحب برکت و بزرگ نے جب مخلوقات کو پیدا کیا۔۔۔''

علامہ محمد یعقوب کلینی نے اس خطبے کو بھی اصول کافی میں نقل کیا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 191، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 198، بیان الامامة، خطبہ نمبر 65)

وَاللّٰهِ مَامُعَاوِیَةُ بِاَدْهٰی مِنِّی . الخ

''قسم بخدا معاویہ مجھ سے بڑا ڈپلومیٹ نہیں ہے۔''

یہ خطبہ بھی علامہ کلینی نے اصول کافی میں درج کیا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 201، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 208، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 206)

اِنَّ فِیۡ اَیۡدِی النَّاسِ حَقًّاوَّبَاطِلًا. الخ

''یقیناً اسلام کے نام پر ان لوگوں کے پاس حق بھی اور باطل بھی ہے۔''

یہ خطبہ ابو صادق سلیم بن قیس الھلالی العامری الکوفی جو حضرت علیؑ وحسنؑ وحسینؑ اور زین العابدینؑ کے صحابی تھے انہوں نے کتاب منہج المقال (ورق 161۔الف) میں، الحرانی نے تحف العقول میں اور کلینی نے اصول کافی میں نقل کیا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 208، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 215، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 93)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَعۡدِیۡکَ عَلٰی قُرَیۡشٍ وَمَنۡ اَعَانَھُمۡ . الخ.

''اے اللہ میں بلاشبہ قریش اور اُن کے معاونین کے خلاف تجھ سے تحفظ اور استعداد کا طالب ہوں۔''

یہ خطبہ جناب ابراہیم الثقفی کی کتاب الغارات میں ایک بہت طویل خطبے کا ایک حصہ ہے۔ یعنی باقی طویل و مفصل خطبہ حضرت رضیؒ نے مصلحتاً نقل نہیں کیا ہے۔ یعنی وہ خطبوں کی بھرمار نہ چاہتے تھے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 209، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 216، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 76)

لَقَدۡ اَصۡبَحَ اَبُوۡ مُحَمَّدٍ بِھٰذَاالۡمَکَانِ غَرِیۡبًا . الخ

''یقیناً ابو محمد طلحہ اس جگہ غریب الدیار ہو کر رہ گیا۔''

یہ خطبہ المبرد نے کتاب الکامل (185/1) میں اور ابن عبد ربہ نے العقد الفرید (279/2) میں اور البیہقی نے المحاسن (53/2) میں نقل کیا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 219، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 225، بیان الامامة، خطبہ نمبر 220)

لِلّٰهِ بَلادُ فُلَانٍ فَقَدْ قَوَّمَ الْاَوَدَوَدَاوَی الْعَمَدَ . الخ.

''فلاں شخص کی حماقتیں اللہ کے سپرد ہیں یقیناً اُس نے تمام انحراف اور مخالف میلانات کو بڑی منظّم صورت میں قائم کیا۔ اور ایک مخصوص طے شدہ منصوبے کی اصلاح اور معالجہ کیا۔'' یہ خطبہ بھی علامہ طبری نے تاریخ طبری (28/5) میں درج کیا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 220، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 226، بیان الامامة، خطبہ نمبر 221)

وَبَسَطْتُمْ یَدِیْ فَکَفَفْتُهَا وَمَدَدْتُمُوْهَا فَقَبَضْتُهَا .الخ

''تم نے بیعت کرنے کے لئے میرے ھاتھوں کو پھیلایا تو میں نے سمیٹ لئے۔تم نے میرے ہاتھوں کو لمبا کیا تو میں نے انہیں سکیڑ لیا۔

اس خطبے کو شیخ مفید نے کتاب الارشاد (صفحہ 152) پر لکھا ہے اور ان ہی سے ملتے جلتے جملے ابن عبد ربہ نے العقد الفرید (165/2) میں لکھے ہیں۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 222، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 228، بیان الامامة، خطبہ نمبر 223)

فَصَدَعَ بِمَا اُمِرَبِهٖ وَبَلَّغَ رِسَالَاتِ رَبِّهٖ . الخ.

''چنانچہ آنحضرتؐ نے جن چیزوں کا حکم ملا انہیں واضح طور پر بیان کر دیا اور اپنے پروردگار کی رسالت کی تبلیغ کر دی۔''

یہ خطبہ بھی جناب شیخ مفید نے کتاب الارشاد میں لکھا ہے۔

خطبہ نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 224، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 230، بیان الامامة، خطبہ نمبر 225)

اَلَااِنَّ اللِّسَانَ بَضْعَةٌ مِنَ الْاِنْسَانِ . الخ

''خبردار ہو جاؤ کہ یہ زبان بھی انسان کے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔''

ابن ابی الحدید ابو مسلم خراسانی (متوفی 137ھ) نے یہی الفاظ اپنے ایک خطبے میں دہرائے تھے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 228، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 184، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 229)

مَاوَحَّدَہٗ مَنْ کَیَّفَہٗ .الخ

''جس نے اللہ کی کیفیت بیان کی اُس نے اُس کی توحید کے خلاف کہا''

اس خطبہ کو شیخ صدوق نے کتاب التوحید (صفحہ 24) میں اور شیخ مفید نے کتاب الارشاد (صفحہ 131) میں نقل کیا ہے۔

خطبہ نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 238، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 235، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 49)

جُفَاۃٌ طَغَامٌ عَبِیْدٌ اَقْزَامٌ .الخ

''وہ بدمزاج گنوار اور غنڈے ہیں اور کمینہ ذہنیت کے غلام ہیں۔''

علامہ رضیؒ نے ایک طویل خطبے سے مختصر انتخاب کیا ہے پورا خطبہ ابراہیم الثقفی کی کتاب الغارات میں موجود ہے۔

خطباتِ مرتضویؑ کی تصدیق وتائید کے ساتھ ساتھ حضورؐ کے خطوط کی تصدیق۔

یہاں تک آپ نے نمبروار خطبات کی تصدیق ملاحظہ کی ہے۔جس سے ثابت ہوا گیا کہ نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کے دھن مبارک سے جاری ہونے والے کلام کا ایک مختصر سا انتخاب ہے۔اس کے بعد یہ دیکھیں کہ نہج البلاغہ میں آنحضرتؐ کے خطوط بھی سید رضیؒ کی پیدائش سے بہت پہلے کی کتابوں میں لکھے ہوئے موجود تھے۔خطبات کی طرح خطوط کے نمبر بھی اُسی ترتیب سے دئے جا رہے ہیں۔

خط نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 1، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 1، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 1)

اَمَّا بَعْدُ ،فَاِنِّیْ اُخْبِرُکُمْ عَنْ اَمْرِعُثْمَانَ حَتّٰی یَکُوْنَ سَمْعُہٗ کَعِیَانِہٖ . الخ .

''بعدہ میں تمہیں عثمان کے معاملے میں اس طرح خبر سناؤں گا کہ تمہارا سننا واقعات کو آنکھوں سے دیکھنے کے مانند ہو جائے۔''

یہ خط ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ (صفحہ 68) میں اور ابن الشیخ نے امالی (صفحہ 85) میں لکھا ہوا تھا۔

خط نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 5، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 5 ، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 5)

وَاِنَّ عَمَلَکَ لَیْسَ لَکَ بِطُعْمَۃٍ .الخ .

''تیرا کام یہ نہیں ہے کہ تو حاکمیت کو اپنی خوراک بنا بیٹھے۔''

یہ بھی ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ (صفحہ 52) میں اور ابن عبد ربہ نے العقد الفرید (283/2) میں لکھا ہے۔

خط نمبر:(علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 6، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 6 ، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 6)

اِنَّہٗ بَایَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰی مَابَایَعُوْھُمْ عَلَیْہِ .الخ .

''یقیناً میری بیعت بھی قوم کے ان ہی لوگوں نے کی ہے جنہوں نے ابوبکر وعمر اور عثمان کی بیعت کی تھی اور ان ہی شرائط پر بیعت کی تھی جن شرائط پر اُن کی بیعت کی گئی تھی۔''

یہ خط نصر بن مزاحم کوفی نے کتاب صفین میں اور ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ (صفحہ 93) میں اور ابوحنیفہ دینوری (متوفی 280ھ) نے کتاب الاخبار الطّوال (صفحہ 166) میں اور ابن عبد ربہ نے العقد الفرید (284/2) میں نقل کیا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 7، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 7 ، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 7)

اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ اَتَتۡنِیۡ مِنۡکَ مَوۡعِظَۃٌ مُّوَصَّلَۃٌ .الخ

''مجھے تمہاری طرف سے بناوٹی نصیحتوں کا خط ملا۔

یہ خط بھی نصر بن مزاحم الکوفی نے کتاب صفین میں اور ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ والسیاسۃ (صفحہ ۱۰۱) میں اور المبرد نے کتاب الکامل (صفحہ 193/1) میں اور ابن عبد ربہ نے العقد الفرید (284/2) میں لکھا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 8، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 8 ، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 8)

فَاِذَا اَتَاکَ کِتَابِیۡ فَاحۡمِلۡ مُعَاوِیَۃَ عَلَی الۡفَصۡلِ .الخ .

''بعد ازاں جیسے ہی میرا یہ خط تمہیں ملے تم معاویہ کو قطعی فیصلے پر آمادہ کرو۔''

یہ خط بھی نصر بن مزاحم نے کتاب صفین میں اور ابن عبد ربہ نے کتاب العقد (284/2) میں نقل کیا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 9، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 9 ، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 9)

فَاَرَادَ قَوۡمُنَا قَتۡلَ نَبِیِّنَا وَاجۡتِیَاحَ اَصۡلِنَا .

''چنانچہ ہماری قوم نے ہمارے نبیؐ کو قتل کر ڈالنے کا ارادہ کر لیا اور ہماری جڑ بنیاد کو کھود ڈالنے کا تہیہ کر بیٹھی''

اس خط کو ابن مزاحم نے کتاب صفین میں پورا لکھا ہے اور اس کے تیسرے پیرے میں ابن عبد ربہ نے العقد (286/2) میں لکھا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 10، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 10 ، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 10)

وَ کَیۡفَ اَنۡتَ صَانِعٌ اِذَا تَکَشَّفَتۡ عَنۡکَ جَلَابِیۡبُ مَا اَنۡتَ فِیۡہِ . الخ .

''اور یہ بتا کہ تو اس وقت کیا کرے گا جب تیرے سامنے سے وہ پردہ ہٹا دیا جائے جو تیرے اور تیری اس دنیا کے درمیان پڑا ہوا ہے''

یہ خط بھی نصر بن مزاحم نے کتاب صفین میں نقل کیا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 11، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 11، بیان الامامة، خطبہ نمبر 11)

فَاِذَا نَزَلْتُمْ بِعَدُوٍّ اَوْ نَزَلَ بِكُمْ .

''جب تم دشمن کے مقابلے میں پڑاو ڈالو یا وہ تمہارے سامنے آ کر پڑاو ڈالے''

یہ خط زیادہ مفصل طور پر ابن مزاحم نے اپنی کتاب صفین میں لکھا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 13، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 13 ، بیان الامامة، خطبہ نمبر 13)

وَقَدْ اَمَّرْتُ عَلَيْكُمَا .الخ

''میں نے تم دونوں پر حاکم بنایا ہے۔''

یہ خط طبری نے اپنی تاریخ (5/3) میں نقل کیا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 17، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 17 ، بیان الامامة، خطبہ نمبر 17)

وَاَمَّا طَلَبُكَ اِلَيَّ الشَّامَ .الخ .

یہ خط یوں بھی ہے کہ: فَاَمَّا طَلَبُكَ مِنِّيَ الشَّامَ .الخ .

''رہ گیا تمہارا مجھ سے ملک شام کا طلب کرنا۔''

یہ خط بھی نصر بن مزاحم نے کتاب صفین میں اور ابن قتیبہ نے کتاب الامۃ والسیاسۃ (114) میں اور ابو حنیفہ دینوری نے اخبار الطّوال (صفحہ 199) میں اور علامہ مسعودی (متوفی 346ھ) نے مروج الذھب (48/2) میں اور البیھقی نے کتاب المحاسن والمسادی (38/1) میں نقل کیا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 18، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 18 ، بیان الامامة، خطبہ نمبر 18)

وَاعْلَمْ اَنَّ الْبَصْرَةَ مَهْبِطُ اِبْلِيْسَ ۔

''اور یہ جان لو کہ بصرہ شیطان کے اترنے کا مقام ہے''

نصر بن مزاحم نے اس خط میں سے کافی جملے کتاب صفین میں لکھے ہیں۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 22، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 22، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 22)

اَمَّابَعْدُفَاِنَّ الْمَرْءَ قَدْیَسُرُّہٗ. الخ

''بعدازاں معلوم کرو کہ یقیناً آدمی کو ایسی چیز کا مل جانا مسرور کرتا ہے۔۔۔۔''

اس خط کو ابو الحسن بن علی الحرانی نے تحف العقول میں ابو العلی القالی نے الامالی (92/2) میں اور باقلانی نے اعجاز القرآن (195/1) میں نقل کیا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 30، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 30، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 30)

فَاتَّقِ اللّٰہِ فِیْمَالَدَیْکَ۔

''چنانچہ تم اللہ کے سامنے اُن چیزوں کے ذمہ دار رہو جو تمہارے قبضے میں ہیں۔''

ابن ابی الحدید کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کو سوانح عمریاں لکھنے والے علما نے بکثرت اور مفصل صورت میں نقل کیا۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 32، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 32، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 32)

وَاَرْدَیْتَ جِیْلًا مِّنَ النَّاسِ کَثِیْرًا. الخ

''اور تو نے انسانوں کی ایک کثرت کو تباہ کر دیا ہے''

اس خط کو ابوالحسن علی بن محمد المدائنی (متوفی 224ھ) نے مع اس کے جواب کے نقل کیا ہے اور اس کے آغاز کے لئے یہ لکھا ہے:۔

فان الد نیا دار التجارۃ۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 34، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 34، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 34)

اَمَّابَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِیْ مَوْجِدَتُکَ مِنْ تَسْرِیْحِ الْاَشْتَرِ۔ الخ۔

''بعدازاں مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہیں اس کا ملال ہوا ہے کہ تمہاری جگہ مالک اشتر کو کیوں تعینات کر دیا گیا؟''

یہ خط ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات میں اور طبری نے اپنی تاریخ (55/6) میں نقل کیا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 35، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 35 ، بیان الامامة، خطبہ نمبر 35)

اَمَّابَعۡدُفَاِنَّ مِصۡرَ قَدِافۡتُتِحَتۡ

''بعدازاں مصر یقیناً فتح کرلیا گیا ہے۔۔۔''

بعدازاں یہ خط بھی ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات میں اور طبری نے تاریخ (63/6) میں نقل کیا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 36، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 36 ، بیان الامامة، خطبہ نمبر 36)

فَسَرَّحۡتُ اِلَيۡهِ جَيۡشًا كَثِيۡفًامِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ۔الخ ۔

''میں نے اس کی طرف سے مسلمانوں کا ایک گھنگور لشکر روانہ کردیا ہے۔''

یہ خط ابن قتیبہ نے الامامۃ (صفحہ 42) میں اور ابوالفرج اصفہانی نے کتاب الآغانی (14/15) میں نقل کیا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 37، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 37، بیان الامامة، خطبہ نمبر 37)

فَسُبۡحَانَ اللّٰهِ مَااَشَدَّ لُزُوۡمَكَ لِلۡاَهۡوَآءِ الۡمُبۡتَدَعَةِ ۔الخ۔

''سبحان اللہ! تم کس سختی اور شدت کے ساتھ اپنی خود ساختہ اجتہادی ردوبدل میں مبتلا ہو''

اس خط کو بھی ابوالفرج الاصفہانی نے کتاب الآغانی میں اور ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات میں اور ابن مزاحم نے کتاب الصفین میں نقل کیا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 38، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 38 ، بیان الامامة، خطبہ نمبر 38)

مِنۡ عَبۡدِاللّٰهِ عَلِيٍّ اَمِيۡرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِلَى الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ غَضَبُوۡ اِللّٰهِ حِيۡنَ عُصِيَ فِيۡ اَرۡضِهٖ۔الخ۔

''اللہ کے بندے امیر المومنین علیؑ کی طرف سے اُس قوم کے نام جس کے لوگ زمین خدا پر اللہ کی نافرمانی کے سبب غضبناک ہوئے ہیں''

یہ خط طبری نے اپنی تاریخ (55/6) میں نقل کیا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 39، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 39، بیان الامامة، خطبہ نمبر 39)

فَاِنَّکَ قَدْجَعَلْتَ دِیْنَکَ تَبْعًالِّدُنْیَاامْرِیءٍ ظَاهِرٍ غَیُّهُ .الخ .

''چنانچہ تو نے اپنے دین کو یقیناً ایسے شخص کے ماتحت کر دیا ہے جس کی گمراہی بالکل عیاں ہے۔''

یہ خط نصر بن مزاحم نے کتاب صفین میں نقل کیا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 40، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 40 ، بیان الامامة، خطبہ نمبر 40)

اَمَّابَعْدُفَقَدْبَلَغَنِی عَنْکَ اَمْرٌاِنْ کُنْتَ فَعَلْتَهُ فَقَدْاَسْخَطْتَ رَبَّکَ وَعَصَیْتَ اِمَامَکَ وَاَخْزَیْتَ اَمَانَتَکَ .الخ .

''بعد ازاں معلوم کہ مجھے تمہارے متعلق تمہاری ایک بات معلوم ہوئی ہے اگر تم نے ایسا کیا ہے تو تم نے اپنے پروردگار کو خفا کیا ہے اور اپنے امام کی نافرمانی کی ہے اور اپنی امانت داری کو رسوا کیا ہے۔''

یہ خط ابن عبدربہ نے العقد الفرید (295/2) میں نقل کیا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 41، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 41 ، بیان الامامة، خطبہ نمبر 41)

اَمَّابَعْدُ فَاِنِّیْ کُنْتُ اَشْرَکْتُکَ فِیْ اَمَانَتِیْ .الخ .

''اس کے بعد سنو کہ میں نے تمہیں اپنی امانت میں شریک کیا تھا''

اس خط کو ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (57/1 اور 82/2) میں اور ابن عبدربہ نے العقد الفرید (296/2) میں اور ابوھلال العسکری نے کتاب الاوائل (صفحہ 302) میں نقل کیا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 46، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 46 ، بیان الامامة، خطبہ نمبر 46)

اَمَّابَعْدُفَاِنَّکَ مِمَّنْ اَسْتَظْهِرُبِهٖ عَلٰی اِقَامَةِ الدِّیْنِ ۔الخ۔

''اس کے بعد معلوم ہو کہ یقیناً تم اُن لوگوں میں سے ہو جن کے ذریعہ سے میں دین کے قیام میں مدد چاہتا ہوں۔''

اس خط کو طبری نے اپنی تاریخ (54/6) میں نقل کر کے لکھا ہے کہ یہ اشتر کو لکھا گیا تھا۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 47، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 47 ، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 47)

اُوْصِیْکُمَا بِتَقْوَی اللّٰہِ وَاَنْ لَاتَبْغِیَا الدُّنْیَا وَاِنْ بَغَتْکُمَا ۔الخ۔

''میں تم دونوں کو اللہ کے سامنے ذمہ دار رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور یہ بھی کہ تم دونوں دنیا نہ چاہنا خواہ دنیا تمہیں چاہے۔

یہ وصیت مبرد نے کتاب الکامل (152/2) میں اور طبری نے تاریخ (85/6) میں اور ابوالحسن الحرانی نے تحف العقول میں اور ابوالفرج الاصفہانی نے مقاتل الطالبین (15) میں اور ابوالقاسم الزجاجی (متوفی 337ھ) نے کتاب الامالی (صفحہ 115) میں نقل کی ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 48، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 48، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 48)

فَاِنَّ الْبَغْیَ وَالزُّوْرَ یُوْتِغَانِ بِالْمَرْءِ فِیْ دِیْنِہٖ دُنْیَاہُ۔

''حقیقت یہ ہے کہ آدمی کو سرکشی اور بے راہ روی اس کے دین اور دنیا دونوں میں برباد و تباہ کر دیتے ہیں۔''

یہ خط ابن المزاحم الکوفی نے کتاب صفین میں اور ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات میں نقل کیا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 49، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 49 ، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 49)

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الدُّنْیَا مَشْغَلَۃٌ عَنْ غَیْرِھَا .الخ .

''اس کے بعد یہ ایک حقیقت ہے یہ دنیا دوسری ضروری چیزوں سے بے پروا اور غافل کر دیتی ہے۔''

یہ خط بھی ابن المزاحم الکوفی نے کتاب صفین میں اور ابوحنیفہ دینوری نے اخبار الطّوال (صفحہ 174) میں لکھا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 54، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 54، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 54)

اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ عَلِمْتُمَا وَاِنْ کَتَمْتُمَا اَنِّیْ لَمْ اُرِدِ النَّاسَ حَتّٰی اَرَادُوْنِیْ .الخ .

''اس کے بعد یہ سنو کہ تم دونوں جانتے ہو مگر اس حقیقت کو دونوں چھپاتے ہو کہ میں نے ہرگز لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کا ارادہ نہیں کیا یہاں تک کہ وہ خود میری طرف بڑھ کر آئے۔''

یہ خط ابن قتیبہ نے الامامۃ (صفحہ 72) میں اور اعثم کوفی نے کتاب الفتوح (مناقب ابن شہر آشوب 90/3) میں نقل کیا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 62، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 62 ، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 62)

اَمَّا بَعۡدُ فَاِنَّ اللّٰہَ (سبحانہ) بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ ۔ الخ

''اس کے بعد یہ کہ یقیناً اللہ سبحانہ نے محمدؐ کو تمام عالمین کا نذیر بنا کر مبعوث کیا'' اس خط کو ایک طویل خطبے کی صورت میں ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات میں نقل کیا ہے۔

خط نمبر: (علی نقی طہرانی: خطبہ نمبر 68، مفتی جعفر حسین: خطبہ نمبر 68، بیان الامامۃ، خطبہ نمبر 68)

اَمَّا بَعۡدُ فَاِنَّمَا مَثَلُ الدُّنۡیَا مَثَلُ الۡحَیَّۃِ ۔الخ .

''اس کے بعد یہ کہ اس دنیا کی مثال بالکل سانپ کی سی ہے۔''

یہ خط محمد یعقوب کلینی نے اصول کافی میں اور شیخ مفید نے کتاب الارشاد (صفحہ 187) میں نقل کیا ہے۔

41۔ نہج البلاغہ نے علما کو مہمیز کر کے کلام مرتضوی کی تلاش و تدوین میں لگا دیا۔

نہج البلاغہ نے بتدریج علما تک پہنچ کر انہیں علوم مرتضویؐ سے استفادہ کی دعوت دی۔ اُدھر حضرت رضی رضی اللہ عنہ کے مقدمہ نے بتایا کہ علامہ نے ایک مختصر سا ذخیرہ جمع کیا ہے اور اُس سے کئی گنا ذخیرہ چھوڑ دیا ہے۔ اس عملی تدبیر نے علما کو کلام مرتضویؐ کی تلاش و تدوین پر متوجہ کیا۔ چنانچہ چاروں طرف تلاش و تحقیق شروع ہوگئی اور بہت سے علما نے حضرت علی علیہ السلام کے کلام کو جمع کیا۔ یہاں ہم اختصار ملحوظ رکھتے ہوئے چند علما کے مجموعوں کا ذکر کرتے ہیں۔:

1۔ غُرَرُ الحِکم و دُرَرُ الۡکلم.

عبدالواحد بن محمد بن عبدالواحد العمید التمیمی الآمدی جو سید رضیؒ کے ہمعصر ہی تھے۔ انہوں نے یہ شاندار کتاب تالیف کی تھی جو مصر و شام اور ہندوستان میں طبع ہو چکی ہے۔

2۔ نَثۡرُ اللّآلِیٔ۔

عزالدین ضیاء الدین ابوالرضا، فضل اللہ راوندی نے اس کتاب میں کلام مرتضوی علیہ السلام جمع کیا تھا جو آج بھی برابر شائع ہو رہی ہے۔

3۔نُزھَۃُ الادب اورنَثرُ الدُّرَر۔

یہ کتاب جناب ابوسعید منصور بن الحسین الابی الوزیر متوفی 422 ھجری نے تالیف کی تھی اور کلمات امیر المومنین کا کافی ذخیرہ تھا۔

4۔دستور معالم الحِکَم۔

قاضی ابوعبداللہ محمد بن سلامۃ القطاعی الشافعی متوفی 453 ھجری نے بھی حضرت علیؑ کے خطبے، حکمتیں، وصیتیں اوراشعار اس کتاب میں جمع کئے تھے۔ یہ بھی مصر سے شائع ہو چکی ہے۔

5۔تذکرہ خواص الامۃ۔

شمس الدین ابوالمظفر یوسف بن قزغلی حنفی المعروف بہ سبط ابن الجوزی متوفی 606ہجری نے اپنے اسناد سے اس کتاب میں آنحضرتؑ کے خطبات کو جمع کیا اور لکھا ہے کہ:۔

قَدْاَخْبَرَنَا السید الشریف ابو الحسن علی بن محمد الحسینی بِاَسْنَادِہٖ اِلَی الشریف المرتضٰی قَالَ وَقَعَ اِلَیَّ مِن خُطَبِ امیرالمومنین علیہ السلام .اربعمائۃ خطبۃ وکتابنا ھذایضیق عن حصرھافنشرفہ بِمَااتصل الینا اسنادہ ۔

''سید شریف ابوالحسن، علی بن محمد الحسینی نے اپنی سندات کے ساتھ جو سید شریف مرتضٰی تک پہنچتی ہیں، مجھ سے بیان کیا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے چار سو خطبات اُن تک پہنچے ہیں۔ اور ہماری یہ کتاب اس ذخیرہ کو برداشت نہیں کرسکتی لہٰذا میں اس کتاب میں صرف وہ خطبات لکھوں گا جو اپنی سندات کے ساتھ مجھ تک پہنچے ہیں۔

6۔الفرائد والقلائد ۔

قاضی ابویوسف یعقوب سلیمان الاسفرائنی نے حضرت علیؑ کے چھوٹے چھوٹے حکمت آمیز بیانات کو اس کتاب جمع کیا تھا۔

7۔عیون الحکم والمواعظ و ذخیرۃ المتعظ والواعِظ۔

علی بن محمد اللیثی الواسطی آپ چھٹی وساتویں صدی کے علما میں سے ہیں آپ نے حضورؑ کے مواعظ اور دعاؤں اور خطوط وغیرہ کو ایک بہت ضخیم کتاب کے لئے جمع کیا تھا چنانچہ۔ اس کتاب میں بھی آپ نے تیس (30) ابواب اور اکیانویں فصلوں میں بہت بڑا ذخیرہ جمع کر دیا ہے کتاب کے دیباچے میں لکھا ہے کہ:۔

فالزمت نفسی اَن اَجمَعُ قَلِیْلاً مِن حکمہ وَیَسِیْرًا من خطیر کلمہ مجموعۃ من بلاغاتہ وعظاتہ وآدابہ ومناجاتہ و اموامرہ ونواھیہ و زواجرہ ماتحرس البلغاعن ساجلتہ تبلس الحکماء من شاکلتہ ومااناعلم اللّٰہ تعالٰی الاّ

کـالـمـغترف بالتقصیر فی وصفه فکیف لا وهو علیه السلام الشارب مِن الینبوع النبوی والحاوی من جنبه العلم اللاهوتی ۔

''میں نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ میں آنحضرتؑ کے حکیمانہ کلام میں سے کچھ تھوڑا اوران کے وعظوں، مناجاتوں، احکام اور ڈانٹ ڈپٹ اور دوسرے بڑے ذخیرہ میں سے زیادہ سے زیادہ ایسا بلیغ کلام جمع کردوں جسے دیکھ کر علمائے فصاحت وبلاغت وحکمت مایوس ہو کر رہ جائیں اور مثال بن نہ پڑے۔ رہ گیا میں! میرا حال تو اللہ جانتا ہے کہ میں نے لامحدود سمندر میں سے ایک چلّو سے کم لیا ہے اور میں آنحضرتؑ کی توصیف سے قاصر ہوں اور ایسا کیوں نہ ہو کہ حضرتؑ نے تو نبوّت کے چشموں کو پی رکھا ہے اور آپ کے اندر تو لاھوتی علم بھرا ہوا ہے۔''

8۔اَلنَّھُجُ الْقَوِیُم فی کلام امیر المومنینؑ ۔

جناب مولیٰ حلف بن مطلب بن حیدر بن محسن از موالی آل مشعشع پدر سید علی والی حویزہ معاصر شیخ بہاء الدین عاملی نے اس کتاب میں کافی ایسے خطبات جمع کئے جو نہج البلاغہ میں نہیں ہیں۔ (روضات الجنات باب الخا، صفحہ 266، اور آثار الشیعہ جلد4 صفحہ 198)

9۔زُبُدۃ الحقائق۔

اس کتاب میں جناب مولیٰ میر القاری الکوکبی الجیلانی، شاہ عباس صفوی کے ہمعصر نے کلام مرتضوی کو جمع کیا تھا۔

10۔اَلصَّحِیُفَۃ العلویہ و التحف المرتضویہ ۔

اس کتاب میں جناب شیخ عبداللہ بن الحاج صالح بن جمعہ بن شعبان بن علی سماہیجی نے حضورؑ کی دعاؤں مناجاتوں کو جمع کیا تھا۔

11۔بحار الانوار جلد 17۔

علامہ محمد باقر مجلسی نے حضرت امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خطبات وکلمات کو جمع کیا ہے۔

12۔مستدرک نہج البلاغہ۔

علامہ شیخ ھادی النجفی آل کاشف الغطا نے اس کتاب میں ایسے خطبات وخطوط واقوال کو شائع کیا جو نہج البلاغہ میں نہیں ہیں۔

13۔مستدرک نہج البلاغہ رامپوری ۔

جناب مولوی حکیم نبی احمد صاحب حنفی رامپوری نے بھی ایسے خطوط کو جمع کیا جو نہج البلاغہ میں نہیں ہیں۔

14۔شرح ابن ابی الحدید۔

جناب ابو حامد عبد الحمید ابن ہبۃ اللہ معروف بہ ابن ابی الحدید نے اپنی شرح میں کئی ایک خطبات کا اضافہ کیا ہے جو نہج البلاغہ میں نہیں تھے۔

42۔ایک ہزار سال سے مسلسل نہج البلاغہ کی تشریحات میں علما مصروف رہے ہیں۔

علمائے اسلام نے کسی بھی انسانی کتاب پر اتنی توجہ نہیں دی جتنی نہج البلاغہ پر دی گئی ہے۔ایک ہزار سال میں علما نے نہج البلاغہ کی توضیحات وتشریحات پر کتابوں کے انبار لگا دیئے ہیں۔اگر نہج البلاغہ کی شروح ایک جگہ جمع کر لی جائیں تو ایک مستقل کتب خانہ بن جائے گا۔جن قابل قدر شارحین اور شرحوں کا تذکرہ علما کی زبانوں اور کتابوں میں جاری رہتا چلا آیا ہے ہم بھی اُن میں سے چند ایک کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

1۔السید سبط الحسن الھنسوی۔

آپ نے نہج البلاغہ کی تائید وتصدیق میں اور دشمنان نہج البلاغہ کی تردید وتکذیب پر جو خدمت انجام دی ہے وہ اپنی مثال صرف آپ ہی ہے۔انہوں نے نہج البلاغہ پر ''منہاج نہج البلاغہ'' لکھ کر تمام مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے۔اور ہر اس شبہ اور اعتراض کا اطمینان بخش جواب دیا ہے جو گزشتہ زمانوں سے لے کر اُن کے عہد تک وارد کئے گئے تھے۔یہ کتاب ہر اُس شخص کے لئے راہنما ہے جو نہج البلاغہ پر کچھ لکھنا چاہتا ہو۔نہج البلاغہ کی تصدیق اور دفاع میں یہ آخری دستاویز ہے۔اس سلسلے میں اب جو کوئی کچھ بھی لکھے گا وہ اسی کتاب کی نقل یا چربہ ہوگا۔چنانچہ ہم نے بھی اس کتاب سے استفادہ کیا ہے اور اسی لئے تمام شارحین نہج البلاغہ سے پہلے اُن کو شمار کیا ہے۔

2۔السید علی بن ناصر۔

آپ حضرت رضیؒ کے ہمعصر تھے اور نہج البلاغہ کی شرح ''اعلام نہج البلاغۃ'' کے نام سے اُسی زمانہ میں لکھی تھی جو سب سے پہلی شرح ہے۔الفاظ کے معنی اور مطالب بیان کرنے میں قابل داد محنت کی ہے۔

3۔شیخ کمال الدین میثم ابن علی ابن میثم البحرانی (متوفی 679ھ)۔

آپ علمائے شیعہ میں بلند مقام رکھتے تھے اور نہج البلاغہ کی تائید وتشریح کرنا اُن کے عقاید کو اور بھی واضح کر دیتا ہے۔اُن کی شرح خود اُن کے نام سے ''شرح ابن میثم'' کہلاتی ہے اور شائع ہوتی چلی آرہی ہے۔

4۔الشیخ ابی الحسن بن ابی قاسم زید بن محمد بن علی البیھقی نیشاپوری۔

آپ فرید خراسان کے لقب سے مشہور اور علامہ ابن شہر آشوب کے استاد بھی تھے۔آپ نے نہج البلاغہ کو حسین بن یعقوب سے پڑھا تھا۔اور پھر نہایت قابل قدر شرح لکھی تھی۔

5۔ابو حامد عبد الحمید ابن ہبۃ اللہ مدائنی بغدادی متوفی 655ھ۔(ابن ابی الحدید)

آپ کی شرح تمام شروح میں مشہور اور ضخیم ہے۔آپ معتزلی العقیدہ تھے۔نہج البلاغہ کی تائید وتصدیق میں انہوں نے جو عظیم الشان ذخیرہ اپنی شرح میں جمع کیا ہے اُس سے اُن کے بعد کے شارحین ومترجمین آج تک استفادہ کرتے چلے آرہے ہیں۔معتزلی مذہب میں حضرت علی علیہ السلام کو تمام صحابہ سے افضل مانا جاتا ہے۔مگر ساتھ ہی وہ خلفائے ثلاثہ کو برحق خلفا مانتے ہیں۔اس لئے علامہ نے اپنی شرح میں سارا زور اُن کے تحفظ پر صرف کیا ہے اور قریش کی خانہ ساز روایات لا لاکر مطالب مرتضوی کا رخ موڑنے میں بھی کمال کردکھایا ہے۔

6۔قطب الدین ابوالحسن سعید بن عبداللہ الراوندی (متوفی 573 ھجری)

آپ کی شرح کا نام ''منھاج البراعۃ'' ہے۔اس کا تذکرہ کتاب روضات الجنات اور کشف الحجب میں باقاعدہ کیا گیا ہے۔

7۔الحاج میرزا ابراہیم خوئی متوفی 1325 ھجری۔

یہ مشہور ومتداول شرح ''دُرّہ نجفیہ'' کے نام سے مشہور ہے اور شرح ابن میثم سے متاثر ہوکر لکھی گئی تھی اس میں لغات کی تشریحات باقاعدہ کی گئی ہیں۔اور ابن میثم پر تنقید بھی کی ہے۔

8۔سید حبیب اللہ خوئی متوفی 1326ھ۔

یہ شرح بھی ''منھاج البراعۃ'' کے نام سے نہایت تفصیل سے لکھی گئی ہے اور ابن ابی الحدید پر تنقید بھی کی ہے۔ان کے علاوہ بہت سے شارحین اور شروح کے نام اول الذکر کتاب منہاج نہج البلاغہ میں موجود ہیں۔

43۔نہج البلاغہ کو کلام مرتضویؑ ثابت کرنے والے چند علما کے بیانات کا اردو ترجمہ وتفصیل۔

یہ تذکرہ ہوچکا ہے کہ چند ایک گنتی کے دشمنان حق کو چھوڑ کر تمام علمائے اسلام نہج البلاغہ کی تصدیق وتائید کرتے رہے ہیں۔یہاں ہم منہاج نہج البلاغہ سے چند بیانات کا اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں تاکہ وہ تحریک مکمل ہوجائے جو سید رضیؒ کی نہج البلاغہ نے پیدا کی تھی اور قارئین کو یہ معلوم ہوجائے کہ علمائے اہلسنت نے کن الفاظ ویقین کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا؟

1۔علامہ شیخ کمال الدین محمد بن طلحہ القریشی الشافعی (متوفی 652ھ) نے لکھا ہے کہ:۔

''علم بلاغت وفصاحت میں امیرالمومنین ''امام'' ہیں۔آپ کو اس میدان میں اتنی سبقت ہے کہ کوئی آپؑ کی گردِ راہ تک بھی نہیں پہنچ سکتا جو شخص حضرت علیؑ کے کلام کو نہج البلاغہ میں مطالعہ کرے اُس کے نزدیک حضرتؑ کی فصاحت و بلاغت کی یہ خبر عینی شہادت ہو جائے گی اور حضرت کی بلندی مقام کے متعلق یہ ظن یقین واطمینان کا درجہ حاصل کرلے گا۔'' (کتاب مطالب السؤل صفحہ 98 طبع لکھنو۔) دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ:

''پانچویں قسم خطبے اور وعظ ہیں،جن کو کہ راویانِ صادق القول نے حضرتؑ سے روایت کیا ہے۔اور حضرتؑ کی کتاب نہج البلاغہ ہے جو خطبوں،واعظوں اور احکام کی قسموں پر مشتمل ہے۔جن سے فصاحت و بلاغت کی روشنی نکلتی۔اور معانی و بیان کے چشمے پھوٹتے ہیں۔''

(مطالب السؤل صفحہ 198 طبع لکھو)

2۔علامہ علاءالدین علی القوشجی الحنفی (المتوفی 875ھ) نے لکھا ہے کہ۔

''حضرت علیؑ سب سے زیادہ فصیح اللسان ہیں۔جیسا کہ کتاب نہج البلاغہ اس پر شاہد ہے اور علم بلاغت کے علما کا یہ قول ہے کہ حضرتؑ کا کلام خالق کا کلام سے پست اور مخلوق کے کلام سے بلند ہے'' (شرح مقاصد)

3۔علامہ سعدالدین مسعود بن عمر التفتازانی (متوفی 791ھ) نے لکھا ہے کہ:

''حضرت علیؑ سب سے زیادہ فصیح اللسان ہیں جیسا کہ کتاب نہج البلاغہ اس پر گواہ ہے'' (شرح مقاصد جلد 2 صفحہ 301 طبع استامبول)

4۔علامہ احمد بن گازرونی نے فرمایا کہ:

''جو شخص بغور وتامل حضرت علیؑ کے کلام کو دیکھے اور آپؑ کے خطوط،خطبات ورسائل پر نظر کرے تو سمجھے گا کہ بعد رسولؐ کسی کا علم حضرتؑ کے علم کے مقابل میں نہیں بلکہ آپ کا علم سے سے بہتر ہے اور آپؑ کے فضائل کسی کے فضائل سے مشابہ نہیں بلکہ سب سے بالاتر ہیں۔اور منجملہ اس کے ہے کتاب نہج البلاغہ بخدا تمام فصحاء کی فصاحت اور تمام بلغاء کی بلاغت اور تمام حکماء کی حکمت آپؑ کے مقابلے میں پست تر ہے کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ (مفتاح الفتوی۔حالاتِ امیرالمومنینؑ)

5۔علامہ شیخ احمد بن مصطفیٰ معروف بہ طاشگیری زادہ نے لکھا ہے کہ:

''قاضی بغداد قوام الدین یوسف،خدا بخشے،شریف،عالم،صالح،متشرع،زاہد،باوقار اور پر ہیبت تھے۔انہوں نے تجرید کی شرح لکھی جو جامع فوائد ہے۔اور کتاب نہج البلاغہ کی شرح لکھی جو کلام امام ہمام علیؑ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہے۔'' (کتاب شقائق

النعمانیہ فی علما ودولۃ العثمانیہ برحاشیہ وفیات الاعیان جلد 2 صفحہ 469 طبع مصر)

6۔ جناب الاستاد الاکبر شیخ محمد عبد ربہ مفتی دیار مصریہ اور شارح نہج البلاغہ نے لکھا ہے کہ:

''وہ کتاب جس میں یہ سب اوصاف موجود ہیں یہی ہے جسے سید شریف رضی رحمۃ اللہ نے منتخب کیا ہے کلام سیدنا ومولانا امیرؑ المومنین کرم اللہ وجہہ سے اور اُس کے متفرقات کو جمع کیا اور نہج البلاغہ کے نام سے موسوم کیا۔ اور میں تو اس سے بہتر کوئی نام نہیں جانتا جو اپنے معانی پر دلالت کر سکے اور نہ مجھ میں اس کی قدر ہے کہ اس سے زیادہ اُس کی توصیف کر سکوں جو خود نام سے ظاہر ہے۔ اور نہ اس کی کتاب کے فضل ومرتبت کو اس سے زیادہ بتا سکتا ہوں۔ جسے خود جامع نے شروع کتاب کے مقدمہ میں بیان کیا ہے۔ اگر شکر منعم واجب نہ ہوتا اور محسن کا احسان ظاہر کرنا لازم نہ ہوتا تو اس کی ضرورت نہ تھی کہ ہم اس کتاب نہج البلاغہ کے محاسن وفوائد پر کچھ متنبہ کرتے کہ کس کس طرح اس نے فنون فصاحت کی تعلیم دی، اور وجوہِ بلاغت کی ہدایت کی، کلام کی کوئی غرض ایسی نہ رہی ہو جو اس کتاب کی بدولت پوری نہ ہوا اور نہ قوت فکر کے لئے باقی رہی جس کی اس نے رہنمائی نہ کی ہو۔

مفتی محمد عبد ربہ آگے چل کر پھر لکھتے ہیں کہ:

''عرب اہل زبان میں ہر شخص اس بات کا قائل ہے کہ حضرت امام علیؑ ابن ابی طالب کا کلام خدا اور رسولؐ کے کلام کے بعد شرف وبلاغت میں سب سے زیادہ معنی خیز اور انداز بیان میں بلند تر اور بزرگ ترین معانی کے لحاظ سے زیادہ جامع ہے۔ لہٰذا عربی علم ادب کے نفیس ذخیروں کے طلبگاران اور اس کے بلند مرتبوں میں تدریجی ترقی کے آرزومندوں کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔ کہ وہ اس کتاب نہج البلاغہ کو اپنے محفوظات ومنقولات میں اہم اور بہترین درجہ عطا کریں۔ اس کے ساتھ اس کے معانی کو سمجھنے کی کوشش بھی کریں اُن مقاصد کے لحاظ سے جن کے لئے وہ معانی لائے گئے ہیں اور الفاظ میں غور کریں اُن معانی کے لحاظ سے جن کے ادا کرنے کے لئے وہ الفاظ ڈھالے گئے ہیں تا کہ اُس کے ذریعے سے اس کا بہترین مقصد حاصل ہو'' (مقدمہ نہج البلاغہ مشرح محمد عبدہ)

7۔ استاد شیخ محمد حسن نائل المرصفی مصری شارح نہج البلاغہ نے مقدمہ میں لکھا کہ:

''میدان فصاحت وبلاغت میں سب سے آگے بڑھنے والے شہسوار حضرت علی صلوات اللہ علیہ ہیں۔ اس دعوے کے اثبات کے لئے نہج البلاغہ کے بعد کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کتاب وہ ہے جسے اللہ نے اس امر کی واضح حجت قرار دیا ہے۔ کہ حضرت علیؑ قرآن کے نور واعجاز، اُس کی حکمت وبلاغت اور علم وہدایت کی زندہ مثال ہیں۔ یہ کتاب جو حضرتؑ کے بہترین آثار ہونے کی حیثیت سے آپؑ کے فضل وشرف پر گواہ ہے۔ اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جسے آپ اعلیٰ علم وحکمت کے آیات، صحیح سیاست کے اصول وقواعد اور

روشن مواعظ ومحکم دلائل کی حیثیت سے بڑے بڑے حکماء سر برآوردہ فلاسفہ وباکمال علمائے ربانی کے یہاں بھی نہ پاسکیں گے۔اس کتاب میں علیؑ ابن ابی طاؑلب ،قلزم علم دین ودریائے سیاست وتدبیر میں شناوری کرنے اوراس میں ڈوب کرتہہ کی خبرلانے والے ہیں۔علمی، سیاسی، دینی مسائل کا جاننے والا آپ سے بہتر کوئی دوسرانہیں ہے۔آپ کوسب پر فوقیت حاصل ہے۔علمی حیثیت کومعلوم کرنے کے بعد اگرنہج البلاغہ کے ادبی مرتبے کومعلوم کرنا چاہوتو بس یہ کہنا کافی ہے کہ باکمال کاتب وادیب، قادرالکلام شاعروخطیب کو یہ قدرت نہیں کہ اس کتاب کی ادبی خوبیوں اورمحاسن کلام کوجیسا چاہئے بیان کرسکے۔ہاں اتناسمجھ لوکہ صرف یہی ایک ایسی کتاب ہے جس میں حضارت و تمدن کوخوبیاں لطافت اور بداوت وعصر جاہلیت کی شیوہ بیانیاں وفصاحت کا اجتماع ہے۔اورتنہا یہی کتاب ایک ایسی منزل ہے جس میں حقیقت نے اطمینان وسکون کے ساتھ قیام کیا ہے۔جب کہ دوسری زبانوں میں قیام ممکن نہ ہوسکا۔اس بنیاد پر میں یہ کہتا ہوں کہ نہج البلاغہ اُن علمی وادبی کتابوں کی طرح نہیں جن سے لوگ مستفید ہوتے ہیں۔بلکہ وہ ایک ایسی مثالی کتاب ہے جس میں ایک پاکیزہ و باشرف روح جلوہ نما ہے۔اس کتاب کا پڑھنے والا عصبیتِ حق ،شدّتِ دین اور حکمت وسیاست کوحاصل کرتا ہے۔میرے نزدیک وہ لوگ جواس ملک کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔اُن کو چاہئے کہ وہ اپنے اصلاحی امور میں اس کتاب کواپنا رہبر بنائیں۔عام اس سے کہ وہ اصلاح علمی، دینی یالسانی ہو،اور ہماری قوم کے ابھرنے والے نوجوان اگرنہج البلاغہ کے عبارات ومطالب سے متاثر ہوں تو وہ عقل وزبان کی اس قوت تک پہنچ سکتے ہیں جس کی ہم سب تمنا کرتے ہیں اور جس مرتبہ کمال تک رسائی کی مستقبل قریب میں ہم دوست رکھتے ہیں(شرح نہج البلاغہ شیخ محمد حسن نائل مرصفی مقدمہ شارح صفحہ 6 تا 3 طبع دارالکتب العربیہ مصر)

8۔استاد محمد الزہری الغمرادی۔

مذکورہ بالاشرح میں استاد محمد الزہری نے بھی اپنا مقدمہ لکھا ہے جس میں علی علیہ السلام اورنہج البلاغہ پر لکھا ہے کہ:"طبقہ اصحاب میں کسی ایک سے بھی اتنے آثارعلمیہ کونہیں نقل کیا گیا جس قدرکہ امیرالمومنین علیؑ سے نقل کیا گیا ہے۔حضرت کے مقالات، وعظ ونصیحت، آداب وحکمت تہذیبِ نفس، سیاستِ مدن، مسائلِ توحید ومباحثِ الٰہیّات، اشاراتِ غیبی اور مخالفین کے جوابات پر مشتمل ہیں لہٰذا کتاب نہج البلاغہ حضرت کے بہترین کلام کواپنے میں سموئے ہوئے ہے جس کوشریف رضی ابوالحسن محمد بن طاہر نے جمع فرمایا ہے۔"(مقدمہ شرح المرصفی مذکور)

9۔استاد محمد محی الدین عبدالحمید پروفیسر لغت عربی جامعہ ازہر۔

انہوں نے بھی نہج البلاغہ کی شرح اورحواشی لکھے ہیں جو علامہ محمد عبدہ کی شرح کے ساتھ مطبع استقامہ مصر سے شائع ہوئی ہے۔

اس میں آپ کا مقدمہ بھی ہے جس میں لکھتے ہیں کہ:

''یہ کتاب نہج البلاغہ امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ کے کلام کا وہ انتخاب ہے جسے شریف رضی ابوالحسن محمد بن حسن موسوی نے جمع کیا ہے یہ وہ کتاب ہے جو اپنے اندر بلاغت کے نمایاں خصوصیات اور اس کے ٹکڑوں کو لئے ہوئے ہے اور دیکھنے والے کے لئے اس میں تمام اسباب فصاحت کے فراہم ہیں۔ اور ثمرہ اس کے سامنے موجود ہے۔ اس لئے کہ یہ اس بزرگ کا کلام ہے جو رسولؐ اللہ کے بعد تمام خلق خدا میں فصاحتِ گفتار اور قدرتِ کلام اور قوتِ استدلال میں سب سے زیادہ تھا۔ اور لغات عرب پر سب سے زیادہ قابو رکھتا تھا۔ کہ جس صورت میں چاہتا تھا انہیں گردش دیتا تھا۔ وہ حکیم کام جس کے بیان سے حکمت کے سبق حاصل ہوتے ہیں۔ اور وہ خطیب جس کی جادو بیانی دلوں کو بھر دیتی ہے۔ وہ عالم جس کو کمسنی ہی سے وہ خصوصیات حاصل ہوئے جو کسی دوسرے کو حاصل نہیں تھے۔ وہ بچپنے ہی سے رسولؐ کے ساتھ رہا۔ کتابت وحی کی اور تیغ وزبان دونوں ہی سے دین کی نصرت کی۔ (نہج البلاغہ مع شرح محمد محی الدین)

ہم علمائے کرام کے بیانات پر اپنے ریمارک دے کر طوالت نہیں چاہتے۔ ورنہ یہاں کم از کم یہ سوال ضرور کرنا تھا کہ کتابت وحی کرنا تو ہر پڑھے لکھے آدمی کے لئے آسان سا کام تھا۔ بتانے کی بات تو یہ تھی کہ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے کتابت کب، کس سے اور کس قدر سیکھی اور تیغ زنی کی تعلیم انہیں کب اور کس سے ملی؟

10۔ مشہور ادیب وخطیب شیخ مصطفیٰ غلائنی استاذ التفسیر واللغۃ والادب العربیہ فی کلیۃ الاسلامیہ بیروت۔

انہوں نے اپنی کتاب اریج الزھر میں زیرعنوان'' **نھج البلاغہ و اسالیب الکلام العربی** ''ایک مقالے میں لکھا ہے کہ:

''بہترین چیز جس کا مطالعہ لازم ہے اُس شخص کو جو زبان عربی کے بلند معیارِ تحریر کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ حضرت امام علی رضی اللہ عنہ کی کتاب نہج البلاغہ ہے۔ یہ کتاب وہ ہے جس کے لئے خاص طور سے میں نے اس مضمون کی بنیاد ڈالی ہے کیوں کہ اس کتاب میں بلیغ کلام اور حیرت انگیز طرزِ تحریر اور جاذب نظر معانی اور مختلف عظیم الشان موضوعات و مقاصد کے خصوصیات ایسے ہیں جو مطالعہ کرنے والے کو، اگر صحیح ذوق رکھتا ہو اور پورے طور سے اس کی مزاولت رکھے تو فصیح و بلیغ انشا پرداز اور مقرر بنا سکتے ہیں۔ میں دعوت دیتا ہوں اس یادگار کتاب کی طرف اُن لوگوں کو جو عربی کے بلند اسلوبِ تحریر کے اور کلام بلیغ کے مشتاق ہیں کہ وہ اس کتاب میں اپنے مقصد کو پورے طور سے موجود پائیں گے۔

11۔ علامہ یعقوب لاھوری نے لکھا ہے کہ:

''حضرتؑ سب سے زیادہ فصیح ہیں۔ پس جو شخص چاہے کہ حضرتؑ کی بلاغت کا مشاہدہ کرے اور حضرتؑ کی فصاحت کو سننے تو

لازم ہے کہ وہ کتاب نہج البلاغہ کو دیکھے۔کسی طرح بھی یہ سزاوار و مناسب نہیں کہ ایسے کلام بلیغ کی نسبت ایک مرد شیعی کی طرف کی جائے۔رہا یہ امر کہ نہج البلاغہ میں بعض الفاظ ایسے ہیں جن سے مخالفتِ مذہب اہلسنت کا وہم پیدا ہوتا ہے۔تو اُس کے لئے محامل و تاویلات ہیں۔تمام بلیغوں کا یہ فیصلہ ہے کہ حضرت کا کلام تحتِ کلام خالق اور فوق کلام مخلوق ہے"(منھاج نہج البلاغہ صفحہ 43 تا 36)

جو کچھ لاہوری صاحب نے فرمایا ہے وہ بھی تجربہ کے بعد فرمایا ہے وہ جانتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے جو کچھ فرمایا وہ غلط نہیں ہوسکتا لہٰذا نہج البلاغہ سے اُن کے مذہب کا باطل ہونا ثابت ہے۔اور یہ کوئی اچھا نتیجہ نہیں ہے اُن کے تمام صحابہ اور بعد کے تمام علما و عوام گمراہ کہلائیں۔لہٰذا قدیم نسخہ بتادیا کہ تاویل کرو اور دین بچاؤ۔

44۔نہج البلاغہ نے آخر علمی دنیا کو فتح کرلیا فتح کا سہرا مفتی محمد عبدربہ کے سر بندھا۔

مکذبین نہج البلاغہ اور تمام دشمنان اسلام آخر ناکام و نامراد ہوئے اور نہج البلاغہ نے ساری دنیا میں عموماً اور عربی دنیا میں خصوصاً اپنا اقتدار قائم کرلیا۔نہج البلاغہ کی یہ فتح اور کامیابی کسی شیعہ عالم کے حصہ میں نہ آئی بلکہ اللہ نے اس کام کے لئے بھی اہلسنت عالم کا انتخاب کیا اور اس کو یہ عزت بخشی کہ وہ نہج البلاغہ کو مسلمانوں کے علمی مراکز میں پہنچائیں تمام علما اور طالب علموں کو نہج البلاغہ سے متعارف کریں۔تمام مدرسوں، کالجوں اور یونیورسٹیز کے نصاب میں اُسے داخل کریں اور مسلمانوں میں نہج البلاغہ کی مدد سے عظیم الشان اور طلیق اللسان علما کا ایک ایسا طبقہ پیدا کریں جو تحریکِ نہج البلاغہ کو پھیلاتا اور آگے بڑھاتا چلا جائے۔چنانچہ جناب مفتی دیار مصر و بیروت جناب الشیخ محمد عبدربہ رحمۃ اللہ علیہ نہج البلاغہ کے وہ مبلغ اعظم، ثابت ہوئے جنہوں نے ساری دنیا کو نورِ مرتضویؑ سے منور کردیا۔مگر اس کے باوجود شیعوں کی درسگاہیں برابر تاریکی میں رکھی گئیں اور یہ تاریکی اُس وقت تک قائم رہے گی جب تک ان کے قلوب و اذہان پر اجتہادی جمود مسلط و طاری رہے گا۔یہی وہ جمود تھا جس کے دباؤ سے سید رضیؒ نے بہت سے خطبات کو نہج البلاغہ میں نہ لکھا۔یہی وہ جمود ہے جس نے شیعہ علما کو نہج البلاغہ سے دور دور رکھا اور یہ بھی اہلسنت علما ہی کے حصہ میں آنا تھا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کے اُن کے خطبوں کو اُمت کے سامنے پیش کریں جنہیں مجتہد مشرکین شرک قرار دیتے ہیں۔ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ تعلیمات نہج البلاغہ کی نشر و اشاعت میں جتنا حصہ اور محنت اہلسنت علما کی ہے اتنی شیعہ علما کی نہیں ہے۔یہی نہیں بلکہ شیعہ لیبل کے مجتہدین ان علمائے شیعہ کو بُرا کہتے رہے جنہوں نے اِن کے ناپسندیدہ خطبات کو اپنی کتابوں میں لکھا اور آگے بڑھایا۔بہرحال حق بڑھتا رہا بڑھتا رہے گا اور ایک دن مکمل حیثیت سے تمام تصورات و مذاہب پر غالب آجائے گا۔

45۔نہج البلاغہ کی مدح وثنااور تفہیم میں محمد عبدہ سید رضیؒ سے بھی کہیں زیادہ ثابت ہوئے۔

قارئین کرام نے سید رضیؒ کا مقدمہ یا افتتاحیہ پڑھا اور اس میں کلام مرتضویؑ کی عظمت اور مدح وثنا دیکھی ہے ہم چاہتے ہیں کہ جناب مفتی صاحب اعلی اللہ مقامہ کے مقدمہ میں واردشدہ مدح وثنا بھی پڑھیں اور دیکھیں کہ وہ زبان عربی کا ایسا نمونہ اور شاہکار ہے کہ جس کا جواب نہیں لایا جاسکتا۔جس سے معلوم وثابت ہوگا کہ جناب مفتی صاحب نے کلامِ مرتضویؑ سے پورا فیض پایا ہے۔اوراس عملی نتیجے کو دیکھ اور پڑھ کر نوجوان طبقہ میں مبلغ ومقرر وخطیب بننے کی لگن اور نہج البلاغہ سے محبت پیدا ہوگئی تھی۔مفتی صاحب نہایت سادہ اور فطری طریقے پر اپنا افتتاحیہ شروع کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ میں کچھ پریشان حال اور ذہنی الجھنوں سے دوچار تھا کہ اچانک قانون مقدرات کے اشارے پر مجھے نہج البلاغہ دیکھنے کا پہلی مرتبہ جب اتفاق ہوا تو میں نے اُسے مختلف مقامات پر پڑھنا شروع کیا تو۔۔۔۔۔

فَكَانَ يَخِيلُ لِيُ فِيُ كُلِّ مَقَامٍ اَنَّ حُرُوُبًاشَبَّتْ وَغَارَاتْ شَنَتْ وَاَنَّ الْبَلاغَةَ دَوْلَةً ،وَفَصَاحَة صَوْلَةً . وَاَنَّ الْاَوْهَامَ عَرَامَةً وَالمريب دعارة.وانّ جحافل الخطابة وكتائب الذرابة .فى عقودالنظام وصفوف الانتظام تنافح بالصيفح الابلج والقويم الاملج ،وتمتلج المهج برواضع الجحج فتفل من دعارة الوساوس وتصيب مقاتل الخوانس فما اناالاوالحق منتصروالباطل منكسرومرج شک فى خمودوهرج الريب فى ركود وان مدبر تلک الدولة و باسل تلک الصولة هوحامل لوائها الغالب اميرالمومنين علیؑ بن ابى طالب ،بل كنتُ كلّما انتقلبُ مِن موضع الى موضع اَحسّقُ بتغير المشاهد و تحو ل المعاهد فَتَارةً كُنتُ اجدنى فى عالم يغمره من المعانى ارواح عالية فى حُلُل مِن العبادات الزاهية تطوف عَلَى النفوس الزاكية وتد نو مِن القلوب الصافية توحى اِليها رشادها . وتقوم منها مرادها .وتنفر بها عن مد احض المزال .الٰى جواد الفضل والكمال .وطورًا كانت تتكشف لى الجمل عن وجوه باسرة وانياب كاشره وارواح فى اشباح النمور ومخالب النسور قد تخصرت للوثاب انقضت للاختلاب مخلبت القلوب عنَ هواها واخذت الخواطردون رماها واغتالت فاسد الاهواء وباطل الآراء . وَاَحْيَانًا كنتُ اَشْهدُاَنَّ عقلاً نورانيًا لايشبه حَلقًا جسدانيًا فصل عن موكب الالهى .و اتصل بالروح الانسانى . فخلعه عن غاشيات الطبيعة وسما به الٰى الملكوت الا علٰى ونمابه اِلٰى مشهدالنور الاجلى وسكن به اِلٰى عمار جانب التقديس .بعد استخلا صه مِن شوائب التلبيس .و آنات كَاَنِّىُ اَسمعُ خطيب الحكمت ينادى باعليآء الكلمة واوليآء امرالامة يعرّفهم مواقع الصواب ويبصرهم مواضع ارتياب و يحذرهم مزائق الْاِضطراب

ویرشدھم اِلٰی دقاق السیاسۃ ویھدیھم طرق الکیاسۃ ویرتفع بھم الیٰ منصات الرّیاسۃ ویصعدھم شَرف التدبیر ویشرف بھم علیٰ حسن المصیر۔

ہر مقام پر مجھے خیالات کی رَو وہاں پہنچا دیتی ہے جہاں میدان کارزار میں جنگ وجدل جاری ہے۔ حملے پر حملہ کیا جا رہا ہے تلواریں چل رہی ہیں۔ بلاغت کا غلبہ ہے اور فصاحت پوری قوت وقدرت کے ساتھ حملہ آور ہے۔ اوھام شکست کھاتے جاتے ہیں الجھنیں اور گنجلکیں پسپا ہو رہی ہیں۔ خطابت کی فوجیں نظم وضبط کے ساتھ صف بستہ ہیں، طلاقت لسانی کے لشکر نیزہ بازی اور تیغ زنی میں مصروف ہیں۔ وسوسوں کا خون بہایا جا رہا ہے۔ اور اوھام کی لاشیں کٹ کٹ کر گر رہی ہیں۔ اور قریب ہے کہ حق غالب آ چکا ہو اور گویا باطل مغلوب ہو چکا ہے۔ اور الجھنوں اور گنجلکوں کی آتش فروزاں ٹھنڈی پڑھ چکی ہے۔ شکوک وشبہات مٹ چکے ہیں۔ اور تصوراتِ باطل کا زور ٹوٹ چکا ہے اور اس فتح ونصرت کا سہرا حکومت الٰہیہ کے مدبر اور پرچم حق بلند رکھنے والے غالب علیؑ بن ابی طالبؑ کے سر بندھ چکا ہے۔ اور یہ بھی ہوا کہ جیسے ہی میں مطالعہ کے دوران، ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ یکے بعد دیگر مناظر بدلتے جا رہے ہیں نئے مواقع اور نظارے سامنے آ رہے ہیں۔ کبھی میں نے خود کو ایسے عالم میں پایا کہ جہاں الفاظ کے معانی، روحوں کی صورت میں دلفریب عبارتوں کی پوشاک سے آراستہ پاکیزہ دل لوگوں کا طواف کر رہی ہیں اور اُن کے پرخلوص دلوں میں اتر کر انہیں راست روی اور ہدایت کی وحی کر رہی ہیں اُن کی نفسانی خواہشوں اور گھٹیا میلانات کو فنا کر رہی ہیں لغزشوں اور خامیوں سے متنفر کر کے اُن میں فضل وکمال حاصل کرنے کی لگن پیدا کر رہی ہیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے کچھ ایسے جملے سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں جو تیوریاں چڑھائے ہوئے خونخوار دانت نکالے ہوئے ھولناک شکل میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ اور ایسی روحیں ہیں جو چیتوں کی طرح اور شکاری پرندوں کے پنجے لئے ہوئے اور اچک کر حملے کیلئے تیار اور پھر شکار پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور دلوں میں سے خواہشات نفسانیہ کو جھپٹ لے جاتے ہیں اور ضمیر کو پستیوں سے نکال دیتے ہیں، باطل عقائد کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔ اور کبھی یہ دیکھتا ہوں کہ ایک نورانی عقل ہے جو مادی بدن رکھنے والی مخلوقات سے قطعاً مشابہ نہیں ہے وہ درگارہ خداوندی سے چل کر انسانی روح تک پہنچی اور اُسے جسمانی کثافتوں اور مادی پردوں سے باہر نکالا اور اسے لے کر عالم ملکوت میں پہنچی اور تجلیات الٰہی کے مرکز تک بلند کر دیا۔ اور پھر اُسے عالم قدس میں اس طرح بسا دیا کہ اب وہ تمام مصنوعی و مادی ملاوٹوں سے پاک اور خالص ہو چکی تھی ایسے لمحات بھی آئے کہ گویا میں ایک ایسے مقرر کی تقدیر سن رہا ہوں جو سراپا حکمت ہے۔ اور جو بآواز بلند اُمت کے صاحبان اقتدار اور حکمرانوں کو للکار رہا ہے۔ اور غلط کاری اور راست روی کے مواقع کا تعارف کرا رہا ہے۔ انہیں الجھانے والے مقامات سے خبردار کر رہا ہے اور بے بس ہو جانے کی صورتوں سے بچنے کے طریقے بتاتا جا رہا ہے سیاسی پیچیدگیوں سے

محفوظ رہنے کا طریقہ سمجھا رہا ہے۔اور تدبر اور حکمت کی راہیں دکھا رہا ہے۔اور نہیں حکومت کے کلیدی عہدوں پر بلند کر رہا ہے انہیں تدبیری بزرگیوں پر فائز کر رہا ہے اور یوں انہیں آخری منزل میں بہترین مقام حاصل کرنے کی عزت بخش رہا ہے‘‘

اس مقدمہ کے حسن فصاحت و بلاغت سے قطع نظر کر کے یہ دیکھئے کہ مفتی علیہ الرحمہ نے حضرت علی علیہ السلام کا وہ مقام پیش کر دیا جو حقیقی شیعوں کا حقیقی عقیدہ ہے۔اس میں وہ تعلیماتِ علوّیہ کی ابتدا سے انتہا تک کا نچوڑ پیش کرتے ہیں۔وہ دکھاتے ہیں کہ حضرت علیؑ ہی وہ ذات پاک ہیں جو اُمت کو تمام الجھنوں، شکوک وشبہات اور گمراہ کن راہوں سے محفوظ رکھتے ہوئے راست رو بنا سکتے ہیں جو انہیں زمین سے اٹھا کر عرش معلیٰ اور بارگاہ خداوندی تک لے جا سکتے ہیں۔جو اُن کو مادی مخلوق سے نوارنی ہستیاں بنانے کی قدرت رکھتے ہیں۔جو سیاست وکیاست وتدبر وتدبیر کی ہرصورت پر مطلع اور اُن کی تعلیم دے سکتے ہیں۔اور جو اپنی تقریروں سے ایک طوفان خیز انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔اس صورت کا منفی پہلو قاری کی سمجھ میں خود ہی آ سکتا ہے۔اُس کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا کہ اس قابلیت اور قدرت کے شخص کو اُمت کا سربراہ کیوں نہ بنایا گیا؟ کیوں اُس کی اس ہمہ گیر اہلیت کو برسر کار نہ آنے دیا گیا؟ قاری کے اس سوال کو قرآن نے اس اُمت پر مواخذہ کے دوران بطور اعتراض پیش کیا ہے پہلے وہ نظارہ دکھایا ہے جہاں اعمال کا وزن کیا جا رہا ہے۔اور بے وزن یا کم وزن اعمال والے لوگ جہنم میں داخل ہو رہے ہیں (مومنون 23/102، 23/103) پھر جہنمیوں کی بے چینی پر (23/104) یہ سوال کیا گیا ہے کہ:’’کیا تم نے میری اُن آیات کو نہیں جھٹلایا تھا جو تمہارے سامنے تلاوت کی جاتی رہی تھیں؟‘‘ (23/105) جہنمیوں نے یوں اقرار کیا ہے کہ:’’ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی اور بحیثیت مجموعی ایک گمراہ قوم بن کر رہ گئے تھے‘‘ (23/106) ساتھ یہ درخواست کی جاتی ہے کہ’’پروردگار ہمیں جہنم سے نکال لے اگر ہم اس کے بعد بھی سابقہ رویہ اختیار کریں تو ہم واقعی ظالم ہی ہوں گے (23/107) اللہ نے فرمایا کہ:’’دفع ہو جاؤ اور مجھ سے بکواس نہ کرو‘‘(23/108) اب اللہ وہ صورت حال بیان کر کے اُن پر اعتراض کرتا ہے کہ:’’واقعی صورت حال یہ تھی میرے بندوں میں کا ایک فرقہ ہمارے روبرو اپنے ایمان کا اعلان کیا کرتا تھا اور ہم سے تحفظ اور رحم کی درخواست کرتا رہتا تھا (23/109) اور تم نے اُس فرقے کو قوت کے بل بوتے پر جبراً اپنی رعایا بنا کر اپنے زیردست مسخر کر کے رکھا تھا اور اس وقت تک زیردست وبے بس رکھا جب تک کہ انہوں نے تمہیں میرے دین کو بالکل بھلا کر بے دینی کی راہوں میں بھٹکا نہ دیا۔اور تم پھر بھی اُن کا مذاق اڑاتے رہے۔چنانچہ ہم اُن کو اُن کے صبر واستقامت کی جزا میں فائز المرام کرتے ہیں‘‘ (مومنون 23/110-111)

مطلب دونوں طرح واضح ہے کہ ایک قوم نے آیات کے معنی بدلے، حقیقی سربراہ اسلام کی حکومت کو جھٹلایا، اپنی قومی حکومت

قائم کرنے کے لئے اُسے اور اس قسم کے تمام مسلمانوں کو اپنا زیردست اور مجبور رعایا بنا کر رکھا۔ یعنی اُمت نے قومی حکومت کو اُن تمام چیزوں پر ترجیح دی جو علیؑ فراہم کر سکتے تھے۔ (تفصیلات سورہ مومن تشریح نمبر 12 میں دیکھیں)

بہرحال علامہ محمد عبدہ رحمتہ اللہ علیہ نے نہج البلاغۃ کو مصر و بیروت و عراق میں پھیلایا اور تحریری و تقریری طور پر علما و عوام کو بتایا کہ اگر تم نے نہج البلاغہ نہ پڑھی تو تمہارا علم و دین ادھورا رہے گا۔ انہوں نے خود نہج البلاغہ کی شرح لکھی اور اُن کے بیانات و تبلیغ کی بنا پر بہت سے علما نے نہج البلاغہ کو اپنا دستور العمل بنایا اور علامہ کے ممنون احسان ہوئے اور تقریر و تحریر سے خود بھی نہج البلاغہ کی نشر و اشاعت میں مشغول ہیں۔ ہم خود بھی علامہ کے لئے دعا گو ہیں اور اپنے قارئین سے بھی التماس و درخواست کرتے ہیں کہ علامہ کے لئے بلندی مراتب کی دعا فرمائیں۔

46۔ قریشی حکومتوں کی خودساختہ تاریخ، اسلام کے حقیقی ریکارڈ کو تباہ کرنے کے بعد مستند ہوئی۔

ہم نے اپنی تمام ہی تصنیفات میں اس حقیقت کو سامنے رکھا ہے کہ جسے دنیا اسلامی تاریخ کہتی یا سمجھتی چلی آ رہی ہے۔ وہ ایک فراڈ ہے۔ وہ قریشی حکمرانوں کا تیار کرایا ہوا ایک ناول یا افسانہ ہے۔ اس کا تعلیمات اسلام اور حقائق قرآنیہ سے چند ناموں اور اصطلاحات کے علاوہ کوئی رشتہ یا تعلق نہیں ہے۔ اور اس کے ثبوت میں ہم نے قرآن کریم سے مفصل دلائل پیش کئے ہیں اور اسی سلسلے کا ایک بیان سابقہ عنوان میں سورہ مومنون (111 تا 23/102) سے سامنے آ چکا ہے۔ اور نہج البلاغہ بھی اس عنوان پر روشنی ڈالے گی۔ اس فراڈ کے لئے دو چیزیں لازم و ملزوم تھیں۔ اول یہ کہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو مٹایا جائے یا مٹنے دیا جائے۔ دوم یہ کہ ہر اسلامی تعلیم کے جواب میں ایک تعلیم گھڑ کے قوم میں پھیلائی جائے۔ چنانچہ قرآن میں جہاں جہاں تحریف کا ذکر ہوا ہے۔ (مثلاً 5/13,5/41 وغیرہ) وہاں یہ بتایا گیا ہے کہ قریشی دانشور قرآن کے معنی بدل کر ایک دوسرا تصور اسلام کے نام پر تیار کر رہے تھے۔ پھر جہاں جہاں آیات کی تکذیب کا تذکرہ ہوا ہے، جو سیکڑوں جگہوں پر ہے۔ وہاں بھی یہ بتایا ہے کہ قریش آیات کے حقیقی تصور کی جگہ ایک خودساختہ تصور رکھ کر اصلی تصور کو جھٹلا رہے ہیں۔ اور اس عملدرآمد میں قریشی قوم اس حد تک چلی گئی تھی کہ اللہ و رسولؐ نے یہ فیصلہ قرآن کے اندر ریکارڈ کر دیا کہ ''رسولؐ کی قوم نے تعلیمات قرآن سے ہجرت کر کے اپنے لئے ہدایات کا دوسرا مرکز اختیار کر لیا ہے (فرقان 25/30 اور 4/60) اور اس دوسرے مرکز کی ہدایات کے ماتحت قریشی لیڈروں سے دو یاروں نے تعلیماتِ رسولؐ کے خلاف ایک اور راہِ عمل اختیار کر لی ہے۔ (فرقان 29 تا 25/27 اور نسا 4/150)

47۔عہدِ رسولؐ کے بعد تعلیماتِ رسولؐ کو جبراً بند کر دیا گیا ورنہ موت۔

یہ بات مع ثبوت گزر چکی ہے کہ پہلی ہی حکومت کے زمانہ سے رسولؐ کے بیانات دینے والوں کو سزائے قتل وقید و بند سے خاموش کر دیا گیا تھا۔ پھر چوتھی مخالف اور حقیقی جانشین حکومت نے بھی لوگوں کو حقیقی تعلیمات پیش کرنے پر قتل وغارت کی سزائیں دیں اور:

48۔عہد معاویہ میں اپنے بزرگ اور اولین خلفا کے فضائل اور جھوٹی و مصنوعی تاریخ تیار کی گئی۔

حکم عام دیا کہ خلفائے ثلاثہ کی شان میں احادیث گھڑی جائیں اور ہر اس حدیث کے مقابلہ پر احادیث تیار کی جائیں جو علیؑ کے لئے رسولؐ نے بیان کی ہو۔ چنانچہ یہ فرمان جاری ہوا کہ:

فَاِذَاجَآءَ کُمْ کِتَابِیْ ھٰذَا فادعوا الناس اِلَی الرِّوَایَۃِ فِی فَضَائِلِ الصَّحَابَۃِ والخلفاء الاولین ولاتترکوا خبرًا یرویہ احدٌ مِنَ المسلمین فی ابی تراب اِلا واتونی بمناقض لَہٗ فی الصحابۃ مفتعلۃ فَاِنّی ھٰذا اَحبّ اِلَیَّ وَاَقرّ لِعَینی و ادحض لحجۃ ابی تراب وشیعتہٗ ۔(شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد3 صفحہ 15-16 طبع مصر)

ترجمہ:''میرے اس خط کے ملتے ہی تم لوگ فوراً لوگوں کو دعوت دو کہ وہ ہمارے مخصوص صحابہ اور پہلے تینوں خلفا کے لئے فضائل کی روایتیں تیار کریں۔ اور کوئی ایسی حدیث نہ رہنے پائے جو لوگوں میں ابوترابؑ کے لئے بیان کی جاتی ہو اور اس کے مقابلہ میں ہمارے صحابہ کے لئے ویسی ہی روایت بنا نہ لی جائے یہ کام مجھے بہت ہی محبوب ہے اور (علیؑ پر غضبناک رہنے والی) میری آنکھوں کو ٹھنڈا رکھتا ہے اور علیؑ اور شیعان علیؑ کی حجت کو توڑتا ہے''

49۔روایات بنتی اور مساجد و مکاتب اور اہلکاروں کے ذریعہ مملکت میں پھیلتی رہیں۔

علامہ ابن ابی الحدید پھر لکھتے ہیں: **فرویت اخبار کثیرۃ فی مناقب الصحابۃ مفتعلۃ لاحقیقۃً لھا . وجدالناس فی روایۃ ما یجری ھٰذَا المجری حتّی اشاد ویذکر ذلک علَی المنابر والقی الٰی معلمی المکاتیب فعلّموا صبیانھم وغلمانھم من ذلک الکثیر الواسع حتی رووہ وتعلّموہ کمایتعلمون القران وحتی علموہ بناتھم و نساءَ ھم وخدمھم وحشمھم فلبثوا اذ لک ماشاء اللہ** (ایضاً جلد3 صفحہ 15-16)

''لوگوں نے کثرت سے صحابہ کے فضائل میں ایسی ایسی روایتیں گھڑ ڈالیں جن کو کوئی اصل وحقیقت نہ تھی ان گھڑی ہوئی روایتوں کو لوگوں نے گزرگاہوں پر چلتے پھرتے مشہور کیا یہاں تک کہ مسجد کے منبروں پر یہ خود ساختہ روایات بیان کئے گئے خود ساختہ معلموں نے اُن کو کتابوں میں لکھا، لڑکوں اور جوانوں کو پڑھایا اور ازبر یاد کرایا پھر یہ تعلیم قرآن مجید کی تعلیم کی طرح جاری ہوگئی اور مسلمانوں کی تمام لڑکیوں،

عورتوں اور گھروں کی کنیزوں اور غلاموں تک کو پڑھایا جانے لگا اور ایک عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔"

50۔علامہ پرویز کا ایک محتاط بیان جس میں قریشی پالیسی اور مذہب کی تیاری کا پتہ۔

"خلفائے بنی امیہ بالعموم حدیث کو بہ نسبت قرآن کے اپنی سلطنت اور استبداد کے لئے زیادہ موجب عافیت سمجھتے تھے۔انہوں نے خود علیؑ کو برسر منبر بُرا کہنے کی رسم ڈالی تھی اور سیکڑوں حدیثیں اُن کے مثالب (مذمت) اور امیر معاویہ "وغیرہ" کے مناقب میں وضع کرائی تھیں۔عہد عباسی میں تو ایک ایک خلیفہ کی پیشین گوئی اور مدح کی حدیثیں وضع ہوئیں۔" (مقام حدیث حصہ اول صفحہ 123)

51۔علامہ ابن جوزی کے حوالے سے حدیثیں گھڑنے کا نواں سبب۔

پرویز اسلام کے حقائق چھپانے اور خلفاء کے مشن پر پردہ ڈالنے میں درجہ کمال رکھنے کے باوجود بعض باتیں لکھنے پر جب مجبور ہوتے ہیں تو وہاں بھی گول گول جملے لکھ کر گزر جاتے ہیں۔مگر قارئین اُن کے بیان سے حقیقتِ حال تک پہنچ سکتے ہیں سنئے کہ وہ علامہ جوزی کے بیان کو کس طرح لکھتے ہیں:"(9) خلفاء وامرا کے مقربین اور حاشیہ نشین اُن کے حسب منشا روایتیں گھڑتے اور اُن کو اپنے تقرب کا ذریعہ بناتے تھے" (ایضاً صفحہ 129)

52۔اسلام کی حقیقی تعلیم کو روکنے اور قریشی تعلیمات جاری کرنے کے نظائر دو ہزار صفحات میں۔

اس عنوان کو باقاعدہ پیش کرنے کے لے دو ہزار صفحات کی ضرورت ہے یہاں تو چلتے چلتے اس قدر دکھانا تھا کہ قریشی قوم، قریشی لیڈروں اور قریشی خلفاء نے روز اول سے اسلامی تعلیمات کو بدل کر پھیلانا شروع کیا تھا۔حکومت پر قبضہ کرتے ہی حقیقی تعلیمات کی نشر واشاعت پر پابندی اور قتل کی سزا عائد کی گئی۔چوتھے خلیفہ معاویہ، نے قریشی خلفا اور قریشی اسلام کے لئے باقاعدہ روایات سازی کا فرمان جاری کیا، لوگوں کو انعامات دیئے۔تیار کردہ تعلیمات کو گھر گھر پہنچایا اور اسلامی تصورات کو اس حد تک بدل دیا کہ حضرت علی علیہ السلام پر ہر مسجد و منبر سے بڑے اطمینان سے لعنت ہوتی رہی اور ہر بعد میں آنے والے خلیفہ نے دین سازی کا کام جاری رکھا۔اُس قریشی اسلام کو سنتے، پڑھتے اور دیکھتے ہوئے نسلیں پیدا ہوئیں چھ سو سال تک دین سازی کی یہ مشین چلتی رہی۔اس کے ساتھ ہی ساتھ حقیقی دین پیش کرنے والوں کا قتل عام ہوتا رہا۔اُن کے تیار کردہ اسلامی ریکارڈ کو تباہ کرنے کی تمام کوششیں اور تلاش جاری رہی اور یہی عنوان ہے جو ہم بلفظہ منہاج نہج البلاغہ سے بھی دکھانا چاہتے ہیں۔تاکہ قارئین یہ نہ کہیں کہ ہم ہی لوگوں پر اسلامی ریکارڈ تباہ کرنے کا جرم عائد کرتے ہیں اور کوئی عالم اس سلسلے میں کچھ نہیں لکھتا۔لہٰذا ہم عنوانات بھی اُن ہی کے لکھیں گے اور اپنی طرف سے (بات غلط ہوتے ہوئے بھی) کچھ نہ کہیں گے۔ملاحظہ ہو:

1۔ کتب مصادر نہج البلاغہ کہاں جمع تھے۔

''دراصل نہج البلاغہ کے مصادر کتب زیادہ تر صاحب ثمانین سید مرتضیٰ متوفی 436ھ کے کتب خانے میں محفوظ رہے ہوں گے اُس خزینة الکتب میں 80 (اسی) ہزار کتابیں تھیں۔(تیمیة الدھر ثعالبی امل الآمل شیخ حُر عاملی صفحہ 487) (نہج المقال صفحہ 232، مجالس المومنین قاضی نوراللہ شوستری مجلس پنجم) اس کتب خانے کے نوادرات کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ وکانت الا صول الاربعمائة والکتب الخمسة آلاف کُلّھا موجودة عنده چار سو کتب اصول اور پانچ ہزار دوسری کتابیں جو از امام اول (علیؑ) تا امام یازدھم (گیارھویں امام حسن عسکریؑ) کے عہد میں تصنیف و تالیف ہوئی تھیں اس میں موجود تھیں (انوار نعمانیہ علامہ نعمت اللہ جزائری صفحہ 394) اس کے معنی یہ ہوئے کہ اصحاب آئمہؑ نے جو مجموعے خطب امیرالمومنین کے جمع کئے تھے وہ سب یہاں موجود تھے۔ ثعالبی نے تیــمیة الدھر میں لکھا ہے کہ سید مرتضیٰ کی وفات کے بعد زیادہ تر کتابیں امراء و وزراء نے حاصل کر لیں تھیں۔ اس کے بعد باقی ماندہ کتابوں کی قیمت کا اندازہ تیس ہزار اشرفی لگایا تھا۔ (امل الآمل صفحہ 487)

تنکابنی نے اس قیمت کا اندازہ اسی ہزار تومان بتلایا ہے۔ (قصص العلما صفحہ 195 طبع ایران) بظاہر سید مرتضیٰ کے بعد بھی اس کتب خانے کی کتابیں بغداد ہی میں ''محفوظ'' رہی ہوں گے۔

2۔ شیعی و اسلامی خزائن کتب کی تباہی۔

لیکن آج یہ مصادر و ماخذ سوائے چند کے محفوظ و موجود نہیں۔ جس طرح سے امیرالمومنینؑ کے دوسرے مجموعہ خطب جن کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے نہیں پائے جاتے۔ اس کا سبب صاف و ظاہر ہے، تاریخ اسلام سے دلچسپی رکھنے والے اس سے واقف ہیں کہ ھلاکو نے 656ھ میں بغداد کو (جہاں سید مرتضیٰ کا خزینة الکتب تھا اور جہاں سید رضی نے نہج البلاغہ کو مرتب کیا تھا۔) تاراج کرنے کے بعد وہاں کے عظیم الشان کتب خانوں کو دجلہ میں پھنکوا دیا تھا۔ اُن کتابوں کی مجموعی تعداد جو دجلہ میں غرق کی گئیں تقریباً چھ لاکھ بتلائی گئی ہے۔ (تجلیات روح ایرانی چاپ برلین صفحہ 85 و تاریخ ادبیات ایران پروفیسر براؤن) بعض کا بیان ہے کہ اُس نے اُن کتابوں کو اینٹ کی طرح چنوا کر گھوڑوں کے لئے اصطبل تیار کرایا تھا۔ (ابن خلدون 3 صفحہ 537) مولوی شبلی نعمانی نے اپنے مضمون ''اسلامی کتب خانے'' میں لکھا ہے کہ بغداد کے بعض مورخوں نے یہاں تک مبالغہ کیا ہے کہ تاتاریوں نے بغداد کے کتب خانے جب برباد کئے اور تمام کتابیں دریا میں ڈال دیں تو دجلہ کا پانی کالا ہو گیا۔ لیکن اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اس فتنے میں بیشمار کتابوں کا نام و نشان جاتا رہا۔ تاتار کا سیلاب بغداد پر محدود نہ تھا بلکہ ترکستان، ماورالنھر، خراسان، بلاد جبل فارس، عراق، جزیرہ، شام ان تمام مقامات سے گزرا اور

جہاں سے گزرا تمام علمی یادگاروں کو مٹاتا گیا۔(رسائل شبلی صفحہ 5,51 طبع امرتسر)۔502ھ میں جب عیسایوں نے طرابلس شام پر قبضہ کیا تو ان لوگوں نے یہاں کے کتب خانوں کو جلا ڈالا۔دراصل صلیبی جنگوں میں عیسایوں نے مصر، شام، اسپین، اور دیگر ممالک اسلامیہ کے کتب خانوں کو بُری طرح جلا کر تباہ کر دیا ہے۔کاونٹ برٹرم سینٹ جیل کے حکم سے جب طرابلس الشام کا کتب خانہ جلایا گیا ہے تو اس میں علاوہ قرآن کے کثیر التعداد نسخوں کے خود عیسایوں کے بیان کے مطابق تیس لاکھ کتابیں تھیں۔(تاریخ ابن الساعی صفحہ 127) (تاریخ تمدن اسلام جرجی زیدان جلد سوم) اسپین میں جب عیسایوں کا غلبہ ہوا تو وہاں کے کتب خانے بری طرح جلائے گئے (ابن خلدون) کارڈی نل، زی، می نس (Cradinal Ximenes) نے تو انتہا کر دی صرف ایک دن میں اسی ہزار کتابوں کو نظر آتش کیا۔

(مقدمه ابن خلدون باب طبعية العمران ويعرض فيه و تاريخ اداب اللغة العربيه جلد سوم جرجی زیدان صفحہ 115 تا 113 طبع مصر)

یہ تو عمومی حیثیت سے مسلمانوں کے کتب خانوں کی تباہی تھی۔لیکن خصوصی اعتبار سے شیعوں کے کتب خانے اور ذخائر جہاں کتب مجامع خطب امیرالمومنین کے محفوظ ہونے کا زیادہ امکان تھا وہ اس سے بھی زیادہ بُری طرح تباہ کئے گئے۔تاتاری کفار و مسیحیوں نے اسلام دشمنی میں اگر اُن کو تباہ کیا تو خود مسلمانوں نے اُن کو تباہ و برباد کر کے اپنی شیعہ دشمنی کا ثبوت دیا۔فاطمئین مصر کا عظیم الشان کتب خانہ جس کا جواب دنیا میں نہ تھا اور جس کے متعلق مصری مورخ استاد علی ابراہیم حسن نے مورخ ابن خلدون کے حوالے سے لکھا ہے کہ؛

لَاغرو فقد عنى الفاطميون عناية خاصة باذديا دعدد الكتب فى المذهب الشيعى حتّٰى كانت مكتبة القصرفى القاهره ،تنافس غيرها مِنَ المكاتب فى العالم الاسلامى ۔

''اس میں کوئی شک نہیں کہ شیعی مذہب کی کتابوں کی زیادتی اور کثرت کے لئے فاطمی خلفا نے خاص طور سے توجہ کی تھی جس کی وجہ سے قاہرہ کے قصر شاہی کا کتب خانہ تمام عالم اسلامی کے کتب خانوں پر سبقت لے گیا تھا'' (تاریخ جواہر الصقلی صفحہ 27 طبع قاہرہ مصر)

یہ عدیم النظیر کتب خانہ صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں بُری طرح تباہ و برباد ہوا۔(کتاب الخطط المقریزی جلد اول صفحہ 254 طبع مصر) مورخ مقریزی نے صاف لکھا ہے کہ اُس کے تباہ کرنے میں یہ جذبہ کام کر رہا تھا کہ: **ان فیھا کلام المشارقة الذی یخالف مذھبھم۔** ''اس میں شیعوں کی کتابیں ہیں جو اُن لوگوں کے مذہب کے مخالف ہیں۔اس طرح 420ھ میں جب سلطان محمود غزنوی نے رَے کو فتح کیا ہے تو وہاں کے شیعہ کتب خانوں کو اس نے جلوا دیا (معجم الادباء یاقوت حموی جلد ششم صفحہ 259 طبع مصر) قاضی ابن عماد الشیعی نے طرابلس الشام میں ایک عالی شان کتب خانے کی تاسیس کی تھی جس میں ایک لاکھ سے زائد کتابیں تھیں۔(دائرۃ المعارف الاسلامیہ صفحہ 242 طبع مصر) یہ کتب خانہ صلیبی جنگ میں برباد ہو گیا۔(اعیان الشیعہ جلد اول صفحہ 433,549)(طبع دمشق) اسی

طرح اسلامی دنیا کا سب سے پہلا عمومی کتب خانہ (پبلک لائبریری) جس کو ابونصر شاپور وزیر بہاء الدولہ شیعی نے 381ھ میں بغداد کے محلّہ کرخ میں قائم کیا تھا یہ کتب خانہ بہت ہی عظیم الشان تھا اس میں دس ہزار سے زیادہ ایسی کتابیں تھیں جو اپنے مصنفین یا مشہور خطاط کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی تھیں۔ اُس عہد میں ہر مصنف اپنی تصنیف یہاں بھیجتا تھا۔ یاقوت حموی جس نے دنیائے اسلام کے ایک سے ایک بہتر کتب خانے دیکھے تھے۔ وہ اس کو توصیف میں کہتا ہے کہ **لم یکن فی الدنیا احسن منها** دنیا میں اُس سے بہتر اور کوئی نہ تھا۔ اس کتب خانے کو مورخین نے دار العلم کے نام سے یاد کیا ہے۔ (**وفیات الاعیان ابن خلکان** جلد اول صفحہ 200 طبع مصر) لیکن شیعوں کا یہ مایہ ناز کتب خانہ 451ھ میں مشہور سنی قائد طغرل بیگ سلجوقی کے بغداد آنے پر جلا دیا گیا۔ (تاریخ الکامل ابن اثیر جلد نہم نمبر 9 صفحہ 121 و جلد دھم صفحہ 3 طبع مصر) یہیں بغداد میں شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن الطّوسی (460-385ھ) کا کتب خانہ کئی مرتبہ جلایا گیا (الاعلام الزرکلی جلد سوم صفحہ 884 طبع مصر) لیکن آخری مرتبہ 448ھ میں اس بُری طرح جلایا گیا کہ بالکل تباہ و برباد ہو گیا۔ (کشف الظنون جلد دوم صفحہ 312 طبقات سبکی جلد 3 صفحہ 15، الاعلام الزرکلی) اسی طرح 549ھ میں اتراک غز (مسلمان ترکوں کا ایک گروہ جو ماوراء النھر میں رہتا تھا ان ترکوں نے خلیفہ مہدی عباسی کے عہد میں اسلام قبول کیا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد یازدھم صفحہ 66 طبع مصر) نے نیشاپور کے کتب خانوں کو تباہ و برباد کیا (ابن اثیر جلد 11 صفحہ 102 طبع مصر) مشہور علم دوست و معارف پرور وزیر صاحب بن عباد شیعی کا عظیم الشان کتب خانہ جو ''دار الکتب رَے'' کے نام سے مشہور تھا۔ اس کو سلطان محمود غزنوی نے اپنی عصبیت کے مظاہرے میں جلا کر تباہ و برباد کر ڈالا۔ (معجم الادباء یاقوت الحموی جلد 6 صفحہ 259 طبع مصر گبن ہسٹری آف رومن امپائر جلد 3)

3۔ ہمارے خزائن کتب کا احیاء کر کے اس میں سے ماخذ نہج البلاغہ تلاش کرو۔

ان حالات میں نہج البلاغہ کے مصادر و ماخذ اور کتب مجامیع خطب امیرؑ المومنین، جو سید رضیؒ و سید مرتضٰی سے پہلے مدون و مرتب کئے گئے تھے وہ سب کے سب کیونکر دستیاب ہو سکتے ہیں؟ ہاں ہمارے ان برباد شدہ کتب خانوں کو واپس لاؤ پھر تم ہم سے سوال کرو یا کتب رجال و تاریخ شیعہ کا مطالعہ کر کے اطمینان حاصل کرو۔ لیکن اس کے باوجود بھی قدماء مورخین و مصنفین کی کتابیں جو ہمارے سامنے ہیں اُن میں نہج البلاغہ کے مندرجات کا پتہ چلتا ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں جتنا کہ نہج البلاغہ میں ہے بلکہ مندرجات نہج البلاغہ کے علاوہ بھی دوسرے خطبات پائے جاتے ہیں۔ جن کا اُسلوب و انداز وہی ہے جو خطب نہج البلاغہ کا ہے۔ اور جن میں الٰہیات و مابعد الطبیعات کے مسائل اسی حکیمانہ انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ جیسے کہ نہج البلاغہ کے خطبہ اشباح و قاصعہ و توحید میں بیان ہوئے ہیں'' (منہاج نہج البلاغہ صفحہ 63-62)

اس عنوان پر ہمیں صرف اتنا کہنا ہے کہ ھلاکو خان نے نہ شیعوں کا کوئی کتب خانہ جلایا اور نہ اہلسنت کے کسی کتب خانے کو کتب

خانہ سمجھ کر جلایا۔اور بس۔

بغداد کو اُس نے اس لئے جلایا تھا کہ وہاں شیعوں کے محلّہ کرخ کو مع اس کے باشندوں (عورتوں، مردوں اور بچوں) کی ایک لاکھ تعداد کو فوج سے گھیر کر جلایا گیا تھا اور یہی وجہ تھی ہلاکو خان کے حملے کی۔حنسوی صاحب اس کا کہیں اشارہ بھی نہیں کرتے۔

☆☆☆☆☆

برائے یاداشت:

برائے یاداشت:

برائے یاداشت:

برائے یادداشت:

برائے یادداشت:

برائے یادداشت:

برائے یاداشت:

برائے یادداشت:

برائے یادداشت:

برائے یاداشت:

فہرست

(جلد اول) تا (جلد ششم)

صفحہ نمبر	عنوان	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	نمبر شمار
41	حمدِ خداوندی کا طریقہ؛ ذاتِ خداوندی سے تعارف؛ صفاتِ خداوندی کا صحیح استعمال؛ تخلیق کائنات، تخلیقِ آدم، کعبۃ اللہ اور حجِ بیت اللہ۔	1	1	1	1
126	اللہ کی حمد وثنا کیوں ضروری ہے؟ ''مقام آلِ محمدؑ ''علوم خداوندی اور دین کا ذخیرہ ہے؛ حقِ حکومت وہدایت آلِ محمدؑ میں محدود ہے؛	2	2	2	2
161	غاصبانِ حکومتِ خیرُ البشر، قریشی حکومت وجاہ وجلال کی قیمت علیؑ کی نظر میں، علیؑ نے خلافت کیوں قبول کی؟ عہدِ خداوندی،	3	3	3	3
403	محمدؐ وآلِ محمدؑ باعث ہدایت ونجات ہیں؛ نوعِ انسان کو ارتقا کی بلندیوں پر لے جانے والے ہیں؛ علیؑ صراطِ مستقیم پر برابر سنگ میل کی طرح سامنے کھڑے رہے؛ علیؑ حق وباطل کے دوراہے پر کھڑے ہوئے راہنمائی فرمارہے ہیں؛	4	4	4	4
437	عہد رسالتؐ میں پیدا ہونے والے فتنوں کا بحر مواج عہد مرتضویؑ میں تباہ کاریاں مچا رہا تھا اور فتنوں کے سیلاب سے گزرنے اور اُسے ناکام کرنے کے لئے نجات کی کشتیاں برسر کار آ گئی تھیں۔	5	5	5	5
458	حاکم وخلیفہ تسلیم کر لینے والے اگر مسلح بغاوت کریں اور امن عامہ کو درہم برہم کریں تو اُن سے آخری سانس تک جنگ جائز ہے؛ غداری کرنے والے خواہ مسلمان ہوں اُن کو تلوار کی دھار پر رکھنا عین تعلیمات اسلام کے مطابق ہے؛	6	6	6	6
464	قریش کا اسلام اور توحید پرستی ابلیس کے اصولوں کے ماتحت اور اُس کی تعلیمات کے عین مطابق تھی؛ ابلیس نے قریش کو اپنا نمائندہ بنا کر اپنا مشن اُن کے سپرد کر دیا تھا؛	7	7	7	7
507	خلیفہ مان کر مجمع عام میں بیعت کر کے معاہدہ شکنی کرنے والے صحابہ پر تنقید؛ بیعت کرنے کے بعد مخالفت کرنے والوں سے دلیل کا مطالبہ؛	8	8	8	8
540	سنجیدگی اور دانش کا دوسرا نام علیؑ ہے۔ گیدڑ بھبکیاں بزدلی کی شناخت ہے۔	9	9	9	9

نمبر شمار	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	عنوان	صفحہ نمبر
10	10	10	10	ابلیسی حملے کی تیاریوں پر تنبیہ اور تباہ کن انتظام؛ علیؑ کو ہرگز فریب نہیں دیا جا سکتا۔	547
11	11	11	11	دشمنانِ خدا اور سولؐ سے جنگ کا طریقہ: پہاڑ کی طرح جم کر کھڑا ہونا اور دشمن کی آخری صفوں پر نظر رکھنا؛ سر و سینہ اور جان اللہ کو سپرد کر دینا؛ افواج کی کثرت کو حقیر سمجھنا؛ نصرتِ خداوندی پر یقین رکھنا۔	548
12	12	12	12	قیامت تک پیدا ہونے والے تمام دوستدارانِ اہلبیتؑ حضرت علی علیہ السلام کے انصار اور مجاہدین میں شریک و شمار ہیں۔	552
13	13	13	13	عائشہ، طلحہ اور زبیر کی اور جنگ جمل میں ان کے مددگاروں کی حالت اور مذمت؛ بصرہ اور اہل بصرہ کی پوزیشن، اُن کو نصیحت اور تنبیہ کے ساتھ ساتھ مذمت۔	560
14	14	14	14	بصرے کا جائے وقوع سطح سمندر سے نیچے تھا۔ اس لئے سمندری طوفان کے پانی کی زد میں فرمایا تھا اور سطح مرتفع کی بہ نسبت آسمان سے دُور فرمایا۔	607
15	15	15	15	حقوق انسانیت کا علمبرؑدار۔ قیام عدل کی انتہائی حدود۔ تقسیم دولت و وسائل کا طریقہ۔	610
16	16	16	16	حضرت علیؑ اپنے منہ سے نکلنے والی ہر بات کے لئے ذمہ دار ہیں۔ آپؑ کو تمام حالات و واقعات اور حادثات کی پہلے سے اطلاع اور علم حاصل تھا۔ آپؑ نے خلافِ واقعہ کوئی بات کی ہی نہیں نہ کبھی جھوٹ بولا نہ حقائق کو پوشیدہ رکھا۔ مومنین کے لئے فوری اقدامات کیا ہیں؟	681

☆☆☆☆☆

صفحہ نمبر	عنوان	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	نمبر شمار
722	----	16	16	16	1
758	ایسے دو قریشی لیڈروں کا تذکرہ جو نزول قرآن کے دوران نظام اجتہاد مسلمانوں میں لائے اور بعد وفاتِ رسولؐ قرآن کے خلاف حکومت و شریعت کے بانی ہوئے۔ جو گمراہی پھیلانے میں اور قیامت تک آنے والے لوگوں کو گمراہ کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ جو فتنہ و فساد اور بدامنی کے موجد ہیں۔ خون ناحق اُن کے فیصلوں پر چیخیں مار رہے ہیں۔ قرآن کی غلط تنفیذ اُن کا دینی مشغلہ ہے۔	17	17	17	2
804	نظام اجتہاد کا امام یعنی قرآن میں مذکور طاغوت: اجتہادی احکام میں اختلاف ترقی کا پیش خیمہ ہے؛	18	18	18	3
879	حضرت علی علیہ السلام کو صورت شکل، ظاہری خلوص و خدمت دھوکا نہ دے سکتی تھی۔	19	19	19	4
889	موت کے وقت وہ تمام حالات قلب و نظر اور جسم و روح پر عملاً وارد ہوتے ہیں جن کو کانوں سے سن کر سرسری طور پر ٹال دیا جاتا ہے۔	20	20	20	5
892	منزل پر بہر حال پہنچنا ہے خواہ خوشی خوشی پہنچو یا دھکیلنے والوں کے دھکوں سے پہنچو؛	21	21	21	6
898	حضرت علیؑ کو دشمن کی جنگی تیاریوں کی اطلاع ملی تو اپنے صحابہ کو اپنے ارادوں سے خبردار کیا۔ اپنے برحق ہونے اور دشمن کے باطل پرست ہونے پر گفتگو؛	22	22	22	7
908	ہر ذی حیات کے لئے ہر لحہ مقدرات و قوانین کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ اُن لوگوں کے لئے محتاط طرز زندگی جو مذکورہ مقدرات و قوانین سے رابطہ نہیں رکھتے؛	23	23	23	8
917	حق کی مخالفت کرنے والے گمراہوں سے جنگ ہو تو اُن کی رعایت کرنا اور اُن سے دب جانا علیؑ کا کام نہیں۔ اگر تم اللہ کی ہدایات پر عمل کرو تو علیؑ تمہاری کامیابی کا ضامن ہے۔	24	24	24	9
931	بُسر بن ارطاۃ اور دیگر چھاپہ ماروں کی تاخت و تاراج کی اطلاع ملنے پر اور بھگوڑی نسل کے عبیداللہ بن عباس کے اپنی جان بچا کر اور ننھے بچوں کو بھینٹ چڑھا کر بھاگ آنے پر علیؑ کا ردّ عمل۔	25	25	25	10
940	محمدؐ پوری کائنات اور کائنات میں موجود مخلوقات کو متنبہ کرنے کے لئے مبعوث کئے گئے تھے۔ اہل بیتؑ کے علاوہ کوئی بھی حضرت علیؑ کا ناصر و مددگار نہ تھا اور خانوادہ رسولؐ کو محفوظ رکھنے کیلئے علیؑ نے صبر کیا اور تکلیفیں برداشت کیں	26	26	26	11
1019	جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے اللہ نے اپنے مقرر و مخصوص کردہ حکمرانوںؑ کے لئے کھولا ہے جہاد ذمہ داریوں کی پوشاک ہے اللہ کی عطا کردہ زرہ اور سپر ہے۔ غدار ساتھیوں کی مذمت اور پوزیشن۔	27	27	27	12

نمبر شمار	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	عنوان	صفحہ نمبر
13	28	28	28	زمانۂ رجعت وقیامت	1100
نمبر شمار	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	عنوان	صفحہ نمبر
14	29	29	29	ایک ہمہ گیر، بے باک اور مطمئن رأہنما دب کر بات نہیں کرتا۔ مخاطب خواہ کوئی ہو اُسے یہ محسوس ہونا چاہئے کہ مقرر یا خطیب نہ کسی سے ڈرتا ہے نہ کسی کا محتاج ہے اور نہ موقع پرست ہے۔	1180
15	30	30	30	قریشی لیڈر اور سرداران قوم عثمان کے مخالف ہو گئے ان کی مخالفت عثمان کے قتل کا سبب بن گئی۔ عثمان اور اس کے مخالف وحمایتی تینوں سے مواخذہ ہو گا۔	1255
16	31	31	31	حضرت علی السلام کا وہ خطبہ جس میں عبداللہ بن عباس کو زبیر کے پاس زبانی پیغام دے کر بھیجا تھا تا کہ جنگ جمل سے پہلے پہلے اسے اپنی اطاعت کی دعوت دے کر اس پر اتمام حجت کر دیں۔ اس خطبہ میں عبداللہ ابن عباس کو بھی نصیحت فرمائی ہے کہ وہ صرف زبیر سے ملے طلحہ سے بات نہ کرے۔	1295
17	32	32	32	عہدِ مرتضویٰ کے مسلمانوں کا دینِ اسلام سے تعلق اور عمل درآمد، مسلمانوں کی چار بڑی بڑی قسمیں، منبر نشین لُٹیرے اور متقی ومقدس قزّاق۔	1318
18	33	33	33	عربوں پر حکومت کرنے والوں کی اور عربی مملکت کی قیمت حضرت علیؑ کے شکستہ جوتے سے بھی بہت کم تھی۔ حضرت علیؑ کا مشن باطل کو مٹا کر حق قائم کرنا تھا۔	1356
19	34	34	34	حضرت علیؑ قریش کو عہد رسولؐ میں ان پر گزرنے والی حالت کا مرقع دکھاتے ہیں۔ قرآن کریم میں پیش کردہ نظارہ ان کے سامنے رکھتے ہیں۔	1419

☆☆☆☆☆

نمبرشمار	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	عنوان	صفحہ نمبر
1	35	46	46	سفر سے پہلے خود کو اور اپنے اہل وعیال کو اللہ کے سپرد کرنا۔ اللہ کو ہم سفر بھی بنانا اور اپنا خلیفہ بھی مقرر کرنا۔	1439
2	36	48	48	فوج کے آگے آگے ایڈوانس گارڈ (Advance Guard) کو سفر کی ہدایات کے ساتھ بھیجنا۔ باقی فوج اور سرداران فوج کو سفر کا پروگرام اور مقصد سمجھانا۔	1447
3	37	54	55	معاویہ اور طرفداران معاویہ کے ساتھ جہاد وقتال اسی طرح واجب تھا جس طرح کفارِ مکہ کے ساتھ واجب تھا۔ دونوں مخالفِ اسلام تھے۔ علیؑ موت سے کسی حال میں نہیں ڈرتے تھے۔ نورِ مرتضویؑ کی جھلک باعثِ ہدایت ہوتی ہے۔ گمراہی واضح کردینے کے بعد اہل شام کا قتل جائز تھا۔۔	1492
4	38	65	64	جنگ صفین میں بہادرانہ کارزار کے متعلق ہدایات سے پہلے اللہ کو مدد و مددگار بنانے کی تاکید کی ہے۔ اللہ اور اللہ کے جانشینؑ کی نصرت میں جنگ کرنے کا یقین کامیابی کا ضامن ہے۔ اسلحہ کو استعمال سے پہلے پہلے ملاحظہ کرلو۔ دوران جنگ وقار انسانیت برقرار رکھو۔	1524
5	39	106	105	عرب کے معزز اور بہادر کہلانے والے لوگوں کے ایک دستے کا جنگ صفین میں پسپا ہونا اور حضرت علی علیہ السلام کا اظہار تکلیف کرنا۔	1562
6	40	197	204	مسلمانوں کو آپس میں گالیاں دینے سے منع فرمایا ہے اور جنگ صفین کے دشمنوں پر صحیح تنقید کا طریقہ سکھایا ہے۔	1568
7	41	198	205	حضرت علی علیہ السلام حضراتِ حسنینؑ کے تحفظ کے ذمہ دار تھے۔ تاکہ اللہ کا وعدہِ ذبح عظیم (الصّٰفّٰت 108۔107/37) پورا ہوسکے۔ اور رسولؐ اللہ کو سری و جہری شہادت کا درجہ مل جائے۔ حسنینؑ سے متعلق باقی خدائی پروگرام کا مادی اور انسانی انتظام رکھنا بھی حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح فرمادیا ہے۔	1571
8	42	122	121	دوران جہاد بہادروں کا فریضہ ہے کہ اپنے کمزور ساتھیوں کی حفاظت اور مدد کریں اور انہیں کمزوری کا احساس نہ ہونے دیں۔	1573
9	43	124	122	جنگ کے اطوار اور ایسے اقدامات جن سے ہمت میں بلندی اور دشمن میں احساس ناکامی وقوع میں آئے۔	1576
10	44	51	51	پانی حاصل کرنے کیلئے جنگ کرنا جائز ہے مگر کسی پر پانی بند کردینا اسلامی اخلاق کے خلاف ظلم ہے۔ جنگ جوئی کرنے والوں سے جنگ نہ کرنا توہین انسانیت ہے۔	1581

نمبر شمار	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	عنوان	صفحہ نمبر
11	45	121	120	کسی صورت حال یا واقعہ کی تحقیق یا تفتیش کا لاجواب طریقہ۔	1626
12	46	125	123	صاحبِ قرآن کسی ایسی دعوت کو رد نہیں کرسکتا جو قرآن سے متعلق ہو۔ قرآن کے فیصلے اللہ کے فیصلے اور حدیث کے فیصلے رسولؐ کے فیصلے ہیں۔	1639
13	47	176	175	ملاؤں نے خود دو اشخاص کو علیؑ اور معاویہ کے درمیان فیصلہ کرنے کیلئے انتخاب کیا تھا۔ حضرت علیؑ نے ان دونوں کو سو فیصد قرآن سے فیصلہ کرنے کا پابند کردیا تھا۔	1665
14	48	199	206	تحکیم پر حضرت علی علیہ السلام کی فوج نے اصرار کیا جنگ جاری رکھنے سے انکار کردیا اور حقیقی جان نثار مومنین جنگ کرتے کرتے نڈھال ہو چکے تھے۔	1678
15	49	238	235	اپنے مخالفوں کی حقیقی پوزیشن یہ بتائی ہے کہ وہ سب کے سب بدقماش، بدنہاد، کمینہ اور مخلوط النسل مخلوط النسب لوگ تھے۔	1688
16	50	35	35	حمد و ثنائے خداوندی ہر حالت میں لازم ہے۔ توحید خداوندی اور اس کے متعلقات کا اقرار و اعلان کرنا بھی حمدِ خداوندی میں شامل ہے۔	1694
17	51	40	40	خارجی نعرہ ''لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہ'' لَاحُکْمَ اِلَّا لِلّٰہ کی تصدیق اور خارجیوں کی تردید کی ہے۔	1722
18	52	57	58	''کَلَّمَ بِهِ الْخَوَارِج'' حضرت علی علیہ السلام ان مسلمانوں کو مخاطب فرما رہے ہیں جنہوں نے تلواریں کھینچ کر علیؑ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اور قتل و گرفتاری کی دھمکی دے کر جنگ صفین رکوائی،	1735
19	53	127	125	''خارجیوں کے متعلق فیصلہ کُن خطبہ'' ایک شخص کے کفر پر دوسروں کو کافر سمجھنا غلط ہے۔	1740
20	54	183	182	بنی طے کے خارجی کو ڈانٹنا.	1751
21	55	180	179	اس خطبے میں اس شخص کو مخاطب فرمایا ہے جسے علیؑ نے اس گروہ کی خبر لینے کیلئے بھیجا تھا جو خارجیوں کی جماعت میں داخل ہونے کے لئے جا رہی تھی۔	1752
22	56	78	77	آپؑ نے خارجیوں کی سرکوبی کے لئے فوج کو روانگی کا حکم دیا تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ: **یا امیر المومنین ان سرت فی هذا الوقت خشیت ان لا تظفر بمرادک من طریق علم النجوم فقال علیه السلام** یا امیر المومنین اگر آپ نے اس وقت سفر کیا تو میں بڑی عاجزی سے عرض کرتا ہوں کہ علم نجوم کی رو سے آپ اپنی مراد میں کامیاب نہ ہوں گے۔ اُس کو یہ خطبہ مطمئن کرتا ہے۔	1756

نمبرشمار	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	عنوان	صفحہ نمبر
23	57	58	59	حضرت علی علیہ السلام نے خوارج پر حملہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو بتایا گیا کہ خارجی لوگ نہروان کا پل پار کر کے دوسری طرف نکل چکے ہیں۔تب آپ نے یہ فرمایا:۔	1759
24	58	59	59	لوگوں کا یہ سمجھنا کہ تمام خارجی ختم ہوگئے غلط تھا۔حضرت علی علیہ السلام بتاتے ہیں کہ نہ تمام خارجی ختم ہوئے اور نہ ابھی ختم ہونے والے ہیں۔	1760
25	59	60	59	اپنے بعد خوارج کو قتل کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔وہ لوگ جو حق کو تلاش کریں اور غلطی سے حاصل نہ کرسکیں ان سے بہرحال بہتر ہوتے ہیں جو حق کے بجائے باطل کی تلاش کریں اور غلطی کئے بغیر باطل کو حاصل کرلیں۔	1761
26	60	36	36	خارجیوں کو ان کی تباہی و بربادی سے خبردار کیا گیا تھا۔انہیں قیامت میں حساب و مواخذہ سے بھی ڈرایا گیا تھا۔3۔انہیں نافرمانی اور عہد شکنی کا منظر دکھایا گیا تھا۔	1762
27	61	83	82	عمرو بن العاص کی تمام خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔نابغہ (حرامکارہ) کا بیٹا، تہمت تراش، کاذب، وعدہ خلاف، بے حیا، کمینہ بھکاری، بخیل، خیانت کار، سنگدل، مکار و حیلہ ساز۔تلوار سے بچنے کے لئے اندام نہانی پیش کرنے والا ہے۔	1791
28	62	43	43	علیؑ کے صحابہ نے ملک شام اور معاویہ پر فوج کشی کا تقاضا کیا تو انہیں صبر سے جنگ کی تیاری کا مشورہ دیا۔	1799
29	63	161	160	اس قدر علم و فضیلت و قربِ رسالت کے باوجود رسولؐ کی مخاطب قوم نے حضرت علی علیہ السلام کو کیسے ان کے حقوق اور حکومت سے دور رکھا؟	1808
30	64	120	119	خطبہ کا پس منظر یہ تھا کہ: دوبارہ ملکِ شام پر حملہ کا حکم دیئے جانے پر لوگ طرح طرح کے حیلے بہانے تیار کرتے اور حضورؑ کو بحثوں میں الجھاتے رہتے تھے۔	1827
31	65	191	198	نظم و ضبط و تدبر و دور بینی میں حضرت علی علیہ السلام اور معاویہ ابن ابی سفیان کا مقام؟ حضرت علیؑ کو مکر و فریب کے ہتھکنڈوں سے دھوکہ نہیں دیا جاسکتا تھا۔	1833
32	66	179	178	حضرت علیؑ اللہ کی تقدیرات اور فیصلوں اور آزمائشوں پر راضی اور شکرگزار تھے۔ علیؑ کو مانتے ہوئے اطاعت نہ کرنے والے فرقہ کا وجود۔	1838
33	67	117	116	حضرت علی علیہ السلام کے مستند و مقبول صحابہ جن کی قوت و جرأت و فداکاری کی خود علیؑ نے مدح کی ہے۔	1851
34	68	72	71	مروان کے متعلق حضرت علی علیہ السلام کی پیشگوئی۔	1860
35	69	137	135	طلحہ اور زبیر پر بے انصافی کا الزام، عثمان کا خون بہانے والے۔	1869

نمبر شمار	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	عنوان	صفحہ نمبر
36	70	196	203	طلحہ و زبیر اور سردارانِ قریش حضرت علیؑ سے بھی نظام مشاورت اور مساعدت کا قیام چاہتے تھے۔	1901
37	71	168	167	عائشہ طلحہ اور زبیر اپنی فوج اور اونٹ کے ساتھ بصرے کی طرف چلے گئے تو ان کا مقصد اسلام کی جگہ دورِ قبل نبوت کو واپس لانا بتایا گیا تھا۔	1913
38	72	171	170	حکومت و خلافت کے لالچی ہونے کا جواب دیا ہے۔	1918
39	73	148	146	طلحہ و زبیر دونوں الگ الگ اور بیک وقت خلافت حاصل کر لینے کی اسکیمیں رکھتے اور ایک دوسرے سے چُھپاتے تھے۔	1933
40	74	173	172	وعدۂ خداوندی ہر قدم پر پورا ہوتا چلا گیا۔ 1۔ جو شخص اللہ سے نصرت کا وعدہ لے چکا ہو وہ جنگ اور فوج کشی کی دھمکیوں سے کیسے خوفزدہ ہوسکتا ہے؟	1939
41	75	169	168	جنگ جمل کے سلسلے میں جب علیؑ مع اپنی فوج کے بصرے کے قریب پہنچے تو بصرے کی ایک قوم کا قاصد حاضر ہوا اور عائشہ اور طلحہ و زبیر کی پوزیشن پر سوالات کئے اور نتیجہ میں قاصد ایمان لایا اور بیعت کرکے خادموں میں داخل ہوگیا۔	1944
42	76	209	216	طلحہ بن عبید اللہ اور عبدالرحمٰن ابن عتاب بن اُسید کو میدان جنگ میں مقتول پڑا دیکھ کر افسوس فرمایا ہے۔	1956
43	77	96	95	اللہ کا مہلت دینا ظالموں کے لئے تباہ کن موقع فراہم کرنے کے لئے ہوتا ہے۔	1963
44	78	97	96	بنی امیہ کا مسلسل ظلم و ستم جاری رکھنا۔ ہر حرام چیز کو اسلام میں حلال کرلیں گے۔	1973
45	79	74	73	بنی اُمیہ نے بھی طلحہ و زبیر کی طرح حضرت علیؑ پر قتل عثمان کی تہمت لگائی، حالانکہ بنی اُمیہ تمام حالات اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے۔	1988
46	80	76	75	خراج کی وصولی پر بنی اُمیہ کو دھمکی دی گئی ہے۔ حکومت اور واجبات حکومت کو اپنی موروثی چیز فرمایا ہے۔	1994
47	81	39	39	قریشی صحابہ کیسے چپ سادھے رہتے تھے؟۔ قریش کا نطفۂ نا تحقیق ہونا، بے غیرت و بے دین ہونا۔	2001
48	82	68	67	صحابہ کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام کی نرمی اور مدارات۔	2004
49	83	118	117	حضرت علیؑ کا مقام ''مرکز و محورِ کائنات'' اور قطب اُمت ہے۔	2009
50	84	116	115	تمہیں جان و مال و قوت و اختیار و اقتدار بخشا گیا ہے۔ بخشی ہوئی اور مفت ملی ہوئی چیزوں کو بھی نہ بخشا اور مفت نہ دینا شریفوں کا کام تو نہیں ہے۔	2015

نمبرشمار	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	عنوان	صفحہ نمبر
51	85	123	121	معرکہ جنگ میں شور وغوغا ناپسندیدہ عمل ہے۔ اپنا حق لے کر چھوڑنے کا تقاضا کیا گیا ہے۔	2019
52	86	131	129	پراگندہ دل ودماغ رکھنے والے مومنین سے تعلق رکھنا۔	2022
53	87	165	164	بزرگوں کا چھوٹوں سے اور چھوٹوں کا بزرگوں سے کیسا سلوک ہونا چاہیئے؟۔	2054
54	88	167	166	حضرت علی علیہ السلام کی بیعت مکمل ہوتے ہی صحابہ کی ایک قوم نے علیؑ پر تقاضا کیا تھا کہ عثمان پر جمگھٹا کرنے والوں سے باز پرس کریں۔	2062
55	89	203	210	نصرت خداوندی سے منہ موڑنے والا اور دین کو ترقی دینے سے جی چرانے والا کون شخص کہلائے گا؟	2067
56	90	211	238	دین خداوندی کو وراثت میں لینے کے لئے اللہ کا شکریہ ادا کرنا لازم ہے۔	2074
57	91	73	72	حضرت علیؑ ابوبکر وعمر کی پیروی سے انکار کر کے خلافت وحکومت کو ٹھکرا چکے، لوگ عثمان کی بیعت کا ارادہ کر رہے ہیں۔	2081
58	92	235	237	خلیفہ عثمان نے عبداللہ ابن عباس کی معرفت حضرت علی علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپؑ کچھ دن کیلئے مدینہ سے باہر چلے جائیں تاکہ عثمان کے مخالف حضرت علیؑ کو خلیفہ بنانے کی جلدی میں عثمان پر معزولی کا زیادہ دباؤ نہ ڈالیں۔	2086
59	93	208	215	قریش اور قریش کے مددگاروں کے مقابلے میں اللہ سے مدد کا ہاتھ طلب کرنا یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ آپؑ خود قریش کے قبیلے سے نہ تھے۔	2094
60	94	103	102	رسولؐ کی بعثت کے زمانہ میں ان عربوں میں سے یا ان کے آباؤ اجداد میں سے کوئی نہ تو کسی الہامی کتاب کی تلاوت کرتا تھا نہ کسی نبیؑ کی نبوت کا دعویدار تھا یعنی عرب خالص بے دین اور بے دینوں کی اولاد تھے۔	2119

☆☆☆☆☆

نمبر شمار	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	عنوان	صفحہ نمبر
1	95	126	124	بڑے لیڈروں کو عوام کے برابر کردیا گیا	2143
2	96	37	37	اسلامی تبلیغ واقدامات کا وہ دور جب کوئی سامنے نہ آتا تھا۔کوئی زبان نہ کھولتا تھا۔اور حضرت علیؑ اعلانیہ اسلامی خدمات انجام دے رہے تھے	2170
3	97	38	38	شُبہ کی وجہ تسمیہ! اُس کا حق سے تشابُہ ہونا ہے۔	2183
4	98	41	41	وفا اور سچائی دونوں کا مستقل ساتھ ہے اور میں ان دونوں سے بڑھ کر کسی اور چیز کو محافظ نہیں جانتا ہوں	2194
5	99	42	42	عاقبت کے لئے بھی اور دنیاوی ترقی کے لئے بھی سب سے بڑی رکاوٹیں؟ اور سب سے زیادہ ڈرنے کی چیزیں؟	2207
6	100	44	44	مَصْقَلَه ابن هُبَيْرَه گورنر تھا اُس نے اپنی قوم کے قیدیوں کو قرض پر رہا کرالیا تھا۔مگر پورا قرض ادا نہ کرسکنے کی بنا پر معاویہ سے جاملا تھا۔	2212
7	101	45	45	اللہ کی رحمت کی وسعتیں،اس کی نعمتوں کی عمومیت، اللہ کی بخششوں کی فراوانیاں۔	2216
8	102	47	47	کوفہ شہر پر آنے والی آفات کا اور کوفہ کے بُرا چاہنے والوں کی تباہی پر چند اشارات۔	2224
9	103	49	49	ذات خداوندی کی عظمت اور ہمہ گیری۔	2229
10	104	50	50	فتنوں کے پیدا ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب ذاتی یا جماعتی یا قومی خواہشوں اور مصلحتوں کی پیروی ہے۔	2233
11	105	52	52	دنیا فنا کی طرف بڑھانے میں کوشاں ہے اور اپنے ختم ہوجانے کا اعلان کررہی ہے۔	2240
12	106	53	54	میری بیعت کرنے کیلئے لوگ لوگوں پر گرے پڑ رہے تھے جیسے پیاسے اونٹوں کو آزاد چھوڑ دیا گیا ہو۔	2247
13	107	57	56	خطبہ کا پس منظر۔ محمدؒ بن ابی بکر کی شہادت کے بعد معاویہ نے عبداللہ ابن عامر حضرمی کو بصرہ بھیجا تاکہ وہ اہل بصرہ کو از سر نو قتل عثمان کے انتقام کے بہانے حضرت علی علیہ السلام کی مخالفت پر آمادہ کرے۔	2255
14	108	56	57	معاویہ کے تسلط اور اس کے عمل درآمد کی پیش گوئی۔	2262
15	109	61	60	حضرت علی علیہ السلام نے ان صحابہ رضی اللہ عنھم کو جواب دیا ہے جو چاہتے تھے کہ علی علیہ السلام تنہا راتوں کو نہ نکلا کریں۔	2289

نمبر شمار	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	عنوان	صفحہ نمبر
16	110	62	61	دنیا کی مضر چیزوں سے حفاظت کا سامان دنیا کے اندر ہی فراہم کر دیا گیا ہے۔	2293
17	111	63	62	دنیا میں کامیاب رہنے کا طریقہ۔ دنیا کو آخرت بنا لینے یا آخرت سے بدلنے کی کوشش	2296
18	112	64	63	صفات و عجائبات خداوندی پر علم اور بیانات	2300
19	113	66	65	قریش کی دلیل اور خلافت کو باطل قرار دیا ہے۔	2305
20	114	67	66	''جب مصر کی حکومت کا پٹہ محمدؓ بن ابی بکر کی گردن میں پہنا دیا اور وہ وہاں قتل کر دیئے گئے تو علیؑ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا:	2307
21	115	69	68	حضرت علی علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاقات کی اور قریش کی شکایت سُن کر بددعا کرنے کا حکم دیا۔	2316
22	116	70	69	عراق میں قریشی صحابہ کی مذمت اُنہیں اہل عراق فرما کر کی ہے	2319
23	117	71	70	محمدؐ کی حقیقی پوزیشن درود یا صلوٰۃ کی صورت میں وہ تمام گزری ہوئی تعلیمات و رسوم و عبادات ورواجات کے ختم و مکمل کرنے والے اور تمام بند دروازوں اور روکی ہوئی تعلیمات وعبادات کو کھولنے والے ہیں۔	2323
24	118	75	74	''حضرت علی علیہ السلام کم از کم کیسا آدمی پسند کرتے تھے۔''	2331
25	119	77	76	مغفرت طلب کرنے کا دل نشین و اثر انگیز طریقہ سیکھئے	2333
26	120	79	78	عام عورتوں کی قانونی پوزیشن۔	2335
27	121	80	79	زہد اور پاکدامنی پر بنیادی ہدایات۔	2339
28	122	81	80	دنیا اور دنیا کی کیفیات اور اہل دنیا کی پیچیدہ اور دلچسپ صورت حال	2343
29	123	82	81	اللہ کی ذات پاک پر ایمان افروز اور حقیقت کُشا بیانات	2345
30	124	84	83	چند صفاتِ خداوندی تاکہ قریشی ساخت کے علما کا مُنہ بند رہے۔	2367
31	125	85	84	چند صفاتِ خداوندی، ان کی افادیت، اور استفادہ کا طریقہ۔	2370
32	126	86	85	نظام اجتہاد اور مجتہدین کی مذمت	2377
33	127	87	86	قریشی مجتہدین کا اور اللہ کا طریقہ کار اور بنی اُمیہ کا تسلط	2391
34	128	88	87	زمانہ فترۃ یعنی حضرت عیسیٰؑ کے بعد ظہور محمدؐ تک کے مختصر حالات،	2397
35	129	89	88	اللہ اور کائنات سے ہلکا سا مگر مفید تعارف:	2401

صفحہ نمبر	عنوان	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	نمبر شمار
2409	عجیب خطبات میں سے ایک لاجواب و بے پناہ خطبہ:	89	90	130	36
2463	خلافتِ قریش کا جنازہ نکل گیا تو قریش سمیت سارے مسلمان مجبور ہوئے کہ وہ خلافت حضوؐر کے حوالے کریں جو اللہ رسوؐل اور قرآن کے خلاف غصب کی تھی۔	90	91	131	37
2472	سَلُوْنِي کے ماتحت ایسے دعوے جو غیب دانی کی دلیل ہیں	91	92	132	38
2481	اللہ کی صفات سے اس خطبے کی ابتدا فرمائی ہے انبیاء علیہم السلام اور ان کا شجرہ اور کارکردگی	92	93	133	39
2486	اعلان نبوت سے پہلے قریش نظام اجتہاد پر عمل پیرا تھے۔	93	94	134	40
2488	آنحضرتؐ کی چند صفات اور حضوؐر کے خاندان کی عظمت بیان فرمائی ہے۔	94	95	135	41
2494	دنیا میں رہنے کا کامیاب و پسندیدہ طریقہ؟	97	98	136	42
2499	اللہ، محمدؐ اور آلِ محمدؐ۔ اُن کی صفات اور مقام	98	99	137	43
2555	اللہ کی بنیادی صفات، حضرت علیؑ کی مخالفت اور نافرمانی جرم ہے	99	100	138	44
2560	قیامت میں اہل محشر کا حال۔2۔فتنوں کے آنے کا نظارہ۔	100	101	139	45
2565	دنیا اور اس کا سامان، اللہ کے رحم کا حق دار، عالم کو مرتبہ شناس ہونا چاہئے۔	101	102	140	46
2570	نبیؐ کی بزرگی صفات اور کارکردگی۔قریش کو دنیا کی لذتیں اور سہولتیں کب ملیں؟	103	104	141	47
2578	اسلام، رسوؐلِ اسلام اور مسلم صحابہ کا ایسا حال،	104	105	142	48
2586	اللہ کی صفات مخلوقات کے وجود سے بھی ابھرتی ہیں۔	106	107	143	49
2594	اللہ کی صفات عملی صورت میں بیان فرمائی ہیں۔انسانوں کا حال دکھایا ہے	107	108	144	50
2615	پورا دین نماز ہے۔	108	109	145	51
2623	دنیا سے متنفر کر کے خبردار رہنے کا ہر پہلو سے اہتمام کیا ہے۔	109	110	146	52
2635	ملک الموت کو نہ سمجھ سکنے والے ملک الموت کے خالق کو کیسے سمجھیں گے؟	110	111	147	53
2642	دنیا کی پوزیشن علی علیہ السلام کی نظر میں دنیا میں رہنے کیلئے بنیادی کام۔	111	112	148	54
2647	اللہ پر ایمان کی کئی صورتیں۔حمدِ خداوندی اور نعمت کا رشتہ۔	112	113	149	55
2657	قحط سالی میں اللہ سے بارش طلب کرنے کا کامیاب طریقہ	113	114	150	56
2661	پردہ غیب میں لپٹی ہوئی تمام چیزوں اور حقیقتوں کے علم کا دعویٰ۔	114	115	151	57
2665	دینِ خداوندی کا مکمل علم حضرت علیؑ اور اہل بیتؑ کے پاس تھا۔	118	119	152	58

نمبر شمار	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	عنوان	صفحہ نمبر
59	153	128	126	غیبی اطلاعات پر خطبہ۔	2668
60	154	129	127	عہدِ مرتضویؑ تک غربت وافلاس اور سرمایہ داری کا دور دورہ تھا۔	2674
61	155	130	128	حضرت ابوذرؓ زندگی بھر کیلئے جلاء وطن کر دئے گئے۔	2678
62	156	132	130	موت مسلمہ حقیقت ہے۔ دنیا آخرت کیلئے سامان سفر حاصل کرنے کیلئے بنائی گئی ہے۔	2683
63	157	133	131	قریش نے دین سے رُوگردانی کرلی تھی۔	2688
64	158	134	132	قریش کا خودساختہ خلیفہ اور خلیفہ خداوندی سلام اللہ علیہ۔	2694
65	159	135	133	ایک ایسا شجرہ جس کی نہ جڑ تھیں نہ شاخیں۔	2698
66	160	136	134	حضرت علیؑ کا چیلنج کہ میں ظالم کی ناک میں نکیل ڈال کر سرچشمہ حق تک لے جاؤں گا۔	2699
67	161	138	136	حضرت قائمِ قیامتؑ اعلانِ حکومت کرتے ہی نظام اجتہاد ومشاورت کا ستیاناس کردیں گے	2701
68	162	139	137	خلافت حاصل کرنے کیلئے کچھ صحابہ گمراہ لوگوں کے امام بن کر تیغ بکف میدان میں آئیں گے	2705
69	163	140	138	گناہوں، خطاؤں اور بھول چوک سے محفوظ ومعصومؑ حضرات پر لازم ہے کہ وہ گناہگاروں اور خطاکاروں پر رحم کرتے رہیں۔	2706
70	164	141	139	دینداروں کے خلاف افواہوں کا اثر نہ لینا، سچ اور جھوٹ میں صرف چار اُنگل کا فاصلہ ہے	2708
71	165	142	140	اموال غیر مستحق پر خرچ کرنے کی خرابی اور نتیجہ۔	2709
72	166	143	141	زمین وآسمان انسانوں پر اپنی برکتیں کیوں نازل کرتے ہیں۔	2711
73	167	144	142	امامتؑ اور آئمہ صلوٰۃ اللہ علیہم اِس اُمت میں بنی ہاشمؑ میں مقرر ومتعین ہیں۔	2715
74	168	145	143	یہ دنیا موت کی تیراندازی کا میدان ہے۔	2720
75	169	146	144	قریش کا دوسرا خلیفہ۔	2722
76	170	147	145	قریشی تاریخ وتفسیر تیار ہونے کا زمانہ؟	2725
77	171	149	147	وقتِ وداع ہدایات جاری فرمائی ہیں۔	2733
78	172	150	148	رسولؐ اللہ کے اُٹھتے ہی ایک گروہ اپنے سابقہ دین کی طرف پلٹ گیا تھا۔	2736
79	173	151	149	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی نہ برابری ہوسکتی ہے نہ ان کی کمی پوری کی جاسکتی ہے۔	2743
80	174	152	150	صفاتِ خداوندی پر تخلیق خداوندی سے دلیل وبرھان۔	2750
81	175	153	152	آلِ محمدؐ کی پوزیشن۔2۔ بابصیرت لوگوں کے عمل کا طریقہ۔	2763

نمبر شمار	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	عنوان	صفحہ نمبر
82	176	154	153	شپرہ یا چمگیدڑ پر ایک گہری نظر۔	2767
83	177	155	154	عائشہ کے سینے میں کینہ اور دشمنی اور انتقامی منصوبہ تھا مگر زوجہ رسولؐ ہونے کا لحاظ رکھا گیا۔	2772
84	178	156	155	حمدِ خداوندی کی غرض وغایت۔	2781
85	179	157	156	قرآن اور علیؑ کی پوزیشن۔	2787
86	180	158	157	قریش کے ساتھ اپنے سلوک کا تذکرہ، اور شکریہ ادا کرنے کا عملی طریقہ۔	2790
87	181	159	158	اللہ کی حمد وثنا ایسے طریقوں اور انداز سے بیان فرمائی ہے کہ جس کی قدر و قیمت اور تعریف ہماری علمی وسعت سے ارفع واعلیٰ ہے۔	2791
88	182	160	159	رسولؐ اللہ کے ساتھ اللہ نے کیا کیا بھیجا تھا؟	2804
89	183	162	161	اللہ کی چند صفات۔ کائنات اور مخلوقات کا تخلیقی مادہ قدیم وازلی نہیں ہے۔	2809
90	184	163	162	حضرت علیؑ مملکت اسلام کے مظلوموں کی نمائندگی کرنے کیلئے عثمان سے گفتگو کرتے ہیں	2813
91	185	164	163	ہر مخلوق اللہ کی عجیب وعظیم کاریگری کا بولتا ہوا ثبوت ہے۔	2819
92	186	166	165	قرآن کریم کی پوزیشن؟ مسلمانوں کی محدود شناخت کیا ہے؟	2827
93	187	170	169	آسمانوں اور فضاؤں کی تخلیق کا بڑا مقصد؟	2833
94	188	172	171	مسئلہِ خلافت پر قریشی خلفا کا تصور اور خلافت کے حق دار کی شناخت؟	2835
95	189	174	173	پیغمبرؐ کی رعایت کیلئے اپنے علم غیب کو چھپاتے چلے گئے۔	2845
96	190	175	174	قرآن کریم کی پوزیشن ۔	2849
97	191	177	176	صفاتِ خداوندی کا نیا انداز۔ تشہد کا نیا انداز اور صفات رسولؐ۔	2864

☆☆☆☆☆

نمبر شمار	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	عنوان	صفحہ نمبر
1	192	181	180	حمدِ خداوندی مع صفاتِ خداوندی،	2872
2	193	182	181	اللہ کی صفات اور کام اور رسولوں کی بعثت کی غرض وغایت	2887
3	194	184	191	تقویٰ اور متقین پر خطبہ دیا ہے۔	2901
4	195	185	192	رسولؐ اور اسلام کے خلاف قریش اور عربوں کی تیاریاں،	2923
5	196	186	193	اللہ کی صفات اور حمد وثنا۔ اللہ سے طلب کرنے کا طریقہ۔	2929
6	197	187	194	بعثت رسولؐ کا زمانہ اور عربوں کی حالت۔ دنیا کا سلوک اور اس کا فضاؤں میں سفر کرنا۔	2940
7	198	188	195	اپنے حق خلافت پر صحابہ کو گواہ قرار دیا ہے، اپنی یگانگت پر دلیل، کسی صحابی کے نماز جنازہ پڑھنے کا ذکر نہیں کیا۔ غسل وکفن ودفن تنہا نے کیا۔	2945
8	199	189	196	اللہ کی چند صفات اور احسانات۔ تقویٰ حلّالِ مشکلات ہے	2955
9	200	190	197	نماز کیلئے کون سا خطرہ تھا اسکی حفاظت کے معاہدہ پر تاکید فرمائی ہے	2968
10	201	192	199	متلاشیانِ حق کی کمی پر تسلی دی ہے۔	2977
11	202	193	200	رسولؐ اللہ سے مسلمانوں کے مظالم کی شکایت۔	2979
12	203	194	201	دنیا میں رہنے پر ہدایات وتنبیہات	2982
13	204	195	202	یقیناً کوچ کا نقارہ بجا کر اعلان کیا جا چکا ہے	2984
14	205	200	207	حضرت علی علیہ السلام بصرہ میں اپنے صحابی علاء بن زیاد حارثی کی بیمار پرسی کو تشریف لے گئے تھے۔ اس کا مکان دیکھا تو یہ خطبہ فرمایا۔	2986
15	206	201	208	عہد مرتضوی تک حدیث رسولؐ کی پوزیشن کیسی بن چکی تھی؟ راوی کس قسم کے لوگ تھے؟	2989
16	207	202	209	زمینوں اور آسمانوں اور پہاڑوں کی تخلیق پر مختصر بیان دیا ہے۔	2998
17	208	204	211	اللہ ورسولؐ کی صفات، علم خداوندی، وجودِ خداوندی،	3008
18	209	205	212	اللہ کا مجسم عدل ہونا۔ قریش ہرگز آنحضرتؐ کے شجرے سے نہ تھے۔	3011
19	210	206	213	فوراً قبول ہونے والی دُعا۔	3017
20	211	207	214	حقوق کے قیام کا اصول کیا ہے؟۔ وہ اللہ ہے جس پر کسی کا حق نہیں۔	3022
21	212	210	217	نیک طینت انسان کے ساتھ اللہ کا سلوک	3029
22	213	212	218	قرآن کی ایک آیت کا پس منظر جس میں مردے نظر آنے لگتے ہیں	3031

نمبر شمار	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	عنوان	صفحہ نمبر
23	214	213	219	انبیاءؑ و رسلؑ سے خالی زمانہ میں منجانب اللہ راہنمائی و ہدایت کاری و احکام جاری رہنا لازم رہتا چلا آیا ہے۔	3045
24	215	214	220	اس خطبے کو پڑھنے اور سننے والا شخص اگر غیرت مند اور شریف طبیعت ہے تو ہمیشہ کیلئے گناہ اور سرکشی سے رک جائے گا۔	3052
25	216	215	221	حقیقی بھائی کے لئے بھی پبلک کا حق نہ مارا جائے گا۔2۔سابقہ نظام حکومت نے آل محمدؐ کو کیسا قلاش و بدحال کر دیا؟	3057
26	217	216	222	عزت سے زندہ رہنے کی ایک دعا لوگوں سے بے نیاز رہنے کی تمنا۔	3062
27	218	217	223	دنیا کی حالت مختلف پہلوؤں سے سامنے رکھ دی ہے۔	2063
28	219	218	224	اللہ کا اپنے دوستوں سے سلوک۔ اللہ کے دوست دل گھبرانے کا کیا علاج کرتے ہیں؟	3066
29	220	219	225	لِلّٰہِ بِلَادُ فُلَانٍ	3069

☆☆☆☆☆

نمبرشمار	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	عنوان	صفحہ نمبر
1	221	220	226	مرتضویؑ بیعت پر خوشی ومسرت کے ہنگامے۔	3595
2	222	221	227	تقویٰ کا نتیجہ۔ نیک اعمال بجالانے کے مواقع۔ موت کیسا مد مقابل ہے؟۔	3599
3	223	222	228	رسولؐ کی شان میں ''ذی قار'' نام کے ایک گاؤں کے پاس یہ خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔جب کہ آپؐ بصرہ جارہے تھے علامہ واقدی نے اپنی کتاب الجمل میں خطبہ کو نقل کیا ہے۔	3604
4	224	223	229	عبداللہ ابن زَمَعَہ کو طلبِ مال پر جواب دیا ہے۔حق داروں کے سوا کسی کو کچھ نہ دیا جائے گا۔	3607
5	225	224	230	زبان وقلب ودماغ کا تعلق۔	3608
6	226	225	231	ایک نہایت اہم حقیقت کا انکشاف۔ انسانی صورت وشکل اور سیرتوں کے اختلاف کا بنیادی سبب جس سے عدلِ خداوندی برقرار رہتا ہے۔	3610
7	227	226	232	میت کے غسل کے وقت رسولؐ سے باتیں۔ آپؐ کی وفات پر نبوت اور آسمانی خبریں منقطع ہوگئیں ۔	3612
8	228	227	183	صفاتِ خداوندی۔ رسولؐ اللہ کا ذکر۔ چیونٹی کی ساخت۔ دیگر مخلوقات۔	3621
9	229	228	184	صفاتِ خداوندی اور توحید پر ایک شاہکار خطبہ مانا جاتا رہا ہے۔	3631
10	230	229	185	ایسے حضراتؓ جن پر اپنے والدینؑ کو قربان کرنے کی تمنا کی ہے۔	3645
11	231	230	186	اللہ کے احسانات اور رحیمانہ سلوک یاد دلا کر مسلمانوں سے نیک اعمال کی اپیل کی ہے۔	3650
12	232	231	187	چیلنج! پوری کائنات میں سے جو چاہو دریافت کرلو۔ زمین سے زیادہ سماوات کے حالات وتفصیلات اور راستوں سے واقف۔	3655

نمبرشمار	خطبہ نمبر: (محمد احسن زیدی)	خطبہ نمبر: علی نقی طہرانی	خطبہ نمبر: مفتی جعفر حسین	عنوان	صفحہ نمبر
13	233	232	188	حمد وثنا کرنے کا ایک سبب۔ قریش کا محمدؐ کو نا کام کرنے پر اجماع، اتفاق واتحاد کرنا۔	3661
14	234	233	189	نظام مشاورت اور ملاؤں سے تبرا۔ مخالفین کو ہمنوا بنانے کی تاکید۔ تقویٰ پر زور اور تاکید۔	3667
15	235	234	190	شیطان کی مذمت خاص طور سے اور قریش کی مذمت عام طور پر کی گئی ہے۔	3675
16	236	236	233	(مظلوم ترین خطبہ) ظالم کون ہے؟	3712
17	237	237	234	لوگوں کو نیک بنانے کے لئے نرم نرم، پیاری پیاری باتیں۔ عمل کرنے کے مواقع اور مقاصد۔	3717
18	238	239	236	اہلؑ بیت علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔ وہ اسلام کے ستون اور سہارا اور مسلمانوں کی جائے پناہ ہیں۔ ان کی وجہ سے حق اپنے صحیح مقام پر پلٹ آیا تھا۔ مسلمانوں نے دوبارہ باطل کو اختیار کر لیا تھا۔	3719
19	239	178	177	محمدؐ وعلیؑ فاطمہؑ اور حسنینؑ ودیگر آئمہؑ نے دیکھ بھال کر اللہ کی عبادت کی ہے	3722
20	240	-	-	حرف ''اَلِف'' غائب ہے مگر خطبے کی روانی اور شان حسبِ معمول برقرار ہے۔	3726
21	241	-	-	میں کون ہوں؟	3741
22	242	-	-	میں وہ شخص ہوں کہ میرے پاس غیب کی کنجیاں ہیں	3751

☆☆☆☆☆

نمبر	خط نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	تمہید	چند باتیں بطورِ یاددھانی	3779
1	خط	مدینہ سے بصرہ جاتے ہوئے اہل کوفہ کو لکھا	3783
2	خط	بصرہ کی فتح پر اہل کوفہ کو مبارکباد	3787
3	خط	قاضی شریح کو مکان کی خرید وفروخت پر رسید وبیعنامہ لکھنے کا طریقہ سکھایا	3788
4	خط	بصرہ کے گورنر حضرت عثمان بن حنیف کے نام	3791
5	خط	آذر بائجان کے گورنر اشعث بن قیس کے نام	3793
6	خط	معاویہ کے نام	3796
7	خط	معاویہ کو جواب میں سبق آموز ریمارکس	3800
8	خط	جریر بن عبداللہ بجلی کے نام	3802
9	خط	معاویہ کے نام	3803
10	خط	معاویہ کے نام	3807
11	خط	لشکر کو ہدایات	3809
12	خط	اپنی فوج کے ایڈوانس گارڈ معقل بن قیس کو ہدایات	3811
13	خط	اپنی فوج کے دوسرداروں کے نام	3812
14	خط	صفین میں دشمن کی ملاقات سے پہلے پہلے اپنی فوج کو ہدایات	3813
15	شکوہ	دشمن کے سامنے آنے پر اللہ سے دشمن کا شکوہ	3819
16	خط	جنگ کے وقت علی علیہ السلام اپنے صحابہ سے فرمایا کرتے تھے	3820
17	خط	معاویہ کو جواب میں لکھا	3821
18	خط	عبداللہ ابن عباس کے نام جب وہ بصرہ کا گورنر تھا	3827
19	خط	آپؑ کے بعض گورنروں کے نام	3828
20	خط	زیاد ابن ابیہ کے نام جسے عبداللہ ابن عباس نے اپنا خلیفہ بنا رکھا تھا	3829
21	خط	دوبارہ اُسی کے نام	3829
22	خط	عبداللہ ابن عباس کو لکھا گیا	3841
23	وصیت	جب ابن ملجم ملعون نے آپؑ کے سر مبارک پر تلوار ماری تو آپؑ کی وصیت	3842

نمبر	خط نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
24	وصیت	آپ کے اموال پر عمل درآمد کے متعلق وصیت	3844
25	وصیت	صدقات وزکوۃ کے وصول کرنے والوں کے لئے	3846
26	خط	اپنے گورنروں میں سے بعض کے نام جنہیں صدقات وصول کرنے پر تعینات کیا ہوا تھا	3851
27	معاھدہ	ابوبکر کے بیٹے محمد رضی اللہ عنہ سے گورنری کا عہد لینا	3852
28	خط	معاویہ کے جواب میں لکھا گیا	3856
29	خط	بصرہ والوں کے نام	3865
30	خط	معاویہ کے نام	3866
31	وصیت	جناب حسنؑ ابن علی علیہما السلام کے لئے جو صفین سے واپس آتے ہوئے تحریر فرمائی	3868
32	خط	معاویہ کے نام	3896
33	خط	عباس کے بیٹے قثم کے نام جو کہ علی علیہ السلام کی طرف سے مکہ کا گورنر تھا	3904
34	خط	محمد بن ابی بکر کے نام	3905
35	خط	عبداللہ ابن عباس کے نام مصر میں محمد بن ابی بکر کے قتل کے بعد	3908
36	خط	اپنے بھائی عقیلؑ ابن ابی طالبؑ کے جواب میں	3914
37	خط	معاویہ کے نام	3916
38	خط	اھل مصر کے نام جب ان پر مالک اشتر کو حاکم بنایا	3919
39	خط	عمرو ابن العاص کے نام	3921
40	خط	ایک گورنر کے نام	3924
41	خط	بعض گورنر کے نام	3925
42	خط	جناب عمر ابن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ مخزومی بحرین کے گورنر کے نام	3928
43	خط	صوبہ اردشیر خرہ کے گورنر مصقلہ بن ھبیرہ شیبانی کے نام	3929
44	خط	زیاد ابن ابیہ کے نام	3930
45	خط	جناب عثمان ابن حنیف کے نام	3931
46	خط	اپنے گورنر کے نام	3940
47	وصیت	امام حسن وحسین علیہما السلام کو وصیت	3941

نمبر	خط نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
48	خط	معاویہ کے نام	3944
49	خط	معاویہ کے نام	3945
50	خط	اپنی فوج کے حکمرانوں کے نام	3946
51	خط	خراج وصول کرنے والے گورنروں کے نام	3948
52	خط	شہروں کے حکمرانوں کے نام	3950
53	عھد	مالک اشتر نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے	3954
54	خط	عمران ابن حصین کے ہاتھ طلحہ وزبیر کے لئے	3993
55	خط	معاویہ کے نام	3994
56	خط	شریح ابن ھانی کے نام	3996
57	خط	اہل کوفہ کے نام	3997
58	خط	جنگ صفین کی تفصیلات سے مطلع کرنے کے لئے مختلف شہروں کے لوگوں کے نام	3998
59	خط	اسود بن قطیبہ حلوان کی فوج کے سردار کے نام	4000
60	خط	ان گورنروں کے نام جن کا علاقہ گذرتی ہوئی فوجوں کے راستے میں پڑتا ہو	4001
61	خط	کمیل ابن زیاد نخعی کے نام	4002
62	خط	اہل مصر کے نام	4003
63	خط	ابوموسیٰ اشعری کے نام	4008
64	خط	معاویہ کے جواب میں	4009
65	خط	معاویہ کے نام	4013
66	خط	عبداللہ ابن عباس	4016
67	خط	عباس کے بیٹے قثم کے نام	4017
68	خط	سلمان فارسی کے نام	4018
69	خط	ھارث ھمدانی رضی اللہ عنہ کے نام	4019
70	خط	سہل ابن حنیف انصاری کے نام	4023
71	خط	منذر ابن جارود العبدی کے نام	4024

نمبر	خط نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
72	خط	عبداللہ ابن عباس کے نام	4026
73	خط	معاویہ کے نام	4028
74	معاھدہ	قبیلہ ربیعہ اور اہل یمن کے مابین	4030
75	خط	معاویہ کے نام	4031
76	وصیت	عبداللہ ابن عباس کے نام	4032
77	وصیت	عبداللہ ابن عباس کے نام	4032
78	خط	ابوموسیٰ کے جواب میں	4033
79	خط	اپنی ظاہری خلافت کے فوجی سرداروں کے نام	4036

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	فتنہ سازوں سے تحفظ۔۔۔	4038
2	ذلت اور رسوائی سے تحفظ	4038
3	کنجوسی، بزدلی، ناداری۔۔۔	4038
4	سب سے اچھا ساتھی۔۔۔	4039
5	رازداری، خوشروئی۔۔۔۔	4039
6	خود بینی وخود پسندی	4039
7	چربی گوشت اور ھڈی	4039
8	دنیا کا اچھا اور بُرا سلوک	4039
9	لوگوں سے برتاؤ؟	4040
10	دشمن پر غلبہ۔۔۔۔	4040
11	دوستوں کے معاملہ میں	4040
12	وہ مومنین جو نہ حق کے۔۔۔۔	4040
13	ناشکری	4040
14	قریبی رشتہ داروں کا چھوٹنا	4040
15	فتنہ میں مبتلا ہر شخص۔۔۔۔	4040
16	تقدیر	4041
17	خضاب	4041
18	تمناؤں کے پیچھے دوڑنا	4041
19	بامروّت انسان	4041
20	غلط مرعوبیت	4041
21	حق خلافت	4041
22	عملی تیز روی	4042
23	نعمتوں کی فراوانی	4042
24	گناہان کبیرہ کا کفارہ	4042
25	انسانی چہرہ	4042
26	معمولی بیماری	4042
27	پارسائی	4042
28	موت	4042
29	اللہ کی ستاری	4042
30	ایمان وکفر کی تفصیل	4043
31	نیکی و بُرائی سے بڑھ کر	4045
32	سخاوت	4045
33	سب سے اچھا بے نیاز	4045
34	ناگوار باتیں	4045
35	آرزوؤں کا طول	4045
36	بادشاہوں کی غلط تعظیم	4046
37	امام حسنؓ کو نصیحت	4046
38	فرائض میں حارج۔۔۔۔	4047
39	زبان	4047
40	بیماری کا اجر	4047
41	خباب بن ارت کی مدح	4047
42	مومن اور منافق	4048
43	اللہ کے نزدیک۔۔۔۔	4048
44	انسانی ہمت۔۔۔۔	4048
45	کامیابی اور حادثہ کی جانچ	4048
46	بھوکے شریف اور۔۔۔۔	4048
47	دلبری	4049
48	عزت	4049

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
49	سب سے زیادہ قابل تعریف	4049
50	حقیقی سخاوت	4049
51	عقل وادب	4049
52	صبر کی متضاد قسمیں	4049
53	ایسی چیزیں جو مسافرت کو۔۔	4049
54	قناعت	4050
55	خواہشات بھڑ کانے والی چیز	4050
56	نذیر، بشیر	4050
57	زبان	4050
58	بچھو	4050
59	سلام	4050
60	سفارش	4050
61	سوار	4050
62	دوستوں کا نہ ہونا	4050
63	نا کامی	4050
64	خالی ہاتھ لوٹانا	4051
65	پارسائی اور شکر	4051
66	ارادہ	4051
67	جاھل	4051
68	عقل	4051
69	زمانہ	4051
70	لوگوں کا راہنما	4051
71	سانس	4052
72	ہر قابل شمار چیز	4052

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
73	مشکوک	4052
74	دنیا کو تین طلاقیں	4052
75	تقدیر، جبر اور قدر	4053
76	حکمت منافق میں بھی ہوتی	4054
77	حکمت مومن کی اپنی چیز	4054
78	ہر آدمی کی قیمت	4054
79	پانچ ایسی چیزیں	4054
80	آپؐ کا مقام	4054
81	تلوار سے نیکوں کی نسل	4055
82	لاعلمی	4055
83	بڑے بوڑھوں کی رائے	4055
84	استغفار	4055
85	عذاب	4055
86	دنیا اور آخرت	4056
87	ایک دینی دانشور	4056
88	علم اپنی اثر انگیزی۔۔۔	4056
89	دلوں سے مسلسل۔۔۔	4056
90	گمراہ کن فتنوں سے پناہ	4056
91	خیر کے معنی؟	4057
92	نبیوںؑ سے قربت؟	4058
93	اھل یقین کا سونا	4058
94	روایات گھڑنے والے	4058
95	انا اللہ وانا الیہ راجعون	4058
96	اپنے سامنے مدح۔۔۔	4059

نمبرشمار	عنوان	صفحہ نمبر
97	حاجت روائی	4059
98	ہیجڑوں، کنیزوں اور۔۔۔	4059
99	علیؓ کا لباس	4059
100	دنیا اور آخرت	4060
101	قابل مبارک باد لوگ	4060
102	فرائض وحدود	4061
103	دینی قربانی	4061
104	عالم کی جہالت	4061
105	دل پر اثر انداز باتیں	4061
106	سہارا	4062
107	دینی حکمران	4062
108	پہاڑ جتنا کلیجہ	4062
109	اٹھارہ بہترین چیزیں	4063
110	بدظنی اور حسن ظنی	4063
111	مزاج پرسی کا جواب	4064
112	اللہ کی ٹھنڈی مار	4064
113	وہ مقام جہاں دوست۔۔۔	4064
114	افسوس وملال کا سبب	4064
115	سانپ سے پیار	4064
116	قریشی قوم	4065
117	دو قسم کے اعمال وخمیازہ	4065
118	جنازوں پر ہنسنا	4065
119	عورتوں کا عورت سے غیرت	4066
120	اسلام کا دوسرا نام	4066
121	بخیل اور منکر خداوندی	4066
122	اعمال میں کوتاہی	4067
123	سردی سے بچنے کا طریقہ؟	4067
124	خالق کی عظمت	4067
125	اہل قبرستان سے باتیں	4068
126	دنیا کی جھوٹی مذمت	4068
127	فرشتہ کا روزانہ پکارنا	4070
128	گذرگاہِ حیات	4070
129	صحیح دوست	4070
130	چار اہم چیزیں	4071
131	نماز، حج، زکوۃ اور جہاد	4071
132	رزق نازل کرانا	4072
133	مدضرورت کے لحاظ سے	4072
134	میانہ روی	4072
135	بچوں کا کم ہونا	4072
136	نازل ہونے والا صبر	4072
137	روزہ اور تہجد	4072
138	ایمان کی اساس	4072
139	علوم خداوندی کے حامل	4073
140	انسانوں کے عیب اور ہنر	4075
141	جو خود کو نہیں پہچانتا	4075
142	نصیحتیں	4075
143	انجام سب کے لئے	4078
144	ہر آنے والا۔۔۔	4078

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
145	صبر	4078
146	کسی گروہ کا شریک کار	4078
147	معاہدوں کی ذمہ داری	4078
148	مقدس ہستیؑ	4078
149	حواس خمسہ	4078
150	ڈانٹ ڈپٹ	4078
151	کن اشخاص کو بُرا۔۔۔	4079
152	خودرائی کی مذمت	4079
153	رازداری	4079
154	بڑی موت	4079
155	غاصب	4079
156	مخلوق کیلئے خالق کی۔۔۔	4079
157	اپنے حق میں تاخیر	4079
158	خودپسندی	4079
159	رنگ رلیاں	4079
160	روشن صبح	4079
161	گناہوں کا چھوڑنا	4080
162	ایسی چیز نہ کھاؤ	4080
163	مبلغ علم کی کمی	4080
164	رایوں میں اختلاف	4080
165	اللہ کیلئے تیغ بکف رہنا	4080
166	خدشات میں کودنا	4080
167	سینہ کو کشادہ رکھنا	4080
168	صحیح بدلہ	4080
169	اپنا سینہ صاف کرلو	4080
170	بات پر اَڑ جانا	4080
171	لالچ	4080
172	کوتاہی اور پختہ ارادہ	4081
173	مفید و حکیمانہ بات	4081
174	عورتوں میں اختلاف	4081
175	حق میں شبہ	4081
176	جھوٹ سے پاک	4081
177	ظلم کی ابتدا کرنے والا	4081
178	حق کے کھلے طرفدار	4081
179	کوچ کا نقارہ	4081
180	صبر و بے قراری	4081
181	خلافت کا حق	4082
182	انسانوں کی دنیا میں گزر بسر	4082
183	ایک وقت کی خوراک	4082
184	دلوں سے کام لینے کا طریقہ	4083
185	غصہ کو ٹھنڈا کرنا	4083
186	کنجوسی	4083
187	جو مال نصیحت اور سبق دے	4083
188	دلوں کی تھکن	4083
189	حق بات کو باطل کے منصوبہ کے لئے	4083
190	بازاری لوگ	4084
191	قابل ملامت چہرے	4084
192	دو محافظ فرشتے	4084

نمبرشمار	عنوان	صفحہ نمبر
193	شرکت کا عقیدہ	4084
194	اللہ اور موت سے خبردار	4085
195	کسی کی ناقدری پر نیک سلوک	4085
196	ظرف علم کبھی تنگ نہیں ہوتا	4085
197	بردباری کا اولین نتیجہ	4085
198	حقیقی بُردبار	4085
199	اپنا محاسبہ	4086
200	دنیا کا تدریجی رویہ	4086
201	تقیہ	4086
202	چندصفات اور عادات	4087
203	عقل خود پسندی کی دشمن	4087
204	خوش رہنے کی ترکیب	4087
205	ایمان کی تعریب	4087
206	نرم لکڑی والے درخت	4087
207	رائے اور مخالف	4088
208	عہدہ اور مرتبہ	4088
209	حالات کا تقاضہ	4088
210	حسد	4088
211	لالچ اور طمع	4088
212	اعتماد	4088
213	آخرت کے لئے ظلم	4088
214	چشم پوشی	4088
215	شرم وحیا کا لباس	4088
216	چندصفات حسنہ کا نتیجہ	4088

نمبرشمار	عنوان	صفحہ نمبر
217	حسد کرنے والوں کی حماقت	4089
218	لالچ	4089
219	دنیا کی زندگی	4089
220	قناعت اور خوش اخلاقی	4089
221	پاکیزہ زندگی	4090
222	خوش نصیبی	4090
223	عدل اور احسان	4090
224	عاجز اور چھوٹے ہاتھ	4090
225	جنگ	4090
226	خصلتیں	4090
227	عقل مند کی شناخت	4091
228	دنیا مع اپنے ساز وسامان	4091
229	عبادتیں	4091
230	شر	4091
231	سستی وکاہلی اور چغل خوری	4091
232	ایک غضبی پتھر	4092
233	مظلوم کے بدلے کا دن	4092
234	تقویٰ	4092
235	جوابات کی کثرت	4092
236	ہر نعمت پر اللہ کا حق	4092
237	ناداری وحرص وہوس	4092
238	نعمتوں کو برقرار رکھنا	4092
239	جذبہ کرم	4092
240	اچھے خیالات	4092

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
241	نا گواری کے باوجود عمل	4093
242	ارادوں کا پورا نہ ہونا	4093
243	دنیا کی تلخیاں	4093
244	واجباتِ دین کا مقصد	4093
245	ظالم سے حلف لینا	4094
246	اپنی ذات کا وصی	4094
247	غصہ پاگل پن کی قسم	4094
248	صحت مند آدمی	4094
249	غداروں، جھوٹوں ۔۔۔	4094
250	مومنین کی مصیبت	4095
251	تنگ دستی سے نکلنے کا طریقہ	4095
252	مہلت	4095
253	نورِ محمدی کا ظہور و غلبہ	4095
254	جناب صعصعہؓ کی مدح	4095
255	خصومت	4095
256	لڑکیوں کا رشتہ	4096
257	ایمان کا نورانی شعلہ	4096
258	مہاجنوں کے مشکوک کھاتے	4096
259	جنگی مہمات میں جنسی خواہش	4096
260	یقین کے ساتھ کامیابی	4096
261	رسولؐ اللہ مسلمانوں کی پناہ گاہ	4096
262	حضرت علیؑ، حکمران یا رعیت؟	4096
263	طلحہ و زبیر	4097
264	بادشاہ کا مصاحب	4097

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
265	دوسروں کے پس ماندگان؟	4098
266	دانشوران قوم کے فیصلے	4098
267	اپنے بیانات کو یاد رکھنا	4098
268	رزق کے تفکرات	4098
269	محبت اور عداوت	4098
270	دنیا کے لئے کام کرنے والے	4099
271	کعبہ کے زیورات	4099
272	اللہ کا مال	4100
273	پہلی خلافتوں کی جاری کردہ ۔۔	4100
274	للہ کے فیصلوں پر قائم رہنا	4100
275	علم و یقین	4101
276	طمع اور آرزوئیں	4101
277	اللہ سے پناہ؟	4102
278	حضرت قائمؑ قیامۃ	4102
279	کام پابندی کے ساتھ	4102
280	نوافل و سنتیں و فرائض	4102
281	مسافت کو یاد رکھنا	4102
282	دیکھنے کا ذریعہ؟	4102
283	نصیحت کے لئے غفلت پردہ	4103
284	عالم کہلانے والے	4103
285	علم ہو تو عذرات ختم	4103
286	نہ جلدی پسند نہ تاخیر اچھی	4103
287	سوچ سمجھ کر خیر باد	4103
288	مقدرات کے چکر	4103

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
289	پستی وعلم کا منقطع ہوجانا	4103
290	علیؑ کا بھائی	4104
291	اللہ کی نافرمانی	4105
292	تعزیت وپرسہ کا طریقہ	4105
293	رسولؐ اللہ سے خطاب	4105
294	احمق کی صحبت	4106
295	مشرق ومغرب کا فاصلہ	4106
296	دوستوں اور دشمنوں کا مقام	4106
297	اپنے سینے سے نیزہ۔۔	4106
298	نصیحتوں کی بہتات	4106
299	قاصد کا کام؟	4106
300	جھگڑا	4107
301	گناہ کے بعد عافیت طلبی	4107
302	رزق وحساب	4107
303	اللہ سے ہوشیار	4107
304	فقیر اور مسکین	4107
305	اپنی ماں سے محبت	4107
306	غیور شخص	4108
307	موت اچھا محافظ	4108
308	نیند کا مال کے ساتھ تعلق	4108
309	مودۃ	4108
310	مومنین کی زبان	4108
311	ایمان کی تصدیق	4108
312	انس بن مالک کا جزام	4108
313	دلوں سے کام لینا	4109
314	قرآن کی پوزیشن	4109
315	سنگ اندازی کا تدارک	4109
316	منشی کو ہدایات	4109
317	علیؑ مومنین کے حکمران	4109
318	خلافت پر اختلاف	4109
319	علیؑ کی فتح	4110
320	تنگ دستی	4110
321	سوال کا طریقہ	4110
322	امام مختار ہیں	4110
323	قوم کے بزرگ	4111
324	خارجیوں کے باغی ہونے کی وجہ	4111
325	محمد بن ابی بکر کے قتل کی اطلاع	4111
326	انسانی عذرات	4112
327	شر کے ذریعہ غلبہ مغلوبیت ہے	4112
328	غربت وافلاس کے ذمہ دار	4112
329	نافرمانی پر صحیح عذرات	4112
330	گناہ سے بچنا	4112
331	دانشوروں کے لئے اطاعت	4112
332	حاکم اور سزا کا مجاز	4112
333	زمین پر اللہ کا سائبان؟	4113
334	مومن کی بہترین صفات	4113
335	زاہد وپارسا اور حقیقی غنی	4113
336	وعدہ آزادی چھین لیتا ہے	4114

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
337	موت اور اس کا سفر	4114
338	مال میں حصہ دار	4114
339	بلا عمل دعائیں اور تسبیحات؟	4114
340	امت اور اس کے علما؟	4114
341	افلاس کی مذمت	4114
342	پارسائی اور شکر زینت ہیں	4114
343	عدل کا دن	4114
344	اہل قریش	4115
345	عمومی ہدایات	4115
346	عصمت کی ایک صورت؟	4116
347	بھیک مانگنے کا نتیجہ	4116
348	حمد وثنا اور خوشامد و چاپلوسی	4116
349	سب سے بڑا و سخت گناہ	4116
350	شریفانہ و بدمعاشانہ زندگی	4116
351	ظالم کی علامتیں	4117
352	سختیوں اور بلاؤں کا زوال	4117
353	اہل و عیال سے سلوک	4117
354	سب سے بڑا عیب کیا ہے	4117
355	مبارک باد دینے کا طریقہ	4117
356	بلند عمارتیں	4118
357	راہیں بند ہو جائیں تو رزق کا راستہ	4118
358	میت پر پُرسہ	4118
359	خوشحالی و نعمتوں کی فراوانی	4118
360	نفس پروری	4119

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
361	ہر بات کا اچھا پہلو	4119
362	دعا قبول ہونے کا طریقہ	4119
363	لڑائی جھگڑے؟	4119
364	جلدی اور تاخیر؟	4119
365	انہوں اور فرضی باتیں؟	4120
366	تفکر و اعتبار سے استفادہ	4120
367	علم و عمل ساتھ ساتھ	4120
368	دنیا داروں کے لئے ہدایات	4120
369	ثواب و عذاب؟	4121
370	قریش کی اسکیم	4121
371	ہر خطبہ سے پہلے تنبیہ	4122
372	اسلام و چند متعلقہ صفات	4122
373	علم و عالم	4123
374	ظلم و جبر پر عمل	4124
375	بُرے کاموں کو دیکھنا؟	4124
376	جہاد	4125
377	حق و باطل کی بات	4125
378	اس امت کے دو اشخاص	4125
379	کنجوسی	4126
380	رزق کی دو قسمیں	4126
381	گزرنے والے حالات	4126
382	بولنے میں ذمہ داری	4127
383	جو کچھ جانتے ہو محفوظ رکھو	4127
384	قوت و کمزوری	4127

نمبرشمار	عنوان	صفحہ نمبر
385	غلط عمل جہالت ہے	4127
386	دنیا کی حقارت پر دلیل	4127
387	عمل اور نسب	4128
388	جوئیندہ یابندہ	4128
389	اچھائی اور بُرائی کی شناخت	4128
390	فاقہ اور دیگر بلائیں	4128
391	مومن کی تین خاص ساعتیں	4128
392	دنیا میں بے رغبتی	4129
393	منہ سے نکلنے والی بات	4129
394	ہلکی پھلکی خوشبو	4129
395	فخر و کبر کو راہ سے ہٹاؤ	4129
396	دنیا میں سرسری طریق کار؟	4129
397	ایک بات جنگ کا چیلنج	4129
398	قناعت	4129
399	عزت برقرار رکھنا لازم	4130
400	باپ بیٹے کے واجب حقوق	4130
401	لوگوں سے ہم رنگ رہنا	4130
402	بیرونی اثرات انسانی حالات	4130
403	متضاد خواہشیں تدابیر کی دشمن	4131
404	چھوٹا منہ بڑی بات	4131
405	لاحول ولاقوۃ کے معنی	4131
406	دینی لباس کی آڑ میں؟	4131
407	عقل انسان کو کیوں دی؟	4132
408	فقراء کا اغنیا کے ساتھ ملنا؟	4132
409	حق سے ٹکرانے والا؟	4132
410	دل بصارت کے لئے کتاب	4132
411	تقویٰ	4132
412	بردباری	4132
413	ہدایت اور زبان	4132
414	ادب اور تہذیب؟	4132
415	جواں مردوں کی طرح صبر؟	4132
416	عقل؟	4133
417	مرنے والے پر صبر؟	4133
418	دنیا والوں پر چند جملے؟	4133
419	سامان پس ماندگان کے لئے؟	4133
420	پس ماندگان کے لئے ذخیرہ؟	4134
421	استغفار کیسے کیا جائے؟	4134
422	اولادِ آدمؑ کی بے چارگی	4135
423	نظارہ حسن	4135
424	نیکی اور بھلائی کی اہمیت	4136
425	اصلاح	4136
426	حلم و عقل سے فائدہ	4136
427	نعمتوں کا سخاوت سے تعلق	4137
428	دولت اور صحت	4137
429	اپنی حاجت کا شکوہ	4137
430	عید کب اور کس کیلئے	4137
431	نافرمانی سے حاصل مال؟	4137
432	گھاٹے میں رہنے والا	4138

نمبرشمار	عنوان	صفحہ نمبر
433	رزق کی قسمیں	4138
434	اولیاء اللہ کا طرزِ حیات؟	4138
435	لذتوں کا خاتمہ	4139
436	لازم و ملزوم	4139
437	لطف و کرم کے حق دار؟	4139
438	عدل و سخاوت	4139
439	سب سے اچھا شہر؟	4139
440	زہد کے معنی قرآن سے	4140
441	عمل پیہم کی ستائش	4140
442	آلاتِ موسیقی؟	4140
443	دن کا سونا؟	4040
444	صفات کی تلاش و بیداری	4140
445	تجارت کے لئے فقہ لازم	4140
446	مالکؒ اشتر کا صدمہ	4140
447	چھوٹی مصیبت	4141
448	ذاتی وقار	4141
449	حقوق کی ادائیگی	4141
450	مذاق اُڑانا	4141
451	آنے والے کو ٹھکراؤ نہیں	4141
452	زبیر کی اہل بیتؑ سے دوری	4141
453	آدمی کا سامانِ فخر؟	4141
454	سب سے بڑا شاعر کون؟	4142
455	انسانی جان کی قیمت؟	4142
456	ایمان کی تین علامتیں؟	4142
457	دو مستقبل بھوکے	4142
458	مقدار تقدیر	4142
459	بردباری اور باوقار	4142
460	نظامِ غیبت	4143
461	جنہیں مدح وثنا ہضم نہیں ہوتی	4143
462	دنیا اپنے لئے	4143
463	بنی اُمیہ کے مغلوب ہونے کی کنجی	4143
464	انصار کی مدح	4143
465	والی جس نے دین کو نافذ کیا	4143
466	کاٹ کھانے والا زمانہ	4143
467	توحید	4144
468	آنکھ پشت کا تسمہ	4144
469	حقیقی دولت مندی	4144
470	بغض و نفرت تحقیقی ہونا چاہئے	4144
471	علیؑ سے محبت و نفرت	4144
472	بارش کی دعا میں ایک جملہ	4144
473	خضاب	4145
474	خاطی عفت کی انتہا پر	4145
475	رعایا پر ظلم و زیادتی کا نتیجہ	4145
476	سب سے بُرا بھائی کون ہے	4145
477	عالم و جاہل سے عہد	4145
478	مومن کی مومن سے جدائی	4145

☆☆☆☆☆